14
سلسلة خدمة الحديث النبوی

اردو شرح

جمع الفوائد

من

جامع الاصول ومجمع الزوائد

www.KitaboSunnat.com

تالیف: امام محمد بن سلیمان المغربی (م ۱۰۹۴ھ)

ترجمہ: مولانا محمد احمد دلپذیر   تخریج وشرح: شیخ الحدیث حافظ محمد عباس انجم گوندلوی

تقریظ: شیخ الحدیث عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ

انصار السنہ
پبلیکیشنز لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم
قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ
مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام
محدث لائبریری
کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com
library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

سلسلہ خدمة الحديث النبوی 14

جلد 2

اردو ترجمہ

جمع الفوائد

جامع الاصول و مجمع الزوائد

صحيح البخاري	موطا مالك	مسند البزار
صحيح مسلم	معجم الطبراني الكبير	مسند احمد
سنن الترمذي	معجم الطبراني الاوسط	زوائد رزين
سنن النسائي	معجم الطبراني الصغير	سنن الدارمي
سنن ابي دائود	مسند ابي يعلٰي الموصلي	سنن ابن ماجة

امام محمد بن سلیمان المغربی

مولانا محمد احمد دلپذیر — شیخ الحدیث حافظ محمد عباس انجم گوندلوی

شیخ الحدیث عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ — عبداللہ یوسف ذہبی

انصار السنہ

پبلیکیشنز لاہور

اسلامی اکادمی الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

042-37357587

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق
انصار السنۃ پبلیکیشنز (رجسٹرڈ)
محفوظ ہیں

نام کتاب: جمع الفوائد من جامع الأصول ومجمع الزوائد

تالیف: امام محمد بن سلیمان المغربی (م ۱۰۹۴ھ)

ترجمہ: مولانا محمد احمد دلپذیر — تحقیق وتخریج: شیخ الحدیث حافظ محمد عباس انجم گوندلوی

اہتمام: محمد رمضان محمدی — محمد سلیم جلالی
ناشر: ابو مومن منصور احمد

اسلامی اکادمی ۱۷-الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور 042-37357587

Dar-us-Salam
486 ATLANTIC AVE, BROOKLYN, NY 11217
TEL(718) 625-5925 FAX:(718) 625-1511
E-Mail: darussalamny@hotmail.com
Web Site: www.darussalamny.com

پروفیسر عبدالقیوم لائبریری
کتاب نمبر 002541
دارالمعارف ریسرچ انسٹی ٹیوٹ لاہور

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

فہرست عناوین

اَلْقُنُوْتُ وَالرُّكُوْعُ وَالسُّجُوْدُ	قنوت اور رکوع وسجود کا بیان	7
اَلْجُلُوْسُ وَالتَّشَهُّدُ وَالسَّلَامُ	بیٹھنا، تشہد پڑھنا اور سلام پھیرنا	27
اَلْأَفْعَالُ الْمُمْتَنِعَةُ فِي الصَّلَاةِ وَالْجَائِزَةِ	نماز میں جائز کام اور ناجائز کام	47
فَضْلُ صَلَاةِ الْجَمَاعَةِ وَالْمَشْيُ إِلَى الْمَسَاجِدِ وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ	نماز با جماعت، مساجد کی طرف چلنے اور نماز کے انتظار کی فضیلت کا بیان	79
أَحْكَامُ الْجَمَاعَةِ وَالْإِمَامِ وَالْمَأْمُوْمِ	جماعت، امام اور مقتدی کے مسائل کا بیان	96
أَحْكَامُ الصُّفُوْفِ وَشُرُوْطُ الْاِقْتِدَاءِ	نماز کی صفوں کا اور اقتدا کی شرائط کا بیان	122
سُجُوْدُ السَّهْوِ وَالتِّلَاوَةِ وَالشُّكْرِ	سجدہ سہو، تلاوت اور شکر کا بیان	138
فَضْلُ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ وَوُجُوْبُهَا إِلَّا لِعُذْرٍ وَغُسْلُهَا وَغَيْرُ ذٰلِكَ	نماز جمعہ کی فضیلت کا عذر معدوم ہو تو اس کے وجوب کا اور اس کے غسل وغیرہ کا بیان	159
وَقْتُ الْجُمُعَةِ وَنِدَاؤُهَا وَخُطْبَتُهَا وَمَا يَتَعَلَّقُ بِذٰلِكَ	نماز جمعہ کا وقت، اس کی اذان	172
صَلَاةُ الْمُسَافِرِ وَجَمْعُ الصَّلَاةِ	مسافر کی نماز کا اور نمازوں کو جمع کرنے کا بیان	196
صَلَاةُ الْخَوْفِ	خوف کی نماز کا بیان	210
صَلَاةُ الْعِيْدَيْنِ	عیدین کی نماز کا بیان	226
اَلْكُسُوْفُ	گرہن کا بیان	245
اَلْاِسْتِسْقَاءُ	استسقاء	255
اَلرَّوَاتِبُ	سنتوں کا بیان	267
رَكْعَتَا الْفَجْرِ	فجر کی دو سنتیں	273
رَاتِبَةُ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ	ظہر اور عصر کی سنتوں کا بیان	281
رَاتِبَةُ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَرَاتِبَةُ الْجُمُعَةِ	مغرب، عشاء اور جمعہ کی سنتوں کا بیان	287

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صَلَاةُ الْوِتْرِ وَصَلَاةُ الضُّحٰى	نمازِ وتر اور چاشت کی نماز کا بیان ---------------- 293
تَحِيَّةُ الْمَسْجِدِ وَصَلَاةُ الْإِسْتِخَارَةِ وَالْحَاجَةِ وَالتَّسْبِيحِ وَالرَّغَائِبِ وَالْمَنْزِلِ وَالْقُدُوْمِ	تحیۃ المسجد، نمازِ استخارہ، نمازِ حاجت، صلوٰۃ التسبیح، صلوٰۃ الرغائب، گھر میں آنے کی نماز اور سفر سے آنے کی نماز کا بیان ---------------- 310
صَلَاةُ اللَّيْلِ	نمازِ تہجد کا بیان ---------------- 319
قِيَامُ رَمَضَانَ وَالتَّرَاوِيحُ وَغَيْرُ ذٰلِكَ	رمضان کا قیام اور تراویح کا بیان ---------------- 336
كِتَابُ الْجَنَآئِزِ	**جنازوں کے متعلق باب**
اَلْمَرَضُ وَالنَّوَائِبُ ، مَوْتُ الْأَوْلَادِ وَالطَّاعُوْنُ ، وَغَيْرُ ذٰلِكَ	امراض ، مصائب، اولاد کی موت اور مرضِ طاعون وغیرہ کا بیان ---------------- 351
اَلصَّبْرُ عَلَى النَّوَائِبِ وَتَمَنِّي الْمَوْتِ	مصائب پر صبر اور موت کا بیان ---------------- 368
عِيَادَةُ الْمَرِيضِ	مریض کی عیادت کا بیان ---------------- 380
نُزُوْلُ الْمَوْتِ وَأَحْوَالُهُ	موت اور اس کے حالات کا بیان ---------------- 386
مَرَضُ النَّبِيِّ وَمَوْتُهُ وَغُسْلُهُ وَكَفْنُهُ وَدَفْنُهُ	نبی کریم ﷺ کی بیماری موت، غسل، کفن اور دفن کا بیان 396
اَلْبُكَآءُ وَالنَّوْحُ وَالْحُزْنُ	رونے، نوحہ کرنے اور غم کا بیان ---------------- 416
غُسْلُ الْمَيِّتِ وَكَفْنُهُ	میت کو غسل دینے اور کفن پہنانے کا بیان ---------------- 430
اَلصَّلَاةُ عَلَى الْجَنَازَةِ	جنازے کی نماز ---------------- 443
تَشْيِيعُ الْجَنَائِزِ وَحَمْلُهَا وَدَفْنُهَا	جنازے کے ساتھ چلنا، اس کو اُٹھانا اور اس کو دفن کرنا -- 462
اَلتَّعْزِيَةُ وَأَحْوَالُ الْقُبُوْرِ وَزِيَارَتُهَا	تعزیت، قبروں کے حالات کا اور قبروں کی زیارت کا بیان 483
كِتَابُ الزَّكَاةِ	**زکوٰۃ کا بیان**
وُجُوْبُهَا وَإِثْمُ تَارِكِهَا	زکوٰۃ واجب ہونے کا اور تارک زکوٰۃ کے گناہ کا بیان -- 502
زَكَاةُ النَّقْدِ وَالْحَرْثِ وَالشَّجَرِ	نقد، کھیتی اور باغ کی زکوٰۃ کا بیان ---------------- 514
زَكَاةُ الْحُلِيِّ وَالْمَعْدِنِ وَالرِّكَازِ وَالْعَسَلِ وَمَالِ الْيَتِيمِ وَعُرُوْضِ التِّجَارَةِ	زیورات، کان، مدفون خزانہ، شہد، مال یتیم اور مال تجارت کی زکوٰۃ کا بیان ---------------- 528
زَكَاةُ الْفِطْرِ وَعَامِلِ الزَّكَاةِ وَمَصْرِفُهَا	زکوٰۃ فطر، عامل زکوٰۃ اور زکوٰۃ کے مصارف کا بیان ------ 535
فَضْلُ الصَّدَقَةِ وَالنَّفَقَةِ وَالْحَثِّ عَلَيْهِمَا وَمَا	صدقہ ونفقہ کی فضیلت وترغیب اور اس کے متعلقہ مسائل 549

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

يَتَعَلَّقُ بِذَلِكَ		
اَلْمَسْأَلَةُ وَالْقَنَاعَةُ وَالْعَطَآءُ	سوال کرنے، قناعت کرنے اور دینے کا بیان	578
كِتَابُ الصَّوْمِ	**روزے کا بیان**	
فَضْلُ الصَّوْمِ وَفَضْلُ رَمَضَانَ	روزے کی فضیلت اور رمضان کی فضیلت	592
ثُبُوتُ الشَّهْرِ وَمَا بِهِ الصَّوْمُ مِنْ نِيَّةٍ وَإِمْسَاكٍ	چاند کا ثبوت، روزے کی نیت و امساک وغیرہ کا بیان	601
اَلسُّحُوْرُ وَالْإِفْطَارُ وَالْوِصَالُ	سحری کھانے، افطار کرنے اور وصال کے روزے رکھنے کا بیان	619
اَلْأَيَّامُ الَّتِي صِيَامُهَا مُسْتَحَبٌّ أَوْ مَكْرُوْهٌ أَوْ مُحَرَّمٌ	ان ایام کا بیان جن میں روزہ رکھنا مستحب ہے یا مکروہ ہے اور یا حرام ہے	627
فِطْرُ الْمُسَافِرِ وَغَيْرِهِ وَالْقَضَآءُ وَالْكَفَّارَةُ	مسافر اور غیر مسافر کا روزہ افطار کرنا اور قضاء اور کفارے کا بیان	650
اَلْاِعْتِكَافُ وَلَيْلَةُ الْقَدْرِ وَغَيْرُهُمَا	اعتکاف اور لیلۃ القدر وغیرہ کا بیان	661
كِتَابُ الْمَنَاسِكِ	**احکام حج کا بیان**	
فَضْلُ الْحَجِّ وَوُجُوْبُهُ وَفَضْلُ الْعُمْرَةِ وَسُنِّيَّتُهَا وَفَضْلُ يَوْمِ عَرَفَةَ	حج کی فضیلت وفرضیت، عمرے کی فضیلت اور سنت ہونا اور یوم عرفہ کی فضیلت کا بیان	678
اَلسَّفَرُ وَآدَابُهُ وَالرُّكُوْبُ وَالْاِرْتِدَافُ	سفر اور آدابِ سفر، خود سوار ہونا اور دوسرے کو اپنا ردیف بنانا	696
مَوَاقِيْتُ الْإِحْرَامِ وَمَا يَحِلُّ وَيَحْرُمُ لِلْمُحْرِمِ	مواقیت کا بیان اور احرام والے کیلئے جائز اور ناجائز امور کی تفصیل	715
الإحرام وإفساده وجزاء الصيد	احرام باندھنے، اس کو توڑنے اور شکار کا فدیہ دینے کا بیان	737
الإفراد، والقران، والتمتع، وفسخ الحج	حج مفرد، حج قران، حج تمتع اور حج توڑنے کے احکام	745

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اَلْقُنُوْتُ وَالرُّكُوْعُ وَالسُّجُوْدُ

قنوت اور رکوع وسجود کا بیان

١٤٦١۔ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ سَبْعِيْنَ رَجُلاً لِحَاجَةٍ يُقَالُ لَهُمُ الْقُرَّاءُ فَعَرَضَ لَهُمْ حَيَّانِ مِنْ بَنِيْ سُلَيْمٍ رِعْلٌ وَذَكْوَانُ عِنْدَ بِئْرٍ يُقَالُ لَهَا بِئْرُ مَعُوْنَةَ فَقَالَ الْقَوْمُ وَاللّٰهِ مَا إِيَّاكُمْ أَرَدْنَا إِنَّمَا نَحْنُ مُجْتَازُوْنَ فِيْ حَاجَةِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَتَلُوْهُمْ فَدَعَا النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْهِمْ شَهْرًا فِيْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ وَذٰلِكَ بَدْءُ الْقُنُوْتِ وَمَا كُنَّا نَقْنُتُ قَالَ عَبْدُ الْعَزِيْزِ وَسَأَلَ رَجُلٌ أَنَسًا عَنِ الْقُنُوْتِ أَبَعْدَ الرُّكُوْعِ أَوْعِنْدَ فَرَاغٍ مِنَ الْقِرَأَةِ قَالَ لَابَلْ عِنْدَ فَرَاغٍ مِنَ الْقِرَاءَةِ (رواه البخاري ، ٤٠٨٨)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک کام کے لیے ستر مرد روانہ کیے ۔ ان کو قراء کہا جاتا تھا۔ حیان قوم کے دو قبائل رعل اور ذکوان نے ایک کنویں پر جس کو بئر معونہ کہا جاتا تھا ان صحابہ کا مقابلہ کیا۔ تو صحابہ نے کہا: واللہ! ہم لوگ تم سے لڑنے کے ارادے سے نہیں آئے بلکہ ہم تو رسول اللہ ﷺ کے کام کے لیے صرف یہاں سے گزر رہے ہیں۔ کفار نے ان کو قتل کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے پورا ایک مہینہ نمازِ فجر میں کفار پر ہلاکت کی بددعا کی۔ اس طرح قنوت نازلہ کی ابتداء ہوئی اور اس سے قبل ہم قنوت نہیں پڑھتے تھے۔ انس رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا: کیا قنوت رکوع کے بعد پڑھی جاتی ہے یا قراءت سے فارغ ہونے کے بعد؟ تو انہوں نے کہا: نہیں بلکہ قراءت سے فراغت کے بعد۔

١٤٦٢۔ عَنْ عَاصِمٍ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ الْقُنُوْتِ فَقَالَ قَدْ كَانَ الْقُنُوْتُ قُلْتُ قَبْلَ الرُّكُوْعِ أَوْ بَعْدَهُ قَالَ قَبْلَهُ قَالَ فَإِنَّ فُلَانًا أَخْبَرَنِيْ عَنْكَ أَنَّكَ قُلْتَ بَعْدَ الرُّكُوْعِ فَقَالَ كَذَبَ إِنَّمَا قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ الرُّكُوْعِ شَهْرًا أُرَاهُ كَانَ بَعَثَ قَوْمًا يُقَالُ لَهُمُ الْقُرَّاءُ زُهَاءَ سَبْعِيْنَ رَجُلاً إِلٰى قَوْمٍ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ دُوْنَ أُولٰئِكَ وَكَانَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَهْدٌ. (رواه البخاري ١٠٠٢)

عاصم رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے سوال کیا: کیا قنوت رکوع کے بعد ہے یا رکوع سے پہلے؟ انہوں نے کہا: رکوع سے پہلے ہے۔ میں نے کہا: چند لوگوں کا گمان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رکوع کے بعد قنوت پڑھی ہے۔ تو انس رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ قنوت تو آپ ﷺ نے صرف ایک ماہ پڑھی ہے، آپ ﷺ کچھ لوگوں کے لیے بددعا کرتے جنہوں نے آپ ﷺ کے اصحاب کو قتل کیا تھا جن کو قراء کہا جاتا تھا اور وہ صحابہ ستر افراد تھے۔ اور قاتل قوم کے اور آپ ﷺ کے درمیان معاہدہ بھی تھا۔

(١٤٦١) بخاری: ٤٠٨٨۔ مسلم: ٦٧٧۔ نسائی: ١٠٧٧۔ ابوداؤد: ١٤٤٤۔ ابن ماجہ: ١١٨٤۔ احمد: ١٤٦١۔ دارمی: ١٥٩٩۔

(١٤٦٢) بخاری: ١٠٠٢۔ مسلم: ٦٧٧۔ نسائی: ١٠٧٧۔ ابوداؤد: ١٤٤٤۔ ابن ماجہ: ١١٨٤۔ احمد: ١٤٦١۔ دارمی: ١٥٩٩۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

١٤٦٣۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَهْرًا مُتَتَابِعًا فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَصَلَاةِ الصُّبْحِ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ إِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ يَدْعُوْ عَلَى أَحْيَاءٍ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ عَلَى رِعْلٍ وَذَكْوَانَ وَعُصَيَّةَ وَيُؤَمِّنُ مَنْ خَلْفَهُ. (رواه أبوداود ١٤٤٣)

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلسل ایک ماہ ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور نمازِ فجر میں سے ہر نماز کے آخر میں جب آخری رکعت میں سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہتے تو چند قبائل کے خلاف دعا کرتے تھے اور وہ قوم سلیم میں سے رعل، ذکوان اور عصیہ قبائل تھے اور آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھنے والے آمین کہتے تھے۔

١٤٦٤۔ قَالَ خُفَافُ بْنُ إِيْمَاءٍ رَكَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ غِفَارُ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا وَأَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ عُصَيَّةُ عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ اللّٰهُمَّ الْعَنْ بَنِي لِحْيَانَ وَالْعَنْ رِعْلًا وَذَكْوَانَ ثُمَّ وَقَعَ سَاجِدًا قَالَ خُفَافُ فَجُعِلَتْ لَعْنَةُ الْكَفَرَةِ مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ (لمسلم، ٦٧٩)

سیّدنا خفاف بن ایماء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے رکوع کیا اور پھر اپنا سر اُٹھایا اور فرمایا: بنو غفار کو اللہ تعالیٰ بخش دے اور بنو اسلم کو اللہ سلامت رکھے۔ اور عصیہ نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔ اے اللہ! بنولحیان پر لعنت بھیج اور لعنت کر رعل اور ذکوان کو، اور اس کے بعد سیدھے سجدے میں چلے جاتے۔ کفار پر لعنت کی ابتداء اس طرح ہوئی اور اس وجہ کی گئی۔'' (مسلم)

١٤٦٥۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ نَحْوَهُ وَفِي آخِرِهِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُوْنَ﴾. (رواه البخاري ٧٣٤٦)

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت اس کے مثل ہے اور اس کے آخر میں ہے: پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ''نہیں ہے تیرے لیے اس امر میں کچھ بھی...... تا...... وہ ظالم ہیں۔''

١٤٦٦۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا رَفَعَ النَّبِيُّ ﷺ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ قَالَ اللّٰهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيْدَ بْنَ الْوَلِيْدِ وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَعَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ بِمَكَّةَ اللّٰهُمَّ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے رکوع سے سر اُٹھایا تو فرمایا: یا اللہ! نجات عطا کر ولید بن ولید کو، سلمہ بن ہشام کو عیاش بن ربیعہ کو اور مکہ مکرمہ کے دیگر ضعیف مسلمانوں کو۔ یا اللہ! اپنی شدید گرفت میں لے قوم مضر

(١٤٦٣) ابوداؤد: ١٤٤٣۔ حسن، البانی: ١٢٨٠۔ احمد: ٢٧٤١۔
(١٤٦٤) بخاری: ٧٣٤٦۔ احمد: ١٦١٣٤۔
(١٤٦٥) بخاری: ٧٣٤٦۔ ترمذی ٣٠٠٥۔ نسائی: ١٠٧٨۔ احمد: ٦٣١٣۔
(١٤٦٦) بخاری: ٦٢٠٠۔ مسلم: ٦٧٥۔ نسائی: ١٠٧٤۔ ابوداؤد: ١٤٤٢۔ ابن ماجہ: ١٢٤٤۔ احمد: ١٠٣٧٥۔ دارمی: ١٥٩٥۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلَى مُضَرَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سِنِيْنَ كَسِنِيْ يُوْسُفَ. (رواه البخاري: ٦٢٠٠)

کو اور ان پر قحط نازل کر جیسا یوسف علیہ السلام کے دور میں قحط سالی نازل کی ہے۔“

١٤٦٧۔ وفي رواية: أَنَّ ذٰلِكَ فِي الصَّلَاةِ الْفَجْرِ. (رواه البخاري ٤٥٦٠)

ایک روایت میں ہے کہ یہ قنوت نمازِ فجر میں ہے۔

١٤٦٨۔ وفي أخرى :أَنَّهُ فِي صَلَاةِ الْعِشَاءِ. (رواه البخاري: ٦٣٩٣)

اور ایک روایت ہے کہ یہ نمازِ عشاء کا واقعہ ہے۔

١٤٦٩۔ وفي أخرى: قَالَ أَبُوْهُرَيْرَةَ ثُمَّ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تَرَكَ الدُّعَاءَ بَعْدُ فَقُلْتُ أَرَى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ تَرَكَ الدُّعَاءَ لَهُمْ قَالَ فَقِيْلَ وَمَا تَرَاهُمْ قَدْ قَدِمُوْا (رواه مسلم ٦٧٥)

اور دوسری روایت ہے: سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا پھر میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا ترک کردی تو میں نے کہا: میں دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے خلاف دعا ترک کردی ہے تو کہا گیا: کیا تو دیکھتا نہیں ہے وہ لوگ تو آ چکے ہیں۔“ (الشیخین، ابوداؤد، نسائی)

١٤٧٠۔ عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ جَمَعَ النَّاسَ عَلَى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ فَكَانَ يُصَلِّي لَهُمْ عِشْرِيْنَ لَيْلَةً وَلَا يَقْنُتُ بِهِمْ إِلَّا فِي النِّصْفِ الْبَاقِي فَإِذَا كَانَتِ الْعَشْرُ الْأَوَاخِرُ تَخَلَّفَ فَصَلَّى فِيْ بَيْتِهِ فَكَانُوْا يَقُوْلُوْنَ أَبَقَ أُبَيٌّ. (رواه أبوداود ١٤٢٩). وَقَالَ: قَوْلُ الْحَسَنِ: وَكَانَ لَا يَقْنُتُ بِهِمْ إِلَّا فِي النِّصْفِ الْآخِرِ يَدُلُّ عَلَى ضُعْفِ حَدِيْثِ أُبَيِّ أَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَنَتَ فِي الْوَتْرِ.

حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو اُبی رضی اللہ عنہ کے پیچھے جمع کر دیا تو وہ ان کو بیس راتوں تک تو پڑھاتے رہے اور وہ ان کے بقیہ نصف میں ہی وہ قنوت پڑھتے تھے۔ جب آخری عشرہ شروع ہوا تو اُبی رضی اللہ عنہ پیچھے رہ گئے اور اپنے گھر میں انہوں نے نماز پڑھی اور لوگوں نے کہنا شروع کر دیا: اُبی بھاگ گئے۔ ابو داؤد نے اس کو روایت کر کے کہا ہے۔ حسن رحمہ اللہ کا قول کہ اُبی لوگوں کو صرف رمضان کے آخری نصف میں قنوت پڑھاتے تھے۔ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اُبی کی وہ حدیث ضعیف ہے جو انہوں نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر میں قنوت پڑھا کرتے تھے۔

١٤٧١۔ عَنْ أَبِيْ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ قَالَ قُلْتُ

”ابو مالک اشجعی کہتے ہیں: میں نے اپنے باپ کو کہا:

(١٤٦٧) بخاری: ٤٥٦٠۔

(١٤٦٨) بخاری: ٦٣٩٣۔ مسلم: ٦٧٥۔ نسائی: ١٠٧٤۔ ابوداؤد: ١٤٤٢۔ ابن ماجہ: ١٢٤٤۔ احمد: ١٠٣٧٥۔ دارمی: ١٥٩٥۔

(١٤٦٩) مسلم: ٤٧٥۔ بخاری: ٦٩٤٠۔ نسائی: ١٠٧٤۔ ابوداؤد: ١٤٤٢۔ ابن ماجہ: ١٢٤٤۔ احمد: ١٠٣٧٥۔ دارمی: ١٥٩٥۔

(١٤٧٠) ابوداؤد: ١٤٢٩۔ ضعیف البانی: ٣١٢۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

لِأَبِيْ يَا أَبَتِ إِنَّكَ قَدْ صَلَّيْتَ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَأَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيِّ ابْنِ أَبِيْ طَالِبٍ هَا هُنَا بِالْكُوْفَةِ نَحْوًا مِنْ خَمْسِ سِنِيْنَ أَكَانُوْا يَقْنُتُوْنَ قَالَ أَيْ بُنَيَّ مُحْدَثٌ (رواه الترمذی ، ٤٠٢)

اے ابا جان! آپ نے نماز پڑھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اور ابوبکر، عمر، عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کے ساتھ تقریباً پانچ سال یہاں کوفہ میں۔ تو کیا یہ سب حضرات قنوت پڑھا کرتے تھے؟ تو انہوں نے کہا: اے بیٹے! یہ ایک بدعت ہے۔

١٤٧٢ـ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يَقْنُتُ فِيْ شَيْءٍ مِنَ الصَّلَاةِ (رواه مالك ٣٧٩)

نافع رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کسی نماز میں قنوت نہیں پڑھتے تھے۔ (مالک)

١٤٧٣ـ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ مَازَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقْنُتُ فِي الْفَجْرِ حَتّٰى فَارَقَ الدُّنْيَا. (رواه أحمد ١٢٢٤٦. والبزار)

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیشہ قنوت پڑھتے رہے یہاں تک کہ دنیا کو چھوڑ گئے۔ (احمد اور بزار)

١٤٧٤ـ عَنْ أَنَسٍ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَنَتَ حَتّٰى مَاتَ وَأَبَابَكْرٍ حَتّٰى مَاتَ ، وَعُمَرُ حَتّٰى مَاتَ . (رواه البزار ، ٥٥٦)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قنوت پڑھی یہاں تک کہ فوت ہو گئے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قنوت پڑھی یہاں تک کہ وہ فوت ہو گئے اور عمر رضی اللہ عنہ نے قنوت پڑھی یہاں تک کہ فوت ہو گئے۔

شرح: ...... یہاں قنوت سے مراد دعا ہے:

(۱) اس دعائے قنوت نازلہ کے دو اسباب بیان ہوئے ہیں (۲) ستر قراء کی شہادت، یہ وہ لوگ تھے جو کثرت سے قرآن پڑھتے تھے اور قرآن پاک کے حفاظ تھے۔ اور پھر اس کی تبلیغ بھی کرتے تھے۔ یہ مسلمانوں کے لیے سہارا تھے۔ حقیقت میں مسجد کے آباد کار تھے اور میدانِ جنگ کے شیر تھے۔ انہیں رسول اکرم ﷺ نے اہل نجد کی طرف بھیجا تھا کہ انہیں اسلام کی دعوت دیں مگر جب یہ بئر معونہ پر اترے تو ان قبائل نے جن کا نام حدیث میں آیا ہے انہیں شہید کر دیا۔ یہ ماہ صفر ۴ ہجری کا واقعہ ہے۔ رسول اکرم ﷺ ان پر بہت شدید غمزدہ ہوئے اور قنوت نازلہ میں بددعا کی۔

(۲) جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نام آیا ہے کہ آپ ﷺ ان کی نجات کے لیے دعا کرتے تھے، یہ مشرکوں کے قبضہ میں تھے، انہیں رسول اکرم ﷺ کی دعا کی برکت سے رہائی ملی اور مدینہ منورہ میں آ گئے۔

(١٤٧١) ترمذی: ٤٠٢۔ صحیح، البانی: ٣٣٠۔ نسائی: ١٠٨٠۔ ابن ماجه: ٢١٤١۔ احمد: ٢٦٦٦٧.
(١٤٧٢) موطا: ٣٧٩.
(١٤٧٣) احمد: ١٢٢٤٦۔ بزار ورجاله موثقون۔ هیثمی: ٢٨٣٥.
(١٤٧٤) بزار: ٥٥٦.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲۔ احادیث کا لب لباب یہی ہے کہ قنوت نازلہ ہر نماز میں جائز ہے اور یہ بدعت نہیں نہ منسوخ ہے بلکہ اب بھی جائز ہے، مصیبت عام ہو یا وہی اسباب ہوں جو رسول اکرم ﷺ کے لیے پیدا ہوئے تھے، قنوت نازلہ جائز ہے۔ جو بدعت کا آیا ہے، وہ اس صورت میں ہے جب ضرورت نہ ہو اور اس پر ہمیشگی کی جائے وگرنہ یہ نبی اکرم ﷺ سے ثابت ہے اور غیر منسوخ ہے۔ نبی ﷺ کو قنوت نازلہ سے ایک خاص وجہ سے روکا گیا تھا یہ نہیں کہ قنوت منسوخ ہو چکی تھی۔ یہ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت دکھائی تھی اگر آپ کی بددعا ہوتی رہتی تو یہ ظالم برباد ہو جاتے جو کہ بعد میں آپ کے دست و بازو بنے تھے۔

۳۔ قنوت نازلہ رکوع سے پہلے بھی جائز ہے مگر بہتر رکوع کے بعد ہے۔ جو بعض حضرات رکوع سے پہلے رفع یدین کر کے پھر ہاتھ باندھ کر قنوت کرتے ہیں یہ طریقہ کسی حدیث سے ثابت نہیں۔

یہ رکوع سے پہلے کریں یا بعد میں جو کہ بہتر طریقہ ہے ہاتھ اٹھائیں اور جماعت ہو تو پیچھے والے آمین کہیں۔

۴۔ ان احادیث سے ثابت ہوا کہ ناتواں مسلمانوں کے لیے وتر کے علاوہ بھی دعا کرنا جائز ہے کہ انہیں قید سے رہائی ملے اور کفار کے لیے بلاء کی اور قحط سالی کی بددعا کرنا جائز ہے۔ اور قنوت نازلہ بلند آواز سے کرنا بھی جائز ہے اور دعا میں لوگوں کے نام لینے سے اور ظالموں کافروں کے لیے بددعا کرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔

۵۔ رمضان کے نصف آخر میں قنوت وتر ثابت کرنے والی روایت ضعیف ہے، آئندہ ان شاء اللہ آتا ہے کہ قنوت وتر سارے سال میں جائز ہے، صرف قنوت نازلہ ضرورت کے وقت ہے۔ (مرعاۃ: ۲/۲۲۴-۲۲۱)

اور جو یہ آیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ دنیا سے جدا ہونے تک یا حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما وفات تک قنوت نازلہ پڑھتے رہے، اس کا مطلب ہے کہ زندگی میں جب ضرورت پڑی قنوت نازلہ پڑھتے رہے یہ نہیں کہ ضرورت نہ بھی ہوتی تو تب بھی پڑھتے تھے۔

١٤٧٥ـ قَالَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَلَّمَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَلِمَاتٍ أَقُوْلُهُنَّ فِي الْوِتْرِ قَالَ ابْنُ جَوَاسٍ فِي قُنُوْتِ الْوِتْرِ اللّٰهُمَّ اهْدِنِي فِيْمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنِي فِيْمَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّنِي فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ لِي فِيْمَا أَعْطَيْتَ وَقِنِي شَرَّمَا

حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما نے کہا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے کچھ کلمات تعلیم فرمائے ہیں تاکہ میں وتر نماز میں پڑھا کروں: ''اے اللہ! مجھے ہدایت دے ان لوگوں میں جن کو تو نے ہدایت دی ہے اور مجھے عافیت دے ان لوگوں میں جن کو تو نے عافیت عنایت کی ہے اور مجھ سے محبت کر ان لوگوں کے ساتھ جن سے تو نے محبت کی ہے اور مجھے برکت عطا کر ہر اس

(١٤٧٥) ابوداؤد: ١٤٢٥ـ صحيح، الباني: ١٢٦٣ـ ترمذي: ٤٦٤ـ نسائي: ١٧٤٦ـ ابن ماجه: ١١٧٨ـ احمد: ٢٧٨٢٠ـ دارمي: ١٥٩١.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قَضَيْتَ إِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يُقْضَى عَلَيْكَ وَإِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَالَيْتَ وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ . (رواه أبوداود ، ١٤٢٥)

چیز میں جو تو نے مجھے عطا کی ہے اور مجھے پناہ دے اس شر سے جس کا تو نے فیصلہ کیا ہے، بے شک تو ہی فیصلہ کرتا ہے اور تیرے خلاف فیصلہ نہیں کیا جاتا اور وہ ذلیل نہیں ہوتا جس سے تو محبت کرتا ہے، تو برکت والا ہے اور ہمارے رب! اور تو بہت بلند ہے۔''

١٤٧٦۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ فِي وِتْرِهِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَأَعُوذُ بِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ وَأَعُوذُبِكَ مِنْكَ لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ . (رواه الترمذي ، ٣٥٦٦)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے وتر میں کہا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں پناہ طلب کرتا ہوں تیری رضا کے ذریعے تیرے غضب سے اور تیری عافیت کے ذریعے تیرے عذاب سے اور میں تیری ذات اقدس کے ذریعہ پناہ مانگتا ہوں تیرے غضب سے، تیری تعریف کرنے سے میں عاجز ہوں تو ایسا ہے جیسا تو نے اپنی تعریف کی ہے۔''

شرح: ......١۔ دوسری دعا جو کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ والی ہے۔ یہ تب قنوت وتر والی ہوگی جب اس میں یہ الفاظ نہ ہوں کہ فِي آخِرِ وِتْرِهِ کہ وتر کے آخر میں یہ دعا پڑھتے تھے، یعنی سلام پھیرنے کے بعد (زاد المعاد: ١/٨٩۔ تحفۃ الذاکرین: ص ١٢٩)

اس لحاظ سے یہ وتروں کی سلام پھیرنے کے بعد دعا پڑھی جائے گی۔ بعض روایات سے وتروں کے اندر پڑھنے کا احتمال بھی ہے تو پھر کہیں گے کبھی وتروں کے اندر پڑھی جاتی اور کبھی وتروں کے بعد پڑھی جاتی۔

٢۔ وتروں کی ایک دعا انا نستعينك الخ کا بھی آتی ہے، یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پڑھتے تھے۔ (قیام اللیل للمروزی)

بہرصورت نبی ﷺ سے ثابت اللهم اهدني الخ دعا ہے جو وتروں میں پڑھی جاتی تھی یہی پڑھی جائے اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ والی دعا بھی ساتھ پڑھ لیں تو کوئی حرج نہیں۔

٣۔ اس کے آگے نستغفرك ونتوب اليك بھی آتا ہے۔ (ابن حبان) اور نسائی میں وصلى الله على النبي بھی آتا ہے۔

٤۔ یہ قنوت وتر بھی رکوع سے پہلے اور بعد جائز ہے مگر بہتر یہی ہے کہ سجدہ میں جانے سے پہلے پڑھی جائے۔ (مستدرک حاکم)

(١٤٧٦) ترمذی: ٣٥٦٦۔ صحیح البانی: ٢٨٢٤۔ نسائی: ١٧٤٧۔ ابوداؤد: ١٤٢٧۔ ابن ماجہ: ١١٧٩۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

١٤٧٧ـ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ عَلَّمَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الصَّلاَةَ فَكَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ فَلَمَّا رَكَعَ طَبَّقَ يَدَيْهِ بَيْنَ رُكْبَتَيْهِ قَالَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ سَعْدًا فَقَالَ صَدَقَ أَخِي قَدْ كُنَّا نَفْعَلُ هٰذَا ثُمَّ أَمَرَنَا بِهٰذَا يَعْنِي الْإِمْسَاكَ عَلَى الرُّكْبَتَيْنِ. (رواه أبو داود ٧٤٧)

سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے نماز کی تعلیم دی اور آپ نے تکبیر کہہ کر ہاتھ اُٹھائے اور رکوع کیا تو دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں باہم ملا کر دو زانوں کے درمیان رکھ دیں۔ ان کی یہ روایت سعد رضی اللہ عنہ کو پہنچائی گئی تو انہوں نے کہا: میرے بھائی نے درست کہا ہے۔ ہم ایسا کرتے تھے اور پھر ہمیں یہ حکم دیا گیا یعنی زانوں کو اوپر سے پکڑنے کا۔

١٤٧٨ـ عَنْ أَبِي عَبْدِالرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ قَالَ قَالَ عُمَرُ إِنَّمَا السُّنَّةُ الْأَخْذُ بِالرُّكَبِ. (رواه النسائی ١٠٣٥)

ابو عبدالرحمٰن السلمی سے روایت ہے کہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یقیناً دو زانوں پکڑنا سنت ہے۔

شرح: ...... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تطبیق کے قائل تھے کہ دونوں ہاتھوں کی انگلیاں، انگلیوں میں ڈال کر گھٹنوں کے درمیان رکھی جائیں۔

مگر یہ طریقہ منسوخ ہو چکا ہے، اب ہاتھوں سے حالتِ رکوع میں گھٹنوں کو پکڑا جائے، چونکہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ حکم نہ پہنچا تھا وہ اس لیے تطبیق پر ہی کار بند رہے۔ لیکن احادیث سے بالکل واضح ہے کہ یہ طریقہ منسوخ ہو چکا ہے اور گھٹنوں کو ہاتھ سے پکڑنے کا طریقہ ثابت ہے، اب تطبیق جائز نہیں۔ (عون المعبود: ١/ ٢٧٢)

١٤٧٩ـ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ قَالَ وَصَفَ لَنَا الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ فَوَضَعَ يَدَيْهِ وَاعْتَمَدَ عَلَى رُكْبَتَيْهِ وَرَفَعَ عَجِيزَتَهُ وَقَالَ هٰكَذَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسْجُدُ. (لابی داود ٨٩٦)

ابو اسحاق سے روایت ہے کہ سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے ہمارے سامنے سجدہ کی حالت بیان کی ۔ پس ہاتھ رکھے اور زانوں نیچے رکھ کر ان پر ٹیک لگائی اور سرین بلند کی اور کہا: اس طرح نبی کریم ﷺ سجدہ کیا کرتے تھے۔

١٤٨٠ـ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا سَجَدْتَ فَضَعْ كَفَّيْكَ وَارْفَعْ مِرْفَقَيْكَ. (رواه مسلم ٤٩٤)

سیّدنا براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تو سجدہ کرے تو ہتھیلیاں زمین پر رکھ اور اپنی کہنیاں اوپر اُٹھا دے۔'' (مسلم)

(١٤٧٧) ابوداؤد: ٧٤٧۔ صحیح، البانی: ٦٨٢۔ ترمذی: ٢٥٣.

(١٤٧٨) نسائی: ١٠٣٥۔ صحیح الاسناد: ٩٩٠۔ ترمذی: ٢٥٨.

(١٤٧٩) ابوداؤد: ٨٩٦۔ ضعیف، ١٩٠۔ مسلم: ٤٩٤۔ نسائی: ١١٠٥۔ احمد: ١٨٢٢٦.

(١٤٨٠) مسلم: ٤٩٤۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

١٤٨١ـ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ قَالَ قُلْتُ لِلْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَيْنَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَضَعُ وَجْهَهُ إِذْ سَجَدَ فَقَالَ بَيْنَ كَفَّيْهِ . (رواه الترمذى ٢٧١)

ابو اسحاق نے سیّدنا براء رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چہرہ اقدس کہاں رکھتے تھے جب سجدہ کرتے تھے؟ تو انہوں نے کہا: اپنی دو ہتھیلیوں کے درمیان۔

١٤٨٢ـ عَنْ مَيْمُوْنَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا سَجَدَ لَوْ شَاءَتْ بَهْمَةٌ أَنْ تَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ لَمَرَّتْ . (رواه مسلم ٤٩٦)

سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تھے تو اگر بکری کا بچہ گذرنا چاہتا تو گذر سکتا تھا۔" (مسلم)

١٤٨٣ـ ونحوه: وزاد: وَإِذَا قَعَدَ اطْمَأَنَّ عَلَى فَخِذِهِ الْيُسْرَى . (لمسلم ٤٩٧)

مسلم میں اسی کی مثل ہے اس نے زیادہ کیا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھتے تھے تو بائیں ران پر اطمینان سے بیٹھتے تھے۔

١٤٨٤ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ اشْتَكَى أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ مَشَقَّةَ السُّجُوْدِ عَلَيْهِمْ إِذَا انْفَرَجُوْا فَقَالَ اسْتَعِيْنُوْا بِالرُّكَبِ . (رواه أبوداود، ٩٠٢)

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے اعضاء علیحدہ رکھ کر سجدہ کرنے میں مشقت کی شکایت تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو زانوں سے تعاون حاصل کرنے کے لیے فرمادیا۔ (ترمذی وابوداؤد)

١٤٨٥ـ وفي رواية: اِسْتَعِيْنُوْا بِالْإِنْضِمَامِ . (رواه رزين)

رزین نے نقل کیا: "زانوں ملا کر تعاون حاصل کرو۔"

١٤٨٦ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ إِذَا سَجَدَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَفْتَرِشْ يَدَيْهِ افْتِرَاشَ الْكَلْبِ وَلْيَضُمَّ فَخِذَيْهِ . (رواه أبوداود: ٩٠١)

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو کتے کی مانند اپنے بازو نہ بچھائے اور رانوں کو ملا دیا کرے۔" (ابوداؤد)

١٤٨٧ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا سَجَدَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَبْرُكْ كَمَا

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص سجدہ کرے تو اس طرح نہ بیٹھے

(١٤٨١) ترمذی: ٤٧١ـ صحیح، ٢٢٢ـ نسائی: ١١٠٤.
(١٤٨٢) مسلم: ٤٩٦ـ نسائی: ١١٤٧ـ ابوداؤد: ٨٩٨ـ ابن ماجه: ٨٨٠ـ احمد: ٢٦٣٠٤ـ دارمی: ١٣٣٠.
(١٤٨٣) مسلم: ٤٩٦ـ نسائی: ١١٤٧ـ ابوداؤد: ٨٩٨ـ ابن ماجه: ٨٨٠ـ احمد: ٢٦٣٠٤ـ دارمی: ١٣٣٠.
(١٤٨٤) ابوداؤد: ٩٠٢ـ ضعیف البانی: ١٩٢ـ ترمذی: ٢٨٦ـ احمد: ٨٢٧٢.
(١٤٨٥) رزین۔
(١٤٨٦) ابوداؤد: ٩٠١ـ ضعیف، البانی: ١٩١ـ ترمذی: ٢٦٩ـ نسائی: ١٠٩١ـ احمد: ٨٧٣٢ـ دارمی: ١٣٢١.
(١٤٨٧) ابوداؤد: ٨٤٠ـ صحیح، البانی: ٧٤٦ـ ترمذی: ٢٦٩ـ نسائی: ١٠٩١ـ احمد: ٨٧٣٢ـ دارمی: ١٣٢١.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يَبْرُكُ الْبَعِيرُ وَلْيَضَعْ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ .

(رواه أبوداود ٨٤٠)

جیسے اونٹ بیٹھتا ہے کہ زانوں سے پہلے ہاتھ نیچے رکھے۔"

١٤٨٨۔ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِذَا سَجَدَ يَضَعُ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ وَإِذَا نَهَضَ رَفَعَ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ .

(رواه الترمذي ٢٦٨)

سیّدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سجدہ کرتے تو گھٹنے ہاتھوں سے پہلے زمین پر رکھتے اور جب اُٹھتے تو ہاتھ پہلے اُٹھاتے پھر زانوں اُٹھاتے۔

١٤٨٩۔ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ بِوَضْعِ الْيَدَيْنِ وَنَصْبِ الْقَدَمَيْنِ

عامر بن سعد سے روایت ہے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ہاتھوں کو نیچے رکھنے اور پاؤں کھڑے کرنے کا حکم دیا ہے۔

شرح :......ا۔ان احادیث میں سجدے کا انداز بیان ہوا ہے کہ ہاتھ زمین پر ہوں اور گھٹنے زمین پر ٹکے ہوں اور سرین اٹھا کر رکھیں۔

اور ہتھیلیاں ایسے ہوں کہ انگلیاں آپس میں ملی ہوں اور کہنیاں زمین سے اٹھی ہوں اور پہلوؤں سے علیحدہ ہوں اور چہرہ کندھوں یا کانوں کے برابر ہو اور اپنے بازوؤں کو پہلوؤں سے اتنا دور اور کشادہ رکھا جائے کہ اگر درمیان سے بکری کا بچہ گزرنا چاہے تو گزر جائے۔ اور پاؤں کی انگلیاں بھی قبلہ رخ ہوں اور ایک سجدے سے دوسرے سجدہ کے لیے بیٹھیں تو بائیں ران پر مکمل اطمینان کے ساتھ سہارا لیں تب دوسرے سجدے میں جائیں۔

سجدے میں اعتدال رکھا جائے یعنی اعضائے سجدہ دو گھٹنے، دو ہاتھ اور پیشانی اور ناک مکمل طور پر زمین پر رکھے جائیں اور کتے کی مانند زمین پر کہنیاں سجدہ میں نہ رکھی جائیں یہ بہت ہی بری کیفیت ہے اور اس سے نماز میں کاہلی وسستی پیدا ہوتی ہے۔

کہنیاں وغیرہ پہلوؤں سے الگ رکھی جائیں، بوجہ مجبوری اگر ساتھ والے نمازی کو تکلیف ہو یا سجدہ لمبا ہو جائے تو پھر کہنیاں رانوں سے ملائی جا سکتی ہیں۔ اور جو یہاں آیا ہے کہ رانیں سجدہ میں ساتھ ملائیں یہ درست نہیں بلکہ بخاری ومسلم میں آتا ہے کہ رانوں کو پیٹ کے ساتھ نہ ملایا جائے۔ انہیں علیحدہ رکھا جائے اگر درست ہو تو اس سے مراد یہی ہے کہ بوجہ مجبوری رانیں ملائیں جائیں اس کے بغیر پہلوؤں سے رانیں علیحدہ رکھی جائیں۔ (عون المعبود: ١/ ٣٣٩)

(١٤٨٨) ترمذي: ٢٦٨۔ ضعيف الباني: ٤٤۔ نسائي: ١١٥٤۔ ابوداؤد: ٨٣٨۔ ابن ماجه: ٨٨٢۔ دارمي: ١٣٢٠۔

(١٤٨٩) ترمذي: ٢٧٧۔ حسن الباني: ٢٢٨۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور یہ یاد رہے جو کہا جاتا ہے کہ عورت سجدہ میں اکٹھی ہو کر رانیں ملا کر اور زمین کے ساتھ بچھ کر سجدہ کرے یہ صحیح ثابت نہیں، عورت اور مرد دونوں کے سجدے کا ایک ہی طریقہ ہے۔

۲۔ اونٹ کی مانند نہ بیٹھنے سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ گھٹنے پہلے رکھے جائیں حالانکہ وہ پاؤں سے پہلے ہاتھ رکھتا ہے اس کی مخالفت اس صورت میں ہوگی جب نمازی سجدہ میں جاتے ہوئے گھٹنے پہلے رکھے گا۔

اس کا حل یہ ہے کہ انسان کا گھٹنا اس کی ٹانگ میں ہے جبکہ حیوان کا گھٹنا اس کے ہاتھ میں ہے، اس لیے اگر نمازی گھٹنے پہلے رکھے گا تو اونٹ سے مشابہت ہوگی۔ اگر ہاتھ زمین پر پہلے رکھے گا اور گھٹنے بعد میں رکھے گا تو تب اس حدیث کے مطابق ہوگا۔

۳۔ ایک قول ہے کہ ہاتھ زمین پر پہلے رکھنے کے حکم والی حدیث منسوخ ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ دعویٰ باطل ہے کیونکہ جس حدیث میں ہاتھ بعد میں اور گھٹنے زمین پر پہلے رکھنے کا آیا ہے، وہ ضعیف ہے، ضعیف روایت صحیح حدیث کو منسوخ نہیں کر سکتی۔ (محلی: ۴/ ۱۳۰)

۴۔ ایک قول ہے کہ جس حدیث میں آیا ہے کہ گھٹنے پہلے اور ہاتھ زمین پر بعد میں رکھیں یہ عمل کے لیے زیادہ اولیٰ ہے۔ یہ بات بھی درست نہیں کیونکہ جس حدیث میں آیا ہے کہ سجدہ کرتے ہوئے ہاتھ زمین پر پہلے رکھیں اور گھٹنے بعد میں رکھیں یہ صحیح ہے یا کم از کم حسن ہے، جبکہ گھٹنے پہلے رکھنے والی حدیث ضعیف ہے، یہ ضعیف اولیٰ کیسے ہوئی۔ سب سے اولیٰ تو یہ حدیث ہے کہ جس میں سجدہ کرتے ہوئے ہاتھ پہلے رکھنے کا آتا ہے۔ (مرعاۃ: ۲/ ۴۵۸)

١٤٩٠ـ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا حُمَيْدٍ السَّاعِدِيَّ فِي عَشَرَةٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنْهُمْ أَبُو قَتَادَةَ قَالَ أَبُو حُمَيْدٍ أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالُوا فَلِمَ فَوَاللّٰهِ مَا كُنْتَ بِأَكْثَرِنَا لَهُ تَبَعًا وَلَا أَقْدَمِنَا لَهُ صُحْبَةً قَالَ بَلٰى قَالُوا فَاعْرِضْ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ يُكَبِّرُ حَتّٰى يَقِرَّ كُلُّ عَظْمٍ فِي مَوْضِعِهِ مُعْتَدِلًا ثُمَّ يَقْرَأُ ثُمَّ يُكَبِّرُ فَيَرْفَعُ

محمد بن عمر بن عطاء سے روایت ہے کہ میں نے ابو حمید الساعدی رضی اللہ عنہ سے سنا کہ ابو حمید رضی اللہ عنہ نے دس صحابہ کی موجودگی میں کہا، جن میں ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بھی تھے کہ میں سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی نماز جانتا ہوں۔ انہوں نے کہا: یہ کیسے؟ قسم اللہ کی! تو ہم سے زیادہ آپ ﷺ کے پیچھے چلنے والا بھی نہیں تھا اور ہم سے زیادہ آپ ﷺ کی صحبت میں بھی نہیں رہا۔ تو انہوں نے کہا: جو میں کہتا ہوں وہ بھی صحیح بات ہے۔ انہوں نے کہا پھر بیان کیجئے۔ ابو حمید رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے اُٹھتے تو دونوں ہاتھ اُٹھا کر دو شانوں کے برابر کر دیتے اور پھر تکبیر کہتے اور اعتدال سے

(١٤٩٠) صحيح النسائي: ٦٧٠ـ بخاري: ٨٢٨ـ ترمذي: ٣٠٤ـ نسائي: ١١٨١ـ ابن ماجه: ٨٥٣ـ احمد: ٢٣٠٨٨ـ دارمي: ١٣٥٦

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ يَرْكَعُ وَيَضَعُ رَاحَتَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ يَعْتَدِلُ فَلاَ يَصُبُّ رَأْسَهُ وَلاَ يُقْنِعُ ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ فَيَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ثُمَّ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ مُعْتَدِلاً ثُمَّ يَقُوْلُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ثُمَّ يَهْوِيْ إِلَى الْأَرْضِ فَيُجَافِي يَدَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ وَيَثْنِي رِجْلَهُ الْيُسْرَى فَيَقْعُدُ عَلَيْهَا وَيَفْتَحُ أَصَابِعَ رِجْلَيْهِ إِذَا سَجَدَ وَيَسْجُدُ ثُمَّ يَقُوْلُ اللّٰهُ أَكْبَرُ وَيَرْفَعُ رَأْسَهُ وَيَثْنِي رِجْلَهُ الْيُسْرَى فَيَقْعُدُ عَلَيْهَا حَتَّى يَرْجِعَ كُلُّ عَظْمٍ إِلَى مَوْضِعِهِ ثُمَّ يَصْنَعُ فِي الْأُخْرَى مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ إِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ كَمَا كَبَّرَ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلاَةِ ثُمَّ يَصْنَعُ ذٰلِكَ فِي بَقِيَّةِ صَلاَةٍ حَتَّى إِذَا كَانَتِ السَّجْدَةُ الَّتِي فِيهَا التَّسْلِيمُ أَخَّرَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَقَعَدَ مُتَوَرِّكاً عَلَى شِقِّهِ الأَيْسَرِ قَالُوْا صَدَقْتَ هٰكَذَا كَانَ يُصَلِّي ﷺ.

کھڑے ہوتے یہاں تک کہ جسم کی ہر ہڈی اپنی جگہ پر استوار ہو جاتی۔ پھر آپ ﷺ قراءت کرتے۔ پھر آپ ﷺ تکبیر کہہ کر رفع الیدین کرتے یہاں تک کہ کندھوں کے برابر کر دیتے، پھر رکوع جاتے تو ہتھیلیاں اپنے کندھوں پر رکھتے، پھر اعتدال کرتے نہ سر مبارک کو اوپر بلند کرتے اور نہ نیچے جھکاتے۔ پھر سر مبارک اُٹھاتے اور سمع الله لمن حمده کہتے، پھر رفع الیدین کرتے یہاں تک کہ کندھوں تک برابر لے جاتے اور اعتدال و اطمینان سے کھڑے ہوتے۔ پھر الله اکبر کہہ کر زمین کی طرف مائل ہوتے اور ہاتھوں کو اپنے پہلوں سے دور رکھتے اور اس پر بیٹھ جاتے اور سجدے میں اپنے پاؤں کی انگلیاں کھلی رکھتے اور دوسرا سجدہ کر کے پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے اُٹھتے اور بائیں پاؤں کو بچھا کر اس پر بیٹھ جاتے یہاں تک کہ ہر ہڈی اطمینان سے اپنی جگہ پر لوٹ آتی۔ پھر دوسری رکعت میں بھی ایسا ہی کرتے۔ جب دوسری رکعت کے بعد (تیسری کے لیے) اُٹھتے تو تکبیر کہہ کر رفع الیدین کرتے اور کندھوں تک بلند کرتے۔ جیسے آپ ﷺ تکبیر افتتاح میں بلند کرتے تھے۔ پھر بقیہ نماز میں اسی طرح کرتے تھے۔ یہاں تک کہ جب وہ سجدہ کرتے جس کے بعد سلام پھیرنا ہوتا، تو بائیں پاؤں کو پیچھے کر دیتے اور بائیں طرف کی سرین پر بیٹھ جاتے تھے۔ سب نے کہا: تو نے درست بیان کیا۔ آپ ﷺ اسی طرح نماز پڑھا کرتے تھے۔

١٤٩١۔ وَفِي رِوَايَةٍ: فَإِنْ رَكَعَ أَمْكَنَ كَفَّيْهِ مِنْ رُكْبَتَيْهِ وَفَرَّجَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ ثُمَّ هَصَرَ ظَهْرَهُ غَيْرَ مُقْنِعٍ رَأْسَهُ وَلاَ صَافِحٍ بِخَدِّهِ وَقَالَ فَإِذَا قَعَدَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ قَعَدَ عَلَى بَطْنِ قَدَمِهِ

ایک روایت میں ہے: پس اگر رکوع کرتے تو ہتھیلیوں سے گھٹنوں کو پکڑتے اور انگلیاں کشادہ کر دیتے اور پشت سیدھی رکھتے، نہ تو سر کو اوپر اُٹھاتے، نہ رُخسار ایک طرف مائل کرتے، اور کہا: جب دو رکعات کے بعد بیٹھتے تو دائیں پاؤں کے تلوے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْيُسْرَى وَنَصَبَ الْيُمْنَى فَإِذَا كَانَ فِي الرَّابِعَةِ أَفْضَى بِوَرِكِهِ الْيُسْرَى إِلَى الْأَرْضِ وَأَخْرَجَ قَدَمَيْهِ مِنْ نَاحِيَةٍ وَاحِدَةٍ.

پر بیٹھتے اور دائیں پاؤں کو کھڑا کرتے اور چوتھی رکعت میں اپنے بائیں سرین کو زمین سے لگا دیتے اور دونوں پاؤں ایک طرف کو نکال دیتے تھے۔

١٤٩٢۔ إِذَا سَجَدَ وَضَعَ يَدَيْهِ غَيْرَ مُفْتَرِشٍ وَلَا قَابِضِهِمَا وَاسْتَقْبَلَ بِأَطْرَافِ أَصَابِعِهِ الْقِبْلَةَ.

اور ایک دوسری روایت میں ہے: جب سجدہ کرتے تو دو ہاتھوں کو زمین پر رکھتے نہ ان کو بچھاتے اور نہ پہلو سے خم کرتے اور انگلیوں کے سر قبلہ کی طرف رکھتے تھے۔

١٤٩٣۔ وفي أخرى: ثُمَّ سَجَدَ فَأَمْكَنَ أَنْفَهُ وَجَبْهَتَهُ وَنَحَّى يَدَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ حَتَّى رَجَعَ كُلُّ عَظْمٍ فِي مَوْضِعِهِ حَتَّى فَرَغَ ثُمَّ جَلَسَ فَافْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَأَقْبَلَ بِصَدْرِ الْيُمْنَى عَلَى قِبْلَتِهِ وَوَضَعَ كَفَّهُ الْيُمْنَى عَلَى رُكْبَتِهِ الْيُمْنَى وَكَفَّهُ الْيُسْرَى عَلَى رُكْبَتِهِ الْيُسْرَى وَأَشَارَ بِأُصْبُعِهِ.

ایک دوسری روایت میں ہے: پھر جب سجدہ کرتے تو ناک اور پیشانی زمین پر ٹھہرا دیتے اور بازوؤں کو پہلوؤں سے جدا رکھتے اور ہاتھ کندھوں کے برابر رکھتے۔ پھر جب سر اُٹھاتے تو بدن کی ہر ہڈی اپنی جگہ پر آ جاتی۔ یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہوتے۔ جب بیٹھتے تو بایاں پاؤں بچھا دیتے، دائیں پاؤں کے سینے کو بدستور قبلہ کی جانب ہی رکھتے اور دائیں ہاتھ کو دائیں گھٹنے پر اور بائیں ہاتھ کو بائیں گھٹنے پر اور اپنی انگلی سے اشارہ کرتے تھے۔

١٤٩٤۔ وَفِي أُخْرَى فَإِذَا سَجَدَ فَرَّجَ بَيْنَ فَخِذَيْهِ غَيْرَ حَامِلٍ بَطْنَهُ عَلَى شَيْءٍ مِنْ فَخِذِهِ كُلِّهَا. (هي لأبي داود ٧٣٠)

ایک روایت میں ہے: جب سجدہ کرتے تو دو رانوں کے درمیان فاصلہ رکھتے اور پیٹ مبارک اپنی رانوں کے کسی حصے پر نہ رکھتے۔

شرح: ...... ا۔ ضرورت کے وقت انسان اپنی صفت بیان کر سکتا ہے تا کہ سامع پر یہ زیادہ اثر انداز ہو سکے، بشرطیکہ خود پسندی نہ ہو۔

۲۔ قیام کے لیے تمام تکبیرات احرام واجب ہیں۔

۳۔ دو سجدوں کے درمیان بیٹھنے میں اطمینان کیا جائے۔

۴۔ ہر وہ رکعت جس میں تشہد نہیں اس میں جلسہ استراحت مستحب ہے۔

(١٤٩١) صحيح، الباني: ٦٧١.
(١٤٩٢) صحيح، الباني: ٦٧٢.
(١٤٩٣) صحيح، الباني: ٦٧٣.
(١٤٩٤) ابوداؤد: ٧٣٠۔ ضعيف الباني: ١٤٨.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۵۔ تشہد کے بعد دو رکعات سے کھڑے ہوں تو رفع یدین کرنا مستحب ہے۔

۶۔ آخری تشہد اور پہلے تشہد میں فرق ہے، پہلے میں بائیں پاؤں پر بیٹھنا ہے اور دوسرے تشہد میں یعنی جو بھی سلام پھیرنے والا تشہد ہو خواہ چار رکعات والا خواہ دو رکعات والا ہو اس میں تورک یعنی بایاں پاؤں دائیں کے نیچے سے نکالنا ہے اور سرین زمین پر رکھنا ہے، یہ سنت ہے۔

۷۔ تشہد میں سبابہ انگلی سے اشارہ کرنا مسنون ہے۔

۸۔ سجدے میں کہنیوں اور رانوں کو پہلوؤں سے علیحدہ رکھا جائے۔

١٤٩٥۔ وفي رواية للبخاري: فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ يَعْنِي مِنَ الرُّكُوعِ اسْتَوَى حَتَّى يَعُوْدَ كُلُّ فَقَارٍ مَكَانَهُ. (رواه البخاري: ٨٢٨)

اور بخاری کی روایت میں ہے: جب سر مبارک کو اُٹھاتے یعنی رکوع سے تو برابر کھڑے ہو جاتے یہاں تک کہ کمر کی ہڈی کا ہر جوڑ اپنی جگہ پر آ جاتا۔

١٤٩٦۔ عَنْ يُوْسُفَ وَهُوَ ابْنُ مَاهَكَ يُحَدِّثُ عَنْ حَكِيْمٍ قَالَ بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَنْ لاَ أَخِرَّ إِلَّا قَائِمًا. (رواه النسائي ١٠٨٤)

یوسف بن ماہک نے کہا، حکیم رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کی اس بات پر بیعت کی کہ میں رکوع سے سیدھا کھڑا ہونے کے بغیر سجدے میں نہ گروں گا۔'' (نسائی)

شرح: ...... ہر ہڈی اپنی جگہ پر لوٹنے کا مطلب یہ ہے کہ کمال اعتدال فرماتے تھے، اتنی دیر کھڑے رہتے یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر لوٹ آتی تب سجدہ میں جاتے۔

۲۔ باقی رہی بات کہ میں نہ گروں مگر کھڑے ہو کر ایک مطلب تو یہ لیا گیا ہے کہ میں موت تک اسلام پر ثابت قدم رہوں گا۔

۳۔ یہ ہے کہ اپنے معاملات تجارت میں مضبوط رہوں گا، گراوٹ نہ آئے گی۔

۴۔ صحیح ترین بات یہ ہے کہ اس سے مراد ہے کہ پہلے میں رکوع سے کھڑا ہوں تو پھر سجدہ میں جاؤں۔

١٤٩٧۔ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا عَلِيُّ أُحِبُّ لَكَ مَا أُحِبُّ لِنَفْسِيْ وَأَكْرَهُ لَكَ مَا أَكْرَهُ لِنَفْسِيْ لَا تَقْعِ بَيْنَ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: اے علی! میں تیرے لیے وہ چیز پسند کرتا ہوں جو اپنے لیے پسند کرتا ہوں اور تیرے لیے وہ چیز ناپسند کرتا ہوں جو

(١٤٩٥) بخاری: ٨٢٨۔ ترمذی: ٩٠٠۔ نسائی: ١١٨١۔ ابوداؤد: ٧٣٠۔ ابن ماجه: ١٠٦١۔ احمد: ٢٣٠٨٨۔ دارمی: ١٣٥٦.

(١٤٩٦) نسائی: ١٠٨٤۔ صحيح الاسناد: ١٠٣٩۔ احمد: ١٤٨٨٨.

(١٤٩٧) ضعيف، البانی: ٤٥۔ ابن ماجه: ٨٩٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

السَّجْدَتَيْنِ. (رواه الترمذي ٢٨٢)

اپنے لیے نا پسند کرتا ہوں۔ دو سجدوں کے درمیان اقعاء نہ کرو۔'' (ترمذی)

١٤٩٨۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَجْلِسَ الرَّجُلُ فِي الصَّلَاةِ وَهُوَ مُعْتَمِدٌ عَلٰى يَدِهِ (رواه أبوداود، ٩٩٢)

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ممانعت فرمائی ہے کہ کوئی مرد نماز میں اپنے ہاتھوں پر تکیہ لگا کر بیٹھے۔

١٤٩٩۔ زَادَ رَزِيْنٌ: وَرَأَى رَجُلًا يَتَّكِيءُ عَلٰى إِلْيَةِ يَدِهِ الْيُسْرٰى وَهُوَ قَاعِدٌ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ لَهُ: لَا تَجْلِسْ هٰكَذَا فَإِنَّ هٰكَذَا يَجْلِسُ الَّذِيْنَ يُعَذَّبُوْنَ.

رزین نے اس پر یہ زائد نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو اپنی نماز میں بائیں ہاتھ کی سیرین پر ٹیک لگا کر بیٹھا دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس حالت میں نہ بیٹھ۔ یقیناً اس حالت میں وہ لوگ بیٹھتے ہیں جن کو عذاب دیا جاتا ہے۔''

١٥٠٠۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَنْهَضُ فِي الصَّلَاةِ عَلٰى صُدُوْرِ قَدَمَيْهِ. (رواه الترمذي، ٢٨٨)

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نماز میں اپنے دو قدموں کے سینے پر اٹھتے تھے۔

شرح:...... ان احادیث کا مفاد ہے کہ جب آدمی دوسرے سجدے سے فارغ ہو کر اوپر اٹھنا چاہے تو وہ قدموں کے بل سیدھا کھڑا ہو جائے اور ہاتھوں پر سہارا نہ لے۔

مگر اس بارے میں صحیح ترین طریقہ وہی ہے جو صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ جب طاق رکعت سے کھڑے ہوتے تو سیدھے بیٹھ کر (جلسہ استراحت کے بعد) اٹھتے تھے۔

اسی طرح اوپر حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ والی حدیث بھی گزری ہے جس میں جلسہ استراحت کا ذکر ہے اور ہاتھوں پر اعتماد لے کر اٹھنے کا ذکر ہے۔

لہٰذا ان احادیث نے ثابت کر دیا کہ ہاتھ پر سہارا لے کر نماز میں اٹھنا جائز ہے، منع والی روایات ان کے مقابل کھڑے ہونے کے مقابل نہیں۔ (عون المعبود: ١/٣٧٦)

١٥٠١۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا

نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ جب سجدہ کرتے تو

(١٤٩٨) ابوداؤد: ٩٩٢۔ صحیح، البانی: ٨٧٥.
(١٥٠٠) ترمذی: ٢٨٨۔ ضعیف البانی: ٤٧.
(١٤٩٩) رزین۔ ابوداؤد: ٩٩٢۔ صحیح، البانی: ٨٧٥.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سَجَدَ وَضَعَ كَفَّيْهِ عَلَى الَّذِي يَضَعُ عَلَيْهِ جَبْهَتَهُ قَالَ نَافِعٌ وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ فِي يَوْمٍ شَدِيدِ الْبَرْدِ وَإِنَّهُ لَيُخْرِجُ كَفَّيْهِ مِنْ تَحْتِ بُرْنُسٍ لَهُ حَتَّى يَضَعَهُمَا عَلَى الْحَصْبَاءِ. (رواه مالك ٣٩٠)

ہتھیلیاں اس چیز پر رکھتے جس پر چہرہ رکھتے۔ نافع نے کہا: میں نے شدید سردی کے دن میں دیکھا کہ وہ اپنی برنس سے ہاتھ باہر نکال کر پتھریلی زمین پر رکھتے تھے۔" (الموطا)

شرح: ......اس اثر سے ثابت ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اعضائے سجدہ زمین پر لگانے کو بہت زیادہ مستحب تصور کرتے تھے اور تکلیف سے اس پر کاربند تھے تاکہ افضل عمل کا اجر حاصل کریں۔

١٥٠٢۔ وَعَنْ مَجْزَأَةَ عَنْ رَجُلٍ مِنْهُمْ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ اسْمُهُ أَهْبَانُ بْنُ أَوْسٍ وَكَانَ اشْتَكَى رُكْبَتَهُ وَكَانَ إِذَا سَجَدَ جَعَلَ تَحْتَ رُكْبَتِهِ وِسَادَةً. (رواه البخاري ٤١٧٤)

"مجزاۃ بن زاہر رحمہ اللہ نے اہبان بن اوس رضی اللہ عنہ جو اصحاب الشجرہ میں سے ہیں اُن سے روایت کی کہ اُن کے گھٹنوں میں درد کی شکایت رہتی تھی، پس وہ جب سجدہ کرتے تو اپنے گھٹنوں کے نیچے تکیہ رکھتے تھے۔" (البخاری)

شرح: ......حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ صحابی رضی اللہ عنہ اس لیے اپنے گھٹنے کے نیچے تکیہ وغیرہ رکھتے تھے زمین پر ان کا گھٹنا تکلیف محسوس کرتا تھا کیونکہ یہ عمر رسیدہ ہوگئے تھے۔ اس کا سہارا لے کر نماز پڑھتے تھے۔ (فتح الباری: ٤٥٢/٧)

١٥٠٣۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ إِذَا لَمْ يَسْتَطِعِ الْمَرِيضُ السُّجُودَ أَوْمَأَ بِرَأْسِهِ إِيْمَاءً وَلَمْ يَرْفَعْ إِلَى جَبْهَتِهِ شَيْئًا. (رواه مالك ٤٠٥)

نافع سے روایت ہے کہ سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: جب بیمار سجدہ نہ کر سکے تو سر کے ساتھ اشارہ کرے اور اپنے سر کی طرف کوئی چیز نہ اُٹھائے۔" (مالک)

شرح: ...... جب مریض زمین پر بوجہ تکلیف سجدہ میں سر نہ رکھ سکے تو سجدے کے لیے چیز اوپر نہ اٹھائے صرف اشارے سے نماز پڑھے۔ یہ ابن عمر رضی اللہ عنہ اور اکثر علمائے کرام کی رائے ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت عروہ نے سجدہ کے لیے چیز رکھنے کی اجازت دی ہے۔ وہ بتاتے ہیں کہ سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی آنکھیں دکھتی تھیں انہوں نے تکیہ پر سجدہ کیا۔ (شرح زرقانی: ٣٤٢/١)

١٥٠٤۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ أُمِرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ وَلَا أَكُفَّ ثَوْبًا وَلَا شَعْرًا. (رواه مسلم، ٤٩٠)

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے فرماتے سنا: ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم سات ہڈیوں پر سجدہ کریں اور بالوں اور کپڑوں کو نہ سمیٹیں۔"

(١٥٠١) مؤطا: ٣٩٠.

(١٥٠٢) بخاری: ٤١٧٤.

(١٥٠٣) مؤطا: ٤٠٥.

(١٥٠٤) مسلم: ٤٩٠۔ بخاری: ٨١٦۔ ترمذی: ٢٧٣۔ نسائی: ١١١٥.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۵۰۵۔ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ إِذَا سَجَدَ الْعَبْدُ سَجَدَ مَعَهُ سَبْعَةُ أَطْرَافٍ وَجْهُهُ وَكَفَّاهُ وَرُكْبَتَاهُ وَقَدَمَاهُ. (رواه مسلم، ٤٩١)

ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: فرمایا: ”جب انسان سجدہ کرتا ہے تو اس کے ساتھ سات اعضاء بھی سجدہ کرتے ہیں۔ اس کا چہرہ، اس کے دو ہاتھ، اس کے دو زانوں اور اس کے دو پاؤں۔“ (مسلم)

شرح: ...... ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ان سات اعضاء پر سجدہ کرنا فرض ہے۔

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ سجدے میں ناک لگانا ضروری نہیں صرف پیشانی پر سجدہ ہی کافی ہے، یہ رائے کمزور ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جو سجدہ میں اپنی پیشانی کے ساتھ ناک زمین پر نہیں لگاتا اس کی نماز کفایت نہیں کرتی۔“ (مجمع الزوائد: ٢/ ١٢٦، رجاله موثقون)

دوسری حدیث میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے جب اعضائے سجدہ شمار کیے تھے تو پیشانی سے لے کر ناک تک اشارہ کیا تھا اور انہیں ایک شمار کیا تھا۔ (مسلم، نسائی)

۲۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ نماز میں داخل ہونے سے پہلے یا دورانِ نماز لباس اور بال اکٹھے نہ کیے جائیں بلکہ انہیں اپنی حالت پر رکھا جائے تاکہ یہ بھی سجدے میں شریک ہوں۔

علامہ عبیداللہ رحمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لباس یا بال اکٹھے نہ کرنے کی ممانعت احتیاطی ہے۔ اگر کوئی کر لیتا ہے تو علمائے کرام کا اتفاق ہے کہ نماز فاسد نہ ہوگی، بس اجر کم ہوگا۔ (مرعاۃ: ۲/ ۴۴۶)

۱۵۰۶۔ عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدِ الْأَنْصَارِيِّ الْبَدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تُجْزِئُ صَلَاةٌ لَا يُقِيْمُ فِيْهَا الرَّجُلُ يَعْنِيْ صُلْبَهُ فِي الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ. (رواه الترمذی ٢٦٥)

سیدنا ابو مسعود البدری رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ”تم میں سے کسی کی نماز جائز نہیں ہوتی یہاں تک کہ وہ اپنی پشت کو رکوع و سجود میں سیدھی رکھے۔“ (اصحاب سنن)

شرح: ...... یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ رکوع اور سجدے میں اطمینان فرض ہے، کیونکہ اس کی نماز کفایت ہی نہیں کرتی جو اطمینان نہیں کرتا۔ اطمینان سے مراد ہے رکوع اور سجدے میں کمر بالکل سیدھی کر لے۔

جو لوگ نماز میں اطمینان فرض قرار نہیں دیتے ان کے پاس حدیث سے کوئی دلیل نہیں، بس قیاس آرائی ہے۔

لیکن طحاوی نے معانی الآثار میں لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور ان کے دونوں شاگردوں کا مذہب بھی یہ ہے کہ رکوع اور سجدے میں اطمینان فرض ہے۔

(۱۵۰۵) مسلم: ٤٩١۔ ترمذی: ٢٧٢۔ نسائی: ١٠٩٩۔ ابوداؤد: ٨٩١۔ ابن ماجه: ٨٨٥۔ احمد: ١٧٨٣۔

(۱۵۰۶) ترمذی: ٢٦٥۔ صحیح: ٢١٧۔ نسائی: ١١١١۔ ابوداؤد: ٨٥٥۔ ابن ماجه: ٨٧٠۔ احمد: ١٦٦٥٤۔ دارمی: ١٣٢٧۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

١٥٠٧ــ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ مُرَّةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَا تَرَوْنَ فِي الشَّارِبِ وَالسَّارِقِ وَالزَّانِيْ وَذٰلِكَ قَبْلَ أَنْ يَنْزِلَ فِيهِمْ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ قَالَ هُنَّ فَوَاحِشُ وَفِيهِنَّ عُقُوْبَةٌ وَأَسْوَأُ السَّرِقَةِ الَّذِي يَسْرِقُ صَلاتَهُ قَالُوْا وَكَيْفَ يَسْرِقُ صَلاتَهُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يُتِمُّ رُكُوْعَهَا وَلَا سُجُوْدَهَا. (رواه مالك ٤٠٣)

سیّدنا نعمان بن مرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم شرابی، زانی اور چور کو کیا سمجھتے ہو؟ یہ اس عہد میں فرمایا تھا جبکہ حدود نازل نہیں کی گئی تھیں۔ تو لوگوں نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے۔ فرمایا: یہ فحش اُمور میں سے ہیں اور ان کی سزا ہے۔ اور بدترین چوری اس شخص کی ہے جو اپنی نماز چوری کرتا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا: نماز کی وہ کیسے چوری کرتا ہے؟ فرمایا: اس کا رکوع اور سجود مکمل نہیں کرتا۔“ (الموطا)

شرح: ......۱۔ اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ ایک عالم جب امتحانی نقطہ نظر سے سوال کرے تو طالب علم کو اس کے امتحان کے مطابق مسائل کا جواب دینا چاہیے۔

۲۔ یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے رکوع اور سجدے میں خلل ڈالنے کو ان کے نزدیک جو بدترین گناہ کے کام تھے ان کے ذریعے سمجھایا کہ یہ اس جرم کی سنگینی جان لیں۔

۳۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حسن ادب کی جھلک بھی نمایاں ہوئی ہے۔

۴۔ رکوع اور سجدہ مکمل نہ کرنے والے کو چور قرار دیا گیا ہے کیونکہ چور وہ ہوتا ہے جو خیانت کرے اور دوسرے کے مال سے ناجائز فائدہ اٹھائے۔

یہ نماز میں اطمینان نہ کرنے والا بھی صحیح نماز کی ادائیگی نہ کرنے کی وجہ سے ثواب کا چور بنتا ہے اور آخرت میں سزا کا مستحق ہوتا ہے۔ (شرح زرقانی:۱/ ۳۴۱)

١٥٠٨ــ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ مَاصَلَّيْتُ خَلْفَ رَجُلٍ أَوْجَزَ صَلاةً مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ تَمَامٍ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ قَامَ حَتّٰى نَقُوْلَ قَدْ أَوْهَمَ ثُمَّ يُكَبِّرُ وَيَسْجُدُ وَكَانَ يَقْعُدُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ حَتّٰى نَقُوْلَ قَدْ أَوْهَمَ (رواه

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رکوع و سجود کی تکمیل کے ساتھ ہلکی اور مختصر نماز رسول اللہ ﷺ کے سوا کسی کے پیچھے نہیں پڑھی ہے۔ آپ ﷺ جب سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تو کھڑے رہتے یہاں تک کہ ہمیں گمان ہونے لگتا کہ آپ ﷺ بھول گئے ہیں۔ پھر آپ ﷺ تکبیر کہہ کر سجدہ کرتے اور آپ ﷺ دو سجدوں کے درمیان بیٹھتے یہاں تک

(١٥٠٧) موطا: ٤٠٣۔

(١٥٠٨) ابوداؤد: ٨٥٣۔ صحیح، البانی: ٧٥٩۔ بخاری: ٨٠٠۔ مسلم: ٤٧٢۔ ابن ماجہ: ٩٨٥۔ احمد: ١٣٥٩٧۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

أبو داود ، ، ٨٥٣) کہ ہم کہتے آپ ﷺ بھول گئے ہیں۔

شرح: ...... یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ رکوع سے اٹھ کر اعتدال کرنے میں اور دو سجدوں کے درمیان کا وقفہ طویل ہوتا تھا۔ تب ہی تو بھولنے کا وہم ہوتا تھا، اس سے نماز میں اطمینان کا اندازہ ہوتا ہے۔

١٥٠٩۔ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ أَنَّ مَالِكَ بْنَ الْحُوَيْرِثِ قَالَ لِأَصْحَابِهِ: أَلَا أُنَبِّئُكُمْ صَلَاةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ وَذَاكَ فِي غَيْرِ حِيْنِ صَلَاةٍ فَقَامَ ثُمَّ رَكَعَ فَكَبَّرَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَامَ هُنَيَّةً ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ هُنَيَّةً فَصَلَّى صَلَاةَ عَمْرِو بْنِ سَلَمَةَ شَيْخِنَا هٰذَا قَالَ أَيُّوْبُ كَانَ يَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ أَرَهُمْ يَفْعَلُوْنَهُ كَانَ يَقْعُدُ فِي الثَّالِثَةِ وَالرَّابِعَةِ . (للبخاري ٨١٩)

ابو قلابہ سے روایت ہے کہ سیّدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ نے اپنے رفقاء کو کہا: کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی مثل نماز نہ بتاؤں؟ پس وہ کھڑے ہوئے اور رکوع کیا اور تکبیر کہی۔ پھر سر اُٹھایا اور آہستہ اُٹھے۔ پھر سجدہ کیا اور پھر آہستہ سر اُٹھایا اور نماز پڑھی جیسے ہمارے یہ شیخ عمرو بن سلمہ نماز پڑھا کرتے تھے۔ راوی ایوب نے کہا: وہ کچھ اُمور ایسے کرتے تھے کہ وہ کام دوسرے لوگوں کو کرتے میں نے نہیں دیکھا اور تیسری یا چوتھی رکعت کے بعد بیٹھتے تھے۔

١٥١٠۔ وفي رواية: صَلَّى بِنَا صَلَاةَ شَيْخِنَا هٰذَا أَبِي بُرَيْدٍ وَكَانَ أَبُوْ بُرَيْدٍ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السَّجْدَةِ الْآخِرَةِ اسْتَوٰى قَاعِدًا ثُمَّ نَهَضَ . (رواه البخاري ٨٠٢)

اور ایک روایت میں ہے: اس نے کہا نماز پڑھی جیسے ہمارے شیخ ابو برید کی نماز ہے اور ابو برید جب پہلی اور دوسری رکعت کے آخری سجدے سے سر اُٹھاتے تو پوری طرح بیٹھتے اور پھر اُٹھتے تھے۔

شرح: ......١۔ ان احادیث سے یہ ثابت ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک نماز کی بہت اہمیت تھی وہ دوسروں کے سامنے مسنون نماز کا طریقہ بتایا کرتے تھے۔ کاش ہم بھی اس عبادت سے لذت آشنا ہوں۔

٢۔ ثابت ہوا کہ نبی اکرم ﷺ نماز میں اطمینان رکھتے تھے۔

٣۔ آپ ﷺ طاق رکعتوں میں جلسہ استراحت کے بعد قیام کے لیے اٹھتے تھے۔

١٥١١۔ عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ يَوْمًا قَالَ

سیّدنا رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ بیٹھے تھے اور ہم بھی آپ ﷺ کے پاس تھے۔ پھر ایک شخص آیا جو

(١٥٠٩) بخاری: ٨١٩۔ مسلم: ٦٧٤۔ ترمذی: ٢٨٧۔ نسائی: ١١٥٣۔ ابوداؤد: ٨٤٤۔ ابن ماجه: ٩٧٩۔ احمد: ٢٠٠٠٦۔ دارمی: ١٢٥٣.

(١٥١٠) بخاری: ٨٠٢۔ مسلم: ٦٧٤۔ ترمذی: ٢٨٧۔ نسائی: ١١٥٣۔ ابوداؤد: ٨٤٤۔ ابن ماجه: ٩٧٩۔ احمد: ٢٠٠٠٦۔ دارمی: ١٢٥٣.

(١٥١١) ترمذی: ٣٠٢۔ صحیح، البانی: ٢٤٧۔ نسائی: ١٣١٤۔ ابوداؤد: ٨٥٦۔ ابن ماجه: ٤٦٠۔ احمد: ١٨٥١٦۔ دارمی: ١٣٢٩.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رِفَاعَةُ وَنَحْنُ مَعَهُ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ كَالْبَدْوِيِّ فَصَلَّى فَأَخَفَّ صَلَاتَهُ ثُمَّ انْصَرَفَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَعَلَيْكَ فَارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَرَجَعَ فَصَلَّى ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ وَعَلَيْكَ فَارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنْ لَمْ تُصَلِّ فَفَعَلَ ذٰلِكَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا كُلَّ ذٰلِكَ يَأْتِي النَّبِيَّ ﷺ فَيُسَلِّمُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَيَقُولُ النَّبِيُّ ﷺ وَعَلَيْكَ فَارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَخَافَ النَّاسُ وَكَبُرَ عَلَيْهِمْ أَنْ يَكُونَ مَنْ أَخَفَّ صَلَاتِهِ لَمْ يُصَلِّ فَقَالَ الرَّجُلُ فِي آخِرِ ذٰلِكَ فَأَرِنِي وَعَلِّمْنِي فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أُصِيبُ وَأُخْطِيءُ فَقَالَ أَجَلْ إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَتَوَضَّأْ كَمَا أَمَرَكَ اللّٰهُ ثُمَّ تَشَهَّدْ وَأَقِمْ فَإِنْ كَانَ مَعَكَ قُرْآنٌ فَاقْرَأْ وَإِلَّا فَاحْمَدِ اللّٰهَ وَكَبِّرْهُ وَهَلِّلْهُ ثُمَّ ارْكَعْ فَاطْمَئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ اعْتَدِلْ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ فَاعْتَدِلْ سَاجِدًا ثُمَّ اجْلِسْ فَاطْمَئِنَّ جَالِسًا ثُمَّ قُمْ فَإِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ فَقَدْ تَمَّتْ صَلَاتُكَ وَإِنِ انْتَقَصْتَ مِنْهُ شَيْئًا انْتَقَصْتَ مِنْ صَلَاتِكَ قَالَ وَكَانَ هٰذَا أَهْوَنُ عَلَيْهِمْ مِنَ الْأَوَّلِ أَنَّهُ مَنِ انْتَقَصَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا انْتَقَصَ مِنْ صَلَاتِهِ وَلَمْ تَذْهَبْ كُلُّهَا. (للترمذی، ۳۰۲)

دیہات کا معلوم ہوتا تھا۔ اس نے نماز تخفیف کر کے پڑھی اور سلام پھیر کر آپ ﷺ کو سلام کہا تو آپ ﷺ نے فرمایا: تیرے اوپر بھی ۔ اور تو واپس جا کر نماز پڑھ، تو نے نماز نہیں پڑھی۔ وہ گیا اور نماز پڑھی اور آ کر سلام کہا۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: تیرے اوپر بھی............ تو واپس جا کر نماز پڑھ، تو نے نماز نہیں پڑھی۔ پس اس نے دو بار یا تین بار ایسا ہی کیا۔ پس لوگوں کو یہ امر ناگوار گذرا اور ان کو یہ امر مشکل دکھائی دیا کہ جو بھی تخفیف کر کے نماز پڑھے گا تو گویا اس نے نماز ہی نہیں پڑھی ہے۔ اس شخص نے بالآخر عرض کی: مجھے تعلیم دیں اور بتائیں ۔ میں انسان ہوں، صحیح بھی کرتا ہوں اور غلط بھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں بتائے دیتا ہوں۔ جب تو نماز کی طرف اُٹھے تو وضو کر جیسا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے، پھر کلمۂ شہادت پڑھ، اور کھڑا ہو اور اگر قرآن تجھے یاد ہے تو وہ پڑھ اور نہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کر اور تکبیر کہہ اور لا اِلٰہ اِلاَّ اللّٰہ پڑھ۔ پھر رکوع کر اطمینان سے کر اور پھر اعتدال سے کھڑا ہو جا اور پھر سجدہ کر اور پورے اعتدال سے کر پھر اُٹھ کر بیٹھ اور اطمینان سے بیٹھ اور پھر کھڑا ہو۔ جب تو نے ایسا کیا تو تیری نماز مکمل ہو جائے گی اور اگر ان اُمور میں کمی کی تو تیری نماز ناقص ہوگی۔ راوی نے کہا: یہ ارشاد لوگوں کو پہلے سے زیادہ آسان معلوم ہوا کہ جس نے ان اُمور میں کمی کی تو اس کی نماز میں کمی واقع ہوگی اور پوری نماز تو نہیں جائے گی۔

شرح:......۱۔ جو شخص آئے تھے اور نماز پڑھی تھی یہ حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ کے بھائی خلاد بن رافع تھے۔

۲۔ انہوں نے رکوع و سجود پورے نہ کیے تھے اس لیے آپ نے انہیں نماز لوٹانے کا حکم دیا تھا۔ یہ بات ارکانِ نماز کو اعتدال کے ساتھ ادا کرنے کی فرضیت پر واضح دلالت ہے کیونکہ نماز لوٹانے کا حکم تب ہی ہوتا ہے جب نماز فاسد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو جائے۔

۳۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ سورت فاتحہ کے بعد جہاں سے چاہے اور جتنی چاہے تلاوت کی جائے۔ سورت فاتحہ فرض ہے یہ ضرور پڑھنی ہے۔

۴۔ اس میں ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر جو گھٹنوں کے درمیان رکوع میں ہاتھ رکھنے کے قائل ہیں، ان کی تردید ہے کیونکہ رکوع میں گھٹنوں پر ہاتھ رکھنے کا طریقہ بھی اس میں بتایا گیا ہے کہ انہیں مضبوط پکڑنا ہے۔

۵۔ رکوع میں اطمینان واجب ہے، ارکان میں اعتدال ہو، سجدہ اور دو سجدوں کے درمیان بھی اطمینان کرنا واجب ہے۔

٦۔ اگر کوئی قرآن پاک میں سے کچھ نہیں جانتا تو پھر الحمد للہ، اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ جیسے اذکار اس کی جگہ کفایت کر جاتے ہیں۔

۱۵۱۲ــ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ: نَظَرَ حُذَيْفَةُ إِلَى رَجُلٍ يُصَلِّي وَلَايُقِيمُ ظَهْرَهُ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ قَالَ لَهُ: أَيَأْلَمُ ظَهْرُكَ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: لَوْ أَنَّكَ مِتَّ عَلَى حَالَتِكَ هَذِهِ مِتَّ مُخَالِفًا لِسُنَّةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ (رواه رزين)

محارب بن دثار سے روایت ہے کہ سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو نماز پڑھتے دیکھا جو اپنی پشت سیدھی نہیں کرتا تھا، جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تیری پشت میں تکلیف ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ تو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر اپنی اسی حالت کی طرح تو نماز پڑھتے مرے گا تو رسول اللہ ﷺ کی سنت کا مخالف ہی مرے گا۔ (رزین)

۱۵۱۳ــ عَنْ زَيْدِبْنِ وَهْبٍ عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّهُ رَأَى رَجُلًا يُصَلِّي فَطَفَّفَ فَقَالَ لَهُ حُذَيْفَةُ مُنْذُ كَمْ تُصَلِّي هٰذِهِ الصَّلَاةَ قَالَ مُنْذُ أَرْبَعِينَ عَامًا قَالَ مَا صَلَّيْتَ مُنْذُ أَرْبَعِينَ سَنَةً وَلَوْ مِتَّ وَأَنْتَ تُصَلِّي هٰذِهِ الصَّلَاةَ لَمِتَّ عَلَى غَيْرِ فِطْرَةِ مُحَمَّدٍ ﷺ . (للنسائي ، ۱۳۱۲)

زید بن وہب سے روایت ہے کہ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو نماز پڑھتے دیکھا کہ اس نے نماز میں بہت کمی کی۔ پس سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: تو کتنے عرصے سے ایسی نماز پڑھ رہا ہے؟ اس نے کہا: چالیس سال سے۔ انہوں نے کہا: تو نے چالیس سال سے نماز نہیں پڑھی اگر تو اسی طرح نماز پڑھتے فوت ہوا تو محمد ﷺ کی فطرت کے خلاف فوت ہوگا۔"

شرح: ...... یہ مرفوع کے حکم میں ہے، یہ حدیث رکوع اور سجدے میں اطمینان کے فرض ہونے کی دلیل ہے اور

(۱۵۱۲) رزین.

(۱۵۱۳) نسائی: ۱۳۱۲۔ صحیح الاسناد: ۱۲٤٤۔ بخاری: ۳۸۹۔ احمد: ۲۲۸۵۱.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اطمینان میں خلل آ جائے تو نماز باطل ہو جاتی ہے۔

۲۔ جب نماز کے ارکان میں خلل واقع کرنے سے فطرت اسلامی چھوٹ جاتی ہے، تو نماز کا تارک کتنا بڑا کفر کرتا ہے۔

۳۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ارکان میں خلل واقع کرنے والے کو اس لیے ڈانٹا تھا تاکہ مستقبل میں اس کی نماز کی اصلاح ہو جائے۔

۱۵۱٤۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِذَا رَكَعَ اسْتَوَىٰ فَلَوْ صُبَّ عَلَى ظَهْرِ الْمَاءِ اسْتَقَرَّ. (رواه الطبراني فى الكبير ١٢٧٨١، والموصلى)

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رکوع کرتے تو پشت کو برابر رکھتے تھے اگر بالفرض آپ ﷺ کی پشت پر پانی ڈالا جاتا تو پانی ٹھہر جاتا۔" (الکبیر اور الاوسط)

شــرح: ...... اس حدیث میں رکوع کے اعتدال کی کیفیت بیان ہوئی ہے کہ اوپر پانی کا برتن رکھ دیں تو نبی اکرم ﷺ کی کمر مبارک سے اچھلتا نہ تھا۔ اتنی برابر ہوتی تھی۔

۱۵۱۵۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَفَعَهُ: مَنْ لَمْ يُلْزِقْ أَنْفَهُ مَعَ جَبْهَتِهِ بِالْأَرْضِ إِذَا سَجَدَ لَمْ تُجْزِ صَلَاتُهُ. (رواه الطبرانى فى الكبير ١١٩١٧، والأوسط)

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع حدیث میں منقول ہے: "جو شخص ناک کو پیشانی کے ساتھ زمین پر نہیں رکھتا جب وہ سجدہ کرتا ہے تو اس کی نماز کفایت نہیں کرتی۔" (الکبیر اور الاوسط)

شرح: ...... اس میں دلیل ہے کہ پیشانی کے ساتھ سجدے میں ناک بھی زمین پر لگائیں ورنہ نماز قبول نہ ہوگی۔

اَلْجُلُوْسُ وَالتَّشَهُّدُ وَالسَّلَامُ

بیٹھنا، تشہد پڑھنا اور سلام پھیرنا

۱۵۱٦۔ عَنْ طَاوُسٍ يَقُوْلُ قُلْنَا لِابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْإِقْعَاءِ عَلَى الْقَدَمَيْنِ فَقَالَ هِيَ السُّنَّةُ فَقُلْنَا لَهُ إِنَّا لَنَرَاهُ بِالرَّجُلِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بَلْ هِيَ سُنَّةُ نَبِيِّكَ ﷺ (رواه مسلم، ٥٣٦)

طاؤس سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ ہم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے دو پاؤں پر اقعاء کرنے کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے کہا: یہ سنت میں سے ہے۔ ہم نے کہا: کیا تو اس کو آدمی کی زیادتی نہیں سمجھتا؟ انہوں نے کہا: یہ تمہارے نبی ﷺ کی سنت ہے۔

(۱۵۱٤) طبرانی کبیر: ۱۲۷۸۱۔ ابویعلی موصلی ورجاله موثقون، هیثمی: ۲۷۳۷۔

(۱۵۱۵) طبرانی کبیر: ۱۱۹۱۷۔ طبرانی اوسط۔ ورجاله موثقون، هیثمی: ۲۷٦۲۔

(۱۵۱٦) مسلم: ۵۳٦۔ ترمذی: ۲۸۳۔ ابوداؤد: ۸٤۵۔ احمد: ۲۸۵۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شرح: ......اس حدیث میں اقعاء کی اجازت بیان ہوئی ہے۔ یہ ایک اندازِ نشست ہے، جو دو سجدوں کے درمیان اختیار کیا جاتا ہے، اس کی دو قسمیں ہیں:

(۱) دونوں پنڈلیاں کھڑی رکھیں اور سرین زمین پر ٹکا دیں اور ہاتھ زمین پر رکھیں، یہ وہ صورت ہے جس کی ممانعت ہے، اسے ہی کتے سے بیٹھنے کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔

(۲) اقعاء کی صورت یہ ہے کہ دو سجدوں کے درمیان پاؤں کھڑے کریں اور ان پر بیٹھ جائیں، یہ جائز ہے۔

اس تعریف سے دونوں احادیث میں مطابقت ہوئی کہ ایک میں اس کی ممانعت آئی ہے، دوسری حدیث میں اسے سنت قرار دیا گیا ہے۔ تو منع وہ ہے جس میں کتے کی مشابہت ہے جو ہم نے اوپر نمبر ۱ میں بیان کی ہے اور جائز وہ ہے جو ہم نے نمبر ۲ میں بیان کی ہے۔

یہ جائز ہے، بہر صورت بہتر اور افضل یہی ہے کہ دو سجدوں کے درمیان بایاں پاؤں زمین پر بچھایا جائے اور اس پر سرین رکھیں اور دایاں پاؤں کھڑا کیا جائے۔ باقی جائز دونوں اندازِ نشست ہیں۔ (مرعاۃ: ۲/۴۶۳، عون المعبود: ۱/ ۳۱۴، تحفۃ الاحوذی: ۱/ ۲۳۵)

۱۵۱۷۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا قَعَدَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُوْلَيَيْنِ كَأَنَّهُ عَلَى الرَّضْفِ قُلْتُ لِسَعْدٍ حَتَّى يَقُوْمَ. (رواه أحمد ، ٤١٤٤)

سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب پہلی دو رکعات کے بعد بیٹھتے تو گویا آپ ﷺ پتھر پر بیٹھے ہوں، یہاں تک کہ جلدی کھڑے ہو جاتے۔

شرح: ......اس میں بیان ہوا ہے کہ تین رکعات والی نماز ہو یا چار رکعات والی ہو جس میں دو تشہد آتے ہیں، پہلے تشہد میں تخفیف کی جائے کیونکہ یہ کہنا کہ گویا گرم پتھر پر بیٹھے تھے، یہ جلدی اٹھنے پر دلالت کرتا ہے یعنی صرف عبدہٗ ورسولہٗ تک پڑھ کر کھڑے ہو جائیں، درود اور دعائیں نہ پڑھیں۔

اگر کوئی اس سے آگے درود پڑھ لیتا ہے تو حرج نہیں مگر جو یہ کہتے ہیں کہ تشہد سے آگے پڑھنے سے سجدہ سہو پڑ جاتا ہے تو یہ بے دلیل بات ہے۔

اس حدیث میں جس میں گرم پتھر پر بیٹھنے کا کہا گیا ہے انقطاع ہے کہ ابوعبیدہ نے اپنے باپ سے حدیث نہیں سنی۔ مگر ترمذی نے شواہد کی بنا پر اسے حسن کہا ہے۔

یہ بات مضبوط ہے کیونکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس تشہد میں مختصر ہی بیٹھا کرتے تھے۔ (ابن ابی شیبہ، اسنادہ صحیح)

(۱۵۱۷) احمد: ٤١٤٤۔ ترمذی: ٣٦٦۔ نسائی: ١١٧٦۔ ابوداؤد: ٩٩٥۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے پہلے تشہد میں عبدہٗ ورسولہٗ تک پڑھا تو اوپر کھڑے ہو گئے، حالانکہ انہوں نے کہا تھا کہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم والی نماز بتا تا ہوں۔ (مسند احمد، صحیح ابن خزیمہ)

یہ ساری روایات پہلے تشہد میں جلدی اٹھنے کی تائید کرتی ہیں۔ (مرعاۃ:۲/۴۸۲)

۱۵۱۸۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ أَنَّہٗ کَانَ یَرَی عَبْدَاللّٰہِ بْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا یَتَرَبَّعُ فِی الصَّلَاۃِ إِذَا جَلَسَ فَفَعَلْتُہٗ وَأَنَا یَوْمَئِذٍ حَدِیْثُ السِّنِّ فَنَھَانِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ وَقَالَ إِنَّمَا سُنَّۃُ الصَّلَاۃِ أَنْ تَنْصُبَ بِرِجْلِكَ الْیُمْنٰی وَتَثْنِی الْیُسْرٰی فَقُلْتُ إِنَّكَ تَفْعَلُ ذٰلِكَ فَقَالَ إِنَّ رِجْلَيَّ لَا تَحْمِلَانِیْ.

(رواہ البخاری ۸۲۷)

عبداللہ بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں ابن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کرتا تھا کہ جب وہ نماز میں بیٹھتے تو چار زانو ہو کر بیٹھتے تھے۔ تو میں نے بھی ایسا کیا تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے منع کر دیا اور کہا نماز میں سنت طریقہ یہ ہے کہ دائیں پاؤں کو کھڑا کیا جائے اور بائیں پاؤں کو بچھا کر بیٹھے۔ میں نے کہا: تم خود تو چار زانو ہو کر بیٹھتے ہو؟ انہوں نے کہا: میرے پاؤں مجھے اُٹھانے کے متحمل نہیں ہیں۔

شرح: ......اس حدیث میں تشہد میں بیٹھنے کا طریقہ بتایا گیا ہے کہ بایاں پاؤں موڑ لیں اور دایاں پاؤں کھڑا رکھیں۔ یہ یاد رہے یہ پہلے تشہد میں بیٹھنے کا طریقہ ہے۔

۲۔ یہ ثابت ہوا کہ اگر ضعف یا بیماری ہو تو چار زانو (چوکڑی مار کر) بیٹھ کر نماز جائز ہے مگر صحت مند کے لیے اس کی قطعاً اجازت نہیں۔

۱۵۱۹۔ عَنْ عَلِیِّ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمُعَاوِیِّ أَنَّہٗ قَالَ رَآنِیْ عَبْدُاللّٰہِ بْنُ عُمَرَ وَأَنَا أَعْبَثُ بِالْحَصٰی فِی الصَّلَاۃِ فَلَمَّا انْصَرَفَ نَھَانِیْ فَقَالَ اصْنَعْ کَمَا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَصْنَعُ فَقُلْتُ وَکَیْفَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَصْنَعُ قَالَ کَانَ إِذَا جَلَسَ فِی الصَّلَاۃِ وَضَعَ کَفَّہُ الْیُمْنٰی عَلٰی فَخِذِہِ الْیُمْنٰی وَقَبَضَ أَصَابِعَہٗ کُلَّھَا وَأَشَارَ بِإِصْبَعِہِ الَّتِیْ تَلِی الْإِبْھَامَ

علی بن عبدالرحمٰن المعاوی سے روایت ہے کہ مجھے ابن عمر رضی اللہ عنہ نے نماز میں کنکروں سے کھیلتے دیکھا۔ جب انہوں نے سلام پھیرا تو مجھے منع کیا اور کہا: اس طرح کر جیسے رسول اللہ ﷺ کیا کرتے تھے۔ میں نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے کرتے تھے؟ تو انہوں نے کہا: جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں بیٹھتے تو اپنا دایاں ہاتھ دائیں ران پر رکھتے اور تمام انگلیاں بند کر دیتے اور اس انگلی کے ساتھ اشارہ کرتے جو انگوٹھے کے ساتھ ہے اور بائیں ہاتھ کو بائیں ران پر رکھتے تھے۔

(۱۵۱۸) بخاری: ۸۲۷۔ ترمذی: ۳۸٦۷۔ نسائی: ۱۱۵۷۔ ابوداود: ۹۵۹۔ مؤطا: ۲۰۲۔

(۱۵۹) مسلم: ۵۸۰۔ ترمذی: ۲۹٤۔ نسائی: ۱۲٦۹۔ ابوداؤد: ۹۸۷۔ ابن ماجہ: ۹۱۳۔ احمد: ٦۳۱۲۔ موطا: ۱۹۹۔ دارمی: ۱۳۳۹۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

وَوَضَعَ كَفَّهُ الْيُسْرَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُسْرَى .

(رواه مسلم ٥٨٠)

١٥٢٠ــ وفي رواية: وَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى رُكْبَتِهِ الْيُسْرَى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى رِكْبَتِهِ الْيُمْنَى وَعَقَدَ ثَلَاثَةً وَخَمْسِيْنَ وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ . (رواه مسلم ٥٨٠)

اور ایک روایت میں ہے: اپنے بائیں ہاتھ کو بائیں گھٹنے پر رکھتے اور اپنے دائیں ہاتھ کو دائیں گھٹنے پر رکھتے، اور ترپن کا عدد بناتے اور انگشت شہادت سے اشارہ کرتے تھے۔

١٥٢١ــ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُشِيْرُ بِأُصْبِعِهِ إِذَا دَعَا وَلَا يُحَرِّكُهَا (رواه النسائي ١٢٧٠)

سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت اس کی مثل ہے اور اس میں ہے کہ جب دعا کرتے تو اپنی انگلی سے اشارہ کرتے اور انگلی کو حرکت نہ دیتے تھے۔

١٥٢٢ــ وفيه: وَقَبَضَ أَصَابِعَهُ وَبَسَطَ السَّبَّابَةَ وَهُوَ يَقُوْلُ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلَى دِيْنِكَ . (رواه الترمذي، ٣٥٨٧)

"اور ترمذی میں مثل اس کے ہے: آپ ﷺ دیگر اُنگلیاں بند کرتے اور شہادت کی اُنگلی کو کشادہ کرتے اور دعا کرتے اور کہتے: "اے دلوں کو پھیرنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت کردے۔"

شــــرح: ......١۔اس میں التحیات میں ہاتھ رکھنے کا یہ طریقہ بیان ہوا ہے کہ بایاں ہاتھ بائیں گھٹنے پر اور دایاں ہاتھ دائیں گھٹنے پر رکھا جائے۔

٢۔دائیں ہاتھ پر ترپن کی گرہ باندھی جائے اور بایاں ہاتھ کھول کر بائیں گھٹنے پر رکھا جائے۔

٣۔ترپن کی گرہ یہ ہے کہ سب سے چھوٹی انگلی اور اس کے ساتھ والی انگلی اور درمیان والی انگلی تینوں کو ہتھیلی کے ساتھ اکٹھا کریں اور سبابہ انگلی کھلی رکھی جائے، اسے انگوٹھے کی جڑ میں ملا دیا جائے تو یہ ترپن کی گنتی کی کیفیت بن جاتی ہے۔

بظاہر تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ تشہد میں بیٹھتے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم انگلی اٹھا لیتے تھے، اور اشارہ لا الٰہ الا اللہ پر کرتے تھے، اشارہ ایک دفعہ ہی کافی ہے بار بار کرنے کی ضرورت نہیں۔ایک دفعہ ہی اشارہ کرنے سے حدیث پر عمل ہو جاتا ہے۔

(١٥٢٠) مسلم: ٥٨٠۔ ترمذی: ٢٩٤۔ نسائی: ١٢٦٩۔ ابوداؤد: ٩٨٧۔ ابن ماجه: ٩١٣۔ احمد: ٦٣١٢۔ موطا: ١٩٩۔ دارمی: ١٣٣٩.

(١٥٢١) نسائی: ١٢٧٠۔ شاذ البانی: ٦٧۔ ولا یحرکها کے الفاظ شاذ ہیں۔دوسری حدیث مسلم کے ٥٧٩۔ ابوداؤد: ٩٨٩۔ احمد: ١٥٢٢.

(١٥٢٢) ترمذی: ٣٥٨٧۔ منکر بهذا السیاق، البانی: ٧٢٣.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حرکت واشارہ نہ کرنے والی بات صحیح نہیں۔ انگلی سے اشارہ کرنا مسنون عمل ہے۔

۴۔ تشہد میں ایک حالت تو یہ بیان ہو چکی ہے جو کہ ترپن والی ہے۔

تشہد میں بیٹھنے کی دوسری کیفیت یہ ہے کہ ہتھیلی پر تمام انگلیاں ملائی جائیں اور سبابہ انگلی سے اشارہ کیا جائے۔

(۳) یہ طریقہ ہے کہ سب سے چھوٹی انگلی اور اس کے ساتھ والی انگلی ہتھیلی کے ساتھ ملائی جائیں اور سبابہ کھلی رکھی جائے اس سے اشارہ کیا جائے اور درمیان والی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنا لیا جائے۔

ایک یہ طریقہ ہے کہ دایاں ہاتھ دائیں ران پر رکھا جائے اور سبابہ کے ساتھ اشارہ کیا جائے۔ (مرعاۃ: ۲/ ۴۶۷)

ان چاروں طریقوں پر آپ ﷺ کا تشہد میں بیٹھنا معمول تھا، مختلف اوقات میں مختلف انداز پر آپ ﷺ تشہد میں جلوہ افروز رہے ہیں، یہ سب جائز ہیں۔

١٥٢٣ ـ عَنْ أَبِي يَعْفُوْرٍ قَالَ سَمِعْتُ مُصْعَبَ بْنَ سَعْدٍ يَقُوْلُ صَلَّيْتُ إِلَى جَنْبِ أَبِي فَطَبَّقْتُ بَيْنَ كَفَّيَّ ثُمَّ وَضَعْتُهُمَا بَيْنَ فَخِذَيَّ فَنَهَانِي أَبِيْ وَقَالَ كُنَّا نَفْعَلُهُ فَنُهِينَا عَنْهُ . وَأُمِرْنَا أَنْ نَضَعَ أَيْدِيَنَا عَلَى الرُّكَبِ . (رواه البخاري ، ٧٩٠) [للشيخين وأبي داود والنسائي كَذَاذَكَرَهُ فِي الْأَصْلِ فِي تَرْجَمَةِ الْجُلُوْسِ مَعَ أَنَّهُمْ إِنَّمَا ذَكَرُوْهُ فِي بَابِ الرُّكُوْعِ] .

ابو یعفور نے کہا: میں نے مصعب بن سعد سے سنا: اس نے کہا: میں نے اپنے باپ کے پہلو میں نماز پڑھی اور میں نے اپنی ہتھیلیاں ملائیں اور ان دونوں کو اپنی ران کے درمیان رکھا تو میرے باپ نے اس سے مجھے منع کیا اور کہا: ہم پہلے اس طرح رکھتے تھے پھر ہمیں اس سے منع کیا گیا اور ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم اپنے ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھا کریں۔" (الشیخین، ابوداؤد اور نسائی) اصل میں اس کو اسی طرح جلوس کے باب میں بیان کیا ہے باوجود اس کے کہ دیگر محدثین نے اس کو باب رکوع میں ذکر کیا ہے۔

١٥٢٤ ـ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدِبْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ صَلَّيْتُ إِلَى جَنْبِ أَبِيْ فَلَمَّا رَكَعْتُ شَبَّكْتُ أَصَابِعِي وَجَعَلْتُهُمَا بَيْنَ رُكْبَتَيَّ فَضَرَبَ يَدَيَّ . (لمسلم ٥٣٥)

مصعب بن سعد بن ابی وقاص کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ کے پہلو میں نماز پڑھی اور جب میں نے رکوع کیا تو میں نے اپنی ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر تشبیک کی اور دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں کے درمیان رکھ دیا تو انہوں نے میرے ہاتھ پر مارا۔

١٥٢٥ ـ وَفِي أُخْرَى :طَبَّقَ بَيْنَ يَدَيْهِ ثُمَّ

دوسری روایت ہے: میں نے رکوع کیا اور اپنے ہاتھ اس طرح

(١٥٢٣) بخاری: ٧٩٠۔ مسلم: ٥٣٥۔ ترمذی: ٢٥٩۔ نسائی: ١٠٣٣۔ ابوداؤد: ٨٦٧۔ ابن ماجہ: ٨٧٣۔ احمد: ١٥٧٤۔ دارمی: ١٣٠٣۔

(١٥٢٤) بخاری: ٧٩٠۔ مسلم: ٥٣٥۔ ترمذی: ٢٥٩۔ نسائی: ١٠٣٣۔ ابوداؤد: ٨٦٧۔ ابن ماجہ: ٨٧٣۔ احمد: ١٥٧٤۔ دارمی: ١٣٠٣۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جَعَلَهُمَا بَيْنَ فَخِذَيَّ . بِنَحْوِهِ . (لمسلم ٥٣٤)

کیے یعنی ہر دو ہاتھ ملائے اور ان دونوں کو اپنی دو رانوں کے درمیان رکھا۔'' (مثل روایت سابق ہے)

شرح: ......اوپر وضاحت گزر چکی ہے کہ گھٹنوں کے درمیان ہاتھ رکھنے منسوخ ہو چکے ہیں، اب مسنون طریقہ گھٹنوں کے اوپر ہاتھ رکھنا ہے۔

١٥٢٦۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ يَقُوْلُ: عَلَّمَنِيْ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَكَفِّي بَيْنَ كَفَّيْهِ وَالتَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنِي السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْآنِ التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِيْنَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللهِ. (رواه البخاري، ٦٢٦٥)

سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے تشہد تعلیم فرمایا جبکہ میرا ہاتھ آپ ﷺ کے ہاتھوں کے درمیان تھا۔ جیسے آپ ﷺ مجھے قرآن کی سورت کی تعلیم دیتے تھے۔ تمام عبادات اللہ کی ہیں، نمازیں بھی اور صدقات بھی سب اللہ ہی کے لیے ہیں۔ اے نبی کریم ﷺ آپ پر سلامتی ہے اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکات ہیں۔ سلامتی ہو ہم پر اور اللہ کے تمام نیکوکار بندوں پر۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی عبادت کے لائق نہیں اللہ کے سوا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔''

١٥٢٧۔ وفي رواية لأبي داود، إِذَا قُلْتَ هٰذَا فَقَدْ قَضَيْتَ صَلَاتَكَ ، إِنْ شِئْتَ أَنْ تَقُوْمَ فَقُمْ وَإِنْ شِئْتَ أَنْ تَقْعُدَ فَاقْعُدْ.

اور ابو داؤد کی ایک روایت میں ہے: جب تو نے یہ کلمات کہے تو نے اپنی نماز مکمل کر لی پس اگر تو کھڑا ہونا چاہے تو کھڑا ہو جا اور اگر تو بیٹھنا چاہے تو بیٹھ جا۔''

١٥٢٨۔ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كُنَّا إِذَا جَلَسْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فِي الصَّلَاةِ قُلْنَا اَلسَّلَامُ عَلَى اللهِ قَبْلَ عِبَادِهِ اَلسَّلَامُ عَلَى فُلَانٍ وَفُلَانٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَا تَقُوْلُوْا اَلسَّلَامُ عَلَى اللهِ فَإِنَّ اللهَ هُوَ السَّلَامُ

اور دوسری روایت میں ہے: جب ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز میں بیٹھتے تو ہم کہتے تھے: اللہ پر اس کے بندوں سے پہلے سلام ہو اور سلام ہو فلاں پر اور فلاں پر۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ نہ کہو سلام ہو اللہ پر۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہی سلامتی عطا کرنے والا ہے۔ البتہ جب تم یہ کلمات کہو گے تو اللہ کے

(١٥٢٦) مسلم: ٥٣٥۔ نسائي: ١٠٣١۔ ابوداؤد: ٨٦٨۔ ابن ماجه: ١٢٥٥۔ احمد: ٤٣٧٣.

(١٥٢٧) بخاري: ٦٢٦٥۔ مسلم: ٤٠٢۔ ترمذي: ١١٠٥۔ نسائي: ١١٩٨۔ ابوداؤد: ٩٦٨۔ ابن ماجه: ٨٩٩۔ احمد: ٤٤٠٠٨۔ دارمي: ١٣٤١.

(١٥٢٧) شاذ. الباني: ٢٠٥.

(١٥٢٨) ابوداؤد: ٩٦٨.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وَلٰكِنْ إِذَا قُلْتُمْ ذٰلِكَ أَصَابَ كُلَّ عَبْدٍ صَالِحٍ فِي السَّمَاءِ وَالأَرْضِ أَوْبَيْنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ ثُمَّ لِيَتَخَيَّرْ أَحَدُكُمْ مِنَ الدُّعَاءِ أَعْجَبَهُ إِلَيْهِ فَيَدْعُوْبِهِ. (لأبى داود ٩٦٨)

تمام بندوں کو وہ پہنچے گا خواہ آسمان میں ہوں یا وہ آسمان و زمین کے درمیان رہتے ہوں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں کوئی عبادت کے قابل اللہ کے سوا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اس کے بعد تم میں سے جس کو جو دعا مطلوب ہو وہ دعا کرے۔''

١٥٢٩ـ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بِمِثْلِهِ قَالَ. وَكَانَ يُعَلِّمُنَا كَلِمَاتٍ وَلَمْ يَكُنْ يُعَلِّمُنَاهُنَّ كَمَا يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ اللّٰهُمَّ أَلِّفْ بَيْنَ قُلُوْبِنَا وَأَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِنَا وَاهْدِنَا سُبُلَ السَّلَامِ وَنَجِّنَا مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّوْرِ وَجَنِّبْنَا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَبَارِكْ لَنَا فِي أَسْمَاعِنَا وَأَبْصَارِنَا وَقُلُوْبِنَا وَأَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ وَاجْعَلْنَا شَاكِرِيْنَ لِنِعْمَتِكَ مُثْنِيْنَ بِهَا قَابِلِيْهَا وَأَتِمَّهَا عَلَيْنَا. (لأبى داود، ٩٦٨)

''اور ایک روایت میں ان سے اس کے مثل منقول ہے۔ اور کہا آپ ﷺ ہمیں ان کلمات کی اس طرح تعلیم دیتے جیسے آپ ﷺ ہمیں تشہد کی تعلیم دیتے تھے اے اللہ! ہمارے قلوب میں اُلفت اور محبت ڈال اور ہمارے درمیان اصلاح کر اور ہمیں سلامتی کے راستوں پر چلا اور ہمیں ظلمات اور تاریکی سے روشنی کی طرف نجات دے دے اور ہمیں فحش اور بے حیائی کے اُمور سے دور رکھ جو ظاہر ہیں اور جو چھپے ہیں اور برکت ڈال ہمارے کانوں، ہماری آنکھوں، ہمارے دلوں، ہماری بیویوں اور ہماری اولاد میں اور ہماری توبہ قبول کر، یقیناً تو ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے اور ہمیں اپنی نعمتوں کا شکر کرنے والا بنا دے۔ ہم تیری نعمتوں پر تیری ثنا بیان کرنے اور ان کو قبول کرنے والے بن جائیں اور تو اپنی نعمتیں ہم پر مکمل کر دے۔ یہ کلمات مکمل ہوتے۔''

١٥٣٠ـ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَيْمِرَةَ قَالَ أَخَذَ عَلْقَمَةُ بِيَدِي فَحَدَّثَنِي أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ أَخَذَ بِيَدِهِ وَأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَخَذَ

قاسم بن مخیمرہ کہتے ہیں کہ علقمہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور بیان کیا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کا ہاتھ پکڑ کر انہیں تشہد سکھایا، پھر اعمش کی

(١٥٢٩) ابوداؤد: ٩٦٨.

(١٥٣٠) ابوداؤد: ٩٦٨ـ صحيح، النسائي: ٨٥٤ـ بخاري: ٣١،ـ مسلم: ٤٠٢ـ ترمذي: ٢٨٩ـ نسائي: ١٢٩٨ـ ابن ماجه: ٨٩٩ـ احمد: ٤٤٠٨ـ دارمي: ١٣٤١

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

بِيَدِ عَبْدِ اللهِ فَعَلَّمَهُ التَّشَهُّدَ فِي الصَّلَاةِ فَذَكَرَ مِثْلَ دُعَاءِ حَدِيْثِ الأَعْمَشِ إِذَا قُلْتَ هٰذَا أَوْ قَضَيْتَ هٰذَا فَقَدْ قَضَيْتَ صَلَاتَكَ إِنْ شِئْتَ أَنْ تَقُوْمَ فَقُمْ وَإِنْ شِئْتَ أَنْ تَقْعُدَ فَاقْعُدْ. (أبوداود، ٩٦٨)

حدیث کی طرح دعا ذکر کی۔ جب تم یہ کہہ لو تو تمہاری نماز پوری ہوگئی اگر تم کھڑے ہونے چاہو تو کھڑے ہو جاؤ اور اگر تم بیٹھنا چاہو تو بیٹھے رہو۔

١٥٣١۔ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ نَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَى اللهِ اَلسَّلَامُ عَلَى جِبْرِيْلَ السَّلَامُ عَلَى مِيْكَائِيْلَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَا تَقُوْلُوْا، الْحَدِيْثُ. (رواه النسائى ١١٦٨)

"اور نسائی کی روایت میں ہے: ہم کہا کرتے تھے: سلام ہو اللہ پر، سلام ہو جبرئیل اور میکائیل پر۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم ایسا نہ کہا کرو...... تا آخر حدیث۔"

١٥٣٢۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْآنِ فَكَانَ يَقُوْلُ التَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ. إِلَى آخِرِهِ. (رواه مسلم، ٤٠٣)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: ہمیں رسول اللہ ﷺ تشہد تعلیم کرتے جیسے ہمیں قرآن کی سورت کی تعلیم دیتے تھے۔ پس آپ ﷺ فرماتے: تمام بابرکت عبادات، نمازیں اور صدقات اللہ ہی کے لیے ہیں۔ سلامتی ہے تیرے اوپر تا آخر۔"

١٥٣٣۔ وفي رواية: سَلَامٌ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ سَلَامٌ عَلَيْنَا ﴿بِغَيْرِ أَلِفٍ وَلَامٍ.﴾ (رواه النسائى ١٠٦٤)

اور ایک روایت میں الف اور لام کے بغیر ہے: سَلَامٌ عَلَيْكَ اور سَلَامٌ عَلَيْنَا............

١٥٣٤۔ وزاد البزار والأوسط: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْآنِ وَيَقُوْلُ: تَعَلَّمُوْا فَإِنَّهُ لَا

بزار اور الاوسط نے یہ زیادہ کیا ہے: نبی کریم ﷺ ہمیں تشہد کی تعلیم دیتے تھے اور فرماتے تھے: "اس کو سیکھو! تشہد کے بغیر نماز نہیں ہے۔"

(١٥٣١) نسائی: ١١٦٨۔ شاد البانی: ٥٣ بزيادة وحده لا شريك له، بخاری: ٧٣٨١۔ مسلم: ٤٠٢۔ ترمذی: ٢٨٩۔ ابو داؤد: ٩٦٨۔ ابن ماجه: ٨٩٩۔ احمد: ٤٤٠٨۔ دارمی: ١٣٤١۔

(١٥٣٢) مسلم: ٤٠٣۔ ترمذی: ٢٩٠۔ نسائی: ١١٧٤۔ ابوداؤد: ٩٧٤۔ ابن ماجه: ٩٠٠۔ احمد: ٢٨٨٧۔

(١٥٣٣) نسائی: ١٠٦٤۔ صحیح، البانی: ١٠١٩۔ مسلم: ٤٠٤۔ ابوداؤد: ٩٧٢۔ ابن ماجه: ٩٠١۔ احمد: ١٩١٦٦۔ دارمی: ١٣١٢۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صَلَاةَ إِلَّا بِتَشَهُّدٍ .

شرح: ......ا۔تشہد کو قرآن پاک کی سورت کی مثل سکھانے سے اس کی اہمیت اجاگر ہوتی ہے اور پتہ چلتا ہے کہ تشہد فرض ہے۔ التحیات سے مراد وہ عبادات ہیں جو قولی ہیں والصلوات سے مراد بدنی عبادات ہیں والطیبات سے مراد مالی عبادات ہیں یعنی یہ تمام عبادات اللہ کے لیے خاص ہیں۔

۳۔ السلام علیک سے قبر پرستی کے مرتکب یہ استدلال کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کو نماز کے علاوہ بھی پکارا جا سکتا ہے۔ مگر یہ استدلال درست نہیں۔

(۱) اس وجہ سے کہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس خطاب کے صیغہ کو تبدیل کر دیا تھا تاکہ یہ شبہ باقی نہ رہے۔ وہ کہتے تھے: السلام علی النبی نبی پر سلامتی ہو۔ (بخاری، کتاب الاستیذان)

(۲) یہ مشہور ہے کہ معراج کی رات نبی اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی بے شمار حمد و ثنا کی تھی، اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو مخاطب کیا اور اسے آپ نماز میں دہراتے تھے۔ (مسک الختام)

(۳) یہ ضروری نہیں جسے مخاطب کیا جاتا ہے وہ سامنے حاضر ہی ہو۔ جب نبی اکرم ﷺ خود پڑھتے تھے تو سامنے کون ہوتا تھا۔ ثابت ہوا کہ یہ ایک دعا ہے جو آپ ﷺ خود بھی دہراتے تھے، ہمیں بھی دہرانے کا حکم ہے۔

۴۔ یہ یاد رہے کہ ان میں صحیح ترین اس تشہد کے الفاظ ہیں جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیے ہیں اور اس کے بعد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما والے ہیں۔

اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ ان کے تشہد کے راوی کسی لفظ میں مختلف نہیں ہوئے جبکہ دوسرے تشہد کو یہ شرف حاصل نہیں ان میں اختلاف ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے انہوں نے خود نبی اکرم ﷺ کے زبان مبارک سے یہ تشہد سنا ہے اور آپ ﷺ نے ان کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں دے رکھا تھا، جب اس کی آپ تعلیم دے رہے تھے۔ جبکہ دوسرے تشہدوں کو یہ مقام نہیں ملا۔

۱۵۳۵۔ وللکبیر فِي الدُّعَاءِ بَعْدَ التَّشَهُّدِ: سُبْحَانَكَ لَا إِلٰهَ غَيْرُكَ اِغْفِرْ لِيْ ذَنْبِي وَأَصْلِحْ لِيْ عَمَلِيْ إِنَّكَ تَغْفِرُ الذُّنُوْبَ لِمَنْ تَشَاءُ وَأَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ . يَا غَفَّارُ اِغْفِرْلِيْ يَا تَوَّابُ تُبْ عَلَيَّ يَارَحْمٰنُ

الکبیر میں تشہد کے بعد کی یہ دعا منقول ہے: ”تو پاک ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے، میرے گناہ بخش دے، میرے عمل کی اصلاح کر دے، تو ہی گناہ بخشتا ہے جس کو چاہے اور تو بخشنے والا مہربان ہے۔ اے بخشنے والے مجھے بخش دے، اے توبہ قبول کرنے والے! میری طرف رجوع کر، اے رحم کرنے

(۱۵۳۴) طبرانی اوسط، وفیه صعذی بن سنان ضعفه ابن معین، ورواه البزار برجال موثقون وفی بعضهم خلاف لا یضر ان شاء الله.

(۱۵۳۵) طبرانی کبیر، وابو عبیدة لم یسمع من ابیه، هیثمی: ۲۸۶۲.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

اِرْحَمْنِي يَا عَفُوُّ اُعْفُ عَنِّي يَارَؤُوفُ اُرْأُفْ بِي يَارَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ . وَطَوِّقْنِي حُسْنَ عِبَادَتِكَ ، يَارَبِّ أَسْأَلُكَ مِنَ الْخَيْرِ كُلِّهِ وَأَعُوذُبِكَ مِنَ الشَّرِّ كُلِّهِ ، يَارَبِّ افْتَحْ لِي بِخَيْرٍ وَاخْتِمْ لِي بِخَيْرٍ وَآتِنِي شَوْقًا إِلَى لِقَائِكَ مِنْ غَيْرِ ضَرَّاءَ مُضِرَّةٍ وَلَا فِتْنَةٍ مُضِلَّةٍ وَقِنِي السَّيِّئَاتِ وَمَنْ تَقِ السَّيِّئَاتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهُ ، وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ . (رواه الطبراني في الكبير .)

والے! میرے اوپر رحم کرے دے، اے عافیت دینے والے! مجھے عافیت دے دے، اے شفقت کرنے والے میرے اوپر شفقت فرما۔ اے میرے رب! مجھے توفیق دے تاکہ میں تیری اُن نعمتوں کا شکر کروں جو تو نے میرے اوپر انعام کی ہیں اور مجھے بہتر طور پر اپنی عبادت کی توفیق عطا کر۔ یااللہ! میں تیری ہر بھلائی کا سوال کرتا ہوں اور میں ہر شر سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔ اے میرے رب! میرے لیے ابتداء کرا اور کھول بھلائی کے ساتھ اور بھلائی پر اختتام کرا اور مجھے اپنی ملاقات کا شوق عطا کر جو بغیر نقصان اور ضرر کے ہو اور گمراہ کن فتنے سے نہ ہو۔ اور مجھے تمام بدیوں سے بچا اور آج جس کو تو نے بدی سے بچایا اس پر تو نے رحم کر دیا اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔"

١٥٣٦ـ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ، رَفَعَهُ: اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ مِنَ الْخَيْرِ كُلِّهِ عَاجِلِهِ وَآجِلِهِ مَا عَلِمْنَا مِنْهُ وَمَا لَمْ نَعْلَمْ ، وَأَعُوذُبِكَ مِنَ الشَّرِّ كُلِّهِ عَاجِلِهِ وَآجِلِهِ مَا عَلِمْنَا مِنْهُ وَمَا لَمْ نَعْلَمْ . اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ مَا سَأَلَكَ عِبَادُكَ الصَّالِحُوْنَ ، وَنَسْتَعِيذُ بِكَ مِمَّا اسْتَعَاذَ مِنْهُ عِبَادُكَ الصَّالِحُوْنَ ، رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ، رَبَّنَا إِنَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ . رَبَّنَا وَآتِنَا مَا وَعَدْتَنَا عَلَى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ . (رواه الطبراني في الكبير)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت میں ہے: اے اللہ! ہم تجھ سے ہر بھلائی کا سوال کرتے ہیں، دنیا کی بھلائی اور آخرت کی بھلائی کا جو ہم جانتے ہیں اور جو ہم نہیں جانتے ہیں۔ تیری پناہ طلب کرتا ہوں ہر شر سے خواہ وہ دنیا کا شر ہو یا وہ آخرت کا شر ہو، ہم جس کو جانتے ہیں یا وہ جس کو ہم نہیں جانتے۔ اے اللہ! ہم تجھ سے اس چیز کا سوال کرتے ہیں جس کا تجھ سے تیرے نیک بندوں نے سوال کیا ہے اور ہم تیری پناہ مانگتے ہیں ہر اس چیز سے جس کے شر سے تیرے نیک بندوں نے پناہ طلب کی ہے۔ اے اللہ! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا کر اور آخرت میں بھی بھلائی عنایت فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔ اے ہمارے رب! ہم ایمان لائے ہیں۔ پس ہمیں بخش اور بدیاں ہم سے دور کر دے اور ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ موت دے۔ اے ہمارے رب! ہمیں وہ عطا کر جس

(١٥٣٦) مجمع الزوائد في الأوسط، هيثمي: ٢٨٦٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کا تو نے اپنے رسولوں کی زبان پر ہم سے وعدہ کیا ہے اور ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کر یقیناً تو وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔"

١٥٣٧۔ وَفِي أُخْرَى بِضُعْفٍ: عَلَّمَنِي ﷺ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ إِلَى قَوْلِهِ وَرَسُوْلِهِ، وَزَادَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَأَهْلِ بَيْتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ. اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْنَا مَعَهُمْ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ مَعَهُمْ، وَعَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ، أَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَيْنَا مَعَهُمْ، صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَصَلَوَاتُ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ ﷺ الْأُمِّيِّ، اَلسَّلَامُ عَلَيْهِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ. (للكبير . ٩٩٣٧)

ضعیف سند کے ساتھ دوسری روایت ہے: ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے تعلیم دی: ہر قسم کی عبادت اللہ کے لیے ہے..... تا رَسُوْلُهٗ اور اس میں یہ الفاظ زیادہ ہیں: اے اللہ! رحمت وصلوٰت نازل فرما محمد ﷺ اور ان کے اہل بیت پر جیسے تو نے صلوٰۃ ت نازل کیں ابراہیم علیہ السلام پر، بے شک تو صفتوں والا عظمت والا ہے۔ اے اللہ! ان کے ساتھ ہم پر بھی صلوٰۃ نازل فرما۔ اے اللہ! برکات نازل فرما محمد ﷺ اور ان کے اہل خانہ پر جیسے تو نے برکات نازل کیں ابراہیم علیہ السلام پر بے شک تو صفتوں والا عزت والا ہے۔ اے اللہ! ان کے ساتھ ہم پر بھی برکات نازل کر۔ اللہ کی صلوٰت اور اہل ایمان کی دعائیں اور دُرود ہوں محمد النبی الامی ﷺ پر، سلامتی ہو ان پر اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکات نازل ہوں۔"

١٥٣٨۔ وللنسائي عن أبي موسى رفعه: إِذَا كَانَ عِنْدَ الْقَعْدَةِ فَلْيَكُنْ مِنْ أَوَّلِ قَوْلِ أَحَدِكُمْ أَنْ يَقُوْلَ التَّحِيَّاتُ وَالطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ ﷺ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ. (رواه النسائي، ١١٧٢)

"نسائی میں ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث منقول ہے: جب قعدہ میں ہو تو تم میں سے ہر ایک کا یہ قول ہونا چاہیے: تمام عبادات اللہ کے لیے ہیں پاکیزہ صدقات اور نمازیں، اے نبی! تیرے اوپر سلامتی ہے اور اللہ کی رحمت ہے۔ اور اس کی برکات ہیں۔ سلامتی ہو ہم پر اور اللہ کے تمام نیک بندوں پر۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں کوئی معبود مگر اللہ۔ وہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔"

(١٥٣٧) طبراني كبير: ٩٩٣٧۔ وفيه عبدالوهاب بن مجاهد، هو ضعيف، هيثمي: ٢٨٧٢.

(١٥٣٨) نسائي: ١١٧٢۔ صحيح، الباني: ١٠٢٢۔ مسلم: ٤٠٢۔ ابوداؤد: ٩٧٢۔ ابن ماجه: ٩٠١۔ احمد: ٩١٦٦۔ دارمي، ١٣١٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

١٥٣٩ـــ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْآنِ بِسْمِ اللهِ وَبِاللهِ التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ. إِلَى آخِرِ تَشَهُّدِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ. وَزَادَ فِي آخِرِهِ أَسْأَلُ اللهَ الْجَنَّةَ وَأَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ النَّارِ (رواه النسائى ١١٧٥)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں تشہد کی تعلیم دیتے تھے جیسے بتاکید ہمیں قرآن کی سورت تعلیم فرماتے تھے۔ اللہ کے نام کے ساتھ اللہ کے ساتھ، تمام عبادات اللہ ہی کے لیے ہیں، ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول تشہد کے آخر تک۔ اور اس کے آخر میں ان کلمات کو زیادہ کیا ہے: ''میں اللہ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتا ہوں جہنم سے۔''

١٥٤٠ـــ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَاللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَتَشَهَّدُ فَيَقُوْلُ بِسْمِ اللهِ التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ السَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِيْنَ شَهِدْتُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ شَهِدْتُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللهِ يَقُوْلُ هٰذَا فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُوْلَيَيْنِ وَيَدْعُوْ إِذَا قَضَى تَشَهُّدَ بِمَا بَدَا لَهُ فَإِذَا قَضَى تَشَهُّدَهُ وَأَرَادَ أَنْ يُسَلِّمَ قَالَ السَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِيْنَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ عَنْ يَمِيْنِهِ ثُمَّ يَرُدُّ عَلَى الْإِمَامِ فَإِنْ سَلَّمَ عَلَيْهِ أَحَدٌ عَنْ يَسَارِهِ. رَدَّ عَلَيْهِ. (رواه مالك ٢٠٥)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ یہ تشہد پڑھتے تھے: اللہ کے نام سے، سب عبادات اللہ کے لیے ہیں، تمام نمازیں اللہ کے لیے ہیں، پاکیزہ صدقات اللہ کے لیے ہیں، نبی کریم ﷺ پر سلامتی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکات نازل ہوں، سلامتی ہو ہم پر اور اللہ کے تمام نیک بندوں پر، میں نے گواہی دی ہے کہ نہیں کوئی عبادت کے لائق مگر اللہ اور میں نے گواہی دی ہے کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ یہ پہلی دو رکعات کے بعد کے قعدے میں کہے اور جب تشہد پڑھ چکے تو جو چاہے دعا کرے اور جب نماز کے آخر میں بیٹھے تو اس میں تشہد پڑھے البتہ یہ ضروری ہے کہ پہلے تشہد پڑھے اور اس کے بعد دعا مانگے اور جو چاہے دعا کرے اور جب سلام پھیرنا چاہے تو یہ کہے: سلام ہو نبی کریم پر اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکات ہوں اور ہم پر سلامتی ہو اور اللہ کے تمام بندوں پر۔ پھر دائیں طرف کہے: سلامتی ہو تم پر اور پھر امام کے سلام کا جواب دے اور اگر اس کے بائیں طرف سے کسی شخص نے سلام پھیرا ہو تو اس کو سلام کا بھی جواب دے۔''

(١٥٣٩) نسائی: ١١٧٥ـ ضعیف، البانی: ٥٤ـ ابن ماجہ: ٩٠٢۔

(١٥٤٠) موطا: ٢٠٥ـ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

١٥٤١۔ زادرزین :إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَهُ بِذٰلِكَ .

رزین نے یہ زائد الفاظ نقل کیے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ان کو یہ حکم دیا ہے۔

١٥٤٢۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا كَانَتْ تَقُوْلُ إِذَا تَشَهَّدَتِ التَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ ﷺ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ .

(رواه مالك ، ٢٠٦)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا تشہد میں کہا کرتی تھیں: ”عبادات، طیبات اور صلوٰت پاکیزہ اللہ ہی کے لیے ہیں، میں گواہی دیتی ہوں کہ نہیں کوئی معبود اللہ کے علاوہ، وہ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور بالیقین محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اے نبی! آپ پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت اور برکت نازل ہو۔ سلامتی نازل ہو ہم پر اور اللہ کے تمام نیک بندوں پر سلامتی ہو تم پر۔“

١٥٤٣۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يُعَلِّمُ النَّاسَ التَّشَهُّدَ يَقُوْلُ قُوْلُوْا التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ ﷺ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ . .

(رواه مالك، ٢٠٤)

عبدالرحمٰن بن عبدالقاری سے روایت ہے اس نے عمر رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ منبر پر لوگوں کو تشہد کی تعلیم دیتے تھے۔ کہتے تھے: کہو! تمام عبادات اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، پاکیزہ صدقات اللہ کے لیے ہیں، عمدہ نمازیں اللہ کے لیے ہیں، سلامتی ہے آپ پر اے نبی کریم!...... ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے تشہد کے آخر تک۔

١٥٤٤۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ أَنْ يُخْفِيَ التَّشَهُّدَ . (للترمذى ٢٩١)

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: تشہد کو خفیہ پڑھنا سنت ہے۔

شرح: ...... ا۔ نسائی والی حدیث میں جو تشہد سے پہلے بسم اللہ کا اضافہ ہے یہ صحیح نہیں۔ (مقاصد للسخاوی: ٦٩) طبرانی والی روایات صحیح طور پر ثابت نہیں، لہٰذا دعاؤں کے متعلق کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ علامہ زرقانی رحمہ اللہ بھی یہی فرماتے ہیں، جو ہم نے اوپر لکھا ہے کہ جتنے بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے تشہد روایت ہوا ہے، ان میں سے جو صحیح روایت میں آیا ہے،

(١٥٤١) موطا: ٢٠٥۔ (١٥٤٢) موطا: ٢٠٦۔ (١٥٤٣) موطا: ٢٠٤۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

اسے پڑھنا جائز ہے مگر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ والا تشہد سب سے زیادہ صحیح ہے اور افضل ہے۔(شرح مؤطا:۱/ ۱۸۷) اور جو مؤطا کے حوالہ سے تشہد آئے ہیں، یہ تو موقوف ہیں صحابی رضی اللہ عنہ سے ثابت ہیں ان پر تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ والے تشہد کو زیادہ ترجیح ہوگی۔

۲۔ نسائی میں تشہد کے ساتھ جو آخر میں اضافہ آیا ہے وہ بھی ضعیف ہے لہٰذا اس سے بھی احتراز کیا جائے۔ تشہد عبدہ ورسولہ تک ہی رکھا جائے۔

۳۔ صحابی رضی اللہ عنہ جب یہ کہیں کہ یہ کام سنت ہے تو یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہوتا ہے۔ ترمذی کی اس حدیث میں دلیل ہے کہ تشہد نماز میں آہستہ آواز سے پڑھا جائے۔

۱۰٤٥۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُوْرُ وَتَحْرِيْمُهَا التَّكْبِيْرُ وَتَحْلِيْلُهَا التَّسْلِيْمُ وَلَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِالْحَمْدِ وَسُوْرَةٍ فِيْ فَرِيْضَةٍ أَوْ غَيْرِهَا (رواه الترمذي، ۲۳۸)

سیّدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ مرفوع حدیث بیان کرتے ہیں: ”نماز کی کنجی طہارت ہے اور اس کی حرمت تکبیر ہے اور اس کی حلت سلام سے ہے اور اس کی نماز جائز نہیں جس نے سورت الفاتحہ اور کوئی سورت تلاوت نہ کی خواہ نماز فرض ہو یا غیر فرض ہو۔“ (ترمذی)

شرح: ......۱۔ اس حدیث میں یہ بیان ہوا ہے کہ نماز کا دروازہ بندہ صرف وضو کی کنجی سے ہی کھول سکتا ہے اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

۲۔ نماز میں جو کام بھی حرام ہیں اور نماز کے منافی ہیں اور ان پر دوران نماز پابندی ہے وہ تکبیر تحریمہ کے بعد ممنوع ہو جاتے ہیں۔ اللہ اکبر کہنا نماز میں داخلہ ہے اور نماز سے فراغت سلام پھیرنے سے ہوتی ہے۔

۳۔ بظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں جس طرح سورت فاتحہ فرض ہے، اس کے ساتھ اس سے زائد پڑھنا بھی فرض ہے۔

ہم قراءت کے باب میں وضاحت کر چکے ہیں کہ سورت فاتحہ فرض ہے اس سے زائد قراءت کریں تو ثواب ہے اگر صرف سورت فاتحہ ہی پڑھ لیں تو کافی ہے۔

اس کی تائید حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی کرتی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”سورت فاتحہ دوسری قراءت کا عوض بن جاتی ہے، دوسری قراءت سورت فاتحہ کا عوض نہیں ہو سکتی۔ (دارقطنی) اس کی روشنی میں اس حدیث کی تاویل یہی ہوگی کہ سورت فاتحہ فرض ہے۔ نماز میں اس کے علاوہ قراءت فرض نہیں اگر کوئی پڑھ لیتا ہے تو

(۱۰٤٤) ترمذی: ۲۳۸۔ صحیح، البانی: ۲۲۷۔ ابوداؤد: ۹۸۶۔

(۱۰٤٥) ترمذی: ۲۳۸۔ صحیح، البانی: ۱۹۸۔ ابن ماجه: ۲۷٦۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

ثواب ہے۔

۴۔ یہ حدیث نماز میں داخل اور خارج ہونے کا طریقہ متعین کر رہی ہے۔ مگر بعض حضرات کا خیال ہے کہ نماز کے لیے اللہ تعالیٰ کا کوئی بھی نام لیں اور داخل ہوں تو درست ہے اور نماز کے خلاف کوئی بھی طریقہ اپنائیں مثلاً قہقہہ لگائیں یا ہوا خارج کریں تو نماز سے فارغ ہو جائیں گے۔ اس حدیث میں اس موقف کی سخت تردید ہے۔

علامہ عبدالرحمٰن مبارک پوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْحَقُّ فِيْ هٰذَا الْبَابِ مَا ذَهَبَ اِلَيْهِ الْجَمْهُوْرُ مِنْ اَنَّ تَحْرِيْمَ الصَّلَاةِ التَّكْبِيْرُ وَلَا يَكُوْنُ الرَّجُلُ دَاخِلًا فِي الصَّلَاةِ اِلَّا بِالتَّكْبِيْرِ. (تحفة الاحوذی: ۱/ ۲۰۰)

''اس بارے میں حق بات یہی ہے کہ نماز میں آدمی کا داخلہ فقط تکبیر تحریمہ کے ذریعے ہی ہے، اس کے علاوہ کسی چیز سے نہیں۔''

یہی صورت نماز سے فارغ ہونے کی ہے کہ فقط سلام سے ہی فراغت ہوتی ہے۔

۱۵۴۶۔ عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ وَأَشَارَ بِإِصْبَعِهِ وَأَتْبَعَهَا بَصَرَهُ ثُمَّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَهِيَ أَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنَ الْحَدِيْدِ. (للبزار وأحمد ٥٩٦٤ بلين)

نافع کہتے ہیں کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نماز میں اُنگلی سے اشارہ کرتے اور انگلی پر نظر جمائے رکھتے اور انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے انگلی کا اشارہ شیطان پر لوہے سے زیادہ شدید ہے۔'' (البزار اور احمد نے کمزور سند سے روایت کیا)

شرح: ..... تشہد میں اشارہ توحید کے الفاظ پر کیا جاتا ہے اور توحید ایک ایسی باعث برکت چیز ہے اس سے شیطان کی امیدوں پر پانی پھر جاتا ہے، یہ شیطان اس نمازی کو کفر و شرک میں مبتلا کرنے سے مایوس ہو جاتا ہے اس لیے یہ اشارۂ انگشت اس پر تیر و تلوار بن کر برستا ہے۔

۱۵۴۷۔ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ: كَانَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ فِي الصَّلَاةِ فَيَأْخُذُ عَلَيْنَا اَلْفَ وَالْوَاوَ. (رواه البزار)

اسود رحمہ اللہ کہتے ہیں: ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہمیں نماز کا تشہد تعلیم کرتے اور الف اور واو کی غلطی پر بھی گرفت کرتے تھے۔'' (البزار)

۱۵۴۸۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ: قُلْنَا تَحْفَظُ عَنْ

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے کہا وہ

(۱۵۴۵) بزار اور احمد: ۵۹۶۴۔ وفیہ کثیر بن زید و ثقہ ابن حبان، وصححہ غیرہ علاوہ ازیں مسلم: ۵۸۰۔ ترمذی: ۲۹۴۔ نسائی: ۱۲۶۹۔ ابوداؤد: ۹۸۷۔ ابن ماجہ: ۹۱۳۔ موطا: ۱۹۹۔ دارمی: ۱۳۳۹۔

(۱۵۴۷) بزار۔ وفی اسناد الطبرانی زهیر بن مروان الرقاشی ولم احد من ذکرہ، واسناد البزار رجاله رجال الصحیح، هیثمی: ۲۸۵۲۔

(۱۵۴۸) طبرانی کبیر۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

النَّبِيِّ ﷺ كَمَا تَحْفَظُ حُرُوْفُ الْقُرْآنَ اَلْوَاوَاتِ وَالْاَلِفَاتِ . (رواه الطبراني في الكبير)

نبی کریم ﷺ سے تشہد اسی طرح حفظ کیے ہوئے ہیں جیسے قرآن کے حروف حفظ کیے ہیں واؤات بھی اور الفات بھی۔ یعنی تمام واؤ اور تمام الف۔"

١٥٤٩۔ عَنِ الْبَهْزِيِّ قَالَ :سَأَلْتُ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ عَنْ تَشَهُّدِ عَلِيٍّ قَالَ: تَشَهَّدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ الْغَادِيَاتُ الرَّئِحَاتُ الزَّاكِيَاتُ الْمُبَارَكَاتُ الطَّاهِرَاتُ لِلّٰهِ . (للكبير ٢٩٠٥ . والاوسط)

"البہزی سے روایت ہے کہ میں نے حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے علی رضی اللہ عنہ کے تشہد کے متعلق سوال کیا تو حسین رضی اللہ عنہ نے کہا: علی رضی اللہ عنہ کا تشہد وہی تھا جو رسول اللہ ﷺ کا تشہد تھا: تمام عبادات، پاکیزہ صدقات، صبح وشام کی نہایت پاکیزہ اور نہایت بابرکت پاکیزہ عبادات سب اللہ ہی کے لیے ہیں۔" (الکبیر اور الاوسط)

١٥٥٠۔ وفيه: وَالنَّاعِمَاتُ السَّابِغَاتُ . (رواه الطبراني في الكبير)

اور اس میں یہ کلمات بھی ہیں: "نہایت نفیس اور بھرپور عبادات۔"

١٥٥١۔ عَنْ أَبِي الْوَرْدِ: أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ يَقُوْلُ :إِنَّ تَشَهُّدَ النَّبِيِّ ﷺ كَانَ يَتَشَهَّدُ بِاسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ خَيْرُ الْأَسْمَاءِ اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ أَرْسَلَهُ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَنَذِيْرًا ، وَأَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيْهَا ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ ﷺ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَاهْدِنِيْ . (رواه البزار والكبير بلين)

"ابوالورد سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے عبداللہ بن زبیر کو کہتے سنا: نبی ﷺ کا تشہد یہ ہے: "اللہ کے نام سے اور اللہ کے ساتھ جو بہتر ہے اسماء کا .... عبادات پاکیزہ، صفات اور نمازیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود نہیں اللہ کے سوا، وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو حق کے ساتھ بشارت دینے اور ڈرانے والا بنا کر ارسال فرمایا ہے۔ اور قیامت آنے والی ہے اور اس میں کوئی شک نہیں ہے، سلامتی ہو آپ پر اے نبی کریم! اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکات ہوں۔ سلامتی ہو ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے تمام نیک بندوں پر۔ اے اللہ! مجھے بخش اور مجھے

(١٥٤٩) طبرانی کبیر: ٢٩٠٥۔ طبرانی اوسط، ورجاله الكبير موثقون، هيثمي: ٢٨٥٧.

(١٥٥٠) طبرانی کبیر ورجاله الكبير موثقون.

(١٥٥١) بزار اور طبرانی کبیر، ومداره على ابن لهيعة وفيه كلام.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہدایت عطا کر۔'' (البزار اور الکبیر سند کمزور ہے)

شرح:......اس مفہوم کی روایات پر پہلے وضاحت گزر چکی ہے، دوبارہ ملاحظہ فرمالیں۔

١٥٥٢ـ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِيْنِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ (رواه الترمذي، ٢٩٥)

سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ دائیں اور بائیں طرف سلام پھیرتے تھے: ''سلامتی ہو تم پر اور اللہ کی رحمت نازل ہو، سلامتی ہو تم پر اور اللہ کی رحمت نازل ہو۔''

١٥٥٣ـ زاد النسائي: حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ خَدِّهِ مِنْ هَاهُنَا وَبَيَاضُ خَدِّهِ مِنْ هَاهُنَا (رواه النسائي ١٣٢٤)

نسائی نے یہ زائد بیان کیا ہے: یہاں تک کہ آپ ﷺ کی رُخسار مبارک کی سفیدی دیکھی جاتی اس جگہ سے اس رخسار مبارک کی سفیدی دیکھی جاتی اس جگہ سے''

١٥٥٤ـ عَنْ سَمُرَةَ بْنُ جُنْدُبٍ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا كَانَ فِيْ وَسَطِ الصَّلَاةِ أَوْ حِيْنَ انْقِضَائِهَا فَابْدَؤُا قَبْلَ التَّسْلِيْمِ فَقُوْلُوْا التَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ وَالصَّلَوَاتُ وَالْمُلْكُ لِلّٰهِ ثُمَّ سَلِّمُوْا عَلَى الْيَمِيْنِ ثُمَّ سَلِّمُوْا عَلٰى قَارِئِكُمْ وَعَلٰى أَنْفُسِكُمْ. (رواه أبوداود ٩٧٥)

سیّدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اما بعد! ہمیں حکم دیا رسول اللہ ﷺ نے کہ ہم نماز کے درمیان میں بھی اور نماز کے آخر میں بھی سلام سے پہلے ہوں تو فرمایا: کہو: تمام پاکیزہ عبادتیں اور نماز اور ملک وحکومت اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اور پھر اپنے قاری پر اور اپنے اوپر سلام کہو۔'' (ابوداؤد)

١٥٥٥ـ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قُلْنَا السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى الْجَانِبَيْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَامَ تُوْمِنُوْنَ بِأَيْدِيكُمْ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ إِنَّمَا يَكْفِيْ

سیّدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز ادا کرتے تو ہم کہتے: السلام علیکم ورحمۃ اللہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ اور انہوں نے اپنے ہاتھ سے دو طرف اشارہ کیا (اور بتایا) پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے ہاتھوں سے اشارہ کس وجہ سے کرتے ہو گویا شریر گھوڑوں کی دم ہلتی ہے۔ تمہارے لیے یہ امر کفایت کرتا ہے کہ کوئی شخص تم میں

(١٥٥٢) ترمذی: ٢٩٥۔ صحیح، البانی: ٢٤١۔ ابوداؤد: ٢٩٦۔ ابن ماجہ: ٩١٤۔ احمد: ٤٢٦٨۔

(١٥٥٣) نسائی: ١٣٢٤۔ صحیح، البانی: ١٢٥٦ (١٥٥٤) ابوداؤد: ٩٧٥۔ ضعیف، البانی: ٢٠٦۔

(١٥٥٥) مسلم: ٤٣١۔ نسائی: ١٣٢٦۔ ابوداؤد: ١٠٠٠۔ احمد: ٢٠٥٢٢۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

أَحَدُكُمْ أَنْ يَضَعَ يَدَهُ عَلَى فَخِذِهِ ثُمَّ يُسَلِّمُ عَلَى أَخِيهِ مَنْ عَلَى يَمِينِهِ وَشِمَالِهِ. (رواه مسلم، ٤٣١)

سے اپنا ہاتھ ران پر ہی رہنے دے اور اپنے بھائی کو دائیں بائیں سلام کہے۔" (مسلم، ابوداود، نسائی)

١٥٥٦ـــ ولـه: قَالَ أَمَا يَكْفِي أَحَدَكُمْ أَوْ أَحَدَهُمْ أَنْ يَضَعَ يَدَهُ عَلَى فَخِذِهِ ثُمَّ يُسَلِّمُ عَلَى أَخِيهِ مَنْ عَنْ يَمِينِهِ وَمَنْ عَنْ شِمَالِهِ. (رواه أبوداود ٩٩٨)

اور اس کی ایک روایت ہے: بلا شبہ تم میں سے ہر ایک کے لیے یہ امر کفایت کرتا ہے کہ وہ اس طرح کرے اور انگلی سے اشارہ کر کے بتایا کہ سلام کہے اپنے بھائی پر اپنے دائیں طرف اور اپنے بائیں طرف۔

١٥٥٧ـــ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ كَانَ يُسَلِّمُ فِي الصَّلاةِ تَسْلِيمَةً وَاحِدَةً تِلْقَاءَ وَجْهِهِ يَمِيلُ إِلَى الشِّقِّ الأَيْمَنِ شَيْئًا. (رواه الترمذي ٢٩٦)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ صرف اپنے منہ کے سامنے ایک ہی بار سلام کہتے تھے اور پھر تھوڑا تھوڑا سا دائیں طرف کو مائل ہو جاتے تھے۔ (ترمذی)

١٥٥٨ـــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ حَذْفُ السَّلامِ سُنَّةٌ. (رواه الترمذي، ٢٩٧)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سلام کرنا سنت ہے۔ (ترمذی اور ابوداود)

شرح: ۱۔ نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تشہد کی کوتاہی کی نشاندہی فرمائی ہے۔ وہ تشہد میں دائیں اور بائیں سلام پھیرتے ہوئے ساتھ ہاتھوں کے اشارے کرتے تھے نبی ﷺ نے فرمایا کہ دایاں ہاتھ دائیں ران پر ہی رہنے دو۔ اور بایاں ہاتھ بائیں ران پر ہی رہنے دو اور سلام پھیرو۔

اس حدیث نے ان لوگوں کے نظریے کی تردید کر دی ہے جو کہتے ہیں کہ اس سے رفع یدین منسوخ ہوئی ہے یہ تو معاملہ ہی تشہد کا ہے، رفع یدین کا اس سے تعلق نہیں۔ تشہد میں آپ نے ہاتھوں کو رانوں پر رکھنے کا کہا تھا۔

۲۔ ان سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ نبی ﷺ دائیں اور بائیں جانب سلام پھیرنے میں اچھی طرح مڑتے تھے، اچھی طرح مڑیں تو تب ہی رخسار نظر آتے ہیں۔

۳۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ نماز میں سلام دونوں طرف پھیرنا سنت ہے اور صرف ایک طرف ہی سلام پھیرنے کے متعلق ایک گروہ کی یہ تحقیق ہے کہ یہ تمام احادیث جن میں ایک طرف سلام پھیرنے کا آتا ہے، وہ ضعیف ہیں۔ (نصب الرایہ)

(١٥٥٦) ابوداود: ٩٩٨ـ صحيح ابي داود: ٨٨١ـ ابوداود: ١٠٠٠ـ احمد: ٢٠٥٢٢

(١٥٥٧) ترمذی: ٢٩٦ـ صحيح الباني: ٢٤٢ـ ابن ماجه: ٩١٩

(١٥٥٨) ترمذی: ٢٩٧ـ ضعيف: ٤٨ـ ابوداود: ١٠٠٤ـ احمد: ١٠٥٠٤

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کے نزدیک تو ایک طرف سلام پھیرنا ثابت نہ ہوا یہ دونوں طرف سلام پھیرنے کا ہی کہتے ہیں کہ دائیں طرف نماز کا سلام فرض ہے دوسری طرف کا سلام سنت ہے۔مگر سلام پھیرنا دو طرف ہے۔

اور یہ کہتے ہیں اگر یہ ثابت بھی ہو کہ ایک طرف سلام تھا تو اس کی تاویل یہ ہوگی کہ بلند آواز سے آپ نے سنایا ایک طرف ہے، دوسری طرف سلام پھیرا تھا مگر اتنا بلند آواز میں نہ تھا۔

جن کے نزدیک ایک طرف سلام پھیرنے والی روایات ثابت ہیں۔ وہ کہتے ہیں،کبھی کبھار جواز کے لیے نبی اکرم ﷺ نے ایک طرف سلام پھیرا تھا، اکثر معمول آپ ﷺ کا دونوں طرف سلام پھیرنے کا ہی تھا۔ دونوں طریقے سنت ہیں۔ راقم کے نزدیک محتاط یہی رائے ہے کہ اکثر طور پر آپ ﷺ کا معمول مبارک دونوں طرف سلام پھیرنے کا تھا،کبھی جواز کے لیے آپ نے ایک ہی سلام پر اکتفا کیا ہے۔

۴۔ عام روایات میں تو نماز سے فراغت کے لیے یہی الفاظ ہیں۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ مگر بعض روایات میں رحمۃ اللہ کے بعد و برکاتہ کے الفاظ بھی وارد ہوئے ہیں۔ (التلخیص الحبیر :۱/۱۰۴)

۵۔اس میں اس نظریہ کی تردید بھی ہے کہ سلام پھیرنے کی جگہ کوئی بھی نماز کے منافی کام کر دیں تو فراغت ہو جاتی ہے۔اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز سے فراغت کے لیے فقط سلام ہے اور کوئی چیز اس کے قائم مقام نہیں ہو سکتی۔

یہ لوگ جو بھی دلائل دیتے ہیں علامہ عبیداللہ رحمانی رحمہ اللہ ان کے متعلق فرماتے ہیں یہ سب ضعیف ہیں،صحیح بات یہی ہے کہ نماز سے فراغت فقط سلام پھیرنے سے ہی ہوتی ہے اور کسی طرح جائز نہیں۔ (مرعاۃ:۲/۵۳۶)

۱۵۵۹۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا سَلَّمَ لَا يَقْعُدُ إِلَّا مِقْدَارَ مَا يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ ذَالْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ. (للترمذی، ۲۹۸)

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوع حدیث مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سلام پھیرتے تو صرف اس قدر ہی بیٹھتے جس قدر یہ کلمات کہتے: اے اللہ !تو سلامتی دینے والا ہے، سلامتی تیری طرف سے ہے، تو برکت والا ہے اور اے عزت والے! کرم کرنے والے۔'' (مسلم وترمذی)

شرح: ۔ آپ ﷺ نماز فرض سے سلام پھیرنے کے بعد بعض اوقات حدیث میں درج دعا پڑھنے تک بیٹھتے تھے یعنی اتنی مقدار قبلہ رخ ہی رہتے یہ پڑھ لیتے تو پھر دائیں یا بائیں مڑتے اور مقتدیوں کی جانب منہ کر لیتے۔

۲۔علامہ عبیداللہ رحمانی فرماتے ہیں کہ اس دعا میں وَإِلَيْكَ يَرْجِعُ السَّلَامُ فَحَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَأَدْخِلْنَا دَارَ السَّلَامِ کا جو اضافہ ہے، یہ بے اصل ہے۔ (مرعاۃ:۲/۵۵۵)

(۱۵۵۹) ترمذی: ۲۹۸۔ صحیح، البانی : ۲۴۳۔ مسلم: ۵۹۲۔ نسائی: ۱۳۳۸۔ ابوداؤد: ۱۵۱۲۔ ابن ماجه: ۱۹۹۳۔ احمد: ۲۳۸۱۷۔ دارمی: ۱۳۴۷۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۳۔ سلام اللہ تعالیٰ کے اسمائے گرامی میں سے ہے یعنی اے اللہ! تو ہر عیب اور آفت سے سلامتی والا ہے۔ اور جو بھی انسانوں کو سلامتی ملی ہے وہ تو ہی عطا کرتا ہے۔ لہٰذا دنیا و آخرت کی تمام آفات اور شرارتوں سے ہم تجھ ہی سے سلامتی کے طلبگار ہیں۔ جو بھی برکت ہے وہ تیری جلالت و کرامت ہی کی بدولت ملتی ہے۔

۱۵۶۰۔ عَنْ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ أُصَلِّي وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ مُسْنِدٌ ظَهْرَهُ إِلَى جِدَارِ الْقِبْلَةِ فَلَمَّا قَضَيْتُ صَلَاتِي انْصَرَفْتُ إِلَيْهِ مِنْ قِبَلِ شِقِّي الْأَيْسَرِ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَنْصَرِفَ عَنْ يَمِينِكَ قَالَ فَقُلْتُ رَأَيْتُكَ فَانْصَرَفْتُ إِلَيْكَ قَالَ: عَبْدُ اللهِ فَإِنَّكَ قَدْ أَصَبْتَ إِنَّ قَائِلًا يَقُوْلُ انْصَرِفْ عَنْ يَمِينِكَ فَإِذَا كُنْتَ تُصَلِّي فَانْصَرِفْ حَيْثُ شِئْتَ إِنْ شِئْتَ عَنْ يَمِينِكَ وَإِنْ شِئْتَ عَنْ يَسَارِكَ. (رواہ مالک ۴۰۹)

واسع بن حبان نے کہا: میں نماز پڑھ رہا تھا اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کعبہ کی دیوار سے تکیہ لگا کر بیٹھے تھے۔ جب میں نے نماز پوری کی تو بائیں طرف منہ کر کے اس کی طرف متوجہ ہوا۔ تو انہوں نے کہا: کس وجہ سے تو دائیں طرف منہ پھیر کر نہیں بیٹھا؟ میں نے کہا: میں نے تجھے دیکھا تو تیری طرف منہ پھیر کر بیٹھا ہوں۔ انہوں نے کہا: تو نے درست کیا۔ کوئی کہنے والا کہتا ہے دائیں طرف ہی منہ پھیرا کرو۔ تو جب تو نماز پڑھے تو جس طرف چاہے منہ پھیرا کر، اگر تو چاہے تو دائیں طرف اور تو چاہے تو اپنے دائیں طرف منہ پھیر دے۔" (مالک)

۱۵۶۱۔ قَالَ عَبْدُ اللهِ: لَا يَجْعَلُ أَحَدُكُمْ لِلشَّيْطَانِ شَيْئًا مِنْ صَلَاتِهِ يَرَى أَنَّ حَقًّا عَلَيْهِ أَنْ لَا يَنْصَرِفَ إِلَّا عَنْ يَمِينِهِ لَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ كَثِيرًا يَنْصَرِفُ عَنْ يَسَارِهِ (للبخاری ۸۵۲)

سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے: تم میں سے کوئی شخص اپنی نماز میں شیطان کا حصہ نہ لگائے کہ وہ یہ گمان کرتا ہو کہ اس پر یہ حق لازم ہے کہ وہ صرف دائیں طرف ہی نماز سے منہ پھیر کر بیٹھے۔ میں نے بکثرت دیکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ بائیں طرف منہ مبارک پھیرا کرتے تھے۔

شرح: ...... ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ امام مقتدیوں کی طرف منہ پھیرے اور جس جس طرح حدیث سے ثابت ہے، اس طرح منہ پھیرنا جائز ہے۔

صحیح ترین حل یہ ہے کہ امام اگر سلام کے بعد بیٹھنا نہیں چاہتا اپنے گھر جانا چاہتا ہے تو ضرورت کے مطابق دائیں یا بائیں مڑ جائے اور گھر چلا جائے۔

اگر امام نماز کے بعد ہی اپنی جائے نماز پر بیٹھنا چاہتا ہے تو پھر سنت یہ ہے کہ اپنے تمام مقتدیوں کی طرف منہ

(۱۵۶۰) موطا: ۴۰۹۔

(۱۵۶۱) بخاری: ۸۵۲۔ مسلم: ۷۰۷۔ نسائی: ۱۳۶۰۔ ابوداؤد: ۱۰۴۲۔ ابن ماجہ: ۹۳۰۔ احمد: ۴۴۱۲۔ دارمی: ۱۳۵۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کرے صرف دائیں یا بائیں والوں کی طرف ہی نہ کرے۔

ہر صورت دائیں پھرنے اور بائیں پھرنے میں جواز ہے، دونوں طرح جائز ہے اس میں کراہت نہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اسے غلط قرار دیا ہے جو فقط دائیں جانب ہی مڑنا واجب سمجھتا ہے۔

ضرورت کے مطابق دائیں یا بائیں مڑ جائے اور گھر وغیرہ میں چلا جائے اگر مسجد میں ہی ٹھہرتا ہے تو پھر دائیں یا بائیں سے پھرے مگر رخ تمام مقتدیوں کی طرف کرنا ہے۔(فتح الباری:۲/ ۳۳۸)

١٥٦٢۔ عَنْ عَمْرٍو أَنَّ أَبَا مَعْبَدٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَخْبَرَهُ أَنَّ رَفْعَ الصَّوْتِ بِالذِّكْرِ حِينَ يَنْصَرِفُ النَّاسُ مِنَ الْمَكْتُوبَةِ كَانَ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كُنْتُ أَعْلَمُ إِذَا انْصَرَفُوا بِذَلِكَ إِذَا سَمِعْتُهُ. (رواه البخاري ، ٨٤١)

عمرو سے روایت ہے کہ ابو معبد ابن عباس رضی اللہ عنہ کے غلام نے انہیں خبر دی کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے عہدِ مبارک میں جب فرض نماز سے سلام پھیرتے تو لوگ بلند آواز سے ذکر کرتے تھے، میں جب سنتا تو مجھے معلوم ہو جاتا کہ اب نماز سے سلام پھیرا ہے۔

١٥٦٣۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَا كُنَّا نَعْرِفُ انْقِضَاءَ صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِلَّا بِالتَّكْبِيرِ (رواه مسلم ، ٥٨٣)

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کی نماز مکمل ہونے کو صرف تکبیر کے سبب ہی جانتے تھے۔

شرح:...... یہ حدیث اس بات پر دلیل ہے کہ فرض نماز کے سلام کے بعد اللہ اکبر کہنا اور دیگر مسنون اذکار بلند آواز سے کرنے جائز ہیں۔

جیسا کہ ابن حزم رحمہ اللہ نے محلّی میں لکھا ہے۔(۴/ ۲۶۰)

اس حدیث میں اس موقف کی تردید ہے جو کہتے ہیں کہ اللہ اکبر اور اذکار فرض نماز کے بعد پوشیدہ ہوں۔

(الْأَفْعَالُ الْمُمْتَنِعَةُ فِي الصَّلَاةِ وَالْجَائِزَةِ)

نماز میں جائز کام اور ناجائز کام

١٥٦٤۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ كُنَّا نَتَكَلَّمُ فِي الصَّلَاةِ يُكَلِّمُ الرَّجُلُ صَاحِبَهُ وَهُوَ إِلَى

سیّدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نماز میں کلام کیا کرتے تھے۔ ایک شخص اپنے ساتھ والے شخص کے ساتھ کلام

(١٥٦٢) بخاری: ٨٤١۔ مسلم: ٥٨٣۔ نسائی: ١٣٣٥۔ ابوداؤد: ١٠٠٣۔ احمد: ٣٤٦٨۔

(١٥٦٣) مسلم: ٥٨٣۔ نسائی: ١٣٣٥۔ ابوداؤد: ١٠٠٣۔ احمد: ٣٤٦٨۔

(١٥٦٤) مسلم: ٥٣٩۔ بخاری: ٤٥٣٤۔ ترمذی: ٢٩٨٦۔ نسائی: ١٢١٩۔ ابوداؤد: ٩٤٩۔ احمد: ١٨٧٩٢۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

جَنْبِهِ فِي الصَّلاةِ حَتَّى نَزَلَتْ ﴿وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِيْنَ﴾ فَأُمِرْنَا بِالسُّكُوْتِ وَنُهِينَا عَنِ الْكَلامِ. (رواه مسلم، ٩٣٩)

کرتا تھا تا آنکہ یہ آیت نازل ہوئی: کھڑے ہوا کرو اللہ کے لیے فرماں بردار ہو کر۔ پس خاموش رہنے کا حکم دیا گیا اور کلام کرنے سے منع کیا گیا۔

١٥٦٥۔ عَنْ عَبْدِاللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ هُوَ يُصَلِّي فَيَرُدُّ عَلَيْنَا فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِ النَّجَاشِيِّ سَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْنَا فَقُلْنَا يَارَسُوْلَ اللهِ إِنَّا كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَيْكَ فَتَرُدُّ عَلَيْنَا قَالَ إِنَّ فِي الصَّلاةِ شُغْلاً. (رواه البخاري، ٣٨٧٥)

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم نماز میں نبی کریم ﷺ کو سلام کہا کرتے تھے اور آپ ﷺ بھی ہمیں جواب دیتے تھے۔ جب ہم نجاشی کے پاس سے واپس آئے تو ہم نے آپ ﷺ کو سلام کیا، پس آپ ﷺ نے سلام کا جواب نہ دیا۔ تو ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم جب آپ ﷺ کو نماز میں سلام کہتے تھے تو آپ سلام کا جواب دیا کرتے تھے، فرمایا: ”نماز میں شغل ہوتا ہے۔“

١٥٦٦۔ وفي رواية: فَقَدِمْتُ عَلَى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ السَّلامَ فَأَخَذَنِي مَا قَدُمَ وَمَا حَدُثَ فَلَمَّا قَضَى رَسُوْلُ اللهِ الصَّلاةَ قَالَ إِنَّ اللهَ يُحْدِثُ مِنْ أَمْرِهِ مَا يَشَاءُ وَإِنَّ اللهَ جَلَّ وَعَزَّ قَدْ أَحْدَثَ مِنْ أَمْرِهِ أَنْ لَا تَكَلَّمُوْا فِي الصَّلاةِ فَرَدَّ عَلَيَّ السَّلامَ. (لأبي داود، ٩٢٤)

اور اس کی ایک روایت ہے: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں واپس آیا تو آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے، میں نے آپ ﷺ کو سلام کیا تو آپ ﷺ نے میرے سلام کا جواب نہ دیا، پس مجھے پرانے اور نئے تمام حالات یاد آ گئے۔ جب آپ ﷺ نے نماز مکمل کی تو فرمایا: ”اللہ جب چاہے جدید حکم نازل فرماتا ہے اور جو نئے احکام نازل کیے ہیں ان میں سے یہ بھی ہے کہ نماز میں کلام نہ کیا کرو۔“ اس کے بعد آپ ﷺ نے مجھے سلام کا جواب دیا۔

شرح: ......١۔ اس میں پہلے یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے سرزمین مکہ سے حبشہ کی جانب ہجرت کی تھی کہ دین محفوظ رہے اور فتنہ سے بچیں۔

حبشہ میں رہنے والے مہاجروں کو یہ اطلاع ملی کہ مشرک اسلام لے آئے ہیں، مگر جب وہ واپس مکہ آئے تو معاملہ اس کے برعکس تھا، بلکہ یہ مشرک مسلمانوں پر تشدد میں اور سخت ہو چکے تھے۔ تو یہ دوبارہ حبشہ میں چلے گئے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بھی ان میں شامل ہیں جو مکہ سے حبشہ گئے تھے اور مکہ والوں کے اسلام کی اطلاع پا کر حبشہ

(١٥٦٥) بخاری: ٣٨٧٥۔ مسلم: ٥٣٨۔ نسائی: ١٢٢١۔ ابو داؤد: ٩٢٤۔ ابن ماجہ: ١٠١٩۔ احمد: ٤٤٠٣۔

(١٥٦٦) ابو داؤد: ٩٢٤۔ حسن، صحیح، ٨١٧۔ ابن ماجہ: ١٠١٩۔ احمد: ٤٤٠٣۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

سے مکہ آئے تھے اور دوبارہ پھر حبشہ چلے گئے۔ ادھر جب رسول اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کی تو حبشہ کے مہاجروں میں سے اب کچھ لوگ مدینہ منورہ ہجرت کر کے آ گئے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی ان میں سے تھے۔

یہ جو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ جب ہم لوٹے، اس سے مراد یہی ہے کہ جب ہم حبشہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں لوٹے تو نماز میں خاموشی کا حکم آیا۔

۲۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کا کہنا کہ ہم نماز میں بات کر لیتے تھے پھر ہمیں خاموشی کا حکم ہوا۔ اسے اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ والی روایت کو ملا کر مطلب یہ اخذ ہوتا ہے کہ نماز میں بات کرنا مکہ میں بھی جائز تھا اور ہجرت کے بعد بھی تھوڑی دیر جائز رہا۔ جب حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے آئے تو اس پر پابندی لگ چکی تھی۔ اس لیے وہ حیران ہوئے۔

۳۔ ان احادیث سے ثابت ہوا کہ اب نمازی کو سلام کہنا جائز ہے مگر نمازی اس کا جواب بول کر نہ دے، اب بات کا یا سلام کا جواب منع ہے، وہ سلام کا جواب اشارہ سے دے سکتا ہے۔

۱۵۶۷۔ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ السُّلَمِيِّ قَالَ بَيْنَا أَنَا أُصَلِّي مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِذْ عَطَسَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَقُلْتُ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَرَمَانِي الْقَوْمُ بِأَبْصَارِهِمْ فَقُلْتُ وَاثُكْلَ أُمِّيَاهُ مَا شَأْنُكُمْ تَنْظُرُوْنَ إِلَيَّ فَجَعَلُوْا يَضْرِبُوْنَ بِأَيْدِيهِمْ عَلَى أَفْخَاذِهِمْ فَلَمَّا رَأَيْتُهُمْ يُصَمِّتُوْنَنِي لٰكِنِّي سَكَتُّ فَلَمَّا صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَبِأَبِي هُوَ وَأُمِّي مَا رَأَيْتُ مُعَلِّمًا قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ أَحْسَنَ تَعْلِيمًا مِنْهُ فَوَاللّٰهِ مَا كَهَرَنِي وَلَا ضَرَبَنِي وَلَا شَتَمَنِي قَالَ إِنَّ هٰذِهِ الصَّلَاةَ لَا يَصْلُحُ فِيهَا شَيْءٌ مِنْ كَلَامِ النَّاسِ إِنَّمَا هُوَ التَّسْبِيحُ وَالتَّكْبِيرُ وَقِرَاءَةُ الْقُرْآنِ أَوْ كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّي حَدِيثُ

سیدنا معاویہ بن حکم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا کہ لوگوں میں سے ایک آدمی کو چھینک آئی تو میں نے کہا: یَرْحَمُکَ اللّٰہُ (اللہ تیرے اوپر رحم فرمائے) تو لوگوں نے مجھے آنکھوں سے گھورنا شروع کر دیا، پس میں نے کہا: وائے تمہاری مائیں تمہیں گم کر دیں، تمہارا کیا مقصد ہے کہ تم مجھے دیکھتے ہو؟ تو لوگوں نے اپنے ہاتھ اپنی ران پر مارنے شروع کر دیے، پس میں نے یہ خیال کیا کہ وہ مجھے خاموش کرنا چاہتے ہیں تو میں خاموش ہو گیا۔ جب نبی کریم ﷺ نماز پڑھ چکے تو میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں میں نے آپ ﷺ سے پہلے اور آپ کے بعد کوئی معلم آپ سے بہتر تعلیم دیتا نہیں دیکھا۔ قسم اللہ کی! نہ مجھے ڈانٹا، نہ مارا اور نہ گالی دی۔ صرف یہ فرمایا: نماز میں لوگوں سے کلام کرنا جائز نہیں ہے اور نہ لوگوں جیسی بات چیت جائز ہے۔ نماز تو صرف تسبیح پڑھنے، تکبیر کہنے اور قرآن کی تلاوت کرنے

(۱۵۶۷) مسلم: ۵۳۷۔ نسائی: ۱۲۱۸۔ ابوداؤد: ۳۹۰۹۔ احمد: ۲۳۲۵۶۔ دارمی: ۱۵۰۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ وَقَدْ جَاءَ اللّٰهُ بِالْإِسْلَامِ وَإِنَّ مِنَّا رِجَالًا يَأْتُوْنَ الْكُهَّانَ قَالَ فَلَا تَأْتِهِمْ قَالَ وَمِنَّا رِجَالٌ يَتَطَيَّرُوْنَ قَالَ ذَاكَ شَيْءٌ يَجِدُوْنَهُ فِيْ صُدُوْرِهِمْ فَلَا يَصُدَّنَّهُمْ قَالَ ابْنُ الصَّلَاحِ فَلَا يَصُدَّنَّكُمْ قَالَ قُلْتُ وَمِنَّا رِجَالٌ يَخُطُّوْنَ قَالَ كَانَ نَبِيٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ يَخُطُّ فَمَنْ وَافَقَ خَطَّهُ. فَذَاكَ قَالَ وَكَانَتْ لِيْ جَارِيَةٌ تَرْعٰى غَنَمًا لِيْ قِبَلَ أُحُدٍ وَالْجَوَّانِيَّةِ فَاطَّلَعْتُ ذَاتَ يَوْمٍ فَإِذَا الذِّيْبُ قَدْ ذَهَبَ بِشَاةٍ مِنْ غَنَمِهَا وَأَنَا رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ آدَمَ آسَفُ كَمَا يَأْسَفُوْنَ لٰكِنِّيْ صَكَكْتُهَا صَكَّةً فَأَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَعَظَّمَ ذٰلِكَ عَلَيَّ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَفَلَا أُعْتِقُهَا قَالَ ائْتِنِيْ بِهَا فَأَتَيْتُهُ بِهَا فَقَالَ لَهَا أَيْنَ اللّٰهُ قَالَتْ فِي السَّمَاءِ قَالَ مَنْ أَنَا قَالَتْ أَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ أَعْتِقْهَا فَإِنَّهَا مُؤْمِنَةٌ. (رواہ مسلم ٥٣٧)

سے عبارت ہے۔ یا جیسا آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں نیا نیا جاہلیت سے باہر آیا ہوں اور اب اللہ تعالیٰ اسلام میں لے آیا ہے۔ اور ہم میں سے کچھ لوگ غیب کی خبر بتانے والوں (کہانوں) کے پاس جاتے ہیں۔ فرمایا: تو ہرگز نہ جایا کر۔ میں نے عرض کی: کچھ لوگ بدفالی لیتے ہیں۔ فرمایا: یہ صرف ان کے سینوں میں وسوسے پیدا ہوتے اور وہ ان کو کسی کام سے باز نہ رکھیں، سائل نے کہا: کچھ لوگ ہمیں خطوط اور لکیریں لکھتے ہیں۔ فرمایا: ایک نبی لکیر اور خط لکھتے تھے۔ تو جس نے اس کے موافق لکھا تو وہ درست ہو گا۔ اس نے کہا: میری ایک لونڈی احد اور جوانیہ دو مقامات کی اطراف میں بکریاں چرایا کرتی تھی، ایک دن میں نے جا کر بکریاں دیکھیں تو ہماری بکریوں میں سے ایک بکری کو بھیڑیا اُٹھا کر لے جا چکا تھا۔ میں بھی اولاد آدم میں سے ایک انسان ہوں مجھے افسوس لگا جیسا انسانوں کو لگتا ہے۔ تو میں نے اس لونڈی کو ایک تھپڑ رسید کر دیا۔ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ ﷺ نے میرے اوپر یہ بڑا جرم قرار دیا تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! میں اس لونڈی کو آزاد ہی نہ کردوں؟ فرمایا: اس کو میرے پاس لاؤ۔ میں آپ ﷺ کے پاس لایا تو آپ نے اس کو فرمایا: اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟ اس نے کہا: آسمان میں ہے۔ فرمایا: میں کون ہوں؟ اس نے کہا: آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ فرمایا: ''اس کو آزاد کر دو یہ ایماندار عورت ہے۔'' (مسلم، ابوداؤد، نسائی)

شرح: ......ا۔ حضرت معاویہ بن حکم رضی اللہ عنہ نماز میں تھے، ایک آدمی کو چھینک آئی تو اس نے الحمد للہ کہا، اس کے جواب میں انہوں نے یَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہا۔ ثابت ہوا چھینک مارنے کے لیے نماز میں الحمد لله کہنا جائز ہے اور سننے والے کو یرحمك الله نہیں کہنا چاہیے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

۲۔ یہ کہنا چونکہ درست نہ تھا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کی طرف اشارتاً نظروں سے اس سے روکا تو انہوں نے اور بولنا شروع کر دیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کی نادانی کے پیش نظر رانوں پر ہاتھ مار کر سخت احتجاج کیا، یہ تھے تو بہت غصہ میں مگر خاموشی اختیار کی۔

نماز سے فراغت ہوئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی اس نادانی پر نہ تو طیش میں آئے نہ برا بھلا کہا، نہ ہی ڈانٹا۔ بلکہ کمال لطف واحسان کا مظاہرہ فرمایا اور ان کی رہنمائی کی۔

۳۔ اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نماز میں چھینک مارنے والا الحمد للہ کہے تو جائز ہے اس کا جواب دینا جائز نہیں۔ یہ لوگوں کی عام گفتگو کے ضمن میں آتا ہے جو کہ جائز نہیں۔ جو قصداً کہے اس کی نماز خراب ہو جاتی ہے۔ اگر بھول کر کہے تو نماز خراب نہیں ہوتی، یہ بھی ثابت ہوا نماز میں ہاتھوں کی چھوٹی موٹی حرکت سے نماز میں فرق نہیں آتا۔

۴۔ کاہن جو کہ غیب کی باتیں بتانے کا دعویدار ہے اور نجومی جو علم نجوم کے ذریعے قسمتوں کا حال بتاتا ہے، چونکہ ان کے پاس جانے سے انسان فتنہ میں واقع ہو جاتا ہے۔ ان کے پاس جانے کی سخت ممانعت ہے۔

۵۔ اس میں بدشگونی پکڑنے سے ممانعت آئی ہے، یہ جاہلیت میں بھی اور آج بھی رائج ہے، دیکھا کہ پرندہ یا جانور دائیں جانب جاتا ہے تو وہ کام کرتا اور اگر دیکھا کہ یہ بائیں جانب چلا ہے تو اسے محرومی قسمت تصور کرتے۔ اس کا چونکہ حقیقت سے معمولی بھی تعلق نہیں تھا، محض وہم تھا، اس لیے اس پر پابندی لگا دی گئی۔

۶۔ ریت پر لکیروں کے ذریعے بھی قسمت آزمائی سے منع کیا گیا ہے، ریت پر بہت ساری لکیریں بناتے تھے اور مٹاتے جاتے تھے اگر دو رہ جاتیں تو کامیابی سمجھتے اگر ایک رہ جاتی تو اسے ناکامی سمجھتے۔

علم جعفر والے اس سے دلیل لیتے ہیں کہ یہ جائز ہے کیونکہ دانیال یا ادریس نبی کرتے تھے۔ مگر یہ دلیل درست نہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دراصل اس سے روکا ہے کیونکہ ہمیں پتہ نہیں وہ نبی کیسے لکیریں بناتے تھے، جس چیز کا علم نہیں وہ جائز کیسے ہوسکتی ہے۔

١٥٦٨۔ عَنْ عَمْرٍو أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ مَعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ فَقَرَأَ مَعَاذٌ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ سُوْرَةَ النِّسَاءِ فَلَمَّا قَالَ ﴿وَاتَّخَذَ اللّٰهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيْلًا.﴾ قَالَ رَجُلٌ خَلْفَهُ قَرَّتْ عَيْنُ أُمِّ إِبْرَاهِيمَ. (رواه البخاري ٤٣٤٨)

عمرو بن میمون سے حدیث مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف روانہ کیا تو انہوں نے فجر کی نماز میں سورت النساء تلاوت کی: ''اور جب اس نے یہ آیت تلاوت کی: ''اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو اپنا دوست بنایا ہے۔'' تو پیچھے سے ایک مرد نے کہا: ابراہیم علیہ السلام کی ماں کی آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں۔'' (بخاری)

(١٥٦٨) بخاري: ٤٣٤٨.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شرح: ......۱۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو نبی اکرم ﷺ نے نماز اور زکوۃ کا امیر بنا کر بھیجا تھا کیونکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما والی حدیث میں زکاۃ پر امیر بنانے کا آتا ہے ہم نے اوپر مطابقت بیان کر دی ہے۔

۲۔ یہ جو کہا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل اللہ بنا کر اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی والدہ کی آنکھیں ٹھنڈی کی تھیں اس سے مراد ہے کہ مسرت سے نوازا تھا کہ بیٹے کو اتنا بڑا رتبہ نصیب ہوا۔

۳۔ اس میں یہ ذکر نہیں کہ جو آدمی نماز کے دوران بولا تھا، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اسے نماز لوٹانے کا کہا تھا یا نہیں کہا تھا۔ تو اس بارے میں گذارش ہے کہ وہ چونکہ اس سے آشنا نہ تھا، اس لیے اسے معذور جانا، اگر قصداً اور علم کے بعد ایسا کہا جاتا تو نماز فاسد ہو جاتی۔ (فتح الباری: ۸/ ۶۵)

۱۵۶۹ـــ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَسَمِعْنَاهُ يَقُوْلُ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ ثُمَّ قَالَ أَلْعَنُكَ بِلَعْنَةِ اللّٰهِ ثَلَاثًا وَبَسَطَ يَدَهُ كَأَنَّهُ يَتَنَاوَلُ شَيْئًا فَلَمَّا فَرَغَ مِنَ الصَّلٰوةِ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ سَمِعْنَاكَ تَقُوْلُ فِي الصَّلٰوةِ شَيْئًا لَمْ نَسْمَعْكَ تَقُوْلُهُ قَبْلَ ذٰلِكَ وَرَأَيْنَاكَ بَسَطْتَ يَدَكَ قَالَ إِنَّ عَدُوَّ اللّٰهِ إِبْلِيْسَ جَاءَ بِشِهَابٍ مِنْ نَارٍ لِيَجْعَلَهُ فِي وَجْهِي فَقُلْتُ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قُلْتُ أَلْعَنُكَ بِلَعْنَةِ اللّٰهِ التَّامَّةِ فَلَمْ يَسْتَأْخِرْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ أَرَدْتُ أَخْذَهُ وَاللّٰهِ لَوْلَا دَعْوَةُ أَخِيْنَا سُلَيْمَانَ لَأَصْبَحَ مُوْثَقًا يَلْعَبُ بِهِ وِلْدَانُ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ. (رواه مسلم، ٥٤٢)

سیدنا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے پس ہم نے سنا کہ آپ ﷺ فرما رہے ہیں: میں تیرے شر سے اللہ کی پناہ طلب کرتا ہوں۔ پھر تین بار فرمایا: میں تجھے اللہ کی لعنت کے ساتھ لعنت کرتا ہوں۔ اور آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ بڑھایا، گویا آپ کسی چیز کو پکڑ رہے ہوں۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم نے آپ کو نماز میں کچھ کلمات کہتے سنا ہے اور ہم نے اس سے پہلے آپ کو ایسا کہتے نہیں سنا۔ اور ہم نے یہ دیکھا کہ آپ ﷺ اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے اور بڑھائے ہیں۔ فرمایا: ''اللہ کا دشمن ابلیس آگ کا شعلہ لے کر آیا تا کہ میرے چہرے پر لگائے تو میں نے تین بار کہا: میں تجھ سے اللہ کی پناہ طلب کرتا ہوں، پھر تین بار میں نے کہا: میں تجھے اللہ کی لعنت کے ساتھ لعنت کرتا ہوں تو وہ باز نہ آیا۔ پھر میں نے اس کو پکڑنے کا ارادہ کیا۔ قسم اللہ کی! اگر ہمارے بھائی سلیمان علیہ السلام کی دعا نہ ہوتی تو صبح کو وہ باندھا ہوتا اور مدینہ کے بچے اس سے کھیلتے۔''

شرح: ......۱۔ عفریت خبیث جن کو کہتے ہیں، جو سرکش ہو۔

۲۔ اگر کوئی یہ کہے کہ یہ بات ثابت شدہ ہے کہ شیطان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سایہ سے بھاگ جاتا تھا۔ وہ نبی ﷺ

(۱۵۶۹) مسلم: ٥٤٢۔ نسائی: ۱۲۱۵۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

پر کیسے حملہ آور ہو گیا۔ اس کا حل یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سائے سے بھاگنا حقیقی طور پر بھاگنا نہیں بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ایمانی قوت کا بیان ہے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم شیطان پر غالب آئے تھے اور اسے ہانک دیا تھا برتری آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو حاصل ہے۔

۳۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ قیدی کو ضرورت کے تحت مسجد میں باندھا جا سکتا ہے۔

۴۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ جن اجسام لطیفہ میں سے ہیں مگر انہیں انسان کے لیے دیکھنا ممکن ہے۔

۵۔ ہواؤں اور جنوں کا مسخر ہونا حضرت سلیمان علیہ السلام کے ساتھ خاص تھا اور انہوں نے اس بادشاہی کی خصوصیت کی دعا کی تھی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کامل طور پر اس جن پر تصرف رکھنے کی قدرت رکھتے تھے۔ اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے گرفتار نہیں کیا تاکہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا حق دعا محفوظ رہے۔

۶۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عفریت جن کو دھتکارنا، یہ دلیل ہے کہ اتنی حرکت کرنے سے نماز باطل نہیں ہوتی۔

۷۔ اس سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غایت درجہ کی حاجتمندی کی جھلک نمایاں ہوتی ہے۔

۸۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ دعا کے انداز پر نماز میں گفتگو کرنے سے نماز منقطع نہیں ہوتی۔

۱۵۷۰۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَكَلَّمَ فِي الصَّلَاةِ نَاسِيًا فَبَنَى عَلَى مَا صَلَّى. (رواه الطبراني في الأوسط)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھول کر نماز میں کلام کیا اور پھر جو نماز پڑھ چکے تھے اسی پر بقیہ نماز پوری کی۔" (الاوسط)

۱۵۷۱۔ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَرَّ عَلَيَّ الشَّيْطَانُ فَأَخَذْتُهُ فَخَنَقْتُهُ حَتَّى إِنِّي لَأَجِدُ بَرْدَ لِسَانِهِ فِي يَدِي فَقَالَ أَوْ جَعْتَنِي أَوْجَعْتَنِي. (رواه أحمد، ۳۹۱۶ بِانْقِطَاعٍ)

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: "میرے پاس سے شیطان گذرا تو میں نے اس کو پکڑا اور اس کا گلہ دبایا یہاں تک کہ اس کی زبان کی ٹھنڈک میرے ہاتھ میں محسوس ہوئی۔ اور اس نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے درد والم پہنچایا۔" (احمد نے منقطع سند کے ساتھ روایت کیا)

۱۵۷۲۔ عَنْ مُعَيْقِيبٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ فِي الرَّجُلِ يُسَوِّي التُّرَابَ حَيْثُ يَسْجُدُ قَالَ إِنْ كُنْتَ فَاعِلًا فَوَاحِدَةً. (رواه البخاري ۱۲۰۷)

سیدنا معیقیب رضی اللہ عنہ سے روایت مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سجدے کی جگہ مٹی کو برابر کرنے کا سوال کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تو ایسا کرنا چاہے تو ایک بار ہی کرنا۔

(۱۵۷۰) طبرانی اوسط۔ وفیہ معلی بن مهدی، قال ابو حاتم یاتی احیانا با المناکیر۔ قال الذهبی، هو من العباد صدوق فی نفسه، هیثمی: ۲۴۳۷۔

(۱۵۷۱) احمد: ۳۹۱۶۔ بانقطاع، وابوعبیدة لم یسمع من ابیه، وبقیة رجاله رجال الصحیح، هیثمی: ۱۵۹۴۔

(۱۵۷۲) بخاری: ۱۲۰۷۔ مسلم: ۵۴۶۔ ترمذی: ۳۸۰۔ نسائی: ۱۱۹۲۔ ابوداؤد: ۹۴۶۔ ابن ماجه: ۱۰۲۶۔ احمد: ۲۳۰۹۸۔ دارمی: ۱۳۸۷۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

١٥٧٣ــ عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَلَا يَمْسَحُ الْحَصَى فَإِنَّ الرَّحْمَةَ تُوَاجِهُهُ. (رواه الترمذی،٣٧٩)

سیّدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: "جب کوئی تم میں سے نماز کے لیے اُٹھے تو وہ کنکر کو ہاتھ نہ لگائے۔ رحمتِ الٰہی اس کے چہرے کے سامنے متوجہ ہوتی ہے۔" (اصحابِ سنن)

١٥٧٤ــ عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ أَبَا ذَرٍّ كَانَ يَقُولُ مَسْحُ الْحَصْبَاءِ مَسْحَةً وَاحِدَةً وَتَرْكُهَا خَيْرٌ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ. (رواه مالك ٣٧٤ موقوف على ابن ذر)

سیّدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کنکر چھونے ایک بار تو جائز ہیں اس فعل کا ترک کرنا سرخ اونٹوں کی دولت سے بھی زیادہ بہتر ہے۔

شرح:......١۔ اس حدیث میں کنکریاں یا مٹی برابر کرنے کی ممانعت عام طور پر حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے ہے، وگرنہ ریت یا تنکے وغیرہ ہوں تو ان کا حکم بھی یہی ہے۔

٢۔ اس حدیث میں نماز میں کنکریوں وغیرہ کو چھونے کی کراہت بیان ہوئی ہے۔ ضرورت پڑے تو صرف ایک دفعہ ہاتھ لگایا جا سکتا ہے، زیادہ دفعہ جائز نہیں۔

٣۔ نماز میں کنکریاں وغیرہ چھونے اور برابر کرنے کی ممانعت کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ نماز سے توجہ کٹ جاتی ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اس طرح شغل خاطر سے رحمت الٰہی سے محرومی ہوتی ہے۔

سجدے میں اگر تکلیف ہو یا سخت ضرورت ہو تو ایک دفعہ درست کی جا سکتی ہیں۔ وگرنہ یہ عمل سخت مکروہ ہے۔

١٥٧٥ــ عَنْ أَبِي ذَرٍّ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَزَالُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ مُقْبِلًا عَلَى الْعَبْدِ فِي صَلَاتِهِ مَا لَمْ يَلْتَفِتْ فَإِذَا صَرَفَ وَجْهَهُ انْصَرَفَ عَنْهُ. (رواه النسائی، ١١٩٥)

سیّدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے: اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی طرف متوجہ رہتا ہے جب تک وہ اِدھر اُدھر نہ دیکھے اور جب بندہ آس پاس دیکھنے لگے تو اللہ تعالیٰ اعراض کر دیتا ہے۔"

١٥٧٦ــ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْالْتِفَاتِ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ هُوَ اخْتِلَاسٌ يَخْتَلِسُهُ الشَّيْطَانُ مِنْ صَلَاةِ الْعَبْدِ. (رواه البخاری، ٧٥١)

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنے کے بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ مکاری کے ساتھ چھیننا ہے۔ شیطان بندے کی نماز میں سے کچھ حصہ چھینتا ہے۔" (الشیخین، نسائی)

(١٥٧٣) ترمذی: ٣٧٩۔ ضعیف، البانی: ٨٥۔ ابوداؤد: ٩٤٥۔ ابن ماجه: ١٠٢٧۔

(١٥٧٤) موطا: ٣٧٤۔ موقوف علی ابی ذر۔

(١٥٧٥) نسائی: ١١٩٥۔ ضعیف، البانی: ٥٧۔ ابوداؤد: ٩٠٩۔ احمد: ٢٠٩٩٧۔ دارمی: ١٤٢٣۔

(١٥٧٦) بخاری: ٧٥١۔ ترمذی: ٥٩٠۔ نسائی: ١١٩٩۔ ابوداؤد: ٩١٠۔ احمد: ٢٤٢٢٥۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۱۵۷۷۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَرْفَعُونَ أَبْصَارَهُمْ إِلَى السَّمَاءِ فِي صَلَاتِهِمْ فَاشْتَدَّ قَوْلُهُ فِي ذٰلِكَ حَتَّى قَالَ لَيَنْتَهُنَّ عَنْ ذٰلِكَ أَوْ لَتُخْطَفَنَّ أَبْصَارُهُمْ. (رواه البخاری ۷۵۰)

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: کچھ لوگوں کو کیا ہوا ہے جو نماز میں اپنی آنکھیں آسمان کی طرف اُٹھاتے ہیں۔ اس پر آپ ﷺ نے شدید بات کہی اور یہاں تک کہہ دیا کہ لوگ اس فعل کے ارتکاب سے باز رہیں یا پھر ان کی آنکھیں اُچک لی جائیں گی۔

۱۵۷۸۔ قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا بُنَيَّ إِيَّاكَ وَالْإِلْتِفَاتَ فِي الصَّلَاةِ فَإِنَّ الْإِلْتِفَاتَ فِي الصَّلَاةِ هَلَكَةٌ فَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ فَفِي التَّطَوُّعِ لَا فِي الْفَرِيْضَةِ. (رواه الترمذی ۵۸۹)

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے بچے! تو اپنے آپ کو نماز کی حالت میں ادھر اُدھر دیکھنے سے بچا۔ نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنا ہلاکت ہے اور اگر ضروری ہو تو نوافل میں دیکھ فرائض میں نہ دیکھ۔“

۱۵۷۹۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَلْحَظُ فِي الصَّلَاةِ يَمِيْنًا وَشِمَالًا وَلَا يَلْوِيْ عُنُقَهُ خَلْفَ ظَهْرِهِ. (رواہ الترمذی ۵۸۷)

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں دائیں اور بائیں نظر پھیرتے تھے اور گردن پیچھے کو نہیں پھیرتے تھے۔

۱۵۸۰۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ الضَّاحِكُ فِي الصَّلَاةِ وَالْمُلْتَفِتُ وَالْمُفَقِّعُ أَصَابِعَهُ بِمَنْزِلَةٍ وَاحِدَةٍ. (لأحمد ۱۵۱۹۴، والکبیر بلین)

سیّدنا معاذ بن انس رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ”نماز میں ہنسنے والا، اِدھر اُدھر دیکھنے والا اور اُنگلیاں چٹخانے والا یہ سب ایک جیسے ہیں۔“ (احمد اور الکبیر سند کمزور ہے)

شرح: ......۱۔ التفات یہ ہوتا ہے کہ بغیر ضرورت سر کو دائیں یا بائیں موڑنا، نماز میں التفات تین طرح کا ہوتا ہے۔

(۱) چہرے کی ایک طرف بغیر ضرورت ہی دائیں یا بائیں پھیری جائے اور قبلے سے سینہ ادھر ادھر نہ ہو وہ قبلہ رخ ہی رہے۔ ایسا کرنا نماز میں مکروہ ہے۔

(۲) نماز میں التفات یہ ہے کہ آنکھ کی طرف سے مڑ کر دیکھا جائے، بہتر تو یہی ہے کہ یہ بھی نہ کیا جائے تاہم اس میں حرج نہیں نماز خراب نہیں ہوتی۔

(۱۵۷۷) بخاری: ۷۵۰۔ نسائی: ۱۱۹۳۔ ابوداؤد: ۹۱۳۔ ابن ماجہ: ۱۰۴۴۔ احمد: ۱۳۲۹۹۔ دارمی: ۱۳۰۲۔
(۱۵۷۸) ترمذی: ۵۸۹۔ ضعیف، البانی: ۹۰۔
(۱۵۷۹) ترمذی: ۵۸۷۔ صحیح، البانی: ۴۹۲۔ نسائی: ۱۲۰۱۔ احمد: ۲۴۸۱۔
(۱۵۸۰) احمد: ۱۵۱۹۴۔ طبرانی کبیر وفیه ابن لهيعه وفيه كلام عن زبان بن فائد وهو ضعيف، هيثمی: ۲۴۲۴۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

(۳) چہرہ اور سینہ ہی قبلہ سے پھیر لیا جائے، اس سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔

۲۔ اور جو یہ فرمایا ہے کہ نماز میں التفات سے شیطان کا جھپٹا ہے وجہ یہ ہے اس طرح نماز کے التفات سے نمازی غفلت کا شکار ہوتا ہے۔ اور خشوع جاتا رہتا ہے جو کہ نماز کی اصل روح ہے تو شیطان اس التفات کو غنیمت تصور کرتا ہے اور ثواب سے محروم کر دیتا ہے۔

۳۔ نماز میں اور اس دعا میں جو دورانِ نماز ہو رہی ہے، آنکھوں کو آسمان کی طرف اٹھانا منع ہے کیونکہ اس صورت میں انسان قبلہ سے ہٹ جاتا ہے اور نماز کی حالت سے خارج ہوتا ہے۔

اس لیے اس بارے میں سخت وعید ہے اور نماز کے دوران آنکھ آسمان کی طرف اٹھانا حرام قرار دیا گیا ہے، یہ اندھا کرنے کی سزا اس عمل کے حرام ہونے پر دلالت کرتی ہے۔

۴۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ نماز میں التفات سے جو اللہ تعالیٰ نے ثواب، رحمت، مغفرت، احسان اور عفو و درگزر کرنا ہوتا ہے یہ سلسلہ نماز میں ادھر ادھر دیکھنے سے منقطع ہو جاتا ہے لہٰذا اس سے احتراز کرنا چاہیے۔

۱۵۸۱۔ عن جابر، رفعه: لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ الْكُشْرُ وَلٰكِنْ يَقْطَعُهَا الْقَهْقَهَةُ. (رواه الطبراني في الصغير.)

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''دانت کھولنے اور مسکرانے سے نماز نہیں ٹوٹتی ہے۔ البتہ کھلکھلا کر ہنسنا نماز کو توڑ دیتا ہے۔'' (الصغیر)

شرح: ...... علامہ سید سابق رحمہ اللہ فرماتے ہیں، معمولی تبسم کے ساتھ نماز میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اگر زیادہ ہنسی آ جائے تو نماز باطل ہو جاتی ہے۔

ہنسی زیادہ کتنی ہوتی ہے اور کم کتنی ہوتی ہے۔ یہ اندازہ لگانا معروف بات ہے، اس کی حد بندی ممکن نہیں۔ (فقه السنه: ۱/ ۲۳۰)

۱۵۸۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهٰى عَنِ الْخَصْرِ فِي الصَّلَاةِ. (للبخاري ۱۲۱۹)

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں پہلو پر ہاتھ رکھنے کی ممانعت فرمائی ہے۔

۱۵۸۳۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كَانَتْ تَكْرَهُ أَنْ يَجْعَلَ يَدَهُ فِي خَاصِرَتِهِ وَتَقُوْلُ إِنَّ

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ پہلو پر ہاتھ رکھنے پر انکار کرتی اور کہتی تھیں: یہود ایسا کرتے ہیں۔ (بخاری)

(۱۵۸۱) طبرانی، صغیر، مرفوعاً وموقوفا ورجاله موثقون، هیثمی: ۲٤٤٠.

(۱۵۸۲) بخاری: ۱۲۱۹۔ مسلم: ٥٤٥۔ ترمذی: ۳۸۳۔ نسائی: ۸۹۰۔ ابوداؤد: ۹٤۷۔ احمد: ۸۹۳۰۔ دارمی: ۱٤۲۸.

(۱۵۸۳) بخاری: ۳٤٥۸۔ مسلم: ٥٤٥۔ ترمذی: ۳۸۳۔ نسائی: ۸۹۰۔ ابوداؤد: ۹٤۷۔ احمد: ۸۹۳۰۔ دارمی: ۱٤۲۸.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

الْيَهُوْدَ تَفْعَلُهُ. (رواه البخاري ٣٤٥٨)

١٥٨٤ـ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الاِخْتِصَارِ فِي الصَّلَاةِ وَغَيْرِهَا (رواه رزين)

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے نماز میں اور نماز کے بغیر بھی پہلو پر ہاتھ رکھنے کی ممانعت فرمائی ہے۔

١٥٨٥ـ عَنْ زِيَادِ بْنِ صَبِيْحٍ الْحَنَفِيِّ قَالَ صَلَّيْتُ إِلَى جَنْبِ ابْنِ عُمَرَ فَوَضَعْتُ يَدَيَّ عَلَى خَاصِرَتِيْ فَلَمَّا صَلَّى قَالَ هٰذَا الصَّلْبُ فِي الصَّلَاةِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَنْهَى عَنْهُ. (رواه أبوداود، ٩٠٣)

زیاد بن صبیح الحنفی کہتے ہیں کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں نماز پڑھی، پس میں نے اپنا ہاتھ اپنے پہلو پر رکھا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو انہوں نے کہا: یہ نماز میں سختی کرنا یا صلیب بنانا ہے اور رسول اللہ ﷺ ایسا کرنے سے منع کرتے تھے۔

شرح: ...... نماز میں اختصار یہ ہے کہ نمازی کوکھ پر ہاتھ رکھ لے۔ یہ احادیث نماز میں کوکھ پر ہاتھ رکھنے کے حرام ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ اس کے حرام ہونے کی وجہ ایک یہ ہے کہ یہودی نماز میں زیادہ تر یہ عمل اپناتے ہیں، ان کی مشابہت سے بچنے کے لیے کوکھ پر نماز میں ہاتھ رکھنے کی ممانعت وارد ہوئی ہے۔

دوسرے اقوال بھی ہیں، مثلاً یہ دوزخیوں کے آرام کا انداز ہوگا۔ دوسرا یہ ابلیس کی چال ہے۔ تیسرا یہ متکبروں کی سی چال ہے۔

١٥٨٦ـ عَنْ إِسْمٰعِيْلَ بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ: سَأَلْتُ نَافِعًا عَنِ الرَّجُلِ يُصَلِّي وَهُوَ مُشَبِّكٌ يَدَيْهِ قَالَ قَالَ ابْنُ عُمَرَ: تِلْكَ صَلَاةُ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ. (رواه أبوداود ٩٩٣)

اسماعیل بن اُمیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نافع رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ جو شخص نماز میں ہاتھوں میں تشبیک کرے تو کیا حکم ہے؟ تو اس نے کہا: میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ انہوں نے کہا: یہ ان لوگوں کی نماز ہے جن پر غضب کیا گیا ہے۔ (ابوداؤد)

شرح: ...... تشبیک (انگلیوں میں انگلیاں ڈالنا) اس کی ایک صورت یہ ہے کہ آدمی نے گھر سے وضو کیا ہے اور مسجد کی جانب روانہ ہوتا ہے یہ چونکہ نماز ہی میں شمار ہوتا ہے، یہ انگلیوں میں انگلیاں نہ ڈالے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے نماز ادا کر لی تھی جبکہ چار رکعات کی جگہ دو رکعات پڑھ لی تھیں، بھول گئے تھے تب آپ نے انگلیوں میں انگلیاں ڈالی تھیں۔ (بخاری مسلم)

اس سے ثابت ہوا کہ نماز سے فارغ ہو کر یہ فعل جائز ہے اگر ضرورت ہو۔

(١٥٨٤) رزین۔

(١٥٨٥) ابوداؤد: ٩٠٣۔ صحیح، البانی: ٧٩٨۔ نسائی: ٨٩١۔ احمد: ٥٨٠٢۔

(١٥٨٦) ابوداؤد: ٩٩٣۔ صحیح، البانی: ٨٧٦۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تیسری صورت یہ ہے جو ہماری زیر شرح حدیث میں آئی ہے کہ آدمی دوران نماز طاق رکعت یا جفت سے اوپر قیام کے لیے اٹھتے وقت کرتے ہیں، یہ منع ہے کیونکہ اسے سولی سے تشبیہ دی گئی ہے۔

اٹھتے وقت ہاتھوں پر اعتماد کرنا جائز ہے مگر یہ علیحدہ علیحدہ ہوں ایک دوسرے کے اندر نہ ملائے ہوں۔

ایک صورت پہلے گزر چکی ہے کہ رکوع میں دونوں گھٹنوں کے درمیان انگلیوں میں انگلیاں ڈال کر رکوع ہوا کرتا تھا، یہ منسوخ ہو چکا ہے ہتھیلیوں سے گھٹنوں کو پکڑنے کا حکم ہے۔

١٥٨٧ــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لاَ غِرَارَ فِي صَلاَةٍ وَلاَ تَسْلِيْمٍ قَالَ أَحْمَدُ: يَعْنِي فِيْمَا أَرْى أَنْ لاَ تُسَلِّمَ وَلاَ يُسَلِّمُ عَلَيْكَ وَيُغَرِّرُ الرَّجُلُ بِصَلاَتِهِ فَيَنْصَرِفُ وَهُوَ فِيْهَا شَاكٌ . (رواہ ابوداود ٩٢٨)

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: نہ نماز میں دھوکا ہے اور نہ سلام کہنے میں دھوکا ہے۔" (ابو داؤد) امام احمد نے کہا: یعنی نہ تو سلام کہہ اور نہ تجھے سلام کہا جائے اور کسی شخص کو نماز میں مغالطہ اور دھوکا نہ دیا جائے یہاں تک کہ وہ نماز سے سلام پھیرے اور وہ شک میں ہو۔

شرح:...... غرار کا معنی ہے کہ اونٹنی نے دودھ کم کر دیا۔

ا۔ اس حدیث کا ایک مطلب یہ ہے کہ سلام کہنے کا طریقہ بتایا گیا ہے کہ سلام کا جواب پورا دیا جائے، کم نہ کیا جائے۔ مثلاً ایک کہتا ہے، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ تو جواب بھی اتنا ہی کہے، کم نہ ہو۔

۲۔ نماز میں نقصان کی ایک وجہ یہ ہے کہ رکوع وسجود پورا نہ کیا جائے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ نمازی کو شک گزرے کہ اس نے تین رکعات پڑھی ہیں یا چار پڑھی ہیں، اس میں اسے ایک صورت پر یقین بھی ہو مگر وہ چار کو زیادہ سمجھ کر چار تصور کر لیتا ہے اور شک میں رہتا ہے یہ بھی نقصان والی چیز ہے کیونکہ سنت طریقہ یہ ہے کہ شک پر توجہ نہ دی جائے، یقین پر بنیاد رکھیں۔

۳۔ اس حدیث سے نماز میں سلام کا جواب نہ دینے پر بھی استدلال کیا جاتا ہے۔ لیکن استدلال اس سے درست نہیں۔ درست وہی ہے جو ہم نے اوپر وضاحت کی ہے۔ (عون المعبود: ۱/ ۳۴۸)

١٥٨٨ــ عَنْ عُثْمَانَ: دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَسْجِدَ فَرَأَى فِيْهِ نَاساً يُصَلُّوْنَ رَافِعِي أَيْدِيْهِمْ إِلَى السَّمَاءِ فَشَدَّدَ فِيْهِ . (رواہ رزین)

سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی ہے کہ نبی ﷺ مسجد میں داخل ہوئے تو کچھ لوگوں کو دیکھا کہ وہ اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھا کر نماز پڑھ رہے ہیں پس آپ ﷺ نے اس پر سخت وعید فرمائی۔ (رزین)

(١٥٨٧) ابوداؤد: ٩٢٨۔ صحیح، الباني: ٨٢١.

(١٥٨٩) رزین.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۱۵۸۹۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ يَقُوْلُ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى قُبَاءِ يُصَلِّي فِيْهِ قَالَ فَجَاءَتْهُ الأَنْصَارُ فَسَلَّمُوْا عَلَيْهِ وَهُوَ يُصَلِّي قَالَ فَقُلْتُ لِبِلَالٍ كَيْفَ رَأَيْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَرُدُّ عَلَيْهِمْ حِيْنَ كَانُوْا يُسَلِّمُوْنَ عَلَيْهِ وَهُوَ يُصَلِّي قَالَ يَقُوْلُ هٰكَذَا وَبَسَطَ كَفَّهُ وَبَسَطَ جَعْفَرُبْنُ عَوْنٍ كَفَّهُ وَجَعَلَ بَطْنَهُ أَسْفَلَ وَجَعَلَ ظَهْرَهُ إِلَى فَوْقٍ. (رواه أبوداود ۹۲۷)

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ مسجد قباء کی طرف تشریف لے گئے اور انصار رضی اللہ عنہم آ کر آپ ﷺ کو سلام کہتے تھے جبکہ آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ تو میں نے بلال رضی اللہ عنہ کو کہا: آنحضرت ﷺ کو تو نے کیا کرتے دیکھا، جب آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے اور لوگ آ کر سلام کہتے تھے؟ انہوں نے کہا: آپ ﷺ ایسا کرتے تھے، پھر انہوں نے ہاتھ کھولا اور اندرونی حصہ نیچے کیا اور ہاتھ کی پشت اوپر کی طرف رکھی۔

شرح: ...... علامہ شمس الحق رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس زیر شرح حدیث میں سلام کا جواب مکمل ہتھیلی کے اشارہ کے ساتھ دینے کا ذکر ہے۔

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ والی حدیث میں پورے ہاتھ کے ساتھ نماز میں سلام کا جواب دینے کا آتا ہے۔

اور حضرت صہیب رضی اللہ عنہ والی حدیث میں نماز میں سلام کا جواب انگلی سے دینے کا آتا ہے۔

اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیہقی میں سر کے ساتھ اشارہ سے نماز میں سلام کا جواب دینے کا آتا ہے۔

وَيُجْمَعُ بَيْنَ هٰذِهِ الرِّوَايَاتِ بِأَنَّهُ ﷺ فَعَلَ هٰذَا مَرَّةً وَهٰذَا مَرَّةً فَيَكُوْنُ جَمِيْعُ ذٰلِكَ جَائِزًا.

(عون المعبود: ۱/ ۳۴۸)

''ان تمام روایات میں مطابقت یوں ہوگی کہ نبی اکرم ﷺ نے سب طرح کیا ہے، ان تمام طریقوں سے نماز میں سلام کا جواب دینا جائز ہے۔

۱۵۹۰۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ﴿قَالَ أَحْمَدُ يُصَلِّي وَالْبَابُ عَلَيْهِ مُغْلَقٌ﴾ فَجِئْتُ فَاسْتَفْتَحْتُ قَالَ أَحْمَدُ فَمَشَى فَفَتَحَ لِيْ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى مُصَلَّاهُ وَذَكَرَ أَنَّ الْبَابَ كَانَ فِي الْقِبْلَةِ. (رواه أبوداود ۹۲۲)

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں کہ میں ایک دن باہر سے آئی اور رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے اور دروازہ بند تھا۔ میں نے دروازہ کھولنے کو کہا تو آپ ﷺ آگے بڑھے اور دروازہ کھول دیا اور پھر پشت کے بل پیچھے جا کر مصلی پر گئے اور نماز مکمل کی۔

(۱۵۹۰) ابوداؤد: ۹۲۷۔ حسن، صحیح، البانی: ۸۲۰۔ ترمذی: ۳۶۷۔ نسائی: ۱۱۸۷۔ ابن ماجہ: ۱۰۱۷۔ دارمی: ۱۳۶۱۔

(۱۵۹۱) ابوداؤد: ۹۲۲۔ حسن، البانی: ۸۱۵۔ ترمذی: ۶۰۱۔ نسائی: ۱۲۰۶۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

١٥٩١ـ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتِ اسْتَفْتَحْتُ الْبَابَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي تَطَوُّعاً وَالْبَابُ عَلَى الْقِبْلَةِ فَمَشَى عَنْ يَمِيْنِهِ أَوْ عَنْ يَسَارِهِ فَفَتَحَ الْبَابَ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى مُصَلَّاهُ. (رواه النسائی ١٢٠٦)

نسائی کی روایت میں ہے میں نے دروازہ کھولنے کو کہا اور رسول اللہ ﷺ نفل نماز پڑھ رہے تھے اور دروازہ قبلہ کی جانب تھا۔

شرح: ......ان دونوں احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نفلی نماز ہو، فرض میں اس سے گریز کیا جائے کہ اگر دروازہ قبلہ رخ ہو ادھر ادھر نہ چلنا پڑے اور ضرورت کے تحت ہو بلاضرورت نہ ہو۔ دوران نماز سیدھا چل کر مسافت تھوڑی ہو یا زیادہ ہو اور دروازے کھولنے کے بعد واپس لوٹنے سے نماز باطل نہیں ہوتی۔ یعنی دروازہ کھول کر جس جگہ نماز پڑھ رہا ہو اس جگہ پر واپس لوٹ جائے۔

١٥٩٢ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ بِقَتْلِ الْأَسْوَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ الْعَقْرَبِ وَالْحَيَّةِ (رواه إبن ماجة ١٢٤٥)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ہر دو سیاہ رنگ کو نماز کی حالت میں مار دینے کا حکم دیا، سانپ اور بچھو کو۔"

شرح: ......سانپ یا بچھو اور جو چیز بھی ان کی مانند زہریلی ہو، اس حدیث میں اسے دورانِ نماز مارنے کا حکم دیا گیا ہے اگرچہ زیادہ چلنا پڑے۔ جو اس کے برعکس یہ نظریہ رکھتے ہیں کہ زیادہ حرکت سے زیادہ چلنے سے مارنا جائز نہیں یہ نظریہ ان دلائل کی بنیاد پر ہے کہ اس طرح عمل کثیر سے نماز سے توجہ ہٹ جاتی ہے اور ابوداؤد میں حدیث ہے کہ نماز میں سکون اختیار کرو۔ یہ عمل ان احادیث کے خلاف ہے۔ اس کے جواب میں علامہ عبیداللہ رحمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَيُجَابُ عَنْ ذٰلِكَ بِأَنَّ حَدِيْثَ الْبَابِ خَاصٌّ فَلَا يُعَارِضُهُ مَا ذَكَرُوْهُ.

اس کا جواب یہ ہے کہ انہیں مارنے کے بارے میں جو حدیث آئی ہے۔ وہ خاص ہے، ان کے ذکر کردہ دلائل کے خلاف نہیں۔ یعنی نماز میں سکون ہی ہونا چاہیے مگر بچھو اور سانپ مارنے کا حکم اس کے خلاف نہیں۔ اس پر عمل کرنا ہے۔

علامہ صاحب رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں کہ درج ذیل واقعات بھی ہمارے اس موقف کی تائید کرتے ہیں۔

(١) آپ ﷺ اپنی نواسی حضرت امامہ کو کبھی نماز میں اٹھاتے، کبھی نیچے رکھتے۔ (٢) منبر پر نماز پڑھائی اور سجدے کے لیے نیچے اترے۔ (٣) آپ ﷺ نے سامنے سے گزرنے والے کو ہاتھ سے روکنے کا حکم دیا ہے۔ یہ تمام واقعات دلالت کرتے ہیں کہ عمل کثیر سے بھی انہیں دوران نماز مارنا پڑے تو جائز ہے۔ (مرعاة:٢/٢٠)

(١٥٩١) نسائی: ١٢٠٦ـ حسن، البانی: ١١٥١ـ ترمذی: ٦٠١ـ نسائی: ١٢٠٣ـ ابوداؤد: ٩٢٢.

(١٥٩٢) ابن ماجه: ١٢٤٥ـ صحیح، البانی: ١٠٢٩ـ ترمذی: ٣٩٠ـ نسائی: ١٢٠٣ـ ابوداؤد: ٩٢١ـ احمد: ٩٩٨٤ـ دارمی: ١٥٠٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

١٥٩٣ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ السَّدْلِ فِي الصَّلَاةِ وَأَنْ يُغَطِّيَ الرَّجُلُ فَاهُ. (رواه ابوداود ٦٤٣)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے نماز میں کپڑا لٹکانے اور مرد کو منہ ڈھانپنے سے منع فرمایا ہے۔" (ترمذی وابوداؤد)

شرح: ......سدل، یہ ہے کہ کپڑے کو اتنا زیادہ لٹکانا کہ زمین کو لگ جائے۔

(۲) کپڑے کی دونوں جانب اکٹھی نہ کی ہوں اور کپڑا لٹکا دینا اگر دونوں جانب سمیٹ لی ہوں تو پھر سدل نہیں۔

(۳) اس کی ایک صورت یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ اپنے ہاتھ کپڑے میں داخل کیے ہوں اور کپڑا لپیٹا ہوا ہو، اسی حالت میں رکوع اور سجدہ کیا جائے۔

(۴) ایک قول سدل کے بارے میں یہ بھی ہے کہ تہبند کا درمیانہ حصہ سر پر رکھا جائے اور اس کے دونوں کنارے دائیں یا بائیں چھوڑ دیے جائیں۔

بہرصورت یہ تمام صورتیں ایسی ہیں دوران نماز اس طرح کپڑا لٹکانا منع ہے۔ کیونکہ یہ یہودیوں کا طریقہ ہوا کرتا تھا، اس لیے اسے حرام قرار دیا گیا ہے۔

۲۔ اس میں منہ لپیٹنے کی ممانعت آئی ہے، یہ ایک خاص طریقہ تھا، عرب کے لوگ پگڑیوں کے پلوؤں کے ساتھ نماز میں اپنے مونہوں پر نقاب سا بنا لیتے تھے، جس سے نماز میں مونہہ ڈھانپے جاتے تھے، ہاں اچانک کپڑا منہ کے سامنے آ جائے تو پھر کوئی حرج نہیں۔ (عون المعبود: ۱/ ۲۴۵)

نماز کے علاوہ ان دونوں صورتوں پر پابندی نہیں، یہ دوران نماز منع ہے۔

١٥٩٤ـ عَنْ بُرَيْدَةَ، رَفَعَهُ: ثَلَاثٌ مِنَ الْجَفَاءِ أَنْ يَبُوْلَ الرَّجُلُ وَهُوَ قَائِمٌ أَوْ يَمْسَحَ جَبْهَتَهُ قَبْلَ أَنْ يَفْرُغَ مِنْ صَلَاتِهِ أَوْ يَنْفُخَ فِي سُجُوْدِهِ. (رواه البزار والأوسط)

بریدہ مرفوع بیان کرتے ہیں: تین کام گناہوں میں سے ہیں یہ کہ مرد کھڑا ہو کر پیشاب کرے اور یہ کہ نماز سے فارغ ہونے سے پہلے پیشانی صاف کرے اور یہ کہ سجدے کی جگہ میں پھونک مارے۔" (البزار، الاوسط)

١٥٩٥ـ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ رَأَى النَّبِيُّ ﷺ غُلَامًا لَنَا يُقَالُ لَهُ أَفْلَحُ إِذَا سَجَدَ نَفَخَ فَقَالَ يَا أَفْلَحُ تَرِّبْ وَجْهَكَ. (رواه الترمذی ٣٨١)

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمارا ایک غلام دیکھا جس کو افلح کہتے تھے، جب وہ سجدہ کرتا تو پھونک مارتا تھا، پس آپ ﷺ نے فرمایا:

(١٥٩٣) ابوداؤد: ٦٤٣ـ حسن، البانی: ١١٥١ـ ترمذی: ٣٧٨ـ احمد: ٧٨٧٥ـ دارمی: ١٣٧٩.

(١٥٩٤) بزار، طبرانی، اوسط، ورجاله البزار رجال الصحيح۔ هيثمی: ٢٤٥٤.

(١٥٩٥) ترمذی: ٣٨١ـ ضعيف، البانی: ٥٩ـ احمد: ٢٦٠٣٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

''اے افلح! اپنا چہرہ خاک آلود کر دے۔'' (ترمذی)

١٥٩٦ـــ عَنِ الْأَزْرَقِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ كُنَّا بِالْأَهْوَازِ نُقَاتِلُ الْحَرُوْرِيَّةَ فَبَيْنَا أَنَا عَلَى جُرُفِ نَهْرٍ إِذَا رَجُلٌ يُصَلِّي وَإِذَا لِجَامُ دَابَّتِهِ بِيَدِهِ فَجَعَلَتِ الدَّابَّةُ تُنَازِعُهُ وَجَعَلَ يَتْبَعُهَا قَالَ شُعْبَةُ هُوَ أَبُوبَرْزَةَ الْأَسْلَمِيُّ فَجَعَلَ رَجُلٌ مِنَ الْخَوَارِجِ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ افْعَلْ بِهَاذَا الشَّيْخِ فَلَمَّا انْصَرَفَ الشَّيْخُ قَالَ إِنِّي سَمِعْتُ قَوْلَكُمْ وَإِنِّي غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سِتَّ غَزَوَاتٍ أَوْ سَبْعَ غَزَوَاتٍ وَثَمَانِي وَشَهِدْتُ تَيْسِيْرَهُ وَإِنِّي إِنْ كُنْتُ أَنْ أَرْجِعَ مَعَ دَابَّتِي أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَدَعَهَا تَرْجِعُ إِلَى مَأْلَفِهَا فَيَشُقُّ عَلَيَّ. (رواه البخاري ، ١٢١١)

الازرق بن قیس سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں ہم مقام اھواز میں خارجیوں سے لڑ رہے تھے پس اتفاقاً میں نہر کے کنارے پر گیا تو وہاں ایک شخص کھڑا نماز پڑھ رہا تھا اور اس کے گھوڑے کی لگام اس کے ہاتھ میں تھی۔ گھوڑے نے لگام کھینچنا شروع کر دی تو نمازی اس کے پیچھے چلنے لگا۔ ابو شعبہ نے کہا: وہ ابو برزہ اسلمی ہے۔ ایک خارجی شخص نے کہا: یا اللہ! اس بوڑھے کو ایسا ویسا کر دے۔ اس بوڑھے نے جب سلام پھیرا تو اس نے کہا: میں نے تیری بات سنی ہے اور میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چھ غزوات میں حصہ لیا ہے یا سات میں یا آٹھ میں اور میں نے آپ ﷺ کا آسانی کا وقت بھی دیکھا ہے یا آپ کا دین میں آسانی کرنا بھی دیکھا ہے، اور اگر میں اپنا چوپایا ساتھ لے کر واپس جاؤں تو یہ مجھے زیادہ پسند ہے بجائے اس کے کہ میں اس کو چھوڑ دوں اور وہ اپنی چراگاہ میں بھاگ جائے اور میرے لیے کام مشکل ہو جائے۔'' (بخاری)

١٥٩٧ـــ لرزين نحوه وفيه: فَجَاءَ أَبُوبَرْزَةَ عَلَى فَرَسٍ فَصَلَّى وَخَلَّى فَرَسَهُ فَانْطَلَقَتِ الْفَرَسُ فَتَرَكَ صَلَاتَهُ وَتَبِعَهَا حَتَّى أَدْرَكَهَا فَأَخَذَهَا ثُمَّ جَاءَ فَقَضَى صَلَاتَهُ . وَفِيْهِ إِنَّ مَنْزِلِي مُتَرَاخٍ فَلَوْ صَلَّيْتُ وَتَرَكْتُهُ لَمْ آتِ أَهْلِي إِلَى اللَّيْلِ . (رواه رزين)

رزین کی روایت اس کے مثل ہے اور اس میں یہ بھی ہے: پس ابو برزہ رضی اللہ عنہ گھوڑے پر آئے اور نماز شروع کر دی اور گھوڑے کو چھوڑ دیا۔ گھوڑا چل پڑا تو اس نے نماز چھوڑ دی اور گھوڑے کے پیچھے چلے گئے اور بالآخر اس کو پہنچ کر پکڑا اور واپس آ کر اپنی نماز مکمل کی اور اس روایت میں یہ بھی ہے کہ اس نے کہا: میرا گھر دور ہے اور اگر میں نماز پڑھتا اور گھوڑے کو چھوڑ دیتا تو میں رات تک اپنے اہل وعیال میں نہ جا سکتا۔

شرح: ...... جس نماز میں یہ جانور پکڑا تھا، وہ نماز عصر تھی۔

(١٥٩٦) بخاری: ١٢١١۔ احمد: ١٩٢٩٢۔

(١٥٩٧) رزین۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

۲۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جب بطور فخر نہ ہوں تو ضرورت کے تحت آدمی اپنے فضائل بیان کر سکتا ہے۔

۳۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اگر اپنے سامان وغیرہ کے تلف اور ضائع ہونے کا خدشہ ہو تو اسے بچانے کے لیے نماز کا ٹنا جائز ہے۔

۴۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ اس طرح قبلہ رخ جانور چلا جائے تو اسے پکڑ کر دوبارہ اپنی جائے نماز پر لوٹ کر نماز پڑھنا جائز ہے، اس سے نماز میں کوئی فرق نہیں آتا۔ (فتح الباری: ۳/۸۳)

۱۵۹۸۔ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ وَأَنَا مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ كَاعْتِرَاضِ الْجَنَازَةِ. (رواه مسلم ۵۱۲)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ رات کو نماز پڑھتے اور میں آپ ﷺ کے اور آپ کے قبلہ کے درمیان جنازے کی مثل لیٹی ہوتی تھی۔

۱۵۹۹ ـــ وفي رواية: فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يُوتِرَ أَيْقَظَنِي فَأَوْتَرْتُ. (رواه البخاري ۵۱۲)

اور ان کی روایات میں سے ہے: جب آپ ﷺ وتر پڑھنے کا ارادہ کرتے تو مجھے بیدار کر دیتے۔

۱۶۰۰۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ مَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ قَالَ فَقُلْنَا الْمَرْأَةُ وَالْحِمَارُ فَقَالَتْ إِنَّ الْمَرْأَةَ لَدَابَّةُ سَوْءٍ لَقَدْ رَأَيْتُنِي بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللهِ ﷺ مُعْتَرِضَةً كَاعْتِرَاضِ الْجَنَازَةِ وَهُوَ يُصَلِّي. (رواه مسلم ۵۱۲)

"عروہ بن زبیر سے روایت ہے اور ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: نماز کو کیا چیز توڑتی ہے؟ عروہ کہتے ہیں ہم نے کہا: عورت اور گدھا۔ تو ام المومنین نے کہا: پھر تو عورت بدترین جانور ہے۔ میں نے اپنا یہ حال دیکھا ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس طرح لیٹی ہوتی جیسے جنازہ سامنے ہوتا ہے اور آپ ﷺ نماز پڑھ رہے ہوتے تھے۔

۱۶۰۱۔ مِنْهَا أَنَّهُ: ذُكِرَ عِنْدَهَا مَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ الْكَلْبُ وَالْحِمَارُ وَالْمَرْأَةُ فَقَالَتْ شَبَّهْتُمُونَا بِالْحُمُرِ وَالْكِلَابِ وَاللهِ لَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يُصَلِّي وَإِنِّي عَلَى السَّرِيرِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ مُضْطَجِعَةً فَتَبْدُو لِي الْحَاجَةُ فَأَكْرَهُ أَنْ أَجْلِسَ فَأُوذِيَ النَّبِيَّ ﷺ فَأَنْسَلُّ مِنْ

ام المومنین رضی اللہ عنہا کے سامنے یہ مذاکرہ کیا گیا کہ نماز کو کون سی چیز توڑتی ہے؟ پس کتے، گدھے اور عورت کو بیان کیا گیا۔ ام المومنین نے کہا: یقیناً تم نے ہم خواتین کو گدھوں اور کتوں کے برابر قرار دے دیا ہے۔ قسم اللہ کی! میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حال میں نماز پڑھتے دیکھا ہے کہ آپ ﷺ نماز پڑھ رہے ہیں اور میں چارپائی پر آپ ﷺ کے قبلہ کے درمیان

(۱۵۹۸) مسلم: ۵۱۲۔ بخاری: ۵۱۳۔ نسائی: ۷۵۹۔ ابوداؤد: ۷۱٤۔ احمد: ۲۵٦٤۹۔ مؤطا: ۲۵۸۔ دارمی: ۱٤۱۳.

(۱۵۹۹) بخاری: ۵۱۲۔ نسائی: ۱٦۸۔ ابوداؤد: ۷۱٤۔ احمد: ۲۵۳۵٦۔ مؤطا: ۲۵۸۔ دارمی: ۱٤۱۳.

(۱٦۰۰) مسلم: ۵۱۲۔ بخاری: ۵۱۳۔ نسائی: ۷۵۹۔ ابوداؤد: ۷۱٤۔ احمد: ۲۵٦٤۹۔ مؤطا: ۲۵۸۔ دارمی: ۱٤۱۳.

(۱٦۰۱) مسلم: ۵۱۲۔ بخاری: ۵۱٤۔ نسائی: ۷۵۹۔ ابوداؤد: ۷۱٤۔ احمد: ۲۵٦٤۹۔ مؤطا: ۲۵۸۔ دارمی: ۱٤۱۳.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عِنْدِ رِجْلَيْهِ . (رواه البخاری ٥١٤)

لیٹی ہوں، مجھے اُٹھنے کی ضرورت پیش آتی تو میں سیدھا اُٹھ کر بیٹھنا اس لیے ناپسند کرتی تھی کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ کو تکلیف نہ ہو، پس میں آپ ﷺ کے پاؤں کی طرف سے پھسل کر اُتر جاتی تھی۔

١٦٠٢ــ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ كُنْتُ أَنَامُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَرِجْلَايَ فِي قِبْلَتِهِ فَإِذَا سَجَدَ غَمَزَنِي فَقَبَضْتُ رِجْلَيَّ فَإِذَا قَامَ بَسَطْتُهُمَا قَالَتْ وَالْبُيُوْتُ . يَوْمَئِذٍ لَيْسَ فِيْهَا مَصَابِيْحُ . (رواه البخاری ٣٨٢)

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے سویا کرتی تھی اور میرے پاؤں آپ ﷺ کے قبلہ کی طرف ہوا کرتے تھے۔ آپ ﷺ سجدہ کرنے لگتے تو مجھے ٹولتے اور میں پاؤں سکیڑ دیتی اور جب آپ ﷺ کھڑے ہو جاتے تو میں پاؤں پھیلا دیتی تھی اور ان ایام میں گھروں میں چراغ نہیں ہوا کرتے تھے۔

١٦٠٣ــ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَا يَقْطَعُ صَلَاةَ الْمُسْلِمِ شَيْءٌ إِلَّا الْحِمَارَ وَالْكَافِرُ وَالْكَلْبُ وَالْمَرْأَةُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ يَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ لَقَدْ قُرِنَّا بِدَوَابِّ سُوْءٍ . (رواه أحمد، ٢٤٠٢٥)

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا مرفوع بیان کرتی ہیں: مسلمان کی نماز کو کوئی چیز نہیں توڑتی مگر گدھا، کافر، کتا اور عورت۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا رسول اللہ ﷺ ہم خواتین حقیر حیوانوں کے ساتھ ملا دی گئی ہیں۔

١٦٠٤ــ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ يُصَلِّي فَإِنَّهُ يَسْتُرُهُ إِذَا كَانَ بَيْنَ يَدَيْهِ مِثْلُ آخِرَةِ الرَّجُلِ فَإِذَا لَمْ يَكُنْ بَيْنَ يَدَيْهِ مِثْلُ آخِرَةِ الرَّجُلِ فَإِنَّهُ يَقْطَعُ صَلَاتَهُ الْحِمَارُ وَالْمَرْأَةُ وَالْكَلْبُ الْأَسْوَدُ قُلْتُ يَا أَبَاذَرٍّ مَا بَالُ الْكَلْبِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْكَلْبِ الْأَحْمَرِ مِنَ الْكَلْبِ الْأَصْفَرِ قَالَ

سیّدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ”جب تم میں سے کوئی شخص کھڑا نماز پڑھ رہا ہو تو اس کے سامنے کجاوے کی پچھلی لکڑی کے برابر کوئی چیز موجود ہو تو وہی اس کا سترہ بن کر پردہ بن جائے گی۔ اور اگر اس کے سامنے کجاوے کی پچھلی لکڑی کے برابر کوئی چیز ہو تو اس کی نماز کو گدھا، عورت اور سیاہ کتا توڑتا ہے۔ راوی کہتا ہے میں نے کہا: اے ابو ذر! سیاہ کتے کا سرخ کتے اور زرد کتے سے امتیاز کیا ہے؟ انہوں نے کہا: اے میرے

(١٦٠٢) بخاری: ٣٨٢۔ نسائی: ٧٥٩۔ ابوداؤد: ٧١٤۔ احمد: ٢٥٦٤٩۔ موطا: ٢٥٨۔ دارمی: ١٤١٣۔

(١٦٠٠٣) احمد: ٢٤٠٢٥۔ ورجاله موثقون، هيثمی: ٢٢٩١۔

(١٦٠٤) مسلم: ٥١٠۔ ترمذی: ٣٣٨۔ نسائی: ٧٥٠۔ ابوداؤد: ٧٠٢۔ ابن ماجه: ٣٢١٠۔ احمد: ٢٠٩٢٠۔ دارمی: ١٤١٤۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

يَا ابْنَ أَخِي سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ كَمَا سَأَلْتَنِي فَقَالَ الْكَلْبُ الأَسْوَدُ شَيْطَانٌ. (رواه مسلم ٥١٠)

بھائی کے بیٹے! میں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح سوال کیا تھا جیسے تو نے مجھ سے سوال کیا ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سیاہ کتا شیطان ہے۔'' (مسلم اور اصحاب سنن)

١٦٠٥۔ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ الْعَبَّاسِ قَالَ زَارَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَبَّاسًا فِي بَادِيَةٍ لَّنَا وَلَنَا كُلَيْبَةٌ وَحِمَارَةٌ تَرْعَى فَصَلَّى النَّبِيُّ ﷺ الْعَصْرَ وَهُمَا بَيْنَ يَدَيْهِ فَلَمْ يُزْجَرَا وَلَمْ يُؤَخَّرَا. (رواه النسائي ٧٥٣)

سیدنا فضل بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے غیر آباد علاقے میں ہماری ملاقات کی، ہماری ایک کتیا اور ایک گدھی تھی پس آپ ﷺ نے نماز عصر پڑھی اور وہ دونوں جاندار آپ کے سامنے تھے، نہ تو آپ ﷺ نے ان کو ڈانٹ کر دور کیا اور نہ ان کو پیچھے ہٹایا۔

١٦٠٦۔ عَنْ كَثِيرِ بْنِ كَثِيرِ بْنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ أَبِي وِدَاعَةَ عَنْ بَعْضِ أَهْلِهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ يُصَلِّي مِمَّا يَلِي بَابَ بَنِي سَهْمٍ وَالنَّاسُ يَمُرُّوْنَ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا سُتْرَةٌ. قَالَ سُفْيَانُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْكَعْبَةِ سُتْرَةٌ. (رواه أبوداود ٢٠١٦)

کثیر بن کثیر بن ابی وداعہ اپنے گھر کے بعض افراد سے روایت کرتے ہیں اور وہ اس کے دادا سے، انہوں نے نبی کریم ﷺ کو باب بنو سہم کے قریب دیکھا، لوگ آپ ﷺ کے سامنے گزرتے تھے اور آپ ﷺ کے اور کعبہ کے درمیان سترہ بھی نہیں تھا۔

١٦٠٧۔ قُلْتُ: جَوَّدَهُ الْقَزْوِينِيُّ، فَقَالَ كَثِيرُ بْنُ كَثِيرِ بْنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ أَبِي وَدَاعَةَ الْمُسْلِمِيُّ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ الْمُطَّلِبِ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ، بِنَحْوِهِ. (رواه بن ماجة، ٢٩٥٨)

میں کہتا ہوں: القزوینی نے نہایت عمدہ طریقے سے سند واضح کی ہے اور کہا ہے: کثیر بن کثیر بن مطلب بن ابی وداعہ السہمی نے روایت کی اپنے باپ سے وہ روایت کرتے ہیں مطلب سے، انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا۔ (آگے مثل حدیث سابق ہے)

١٦٠٨۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ شَيْءٌ وَادْرَؤُوْا

سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نماز کو کوئی چیز نہیں توڑتی اور تم سے جہاں تک روکا

(١٦٠٥) نسائی: ٧٥٣۔ منکر، الالبانی: ٣٠۔ ابوداؤد: ٧١٨۔
(١٦٠٦) ابوداؤد: ٢٠١٦۔ ضعیف، الالبانی: ٤٣٧۔ نسائی: ٢٩٥٩۔ ابن ماجه: ٢٩٥٨۔ احمد: ٢٦٦٩٩۔
(١٦٠٧) ابن ماجه: ٢٩٥٨۔ ضعیف: ٦٤٢۔ نسائی: ٧٥٨۔ نسائی: ٧٥٨۔ ابوداؤد: ٢٠١٦۔ احمد: ٢٦٦٩٩۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسْتَطَعْتُمْ فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ . (رواه أبوداود ٧١٩)

جائے اس کو منع کرو وہ شیطان ہے۔"

١٦٠٩ـ عَنْ أَبِي صَالِحِ السَّمَّانِ قَالَ رَأَيْتُ أَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ يُصَلِّي إِلَى شَيْءٍ يَسْتُرُهُ مِنَ النَّاسِ فَأَرَادَ شَابٌّ مِنْ بَنِي أَبِي مُعَيْطٍ أَنْ يَجْتَازَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَدَفَعَ أَبُو سَعِيْدٍ فِي صَدْرِهِ فَنَظَرَ الشَّابُّ فَلَمْ يَجِدْ مَسَاغًا إِلَّا بَيْنَ يَدَيْهِ فَعَادَ لِيَجْتَازَ فَدَفَعَهُ أَبُو سَعِيْدٍ أَشَدَّ مِنَ الْأُولَى فَنَالَ مِنْ أَبِي سَعِيْدٍ ثُمَّ دَخَلَ عَلَى مَرْوَانَ فَشَكَا إِلَيْهِ مَا لَقِيَ مِنْ أَبِي سَعِيْدٍ وَدَخَلَ أَبُو سَعِيْدٍ خَلْفَهُ عَلَى مَرْوَانَ فَقَالَ مَا لَكَ وَلِابْنِ أَخِيْكَ يَا أَبَا سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ إِلَى شَيْءٍ يَسْتُرُهُ مِنَ النَّاسِ فَأَرَادَ أَحَدٌ أَنْ يَجْتَازَ بَيْنَ يَدَيْهِ لِيَدْفَعْهُ . فَإِنْ أَبَى فَلْيُقَاتِلْهُ فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ . (للبخاري ٥٠٩)

ابو صالح السمان نے کہا: میں نے ابو سعید رضی اللہ عنہ کو جمعہ کے دن ایک چیز کو سترہ بنا کر اس کی طرف نماز پڑھتے دیکھا۔ ایک جوان نے جو بنو ابی معیط میں سے تھا اس کے سامنے سے گزرنے کا ارادہ کیا تو ابو سعید نے اس کے سینے پر مار کر روکا۔ جوان نے دیکھا تو وہ دو مرتبہ گزرنے کے لیے لوٹ آیا، پس ابو سعید نے پہلے سے زیادہ زور سے روکا تو اس نے ابو سعید سے بد کلامی کی اور مروان حاکم مدینہ کے پاس جا کر ابو سعید رضی اللہ عنہ کی رکاوٹ وغیرہ کی شکایت کی۔ اس کے پیچھے ابو سعید رضی اللہ عنہ بھی مروان کے پاس پہنچ گئے۔ مروان نے کہا: اے ابو سعید! تیرے ساتھ تیرے بھائی کے بیٹے کا کیا معاملہ ہے؟ ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے: "جب تم میں سے کوئی شخص لوگوں کے درمیان سترہ رکھ کر نماز پڑھتا ہو اور کوئی آدمی اس نمازی کے سامنے سے گزرنے کا ارادہ کرے تو اس کو روک دے، اگر وہ باز نہ آئے تو اس سے لڑائی کرو وہ شیطان ہے۔"

١٦١٠ـ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي فَإِذَا بِابْنٍ لِمَرْوَانَ يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ فَدَرَأَهُ فَلَمْ يَرْجِعْ فَضَرَبَهُ فَخَرَجَ الْغُلَامُ يَبْكِي حَتَّى أَتَى مَرْوَانَ فَأَخْبَرَهُ قَالَ مَرْوَانُ

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے اور مروان کے بیٹے نے سامنے سے گزرنے کا ارادہ کیا تو اس نے روک دیا، تو وہ باز نہ آیا پس ابو سعید رضی اللہ عنہ نے مارا۔ تو لڑکا روتا چلا گیا یہاں تک کہ مروان کے پاس پہنچ گیا اور اس کو خبر

(١٦٠٨) ابوداؤد: ٧١٩ـ ضعیف، البانی: ١٤٣ـ بخاری: ٣٢٧٥ـ مسلم: ٥٠٥ـ نسائی: ٤٨٦٢ـ ابن ماجہ: ٩٥٤ـ احمد: ١١٤٧٧ـ مؤطا: ٣٦٤ـ دارمی: ١٤١١.

(١٦٠٩) بخاری: ٥٠٩ـ مسلم: ٥٠٥ـ نسائی: ٤٨٦٢ـ ابوداؤد: ٧٠٠ـ ابن ماجہ: ٩٥٤ـ احمد: ١١٤٧٧ـ مؤطا: ٣٦٤ـ دارمی: ١٤١١.

(١٦١٠) نسائی: ٤٨٦٢ـ صحیح، البانی: ٤٥١٨ـ بخاری: ٣٢٧٥ـ مسلم: ٥٠٥ـ ابوداؤد: ٧٠٠ـ ابن ماجہ: ٩٥٤ـ احمد: ١١٢١٣ـ مؤطا: ٣٦٤ـ دارمی: ١٤١١.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لِأَبِي سَعِيدٍ لِمَ ضَرَبْتَ ابْنَ أَخِيكَ قَالَ مَا ضَرَبْتُهُ إِنَّمَا ضَرَبْتُ الشَّيْطَانَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ بِنَحْوِهِ. (رواه النسائي ٤٨٦٢)

دی۔ مروان نے ابوسعید رضی اللہ عنہ کو کہا: تو نے اپنے بھائی کے بیٹے کو کیوں مارا ہے؟ انہوں نے کہا: میں نے اس کو نہیں مارا البتہ شیطان کو مارا ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے...... مثل حدیث سابق......

١٦١١۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ كَانَ يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيِ بَعْضِ الصُّفُوفِ وَالصَّلَاةُ قَائِمَةٌ. (لمالك.)

امام مالک رحمہ اللہ کو یہ خبر پہنچی ہے کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ صفوں کے سامنے سے جبکہ نماز پڑھی جا رہی ہوتی تھی گذرتے تھے۔

١٦١٢۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ. رَفَعَهُ: سُتْرَةُ الْإِمَامِ سُتْرَةُ مَنْ خَلْفَهُ. ° لِلْأَوْسَطِ بِضَعْفٍ.)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ حدیث مرفوع بیان کرتے ہیں: ''امام کا سترہ اس کی اقتداء کرنے والوں کے لیے بھی سترہ ہے۔'' (الاوسط، سند ضعیف ہے)

١٦١٣۔ قَالَ أَبُو جُهَيْمٍ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي مَاذَا عَلَيْهِ لَكَانَ أَنْ يَقِفَ أَرْبَعِينَ خَيْرًا لَهُ مِنْ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ أَبُو النَّضْرِ لَا أَدْرِي أَقَالَ أَرْبَعِينَ يَوْمًا أَوْ شَهْرًا أَوْ سَنَةً. (رواه البخاري ٥١٠)

ابو جہیم رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''اگر نمازی کے سامنے سے گذرنے والے کو معلوم ہو کہ اس پر کتنا گناہ لازم آتا ہے تو وہ اگر چالیس تک بھی انتظار کرے تو بہتر ہے اس سے کہ نمازی کے سامنے سے گذرے۔'' راوی ابونضر نے کہا: میں نہیں جانتا چالیس دن یا چالیس مہینے یا چالیس سال مراد ہیں۔

١٦١٤۔ وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ لَأَنْ يَقِفَ أَحَدُكُمْ مِائَةَ عَامٍ. (رواه الترمذي ٣٣٦)

نبی کریم ﷺ سے روایت کی گئی ہے: ''اگر تم میں سے کوئی سو سال کھڑا رہے۔''

١٦١٥۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ كَعْبَ الْأَحْبَارِ

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ وہ کعب الاحبار سے موقوف

(١٦١١) موطا۔

(١٦١٢) طبرانی اوسط، وفیه سوید بن عبدالعزیز وهو ضعیف، هیثمی: ٢٣٠٦۔

(١٦١٣) بخاری: ٥١٠۔ مسلم: ٥٠٧۔ ترمذی: ٣٣٦۔ نسائی: ٧٥٦۔ ابوداؤد: ٧٠١۔ ابن ماجه: ٩٤٥۔ احمد: ١٧٠٨٩۔ موطا: ٣٦٥۔ دارمی: ١٤١٧۔

(١٦١٤) ترمذی: ٣٣٦۔ صحیح، البانی: ٢٧٦۔ بخاری: ٥١٠۔ مسلم: ٥٠٧۔ نسائی: ٧٥٦۔ ابوداؤد: ٧٠١۔ ابن ماجه: ٩٤٥۔ احمد: ١٧٠٧٩۔ دارمی: ١٤١٧۔

(١٦١٥) موطا: ٣٦٦۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قَالَ لَكَانَ أَنْ يَخْسِفَ بِهِ خَيْرٌ لَهُ. الحديث. (رواه مالك ٣٦٦)

روایت نقل کرتے ہیں: ''اگر وہ زمین میں دھنس جائے تو یہ اس کے لیے بہتر ہے۔'' (الحدیث)

١٦١٦ـ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ نِمْرَانَ قَالَ رَأَيْتُ رَجُلاً بِتَبُوْكَ مُقْعَدًا فَقَالَ مَرَرْتُ بَيْنَ يَدَي النَّبِيِّ ﷺ وَأَنَا عَلَى حِمَارٍ وَهُوَ يُصَلِّي فَقَالَ اللَّهُمَّ اقْطَعْ أَثَرَهُ فَمَا مَشَيْتُ عَلَيْهَا بَعْدُ (رواه أبوداود، ٧٠٥)

یزید بن نمران سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک مرد تبوک میں دیکھا وہ بیٹھا ہی رہتا تھا۔ تو اس نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے اور وہ شخص گدھے پر سوار آپ ﷺ کے سامنے سے گذرا تو آپ ﷺ نے فرمایا: یا اللہ! اس کے نشاناتِ قدم مٹا دے۔ وہ کہتا ہے اس کے بعد وہ اپنے قدموں پر کبھی نہیں چل سکا۔''

١٦١٧ـ وفي رواية: قَالَ قَطَعَ صَلاتَنَا قَطَعَ اللهُ أَثَرَه. (رواه أبوداود ٧٠٧)

ایک روایت میں ہے: ''اس نے ہماری نماز توڑی دی ہے اللہ اس کے نشانِ قدم مٹا دے۔'' (ابوداؤد)

١٦١٨ـ عَنْ أَبِي الصَّهْبَاءِ قَالَ تَذَاكَرْنَا مَا يَقْطَعُ الصَّلاَةَ عِنْدَابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ جِئْتُ أَنَا وَغُلاَمٌ مِنْ بَنِي عَبْدُ الْمُطَّلِبِ عَلَى حِمَارٍ وَرَسُوْلُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي فَنَزَلَ وَنَزَلْتُ وَتَرَكْنَا الْحِمَارَأَمَامَ الصَّفِّ فَمَا بَالَاهُ. (رواه أبوداود ٧١٦)

ابوصہباء سے روایت ہے کہ ہم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک ذکر کیا ان چیزوں کا جو نماز کو توڑتی ہیں تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: میں اور بنو عبدالمطلب کا لڑکا گدھے پر سوار ہو کر آئے اور رسول اللہ ﷺ نماز پڑھا رہے تھے۔ پس وہ لڑکا اُترا اور میں بھی اُتر گیا اور ہم نے گدھے کو صف کے آگے چھوڑ دیا۔ پس آپ ﷺ نے کوئی پروا نہ کی۔

١٦١٩ـ زادأبوداود بلفظه: وَجَآئَتْ جَارِيَتَانِ مِنْ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَدَخَلَتَا بَيْنَ الصَّفِّ فَمَابَالَى ذَلِكَ. (لأبى داود ٧١٦)

ابوداؤد نے اپنے الفاظ میں یہ زائد بیان کیا ہے: اور دو لڑکیاں آئیں وہ بنو عبدالمطلب میں سے تھیں تو وہ صف کے درمیان آ داخل ہوئیں، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی کوئی پروا نہیں کی۔

(١٦١٦) ابوداؤد: ٧٠٥۔ ضعیف، البانی: ١٣٨۔ احمد: ٢٢٦٨٦۔

(١٦١٧) ابوداؤد: ٧٠٧۔ ضعیف، البانی: ١٤٠۔ احمد: ٢٢٦٨٦۔

(١٦١٨) ابوداؤد: ١٦۔ صحیح، البانی: ٦٦٠۔ بخاری: ٤٤١٢۔ مسلم: ٥٠٤۔ ترمذی: ٣٣٧۔ نسائی: ٧٥٤۔ ابن ماجہ: ٩٤٧۔ احمد: ٣٤٤٤۔ موطا: ٣٦٩۔ دارمی: ١٤١٥۔

(١٦١٩) ابوداؤد: ١٦۔ صحیح، البانی: ٦٦٠۔ بخاری: ٤٤١٢۔ مسلم: ٥٠٤۔ ترمذی: ٣٣٧۔ نسائی: ٧٥٤۔ ابن ماجہ: ٩٤٧۔ احمد: ٣٤٤٤۔ موطا: ٣٦٩۔ دارمی: ١٤١٥۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

١٦٢٠ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَحْسِبُهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ إِلَى غَيْرِ سِتْرَةٍ فَإِنَّهُ يَقْطَعُ صَلَاتَهُ الْكَلْبُ وَالْحِمَارُ وَالْخِنْزِيرُ وَالْيَهُوْدِيُّ وَالْمَجُوْسِيُّ وَالْمَرْأَةُ وَيُجْزِئُ عَنْهُ إِذَا مَرُّوْا بَيْنَ يَدَيْهِ عَلَى قَذْفَةٍ بِحَجَرٍ. (رواه أبوداود، ٧٠٤)

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص سترے کے بغیر نماز پڑھتا ہے تو اس کی نماز کو گدھا، خنزیر، یہودی، مجوسی اور عورت توڑ دیتی ہے۔اور کنکر مارنے کے فاصلے برابر یہ مذکورہ اشیاء گذریں تو اس کی نماز جائز ہو جاتی ہے۔"

١٦٢١ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَفَعَهُ شُعْبَةُ قَالَ يَقْطَعُ الصَّلَاةَ الْمَرْأَةُ الْحَائِضُ وَالْكَلْبُ (رواه أبوداود، ٧٠٣)

اور ایک مرفوع روایت میں ہے: "حائضہ عورت اور کتا نماز کو توڑتا ہے۔"

١٦٢٢ـ وَفِي أُخْرَى أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَا تُصَلُّوْا خَلْفَ النَّائِمِ وَلَا الْمُتَحَدِّثِ (رواه أبوداود، ٦٩٤)

اور ایک روایت میں ہے کہ سوئے ہوئے آدمی کے پیچھے حلقے میں بیٹھے لوگوں کے پیچھے اور گفتگو کرنے والوں کے پیچھے نماز نہ پڑھا کرو۔

١٦٢٣ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي فَذَهَبَ جَدْيٌ يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ فَجَعَلَ يَتَّقِيهِ. (رواه أبوداود، ٧٠٩)

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے اور بکری کا بچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے گذرنے لگا تو آپ اس سے بچاؤ کرنے لگے۔

١٦٢٤ـ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ فَجَاءَتْ بَهْمَةٌ تَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ فَمَا زَالَ يُدَارِئُهَا حَتَّى لَصِقَ بَطْنُهُ بِالْجِدَارِ وَمَرَّتْ مِنْ وَرَائِهِ. (رواه أبوداود ٧٠٨)

عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ اپنے باپ سے اور وہ اس کے دادا سے روایت بیان کرتے ہیں کہ بکری کا بچہ آیا اور آپ کے سامنے سے گذرنے لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے آگے بڑھتے گئے یہاں تک کہ اپنا بطن مبارک دیوار سے لگا دیا اور بکری کا بچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت کے پیچھے سے گذرا۔"

(١٦٢٠) ابوداود: ٧٠٤ـ ضعیف، البانی: ١٣٧ـ نسائی: ٧٥١ـ ابن ماجہ: ٧٤٩ـ احمد: ٣٢٣١.

(١٦٢١) ابوداود: ٧٠٤ـ ضعیف، البانی: ١٣٧ـ نسائی: ٧٥١ـ ابن ماجہ: ٧٤٩ـ احمد: ٣٢٣١.

(١٦٢٢) ابوداود: ٧٠٩ـ حسن، البانی: ٦٤٢ـ ابن ماجہ: ٩٥٩.

(١٦٢٣) ابوداود: ٧٠٩ـ صحیح، البانی: ٦٥٣ـ ابن ماجہ: ٩٥٣ـ احمد: ٣١٨٣.

(١٦٢٤) ابوداود: ٧٠٨ـ حسن، صحیح ٦٥٢ـ احمد: ٦٨١٣.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شرح:......ان احادیث سے ثابت ہوا۔

۱۔کھلی فضا میں سترہ کی تاکید ہے اور سفر میں بھی اسے اختیار کیا جائے۔اور جو چیز بھی نمازی اپنے سامنے گاڑے وہ سترہ بن جاتی ہے۔اور ہتھیار لے کر امام وقت کی حفاظت کے لیے ساتھ چلنا جائز ہے، یہ اس وقت منع ہے جب ہتھیار اٹھانے سے نمازیوں کو تکلیف ہو۔

۲۔حیوان کو بطور سترہ سامنے بٹھا کر نماز پڑھنا جائز ہے اور اونٹ کے قریب نماز پڑھنے کا جواز بھی ثابت ہوا ہے اور جو منع آیا ہے کہ اونٹ کے باڑے میں نماز نہ پڑھی جائے وہ باڑے کے اندر ہے اسے بطور سترہ رکھ کر نماز پڑھنا جائز ہے۔

علامہ عبید اللہ رحمانی ﷫ فرماتے ہیں کہ امام شافعی ﷫ جانور اور عورت کو سترہ بنانے کے قائل نہیں، ان کا مذہب تو ہمیشہ اتباع حدیث رہا ہے، شاید انہیں یہ حدیث نہ پہنچی ہو۔(مرعاۃ:۲/۲۲۰)

۳۔نمازی، فرض، نفل، سنت پڑھ رہا ہو، یا امام ہو یا منفرد ہو اس کے آگے سے گزرنا بہت بڑا گناہ ہے جسے کبیرہ کہتے ہیں۔

۴۔نمازی کے آگے سے گزرنے سے چونکہ صرف گزرنے والا ہی کبیرہ گناہ نہیں کرتا، نمازی کی نماز میں بھی نقص پیدا ہوتا ہے اس لیے گزرنے والے کو شیطان قرار دیا گیا ہے کیونکہ ایسی قبیح حرکت پر شیطان ہی آمادہ کرتا ہے۔

اس لیے نمازی کو حکم ہے وہ اسے روکے اگر باز نہ آئے تو اسے سختی سے روکے خواہ شدید انداز ہی اپنانا پڑے تاکہ دونوں نقصان سے محفوظ رہیں۔نمازی نماز کے نقصان سے اور گزرنے والا گناہ اٹھانے سے محفوظ رہے۔

۵۔ایک رائے تو صحابہ کرام ﷢ سے لے کر عام علمائے کرام کی یہی ہے کہ نمازی نے سترہ نہ رکھا ہو تو اس کے آگے سے حائضہ عورت اور کتا اور گدھا گزرے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

دوسری رائے یہ ہے کہ اس صورت میں نماز ٹوٹنے کی روایات صحیح ہیں، مگر یہ منسوخ ہو چکی ہیں۔

اس کو منسوخ کرنے والی وہ روایت ہے، جس میں آیا ہے کہ نماز کو کوئی چیز نہیں کاٹتی۔(ابوداؤد)

ابن حزم ﷫ اس روایت کو ضعیف قرار دیتے ہیں، مگر علامہ عبید اللہ ﷫ فرماتے ہیں، ان کا اسے ضعیف قرار دینا قابل قبول نہیں۔(مرعاۃ:۲/۲۲۷)

ابن حزم کا خیال یہی ہے کہ نمازی کے آگے سے سیاہ کتے، حائضہ کے گزرنے اور گدھے کے گزرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔(محلی:۴/۱۴)

صحیح ترین بات یہ ہے کہ علامہ احمد شاکر ﷫ فرماتے ہیں:

وَالصَّحِيْحُ الَّذِيْ اَرْضَاهُ وَاَخْتَارُهُ اَنَّ اَحَادِيْثَ الْقَطْعِ مَنْسُوْخَةٌ بِحَدِيْثِ لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ شَيْءٌ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(٢/ ١٦٤ تعلیق علی الترمذی)

''صحیح بات یہی ہے جسے میں پسند کرتا ہوں اور اختیار کرتا ہوں کہ وہ احادیث جن میں نمازی کے آگے سے گزرنے سے نماز کے کٹ جانے کا آتا ہے وہ منسوخ ہیں اور اس حدیث نے انہیں منسوخ قرار دیا ہے جس میں آتا ہے کہ نماز کو کوئی چیز نہیں توڑتی۔''

٦۔ بیوی سامنے لیٹی ہو تو نماز درست رہتی ہے ٹوٹتی نہیں اور سامنے بیٹھنے والا اگر ایک طرف سے ہو کر گزر جائے تو نمازی کی نماز میں فرق نہیں آتا۔

٧۔ امام کا سترہ سب کے لیے سترہ ہے، امام کے آگے سترہ ہو اور مقتدیوں کے آگے سے کوئی گزر جائے تو نہ گزرنے والے کو گناہ ہوتا ہے اور نہ نمازیوں کی نماز میں کمی آتی ہے۔

١٦٢٥۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلْيَجْعَلْ تِلْقَاءَ وَجْهِهِ شَيْئًا فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيَنْصِبْ عَصًا فَإِنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ عَصًا فَلْيَخْطُطْ خَطًّا ثُمَّ لَا يَضُرُّهُ مَامَرَّ أَمَامَهُ . وَقَالَ: قَالُوْا: اَلْخَطُّ بِالطُّوْلِ، وَقَالُوْا بِالْعَرْضِ مِثْلَ الْهِلَالِ . (رواه أبوداود: ٦٨٩)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع حدیث بیان کرتے ہیں: ''جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھے تو اپنے چہرے کے سامنے کوئی چیز رکھ دے۔ اگر دوسری کوئی چیز نہ ہو تو اپنا عصا ہی رکھے اور اگر یہ بھی نہ ہو تو خط کھینچ دے اور پھر اس کے سامنے سے کوئی چیز گذر جائے تو کوئی حرج نہ ہوگا۔ (ابو داود) بعض نے کہا: خط طول میں ہو اور بعض نے کہا: عرض میں ہلالی شکل بنائے۔

١٦٢٦۔ عَنْ مُوْسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا وَضَعَ أَحَدُكُمْ بَيْنَ يَدَيْهِ مِثْلَ مُؤَخِرَةِ الرَّحْلِ فَلْيُصَلِّ وَلَا يُبَالِ مَنْ مَرَّوَرَاءَ ذٰلِكَ . (لمسلم ٤٩٩)

موسیٰ بن طلحہ اپنے باپ طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث بیان کرتے ہیں: ''جب تم میں سے کوئی شخص کجاوے کے پچھلے حصے کی لکڑی برابر اپنے سامنے رکھ دے تو پھر وہ نماز پڑھے اور کوئی پروانہ کرے کہ اس لکڑی کے پیچھے سے کون گذرا ہے۔''

١٦٢٧۔ عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ الرَّبِيْعِ بْنِ سَبْرَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سُتْرَةُ الرَّجُلِ فِي الصَّلَاةِ السَّهْمُ وَإِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَتِرْ بِسَهْمٍ . (رواه أحمد

عبدالملک بن ربیع سے روایت وہ اپنے باپ سے اور وہ اس کے دادا سبرہ بن معبد رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث بیان کرتے ہیں: ''مرد اپنی نماز کے لیے تیر کو سترہ بنائے اور جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھنے لگے تو مناسب ہے کہ تیر سے سترہ

(١٦٢٥) ابوداؤد: ٦٨٩۔ ضعیف، البانی: ١٣٤۔ احمد: ٦٨١٣۔

(١٦٢٦) مسلم: ٤٩٩۔ ترمذی: ٣٣٥۔ ابوداؤد: ٦٨٥۔ ابن ماجہ: ٩٤٠۔ احمد: ١٣٩٦۔

(١٦٢٧) احمد: ١٤١٨۔ موصلی۔ طبرنی کبیر ورجالہ رجال الصحیح۔ ہیثمی: ٢٢٧٧۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

١٤٩١٨ وَالْمُوْصِلِي وَالْكَبِيْرُ)

بنا لے۔'' (احمد، الموصلی، الکبیر)

١٦٢٨۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ سُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا خَرَجَ يَوْمَ الْعِيْدِ أَمَرَ بِالْحَرْبَةِ فَتُوْضَعُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَيُصَلِّي إِلَيْهَا وَالنَّاسُ وَرَائَهُ وَكَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السَّفَرِ فَمِنْ ثَمَّ اِتَّخَذَهَا الْأُمَرَاءُ. (رواه البخاري ٤٩٤)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ جب عید کے دن نکلتے تو آپ برچھی رکھنے کا حکم دیتے اور وہ آپ کے سامنے رکھی جاتی اور اس کی طرف آپ ﷺ نماز پڑھتے۔ اور لوگ آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہوتے اور آپ سفر میں بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ اسی وجہ سے امراء وخلفاء نے یہ چیز اختیار کی ہے۔

١٦٢٩۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يُعَرِّضُ رَاحِلَتَهُ فَيُصَلِّي إِلَيْهَا. (للبخاري ٥٠٧)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: کہ رسول اللہ ﷺ اپنی سواری کو سامنے عرضاً بٹھا دیتے اور اس کی طرف نماز پڑھتے۔

١٦٣٠۔ عَنْ ضَبَاعَةَ بِنْتِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيْهَا قَالَ مَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي إِلٰى عُوْدٍ وَلَا عُمُوْدٍ وَلَا شَجَرَةٍ إِلَّا جَعَلَهُ عَلٰى حَاجِبِهِ الْأَيْمَنِ أَوِ الْأَيْسَرِ وَلَا يَصْمُدُ لَهُ صَمْدًا. (رواه أبوداود، ٦٩٣)

ضباعہ بنت مقداد اپنے باپ مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نہیں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے لکڑی، ستون یا درخت کی طرف نماز پڑھی ہو مگر ان اشیاء کو آپ ﷺ دائیں یا بائیں طرف کو رکھ کر ہی نماز پڑھا کرتے تھے اور پوری طرح سامنے نہ رکھتے تھے۔''

١٦٣١۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِيْ حَثْمَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ إِذَا صَلّٰى أَحَدُكُمْ إِلٰى سُتْرَةٍ فَلْيَدْنُ مِنْهَا لَا يَقْطَعُ الشَّيْطَانُ عَلَيْهِ صَلَاتَهُ. (رواه أبوداود، ٦٩٥)

سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ مرفوع حدیث کرتے ہیں: ''جب تم میں سے کوئی شخص سترے کی طرف نماز پڑھے تو اس کے قریب کھڑا ہو تا کہ شیطان اس کی نماز قطع نہ کرا دے۔''

شرح:...... ۱۔ ایک نیزہ وہ تھا جس کے ساتھ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے مشرکوں کا ایک آدمی قتل کیا تھا اور اس سے یہ نیزہ چھینا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے وہ نیزہ لے لیا تھا، جب نماز پڑھتے تو اسے آگے گاڑ لیتے تھے۔ ایک نیزہ وہ تھا جو حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو ہدیہ میں دیا تھا۔ اسے آپ لے کر عید کے دن جاتے

(١٦٢٨) بخاری: ٤٩٤۔ مسلم: ٥٠١۔ ابوداؤد: ٦٨٧۔ ابن ماجہ: ١٣٠٥۔ احمد: ٦٣٨٣۔
(١٦٢٩) بخاری: ٥٠٧۔ مسلم: ٥٠٢۔ ترمذی: ٣٥٢۔ ابوداؤد: ٦٩٢۔ احمد: ٦٠٩٣۔
(١٦٣٠) ابوداؤد: ٦٩٣۔ ضعیف: ١٣٦۔ احمد: ٢٣٣٠٨۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ اور عید گاہ میں گاڑ لیتے تھے۔ نجاشی والا نیزہ ملنے سے پہلے آپ ﷺ حضرت زبیر والا نیزہ ہی رکھتے تھے۔ بعد میں نجاشی والا نیزہ رکھا۔ (فتح الباری:۱/۵۷۳)

۲۔ دوسرے سے خدمت لینا جائز ہے۔

۳۔ نماز کے لیے یا سفر میں دشمن سے دفاع کے لیے آلہ رکھنا مسنون ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ تیر جتنی باریک چیز ہو تو سترہ بن سکتی ہے اور کجاوے کی لکڑی جتنی بلند چیز جو کہ تقریباً چھ انچ ہوتی ہے کو بطور سترہ رکھا جا سکتا ہے۔ اور جب سترہ رکھ لیں تو اس کے ماوراء گزرنے سے نمازی کا اور گزرنے والے کا کوئی نقصان نہیں ہوتا۔

اور یہ بھی ثابت ہوا کہ سواری کو سترہ بنا کر نماز پڑھنا جائز ہے۔

۴۔ سترہ کے قریب تر ہو کر نماز پڑھی جائے، تقریباً تین ہاتھ کا اندازہ رکھا جائے تا کہ سجدہ ہو سکے۔

۵۔ شیطان کا غلبہ روکنے میں اور وسوسہ ڈالنے میں سترہ بڑی رکاوٹ ہے اور سترہ رکھنے سے خشوع وخضوع قائم رکھنے میں تعاون حاصل ہوتا ہے۔

۱۶۳۲۔ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي وَهُوَ حَامِلٌ أُمَامَةَ بِنْتِ زَيْنَبَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلِأَبِي الْعَاصِ ابْنِ رَبِيْعَةَ بْنِ عَبْدِشَمْسٍ فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا وَإِذَا قَامَ حَمَلَهَا. (رواه البخاری ٥١٦)

سیّدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نماز پڑھتے اور آپ ﷺ نے امامہ بنت زینب کو اٹھایا ہوتا تھا، وہ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی زینب اور ابو العاص رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہے۔ جب آپ سجدہ کرتے تو اس کو زمین پر رکھ دیتے اور جب کھڑے ہوتے تو اُٹھا لیتے۔

۱۶۳۳۔ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَؤُمُّ النَّاسَ وَأُمَامَةُ بِنْتُ أَبِي الْعَاصِ وَهِيَ ابْنَةُ زَيْنَبَ بِنْتِ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى عَاتِقِهِ فَإِذَا رَكَعَ وَضَعَهَا وَإِذَا رَفَعَ مِنَ السُّجُوْدِ أَعَادَهَا. (رواه مسلم ٥٤٣)

سیّدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے اور امامہ بنت ابی العاص رضی اللہ عنہا آپ کے کاندھے پر تھی، آپ ﷺ رکوع جاتے تو اس کو زمین پر رکھ دیتے اور جب سجدے سے اُٹھتے تو اس کو لوٹا کر کندھے پر بٹھا دیتے۔

شرح: ...... ۱۔ امامہ رضی اللہ عنہا اپنی نواسی کو اٹھانا، پھر نیچے رکھنا یہ فعل نبی اکرم ﷺ سے سرزد ہوتا تھا، بچی ایسا نہ کرتی تھی کہ کبھی بیٹھ جائے اور کبھی نیچے اتر جائے۔

(۱۶۳۱) ابوداؤد: ٦٩٥۔ صحیح، البانی: ٦٤٣۔ نسائی: ٧٤٨۔
(۱۶۳۲) بخاری: ٥١٦۔ مسلم: ٥٤٣۔ نسائی: ١٢٠٥۔ ابوداؤد: ٩٢٠۔ احمد: ٢٢١٤٥۔
(۱۶۳۳) مسلم: ٥٤٣۔ نسائی: ١٢٠٥۔ ابوداؤد: ٩٢٠۔ احمد: ٢٢١٤٥۔ مؤطا: ٤١٢۔ دارمی: ١٣٥٩۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲۔اس حدیث میں یہ دلالت بھی ہے کہ ایک آدمی بچے کو یا کسی پاک حیوان کو دورانِ نماز اٹھاتا ہے تو اس کی نماز درست ہے۔اور یہ بھی ثابت ہوا کہ بچوں کے لباس اور جسم پاک ہیں تاوقتیکہ کوئی ظاہر نجاست نظر نہ آئے۔

اور یہ بھی پتہ چلا کہ نماز میں ایک حرکت جب پے در پے نہ ہو تو اس سے نماز میں فرق نہیں آتا۔

۳۔اس میں نبی اکرم ﷺ کے بچوں سے پیار اور کمزوروں سے لطف ورحمت کی جھلک بھی نمایاں ہوتی ہے۔

۴۔یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ بچوں کو مسجدوں میں لے جانا جائز ہے۔

۵۔یہ بھی ثابت ہوا کہ فرض نماز ہو، یا نفل ہو، امام ہو یا اکیلا ہو، نماز میں بچے کو اٹھانا یا رکھنا جائز ہے۔

۶۔بعض لوگ اس طرح بچے کو نماز میں اٹھانے کو جائز قرار نہیں دیتے۔اور اس پر دلیل بھی پیش کرتے ہیں، ان کے بارے میں علامہ عبیداللہ رحمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَكُلُّ هٰذِهِ الدَّعَاوِيْ بَاطِلَةٌ مَرْدُوْدَةٌ فَإِنَّهُ لَا دَلِيْلَ عَلَيْهَا وَلَا ضُرُوْرَةَ إِلَيْهَا ، بَلِ الْحَدِيْثُ صَحِيْحٌ صَرِيْحٌ فِيْ جَوَازِ ذٰلِكَ وَلَيْسَ فِيْهِ مَا يُخَالِفُ قَوَاعِدَ الشَّرْعِ . (مرعاة: ٢/ ٨)

”یہ تمام دعواجات باطل اور مردود ہیں ان پر کوئی دلیل نہیں، نہ ہی ان دعاوی کی ضرورت ہے۔ بلکہ بچے کو نماز میں اٹھانے اور رکھنے کے بارے میں حدیث صحیح اور صریح ہے اور اس میں شریعت کے قواعد کی مخالفت بھی نہیں مطابقت ہے۔“

۱۶۳۴ــ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ وَهُوَ يُصَلِّيْ فَلْيَرْقُدْ حَتّٰى يَذْهَبَ عَنْهُ النَّوْمُ فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا صَلّٰى وَهُوَ نَاعِسٌ لَا يَدْرِيْ لَعَلَّهُ يَسْتَغْفِرُ فَيَسُبُّ نَفْسَهُ . (رواه البخاري ٢١٢)

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کو نماز میں اُونگھ آئے تو وہ سو جائے یہاں تک کہ نیند جاتی رہے۔ جب تم میں سے کوئی آدمی اُونگھنے کی حالت میں نماز پڑھے گا تو وہ نہیں جانتا ہوگا کہ وہ مغفرت طلب کرنا چاہے گا تو اپنی جان کو گالی دے دے گا۔“

شــرح :......۱۔اس فرمان کا پس منظر حولاء بنت تویت والا واقعہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے تو ان کے پاس یہ حولاء بیٹھی تھیں، آپ ﷺ نے پوچھا یہ کون ہے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حولاء کی بہت تعریف کی کہ یہ بہت زیادہ نماز پڑھتی ہے، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا طاقت بھر عبادت کرو تم اکتا جاتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نہیں اکتاتے، اللہ کی طرف سے سب سے زیادہ پسندیدہ دین کا وہ کام ہے جو ہمیشہ کیا جائے اور پھر آپ نے اس حدیث میں مذکورہ ہدایت بھی بیان فرمائی۔ (بخاری، کتاب الایمان، باب احب الدین الی اللہ ادومہ: ۴۳)

(۱۶۳۴) بخاری: ۲۱۲۔ مسلم: ۷۸۶۔ ترمذی: ۳۵۵۔ نسائی: ۱۶۲۔ ابوداؤد: ۱۳۱۰۔ ابن ماجہ: ۱۳۷۰۔ احمد: ۲۵۷۷۷۔ مؤطا: ۲۵۹۔ دارمی: ۱۳۸۳۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

۲۔ معمولی نیند سے نماز خراب نہیں ہوتی۔ ایسی نیند جس سے انسان کو شعور نہ رہے اس سے وضو بھی ٹوٹ جاتا ہے اور نماز بھی خراب ہو جاتی ہے۔

۳۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ہر کام میں احتیاط کو مدنظر رکھا جائے۔

۴۔ عبادت کے لیے قلبی حضور اور خشوع وخضوع پیدا کیا جائے اور اطاعت کے کاموں کی بجا آوری میں مکروہات اور ناپسندیدہ کاموں سے اجتناب کیا جائے۔

اور یہ بھی ثابت ہوا کہ نماز میں دعا کرنا جائز ہے اگر نماز میں نیند غلبہ کر جائے تو پھر تھوڑا سا ستا کر پھر نماز پڑھیں تا کہ حواس برقرار ہو جائیں اور آدمی کو پتہ ہو کہ وہ کیا پڑھ رہا ہے۔

١٦٣٥۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ رَأَى عَبْدَاللّٰهِ بْنَ الْحَارِثِ يُصَلِّي وَرَأْسُهُ مَعْقُوْصٌ مِنْ وَرَائِهِ فَقَامَ فَجَعَلَ يَحُلُّهُ فَلَمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ مَا لَكَ وَرَأْسِي فَقَالَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ إِنَّمَا مَثَلُ هٰذَا الَّذِيْ يُصَلِّي وَهُوَ مَكْتُوْفٌ (رواه مسلم ٤٩٢)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے عبداللہ بن حارث کو دیکھا کہ وہ نماز پڑھ رہا ہے اور اس کے سر کے بال پیچھے کو باندھے ہیں۔ پس ابن عباس رضی اللہ عنہ نے گرہ کو کھولنا شروع کر دیا۔ جب اس نے سلام پھیرا تو ابن عباس رضی اللہ عنہ کو کہا میرے بالوں سے تمہیں کیا غرض ہے؟ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ نے فرمایا: ”ایسا کرنے والوں کی مثال اس شخص جیسی ہے جس کے دونوں ہاتھ پس پشت باندھے ہوں۔“ (مسلم)

١٦٣٦۔ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيْ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ رَأَى أَبَا رَافِعٍ مَوْلَى النَّبِيِّ ﷺ مَرَّ بِحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ وَهُوَ يُصَلِّي قَائِمًا وَقَدْ غَرَزَ ضَفْرَهُ فِيْ قَفَاهُ فَحَلَّهَا أَبُوْ رَافِعٍ فَالْتَفَتَ حَسَنٌ إِلَيْهِ مُغْضَباً فَقَالَ أَبُوْ رَافِعٍ أَقْبِلْ عَلَى صَلَاتِكَ وَلَا تَغْضَبْ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ذٰلِكَ كِفْلُ الشَّيْطَانُ يَعْنِيْ مَقْعَدَ الشَّيْطَانِ.

سیدنا ابو سعید المقبری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو رافع مولی رسول اللہ ﷺ سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے پاس سے گذرا تو اس نے دیکھا کہ وہ نماز پڑھ رہے ہیں، اور اپنے بالوں کی چٹیا اپنی گردن میں باندھ دی ہے تو ابو رافع رضی اللہ عنہ نے وہ کھول دیں۔ پس حسن رضی اللہ عنہ نے غصے کے ساتھ دیکھا تو ابو رافع رضی اللہ عنہ نے کہا: اپنی نماز کی طرف متوجہ رہو اور غصہ نہ کرو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ یہ شیطان کا تالا ہے، یعنی شیطان کے بیٹھنے کی جگہ یعنی چٹیا باندھنے کے مقام پر۔

(١٦٣٥) مسلم: ٤٩٢۔ نسائی: ١١١٤۔ ابوداؤد: ٦٤٧۔ احمد: ٢٨٩٧۔ دارمی: ١٣٨١۔

(١٦٣٦) ابوداؤد: ٦٤٦۔ حسن، البانی: ٦٠١۔ ترمذی: ٣٨٤۔ احمد: ٢٦٦٤٣۔ دارمی: ١٣٨٠۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

يَعْنِيْ مَغْرَزَضَفْرِهِ. (رواه أبوداود، ٦٣٦)

شرح: ...... حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ نے، حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو بال لٹکانے کا اس لیے حکم دیا تھا تاکہ یہ بھی سجدہ گاہ میں گریں اور ان کے ساتھ سجدہ کرنے میں شامل ہوں کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بالوں اور کپڑوں کو سمیٹنے سے منع کیا ہے۔

۲۔نماز میں کپڑا اور آستین چڑھانا اور بالوں کو پگڑی کے نیچے دوہرے کرنا یا کسی چیز کے ساتھ باندھ کر اوپر اکٹھا رکھنا سب منع ہے۔ اگر کوئی اس ممانعت کے خلاف کرتا ہے تو برا کرتا ہے مگر نماز درست ہوگی۔ (عون المعبود: ا/ ۲۴۶)

١٦٣٧۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ عَبْدَاللهِ بْنِ أَرْقَمَ كَانَ يَؤُمُّ أَصْحَابَهُ فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ يَوْماً فَذَهَبَ لِحَاجَتِهِ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ إِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمُ الْغَائِطَ فَلْيَبْدَأْ بِهِ قَبْلَ الصَّلَاةِ. (رواه النسائي ٨٥٢)

ہشام بن عروہ سے روایت ہے وہ اپنے باپ عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ اپنے رفقاء کو نماز پڑھایا کرتے تھے۔ ایک دن نماز کا وقت آیا تو وہ رفع حاجت کے لیے چلے گئے، پھر واپس آئے تو کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے: ”جب تم میں سے کسی کا رفع حاجت کا ارادہ ہو تو نماز سے پہلے حاجت رفع کرے۔“

١٦٣٨۔ عَنْ زَيْدِبْنِ أَسْلَمَ أَنَّ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لَا يُصَلِّيَنَّ أَحَدُكُمْ وَهُوَ ضَامٌّ بَيْنَ وَرِكَيْهِ. (لمالك)

زید بن اسلم سے منقول ہے: سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تم میں سے کوئی شخص اس حال میں نماز نہ پڑھے کہ اپنے سرینوں کو خم کر رہا ہو۔“

١٦٣٩۔ عَنِ ابْنِ أَبِيْ عَتِيْقٍ قَالَ تَحَدَّثْتُ أَنَاوَالْقَاسِمُ عِنْدَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا حَدِيْثًا وَكَانَ الْقَاسِمُ رَجُلًا لَحَّانَةً وَكَانَ لِأُمِّ وَلَدٍ فَقَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ مَالَكَ لَا تَحَدَّثُ كَمَا يَتَحَدَّثُ ابْنُ أَخِيْ هٰذَا أَمَاإِنِّي قَدْ عَلِمْتُ مِنْ أَيْنَ أُتِيْتَ هٰذَا أَدَّبَتْهُ أُمُّهُ وَأَنْتَ أَدَّبَتْكَ أُمُّكَ قَالَ فَغَضِبَ الْقَاسِمُ وَأَضَبَّ عَلَيْهَا فَلَمَّا رَأَى مَائِدَةَ عَائِشَةَ قَدْ أُتِيَ بِهَا قَامَ

ابن ابی عتیق سے روایت ہے اس نے کہا: میں نے اور قاسم رحمہ اللہ نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آپس میں بات چیت کی اور وہ بلند آواز سے باتیں کرنے والا تھا اور ام ولد کا بیٹا تھا۔ تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو کہا: تو بھی اسی طرح باتیں کیوں نہیں کرتا جس طرح میرے بھائی کا یہ بیٹا بات کر رہا ہے اور میں جانتی ہوں کہ یہ چیز تیرے اندر کہاں سے آئی، اس کو اس کی ماں نے ادب سکھایا ہے اور تجھے تیری ماں نے سکھایا ہے۔ قاسم رحمہ اللہ کو اس بات پر غصہ آیا اور وہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ناراض

(١٦٣٧) نسائی: ٨٥٢۔ صحیح، البانی: ٨٢٢۔ ترمذی: ١٤٢۔ ابوداؤد: ٨٨۔ ابن ماجه: ٦١٦۔ احمد: ١٥٩٦٥۔ موطا: ٣٨١۔ دارمی: ١٤٢٧۔ (١٦٣٨) موطا۔
(١٦٣٩) مسلم: ٥٦٠۔ ابوداؤد: ٨٩۔ احمد: ٢٣٩٢٨۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

قَالَتْ أَيْنَ قَالَ أُصَلِّي قَالَتِ اجْلِسْ قَالَ إِنِّي أُصَلِّي قَالَتِ اجْلِسْ غُدَرًا إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ لَا صَلَاةَ بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ وَلَا هُوَ يُدَافِعُهُ الْأَخْبَثَانِ . (لمسلم ٥٦٠)

ہوا۔ جب عائشہ رضی اللہ عنہا کا دستر خوان آتے دیکھا تو وہ اُٹھ کھڑا ہوا، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: تم کہاں چلے؟ اس نے کہا: میں نماز پڑھتا ہوں، کہا بیٹھئے، اس نے پھر کہا: میں نماز پڑھتا ہوں۔ اس نے کہا: اے دھوکا دینے والے بیٹھ جا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے: ''کھانا حاضر ہونے پر نماز نہیں جائز اور نہ اس شخص کی نماز جائز ہے جو بول و براز روک رہا ہو۔''

شرح: ......۱۔ایک آدمی کھانا کھانا چاہتا ہے اور کھانا اس کے سامنے رکھ دیا گیا ہے، وہ پہلے کھانے سے فراغت حاصل کرے، نماز بعد میں پڑھ لے۔

۲۔اگر قضائے حاجت یا پیشاب کا زور ہو تو آدمی نماز نہ پڑھے، وجہ یہ ہے کہ کھانے کی شدید حاجت ہو اور قضائے حاجت کا زور ہو تو خشوع باقی نہیں رہتا۔ ان میں مصروفیت رہتی ہے اور بے چینی ہوتی ہے۔

علامہ عبیداللہ رحمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر کھانے یا حاجت روکنے کی صورت میں نماز پڑھی جائے تو کراہت ہے اگر کوئی پڑھ لیتا ہے تو نماز کفایت کر جائے گی۔

ایک اعتراض یہ ہوسکتا ہے کہ شرح السنۃ میں بغوی نے بیان کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کھانے وغیرہ کی وجہ سے نماز مؤخر نہ کی جائے۔ (ابوداود، کتاب الاطعمہ)

اس کا حل یہ ہے کہ (۱) یہ روایت ضعیف ہے، اس میں محمد بن میمون ابونضر کوفی زعفرانی ہے جو کہ منکر ہے۔

(۲) اگر کسی طرح اسے تسلیم بھی کر لیا جائے تو مطابقت یہ ہے کہ جب ان چیزوں یعنی کھانے اور حاجت کے آنے کی سخت شدت ہو تو پھر پہلے یہ کام کر لیے جائیں اور اگر اتنی زیادہ خواہش نہ ہو تو پھر نماز مؤخر نہ کی جائے۔ (مرعاۃ: ۲/ ۷۸)

١٦٤٠ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، رَفَعَهُ . إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلَا يَغْمِضْ عَيْنَيْهِ . (رواه الطبراني في الكبير ١٠٩٥٦ بمدلس)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''جب تم میں سے کوئی شخص نماز میں کھڑا ہوا تو وہ اپنی آنکھیں بند نہ کرے۔'' (طبرانی بروایت مدلس)

١٦٤١ـ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو ، رَفَعَهُ: لَا يُصَلِّيَنَّ أَحَدُكُمْ وَثَوْبُهُ عَلَى أَنْفِهِ فَإِنَّ ذٰلِكَ خَطْمُ الشَّيْطَانِ . (رواه الطبراني في الكبير والأوسط بلين)

سیدنا ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے مرفوع بیان کیا: ''تم میں سے کوئی شخص اس حال میں نماز نہ پڑھے کہ اس کا کپڑا اس کی ناک پر ہو پس یہ شیطان کی لگام ہے۔'' (الکبیر اور الاوسط بسند نرم)

(١٦٤٠) طبراني كبير: ١٠٩٥٦۔ وفيه ليث بن ابي سليم وهو مدلس وقد عنعنه، هيثمي: ٢٤٥٠.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

١٦٤٢ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَمْسَحُ الْعَرَقَ عَنْ وَجْهِهِ فِي الصَّلاةِ. (رواه الطبراني في الكبير. ١٢/٢٢ بضعف)

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نماز میں اپنے چہرے سے پسینہ صاف کرتے تھے۔ (الکبیر بسند ضعیف)

١٦٤٣ـ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَمَسُّ لِحْيَتَهُ فِي الصَّلاةِ . (رواه أبو يعلى الموصلي . بأرسال الحسن .)

حسن رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں داڑھی کو ہاتھ لگاتے تھے۔" (یہ حسن کی مرسل حدیث ہے)

١٦٤٤ـ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ رَفَعَهُ قَالَ اَلْعُطَاسُ وَالنُّعَاسُ وَالتَّثَاؤُبُ فِي الصَّلاةِ وَالْحَيْضُ وَالْقَيْءُ وَالرُّعَافُ مِنَ الشَّيْطَانِ . (رواه الترمذى، ٢٧٤٨)

عدی بن ثابت اپنے باپ سے وہ اس کے دادا سے مرفوع بیان کرتے ہیں، فرمایا: "نماز میں چھینک، اُونگھ اور جمائی اور حیض، قے اور نکسیر شیطان سے ہیں۔" (ترمذی)

١٦٤٥ـ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ:إذا فُرِضتِ الصَّلاةُ فَلاتَخرُجْ مِنْهَا إِلَى غَيْرِهَا . (رواه الطبراني)

سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: جب نماز فرض ہو جائے تو اس کو ترک کر کے اس کے سوا کسی کام کے لیے مت جاؤ۔" (طبرانی)

١٦٤٦ـ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَبِيتُ فَيُنَادِيهِ بِلالٌ . ﴿بِالْأَذَانِ﴾ فَيَقُومُ فَيَغْتَسِلُ [فانى لارى الماء يخدر على خده وشعره] ثُمَّ يَخْرُجُ فَيُصَلِّي فَأَسْمَعُ بُكَاءَهُ . (للموصلي مطولا .)

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے حدیث مروی ہے: نبی کریم ﷺ گھر میں ہوتے اور بلال رضی اللہ عنہ اذان کہتے تو آپ ﷺ غسل کر کے نکلتے اور نماز پڑھتے تو میں آپ ﷺ کے رونے کی آواز سنتی تھی۔" (الموصلی کی طویل روایت)

١٦٤٧ـ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَأَيْتُ

مطرف اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، اس نے کہا: میں

(١٦٤١) طبرانی کبیر، اوسط وفیه ابن لهیعة وفیه کلام، هیثمی: ٢٤٥١.
(١٦٤٢) طبرانی کبیر: ١٢/٢٢ ـ وفیه خارجة بن مصعب وهو ضعیف جدا، هیثمی: ٢٤٥٨.
(١٦٤٣) ابو یعلی موصلی، وهو مرسل، هیثمی: ٢٤٦٦.
(١٦٤٤) ترمذی: ٢٧٤٨ ـ ضعیف، البانی: ٢٢ـ٥ ـ ابن ماجه: ٩٦٩.
(١٦٤٥) طبرانی ـ ورجاله ثقات الا ان زیاد الم یسمع من ابن مسعود، هیثمی: ٢٥٧٩.
(١٦٤٦) موصلی ورجاله رجال الصحیح.
(١٦٤٧) ابوداؤد: ٩٠٤ ـ صحیح، البانی: ٧٩٩ ـ نسائی: ١٢١٤ ـ احمد: ١٥٨٩١.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي وَفِي صَدْرِهِ أَزِيْزٌ كَأَزِيْزِ الرَّحٰى مِنَ الْبُكَاءِ ﷺ. (رواه أبوداود ٩٠٤)

نے نبی کریم ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا اور آپ ﷺ کے سینے میں رونے کی آواز یوں پیدا ہوتی جیسے چکی کی آواز ہوتی ہے۔ (ابوداؤد)

١٦٤٨ـــ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي وَلِجَوْفِهِ أَزِيْزٌ كَأَزِيْزِ الْمِرْجَلِ يَعْنِي يَبْكِي. (رواه النسائی ١٢١٤)

اور نسائی کی روایت میں ہے: آپ ﷺ کے پیٹ سے ایسی آواز آتی جس طرح ہنڈیا کے اُبلنے کی آواز ہوتی ہے۔"

شرح: ......ان احادیث میں دلیل ہے کہ رونے سے نماز باطل نہیں ہوتی، روتے ہوئے کچھ حرف بھی ظاہر ہو جائیں تو نماز میں فرق نہیں آتا بشرطیکہ رونا خشیت الٰہی سے آیا ہو۔

آہ! کھیل کود میں مصروف امت کے لوگ اس سے سبق حاصل کریں، اتنا مقدس سینہ اور اس قدر آہ وفغاں سے اللہ کی بارگاہ میں ابل رہا ہے، ہم ہیں کہ دنیا کی رونقوں میں کھوئے ہیں، سحر خیزی کی طرف اندوزیوں سے کتنے بے بہرہ ہیں۔

فَضْلُ صَلَاةِ الْجَمَاعَةِ وَالْمَشْيُ إِلَى الْمَسَاجِدِ وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ

نماز با جماعت، مساجد کی طرف چلنے اور نماز کے انتظار کی فضیلت کا بیان

١٦٤٩ـــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِنَّ صَلَاةَ الرَّجُلِ فِي الْجَمَاعَةِ تَزِيْدُ عَلَى صَلَاتِهِ وَحْدَهُ بِخَمْسَةٍ وَعِشْرِيْنَ جُزْءًا. (رواه الترمذی ، ٢١٦)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: "جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا تنہا نماز پڑھنے سے پچیس گنا زیادہ افضل ہے۔"

١٦٥٠ـــ وللشيخين والنسائی بِزِيَادَةٍ: وَتَجْتَمِعُ مَلَائِكَةُ اللَّيْلِ وَمَلَائِكَةُ النَّهَارِ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ يَقُوْلُ أَبُوْهُرَيْرَةَ اقْرَؤُا إِنْ شِئْتُمْ. ﴿وَقُرْآنَ الْفَجْرِ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا﴾ (رواه البخاری ، ٤٧١٧)

بخاری، مسلم اور نسائی نے زائد الفاظ کے ساتھ روایت کی ہے کہ رات کے فرشتے اور دن کے فرشتے فجر کی نماز میں جمع ہوجاتے ہیں، پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے اگر بطورِ دلیل کے پڑھنا چاہو تو یہ آیت پڑھو: "اور قرآن پڑھ فجر کو، بے شک قرآن پڑھنا فجر کا حاضر کیا گیا ہے۔"

(١٦٤٨) نسائی: ١٢١٤۔ صحیح، النسائی: ١١٥٦۔ ابوداؤد: ٩٠٤۔ احمد: ١٥٨٧٧۔

(١٦٤٩) ترمذی: ٢١٦۔ صحیح، النسائی: ١٧٩۔ بخاری: ٤٧٧۔ مسلم: ٦٤٩۔ نسائی: ٨٣٨۔ ابن ماجة: ٨٧٨۔ احمد: ١٠٤١٩۔ مؤطا: ٢٩١۔ دارمی: ١٢٧٦۔

(١٦٥٠) بخاری: ٤٧٧۔ مسلم: ٦٤٩۔ نسائی: ٨٣٨۔ ابن ماجه: ٨٧٨۔ احمد: ١٠٤١٩۔ مؤطا: ٢٩١۔ دارمی: ١٢٧٦۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

١٦٥١ــ عَنْ أَبِي صَالِحٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي الْجَمَاعَةِ تُضَعَّفُ عَلَى صَلَاتِهِ فِيْ بَيْتِهِ وَفِي سُوْقِهِ خَمْسًا ﴿وَعِشْرِيْنَ ضِعْفًا﴾ وَذٰلِكَ أَنَّهُ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ ﴿لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا الصَّلَاةُ لَمْ يَخْطُ خَطْوَةً إِلَّا رُفِعَتْ لَهُ بِهَا دَرَجَةٌ وَحُطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةٌ﴾ فَإِذَا صَلَّى لَمْ تَزَلِ الْمَلَائِكَةُ تُصَلِّي عَلَيْهِ مَا دَامَ فِيْ مُصَلَّاهُ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ اللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ وَلَا يَزَالُ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاةٍ مَا انْتَظَرَ الصَّلَاةَ. (رواه البخاري ٦٤٧)

ابو صالح کہتے ہیں میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک آدمی کی جماعت کے ساتھ نماز اس کے گھر میں اور بازار میں پڑھی گئی نماز سے پچیس گنا بڑھ جاتی ہے۔ اور یہ اس لیے کہ جب وہ اچھی طرح وضو کرتا ہے اور پھر مسجد کی طرف نکل کر چلتا ہے اور اس کو گھر سے صرف نماز ہی نکالتی ہے، تو وہ جو قدم بھی رکھتا ہے تو اس کے ساتھ اس کا ایک درجہ بلند ہوتا ہے اور اس کی ایک خطا معاف ہوتی ہے۔ پھر جب وہ نماز پڑھتا ہے تو جب تک وہ نماز کی جگہ میں رہتا ہے فرشتے اس پر صلوٰت بھیجتے ہیں (کہتے ہیں) اے اللہ! اس پر صلوٰت نازل فرما، اس پر رحمت نازل کر۔ جو شخص تم میں سے نماز کے انتظار میں رہتا ہے وہ نماز میں ہی شمار کیا جاتا ہے۔''

١٦٥٢ــ وفي رواية: لَا يَزَالُ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاةٍ مَادَامَتِ الصَّلَاةُ تَحْبِسُهُ. (للبخاري ٦٥٩)

اور ایک روایت میں ہے: ''پس جب وہ مسجد میں داخل ہوتا ہے تو جب تک اس کو نماز روکے رکھتی ہے وہ نماز ہی میں شمار کیا جاتا ہے۔''

١٦٥٣ــ وَزَادَ: اللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ اللّٰهُمَّ تُبْ عَلَيْهِ مَا لَمْ يُؤْذِ فِيْهِ مَالَمْ يُحْدِثْ فِيْهِ. (رواه مسلم ٦٤٩)

زائد روایت ہے: اے اللہ! اس کو بخش، اے اللہ! اس پر رجوع فرما اور توبہ قبول کر۔ جب تک وہ ایذا نہ پہنچائے اس میں یا وہ بے وضو نہ ہو۔''

١٦٥٤ــ زَادَ فِي الْمُوْطَأ قَالَ: فَإِنْ قَامَ مِنْ مُصَلَّاهُ فَجَلَسَ فِي الْمَسْجِدِ يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ لَمْ يَزَلْ فِي صَلَاةٍ حَتَّى يُصَلِّي. (لمالك ٣٨٥)

مؤطا میں یہ مزید الفاظ ہیں: کہا: ''اگر وہ نماز کی جگہ سے اُٹھا اور مسجد ہی میں دوسری جگہ بیٹھ گیا اور نماز کا انتظار کرتا رہا تو وہ نماز ہی میں شمار ہوتا ہے یہاں تک کہ نماز پڑھ لے۔''

(١٦٥٢) بخاری: ٦٤٧۔ ابوداؤد: ٥٥٩۔ احمد: ١٠٥١٨۔ مؤطا: ٣٨٥۔

(١٦٥٢) بخاری: ٦٥٩۔ مسلم: ٦٤٩۔ نسائی: ٨٣٨۔ ابن ماجہ: ٨٧٨۔ احمد: ١٠٤١٩۔ مؤطا: ٢٩١۔ دارمی: ١٢٧٦۔

(١٦٥٣) مسلم: ٦٤٩۔ بخاری: ٤٧١٧۔ ترمذی: ٢١٦۔ نسائی: ٨٣٨۔ ابوداؤد: ٥٥٩۔ ابن ماجہ: ٧٨٧۔ احمد: ١٠٣٦٤۔ مؤطا: ٣٨٥۔ دارمی: ١٢٧٦۔

(١٦٥٤) مؤطا: ٣٨٥۔ بخاری: ٤٧٧۔ نسائی: ٧٣٣۔ ابوداؤد: ٥٥٩۔ احمد: ١٠٠١٨۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

١٦٥٥۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلَاةَ الْفَذِّ بِخَمْسٍ وَّعِشْرِيْنَ دَرَجَةً. (رواه البخاري، ٦٤٦)

سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ مرفوع حدیث کرتے ہیں: ''نماز با جماعت تنہا کی نماز سے پچیس درجے زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔'' (بخاری و ابوداؤد)

١٦٥٦۔ وَزَادَ: فَإِذَا صَلَّاهَا فِي فَلَاةٍ فَأَتَمَّ رُكُوْعَهَا وَسُجُوْدَهَا بَلَغَتْ خَمْسِيْنَ صَلَاةً. (رواه أبو داود، ٥٦٠)

اور یہ زیادہ کیا ہے: ''اگر ویران علاقے میں نماز پڑھی اور رکوع وسجود اس کے مکمل کیے تو وہ پچاس درجات تک بڑھ جاتی ہے۔''

١٦٥٧۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ أَفْضَلُ مِنْ صَلَاةِ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَعِشْرِيْنَ دَرَجَةً. (رواه مسلم، ٦٥٠)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جماعت کے ساتھ ایک نماز اکیلے کی نماز سے ستائیس درجے افضل ہے۔''

شرح: ۱۔ ان احادیث سے ثابت ہوا کہ نماز ایک بہت ہی اعلیٰ عبادت ہے۔

۲۔ نمازِ فجر اور نمازِ عصر کو دوسری نمازوں پر یہ عظمت حاصل ہے کہ ان میں فرشتوں کے دونوں گروہ جمع ہوتے ہیں، جبکہ دوسری نمازوں میں ایک گروہ حاضر ہوتا ہے، یہ ان نمازوں کے وقت کے شرف پر بھی دلالت ہے۔

علامہ عبیداللہ رحمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان دونوں نمازوں کے وقت کے شرف کی وجہ یہ ہے کہ صبح کی نماز کے بعد رزق تقسیم ہوتا ہے اور دن کے آخر میں اعمال آسمان پر اٹھائے جاتے ہیں، ان دونوں نمازوں کا اہتمام کرنا اطاعت کا کام ہے۔ اس سے نمازی کے رزق وعمل میں برکت ہوتی ہے۔ (مرعاۃ: ۲/۶۵)

۳۔ جو فرشتے صبح اور عصر کے وقت اللہ کے سامنے جاتے ہیں وہ کراماً کاتبین کے علاوہ ہیں، کیونکہ یہ تو انسان سے ایک دو خاص مواقع کے علاوہ ہمہ وقت ساتھ رہتے ہیں۔

اور فرشتوں سے یہ پوچھنا کہ میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑ کر آئے ہو یہ اس لیے ہے کہ اس کار خیر پر ان کی گواہی ثبت ہو جائے۔

۴۔ نمازِ فجر کی ادائیگی کو فجر کا قرآن کہا گیا ہے جس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں، وجہ یہ ہے کہ اس میں طویل قراءت کی تلقین ہے اور ترغیب دلائی گئی ہے کہ قراءت کے لحاظ سے نماز فجر بہت طویل ہونی چاہیے۔

(١٦٥٥) بخاری: ٦٤٦۔ ابوداؤد: ٥٦٠۔ ابن ماجه: ٧٨٨۔ احمد: ١١١٢٩.

(١٦٥٦) ابوداؤد: ٥٦٠۔ صحیح البانی: ٥٢٤۔ بخاری: ٦٤٦۔ ابن ماجه: ٧٨٨۔ احمد: ١١١٢٩.

(١٦٥٧) مسلم: ٦٥٠۔ بخاری: ٦٤٥۔ ترمذی: ٢١٥۔ نسائی: ٨٣٧۔ ابن ماجه: ٧٨٩۔ احمد: ٦٤١٩۔ موطا: ٢٩٠۔ دارمی: ١٢٧٧.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۵۔نماز دوسرے اعمال صالحہ پر بہت برتری رکھتی ہے کیونکہ فرشتے نمازی کے لیے مغفرت،توبہ اور رحمت کی دعا کرتے ہیں اور یہ بھی ثابت ہوا کہ مسجد میں بے وضو ہونے سے فرشتوں کی دعا،مغفرت اور استغفار سے محرومی ہو جاتی ہے حالانکہ فرشتوں کی دعا قبول ہوتی ہے۔اگر چہ بے وضو مسجد میں بیٹھنا جائز ہے مگر باوضو ہو کر بیٹھنا زیادہ مفید ہے۔

٦۔نماز با جماعت کی ترغیب دی گئی ہے اور نماز با جماعت کے مختلف ثواب بیان ہوئے،پچیس،ستائیس اور پچاس نمازوں کا اجر آیا ہے۔

ثواب کی تھوڑی مقدار زیادہ کی نفی نہیں کرتی،تعداد ثواب متعین کرنا مقصد نہیں۔یا پھر پہلے رسول اکرم ﷺ نے کم مقدار ثواب کی بتائی پھر آپ کو زیادہ ثواب کی اطلاع ملی تو وہ بتا دی۔(فتح الباری)

باقی نماز با جماعت کو اتنی مقدار میں متعین کرنے کی حکمت کیا ہے،یہ عقل سے ماوراء ہے،یہ صرف اسرارِ نبوت کا معاملہ ہے،اس کے سامنے سر تسلیم خم کرنا ہے۔زیادہ گہرائی میں جانے کی ضرورت نہیں۔

١٦٥٨ــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ ، رَفَعَاهُ: إِنَّ مَنْ حَافَظَ عَلَى هٰؤُلَاءِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ الْمَكْتُوبَاتِ فِي جَمَاعَةٍ كَانَ أَوَّلَ مَنْ يَجُوزُ عَلَى الصِّرَاطِ كَالْبَرْقِ اللَّامِعِ ، وَحَشَرَهُ اللّٰهُ فِي أَوَّلِ زُمْرَةٍ مِنَ التَّابِعِينَ ، وَكَانَ لَهُ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ حَافَظَ عَلَيْهِنَّ كَأَجْرِ أَلْفِ شَهِيدٍ قُتِلُوْا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ. (للأوسط بمدلس)

''ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ دونوں مرفوع بیان کرتے ہیں:''جس نے ان پانچ فرض نمازوں کی جماعت کے ساتھ حفاظت کی تو وہ ان لوگوں میں سے ہوگا جو جہنم کے پل سے چمکنے والی بجلی کی مانند گذر جائیں گے اور اس کو اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے ساتھ اُٹھائے گا جو اوّل درجہ کی اطاعت کرنے والے ہوں گے اور اس کے لیے ہر رات اور دن ان کی حفاظت کے بدلے ہزار شہید کے اجر کے برابر ثواب ہوگا اور وہ شہید جو اللہ کی راہ میں قتل کیے گئے ہوں۔''(الاوسط بروایت مدلس)

١٦٥٩ــ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلَ مَا مِنْ ثَلَاثَةٍ فِي قَرْيَةٍ وَلَا بَدْوٍ لَا تُقَامُ فِيهِمُ الصَّلَاةُ إِلَّا قَدِ اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَعَلَيْكَ بِالْجَمَاعَةِ فَإِنَّمَا يَأْكُلُ الذِّئْبُ الْقَاصِيَةَ قَالَ زَائِدَةُ قَالَ السَّائِبُ يَعْنِي بِالْجَمَاعَةِ الصَّلَاةَ

سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے فرماتے ہوئے سنا: جس شہر یا دیہات میں تین مرد ہوں اور ان کے درمیان نماز با جماعت قائم نہ ہو تو لا محالہ ان پر شیطان غالب آ جاتا ہے پس تم نماز با جماعت اپنے اوپر لازم کر لو،یقیناً بھیڑیا دور رہنے والی بکری کو اُٹھاتا ہے۔سائب نے کہا: مراد لفظ جماعت سے نماز کی جماعت ہے۔رزین نے

(١٦٥٨) طبرانی اوسط، وفيه بقية بن الوليد وهو مدلس وقد عنعنه۔ هيثمی : ٢١٤٣.

(١٦٥٩) ابوداؤد: ٥٤٧۔ حسن، البانی : ٥١١۔ نسائی: ٨٥٧۔ احمد ٢٦٩٦٨.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فِي الْجَمَاعَةِ . (رواه أبوداود ٥٤٧)

یہ زیادہ کلمات بھی ذکر کیے ہیں: اور تحقیق انسان کا بھیڑیا شیطان ہے جب انسان کو تنہا پاتا ہے تو اس کو کھا جاتا ہے۔"

شرح:......۱۔ جماعت کا تصور دو سے بھی پورا ہو جاتا ہے مگر تین آدمیوں کی قید لگا کر مکمل جماعت کا تصور دیا گیا ہے۔

۲۔ جماعت لازم پکڑنے سے مراد ہے، نماز باجماعت پڑھیں، اگر یہ نماز باجماعت نہ پڑھے گا تو شیطان کا غلبہ ہوگا کیونکہ جماعت سے شیطان بھاگتا ہے، نماز باجماعت نہ پڑھنے سے شیطان کا غلبہ ہوتا ہے اور انسان ذکر الٰہی سے بے خبر ہو جاتا ہے تو شیطان اس پر تسلط جمالیتا ہے۔ جس طرح بکری کا چرواہا پاس نہ ہو اور وہ بکری ریوڑ سے کٹ جائے تو اسے بھیڑیا کھا جاتا ہے، یہی حالت اس کی ہے جو تنہا نماز پڑھنے کا عادی ہو جائے اسے بھی شیطان برباد کر دیتا ہے۔

۳۔ اس حدیث سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ نماز کی جماعت فرض ہے۔

١٦٦٠ـ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ وَقَدْ صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ أَيُّكُمْ يَتَّجِرُ عَلَى هٰذَا فَقَامَ رَجُلٌ فَصَلَّى مَعَهُ . (رواه الترمذي ، ٢٢٠)

سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص آیا جبکہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ چکے تھے، پس فرمایا: کون اس کے ساتھ کھڑا ہوتا ہے؟ پس ایک شخص اُٹھا اور اس نے آنے والے شخص کے ساتھ نماز پڑھی۔" (ترمذی، ابوداؤد)

شرح: ......۱۔ مسند احمد: ۳/۸۵ میں ہے کہ اس پیچھے رہنے والے آدمی سے نبی اکرم ﷺ نے پوچھا کہ کس وجہ سے پیچھے رہے ہو؟ اس نے اپنا عذر پیش کیا تو وہ تنہا نماز پڑھنے لگا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کوئی ہے جو اس پر مہربانی کرے اور اس کے جماعت کے اجر کو پورا کر دے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کے ساتھ نماز پڑھی، جیسا کہ بیہقی: ۳/۷۰ میں وارد ہے۔

۲۔ یہ حدیث دلیل ہے کہ اگر کوئی جماعت سے رہ گیا ہے تو وہ اکیلا ہو تو اس کے ساتھ جماعت کے لیے دوسرا مل جائے اگرچہ ملنے والا باجماعت نماز پڑھ چکا ہو۔

اس نظریہ کے خلاف جو دوسری جماعت کے ساتھ نہ پڑھنے کی دلیل ہے، اس پر تبصرہ کے بعد علامہ عبیداللہ فرماتے ہیں، جس کا مفہوم یہ ہے: ان میں سے راجح ترین بات یہی ہے کہ جو مسجد میں آتا ہے، وہاں مقرر امام نے جماعت کرا دی ہے اور اس آنے والے نے ابھی نماز نہیں پڑھی تو یہ دوسری جماعت کروا سکتا ہے۔ بشرطیکہ پہلی نماز سے کسی معقول عذر کی بنا پر پیچھے رہا ہو، بغیر عذر جماعت سے پیچھے رہنا گناہ ہے۔ (مرعاۃ: ۲/۱۳۲)

آج کل یہ سستی عام ہے اور دوسری جماعت کے بل بوتے پر پہلی جماعت گزار دی جاتی ہے، یہ بھی خلاف شریعت

(١٦٦٠) ترمذی: ٢٢٠ـ صحيح، البانی: ١٨٢ـ احمد: ١١٣٩٩.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے اور بوجہ عذر دوسری جماعت کی ممانعت یہ بھی خلاف شرع ہے، بوجہ عذر دوسری جماعت جائز ہے۔

١٦٦١ـ عَنْ عُثْمَانَ رَفَعَهُ: مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّيْلِ وَمَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا صَلَّى اللَّيْلَ كُلَّهُ. (رواه مسلم، ، ٦٥٦)

سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''جس نے نمازِ عشاء جماعت کے ساتھ پڑھی تو گویا اس نے نصف رات قیام کیا اور جس نے نمازِ فجر جماعت کے ساتھ پڑھی تو گویا اس نے ساری رات نماز پڑھی۔''

١٦٦٢ـ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِيْ جَمَاعَةٍ كَانَ كَقِيَامِ نِصْفِ لَيْلَةٍ وَمَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ وَالْفَجْرَ فِي جَمَاعَةٍ كَانَ كَقِيَامِ لَيْلَةٍ. (رواه أبوداود، ٥٥٥)

سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص نمازِ عشاء میں حاضر ہوا اس کے لیے نصف رات کا قیام کرنے کے برابر اجر ہے اور جس نے نمازِ عشاء اور نمازِ فجر جماعت کے ساتھ پڑھیں تو اس کے لیے پوری رات قیام کرنے کا اجر ہے۔''

شرح :...... ۱۔ ہر ایک نماز کو نصف قیام کے قائم مقام قرار دیا گیا ہے، اگر صرف عشاء کی نماز با جماعت پڑھی تو نصف رات کے قیام کا اجر حاصل ہوگا اور فجر کی نماز با جماعت ہوگی تو نصف رات کے یہ قائم مقام ہوگی۔ لہٰذا دونوں نمازیں با جماعت ادا ہوں گی تو گویا ساری رات قیام کا اجر حاصل ہوگا۔

۲۔ یاد رہے کہ اس میں ثواب کی مقدار بتائی گئی ہے، یہ نہیں کہ ایک آدمی رات قیام کرتا ہے یہ اس کے برابر ہو جاتا ہے کیونکہ اس طرح تو اس قیام کرنے والے سے انصاف نہ ہوگا کہ دونوں برابر ہوں، اس طرح تو اس کی محنت رائیگاں جائے گی ایسا نہیں بلکہ اس کا مقام اعلیٰ ہے مگر جو صبح اور عشاء کی نماز با جماعت پڑھے گا اس کے ثواب کی مقدار کا اندازہ یہ بتایا گیا ہے اور اس کے ثواب سے مشابہت دی گئی ہے کہ اسے رات کے قیام کرنے والے کی مانند اجر ملتا ہے عملاً وہ اس شب زندہ دار کی مانند نہیں۔

١٦٦٣ـ عَنْ عَائِشَةَ، رَفَعَتْهُ: لَوْيَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِيْ شُهُوْدِ الْعَتَمَةِ لَيْلَةَ الْأَرْبِعَاءِ لَأَتَوْهَا وَلَوْحَبْوًا. (رواه الطبراني في الأوسط بضعف.)

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا مرفوع بیان کرتی ہیں: ''اگر لوگوں کو معلوم ہو کہ نمازِ عشاء میں بدھ کی رات حاضری کا فائدہ ہے تو وہ اس کے لیے ضرور آئیں خواہ ان کو سرین کے بل آنا پڑے۔''

(١٦٦١) ترمذی: ٢٢٠۔ صحیح البانی: ١٨٢۔ احمد: ٢٦٩٦٨.

(١٦٦٢) ابوداؤد: ٥٥٥۔ صحیح، البانی: ٥١٩۔ مسلم: ٦٥٦۔ ترمذی: ٢٢١۔ احمد: ٤٩٣۔ مؤطا: ٢٩٧۔ دارمی: ١٩٦.

(١٦٦٣) طبرانی اوسط، وفيه زكريا بن منظور وهو ضعيف۔ هیثمی: ٢١٤٧.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

١٦٦٤ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، رَفَعَهُ: مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِي جَمَاعَةٍ وَصَلَّى أَرْبَعَ رَكْعَاتٍ قَبْلَ أَنْ يَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ، كَانَ كَعَدْلِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ. (للاوسط بضعف)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ”جس نے نمازِ عشا جماعت کے ساتھ پڑھی اور مسجد سے خارج ہونے سے پہلے چار رکعات (سنہ موکدہ) ادا کیں تو وہ لیلۃ القدر کے برابر ہیں۔“ (یہ دوروایات الاوسط کی ہیں سند ضعیف)

١٦٦٥ـ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا الصُّبْحَ فَقَالَ أَشَاهِدٌ فُلَانٌ قَالُوا لَا قَالَ أَشَاهِدٌ فُلَانٌ قَالُوا لَا قَالَ إِنَّ هَاتَيْنِ الصَّلَاتَيْنِ أَثْقَلُ الصَّلَوَاتِ عَلَى الْمُنَافِقِينَ وَلَوْ تَعْلَمُونَ مَا فِيهِمَا لَأَتَيْتُمُوهُمَا وَلَوْ حَبْوًا عَلَى الرُّكَبِ وَإِنَّ الصَّفَّ الْأَوَّلَ عَلَى مِثْلِ صَفِّ الْمَلَائِكَةِ وَلَوْ عَلِمْتُمْ مَا فَضِيلَتُهُ لَابْتَدَرْتُمُوهُ وَإِنَّ صَلَاةَ الرَّجُلِ مَعَ الرَّجُلِ أَزْكَى مِنْ صَلَاتِهِ وَحْدَهُ وَصَلَاتُهُ مَعَ الرَّجُلَيْنِ أَزْكَى مِنْ صَلَاتِهِ مَعَ الرَّجُلِ وَمَا كَثُرَ فَهُوَ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ تَعَالَى. (رواه أبوداود، ٥٥٣)

سیّدنا اُبَی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن ہمیں نمازِ فجر پڑھائی اور جب سلام پھیرا تو فرمایا: کیا فلاں حاضر ہے؟ تو لوگوں نے کہا: نہیں ہے، پھر فرمایا: فلاں موجود ہے؟ تو لوگوں نے کہا: نہیں ہے۔ فرمایا: یہ دو نمازیں منافقین پر بہت ثقیل اور بھاری ہیں اور اگر وہ جان جائیں کہ ان میں کتنا اجر وثواب ہے تو وہ گھٹنوں کے بل چل کر بھی آ ئیں۔ اوّل صف فرشتوں کی صف جیسی ہے اور اگر تمہیں معلوم ہو کہ اس کی فضیلت کیا ہے اور ایک دوسرے سے آ گے بڑھ کر آ جاؤ۔ ایک شخص کی نماز دوسرے شخص کے ساتھ مل کر پڑھنا، اس کی تنہا نماز پڑھنے سے زیادہ پاکیزہ ہے۔ اور اس کی نماز دو آدمیوں کے ساتھ، ایک آدمی کے ساتھ پڑھنے سے زیادہ عمدہ اور پاکیزہ ہے اور جتنے زیادہ ہوں گے اتنا اللہ کے نزدیک زیادہ پسند ہے۔“ (ابوداؤد، نسائی)

شرح: ......ا۔ ثابت ہوا کہ منافقوں پر نماز بوجھل ہوتی ہے لیکن نماز عشاء اور نمازِ فجر یہ تو بہت ہی زیادہ بھاری ہے۔ کیونکہ عشاء، آرام کا وقت ہے اور فجر کی نماز میں یہ نیند کی لذت لوٹ رہے ہوتے ہیں اور یہ دینی فریضہ تصور کر کے اور دلی طور پر تو نماز پڑھتے نہیں کہ ان مشکل اوقات میں یہ نمازوں میں آسانی سے حاضر ہوں۔

ان کا مقصد تو دکھلاوا ہوتا ہے جو ان اوقات میں پورا نہیں ہوتا، اس لیے ان دو نمازوں میں ان کا آنا بہت ہی زیادہ بوجھل ہے۔

۲۔ لیکن اگر انہیں ان نمازوں میں حاضر ہونے کے اجر وثواب کا علم ہو جائے تو یہ نہایت ہی تکلیف دہ حالات

(١٦٦٤) طبراني اوسط وفي اسناده ضعيف غير متهم بالكذب۔ هيثمي: ٢١٤٨۔

(١٦٦٥) ابوداؤد: ٥٥٤۔ حسن، الباني: ٥١٨۔ نسائي: ٨٤٣۔ احمد: ٢٠٧٦٥۔ دارمي: ١٢٦٩۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

کے باوجود آئیں گے مگر ان کی قلبی کیفیت درست نہیں اس لیے انہیں اس قدر ثواب کے حصول کی تمنا نہیں ہوتی۔

مگر جب ایک مؤمن کامل کو اس ثواب کی قدر شناسی ہوتی ہے تو وہ تمام مشکلاتِ راہ سر کرتے ہوئے ان نمازوں میں حاضر ہوتا ہے۔

۳۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ کم از کم ایک امام ہو، دوسرا مقتدی ہو تو یہ جماعت ہیں، اس سے زیادہ جتنی جماعت بنتی جائے گی ان کے ثواب میں بھی اضافہ ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب ہوتے جائیں گے۔

۴۔ اس حدیث کے اس لفظ سے کہ آدمی کی دو آدمیوں کے ساتھ نماز ازکیٰ زیادہ بہتر ہے۔ نماز با جماعت کے فرض نہ ہونے پر استدلال کرتے ہیں یہ استدلال صحیح نہیں کیونکہ زیادہ پاکیزہ کہنے سے جماعت کی فرضیت کی نفی نہیں ہوتی۔

١٦٦٦۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ صَلَّى لِلّٰهِ أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا فِي جَمَاعَةٍ يُدْرِكُ التَّكْبِيْرَةَ الْأُوْلَى كُتِبَتْ لَهُ بَرَاْءَ تَانِ بَرَاءَةٌ مِنَ النَّارِ وَبَرَاءَةٌ مِنَ النِّفَاقِ. (رواه الترمذی، ٢٤١)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے چالیس ایام جماعت کے ساتھ نماز اس طرح پڑھی کی تکبیر تحریمہ (امام کے ساتھ) فوت نہ ہوئی تو اس کے لیے دو براءتیں اللہ تعالیٰ لکھ دیتا ہے آگ سے براءت اور نفاق سے براءت۔“ (ترمذی)

١٦٦٧۔ عَنْ عُمَرَ رَفَعَهُ: مَنْ صَلَّى فِي مَسْجِدٍ جَمَاعَةً أَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً لَا تَفُوْتُهُ الرَّكْعَةُ الْأُوْلَى مِنْ صَلَاةٍ كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ بَرَاءَةً مِنَ النَّارِ. (رواه رزين.)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ”جس نے مسجد میں جماعت سے چالیس ایام تک نماز پڑھی اور اوّل رکعت اس سے فوت نہ ہوئی تو اللہ تعالیٰ اس کو آگ سے آزادی لکھ دیتا ہے۔“ (رزین)

شرح: ...... ان احادیث میں امام کے ساتھ تکبیر تحریمہ میں ملنے کی فضیلت بیان ہوئی ہے کہ اس میں شامل ہونے سے آگ اور منافقت سے براءت حاصل ہوتی ہے یعنی اس چیز سے ایسا انسان بری ہو جاتا ہے کہ وہ منافقوں والا کوئی عمل کرے بلکہ اسے اخلاص کی دولت نصیب ہوتی ہے۔

اور آخرت میں بھی جو منافق کو عذاب ملے گا تکبیر تحریمہ میں شامل ہونے والا اس سے محفوظ رہے گا۔ اور اس کے لیے گواہی ہوگی کہ یہ منافق نہیں بلکہ مخلص مومن ہے۔ اسلاف سے جب تکبیر تحریمہ رہ جاتی تو وہ ایک دوسرے سے تین دن تک تعزیت کرتے تھے اور نماز با جماعت رہ جاتی تو سات دن تک تعزیت کرتے۔ (تحفۃ الاحوذی: ۱/۲۰۱)

١٦٦٨۔ قَالَ مُجَاهِدٌ وَسُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ

مجاہد نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس شخص کے بارے میں

(١٦٦٦) ترمذي: ٢٤١۔ حسن، الباني: ٢٠٠۔

(١٦٦٧) رزين۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

رَجُلٍ يَصُوْمُ النَّهَارَ وَيَقُوْمُ اللَّيْلَ لاَ يَشْهَدُ جُمُعَةً وَلاَ جَمَاعَةً قَالَ هُوَ فِي النَّارِ (رواه الترمذي، ٢١٨)

سوال کیا گیا جو دن کو روزہ رکھتا اور رات کو قیام کرتا ہے اور نہ جماعت میں حاضر ہوتا ہے اور نہ جمعہ میں، تو انہوں نے کہا: وہ آگ میں جائے گا۔'' (ترمذی)

١٦٦٩۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ مُتَطَهِّرًا إِلَى صَلاَةٍ مَكْتُوْبَةٍ فَأَجْرُهُ كَأَجْرِ الْحَاجِّ الْمُحْرِمِ وَمَنْ خَرَجَ إِلَى تَسْبِيْحِ الضُّحٰى لاَ يَنْصِبُهُ إِلاَّ إِيَّاهُ فَأَجْرُهُ كَأَجْرِ الْمُعْتَمِرِ وَصَلاَةٌ عَلَى أَثَرِ صَلاَةٍ لاَ لَغْوَ بَيْنَهُمَا كِتَابٌ فِيْ عِلِّيِّيْنَ. (رواه أبوداود ٥٥٨)

سیّدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''جو گھر سے طہارت کر کے فرض نماز کے لیے نکلا اس کے لیے احرام باندھ کر حج کرنے والے کے برابر اجر ہے اور جو شخص مسجد کی طرف چاشت کے وقت دو رکعات ادا کرنے کے لیے نکلا، اس کو اس کے سوا دوسری کوئی غرض نہیں لائی اس کا اجر عمرہ کرنے والے کے برابر ہے۔ اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز جن دو کے درمیان لغویات نہ ہو وہ اعلیٰ علیین میں لکھی جاتی ہیں۔'' (ابوداود)

شرح: ......۱۔ باوضو گھر سے مسجد کی جانب روانہ ہونے والے نمازی کو حاجی کی مانند اجر والا کہا گیا ہے، حج تو وہی ہوتا ہے جو عرفات میں ادا کیا جائے، یہاں صرف نمازی کے ہر قدم کو حج کے ثواب کی مقدار کے مطابق قرار دیا گیا ہے۔ اور احرام والے حاجی کی صفت اس لیے بیان کی گئی ہے کہ اس میں ثواب مکمل طور پر حاصل ہوتا ہے، اسی طرح اس مسجد کی طرف جانے والے باوضو نمازی کا اجر بھی مکمل ہوتا ہے۔

۲۔ اس میں نمازِ چاشت کے لیے دنیاوی مصروفیات چھوڑ کر جانے کی فضیلت بھی بیان ہوئی ہے کہ اسے عمرہ کی مقدار کے مطابق اجر ملتا ہے۔

۳۔ اس میں مسلسل نمازوں کے خیال رکھنے کا درجہ بھی بیان ہوا ہے کہ اس کا رتبہ اعلیٰ علیین تک پہنچ جاتا ہے، یہ وہ مقام ہے جو ساتویں آسمان پر ہے، یہاں صالح لوگوں کے اعمال بلند ہوتے ہیں۔ (عون المعبود: ۱/ ۲۱۹)

١٦٧٠۔ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ كَانَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ بَيْتُهُ أَقْصَى بَيْتٍ فِي الْمَدِيْنَةِ فَكَانَ لاَ تُخْطِئُهُ الصَّلاَةُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَتَوَجَّعْنَا لَهُ فَقُلْتُ لَهُ يَا فُلاَنُ لَوْ أَنَّكَ اشْتَرَيْتَ حِمَارًا يَقِيْكَ مِنَ الرَّمْضَاءِ

سیّدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص تھا انصار میں سے، مجھے اس سے زیادہ مسجد سے دور رہنے والا کوئی شخص معلوم نہیں ہے، اور اس کی کوئی نماز جماعت سے مؤخر نہ ہوتی تھی۔ اس کو کہا گیا یا خود میں نے اس کو کہا: اگر تو ایک گدھا خریدتا اور اس پر تاریکی میں اور پھر دھوپ کے وقت سوار ہوا

(١٦٦٨) ترمذيض ٢١٨۔ ضعيف الاسناد، الباني: ٣٦.

(١٦٧٠) مسلم: ٦٦٣۔ ابوداؤد: ٥٥٧۔ ابن ماجه: ٧٨٣۔ احمد: ٢٠٧٠٩۔ دارمي: ١٢٨٤.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

وَيَقِيكَ مِنْ هَوَامِّ الأَرْضِ قَالَ أَمَ وَاللّٰهِ مَا أُحِبُّ أَنَّ بَيْتِي مُطَنَّبٌ بِبَيْتِ مُحَمَّدٍ ﷺ قَالَ فَحَمَلْتُ بِهِ حَمْلاً حَتَّى أَتَيْتُ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ قَالَ فَدَعَاهُ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ وَذَكَرَ لَهُ أَنَّهُ يَرْجُوْ فِي أَثَرِهِ الأَجْرَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّ لَكَ مَا احْتَسَبْتَ. (رواه مسلم، ٦٦٣)

کرتا۔ اس نے کہا: مجھے یہ پسند نہیں ہے کہ میرا گھر مسجد کے پہلو میں ہو، میرا ارادہ ہے کہ میرا مسجد کی طرف چل کر آنا اور میرا لوٹنا جب میں اپنے عیال کی طرف لوٹتا ہوں سب لکھا جائے۔ پس نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ نے یہ سب اجر و ثواب تیرے لیے جمع کر دیا ہے۔''

١٦٧١۔ وَفِي رِوايةٍ: فَقَالَ أَعْطَاكَ اللّٰهُ ذٰلِكَ كُلَّهُ أَعْطَاكَ اللّٰهُ جَلَّ وَعَزَّ مَا احْتَسَبْتَ كُلَّهُ أَجْمَعَ. (رواه ابو داؤد:٥٥٦)

اور ایک روایت میں ہے: اللہ نے تجھے دے دیا، اللہ نے تجھے پورا پورا دے دیا جو تو نے شمار کیا ہے۔'' (مسلم اور ابوداؤد)

١٦٧٢۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ الأَبْعَدُ ﴿فَالأَبْعَدُ﴾ مِنَ الْمَسْجِدِ أَعْظَمُ أَجْرًا. (رواه أبوداود، ، ٥٥٦)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع روایت کرتے ہیں: ''جو دور ہو اور جو اس سے بھی مسجد سے دور ہو اس کا اجر بڑا ہے۔''

١٦٧٣۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ خَلَتِ الْبِقَاعُ حَوْلَ الْمَسْجِدِ فَأَرَادَ بَنُوْ سَلَمَةَ أَنْ يَنْتَقِلُوْا إِلَى قُرْبِ الْمَسْجِدِ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهُمْ أَنَّهُ بَلَغَنِيْ أَنَّكُمْ تُرِيْدُوْنَ أَنْ تَنْتَقِلُوْا قُرْبَ الْمَسْجِدِ قَالُوْا نَعَمْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ أَرَدْنَا ذٰلِكَ فَقَالَ يَا بَنِيْ سَلَمَةَ دِيَارَكُمْ تُكْتَبُ آثَارُكُمْ دِيَارَكُمْ تُكْتَبُ آثَارُكُمْ. زَادَ مُسْلِمٌ فِي رِوَايَةٍ أُخْرَى فَقَالُوْا مَاكَانَ يَسُرُّنَا أَنَّا كُنَّا تَحَوَّلْنَا. (مسلم، ٦٦٥)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مسجد کے اردگرد کچھ پلاٹ خالی تھے، تو بنوسلمہ نے ارادہ کیا کہ وہ منتقل ہو کر مسجد کے قریب چلے آئیں۔ پس ان کو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے خبر پہنچی ہے کہ تم مسجد کے قریب منتقل ہونا چاہتے ہو۔ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہاں یہ بات اسی طرح ہے۔ فرمایا: بنوسلمہ اپنے گھر نہ چھوڑو تمہارے نشانات قدم لکھے جاتے ہیں، تم اپنے گھر لازم پکڑو! تمہارے نشانِ قدم لکھے جاتے ہیں۔ تو انہوں نے کہا: ''پھر تو ہمیں منتقل ہونے میں کوئی مسرت اور دلچسپی نہیں ہے۔'' (مسلم)

(١٦٧١) ابو داؤد: ٥٥٧۔ صحیح: ٥٢١۔ ابن ماجہ: ٧٨٣۔ احمد: ٢٠٧٠٩۔ دارمی: ١٢٨٤۔

(١٦٧٢) ابو داؤد: ٥٥٦۔ ابن ماجہ: ٧٨٢۔ صحیح: ٥٢٠۔

(١٦٧٣) مسلم: ٦٦٥۔ احمد: ١٤٧٧٢۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

١٦٧٤ـ وَلِلْبُخَارِيِّ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ نَحْوَهُ، وَفِيْهِ: فَكَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ تُعْرَى الْمَدِيْنَةَ. (رواه البخارى، ١٨٨٧)

بخاری کی روایت جو انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے اس کی مثل ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو مدینے کا خالی ہونا ناپسند تھا۔

شرح: ......١۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ثواب کے کاموں میں بہت زیادہ برق رفتار تھے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ مسجد میں آنے جانے کے لیے جو قدم چلتے ہیں ان کے لیے ثواب حاصل ہوتا ہے اور یقینی اجر ملتا ہے، بشرطیکہ رضائے الٰہی مقصد خاطر ہو۔

٢۔ ان میں اس آیہ مبارکہ کی وضاحت ہے ﴿وَ نَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَ اٰثَارَهُمْ﴾ (یٰسٓ: ١٢) ''جو انہوں نے آگے بھیجا اور ان کے نشانات ہیں ہم انہیں لکھتے ہیں۔'' مقصد ہے کہ بنو سلمہ سے آپ ﷺ نے کہا تھا جب تم مسجد کی جانب زیادہ قدم اٹھا کر آؤ گے تو تمہارے نشانات قدم لکھے جائیں گے، لہٰذا انہی گھروں میں رہو۔

٣۔ ان احادیث سے ثابت ہوا کہ اعمال خیر میں جب خلوص کی آمیزش ہو تو ان کے آثار نیکیاں بن جاتی ہیں۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ مسجد کے قریب ہی رہائش رکھنا مستحب ہے مگر جب دور رہنے میں زیادہ نفع ہو تو پھر دور رہنے میں گنجائش ہے۔

جس طرح اس حدیث میں مسجد کی جانب زیادہ قدم چلنے کا زیادہ ثواب بتایا گیا ہے، نبی اکرم ﷺ نے بنو سلمہ کو مسجد کے قریب آنے سے منع نہ کیا تھا بلکہ وجہ بتائی تھی کہ قریب آنے میں اچھائی ہے مگر مدینہ کے کنارے اس طرح تو خالی پڑ جائیں گے، اس لیے آپ ﷺ نے مسجد کے قریب رہائش کی فضیلت کے عوض دور سے مسجد میں آنے جانے کا ثواب بتا دیا کیونکہ مسجد میں دور سے آنے میں مشقت ہوتی ہے اس لیے اس کا اجر بڑھ جاتا ہے۔

١٦٧٥ـ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَلْقَى اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ غَدًا مُسْلِماً فَلْيُحَافِظْ عَلَى هٰؤُلَاءِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ حَيْثُ يُنَادَى بِهِنَّ فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ شَرَعَ لِنَبِيِّهِ ﷺ سُنَنَ الْهُدَى وَإِنَّهُنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدَى وَلَوْ أَنَّكُمْ صَلَّيْتُمْ فِي بُيُوْتِكُمْ كَمَا يُصَلِّي هٰذَا الْمُتَخَلِّفُ فِي بَيْتِهِ لَتَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو یہ پسند کرتا ہو کہ کل کو وہ اللہ تعالیٰ سے بحیثیت مسلمان ملاقات کرے تو وہ پانچ نمازوں کی حفاظت کرے جہاں بھی ان کی اذان ہو، اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی ﷺ پر ہدایت کے طریقے مشروع و مقرر کر دیے ہیں، اور اگر تم اپنے گھروں میں نماز پڑھنے لگو جیسے وہ پیچھے رہنے والا اپنے گھر میں پڑھتا ہے تو تم اپنے نبی ﷺ کی سنت ترک کر دو گے اور اگر سنت ترک کرو گے تو گمراہ ہو جاؤ

(١٦٧٤) بخاری: ١٨٨٧۔ ابن ماجہ: ٧٨٤۔ احمد: ١٣٣٥٩۔

(١٦٧٥) مسلم: ٦٥٤۔ ابوداؤد: ٥٥٠۔ ابن ماجہ: ٧٧٧۔ احمد: ٣٥٥٤۔ دارمی: ١٢٧٧۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وَلَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَضَلَلْتُمْ وَمَا مِنْ رَجُلٍ يَتَطَهَّرُ فَيُحْسِنُ الطُّهُوْرَ ثُمَّ يَعْمِدُ إِلٰى مَسْجِدٍ مِنْ هٰذِهِ الْمَسَاجِدِ إِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ يَخْطُوْهَا حَسَنَةً وَيَرْفَعُهُ بِهَا دَرَجَةً وَيَحُطُّ عَنْهُ بِهَا سَيِّئَةً ، وَلَقَدْ رَأَيْتُنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنْهَا إِلَّا مُنَافِقٌ مَعْلُوْمُ النِّفَاقِ وَلَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يُؤْتٰى بِهِ يُهَادٰى بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ حَتّٰى يُقَامَ فِي الصَّفِّ. (رواه مسلم ، ، ٦٥٤)

گے۔ جو شخص اچھی طرح وضو کر کے پھر کسی مسجد کی طرف ان مساجد میں سے چلتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہر قدم پر اس کی ایک نیکی لکھتا ہے اور ایک درجہ بلند کرتا ہے اور ایک گناہ بھی معاف کر دیتا ہے۔ ہم نے اپنا یہ حال بھی دیکھا کہ خالص منافق کے علاوہ کوئی شخص نماز سے پیچھے نہیں رہتا تھا۔ ایسا بھی ہوتا کہ کوئی آدمی دو آدمیوں کے درمیان سہارا دے کر لایا جاتا یہاں تک کہ صف میں لا کھڑا کیا جاتا تھا۔

شرح: ......صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس شخص پر منافقت کا گمان کرتے تھے جو بلا عذر نماز با جماعت سے پیچھے رہتا تھا اور یہ نافرمانی کے لحاظ سے منافق ہوتا تھا کیونکہ یہی نفاق اس کے نماز سے پیچھے رہنے کا باعث تھا یا پھر معذور پیچھے رہتا تھا۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز با جماعت فرض ہے، اسی لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سہارا لے کر بھی مسجد کی جماعت میں حاضر ہوتے تھے۔ اور ہم اگر بلا وجہ نماز با جماعت ادا نہ کریں گے تو گمراہ ہو جائیں گے۔ اور اس میں مسجد میں جانے کی فضیلت بھی بیان ہوئی ہے کہ ہر قدم نیکی اور بلندی ہے اور گناہوں کے مٹانے کا باعث ہے۔

اللہ اکبر! ہم آج نماز با جماعت مسجد میں ادا کرنے میں سستی کا مظاہرہ کرتے ہیں اور کتنی ہی زیادہ رفعتوں سے محروم رہتے ہیں۔

١٦٧٦ــ عَنْ بُرَيْدَةَ الْأَسْلَمِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ بَشِّرِ الْمَشَّائِيْنَ فِي الظُّلَمِ إِلَى الْمَسَاجِدِ بِالنُّوْرِ التَّامِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (رواه الترمذي ، ٢٢٣)

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”مساجد کی طرف تاریکی میں چلنے والوں کو قیامت کے دن مکمل نور کی بشارت دے دے۔“

شرح: ......اس حدیث میں خطاب عام ہے کہ ہر مبلغ دین اور مصلح تاریکی میں کثرت سے مسجدوں میں جانے والوں کو بشارت دیں کہ انہیں اس عمل کا بہت ہی اچھا عوض ملے گا کہ روزِ قیامت ان کے سامنے محشر کی ظلمتوں میں ایسا نور ہوگا جو انہیں ہمہ جہت سے گھیر لے گا اور راہِ راست روشن کر دے گا۔ ثابت ہوا اللہ کی مساجد میں صبح و شام کی تاریکیوں میں سے چل کر پہنچنا دراصل جنت کی راہ پر چلنا ہے۔ اس کی عکاسی قرآن مجید نے بھی کی ہے:

(١٦٧٦) ترمذی: ٢٢٣۔ صحیح، البانی: ١٨٥۔ ابوداؤد: ٥٦١.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

﴿نُورُهُمْ يَسْعَى بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَتْمِمْ لَنَا نُورَنَا﴾ (التحريم: ٨)

''ان کا نوران کے آگے اور دائیں دوڑے گا، یہ کہیں گے: اے ہمارے پروردگار! ہمارے لیے ہمارا نور پورا کر دے۔''

١٦٧٧۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ مُنْتَظِرُ الصَّلَاةِ مِنْ بَعْدِ الصَّلَاةِ كَفَارِسٍ اشْتَدَّ بِهِ فَرَسُهُ فِي سَبِيلِ اللهِ عَلَى كَشْحِهِ ﴿تُصَلِّي عَلَيْهِ مَلَائِكَةُ اللهِ مَا لَمْ يُحَدِّثْ أَوْ يَقُومْ﴾ وَهُوَ فِي الرِّبَاطِ الْأَكْبَرِ. (رواه أحمد ٨٤١١، والأوسط)

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''نماز پڑھ کر دوسری نماز کا انتظار کرنے والا اس شاہسوار کی مانند ہے جس کو اس کا گھوڑا تیز دوڑا کر فی سبیل اللہ لے جا رہا ہو جبکہ وہ تنہا ہو اور بڑی سرحد پر ہو۔'' (احمد اور الاوسط)

شرح: ......اس حدیث مبارک سے ملتی جلتی حدیث پر پہلے ہم بحث کر چکے ہیں اس میں اور آنے والی حدیث میں انتظار کرنے کا شرف بہت زیادہ بیان ہوا ہے، اسے جہاد سے مشابہت دی گئی ہے۔ اصل میں پہلے ادیان میں رہبانیت ہوتی تھی کہ آدمی دنیا کے مشاغل سے علیحدہ ہو کر اور ان سے کٹ کر خلوت میں بیٹھ جاتا تھا اور اسے بہترین عبادت قرار دیا جاتا تھا۔

اس کے برعکس اس حدیث شریف میں نماز کے انتظار میں بیٹھنا اتنا عظیم کار خیر قرار دیا گیا ہے کہ مجاہد کے ساتھ ملا دیا گیا ہے کیونکہ اس سے بے کاری بھی پیدا نہیں ہوتی اور دین بھی سر بلند رہتا ہے۔

١٦٧٨۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَا تَوَطَّنَ رَجُلٌ مُسْلِمٌ الْمَسَاجِدَ لِلصَّلَاةِ وَالذِّكْرِ إِلَّا تَبَشْبَشَ اللهُ لَهُ كَمَا يَتَبَشْبَشُ أَهْلُ الْغَائِبِ بِغَائِبِهِمْ إِذَا قَدِمَ عَلَيْهِمْ (رواه إبن ماجه، ٨٠٠)

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ جو شخص مساجد کو نماز اور ذکر کے لیے اپنا وطن بنا تا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا خوشی سے استقبال کرتا ہے جیسا سفر سے واپس آنے والے کے لیے گھر کے افراد فرحت کا اظہار کرتے ہیں جب وہ ان کے پاس واپس آتا ہے۔'' (القزوینی)

١٦٧٩۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَتَانِي اللَّيْلَةَ رَبِّي تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ قَالَ أَحْسِبُهُ قَالَ فِي

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آج رات نیند میں میرے پاس میرا رب آیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یا محمد! میں نے عرض کی: اے اللہ! میں حاضر

(١٦٧٧) احمد: ٨٤١١۔ طبرانی اوسط۔ وفیه نافع بن سليمان القرشی وثقه ابو حاتم وبقية رجاله رجال الصحيح، نسائی: ٧٣٣۔ مؤطا: ٣٨٥۔ هيثمی: ٢١٢٣۔

(١٦٧٨) ابن ماجه: ٨٠٠۔ صحیح، البانی: ٦٥٢۔ احمد: ٩٥٣١۔

(١٦٧٩) ترمذی: ٣٢٣٣۔ صحیح، البانی: ٢٥٨٠۔ آتِ من ربی هذه الزيادة عند الالبانی: ٢٥٨٢۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

الْمَنَامِ فَقَالَ يَامُحَمَّدُ هَلْ تَدْرِي فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَوَضَعَ يَدَهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَيَّ أَوْ قَالَ فِي نَحْرِي فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ قَالَ يَامُحَمَّدُ هَلْ تَدْرِي فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فِي الْكَفَّارَاتِ وَالْكَفَّارَاتُ الْمُكْثُ فِي الْمَسَاجِدِ بَعْدَ الصَّلَوَاتِ وَالْمَشْيُ عَلَى الْأَقْدَامِ إِلَى الْجَمَاعَاتِ وَإِسْبَاغُ الْوُضُوءِ فِي الْمَكَارِهِ وَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ عَاشَ بِخَيْرٍ وَمَاتَ بِخَيْرٍ وَكَانَ مِنْ خَطِيئَتِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ وَقَالَ يَامُحَمَّدُ إِذَا صَلَّيْتَ فَقُلِ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِينِ وَإِذَا أَرَدْتَ بِعِبَادِكَ فِتْنَةً فَاقْبِضْنِي إِلَيْكَ غَيْرَ مَفْتُونٍ قَالَ وَالدَّرَجَاتُ إِفْشَاءُ السَّلَامِ وَإِطْعَامُ الطَّعَامِ وَالصَّلَاةُ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ (رواه الترمذی، ٣٢٣٣)

خدمت ہوں۔ فرمایا: کیا تو جانتا ہے ملأ اعلیٰ کس امر میں اس وقت جھگڑتے ہیں؟ میں نے کہا: مجھے کوئی علم نہیں ہے۔ پس رب العزت نے اپنا ہاتھ میرے دو شانوں کے درمیان رکھا یہاں تک کہ اس کی ٹھنڈک میری دو چھاتیوں کے درمیان مجھے محسوس ہوئی یا فرمایا میرے گلے میں محسوس ہوئی۔ تو میں جان گیا جو آسمانوں میں اور زمین تھا یا فرمایا جو مشرق اور مغرب کے درمیان تھا، فرمایا: اے محمد! کیا تو جانتا ہے؟ کس امر میں ملأ اعلیٰ جھگڑا کر رہے ہیں؟ میں نے کہا: ہاں جانتا ہوں۔ درجات میں، کفارات میں اور جماعت کی طرف قدم اُٹھانے کے اجر کے بارے میں، وضو مکمل کرنے کے بارے میں۔ سردی اور ناپسند کرنے کے وقت اور نماز کے بعد دوسری نماز کے لیے انتظار کرنے کے اجر کے بارے میں اور اس بارے میں کہ جو شخص ان نمازوں کی حفاظت کرے گا وہ بھلائی کے ساتھ زندہ رہے گا اور وہ بھلائی کے ساتھ فوت ہو گا اور وہ گناہوں سے یوں پاک ہوگا جیسا ماں سے پیدا ہونے کے دن تھا۔ فرمایا: اے محمد! میں نے کہا: حاضر خدمت ہوں اور تیری ہی خدمت میں ہوں۔ فرمایا: جب تو نماز پڑھے تو کہا کر: اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں نیک اعمال کرنے کا، منکرات کو ترک کرنے کا، مساکین سے محبت کرنے کا اور جب تو اپنے بندوں کے ساتھ آزمائش کا ارادہ کرے تو مجھے فتنے میں پڑے بغیر اپنی طرف اُٹھا لے۔ اور فرمایا: درجات یہ ہیں: سلام کی اشاعت کرنا، کھانا کھلانا اور رات کو نماز پڑھنا جب لوگ سوئے پڑے ہوں۔'' (ترمذی)

شرح :......١۔ اس بارے میں یہ یاد رہے کہ رب تعالیٰ کا خوبصورت شان میں آنا، خواب میں تھا۔ حالتِ بیداری میں نہ تھا۔ مشکوٰۃ باب المساجد کی تیسری فصل میں آتا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا، میں اونگھ گیا تو میں نے دیکھا میرا رب

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

خوبصورت شان میں آیا ہے۔

یہ بالکل واضح ہے کہ یہ خواب کا معاملہ تھا، بیداری کا نہ تھا، یہی وجہ ہے کہ امام دارمی رحمہ اللہ نے جو اس حدیث پر باب باندھا ہے، وہ یہ ہے باب رویة الرب تعالیٰ فی النوم کہ یہ باب اس بارے میں ہے کہ خواب میں رب تعالیٰ کا دیدار ممکن ہے، محدثین کے نزدیک یہ حدیث، حدیث المنام خواب والی حدیث کے نام سے مشہور ہے۔

آپ ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا کیسے تھا، اس کی کیفیت اللہ تعالیٰ جانتے ہیں ہم پر فرض ہے کہ ہم اس پر ایمان رکھیں۔

۲۔ ملا اعلیٰ سے مراد وہ فرشتے ہیں جو اللہ کے نزدیک بلند رتبہ رکھتے ہیں چونکہ یہ فرشتے مجالس اور سینوں کو اپنی عظمت اور جلالت سے معمور کر دیتے ہیں، اس لیے انہیں یہ لقب دیا گیا ہے۔

جھگڑنے سے مراد یہ نہیں کہ وہ کوئی اختلاف کرتے ہیں بلکہ یہ مطلب ہے کہ کفارات اور درجات میں جو وہ آپس میں بحث اور سوال و جواب کرتے ہیں اسے جھگڑے سے تعبیر کیا گیا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کی کیفیت بیان کرنا بدعت ہے، جس طرح اس کے ہاتھ کی شان ہے وہ اس نے نبی اکرم ﷺ کے سینہ اطہر پر رکھا تا کہ اس لطف و مہربانی سے فیضان علم کا نزول آپ کے قلب معقول پر ہو۔

۳۔ اور آپ ﷺ کا یہ فرمان کہ میں نے زمین اور آسمان اور جو اس میں جان لیا، اس میں آپ ﷺ کی وسعت علمی بیان ہوئی ہے جو اللہ پاک نے آپ کی عطا کی تھی۔

ایک بات کی وضاحت بہت ضروری ہے کہ قبر پرست حضرات نے آج کل اس جملہ حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی ﷺ کو یہ خصوصیت دی ہے جو کہ کسی نبی کو نہیں دی کہ آپ ﷺ آغازِ خلق سے لے کر، روزِ قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے، حتیٰ کہ اہل جنت کا جنت میں جانا اور دوزخ والوں کا دوزخ میں جانا، سب جان لیا تھا، جس طرح اللہ تعالیٰ کا علم ہر چیز پر محیط ہے، اسی طرح آپ ﷺ کا علم بھی ہر چیز پر محیط ہے کوئی فرق نہیں صرف اتنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم ذاتی ہے، نبی ﷺ کا علم عطائی ہے۔

یہ نظریہ عقل و فکر اور کتاب و سنت کے خلاف ہے کیونکہ آپ ﷺ کو بعض چیزوں کا علم نہ تھا۔ ارشاد باری ہے:

﴿لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ﴾ (التوبة: ١٠١)

''اے پیغمبر! آپ انہیں نہیں جانتے ہم جانتے ہیں۔''

ایک دوسرے مقام پر ہے:

﴿وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنبَغِي لَهُ﴾ (یٰس: ٦٩)

''اور نہ ہم نے اپنے پیغمبر کو شعر سکھائے ہیں اور نہ یہ آپ کے لائق ہی ہیں۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ایک اور مقام پر ہے:

﴿قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّي﴾ (الاعراف : ۱۸۷)

''کہہ دیجئے! قیامت کا علم میرے رب کے پاس ہے۔''

نبی ﷺ نے جب کھجوروں کو پیوند لگانے سے منع کیا تو پھل کم آیا تھا، اس کی اجازت دیتے ہوئے آپ نے فرمایا: تم اپنی دنیا کے امور خوب جانتے ہو۔ (بخاری)

اور روز قیامت جب نبی ﷺ اور بعض لوگوں کے درمیان رکاوٹ حائل ہوگی تو آپ فرمائیں گے: انہیں کیوں روکا گیا ہے، ان میں تو میری امت کی نشانی پائی جاتی ہے، جواب آئے گا: آپ کو علم نہیں آپ کے بعد انہوں نے کیا کیا چیزیں دین میں نئی تیار کی تھیں۔ (بخاری)

اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب میں روزِ قیامت سفارش کروں گا تو ایسی تعریفات الٰہیہ کروں گا جو اب میرے علم میں نہیں، میرا رب اس دن ہی مجھے سکھائے گا۔ (بخاری)

یہ آیات اور احادیث ان لوگوں کے موقوف کی تردید کرتی ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے آیت کے ذریعے اس زمین، آسمان کے علم کا مطلب واضح کر دیا ہے کہ جس طرح ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو دینی بصیرت سے نوازا تھا، اسی طرح آپ کو بھی نوازا ہے۔ امام ابن کثیر رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

((اَیْ نُبَیِّنُ لَهٗ وَجْهَ الدَّلَالَةِ فِیْ نَظْرِهٖ اِلٰی خَلْقِهَا اِلٰی وَحْدَانِیَّةِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فِیْ مُلْكِهٖ وَخَلْقِهٖ وَاَنَّهٗ لَا اِلٰهَ غَیْرُهٗ)) (۲/ ۱۵۰)

''یعنی ہم نے ان کے لیے یہ وجہ دلالت واضح کر دی کہ انہوں نے زمین وآسمان کی پیدائش پر غور وفکر کے ذریعے اور ان کی پیدائش اور ملکیت پر نظر ڈالنے کے بعد اللہ عزوجل کی وحدانیت پہچان لی اور جان لیا کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔''

ان دلائل کی روشنی میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ آپ ﷺ کا یہ فرمانا کہ میں نے جو آسمان اور زمین میں ہے، جان لیا ہے۔ اس سے مراد ہر چیز نہیں' اس سے مراد زمین میں وآسمان کے عجائبات ہیں۔ اگر یہ تسلیم نہ کیا جائے تو پھر یہ ماننا پڑے گا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا علم بھی تمام چیزوں کا احاطہ کیے تھا۔ کیونکہ اس آیت میں بھی آتا ہے کہ ہم نے انہیں زمین وآسمان کی ملکوت دکھائی۔ اس صورت میں یہ نبی اکرم ﷺ کی خصوصیت نہ رہی جبکہ یہ لوگ ہر چیز کا عالم ہونا آپ کی خصوصیت بتاتے ہیں۔ الغرض نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان کا مطلب یہی ہے کہ آپ ﷺ کا علم ہر ہو چکی اور آنے والی چیز پر محیط نہ تھا بلکہ جو آپ نے اس حدیث میں بتائی ہیں ان کا علم تھا، یا رسالت کے متعلقہ علم تھا۔

۴۔ اب وہ چیزیں بتاتے ہیں جو فرشتوں کے زیر بحث تھیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۱) کفارات: اس سے مراد وہ نیک اعمال ہیں جو گناہوں کو مٹا دیتے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ نماز کے بعد نماز کے انتظار میں مسجدوں میں بیٹھنا تاکہ دوسری نماز ادا کی جائے۔

(۲) مسجدوں میں دور سے چل کر نماز کے لیے آنا، اگرچہ سواری پر آنا بھی جائز ہے مگر پیدل آنے میں زیادہ خشوع وخضوع اور تذلل پایا جاتا ہے۔

(۳) وضو پورا کرنا باوجود شدت کے، مثلاً شدید سردی میں وضو کرنا، بیماری کے باوجود وضو کرنا یہ کام کرنے سے زندگی اور موت کی خیر حاصل ہوتی ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَ لَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۝﴾ (النحل : ۹۷)

''جو بھی نیک عمل کرے گا خواہ مرد ہو یا عورت ہو، اس حال میں کہ وہ مومن ہو، ہم اسے اچھی زندگی میں زندہ رکھیں گے اور انہیں ان کے اجر کا بہترین بدلہ دیں گے۔''

۵۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد دعا کی تعلیم دی گئی ہے کہ یہ طلب کیا کرو خیرات کے اعمال۔ یعنی شریعت نے جن بھی اعمال کو خیر کہا ہے اور جو بھی اقوال حمیدہ اور افعالِ سعیدہ ہیں وہ ان میں شامل ہیں۔

منکرات کا ترک: جو بھی غیر شرعی کام ہیں اور اقوال بد اور اعمال بد ہیں وہ ان میں آ جاتے ہیں اور مساکین کی محبت بھی افعال خیر میں سے ہے اور جب دین میں فتنہ پیدا ہونے کا اندیشہ ہو تو پھر دنیا سے اٹھ جانے کی تمنا کی جا سکتی ہے جس کا یہاں ذکر ہے۔

۶۔ زیر بحث درجات درج ذیل ہیں۔

(۱) سلام کثرت سے پھیلانا، یہ چونکہ محبت بھرے الفاظ ہیں، یہ ایک سلامتی کا پیغام ہے اس سے دس نیکیاں حاصل ہوتی ہیں۔

(۲) کھانا کھلانا، غرباء کو کھانا کھلانا، احباب کی دعوت کرنا، اقرباء کو کھلانا یہ غمخواری اور ہمدردی کا سبب ہے۔

(۳) تہجد پڑھنے سے قبولیت کے وقت میں عبادت کا موقع ملتا ہے اور قرآن پاک میں ہے:

﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّاۤ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۝﴾ (السجده : ۱۷)

''کوئی جان نہیں جانتی اس کے لیے کیا چھپا کر رکھا گیا ہے، جو اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہوگا، بدلہ ہے جو اس نے عمل کیا۔''

اس آیہ مبارکہ میں تہجد گزاروں کا اجر ہی بیان ہوا ہے۔

۷۔ اس حدیث سے ثابت یہی ہوتا ہے کہ مساجد کی جانب نماز کے لیے جانا گناہوں کا کفارہ بنتا ہے اور بلند رتبہ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ملتا ہے، جو نہیں جاتے بہت زیادہ محرومی کا شکار ہیں۔

(اَحْكَامُ الْجَمَاعَةِ وَالْإِمَامِ وَالْمَأْمُوْمِ)

جماعت، امام اور مقتدی کے مسائل کا بیان

١٦٨٠۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ أَعْمٰى فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّهُ لَيْسَ لِيْ قَائِدٌ يَقُوْدُنِيْ إِلَى الْمَسْجِدِ فَسَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُرَخِّصَ لَهُ فَيُصَلِّيَ فِيْ بَيْتِهِ فَرَخَّصَ لَهُ فَلَمَّا وَلّٰى دَعَاهُ فَقَالَ هَلْ تَسْمَعُ النِّدَاءَ بِالصَّلَاةِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَأَجِبْ (رواه مسلم ، ٦٥٣)

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں: رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک نابینا مرد آیا اس نے کہا: یا رسول اللہ! میرے ساتھ لے جانے کے لئے کوئی نہیں جو مجھے مسجد لے جائے اور اس نے رخصت دینے کا سوال کیا۔ آپ ﷺ نے اس کو اجازت دے دی۔ وہ لوٹ گیا تو آپ ﷺ نے بُلایا...... فرمایا: تجھے اذان کی آواز سننے میں آتی ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ فرمایا پھر تو مسجد آ۔" (مسلم اور نسائی)

١٦٨١۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ أَثْقَلَ صَلَاةٍ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ صَلَاةُ الْعِشَاءِ وَصَلَاةُ الْفَجْرِ وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِيْهِمَا لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا وَلَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ بِالصَّلَاةِ فَتُقَامُ ثُمَّ آمُرَ رَجُلًا فَيُصَلِّيَ بِالنَّاسِ ثُمَّ أَنْطَلِقَ مَعِيَ بِرِجَالٍ مَعَهُمْ حُزَمٌ مِنْ حَطَبٍ إِلٰى قَوْمٍ لَا يَشْهَدُوْنَ الصَّلَاةَ فَأُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوْتَهُمْ بِالنَّارِ. (لمسلم ، ٦٥١)

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے: منافقوں پر نمازوں میں سے ثقیل نماز عشاء کی اور فجر کی نماز ہے اور اگر انہیں معلوم ہوان میں کیا فوائد ہیں تو وہ گھٹنوں پر چل کر بھی ان دونوں میں حاضر ہوں۔ میں نے ارادہ کیا تھا کہ میں نماز کی اقامت کا حکم دوں اور ایک مرد لوگوں کو نماز پڑھانے پر مامور کردوں پھر میں چند مرد لے کر جو ایندھن اٹھا کر لیجائیں پس جو لوگ نماز میں حاضر نہ ہوئے ہوں ان کے گھروں کو میں آگ لگا کر جلا دوں۔"

١٦٨٢۔ وفي رواية: وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ يَعْلَمُ أَحَدُهُمْ أَنَّهُ يَجِدُ عَرْقًا سَمِيْنًا أَوْ مِرْمَاتَيْنِ حَسَنَتَيْنِ لَشَهِدَ الْعِشَاءَ. (رواه البخاري ٦٤٤)

ایک روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں: "مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر ان لوگوں میں سے کسی کو یہ علم ہو کہ اس کو مرغن ہڈی یا دو اچھے کھر ہی مل جائیں گے تو وہ نماز عشاء میں ضرور حاضر ہو۔"

شرح: ......١۔ ثابت ہوا کہ کسی عذر کی بنا پر امام نماز کے لیے اپنا نائب مقرر کر سکتا ہے۔

(١٦٨٠) مسلم: ٦٥٣۔ نسائی: ٨٥٠۔

(١٦٨١) مسلم: ٦٥١۔ بخاری: ٧٢٢٤۔ ترمذی: ٢١٧۔ نسائی: ٨٤٨۔ ابوداؤد: ٥٤٩۔ ابن ماجہ: ٧٩١۔ احمد: ١٠٥٧٩۔ مؤطا: ٢٩٢۔ دارمی: ١٢٧٤۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۲۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ کسی عذر کی بنا پر جماعت سے پیچھے رہا جا سکتا ہے بغیر عذر جائز نہیں، نماز باجماعت فرض ہے کیونکہ اتنی سخت وعید اور نابینا کو بھی مسجد میں آنے کا حکم دینا اس کے فرض ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

۳۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ کسی خرابی پر اگر تھوڑی ڈانٹ سے درستگی ہو جائے تو اس پر اکتفاء کیا جائے اس سے سخت کی ضرورت نہیں۔

۴۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ بذریعہ مال بھی کسی کو سزا دینا جائز ہے۔

۵۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مجرم اگر نہ سمجھیں تو انہیں بے خبری میں گرفتار کیا جا سکتا ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے شریک جماعت نہ ہونے والوں کو اچانک زجر و توبیخ کرنا چاہا تھا۔

۶۔ امام وقت یا اس کے نائب کو نماز باجماعت ترک کرنے والوں کو گھروں سے نکالنے کے لیے جماعت چھوڑنے کی اجازت ہے۔

۷۔ اس میں ان لوگوں کی مذمت بھی ہے جو حقیر دنیا کا لالچ رکھتے ہیں مگر وہ عبادت جو دنیا و آخرت میں درجات دیتی ہے اس سے پہلو تہی کرتے ہیں۔

۸ جو نابینا آدمی رسول اکرم ﷺ سے نماز گھر پڑھنے کی رخصت چاہتے تھے، وہ حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ تھے۔ (مرعاۃ: ۲/۶۶) ان کا واقعہ فرضیت جماعت پر مضبوط دلیل ہے۔

۱۶۸۳۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ كَانَ يَأْمُرُ الْمُؤَذِّنَ إِذَا كَانَتِ اللَّيْلَةُ بَارِدَةً أَوْ ذَاتُ مَطَرٍ فِي السَّفَرِ أَنْ يَقُوْلَ أَلَا صَلُّوْا فِي رِحَالِكُمْ. (رواه مسلم، ٦٩٧)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سفر میں ہوتے اور رات سرد ہوتی یا بارش ہوتی تو مؤذن کو حکم دیتے کہ وہ یہ کہے خبردار نماز اپنے گھروں میں پڑھو......

شرح: ...... اس سے ثابت ہوا کہ بارش ہو یا اتنی شدید ٹھنڈک ہو کہ مسجد تک پہنچنا دشوار ہو تو اذان میں لوگوں کو آگاہ کر دیا جائے کہ اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو۔

۲۔ علامہ عبیداللہ رحمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں، بخاری کی ایک روایت میں آتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے مؤذن سے کہا تھا کہ اذان سے فراغت کے بعد کہے: آلا صَلُّوْا فِي الرِّحَالِ خبردار! گھروں میں نماز پڑھ لو۔

اور بخاری مسلم ہی کی حدیث میں آتا ہے کہ حی علی الصلاۃ اور حی الفلاح کی جگہ پر یہ کہا جائے۔ اس کا حل یہ ہے کہ

(١٦٨٢) بخاری: ٦٤٤۔ مسلم: ٦٥١۔ ترمذی: ٢١٧۔ نسائی: ٨٤٨۔ ابوداؤد: ٥٤٩۔ ابن ماجہ: ٧٩١۔ احمد: ١٠٠٥٢۔ مؤطا: ٢٥٢۔ دارمی: ١٢٧٤۔

(١٦٨٣) مسلم: ٦٩٧۔ بخاری: ٦٣٢۔ نسائی: ٦٥٤۔ ابوداؤد: ١٠٦٣۔ ابن ماجہ: ٩٣٧۔ احمد: ٥٧٦٦۔ مؤطا: ١٥٩۔ دارمی: ١٢٧٥۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دونوں مقامات پر یہ کلمہ کہنا جائز ہے۔

۳۔ بعض کا خیال ہے یہ الا صلوا فی الرحال کہنا صرف سفر کی صورت میں ہے، حضر میں نہیں۔ یہ درست نہیں۔ یہ سفر کے ساتھ خاص نہیں، نبی ﷺ نے مدینہ منورہ میں اس کے کہنے کی اجازت دی تھی۔

۴۔ یہ بھی ذہن میں رہے، ٹھنڈک یا بارش کی وجہ سے یہ کہنے کی اجازت ہے، عزیمت کے طور پر اگر کوئی مسجد میں یہ کہنے کے باوجود آتا ہے تو بہتر ہے۔ مسلم شریف میں حدیث آتی ہے کہ جو چاہے یہ کلمہ کہنے کے باوجود گھر میں نماز پڑھ لے۔ یہ دلالت ہے کہ کوئی مسجد میں آنا چاہے تو اجازت ہے۔ (مرعاۃ:۲/ ٦٧)

١٦٨٤ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ سَمِعَ الْمُنَادِيَ فَلَمْ يَمْنَعْهُ مِنِ اتِّبَاعِهِ عُذْرٌ قَالُوْا وَمَا الْعُذْرُ قَالَ خَوْفٌ أَوْمَرَضٌ لَمْ تُقْبَلْ مِنْهُ الصَّلَاةُ الَّتِي صَلَّى . (رواه أبوداود ، ٥٥١)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما مرفوع بیان کرتے ہیں: جس نے اذان سنی اور اس کو کسی عذر نے اس کی تعمیل سے منع نہ کیا۔ لوگوں نے عرض کی اس کا عذر کیا ہے؟ فرمایا: خوف یا بیماری تو اس کی نماز جو وہ پڑھے گا مقبول نہ ہوگی۔" (ابوداوٗد)

شرح: ...... علامہ منذری رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ضعیف قرار دیا ہے، اس میں ابو جناب یحییٰ بن ابی حیہ ضعیف ہے۔ بصورت صحت جیسا کہ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ اس کا مطلب ہے اگر اذان سن لی پھر بلا عذر مسجد میں نہ آیا تو اس کی نماز کامل طور پر قبول نہ ہوگی، یہ نہیں کہ بالکل قبول ہی نہیں ہوتی۔ (عون المعبود:۱/ ۲۱۶)

١٦٨٥ـ عَنْ أَوْسِ بْنِ ضَمْعَجٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا مَسْعُوْدٍ يَقُوْلُ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ يَؤُمُّ الْقَوْمَ أَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ وَأَقْدَمُهُمْ قِرَاءَةً فَإِنْ كَانَتْ قِرَاءَتُهُمْ سَوَاءً فَلْيَؤُمُّهُمْ أَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً فَإِنْ كَانُوْا فِي الْهِجْرَةِ سَوَاءً فَلْيَؤُمُّهُمْ أَكْبَرُهُمْ سِنًّا وَلَا تَؤُمَّنَّ الرَّجُلَ فِي ﴿أَهْلِهِ .﴾ وَلَا فِي سُلْطَانِهِ وَلَا تَجْلِسْ عَلَى تَكْرِمَتِهِ فِي بَيْتِهِ إِلَّا أَنْ يَأْذَنَ لَكَ أَوْ بِإِذْنِهِ . (رواه مسلم ٦٧٣)

سیدنا ابو مسعود البدری رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: لوگوں کو نماز وہ پڑھائے جو ان میں سے اللہ کی کتاب کو زیادہ جاننے والا ہو پس اگر قراءت میں برابر ہوں تو وہ پڑھائے جس نے ہجرت پہلے کی ہو اور اگر سب ہجرت میں برابر ہوں تو جس کی عمر بڑی ہو۔ اور کسی آدمی کی سلطنت میں امامت نہ کرائی جائے اور نہ اس کی اکرام کی جگہ میں بیٹھا جائے مگر اس کی اجازت سے۔" (مسلم)

١٦٨٦ـ وفي رواية: لَا يَؤُمَّ الرَّجُلُ فِي بَيْتِهِ

اور ایک روایت میں ہے: "اس کے گھر میں اس کو امامت نہ

(١٦٨٥) مسلم: ٦٧٣ـ ترمذی: ٢٣٥ـ نسائی: ٧٨٣ـ ابوداؤد: ٥٨٢ـ ابن ماجہ: ٩٨٠ـ احمد: ٢١٨٣٥.
(١٦٨٦) ابوداؤد: ٥٨٢ـ صحیح البانی: ٥٤٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وَلَا فِي سُلْطَانِهِ وَلَا يُجْلَسُ عَلَى تَكْرِمَتِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ. (رواه أبوداود ، ، ٥٨٢)

کرائی جائے اور نہ اس کی سلطنت میں اور نہ اس کی کرام کی جگہ میں بیٹھا جائے مگر اس کی اجازت سے۔"

١٦٨٧ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَفَعَهُ: مَنْ أَمَّ قَوْمًا وَفِيهِمْ مَنْ هُوَ أَقْرَأُ لِكِتَابِ اللهِ مِنْهُ لَمْ يَزَلْ فِي سِفَالٍ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. (رواه الطبراني في الأوسط)

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما مرفوع بیان کرتے ہیں: "جس نے امامت کی قوم کی اور ان لوگوں میں اس سے زیادہ اللہ کی کتاب کا قاری موجود ہو تو وہ قیامت تک پستی میں گرتا جائے گا۔" (الاوسط)

١٦٨٨ـ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ إِذَا زَارَ أَحَدُكُمْ قَوْمًا فَلَا يُصَلِّيَنَّ بِهِمْ. (للنسائي ٧٨٧)

سیّدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے فرماتے سنا: "جب تم میں سے کوئی شخص کسی قوم کی ملاقات کرنے جائے تو ان کو نماز نہ پڑھائے۔"

١٦٨٩ـ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَلَمَةَ قَالَ كُنَّا بِحَاضِرٍ يَمُرُّبِنَا النَّاسُ إِذَا أَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ فَكَانُوْا إِذَا رَجَعُوْا مَرُّوْابِنَا فَأَخْبَرُوْنَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ قَالَ كَذَا وَكَذَا وَكُنْتُ غُلَامًا حَافِظًا فَحَفِظْتُ مِنْ ذٰلِكَ قُرْآنًا كَثِيْرًا فَانْطَلَقَ أَبِي وَافِدًا إِلَى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فِي نَفَرٍ مِنْ قَوْمِهِ فَعَلَّمَهُمُ الصَّلَاةَ فَقَالَ يَؤُمُّكُمْ أَقْرَؤُكُمْ وَكُنْتُ أَقْرَأَهُمْ لِمَا كُنْتُ أَحْفَظُ فَقَدَّمُوْنِي فَكُنْتُ أَؤُمُّهُمْ وَعَلَيَّ بُرْدَةٌ لِي صَغِيْرٌ صَفْرَاءُ فَكُنْتُ إِذَاسَجَدْتُ تَكَشَّفَ عَنِّي فَقَالَتِ الْمَرْأَةُ مِنَ النِّسَاءِ وَارُوْعَنَّا عَوْرَةَ قَارِئِكُمْ فَاشْتَرَوْا لِي قَمِيْصًا عُمَانِيًا فَمَا فَرِحْتُ بِشَيْءٍ بَعْدَ الْإِسْلَامِ فَرَحِي بِهِ

سیّدنا عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم عام راستے پر آباد تھے اور لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس جاتے ہوئے ہمارے پاس سے گزر کر جاتے تھے اور جب وہ واپس آتے تو ہمیں بتاتے کہ آپ ﷺ نے یہ فرمایا اور یہ بیان کیا۔ میں حافظے والا نوعمر لڑکا تھا۔ اس طرح میں نے بہت سا قرآن پاک حفظ کرلیا تھا۔ میرا باپ اپنی قوم کے چند آدمی ساتھ لے کر وفد کی صورت میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے ان کو نماز کی تعلیم دی اور فرمایا: جو تم میں سے قرآن زیادہ پڑھنے والا ہو وہ امامت کرائے اور میں ان میں سے زیادہ قاری تھا اس لئے کہ میں حفظ کیا کرتا تھا تو انہوں نے مجھے ہی آگے کھڑا کیا اور میں ان کی امامت کرتا رہا۔ میرے اوپر چھوٹی سی چادر تھی جب میں سجدے میں جاتا تو وہ میرے بند کا کوئی حصہ ننگا کر دیتی۔ تو ایک عورت نے کہا: لوگو! اپنے

(١٦٨٧) طبرانی اوسط، وفیه الهیثم بن عقاب قال الازدی، لا یعرف قلت، ذکرہ ابن حبان فی الثقات، هیثمی: ٢٣٢٣۔

(١٦٨٨) نسائی: ٧٨٧۔ صحیح، البانی: ٧٥٩۔ ترمذی: ٣٥٦۔ ابوداؤد: ٥٩٦۔ احمد: ١٥١٧٥۔

(١٦٨٩) ابوداؤد: ٥٨٥۔ صحیح، البانی: ٧٥٩۔ بخاری: ٤٣٠٢۔ نسائی: ٦٣٦۔ احمد: ٢٠١٦٢۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فَكُنْتُ أَؤُمُّهُمْ وَأَنَا ابْنُ سَبْعِ سِنِيْنَ أَوْثَمَانِ سِنِيْنَ. (رواه أبوداود، ٥٨٥)

قاری کے ستر کو ہم سے چھپاؤ! تو لوگوں نے میرے لئے عمان کی تیار کردہ قمیص خرید کر دی پس مجھے اسلام کے بعد جتنی خوشی اس قمیص سے ہوئی کسی چیز پر اتنی خوشی نہیں حاصل ہوئی۔ میں ان لوگوں کو امامت کراتا رہا اور میری عمر سات یا آٹھ سال تھی۔

١٦٩٠۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّهُ قَالَ لَمَّا قَدِمَ الْمُهَاجِرُوْنَ الْأَوَّلُوْنَ نَزَلُوْا الْعُصْبَةَ قَبْلَ مَقْدَمِ النَّبِيِّ ﷺ فَكَانَ يَؤُمُّهُمْ سَالِمٌ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ وَكَانَ أَكْثَرُهُمْ قُرْآنًا زَادَ الْهَيْثَمُ وَفِيْهِمْ عُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ. (رواه أبوداود، ٥٨٨)

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب پہلے مہاجرین مدینے آئے تو ان کو سالم مولیٰ ابوحذیفہ نماز کی امامت کرتے تھے اور ان لوگوں میں عمر رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔

١٦٩١۔ وَكَانَتْ عَائِشَةُ يَؤُمُّهَا عَبْدُهَا ذَكْوَانُ مِنَ الْمُصْحَفِ. (للبخاری فی ترجمة الباب)

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان کا غلام ذکوان مصحف میں دیکھ کر نماز پڑھایا کرتا تھا۔ (اس کو بخاریؒ نے ترجمۃ الباب میں بیان کیا ہے۔)"

١٦٩٢۔ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اسْتَخْلَفَ ابْنَ أُمِّ مَكْتُوْمٍ يَؤُمُّ النَّاسَ وَهُوَ أَعْمٰى. (رواه أبوداود، ٥٩٥)

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو لوگوں کو نماز پڑھانے کے لیے اپنا نائب بنایا اور وہ نابینا تھے۔ (ابوداؤد)

شرح:......١۔ ثابت ہوا کہ مصحف پر سے دیکھ کر قراءت کرنا جائز ہے، اور غلام جماعت کرا سکتا ہے۔

٢۔ یہ جو ممانعت آئی ہے کہ کسی قوم میں ملاقات کے لیے جائیں تو ان کی امامت نہ کرائیں، یہ اس صورت میں ہے جب انؓ سے اجازت نہ لی ہو۔ اگر وہ اجازت دیتے ہیں تو پھر ملاقات کرنے والا ان کی امامت کروا سکتا ہے۔ افضل یہی ہے کہ اگر وہ اجازت بھی دیں تو پھر بھی امامت نہ کرائی جائے تاہم اگر اجازت دیں تو امامت جائز ہے۔ (تعلیقات سلفیہ: ١/٩٠)

٣۔ اس میں امامت کے استحقاق کے اوصاف بیان ہوئے ہیں اور حدیث میں جو یہ آیا ہے کہ زیادہ قراءت کو جاننے والا امامت کے استحقاق میں زیادہ فوقیت رکھتا ہے، اس سے مراد ہے کہ قرآن پاک جسے زیادہ یاد ہو۔ سنت سے

(١٦٩٠) ابوداؤد: ٥٨٨۔ حسن، صحیح: ٥٥٥۔ احمد: ١٢٥٨٨۔

(١٦٩١) بخاری: فی ترجمة الباب۔

(١٦٩٢) ابوداؤد: ٥٩٥۔ حسن، صحیح، البانی: ٥٥٥۔ احمد: ١٢٥٨٨۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مراد ہے کہ احادیث زیادہ یاد ہوں پھر حدیث میں مذکور ترتیب ملحوظ رکھی جائے۔

۴۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ جہاں کا کوئی امام ہو وہاں اس کی اجازت کے بغیر دوسرا امامت کے مصلیٰ پر نہ کھڑا ہو کیونکہ اس طرح اس کی توہین کا پہلو نکلتا ہے اور آپس میں بغض پیدا ہوتا ہے۔

اسی طرح کسی کے گھر میں اس کی خاص نشست پر اس کی اجازت کے بغیر نہ بیٹھا جائے۔

۵۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سب سے زیادہ قرآن پاک پڑھے ہوئے کو نماز میں آگے کرنے کی وجہ یہ ہے کہ کتاب اللہ، علم کی اصل اور بنیاد ہے اور یہ اللہ کی عظیم نشانی ہے اور اس سے وابستگی والے کو نماز میں مقدم رکھنا اور اس کی شان دوبالا کرنا یہ چیز دوسروں میں رغبت پیدا کرے گی کہ ہم بھی قرآن زیادہ یاد کریں۔ اور بہت سارے فضائل حاصل ہی رغبت کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ نماز تو اہم عبادت ہے اس میں تو ویسے بھی زیادہ رغبت پیدا کرنے کی ضرورت ہے اور کتاب اللہ کے بعد سنت کی معرفت والے کو نماز میں مقدم رکھنے کا حکم ہے کیونکہ یہ کتاب اللہ کے بعد اعلیٰ مقام رکھتی ہے۔ ملت اسلامی کا قیام اسی سے ہے اور یہ نبی اکرم ﷺ کی میراث ہے۔ اس کے بعد امامت میں آگے کرنے کے لیے ہجرت کا اعتبار کیا گیا ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے ہجرت کو عظیم نیکی قرار دیا ہے۔

اور اس کے بعد عمر رسیدہ کو آگے کر کے نماز پڑھنے کی ترغیب ہے کیونکہ تمام ملتوں اور قوموں میں عمر رسیدہ آدمی کا احترام اور عزت و توقیر مسلم ہے اور یہ تجربہ اور علم و حلم میں بڑھ کر ہوتا ہے تو نماز کے لیے اس کی امامت بہتر ہے۔ کسی کے گھر کی سلطنت یا امامت کی سلطنت میں بغیر اجازت امامت پر اس لیے پابندی لگائی گئی ہے کہ اس طرح اس کی سلطنت مجروح ہوتی ہے اس کو مجروح ہونے سے محفوظ رکھنے کے لیے پابندی لگا دی ہے۔ (حجۃ اللہ البالغہ)

۶۔ ان میں یہ بھی دلالت ہے کہ قرآن پاک جس نے زیادہ پڑھا ہو وہ امامت کا زیادہ حقدار ہے اور زیادہ پڑھنے سے مراد علم وفقہ کا زیادہ عالم یا اچھی قراءت والا نہیں، اس سے مراد ہے جسے قرآن پاک یاد زیادہ ہو۔ اور یہ بھی دلیل ہے کہ وہ بچہ جسے تمیز ہو وہ امامت کروا سکتا ہے خواہ امامت فرض نماز کی ہو یا نفل نماز کی ہو۔

002541

بعض حضرات نابالغ بچے کی امامت جائز قرار نہیں دیتے۔ انہوں نے جو بھی دلائل دیئے ہیں، وہ کمزور ہیں۔ ان میں کوئی استدلال بھی زیادہ قابل غور نہیں۔ یہ بالکل واضح ہے کہ نابالغ بچہ جو تمیز والا ہو امامت کروا سکتا ہے۔

۷۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ نابینا کی امامت جائز ہے۔ علامہ عبیداللہ رحمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نماز اور دیگر امور کے لیے آپ ﷺ نے ابن ام مکتوم کو نائب مقرر کیا تھا۔ یہ نیابت ان کی تقریباً تیرہ مرتبہ ہوئی تھی۔ (مرعاۃ: ۲/ ۱۰۷)

۱۶۹۳۔۔۔ عَنْ أُمِّ وَرَقَةَ بِنْتِ عَبْدِ اللهِ بْنِ نَوْفَلٍ الأَنْصَارِيَّةِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا غَزَا بَدْرًا قَالَتْ قُلْتُ لَهُ يَارَسُوْلَ اللهِ اءْذَنْ لِيْ فِي	سیدہ ام ورقہ بنت نوفل رضی اللہ عنہا بنت عبداللہ بن نوفل انصاریہ سے روایت ہے کہ وہ کہتی ہیں: میں نے عرض کی! یارسول اللہ ﷺ مجھے اپنے ساتھ غزوات میں جانے کی اجازت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْغَزْوِ مَعَكَ أُمَرِّضُ مَرْضَاكُمْ لَعَلَّ اللهَ أَنْ يَرْزُقَنِي شَهَادَةً قَالَ قَرِّي فِي بَيْتِكِ فَإِنَّ اللهَ تَعَالَى يَرْزُقُكِ الشَّهَادَةَ قَالَ فَكَانَتْ تُسَمَّى الشَّهِيدَةُ قَالَ وَكَانَتْ قَدْ قَرَأَتِ الْقُرْآنَ فَاسْتَأْذَنَتِ النَّبِيَّ ﷺ أَنْ تَتَّخِذَ فِي دَارِهَا مُؤَذِّنًا فَأَذِنَ لَهَا قَالَ وَكَانَتْ قَدْ دَبَّرَتْ غُلَامًا لَهَا وَجَارِيَةً فَقَامَا إِلَيْهَا بِاللَّيْلِ فَغَمَّاهَا بِقَطِيفَةٍ لَهَا حَتَّى مَاتَتْ وَذَهَبَا فَأَصْبَحَ عُمَرُ فَقَامَ فِي النَّاسِ فَقَالَ مَنْ كَانَ عِنْدَهُ مِنْ هَذَيْنِ عِلْمٌ أَوْ مَنْ رَآهُمَا فَلْيَجِئْ بِهِمَا فَأَمَرَ بِهِمَا فَصُلِبَا فَكَانَا أَوَّلَ مَصْلُوبٍ بِالْمَدِينَةِ. (وَعَنْ أُمِّ وَرَقَةَ بِنْتِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ بِهَذَا الْحَدِيثِ وَالْأَوَّلُ أَتَمُّ) قَالَ وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَزُورُهَا فِي بَيْتِهَا. ﴿وَجَعَلَ لَهَا مُؤَذِّنًا يُؤَذِّنُ لَهَا﴾ وَأَمَرَهَا أَنْ تَؤُمَّ أَهْلَ دَارِهَا قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَأَنَا رَأَيْتُ مُؤَذِّنَهَا شَيْخًا كَبِيرًا. (رواه أبوداود: ٥٩١)

دیدیں، میں بیماروں کا علاج اور زخمی لوگوں کی مرہم پٹی کروں گی اور اللہ تعالیٰ شاید مجھے شہادت بھی عنایت کردے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو اپنے گھر میں ٹھہری رہنا اللہ تعالیٰ تجھے بھی شہادت دیدے گا۔ تو ان کا نام شہیدہ پڑ گیا تھا۔ انہوں نے قرآن مجید پڑھا تھا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کی کہ وہ اپنے گھر میں موذن مقرر کرسکیں جوان کے لئے اذان کہے اور آپ نے اس کو اجازت دیدی۔ اس نے اپنی لونڈی غلام اور اپنے کو اپنے مرنے کے بعد آزاد (مدبر) کردیا تھا وہ دونوں ایک رات اٹھے اور اسی کی ایک رسی سے اس کے گلے میں پھندا ڈال دیا یہاں تک کہ وہ وفات پاگئی اور وہ دونوں بھاگ کر چلے گئے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اعلان کیا اور لوگوں کو کہا: ان دونوں کا جس کو علم ہو وہ ان کو پکڑ لائے۔ وہ دونوں لائے گئے اور ان کو قصاص میں سولی دی گئی پس وہ دونوں مدینہ میں سب سے پہلے سولی پر لٹکائے گئے تھے۔ اس خاتون کی رسول اللہ ﷺ نے اُس کے گھر جا کر ملاقات کیا کرتے تھے۔ عبدالرحمٰن کہتے ہیں میں نے اس خاتون کے مؤذن کو دیکھا ہے وہ ایک بوڑھا مرد تھا۔"

شرح: ......۱۔ مدبر اس غلام کو کہتے ہیں جسے آقا نے وفات کے بعد آزاد کرنے کا کہا ہو۔

۲۔ یہ حدیث اور دیگر روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ عورتوں کی امامت اور جماعت، عورتوں کے لیے ثابت ہے اور عورت جب امامت کرائے تو عورتوں کے درمیان میں کھڑی ہو۔

اور اپنے گھر جماعت کرائے تو اذان کسی آدمی سے کہلوائے اور وہ گھر والوں کے ساتھ مل کر عورت کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے بشرطیکہ وہ غلام ہو، عام آدمی نہ ہو۔ اور ذی محرم بھی ہو تو تب پیچھے نماز نہ پڑھے۔

اور آدمی فقط عورتوں کی امامت کروائے یہ جائز ہے۔ (عون المعبود: ۱/ ۲۳۱)

(۱۶۹۳) ابوداؤد: ۵۹۱۔ حسن، البانی: ۵۵۲۔ احمد: ۲۶۷۳۸.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

١٦٩٤۔ عَنْ عُمَرَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ وَاثِلَةَ بْنَ الْأَسْقَعِ عَنِ الصَّلَاةِ خَلْفَ الْقَدْرِيِّ فَقَالَ: لَا تُصَلِّ خَلْفَهُ أَمَا أَنَا لَوْكُنْتُ صَلَّيْتُ خَلْفَهُ لَأَعَدْتُ صَلَاتِي (رواه الطبرانی فی الکبیر ٢٢/ ٥٣ بلين)

عمر انصاری روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں میں نے واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے تقدیر کے منکر کے پیچھے نماز پڑھنے کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: قدری کے پیچھے نماز نہ پڑھنا، اگر میں اس کے پیچھے پڑھ لوں تو (معلوم ہونے پر) اپنی نماز کا اعادہ کروں گا۔" (الکبیر بروایتِ کمزور)

١٦٩٥۔ عَنْ مُعَاذِبْنِ جَبَلٍ، رَفَعَهُ: أَطِعْ كُلَّ أَمِيْرٍ وَصَلِّ خَلْفَ كُلِّ إِمَامٍ وَلَا تَسُبَّنَّ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِي. (رواه الطبرانی فی الکبیر بانقطاع)

سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: "ہر امیر کی اطاعت کر اور ہر امام کے پیچھے نماز پڑھ اور میرے اصحاب میں سے کسی کو گالی نہ دے۔" (الکبیر سند منقطع ہے۔)

١٦٩٦۔ عَنْ شَيْخٍ مِنْ طَيْءٍ قَالَ: مَرَّ ابْنُ مَسْعُوْدٍ عَلَى مَسْجِدٍ لَنَا فَتَقَدَّمَ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ، ثُمَّ قَالَ: نَحُجُّ بَيْتَ رَبِّنَا وَنَقْضِي الدَّيْنَ، وَهُوَمِثْلُ الْقَطَوَاتِ يَهْوِيْنَ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: ﴿مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْآخِرَةِ إِنْ هٰذَا إِلَّا اخْتِلَاقٌ﴾ فَانْصَرَفَ عَبْدُاللّٰهِ. (رواه الطبرانی فی الکبير ٩٣٧٩ وفی الشيخ من طیء مقال)

شیخ بنوطے نے کہا، ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہماری مسجد کے قریب سے گذرے تو ان لوگوں میں سے ایک شخص نے آگے بڑھ کر سورت الفاتحہ پڑھی اور اس کے بعد کہا: ہم اپنے رب کے گھر کا حج کرتے ہیں اور قرض ادا کرتے ہیں۔ وہ ان طویل ٹانگوں والے قطاء نامی پرندے کی مانند ہے جو آہستہ آہستہ چلتے ہیں۔ عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا: یہ بات تو کسی دین میں ہم نے نہیں سنی، یہ بالکل من گھڑت بات ہے پس عبداللہ واپس لوٹ گئے۔ (الکبیر۔ شیخ بنوطے کے متعلق بہت زیادہ چہ میگوئیاں ہیں۔)

١٦٩٧۔ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ خِيَارٍ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَهُوَ مَحْصُوْرٌ فَقَالَ إِنَّكَ إِمَامُ الْعَامَّةِ وَنَزَلَ بِكَ مَا نَرَى وَيُصَلِّي لَنَا إِمَامُ فِتْنَةٍ وَنَتَحَرَّجُ فَقَالَ الصَّلَاةُ أَحْسَنُ مَا يَعْمَلُ النَّاسُ فَإِذَا أَحْسَنَ النَّاسُ فَأَحْسِنْ مَعَهُمْ وَإِذَاأَسَاؤُا

عبداللہ بن عدی نے عثمان رضی اللہ عنہ کو کہا جب کہ وہ محاصرے میں تھے: آپ امام عام تھے اور آپ پر جو وقت آیا ہے اس سے بھی آپ باخبر ہو۔ ہمیں فتنے کے سردار لوگ نماز پڑھاتے ہیں اور ہم اس کے ساتھ نماز پڑھنے میں حرج محسوس کرتے ہیں۔ عثمان نے کہا: نماز لوگوں کے اعمال میں سے اچھا عمل ہے پس جب لوگ نیک عمل کریں تو ان کے ساتھ تو بھی نیک عمل کر۔ اور جب

(١٦٩٤) طبرانی کبیر: ٢٢/٥٣۔ من رواية حبيب بن عمر عن ابيه وحبيب ذكره ابن حبان فی الثقات وابوه عمر لم اعرفه وبقية مدلس۔ هيثمی: ٢٣٣٨.

(١٦٩٥) طبرانی کبیر، مکحول لم يسمع من معاذ۔ هيثمی: ٢٣٣٩.

(١٦٩٦) طبرانی کبیر: ٩٣٧٩۔ وهذا الشيخ الطائی لا اعرفه وفيه مقال وبقية رجاله ثقات هيثمی: ٢٣٣٧.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فَاجْتَنِبْ إِسَاءَتَهُمْ. (رواه البخاري ٦٩٥) لوگ گناہ کریں تو ان کے گناہ میں شامل نہ ہو۔'' (بخاری)

شرح: ......١۔ یہ بلوائی تھے جنہوں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے خلاف، خلافت سے معزول کرنے کے لیے مدینہ کو قبضہ میں لے رکھا تھا۔ اس دوران، ان بلوائیوں کے سربراہ کنانہ بن بشیر نے جماعت کرانا شروع کی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے اس باغی اور فتنہ پرور کے پیچھے نماز پڑھنے میں نفرت کا اظہار کیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں اجازت دی۔

٢۔ اس واقعہ میں فتنے سے بچنے سے آگاہ کیا گیا ہے، قول، فعل، اعتقاد کسی لحاظ سے اس میں حصہ دار نہ ہوں۔ اور اس میں فتنے کے زمانہ میں نماز باجماعت کی ترغیب ہے تاکہ مسلمانوں کی جمعیت منتشر نہ ہو۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ نماز باجماعت میں تعطل نہیں آنا چاہیے۔ خواہ امام ناپسندیدہ ہی ہو۔ (فتح الباری: ١/ ١٩٠)

١٦٩٨۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ ثَلاَثَةٌ لاَ يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُمْ صَلاَةً مَنْ تَقَدَّمَ قَوْماً وَهُمْ لَهُ كَارِهُوْنَ وَرَجُلٌ أَتَى الصَّلاَةَ دِبَارًا وَالدِّبَارُ أَنْ يَأْتِيَهَا بَعْدَ أَنْ تَفُوْتَهُ وَرَجُلٌ اعْتَبَدَ مُحَرَّرَهُ. (رواه أبوداود ٥٩٣)

سیّدنا ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''تین آدمیوں کی نماز قبول نہیں کی جاتی۔ ایک وہ جو کسی قوم کو امامت کرائے اور وہ لوگ اس کو ناپسند کرتے ہوں۔ اور وہ جو نماز کو پیچھے سے جا پہنچے۔ اور پیچھے سے پہنچنا یہ ہے کہ نماز کا وقت فوت ہو جائے اور تیسرا وہ جو کسی آزاد انسان کو غلام بنائے۔'' (ابوداؤد)

١٦٩٩۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلاَثَةٌ لاَ تُجَاوِزُ صَلاَتُهُمْ آذَانَهُمُ الْعَبْدُ الآبِقُ حَتَّى يَرْجِعَ وَامْرَأَةٌ بَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَلَيْهَا سَاخِطٌ وَإِمَامُ قَوْمٍ وَهُمْ لَهُ كَارِهُوْنَ. (رواه الترمذي ، ٣٦٠)

سیّدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں: ''تین آدمیوں کی نماز ان کے کانوں سے اوپر بلند نہیں ہوتی۔ ایک وہ جو کسی کا غلام ہو اور مالک سے بھاگ جائے یہاں تک کہ لوٹ کر آجائے۔ اور وہ عورت جس کا خاوند رات گذرنے تک اس سے ناراض ہو۔ اور وہ شخص جو کسی قوم کا امام ہو اور لوگ اس کی امامت ناپسند کرتے ہوں۔''

شرح: ......١۔ اس حدیث میں جو یہ کہا گیا ہے کہ ان تین افراد کی نماز ان کے کانوں سے اوپر نہیں گزرتی، اس سے مراد ہے کہ ان کی نماز قبول نہیں ہوتی۔

٢۔ غلام یا لونڈی اپنے آقا کی اجازت کے بغیر کہیں نکل جائیں تو ان کی نماز قبول نہیں ہوتی، ہاں آقا کے پاس

(١٦٩٧) بخاری: ٦٩٥۔

(١٦٩٨) ابوداؤد: ٥٩٣۔ ضعیف، البانی: ١١٩۔ الا الشطر الاول صحیح، اخرجہ ابن ماجۃ: ٩٧٠۔

(١٦٩٩) ترمذی: ٣٦٠۔ حسن، البانی: ٢٩٥۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

آ جائیں تو پھر قبول ہوگی۔

۳۔ بیوی جس سے خاوند ناراض ہو، اس کی نماز اس صورت میں قبول نہ ہوگی جب خاوند اس کی بد خلقی، بے ادبی اور بات نہ ماننے کی صورت میں ناراض ہو۔ اگر خاوند بلاوجہ اور بغیر جرم ہی ناراض ہو تو پھر اس پر گناہ نہیں۔ ثابت ہوا کہ اگر خاوند کا غصہ حق پر ہے تو اس عورت کا اتنا بڑا گناہ ہے کہ صبح تک فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے تھے۔ (بخاری، مسلم)

۴۔ یہاں اس امام کی مذمت ہے جس نے شریعت کے خلاف مذموم حرکت کی ہو۔ اگر کوئی دنیاوی وجہ ہو یا ذاتی وجہ ہو تو پھر اس کی امامت اور پھر مخالف بھی اہل دین ہوں اور ایک دو نہ ہوں، بلکہ اکثریت میں ہوں یہ پھر بھی امامت نہ چھوڑے اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔

۱۷۰۰۔ عَنْ عَمْرٍو وَسَمِعَهُ مِنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ مُعَاذٌ يُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ يَرْجِعُ فَيَؤُمُّنَا قَالَ مَرَّةً ثُمَّ يَرْجِعُ فَيُصَلِّي بِقَوْمِهِ فَأَخَّرَ النَّبِيُّ ﷺ لَيْلَةَ الصَّلَاةِ وَقَالَ مَرَّةً الْعِشَاءَ فَصَلَّى مُعَاذٌ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ جَاءَ يَؤُمُّ قَوْمَهُ فَقَرَأَ الْبَقَرَةَ فَاعْتَزَلَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَصَلَّى فَقِيلَ نَافَقْتَ يَا فُلَانُ فَقَالَ مَا نَافَقْتُ فَأَتَى رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ إِنَّ مُعَاذًا يُصَلِّي مَعَكَ ثُمَّ يَرْجِعُ فَيَؤُمُّنَا ﴿يَارَسُولَ اللهِ ﷺ وَإِنَّمَا نَحْنُ أَصْحَابُ نَوَاضِحَ وَنَعْمَلُ بِأَيْدِينَا وَإِنَّهُ جَاءَ يَؤُمُّنَا﴾ فَقَرَأَ بِسُورَةِ الْبَقَرَةِ فَقَالَ يَا مُعَاذُ أَفَتَّانٌ أَنْتَ أَفَتَّانٌ أَنْتَ اِقْرَأْ بِكَذَا اِقْرَأْ بِكَذَا قَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى. (رواه أبوداود، ۷۹۰)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ معاذ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ کر واپس جاتے اور اپنی قوم کو نماز پڑھاتے تھے۔ ایک دن نبی ﷺ نے نماز عشاء بہت تاخیر سے پڑھائی اور معاذ رضی اللہ عنہ نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی۔ پھر وہ لوٹ کر آئے اور اپنی قوم کو نماز پڑھائی اور سورت البقرہ تلاوت کی۔ لوگوں میں سے ایک مرد علیحدہ ہوا اور اس نے نماز تنہا پڑھی۔ تو اس کو کہا گیا اے فلاں شخص تو نے نفاق کیا۔ اس نے کہا میں منافق نہیں ہوا۔ وہ پھر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کی: ہم کھیتی باڑی کرنے والے ہیں اور ہم اپنے ہاتھوں سے کام کرتے ہیں اور وہ معاذ رضی اللہ عنہ نماز پڑھ کر واپس جاتے ہیں۔ اور پھر وہ ہمیں نماز پڑھاتے ہیں اور سورت البقرہ پڑھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے معاذ! کیا تو فتنے میں ڈالنے والا ہے؟ تو اس سورت کی قراءت کر اور اس سورت کی تلاوت کیا کر۔ ابوزبیر نے کہا سورت الاعلیٰ اور سورت الیل مراد ہیں۔"

۱۷۰۱۔ وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ: النَّبِيُّ ﷺ لِرَجُلٍ

"ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص سے

(۱۷۰۰) ابوداؤد: ۷۹۰۔ حسن، البانی: ۲۹۵۔

(۱۷۰۱) ابوداؤد: ۷۹۲۔ صحیح، البانی: ۷۱۰۔ احمد: ۱۵٤٦۸۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

كَيْفَ تَصْنَعُ يَا ابْنَ أَخِي إِذَا صَلَّيْتَ قَالَ أَقْرَأُ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَأَسْأَلُ اللهَ الْجَنَّةَ وَأَعُوذُ بِهِ مِنَ النَّارِ وَإِنِّي لاَ أَدْرِي مَا دَنْدَنَتُكَ وَلاَ دَنْدَنَةُ مُعَاذٍ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِنِّي وَمُعَاذٌ حَوْلَ هَاتَيْنِ أَوْنَحْوَ هَذَا. (رواه أبوداود، ٧٩٢)

فرمایا: اے میرے بھائی کے بیٹے! جب تو نماز پڑھتا تو کیسے پڑھتا ہے؟ اس نے کہا: میں سورت الفاتحہ پڑھتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کرتا اور جہنم کی آگ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتا ہوں اور میں آپ ﷺ کی گنگناہٹ اور معاذ کی گنگناہٹ نہیں جانتا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اور معاذ بھی ان ہی دو امور کے آس پاس رہتے ہیں۔''

١٧٠٢۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ لِلنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ فَإِنَّ فِي النَّاسِ الضَّعِيفَ وَالسَّقِيمَ وَفِي رِوَايَةٍ بَدَلَ السَّقِيمِ الْكَبِيرَ (لمسلم ٤٦٧)

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''جب تم میں سے کوئی شخص لوگوں کو نماز پڑھائے تو تخفیف کے ساتھ پڑھائے اس لئے کہ ان میں کمزور، بیمار اور بوڑھے ہوتے ہیں۔''

١٧٠٣۔ زاد في رواية: وَذَاالْحَاجَةِ (رواه مسلم، ٤٦٧)

ایک روایت میں زائد یہ الفاظ میں فرمایا: ''اور حاجت والے ہوتے ہیں۔''

١٧٠٤۔ وَعَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ إِنِّي لأَدْخُلُ فِي الصَّلاَةِ وَأَنَا أُرِيدُ إِطَالَتَهَا فَأَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فَأَتَجَوَّزُ فِي صَلاَتِي مِمَّا أَعْلَمُ مِنْ شِدَّةِ وَجْدِ أُمِّهِ مِنْ بُكَائِهِ. (رواه البخاري، ٧٠٩)

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''میں نماز میں داخل ہوتا ہوں تو ارادہ کرتا ہوں کہ نماز طویل کر کے پڑھوں گا اور پھر بچے کی آواز سنتا ہوں تو نماز مختصر کر دیتا ہوں اس لئے کہ بچے کے رونے سے اس کی ماں کو جو تکلیف پہنچتی ہے۔''

١٧٠٥۔ عَنْ سَالِمٍ أَبِي النَّضْرِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حِينَ تُقَامُ الصَّلاَةُ فِي الْمَسْجِدِ إِذَا رَآهُمْ قَلِيلًا جَلَسَ لَمْ يُصَلِّ وَإِذَا رَأَى هُمْ جَمَاعَةً صَلَّى. (رواه أبوداود، ٥٤٥)

سالم بن نضر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے وقت جب مسجد میں آتے اور لوگوں کی تعداد تھوڑی دیکھتے تو بیٹھ جاتے اور جب ان کو جمع دیکھتے تو نماز پڑھانا شروع کر دیتے۔ (ابوداؤد)

(١٧٠٢) مسلم: ٤٦٧۔ بخاری: ٧٠٣۔ ترمذی: ٢٣٦۔ نسائی: ٨٢٣۔ ابوداؤد: ٧٩٥۔

(١٧٠٣) مسلم: ٤٦٧۔ بخاری: ٧٠٣۔ ترمذی: ٢٣٦۔ نسائی: ٨٢٣۔ ابوداؤد: ٧٩٥۔

(١٧٠٤) مسلم: ٤٧٣۔ بخاری: ٧٠٩۔ ترمذی: ٣٧٦۔ نسائی: ١١٣٥۔ ابوداؤد: ٤٩٠٤۔ ابن ماجه: ٩٨٩۔ احمد: ١٣٥٨٥۔ درمی: ١٢٦٠۔

(١٧٠٥) ابوداؤد: ٥٤٥۔ ضعیف، البانی: ١٠٧۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شرح:......۱۔ یہ ثابت ہوا کہ امام مقتدیوں کے حالات کا خیال رکھے اور جماعت کرواتے ہوئے تخفیف مدنظر رکھے۔

۲۔ دنیاوی امور بھی نماز کی تخفیف کا سبب بن سکتے ہیں۔

۳۔ مقتدی عذر کی بنا پر امام کی نماز سے باہر آ سکتا ہے۔

۴۔ فرض نماز پڑھنے والا نفل نماز پڑھنے والے کے پیچھے باجماعت نماز پڑھ سکتا ہے کیونکہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرض نماز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت میں پڑھ کر جماعت کرواتے تھے جو کہ ان کی نفلی نماز تھی اور مقدیوں کی فرض نماز تھی۔

۵۔ یہ جو جنت کے سوال کرنے اور دوزخ سے پناہ طلب کرنے کا ذکر ہے، اس کا حضرت معاذ رضی اللہ عنہ والی حدیث سے یہ تعلق ہے کہ یہ پناہ طلب کرنے کا واقعہ سنانے کے بعد حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی امامت والا واقعہ بھی سنایا تھا کیونکہ جسے پناہ طلب کرنے کا واقعہ سنا رہے تھے، وہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی قوم کا آدمی تھا۔ (عون المعبود:۱/۲۹۲) اسے یہ دونوں واقعات حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے سنا دیے۔

۶۔ ان میں سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو اپنے ساتھیوں پر شفقت رکھتے تھے، اور بڑوں اور چھوٹوں کے حالات کی جو رعایت کرتے تھے اس کا بھی علم ہوتا ہے۔ یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ نماز میں نئی صورت حال پیدا ہونے کی وجہ سے نماز کی قراءت میں تخفیف جائز ہے۔ امام خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس میں دلیل ہے کہ ایک آدمی جماعت میں ملنے کا ارادہ رکھتا ہے اور امام اسے محسوس کر لیتا ہے تو امام رکوع وغیرہ یا قراءت طویل کر سکتا ہے تاکہ وہ مل جائے اسی طرح حادثہ کی وجہ سے تخفیف بھی کر سکتا ہے۔ (معالم السنن:۱/۲۰۱) اس سے یہ ثابت ثابت ہوا کہ عورتیں اور بچے بھی مسجدوں میں جا سکتے ہیں۔

۷۔ نماز میں تخفیف کا خیال رکھا جائے۔ تخفیف سے مراد ہے کہ فرائض اور نماز کے واجبات اور سنتوں میں خلل نہ آئے، رکوع و سجود میں اطمینان ہو، کوے کی مانند ٹھونگیں نہ ماری جائیں، ان قیود کے ساتھ تخفیف کی جائے اور جماعت میں جو کمزور ترین نظر آتا ہے اس کے معیار پر نماز ادا کی جائے۔

۱۷۰۶۔ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يُصَلِّ الْإِمَامُ فِي الْمَوْضِعِ الَّذِيْ صَلَّى فِيْهِ حَتّٰى يَتَحَوَّلَ. (رواه أبوداود ٦١٦)

سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''امام جس جگہ فرض نماز پڑھاتا ہے اس جگہ کو تبدیل کیے بغیر نماز نہ پڑھے۔'' (ابوداود)

۱۷۰۷۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَيَعْجِزُ أَحَدُكُمْ قَالَ عَنْ عَبْدِ الْوَارِثِ أَنْ يَتَقَدَّمَ أَوْ يَتَأَخَّرَ أَوْ عَنْ يَمِيْنِهِ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رفع کرتے ہیں: ''کیا تم میں سے کوئی شخص یہ نہیں کر سکتا کہ آگے بڑھ جائے یا پیچھے آ جائے یا دائیں یا بائیں چلا جائے۔'' (ابوداود)

(۱۷۰۶) ابوداؤد: ٦١٦۔ صحیح: ٥٧٦۔ ابن ماجه: ١٤٢٨۔

(۱۷۰۷) ابوداؤد: ١٠٠٦۔ صحیح، البانی: ٨٨٥۔ ابن ماجه: ١٤٢٧۔ احمد: ٩٢١٢۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

أَوْ عَنْ شِمَالِهِ. (رواه أبوداود، ١٠٠٦)

١٧٠٨۔ وَلِلْبُخَارِيِّ تَعْلِيقًا يَذْكُرُ، عَنْهُ رَفَعَهُ: لَا يَتَطَوَّعُ الْإِمَامُ فِي مَوْضِعِهِ. (وَلَمْ يَصِحَّ)

امام بخاری نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث کا ذکر کیا ہے کہ امام اپنی جگہ نفل نماز نہ پڑھے (اور یہ صحیح نہیں ہے۔)

١٧٠٩۔ وَلَهُ عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ فِي مَكَانِهِ الَّذِي صَلَّى فِيهِ الْفَرِيضَةَ وَفَعَلَهُ وَالْقَاسِمُ. (للبخاري تعليقا.)

اور بخاری کے ہاں نافع رحمہ اللہ کی روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ اسی جگہ نفل نماز پڑھتے تھے جہاں انہوں نے فرض نماز پڑھی ہوتی تھی۔ اور قاسم رحمہ اللہ بھی اسی طرح کرتے تھے۔

شرح: ......فرض والی جگہ پر نماز نفل جائز ہے تاہم افضل یہی ہے کہ جگہ بدل کر نفل پڑھیں۔ امام ہو یا مقتدی ہو۔ وجہ یہ ہے کہ اس طرح عبادت کے مقامات زیادہ ہو جاتے ہیں کیونکہ یہ مقامات گواہ ہوں گے، جیسا کہ سورت زلزال میں ہے: ﴿يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا﴾ میں کہ اس دن زمین اپنی خبریں بیان کرے گی۔ یعنی اس پر جو عمل کیے ہوں گے ان کے متعلق بتائے گی۔ اور سورت دخان میں بھی آتا ہے: ﴿فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْأَرْضُ﴾ "ان پر نہ تو آسمان رویا اور نہ ہی زمین روئی۔" مومن جب فوت ہوتا ہے تو اس کی جائے نماز بھی اس پر روتی ہے اور اس وجہ سے بہتر ہے کہ جہاں فرض پڑھیں ہیں نفل کے لیے دوسری جگہ بدل لیں۔ یا پھر نفل پڑھنے سے پہلے فرض کے بعد بات ہو جائے یا مسجد سے باہر چلا جائے۔ (عون المعبود: ا/ ٢٣٨)

١٧١٠۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا سَلَّمَ ﴿قَامَ النِّسَاءُ حِيْنَ يَقْضِي تَسْلِيْمَهُ﴾ وَيَمْكُثُ هُوَ فِي مَقَامِهِ يَسِيْرًا قَبْلَ أَنْ يَقُوْمَ قَالَ نَرَى وَاللّٰهُ أَعْلَمُ أَنَّ ذٰلِكَ كَانَ لِكَيْ يَنْصَرِفَ النِّسَاءُ قَبْلَ أَنْ يُدْرِكَهُنَّ أَحَدٌ مِنَ الرِّجَالِ. (رواه البخاري ٨٧٥)

سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب نماز سے سلام پھیرتے تو اپنی اسی جگہ پر تھوڑی دیر کے لئے ٹھہرے رہتے تھے۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا خیال ہے واللہ اعلم کہ آپ اس لئے ٹھہرتے تا کہ خواتین مردوں کے پہنچنے سے پہلے لوٹ جائیں۔

١٧١١۔ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثٌ لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يَفْعَلَهُنَّ لَا يَؤُمُّ رَجُلٌ قَوْمًا فَيَخُصَّ نَفْسَهُ بِالدُّعَاءِ فَإِنْ فَعَلَ

ثوبان رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: "تین باتیں کرنا کسی کے لئے جائز نہیں ہیں۔ کوئی مرد کسی قوم کو امامت کرائے اور ان کو ترک کر کے صرف اپنے لئے دعا مانگے۔ اگر اس نے ایسا کیا تو اس نے اس قوم کی خیانت کی۔ دوسری یہ بات کہ کسی کے گھر

(١٧٠٨) بخاری: تعليقاً، لم يصح: ٧٤٤.

(١٧٠٩) بخاری: تعليقاً، لم يصح: ٧٤٤.

(١٧١٠) بخاری: ٨٧٥۔ نسائی: ١٣٣٣۔ ابوداؤد: ١٠٤٠۔ ابن ماجه: ٩٣٢۔ احمد: ٢٦١٤٨.

(١٧١١) ابوداؤد: ٩٠۔ ضعيف، البانی: ١٥۔ احمد: ٢١٩٠٩.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَقَدْ خَانَهُمْ وَلَا يَنْظُرُ فِي قَعْرِ بَيْتٍ قَبْلَ أَنْ يَسْتَأْذِنَ فَإِنْ فَعَلَ فَقَدْ دَخَلَ وَلَا يُصَلِّي وَهُوَ حَقِنٌ حَتَّى يَتَخَفَّفَ. (رواه أبوداود، ٩٠)

میں داخل ہونے کی اجازت ملنے سے پہلے گھر کے اندر نہ دیکھے اگر اس نے دیکھا تو ان کی خیانت کی۔ اور تیسری یہ بات کہ بول و براز روکنے والا نماز نہ پڑھے یہاں تک کہ ہلکا پھلکا ہو جائے۔

١٧١٢۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِذْ سَمِعَ جَلَبَةَ رِجَالٍ فَلَمَّا صَلَّى قَالَ مَا شَأْنُكُمْ قَالُوْا اسْتَعْجَلْنَا إِلَى الصَّلَاةِ قَالَ فَلَا تَفْعَلُوْا إِذَا أَتَيْتُمُ الصَّلَاةَ فَعَلَيْكُمْ بِالسَّكِيْنَةِ فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوْا (للبخاري، ٦٣٥)

سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے کہ آپ ﷺ نے چند مردوں کے سانس اکھڑے ہوئے محسوس کیے۔ جب نماز مکمل کی تو فرمایا: تمہیں کیا ہوا؟ انہوں نے عرض کی: ہم نے تیز رفتار چل کر نماز کو پہنچنے کی کوشش کی ہے۔ فرمایا: ایسا نہ کیا کرو، جب تم نماز کے لیے آؤ تو تسکین اختیار کرو پس نماز جس قدر تم پالو وہ پڑھو اور جو تم سے فوت ہو جائے اس کو مکمل کرو۔''

شرح: .....١۔ یہ ثابت ہوا کہ عورتوں کا خیال رکھا جائے جب یہ نماز سے فارغ ہو کر گھروں کو جائیں تو مردوں سے خلط ملط نہ ہوں بلکہ انہیں پہلے گزرنے دیں۔

نبی اکرم ﷺ نے جب عبادت کے موقع پر میل جول کی عورتوں، مردوں کو اجازت نہیں دی بلکہ حیا کا سبق دیا ہے تو پھر وہ خواتین جو یورپ کی نقالی میں ہر مقام پر مردوں کے ساتھ گھل مل کر رہتی ہیں وہ خود ہی سوچ لیں ان سے نبی اکرم ﷺ کی کتنی زیادہ نافرمانی ہو رہی ہے۔

٢۔ نمازی کسی اچانک پیدا ہونے والی صورت حال کی طرف معمولی متوجہ ہو جائے تو نماز خراب نہیں ہوتی، جیسا کہ نبی اکرم ﷺ کی توجہ لوگوں کی حرکت کی طرف ہو گئی تھی۔

٣۔ سکینت اختیار کرنے کا مطلب ہے کہ نماز کی طرف آنے والا اپنی حرکات میں ٹھہراؤ پیدا کرے اور بے کار کاموں سے اجتناب کرے۔ وقار سے مراد ہے نگاہ پست ہو، آواز نرم ہو، اور ادھر ادھر نہ جھانکے بلکہ نہایت ہی عمدہ حالت میں نماز کی جانب گامزن ہو۔ وجہ یہ ہے کہ جب آدمی نماز کا ارادہ لے کر چلتا ہے تو وہ نمازی تصور ہو جاتا ہے، اس لیے نماز والی پابندیاں عائد کر لے۔ اگر وقار خراب نہ ہو تو تیز رفتاری سے تکبیر اولیٰ کو حاصل کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ تاہم پھر بھی بہتر اطمینان سے آنا ہی بہتر ہے کیونکہ اس طرح قدم زیادہ ہوں گے، جتنے قدم زیادہ ہوں گے اتنی ہی خطائیں مٹیں گی اور درجات بلند ہوں گے۔

(١٧١٢) بخاری: ٦٣٥۔ مسلم: ٦٠٣۔ احمد: ٢٢١٠٢۔ دارمی: ١٢٨٣۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۴۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ نماز باجماعت کے کسی بھی حصہ میں شامل ہو جائیں تو جماعت کی فضیلت مل جاتی ہے۔

اور یہ بھی ثابت ہوا کہ مقتدی امام کو جس حال میں بھی جماعت میں پائے اسی میں اس کے ساتھ داخل ہو جائے۔ قیام، رکوع، سجود وغیرہ جس حالت میں بھی ہو مل جائے۔

۵۔ مقتدی جہاں امام کو پاتا ہے، اس سے مقتدی کی نماز کا آغاز ہوتا ہے، آخر نہیں۔ کیونکہ حدیث کے الفاظ ہیں جو پہلے امام نے نماز پڑھ لی ہے اس کی قضا دو۔ قضا تب ہی بنتی ہے جب یہ کہیں کہ امام کی پہلی پڑھی ہوئی نماز اس مقتدی سے رہ گئی تھی۔

اس پر ایک یہ بھی دلیل ہے کہ مقتدی، امام کے ساتھ جب داخل ہوتا ہے تو یہ اس کی پہلی رکعت ہے اگر اسے آخری تصور کیا جائے تو پھر یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ امام والا تشہد ہی اس کے لیے کافی ہے تشہد دہرانے کی ضرورت نہیں جبکہ یہ ملنے والا امام کے ساتھ بھی تشہد پڑھتا ہے اور آخر میں جب اپنی نماز کی تکمیل کر لیتا ہے پھر تشہد پڑھتا ہے اور یہ تشہد بہر صورت اس پر فرض ہے۔

ثابت ہوا مقتدی نے جو نماز امام کے ساتھ پائی ہے وہ اس کا آغاز ہے، بعد والی قضا ہوگی، یہ نہیں ہو سکتا کہ یہ امام والی اس کی آخری رکعت ہو، بلکہ مقتدی اپنی نماز، امام کے سلام پھیرنے کے بعد ترتیب سے ادا کرے گا۔ (فتح الباری: ۲/۱۱۹)

۱۷۱۳۔ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا تَقُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوْنِي وَعَلَيْكُمْ بِالسَّكِيْنَةِ. (رواه البخاری، ٦٣٨)

سیّدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں جب نماز کا وقت آجائے (اقامت کہی جائے) تو کھڑے نہ ہوا کرو یہاں تک کہ مجھے دیکھ لو اور تم اپنے اوپر تسکین کو لازم کر لو۔“

شرح: ...... اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ نماز کی طرف جلدی سے نہ آئیں بلکہ پورے سکون اور وقار سے آئیں اور جو سورت جمعہ میں آیا ہے کہ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ کہ اللہ کے ذکر کی کوشش کرو۔

تو وہاں بھی بھاگنے کا معنی نہیں ہے۔ پروقار طریقہ سے جمعہ کی طرف چل پڑو۔

۲۔ نماز باجماعت پڑھنے کے لیے کب کھڑے ہوں؟ اس بارے میں اختلاف ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کی کوئی حد بندی نہیں، لوگ حسب استطاعت کھڑے ہو جائیں۔

اکثریت کی رائے ہے کہ جب امام مسجد میں موجود ہو تو لوگ تب اٹھیں، جب اقامت سے مؤذن فارغ ہو جائے۔

اگر امام مسجد میں موجود نہیں گھر سے آنا ہے تو اس حدیث سے ظاہر تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے گھر سے نکلنے سے پہلے لوگ کھڑے ہوتے تھے۔

(۱۷۱۳) بخاری: ٦٣٨۔ مسلم: ٦٠٤۔ ترمذی: ٥٩٢۔ نسائی: ٧٩٠۔ ابوداؤد: ٥٣٩۔ احمد: ٢٢١٢٧۔ دارمی: ١٢٦٦٢۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

اور دوسری حدیث اس کے معارض ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اس وقت تک اقامت نہ کہتے تھے جب تک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے نہ نکلتے۔

ان دونوں میں مطابقت یوں ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر سے نکلنے کی نگرانی کرتے تھے۔ سب سے پہلے یہ دیکھتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے آئے ہیں تو اقامت کا آغاز کر دیتے۔ ابھی دوسرے لوگوں نے آپ کو نہ دیکھا ہوتا تھا۔ جب دیکھتے تو وہ بھی کھڑے ہو جاتے، آپ جائے نماز پر جب کھڑے ہوتے تو صفیں برابر ہو چکی ہوتی تھیں۔ اپنے گھر سے نکلنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر کھڑے ہونے کا حکم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لیے دیا تھا کہ اس کے بغیر کوئی مصروفیت رکاوٹ بن سکتی ہے اور ساتھیوں کو انتظار کی اذیت اٹھانی پڑتی تھی اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو دیکھے بغیر کھڑے ہونے کی لوگوں پر پابندی لگا دی۔ (فتح الباری: ۲/۱۲۰)

لہٰذا امام جب گھر سے آئے تو مؤذن اس کا خیال رکھے، اسے دیکھے تو اقامت کہہ دے۔ اقامت کے دوران ہی صفیں درست ہو جائیں۔ جب امام آئے تو وہ صفوں کا جائزہ لے، ان کی کجی دور کرے اور اللہ اکبر کہہ کر نماز باجماعت کا آغاز کرے۔

۱۷۱۴ــ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ أَنَّهُ انْتَهَى إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ رَاكِعٌ فَرَكَعَ قَبْلَ أَنْ يَصِلَ إِلَى الصَّفِّ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ زَادَكَ اللّٰهُ حِرْصًا وَلَا تَعُدْ. (رواه البخاری ۷۸۳)

سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ رکوع کی حالت میں چل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملے اور انہوں نے صف میں داخل ہونے سے پہلے رکوع کر لیا۔ پھر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تیری حرص میں اضافہ کرے، آئندہ ایسا نہ کرنا۔'' (بخاری)

۱۷۱۵ــ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ كَانَ يَدِبُّ رَاكِعًا (رواه ملك، ۳۹۶)

امام مالک رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ جب جلدی نماز میں شامل ہونا چاہتے تو رکوع کی حالت میں چل کر صف تک پہنچتے اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

۱۷۱۶ــ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: إِذَا رَكَعَ أَحَدُكُمْ فَمَشَى إِلَى الصَّفِّ، فَإِنْ دَخَلَ فِي الصَّفِّ قَبْلَ أَنْ يَرْفَعُوْا رُؤُسَهُمْ فَإِنَّهُ يَعْتَدُّ

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: جب تم میں سے کوئی شخص رکوع کر کے صف کی طرف چل کر جائے تو اگر اس کے صف میں پہنچ جانے کے بعد انہوں نے سر اٹھایا تو اس رکعت کو شمار کرے گا

(۱۷۱٤) بخاری: ۷۸۳ـ نسائی: ۸۷۱ـ ابوداؤد: ٦٨٤ـ احمد: ۲۷۵۳٦.

(۱۷۱۵) موطا: ۳۹٦.

(۱۷۱٦) طبرانی کبیر: ۹۳۵۷ـ وفیه زید بن احمر ولم احد من ذکره.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بِهَا وَإِنْ رَفَعُوْا رُؤُسَهُمْ قَبْلَ اَنْ ، يَصِلَ اِلَى الـصَّفِّ فَلَايَـعْتَدُّ بِهَا . (رواه الطبراني في الكبير ، ٩٣٥٧ فيه زيد ابن أحمر .)

اور اگر اس کے صف میں پہنچنے سے پہلے انہوں نے سر اٹھایا تو وہ اس رکعت کو شمار نہ کرے۔'' (الکبیر، اس سند میں زید بن ہے)

شرح: ...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ صف میں ملنے سے پہلے رکوع میں نہ جائیں کیونکہ نبی ﷺ نے ایسا کرنے سے منع کر دیا تھا۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے چونکہ غلط فہمی کی بنا پر ایسا کیا تھا، اب یہ منسوخ ہو چکا ہے، نماز لوٹانے کا حکم آپ ﷺ نے دیا ہو یا نہ دیا ہو بہر صورت اب ایسا کرنا منع ہے۔

۲۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس حدیث سے اور دار قطنی: ۱/ ۱۳۲، بیہقی: ۲/ ۸۹ کے حوالہ سے حدیث سے استدلال کرنے والے کرتے ہیں کہ رکوع میں مل جائیں تو رکعت مل جاتی ہے۔ زیر شرح حدیث سے استدلال اس طرح کرتے ہیں کہ اگر یہ رکعت جو حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے رکوع میں مل کر پڑھی تھی نہ قبول ہوئی ہوتی تو آپ ﷺ انہیں لوٹانے کا حکم دیتے۔ یہ استدلال کمزور ہے، وجہ یہ ہے کہ اس میں نہ دہرانے کا ذکر نہیں۔ تو اس میں یہ ذکر بھی نہیں کہ وہ رکعت شمار ہوئی تھی۔ اور دار قطنی والی سند میں یحییٰ بن حمید راوی مجہول الحال ہے، قابل اعتماد نہیں۔ (جزء القراءۃ)

لہٰذا ثابت یہی ہوا کہ رکوع میں ملنے والے کی رکعت نہیں ہوتی جو ہونے کا کہتے ہیں ان کی دلیل کمزور ہے اس کی چونکہ سورت فاتحہ بھی رہ جاتی ہے اور قیام بھی رہ جاتا ہے جبکہ دونوں نماز میں فرض ہیں ان کے نہ ہونے کی وجہ سے یہ رکعت نہیں ہوتی۔ امام کے سلام پھیرنے کے بعد یہ مقتدی اسے پورا کرے۔

١٧١٧۔ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ عَامِرٍ قَالَ لَايَقُوْلُ الْقَوْمُ خَـلْفَ الإِمَامِ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ وَلٰكِنْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَالَكَ الْحَمْدُ . (رواه أبو داود، ٨٤٩)

مطرف بن عامر نے کہا: مقتدی امام کے پیچھے، سمع اللہ لمن حمدہ نہیں کہے گا لیکن مقتدی ربنا لک الحمد کہیں گے۔'' (ابوداؤد)

شرح: ...... علامہ شمس الحق رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امام اور مقتدی دونوں سمع اللہ لمن حمدہ اور ربنا ولک الحمد پڑھیں۔ امام بھی دونوں کو جمع کرے، مقتدی بھی دونوں کو جمع کرے۔ (عون المعبود: ۱/ ۳۱۶)

١٧١٨۔ عَـنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضي الله عنه قَـالَ بَلَغَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَنَّ بَـنِـيْ عَـمْـرِوبْنِ عَوْفٍ بِقُبَاءٍ كَانَ بَيْنَهُمْ شَيْءٌ فَخَرَجَ يُصْلِحُ بَيْنَهُمْ فِـي أُنَـاسٍ مِـنْ أَصْـحَـابِـهِ فَـحُبِـسَ

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کو یہ خبر پہنچی کہ بنو عمرو بن عوف میں شر اور فساد پھیلا ہے تو آپ ﷺ ان کے درمیان صلح کرانے کے لئے چند اشخاص ساتھ لے کر گئے۔ آپ ﷺ کو وہاں روکا گیا اور نماز

(١٧١٧) ابوداؤد: ٨٤٩۔ حسن مقطوع، البانی: ٧٥٥.

(١٧١٨) بخاری: ١٢١٨۔ مسلم: ٤٢١۔ مؤطا: ٣٩٢۔ دارمی: ١٣٦٤

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَحَانَتِ الصَّلَاةُ فَجَاءَ بِلَالٌ إِلَى أَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہ فَقَالَ يَاأَبَا بَكْرٍ إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَدْ حُبِسَ وَقَدْ حَانَتِ الصَّلَاةُ فَهَلْ لَكَ أَنْ تَؤُمَّ النَّاسَ قَالَ نَعَمْ إِنْ شِئْتَ فَأَقَامَ بِلَالُ الصَّلَاةَ وَتَقَدَّمَ أَبُوبَكْرٍ رضی اللہ عنہ فَكَبَّرَ لِلنَّاسِ وَجَاءَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَمْشِي فِي الصُّفُوْفِ يَشُقُّهَا شَقًّا حَتَّى قَامَ فِي الصَّفِّ فَأَخَذَ النَّاسُ فِي التَّصْفِيْحِ قَالَ سَهْلٌ التَّصْفِيْحُ هُوَ التَّصْفِيْقُ قَالَ وَكَانَ أَبُوبَكْرٍ رضی اللہ عنہ لَا يَلْتَفِتُ فِي صَلَاتِهِ فَلَمَّا أَكْثَرَ النَّاسُ الْتَفَتَ فَإِذَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَأَشَارَ إِلَيْهِ يَأْمُرُهُ أَنْ يُصَلِّيَ فَرَفَعَ أَبُوبَكْرٍ رضی اللہ عنہ يَدَهُ فَحَمِدَ اللهَ ثُمَّ رَجَعَ الْقَهْقَرَى وَرَاءَهُ حَتَّى قَامَ فِي الصَّفِّ وَتَقَدَّمَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَصَلَّى لِلنَّاسِ فَلَمَّا فَرَغَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ يَاأَيُّهَا النَّاسُ مَا لَكُمْ حِيْنَ نَابَكُمْ شَيْءٌ فِي الصَّلَاةِ أَخَذْتُمْ بِالتَّصْفِيْحِ إِنَّمَا التَّصْفِيْحُ لِلنِّسَاءِ مَنْ نَابَهُ شَيْءٌ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَقُلْ سُبْحَانَ اللهِ ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہ فَقَالَ يَا أَبَابَكْرٍ مَا مَنَعَكَ أَنْ تُصَلِّيَ لِلنَّاسِ حِيْنَ أَشَرْتُ إِلَيْكَ قَالَ أَبُوبَكْرٍ مَا كَانَ يَنْبَغِي لِابْنِ أَبِي قُحَافَةَ أَنْ يُصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ. (رواه البخاري ١٢١٨)

کا وقت آ گیا۔ پس بلال رضی اللہ عنہ نے جا کر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کہا: کیا آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں گے؟ انہوں نے کہا: ہاں پس بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر تکبیر کہی اور لوگوں نے بھی تکبیریں کہیں اور اتنے میں رسول اللہ ﷺ صفوں کے درمیان سے گذرتے چلے آئے، یہاں تک کہ اول صف میں آ کھڑے ہوئے تو لوگوں نے تصفیق کرنا شروع کر دیا، ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز میں ادھر ادھر نہیں دیکھتے تھے۔ جب لوگوں نے زیادہ تصفیق مار کر متوجہ کیا تو انہوں نے پھر کر دیکھا تو رسول اللہ ﷺ موجود تھے، چنانچہ انہوں نے پیچھے ہٹنا شروع کر دیا۔ آپ ﷺ نے اشارہ کیا کہ اپنی جگہ ٹھہرے رہو۔ پس ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہاتھ اٹھائے اور اللہ کا شکر ادا کیا اور پشت کے بل پیچھے چلے گئے یہاں تک کہ صف میں پہنچ گئے۔ پس رسول اللہ ﷺ آگے بڑھے اور لوگوں کو نماز پڑھائی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: لوگو! تمہیں کیا ہوا ہے کہ جب نماز میں کوئی بات پیش آئے تو تم تصفیق کرنا شروع کر دیتے ہو۔ تصفیق تو عورتوں کے لیے ہے، جس کو نماز میں کوئی بات پیش آئے تو وہ کہے سُبْحَانَ اللّٰهِ ۔ جب اس کا سبحان اللہ کہنا کوئی سنے گا تو وہ متوجہ ہوگا۔ اے ابوبکر! جب میں نے تجھے اشارہ کیا تھا تو تجھے لوگوں کو نماز پڑھانے سے کس چیز نے منع کیا؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ مناسب نہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے آگے ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کا بیٹا نماز پڑھاتا۔

١٧١٩۔ وفي رواية أنه ﷺ قال لِبِلَالٍ إِنْ

"ایک روایت میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حَضَرَتْ صَلَاةُ الْعَصْرِ وَلَمْ آتِكَ فَمُرْ أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ بِنَحْوِهِ: وَفِيهِ قَالَ: عِيسَى بْنِ أَيُّوبَ قَالَ قَوْلُهُ التَّصْفِيحُ لِلنِّسَاءِ تَضْرِبُ بِأِصْبَعَيْنِ مِنْ يَمِينِهَا عَلَى كَفِّهَا الْيُسْرَى . (رواه أبوداود ، ٩٤٠)

فرمایا: اگر میں تیرے پاس نہ آؤں اور نماز کا وقت ہو جائے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں بقیہ حدیث مثل حدیث سابق ہے۔ البتہ اس میں یہ بھی ہے کہ عیسیٰ بن ایوب نے کہا: تصفیق یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کی انگلیاں بائیں ہاتھ کی پشت پر ماری جائیں۔

شرح: ......ا۔ بنو عمرو، اوس قبیلہ کی ایک بہت بڑی شاخ تھی جن کی رہائش گاہیں، قباء میں تھیں، یہ آپس میں لڑ پڑے حتیٰ کہ ایک دوسرے کو پتھر مارے۔

یہ اطلاع جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی نماز ظہر کی اذان ہو چکی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ ظہر پڑھی تو آپ ان کی صلح کے لیے تشریف لے گئے اور نمازِ عصر کا وہیں وقت ہو گیا تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے کہنے سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جماعت کرائی۔

۲۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ لوگوں کے درمیان صلح کرانا اور قطع رحمی کا قلع قمع کرنا ایک بہترین عمل ہے۔

۳۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ایک نماز دو اماموں کے پیچھے جائز ہے۔ ایک امام جو کہ مستقل ہے جب وہ ضرورت کے تحت جاتا ہے۔ دوسرے کو اپنا نائب مقرر کرتا ہے، اور یہ نائب نماز کا آغاز کرتا ہے ایک رکعت یا زیادہ ابھی نہ پڑھی ہو تو اصلی امام کو اختیار ہے چاہے تو اپنے نائب کا مقتدی بن جائے چاہے خود امام بن جائے اور نائب مقتدی بن جائے۔

۴۔ اس میں دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت بھی اجاگر ہوتی ہے۔

۵۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ اقامت کہنا اور امام کے سامنے جماعت کی استدعاء کرنا یہ مؤذن کا کام ہے اور مؤذن، امام کی اجازت سے تکبیر کہے۔

۶۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ نماز ایک ایسا عمل ہے، خصوصاً نماز عصر کو اول وقت میں ادا کیا جائے اس کے لیے افضل امام کے انتظار کی ضرورت نہیں۔

۷۔ یہ بھی علم ہوا کہ دوران نماز سبحان اللہ! یا الحمد للہ کہنا جائز ہے کیونکہ یہ بھی ذکر الٰہی ہے اور دوران نماز، دعا وثنا کرتے ہوئے ہاتھ اٹھانا بھی جائز ہے اور نعمت کے حصول پر دورانِ نماز ہی اللہ کی تعریف کرنا جائز ہے۔

۸۔ مردوں کے لیے نماز میں ہاتھ پر ہاتھ مارنا جائز نہیں، یاد کرانے کے لیے یا کسی ضرورت کے لیے سبحان اللہ کہا جائے۔

(۱۷۱۹) ابوداؤد: ۹۴۰۔ صحیح، البانی: ۸۳۰۔ بخاری: ۷۱۹۰۔ نسائی: ۱۱۸۳۔ احمد: ۲۲۳۵۶.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۹۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ ایک رئیس آدمی یا کوئی بھی اپنے حکم کی خلاف ورزی دیکھ کر پہلے اس کا سبب دریافت کرے پھر ردعمل ظاہر کرے۔

۱۰۔ یہ بھی ثابت ہوا معمولی عمل جیسا کہ آگے پیچھے ہونا نماز کو باطل نہیں کرتا اور امام تلاوت میں بھول جائے تو اسے لقمہ دینا جائز ہے کیونکہ جب اس کی بھول پر سبحان اللہ کہنا جائز ہے تو پھر تلاوت کی غلطی بتانا تو بالاولیٰ جائز ہے۔ (فتح الباری:۲/۱۷۰)۔

۱۷۲۰۔ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حَضَّهُمْ عَلَى الصَّلَاةِ وَنَهَاهُمْ أَنْ يَنْصَرِفُوْا قَبْلَ انْصِرَافِهِ مِنَ الصَّلَاةِ. (رواه أبوداود، ٦٢٤)

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو نماز کی ترغیب دی اور ان کو منع فرمایا کہ وہ آپ کے سلام پھیرنے سے پہلے سلام پھیریں۔"

۱۷۲۱۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: إِذَا تَعَايَا الْإِمَامُ فَلَا تَرُدَّنَّ عَلَيْهِ فَإِنَّهُ كَلَامٌ. (رواه الطبراني في الكبير. ، ٩٣١٤)

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جب امام قراءت پڑھ چکے تو اس پر مزید یاد نہ کرایا جائے کیونکہ یہ امر بھی کلام ممنوعہ میں سے ہے۔ (الکبیر)

۱۷۲۲۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَعْضَ الصَّلَوَاتِ الَّتِي يَجْهَرُ فِيْهَا بِالْقِرَاءَةِ قَالَ فَالْتَبَسَتْ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةُ فَلَمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ وَقَالَ هَلْ تَقْرَؤُوْنَ إِذَا جَهَرْتُ بِالْقِرَاءَةِ فَقَالَ بَعْضُنَا إِنَّا نَصْنَعُ ذٰلِكَ قَالَ فَلَا وَأَنَا أَقُوْلُ مَا لِيْ يُنَازِعُنِي الْقُرْآنُ فَلَا تَقْرَؤُوْا بِشَيْءٍ مِنَ الْقُرْآنِ إِذَا جَهَرْتُ إِلَّا بِأُمِّ الْقُرْآنِ. (رواه أبوداود ٨٢٤)

سیّدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے نمازوں میں سے ایک جہری نماز ہمیں پڑھائی اور آپ پر قراءت میں تشابہ اور التباس پیدا ہوا۔ جب آپ نے سلام پھیرا تو ہماری طرف متوجہ ہوکر فرمایا: کیا تم نے قراءت کی ہے؟ جبکہ میں جہر سے قراءت کر رہا تھا؟ پس ہم میں سے بعض نے عرض کیا: ہم تو اس طرح کیا کرتے ہیں۔ فرمایا آئندہ ایسا نہ کیا کرو۔ میں دل میں کہہ رہا تھا کہ کیا بات ہے کہ قرآن میں مجھے جھگڑا پیش آ رہا ہے۔ پس جب میں جہر سے قراءت کروں تو تم فاتحہ کے علاوہ قرآن کا کوئی حصہ نہ پڑھا کرو۔" (اصحاب سنن)

(۱۷۲۱) طبرانی: ٩٣١٤۔ ورجاله رجال الصحيح۔ هيثمى: ٢٣٥٢.

(۱۷۲۲) ابوداؤد: ٨٢٤۔ ضعيف الباني: ١٧٧۔ بخاری: ٧٥٦۔ مسلم: ٣٩٤۔ ترمذی: ٢٤٧۔ نسائی: ٩٢٠۔ ابن ماجه: ٨٢٧۔ احمد: ٢٢٢٤٠۔ دارمی: ١٢٤٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

١٧٢٣۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ انْصَرَفَ مِنْ صَلاةٍ جَهَرَ فِيهَا بِالْقِرَاءَةِ فَقَالَ هَلْ قَرَأَ مَعِي مِنْكُمْ أَحَدٌ آنِفًا فَقَالَ رَجُلٌ نَعَمْ أَنَا يَارَسُوْلَ اللهِ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِنِّي أَقُولُ مَا لِي أُنَازِعُ الْقُرْآنَ فَانْتَهَى النَّاسُ عَنِ الْقِرَاءَةِ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ فِيْمَا جَهَرَفِيْهِ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ بِالْقِرَاءَةِ حِيْنَ سَمِعُوْا ذٰلِكَ. (لمالك ، ١٩٤)

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جہری نماز پڑھ کر سلام پھیرا اور فرمایا اس وقت تم میں سے کسی نے میرے ساتھ قراءت کی ہے؟ ایک مرد نے کہا ہاں، پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں کہتا تھا کہ میرے ساتھ قرآن میں تنازع پیش آ رہا ہے اور بات کیا ہے؟ پس لوگوں نے جب سنا تو وہ جہری نمازوں میں قراءت کرنے سے باز آ گئے۔

١٧٢٤۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ فَجَعَلَ رَجُلٌ يَقْرَأُ خَلْفَهُ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الأَعْلَى فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ أَيُّكُمْ قَرَأَ أَوْ أَيُّكُم الْقَارِئُ فَقَالَ رَجُلٌ أَنَا فَقَالَ قَدْ ظَنَنْتُ أَنَّ بَعْضَكُمْ خَالَجَنِيْهَا. (رواه مسلم ٣٩٨)

سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی تو ایک آدمی نے آپ کے پیچھے "سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى" پڑھنا شروع کر دی۔ جب آپ نے سلام پھیرا تو فرمایا: تم میں سے کس نے قراءت کی ہے؟ تو ایک مرد نے عرض کی میں نے قراءت کی ہے۔ فرمایا: میں نے یہی گمان کیا تھا کہ تم میں سے بعض نے میری قراءت میں مداخلت کی ہے۔" (مسلم)

١٧٢٥۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا فَاتَهُ شَيْءٌ مِنَ الصَّلاةِ مَعَ الإِمَامِ فِيْمَا جَهَرَفِيْهِ الإِمَامُ بِالْقِرَاءَةِ أَنَّهُ إِذَا سَلَّمَ الإِمَامُ قَامَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ فَقَرَأَ لِنَفْسِهِ فِيْمَا يَقْضِي وَجَهَرَ. (رواه مالك ١٨١)

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کی امام کے ساتھ جب جہری نماز میں سے کوئی رکعت فوت ہو جاتی جس میں امام نے جہر سے قراءت کی ہے تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوتے اور اپنی قضا رکعت میں اپنے لیے جہری قراءت کرتے تھے۔ (مالک)

شرح: ......ا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی رائے یہ تھی کہ مقتدی کی جو نماز امام سے رہ گئی ہے اس کی قضا بھی اسی طرح دینی ہے مثلاً جو قراءت ظاہر کرنا تھی امام کے سلام پھیرنے کے بعد بھی اسے اسی طرح پڑھے۔ (شرح زرقانی: ١/١٧٠)

(١٧٢٣) موطا: ١٩٤۔ ترمذی: ٣١٢۔ نسائی: ٩١٩۔ ابوداؤد: ٨٢٦۔ ابن ماجه: ٨٤٩۔ احمد: ٩٩٤٥۔
(١٧٢٤) مسلم: ٣٩٨۔ نسائی: ٩١٨۔ ابوداؤد: ٨٢٩۔ احمد: ١٩٤٥٩۔
(١٧٢٥) موطا: ١٨١۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

چونکہ امام سے فراغت حاصل ہو جاتی ہے، بلند قراءت کی ضرورت نہیں کیونکہ مقتدی اب منفرد ہو چکا ہے، آہستہ ہی قراءت کر لے۔ ایک قول یہ بھی ہے اور یہی بہتر ہے۔

۲۔ اور جو یہ الفاظ ہیں کہ اس کے بعد لوگ قراءت سے رک گئے، یہ امام زہری رحمہ اللہ کے ہیں۔ یہ حدیث کے الفاظ نہیں۔ اس لیے ان سے سورت فاتحہ کے نہ پڑھنے پر استدلال درست نہیں۔ (عون المعبود: ۱/ ۳۰۷۔ زرقانی: ۱/ ۱۷۹)

بہر صورت ان احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سری نمازوں میں قراءت ہو سکتی ہے۔ مگر آہستہ ہو اور سورت فاتحہ تو سری یا جہری ہر نماز میں لازمی ہے، اس مسئلہ پر ہم پہلے بحث کر چکے ہیں اسے ملاحظہ فرمالیں۔

۱۷۲۶۔ عَنْ شَبِيْبِ أَبِيْ رَوْحٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ صَلَّى صَلَاةَ الصُّبْحِ فَقَرَأَ الرُّوْمَ فَالْتَبَسَ عَلَيْهِ فَلَمَّا صَلَّى قَالَ مَا بَالُ أَقْوَامٍ يُصَلُّوْنَ مَعَنَا لَا يُحْسِنُوْنَ الطُّهُوْرَ فَإِنَّمَا يَلْبِسُ عَلَيْنَا الْقُرْآنَ أُوْلٰئِكَ. (رواه النسائى ، ٩٤٧)

شبیب بن ابی روح ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فجر کی نماز میں سورۃ الروم پڑھی پس آپ پر قراءت میں شبہ پیدا ہوا۔ جب آپ نے نماز مکمل کی تو فرمایا: کچھ لوگوں کا کیا حال ہے کہ وہ ہمارے ساتھ نماز پڑھتے ہیں اور وضو اچھی طرح نہیں کرتے۔ بلاشبہ وہی لوگ ہمارے اوپر نماز میں قرآن کو مشابہت کے ساتھ بھلا دیتے ہیں۔“

شرح: ...... اس سے ثابت ہوا کہ صحبت کی تاثیر ہوتی ہے اور اکمل لوگ جو ہیں، ان کے کامل احوال میں ادنیٰ کوتاہی بھی اثر انداز ہو جاتی ہے۔ لہٰذا اس بات پر پوری توجہ رہے کہ وضو وغیرہ عبادت عمدہ انداز میں ہوں تا کہ برے اثرات سے حفاظت رہے۔

۱۷۲۷۔ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ يَزِيْدَ الْأَسَدِيِّ الْمَالِكِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الصَّلَاةِ فَتَرَكَ شَيْئًا لَمْ يَقْرَأْهُ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَرَكْتَ آيَةَ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هَلَّا أَذْكَرْتَنِيهَا قَالَ سُلَيْمَانُ فِي حَدِيْثِهِ قَالَ كُنْتُ أَرَاهَا نُسِخَتْ. (رواه أبوداود ٩٠٧)

مسور بن یزید المالکی نے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نماز میں قراءت کرتے ہوئے کوئی آیت ترک کر جاتے اور اس کو نہ پڑھتے تو ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ نے فلاں آیت ترک کی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو نے اس وقت وہ مجھے یاد کیوں نہیں کرایا؟ اس نے کہا: میں نے گمان کیا کہ وہ آیت منسوخ ہوگئی ہوگی۔ (ابوداؤد)

۱۷۲۸۔ عَنْ مَالِكٍ قَالَ بَلَغَنِيْ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى بِالنَّاسِ صَلَاةً يَجْهَرُ فِيْهَا فَأَسْقَطَ آيَةً:

امام مالک رحمہ اللہ نے کہا: مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو ایک جہری نماز پڑھائی اور قراءت

(۱۷۲۶) نسائی: ۹٤۷۔ ضعیف، البانی: ٤١۔ احمد: ٢٦٦١٥.
(۱۷۲۷) ابوداؤد: ۹۰۷۔ حسن، البانی: ۸۰۲۔ احمد: ١٦٢٥١.
(۱۷۲۸) رزین.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

يَـا فُلَانُ هَـلْ أَسْقَطْتُ فِيْ هَذِهِ السُّوْرَةِ مِنْ شَـيْءٍ ؟ قَالَ لاَ أَدْرِيْ ، ثُمَّ سَأَلَ آخَرَ حَتّٰى سَـأَلَ اثْنَيْنِ أَوْثَلَاثًا ، كُلُّهُمْ يَقُوْلُ لاَ أَدْرِيْ فَـقَـالَ: هَـلْ فِيْـكُـمْ أُبَـيٌّ ؟ قَـالُـوا نَعَمْ قَـالَ:فَهُـوَلَهَاإِذًا ، قَالَ :يَاأُبَيُّ هَلْ أَسْقَطْتُ فِـيْ هَـذِهِ السُّـوْرَةِ مِنْ شَيْءٍ ؟ قَالَ نَعَمْ آيَةَ كَـذَا ، : وَقَـالَ: مَامَنَعَكَ أَنْ تَفْتَحَهَا عَلَيَّ؟ قَـالَ ظَـنَـنْـتُ أَنَّهَـا نُسِخَتْ ، أَوْرُفِعَتْ ثُمَّ قَالَ ﷺ مَـا بَـالُ أَقْـوَامٍ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ كِتَابُ اللّٰهِ فَلاَ يَـدْرُوْنَ مَـا تُـلِـيَ عَـلَيْهِمْ مِنْهُ مِمَّا تُـرِكَ ، هَـكَـذَا أُخْـرِجَـتْ عَـظَمَةُ اللّٰهِ مِنْ قُـلُـوْبِ بَـنِـيْ إِسْـرَآئِيْلَ فَشَهِدَتْ أَبْدَانُهُمْ وَغَـابَـتْ قُلُوْبُهُمْ ، وَلاَ يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْ عَبْدٍ عَـمَلًا حَتّٰـى يَشْهَـدَ بِقَلْبِهِ مَعَ بَدَنِهِ . (رواه رزين)

میں سے ایک آیت ترک کردی۔ پس آپ نے فرمایا: اے فلاں! کیا میں نے اس سورت میں سے کوئی حصہ ترک کیا ہے؟ اس نے کہا مجھے علم نہیں ہے۔ پھر آپ نے دوسرے کو پوچھا یہاں تک کہ دو یا تین سے پوچھا اور ہر ایک یہ کہتا رہا مجھے علم نہیں ہے۔ پس آپ نے فرمایا: تمہارے درمیان اُبی رضی اللہ عنہ ہے؟ تو لوگوں نے کہا ہاں موجود ہیں۔ فرمایا: پھر وہ یہ بتائے گا فرمایا: اے اُبی! کیا میں نے اس سورت میں سے کچھ حصہ ترک کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: ہاں! فلاں آیت چھوٹ گئی ہے۔ فرمایا: تجھے کس چیز نے منع کیا تھا کہ تو نے وہ مجھے نہ بتائی؟ اس نے عرض کی: میں نے گمان کیا کہ وہ منسوخ ہوگئی ہے یا وہ اُٹھائی گئی ہوگی۔ فرمایا: ان اقوام کا کیا حال ہے کہ ان کے سامنے اللہ کی کتاب پڑھی جائے اور ان کو علم ہی نہ ہو کہ ان پر کیا کچھ اس میں سے پڑھا گیا ہے اور کیا کچھ ترک کیا گیا ہے۔ بنواسرائیل کے دلوں سے اللہ تعالیٰ کی عظمت اسی طرح نکالی گئی تھی پس ان کے جسم حاضر ہوتے اور ان کے قلوب غیر حاضر ہوتے اور اللہ تعالیٰ بندے کا کوئی عمل قبول نہیں کرتا یہاں تک اس کا دل اس کے بدن کے ساتھ ہو۔“

۱۷۲۹۔ عَـنْ أَبِيْ إِسْحٰقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا عَلِيُّ لاَ تَفْتَحْ عَلَى الْإِمَامِ فِي الصَّلَاةِ . (لأبي داود ۹۰۸، بانقطاع .)

ابن اسحاق حارث سے وہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”امام کو نماز میں لقمہ نہ دیا جائے۔“ (ابوداود، سند منقطع)

شرح: ......معتبر احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں کہ امام بھول جائے تو اسے لقمہ دینا جائز ہے اور یہ جو ممانعت والی روایت ہے یہ ضعیف ہے حجت کے قابل نہیں۔ حجت یہی احادیث ہیں جن میں آیا ہے کہ امام تلاوت میں بھول جائے تو دوران نماز اسے یاد کرانا جائز ہے۔ (عون المعبود: ۱/۳۴۲)

(۱۷۲۹) ابوداود: ۹۰۸۔ ضعیف، البانی: ۱۹۳۔ احمد: ۱۲۴۸۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

۱۷۳۰۔عَنْ نَافِعٍ أَنَّ رَجُلاً سَأَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ فَقَالَ إِنِّي أُصَلِّي فِي بَيْتِي ثُمَّ أُدْرِكُ الصَّلاَةَ مَعَ الإِمَامِ أَفَأُصَلِّي مَعَهُ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ نَعَمْ فَقَالَ الرَّجُلُ أَيَّتَهُمَا أَجْعَلُ صَلاَتِي فَقَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ أَوَذٰلِكَ إِلَيْكَ إِنَّمَا ذٰلِكَ إِلَى اللّٰهِ يَجْعَلُ أَيَّتَهُمَا شَاءَ. (رواه مالك ۲۹۹)

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک شخص نے سوال کیا کہ میں گھر میں نماز پڑھتا ہوں پھر میں مسجد میں امام کی نماز میں پہنچ جاتا ہوں۔ کیا میں دوبارہ اس کے ساتھ نماز پڑھوں؟ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو کہا ہاں۔ اس نے کہا ان میں سے کونسی نماز کو فرض قرار دوں؟ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا یہ تیرے اختیار میں ہے؟ یہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف راجع امر ہے وہ جس کو چاہے اس کو فرض قرار دے۔ (الموطأ)

۱۷۳۱۔عَنْ يَزِيْدَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ جِئْتُ وَالنَّبِيُّ ﷺ فِي الصَّلاَةِ فَجَلَسْتُ وَلَمْ أَدْخُلْ مَعَهُمْ فِي الصَّلاَةِ قَالَ فَانْصَرَفَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ فَرَأَى يَزِيْدَ جَالِسًا فَقَالَ أَلَمْ تُسْلِمْ يَا يَزِيْدُ قَالَ بَلَى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ أَسْلَمْتُ قَالَ فَمَا مَنَعَكَ أَنْ تَدْخُلَ مَعَ النَّاسِ فِي صَلاَتِهِمْ قَالَ إِنِّي كُنْتُ قَدْ صَلَّيْتُ فِي مَنْزِلِي وَأَنَا أَحْسِبُ أَنْ قَدْ صَلَّيْتُمْ فَقَالَ إِذَا جِئْتَ إِلَى الصَّلاَةِ فَوَجَدْتَ النَّاسَ فَصَلِّ مَعَهُمْ وَإِنْ كُنْتَ قَدْ صَلَّيْتَ تَكُنْ لَكَ نَافِلَةً وَهٰذِهِ مَكْتُوْبَةٌ. (رواه أبوداود ۵۷۷)

یزید بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نماز میں مصروف تھے۔ میں بیٹھا رہا اور جماعت میں شامل ہو کر نماز نہ پڑھی۔ آپ نے سلام پھیر کر مجھے بیٹھا دیکھا تو فرمایا: اے یزید! تو نے اسلام قبول نہیں کیا؟ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں اسلام لایا ہوں۔ فرمایا: پھر تجھے لوگوں کے ساتھ ان کی نماز میں شامل ہونے سے کس چیز نے منع کیا؟ میں نے عرض کی: میں گھر میں نماز پڑھ آیا تھا اور میرا گمان ہے کہ میں نماز ادا کر چکا ہوں۔ آپ نے فرمایا: جب تو نماز پڑھتے ہوئے لوگوں کے پاس آجائے تو ان کے ساتھ نماز پڑھا کر خواہ تو پہلے پڑھ چکا ہو وہ تیری نفل ہوگی اور یہ تیری فرض قرار پائے گی۔'' (ابوداوٗد)

۱۷۳۲۔عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنَ الأَوْدِيِّ قَالَ: أَتَيْتُ ابْنَ مَسْعُوْدٍ فَلَزِمْتُهُ حَتّٰى مَاتَ فَقَالَ قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَيْفَ بِكُمْ إِذَا أَتَتْ عَلَيْكُمْ أُمَرَاءُ يُصَلُّوْنَ الصَّلاَةَ لِغَيْرِ مِيْقَاتِهَا قُلْتُ فَمَا تَأْمُرُنِي إِنْ أَدْرَكَنِيْ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ

سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں تمہارا کیا حال ہوگا جب تمہارے اوپر ایسے حکمران مسلط ہوں گے جو نماز غیر اوقات میں پڑھیں گے؟ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! اگر وہ زمانہ میری زندگی میں آجائے تو آپ ﷺ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا: ''تو اپنی نماز وقت پر پڑھ اور ان کے ساتھ نفل نماز پڑھا کر۔'' (ابوداوٗد)

(۱۷۳۰) مؤطا: ۲۹۹۔ (۱۷۳۱) ابوداؤد: ۵۷۷۔ ضعیف، البانی: ۱۱۲۔

(۱۷۳۲) ابوداؤد: ۴۳۲۔ صحیح، البانی: ۴۱۷۔ نسائی: ۷۹۹۔ ابن ماجہ: ۱۲۵۵۔ احمد: ۴۲۳۴۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهِ قَالَ صَلِّ الصَّلَاةَ لِمِيقَاتِهَا وَاجْعَلْ صَلَاتَكَ مَعَهُمْ سُبْحَةً. (رواه أبو داو ٤٣٢)

١٧٣٣ـ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ يَعْنِي مَوْلَى مَيْمُونَةَ قَالَ أَتَيْتُ ابْنَ عُمَرَ عَلَى الْبَلَاطِ وَهُمْ يُصَلُّونَ فَقُلْتُ أَلَا تُصَلِّي مَعَهُمْ قَالَ قَدْ صَلَّيْتُ إِنْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ لَا تُصَلُّوا صَلَاةً فِي يَوْمٍ مَرَّتَيْنِ. (رواه أبو داود ٥٧٩)

سلیمان بن یسار کہتے ہیں میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھنے کی جگہ پر آیا تو لوگ نماز پڑھ رہے تھے تو میں نے کہا: آپ ان کے ساتھ نماز نہیں پڑھ رہے؟ انہوں نے کہا میں نماز پڑھ چکا ہوں اور میں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ''ایک نماز دن میں دو مرتبہ نہ پڑھو۔'' (ابوداؤد اور نسائی)

١٧٣٤ـ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله عنه كَانَ يَقُولُ مَنْ صَلَّى الْمَغْرِبَ أَوِالصُّبْحَ ثُمَّ أَدْرَكَهُمَا مَعَ الْإِمَامِ فَلَا يَعُدْ لَهُمَا. (رواه مالك ٣٠٢)

نافع رحمہ اللہ نے کہا: سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے جس نے مغرب اور فجر کی نماز پڑھی اور پھر امام کے ساتھ ان دو نمازوں کو پہنچا ہو تو وہ ان دو نمازوں کا اعادہ نہ کرے۔ (مالک)

شرح: ......ا۔ اس سے وہ لوگ استدلال کرتے ہیں جو کہتے ہیں کہ جو شخص صبح یا مغرب کی نماز پڑھ لے تو پھر نہ لوٹائے۔ اوزاعی، حسن، ثوری رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے۔

شافعی رحمہ اللہ کی رائے ہے کہ تمام نمازیں لوٹائی جا سکتی ہیں، ان کی دلیل حدیث میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے صبح کی نماز پڑھی تو دو آدمیوں کو دیکھا جو جماعت کے ساتھ نہیں ملے تھے، ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا، ہم نے گھر میں پڑھ لی تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ایسا نہ کرو جب تم نماز گھروں میں پڑھ لو اور مسجد میں آ تو نماز کھڑی ہو تو ساتھ مل جایا کرو۔ یہ بعد والی نفلی ہوگی پہلی فرضی ہوگی۔ (ابوداود، شرح زرقانی: ۱/ ۲۷۵)

۲۔ علامہ شمس الحق رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان احادیث میں دلیل ہے کہ سبب کی وجہ سے بعد از نمازِ فجر بھی نفل جائز ہیں۔

۳۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ فرض نماز تنہا گھر میں پڑھی ہو تو وہ کفایت کر جاتی ہے مگر جماعت چھوڑنے کی عادت نہ ڈالی جائے۔

۴۔ اور یہ جو آیا ہے کہ ایک نماز دو مرتبہ نہ پڑھی جائے۔ یہ ممانعت اس صورت میں ہے جب دونوں بطور فرض پڑھی جائیں۔ مگر جب پہلی فرض اور دوسری نفل ہو تو یہ ایک نماز دو مرتبہ نہیں ہوتی ان احادیث کی روشنی میں یہ جائز ہے۔ (عون المعبود: ۱/ ۲۲۶۔۲۲۵)

(١٧٣٣) ابوداؤد: ٥٧٩ـ حسن، صحيح، البانى: ٥٤٠ـ احمد: ٤٩٧٤.

(١٧٣٤) موطا: ٣٠٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۵۔ جماعت ہو رہی ہو تو پاس کھڑے نہ رہیں، نہ ہی بیٹھے رہیں بلکہ ساتھ مل جائیں۔

۱۷۳۵۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ يُصَلُّوْنَ لَكُمْ فَإِنْ أَصَابُوْا فَلَكُمْ وَإِنْ أَخْطَئُوْا فَلَكُمْ وَعَلَيْهِمْ. (رواه البخاري، ٦٩٤)

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: وہ تمہیں نماز پڑھائیں گے پس اگر وہ صحیح پڑھائیں گے تب بھی تمہاری نماز مکمل ہوگی اور خطاء کریں تب بھی تمہاری نماز مکمل ہوگی اور گناہ ان پر ہوگا۔''

شرح: ......۱۔ اگر امام درست نماز پڑھے تو تمہیں ثواب ہوگا اور اگر غلطی کرے تو تمہیں ثواب ہوگا اور گناہ یا غلطی کے وہ ذمہ دار ہیں۔ یعنی اگر وہ نماز وقت پر پڑھیں، رکوع وسجود پورا کریں تو انہیں بھی اور تمہیں بھی اجر ہوگا، اگر وہ کسی خطاء کا ارتکاب کرتے ہیں تو تم بری ہو اس غلطی کا وہ امام ذمہ دار ہے۔

۲۔ اس سے ثابت ہوا کہ جب خوف ہو تو ائمہ کے پیچھے نماز جائز ہے۔ خواہ وہ ظالم ہوں یا نیکوکار ہوں۔

۳۔ یہ بھی ثابت ہوا اگر امام بے وضو نماز پڑھاتا ہے لوگوں کی نماز ہوگی وہ امام اپنی نماز لوٹائے گا۔ (فتح الباری: ۲/ ۱۸۸)

۱۷۳۶۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِذَا أُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا صَلَاةَ إِلَّا الْمَكْتُوْبَةُ (رواه مسلم، ٧١٠)

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں کہ جب نماز کھڑی ہو جائے تو کوئی نماز نہیں مگر فرضی نماز۔ (صحیح مسلم)

شرح: ......۱۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس میں بیان ہے کہ فرض نماز کے شروع ہونے پر فجر کی سنتیں اور کوئی بھی نماز ممنوع ہے۔ (معالم: ۱/ ۲۷۴)

علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں، اس میں صریح انکار ہے کہ نماز کی اقامت کے بعد کسی بھی نفلی نماز کا آغاز منع ہے، خواہ صبح کی سنتیں ہوں یا عصر کی ہوں یا ان کے علاوہ ہوں۔ (شرح مسلم: ۱/ ۲۷۴)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس حدیث میں نماز کی اقامت شروع ہو جانے کے بعد نفل ادا کرنے کی ممانعت ہے، ابن عدی نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! فجر کی دو رکعات بھی منع ہیں؟ فرمایا: یہ بھی نہیں پڑھ سکتے۔ (اسنادہ حسن) نیز یہ بات بیہقی: ۲/ ۴۸۳ میں بھی ہے۔

شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ نماز کی اقامت کے وقت، فجر کی سنتوں سمیت فرض کے علاوہ کوئی بھی نفل شروع کرنا جائز نہیں۔ (نیل: ۲/ ۳۳۰)

۲۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ امام فرض نماز کا آغاز کر دے اور یہ نفل پڑھتا رہے تو اس سے یکسوئی نہیں رہتی۔ تکبیر

(١٧٣٥) ٦٩٤۔ احمد: ١٠٥٤٧۔

(١٧٣٦) مسلم: ٧١٠۔ ترمذی: ٤٢١۔ نسائی: ٨٦۔ ابوداؤد: ١٢٦٦۔ ابن ماجه: ١١٥١۔ احمد: ١٠٤٩٣۔ دارمی: ١٤٤٨۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اولیٰ فوت ہو جاتی ہے۔ یعنی فریضہ نماز کی حفاظت اچھی طرح نہیں رہتی۔ جتنی روایات بھی اس بارے میں آئی ہیں جن میں فجر کی سنتوں کو مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے وہ سب کمزور ہیں۔ تفصیل مرعاۃ: ۲/۰۷تا ۷۱ پر ملاحظہ فرمائیں۔

مسئلہ: ...... ایک آدمی نفل یا سنتوں کا آغاز کرتا ہے، بعد میں اقامت شروع ہو جاتی ہے، تو اگر ایک رکعت مکمل رہتی ہو تو وہ سلام پھیر دے اور جماعت سے مل جائے اگر ایک رکعت سے کم ہو تو پھر مکمل کر لے۔ وجہ یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے جو اقامت کے وقت نماز پڑھے اس کی نماز نہیں، نماز کا لفظ کم از کم ایک رکعت پر بولا جاتا ہے۔ (مرعاۃ: ۲/ ۷۱)

۱۷۳۷ـ عَنْ أَبِي الشَّعْثَاءِ قَالَ كُنَّا قُعُوْدًا فِي الْمَسْجِدِ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ فَأَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْمَسْجِدِ يَمْشِيْ فَأَتْبَعَهُ أَبُوْهُرَيْرَةَ بَصَرَهُ حَتَّى خَرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَقَالَ أَبُوْهُرَيْرَةَ أَمَّا هٰذَا فَقَدْ عَصَى أَبَاالْقَاسِمِ.

ابوشعثاء کہتے ہیں ہم مسجد میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھے تھے کہ مؤذن نے اذان کہی تو ایک مرد اُٹھ کر چل دیا اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اس کو بغور دیکھتے رہے یہاں تک کہ وہ مسجد سے خارج ہو گیا تو ابوہریرہ نے کہا: یہ جو شخص ہے جس نے ابوالقاسم ﷺ کی نافرمانی کی ہے۔

(رواه) **شرح:** ۱۔یہ حدیث مرفوع کے حکم میں ہے یعنی نبی اکرم ﷺ سے ثابت ہے، صحابی رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا کہ اس نے ابوالقاسم ﷺ کی نافرمانی کی ہے، یہ مرفوع ہونے کی علامت ہے۔ (تدریب: ص ۶۴)

۲۔اس سے ثابت ہوا کہ بغیر کسی ضرورت کے اذان کے بعد مسجد سے نکلنا حرام ہے، یعنی سخت حاجت ہو مثلاً وضو وغیرہ کرنا تو پھر اجازت ہے ورنہ سخت منع ہے۔ دوسری مسجد میں جماعت وغیرہ کرانا ہو یا وہاں نماز باجماعت حاصل ہونے کا امکان ہو تو یہ بھی امید ہے سخت ضرورت میں داخل ہے۔

أَحْكَامُ الصُّفُوْفِ وَشُرُوْطُ الْإِقْتِدَاءِ

نماز کی صفوں کا اور اقتدا کی شرائط کا بیان

۱۷۳۸ـ عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَمْسَحُ مَنَاكِبَنَا فِي الصَّلَاةِ وَيَقُوْلُ اسْتَوُوْا وَلَا تَخْتَلِفُوْا فَتَخْتَلِفَ قُلُوْبُكُمْ لِيَلِنِيْ مِنْكُمْ أُولُوالْأَحْلَامِ وَالنُّهَى ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ قَالَ أَبُوْمَسْعُوْدٍ

سیدنا ابومسعود البدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نماز میں ہمارے شانے ٹٹولتے اور چھوتے تھے اور فرماتے تھے برابر ہو جاؤ اور پراگندہ نہ رہو ورنہ تمہارے دل مختلف ہوں گے، میرے قریب وہ کھڑے ہوں جو تم میں سے عقلمند ہیں پھر وہ جو ان کے قریب ہوں اور پھر وہ جو ان کے

(۱۷۳۷) مسلم: ۶۵۵ـ ترمذی: ۲۰۴ـ نسائی: ۶۸۴ـ ابوداؤد: ۵۳۶ـ ابن ماجه: ۷۳۳ـ احمد: ۱۰۵۵۰ـ دارمی: ۱۲۰۵.
(۱۷۳۸) مسلم: ۴۳۲ـ نسائی: ۸۱۲ـ ابوداؤد: ۶۷۴ـ ابن ماجه: ۹۷۶ـ احمد: ۱۶۶۵۳ـ دارمی: ۱۲۶۶.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فَأَنْتُمُ الْيَوْمَ أَشَدُّ اخْتِلَافًا. (لمسلم ـ ٤٣٢) قریب ہوں۔ ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا پس تم آج کے دن شدید اختلاف میں ہو۔

شرح: ......ا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر اہتمام فرماتے تھے کہ صف درست کرنے کے لیے شانوں اور گردنوں کو پکڑ پکڑ کر سیدھا کرتے تھے تاکہ صف آگے پیچھے نہ ہو۔

۲۔ صفوں میں اختلاف سے انسان کا ظاہر مختلف ہوتا ہے اور ظاہری اختلاف باطنی اور قلبی اختلاف کا باعث بنتا ہے، اس طرح اختلاف پھیل جاتا ہے۔ اس لیے صفوں کو برابر کرنے کی تاکید ہے۔

۳۔ اولوالاحلام اصل میں وہ ہیں جو معاملات میں سوچ بچار اور مضبوطی رکھتے ہوں، سکون اور وقار والے ہوں اور غضب کے وقت خود پر ضبط ہو، مراد عقلمند ہیں۔

اولوالنہی سے مراد ہیں، جن کی عقل انہیں قباحتوں سے روکے، مراد یہاں بھی اصحاب دانش ہیں۔

یہ چونکہ قریب ہونے کی وجہ سے امام کے نائب بھی بن سکتے ہیں اور نماز کی باریکیوں سے خوب آگاہ ہو سکتے ہیں۔

اسی طرح پھر ترتیب وار قریب ہوں تاکہ نماز سیکھیں اور دوسروں کو اس کا مسنون طریقہ بتائیں۔

۱۷۳۹ـ وَلَهُمَا وَالتِّرْمِذِيِّ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ نَحْوَهُ، وَفِيْهِ: وَإِيَّاكُمْ وَهَيْشَاتِ الْأَسْوَاقِ وَبَعْدُ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ. (رواه الترمذی ٢٢٨)

اور مؤخر دونے اور ترمذی نے ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے اس کے مثل روایت کی ہے اور اس میں ثم الذین یلونھم (پھر وہ جوان سے قریب ہیں) کے بعد یہ کلمات ہیں: ”اور تم بازاروں کی بے کار باتوں اور شوروغل سے اپنے آپ کو بچاؤ۔“

شرح: ......اس میں مزید یہ بات بیان ہوئی ہے کہ مسجدوں میں نماز کے وقت جس طرح بازاروں میں شور شرابا ہوتا ہے وہ نہ کیا جائے۔ بلکہ پرسکون ماحول رکھا جائے تاکہ مسجد کا تقدس مدنظر رہے۔

۱۷٤٠ـ ابْنِ عَبَّاسٍ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَأَخَذَ بِذَوَابَتِي فَجَعَلَنِي عَنْ يَمِينِهِ. (للبخاری ٥٩١٩)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں طرف کھڑا ہوا پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے میری دو چٹیوں سے پکڑا اور اپنے دائیں طرف لے آئے۔

۱۷٤۱ـ مَسْعُوْدٍ غُلَامِ فَرْوَةَ: حَضَرَتِ

”فروہ کے غلام مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نماز میں حاضر

(۱۷۳۹) ترمذی: ۲۲۸۔ صحیح، البانی: ۱۸۹۔ احمد: ٤٣٦٠۔ دارمی: ۱۲٦۷.

(۱۷٤٠) بخاری: ٥٩١٩۔ مسلم: ۷٦٣۔ ترمذی: ۲۳۲۔ نسائی: ۱٦۲۰۔ ابوداؤد: ٥٨۔ احمد: ۱۸۸٤۔ موطا: ۲٦۷۔ دارمی: ۱۲٥٥.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

الصَّلاةَ فَقَامَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي وَقَامَ أَبُوبَكْرٍ عَنْ يَمِيْنِهِ وَقَدْ عَرَفْتُ الإِسْلامَ وَأَنَا مَعَهُمَا فَجِئْتُ فَقُمْتُ خَلْفَهُمَا فَدَفَعَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فِي صَدْرِ أَبِي بَكْرٍ فَقُمْنَا خَلْفَهُ. (رواه النسائی ۸۰۰ فی قصة.)

ہوا پس رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ کے دائیں طرف ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے۔ میں اسلام کو سمجھ چکا تھا اور میں ان دونوں کے ساتھ تھا پس میں آکران کے پیچھے کھڑا ہوا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سینے پر ہاتھ مار کر پیچھے دھکیل دیا اور ہم دونوں آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہوگئے۔ (نسائی نے مع قصہ بیان کیا۔)

۱۷٤۲۔ قَالَ أَبُوْمَالِكٍ الأَشْعَرِيُّ أَلاَ أُحَدِّثُكُمْ بِصَلاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَأَقَامَ الصَّلاةَ وَصَفَّ الرِّجَالُ وَصَفَّ خَلْفَهُمُ الْغِلْمَانُ ثُمَّ صَلّٰى بِهِمْ.

(رواه أبوداود،٦٧٧)

سیّدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز نہ بتاؤں۔ راوی نے کہا: اس نے نماز کی اقامت کہی۔ مردوں کی صف بنائی اور ان کے پیچھے لڑکوں کی صف کھڑی کی پھر اُن کو نماز پڑھائی۔'' (ابوداوٗد)

۱۷٤۳۔ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ صَلَّيْتُ إِلَى جَنْبِ النَّبِيِّ ﷺ وَعَائِشَةُ خَلْفَنَا تُصَلِّي مَعَنَا.

(رواه النسائی ۸٤۱)

''ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں نماز پڑھی اور سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہمارے پیچھے ہمارے ساتھ نماز پڑھ رہی تھیں۔

۱۷٤٤۔ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِذَا كُنَّا ثَلاثَةً أَنْ يَتَقَدَّمَنَا أَحَدُنَا (رواه الترمذی ، ۲۳۳)

سیّدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ جب ہم تین مرد ہوں تو ایک ہم میں سے آگے نکل کر نماز پڑھائے۔''

شرح: ......۱۔ یہ ثابت ہوا کہ امام کے ساتھ ایک ہی مقتدی ہو تو اس کے کھڑا ہونے کی جگہ امام کی دائیں جانب ہے۔ اگر کوئی بائیں جانب کھڑا ہو جاتا ہے تو نماز تو ہو جائے گی مگر اس نے برا کام کیا ہے۔

۲۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ دو آدمی جماعت ہوتے ہیں۔

۳۔ ایک بچہ ہو پھر بھی دوسرے آدمی کے ساتھ مل کر جماعت کا انعقاد کر سکتے ہیں۔

۴۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ ایک آدمی نے امامت کی نیت نہیں کی پھر بھی اس کی اقتداء کرنا جائز ہے۔

(۱۷٤۱) نسائی : ۸۰۰۔ ضعیف الاسناد، البانی: ۳۲.

(۱۷٤۲) ابوداؤد: ٦٧٧۔ ضعیف البانی : ۱۳۲۔ احمد: ۲۲۳۹۹.

(۱۷٤۳) نسائی : ۸٤۱۔ صحیح، البانی: ۸۱۱۔ احمد: ۲۷٤٦.

(۱۷٤٤) ترمذی: ۲۳۳۔ ضعیف الاسناد: ۳۷.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۵۔ نفلی نماز کی جماعت بھی جائز ہے۔

۶۔ معمولی عمل سے نماز خراب نہیں ہوتی۔

۷۔ ان میں یہ بھی دلالت ہے کہ بچوں کی صفوں پر مردوں کی صفیں مقدم رکھی جائیں اور بچوں کی صفیں عورتوں کی صفوں پر مقدم ہوں۔ یہ تب ہے جب بچے دو یا اس سے زیادہ ہوں اگر ایک ہی بچہ ہو تو پھر تنہا نہ کھڑا ہو۔ مردوں کے ساتھ ہی شامل ہو جائے۔ (عون المعبود: ا/۲۵۳)

۸۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ ایک بچہ ہو، ایک عورت ہو، ایک آدمی ہو تو امام بچے کو اپنے ساتھ دائیں جانب کھڑا کرے اور عورت کو تنہا پیچھے کھڑا کرے یوں صف بندی کریں۔

۹۔ تین نمازی ہوں تو ایک امام ہو، دو اس کے پیچھے صف بندی کریں۔

۱۷۴۵۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَيْرُ صُفُوْفِ الرِّجَالِ أَوَّلُهَا وَشَرُّهَا آخِرُهَا وَخَيْرُ صُفُوْفِ النِّسَاءِ آخِرُهَا وَشَرُّهَا أَوَّلُهَا. (رواہ مسلم، ٤٤٠)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مردوں کی صفوں میں سے پہلی صف افضل ہے اور بری صف (غیر افضل) آخری صف ہے اور عورتوں کی آخری صف افضل ہے اور عورتوں کی بری صف (غیر افضل) پہلی صف ہے۔"

شرح: ......اس میں اجر وثواب کے لحاظ سے مردوں کی پہلی صف کو افضل قرار دیا گیا ہے کیونکہ اسے آگے ہونے کی فضیلت حاصل ہوتی ہے اور امام کے قریب ہوتی ہے، امام کے احوال کا مشاہدہ کرتی ہے اور آخری صف میں ان فضائل سے محرومی ہو جاتی ہے، اس لیے یہ بدترین ہے۔ عورتوں کی اجر وثواب کے لحاظ سے وہ صف افضل ہے جو آخری ہو، یہ تب ہے جب مردوں کے ساتھ ہوں۔ جب تنہا عورتیں ہی ہوں تو پھر ان کی اول صف ہی افضل ہے اور آخری کم تر ہے۔ عورتوں کی آخری صف اس لیے افضل ہے کہ یہ فتنہ سے دور رہتی ہے۔ اول صف وہ ہے جو امام کے قریب تر ہو۔

۱۷۴۶۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَوُّوْا صُفُوْفَكُمْ فَإِنَّ تَسْوِيَةَ الصَّفِّ مِنْ تَمَامِ الصَّلَاةِ. (رواہ مسلم، ٤٣٣)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "صفیں برابر کرو، صفوں کا برابر کرنا نماز کی تکمیل میں شامل ہے۔" (الشیخان۔ ابوداود، نسائی)

۱۷۴۷۔ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:

(۱۷۴۵) مسلم: ٤٤٠۔ بخاری: ٢٢٤۔ نسائی: ٨٢٠۔ ابوداؤد: ٦٧٨۔ ابن ماجه: ١٠٠٠۔ احمد: ٩٩١٧۔ دارمی: ١٢٦٨۔

(۱۷۴۶) مسلم: ٤٣٣۔ بخاری: ٧٢٣۔ نسائی: ٨٤٥۔ ابوداؤد: ٦٦٩۔ ابن ماجه: ٩٩٣۔ احمد: ١٣٦٨٢۔ دارمی: ١٢٦٣۔

(۱۷۴۷) نسائی: ٨١٥۔ صحیح، البانی: ٧٨٥۔ بخاری: ٧١٨۔ مسلم: ٤٣٤۔ ابوداؤد: ٦٦٩۔ ابن ماجه: ٩٩٣۔ احمد: ١٣٦٨٢۔ دارمی: ١٢٦٣۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رَاصُّوا صُفُوفَكُمْ وَقَارِبُوا بَيْنَهَا وَحَاذُوا بِالأَعْنَاقِ فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ إِنِّي لَأَرَى الشَّيَاطِيْنَ تَدْخُلُ مِنْ خَلَلِ الصَّفِّ كَأَنَّهَا الْحَذَفُ. (رواه النسائی ۸۱۵)

باہم مل کر صفیں بناؤ اور صفوں کو قریب قریب رکھو اور گردن برابر کرو۔ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میں شیطان کو تمہارے درمیان کے شگاف میں بکری کے بچے کی مانند داخل ہوتے اور دوڑتے دیکھتا ہوں۔" (نسائی)

۱۷٤۸۔ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ اسْتَوُوا اسْتَوُوا اسْتَوُوا فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَرَاكُمْ مِنْ خَلْفِي كَمَا أَرَاكُمْ مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ (رواه النسائی، ۸۱۳)

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: برابر ہو جاؤ، برابر ہو جاؤ، برابر ہو جاؤ۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں تمہیں اپنے پیچھے اسی طرح دیکھتا ہوں جیسا میں اپنے سامنے سے دیکھتا ہوں۔"

۱۷٤۹۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ أَقِيمُوا الصُّفُوفَ وَحَاذُوا بَيْنَ الْمَنَاكِبِ وَسُدُّوا الْخَلَلَ وَلِينُوا بِأَيْدِي إِخْوَانِكُمْ لَمْ يَقُلْ عِيسَى بِأَيْدِي إِخْوَانِكُمْ وَلَا تَذَرُوا فُرُجَاتٍ لِلشَّيْطَانِ وَمَنْ وَصَلَ صَفًّا وَصَلَهُ اللّٰهُ وَمَنْ قَطَعَ صَفًّا قَطَعَهُ اللّٰهُ (رواه أبوداود، ٦٦٦)

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما مرفوع بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صفیں سیدھی رکھو اور شانے برابر کرو اور درمیان میں سے شگاف بند کرو اور اپنے بھائیوں کے لیے نرم رہو۔ اور شیطان کے لئے شگاف نہ چھوڑو۔ جس نے صف ملائی اس کو اللہ تعالیٰ ملائے رکھے گا اور جس نے صف توڑی اللہ تعالیٰ اس کو توڑ دے گا۔"

۱۷۵۰۔ عَنْ عَائِشَةَ، رَفَعَتْهُ: مَنْ سَدَّ فُرْجَةً فِي صَفٍّ رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً وَبَنَى لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ. (رواه الطبرانی فی الأوسط بلین)

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا رفع کرتی ہیں: "جس نے صف میں شگاف کو پُر کر دیا تو اللہ تعالیٰ اس کا ایک درجہ بلند کرے گا اور اس کے لئے جنت میں ایک گھر تعمیر کرا دے گا۔" (الاوسط نے نرم سند کے ساتھ ذکر کیا۔)

شرح: ...... ۱۔ ثابت ہوا کہ صفوں کو اچھی طرح برابر کیا جائے اور چونے گچ دیوار کی مانند بنایا جائے کہ کندھے اور ٹخنے آپس میں مل جائیں، کوئی دراڑ باقی نہ رہے۔

۲۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ اقامت اور نماز میں داخلہ کے درمیان بات کرنا جائز ہے۔

۳۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ صفوں کو برابر کرنا واجب ہے۔

(۱۷٤۸) نسائی: ۸۱۳۔ صحیح، البانی: ۷۸۳۔ بخاری: ۷۱۸۔ مسلم: ٤۳٤۔ ابوداؤد: ٦٦۹۔ ابن ماجه: ۹۹۳۔ احمد: ۱۳٦۸۲۔ دارمی: ۱۲٦۳۔

(۱۷٤۹) ابوداؤد: ٦٦٦۔ صحیح، البانی: ٦۲۰۔ نسائی: ۸۱۹۔

(۱۷۵۰) طبرانی اوسط، وفيه مسلم بن خالد الزنجي وهو ضعيف، وقد وثقه ابن حبان، هيثمی: ۲۵۰۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۴۔ نبی اکرم ﷺ کو بطور معجزہ یہ اعزاز حاصل تھا کہ آپ کو پچھلی صفیں بھی نظر آتی تھیں، یہ بھی پتہ چلا کہ امام کو چاہیے کہ رعیت کا خیال رکھے، ان پر شفقت کرے اور انہیں مخالفت کے نقصانات سے آگاہ کرے۔

۵۔ صفوں کو درست کرنا نماز کی درستگی میں سے ہے، کا مطلب ہے کہ جس طرح نماز میں ارکان برابر کرنے ضروری ہیں، اطمینان ضروری ہے، اس کے فرائض اور سنتیں صحیح ادا کرنا ضروری ہیں کہ ان میں کجی پیدا نہ ہو اسی طرح صفوں کا برابر ہونا بھی یہی حیثیت رکھتا ہے۔

۶۔ صفوں کے درمیان خلل اور فاصلہ رکھنے کی ممانعت اور ساتھ ملنے کی وجہ یہ بیان ہوئی ہے کہ ان میں شیطان گھس جاتا ہے اس لیے ساتھ ساتھ رہیں تاکہ شیطان گھس کر نماز فاسد نہ کر دے۔

۷۔ صف ملانے والے کو دعا دی گئی ہے، یعنی اگر صف میں خلل ہو یا کسی وجہ سے دراڑ تھی تو کندھا اور ٹخنہ ملانے والے کو اللہ تعالیٰ اس کا صلہ دیں گے۔ اور اگر یہ ساتھ نہیں ملتا، کندھا یا ٹخنہ نہیں ملاتا یا وہ خلل پُر نہیں کرتا تو اس کے لیے سخت وعید ہے۔ اور اگر ساتھ ملانے کے لیے کوئی کندھا پکڑتا ہے تو دوسرے کو نرمی کا مظاہرہ کرنا چاہیے، وہ ساتھ ملنے میں تعاون کرے۔ اسی طرح صف کے پیچھے تنہا ہو تو وہ کسی کو ساتھ ملانے کے لیے کھینچے تو وہ اس سے تعاون کرے اور خلل والی جگہ کو صف والے ملا دیں۔ (مرعاۃ: ۲/۹۲)

۸۔ نبی اکرم ﷺ کا فرمان کہ صفیں برابر کرو، چونے گچ بناؤ، خلل نہ چھوڑو۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایک دوسرے کے ٹخنے سے ٹخنہ ملانا اور کندھے سے کندھا ملانا۔ یہ اس بات پر واضح دلیل ہے کہ صف برابر کرنے سے مراد یہ ہے کہ کھڑے ہونے والے ایک ہی سمت میں اعتدال سے کھڑے ہوں اور یہ کندھے سے کندھا ملا کر اور قدم سے قدم ملا کر ہی ممکن ہے۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں اس پر عمل کرتے تھے۔

مگر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مقلد صفوں میں ساتھ مل کر کھڑے نہیں ہوتے۔ یہ احادیث اور صحابہ و تابعین کا تعامل ان کے خلاف ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ اس طرح کندھے سے کندھا ملانا، ٹخنے سے ٹخنہ ملانا بہت مشکل کام ہے۔

علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مقلدین کے لیے تو واقعتاً سنت پر عمل مشکل ہوتا ہے مگر اہل حدیث کو اللہ تعالیٰ بہترین جزا دیں جو اس سنت کو اس وقت زندہ کر رہے ہیں جبکہ لوگ اسے ترک کرتے جا رہے ہیں۔ یہ صفوں میں ساتھ ساتھ مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔

۱۷۵۱۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما رَفَعَهُ: عَلَيْكُمْ بِالصَّفِّ الْأَوَّلِ وَعَلَيْكُمْ بِالْمَيْمَنَةِ مِنْهُ وَإِيَّاكُمْ وَالصَّفِّ بَيْنَ السَّوَارِيْ.

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مرفوع بیان کیا ہے: ”تم اول صف کو لازم کرو اور اس کے دائیں طرف کو لازم پکڑو! اور ستونوں کے درمیان صف بنانے سے بچتے رہو۔ (الاوسط اور الکبیر سند کمزور)

(۱۷۵۱) طبرانی کبیر: ۱۲۰۰٤۔ طبرانی اوسط، وفیہ اسماعیل بن مسلم المکی وھو ضعیف، ھیثمی: ۱۵۱۳۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

(رواہ الطبرانی بضعف فی الکبیر، ١٢٠٠٤، والأوسط)

ہے۔)“

١٧٥٢۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَفَعَهُ: مَنْ عَمَرَ جَانِبَ الْمَسْجِدِ الْأَيْسَرِ لِقِلَّةِ أَهْلِهِ فَلَهُ أَجْرَانِ. (رواہ الطبرانی فی الکبیر بمدلس)

ان ہی سے مرفوع حدیث منقول ہے: جس نے مسجد کی جانب میں اہل مسجد کی قلت دور کرنے کے لئے آبادی بڑھائی اس کے لئے دواجر ہیں۔ (الکبیر سند میں مدلس ہے۔)

١٧٥٣۔ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: إِنَّمَا كُرِهَتِ الصَّلَاةُ بَيْنَ السَّوَارِي لِلْوَاحِدِ وَالْإِثْنَيْنِ. (رواہ الطبرانی فی الکبیر، ٩٢٩٦)

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک اور دو افراد کے لئے ستونوں کے درمیان صف بنانا مکروہ قرار دیا گیا ہے۔“ (الکبیر)

١٧٥٤۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَفَعَهُ: مَنْ نَظَرَ إِلَى فُرْجَةٍ فِي صَفٍّ فَلْيَسُدَّهَا بِنَفْسِهِ فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ فَمَرَّ مَارٌّ فَلْيَتَخَطَّ عَلَى رَقَبَتِهِ فَإِنَّهُ لَا حُرْمَةَ لَهُ. (للکبیر، ١١٢١٤ بضعف)

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما مرفوع بیان کرتے ہیں: ”جو صف میں شگاف دیکھے تو اس کو خود کھڑا ہو کر پورا کر دے۔ اگر وہ ایسا نہ کرے تو جو گذرتا ہو وہ اس کی گردن پر پاؤں رکھ کر گذر جائے اس لئے کہ اس کی حرمت نہیں ہے۔“ (الکبیر بسند ضعف)

١٧٥٥۔ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ مَحْمُوْدٍ قَالَ صَلَّيْنَا خَلْفَ أَمِيْرٍ مِنَ الْأُمَرَاءِ فَاضْطَرَّنَا النَّاسُ فَصَلَّيْنَا بَيْنَ السَّارِيَتَيْنِ فَلَمَّا صَلَّيْنَا قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ كُنَّا نَتَّقِي هٰذَا عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ. (رواہ الترمذی ٢٢٩)

عبدالحمید بن محمود کہتے ہیں: ہم نے ایک امیر کی اقتداء میں نماز شروع کی تو لوگوں نے ہمیں جبراً ستونوں کے درمیان دھکیل دیا پس ہم نے ستونوں کے درمیان نماز ادا کی۔ جب ہم نماز پڑھ چکے تو سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا ہم رسول اللہ ﷺ کے عہد میں اس سے بچتے تھے۔“ (اصحاب سنن)

شرح: ...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ صف کے درمیان میں ستون آ جائے جس کی وجہ سے دو آدمیوں کے درمیان فاصلہ آ جائے تو ایسی صف بندی منع ہے۔

ایک سوال یہ ہوسکتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے دوستونوں کے درمیان نماز پڑھی تھی۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ستون درمیان میں آئے تو صف بندی کی ممانعت ہے، نماز کی ممانعت نہیں۔

اکیلا آدمی ہو، یا امام ہو دوستونوں کے درمیان کھڑا ہو کر نماز پڑھے یہ جائز ہے، جماعت والے جب صف بندی کریں گے تو صف میں فاصلہ آ جاتا ہے، یہ منع ہے۔ (تحفۃ الاحوذی: ١٩٤/١)

(١٧٥٢) طبرانی کبیر، وفیه بقیة، وهو مدلس، وقد عنعنه ولكنه ثقة، هیثمی: ٢٠٢٨.

(١٧٥٣) طبرانی کبیر: ٩٢٩٦۔ واسناده حسن، هیثمی: ٢٠٣٤.

(١٧٥٤) طبرانی کبیر: ١١٢١٤۔ وفیه مسلمة بن علی وهو ضعیف، هیثمی: ٢٠٣٥.

(١٧٥٥) ترمذی: ٢٢٩۔ صحیح، البانی: ١٩٠۔ نسائی: ٨٢١۔ ابوداؤد: ٦٧٣.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

١٧٥٦۔ عَنْ وَابِصَةَ بْنِ مَعْبَدٍأَنَّ رَجُلاً صَلَّى خَلْفَ الصَّفِّ وَحْدَهُ فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُعِيْدَ الصَّلَاةَ. (رواه الترمذی ٢٣١)

سیدنا وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے ایک مرد کو صف کے پیچھے تنہا نماز پڑھتے دیکھا تو آپ ﷺ نے اس کو نماز کا اعادہ کرنے کا حکم دیا۔" (ترمذی اور ابوداود)

شرح: ...... یہ حدیث دلیل ہے کہ جو صف کے پیچھے اکیلا نماز پڑھے اس کی نماز صحیح نہیں، وہ نماز لوٹائے۔ ایک قول ہے صف پیچھے اکیلے کی نماز درست ہے مگر وہ گنہگار ہے۔ صحیح بات یہی ہے کہ صف کے پیچھے اکیلا نماز پڑھے تو اسے لوٹائے نماز درست نہیں، اس کی تائید میں مسند احمد: ۴/ ۲۳، محلی: ۴/ ۵۳، بیہقی: ۳/ ۱۰۵ میں بھی حدیث آتی ہے۔

جو کہتے ہیں کہ صف کے پیچھے اکیلے کی نماز درست ہے مگر گناہ ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ اگر صف کے پیچھے اکیلے کی نماز درست نہ ہوتی تو آپ ﷺ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ جو صف کے پیچھے ہی رکوع میں شامل ہو گئے تھے۔ انہیں نماز لوٹانے کا حکم دیتے۔ جبکہ انہیں لوٹانے کا حکم نہیں دیا اور اس اکیلے پڑھنے والے کو لوٹانے کا حکم دیا ہے لہٰذا یہ نماز نہ ہونے والی دلیل پختہ نہیں۔ اس کے جواب میں ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ بات ہم یقیناً کہتے ہیں کہ صف کے اندر آنے سے پہلے ہی رکوع کرنا اس وقت حرام ہوا جب آپ ﷺ نے حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کو منع کیا، اس لیے یہ کام ان سے ممانعت سے پہلے سرزد ہوا تھا، اس پر نماز کے اعادہ کی ضرورت نہیں یہ صف کے پیچھے اکیلے نماز والا فعل ممانعت کے بعد وارد ہوا تھا، اس لیے اسے نماز لوٹانے کا حکم دیا۔ (محلی: ۴/ ۵۸)

ثابت ہوا کہ صف کے پیچھے اکیلے کی نماز نہیں ہوتی وہ اگر پڑھے تو اسے لوٹائے، باقی اوپر گزر چکا ہے کہ آدمی ساتھ ملا لے، اکیلا کھڑا نہ ہو۔

١٧٥٧۔ عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي عَلَى الصَّفِّ الْأَوَّلِ ثَلَاثًا وَعَلَى الثَّانِيْ وَاحِدَةً. (رواه النسائی ٨١٧)

سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ اول صف کے لیے تین بار رحمت کا سوال کرتے تھے اور دوسری صف کے لیے ایک بار۔ (النسائی)

١٧٥٨۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزَالُ قَوْمٌ يَتَأَخَّرُوْنَ عَنِ الصَّفِّ الْأَوَّلِ حَتَّى يُؤَخِّرَهُمُ اللّٰهُ فِي النَّارِ. (رواه أبوداود ٦٧٩)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا مرفوع بیان کرتی ہیں کہ لوگ پہلی صف سے ہمیشہ پیچھے ہوتے رہیں گے حتی کہ اللہ ان کو دوزخ میں دور کر دے گا۔

(١٧٥٦) ترمذی: ٢٣١۔ صحیح، البانی: ١٩٢۔ ابوداؤد: ٦٨٢۔ ابن ماجہ: ١٠٠٤۔ احمد: ١٧٥٤١۔ دارمی: ١٢٨٥۔

(١٧٥٧) نسائی: ٨١٧۔ صحیح: ٧٨٧۔ ابن ماجہ: ٩٩٦۔ احمد: ١٦٧٠٦۔ دارمی: ١٢٦٥۔

(١٧٥٨) ابوداؤد: ٦٧٩۔ صحیح، البانی: ٦٣٠۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

١٧٥٩ـ عن ابن عباس، رفعه: مَنْ تَرَكَ الصَّفَّ الْأَوَّلَ مَخَافَةَ أَنْ يُؤْذِيَ أَحَدًا أَضْعَفَ اللّٰهُ لَهُ أَجْرَ الصَّفِّ الْأَوَّلِ. (رواه الطبراني في الأوسط وضعف.)

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما مرفوع بیان کرتے ہیں: جو شخص کسی انسان کو ایذا پہنچنے کے ڈر سے اول صف کو ترک کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو اول صف کے ثواب سے دوگنا عطا کرے گا۔" (الاوسط اور سند ضعیف ہے)

١٧٦٠ـ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتَخَلَّلُ الصَّفَّ مِنْ نَاحِيَةٍ إِلَى نَاحِيَةٍ يَمْسَحُ صُدُوْرَنَا وَمَنَاكِبَنَا وَيَقُوْلُ لَا تَخْتَلِفُوْا فَتَخْتَلِفَ قُلُوْبُكُمْ. (لأبي داود ٦٦٤)

سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ صفوں کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک درمیان میں چل کر ہمارے سینے اور شانے ٹٹولتے اور چھوتے تھے اور فرماتے جاتے تھے: "پراگندہ نہ ہونا ورنہ تمہارے دل پراگندہ اور مختلف ہو جائیں گے۔" (ابوداؤد اور نسائی)

شرح: ......۱۔ ثابت ہوا کہ صفوں میں پیچھے نہ رہا جائے بلکہ اول صف میں کوشش کی جائے۔ اس طرح مؤخر ہونے سے جنت میں داخلے، دوزخ سے نکالنے، رحمت، فضل اور بلند مرتبت اور علم سے انسان پیچھے رہ جائے گا۔ (عون المعبود: ۱/۲۵۴)

۲۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ پہلی صفوں میں کھڑا ہونے والوں کے لیے اللہ کے فرشتے دعا کرتے ہیں، اس میں پہلی صف میں کھڑا ہونے کی ترغیب ہے، پھر اس کے بعد والی صفوں پر بھی فرشتوں کی دعا ہوتی ہے، مگر جو سب سے آخری ہے اس کے لیے دعا سے محرومی ہے۔

١٧٦١ـ عَنْ حِطَّانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ صَلّٰى بِنَا أَبُوْمُوْسٰى فَلَمَّا كَانَ فِي الْقَعْدَةِ دَخَلَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَقَالَ أُقِرَّتِ الصَّلَاةُ بِالْبِرِّ وَالزَّكَاةِ فَلَمَّا سَلَّمَ أَبُوْ مُوْسٰى أَقْبَلَ عَلَى الْقَوْمِ فَقَالَ أَيُّكُمُ الْقَائِلُ هٰذِهِ الْكَلِمَةَ فَأَرَمَّ الْقَوْمُ قَالَ يَا حِطَّانُ لَعَلَّكَ قُلْتَهَا قَالَ لَا وَقَدْ خَشِيْتُ أَنْ تُبَكِّعَنِيْ بِهَا فَقَالَ إِنَّ الرَّسُوْلَ كَانَ يُعَلِّمُنَا صَلَاتَنَا وَسُنَّتَنَا فَقَالَ

حطان بن عبداللہ الرقاشی نے کہا: سیّدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے ہمیں نماز پڑھائی۔ جب وہ نماز کے قعدے میں پہنچے تھے تو ایک شخص نے کہا: نماز اپنے مقام پر نیکی اور پاکیزگی کے ساتھ جا ٹھہری ہے۔ جب ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے سلام پھیرا تو انہوں نے کہا: یہ کلمات کس نے کہے ہیں؟ پس لوگوں نے بوجہ خوف کوئی جواب نہ دیا۔ تو ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے حطان! تو نے یہ کلمات کہے ہوں گے؟ میں نے کہا: نہیں اور مجھے پہلے ڈر تھا کہ آپ مجھے ان کلمات کا کہیں گے۔ تو انہوں نے کہا:

(١٧٥٩) طبرني اوسط، وفيه نوح بن ابي مريم وهو ضعيف، هيثمي: ٣٥٣٦.
(١٧٦٠) ابوداؤد: ٦٦٤ـ صحيح، الباني: ٦١٨ـ نسائي: ٨١١ـ ابن ماجه: ٩٩٧ـ احمد: ١٨٢٢٩ـ دارمي: ١٣٦٤.
(١٧٦١) نسائي: ٨٣٠ـ صحيح، الباني: ٨٠٠ـ مسلم: ٤٠٤ـ ابوداود: ٩٧٢ـ ابن ماجه: ٩٠١ـ احمد: ١٩١٦٦ـ دارمي: ١٣١٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

إِنَّمَا الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَإِذَا قَالَ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ﴾ فَقُوْلُوْا آمِيْنَ يُجِبْكُمُ اللهُ وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَإِذَا رَفَعَ فَقَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُوْلُوا اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ يَسْمَعُ اللهُ لَكُمْ وَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوْا وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا فَإِنَّ الْإِمَامَ يَسْجُدُ قَبْلَكُمْ وَيَرْفَعُ قَبْلَكُمْ قَالَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ فَتِلْكَ بِتِلْكَ . (رواه النسائي، ٨٣٠)

رسول اللہ ﷺ ہماری نماز اور ہمارے لئے سنت طریقہ تعلیم فرمایا کرتے تھے۔اور آپؐ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ امام اس لئے مقرر کیا گیا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے۔پس جب امام تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو اور جب وہ کہے: غير المغضوب عليهم ولا الضالين تو تم آمین کہو۔ اللہ تمہاری دعا قبول کرے گا۔ اور جب امام رکوع کرے تو تم رکوع کرو اور جب وہ سجدہ کرے تو تم سجدہ کرو اور جب وہ اٹھے تو تم اٹھو۔پس امام تم سے پہلے سجدہ کرتا اور تم سے پہلے سر اٹھاتا ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تاخیر اس تاخیر کے بدلے ہے۔'' (مسلم، ابوداؤد، نسائی کے الفاظ ہیں)

١٧٦٢ـ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُوْلُوْا اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ وَإِذَا صَلَّى قَائِمًا فَصَلُّوْا قِيَامًا وَإِذَا صَلَّى قَاعِدًا فَصَلُّوْا قُعُوْدًا أَجْمَعُوْنَ (رواه مسلم ٤١٧)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''یقینی بات ہے کہ امام اس لئے بنایا گیا ہے تاکہ اس کی اقتداء کی جائے پس جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب وہ سمع الله لمن حمدہٗ کہے تو تم کہو اللّٰهم ربنا لك الحمد۔اور جب وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھے تو تم بھی کھڑے ہو کر پڑھو اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم سب بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔'' (الشیخان، ابوداؤد، النسائی)

١٧٦٣ـ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ رَكِبَ فَرَسًا فَصُرِعَ عَنْهُ فَجُحِشَ شِقُّهُ الْأَيْمَنُ فَصَلَّى صَلَاةً مِنَ الصَّلَوَاتِ وَهُوَ قَاعِدٌ فَصَلَّيْنَا وَرَاءَهُ قُعُوْدًا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَإِذَا صَلَّى قَائِمًا فَصَلُّوْا قِيَامًا فَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ گھوڑے سے گر گئے تھے اور آپ کا دایاں پہلو زخمی ہوا تھا پس ہم لوگ آپ کی حالت پوچھنے کے لئے گئے اور نماز کا وقت آیا تو آپ ﷺ نے بیٹھ کر نماز پڑھائی اور ہم نے آپ کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی۔جب آپ نے نماز مکمل کی تو فرمایا: ''امام اس لئے بنایا گیا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے پس جب وہ رکوع

(١٧٦٢) مسلم: ٤١٧ـ بخاری: ٧٣٤ـ نسائی: ٩٢٢ـ ابوداؤد: ٦٠٣ـ ابن ماجه: ١٢٣٩ـ احمد: ٢٧٢٧٣ـ دارمی: ١٣١١.

(١٧٦٣) بخاری: ٦٨٩ـ مسلم: ٤١١ـ ترمذی: ٣٦١ـ نسائی: ١٠٦١ـ ابوداؤد: ٦٠١ـ ابن ماجه: ١٢٣٨ـ احمد: ١٢٦٥٨ـ موطا: ٣٠٦ـ دارمی: ١٣١٠.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَإِذَا صَلَّى قَائِمًا فَصَلُّوْا قِيَاماً وَإِذَا صَلَّى جَالِساً فَصَلُّوْا جُلُوْساً أَجْمَعُوْنَ. (رواه البخاری ٦٨٩)

کر دے تو تم رکوع کرو، اور جب وہ سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو اور جب وہ سر اُٹھائے تو پھر تم سر اُٹھا اور جب وہ کہے سمع الله لمن حمدہٗ تو تم رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہو اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم سب بیٹھ کر نماز پڑھو۔'' (صحاح ستہ)

١٧٦٤۔ وَلِلْبُخَارِيِّ قَوْلُهٗ إِذَا صَلَّى جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا هُوَ فِي مَرَضِهِ الْقَدِيْمِ، وَقَدْ صَلَّى فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ جَالِسًا وَالنَّاسُ خَلْفَهٗ قِيَامًا لَمْ يَأْمُرْهُمْ بِالْقُعُوْدِ وَإِنَّمَا يُؤْخَذُ بِالْآخِرِ فَالْآخِرِ مِنْ أَمْرِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. (٦٨٩)

اور بخاری کی روایت ہے: ''جب امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔ آپ نے اپنے پیچھے کھڑے ہو کر پڑھنے والوں کو بیٹھنے کا حکم نہیں دیا اور آپ کے آخری اور پھر آخری حکم کی پیروی اختیار کی جاتی ہے۔''

١٧٦٥۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ قَالَ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ. (رواه إبن ماجة ، ٨٧٥)

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ: ''سمع اللّٰہ لمن حمدہٗ کہتے'' تو آپ کہتے: رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ۔

١٧٦٦۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ أَمَا يَخْشَى أَحَدُكُمْ أَوْلَا يَخْشَى أَحَدُكُمْ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ قَبْلَ الْإِمَامِ أَنْ يَجْعَلَ اللّٰهُ رَأْسَهٗ رَأْسَ حِمَارٍ أَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ صُوْرَتَهٗ صُوْرَةَ حِمَارٍ. (رواه البخاری ٦٩١)

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کیا تم میں سے کوئی شخص یہ خوف نہیں رکھتا کہ جب وہ رکوع وسجود سے اپنا سر امام سے پہلے اٹھائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کے سر جیسا بنا دے گا یا اس کی صورت گدھے کی صورت جیسی بنا دے گا۔ (چھ نے بیان کیا۔ مالک رحمہ اللہ کے علاوہ)

١٧٦٧۔ وللكبير: أَنَّ يُحَوِّلَ اللّٰهُ رَأْسَهٗ رَأْسَ كَلْبٍ.

اور الکبیر کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے سر کو کتے کے سر جیسا بنا دے۔''

(١٧٦٤) بخاری: ٦٨٩۔ مسلم: ٤١١۔ ترمذی: ٣٦١۔ نسائی: ١٠٦١۔ ابوداؤد: ٦٠١۔ ابن ماجه: ٨٧٦۔ دارمی: ١٢٥٦۔ احمد: ١١٦٥٥۔ مؤطا: ٣٠٦.

(١٧٦٥) ابن ماجه: ٨٧٥۔ صحیح، البانی: ٧١٥۔ بخاری: ٣٢٢٨۔ مسلم: ٤٠٩۔ ترمذی: ٢٦٧۔ نسائی: ١٠٦٣۔ ابوداؤد: ٨٤٨۔ احمد: ٩٦٠٥۔ مؤطا: ١٩٨.

(١٧٦٦) بخاری: ٦٩١۔ مسلم: ٤٢٧۔ ترمذی: ٥٨٢۔ نسائی: ٨٢٨۔ ابوداؤد: ٦٢٣۔ ابن ماجه: ٩٦١۔ احمد: ١٠١٦٨۔ دارمی: ١٣١٦.

(١٧٦٧) طبرانی کبیر واوسط، ہیثمی: ٢٤١٦.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۱۷۶۸۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ الَّذِي يَرْفَعُ رَأْسَهُ وَيَخْفِضُهُ قَبْلَ الإِمَامِ فَإِنَّمَا نَاصِيَتُهُ بِيَدِ شَيْطَانٍ. (رواه مالك ۲۰۹)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا: ''جو شخص اپنا سر اٹھاتا یا اپنا سر جھکاتا ہے امام سے پہلے پس اس کی پیشانی کے بال شیطان کے ہاتھ میں ہیں۔'' (مالک)

۱۷۶۹۔ البراء: كُنَّا نُصَلِّي خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ فَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ لَمْ يَحْنِ أَحَدٌ مِنَّا ظَهْرَهُ حَتَّى يَضَعَ النَّبِيُّ ﷺ جَبْهَتَهُ عَلَى الأَرْضِ. (رواه البخاري ۸۱۱)

سیدنا براء رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھا کرتے تھے اور جب آپ ﷺ سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تو ہم میں سے کوئی شخص اپنی پشت نہیں جھکاتا تھا یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ اپنی پیشانی مبارک زمین پر رکھ دیتے تھے۔

شرح:......۱۔ فَتِلْكَ بِتِلْكَ کا مطلب ہے کہ امام کا تم سے پہلے رکوع یا سجدہ میں جانا یہ زیادتی تمہارے بعد میں سجدہ وغیرہ جانے سے پوری ہو جاتی ہے۔ اس طرح تمہارا سجدہ کرنا تمہارے امام کے سجدہ کی مانند ہو جاتا ہے۔

۲۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ نماز میں امام سے پہلے حرکات نہ کی جائیں۔ امام مکمل طور پر رکوع وسجود میں جا چکا ہو تو مقتدی بعد میں جائیں۔ اس کی علامت یہ ہے کہ امام اللہ اکبر ختم کرے تو مقتدی آغاز کرے اور حرکت کرے۔

۳۔ امام سے پہلے حرکات وسکنات کی سخت مذمت کی گئی ہے کہ اس کی صورت مسخ کر کے گدھے کی بنائی جا سکتی ہے، یہ دلالت ہے کہ امام سے پہلے اٹھنا حرام ہے۔

۴۔ اس سے نبی اکرم ﷺ کی امت پر شفقت کرنے کی جھلک بھی نمایاں ہوتی ہے کہ آپ ﷺ نے جن احکام پر ثواب وعقاب مرتب ہوتا ہے وہ ہمیں بتا دیے ہیں۔

۵۔ بظاہر یہ بھی ثابت ہوا کہ امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے اور مقتدی ربنا ولک الحمد کہے۔ لیکن حقیقت میں ایسا نہیں۔ یہ آمین کہنے کی مانند ہے کہ مقتدی اور امام دونوں کہتے ہیں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ سمع اللہ لمن حمدہ کے بعد ربنا ولک الحمد کہتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

اور بخاری ہی میں آتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس طرح نماز پڑھو جس طرح مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ تو ثابت ہوا کہ امام سمع اللہ کے ساتھ ربنا لك الحمد بھی پڑھے اور مقتدی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسی نماز پڑھتے ہوئے یہ دونوں پڑھے۔ اس طرح احادیث کا مفہوم یکجا ہو جاتا ہے۔ اگر ظاہری الفاظ حدیث پر ہی رہیں تو کہنا پڑے گا کہ مقتدی سمع اللہ نہ کہے اور امام ربنا لک الحمد نہ کہے۔ جبکہ یہ مفہوم درست نہیں قرار پاتا۔ درست وہی صورت ہے جو ہم نے اوپر بیان کی ہے۔

(۱۷۶۸) موطا: ۲۰۹۔

(۱۷۶۹) بخاری: ۸۱۱۔ مسلم: ٤٧٤۔ ترمذی: ۲۸۱۔ ابوداؤد: ٦٢٢۔ احمد: ۱۸۲۳۵۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

٦۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ نماز میں مقتدیوں کا بیٹھنا یا کھڑا ہونا امام کی اقتداء میں ہونا چاہیے۔

امام بیٹھا ہو تو مقتدی بھی بیٹھے ہوں، امام کھڑا ہو تو مقتدی بھی کھڑے ہوں۔ اس بارے میں ایک قول یہ ہے کہ امام جب بیٹھ کر نماز پڑھائے تو مقتدی خواہ صحت مند بھی ہوں ان کا بیٹھنا بھی واجب ہے۔ (ابن حزم محلی: ٣/ ٦٠)

دوسرا قول ہے کہ امام بوجہ عذر بیٹھ جائے تو مقتدی کھڑے ہونے پر قادر ہوں تو یہ کھڑے رہیں۔ صحت مند مقتدیوں کے امام کے پیچھے بیٹھنے کا عمل منسوخ ہو چکا ہے۔ نبی ﷺ نے حالتِ مرض میں جو جماعت کرائی تھی۔ آپ ﷺ بیٹھے تھے اور مقتدی کھڑے تھے۔ تیسرا قول ہے کہ اس میں تفصیل کی ضرورت ہے۔ امام جب بیماری یا کسی عذر کی وجہ سے بیٹھا ہو تو نمازی اس کی اقتداء میں بیٹھ جائیں۔ یہ مستحب ہے، ضروری نہیں۔ مگر جب امام جماعت کا آغاز حالتِ صحت میں کھڑا ہو کر کرتا ہے۔ دوران نماز ایسی صورت طاری ہو جاتی ہے کہ امام کو بیٹھنا پڑتا ہے، تو مقتدی کھڑے ہی نماز پڑھیں۔

راقم کے نزدیک امام بخاری رحمہ اللہ والے نظریہ پر عمل کیا جائے کہ آپ ﷺ آخری بیماری میں بیٹھے تھے اور لوگ آپ کی اقتداء میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے تو جائز ہے۔ یا پھر جو ہم نے اوپر تیسری رائے ذکر کی ہے اس میں بھی احادیث کو آپس میں مطابق رکھنے کی بہت عمدہ محنت ہوئی ہے، اس پر عمل کر لیں تو جائز ہے۔

علامہ عبیداللہ رحمانی رحمہ اللہ کی ترجیح یہ ہے کہ امام بوجہ عذر بیٹھا ہو تو مقتدی بھی بیٹھ جائیں یہ مندوب (بہتر ہے) باقی نبی اکرم ﷺ کا بوجہ مرض خود بیٹھ کر نماز پڑھنا اور مقتدیوں کا کھڑا رہنا اور آپ کا اسے برقرار رکھنا جواز پر دلالت کرتا ہے۔ جو کوئی بوجہ عذر بیٹھ کر امامت کراتا ہے، اس کے پیچھے پڑھنے والوں کو اختیار ہے، کھڑے ہوں یا بیٹھے ہوں تاہم بیٹھنا زیادہ اولیٰ ہے کیونکہ امام کی اتباع کا حکم ہے۔ وہ بیٹھنے کی صورت میں بہتر پورا ہوتا ہے۔ (مرعاة: ٢/ ٦٢٥)

١٧٧٠۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الصَّلاَةِ مَعَ الْإِمَامِ فَقَدْ أَدْرَكَ الصَّلاَةَ. (رواه مسلم. ٦٠٧)

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ”جس نے ایک رکعت نماز امام کے ساتھ پائی، اس نے پوری نماز کا اجر پالیا۔“ (الشیخان)

١٧٧١۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا جِئْتُمْ إِلَى الصَّلاَةِ وَنَحْنُ سُجُوْدٌ فَاسْجُدُوْا وَلاَ تَعُدُّوْهَا شَيْئاً وَمَنْ أَدْرَكَ الرَّكْعَةَ فَقَدْأَدْرَكَ الصَّلاَةَ. (لأبي داود ٨٩٣)

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم نماز کے لئے آؤ اور ہم بحالتِ سجود ہوں تو تم بھی سجدہ کرو اور اس کو شمار نہ کرو۔ اور جس نے ایک رکعت پائی تو اس نے نماز پائی۔

(١٧٧٠) مسلم: ٦٠٧۔ بخاری: ٥٨٠۔ ترمذی: ١٨٦۔ نسائی: ٥٥٦۔ ابوداؤد: ١١٢١۔ ابن ماجه: ١١٢٢۔ احمد: ١٠٣٧٢۔ موطا: ١٥۔ دارمی: ١٢٢٢.

(١٧٧١) ابوداؤد: ٨٩٣۔ حسن، البانی: ٧٩٢۔ بخاری: ٥٨٠۔ مسلم: ٦٠٨۔ ترمذی: ١٨٦۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

١٧٧٢۔عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ: فِي الَّذِي يَفُوْتُهُ بَعْضُ الصَّلاَةِ مَعَ الإِمَامِ قَالَ: يَجْعَلُ مَا يُدْرِكُ مَعَ الإِمَامِ آخِرَ صَلاتِهِ. (رواه الطبراني في الكبير.)

سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جس کی کچھ نماز امام کے ساتھ پڑھنے سے فوت ہوگئی ہو۔ انہوں نے کہا: اس نے جو نماز امام کے ساتھ پڑھی ہے اس کو اپنی آخری رکعات تصور کرے۔" (الکبیر)

١٧٧٣۔عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ: أَنَّ جُنْدُبًا وَمَسْرُوْقًا أَدْرَكَا رَكْعَةً، يَعْنِي: مِنْ صَلاَةِ الْمَغْرِبِ۔ فَقَرَأَ جُنْدُبٌ وَلَمْ يَقْرَأْ مَسْرُوْقٌ خَلْفَ الْإِمَامِ، فَلَمَّا سَلَّمَ الْإِمَامُ قَامَا يَقْضِيَانِ فَجَلَسَ مَسْرُوْقٌ فِي الثَّانِيَةِ وَالثَّالِثَةِ وَقَامَ جُنْدُبٌ فِي الثَّانِيَةِ وَلَمْ يَجْلِسْ فَلَمَّا انْصَرَفَا تَذَاكَرَا ذٰلِكَ فَأَتَيَا ابْنَ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ: كُلٌّ قَدْ أَصَابَ وَأَصْنَعُ كَمَا يَصْنَعُ مَسْرُوْقٌ. (رواه الطبرني في الكبير، ٩٣٧٠. بلين)

سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: جندب اور مسروق دونوں نے امام کے ساتھ مغرب کی ایک رکعت پائی پس جندب نے قراءت کی اور مسروق نے امام کے پیچھے قراءت کچھ بھی نہ کی۔ پھر امام نے سلام پھیرا تو ان دونوں نے اٹھ کر بقیہ نماز پوری کی اور مسروق دوسری اور تیسری رکعت کے درمیان میں بیٹھے اور جندب دوسری کے بعد کھڑا ہو گئے اور نہ بیٹھے۔ جب دونوں نے سلام پھیرا تو آپس میں تذکرہ کیا اور ابن مسعود کے پاس پہنچے تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: "تم میں سے ہر ایک نے ٹھیک کیا ہے اور میں اس طرح کرتا ہوں جیسا مسروق نے کیا ہے۔"

شرح: ......١۔اوپر اس پر ہم بحث کر چکے ہیں کہ حدیث سے یہی حاصل ہوتا ہے کہ آدمی امام کو جہاں پاتا ہے وہ اس ملنے والے کی نماز کا آغاز ہے آخر نہیں۔

٢۔اگر کوئی آدمی امام کے ساتھ کم از کم ایک رکعت پا لیتا ہے تو اسے جماعت کا ثواب حاصل ہوگا۔ اس سے کم ہو تو پھر جماعت کا ثواب نہ ہوگا۔

٣۔جب امام کے ساتھ مقتدی سجدے میں ملے تو وہ رکعت شمار نہ کرے۔ اس سے بعض نے یہ استدلال کیا ہے کہ رکوع میں مل جائے تو اس کی رکعت ہو جائے گی۔ مگر یہ استدلال درست نہیں۔ ایک تو یہ استدلال اس حدیث سے واضح نہیں صرف سجدے کے لفظ سے نکالا گیا ہے کہ اس حدیث میں سجدہ میں ملنے کا آیا ہے، تب رکعت شمار نہ کریں رکوع شمار کر لیں۔

یہ احتمال ہے واضح نہیں، دوسرا یہ رکعت کے لفظ سے رکوع مراد لے رہے ہیں جو کہ مجاز ہے یہ معنی تب لینا جائز ہے

(١٧٧٢) طبرانی کبیر و رجاله رجال الصحيح هيثمي: ٢٤٠٠۔

(١٧٧٣) طبرانی کبیر: ٩٣٧٠۔ باسانيد بعضها ساقط من رجل وفي هذه الطريق جابر الجعفي والاكثر على تضعيفه.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جب حقیقی معنی مشکل ہو، یہاں تو صاف ہے کہ یہ رکوع نہیں رکعت کے معنی میں آ رہا ہے۔

اوپر ہم کسی جگہ یہ بحث کر چکے ہیں۔ رکوع میں ملنے سے قیام اور سورت فاتحہ رہ جاتے ہیں جو کہ دونوں فرض ہیں اس لیے رکوع میں ملنے والے کی رکعت نہیں ہوتی۔

١٧٧٤۔ عَنْ هَمَّامٍ أَنَّ حُذَيْفَةَ أَمَّ النَّاسَ بِالْمَدَائِنِ عَلَى دُكَّانٍ فَأَخَذَ أَبُو مَسْعُوْدٍ بِقَمِيْصِهِ فَجَبَذَهُ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ قَالَ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّهُمْ كَانُوْا يَنْهَوْنَ عَنْ ذٰلِكَ قَالَ بَلَى قَدْ ذَكَرْتُ حِيْنَ مَدَدْتَنِي. (رواه أبو داود ٥٩٧)

ہمام بن حارث رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے مدائن میں لوگوں کو نماز پڑھائی اور خود دکان پر کھڑے ہوئے پس ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے ان کی قمیص سے پکڑ کر کھینچا اور جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تجھے معلوم نہیں ہے کہ آئمہ کو ایسا کرنے سے منع کیا جاتا تھا؟ تو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے اس وقت یاد آیا جب تم نے مجھے کھینچا۔"

١٧٧٥۔ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيِّ حَدَّثَنِيْ رَجُلٌ أَنَّهُ كَانَ مَعَ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ بِالْمَدَائِنِ فَأُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَتَقَدَّمَ عَمَّارٌ وَقَامَ عَلَى دُكَّانٍ يُصَلِّي وَالنَّاسُ أَسْفَلَ مِنْهُ فَتَقَدَّمَ حُذَيْفَةُ فَأَخَذَ عَلَى يَدِهِ فَاتَّبَعَهُ عَمَّارٌ حَتَّى أَنْزَلَهُ حُذَيْفَةُ فَلَمَّا فَرَغَ عَمَّارٌ مِنْ صَلَاتِهِ قَالَ لَهُ حُذَيْفَةُ أَلَمْ تَسْمَعْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ إِذَا أَمَّ الرَّجُلُ الْقَوْمَ فَلَا يَقُمْ فِيْ مَكَانٍ أَرْفَعَ مِنْ مَقَامِهِمْ أَوْ نَحْوَ ذٰلِكَ قَالَ عَمَّارٌ لِذٰلِكَ اتَّبَعْتُكَ حِيْنَ أَخَذْتَ عَلَى يَدَيَّ. (رواه أبو داود ٥٩٨)

سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو مدائن میں نماز کی امامت کرائی وہ خود دکان پر کھڑے ہوئے اور لوگ اس سے نیچے تھے۔ پس حذیفہ رضی اللہ عنہ اس کی طرف آگے بڑھے اور اس کا ہاتھ پکڑا تو عمار اس کے پیچھے چلے آئے یہاں تک کہ اس کو دکان سے نیچے لے آئے۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ان کو کہا: کیا تم نے نہیں سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی شخص امامت کرائے تو وہ اقتداء کرنے والے لوگوں کی جگہ سے بلند جگہ پر کھڑا نہ ہو۔" تو عمار رضی اللہ عنہ نے کہا: اسی لیے میں تیرے پیچھے چل پڑا تھا جب تو نے میرا ہاتھ پکڑ لیا تھا۔"

(١٧٧٤) ابوداؤد: ٥٩٧۔ صحیح، البانی: ٥٥٧.

(١٧٧٥) ابوداؤد: ٥٩٨۔ حسن، البانی: ٥٥٨۔

(١٧٧٦) بخاری: ٣٧٧۔ مسلم: ٥٤٤۔ نسائی: ٧٣٩۔ ابوداؤد: ١٠٨٠۔ ابن ماجه: ١٤١٦۔ احمد: ٢٢٣٦٤۔ دارمی: ١٢٥٨.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

١٧٧٦ـ عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ سَأَلُوْا سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ مِنْ أَيِّ شَيْءٍ الْمِنْبَرُ فَقَالَ مَابَقِيَ بِالنَّاسِ أَعْلَمُ مِنِّي هُوَ مِنْ أَثْلِ الْغَابَةِ عَمِلَهُ فُلَانٌ مَوْلَى فُلَانَةَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَامَ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ عُمِلَ وَوُضِعَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ كَبَّرَ وَقَامَ النَّاسُ خَلْفَهُ فَقَرَأَ وَرَكَعَ وَرَكَعَ النَّاسُ خَلْفَهُ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ رَجَعَ الْقَهْقَرَى فَسَجَدَ عَلَى الْأَرْضِ ثُمَّ عَادَ إِلَى الْمِنْبَرِ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ رَجَعَ الْقَهْقَرَى حَتَّى سَجَدَ بِالْأَرْضِ فَهٰذَا شَأْنُهُ. (رواه البخاری ٣٧٧)

ابو حازم سے روایت ہے کہ اس نے کہا: سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ منبر کس چیز سے بنایا گیا تھا؟ انہوں نے کہا: غابہ کے جھاؤ کی لکڑی سے بنا گیا تھا۔ فلاں عورت کے فلاں غلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تیار کیا تھا۔ جب منبر لا کر رکھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر کھڑے ہوئے قبلہ رُخ ہوئے، تکبیر کہی اور لوگ آپ کے پیچھے کھڑے ہوئے پس آپؐ نے قراءت کی اور رکوع کیا اور لوگوں نے بھی رکوع کیا پھر سر مبارک اٹھایا اور پشت کے بل پیچھے چل کر اترے اور زمین پر سجدہ کیا۔ پھر واپس منبر پر تشریف لے گئے۔ اس کے بعد پھر ایسا ہی کیا۔ منبر کا یہ واقعہ ہے۔

شرح: ...... ۱۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے پہلا منبر جھاؤ کی لکڑی سے بنا تھا۔ بنانے والے بڑھئی کا نام میمون تھا، جس عورت نے بنوایا، یہ انصاریہ تھیں ان کا نام فکیہہ تھا۔

۲۔ اس سے ثابت ہوا کہ منبر پر نماز پڑھنا جائز ہے اور امام اوپر ہو اور مقتدی نیچے ہوں اس طرح کھڑا ہونا جائز ہے۔ (فتح الباری: ۴۸۷)

ایک اعتراض یہ ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے امام کے اوپر اور مقتدیوں کے نیچے کھڑا ہونے کی ممانعت آئی ہے اور ایک حدیث میں منبر پر نماز پڑھنے کا آیا ہے جو کہ اوپر ہے۔

اس کا حل یہ ہے کہ عام حالات میں یہ منع ہے کہ امام بہت بلندی پر ہو اور مقتدی نیچے ہوں مگر جب لوگوں کو نماز کی تعلیم دینا ہو تو پھر جائز ہے۔ (فتح الباری حوالہ مذکورہ، عون المعبود: ۱/۲۳۳)

۳۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ معمولی عمل سے نماز میں فرق نہیں پڑتا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سُجُوْدُ السَّهْوِ وَالتِّلَاوَةِ وَالشُّكْرِ

سجدہ سہو، تلاوت اور شکر کا بیان

١٧٧٧۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُحَيْنَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ مِنِ اثْنَتَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ لَمْ يَجْلِسْ بَيْنَهُمَا فَلَمَّا قَضٰى صَلَاتَهُ. سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ بَعْدَ ذٰلِكَ. (رواه البخاري، ١٢٢٥)

سیّدنا عبداللہ بن مالک بن بحینہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی دو رکعات کے درمیان قعدہ نہ کیا اور کھڑے ہوگئے جب آپ ﷺ نے نماز پوری کی تو دو سجدے کیے اور اس کے بعد سلام پھیرا۔

١٧٧٨۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُحَيْنَةَ قَالَ صَلّٰى بِنَا النَّبِيُّ ﷺ فَقَامَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُوْلَيَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَجْلِسَ فَمَضٰى فِيْ صَلَاتِهِ فَلَمَّا قَضٰى صَلَاتَهُ انْتَظَرَ النَّاسُ تَسْلِيْمَهُ فَكَبَّرَ وَسَجَدَ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَسَلَّمَ. (للبخاري ٦٦٧٠)

سیّدنا عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں رسول اللہ نے نماز پڑھائی تو آپ دو رکعات میں بیٹھے بغیر کھڑے ہو گئے کہ دو رکعات میں قیام کیا پھر سجدہ کیا، پھر آگے اُسی سیاقِ کلام کو بیان کیا ہے۔

شرح :...... ا۔ ثابت ہوا کہ پہلے تشہد میں اگر بیٹھنا یاد نہ رہے تو نیچے نہ بیٹھے بلکہ اوپر ہی اٹھ جائے۔

۲۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ مقتدی امام کی اتباع کرے اگر اس سے تشہد میں بیٹھنا چھوٹ گیا ہے تو مقتدی بھی چھوڑ دیں اور امام کے ساتھ کھڑے ہو جائیں۔

۳۔ تشہد چھوٹ جانے کی صورت میں، سلام پھیرنے سے پہلے سہو کے دو سجدے کیے جائیں پھر سلام پھیرا جائے، اس سے تشہد کی کمی پوری ہو جاتی ہے۔

١٧٧٩۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِيْ صَلَاتِهِ فَلَمْ يَدْرِكَمْ صَلّٰى ثَلَاثًا أَمْ أَرْبَعًا فَلْيَطْرَحِ

سیّدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں کہ جب تم میں سے کسی کو نماز میں شک پیدا ہو اور یہ یاد نہ رہے کہ کتنی رکعات پڑھی ہیں تین یا چار، تو جس شک میں ہے اس کو چھوڑ دے اور

(١٧٧٧) بخاري: ١٢٢٥۔ مسلم: ٥٧٠۔ ترمذي: ٣٩١۔ نسائي: ١٢٦١۔ ابوداؤد: ١٠٣٤۔ ابن ماجه: ١٢٠٧۔ احمد: ٢٢٤٢١۔ موطا: ٢١٨۔ دارمي: ١٥٠٠۔

(١٧٧٨) بخاري: ٦٦٧٠۔ مسلم: ٥٧٠۔ ترمذي: ٣٩١۔ نسائي: ١٢٦١۔ ابوداؤد: ١٠٣٤۔ ابن ماجه: ١٢٠٧۔ احمد: ٢٢٤٢١۔ موطا: ٢١٨۔ دارمي: ١٥٠٠۔

(١٧٧٩) مسلم: ٥٧١۔ ترمذي: ٣٩٦۔ نسائي: ١٢٣٩۔ ابوداؤد: ١٠٢٩۔ ابن ماجه: ١٢١٠۔ احمد: ٢٧٧٣٥۔ موطا: ٢١٤۔ دارمي: ١٤٩٥۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

الشَّكَّ وَلْيَبْنِ عَلَى مَا اسْتَيْقَنَ ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ فَإِنْ كَانَ صَلَّى خَمْسًا شَفَعْنَ لَهُ صَلَاتَهُ وَإِنْ كَانَ صَلَّى إِتْمَامًا لِأَرْبَعٍ كَانَتَا تَرْغِيمًا لِلشَّيْطَانِ. (رواه مسلم، ٥٧١)

جو یقینی ہے اس پر بنا کرے اور پھر سلام سے پہلے دو سجدے کرے۔ پس اگر یہ پانچویں رکعت ہوگی تو دو سجدے اس کی نماز کو جفت کردیں گے اور صرف چار رکعات مکمل ہوئی ہوں گی تو دو سجدے شیطان کی ناک خاک آلودہ کرنے کا باعث ہوں گے۔

۱۷۸۰۔ وفي رواية أبي داود: فَإِنْ كَانَتْ صَلَاتُهُ تَامَّةً كَانَتِ الرَّكْعَةُ نَافِلَةً وَالسَّجْدَتَانِ وَإِنْ كَانَتْ نَاقِصَةً كَانَتِ الرَّكْعَةُ تَمَامًا لِصَلَاتِهِ وَكَانَتِ السَّجْدَتَانِ مُرْغِمَتَيِ الشَّيْطَانِ. (رواه أبوداود ١٠٢٤)

اور ابوداؤد کی روایت میں ہے: پس اگر اس کی نماز مکمل ہوئی تو ایک رکعت نفل قرار پائے گی اور دو سجدے بھی۔ اور اگر اس کی نماز ناقص تھی تو یہ رکعت اس کی نماز کو مکمل کردے گی۔ اور دو سجدے شیطان کی ناک کو خاک آلود کرنے والے ہوں گے۔"

۱۷۸۱۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ إِذَا سَهَا أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلَمْ يَدْرِ وَاحِدَةً صَلَّى أَوْ ثِنْتَيْنِ فَلْيَبْنِ عَلَى وَاحِدَةٍ فَإِنْ لَمْ يَدْرِ ثِنْتَيْنِ صَلَّى أَوْ ثَلَاثًا فَلْيَبْنِ عَلَى ثِنْتَيْنِ فَإِنْ لَمْ يَدْرِ ثَلَاثًا صَلَّى أَوْ أَرْبَعًا فَلْيَبْنِ عَلَى ثَلَاثٍ وَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ. (رواه الترمذي، ٣٩٨)

سیدنا عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: "جب تم میں سے کوئی شخص اپنی نماز میں بھول جائے اور اس کو معلوم نہ رہے کہ ایک رکعت پڑھی ہے یا دو رکعات پڑھی ہیں تو وہ ایک پر بنیاد رکھے۔ اور اگر یاد نہ رہے کہ دو رکعات پڑھی ہیں یا تین، تو وہ دو پر بنیاد رکھے اور اگر یاد نہیں رہا کہ تین رکعات پڑھی ہیں یا چار تو وہ تین پر بنیاد رکھے اور سلام پھیرنے سے پہلے وہ دو سجدے کرے۔" (ترمذی)

شرح: ......۱۔شک یقین کی ضد ہے، مقصد ہے پوری احتیاط کے باوجود ایک معاملے کی ایک جانب راجح نہ ہو سکے، اسے شک کہتے ہیں۔ نماز میں یہ کیفیت ہو تو مشکوک رکعت کو چھوڑ دے اور یقین پر بنیاد رکھے، یعنی زیادہ اور کم تعداد میں شک ہو تو کم تعداد پر یقین رکھے، زائد جو مشکوک ہے اس پر نہیں۔

۲۔سلام پھیرنے سے پہلے دو سجدے سہو کے کرلے، اس میں پہلی دفعہ بھولنے یا بار بار بھولنے کی کوئی تفریق نہیں۔ بس بھول پہلی بار ہو یا بار بار ہو دونوں صورتوں میں یقین پر بنیاد رکھنی ہے اور نماز مکمل کرنے کے بعد، سلام سے پہلے دو سجدے کرنے ہیں۔

(۱۷۸۰) ابوداؤد: ۱۰۲٤۔ حسن، صحیح، البانی: ۹۰۰۔

(۱۷۸۱) ترمذی: ۳۹۸۔ صحیح، البانی: ۳۲٦۔ ابن ماجہ: ۱۲۰۹۔ احمد: ۱٦٥۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۳۔ اب دو ہی صورتیں ہیں یا تو بھولنے والے کی تین رکعات تھیں، اس صورت میں یہ سجدے شیطان کی ذلت کا باعث ہوں گے کیونکہ اس نے وسوسہ ڈالا تھا گمراہ کرنے کے لیے یا کوتاہی کے ذریعے نماز میں نقصان کرنے کے لیے، ان سجدوں نے نمازی کو بچا لیا ہے نقصان نہیں ہونے دیا۔ ان سجدوں نے اس کی نماز کو مکمل کر دیا ہے اور شیطان کو نامراد کر دیا ہے اس کی نماز چار رکعات بنا دی۔ اور دوسری صورت یہ ہے کہ پہلے چار رکعات تھیں اور اس نے ایک رکعت بھول کر زائد پڑھ لی پانچ ہو گئیں اور بعد میں جب دو سجدے کیے تو یہ ایک رکعت کے قائم مقام ہو گئے، اس طرح یہ چھ رکعات ہوئیں۔ شیطان پھر بھی خاسر و ناکام ہوا۔

۴۔ یہ بھی ثابت ہوا نماز میں بھولنے کی صورت میں، نقصان کی بہ نسبت اضافہ کی جانب شک کرنا زیادہ بہتر ہے۔

١٧٨٢ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ إِحْدَى صَلَاتَيِ الْعَشِيِّ قَالَ مُحَمَّدٌ وَهُوَ أَحْذَرُوا الْحَدِيثِ وَأَكْثَرُ ظَنِّي الْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ قَامَ إِلَى خَشَبَةٍ فِي مُقَدَّمِ الْمَسْجِدِ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهَا وَفِيهِمْ أَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ ﷺ فَهَابَا أَنْ يُكَلِّمَاهُ وَخَرَجَ سَرْعَانُ النَّاسِ فَقَالُوا أَقُصِرَتِ الصَّلَاةُ وَرَجُلٌ يَدْعُوهُ النَّبِيُّ ﷺ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَالَ أَنَسِيتَ أَمْ قُصِرَتْ فَقَالَ لَمْ أَنْسَ وَلَمْ تُقْصَرْ قَالَ بَلَى قَدْ نَسِيتَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَكَبَّرَ ثُمَّ وَضَعَ رَأْسَهُ فَكَبَّرَ. (رواه البخاري ، ١٢٢٩)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے بعد دوپہر کی دو نمازوں میں سے ایک نماز پڑھی۔ (حدیث کے ایک راوی) محمد رحمہ اللہ نے کہا میرا غالب گمان ہے کہ نمازِ عصر پڑھی اور دو رکعات پڑھ کر سلام پھیر دیا اور مسجد کے آگے جو لکڑی تھی اس کے پاس جا کر کھڑے ہوئے۔ لوگوں میں ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے۔ وہ دونوں بھی آپ ﷺ کے رعب کی وجہ سے بات نہ کر سکے۔ اور جلدی جانے والے لوگ تو چلے گئے اور کہتے جاتے تھے کہ نماز کم کر دی گئی۔ ایک شخص تھا جس کو نبی کریم ﷺ ذوالیدین (دو ہاتھوں والا) فرمایا کرتے تھے، اس نے عرض کی: یا نبی اللہ! کیا آپ بھول گئے یا نماز کم کر دی گئی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہ میں بھولا اور نہ نماز کم کی گئی۔ تو اس نے کہا: ہاں یقیناً آپ ﷺ بھول گئے ہیں۔ فرمایا: ذوالیدین درست ہی کہہ رہا ہے پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور دو رکعات پڑھ کر سلام پھیرا اور اس کے بعد تکبیر کہہ کر سجدہ کیا جیسا عام طور پر آپ سجدہ کرتے تھے یا اس سے طویل سجدہ کیا، پھر تکبیر کہہ کر سر اُٹھایا۔"

(١٧٨٢) بخاری: ١٢٢٩ـ مسلم: ٥٧٣ـ ترمذی: ٣٩٩ـ نسائی: ١٢٢٤ـ ابوداؤد: ١٠١٥ـ ابن ماجه: ١٢١٤ـ احمد: ١٠٥٠٦ـ مؤطا: ٢١١ـ دارمی: ١٤٩٦ـ دارمی: ١٤٩٦.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۱۷۸۳ـــ وفی روایة :أَنَّهُ أَتَى جِذْعًا فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَاسْتَنَدَ إِلَيْهَا مُغْضَباً فِي الْقَوْمِ أَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ فَهَابَا أَنْ يَتَكَلَّمَا وَخَرَجَ سَرْعَانُ النَّاسِ فَقَامَ ذُوالْيَدَيْنِ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللهِ أَقَصِرَتِ الصَّلَاةُ أَمْ نَسِيْتَ فَنَظَرَ النَّبِيُّ ﷺ يَمِيْنًا وَشِمَالاً فَقَالَ مَا يَقُوْلُ ذُوالْيَدَيْنِ قَالُوْا صَدَقَ لَمْ تُصَلِّ إِلَّا رَكْعَتَيْنِ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَسَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ كَبَّرَ فَرَفَعَ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ ثُمَّ كَبَّرَ وَرَفَعَ قَالَ وَأُخْبِرْتُ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّهُ قَالَ وَسَلَّمَ. (رواه مسلم ، ۵۷۳)

”اور ایک روایت ہے کہ آپ ﷺ کھجور کے تنے کے پاس مسجد کے مغرب کی جانب گئے اور تنے کے ساتھ بحالتِ غصہ ٹیک لگائی۔ ذوالیدین رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا نماز کم کردی گئی ہے یا آپ بھول گئے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے دائیں بائیں دیکھا اور فرمایا: ذوالیدین کیا کہتا ہے؟ تو لوگوں نے عرض کی وہ درست کہتا ہے آپ نے دو رکعات ہی پڑھی ہیں۔ پھر آپ نے دو رکعات پڑھ کر سلام پھیرا اور تکبیر کہہ کر سجدہ کیا۔ پھر تکبیر کہہ کر سر اُٹھایا اور پھر تکبیر کہہ کر سجدہ کیا اور پھر تکبیر کہہ کر سر اُٹھایا۔ روای نے کہا: مجھے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی روایت کی خبر دی گئی ہے کہ انہوں نے کہا: پھر آپ ﷺ نے سلام پھیرا۔“

۱۷۸٤ـــ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ عَلْقَمَةَ قَالَ قُلْتُ لِمُحَمَّدِبْنِ سِيْرِيْنَ فِي سَجْدَتَيِ السَّهْوِ تَشَهُّدٌ قَالَ لَيْسَ فِيْ حَدِيْثِ أَبِيْ هُرَيْرَةَ. (رواه البخاري ، ۱۲۲۸)

سلمہ بن علقمہ نے ابن سیرین کو کہا: کیا سہو کے دو سجدوں کے بعد تشہد بھی ہے؟ تو اس نے کہا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس کا بیان نہیں ہے۔

۱۷۸۵ـــ عَنْ أَبِيْ سُفْيَانَ مَوْلَى ابْنِ أَبِيْ أَحْمَدِ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَاهُرَيْرَةَ يَقُوْلُ صَلَّى لَنَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ صَلاَةَ الْعَصْرِ فَسَلَّمَ فِيْ رَكْعَتَيْنِ فَقَامَ ذُوالْيَدَيْنِ فَقَالَ أَقُصِرَتِ الصَّلَاةُ يَارَسُوْلَ اللهِ أَمْ نَسِيْتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ كُلُّ ذَلِكَ لَمْ يَكُنْ فَقَالَ قَدْ كَانَ بَعْضُ ذٰلِكَ ، بِنَحْوِهِ.

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں آپ ﷺ نے نمازِ عصر پڑھی تو دو رکعات کے بعد سلام پھیر دیا پس ذوالیدین رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا نماز کم کی گئی ہے یا آپ بھول گے ہیں؟ پس آپ نے فرمایا: یہ سب کچھ نہیں ہوا ہے۔ تو انہوں نے عرض کی: ان میں سے کچھ تو ہوا ہے۔ مثل حدیث سابق۔

(۱۷۸۳) مسلم: ۵۷۳۔ بخاری: ۲۵۰۔ نسائی: ۱۲۳۵۔

(۱۷۸٤) بخاری: ۱۲۲۸۔ مسلم: ۵۷۳۔ ترمذی: ۳۹۹۔ نسائی: ۱۲۲٤۔ ابوداؤد: ۱۰۱۵۔ ابن ماجه: ۱۲۱٤۔ احمد: ۱۰۵۰٦۔ موطا: ۲۱۱۔ دارمی: ۱٤۹٦۔ دارمی: ۱٤۹٦۔

(۱۷۸۵) بخاری: ۷۲۵۰۔ مسلم: ۵۷۳۔ ترمذی: ۳۹۹۔ نسائی: ۱۲۲٤۔ ابوداؤد: ۱۰۱۵۔ ابن ماجه: ۱۲۱٤۔ احمد: ۱۰۵۰٦۔ موطا: ۲۱۱۔ دارمی: ۱٤۹٦۔ دارمی: ۱٤۹٦۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

١٧٨٦ـ وَفِي أُخْرٰى: أَنَّهُ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ مِنْ صَلاَةِ الظُّهْرِ ثُمَّ سَلَّمَ فَأَتَاهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ فَقَالَ: أَقُصِرَتِ الصَّلاَةُ؟ بِنَحْوِهِ. (هما مسلم ٥٧٣)

اور ایک روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ظہر کی نماز دو رکعات پڑھا کر سلام پھیر دیا پس آپ کے پاس بنوسلیم کا ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے عرض کی: کیا نماز کم کردی گئی ہے؟ اس کی مثل ہے۔ (دونوں مسلم کی ہیں)

١٧٨٧ـ عَنْ أَبِي بَكْرِبْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ قَالَ بَلَغَنِي أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ مِنْ إِحْدٰى صَلاَتَيِ النَّهَارِ الظُّهْرَ أَوِالْعَصْرَ فَسَلَّمَ مِنِ اثْنَتَيْنِ فَقَالَ لَهُ ذُوالشِّمَالَيْنِ أَقُصِرَتِ الصَّلاَةُ يَارَسُوْلَ اللهِ أَمْ نَسِيْتَ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَا قُصِرَتِ الصَّلاَةُ وَمَا نَسِيْتُ فَقَالَ ذُوالشِّمَالَيْنِ قَدْكَانَ بَعْضُ ذٰلِكَ يَارَسُوْلَ اللهِ فَأَقْبَلَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ أَصَدَقَ ذُوالْيَدَيْنِ فَقَالُوْا نَعَمْ يَارَسُوْلَ اللهِ فَأَتَمَّ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَا بَقِيَ مِنَ الصَّلاَةِ ثُمَّ سَلَّمَ. (رواه مالك: ٢١٢)

ابوبکر بن سلیمان بن ابی حثمہؒ کہتے ہیں: مجھے خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دن کی دو نمازوں، ظہر یا عصر میں سے دو رکعات پر سلام پھیر دیا تو ایک مرد جو بنوزھرہ بن کلاب میں سے تھا اور اس کو ذوالشمالین کہا جاتا تھا اس نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! کیا نماز کم کردی گئی ہے یا آپ بھول گئے ہیں؟ آپ نے فرمایا: نہ نماز کم کی گئی اور نہ میں بھولا ہوں۔ ذوالشمالین نے کہا: اس میں سے کچھ تو ہوا ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: کیا ذوالیدین درست کہتا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: ہاں اے اللہ کے رسول! پس آپ ﷺ نے بقیہ نماز مکمل کی اور پھر آپ نے سلام پھیر دیا۔ (مالک رحمہ اللہ)

١٧٨٨ـ عَنْ أَبِي بَكْرِبْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ فِيهِ وَلَمْ يَسْجُدْ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ. (رواه أبوداود، ١٠٠٨)

ابوبکر بن سلیمان بن ابی حثمہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے سہو کے دوسجدے نہیں کیے۔"

شرح: ......ا۔ بعض حضرات نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اس واقعہ میں حاضر نہ تھے دوسروں سے سن کر بیان کیا ہے اور یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ یہ قصہ ذوالشمالین کے سامنے ہوا تھا جو جنگ بدر میں شہید ہوگئے تھے۔ یہ کہنے میں ان حضرات کو یہ فائدہ پہنچا ہے کہ انہوں نے ذوالشمالین والی حدیث کو اپنے مسلک کے لیے دلیل بنایا ہے۔ حالانکہ ان کا یہ کہنا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ موجود نہ تھے۔ بالکل بے دلیل ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

(١٧٨٦) مسلم: ٥٧٣ـ ترمذی: ٣٩٩ـ نسائی: ١٢٢٤ـ ابوداؤد: ١٠١٥ـ ابن ماجه: ١٢١٤ـ احمد: ١٠٥٠٦ـ مؤطا: ٢١١ـ دارمی: ١٤٩٦ـ دارمی: ١٤٩٦.
(١٧٨٧) مؤطا: ٢١٢ـ دارمی: ١٢٣٢.
(١٧٨٨) ابوداؤد: ١٠٠٨ـ صحيح، البانی: ٨٨٩.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صاف کہہ رہے ہیں، رسول اکرم ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی، یہ خود وہاں شامل جماعت تھے۔

۲۔ یہ بھی یاد رہے اگرچہ شک سے بھی مروی ہے کہ وہ ظہر یا عصر کی نماز تھی مگر جن روایات میں بغیر شک کے آیا ہے وہ زیادہ معتبر ہیں۔ وہ نماز عصر ہی تھی ظہر نہ تھی۔

۳۔ اگرچہ بعض نے کہا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے چار رکعات کی بجائے دو رکعات میں سلام پھیر کر جس تنے سے ٹیک لگائی تھی وہ وہی تھا جس پر آپ ﷺ ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے۔ یہ بات کسی جگہ واضح موجود نہیں، یہی کہہ سکتے ہیں کہ وہ عام ایک تنا تھا۔

۴۔ نبی اکرم ﷺ ویسے ہی کسی وجہ سے غضبناک تھے۔ جو کہ نامعلوم ہے۔

۵۔ حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بہت زیادہ محتاط تھے اور نبی اکرم ﷺ کی ہیبت ان کے دلوں پر چھائی تھی، اس لیے بغیر علم کے کسی چیز کا چرچا نہ کرتے تھے۔

۶۔ بعض حضرات نے یہ وابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ ذوالیدین اور ذوالشمالین ایک ہی آدمی ہے لیکن بہت زیادہ محقق علمائے کرام نے اسی بات کو راجح قرار دیا ہے کہ ذوالیدین اور ہے اور ذوالشمالین اور ہے۔ ذوالشمالین جنگ بدر میں شہید ہوئے تھے۔ جبکہ یہ روایت ذوالیدین کی موجودگی کی ہے، جن کا نام خرباق تھا۔ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فوت ہوئے تھے۔ (الاصابہ: ۱/ ۴۸۹)

ان کا اصل نام خرباق تھا، ان کے ہاتھوں میں حقیقی طوالت تھی، یا دستی کام کرنے کی وجہ سے یا زیادہ خرچ کرنے کی وجہ سے نبی اکرم ﷺ انہیں ذوالیدین کے نام سے پکارتے تھے۔

۷۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ افعال اور عبادات میں انبیائے کرام رضی اللہ عنہم سے بھول سرزد ہونے کا جواز ملتا ہے مگر یہ بھول برقرار نہیں رہتی۔ فوراً آگاہ کر دیا جاتا ہے۔

۸۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ مجمع عام میں سے ایک آدمی اگر کوئی کسی چیز کا دعویٰ کرتا ہے تو دوسروں کے پوچھے بغیر کوئی فیصلہ نہ کیا جائے۔

۹۔ سہو کے دو سجدوں کا ثبوت ملتا ہے اور ہر ایک سجدہ کے لیے اللہ اکبر کہا جائے اور یہ نماز کے سجدوں کی مانند ہیں اور ان کے بعد سلام پھیرا جائے۔

۱۰۔ بھول کی وجہ سے دوبارہ نماز کی تکمیل کرنے والے کو تکبیر تحریمہ کی ضرورت نہیں اور بھول کر سلام پھیرنے سے نماز قطع نہیں ہوتی۔

۱۱۔ امام کو جب شک پڑے تو وہ مقتدیوں کی طرف رجوع کرے۔

۱۲۔ بھول کے تکرار سے سجدہ سہو دوبار کرنے کی ضرورت نہیں ایک ہی دفعہ سجدے کافی ہیں، جیسا کہ آپ ﷺ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نے دو رکعات میں سلام پھیرا، پھر باتیں کیں، چلے، وقفہ ہوا مگر سب کے لیے سجدہ سہو ایک دفعہ ہی کیا۔

۱۳۔ ثابت ہوا گمان کے خلاف بعد میں وضاحت ہو تو پہلے گمان رکھنے سے وہ گنہگار نہیں ہوتا۔ جیسا کہ آپ نے بھولنے اور نماز کم کرنے کا انکار کر دیا تھا۔ مگر بعد میں الٹ نکلا۔

۱۴۔ بھول کر بہت زیادہ عمل بھی سرزد ہو جائے تو نماز باطل نہیں ہوتی جیسا کہ آپ کا چلنا، تنے کے پاس کھڑا ہونا، معاملے کی تحقیق کے لیے گفتگو کرنا، پھر اسی پر بنا رکھ کر دو رکعات مکمل کرنا، اس کے جواز پر دلالت کرتا ہے۔

۱۵۔ یہاں جو ابوداؤد کے حوالہ سے آیا ہے کہ آپ ﷺ نے سہو کے سجدے نہ کیے تھے آگے وضاحت ہے کہ تب کیے تھے جب یقین ہوا تھا اس سے پہلے نہ کیے تھے۔

۱۷۸۹۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَمْساً فَقُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَزِيْدَ فِي الصَّلَاةِ قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالُوْا صَلَّيْتَ خَمْساً قَالَ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ أَذْكُرُ كَمَا تَذْكُرُوْنَ وَأَنْسَى كَمَا تَنْسَوْنَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَي السَّهْوِ. (رواه مسلم، ٥٧٢)

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں پانچ رکعات نماز پڑھائی تو ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا نماز میں زیادہ کیا گیا ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ کیا ہے؟ تو لوگوں نے عرض کی: آپ نے پانچ رکعات پڑھی ہیں۔ فرمایا: میں تمہاری طرح بشر ہوں میں یاد رکھتا ہوں جیسے تم یاد رکھتے ہو، اور میں بھولتا ہوں جیسے تم بھول جاتے ہو۔ پھر آپ نے دو سجدے کیے سہو کے لیے۔

۱۷۹۰۔ وفي رواية: عَنِ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ صَلَّى بِنَا عَلْقَمَةُ الظُّهْرَ خَمْساً فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ الْقَوْمُ يَا أَبَاشِبْلٍ قَدْ صَلَّيْتَ خَمْساً قَالَ كَلَّا مَا فَعَلْتُ قَالُوْا بَلَى قَالَ وَكُنْتُ فِي نَاحِيَةِ الْقَوْمِ وَأَنَا غُلَامٌ فَقُلْتُ بَلَى قَدْ صَلَّيْتَ خَمْساً قَالَ لِي وَأَنْتَ أَيْضاً يَا أَعْوَرُ تَقُوْلُ ذَاكَ قَالَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَانْفَتَلَ فَسَجَدَ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ قَالَ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ

ایک روایت یہ ہے: ابراہیم بن سوید رحمہ اللہ نے کہا علقمہ رحمہ اللہ نے ظہر کی نماز ہمیں پانچ رکعات پڑھا دی تو لوگوں نے کہا: اے ابوشبل! تم نے پانچ رکعات پڑھ دی ہیں اور اس نے کہا: ہرگز نہیں میں نے ایسا نہیں کیا۔ لوگوں نے کہا: ہاں ضرور ایسا کیا ہے۔ اور میں لوگوں کی ایک جانب میں تھا اور میں ابھی لڑکا ہی تھا پس میں نے کہا بلکہ تم نے پانچ رکعات پڑھی ہیں۔ تو علقمہ رحمہ اللہ نے کہا: اے اعور! تو بھی یہ بات کہتا ہے؟ میں نے کہا: ہاں پس وہ پلٹا اور اس نے دو سجدے کیے اور پھر سلام

(١٧٨٩) مسلم: ٥٧٢۔ بخاری: ٧٢٤٩۔ ترمذی: ٣٩٣۔ نسائی: ١٢٥٩۔ ابوداؤد: ١٠٢٢ ابن ماجه: ١٢١٨۔ احمد: ٤٤١٧۔ دارمی: ١٤٩٨۔

(١٧٩٠) مسلم: ٥٧٢۔ بخاری: ٧٢٤٩۔ ترمذی: ٣٩٣۔ نسائی: ١٢٥٩۔ ابوداؤد: ١٠٢٢ ابن ماجه: ١٢١٨۔ احمد: ٤٤١٧۔ دارمی: ١٤٩٨۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صَلَّى بِنَارَسُوْلُ اللهِ ﷺ خَمْساً فَلَمَّا انْفَتَلَ تَوَشْوَشَ الْقَوْمُ بَيْنَهُمْ فَقَالَ مَا شَأْنُكُمْ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللهِ هَلْ زِيْدَ فِي الصَّلَاةِ قَالَ لَا قَالُوْا فَإِنَّكَ قَدْ صَلَّيْتَ خَمْساً فَانْفَتَلَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ قَالَ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ أَنْسَى كَمَا تَنْسَوْنَ. (لمسلم ٥٧٢)

پھیرا۔ پھر اس نے کہا: عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں پانچ رکعات پڑھادیں جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو قوم نے آپس میں آہستہ آہستہ باتیں کیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمہارا کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! کیا نماز زیادہ کی گئی ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔ تو لوگوں نے عرض کی: آپ ﷺ نے پانچ رکعات پڑھی ہیں پس آپ ﷺ نے پلٹ کر دو سجدے کیے اور پھر سلام پھیرا اور پھر فرمایا: ''میں تمہاری طرح انسان ہوں بھولتا ہوں جیسے تم بھولتے ہو۔''

شرح: ......۱۔ اس حدیث میں بھی وہی بات بیان ہوئی ہے جو اوپر ذوالیدین والی حدیث میں بیان ہو چکی ہے۔ یہ دو واقعات نہیں بلکہ ایک ہی ہے۔ خرباق ہی کو ذوالیدین کہتے ہیں۔ باقی چند اعتراضات تصفیہ طلب ہیں کہ اگر انہیں ایک ہی تسلیم کیا جائے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس اوپر والی حدیث میں تو آتا ہے کہ دو رکعات پڑھ کر آپ ﷺ نے سلام پھیر دیا جبکہ حضرت عمران رضی اللہ عنہ والی حدیث میں ہے کہ عصر کی نماز پڑھی اور تین رکعات پڑھ کر سلام پھیر دیا۔

اس کا حل یہ ہوسکتا ہے کہ اکثر راویوں نے دو رکعات کے بعد سلام کا کہا ہے اختلاف کی صورت میں دونوں راوی سچے ہوں تو اکثریت کے مطابق ترجیح ہوگی کہ دو رکعات کے بعد سلام پھیرا تھا۔

(۲) یہ سوال ہے کہ حضرت عمران رضی اللہ عنہ والی حدیث میں ہے کہ آپ اپنے گھر میں داخل ہوئے جبکہ ذوالیدین والی حدیث میں ہے کہ مسجد کے کونے میں کھڑے ہوگئے۔

(۲) اس کا جواب یہ ہے کہ چونکہ وہ کونا آپ کے گھر کی جانب تھا اور درمیان میں تنا تھا۔ دیکھنے والوں کو شبہ ہوا، کسی نے گھر کہا، کسی نے مسجد کا کونا کہا، چونکہ یہ سب قریب قریب تھے۔ اس لیے راویوں نے بیان کر دیا یہ کوئی اختلاف نہیں۔

(۳) ایک اعتراض یہ بھی ہوسکتا ہے کہ حضرت عمران رضی اللہ عنہ والی روایت بھی تو مسلم شریف کی ہے، پھر اس میں غلطیاں کیسے آ گئیں؟ تو اس کا جواب علامہ عبیداللہ رحمانی رحمہ اللہ نے دیا ہے کہ یہ معمولی اختلاف کوئی تنقید والا نہیں، نہ ہی واقعہ کے اختلاف کی دلیل ہے۔ یہ واقعہ وجود پذیر ہوا ہے، بعض راویوں کا واقعے کی بعض کیفیتوں میں بھول کا شکار ہو جانا صحت حدیث پر اور صحت واقعہ پر اثر انداز نہیں ہوتا۔ (مرعاۃ:۲/۴۱)

۲۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ سجدہ سہو میں اجازت ہے، یہ سلام پھیرنے سے پہلے بھی ادا ہو سکتے ہیں اور سلام پھیرنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے بعد بھی جائز ہے۔

یہ کہنا کہ سجدۂ سہو ہے ہی سلام پھیرنے کے بعد یہ تشدد ہے بلکہ اس میں حدیث میں وسعت ہے کہ سلام پھیرنے سے پہلے یا بعد دونوں طرح جائز ہے۔

۳۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ نبی اکرم ﷺ تمام امور بشریہ میں بشر تھے اور وحی الٰہی میں آپ کو خصوصیت حاصل تھی۔ اس میں کوئی بشر آپ ﷺ کا ہمسر نہیں۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ نبی اکرم ﷺ سے قانون سازی میں اور تبلیغ میں بھول ہو سکتی ہے مگر اس پر آپ برقرار نہیں رہتے۔ فوراً آگاہی ہو جاتی ہے۔

١٧٩١۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى الْعَصْرَ فَسَلَّمَ فِيْ ثَلَاثِ رَكَعَاتٍ ثُمَّ دَخَلَ مَنْزِلَهُ فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ الْخِرْبَاقُ وَكَانَ فِيْ يَدَيْهِ طُوْلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَذَكَرَ لَهُ صَنِيْعَهُ وَخَرَجَ غَضْبَانَ يَجُرُّ رِدَاءَهُ حَتَّى انْتَهَى إِلَى النَّاسِ فَقَالَ أَصَدَقَ هٰذَا قَالُوْا نَعَمْ فَصَلَّى رَكْعَةً ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ. (لمسلم ٥٧٤)

سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نمازِ عصر میں تین رکعات پڑھ دیں۔ پھر اپنے گھر میں داخل ہو گئے تو آپ ﷺ کے پاس خرباق نامی آدمی گیا اور اس کے ہاتھوں میں قدرِ طول تھا۔ اس نے عرض کی: یارسول اللہ! اور آپ ﷺ کو آپ کا معاملہ یاد کرایا پس بحالتِ غصہ اپنی چادر کھینچتے باہر تشریف لائے اور لوگوں کے پاس پہنچ کر فرمایا: کیا یہ درست کہتا ہے؟ تو لوگوں نے عرض کی۔ ہاں پھر آپ ﷺ نے ایک رکعت پڑھی۔ پھر سلام پھیرا، پھر دو سجدے کئے اور پھر سلام پھیرا۔

١٧٩٢۔ عَنْ ثَوْبَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لِكُلِّ سَهْوٍ سَجْدَتَانِ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ. (رواه أبو داود ١٠٣٨)

سیّدنا ثوبان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہر سہو کے دو سجدے ہیں۔ سلام کے بعد۔'' (ابوداوٗد)

شرح: ...... ایک تو رائے یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے، اس صورت میں یہ دلیل نہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس کو قابل اعتماد تصور کرنے کی صورت میں اس سے دو باتوں پر روشنی پڑتی ہے۔

اس سے یہ دلیل بھی پکڑی جاتی ہے کہ ایک نماز میں جتنی بھی بھول ہو جو متعدد سجدوں کا تقاضا کرتی ہو تو متعدد سہو کے سجدے کرنے ہیں۔ لیکن یہ مطلب درست نہیں مقصد یہ ہے کہ نمازی کو نماز میں جب بھی ایسی بھول ہو جائے جو سجدۂ سہو کا تقاضا کرے تو سجدہ سہو کرنا ہے، بار بار نہیں صرف ایک بار سجدہ سہو کرنا ہے۔

دوسرا مسئلہ یہ لیتے ہیں کہ سجدۂ سہو، سلام پھیرنے کے بعد ہے۔ یہ بھی درست نہیں ہم اوپر وضاحت کر چکے ہیں کہ

(١٧٩٢) ابوداؤد: ١٠٣٨۔ حسن، الباني: ٩١٧۔ ابن ماجه: ١٢١٩۔ احمد: ٢١٩١١۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

سجدہ سہو سلام سے پہلے اور بعد دونوں طرح جائز ہے۔

١٧٩٣۔ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ صَلَّى بِنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ فَنَهَضَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ فَسَبَّحَ بِهِ الْقَوْمُ وَسَبَّحَ بِهِمْ فَلَمَّا صَلَّى بَقِيَّةَ صَلَاتِهِ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ وَهُوَ جَالِسٌ ثُمَّ حَدَّثَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَعَلَ بِهِمْ مِثْلَ الَّذِي فَعَلَ. (رواه الترمذی، ٣٦٤)

شعبی رحمہ اللہ نے کہا: سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں نماز پڑھائی اور دو رکعات کے بعد سیدھے کھڑے ہو گئے تو لوگوں نے تسبیح کہی ان کو یاد کرانے کے لیے تو اس نے سبحان اللہ کہہ کر ان کو کھڑا کیا۔ پھر جب انہوں نے بقیہ نماز پڑھی تو سلام پھیرا اور پھر سہو کے لیے دو سجدے کیے اور اس کے بعد انہوں نے لوگوں سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ ایسا ہی کیا تھا جیسا اس نے ان لوگوں کے ساتھ کیا ہے۔

١٧٩٤۔ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ قَالَ صَلَّى بِنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ فَنَهَضَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ قُلْنَا سُبْحَانَ اللهِ قَالَ سُبْحَانَ اللهِ وَمَضَى فَلَمَّا أَتَمَّ صَلَاتَهُ وَسَلَّمَ سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَصْنَعُ كَمَا صَنَعْتُ. (لأبي داود، ١٠٣٧)

زیاد بن علاقہ سے مروی ہے کہ ہمیں مغیرہ رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی۔ مثل حدیث سابق ہے۔ البتہ اس میں یہ ہے کہ اس نے کہا: جب مغیرہ رضی اللہ عنہ نے اپنی نماز مکمل کی تو سلام سے پہلے دو سجدے کیے اور پھر سلام پھیرا۔

شرح: ...... ان احادیث سے ثابت ہوا کہ پہلے تشہد میں جب آدمی بھول کر کھڑا ہو جائے تو پھر نیچے تشہد میں نہ بیٹھے، اگر سیدھا کھڑا ہونے سے پہلے پہلے بیٹھ جائے تو جائز ہے اور سجدۂ سہو نہیں پڑتا۔

اگر تشہد سے سیدھا کھڑا ہو چکا ہو تو سلام پھیرنے سے پہلے دو سہو کے سجدے کر لے اور اگر سیدھا کھڑا ہو چکا ہو بھول کر بیٹھ جائے تو کوئی حرج نہیں۔ اگر قصداً بیٹھے گا تو نماز باطل ہو جائے گی۔ (مرعاۃ: ٢/ ٤٠)

١٧٩٥۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ سَهَا فِي صَلَاتِهِ فَلَمْ يَدْرِكَمْ صَلَّى، قَالَ: لِيُعِدْ صَلَاتَهُ وَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ قَاعِدًا. (للكبير بانقطاع)

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جو اپنی نماز میں بھول گیا اور اس کو یاد نہ رہا کہ اس نے کتنی رکعات پڑھی ہیں۔ فرمایا: ''وہ نماز کا اعادہ کرے اور بیٹھنے کی حالت میں دو سجدے کرے۔'' (الکبیر۔ سند منقطع ہے)

(١٧٩٣) ترمذی: ٣٦٤۔ صحیح، البانی: ٢٩٩۔ ابوداؤد: ١٠٣٧۔ ابن ماجہ: ١٢٠٨۔ احمد: ١٧٧٦٧۔ دارمی: ١٥٠١۔

(١٧٩٤) ابوداؤد: ١٠٣٧۔ صحیح، البانی: ٩١٠۔ ترمذی: ٣٦٥۔ ابن ماجہ: ١٢٠٨۔

(١٧٩٥) طبرانی کبیر، واسحق بن یحیی لم یسمع من عبادہ ہیثمی: ٢٩٣٣۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

١٧٩٦ـ عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَهَا قَبْلَ التَّمَامِ فَسَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ وَقَالَ: مَنْ سَهَا قَبْلَ التَّمَامِ سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ، وَإِذَا سَهَا بَعْدَ التَّمَامِ سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ بَعْدَ أَنْ يُسَلِّمَ. (رواه الطبراني فى الأوسط بلين)

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نماز مکمل کرنے سے پہلے بھول گئے تو آپ نے سلام پھیرنے سے پہلے سہو کے دو سجدے کیے اور فرمایا: جو شخص نماز مکمل کرنے سے پہلے بھول جائے تو وہ سلام پھیرنے سے پہلے سہو کے دو سجدے کرے اور جو نماز مکمل کرنے کے بعد بھول جائے تو وہ سلام پھیرنے کے بعد سہو کے دو سجدے کرے۔" (الاوسط۔ سند کمزور ہے)

١٧٩٧ـ عَنْ قَتَادَةَ: أَنَّ أَنَسًا جَهَرَ فِي الظُّهْرِ أَوِ الْعَصْرِ فَلَمْ يَسْجُدْ. (للكبير بمختلط)

قتادہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ انس رضی اللہ عنہ نے نماز ظہر میں یا نماز عصر میں قراءت جہر سے کی، پس سجدۂ سہو ادا نہیں کیا۔ (الکبیر نے مختلط سند کے ساتھ روایت کی۔)

١٧٩٨ـ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، رَفَعَهُ: لَيْسَ فِي صَلَاةِ الْخَوْفِ سَهْوٌ. (رواه الطبراني في الكبير بضعف.)

سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: "صلوٰۃ الخوف میں سجدہ سہو نہیں ہے۔" (الکبیر سند ضعیف ہے)

١٧٩٩ـ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حُدَيْجٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى يَوْمًا فَسَلَّمَ وَقَدْ بَقِيَتْ مِنَ الصَّلَاةِ رَكْعَةٌ فَأَدْرَكَهُ رَجُلٌ فَقَالَ نَسِيْتَ مِنَ الصَّلَاةِ رَكْعَةً فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ وَأَمَرَ بِلَالًا فَأَقَامَ الصَّلَاةَ فَصَلَّى لِلنَّاسِ رَكْعَةً فَأَخْبَرْتُ بِذٰلِكَ النَّاسَ فَقَالُوْا لِي أَتَعْرِفُ الرَّجُلَ قُلْتُ لَا إِلَّا أَنْ أَرَاهُ فَمَرَّ بِي فَقُلْتُ هٰذَا هُوَ قَالُوْا هٰذَا طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ. (للنسائي ٦٦٤)

معاویہ بن حدیج سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے ایک دن نماز پڑھائی، ایک رکعت باقی رہتی تھی کہ سلام پھیر کر مسجد سے باہر تشریف لے گئے تو ایک شخص آپ ﷺ کے پاس پہنچ گیا اور عرض کی کہ آپ نماز کی ایک رکعت بھول گئے ہیں پس آپ واپس تشریف لائے اور مسجد میں داخل ہوئے اور بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تو انہوں نے نماز کی اقامت کہی پس آپ ﷺ نے لوگوں کو ایک رکعت نماز پڑھائی۔ اور میں نے اس کی بات لوگوں کو خبر دی تو لوگوں نے کہا: تو اس شخص کو جانتا ہے؟ میں نے کہا: ویسے تو نہیں مگر دیکھ کر پہچان سکتا ہوں پس وہ شخص میرے قریب سے گذرا تو میں نے کہا وہ یہ شخص تھا۔ تو لوگوں

(١٧٩٦) طبراني اوسط وفيه، عيسى بن ميمون واختلف في الاحتجاج به وضعفه الاكثر، هيثمي: ٢٩٢٧.
(١٧٩٧) طبراني كبير، وفيه سعيد بن بشير وهو ثقة لكنه اختلط وبقية رجاله ثقات۔ هيثمي: ٢٩٢٩.
(١٧٩٨) طبراني كبير وفيه: الوليد بن الفضل ضعفه ابن حبان، دارقطني۔ هيثمي: ٢٩٣٠.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نے کہا: یہ طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ ہیں۔

شرح: ......اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سجدۂ سہو کے لیے اور بھولی ہوئی رکعت ادا کرنے کے لیے تکبیر کہی جا سکتی ہے، یہ ضروری نہیں کیونکہ دیگر صحیح ترین روایات میں چھوڑی ہوئی رکعات کے بعد سجدۂ سہو کرنے سے پہلے تکبیر ثابت نہیں اس لیے یہ ضروری نہیں۔

۱۸۰۰ــــ عَنْ عَبْدِ اللهِ رضي الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَلَّمَ ثُمَّ تَكَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ. (رواه النسائي ۱۳۲۹)

سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز میں کلام کیا اور پھر سہو کے دو سجدے کیے۔ (النسائی)

۱۸۰۱ـ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: إِنِّي لَأَنْسَى أَوْ أُنَسَّى لِأَسُنَّ (لمالك)

امام مالک رحمہ اللہ کو یہ خبر پہنچی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''یقیناً میں بھولتا ہوں اور بڑھاپے کی وجہ سے بھولتا ہوں۔''

۱۸۰۲ــــ أَبُوْ جُمْعَةَ حَبِيْبِ بْنِ سِبَاعٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى الْمَغْرِبَ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ هَلْ عَلِمَ أَحَدٌ مِنْكُمْ أَنِّي صَلَّيْتُ الْعَصْرَ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللهِ مَا صَلَّيْتَهَا فَأَمَرَ الْمُؤَذِّنَ فَأَقَامَ الصَّلَاةَ فَصَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ أَعَادَ الْمَغْرِبَ. (رواه أحمد ۱٦٥۲۷ . والكبير.)

ابو جمعہ بن حبیب بن سباع نے کہا: نبی ﷺ نے مغرب کی نماز پڑھی اور آپ ﷺ عصر پڑھنا بھول چکے تھے پس آپ ﷺ نے اپنے اصحاب کو فرمایا کیا تم نے مجھے نمازِ عصر پڑھتے دیکھا ہے؟ لوگوں نے عرض کی: نہیں دیکھا۔ پس آپ نے مؤذن کو حکم دیا اور اس نے اذان کہی اور پھر اقامت کہی اور نماز عصر پڑھی۔ اور مغرب کی پہلی نماز توڑ دی اور پھر مغرب دوبارہ پڑھی۔'' (احمد اور الکبیر)

۱۸۰۳ــــ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِذَا قَرَأَ ابْنُ آدَمَ السَّجْدَةَ فَسَجَدَ اعْتَزَلَ الشَّيْطَانُ يَبْكِي يَقُوْلُ يَاوَيْلَهُ وَفِي رِوَايَةِ أَبِي كُرَيْبٍ يَاوَيْلَى أُمِرَ ابْنُ آدَمَ بِالسُّجُوْدِ فَسَجَدَ فَلَهُ الْجَنَّةُ وَأُمِرْتُ بِالسُّجُوْدِ فَأَبَيْتُ فَلِيَ النَّارُ (رواه مسلم، ۸۱)

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''جب ابن آدم قراءت میں سجدے کی آیت تلاوت کرتا ہے اور پھر سجدہ تلاوت ادا کرتا ہے تو شیطان اس سے دور جا کر روتا ہے اور کہتا ہے: ہائے میرے لیے افسوس ہے۔ ابن ادم کو سجدے کا حکم دیا گیا اور اس نے سجدہ کیا تو اس کے لیے جنت ہے اور مجھے سجدے کا حکم دیا گیا اور میں نے انکار کر دیا تو میرے لیے آگ ہے۔'' (مسلم)

(۱۸۰۰) نسائی: ۱۳۲۹۔ صحیح: ۱۲٦۱۔ مسلم: ۵۷۲۔ ترمذی: ۳۹۳۔

(۱۸۰۱) ضعیف، موطا: ۲۲۱۔ زرقانی: ۱/ ۲۰۵۔

(۱۸۰۲) احمد: ۱٦۵۲۷۔ طبرانی کبیر، وفیه: ابن لهیعة وفیه ضعف، هیثمی: ۱۸۱۷۔

(۱۸۰۳) مسلم: ۸۱۔ ابن ماجه: ۱۰۵۲۔ احمد: ۹۴۲۰۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

١٨٠٤ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَأُ السُّوْرَةَ الَّتِي فِيْهَا السَّجْدَةُ فَيَسْجُدُ مَعَهُ حَتَّى مَا يَجِدُ أَحَدُنَا مَكَانًا لِمَوْضِعِ جَبْهَتِهِ. (رواه البخاري ١٠٧٩)

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب وہ سورت تلاوت کرتے جس میں سجدہ کی آیت ہوتی تو آپ سجدہ کرتے اور ہم بھی آپ کے ساتھ سجدہ کرتے یہاں تک کہ ہم میں سے بعض کو سجدہ کرنے کے لیے پیشانی رکھنے کی جگہ نہ ملی اور یہ نماز کے علاوہ وقت ہوتا تھا۔" (الشیخان والبوداؤد)

١٨٠٥ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ عَامَ الْفَتْحِ سَجْدَةً فَسَجَدَ النَّاسُ كُلُّهُمْ مِنْهُمُ الرَّاكِبُ وَالسَّاجِدُ فِي الْأَرْضِ حَتَّى إِنَّ الرَّاكِبَ لَيَسْجُدُ عَلَى يَدِهِ. (لأبي داود ١٤١١)

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے سال آیت سجدہ تلاوت کی اور پھر سب لوگوں نے سجدہ کیا بعض ان میں سوار تھے اور بعض نے زمین پر سجدہ کیا اور جو سوار تھے انہوں نے اپنے ہاتھ پر سجدہ کیا۔

١٨٠٦ـ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْهُدَيْرِ التَّيْمِيْ قَالَ أَبُوْبَكْرٍ وَكَانَ رَبِيْعَةُ مِنْ خِيَارِ النَّاسِ عَمَّا حَضَرَ رَبِيْعَةَ مِنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَرَأَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى الْمِنْبَرِ بِسُوْرَةِ النَّحْلِ حَتَّى إِذَا جَاءَ السَّجْدَةُ نَزَلَ فَسَجَدَ وَسَجَدَ النَّاسُ حَتَّى إِذَا كَانَتِ الْجُمُعَةُ الْقَابِلَةُ قَرَأَبِهَا حَتَّى إِذَا جَاءَ السَّجْدَةُ قَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا نَمُرُّ بِالسُّجُوْدِ فَمَنْ سَجَدَ فَقَدْ أَصَابَ وَمَنْ لَمْ يَسْجُدْ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ وَلَمْ يَسْجُدْ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ. (رواه البخاري. ١٠٧٧)

ربیعہ بن عبداللہ نے کہا: عمر رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن منبر پر سورۃ النحل پڑھی اور جب مقامِ سجدہ آیا تو وہ اترے اور سجدہ کیا اور سب لوگوں نے سجدہ کیا۔ پھر جب آئندہ جمعہ آیا تو وہی سورت تلاوت کی اور جب سجدہ آیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: لوگو! ہم آیت سجدہ پڑھ کر گزرنے لگے ہیں پس جو سجدہ کرے گا وہ درست کرے گا اور جس نے سجدہ نہیں کیا تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے اور عمر رضی اللہ عنہ نے خود بھی سجدہ نہیں کیا۔

(١٨٠٤) بخاری: ١٠٧٩ـ مسلم: ٥٧٥ـ ابوداؤد: ١٣١٤ـ احمد: ٦٢٤٩.
(١٨٠٥) ابواؤد: ١٤١١ـ ضعیف: ٣٠٥ـ احمد.
(١٨٠٦) بخاری: ١٠٧٧.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

١٨٠٧ـ عَنْ أَبِي تَمِيْمَةَ الْهُجَيْمِيِّ قَالَ لَمَّا بَعَثَنَا الرَّكْبَ قَالَ أَبُوْدَاوُدَ يَعْنِي إِلَى الْمَدِيْنَةِ قَالَ كُنْتُ أَقُصُّ بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ فَأَسْجُدُ فَنَهَانِي ابْنُ عُمَرَ فَلَمْ أَنْتَهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ ثُمَّ عَادَ فَقَالَ إِنِّي صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَمَعَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ ﷺ فَلَمْ يَسْجُدُوْا حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ. (رواه أبوداود: ١٤١٥)

ابوتمیمہ ہجیمی نے کہا میں بعد نمازِ فجر کچھ بیان کرتا تھا اور سجدہ کیا کرتا تھا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھے منع کیا پس میں اس کے پاس تین مرتبہ نہ گیا۔ تو وہ لوٹ کر آئے اور انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی ہے اور ابوبکر اور عمر عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ بھی پڑھی ہے اور ان سب حضرات نے سورج طلوع ہونے سے پہلے سجدہ نہیں کیا۔" (ابوداؤد)

١٨٠٨ـ عَنْ سَالِمٍ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا قَرَأَ بِالسَّجْدَةِ بَعْدَ الصُّبْحِ يَسْجُدُ مَا لَمْ يُسْفِرْ. (رواه رزين)

سالم رحمہ اللہ کہتے ہیں ابن عمر رضی اللہ عنہما جب نماز فجر کے بعد آیت سجدہ تلاوت کرتے تو سجدہ تلاوت کرتے تھے جب تک سفیدی نہ پھیل جاتی۔ (رزین)

١٨٠٩ـ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَقْرَأَهُ خَمْسَ عَشْرَةَ سَجْدَةً فِي الْقُرْآنِ مِنْهَا ثَلَاثٌ فِي الْمُفَصَّلِ وَفِي سُوْرَةِ الْحَجِّ سَجْدَتَانِ. (لأبي داود، ١٤٠١)

سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے پندرہ سجدۂ تلاوت قرآن مجید میں پڑھائے ہیں جن میں سے تین مفصل سورتوں میں ہیں اور سورۃ الحج میں دو سجدے ہیں۔

١٨١٠ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَسْجُدْ فِي شَيْءٍ مِنَ الْمُفَصَّلِ مُنْذُ تَحَوَّلَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ. (رواه أبوداود، ١٤٠٣)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ جب سے مدینہ منتقل ہو کر تشریف لائے آپ نے کسی مفصل سورت میں سجدۂ تلاوت نہیں کیا۔

١٨١١ـ قَالَ أَبُوْدَاوُدَ رُوِيَ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ إِحْدَى عَشْرَةَ سَجْدَةً (وَإِسْنَادُهُ وَاهٍ). (رواه أبوداود، ١٤٠١)

سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: "قرآن مجید میں گیارہ سجدے ہیں۔"

(١٨٠٧) ابوداؤد: ١٤١٥ـ ضعيف: ٣٠٧.

(١٨٠٨) رزين.

(١٨٠٩) ابوداؤد: ١٤٠١ـ ضعيف الباني: ٣٠١ـ ابن ماجه: ١٠٥٧.

(١٨١٠) ابوداؤد: ١٤٠٣ـ ضعيف، الباني: ٣٠٤.

(١٨١١) ابوداؤد: ١٤٠١ـ ضعيف، الباني۔ ابن ماجه: ١٠٥٧.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

١٨١٢ـ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فُضِّلَتْ سُوْرَةُ الْحَجِّ بِأَنَّ فِيْهَا سَجْدَتَيْنِ قَالَ نَعَمْ وَمَنْ لَّمْ يَسْجُدْهُمَا فَلَا يَقْرَأْهُمَا. (رواه الترمذی، ٥٧٨)

سیّدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا سورۃ الحج میں دو سجدے ہیں؟ فرمایا: ہاں اور جو وہ دو سجدے ادا نہ کرے وہ ان دونوں کی تلاوت بھی نہ کرے۔''

١٨١٣ـ عَنْ نَافِعٍ مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلاً مِنْ أَهْلِ مِصْرٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَرَأَ سُوْرَةَ الْحَجِّ فَسَجَدَ فِيْهَا سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ هٰذِهِ السُّوْرَةَ فُضِّلَتْ بِسَجْدَتَيْنِ (رواه مالك ٤٧٩)

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے سورۃ الحج کی تلاوت کی اور اس میں دو سجدے کیے اور اس سورت کو دو سجدوں کے ساتھ فضیلت دی گئی ہے۔''

١٨١٤ـ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ أَنَسْجُدُ فِيْ ص فَقَرَأَ ﴿وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوُدُ وَسُلَيْمَانُ﴾ حَتّٰى أَتٰى ﴿فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ﴾ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ أُمِرَ أَنْ يَقْتَدِيَ بِهِمْ (رواه البخاری، ٣٤٢١)

ابن عباس رضی اللہ عنہما کو مجاہد نے کہا: کیا میں سورت ص میں سجدہ کروں تو ابن عباسؓ نے یہ آیت تلاوت کی۔ ترجمہ۔(اور اس کی اولاد سے داؤد اور سلیمان ہیں) یہاں تک کہ اس مقام پر پہنچے۔ (پس ان کی ہدایت کی پیروی کر) پھر کیا تمہارے نبی ﷺ ان لوگوں میں شامل ہیں جن کو ان کی پیروی کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ (بخاری)

١٨١٥ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ ص لَيْسَ مِنْ عَزَائِمِ السُّجُوْدِ وَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَسْجُدُ فِيْهَا. (رواه البخاری ١٠٦٨)

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ص سجدے والی سورتوں میں سے نہیں ہے اور میں نے نبی ﷺ کو اس سورت میں سجدہ کرتے دیکھا ہے۔

١٨١٦ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَجَدَ فِيْ ص وَقَالَ سَجَدَهَا دَاوُدُ تَوْبَةً

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سورۂ ص میں سجدہ کیا ہے اور فرمایا: ''داؤد نے توبہ کا سجدہ کیا

(١٨١٢) ترمذی: ٥٧٨ـ ضعیف: ٨٩ـ ابوداؤد: ١٤٠٢.
(١٨١٣) موطا: ٤٧٩.
(١٨١٤) بخاری: ٣٤٢١ـ ترمذی: ٥٧٧ـ نسائی: ٩٥٧ـ ابوداؤد: ١٤٠٩ـ احمد: ٣٤٢٦ـ دارمی: ١٤٦٧.
(١٨١٥) بخاری: ١٠٦٩ـ ترمذی: ٥٧٧ـ نسائی: ٩٥٧ـ ابوداؤد: ١٤٠٩ـ احمد: ٣٤٢٦ـ دارمی: ١٤٦٧.
(١٨١٦) نسائی: ٩٥٧.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

وَنَسْجُدُهَا شُكْرًا (رواه النسائی ٩٥٧)

ہے اور ہم شکر کا سجدہ کرتے ہیں۔"

١٨١٧۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ قَرَأَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ ص فَلَمَّا بَلَغَ السَّجْدَةَ نَزَلَ فَسَجَدَ وَسَجَدَ النَّاسُ مَعَهُ فَلَمَّا كَانَ يَوْمٌ آخَرُ قَرَأَهَا فَلَمَّا بَلَغَ السَّجْدَةَ تَشَزَّنَ النَّاسُ لِلسُّجُوْدِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّمَا هِيَ تَوْبَةُ نَبِيٍّ وَلٰكِنِّي رَأَيْتُكُمْ تَشَزَّنْتُمْ لِلسُّجُوْدِ فَنَزَلَ فَسَجَدَ وَسَجَدُوْا. (رواه أبوداود ١٤١٠)

سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے منبر پر سورۂ ص پڑھی، پس جب سجدے کے مقام پر آئے تو اترے اور سجدہ کیا اور آپ ﷺ کے ساتھ لوگوں نے بھی سجدہ کیا۔ پھر ایک دوسرا دن تھا، آپ ﷺ نے اس سورت کی تلاوت کی اور سجدہ کے مقام پر آئے تو لوگ سجدے کے لیے مائل ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ ایک نبی کی توبہ کا بیان ہے۔ البتہ میں نے دیکھا ہے کہ تم سجدے کے لیے مائل ہوئے ہو۔ پس آپ ﷺ منبر سے اُترے اور سجدہ کیا اور لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ سجدہ کیا۔ (ابوداؤد)

١٨١٨۔ قَالَ أَبُوْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَأَيْتُ رُؤْيَا وَأَنَا أَكْتُبُ سُوْرَةَ ص قَالَ فَلَمَّا بَلَغْتُ السَّجْدَةَ رَأَيْتُ الدَّوَاتَ وَالْقَلَمَ وَكُلَّ شَيْءٍ بِحَضْرَتِي انْقَلَبَ سَاجِدًا قَالَ فَقَصَصْتُهَا عَلَى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَلَمْ يَزَلْ يَسْجُدُبِهَا. (رواه أحمد ١١٣٩٠)

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے خواب دیکھا کہ وہ سورۂ ص لکھ رہے ہیں اور جب اس کے مقام سجدہ کو پہنچے تو دیکھا کہ دوات، قلم اور دیگر ہر چیز اس کے سامنے ہے اور وہ سجدے میں گر پڑے ہیں۔ انہوں نے کہا یہ خواب میں نے نبی کریم ﷺ کے سامنے بیان کیا تو اس کے بعد آپ ﷺ ہمیشہ اس میں سجدہ کرتے تھے۔ (احمد)

١٨١٩۔ عَنْ عَبْدِاللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَرَأَ النَّبِيُّ ﷺ النَّجْمَ بِمَكَّةَ فَسَجَدَ فِيهَا وَسَجَدَ مَنْ مَعَهُ غَيْرَ شَيْخٍ أَخَذَ كَفًّا مِنْ حَصًى أَوْ تُرَابٍ فَرَفَعَهُ إِلَى جَبْهَتِهِ وَقَالَ يَكْفِيْنِي هٰذَا فَرَأَيْتُهُ بَعْدَ ذٰلِكَ قُتِلَ كَافِرًا. (رواه البخاری ١٠٦٧)

سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سورۃ النجم کی تلاوت کی اور اس میں سجدہ کیا اور جو لوگ آپ ﷺ کے ساتھ تھے ان تمام نے سجدہ کیا البتہ قریش کے سردار نے اپنے ہاتھ میں کنکر لے کر یا مٹی اُٹھا کر اپنے ماتھے کی طرف بلند کی اور کہا: مجھے یہی کفایت ہے۔ اس کے بعد میں نے اس کو بحالت کفر مقتول دیکھا ہے۔

(١٨١٧) ابوداؤد: ١٤١٠۔ صحیح، البانی: ١٢٥٣۔ دارمی: ١٤٦٦۔

(١٨١٨) احمد: ١١٣٩٠۔ ورجاله رجال الصحيح هيثمی: ٣٦٩٠۔

(١٨١٩) بخاری: ١٠٦٧۔ مسلم: ٥٧٦۔ نسائی: ٩٥٩۔ ابوداؤد: ١٤٠٦۔ احمد: ٤٣٩١۔ دارمی: ١٤٦٥۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

١٨٢٠ــــ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَوَّلُ سُوْرَةٍ أُنْزِلَتْ فِيهَا سَجْدَةٌ وَالنَّجْمُ قَالَ فَسَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَسَجَدَ مَنْ خَلْفِهِ إِلَّا رَجُلًا رَأَيْتُهُ أَخَذَ كَفًّا مِنْ تُرَابٍ فَسَجَدَ عَلَيْهِ فَرَأَيْتُهُ بَعْدَ ذٰلِكَ قُتِلَ كَافِرًا وَهُوَ أُمَيَّةُ بْنُ خَلَفٍ. (رواه البخاری، ٤٨٦٣)

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سب سے پہلے جو سورت نازل ہوئی جس میں سجدہ تلاوت ہے وہ سورۃ النجم ہے اور اس میں ہے کہ وہ شیخ امیہ بن خلف ہے۔

١٨٢١ــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَجَدَ بِالنَّجْمِ وَسَجَدَ مَعَهُ الْمُسْلِمُوْنَ وَالْمُشْرِكُوْنَ وَالْجِنُّ وَالإِنْسُ. (رواه البخاری، ١٠٧١)

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سورۃ النجم میں سجدہ کیا اور آپ ﷺ کے ساتھ مسلمانوں، کافروں، جنات اور انسانوں سب نے سجدہ کیا۔

١٨٢٢ــ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ أَبِي وَدَاعَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمَكَّةَ سُوْرَةَ النَّجْمِ فَسَجَدَ وَسَجَدَ مَنْ عِنْدَهُ فَرَفَعْتُ رَأْسِي وَأَبَيْتُ أَنْ أَسْجُدَ وَلَمْ يَكُنْ يَوْمَئِذٍ أَسْلَمَ الْمُطَّلِبُ. (رواه النسائی، ٩٥٨)

سیّدنا مطلب بن ابی وداعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں سورۃ النجم کی تلاوت کی اور جو لوگ وہاں تھے سب نے سجدہ کیا اور میں نے اپنا سر اوپر اُٹھائے رکھا اور میں نے سجدہ کرنے سے انکار کیا۔ اور مطلب رضی اللہ عنہ اس دن تک مسلمان نہیں تھے۔ (نسائی)

١٨٢٣ــــ عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ نَوْفَلٍ قَالَ: لَمَّا أَظْهَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الإِسْلَامَ أَسْلَمَ أَهْلُ مَكَّةَ كُلُّهُمْ، وَذَاكَ قَبْلَ أَنْ تَفْرِضَ الصَّلَاةُ حَتَّى إِنْ كَانَ لَيَقْرَأُ السَّجْدَةَ فَيَسْجُدُوْنَ مَا يَسْتَطِيعُ بَعْضُهُمْ أَنْ يَسْجُدَ مِنَ الزِّحَامِ حَتَّى قَدِمَ رُؤَسَاءُ قُرَيْشٍ الْوَلِيْدُ بْنُ الْمُغِيْرَةِ وَأَبُوْ جَهْلٍ وَغَيْرُهُمَا وَكَانُوْا بِالطَّائِفِ فِيْ

مخرمہ بن نوفل نے کہا: جب رسول اللہ ﷺ نے اسلام ظاہر کیا تو اہل مکہ سب تسلیم کر رہے تھے یہ حالت نماز فرض ہونے سے پہلے تک رہی۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ آیت سجدہ تلاوت کر کے سجدہ کرتے تو وہ لوگ بھی سجدہ کرتے تھے یہاں تک کہ ہجوم کی وجہ سے بعض سجدہ نہ کر سکتے۔ یہاں تک کہ قریش سردار لوٹ آئے۔ ولید بن مغیرہ اور ابوجہل وغیرہ یہ لوگ طائف میں اپنی زمینوں میں گئے تھے۔ پس انہوں نے

(١٨٢٠) بخاری: ٤٨٦٣۔ مسلم: ٥٧٦۔ نسائی: ٩٥٩۔ ابوداؤد: ١٤٠٦۔ احمد: ٤٣٩١۔ دارمی: ١٤٦٥۔
(١٨٢١) بخاری: ١٠٧١۔ ترمذی: ٥٧٥۔
(١٨٢٢) نسائی: ٩٥٨۔ حسن الاسناد: ٩١٨۔ احمد: ١٧٤٣٥۔
(١٨٢٣) طبرانی کبیر، وفیه ابن لهیعة وفیه کلام، هیثمی: ٣٦٨٩۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

أَرْضِهِمْ فَقَالُوْا: تَدَعُوْنَ دِيْنَ آبَائِكُمْ ؟ فَكَفَرُوْا (رواه الطبراني في الكبير بلين)

آتے ہی لوگوں سے کہا: تم اپنے باپ دادے کا دین ترک کرنے لگے ہو۔ تو لوگوں نے پھر کفر اختیار کیا۔" (الکبیر۔ سند کمزور ہے)

١٨٢٤۔ عَنْ زَيْدِبْنِ ثَابِتٍ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَالنَّجْمِ فَلَمْ يَسْجُدْ فِيْهَا وَقَالَ أَبُوْدَاوُدَ وَكَانَ زَيْدُ الْإِمَامُ فَلَمْ يَسْجُدْ (رواه البخاري ١٠٧٣)

سیّدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے سورۃ النجم کی تلاوت کی تو آپ ﷺ نے اس وقت اس میں سجدہ نہیں کیا۔ ابو داؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں زید رضی اللہ عنہ نماز کے امام ہوتے تو سجدہ نہ کرتے۔

١٨٢٥۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ سَأَلَ زَيْدَبْنَ ثَابِتٍ عَنِ الْقِرَاءَةِ مَعَ الْإِمَامِ فَقَالَ لَا قِرَاءَةَ مَعَ الْإِمَامِ فِي شَيْءٍ وَزَعَمَ أَنَّهُ قَرَأَ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ﴿وَالنَّجْمِ إِذَا هَوٰى﴾ فَلَمْ يَسْجُدْ (رواه النسائي ، ٩٦٠)

عطاء رضی اللہ عنہ نے زید رضی اللہ عنہ سے امام کے پیچھے قراءت کرنے کا پوچھا تو انہوں نے کہا: امام کے پیچھے کسی چیز میں قراءت نہیں ہے اور اس کا یہ بھی گمان ہے کہ اس نے نبی کریم ﷺ کے سامنے سورۃ النجم تلاوت کی تھی اور آپ ﷺ نے سجدہ نہیں کیا تھا۔

١٨٢٦۔ عَنْ أَبِيْ رَافِعٍ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ أَبِيْ هُرَيْرَةَ الْعَتَمَةَ فَقَرَأَ إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ فَسَجَدَ فَقُلْتُ مَا هٰذِهِ السَّجْدَةُ قَالَ سَجَدْتُ بِهَا خَلْفَ أَبِي الْقَاسِمِ ﷺ فَلَا أَزَالُ أَسْجُدُبِهَا حَتّٰى أَلْقَاهُ. (رواه أبو داود، ١٤٠٨)

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے عشاء کی نماز میں سورۃ الانشقاق تلاوت کی اور سجدہ کیا تو ان کو کہا گیا: کیسا سجدہ ہے؟ انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے اس میں سجدہ کیا اور میں ہمیشہ اس میں سجدہ کرتا رہوں گا یہاں تک کہ ابوالقاسم ﷺ کو جاملوں۔

١٨٢٧۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَجَدْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ سورۃ الانشقاق اور سورت اقراء میں سجدہ کیا ہے۔

(١٨٢٤) بخاری: ١٠٧٣۔ مسلم: ٥٧٧۔ ترمذی: ٥٧٦۔ نسائی: ٩٦٠۔ ابوداؤد: ١٤٠٤۔ احمد: ٢١١١٣.

(١٨٢٥) نسائی: ٩٦٠۔ صحیح، البانی: ٩٢٠۔ بخاری: ١٠٧٣۔ مسلم: ٥٧٧۔ ترمذی: ٥٧٦۔ ابوداؤد: ١٤٠٤۔ احمد: ٢١١١٣۔ دارمی: ١٤٧٢.

(١٨٢٦) ابوداؤد: ١٤٠٨۔ صحیح، البانی: ١٢٥١۔ بخاری: ١٠٧٨۔ مسلم: ٥٧٨۔ ترمذی: ٥٧٣۔ نسائی: ٩٦٨۔ ابن ماجہ: ١٠٥٩۔ احمد: ٧١٠٠۔ موطا: ٤٧٨۔ دارمی: ١٤٧١۔

(١٨٢٧) مسلم: ٥٧٨۔ بخاری: ٧٦٨۔ ابوداؤد: ١٤٠٨۔ صحیح، البانی: ١٢٥١۔ ترمذی: ٥٧٣۔ نسائی: ٩٦٨۔ ابن ماجہ: ١٠٥٩۔ احمد: ٧١٠٠۔ موطا: ٤٧٨۔ دارمی: ١٤٧١۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وَاَقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ (لمسلم ، ، ٥٧٨)

١٨٢٨ــ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: مَنْ قَرَأَ الأَعْرَافَ وَالنَّجْمَ وَ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ﴾ فَإِنْ شَاءَ رَكَعَ بِهَا وَقَدْ أَجْزَأَ وَإِنْ شَاءَ سَجَدَ ثُمَّ قَامَ فَقَرَأَ السُّوْرَةَ. (رواه الطبراني في الكبير ، ٨٧٣٤)

سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس نے سورۃ الاعراف، سورت النجم، سورۃ اقراء باسم ربک، تلاوت کی تو وہ چاہے تو رکوع کر دے اور یہ سجدے کے قائم مقام بھی جائز ہوگا اور اگر وہ چاہے تو سجدہ تلاوت کر کے آگے سورت تلاوت کرے۔" (الکبیر)

١٨٢٩ــ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: إِذَا كَانَتِ السَّجْدَةُ آخِرَ السُّوْرَةِ فَارْكَعْ إِنْ شِئْتَ أَوِ اسْجُدْ فَإِنَّ السَّجْدَةَ مَعَ الرَّكْعَةِ. (رواه الطبراني في الكبير ٨٧١٢)

سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: جو سجدۂ تلاوت سورت کے آخر میں ہے اور اس پر تو چاہے تو رکوع کر یا سجدہ کر۔ پس رکوع کے ساتھ سجدہ ادا ہوتا ہے۔ (الکبیر)

١٨٣٠ــ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِي سُجُوْدِ الْقُرْآنِ بِاللَّيْلِ سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ بِحَوْلِهِ وَقُوَّتِهِ. (رواه الترمذي ٣٤٢٥)

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت سجدۂ تلاوت میں کہا کرتے تھے: "سجدہ کیا میرے چہرے نے اس ذات کو جس نے اس کو پیدا کیا اور اس کے کان اور آنکھیں بنائیں اپنی قوت اور طاقت سے۔"

١٨٣١ــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّي رَأَيْتُنِي اللَّيْلَةَ وَأَنَا نَائِمٌ كَأَنِّي أُصَلِّي خَلْفَ شَجَرَةٍ فَسَجَدْتُ فَسَجَدَتِ الشَّجَرَةُ لِسُجُوْدِي فَسَمِعْتُهَا وَهِيَ تَقُوْلُ اللَّهُمَّ اكْتُبْ لِي بِهَا عِنْدَكَ أَجْرًا وَضَعْ عَنِّي بِهَا وِزْرًا وَاجْعَلْهَا لِي عِنْدَكَ ذُخْرًا وَتَقَبَّلْهَا مِنِّي كَمَا تَقَبَّلْتَهَا

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بحالت نیند آج رات میں نے دیکھا کہ گویا میں ایک درخت کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہوں اور میں نے سجدہ کیا تو درخت نے بھی میرے سجدہ کرنے کی وجہ سے سجدہ کیا تو میں نے اس سے سنا کہ وہ کہتا ہے: "اے اللہ! اس کے بدلے میرے لیے ثواب لکھ اور اس کے بدلے میری خطا مجھ سے دور

(١٨٢٨) طبراني كبير: ٨٧٣٤ـ ورجاله ثقات الا انه منقطع بين ابراهيم وبين ابن مسعود۔ هيثمي: ٣٧٠٩۔
(١٨٢٩) طبراني كبير: ٨٧١٢ـ ورجاله ثقات، هيثمي: ٣٧١٢۔
(١٨٣٠) ترمذي: ٣٤٢٥ـ صحيح، الباني: ٢٧٢٣ـ نسائي: ١١٢٩ـ ابوداؤد: ١٤١٤ـ احمد: ٢٥٢٩٣۔
(١٨٣١) ترمذي: ٥٧٩ـ حسن، الباني: ٤٧٣ـ ابن ماجه: ١٠٥٣۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مِـنْ عَبْدِكَ دَاوٗدَ. قَالَ الْحَسَنُ قَالَ لِی ابْنُ جَـرِيْـرٍ قَالَ لِیْ جَدُّكَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَقَرَا النَّبِیُّ ﷺ سَـجْـدَةً ثُمَّ سَجَدَ قَالَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّـاسٍ فَسَـمِـعْتُهٗ وَهُوَ يَقُوْلُ مِثْلَ مَا أَخْبَرَهُ الـرَّجُـلُ عَـنْ قَوْلِ الشَّجَرَةِ. (للترمذی، ٥٧٩)

کر اور اس کو میرے لیے اپنے پاس ذخیرہ بنا دے اور اس کو میری طرف سے اسی طرح قبول کر جیسا تو نے کہا۔ اس کے بعد جب نبی کریم ﷺ نے آیت سجدہ تلاوت کی اور آپ ﷺ نے سجدہ کیا تو میں نے آپ ﷺ کو وہی کلمات کہتے سنا جیسے اس شخص نے آپ کو درخت کے کلمات کی خبر دی اور سنائے تھے۔'' (ترمذی)

شرح :......۱۔ان احادیث میں سجدۂ تلاوت کی فضیلت بیان ہوئی ہے۔

۲۔اس بارے میں اختلاف ہے کہ سجدۂ تلاوت سنت ہے یا واجب ہے، احناف اکرام سے واجب کہتے ہیں۔ ان کی ایک دلیل یہ حدیث ہے کہ آدم کا بیٹا جب سجدے کی آیت تلاوت کرتا ہے اور سجدہ کرتا ہے تو شیطان حسرت کرتا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ واجب ہونے کی دلیل نہیں، اس میں نہ ہی واجب نہ ماننے والوں کی مذمت ہے، اس میں تو اس کی مذمت ہے جو انکار اور تکبر کی وجہ سے سجدہ نہ کرے جیسا کہ حدیث کے الفاظ ہیں کہ شیطان کہتا ہے میں نے انکار کیا تو دوزخ میں گیا۔ اس سے واجب کی دلیل نہیں ملتی۔ ان احادیث میں بھی دلائل موجود ہیں جو اس سجدہ کے واجب نہ ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ صحیح بات یہی ہے کہ یہ سجدہ مستحب ہے اور سنت ہے مگر اس کی تاکید بہت ہے، واجب نہیں، نہ چھوڑنے سے گناہ ہی ہوتا ہے۔

۳۔ابن حزم رحمہ اللہ کے حوالہ سے علامہ عبیداللہ رحمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قبلہ رخ ہو تو ٹھیک ہے اور اللہ اکبر کہنا بھی جائز ہے مگر وضو اور سلام پھیرنا وغیرہ سجدہ تلاوت میں شرط نہیں تاہم وضو ہو تو بہتر ہے ضروری نہیں۔ (مرعاۃ: ۲/۴۳)

۴۔یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آیت تلاوت جس نے سنی وہ بھی سجدہ کرے، صرف پڑھنے والا ہی نہیں، سننے والا بھی سجدہ کرے۔

۵۔نماز فرض ہو، نفل ہو، سری (آہستہ قراءت والی) ہو یا جہری (بلند قراءت والی ہو) جس میں بھی آیت سجدہ تلاوت کی گئی ہو اس میں سجدہ تلاوت جائز ہے۔

اور طوال مفصل (سورۃ الحجرات سے لے کر بروج تک) اور اوساطِ مفصل (بروج سے لے کر بینہ تک) میں بھی سجدہ تلاوت مسنون طریقہ سے ثابت ہے، ان میں سجدہ نہ کرنے والی دلیل درست نہیں۔

۶۔قرآنِ پاک کے کل سجدوں کی تعداد پندرہ ہے۔ (۱) سورت اعراف کے آخر پر (۲) سورت رعد میں (۳) سورت نحل میں۔ (۴) سورت بنی اسرائیل میں (۵) سورت مریم میں (۶) سورت حج میں (۷) سورت فرقان میں (۸)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

سورت نمل میں (۹) سورت سجدہ میں (۱۰) سورت ص میں (۱۱) سورت حم سجدہ میں (۱۲) سورت حج میں دوسرا سجدہ (۱۳) سورت نجم میں (۱۴) سورت انشقاق میں (۱۵) سورت اقراء میں۔ اور سورت حج میں دو سجدے ہیں جو دوسرا نہیں مانتے حدیث ان کے قول کی صریح تردید کرتی ہے۔

۷۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ سجدہ تلاوت میں یہ دعا بھی جائز ہے:

سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ بِحَوْلِهِ وَقُوَّتِهِ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ.

''میرے چہرے نے سجدہ کیا، اس کے لیے جس نے اسے پیدا کیا اور اس کی تصویر بنائی، اور اس کا کان چیرا اور بینائی دی۔ اپنی طاقت اور قوت کے ساتھ، اللہ بابرکت ہے جو بہترین پیدا کرنے والا ہے۔''

اسے تین مرتبہ پڑھا جائے۔ (مستدرک حاکم)

(۲) یہ بھی پڑھ سکتا ہے:

اَللّٰهُمَّ اكْتُبْ لِيْ بِهَا عِنْدَكَ أَجْرًا وَضَعْ عَنِّيْ بِهَا وِزْرًا وَاجْعَلْهَا لِي عِنْدَكَ ذُخْرًا وَتَقَبَّلْهَا مِنِّي كَمَا تَقَبَّلْتَهَا مِنْ عَبْدِكَ دَاوُدَ.

''اے میرے اللہ! اس کے عوض اپنے پاس میرا اجر لکھ لے، اس کے عوض مجھ سے بوجھ دور کر دے اور اسے اپنے پاس ذخیرہ بنا دے، اسے قبول کر جس طرح تو نے اپنے بندے داود علیہ السلام سے قبول کیا ہے۔''

۱۸۳۲۔ عَنْ أَبِيْ بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا جَاءَهُ أَمْرٌ سُرُوْرٌ أَوْ بُشِّرَ بِهِ خَرَّ سَاجِدًا شَاكِرًا لِلّٰهِ. (رواه أبو داود، ۲۷۷٤)

سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی خوشخبری آتی یا کسی امر پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سرور حاصل ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے لیے سجدہ شکر میں گر جاتے تھے۔

۱۸۳۳۔ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ مَكَّةَ نُرِيْدُ الْمَدِيْنَةَ فَلَمَّا كُنَّا قَرِيْبًا مِنْ عَزْوَرَا نَزَلَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ فَدَعَا اللّٰهَ سَاعَةً ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا فَمَكَثَ طَوِيْلًا ثُمَّ قَامَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَدَعَا اللّٰهَ سَاعَةً ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا فَمَكَثَ طَوِيْلًا ثُمَّ قَامَ

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ سے نکل کر عازم مکہ ہوئے اور جب ہم مقام عزور کے قریب پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سواری سے اُتر پڑے اور ہاتھ اُٹھا کر کچھ دیر تک اللہ تعالیٰ سے دعا طلب کرتے رہے اور پھر سجدے میں گر پڑے اور طویل وقت تک سجدے میں ٹھہرے رہے۔ پھر اُٹھے اور کچھ دیر تک ہاتھ اُٹھا کر دعا کی اور پھر

(۱۸۳۲) ابوداؤد: ۲۷۷٤۔ صحیح: ۲٤۱۲۔ ابن ماجہ: ۱۳۹٤۔

(۱۸۳۳) ابوداؤد: ۲۷۷۵۔ ضعیف، البانی: ۵۹۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فَرَفَعَ يَدَيْهِ سَاعَةً ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا ذَكَرَهُ أَحْمَدُ ثَلَاثًا قَالَ إِنِّي سَأَلْتُ رَبِّي وَشَفَعْتُ لِأُمَّتِي فَأَعْطَانِي ثُلُثَ أُمَّتِي فَخَرَرْتُ سَاجِدًا شُكْرًا لِرَبِّي ثُمَّ رَفَعْتُ رَأْسِي فَسَأَلْتُ رَبِّي لِأُمَّتِي فَأَعْطَانِي ثُلُثَ أُمَّتِي فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِرَبِّي شُكْرًا ثُمَّ رَفَعْتُ رَأْسِي فَسَأَلْتُ رَبِّي لِأُمَّتِي فَأَعْطَانِي الثُّلُثَ الْآخِرَ فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِرَبِّي. (رواه أبو داود، ٢٧٧٥)

سجدے میں گر گئے۔'' (احمد نے تین بار کا ذکر کیا ہے)۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے اپنے رب سے دعا کی اور اپنی اُمت کے لیے شفاعت کی تو اللہ تعالیٰ نے میری اُمت کی ایک تہائی مجھے عطا کر دی تو میں شکر کے سجدے میں گر گیا۔ پھر میں اُٹھا اور امت کے لیے دعا کی تو میرے رب نے دوسرا ثلث اور دوسری تہائی مجھے دے دی تو میں شکر کر کے رب کے لیے سجدے میں گر گیا۔ پھر میں نے سر اُٹھایا اور اپنے رب سے اپنی اُمت کے لیے سوال کیا تو مجھے آخری اور بقیہ تہائی بھی عنایت کر دی تو میں اپنے رب تعالیٰ کے لیے سجدے میں گر گیا۔'' (ابوداؤد)

١٨٣٤ـ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَوْمَ بُشِّرَ بِرَأْسِ أَبِي جَهْلٍ رَكْعَتَيْنِ. (رواه إبن ماجة ١٣٩١)

سیدنا عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جس دن ابوجہل کے سر لانے کی بشارت دی گئی تو آپ ﷺ نے دو رکعات نماز ادا کی۔

شرح: ...... کسی نعمت کے حصول پر اور کسی مصیبت کے دور ہونے پر سجدہ ریز ہونا سنت سے ثابت ہے، حدیث صریح طور پر اس پر دلالت کرتی ہے جبکہ اس کے مسنون نہ ہونے کے قائل کے پاس کوئی دلیل نہیں۔

سجدہ شکر میں طہارت والا ہونا، اللہ اکبر کہنا اور سلام پھیرنا کچھ ثابت نہیں اگر کوئی قید لگاتا ہے تو نماز پر قیاس کرتا ہے، یہ قیاس درست نہیں۔ اس میں کسی قسم کی شرط نہیں، بس اللہ کے سامنے سجدے میں گر جائے۔

(فَضْلُ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ وَوُجُوبُهَا إِلَّا لِعُذْرٍ وَغُسْلُهَا وَغَيْرُ ذٰلِكَ)

نماز جمعہ کی فضیلت کا عذر معدوم ہو تو اس کے وجوب کا اور اس کے غسل وغیرہ کا بیان

١٨٣٥ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ غُسْلَ الْجَنَابَةِ ثُمَّ رَاحَ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَدَنَةً وَمَنْ رَاحَ فِي

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رفع کرتے ہیں: جس نے جمعہ کو غسل کیا جیسا جنابت سے غسل کیا جاتا ہے۔ پھر اول وقت میں چلا آیا تو گویا اس نے ایک اونٹ قربان کر دیا اور جو دوسری ساعت

(١٨٣٤) ابن ماجه: ١٣٩١ـ ضعيف، الباني: ٢٩٦ـ دارمي: ١٤٦٢.

(١٨٣٥) ترمذي: ٤٩٩ـ صحيح: ٤١٣ـ بخاري: ٣٢١١ـ مسلم: ٨٥٠ـ نسائي: ١٣٨٨ـ ابوداؤد: ٣٥١ـ ابن ماجه: ١٠٩٢ـ احمد: ١٠٢٦٨ـ موطا: ٢٢٧ـ دارمي: ١٥٤٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

السَّاعَةِ الثَّانِيَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَقَرَةً وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّالِثَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ كَبْشًا أَقْرَنَ وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الرَّابِعَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ دَجَاجَةً وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الْخَامِسَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَيْضَةً فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ حَضَرَتِ الْمَلَائِكَةُ يَسْتَمِعُونَ الذِّكْرَ. (رواه الترمذی ٤٩٩)

میں آیا تو گویا اس نے گائے کی قربانی دی اور جو شخص تیسری ساعت میں آیا تو گویا اس نے بکرا قربانی دیا۔ اور جو شخص چوتھی ساعت میں آیا تو گویا اس نے مرغی قربانی دے دی اور جو پانچویں ساعت میں آیا تو گویا اس نے انڈا قربانی دیا۔ پھر جب امام باہر آتا ہے تو فرشتے بیان سننے لگتے ہیں۔"

١٨٣٦۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ كَانَ عَلَى كُلِّ بَابٍ مِنْ أَبْوَابِ الْمَسْجِدِ الْمَلَائِكَةُ يَكْتُبُونَ الْأَوَّلَ فَالْأَوَّلَ فَإِذَا جَلَسَ الْإِمَامُ طَوَوُا الصُّحُفَ وَجَاؤُوا يَسْتَمِعُونَ الذِّكْرَ. (رواه البخاری، ٣٢١١)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو مسجد کے ہر دروازے پر فرشتے آ جاتے ہیں اور وہ لکھتے ہیں اوّل اور پھر اوّل آنے والے کو اور جب امام آ جائے تو وہ دفتر اعمال بند کر کے بیان سننے کے لیے چلے آتے ہیں۔" (بخاری)

١٨٣٧۔ وفي رواية: مِثْلَ الْمُهَجِّرِ كَمَثَلِ الَّذِي يُهْدِي الْبَدَنَةَ ثُمَّ كَالَّذِي يُهْدِي بَقَرَةً ثُمَّ كَالَّذِي يُهْدِي الْكَبْشَ ثُمَّ كَالَّذِي يُهْدِي الدَّجَاجَةَ ثُمَّ كَالَّذِي يُهْدِي الْبَيْضَةَ. (رواه مسلم، ١٤١٦)

دوسری روایت میں ہے: "اوّل وقت نماز جمعہ کے لیے آنے والے کی مثال اونٹ کی قربانی دینے والے کی سی ہے، اس کے بعد آنے والے کی مثال گائے کی قربانی کرنے والے کی مانند ہے، پھر اس کے بعد آنے والے کی مثال بکری قربانی کرنے والے کی سی ہے۔ پھر اس کے بعد آنے والے کی مثال مرغی قربانی کرنے والے جیسی ہے اور جو اس کے بھی بعد میں آئے تو وہ انڈا صدقہ کرنے والے کے مثل ہے۔"

١٨٣٨۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ تَقْعُدُ الْمَلَائِكَةُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى أَبْوَابِ الْمَسْجِدِ يَكْتُبُونَ النَّاسَ عَلَى

دوسری ایک راویت میں بطۃ (البطتہ) کا لفظ ساقط کر کے اس کی مثل روایت کی گئی ہے اور اس میں مرغی کے بعد چڑیا کا ذکر ہے۔

(١٨٣٦) بخاری: ٣٢١١۔ مسلم: ١٩٦٠۔ ترمذی: ٤٩٩۔ نسائی: ١٣٨٨۔ ابوداؤد: ٣٥١۔ دارمی: ١٥٤٣.
(١٨٣٧) مسلم: ١٤١٧۔ ترمذی: ٤٩٩۔ نسائی: ١٣٨٨۔ ابوداؤد: ٣٥١۔ دارمی: ١٥٤٣.
(١٨٣٨) نسائی: ١٣٨٧۔ حسن، صحیح البانی: ١٣١٤۔ عصفور منکر۔ ولمحفوظ دجاجة......

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مَنَازِلِهِمْ فَالنَّاسُ فِيهِ كَرَجُلٍ قَدَّمَ بَدَنَةً وَكَرَجُلٍ قَدَّمَ بَقَرَةً وَكَرَجُلٍ قَدَّمَ شَاةً وَكَرَجُلٍ قَدَّمَ دَجَاجَةً وَكَرَجُلٍ قَدَّمَ عُصْفُورًا وَكَرَجُلٍ قَدَّمَ بَيْضَةً. (رواه النسائی ١٣٨٧)

شرح:......١۔ یاد رہے کہ یہ جو فرشتے آتے ہیں، یہ کراماً کاتبین کے علاوہ ہیں، ان کی قلمیں اور صحیفے نورانی ہوتے ہیں۔ (فتح الباری)

٢۔ بعض روایات میں ہے کہ جب امام نکلتا ہے اور بعض میں ہے جب امام منبر پر بیٹھتا ہے تو یہ صحیفے لپیٹ لیتے ہیں۔ ان میں تعارض نہیں۔ مطابقت یوں ہے کہ جب امام نکلتا ہے تو یہ صحیفے لپیٹنے کا معاملہ ختم ہو جاتا ہے۔

٣۔ صحیفے لپیٹنے کا مطلب ہے کہ پہلے آنے کے فضائل سے دفتر لپیٹے جاتے ہیں، خطبہ سننے، نماز پڑھنے، ذکر کرنے، دعا کرنے وغیرہ کے فضائل تو کراماً کاتبین لکھتے ہیں۔

٤۔ صحیفے لپیٹ کر فرشتے خود خطبہ ووعظ سننے میں مصروف ہو جاتے ہیں۔

٥۔ یہاں جمعہ کے لیے جلدی جانے کی بھی ترغیب ہے، پانچ گھڑیوں کی شان بیان ہوئی ہے، پہلی گھڑی میں اونٹ کی قربانی کا ثواب، دوسری میں گائے کی، تیسری میں مینڈھے کی قربانی، چوتھی میں مرغی کی قربانی، پانچویں میں انڈے کے صدقے کا ثواب بیان ہوا ہے۔

یاد رہے کہ مرغی اور انڈے کی قربانی نہیں ہوتی، یہ صرف ثواب کی مقدار بتائی گئی ہے۔

یہ پانچ گھڑیاں کب سے شروع ہوتی ہیں، اس بارے میں بہت زیادہ اقوال ہیں، صحیح ترین بات یہ ہے کہ جمعہ کے دن جب سورج بلند ہوتا ہے، یعنی چاشت کے وقت کی جب ابتداء ہوتی ہے اس وقت سے لے کر دوپہر کے وقت تک جب سورج ڈھلتا ہے اور امام خطبہ کے لیے منبر پر بیٹھتا ہے، یہ گھڑیاں پوری ہو جاتی ہیں اور تھوڑے تھوڑے وقفے سے پہلی اور دوسری وغیرہ بنتی جاتی ہے۔

١٨٣٩۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ فَاسْتَمَعَ وَأَنْصَتَ غُفِرَلَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ وَزِيَادَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ وَمَنْ مَسَّ الْحَصَى فَقَدْ لَغَا. (رواه مسلم، ٨٥٧)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے اچھی طرح وضو کیا، پھر نمازِ جمعہ کے لیے آیا اور اس نے سنا اور وہ خاموش رہا تو اس کے اس جمعہ اور اگلے جمعہ کے درمیان کے اور مزید تین ایام کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں اور جس نے کنکر پکڑے تو اس نے بھی لغو کام کیا۔“

(١٨٣٩) مسلم: ٨٥٧۔ ترمذی: ٤٩٨۔ ابوداؤد: ١٠٥٠۔ ابن ماجہ: ١٠٩٠۔ احمد: ٩٢٠٠۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

١٨٤٠ــ عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِي قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لاَ يَغْتَسِلُ رَجُلٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَيَتَطَهَّرُ مَا اسْتَطَاعَ مِنْ طُهْرٍ وَيَدَّهِنُ مِنْ دُهْنِهِ أَوْيَمَسُّ مِنْ طِيْبِ بَيْتِهِ ثُمَّ يَخْرُجُ فَلاَ يُفَرِّقُ بَيْنَ اثْنَيْنِ ثُمَّ يُصَلِّي مَا كُتِبَ لَهُ ثُمَّ يَنْصُتُ إِذَا تَكَلَّمَ الإِمَامُ إِلاَّ غُفِرَلَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الأُخْرٰى. (رواه البخارى ٨٨٣)

سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے مرفوع بیان کیا: ''جس نے جمعہ کے دن غسل کیا اور طہارت جو بھی وہ طہارت کر سکتا تھا اور اپنے تیل میں سے تیل لگایا اور گھر کی خوشبو میں سے خوشبو لگائی اور پھر گھر سے نکلا اور وہ دو آدمیوں کو جدا کر کے نہیں بیٹھا اور اس نے نماز پڑھی جو اس کے مقدر میں اللہ نے لکھی تھی، پھر امام کے خطبے کے دوران خاموش رہا تو اس کے اس جمعہ سے اگلے جمعہ تک کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔'' (بخاری)

١٨٤١ــ عَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ الثَّقَفِيِّ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ غَسَّلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاغْتَسَلَ ثُمَّ بَكَّرَوَابْتَكَرَ وَمَشٰى وَلَمْ يَرْكَبْ وَدَنَا مِنَ الإِمَامِ فَاسْتَمَعَ وَلَمْ يَلْغُ كَانَ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ عَمَلُ سَنَةٍ أَجْرُ صِيَامِهَا وَقِيَامِهَا. (رواه أبوداود، ٣٤٥)

سیّدنا اوس بن اوس ثقفی رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''جس نے غسل کرایا، خود غسل کیا اور اوّل وقت میں جلدی آیا اور پیادہ چلا اور سوار نہ ہوا، امام کے قریب آیا، لغو کام نہ کیا اور خطبہ سنا تو اس کے لیے ہر قدم کے بدلے سال کے اعمال کا اجر ہوگا، روزے رکھنے کا اور راتوں کو قیام کرنے کا۔''

١٨٤٢ــ عَنْ عَتِيْقٍ أَبِي بَكْرِ الصِّدِّيْقِ، وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالاَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ كُفِّرَتْ عَنْهُ ذُنُوْبُهُ وَخَطَايَاهُ فَإِذَا أَخَذَ فِي الْمَشْيِ كُتِبَ لَهُ بِكُلِّ خِطْوَةٍ عِشْرُوْنَ حَسَنَةً فَإِذَا انْصَرَفَ مِنَ الصَّلاَةِ أُجِيْزَ بِعَمَلِ مَا تَيْ سَنَةٍ. (رواه الطبراني فى الكبير ١٣٩١٨/ والأوسط بلين)

سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ ہر دو مرفوع بیان کرتے ہیں: ''جس نے جمعہ کے دن غسل کیا وہ اس کے گناہوں اور خطاؤں کا کفارہ ہوگا اور جب چلنے لگے تو اس کے ہر قدم پر دس نیکیاں اور جب نماز پڑھ کر لوٹے گا تو اس کے لیے دو سو سال کے اعمال کا اجر دیا جائے گا۔'' (الکبیر اور الاوسط بسند کمزور)

١٨٤٣ــ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

سیّدنا ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''جمعہ

(١٨٤٠) بخاری: ٨٨٣۔ نسائی: ١٤٠٣۔ احمد: ٢٣٢١٣۔ دارمی: ١٥٤١.

(١٨٤١) ابوداؤد: ٣٤٥۔ صحیح، البانی: ٣٣٣۔ ترمذی: ٤٩٦۔ نسائی: ١٣٩٨۔ ابن ماجہ: ١٠٨٧۔ احمد: ١٦٥١٣۔ دارمی: ١٥٤٧.

(١٨٤٢) طبرانی کبیر: ١٣٩/١٨۔ طبرانی اوسط، وفيه ضحاك بن حمره، ضعفه ابن معين، والنسائى، وذكره ابن حبان فى الثقات۔

(١٨٤٣) ابوداؤد: ١١١٣۔ حسن، البانی: ٩٨٤۔ احمد: ٦٦٦٢.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

قَالَ يَحْضُرُ الْجُمُعَةَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ رَجُلٌ حَضَرَهَا يَلْغُو وَهُوَ حَظُّهُ مِنْهَا وَرَجُلٌ حَضَرَهَا يَدْعُو فَهُوَ رَجُلٌ دَعَا اللهَ عَزَّوَجَلَّ إِنْ شَاءَ أَعْطَاهُ وَإِنْ شَاءَ مَنَعَهُ وَرَجُلٌ حَضَرَهَا بِإِنْصَاتٍ وَسُكُوتٍ وَلَمْ يَتَخَطَّ رَقَبَةَ مُسْلِمٍ وَلَمْ يُؤْذِ أَحَدًا فَهِيَ كَفَّارَةٌ إِلَى الْجُمُعَةِ الَّتِي تَلِيهَا وَزِيَادَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ وَذٰلِكَ بِأَنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُولُ: ﴿مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا﴾. (رواه أبو داود، ١١١٣)

کے لیے تین آدمی حاضر ہوتے ہیں ایک شخص تو اس میں حاضر ہو کر لغو کام کرتا ہے اور اس کا یہی کچھ حصہ ہے اور ایک شخص اس میں حاضر ہو کر دعائیں کرتا ہے، پس اس شخص نے دعا کی ہے تو اگر اللہ چاہے تو عنایت کر دے اور وہ چاہے تو اس کو نہ دے۔ تیسرا وہ شخص ہے جو خاموشی اور سکوت اختیار کر کے رہتا ہے اور کسی مسلمان کی گردن کے اوپر سے نہیں گذرتا ہے اور نہ کسی کو ایذا پہنچاتا ہے تو وہ جمعہ اس کے لیے آنے والے جمعہ تک کا کفارہ ہے اور اس پر تین ایام کا مزید اضافہ ہے۔ یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ''جو ایک نیکی لے کر آئے گا اس کے لیے دس گنا اجر ہے۔''

١٨٤٤۔ عَنْ عَطَاءٍ الْخُرَاسَانِيِّ عَنْ مَوْلَى امْرَأَتِهِ عُثْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا رضی اللہ عنہ عَلَى مِنْبَرِ الْكُوفَةِ يَقُولُ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ غَدَتِ الشَّيَاطِينُ بِرَايَاتِهَا إِلَى الْأَسْوَاقِ فَيَرْمُونَ النَّاسَ بِالتَّرَابِيثِ أَوِ الرَّبَائِثِ وَيُثَبِّطُونَهُمْ عَنِ الْجُمُعَةِ وَتَغْدُو الْمَلَائِكَةُ فَيَجْلِسُونَ عَلَى أَبْوَابِ الْمَسْجِدِ فَيَكْتُبُونَ الرَّجُلَ مِنْ سَاعَةٍ وَالرَّجُلَ مِنْ سَاعَتَيْنِ حَتَّى يَرْجِعَ الْإِمَامُ فَإِذَا جَلَسَ الرَّجُلُ مَجْلِسًا يَسْتَمْكِنُ فِيهِ مِنَ الْاِسْتِمَاعِ وَالنَّظَرِ فَأَنْصَتَ وَلَمْ يَلْغُ كَانَ لَهُ كِفْلَانِ مِنْ أَجْرٍ فَإِنْ نَأَى وَجَلَسَ حَيْثُ لَا يَسْمَعُ فَأَنْصَتَ وَلَمْ يَلْغُ لَهُ كِفْلٌ مِنْ أَجْرٍ وَإِنْ جَلَسَ مَجْلِسًا يَسْتَمْكِنُ فِيهِ مِنَ الْاِسْتِمَاعِ وَالنَّظَرِ فَلَغَا لَمْ يُنْصِتْ كَانَ لَهُ كِفْلٌ مِنْ وِزْرٍ وَمَنْ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے منبر کوفہ پر بیان کیا: جب جمعہ کا دن چڑھتا ہے تو شیاطین اپنے جھنڈے شروع دن میں بازاروں میں لے جاتے ہیں اور لوگوں کو اپنی رکاوٹیں ڈال کر روکے رکھتے ہیں اور نمازِ جمعہ سے تاخیر کراتے ہیں۔ اور جمعہ کے دن اوّل وقت میں فرشتے آکر مسجد کے دروازے پر بیٹھ رہتے ہیں۔ اوّل ساعت میں آنے والے مرد کو لکھتے اور دوسری ساعت میں آنے والے کو بھی لکھتے ہیں۔ یہاں تک کہ امام نکل آتا ہے پس جو مرد اپنے بیٹھنے کی جگہ پر اس طرح بیٹھتا ہے کہ بیان سننا اور امام کی طرف دیکھنا ہر دو امر پوری طرح اس کے امکان میں ہوں۔ پھر وہ خاموش رہے اور لغو کام نہ کرے تو اس کے لیے اجر کے دو حصے ہوں گے۔ اور اگر وہ دور ہی رہا جہاں سے اس نے سنا تو نہیں مگر اس نے لغویات بھی نہ کی تو اس کے لیے اجر کا ایک حصہ ہو گا اور اگر ایسی جگہ بیٹھا جہاں سے نہ سنا اور نہ امام کی طرف دیکھا، لغو کام بھی کیا اور خاموش بھی نہ رہا تو اس کے لیے گناہ دو گنا ہو گا اور جو شخص ایسی جگہ بیٹھا جہاں سے نہ سنا اور نہ دیکھا اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قَالَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ لِصَاحِبِهِ صَهٍ فَقَدْ لَغَا وَمَنْ لَغَا فَلَيْسَ لَهُ فِي جُمُعَتِهِ تِلْكَ شَيْءٌ ثُمَّ يَقُولُ فِي آخِرِ ذٰلِكَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ذٰلِكَ. (رواه أبوداود، ١٠٥١)

لغو کام کیا تو اس کے لیے گناہ کا ایک حصہ لکھا جائے گا۔ جس نے جمعہ کے وقت اپنے ساتھی کو کہا خاموش ہو جا تو اس نے بھی لغو بات کر دی اور جس نے لغو بات کی تو اس کے لیے اس جمعہ کا کچھ اجر نہ ہوگا۔ میں نے نبی کریم ﷺ سے یہ ارشاد سنا ہے۔

١٨٤٥۔ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَمَسَّ مِنْ طِيْبِ امْرَأَتِهِ إِنْ كَانَ لَهَا وَلَبِسَ مِنْ صَالِحِ ثِيَابِهِ ثُمَّ لَمْ يَتَخَطَّ رِقَابَ النَّاسِ وَلَمْ يَلْغُ عِنْدَ الْمَوْعِظَةِ كَانَتْ كَفَّارَةً لِمَا بَيْنَهُمَا وَمَنْ لَغَا وَتَخَطَّى رِقَابَ النَّاسِ كَانَتْ لَهُ ظُهْرًا. (رواه أبوداود، ، ٣٤٧)

سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''جس نے جمعہ کے دن غسل کیا اور اپنی عورت کی خوشبو لگائی، اگر اس کی عورت کی خوشبو ہو اور اپنے عمدہ کپڑے پہنے، پھر لوگوں کی گردنوں پر سے نہ گذرا اور بیان کے وقت لغو بات نہ کی تو دو جمعہ کے درمیان کے لیے یہ کفارہ ہوگا اور جس نے لغو بات کی اور لوگوں کی گردنوں پر سے گذرا تو اس کی صرف نمازِ ظہر ہوگی۔''

شرح: ......١۔ جمعہ کے دن غسل فرض ہے، بلا عذر اسے نہ چھوڑا جائے، غسل کیا، پھر باوضو ہو کر جمعہ کی مسجد میں آنا اور جتنی مقدر میں ہو امام کے آنے سے پہلے پہلے نماز ادا کرنا، یہ بھی پتہ چلا کہ نماز جمعہ سے پہلے سنتوں کی تعداد متعین نہیں۔ یہ سنتیں بھی ادا کیں، امام سے پہلے یا اس کے جمعہ سے فراغت کے بعد گفتگو کی اجازت ہے، دوران خطبہ خاموش رہا۔ اور نماز باجماعت ادا کی تو دس دنوں کے گناہ معاف ہوں گے کیونکہ یہ ایک نیک کام ہے، ایک نیکی دس گنا بڑھ جاتی ہے۔ اس لیے یہ کام کرنے سے دس دنوں کے گناہ معاف ہوں گے۔

٢۔ یہ دس دن کی مغفرت اور سال کے قیام وصیام کا اجر غسل کرنے، خوشبو لگانے، تیل لگانے، اچھا لباس پہننے، سکون اور وقار کے ساتھ جانب مسجد چلنے، لوگوں کی گردنوں کو پھلانگنے سے اجتناب کرنے اور دو آدمیوں کے درمیان تفریق نہ ڈالنے، اذیت نہ دینے اور جمعہ سے پہلے نفل ادا کرنے اور خطبہ میں خاموش رہنے اور لغویات ترک کرنے سے وابستہ ہے۔

٣۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ جمعہ سے پہلے نفل ادا کرنے جائز ہیں۔

٤۔ نماز امام کے ساتھ پانے کی وجہ سے نماز جمعہ تو قبول ہوگی، جو ظہر کہا ہے وہ اس لحاظ سے ہے کہ یہ لغو بات کرنے والا پہلے آنے کے ثواب، خطبہ سننے کے ثواب، دس دن کے ثواب، ایک سال کے ثواب سے محروم رہتا ہے۔ صرف نمازِ ظہر کی مانند نمازِ جمعہ کا ثواب ہی اس کے پلے رہ جاتا ہے۔

(١٨٤٤) ابوداؤد: ١٠٥١۔ ضعیف، البانی: ٢٣٠۔ احمد: ٧٢١۔

(١٨٤٥) ابوداؤد: ٣٤٧۔ حسن: ٣٣٥۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

١٨٤٦ـ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ الْجُمُعَةُ عَلَى كُلِّ مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ (رواه أبوداود، ١٠٥٦)

سیّدنا ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''جمعہ اس پر واجب ہے جو جمعہ کی اذان سن سکے۔''

١٨٤٧ـ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ الْجُمُعَةُ حَقٌّ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ فِي جَمَاعَةٍ إِلَّا أَرْبَعَةً عَبْدٌ مَمْلُوكٌ أَوِ امْرَأَةٌ أَوْ صَبِيٌّ أَوْ مَرِيضٌ. (رواه أبوداود، ١٠٦٧)

سیّدنا طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''جمعہ کی جماعت میں شمولیت ہر مسلمان پر حق لازم ہے، ان چار اشخاص کے سوا...... غلام، عورت، بچہ اور مریض۔'' (ابوداؤد)

١٨٤٨ـ عَنْ ثُوَيْرٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ قُبَاءَ عَنْ أَبِيهِ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ أَمَرَنَا النَّبِيُّ ﷺ أَنْ نَشْهَدَ الْجُمُعَةَ مِنْ قُبَاءٍ. (رواه الترمذي ٥٠١)

قباء کے ایک شخص نے اپنے باپ سے جو صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے تھے روایت کی اور اس نے کہا: ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے کہ ہم قبا سے جا کر نمازِ جمعہ میں حاضر ہوا کریں۔

١٨٤٩ـ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ الْجُمُعَةُ عَلَى مَنْ آوَاهُ اللَّيْلُ إِلَى أَهْلِهِ. وَهَذَا حَدِيثٌ إِسْنَادُهُ ضَعِيفٌ. (رواه الترمذي، ٥٠١)

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''جمع اس پر واجب ہے جو واپس آ کر رات کو اپنے اہل وعیال میں پہنچ سکے۔'' اور اس روایت کی سند ضعیف ہے۔

١٨٥٠ـ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: خَطَبَنَا النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ اللهَ كَتَبَ عَلَيْكُمُ الْجُمُعَةَ فِي مَقَامِي هَذَا فِي سَاعَتِي هَذِهِ فِي شَهْرِي هَذَا فِي عَامِي هَذَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَنْ تَرَكَهَا مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ مَعَ إِمَامٍ عَادِلٍ أَوْ إِمَامٍ جَائِرٍ فَلَا جَمَعَ اللهُ لَهُ شَمْلَهُ

سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے تم پر جمعہ فرض کیا ہے میرے اس مقام میں، اس ساعت میں، اس مہینے میں میرے اس سال سے قیامت تک کے لیے...... جس نے اس کو بلا عذر ترک کیا خواہ امام عادل ہو یا وہ ظالم ہو تو اس کے حالات اللہ جمع نہ کرے اور اس کے کام میں برکت نہ ڈالے۔ خبردار!

(١٨٤٦) ابوداؤد: ١٠٥٦ـ ضعيف، الباني: ٢٣٣ـ والصحيح وقفه.

(١٨٤٧) ابوداؤد: ١٠٦٧ـ صحيح، الباني: ٩٤٢.

(١٨٤٨) ترمذي: ٥٠١ـ ضعيف، الباني.

(١٨٤٩) ترمذي: ٥٠١ـ ضعيف الاسناد، الباني: ٧٦.

(١٨٥٠) طبراني اوسط، وفيه: موسى بن عطية الباهلي ولم احد من ترجمه، وبقية رجاله ثقات، هيثمي: ٢٩ ٣٠.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

وَلَابُـوْرِكَ لَـهُ فِي أَمْرِهِ ، أَلَاوَلَاصَلَاةَ لَهُ، أَلَاوَلَاحَجَّ لَـهُ، أَلَاوَلَا بِـرَّلَـهُ، أَلَّا وَلَا صَـدَقَةَ لَـهُ. (رواه الطبراني في الأوسط وفيه موسى بن عطية الباهلي)

اس کی نماز نہ ہوگی اور نہ اس کا حج ہوگا۔ آگاہ رہو اس کی کوئی نیکی نہ ہوگی نہ اس کا صدقہ ہوگا۔'' (الاوسط، اس سند میں موسیٰ بن عطیہ الباہلی ہیں)

شرح: ......اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جمعہ فرض عین ہے، فرض کفایہ نہیں۔ یہ معذوروں کے علاوہ سب پر فرض ہے، حدیث میں چار قسم کے لوگ جو مذکور ہیں، ان پر فرض نہیں، دوسروں پر فرض ہے۔

١٨٥١۔ عَنْ أَبِي الْجَعْدِ يَعْنِي الضَّمْرِيَّ وَكَانَتْ لَـهُ صُحْبَةٌ فِيمَا زَعَمَ مُحَمَّدُبْنُ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ تَهَاوُنًا بِهَا طَبَعَ اللهُ عَلَى قَلْبِهِ. (رواه الترمذي ، ، ٥٠٠)

سیّدنا ابو الجعد الضمری رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں اور ان کو صحبت حاصل ہے: ''جس نے تین جمعہ مبارک ترک کیے ان کو غیر ضروری سمجھ کر تو اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔'' (ترمذی)

١٨٥٢۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ أَلَاهَلْ عَسَى أَحَدُكُمْ أَنْ يَتَّخِذَ الصُّبَّةَ مِنَ الْغَنَمِ عَلَى رَأْسِ مِيلٍ أَوْ مِيلَيْنِ فَيَتَعَذَّرُ عَلَيْهِ ﴿الْكَلَأُ﴾ فَيَرْتَفِعُ ثُمَّ تَجِيءُ الْجُمُعَةُ فَلَايَجِيءُ وَلَا يَشْهَدُهَا حَتَّى يُطْبَعَ عَلَى قَلْبِهِ. (رواه ابن ماجة ١١٢٧ بضعف)

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''خبردار! قریب ہے کہ کوئی شخص تم میں سے بکریوں کا گلہ بنا کر ایک میل یا دو میل دور نکل جائے اور اس پر گھاس مشکل ہو جائے تو وہ مزید بلندی پر چلا جائے۔ پھر جمعہ مبارک آ جائے اور وہ نہ آئے اور نہ حاضر ہو۔ دوبارہ جمعہ مبارک آئے تو وہ اس پر بھی نمازِ جمعہ کے لیے حاضر نہ ہو اور تیسرا جمعہ مبارک آئے اور وہ اس پر بھی حاضر نہ ہو یہاں تک کہ اس کے دل پر مہر لگا دی جائے۔'' (ابن ماجہ بسند ضعیف)

١٨٥٣۔ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ مِينَاءَ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَأَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَاهُ أَنَّهُمَا سَمِعَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ عَلَى أَعْوَادِ مِنْبَرِ

سیّدنا عبداللہ بن عمرو اور سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت ہے: ''اقوام نمازِ جمعہ ترک کرنا چھوڑ دیں ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا اور پھر وہ غافلوں سے ہو جائیں گے۔'' (مسلم)

(١٨٥١) ترمذی: ٥٠٠۔ حسن، صحیح، البانی: ٤١٤۔ نسائی: ١٣٦٩۔ ابوداؤد: ١٠٥٢۔ ابن ماجه: ١١٢٥۔ احمد: ١٥٠٧٢۔ دارمی: ١٥٧١۔

(١٨٥٢) ابن ماجه: ١١٢٧۔ حسن، البانی: ٩٢٥١۔

(١٨٥٣) مسلم: ٨٦٥۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ عَنْ وَدْعِهِمُ الْجُمُعَاتِ أَوْلَيَخْتِمَنَّ اللّٰهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ ثُمَّ لَيَكُوْنُنَّ مِنَ الغَافِلِيْنَ. (رواه مسلم، ٨٦٥)

١٨٥٤۔ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ إِلَى الْجُمُعَةِ فَوَجَدَ ثَلَاثَةً وَقَدْ سَبَقُوْهُ فَقَالَ رَابِعُ أَرْبَعَةٍ وَمَا رَابِعُ أَرْبَعَةٍ بِبَعِيْدٍ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ إِنَّ النَّاسَ يَجْلِسُوْنَ مِنَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى قَدْرِ رَوَاحِهِمْ إِلَى الْجُمُعَاتِ الْأَوَّلِ وَالثَّانِي وَالثَّالِثُ ثُمَّ قَالَ رَابِعُ أَرْبَعَةٍ وَمَا رَابِعُ أَرْبَعَةٍ بِبَعِيْدٍ (رواه ابن ماجة، ١٠٩٤)

علقمہ نے کہا: میں عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نمازِ جمعہ کے لیے نکلا پس عبداللہ رضی اللہ عنہ نے تین آدمی سبقت کرنے والے موجود پائے تو کہا: ہم چار میں سے چوتھے ہیں اور چار میں سے چوتھا کوئی دور نہیں ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ نے فرمایا قیامت کے دن لوگ قرب ربانی میں ان کے جمعہ مبارک کے لیے پہل کر کے جانے کے حساب سے بیٹھیں گے پہلا دوسرا اور تیسرا۔ پھر فرمایا اور چار میں سے چوتھا اور چار میں سے چوتھا بھی دور تو نہیں ہے۔'' (ابن ماجہ)

١٨٥٥۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الْقَوْمُ يَتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَةِ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ رَجُلاً يُصَلِّي بِالنَّاسِ ثُمَّ أُحَرِّقَ عَلَى رِجَالٍ يَتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَةِ بُيُوْتَهُمْ. (رواه مسلم، ٦٥٢)

سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''میں نے پختہ ارادہ کیا تھا کہ میں کسی شخص کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نمازِ جمعہ پڑھائے اور جو لوگ نمازِ جمعہ سے پیچھے رہتے ہیں میں ان پر ان کے گھر جا کر جلا دوں۔'' (مسلم)

١٨٥٦۔ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ فَلْيَتَصَدَّقْ بِدِيْنَارٍ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَبِنِصْفِ دِيْنَارٍ (رواه النسائی، ، ١٣٧٢)

سیّدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''جس نے بغیر عذر جمعہ ترک کیا وہ ایک دینار صدقہ دے اور اگر دینار دستیاب نہ ہو تو نصف دینار دے دے۔'' (نسائی)

١٨٥٧۔ وفی رواية: فَلْيَتَصَدَّقْ بِدِرْهَمٍ أَوْ

اور ایک روایت میں ہے: پس وہ ایک درہم صدقہ دے دے یا نصف درہم دے یا وہ ایک پیمانہ گندم دے یا نصف پیمانہ دے دے۔''

(١٨٥٤) ابن ماجہ: ١٠٩٤۔ ضعیف، البانی: ٢٢٦.
(١٨٥٥) مسلم: ٦٥٢۔ احمد: ٣٧٣٥.
(١٨٥٦) نسائی: ١٣٧٢۔ ضعیف، البانی: ٧٥۔ ابوداؤد: ١٠٥٣.
(١٨٥٧) ابوداؤد: ١٠٥٤۔ ضعیف، البانی: ٢٣٢۔ نسائی: ١٣٧٢۔ ابن ماجہ: ١١٢٨۔ احمد: ١٩٦٤٦.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نِصْفِ دِرْهَمٍ أَوْ صَاعِ حِنْطَةٍ أَوْ نِصْفُ صَاعٍ. (رواه أبوداود ، ١٠٥٤)

١٨٥٨ـ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ ابْنِ عَمِّ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ لِمُؤَذِّنِهٖ فِيْ يَوْمِ مَطِيْرٍ إِذَا قُلْتَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ فَلَا تَقُلْ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ قُلْ صَلُّوْا فِيْ بُيُوْتِكُمْ فَكَأَنَّ النَّاسَ اسْتَنْكَرُوْا ذٰلِكَ فَقَالَ قَدْ فَعَلَ ذَا مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّيْ إِنَّ الْجُمُعَةَ عَزْمَةٌ وَإِنِّيْ كَرِهْتُ أَنْ أُخْرِجَكُمْ فَتَمْشُوْنَ فِي الطِّيْنِ وَالْمَطَرِ. (رواه أبوداود ١٠٦٦)

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بارش کے دن اپنے مؤذن کو کہا اور اس دن جمعہ تھا کہ جب تو اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلَ اللّٰهِ کہے تو آگے یہ نہ کہنا حَیَّ عَلَی الصَّلاح بلکہ یہ کہو: ''لوگو! گھروں میں نماز ادا کرو۔'' تو یوں لگا کہ لوگ اس بات کو بیگانی چیز قرار دے رہے ہیں تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: اس ذاتِ گرامی نے بھی اسی طرح کیا تھا جو مجھ سے بہت بہتر ہے۔ جمعہ تو ایک لازمی فریضہ ہے اور میں نے یہ بھی ناپسند کیا ہے کہ میں تمہیں گھروں سے نکالوں اور تم گارے کیچڑ اور پھسلن میں چل کر آؤ۔'' (ابوداؤد)

شـــرح: ......١۔ یہ جو تین جمعے چھوڑنے کی سزا بیان ہوئی ہے، وہ تین جمعے مسلسل چھوڑے ہوں یا غیر مسلسل چھوڑے ہوں چھوڑے سستی سے ہوں، کوئی عذر نہ ہو، اگر عذر ہو تو پھر سزا نہ ہوگی، سزا یہ ہے کہ دل پر مہر لگ جاتی ہے، دل حق قبول کرنے کے قابل نہیں رہتا۔

٢۔ ان احادیث میں جمعہ چھوڑنے پر سخت وعید سنائی گئی ہے کہ یا تو لوگ جمعہ ترک کرنا چھوڑ دیں۔ ورنہ ان کے دلوں پر غفلت کے پردے چڑھ جائیں گے۔ جو مفید اعمال سے بے خبر کر دیں گے۔ اور دلوں پر جور و جفا چھا جائے گا اور دل سخت ہو جائیں گے۔ اور پھر اتنی سخت ڈانٹ پلائی ہے کہ جمعہ ترک کرنے والوں کے گھر کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آگ لگانے کا ارادہ فرمایا ہے۔

٣۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا استنباط تھا کہ جمعہ کے دن لوگوں سے کہا جائے کہ گھروں میں نماز پڑھ لو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صریح طور پر ثابت نہیں کہ بارش میں جمعہ سے پیچھے رہا جائے اور جمعہ کے لیے مسجد میں نہ آیا جائے۔

مقصد یہ ہے کہ جمعہ واجب ہے اور لازمی ہے اسے نہ چھوڑا جائے تاہم بوجہ بارش جامع مسجد میں نہ آئیں، دوسروں کے ساتھ مل کر گھر ہی میں پڑھ لیں۔ (عون المعبود:١/٤١٢)

١٨٥٩ـ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ

سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جمعہ کے دن کا غسل

(١٨٥٨) ابوداؤد: ١٠٦٦۔ صحیح، البانی: ٩٤١۔ بخاری: ٦٦٨۔ مسلم: ٦٩٩۔ ابن ماجہ: ٩٣٩۔

(١٨٥٩) بخاری: ٨٨٠۔ مسلم: ٨٤٦۔ نسائی: ١٣٨٣۔ ابوداؤد: ٣٤٤۔ ابن ماجہ: ١٠٨٩۔ احمد: ١١٢٦١۔ موطا: ٢٣٠۔ دارمی: ١٥٣٧۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أَشْهَدُ عَلَى أَبِي سَعِيدٍ قَالَ أَشْهَدُ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ الْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ وَأَنْ يَسْتَنَّ وَأَنْ يَمَسَّ طِيبًا إِنْ وَجَدَ قَالَ عَمْرٌو وَأَمَّا الْغُسْلُ فَأَشْهَدُ أَنَّهُ وَاجِبٌ وَأَمَّا الإِسْتِنَانُ وَالطِّيبُ فَاللهُ أَعْلَمُ . (رواه البخاري ، ، ٨٨٠)

ہر بالغ پر لازم ہے اور یہ کہ وہ مسواک کرے اور خوشبو بھی لگائے اگر اس کو دستیاب ہو۔ شیخ عمرو کہتے ہیں: غسل کے وجوب کی میں گواہی دیتا ہوں اور مسواک اور خوشبو تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

شرح: .....اس سے ثابت ہوا کہ جمعہ کے دن غسل واجب ہے۔ خوشبو لگانا اور مسواک کرنا واجب نہیں، اس کی تاکید بہت ہے۔ (فتح الباری:۲/۳۶۴)

١٨٦٠۔ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ بَيْنَا هُوَ يَخْطُبُ النَّاسَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ دَخَلَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَنَادَاهُ عُمَرُ أَيَّةُ سَاعَةٍ هٰذِهِ فَقَالَ إِنِّي شُغِلْتُ الْيَوْمَ فَلَمْ أَنْقَلِبْ إِلَى أَهْلِي حَتَّى سَمِعْتُ النِّدَاءَ فَلَمْ أَزِدْ عَلَى أَنْ تَوَضَّأْتُ قَالَ عُمَرُ وَالْوُضُوءُ أَيْضًا وَقَدْ عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَأْمُرُ بِالْغُسْلِ . (رواه مسلم ٨٤٥)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے کہ عثمان رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوئے تو عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو آواز دی کہ یہ آنے کا کون سا وقت ہے؟" عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا میں آج مصروف تھا اور میں گھر والوں کی طرف اذان سننے سے پہلے واپس نہیں آ سکا اور میں نے مزید کوئی کام نہیں کیا صرف وضو کر کے چلا آیا ہوں تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: صرف وضو ہی کیا ہے؟ کیا تم لوگوں نے نہیں سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی شخص نمازِ جمعہ کے لیے آئے تو غسل کر کے آئے۔

١٨٦١۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ كَانَ النَّاسُ يَنْتَابُونَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مِنْ مَنَازِلِهِمْ وَالْعَوَالِي فَيَأْتُونَ فِي الْغُبَارِ يُصِيبُهُمُ الْغُبَارُ وَالْعَرَقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُمُ الْعَرَقُ فَأَتَى رَسُولَ اللهِ ﷺ إِنْسَانٌ مِنْهُمْ وَهُوَ عِنْدِي فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَوْ أَنَّكُمْ تَطَهَّرْتُمْ لِيَوْمِكُمْ هٰذَا .

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: لوگ یکے بعد دیگرے اپنے گھروں سے اور مدینہ کی اضافی بستیوں سے نمازِ جمعہ کے لیے آتے تھے۔ ان پر گرد و غبار پڑتی اور پسینہ آتا تو ان کے بدن سے بو خارج ہوتی۔ جب رسول اللہ ﷺ میرے پاس تھے تو ان لوگوں میں سے ایک شخص آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ پس نبی ﷺ نے فرمایا: بہتر ہوتا اگر تم لوگ اس دن کے لیے

(١٨٦٠) مسلم: ٨٤٥۔ بخاری: ٨٨٢۔ ترمذی: ٤٩٤۔ نسائی: ١٤٠٧۔ ابوداؤد: ٣٤٠۔ احمد: ٣٢١۔ موطا: ٢٣١۔ دارمی: ١٥٣٩.

(١٨٦١) بخاری: ٩٠٢۔ مسلم: ٨٤٧۔ نسائی: ١٣٧٩۔ ابوداؤد: ١٠٥٥

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(رواه البخاري: ٩٠٢)

خوب طہارت کر کے آیا کرتے۔"

١٨٦٢ـ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ تَوَضَّأَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَبِهَا وَنِعْمَتْ وَمَنِ اغْتَسَلَ فَالْغُسْلُ أَفْضَلُ قَالَ .

(رواه الترمذي ، ٤٩٧)

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: "جس نے جمعہ کے دن وضو کیا تو بہتر اور عمدہ ہے اور جس نے غسل کیا تو غسل کرنا افضل ہے۔"

شرح: ......۱۔ جمعہ کے لیے غسل کا آغاز صفائی کی غرض سے ہوا تھا تا کہ لوگوں کے جمع ہونے سے بدبو نہ اٹھے، وجہ تو یہ ہو سکتی ہے، مگر اس سے اس کے واجب نہ ہونے پر دلالت درست نہیں، کیونکہ یہاں درج احادیث وجوب پر دلالت کرتی ہیں۔

مطابقت یوں ہو سکتی ہے کہ غسل جمعہ واجب ہے مگر صرف وضو کرنے سے جمعہ ہو جاتا ہے بلا وجہ غسل نہ کرنے سے گناہ ہوتا ہے اور غسل کا جو اجر ملنا تھا، اس سے محرومی ہوتی ہے۔

۲۔ احادیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ عالم متعلم کے ساتھ نرمی سے پیش آئے اور اہل خیر کی مجلس میں ستھرائی کا خیال رکھا جائے اور مسلمان کو اذیت دینے سے اجتناب کیا جائے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی ﷺ کے حکم کی بجا آوری کرتے تھے، خواہ مشقت اٹھانی پڑے۔ (فتح الباری: ۲/ ۳۸۶)

١٨٦٣ـ عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَحْيَ بْنِ سَعِيْدٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَا عَلَى أَحَدِكُمْ لَوِ اتَّخَذَ ثَوْبَيْنِ لِجُمُعَتِهِ سِوَى ثَوْبَي مَهْنَتِهِ (رواه مالك ، ٢٤٤)

یحییٰ بن سعید کو یہ خبر پہنچی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے کسی ایک پر کیا حرج ہے کہ وہ جمعہ کے دن کے لیے کام کے کپڑوں کے علاوہ دو کپڑے تیار کر رکھے۔" (مالک)

١٨٦٤ـ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَوْبَانِ يَلْبِسُهُمَا فِي جُمُعَتِهِ فَإِذَا انْصَرَفَ طَوَيْنَا هُمَا إِلَى مِثْلِهِ . (رواه الطبراني في الأوسط والصغير بلين للصغير، ٤٢٤)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دو کپڑے تھے، آپ ﷺ جمعہ کے وقت پہنتے تھے اور جب جمعہ سے واپس آتے تو ہم ان کو لپیٹ دیتے تھے۔" (اس کی مثل الاوسط اور الصغیر میں کمزور سند کے ساتھ منقول ہے)

(١٨٦٢) ترمذي: ٤٩٧ـ صحيح، البانى: ٤١١ـ نسائى: ١٣٨٠ـ ابوداؤد: ٣٥٤ـ احمد: ١٩٧٤٦ـ دارمى: ١٥٤٠.

(١٨٦٣) مؤطا: ٢٤٤ـ ابوداؤد: ١٠٧٨.

(١٨٦٤) طبراني اوسط، وصغير ٤٢٤ـ وفيه كلام كثير، هيثمى: ٣٠٧٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

١٨٦٥۔ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ، رَفَعَهُ: مَا مِنَ الصَّلَوَاتِ صَلَاةٌ أَفْضَلُ مِنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي الْجَمَاعَةِ، وَمَا أَحْسِبُ مَنْ شَهِدَهَا مِنْكُمْ إِلَّا مَغْفُورًا لَهُ. (رواه للبزر والأوسط والكبير بضعف)

سیّدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ”نمازوں میں کوئی نماز جمعہ کے دن فجر کی با جماعت نماز سے افضل نہیں ہے۔ اور جو تم میں سے اس نماز میں حاضر ہوتا ہے تو میں اس کو بخشا ہو اشمار کرتا ہوں۔“ (اس کو البزار، الکبیر اور الصغیر نے ضعیف سند کے ساتھ نقل کیا ہے)

شــرح: ...... جمعہ کے دن ایک مخصوص صاف ستھرا لباس رکھا جائے، کاروبار والا لباس نہ پہنا جائے، یہ نبی اکرم ﷺ کا طریقہ ہے۔ اس پر عمل کرنے سے ثواب ہوتا ہے۔ یاد رہے کہ یہ طاقت بھر ہے اگر نیا لباس نہیں تو پرانا ہی صاف کر لیا جائے اور جمعہ کے لیے پہن لیا جائے۔

١٨٦٦۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُقَلِّمُ أَظْفَارَهُ يَقُصُّ شَارِبَهُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ أَنْ يَخْرُجَ إِلَى الصَّلَاةِ.

رواه البزار والأوسط بلين.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ جمعہ کے دن نماز کی طرف نکلنے سے پہلے اپنے ناخن ترشواتے اور مونچھیں کٹواتے تھے۔“ (البزار اور الاوسط۔ سند کمزور ہے)

١٨٦٧۔ عَنْ عَائِشَةَ، رَفَعَتْهُ: مَنْ قَلَّمَ أَظْفَارَهُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وُقِيَ مِنَ السُّوءِ إِلَى مِثْلِهَا (روه الطبراني في الأوسط بضعف.)

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا مرفوع بیان کرتی ہیں: ”جس نے اپنے ناخن جمعہ کے دن ترشوائے اس کو بدی سے بچایا جاتا ہے۔“

١٨٦٨۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَفَعَهُ: أَكْثِرُوا الصَّلَاةَ عَلَيَّ فِي اللَّيْلَةِ الزَّهْرَاءِ وَالْيَوْمِ الْأَزْهَرِ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ تُعْرَضُ عَلَيَّ. (رواه الطبراني في الأوسط بضعف)

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ”تم جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن میرے اوپر بکثرت درود بھیجو۔ تمہارا درود میرے اوپر پیش کیا جاتا ہے۔“ (الاوسط کی کمزور سند کے ساتھ منقول)

١٨٦٩۔ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ، رَفَعَهُ: خَمْسٌ مَنْ عَمِلَهُنَّ فِي يَوْمٍ كَتَبَهُ اللهُ مِنَ

سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ”پانچ کام ہیں، جس نے کسی ایک دن میں یہ کام کیے اللہ تعالیٰ اس کو اہل جنت

(١٨٦٥) بزار۔ اوسط۔ طبراني كبير۔ من رواية عبيدالله من زحر عن علي بن يزيد كلاهما ضعيفان۔ هيثمي: ٣٠٢٠.

(١٨٦٦) بزار، طبراني، اوسط، وفيه: ابراهيم بن قدامة، قال البزار: ليس بحجة اذا تفرد، وذكره ابن في الثقات۔ هيثمي: ٣٠٣٦.

(١٨٦٧) طبراني اوسط، وفيه احمد بن ثابت، يلقب مزخويه، وهو ضعيف۔ هيثمي: ٣٠٣٧.

(١٨٦٨) طبراني اوسط، وفيه عبدالمنعم بن بشير انصاري، وهو ضعيف۔ هيثمي: ٣٠٢٥.

(١٨٦٩) ابو يعلى موصلي: ١٠٤٤۔ ورجاله ثقات.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

أَهْـلِ الْجَنَّةِ: مَنْ صَامَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَرَاحَ إِلَـى الْجُمُعَةِ، وَشَهِدَ جَنَازَةً، وَأَعْتَقَ رَقَبَةً قُلْتُ وَسَقَطَ وَعَادَ مَرِيْضًا، فِيْمَا أَحْسِبُ. (رواه أبو يعلى الموصلي، ١٠٤٤)

میں لکھ دے گا۔ جس نے جمعہ کے دن روزہ رکھا اور جمعہ پڑھنے گیا اور نمازِ جنازہ میں شریک ہوا اور گردن آزاد کی اور بیمار کی عیادت کی .... واللہ اعلم۔ (الموصلی)

١٨٧٠ـ عَنْ أَبِـي أُمَامَةَ: رَفَعَهُ: مَنْ صَلَّى الْـجُمُعَةَ وَصَامَ يَوْمَهُ وَعَادَ مَرِيْضًا وَشَهِدَ جَنَـازَةً وَشَهِـدَ نِـكَاحًا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ. (رواه الطبراني في الأوسط بلين، ٢٣٦٩)

سیّدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''جس نے نمازِ جمعہ پڑھی اور جمعہ کے دن روزہ رکھا، بیمار کی تیمارداری کی، جنازہ پڑھنے میں حاضر ہوا اور نکاح کے وقت حاضر ہوا تو اس کے لیے جنت واجب ہے۔''

وَقْتُ الْجُمُعَةِ وَنِدَاؤُهَا وَخُطْبَتُهَا وَمَا يَتَعَلَّقُ بِذَلِكَ

نمازِ جمعہ کا وقت، اس کی اذان

١٨٧١ـ عَـنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ الـنَّبِيَّ ﷺ كَـانَ يُـصَـلِّـي الْجُمُعَةَ حِيْنَ تَمِيْلُ الشَّمْسُ. (رواه البخاري، ٩٠٤)

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ اس وقت نمازِ جمعہ پڑھتے جب سورج زائل ہو جاتا۔

١٨٧٢ـ وفـي أخـرى: كَـانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا اشْتَدَّ الْبَـرْدُ بَـكَّـرَ بِـالـصَّلَاةِ وَإِذَا اشْتَدَّ الْـحَـرُّ أَبْرَدَ بِالصَّلَاةِ يَعْنِي الْجُمُعَةَ. (رواه البخاري ٩٠٦)

دوسری حدیث میں ہے: نبی کریم ﷺ جب سردی زیادہ ہوتی تو نماز اوّل وقت میں پڑھتے تھے اور جب گرمی زیادہ ہوتی تو ٹھنڈک ہونے پر پڑھتے تھے یعنی نمازِ جمعہ۔''

١٨٧٣ـ عَـنْ سَهْـلٍ بِهٰذَا وَقَالَ مَاكُنَّا نَقِيْلُ وَلَا نَتَغَدَّى إِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ(رواه البخاري ،٩٣٩)

سیّدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ہم لوگ نمازِ جمعہ کے بعد قیلولہ کرتے اور دن کا کھانا کھاتے۔

١٨٧٤ـ عَـنْ إِيَّـاسِ بْنِ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ

سیّدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم لوگ نبی کریم ﷺ

(١٨٧٠) طبراني اوسط: ٢٣٦٩ـ فيهم، محمد بن حفص الاوصابي وهو ضعيف، وقد ذكره ابن حبان في الثقات، وقال يعقوب۔ هيثمي: ٣٠٢٨١.

(١٨٧١) بخاري: ٩٠٤ـ ترمذي: ٥٠٣ـ ابوداؤد: ١٠٨٣ـ احمد: ١٢٩٧١.

(١٨٧٢) بخاري: ٩٠٦ـ نسائي: ٤٩٩.

(١٨٧٣) بخاري: ٩٣٩ـ مسلم: ٨٥٩ـ ترمذي: ٥٢٥ـ ابن ماجه: ١٠٩٩.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ الْجُمُعَةِ ثُمَّ نَرْجِعُ وَلَيْسَ لِلْحِيْطَانِ فَيْءٌ يُسْتَظِلُّ بِهِ (للنسائی ١٣٩١)

کے ساتھ نمازِ جمعہ پڑھتے اور پھر ہم واپس ہوتے تو اس وقت دیواروں کے سائے نمایاں نہ ہوتے تھے۔

شرح: ......۱۔ جمعہ کے وقت کا آغاز سورج ڈھلنے سے ہوتا ہے، اس سے پہلے جائز نہیں۔ مسلم میں سیّدنا سلمہ ابن اکوع رضی اللہ عنہ والی حدیث اس پر واضح دلالت کرتی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہتے ہیں، جب سورج ڈھل جاتا تو ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمعہ ادا کرتے تھے۔

۲۔ بعض لوگ اس سے اخذ کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دوپہر کا کھانا اور قیلولہ (دوپہر کا آرام) جمعہ کے بعد کرتے تھے اور دیگر روایات سے بھی دلائل لیتے ہیں کہ جمعہ کا وقت زوال سے پہلے ہوتا ہے، مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قیلولہ اور کھانے سے دلیل لینا زوال سے پہلے جمعہ کا وقت ہونے پر واضح نہیں بلکہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جمعہ کی تیاری میں رہتے اور جلدی مسجد میں چلے جاتے، ناشتہ اور آرام بھی نہیں کرتے تھے، یہ زوال کے بعد جمعہ ادا کرتے اور بعد میں کھانا کھاتے اور آرام کرتے۔ علامہ مبارکپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَقَدْ ظَهَرَ بِمَا ذَكَرْنَا أَنَّهُ لَيْسَ فِيْ صَلٰوةِ الْجُمُعَةِ قَبْلَ الزَّوَالِ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ صَرِيْحٌ.

(مرعاة: ٢/ ٣٠٦)

”جو ہم نے تفصیل بیان کی ہے اس سے ظاہر ہوا کہ زوال سے پہلے نماز جمعہ پڑھنے کے بارے میں صحیح وصریح حدیث موجود نہیں، لہٰذا جمعہ زوال کے بعد ہی جائز ہے۔“

۳۔ دراصل گرمی کی شدت میں نماز کی تاخیر اور سردی میں جلدی کرنا، یہ عام نمازوں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا، نمازِ جمعہ کے لیے نہیں تھا، یہ جمعہ کے لیے سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کا اجتہاد ہے، جو انہوں نے ظہر پر قیاس کیا تھا۔
اس کا پس منظر یہ بیان ہوا ہے کہ حکم بن ابی عقیل ثقفی، بصرہ پر حجاج بن یوسف کا نائب تھا، یہ خطبہ جمعہ طویل کر دیتا تھا، بمشکل وقت بچتا تھا، اس پر اعتراض ہوا تو حکم نے سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو انہوں نے یہی قیاس کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ ظہر گرمی میں تاخیر سے اور سردی میں جلدی سے پڑھتے تھے۔ (مسند ابی یعلی، بیہقی: ۳/ ۹۲-۱۹۱)
تاہم راجح بات یہی ہے کہ گرمی یا سردی میں نمازِ جمعہ زوال کے بعد جلدی ادا کی جائے کیونکہ فرق کرنے کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا واضح فرمان موجود نہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا قیاس ہے، جو ماننے میں حرج نہیں تاہم بہتر یہی ہے کہ گرمی، سردی میں جمعہ زوال کے بعد ادا کر دیا جائے۔ (المغنی لابن قدامہ: ٢/ ٢٩٦)

(١٨٧٤) نسائی: ١٣٩١۔ صحیح، البانی: ١٣١٨۔ بخاری: ٤١٦٨۔ مسلم: ٨٦٠۔ ابوداؤد: ١٠٨٥۔ ابن ماجہ: ١١٠٠۔ احمد: ١٦١١١۔ دارمی: ١٥٤٦۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

١٨٧٥۔ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ كَانَ النِّدَاءُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَوَّلُهُ إِذَا جَلَسَ الإِمَامُ عَلَى الْمِنْبَرِ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَلَمَّا كَانَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَكَثُرَ النَّاسُ زَادَ النِّدَاءَ الثَّالِثَ عَلَى الزَّوْرَاءِ

سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں جمعہ کی پہلی اذان اس وقت کہی جاتی تھی جب آپ ﷺ منبر پر بیٹھ جاتے اور اسی طرح ابو بکر الصدیق اور عمر رضی اللہ عنہما کے عہد میں بھی۔ جب عثمان رضی اللہ عنہ کا دور آیا اور لوگ زیادہ ہو گئے تو تیسری مزید اذان مقام زوراء پر کہی جانے لگی اور پھر اسی پر عمل مروج قرار پایا۔

(رواہ البخاری: ٩١٢)

شرح:......١۔ دو اذانوں سے مراد ایک اذان اور دوسری تکبیر ہے، چونکہ نماز اور جماعت کی اطلاع میں دونوں کا ایک ہی مقصد ہے، دونوں کو اذان کہا گیا ہے۔

٢۔ جو اذان امام کے منبر پر چڑھنے کے بعد ہوتی ہے، اسے اذان اول کہا گیا ہے اور اقامت جو جماعت جمعہ سے پہلے کرائی جاتی ہے، اسے اذان ثانی کہا گیا ہے۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جو اذان کہلوائی اسے اذان ثالث (تیسری) کہتے ہیں مگر کہنے میں یہ اول ہے، یہ زوال آفتاب کے شروع میں کہی جاتی تھی، ابھی امام گھر سے نہیں آتا تھا، یہ لوگوں کو بتانے کے لیے کہی جاتی تھی کہ جمعہ کا وقت ہو چکا ہے، اس کے وجود میں آنے کے لحاظ سے اسے تیسری کہا گیا ہے، اصل میں یہ پہلے کہی جاتی ہے۔

٣۔ زوراء، مدینہ کے بازار میں ایک جگہ ہوا کرتی تھی۔ اس جانب دروازے پر یہ اذان حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کہلوایا کرتے تھے تاکہ بازار والے اور اردگرد والے لوگ جمعہ میں حاضر ہو جائیں۔

٤۔ علامہ احمد شاکر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حدیث میں آتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ جمعہ کے دن منبر پر جلوہ افروز ہوتے تو مسجد کے دروازے پر اذان ہوتی تھی، اس سے عام لوگوں نے یہ تصور کر لیا ہے کہ اذان بالکل امام کے سامنے کھڑے ہو کر کہی جائے، اس کا کوئی فائدہ نہیں، جہاں بھی کھڑے ہو کر کہی جائے بس عوام تک اس کی آواز پہنچنی چاہیے۔ (تعلیق علی الترمذی: ٢/٣٩٣)

٥۔ اذان عثمانی کے بارے میں فیصلہ کن بات یہ ہے کہ کسی جگہ اس کی ضرورت ہو تو آج بھی کہی جائے اگر ضرورت نہیں تو اسی ایک اذان پر کفایت کی جائے جو کہ امام کے منبر پر بیٹھنے کے وقت کہی جاتی ہے۔ (مرعاۃ: ٢/ ٣٠٨)

١٨٧٦۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

(١٨٧٥) بخاری: ٩١٢۔ ترمذی: ٥١٦۔ نسائی: ١٣٩٤۔ ابوداؤد: ١٠٨٧۔ ابن ماجہ: ١١٣٥۔ احمد: ١٥٣٠١۔
(١٨٧٦) مسلم: ٨٦٢۔ ترمذی: ٥٠٧۔ نسائی: ١٥٨٤۔ ابوداؤد: ١١٠١۔ ابن ماجہ: ١١٠٦۔ احمد: ٢٠٥٤٦۔ دارمی: ١٥٥٩۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

كَانَ يَخْطُبُ قَائِمًا ثُمَّ يَجْلِسُ ثُمَّ يَقُومُ فَيَخْطُبُ قَائِمًا فَمَنْ نَبَّأَكَ أَنَّهُ كَانَ يَخْطُبُ جَالِساً فَقَدْ كَذَبَ فَقَدْ وَاللّٰهِ صَلَّيْتُ مَعَهُ أَكْثَرَ مِنْ أَلْفَيْ صَلاةٍ.

کھڑے ہو کر خطبہ دیتے پھر بیٹھ جاتے اور اُٹھتے اور کھڑے ہو کر خطبہ دیتے، تو جس نے اپنے مخاطب تجھے یہ خبر دی کہ آپ ﷺ بیٹھ کر خطبہ دیتے تھے اس نے جھوٹ کہا۔ اللہ کی قسم! میں نے دو ہزار سے زیادہ نمازیں آپ ﷺ کے ساتھ پڑھی ہیں۔'' (مسلم، ابوداود، نسائی)

١٨٧٧۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ خُطْبَتَيْنِ كَانَ يَجْلِسُ إِذَا صَعَدَ الْمِنْبَرَ حَتَّى يَفْرُغَ أُرَاهُ قَالَ الْمُؤَذِّنُ ثُمَّ يَقُومُ فَيَخْطُبُ ثُمَّ يَجْلِسُ فَلَا يَتَكَلَّمُ ثُمَّ يَقُومُ فَيَخْطُبُ. (رواه أبوداود، ١٠٩١)

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ دو خطبے دیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ منبر پر بیٹھتے یہاں تک کہ مؤذن اذان کہہ کر فارغ ہوتا۔ پھر آپ ﷺ اُٹھتے اور خطبہ ارشاد فرماتے۔ پھر بیٹھ جاتے اور کوئی بات نہ کرتے۔ پھر اُٹھتے اور خطبہ ارشاد فرماتے۔

١٨٧٨۔ عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ أُمِّ الْحَكَمِ يَخْطُبُ قَاعِدًا فَقَالَ أُنْظُرُوا إِلَى هٰذَا الْخَبِيثِ يَخْطُبُ قَاعِدًا وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالَى ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا﴾ (رواه مسلم، ٨٧٤)

سیّدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوئے تو عبدالرحمن بن ام الحکم بیٹھ کر خطبہ دے رہا تھا تو کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: اس پلید کو دیکھو بیٹھ کر خطبہ دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جب وہ تجارت دیکھتے ہیں یا کھیل تو اس کی طرف چل پڑتے ہیں اور آپ کو کھڑا چھوڑ جاتے ہیں۔

١٨٧٩۔ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ رُؤَيْبَةَ قَالَ رَأَى بِشْرَ بْنَ مَرْوَانَ عَلَى الْمِنْبَرِ رَافِعًا يَدَيْهِ فَقَالَ قَبَّحَ اللّٰهُ هَاتَيْنِ الْيَدَيْنِ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مَا يَزِيدُ عَلَى أَنْ يَقُولَ بِيَدِهِ هٰكَذَا وَأَشَارَ بِإِصْبَعِهِ الْمُسَبِّحَةِ. (رواه مسلم ٨٧٤)

سیّدنا عمارہ بن رویبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے بشر بن مروان کو منبر پر دونوں ہاتھ اُٹھائے دیکھا تو انہوں نے کہا: اللہ دونوں ہاتھوں کو بدنما کر دے، میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے آپ ﷺ اس سے زائد کوئی حرکت نہیں کرتے تھے۔ اور انہوں نے صرف شہادت کی اُنگلی سے اشارہ کیا۔

شرح:......١۔ ثابت ہوا کہ نبی ﷺ خطبہ کے درمیان کھڑے ہوتے تھے اور اسی عمل پر آپ ﷺ نے ہمیشگی کی ہے۔

(١٨٧٧) ابوداؤد: ١٠٩٢۔ صحیح، البانی: ٩٧٦۔ بخاری: ٩٢٨۔ مسلم: ٨٦١۔ ترمذی: ٥٠٦۔ نسائی: ١٤١٦۔ ابن ماجه: ١١٠٣۔ دارمی: ١٥٥٨۔

(١٨٧٨) مسلم: ٨٦٤۔ نسائی: ١٣٩٧۔

(١٨٧٩) مسلم: ٨٧٤۔ ترمذی: ٥١٥۔ نسائی: ٥٧٥٨۔ ابوداؤد: ١١٠٤۔ احمد: ١٧٨٣٥۔ دارمی: ١٥٦٠۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۲۔ یہ جو کہا ہے کہ میں نے دو ہزار مرتبہ نماز پڑھی، اس میں مبالغہ ہے، مراد ہے بہت زیادہ مرتبہ میں نے نماز پڑھی ہے۔

۳۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ امام کا منبر پر بیٹھنا سنت ہے اور موذن جب اذان سے فارغ ہو جائے تو امام کھڑا ہو کر پہلا خطبہ دے اس کے بعد کچھ معمولی وقفہ کرے، پھر کھڑا ہو اور دوسرا خطبہ دے۔

۴۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ جو کسی حرام چیز کا ارتکاب کرے اس کی عدم موجودگی میں اس کی مذمت کی جا سکتی ہے۔

۵۔ اہل مدینہ میں غلہ کی کمی تھی شام کے علاقہ سے قافلہ آیا، آپ ﷺ کھڑے خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، آپ کو اسی حالت میں چھوڑ کر لوگ تجارت کے لیے ٹوٹ پڑے، صرف بارہ آدمی باقی رہے۔ ان کے اس طرزِ عمل پر قرآن پاک نے تنقید کی ہے۔

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے اس آیت سے استدلال کیا تھا کہ خطبہ کھڑے ہو کر دینا چاہیے۔

۶۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ خطبہ جمعہ کے دوران، منبر پر دعا کے لیے ہاتھ اٹھانا یا لوگوں کو آگاہ کرنے کے لیے جیسا کہ خطباء کی عادت ہے ہاتھ اٹھانا منع ہے، دعا یا تنبیہ کے لیے صرف ایک انگلی سے اشارہ کرنا جائز ہے۔

۱۸۸۰۔ اَلْحَكَمِ بْنِ الْحُزْنِ الْكَلَفِيِّ: شَهِدْنَا فِيهَا الْجُمْعَةَ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَقَامَ مُتَوَكِّئًا عَلَى عَصًا أَوْ قَوْسٍ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ كَلِمَاتٍ خَفِيفَاتٍ طَيِّبَاتٍ مُبَارَكَاتٍ ثُمَّ قَالَ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّكُمْ لَنْ تُطِيقُوْا أَوْ لَنْ تَفْعَلُوْا كُلَّ مَا أُمِرْتُمْ بِهِ وَلٰكِنْ سَدِّدُوْا وَأَبْشِرُوْا. (رواه أبو داود، ۱۰۹٦)

”حکم بن حزن کلفی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جمعہ میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ عصا پر تکیہ لگا کر کھڑے ہوئے یا کمان پر سہارا لے کر۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی تو نہایت مختصر جامع پاکیزہ اور بابرکت کلمات پر مشتمل حمد و ثنا بیان فرمائی۔ پھر فرمایا: لوگو! تم ہرگز طاقت نہیں رکھتے نہ تم یہ کر سکتے ہو کہ جو تمہیں حکم دیا گیا ہے وہ سب بجا لاؤ، البتہ مضبوط رہو اور بشارت پاؤ! اور خوش رہو۔“ (ابوداؤد)

شرح: ...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ تلوار، کمان اور عصا وغیرہ پر خطبہ جمعہ کے دوران ٹیک لگانا مسنون ہے کیونکہ اس طرح لایعنی باتوں سے حفاظت رہتی ہے۔

۲۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ خطبہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور نبی اکرم ﷺ پر درود پر مشتمل ہونا چاہیے۔

۱۸۸۱۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ كَانَ

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب خطبہ

(۱۸۸۰) ابوداؤد: ۱۰۹٦۔ حسن، البانی: ۹۷۱۔ احمد: ۱۷٤٠.

(۱۸۸۱) مسلم: ۸٦۷۔ نسائی: ۱۵۷۸۔ ابوداؤد: ۲۹۵٦۔ ابن ماجہ: ۲٤۱٦۔ احمد: ۱٤۵٦٦۔ دارمی: ۲۰٦.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا خَطَبَ احْمَرَّتْ عَيْنَاهُ وَعَلَا صَوْتُهُ وَاشْتَدَّ غَضَبُهُ حَتّٰى كَأَنَّهُ مُنْذِرُ جَيْشٍ يَقُوْلُ صَبَّحَكُمْ وَمَسَّاكُمْ وَيَقُوْلُ بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ وَيَقْرِنُ بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ وَالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى وَيَقُوْلُ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ وَشَرَّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ ثُمَّ يَقُوْلُ أَنَا أَوْلٰى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهِ مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِأَهْلِهِ وَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا أَوْ ضِيَاعًا فَإِلَيَّ وَعَلَيَّ. (رواه مسلم ٨٦٧)

ارشاد فرماتے تو آپ ﷺ کی آنکھیں سرخ ہو جاتیں، آواز بلند ہو جاتی اور آپ ﷺ کا غصہ بڑھ جاتا اور یوں محسوس ہوتا تو گویا آپ ﷺ فوج کو دھکا رہے ہیں۔ فرماتے تھے تمہاری صبح و شام.......... اور فرماتے: میں مبعوث کیا گیا ہوں اور قیامت ان دو کی مانند اور اپنی دو انگلیاں سبابہ اور وسطیٰ کو ملا دیتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: أَمَّا بَعْدُ!...... پس سب سے بہتر کلام اللہ کی کتاب ہے اور بہتر ہدایت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت ہے اور برے کام بدعات ہیں اور تمام بدعات گمراہی ہیں۔ پھر یہ بھی فرماتے: میں ہر مؤمن کا اس کی جان سے زیادہ حق دار ہوں۔ جس نے مال چھوڑا تو وہ اس کے اہل و عیال کا ہے اور جس نے قرض چھوڑا یا ضعیف و ضائع ہونے والا ورثہ چھوڑا تو وہ میری طرف اور میرے ذمہ ہے۔" (مسلم ونسائی)

شرح: ...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ خطیب کو جمعہ کے معاملے میں بہت حساس ہونا چاہیے، اپنی گفتگو اور آواز کو پر ہیبت بنائے تا کہ لوگوں کو ترغیب ہو اور وہ مرعوب ہو جائیں، خصوصاً جب آخرت کا یا کوئی اہم معاملہ ہو تو اس میں غضب کی جھلک نمایاں ہو کیونکہ یہ ایک مؤثر انداز ہے اور خطیب اپنی فکر کو یکسو رکھے تا کہ لوگوں کو خواب غفلت سے بیدار کر سکے۔

۲۔ نبی اکرم ﷺ کا انداز نہایت سحر انگیز تھا کبھی آپ کوہِ صفا پر کھڑے اپنی قوم کے سر برآوردہ لوگوں کو خبردار فرما رہے ہیں کہ قیامت آنے والی ہے۔ کبھی یتیم ہونے والے بچوں کو سرپرستی کا اعلان فرما رہے ہیں، جیسا کہ زیر شرح حدیث میں نظر آرہا ہے اور کبھی دو انگلیاں ملا کر لوگوں کی غفلت شعاری پر تنبیہ کر رہے ہیں، جیسے ایک دور اندیش جرنیل اپنی فوج کو آئندہ پیش آنے والے خطرات سے آگاہ کرتا ہے کہ دشمن سے باخبر رہو وہ کسی وقت بھی حملہ آور ہو سکتا ہے، اسی طرح تم بھی اپنی اصلاح کر لو، تم بھی دنیا کسی وقت چھوڑ سکتے ہو۔

١٨٨٢۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا تَشَهَّدَ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَسْتَعِيْنُهُ

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب خطبے میں کلمہ شہادت پڑھتے تو اس طرح کلام شروع کرتے

(١٨٨٢) ابوداؤد: ١٠٩٧۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوْذُ بِاللهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا مَنْ يَهْدِ اللهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلاَ هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ أَرْسَلَهُ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَنَذِيْرًا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ مَنْ يُطِعِ اللهَ وَرَسُوْلَهُ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ يَعْصِهِمَا فَإِنَّهُ لاَ يَضُرُّ إِلَّا نَفْسَهُ وَلاَ يَضُرُّ اللهَ شَيْئًا. (لأبي داود ۱۰۹۷)

تھے۔ میں اللہ تعالیٰ کی صفت وثنا بیان کرتا ہوں۔ ہم اس سے امداد طلب کرتے ہیں اور اس سے مغفرت طلب کرتے ہیں۔ اور ہم اپنے نفسوں کے شر سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ جس کو اللہ ہدایت دے دے اس کو گمراہ کرنے والا کوئی نہیں ہے اور جس کو وہ گمراہ کر دے اس کو ہدایت دینے والا کوئی نہیں ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود نہیں اللہ تعالیٰ کے سوا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اس کا رسول ہیں۔ اللہ نے اس کو حق کے ساتھ بشارت دینے اور ڈرانے والا بنا کر قیامت سے پہلے مبعوث کیا ہے۔ جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی تو اس نے ہدایت پائی اور جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی تو یقیناً وہ اپنے ہی نفس کو ضرر پہنچائے گا اور وہ اللہ تعالیٰ کو کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔"

۱۸۸۳۔ وفي رواية: عَنْ يُوْنُسَ أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنْ تَشَهُّدِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ يَوْمَ الْجُمْعَةِ فَذَكَرَ نَحْوَهُ، قَالَ وَمَنْ يَعْصِهِمَا فَقَدْ غَوَى ﴿وَنَسْأَلُ اللهَ رَبَّنَا أَنْ يَجْعَلَنَا مِمَّنْ يُطِيْعُهُ وَيُطِيْعُ رَسُوْلَهُ وَيَتَّبِعُ رِضْوَانَهُ وَيَجْتَنِبُ سَخَطَهُ فَإِنَّمَا نَحْنُ بِهِ وَلَهُ. (لأبي داود، ۱۰۹۷)

ایک روایت میں ہے کہ یونس نے ابن شہاب سے جمعہ کے دن کا رسول اللہ ﷺ کا خطبہ پوچھا تو مذکورہ بالا کے مثل کا ذکر کیا اور کہا جو ان دونوں کی نافرمانی کرے گا تو وہ گمراہ ہوگا اور ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں ان لوگوں میں سے کر دے جو اس کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں، اس کی رضا کی تلاش کرتے ہیں اور اس کی ناراضی سے اجتناب کرتے ہیں، یقیناً ہم اس کے ساتھ ہیں اور اسی کے لیے ہیں۔" (ابوداؤد)

۱۸۸٤۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَتْ صَلاَةُ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ قَصْدًا وَخُطْبَتُهُ قَصْدًا يَقْرَأُ آيَاتٍ مِنَ الْقُرْآنِ وَيُذَكِّرُ النَّاسَ.

سیّدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ کی نماز بھی درمیانی تھی اور خطبہ بھی درمیانہ تھا، آپ ﷺ قرآن کی آیات تلاوت کرتے اور لوگوں کو نصیحت کرتے تھے۔"

(۱۸۸۳) ابوداؤد: ۱۰۹۷۔ ضعیف، البانی: ۲۳۸۔ ترمذی: ۱۱۰۵۔ نسائی: ۱٤۰٤۔ دارمی: ۲۲۰۲۔

(۱۸۸٤) ابوداؤد: ۱۱۰۱۔ حسن، البانی: ۹۷٤۔ مسلم: ۸٦٦۔ ترمذی: ۵۰۷۔ نسائی: ۱۵۸٤۔ ابن ماجه: ۱۱۰٦۔ احمد: ۲۰۵٤٦۔ دارمی: ۱۵۵۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(رواه أبوداود، ۱۱۰۱)

۱۸۸۵۔ عَنْ جَابِرِبْنِ سَمُرَةَ السَّوَائِي قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَطِيْلُ الْمَوْعِظَةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِنَّمَا هُنَّ كَلِمَاتٌ يَسِيْرَاتٌ. (رواه أبوداود ۱۱۰۷)

سیّدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن طویل وعظ بیان نہیں کرتے تھے صرف چند جامع آسان ترین کلمات بیان کرتے تھے۔

۱۸۸۶۔ عَمَّارٍ، رَفَعَهُ: إِنَّ طُوْلَ صَلَاةِ الرَّجُلِ وَقِصَرَ خُطْبَتِهِ مَئِنَّةٌ مِنْ فِقْهِهِ فَأَطِيْلُوْا الصَّلَاةَ وَاقْصِرُوْا الْخُطْبَةَ وَإِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا. (رواه مسلم، ۸٦۹)

سیّدنا عمار رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: مرد کا نماز کو طویل کرنا اور خطبہ مختصر بیان کرنا اس کے فقیہ ہونے کی علامت ہے۔ تم خطبہ مختصر بیان کیا کرو اور نماز طویل پڑھایا کرو اور بعض بیان جادو اثر ہوتا ہے۔" (مسلم اور ابوداؤد)

شرح:...... ۱۔ قصد کا مطلب ہوتا ہے میانہ روی، جس میں زیادہ طوالت نہ ہو، خطبہ اور نماز درمیانہ رکھنے کی ترغیب ہے کیونکہ زیادہ طوالت سے لوگ اُکتا جاتے ہیں۔

۲۔ یہ جو کہا گیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ مختصر کلمات خطبہ میں کہا کرتے تھے اور قرآن پاک کی تلاوت کرتے تھے اور لوگوں کو وعظ ونصیحت کرتے تھے یہ دلیل ہے کہ خطبہ جمعہ انہی چیزوں پر مشتمل ہو اور اس میں لوگوں کو شریعت کے احکام اور بنیادی مسائل سکھائے جائیں اور تقاضائے حال کے مطابق لوگوں کو جن مسائل کی ضرورت ہے ان سے آگاہ کیا جائے۔

۳۔ اور جو یہ آیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا خطبہ اور نماز تقریباً درمیانے تھے، اس کا یہ مقصد نہیں کہ دونوں برابر تھے۔ اس کا مطلب ہے دونوں مناسبت سے ہوتے تھے، نہ تو زیادہ ان میں طوالت ہوتی تھی، نہ ان میں بہت زیادہ اختصار ہوتا تھا۔

۴۔ نماز طویل کرنے اور خطبہ مختصر کرنے کو فقیہ کی علامت قرار دیا گیا ہے کیونکہ نماز اصل زندگی ہے، یہ ایک اہم عبادت ہے اور خطبہ اس کی تمہید کے طور پر ہے، فقیہ وہی ہوتا ہے جو اصل اور فرع (شاخ) کا امتیاز کرے۔ اور فقیہ وہ ہوتا ہے جو جامع کلمات اختیار کرتا ہے اور زیادہ معانی کو مختصر الفاظ میں بیان کرتا ہے۔ اس لیے نماز کو طویل کرنے والے اور خطبہ کو مختصر کرنے والے کی تعریف کی گئی ہے۔ طویل اور مختصر کب کرنا ہے۔ یہ خطیب کی فقاہت پر منحصر ہے، نبی ﷺ کا کبھی خطبہ نہایت مختصر ہوتا تھا، کبھی درمیانہ ہوتا تھا۔ حضرت ابوزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ہمیں نمازِ فجر پڑھائی اور منبر پر جلوہ گر ہو کر خطبہ دیا ظہر تک خطاب فرمایا، نماز پڑھی اور عصر تک خطبہ دیا نمازِ عصر پڑھی اور خطبہ فرمایا اور غروب آفتاب تک خطاب فرمایا جو کچھ ہو چکا ہے اور جو ہونے والا ہے وہ بیان کیا۔ (مسلم)

(۱۸۸۵) ابوداؤد: ۱۱۰۷۔ حسن، البانی: ۹۷۹۔ مسلم: ۸٦٦۔ ترمذی: ۵۰۷۔ نسائی: ۱۵۸٤۔ ابن ماجہ: ۱۱۰٦۔ احمد: ۲۰۵٤٦۔ دارمی: ۱۵۵۹۔

(۱۸۸٦) مسلم: ۸٦۹۔ احمد: ۱۸٤۱۰۔ دارمی: ۱۵۵٦۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۵۔ بیان میں جادو ہے، کا مطلب ہے کہ بیان میں ایسی تاثیر ہوتی ہے کہ دلوں میں بیان جذب ہو جاتا ہے اور دلوں کو متاثر کرتا ہے، دل ادھر مائل ہو جاتے ہیں، ثابت ہوا کہ خطیب خطبہ کی گفتگو کو خوبصورت اور دلکش بنائے کہ لوگ دین کی طرف مائل ہوں۔

۸۸۷۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا اسْتَوٰى عَلَى الْمِنْبَرِ اسْتَقْبَلْنَاهُ بِوُجُوْهِنَا. (رواه الترمذی ۵۰۹)

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب منبر پر جلوہ افروز ہوتے تو ہم سب اپنے چہرے آپ ﷺ کی جانب پھیر دیتے تھے۔“ (ترمذی)

شرح:...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ لوگ، خطیب کی جانب رخ رکھیں۔ کیونکہ اس طرح خطیب کی بات سننے کی اچھی تیاری رہتی ہے، ادب کا اظہار بھی ہوتا ہے، قلب وذہن کی حضوری بھی ہو جاتی ہے اور وعظ ونصیحت سمجھنے میں معاونت ہو جاتی ہے۔

۸۸۸۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كُلُّ خُطْبَةٍ لَيْسَ فِيهَا تَشَهُّدٌ فَهِيَ كَالْيَدِ الْجَذْمَاءِ. (رواه الترمذی ۱۱۰۶)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ”ہر خطبہ اور بیان جس میں تشہد نہ ہو وہ کٹے ہوئے بازو کی مانند ہے۔“ (ابوداؤد، ترمذی)

۸۸۹۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَطَبَهُمْ فَقَالَ أَمَّا بَعْدُ. (رواه أبوداود ۴۹۷۳)

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ہم سے اپنے خطبے میں فرمایا:...... اَمَّا بَعْدُ......“

۸۹۰۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كُلُّ كَلَامٍ لَا يُبْدَأُ فِيهِ بِالْحَمْدِ لِلّٰهِ فَهُوَ أَجْذَمُ. (رواه أبوداود، ۴۸۴۰)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ”ہر کلام جس کے شروع میں الحمد للہ نہ کہا جائے وہ ناقص ہے۔“

۸۹۱۔ عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، وَرَفَعَهُ: كُلُّ أَمْرٍ ذِي بَالٍ لَا يُبْدَأُ فِيهِ بِالْحَمْدِ لِلّٰهِ أَجْذَمُ أَوْ أَقْطَعُ. (رواه الطبرانی فی الکبیر بلین)

سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ”ہر با مقصد کلام جس میں الحمد للہ سے ابتدا نہ کی جائے وہ ناتمام اور منقطع رہتا ہے۔“

---

(۸۸۷) ترمذی: ۵۰۹، صحیح، سانی: [illegible]۔
(۸۸۸) ترمذی: ۱۱۰۶، صحیح، سانی: [illegible] ابوداؤد: ۴۸۴۱۔
(۸۸۹) ابوداؤد: ۴۹۷۳، صحیح، سانی: [illegible]۔
(۸۹۰) ابوداؤد: ۴۸۴۰، ضعیف: [illegible] احمد: [illegible]۔
(۸۹۱) طبرانی کبیر؛ وفیه صدقة بن عبد الله ضعفه احمد والبخاری ومسلم وغیرهم ووثقه ابو حاتم وغیره۔ ہیثمی: [illegible]

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

شرح :......تشہد سے مراد ہے یہ کہنا کہ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، ''میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں کوئی معبود مگر اللہ تعالیٰ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔''

۲۔ جس خطبے میں شہادت نہ ہو وہ کٹے ہاتھ کی مانند ہے، جس طرح کٹا ہاتھ بے کار ہے، اسی طرح یہ خطبہ رائیگاں ہے، بے فائدہ ہے۔

۳۔ ثابت ہوا خطبہ کے بعد اما بعد! کا جملہ استعمال کیا جائے۔ نبی اکرم ﷺ یہ جملہ کہا کرتے تھے، یہ جملہ پہلی اور بعد والی گفتگو میں فاصلہ کے لیے آتا ہے اس لیے خطباء کو چاہیے کہ نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں خطبے میں یہ جملہ استعمال کریں۔

۱۸۹۲۔ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ احْضُرُوا الذِّكْرَ وَادْنُوْا مِنَ الْإِمَامِ فَإِنَّ الرَّجُلَ لَا يَزَالُ يَتَبَاعَدُ حَتَّى يُؤَخَّرَ فِي الْجَنَّةِ وَإِنْ دَخَلَهَا. (لأبي داود ۱۱۰۸)

سیّدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''خطبہ سننے کے لیے قریب آیا کرو اور امام کے قریب رہو۔ کوئی شخص جب دور رہتا ہے تو وہ جنت میں مؤخر کیا جائے گا اگرچہ اس میں داخل ہو جائے۔''

شرح :......اس حدیث میں خطبہ میں حاضر ہونے کی ترغیب ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے ذکر اور لوگوں کی یاد دہانی پر مشتمل ہوتا ہے اور جتنا بھی ممکن ہو امام اور خطیب کے نزدیک ترین بیٹھنے کی ترغیب ہے اور ان کا درجہ بیان ہوا ہے۔

اور جمعہ میں پیچھے رہنے والوں کو جھنجھوڑا گیا ہے۔ یہ چونکہ صف اول اور خطبہ سننے سے مؤخر رہتے ہیں جو کہ اعلیٰ مقام کا باعث ہیں اور بلندی درجات ان کے سبب حاصل ہوتی ہے یہ پیچھے رہنے والا پہلے جنت میں داخلے سے محروم رہتا ہے۔ اسے مؤخر کر دیا جاتا ہے۔

آہ! یہ آنے والوں کی محرومی قسمت ہے جو جمعہ کے خطبہ میں آتے ہیں مگر دیر سے آتے ہیں، جو آتے ہی نہیں وہ اندازہ لگائیں جنت میں کب جائیں گے۔ یہ لمحہ فکریہ ہے۔

۱۸۹۳۔ قَالَ أَبُوْرِفَاعَةَ انْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَخْطُبُ قَالَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَجُلٌ غَرِيْبٌ جَاءَ يَسْأَلُ عَنْ دِيْنِهِ لَا يَدْرِيْ مَا دِيْنُهُ قَالَ فَأَقْبَلَ عَلَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

سیّدنا ابو رفاعہ العدوی رضی اللہ عنہ نے کہا میں نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ایک مسافر آدمی ہے، آپ ﷺ کے پاس اپنے دین کے بارے میں سوال کرنے آیا ہے کہ اس کا دین کیا ہے؟ وہ نہیں جانتا کہ اس کا

(۱۸۹۲) ابوداؤد: ۱۱۰۸۔ حسن، البانی: ۹۸۰۔ احمد: ۲۰۲۷۷۔

(۱۸۹۳) مسلم: ۸۷۶۔ نسائی: ۵۳۷۷۔ احمد: ۲۰۲۲۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَتَرَكَ خُطْبَتَهُ حَتَّى انْتَهَى إِلَيَّ فَأُتِيَ بِكُرْسِيٍّ حَسِبْتُ قَوَائِمَهُ حَدِيْدًا قَالَ فَقَعَدَ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَجَعَلَ يُعَلِّمُنِيْ مِمَّا عَلَّمَهُ اللّٰهُ ثُمَّ أَتَى خُطْبَتَهُ فَأَتَمَّ آخِرَهَا (رواه مسلم ٨٧٦)

دین کیا ہے؟ پس آپ ﷺ نے خطبہ ترک کر کے میری طرف توجہ فرمائی یہاں تک کہ میرے پاس آ گئے ، پس ایک کرسی لائی گئی اور میرا گمان ہے کہ اس کے پائے لوہے کے تھے ، آپ ﷺ اس پر بیٹھے اور مجھے تعلیم دینے میں مصروف ہو گئے ، پھر خطبے کی طرف لوٹ گئے اور اس کا آخری حصہ مکمل کیا۔

شرح :......ا۔ ثابت ہوا کہ کرسی پر بیٹھنا جائز ہے۔

۲۔ خطبہ جمعہ کے دوران اگر کوئی ضرورت لاحق ہو جائے تو خطبہ کاٹ کر اس کام سے فارغ ہو کر بقیہ خطبہ کی تکمیل کرنا جائز ہے اس میں کوئی قباحت نہیں۔

١٨٩٤۔ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَبِي عَامِرٍ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ كَانَ يَقُوْلُ فِي خُطْبَتِهِ قَلَّ مَا يَدَعُ ذٰلِكَ إِذَا خَطَبَ إِذَا قَامَ الْإِمَامُ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاسْتَمِعُوْا وَأَنْصِتُوْا فَإِنَّ لِلْمُنْصِتِ الَّذِيْ لَا يَسْمَعُ مِنَ الْحَظِّ مِثْلَ مَا لِلْمُنْصِتِ لِسَامِعٍ فَإِذَا قَامَتِ الصَّلَاةُ فَاعْدِلُوا الصُّفُوْفَ وَحَاذُوْا بِالْمَنَاكِبِ فَإِنَّ اعْتِدَالَ الصُّفُوْفِ مِنْ تَمَامِ الصَّلَاةِ ثُمَّ لَا يُكَبِّرُ حَتَّى يَأْتِيَهُ رِجَالٌ قَدْ وَكَّلَهُمْ بِتَسْوِيَةِ الصُّفُوْفِ فَيُخْبِرُوْنَهُ أَنْ قَدِ اسْتَوَتْ فَيُكَبِّرُ. (رواه مالك ، ٢٣٤)

سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اپنے خطبے میں کہا کرتے تھے اور کم ہی یہ کہنا چھوڑتے تھے ...... کہ امام جب خطبہ دینے کے لیے جمعہ کے دن کھڑا ہو تو خاموش ہو کر سنا کرو یقیناً جو خاموش ہو کر رہتا ہے اور سن نہیں سکتا اس کو اتنا ہی اجر ملتا ہے جتنا خاموش ہو کر سننے والے کو ملتا ہے...... جب اقامت کہی جائے تو صفیں درست کرو اور شانے برابر کرو۔ صفوں کو سیدھا کرنا نماز کی تکمیل میں سے ہے۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے صفوں کو درست کرنے پر کچھ مرد متعین کر دیے تھے وہ جب تک آ کر ان کو خبر نہ دیتے کہ صفیں درست کر دی گئی ہیں اس وقت تک عثمان رضی اللہ عنہ نماز کی تکبیر نہ کہتے تھے۔

شرح :......ا۔ خطیب کو چاہیے کہ مقتدیوں اور سامعین کو مسلسل آگاہ کرتا رہے کہ غور سے سنو اور خاموش رہو۔

۲۔ یہ کہنے سے خاموش ہونے والے اور خاموش کرانے والوں کو اجر ملتا ہے۔

۳۔ اور یہ تو اوپر گزر چکا ہے کہ صفوں کی درستگی کے باب میں کہ نبی اکرم ﷺ خود بھی صفوں کو چونے گچ کرنے اور برابر کرنے کا بہت اہتمام فرماتے تھے۔ خطباء کو بھی اس کا اہتمام کرنا چاہیے۔

۴۔ اقامت ہو چکی ہو، ابھی نماز میں داخل ہونے کے لیے تکبیر تحریمہ نہ کہی ہو تو اس دوران میں ضرورت کی

(١٨٩٤) موطا: ٢٣٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بات کرنا جائز ہے۔ (شرح زرقانی: ۱/ ۲۱۷)

۱۸۹۵۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَاهُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ إِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ أَنْصِتْ يَوْمَ الْجُمْعَةِ وَالإِمَامُ يَخْطُبُ فَقَدْ لَغَوْتَ . (رواه الترمذى ۵۱۷)

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''جب تو اپنے رفیق کو جمعہ کے دوران کہے کہ خاموش ہو جا اور اس وقت امام خطبہ دے رہا ہو تو تو نے لغو کام کیا۔''

شرح: ......خطبہ جمعہ میں یہ پابندی ہے، دوسرے خطبہ میں نہیں جمعہ کے دونوں خطبات میں خاموش رہنا واجب ہے اور دورانِ خطبہ بات کرنا حرام ہے حتیٰ کہ دورانِ خطبہ کوئی بول رہا ہو، مقتدیوں میں سے کوئی اسے یہ کہے کہ خاموش ہو جا تو یہ ایسا لغو کام ہے کہ جمعہ کا اجر ختم کر دیتا ہے، جو بات کرتا ہے خود سوچ لے کہ وہ کتنا بڑا گناہ کر رہا ہے۔

۲۔ یہ پابندی اس وقت سے شروع ہوتی ہے جب خطیب خطبہ کا آغاز کرتا ہے، خطبہ کے آغاز سے پہلے یا بعد میں بات کرنے پابندی نہیں۔

یاد رکھیں کہ اگر کوئی سلام کہتا ہے خطبہ جمعہ کے دوران چھینک آ جاتی ہے، اس پر الحمد للہ کہنا، یا نبی اکرم ﷺ پر درود پڑھنا ضروری ہو گیا ہو تو یہ تمام کام آہستہ دل میں کیے جا سکتے ہیں، یہ لغو میں شامل نہیں۔

۱۸۹۶۔ عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُكَلِّمُ بِالْحَاجَةِ إِذَا نَزَلَ عَنِ الْمِنْبَرِ . الترمذى: ۵۱۷)

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب منبر سے اُترتے تو ضرورت کے مطابق بات چیت کرتے تھے۔

شرح: ......امام کے منبر سے نیچے آنے کے بعد ضرورت ہو تو وہ بات کر سکتا ہے۔

علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امام کے منبر پر بیٹھنے سے لے کر نماز سے فارغ ہونے تک قبولیت دعا کی گھڑی ہے، اس لیے اس دورانیے میں بات کی ممانعت ہے اور احادیث میں پابندی وارد ہوئی ہے کہ بات نہ کریں۔ اس حدیث اور ممانعت والی احادیث میں مطابقت یوں ہے کہ عام بلا وجہ بات منع ہے اگر کوئی اشد ضرورت پڑ جائے تو اس کی اجازت ہے۔ (تحفۃ الاحوذی: ۱/ ۳۶۹)

۱۸۹۷۔ عَنِ ابْنِ أَبِي رَافِعٍ قَالَ اسْتَخْلَفَ مَرْوَانُ أَبَاهُرَيْرَةَ عَلَى الْمَدِينَةِ وَخَرَجَ إِلَى

سیّدنا عبداللہ بن ابی رافع سے مروی ہے کہ مروان نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب مقرر کیا تو انہوں نے نمازِ جمعہ میں

(۱۸۹۵) مسلم: ۷۵۱۔ بخاری: ۹۳٤۔ ترمذی: ۵۱۲۔ نسائی: ۱٤۰۲۔ ابوداؤد: ۱۱۱۲۔ ابن ماجه: ۱۱۱۰۔ احمد: ۱۰۵۰۷۔ مؤطا: ۲۳۲۔ دارمی: ۱۵٤۹۔

(۱۸۹٦) ترمذی: ۵۱۷۔ شاذ، البانی: ۸۰۔ مسلم: ۳۷٦۔ نسائی: ۱٤۱۹۔ ابوداؤد: ۱۱۲۰۔ ابن ماجه: ۱۱۱۷۔ احمد: ۱۱۸۷۵۔

(۱۸۹۷) مسلم: ۸۷۷۔ ترمذی: ۵۱۹۔ ابوداؤد: ۱۱۲٤۔ ابن ماجه: ۱۱۱۸۔ احمد: ۹٦۹۵۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مَكَّةَ فَصَلَّى لَنَا أَبُوهُرَيْرَةَ الْجُمْعَةَ فَقَرَأَ بَعْدَ سُوْرَةِ الْجُمُعَةِ فِي الرَّكْعَةِ الآخِرَةِ إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُوْنَ قَالَ فَأَدْرَكْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ حِيْنَ انْصَرَفَ فَقُلْتُ لَهُ إِنَّكَ قَرَأْتَ بِسُوْرَتَيْنِ كَانَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ يَقْرَأُ بِهِمَا بِالْكُوْفَةِ فَقَالَ أَبُوهُرَيْرَةَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ بِهِمَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ . (رواہ مسلم ۸۷۷)

سورۃ الجمعہ اور سورۃ المنافقون پڑھی تو میں نے کہا: آپ نے جمعہ میں وہ سورتیں پڑھی ہیں جن کے ساتھ علی رضی اللہ عنہ کوفہ میں نماز پڑھایا کرتے تھے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ان سورتوں کے ساتھ نماز پڑھاتے سنا ہے۔

۱۸۹۸۔ زَادَ فِي الْأَوْسَطِ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِمَّا يَقْرَأُ فِي صَلاَةِ الْجُمُعَةِ بِالْجُمُعَةِ فَيُحَرِّضُ بِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ، وَفِي الثَّانِيَةِ بِسُوْرَةِ الْمُنَافِقِيْنَ ﴿فَيُقَرِّعُ﴾ بِهَا الْمُنَافِقِيْنَ (رواہ الطبرانی فی الأوسط)

الاوسط میں اتنا زیادہ ہے: رسول اللہ ﷺ ان سورتوں کو نمازِ جمعہ میں پڑھتے تھے اور ان کی تلاوت کے ساتھ مومنوں کو ترغیب دیتے اور منافقوں کو تنبیہ کرتے تھے۔

۱۸۹۹۔ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلاَةِ الْجُمُعَةِ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَهَلْ أَتَاكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ. (رواہ أبوداود ۱۱۲۵)

سیّدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جمعہ کی نماز میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى اور هَلْ أَتَاكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ کی تلاوت کرتے تھے۔

۱۹۰۰۔ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَتَبَ الضَّحَّاكُ بْنُ قَيْسٍ إِلَى النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ يَسْأَلُهُ أَيَّ شَيْءٍ قَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْجُمُعَةِ سِوَى سُوْرَةِ الْجُمُعَةِ فَقَالَ كَانَ يَقْرَأُ هَلْ أَتَاكَ. (رواہ مسلم ۸۷۸)

سیّدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ نبی کریم ﷺ جمعہ کے دن سورۃ الجمعہ کے علاوہ کونسی سورت کی تلاوت کرتے تھے؟ انہوں نے کہا آپ ﷺ هَلْ أَتَاكَ (الغاشیہ) تلاوت کرتے تھے۔

(۱۸۹۸) طبرانی اوسط: ۳۱۶۷۔ واسناده حسن، ومحمد بن عمار هو الوازعی وهو وشيخه عبدالصمد من اهل الرأى وثقهما ابن حبن، هيثمی: ۳۱۶۷۔

(۱۸۹۹) ابوداؤد: ۱۱۲۵۔ صحيح، البانی: ۹۹۵۔ نسائی: ۱۴۲۲.

(۱۹۰۰) مسلم: ۸۸۷۔ ترمذی: ۵۲۳۔ نسائی: ۱۴۲۴۔ ابوداؤد: ۱۱۲۳۔ ابن ماجه: ۱۱۱۹۔ احمد: ۱۷۹۷۰۔ مؤطا: ۲۴۷۔ دارمی: ۱۵۶۸.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

شرح: ......ان احادیث سے ثابت ہوا کہ نبی اکرم ﷺ وقتاً فوقتاً نمازِ جمعہ میں ان سورتوں کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ انہیں پڑھنا مسنون ہے کیونکہ ان میں موقع کے مطابق یاد دہانی ہے اگرچہ کہیں سے بھی تلاوت کریں نماز جمعہ ادا ہو جاتی ہے مگر انہیں پڑھنا افضل ہے۔

۱۹۰۱۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ الٓمٓ تَنْزِيلُ السَّجْدَةِ وَهَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ حِينٌ مِنَ الدَّهْرِ وَأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْجُمُعَةِ سُورَةَ الْجُمُعَةِ وَالْمُنَافِقِينَ. (رواه مسلم ۸۷۹)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جمعہ کے دن نماز فجر کی اول رکعت میں الٓمٓ تنزیل اور دوسری رکعت میں هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ اور نمازِ جمعہ میں سورۃ الجمعہ اور سورۃ المنافقون پڑھا کرتے تھے۔

شرح: ......نماز فجر میں جمعہ کے دن سورۂ سجدہ اور دوسری رکعت میں سورۂ دھر پڑھنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ دونوں سورتیں جمعہ کے دن جو ہوا ہے اور جو اس دن ہونے والا ہے، اس پر مشتمل ہیں۔ آدم علیہ السلام کی پیدائش، دنیا کی ابتداء وانتہاء قیامت میں بندوں کا حشر، حالاتِ قیامت، یہ ان میں بیان ہوا ہے اور قیامت چونکہ جمعہ کے دن برپا ہوگی اس لیے بندوں کی نصیحت کے لیے ان کی تلاوت نبی اکرم ﷺ کیا کرتے تھے کہ یہ تیاری کر لیں۔

۲۔ یہ دونوں سورتیں کامل پڑھی جائیں اور ہمیشہ جمعہ کے دن پڑھی جائیں، ذہن میں یہ ہو کہ دوسرا قرآن پڑھنا بھی جائز ہے مگر اس دن انہیں پڑھنا افضل ہے کیونکہ یہ طریقہ سنت نبوی ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے انہیں ہمیشہ پڑھا ہے۔

۱۹۰۲۔ عَنْ أُمِّ هِشَامٍ بِنْتِ حَارِثَةَ بْنِ النُّعْمَانِ قَالَتْ لَقَدْ كَانَ تَنُّورُنَا وَتَنُّورُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَاحِدًا سَنَتَيْنِ أَوْ سَنَةً وَبَعْضَ سَنَةٍ وَمَا أَخَذْتُ قٓ وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ إِلَّا عَنْ لِسَانِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَؤُهَا كُلَّ يَوْمِ جُمُعَةٍ عَلَى الْمِنْبَرِ إِذَا خَطَبَ النَّاسَ. (رواه مسلم، ۸۷۳)

سیدہ ام ہشام بن حارثہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ہمارا تنور اور رسول اللہ ﷺ کا تنور دو سال یا ایک سال یا سال کا بعض حصہ ایک ہی رہا۔ اور میں نے سورۂ قٓ والقرآن المجید صرف آپ ہی کی زبان مبارک سے یاد کی ہے آپ ﷺ اس کو ہر جمعہ کے دن منبر پر پڑھا کرتے تھے جب بھی آپ لوگوں سے خطاب فرماتے۔

(۱۹۰۱) مسلم: ۸۷۹۔ ترمذی: ۵۲۰۔ نسائی: ۱۴۲۱۔ ابوداؤد: ۱۰۷۴۔ ابن ماجہ: ۸۲۱۔ احمد: ۳۳۹۴۔
(۱۹۰۲) مسلم: ۸۷۳۔ نسائی: ۱۴۱۱۔ ابوداؤد: ۱۱۰۲۔ احمد: ۲۷۰۸۱۔
(۱۹۰۳) ابن ماجہ: ۱۱۱۱۔ صحیح: ۹۱۲۔ احمد: ۲۰۷۸۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

١٩٠٣ــــ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَرَأَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ تَبَارَكَ وَهُوَ قَائِمٌ (رواه إبن ماجة ، ، ١١١١)

سیّدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جمعہ کے دن سورت تبارک کی تلاوت کی جب کہ آپ ﷺ کھڑے تھے۔

١٩٠٤ــ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ عَلَى الْمِنْبَرِ ﴿وَنَادَوْا يَا مَالِكُ.﴾ (رواه البخاري ، ، ٣٢٦٦)

سیّدنا یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر وَنَادَوْا يَامَالِكُ پڑھتے سنا ہے۔

شرح: ......ا۔ان احادیث سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ منبر پر جمعہ کے دن خطبہ میں قرآن پاک کا کچھ نہ کچھ حصہ تلاوت ہونا چاہیے۔اور نبی اکرم ﷺ مختلف سورتوں کے حصے تلاوت کیا کرتے تھے،مگر سورۂ ق زیادہ دہراتے تھے۔

یہ بھی ثابت ہوا کہ وعظ ونصیحت میں آیات اور سورتوں کو یا وعظ کو تکرار سے بیان کرنا بھی جائز ہے،یعنی اہمیت کے مطابق ایک موضوع کو دوبارہ بھی بیان کیا جا سکتا ہے۔

۲۔کافر، داروغہ جہنم کو پکاریں گے ہم اتنی زیادہ تکلیف میں ہیں کہ دعا کیجیے ہم پر موت واقع ہو جائے،اس لیے آپ ﷺ نے لوگوں کو قیامت کی ہولناکیوں سے آگاہی کے لیے منبر پر یہ یاددہانی کرائی۔

سورۂ ق میں موت،موت کے بعد اٹھنا اور زبردست قسم کے دل دہلا دینے والے وعظ ہیں،اس لیے آپ ﷺ نے اسے تلاوت کیا۔یہی کیفیت سورۂ ملک میں ہے،اس میں تخلیق کائنات اور رب کائنات کا تعارف ہے۔

١٩٠٥ــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ أَدْرَكَ مِنْ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ رَكْعَةً فَقَدْ أَدْرَكَ. (رواه النسائي ، ١٤٢٥)

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے نماز جمعہ کی ایک رکعت پائی تو اس نے نمازِ جمعہ پائی۔“(النسائی)

شرح: ......اس میں جمعہ کا لفظ شاذ ہے،اس کے بغیر صحیح حدیث ہے مگر جمعہ بھی چونکہ نماز ہے اس لیے اس کے لیے بھی یہی حکم ہے۔

۲۔نماز کی رکعت پانے سے نماز پانے کا مقصد ہے اس کا ثواب حاصل ہوگا،جو نماز امام کے ساتھ پڑھنے سے رہ گئی ہو اس کی قضاء دینا ہوگی۔

۳۔اس سے بعض نے یہ استدلال کیا ہے کہ اگر رکعت سے کم نماز ملے تو وہ نماز ظہر پڑھے مگر اس بارے میں صریح اور

(١٩٠٤) بخاری: ٣٢٦٦۔

(١٩٠٥) نسائی: ١٤٢٥۔ شاذ بر کر الجمعة والمحفوظ الصلاة، البانی: ٧٨۔ بخاری: ٥٨٠۔ مسلم: ٦٠٨۔ ترمذی: ١٨٦۔ ابوداؤد: ١١٢١۔ ابن ماجہ: ١١٢٢۔ احمد: ١٠٣٧٢۔ موطا: ١٥۔ دارمی: ١٢٢٢۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

صحیح حدیث نہیں آئی، یہ مفہوم مخالف لیا گیا ہے، جو ہر جگہ جائز نہیں۔ علامہ عبید اللہ رحمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَالرَّاجِحُ عِنْدِیْ: اَنَّ مَنْ اَدْرَكَ مَعَ الْإِمَامِ شَيْئًا مِنْ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ وَلَوْ فِي التَّشَهُّدِ يُصَلِّيْ مَا اَدْرَكَ مَعَهُ وَيُتِمُّ الْبَاقِيَ بَعْدَ سَلَامِهِ وَلَا يُصَلِّيْ ظُهْرًا اَرْبَعًا لِإِطْلَاقِ مَا اَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا فَاتَكُمْ فَاَتِمُّوْا. (مرعا: ۲/۳۰۳)

"میرے نزدیک راجح یہی ہے کہ نمازِ جمعہ میں سے امام کے ساتھ کچھ بھی حصہ پا لینے والا، اگر چہ تشہد میں ہی ملے، جو امام کے ساتھ حصہ پایا ہے وہ نماز پڑھ لے اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد باقی نماز پوری کر لے، ظہر کی چار رکعات نہ پڑھے بلکہ جمعہ کی نماز کے مطابق تکمیل کرے، کیونکہ یہ مطلق طور پر آیا ہے کہ جو نماز پائی ہے وہ پڑھ لو اور جو رہ گئی ہے وہ پوری کر لو، یہ جمعہ اور غیر جمعہ سب نمازوں کے لیے ہے۔"

ثابت ہوا کہ نمازِ جمعہ کے جس مقام پر بھی ملا ہو، اسے جمعہ ہی ادا کرنا ہے، ظہر نہیں اگر چہ تشہد میں ملا ہو۔

۱۹۰۶۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِبْنِ أَنَسٍ الْجُهَنِيِّ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ تَخَطَّى رِقَابَ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اتَّخَذَ جِسْرًا إِلَى جَهَنَّمَ. (رواه الترمذی، ۵۱۳)

سیدنا معاذ بن انس جہنی رضی اللہ عنہ رفع کرتے ہیں: "جو شخص جمعہ کے دن لوگوں کی گردنوں پر سے گذرا اس کو جہنم کی طرف پل بنایا جائے گا۔" (ترمذی)

۱۹۰۷۔ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَا يُقِيْمَنَّ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ثُمَّ لِيُخَالِفْ إِلَى مَقْعَدِهِ فَيَقْعُدَ فِيْهِ وَلٰكِنْ يَقُوْلُ افْسَحُوْا. (لمسلم ۲۱۷۸)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے کوئی شخص جمعہ کے دن دوسرے کو نہ اٹھائے تاکہ اس کے بعد وہ خود اس کی جگہ پر بیٹھے بلکہ کہا کرو: کھل کر بیٹھو!" (مسلم)

شرح: ...... جمعہ ہو یا جمعہ کے علاوہ مجلس ہو کسی کو اس کی جگہ سے اٹھانا اور اس جگہ پر خود بیٹھنا جائز نہیں کیونکہ اس سے اس کی تحقیر ہوتی ہے۔

اگر کسی ضرورت کے تحت کوئی خود اٹھ کر گیا ہو تو وہی اس جگہ کا زیادہ حق دار ہے ہاں کوئی خود اجازت دیتا ہے تو پھر کوئی حرج نہیں۔

بہر صورت اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ دوران جمعہ بھائی کو اٹھا کر خود بیٹھنا یہ سخت ترین قبیح حرکت ہے، اس سے سختی سے آپ نے منع کیا ہے۔

(۱۹۰۶) ترمذی: ۵۱۳۔ ضعیف، البانی: ۷۹۔ ابن ماجہ: ۱۱۱۶۔ احمد: ۱۵۱۸۲۔

(۱۹۰۷) مسلم: ۲۱۷۸۔ احمد: ۱۳۷۳۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اگر جگہ کشادہ ہو تو کشادہ ہونے کا کہا جائے اگر نہیں تو پھر جہاں جگہ ملے آدمی جمعہ کا خطبہ سننے کے لیے وہیں بیٹھ جائے۔

١٩٠٨ــ عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ الْحَبْوَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالإِمَامُ يَخْطُبُ. (رواه الترمذى ، ٥١٤)

سیّدنا معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جمعہ کے دن امام کے خطبہ دینے کے وقت کپڑے میں لپٹ کر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔

١٩٠٩ــ عَنْ يَعْلَى بْنِ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ شَهِدْتُ مَعَ مُعَاوِيَةَ بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَجَمَعَ بِنَا فَنَظَرْتُ فَإِذَا جُلُّ مَنْ فِي الْمَسْجِدِ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ فَرَأَيْتُهُمْ مُحْتَبِينَ وَالإِمَامُ يَخْطُبُ. وَقَالَ: كَانَ يَحْتَبِي وَالأَمَامُ يَخْطُبُ ابْنُ عُمَرَ وَأَنَسٌ وَصَعْصَعَةُ بْنُ صُوحَانَ وَابْنُ الْمُسَيَّبِ وَالنَّخَعِيُّ وَمَكْحُولٌ وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدِبْنِ سَعْدٍ وَنَعِيمُ بْنُ سَلاَمٍ وَلاَبَأْسَ بِهَا وَلَمْ يَبْلُغْنِي أَنَّ أَحَدًا كَرِهَهُ إِلَّا عِبَادُبْنُ نُسَيّ. (رواه أبوداود. ١١١١)

سیّدنا شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیت المقدس میں تھا۔ انہوں نے ہمیں جمعہ پڑھایا۔ مسجد میں رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کپڑوں میں لپٹ کر بیٹھے تھے اور امام خطبہ دے رہا تھا۔ امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: امام کے خطبہ دینے کے وقت احتباء کرتے تھے۔ ابن عمرؓ، انسؓ، صعصعہ بن صوحان، ابن مسیبؒ، نخعیؒ، مکحولؒ، اسماعیل بن محمد بن سعد اور نعیم بن سلام۔ اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور مجھے یہ خبر نہیں پہنچی کہ اس کو کسی ایک نے بھی مکروہ قرار دیا ہو سوا عباد بن نسیؒ کے۔

شرح: ...... احتباء یہ ہے کہ آدمی اپنی پنڈلیاں اوپر کی جانب کھڑی کرے اور گھٹنوں پر کپڑا باندھ لے، یا ہاتھوں سے پکڑ لے اور ان پر ٹیک لگائے۔ یہ اندازِ نشست چونکہ نیند آور ہے، اس لیے اس طرح بیٹھنا جائز نہیں۔ یہ جو آیا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیٹھتے تھے تو مطابقت یوں ہوگی کہ یہ دوران خطبہ نہ تھا، یہ پہلے تھا۔ خطبہ کے دوران وہ اس طرح نہیں بیٹھتے تھے۔ بہتر یہی ہے کہ اس سے دورانِ خطبہ احتراز کیا جائے۔

١٩١٠ــ عَنْ عَمْرِوبْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ التَّحَلُّقِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ الصَّلاَةِ. (رواه رزين)

عمرو بن شعیب اپنے باپ سے وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ جمعہ کے دن نماز سے پہلے حلقہ بنا کر بیٹھنے سے نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ (رزین)

(١٩٠٨) ترمذی: ٥١٤۔ حسن، البانی: ٤٢٤۔ ابوداؤد: ١١١٠۔ احمد: ١٥٢٠٣۔

(١٩٠٩) ابوداؤد: ١١١١۔ ضعیف، البانی: ٢٤١۔

(١٩١٠) رزین۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۹۱۱ــ عَنْ جَابِرٍ قَالَ لَمَّا اسْتَوَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَالَ اجْلِسُوْا فَسَمِعَ ذٰلِكَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَجَلَسَ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ فَرَآهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ تَعَالَ يَا عَبْدَاللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ. (رواه أبوداود ۱۰۹۱)

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب جمعہ کے دن منبر پر جلوہ افروز ہوتے تو فرماتے: بیٹھ جاؤ۔ آپ ﷺ کا یہ ارشاد ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے سنا تو مسجد کے دروازے پر ہی بیٹھ گئے۔ آپ ﷺ نے دیکھا تو فرمایا اے عبداللہ بن مسعود آجاؤ!۔'' (ابوداوٗد)

شرح: ......۱۔ ثابت ہوا کہ خطیب منبر پر بیٹھ جائے اور خطبہ دے رہا ہو تو ضرورت کے وقت وہ کسی سے بات کر سکتا ہے۔ اس کی تائید اس واقعے سے بھی ہوتی ہے کہ نبی اکرم ﷺ خطبہ دے رہے تھے، ایک آدمی داخل ہوا تو نبی اکرم ﷺ نے اسے دو رکعت نماز پڑھنے کا حکم دیا۔ (سنن بیہقی: ۳/ ۲۱۷)

۲۔ اس سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا جذبہ اطاعت شعاری بھی نمایاں ہوتا ہے۔

۱۹۱۲ــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ أَوَّلَ جُمُعَةٍ جُمِّعَتْ بَعْدَ جُمُعَةٍ فِيْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي مَسْجِدِ عَبْدِالْقَيْسِ بِجُوَاثَى مِنَ الْبَحْرَيْنِ. (رواه البخاری، ۸۹۲)

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ پہلا جمعہ جو رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں جمعہ قائم ہونے کے بعد قائم کیا گیا وہ بحرین کی ایک جواثی نامی بستی میں عبدالقیس کی مسجد میں قائم کیا گیا تھا۔

۱۹۱۳۔ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَ قَائِدَ أَبِيْهِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ بَصَرُهُ عَنْ أَبِيْهِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ كَانَ إِذَا سَمِعَ النِّدَاءَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ تَرَحَّمَ لِأَسْعَدِ بْنِ زُرَارَةَ فَقُلْتُ لَهُ إِذَا سَمِعْتَ النِّدَاءَ تَرَحَّمْتَ لِأَسْعَدِ بْنِ زُرَارَةَ قَالَ لِأَنَّهُ أَوَّلُ مَنْ جَمَّعَ بِنَا فِي هَزْمِ النَّبِيْتِ مِنْ حَرَّةِ بَنِيْ بَيَاضَةَ فِيْ نَقِيْعٍ يُقَالُ لَهُ نَقِيْعُ الْخَضَمَاتِ قُلْتُ كَمْ أَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ قَالَ أَرْبَعُوْنَ. (رواه أبوداود ۱۰۶۹)

سیّدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ جب جمعہ کی اذان سنتے تو اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے لیے اللہ سے رحمت طلب کرتے تھے۔ ان کے بیٹے عبدالرحمٰن نے کہا: کیا وجہ ہے کہ جب تم اذان سنتے ہو تو اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے لیے رحمت طلب کرتے ہو؟ انہوں نے کہا: یہ اس لیے کہ یہ پہلا مسلمان ہے جس نے ہم لوگوں کو بنو بیاضہ کی پتھریلی زمین، خشک وادی جس کو نقیع الخضمات کہا جاتا پر نماز جمعہ کیلئے جمع کیا تھا۔ میں نے کہا: تمہاری اس وقت تعداد کیا تھی؟ اس نے کہا: چالیس افراد۔'' (ابوداوٗد)

(۱۹۱۱) ابوداؤد: ۱۰۹۱۔ صحیح، البانی: ۹۶۶.

(۱۹۱۲) بخاری: ۸۹۲۔ ابوداؤد: ۱۰۵۸.

(۱۹۱۳) ابوداؤد: ۱۰۶۹۔ حسن، البانی: ۹٤٤۔ ابن ماجہ: ۱۰۸۲.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شرح:......۱۔ جواثی بستی تھی، اس سے بستی میں جمعہ کے جائز ہونے کی دلیل ہے کیونکہ یہ نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں پڑھا گیا تھا، اگر جائز نہ ہوتا تو آپ ﷺ کو بذریعہ وحی بتا دیا جاتا۔

۲۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ عبدالقیس قبیلہ دوسری بستیوں والوں سے پہلے اسلام لایا تھا، یہ بحرین ہی میں رہتا تھا۔

۳۔ نقیع الخضمات مدینہ کے قریب ایک میل کے فاصلہ پر جگہ تھی۔

۴۔ جمعہ کے لیے شہر کی قید لگانا درست نہیں، اس بارے جتنے دلائل دیے جاتے ہیں وہ سب کمزور ہیں۔ اور جمعہ کے لیے چالیس آدمیوں کی تعداد کی شرط لگانا بھی درست نہیں، یہ تو اتفاق کی بات ہے کہ وہاں چالیس آدمی تھے یہ کوئی جمعہ کے لیے شرط نہیں۔ اس سے کم تعداد بھی ہو تو جمعہ جائز ہے۔ (عون المعبود: ۱/۴۱۴)

١٩١٤ــ عَنْ مُعَاذِبْنِ جَبَلٍ ، رَفَعَهُ: إِنْ أَتَّخِذَ الْمِنْبَرَ فَقَدِ اتَّخَذَهُ أَبِي إِبْرَاهِيمُ وَإِنِ أَتَّخَذَ الْعَصَافَقَدِ اتَّخَذَهَا أَبِي إِبْرَاهِيمُ . (للبزار ٦٣٣/ والكبير بضعف)

سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر میں نے منبر تیار کرایا ہے تو میرے باپ ابراہیم علیہ السلام نے بھی منبر بنایا تھا اور اگر میں نے عصا بنایا ہے تو میرے باپ ابراہیم علیہ السلام نے بھی بنایا تھا۔'' (البزار۔ الکبیر بسند ضعیف)

١٩١٥ــ عَنْ سَعْدِبْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَوَّلُ مَنْ خَطَبَ عَلَى الْمَنَابِرِ إِبْرَاهِيمُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . (رواه البزار بانقطاع .)

سعد بن ابراہیم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ پہلا شخص جس نے منبر پر خطبہ دیا ہے وہ ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ (البزار، سند منقطع ہے)

١٩١٦ــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَطَبَ وَظَهْرُهُ إِلَى الْمُلْتَزِمِ (رواه أحمد ٣٢٧٠ بلين .)

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے (مکہ میں) خطبہ دیا اور آپ ﷺ کی پشت مبارک مقام مُلتزم کی طرف تھی۔'' (احمد رحمہ اللہ، بسند کمزور ہے)

١٩١٧ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ سَلَّمَ عَلَى مَنْ عِنْدَمِنْبَرِهِ مِنَ الْجُلُوْسِ ، فَإِذَا صَعِدَ الْمِنْبَرَ تَوَجَّهَ إِلَى النَّاسِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ .

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جمعہ کے دن جب مسجد میں داخل ہوتے تو منبر کے پاس بیٹھے ہوئے افراد کو سلام کہتے تھے اور جب منبر پر چڑھتے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر ان کو بھی سلام کہتے۔'' (الاوسط، سند کمزور ہے)

(١٩١٤) بزار: ٦٣٣۔ طبرانی کبیر، وفیه موسی بن محمد بن ابراهیم بن الحارث، التیمی وهو ضعیف جداً۔ هیثمی: ٣١٠٣.

(١٩١٥) بزار وهو منقطع الاسناد، هیثمی: ٣١٠٤.

(١٩١٥) احمد: ٣٢٧٠۔ وفیه، عبدالله بن المزمل وهو ثقة وفیه کلام۔ هیثمی: ٣١١١.

(١٩١٧) طبرانی اوسط، وفیه: عیسی بن عبدالله الانصاری، وهو ضعیف، وذکره ابن حبان فی الثقات۔ هیثمی: ٣١١٩.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(رواه الطبراني في الأوسط بلين.)

١٩١٨ــ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، رَفَعَهُ: إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ عَلَى الْمِنْبَرِ فَلَا صَلَاةَ وَلَا كَلَامَ حَتَّى يَفْرُغَ الْإِمَامُ. (رواه الطبراني في الكبير بضعف)

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت ہے: ''فرمایا، جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں داخل ہو اور امام منبر پر موجود ہو تو نہ کوئی نماز جائز ہے نہ گفتگو جائز ہے یہاں تک کہ امام فارغ ہو۔'' (الکبیر سند ضعیف ہے)

١٩١٩ــ عَنْ جَابِرٍ: دَخَلَ النُّعْمَانُ بْنُ قَوْقَلَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ لَهُ: صَلِّ رَكْعَتَيْنِ تَجُوْزُ فِيْهِمَا فَإِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ فَلْيُصَلِّ. رَكْعَتَيْنِ وَلْيُخَفِّفْهُمَا. (رواه الطبراني في الكبير.)

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نعمان بن قوقل مسجد میں داخل ہوا تو رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے پس آپ ﷺ نے اس کو فرمایا: دو رکعات پڑھو اور مختصر پڑھو۔ اور جب تم میں سے کوئی شخص جمعہ کے دن مسجد میں آئے اور امام خطبہ دے رہا ہو تو وہ دو رکعات مختصر کر کے پڑھے۔'' (الکبیر)

١٩٢٠ــ عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الَّذِيْنَ يُشَقِّقُوْنَ ﴿الْكَلَامَ﴾ تَشْقِيْقَ الشِّعْرِ.

(رواه أحمد ١٦٤٥٧، والكبير ١٩/٣٦١ بلين)

سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اشعار پڑھنے کے طرز پر خطبہ دینے والے لوگوں کو لعنت کی ہے۔

١٩٢١ــ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ: كَانَ إِذَا صَلَّى يَوْمَ الْجُمُعَةِ خَرَجَ فَدَارَ فِي السُّوْقِ سَاعَةً ثُمَّ رَجَعَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَقِيْلَ لَهُ: لَمْ تَفْعَلْ هٰذَا؟ قَالَ. رَأَيْتُ سَيِّدَ الْمُسْلِمِيْنَ يَفْعَلُهُ.

(رواه الطبراني في الكبير بلين)

سیّدنا عبداللہ بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ جب نماز جمعہ پڑھتے تو نکلتے اور بازار میں گھوم کر مسجد میں واپس آ جاتے تھے۔ ان کو کہا گیا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ انہوں نے کہا میں نے تمام رسولوں کے سردار کو ایسا کرتے دیکھا ہے۔'' (یہ دو احادیث بسند ضعیف الکبیر کی مدویات ہیں)

١٩٢٢ــ عَنْ عَصْمَةَ، رَفَعَ: إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلَا يُصَلِّ بَعْدَهَا شَيْئًا

عصمہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''جب تم میں سے کوئی شخص نماز جمعہ پڑھ چکے تو کلام کرنے یا مسجد سے باہر نکلنے سے پہلے کوئی

(١٩١٨) طبراني كبير، وفيه: ايوب بن نهيك وهو متروك ضعفه جماعة، ذكره ابن حبان في الثقات، وقال يخطى. هيثمي: ٣١٢٠.

(١٩١٩) طبراني كبير. ليس للنعمان بن قوقل في هذا الحديث ذكر في الصحيح. هيثمي: ٣١٢٢.

انتباہ: یہ اوپر گزر چکا ہے کہ صحیح حدیث سے ثابت ہوا کہ امام خطبہ دے رہا ہو آدمی آئے تو دو مختصر رکعات پڑھے پھر بیٹھ کر خطبہ سنے۔

(١٩٢٠) احمد: ١٦٤٥٧۔ طبراني كبير: ١٩/ ٣٦١۔ وفيه: جابر الجعفي والغالب عليه الضعف.

(١٩٢١) طبراني كبير: وفيه. عبدالله الحراني ضعفه يحيى القطان وجماعة ووثقه ابن حبان. هيثمي: ٣١٨٩.

(١٩٢٢) طبراني كبير: ١٧/ ١٨١۔ وفيه الفضل بن المختار وهو ضعيف جدا. هيثمي: ٣١٨٩.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حَتَّى يَتَكَلَّمَ أَوْ يَخْرُجَ . (رواه الطبراني في الكبير بضعف (١٧/ ١٨١))

نماز نہ پڑھے۔" (الکبیر سند ضعیف ہے)

١٩٢٣۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ:كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَرْكَعُ قَبْلَ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَبَعْدَهَا أَرْبَعًا لَا يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ . (رواه الطبراني في الكبير بلين .)

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز جمعہ سے پہلے چار رکعات پڑھتے تھے اور نمازِ جمعہ کے بعد بھی چار رکعات پڑھتے تھے۔" (الکبیر سند کمزور ہے)

١٩٢٤۔ عَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِيهِ خُلِقَ آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَفِيهِ قُبِضَ وَفِيهِ النَّفْخَةُ وَفِيهِ الصَّعْقَةُ فَأَكْثِرُوْا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَيَّ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللهِ وَكَيْفَ تُعْرَضُ صَلَاتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْ أَرِمْتَ أَيْ يَقُوْلُوْنَ قَدْ بَلِيْتَ قَالَ إِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ قَدْ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ . (رواه النسائي۔ ١٣٧٤)

سیّدنا اوس بن اوس رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: "تمہارے تمام ایام میں سے جمعہ افضل ہے۔ اس میں آدم علیہ السلام پیدا کیے گئے اور اس دن میں ان کو قبض کیا گیا ہے اور اس دن میں صور پھونکا جائے گا اور اس دن میں غشی آئے گی۔ پس اس دن میرے اوپر بکثرت درود بھیجا کرو۔ تمہارا درود میرے اوپر پیش کیا جاتا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! ہمارا درود آپ پر کیسے پیش کیا جائے گا جبکہ آپ پرانی ہڈیاں بن جائیں گے؟ ان لوگوں نے کہا آپ پرانے ہوکر خاک ہو جائیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء علیہم السلام کے جسم کا کھانا حرام کردیا ہے۔"

شرح:......ا۔ جمعہ کا دن مطلق طور پر افضل دن نہیں، عرفات کا دن اس سے افضل ہے یا کم از کم اس کے برابر ہے۔

۲۔ اس میں اس جمعہ کے دن کی فضیلت کی وجہ بیان ہوئی ہے کہ اس میں نبیٔ اکرم ﷺ پر کثرت سے درود پڑھا جائے۔ اور دوسرے دنوں میں آپ ﷺ پر درود فرشتوں کے ذریعے پیش کیا جاتا ہے، مگر جمعہ کے دن ان کے واسطے کے بغیر پیش کیا جاتا ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ درود شریف آپ ﷺ کی وفات کے بعد، آپ پر پیش کیا جاتا ہے۔

۳۔ انبیائے کرام علیہم السلام کے جسم خاک سے محفوظ رہتے ہیں یہ انہیں کھاتی نہیں، اور انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں، مگر یہ دنیا کی معہود زندگی نہیں یہ برزخ کی زندگی ہے جس کی کیفیت ہم نہیں جانتے، ایمان رکھتے

(١٩٢٣) طبرانی کبیر۔ ابن ماجه، باختصار الاربع بعدها، طبرانی کبیر: وفيه الحجاج بن ارطاة وعطية العوفي وكلاهما فيه كلام، هيثمی : ٣١٩٠.

(١٩٢٤) نسائی: ١٣٧٤۔ صحیح، البانی: ١٣٠١۔ ابوداؤد: ١٥٣١۔ ابن ماجه: ١٦٣٦۔ احمد: ١٥٧٢٩۔ دارمی: ١٥٧٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ (مرعاۃ: ۲/ ۲۸۰)

۱۹۲۵۔ عَنْ كَثِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ الْمَزَنِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: إِنَّ فِي الْجُمُعَةِ سَاعَةً لَا يَسْأَلُ اللهَ الْعَبْدُ فِيهَا شَيْئًا إِلَّا آتَاهُ اللهُ إِيَّاهُ قَالُوا يَارَسُولَ اللهِ أَيَّةُ سَاعَةٍ هِيَ قَالَ حِينَ تُقَامُ الصَّلَاةُ إِلَى الْانْصِرَافِ مِنْهَا. (رواه الترمذی ، ، ٤٩٠)

کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے مرفوع روایت کرتے ہیں: ”جمعہ میں ایک ساعت ہے جس میں بندہ دعا کرتا ہے تو اللہ وہ چیز اس کو دیدیتا ہے لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! وہ کون سی ساعت ہے؟ فرمایا: جب نماز کی اقامت کہی جائے اس سے اس وقت تک کہ نماز سے سلام پھیرا جائے۔“ (ترمذی)

۱۹۲۶۔ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ لِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ أَسَمِعْتَ أَبَاكَ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللهِ فِي شَأْنِ سَاعَةِ الْجُمُعَةِ قَالَ قُلْتُ نَعَمْ سَمِعْتُهُ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ هِيَ مَا بَيْنَ أَنْ يَجْلِسَ الْإِمَامُ إِلَى أَنْ تُقْضَى الصَّلَاةُ. (رواه مسلم ۸۵۳)

ابو بردہ نے کہا: مجھے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: تو نے اپنے والد کو رسول اللہ ﷺ کی وہ حدیث بیان کرتے سنا ہے جس میں جمعہ کی اس ساعت کی فضیلت کا بیان ہے؟ میں نے کہا ہاں میں نے یہ بیان کرتے سنا ہے کہ انہوں نے کہا نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے: ”وہ ساعت امام کے منبر پر بیٹھنے سے نماز پورا کرنے تک ہے۔“ (مسلم، ابوداؤد)

۱۹۲۷۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ ثِنْتَانِ عَشْرَةَ يُرِيدُ سَاعَةً لَا يُوجَدُ مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللهَ عَزَّوَجَلَّ شَيْئًا إِلَّا آتَاهُ اللهُ عَزَّوَجَلَّ فَالْتَمِسُوهَا آخِرَ سَاعَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ. (رواه أبوداود، ١٠٤٨)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ”جمعہ کے دن کے بارہ حصے ہیں اور بارہ گھڑیاں ہیں۔ ایک گھڑی میں مسلمان اللہ تعالیٰ سے جو سوال کرتا ہے اللہ اس کو عطا کردیتا ہے اور عصر کے بعد تم اس گھڑی کو آخری حصے میں تلاش کرو۔“

۱۹۲۸۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ”وہ جمعہ کے دن کی

(۱۹۲۵) ترمذی: ۴۹۰۔ ضعیف جدار البانی: ۷۵۔ ابن ماجہ: ۱۱۳۸۔
(۱۹۲۷) مسلم: ۸۵۳۔ ابوداؤد: ۱۰۴۹۔
(۱۹۲۷) ابوداؤد: ۱۰۴۸۔ صحیح البانی: ۹۲۶۔ نسائی: ۱۳۸۹۔
(۱۹۲۸) ترمذی: ۴۸۹۔ حسن البانی: ۴۰۶۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

أَنَّهُ قَالَ الْتَمِسُوْا السَّاعَةَ الَّتِي تُرْجَى فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ بَعْدَ الْعَصْرِ إِلَى غَيْبُوْبَةِ الشَّمْسِ.

(رواه الترمذی ٤٨٩)

ساعت جس کی امید کی جاتی ہے اس کو تلاش کرو بعد نمازِ عصر تا غروب آفتاب۔'' (ترمذی)

١٩٢٩۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ خَرَجْتُ إِلَى الطُّوْرِ فَلَقِيْتُ كَعْبَ الأَحْبَارَ فَجَلَسْتُ مَعَهُ فَحَدَّثَنِيْ عَنِ التَّوْرَاةِ وَحَدَّثْتُهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَكَانَ فِيمَا حَدَّثْتُهُ أَنْ قُلْتُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ فِيْهِ خُلِقَ آدَمُ وَفِيْهِ أُهْبِطَ مِنَ الْجَنَّةِ وَفِيْهِ تِيْبَ عَلَيْهِ وَفِيْهِ مَاتَ وَفِيْهِ تَقُوْمُ السَّاعَةُ وَمَا مِنْ دَابَّةٍ إِلَّا وَهِيَ مُصِيْخَةٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مِنْ حِيْنِ تُصْبِحُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ شَفَقًا مِنَ السَّاعَةِ إِلَّا الْجِنُّ وَالإِنْسُ وَفِيْهِ سَاعَةٌ لَا يُصَادِفُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ يُصَلِّي يَسْأَلُ اللّٰهَ شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ قَالَ كَعْبٌ ذٰلِكَ فِي كُلِّ سَنَةٍ يَوْمٌ فَقُلْتُ بَلْ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ فَقَرَأَ كَعْبُ التَّوْرَاةَ فَقَالَ صَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ فَلَقِيْتُ بَصْرَةَ بْنَ أَبِي بَصْرَةَ الْغِفَارِيَّ فَقَالَ مِنْ أَيْنَ أَقْبَلْتَ فَقُلْتُ مِنَ الطُّوْرِ فَقَالَ لَوْ أَدْرَكْتُكَ قَبْلَ أَنْ تَخْرُجَ إِلَيْهِ مَا خَرَجْتَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَا تُعْمَلُ الْمَطِيُّ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ إِلَى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَإِلَى مَسْجِدِيْ هٰذَا وَإِلَى مَسْجِدِ إِيْلِيَاءَ أَوْ بَيْتِ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں کعب احبار کو ملا اور ان سے میں نے حدیث بیان کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے: ''بہترین دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے وہ جمعہ ہے۔ اس میں آدم علیہ السلام پیدا کیے گئے اور اسی دن ان کو زمین پر اتارا گیا، اسی دن ان کی توبہ قبول کی گئی، اسی دن وہ فوت ہوئے، اسی دن میں قیامت قائم ہوگی اور ہر جاندار چیز جنوں اور انسانوں کے علاوہ جمعہ کے دن صبح ہونے سے سورج طلوع ہونے تک قیامت آنے کے خوف سے چیختی چلاتی ہے اور جمعہ کے دن میں ایک ساعت ہے جس کے موافق اگر کوئی مسلمان نماز پڑھتا یا اللہ تعالیٰ سے کسی چیز کا سوال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ وہ چیز اس کو عطا کر دیتا ہے۔ کعب نے کہا: یہ سال میں ایک دن ہی ہے؟ میں نے کہا: نہیں بلکہ ہر جمعہ میں ہے۔ تو اس نے تورات پڑھی اور کہا: رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا ہے۔ ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں بصرہ بن ابی بصرہ کو ملا اس نے کہا تو کہاں سے آیا ہے؟ میں نے کہا: طور پہاڑ کی طرف سے آیا ہوں۔ اس نے کہا: اگر میں تجھے اس سے پہلے ملتا تو تو ادھر نہ جاتا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ آپ نے فرمایا: صرف تین مسجدوں کی طرف سواری پر سفر کیا جائے۔ مسجد حرام، مسجد نبوی، مسجد اقصیٰ۔ ابوہریرہ نے کہا: پھر میں عبداللہ بن سلام سے ملا اور میں نے کعب احبار کے ساتھ اپنی مجلس کا ذکر کیا اور اس کا یہ قول بھی

(١٩٢٩) موطا: ٢٤٣۔ ترمذی: ٤٩١۔ نسائی: ١٤٣١۔ ابوداؤد: ١٠٤٦۔ ابن ماجہ: ١١٣٩۔ احمد: ٢٦٦٨٨۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْمَقْدِسِ يَشُكُّ قَالَ أَبُوهُرَيْرَةَ ثُمَّ لَقِيتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَلامٍ فَحَدَّثْتُهُ بِمَجْلِسِي مَعَ كَعْبِ الأَحْبَارِ وَمَا حَدَّثْتُهُ بِهِ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَقُلْتُ قَالَ كَعْبُ ذٰلِكَ فِي كُلِّ سَنَةٍ يَوْمٌ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلامٍ كَذَبَ كَعْبٌ فَقُلْتُ ثُمَّ قَرَأَ كَعْبُ التَّوْرَاةَ فَقَالَ بَلْ هِيَ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلامٍ صَدَقَ كَعْبٌ ثُمَّ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلامٍ قَدْ عَلِمْتُ أَيَّةَ سَاعَةٍ هِيَ قَالَ أَبُوهُرَيْرَةَ فَقُلْتُ لَهُ أَخْبِرْنِي بِهَا وَلَا تَضَنَّ عَلَيَّ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلامٍ هِيَ آخِرُ سَاعَةٍ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ قَالَ أَبُوهُرَيْرَةَ فَقُلْتُ وَكَيْفَ تَكُونُ آخِرُ سَاعَةٍ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَا يُصَادِفُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ يُصَلِّي وَتِلْكَ السَّاعَةُ لَا يُصَلِّي فِيهَا فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ سَلامٍ أَلَمْ يَقُلْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ جَلَسَ مَجْلِسًا يَنْتَظِرُ الصَّلاةَ فَهُوَ فِي صَلاةٍ حَتَّى يُصَلِّيَ قَالَ أَبُوهُرَيْرَةَ فَقُلْتُ بَلَى قَالَ فَهُوَ ذٰلِكَ. (رواه مالك ٢٤٣)

بیان کیا کہ وہ ساعت سال کے ایک دن میں ہے تو انہوں نے کہا: کعب نے غلط کہا۔ میں نے بتایا کہ پھر کعب نے تورات پڑھی اور پھر اس نے کہا وہ ساعت ہر جمعہ میں ہے تو عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ بات کعب نے درست کہی ہے۔ پھر عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ روایت کون سی ہے؟ میں نے کہا مجھے بتایئے اور وہ مجھ سے مخفی نہ رکھنا۔ تو انہوں نے کہا وہ جمعہ کے دن کی آخری ساعت ہے۔ میں نے کہا وہ آخری ساعت کیسے ہوسکتی ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: جو مسلمان اس ساعت کے موافق نماز پڑھتا ہے۔ اور اس آخری ساعت میں تو نماز نہیں پڑھی جاتی۔ عبداللہ بن سلام نے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ نے نہیں فرمایا کہ جو شخص کسی جگہ میں بیٹھ کر نماز کا انتظار کرتا ہے تو وہ نماز ہی میں شمار کیا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ نماز پڑھ لے؟ تو میں نے کہا: ہاں یہ تو آپ ﷺ نے فرمایا ہے۔ انہوں نے کہا: وہ یہی ساعت ہے۔

١٩٣٠۔ عَنْ أَبِي لُبَابَةَ بْنِ عَبْدِ الْمُنْذِرِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ سَيِّدُ الأَيَّامِ وَأَعْظَمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَهُوَ أَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ يَوْمِ الأَضْحٰى وَيَوْمِ الْفِطْرِ. (رواه إبن ماجة ١٠٨٤)

سیدنا ابولبابہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جمعہ دنوں کا سردار ہے۔ یوم الاضحیٰ اور یوم الفطر سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک یوم جمعہ کی زیادہ عظمت ہے۔''

١٩٣١۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ، رَفَعَهُ: مَنْ مَاتَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وُقِيَ عَذَابَ الْقَبْرِ (رواه

سیدنا انس رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''جو شخص جمعہ کے دن فوت ہوا وہ قبر کے عذاب سے بچایا جاتا ہے۔'' (الموصلی۔ سند

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

أبو يعلى موصلى بلين) . کمزور ہے)

شرح:......۱۔ جمعہ کے دن کی یہ خصوصیت ہے کہ اس میں دعا کی قبولیت کی گھڑی آتی ہے۔

۲۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ گھڑی منسوخ ہو چکی ہے یہ بات درست نہیں۔ یہ گھڑی منسوخ نہیں ہوئی۔ اسی طرح برقرار ہے اور قیامت تک رہے گی، مگر اس کا تعین نہیں یاد دلایا گیا تاکہ لوگ اس کی جستجو میں مصروف رہیں سستی نہ کریں۔

۳۔ وہ دعا کی قبولیت کی گھڑی کب ہے، اس بارے میں چالیس اقوال ہیں، مگر صحیح ترین دو باتیں ہیں، جو یہاں بیان ہوئی ہیں۔

(۱) امام کے منبر پر بیٹھنے سے لے کر نماز سے فارغ ہونے تک ہے۔

(۲) وہ گھڑی جمعہ کے دن کے آخر میں ہے چونکہ آدمی جب نماز کے انتظار میں ہو تو وہ نماز ہی میں تصور ہوتا ہے اس لیے اس گھڑی کی سعادت سے بہرہ ور ہوسکتا ہے۔

ان میں سے زیادہ بہتر یہی قول ہے کہ امام کے منبر پر بیٹھنے سے لے کر نماز جمعہ سے فراغت تک کا وقت ہے، جو قبولیت دعا کا ہے۔ اسے یاد رکھیں اور اس وقت کے دوران دعا کریں اور سعادت سے دامن بھریں۔

صَلَاةُ الْمُسَافِرِ وَجَمْعُ الصَّلَاةِ

مسافر کی نماز کا اور نمازوں کو جمع کرنے کا بیان

۱۹۳۲۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَزِيدَ الْهُنَائِيِّ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنْ قَصْرِ الصَّلَاةِ فَقَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا خَرَجَ مَسِيرَةَ ثَلَاثَةِ أَمْيَالٍ أَوْ ثَلَاثَةِ فَرَاسِخَ شُعْبَةُ الشَّاكُّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ. (رواه مسلم، ٦٩١)

یحییٰ بن یزید سے روایت ہے کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سوال کیا: نبی کریم ﷺ جب تین میل کی مسافت پر نکلتے یا تین فرسخ کے فاصلے پر، شک شعبہ رحمہ اللہ کو ہے۔ تو آپ ﷺ دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔

شرح:...... شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے جو رخصتیں دی ہیں انہیں قبول کیا جائے اور ان پر عمل کیا جائے۔ (حجة الله: ۲/ ۱۷)

۲۔ نبی اکرم ﷺ کا معمول سفر میں نمازِ قصر ادا کرنے کا ہی رہا ہے اسی کو اپنایا جائے سفر میں نماز قصر ہی ادا کریں تاہم اگر کوئی پوری نماز پڑھتا ہے تو ادا ہو جائے گی۔

۳۔ نمازِ قصر کتنی مسافت سے شروع ہوتی ہے، اس بارے میں اختلاف ہے، بعض اڑتالیس میل مراد لیتے ہیں

(۱۹۳۰) ابن ماجه: ۱۰۸٤۔ حسن، الباني: ۸۸۸۔ احمد: ۱۰۱۲۰.

(۱۹۳۱) ابو يعلى موصلي، وفيه: يزيد الوقاشي وفيه كلام، هيثمي: ۳۸۹۱.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جن کے کلومیٹر ستر سے اوپر بنتے ہیں۔

لیکن صحیح ترین یہی ہے جو اس حدیث میں آیا ہے، ایک لفظ تین میل کا ہے، ایک لفظ تین فرسخ وارد ہوا ہے۔ احتیاطاً تین فرسخ لیتے ہیں۔ ایک فرسخ تین میل کا ہے، جن کے کلومیٹر تقریباً اٹھارہ بنتے ہیں، اٹھارہ کلومیٹر سفر کرنا ہو تو گاؤں یا شہر کی آبادی سے جب باہر چلے جائیں وہاں سے لے کر منزلِ مقصود تک نمازِ دوگانہ پڑھ سکتے ہیں۔

۱۹۳۳۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ كَانَ يُقْصِرُ الصَّلَاةَ فِي مِثْلِ مَا بَيْنَ مَكَّةَ وَالطَّائِفِ وَفِي مِثْلِ مَا بَيْنَ مَكَّةَ وَعُسْفَانَ وَفِي مِثْلِ مَا بَيْنَ مَكَّةَ وَجُدَّةَ قَالَ مَالِكٌ وَذٰلِكَ أَرْبَعَةُ بُرُدٍ. (لمالك)

امام مالک رحمہ اللہ کو خبر پہنچی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما مکہ اور طائف کے درمیانے فاصلے کی مسافت کے برابر سفر میں نماز قصر کرتے تھے اور مکہ وعسفان کے فاصلہ کے برابر اور مکہ اور جدہ کے فاصلہ کے برابر بھی قصد کرتے۔ اور یہ چار منزل کا فاصلہ ہے (ایک برد بارہ میل)۔

شرح: ......۱۔ یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب وہی مسافت ہے جو ہم نے اوپر بیان کی ہے، اٹھارہ کلومیٹر۔

۲۔ مکہ اور طائف کے درمیان اگر سیل کے رستہ سے آئیں تو ایک سو پینتیس کلومیٹر بنتے ہیں اگر عرفات کی جانب سے آئیں تو ننانوے کلومیٹر مسافت بنتی ہے۔

مکہ اور عسفان چھتیس میل کا فاصلہ ہے، مکہ اور جدہ کے درمیان تہتر کلومیٹر کا فاصلہ ہے، ہم نے اوپر عرض کیا ہے کہ یہ رائے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب مسافت وہی ہے جو اٹھار کلومیٹر والی ہے۔

۱۹۳۴۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ مِنَ الْمَدِيْنَةِ إِلَى مَكَّةَ لَا يَخَافُ إِلَّا اللّٰهَ رَبَّ الْعَالَمِيْنَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ. (رواه الترمذي ٥٤٧)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے مکہ کی طرف نکلے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ رب العلمین کے سوا کسی کا کوئی خوف نہیں تھا تب بھی آپ نے دو رکعات نماز پڑھی۔

شرح: ......بعض لوگوں کا خیال ہے کہ نماز قصر خوف کے ساتھ وابستہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿خِفْتُمْ أَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ (النسآء: ۱۰۱) ''اگر تمہیں خوف ہو کہ کافر تمہیں فتنہ میں ڈال لیں گے۔'' تو نماز قصر کر لو۔ چونکہ اس وقت زیادہ تر سفر خوف اور جنگ کے لیے تھا۔ اس لیے یہ قید لگائی گئی، دوسری بات یہ ہے کہ بعض اوقات ایک حکم کا سبب ہوتا ہے وہ ختم ہو جاتا ہے، حکم پھر بھی باقی رہتا ہے۔

(۱۹۳۲) مسلم: ۶۰۱۔ ابوداؤد: ۱۲۰۱۔ احمد: ۱۱۹۰۴۔

(۱۹۳۳) مؤطاء اسنادہ صحیح۔ التلخیص: ۱/۱۲۹۔

(۱۹۳۴) ترمذی: ۵۴۷۔ صحیح، البانی: ۴۵۲۔ نسائی: ۱۴۳۵۔ احمد: ۱۸۵۵۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

جیسا کہ طواف میں رمل (دوڑنا) ہے یہ کافروں کو شرمندہ کرنے کے لیے تھا۔ اب یہ وجہ نہیں رہی لیکن یہ طریقہ اب بھی باقی ہے۔

بہر صورت اس حدیث میں ان لوگوں کی تردید ہے کہ خوف ہو یا امن کا سفر ہو سفر میں نمازِ قصر مسنون ہے، ہو سفر نیکی کا بدی کا نہ ہو۔ (تحفۃ الاحوذی: ۱/۳۸۳)

۱۹۳۵۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّيْتُ الظُّهْرَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِالْمَدِينَةِ أَرْبَعًا وَبِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ (رواه البخاري ۱۰۸۹)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ نمازِ ظہر مدینہ میں چار رکعات پڑھی پھر آپ ﷺ مکہ جانے کے ارادے سے نکلے اور مقام ذوالحلیفہ میں عصر کی نماز دو رکعت ادا کی۔

شرح: ......۱۔ ذوالحلیفہ مدینہ سے تقریباً گیارہ کلومیٹر ہے، جب مکہ کی طرف آئیں تو مدینہ والے یہاں سے احرام باندھتے ہیں، یہ ان کی میقات ہے، آج کل اسے بئر علی کہتے ہیں۔

۲۔ یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ جو سفر کا ارادہ کرتا ہے وہ اس وقت دوگانہ شروع کرے جب شہر سے نکل جائے کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے مدینہ سے باہر نکل کر دوگانہ پڑھا تھا۔

۳۔ یہاں سے بعض لوگوں نے استدلال کیا ہے کہ تھوڑے سے سفر پر بھی دوگانہ جائز ہے کیونکہ مدینہ اور ذوالحلیفہ کے درمیان چند میل کا فاصلہ ہے، مگر یہ استدلال درست نہیں کیونکہ یہ اتفاق ہوا تھا کہ نمازِ عصر کا وقت وہاں ہوا تو آپ نے دوگانہ پڑھا، اس جگہ تک کے لیے نہ تھا۔ آپ سفر پر رہے، واپسی تک دوگانہ ہی پڑھتے رہے۔

یہ استدلال درست ہے کہ شہر سے باہر نکل کر نماز کا وقت ہو جائے تو دوگانہ شروع ہو جاتا ہے۔ (مرعاۃ: ۲/۲۵۷)

۱۹۳۶۔ عَنْ يَحْيَى بْنَ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى مَكَّةَ فَكَانَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ حَتَّى رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ قُلْتُ أَقَمْتُمْ بِمَكَّةَ شَيْئًا قَالَ أَقَمْنَا بِهَا ﴿عَشْرًا﴾ (رواه البخاري ۱۰۸۱)

اور ایک روایت میں ہے: ہم مدینہ سے نبی کریم ﷺ کے ساتھ مکہ کی طرف نکلے۔ آپ ﷺ دو دو رکعات ہی پڑھتے رہے یہاں تک کہ ہم مدینہ واپس آ گئے، ان سے سوال کیا گیا: کیا تم مکہ میں کچھ ٹھہرے تھے؟ انہوں نے کہا: ایک مہینہ ٹھہرے تھے۔

(۱۹۳۵) بخاری: ۱۰۸۹۔ مسلم: ۱۹۶۶۔ ترمذی: ۱۴۹۴۔ نسائی: ۴۴۱۸۔ ابوداؤد: ۲۷۹۴۔ ابن ماجہ: ۳۱۵۱۔ احمد: ۱۳۵۶۰۔ دارمی: ۱۹۴۵۔

(۱۹۳۶) بخاری: ۱۰۸۱۔ مسلم: ۶۹۳۔ ترمذی: ۵۴۸۔ نسائی: ۱۴۵۲۔ ابوداؤد: ۱۲۳۳۔ ابن ماجہ: ۱۹۷۷۔ احمد: ۱۳۵۸۹۔ دارمی: ۱۵۰۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

١٩٣٧۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ تِسْعَةَ عَشَرَ يَقْصُرُ فَنَحْنُ إِذَا سَافَرْنَا تِسْعَةَ عَشَرَ قَصَرْنَا وَإِنْ زِدْنَا أَتْمَمْنَا. (رواه البخاری ١٠٨٠)

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی کریم ﷺ انیس دن ٹھہرے اور نماز قصر کرتے رہے۔ پس اگر ہم سفر پر گئے اور ہم انیس دن ٹھہرے تو قصر کریں گے اور اگر ہم زیادہ ٹھہرے تو نماز پوری پڑھیں گے۔

١٩٣٨۔ إلا أن فی النسائی: خَمْسَةَ عَشَرَ. رواه النسائی ١٤٥٣)

نسائی کی روایت میں پندرہ ایام کا ذکر ہے۔

١٩٣٩۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ خَمْسَ عَشَرَةَ يَقْصُرُ الصَّلَاةَ. (رواه أبوداود ، ، ١٢٣١)

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مکہ فتح کرنے کے سال پندرہ دن ٹھہرے اور نماز قصر کرتے رہے۔

١٩٤٠۔ وفی أخرى له: سَبْعَ عَشَرَةَ. (رواه أبوداود ، ، ١٢٣٩)

اور ان کی دوسری روایت میں سترہ دن کا ذکر ہے۔

١٩٤١۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَشَهِدْتُ مَعَهُ الْفَتْحَ فَأَقَامَ بِمَكَّةَ ثَمَانِيَ عَشْرَةَ لَيْلَةً لَا يُصَلِّي إِلَّا رَكْعَتَيْنِ وَيَقُوْلُ يَاأَهْلَ الْبَلَدِ صَلُّوْا أَرْبَعًا فَإِنَّا قَوْمٌ سَفْرٌ. (رواه أبوداود ، ، ١٢٢٩)

سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا: میں رسول اللہ کے ساتھ غزوات میں رہا اور غزوہ فتح مکہ میں آپ کے ساتھ حاضر تھا۔ آپ مکہ میں اٹھارہ دن ٹھہرے آپ صرف دو رکعات ہی پڑھتے تھے اور فرماتے تھے: ''اے شہر والو! تم چار رکعات پوری کرو، ہم مسافر ہیں۔''

١٩٤٢۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ أَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِتَبُوْكَ عِشْرِيْنَ يَوْمًا يَقْصُرُ الصَّلَاةَ. (رواه أبوداود ، ، ١٢٣٥)

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ تبوک میں بیس دن ٹھہرے اور نماز قصر کرتے تھے۔

١٩٤٣۔ عَنِ الْحَسَنِ: أَنَّهُ أَقَامَ مَعَ أَنَسٍ

حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا وہ انس رضی اللہ عنہ کے ساتھ نیشاپور میں

(١٩٣٧) بخاری: ١٠٨٠۔ ترمذی: ٥٤٩۔ نسائی: ١٤٥٣۔ ابوداؤد: ١٢٣٢۔ ابن ماجه: ١٠٧٥۔

(١٩٣٨) نسائی: ١٤٥٣۔ صحیح، البانی: ١٣٧٧۔

(١٩٣٩) ابوداؤد: ١٢٣١۔ ضعیف، منکر، البانی: ٢٦٥۔ بخاری: ٤٣٠٠۔ ترمذی: ٥٤٩۔ نسائی: ١٤٥٣۔ ابن ماجه: ١٠٧٥۔

(١٩٤٠) ابوداؤد: ١٢٣٠۔ صحیح، البانی: ١٠٨٨۔ بخاری: ٤٣٠٠۔ ترمذی: ٥٤٩۔ نسائی: ١٤٥٣۔ ابن ماجه: ١٠٧٥۔

(١٩٤١) ابوداؤد: ١٢٢٩۔ ضعیف، البانی: ٢٦٤۔ ترمذی: ٥٤٥۔

(١٩٤٢) ابوداؤد: ١٢٣٥۔ صحیح، البانی: ١٠٩٤۔ احمد: ١٣٧٢٦۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بِنَيْسَابُوْرَ فَكَانَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ

ٹھہرے رہے اور وہ دو دو رکعات ہی پڑھتے تھے۔

١٩٤٤ـ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَقَامَ بِمَكَّةَ عَشَرَ لَيَالٍ يَقْصُرُ الصَّلَاةَ إِلَّا أَنْ يُصَلِّيَهَا مَعَ الْإِمَامِ فَيُصَلِّيهَا بِصَلَاتِهِ.

(رواه مالك ، ، ٣٤٧)

امام مالک نے نافع سے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق روایت کیا ہے کہ وہ مکہ میں دس رات ٹھہرے اور وہ نماز قصر ہی پڑھتے تھے۔ البتہ اگر امام کے ساتھ پڑھتے تو پھر اس کی نماز کے موافق پڑھتے۔ (مالک)

شــرح: ......۱۔ یہ بات وضاحت طلب ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں دس دن ٹھہرے۔ یہ حج کے موقع کی بات ہے، اس لیے جو دوسری روایات میں پندرہ دن، اٹھارہ دن یا انیس دنوں کا آیا ہے، ان میں تضاد نہیں۔ وہ فتح مکہ کی بات ہے، یہ حجۃ الوداع کی بات ہے۔

۲۔ اب شرح طلب یہ بات ہے کہ فتح مکہ میں بھی مختلف روایات میں قصر نماز کے متعلق مختلف دنوں کی تعداد آئی ہے کہ آپ مکہ میں کتنے دن مصروف رہے۔

(۱) انیس دن ٹھہرے (۲) بیس دن ٹھہرے (۳) سترہ دن ٹھہرے (۴) پندرہ دن ٹھہرے۔

مطابقت یوں ہے کہ انیس اور بیس دنوں میں تو کوئی خاص فرق نہیں، گنتی کی کسر ڈال کر بیس کر دیا، اصل میں انیس دن ہیں۔ جس نے اٹھارہ دن کہے ہیں، اس نے مدینہ سے نکلنے یا مکہ میں داخل ہونے میں سے ایک دن نہیں شمار کیا، جس نے سترہ دن کہے ہیں، اس نے مدینہ سے نکلنے اور مکہ میں داخلے کا دن شمار نہیں کیا۔ جس نے پندرہ دن کہے ہیں، اس نے انیس کی جگہ سترہ دن سمجھ لیے اور آنے جانے کے دن نکال کر پندرہ کہہ دیئے اور جس نے دس دن کہے ہیں کہ فتح مکہ میں آپ کا سفر دس دن رہا اس نے درمیان والے ایام جو سفر میں گزرے تھے جو کہ تقریباً آٹھ ہیں، وہ شمار نہیں کیے۔ ان میں صحیح ترین قول انیس دن کا ہے۔

اب خلاصہ یہ ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس سفر میں ٹھہراؤ تین دن تک رہا ہے۔ لہٰذا اگر کوئی مسافر کسی جگہ پر تین دن تک ٹھہرنے کا عزم رکھتا ہے تو وہ قصر نماز پڑھے گا، جو اس سے کم عزم رکھتا ہو وہ بھی مسافرانہ نماز پڑھے گا، اس سے زیادہ یعنی چار یا اوپر دنوں کا ٹھہرنے کا عزم ہو تو یہ مقیم ہوگا اور پوری نماز ادا کرے گا۔ (مرعاۃ: ۲/ ۲۵۹)

۳۔ جب امام مقامی ہو تو مسافر اس کے ساتھ مل جائے تو وہ بھی نماز پوری پڑھے گا اور اگر امام مسافر ہو تو مقتدی مقامی ہوں تو وہ امام کے سلام کے بعد اپنی نماز پوری کریں گے۔

١٩٤٥ـ عَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ الْخُزَاعِيِّ رضي الله عنه

حارثہ بن وہب نے کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں ہمیں

(١٩٤٤) موطا: ٣٤٧.

(١٩٤٥) بخاری: ١٦٥٦ـ مسلم: ٦٩٥ـ نسائی: ١٤٤٩ـ ابوداؤد: ١٩٦٠ـ احمد: ٤٤١٣ـ دارمی: ١٨٧٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قَالَ صَلَّى بِنَا النَّبِيُّ ﷺ وَنَحْنُ أَكْثَرُ مَا كُنَّا قَطُّ وَآمَنُهُ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ. (رواه البخاری،١٦٥٦)

دو رکعات نماز پڑھائی اس حال میں کہ ہم اتنے کثیر تعداد میں اور اتنے بے خوف کسی دوسرے موقع پر نہیں رہے۔

شرح: ..اس حدیث میں دلیل ہے کہ مکہ والے ہوں یا باہر والے ہوں، منیٰ میں دوگانہ پڑھیں۔

۲۔سفر میں بغیر خوف کے بھی نماز دوگانہ پڑھنا مسنون ہے، اس کے ساتھ خوف کی قید لگانا ناجائز ہے۔

١٩٤٦۔ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ صَلّٰى بِنَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ ؓ بِمِنًى أَرْبَعَ رَكْعَاتٍ فَقِيْلَ ذٰلِكَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ؓ فَاسْتَرْجَعَ ثُمَّ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ وَصَلَّيْتُ مَعَ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ ؓ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ وَصَلَّيْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ؓ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ فَلَيْتَ حَظِّي مِنْ أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ رَكْعَتَانِ مُتَقَبَّلَتَانِ. (رواه البخاری، ١٠٨٤)

سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو کہا گیا کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے عرفات میں چار رکعات پڑھی ہیں۔ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ منیٰ میں دو رکعات تلاوت کی ہیں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ دو اور عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی دو پڑھی ہیں اور پھر تمہیں مختلف راستوں نے جدا کر دیا۔ پس افسوس میرے لیے چار رکعات کی بجائے دو رکعات مقبول کردہ ہی ہوتیں۔

١٩٤٧۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ وَأَبُوْبَكْرٍ بَعْدَهُ وَعُمَرُ بَعْدَ أَبِي بَكْرٍ وَعُثْمَانُ صَدْرًا مِنْ خِلَافَتِهِ ثُمَّ إِنَّ عُثْمَانَ صَلّٰى بَعْدُ أَرْبَعًا فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا صَلّٰى مَعَ الْإِمَامِ صَلّٰى أَرْبَعًا وَإِذَا صَلَّاهَا وَحْدَهُ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ. (لمسلم ٦٩٤)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منیٰ میں دو رکعات پڑھیں اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے اور عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی خلافت کے اوائل میں دو رکعات ہی پڑھیں۔ پھر عثمان رضی اللہ عنہ نے چار پڑھنا شروع کر دیا تو ابن عمر رضی اللہ عنہ جب امام کے ساتھ پڑھتے چار پڑھتے اور جب تنہا پڑھتے تو دو رکعات ہی پڑھتے۔

١٩٤٨۔ عَنْ مُوْسَى بْنِ سَلَمَةَ الْهُذَلِيِّ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ كَيْفَ أُصَلِّي إِذْ كُنْتُ بِمَكَّةَ إِذَا لَمْ أُصَلِّ مَعَ الْإِمَامِ فَقَالَ رَكْعَتَيْنِ

موسیٰ بن طلحہ سے روایت ہے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ میں مکہ میں امام کے ساتھ نماز نہ پڑھوں؟ کیسے پڑھوں؟ انہوں نے کہا: دو رکعات پڑھ۔ ابوالقاسم ﷺ کی

(١٩٤٦) بخاری: ١٠٨٤۔ مسلم: ٦٩٥۔ نسائی: ١٤٤٩۔ ابوداؤد: ١٩٦٠۔ احمد: ٤٤١٣۔ دارمی: ١٨٧٤.

(١٩٤٧) مسلم: ٦٩٤۔ بخاری: ١٦٥٥۔ نسائی: ١٤٥١۔ احمد: ٦٣١٦۔ دارمی: ١٨٧٥.

(١٩٤٨) مسلم: ٦٨٨۔ نسائی: ١٤٤٤۔ احمد: ٣٤٨٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سُنَّةَ أَبِي الْقَاسِمِ ﷺ (لمسلم ٦٨٨)

سنت یہی ہے۔

١٩٤٩۔ وَعَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ لَمَّا اتَّخَذَ عُثْمَانُ الْأَمْوَالَ بِالطَّائِفِ وَأَرَادَ أَنْ يُقِيمَ بِهَا صَلَّى أَرْبَعًا قَالَ ثُمَّ أَخَذَ بِهِ الْأَئِمَّةُ بَعْدَهُ. (لأبي داود ١٩٦٠)

عثمان رضی اللہ عنہ نے جب طائف میں جائیداد بنائی اور انہوں نے وہاں مقیم ہونے کا ارادہ کیا تو منیٰ میں چار رکعات پڑھیں پھر حکمرانوں نے یہی طریقہ اختیار کیا۔

١٩٥٠۔ وَفِي رِوَايَةٍ: إِنَّمَا صَلَّى بِمِنًى أَرْبَعَ لِأَنَّهُ أَجْمَعَ عَلَى الْإِقَامَةِ بَعْدَ الْحَجِّ.

اور ایک روایت ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے چار رکعات منیٰ میں اس لیے پڑھیں کہ انہوں نے حج کے بعد اقامت کا ارادہ کیا تھا۔

١٩٥١۔ وَعَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ أَتَمَّ الصَّلَاةَ بِمِنًى مِنْ أَجْلِ الْأَعْرَابِ لِأَنَّهُمْ كَثُرُوا عَامَئِذٍ فَصَلَّى بِالنَّاسِ أَرْبَعًا لِيُعَلِّمَهُمْ أَنَّ الصَّلَاةَ أَرْبَعٌ. (هما لأبي داود ١٩٦٠)

دوسری روایت میں ہے۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے دیہات سے آنے والے لوگوں کی وجہ سے پوری نماز پڑھی اس سال وہ بہت زیادہ آئے تھے تو انہوں نے چار رکعات پڑھیں تاکہ ان کو تعلیم دیدیں کہ نماز چار رکعات ہے۔

١٩٥٢۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي ذُبَابٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ صَلَّى بِمِنًى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فَأَنْكَرَهُ النَّاسُ عَلَيْهِ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي تَأَهَّلْتُ بِمَكَّةَ مُنْذُ قَدِمْتُ وَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ مَنْ تَأَهَّلَ فِي بَلَدٍ فَلْيُصَلِّ صَلَاةَ الْمُقِيمِ. (رواه أحمد ٤٤٥. وأبويعلى بضعف)

عبدالرحمٰن بن ابی ذباب سے منقول ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے جب منیٰ میں چار رکعات پڑھیں تو لوگوں نے اس کو ناپسند کیا تو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا اے لوگو! میں نے مکہ میں اہل وعیال رکھا ہے اور میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا: جو شخص کسی شہر میں سکونت اختیار کرے تو وہ نماز مکمل پڑھے۔" (احمدؒ اور ابویعلی)

١٩٥٣۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ: صَلَّى أَرْبَعًا فَقِيلَ لَهُ. عِبْتَ عَلَى عُثْمَانَ ثُمَّ صَلَّيْتَ أَرْبَعًا؟ قَالَ: الْخِلَافُ شَرٌّ. (رواه ابوداود، ١٩٦٠)

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے چار رکعات پڑھیں تو انہیں کہا گیا: آپ نے یہ عمل عثمان رضی اللہ عنہ پر عیب قرار دیا۔ پھر آپ نے خود چار رکعات پڑھیں۔ انہوں نے کہا: اختلاف بری چیز ہے۔ (ابوداؤد)

(١٩٤٩) ابوداؤد: ١٩٦٠۔ ضعیف، البانی: ٤٢٨۔ بخاری: ١٦٥٧۔ مسلم: ٦٩٥۔ نسائی: ١٤٤٩۔ احمد: ٤٤١٣۔

(١٩٥٠) ضعیف، البانی: ٤٢٦۔

(١٩٥١) ابوداؤد: ١٩٦٠۔ حسن، البانی: ١٧٢٧۔

(١٩٥٢) احمد: ٤٤٥۔ ابو یعلی: فیہ عکرمۃ بن ابراھیم وھو ضعیف، ھیثمی: ٢٩٤٨۔

(١٩٥٣) ابوداؤد: ١٩٦٠۔ صحیح، البانی: ١٧٢٦۔ بخاری: ١٦٥٧۔ مسلم: ٦٩٥۔ نسائی: ١٤٤٩۔ احمد: ٤٤١٣۔ دارمی: ١٨٧٤۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شــرح: ... ثابت ہوا کہ سفر میں نماز دوگانہ پڑھنا مسنون ہے، اور منیٰ میں نمازِ دوگانہ پڑھنا فرض ہے، رسول اکرم ﷺ، حضرت ابوبکر، حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا یہی طریقہ تھا۔ اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے بھی خلافت کے پہلے چھ سال منیٰ میں دوگانہ پڑھا ہے، آخر میں منیٰ میں پوری نماز پڑھتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا اجتہاد یہ تھا کہ وہ دوگانہ جائز تصور کرتے تھے اور اسے بہتر سمجھتے تھے اور ترجیح دیتے تھے مگر پوری پڑھنا بھی جائز تصور کرتے تھے اور مشقت پسندی کو ترجیح دیتے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس وجہ سے بھی منیٰ میں چار رکعات پڑھی تھیں کہ عوام الناس کا دھوکہ دور کر دیں کہ کہیں وہ یہ نہ سمجھیں کہ شاید نماز دو رکعت ہے اور اسے ہی وظیرہ نہ بنالیں اس لیے انہوں نے منیٰ میں چار رکعات پوری نماز ادا کی۔

١٩٥٤۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ أَنْ تَزِيْغَ الشَّمْسُ أَخَّرَ الظُّهْرَ إِلَى وَقْتِ الْعَصْرِ ثُمَّ نَزَلَ فَجَمَعَ بَيْنَهُمَا فَإِنْ زَاغَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ أَنْ يَرْتَحِلَ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ رَكِبَ. (رواه مسلم ٧٠٤)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: نبی کریم ﷺ جب سورج کے زوال سے پہلے کوچ کرتے تو ظہر کو مؤخر کر کے وقت عصر تک لیجاتے پھر سواری سے اترتے اور ان دونوں نمازوں کو جمع کر کے پڑھتے اور اگر کوچ کرنے سے پہلے سورج زائل ہوتا تو ظہر پڑھ لیتے اور پھر سوار ہوتے۔

١٩٥٥۔ عَنْ أَنَسٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ كَانَ إِذَا عَجَّلَ بِهِ السَّيْرُ يُؤَخِّرُ الظُّهْرَ إِلَى وَقْتِ الْعَصْرِ فَيَجْمَعُ بَيْنَهُمَا وَيُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ حَتَّى يَجْمَعَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْعِشَاءِ (رواه النسائى ٥٩٤)

”ایک روایت میں ہے۔ اگر آپ کو جلدی چلنا پڑتا تو ظہر کو مؤخر کر کے عصر کے اول وقت تک لیجاتے اور پھر دونوں کو جمع کرتے اور مغرب کو بھی مؤخر کرتے یہاں تک کہ اس کو اور عشاء کو جمع کر لیتے۔

١٩٥٦۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا كَانَ فِي سَفَرٍ وَجَدَّبِهِ السَّيْرُ فَرَكِبَ قَبْلَ أَنْ، يَفِيْءَ أَخَّرَ الظُّهْرَ حَتَّى يَدْخُلَ الْوَقْتُ الْأَوَّلُ مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ فَيَنْزِلُ فَيُصَلِّيْهِمَا جَمِيْعًا ثُمَّ يُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ حَتَّى يَبْدُو غُيُوْبُ

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اگر سفر جلدی طے کرنا چاہتے تو دوپہر کا سایہ پورا ہونے سے قبل سوار ہو کر چل پڑتے اور ظہر کو مؤخر کر دیتے یہاں تک کہ عصر کا اول وقت داخل ہو جاتا۔ پھر آپ سواری سے اترتے اور دونوں نمازیں جمع کر کے پڑھتے۔ پھر مغرب کو مؤخر کرتے یہاں تک

(١٩٥٤) مسلم: ٧٠٤۔ بخاری: ١١١٢۔ نسائی: ٥٩٤۔ ابوداؤد: ١٢١٨۔ احمد: ١٣٣٨٨۔

(١٩٥٥) نسائی: ٥٩٤۔ صحیح، البانی: ٥٧٨۔ ابوداؤد: ١٢١٨۔ احمد: ١٣٣٨٨۔

(١٩٥٦) طبرانی اوسط، وفیہ ابو معشر نجیح، وفیہ کلام کثیر، وقد وثقہ بعضھم۔ ھیثمی: ٢٩٧٢۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

الشَّفَقِ ثُمَّ يَنْزِلُ فَيُصَلِّيهِمَا جَمِيعاً الْمَغْرِبَ وَالْعِشَآءَ . (رواه الطبراني في الأوسط بلين)

کہ شفق غائب ہو جاتا اور پھر اتر کر ان دونوں کو بیک وقت پڑھتے۔ (الاوسط۔ سند کمزور ہے)

١٩٥٧۔ عَنْ مُعَاذِبْنِ جَبَلٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ فِي غَزْوَةِ تَبُوْكَ إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ زَيْغِ الشَّمْسِ أَخَّرَالظُّهْرَ إِلَى أَنْ يَجْمَعَهَا إِلَى الْعَصْرِ فَيُصَلِّيْهِمَا جَمِيْعاً وَإِذَا ارْتَحَلَ بَعْدَ زَيْغِ الشَّمْسِ عَجَّلَ الْعَصْرَ إِلَى الظُّهْرِ وَصَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيْعاً ثُمَّ سَارَ وَكَانَ إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ الْمَغْرِبِ أَخَّرَ الْمَغْرِبَ حَتَّى يُصَلِّيَهَا مَعَ الْعِشَاءِ وَإِذَا ارْتَحَلَ بَعْدَ الْمَغْرِبِ عَجَّلَ الْعِشَاءَ فَصَلَّاهَا مَعَ الْمَغْرِبِ. (رواه الترمذي ٥٥٣)

سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: غزوۂ تبوک میں کوچ کرنے سے پہلے اگر سورج زائل ہوتا تو رسول اللہ ﷺ نمازِ ظہر اور عصر کو جمع کر کے پڑھتے اور اگر سورج زائل ہونے سے پہلے کوچ کرتے تو ظہر کو مؤخر کر دیتے یہاں تک کہ عصر کے لیے سواری سے اترتے۔ اسی طرح مغرب میں کرتے۔ اگر کوچ کرنے سے پہلے سورج غائب ہوتا تو مغرب وعشاء کو جمع کر کے پڑھتے اور اگر سورج غروب ہونے سے قبل ہی کوچ کیا ہوتا تو نمازِ مغرب کو مؤخر کرتے۔ یہاں تک کہ عشاء کے وقت میں اتر کر ہر دو کو جمع کرتے تھے۔

١٩٥٨۔ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ إِذَا سَافَرَ سَارَبَعْدَ مَا تَغْرُبُ الشَّمْسُ حَتَّى تَكَادَ أَنْ تُظْلِمَ ثُمَّ يَنْزِلُ فَيُصَلِّي الْمَغْرِبَ ثُمَّ يَدْعُوْا بِعَشَائِهِ فَيَتَعَشَّى ثُمَّ يُصَلِّي الْعِشَاءَ ثُمَّ يَرْتَحِلُ وَيَقُوْلُ هٰكَذَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصْنَعُ. (رواه أبوداود ١٢٣٤)

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سورج غروب ہونے کے بعد سفر میں چلنا شروع کرتے یہاں تک کہ اندھیرا ہونے لگتا اور پھر مغرب کی نماز پڑھ کر عشاء کا کھانا طلب کرتے اور کھانا کھا کر عشاء کی نماز ادا کرتے اور پھر کوچ کرتے اور بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ اسی طرح کرتے تھے۔" (ابوداؤد)

شرح: ......ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حالت سفر میں نمازوں کو جمع کرنا مسنون ہے اور یہ جمع حقیقی ہے صوری نہیں کہ ایک کا آخری وقت ہو اور دوسری نماز کا اول وقت ہو اس میں نماز جمع کریں یہ نہیں بلکہ ایک کے وقت میں دوسری کو جمع کرنا مراد ہے۔

دوسرا جو یہ آتا ہے اور اعتراض ہوتا ہے کہ نماز کے اوقات مقرر ہیں ان میں پڑھی جائے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ وقتوں کا تعین ان نمازوں کے لیے ہے جو سفری نہ ہوں جو نمازیں سفری ہوں وہ خاص ہیں،

(١٩٥٧) ترمذی: ٥٥٣۔ صحیح، البانی: ٤٥٥۔ مسلم: ٧٠٦۔ نسائی: ٥٨٧۔ ابوداؤد: ١٢٢٠۔ ابن ماجہ: ١٠٧٠۔ احمد: ٢١٥٦٥۔ مؤطا: ٣٣٠۔ دارمی: ١٥١٥۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کو ایک کے وقت میں دوسری کو جمع کرنے کی سنت سے اجازت ہے۔

۱۹۵۹۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ جَمَعَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ كُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا بِإِقَامَةٍ وَلَمْ يُسَبِّحْ بَيْنَهُمَا وَلَا عَلَى إِثْرِ كُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا. (رواه البخاري، ١٦٧٣)

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے مغرب اور عشاء کو مزدلفہ میں جمع کرکے پڑھا۔ ان میں سے ہر ایک کو اقامت کے ساتھ ادا کیا اور ان کے درمیان بھی دو رکعات نہیں پڑھیں اور ان کے آخر میں بھی نہیں پڑھیں۔

۱۹۶۰۔ وفي رواية: قَالَ صَلَّاهُمَا بِإِقَامَةٍ وَاحِدَةٍ. (رواه مسلم، ، ١٢٨٨)

ایک روایت میں ہے۔ ایک اقامت کے ساتھ۔

۱۹۶۱۔ وفي رواية: أَنَّ ابْنَ عُمَرَ لَمْ يُنَادِ فِي وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا، وَقَالَ صَلَّيْتُ مَعَهُ ﷺ هَكَذَا. (رواه ابوداود ١٩٢٦)

اور دوسری روایت ہے سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما ان میں سے کسی ایک میں پہلے اذان نہیں کہتے تھے۔

اور انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اسی طرح نماز پڑھی ہے۔"

۱۹۶۲۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى صَلَاةً بِغَيْرِ مِيقَاتِهَا إِلَّا صَلَاتَيْنِ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَصَلَّى الْفَجْرَ قَبْلَ مِيقَاتِهَا. (رواه البخاري، ١٦٨٢)

سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کوئی نماز غیر وقت میں پڑھتے نہیں دیکھا مگر دو نمازیں۔ آپ ﷺ نے مغرب اور عشاء کو مزدلفہ میں جمع کرکے پڑھا اور اس دن فجر کی نماز بھی قبل از وقت پڑھی۔

۱۹۶۳۔ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ بِأَذَانٍ وَاحِدٍ بِعَرَفَةَ وَلَمْ يُسَبِّحْ بَيْنَهُمَا وَإِقَامَتَيْنِ وَصَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِجَمْعٍ بِأَذَانٍ

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے ظہر اور عصر ایک اذان کے ساتھ عرفات میں پڑھی ہے اور ان کے درمیان دو رکعات نہیں پڑھیں البتہ ہر دو کے لیے دوبار اقامت کہی گئی تھی۔ اور آپ ﷺ نے مغرب اور عشاء کو مزدلفہ میں ایک اذان اور دو اقامت کے ساتھ ادا کیا اور ان دو

(۱۹۵۸) ابوداؤد: ۱۲۳۴۔ صحیح، البانی: ۱۰۹۰۔ بخاری: ۱۱۱۰۔ مسلم: ۷۰۴۔ نسائی: ۵۹۴۔ احمد: ۱۳۱۷۲۔

(۱۹۵۹) بخاری: ۱۶۷۳۔ مسلم: ۷۰۴۔ ترمذی: ۵۵۵۔ نسائی: ۵۹۴۔ ابوداؤد: ۱۲۱۸۔ احمد: ۶۴۳۷۔ مؤطا: ۳۳۱۔ دارمی: ۱۵۱۸۔

(۱۹۶۰) مسلم: ۱۲۸۸۔ ترمذی: ۸۸۷۔ نسائی: ۳۰۳۰۔ ابوداؤد: ۱۹۳۳۔ ابن ماجہ: ۳۰۲۱۔ احمد: ۶۴۳۷۔ مؤطا: ۹۱۶۔ دارمی: ۱۸۸۴۔

(۱۹۶۱) ابوداؤد: ۱۹۲۶۔ صحیح، البانی: ۱۶۹۸۔ بخاری: ۳۰۰۰۔ مسلم: ۱۲۸۸۔ ترمذی: ۸۸۷۔ نسائی: ۳۰۲۸۔ ابن ماجہ: ۳۰۲۱۔ احمد: ۶۴۳۷۔ مؤطا: ۹۱۴۔ دارمی: ۱۸۸۴۔

(۱۹۶۲) بخاری: ۱۶۸۲۔ مسلم: ۱۲۸۹۔ نسائی: ۳۰۳۸۔ ابوداؤد: ۱۹۳۴۔ احمد: ۴۳۸۵۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَاحِدٍ وَإِقَامَتَيْنِ . وَلَمْ يُسَبِّحْ بَيْنَهُمَا . (رواه أبوداود ، ١٩٠٦)

کے درمیان دو نفل بھی نہیں پڑھے۔'' (ابوداؤد)

شرح: ...... ۱۔ جَمْعِ مزدلفہ کو کہتے ہیں، مزدلفہ کا نام جمع تب رکھا ہے، اس میں آدم وحواء علیہما السلام جمع ہوئے تھے، یا اس وجہ سے بھی اس کا نام رکھتے ہیں کہ لوگ یہاں جمع ہو کر اترتے ہیں۔

۲۔ مزدلفہ میں عشاء کے وقت میں مغرب اور عشاء دونوں نمازوں کو جمع کرنا مسنون ہے۔

۳۔ اور جب یہ جمع کی جائیں تو نہ تو پہلے سنت وغیرہ پڑھیں نہ درمیان میں نہ ہی عشاء کے بعد پڑھیں دونوں نمازوں کے درمیان نفلی نماز سے فاصلہ نہ کریں۔

۴۔ صحیح بات یہ ہے کہ مغرب اور عشاء کو جمع کرتے ہوئے ایک اذان کہی جائے اور ہر نماز کی اقامت الگ کہی جائے۔ (فتح الباری: ۳/ ۵۲۵)

علامہ شمس الحق رحمہ اللہ فرماتے ہیں، حضرت جابر رضی اللہ عنہ والی حدیث میں آیا ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جمع کرنے کے لیے ایک اذان کہی اور ہر نماز کے لیے اقامت الگ الگ کہلوائی۔ یہ حدیث اس حدیث پر مقدم ہے جس میں ایک اقامت کہنے کا ذکر ہے۔

لہٰذا مغرب اور عشاء مزدلفہ میں جمع کریں اور ایک اذان کہیں اور مغرب کے لیے الگ اور نمازِ عشاء کے لیے الگ اقامت کہی جائے۔ اور جس حدیث میں ایک اقامت کا آیا ہے اس کی تاویل یہ ہوگی کہ ہر نماز کے لیے ایک اقامت کہی، یہ نہیں کہ دونوں نمازوں کے لیے ایک ہی اقامت کہی تھی۔ (عون المعبود: ۳/ ۱۳۶)

۵۔ اور جو یہ بیان ہوا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ میں فجر کی نماز وقت سے پہلے پڑھی ہے۔

اس کا مطلب ہے کہ نماز فجر آپ نے طلوع فجر کے بعد جب وقت ہوا تھا اسی وقت پڑھی تھی اس کے علاوہ مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کے بعد لوگوں کے انتظار میں جو وقت لگاتے تھے وہ مزدلفہ میں انتظار نہ کرتے تھے، فجر ہوتے ہی پڑھتے تھے یہ وقت سے پہلے ہے۔ یہ نہیں کہ ابھی نمازِ فجر کا وقت نہ ہوتا تھا تو آپ پڑھ لیتے تھے۔

١٩٦٤ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ جَمَعَ بَيْنَ الصَّلاتَيْنِ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ فَقَدْ أَتَى بَاباً مِنْ أَبْوَابِ الْكَبَائِرِ . (رواه الترمذی ، ١٨٨)

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: جس نے عذر کے بغیر دو نمازیں جمع کر کے پڑھیں تو وہ کبیرہ گناہوں کے دروازوں میں سے ایک دروازے سے گذر گیا۔ (ترمذی)

(١٩٦٣) ابوداؤد: ١٩٠٦ـ صحیح، البانی: ١٦٧٧ـ عن جابر وھو الصواب وھو الذی قبله۔ بخاری: ١٧٨٥ـ مسلم: ١٢٩٩ـ ترمذی: ٣٧٨٦ـ نسائی: ٤٤١٩ـ ابن ماجه: ٣١٥٨ـ احمد: ١٤٨٥١ـ موطا: ٨٤٠ـ دارمی: ١٨٩٩۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

١٩٦٥۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى بِالْمَدِيْنَةِ سَبْعًا وَثَمَانِياً الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ فَقَالَ أَيُّوبُ لَعَلَّهُ فِي لَيْلَةٍ مَطِيْرَةٍ (للبخاري ، ٥٤٣)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ میں سات رکعات کو اور آٹھ رکعات کو جمع کر کے پڑھا ہے ظہر اور عصر اور مغرب وعشاء...... شیخ ایوبؒ نے کہا: شاید یہ عمل بارش کی رات کیا ہو۔

١٩٦٦۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ ثَمَانِيًا جَمِيْعاً وَسبْعاً جَمِيْعاً قُلْتُ يَاأَبَا الشَّعْثَاءِ أَظُنُّهُ أَخَّرَ الظُّهْرَ وَعَجَّلَ الْعَصْرَ وَعَجَّلَ الْعِشَاءَ وَأَخَّرَ الْمَغْرِبَ قَالَ وَأَنَا أَظُنُّهُ. (رواه البخاري ، ، ١١٧٤)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آٹھ رکعتیں اکٹھی اور سات رکعتیں اکٹھی پڑھی ہیں۔ عمر کہتے ہیں میں نے کہا: اے ابوالشعثاء میں گمان کرتا ہوں کہ ظہر کو کچھ مؤخر کیا ہوگا اور عصر میں کچھ جلدی کی ہوگی۔ اور مغرب کو کچھ مؤخر کیا ہوگا اور عشاء میں جلدی کی ہوگی۔ تو اس نے کہا: میرا بھی یہی گمان ہے۔

١٩٦٧۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِالْمَدِيْنَةِ ثَمَانِياً جَمِيْعاً وَسَبْعاً جَمِيْعًا أَخَّرَ الظُّهْرَ وَعَجَّلَ الْعَصْرَ وَأَخَّرَ الْمَغْرِبَ وَعَجَّلَ الْعِشَاءَ. (رواه النسائي ٥٨٩)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ میں آٹھ رکعات جمع کر کے اور سات رکعات جمع کر کے پڑھی ہیں۔ ظہر کو مؤخر کیا اور عصر کو تعجیل سے پڑھا، مغرب کو مؤخر کیا اور عشاء کو جلدی پڑھا۔

١٩٦٨۔ ولمسلم فِيْ غَيْرِ خَوْفٍ وَلَا سَفَرٍ (رواه مسلم ٧٠٥)

اور مسلم رحمہ اللہ کی روایت میں ہے: بغیر خوف اور بغیر سفر کے۔

١٩٦٩۔ وفي رواية: فِيْ غَيْرِ خَوْفٍ وَلَا مَطَرٍ. (رواه مسلم ٧٠٥)

اور دوسری روایت میں ہے: بغیر خوف اور بغیر بارش کے۔

١٩٧٠۔ وفي رواية: فِيْ سَفْرَةٍ سَافَرْنَاهَا إِلَى تَبُوْكَ. (رواه أبوداود ١٢١٠)

اور ابوداؤد کی روایت ہے: ایک سفر میں جو تبوک کی طرف کیا تھا۔

(١٩٦٤) ترمذی: ١٨٨۔ ضعيف جداء البانی: ٢٨۔

(١٩٦٥) بخاری: ٥٤٣۔ مسلم: ٧٠٥۔ ترمذی: ١٨٧۔ نسائی: ٥٨٩۔ ابوداؤد: ١٢١٤۔ احمد: ٣٤٥٧۔

(١٩٦٦) بخاری: ١١٨٤۔ مسلم: ٧٠٥۔ ترمذی: ١٨٧۔ نسائی: ٥٨٩۔ ابوداؤد: ١٢١٤۔ احمد: ٣٤٥٧۔

(١٩٦٧) نسائی: ٥٨٩۔ صحيح، البانی، دون قوله اخر الظهر فانه مدرج: ٥٧٤۔ بخاری: ١١٧٤۔ مسلم: ٧٠٥۔ ترمذی: ١٨٧۔ ابوداؤد: ١٢١٤۔ احمد: ٢٥٥٣۔ مؤطا: ٣٣٢۔

(١٩٦٨) مسلم: ٧٠٥۔ ترمذی: ١٨٧۔ ابوداؤد: ١٢١٤۔ احمد: ٢٥٥٣۔ مؤطا: ٣٣٢۔

(١٩٦٩) مسلم: ٧٠٥۔ ترمذی: ١٨٧۔ ابوداؤد: ١٢١٤۔ احمد: ٢٥٥٣۔ مؤطا: ٣٣٢۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شرح: ...... حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَقَدْ ذَهَبَ جَمَاعَةٌ مِّنَ الْأَئِمَّةِ إِلَى الْأَخْذِ بِظَاهِرِ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَجَوَّزُوْا الْجَمْعَ فِي الْحَضَرِ لِلْحَاجَةِ مُطْلَقًا لٰكِنْ بِشَرْطِ أَنْ لَّا يَتَّخِذَ ذٰلِكَ عَادَةً. (فتح الباری: ۲/ ۲٤)

''ائمہ کی ایک جماعت کا مذہب ہے کہ حضر میں مطلق طور پر دو نمازوں کو جمع کرنا جائز ہے، انہوں نے ان احادیث کے ظاہر سے یہی اخذ کیا ہے۔''

لیکن ان نمازوں کو جمع کرنے کی عادت نہ ڈال لی جائے، یعنی کبھی ضرورت کے تحت ایسا کیا جائے معمولی معمولی کاموں پر انہیں جمع کرنے کا معمول نہ بنا لیا جائے۔

علامہ ابن باز رحمہ اللہ حاشیہ پر لکھتے ہیں: اس میں دو نمازوں کو جمع کرنے کے لیے جمع صوری مراد لینا ضعیف استدلال ہے یعنی ایک نماز دوسری کے اول وقت میں اور ایک کے آخری وقت میں مراد لینا کمزور موقف ہے، درست یہی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے جو نمازیں جمع کی تھیں، وہ کسی عارضہ کی مشقت کے پیش نظر کی تھیں۔ مثلاً بیماری، شدید ٹھنڈک، یا کیچڑ وغیرہ۔ اس بارے میں جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب دیا ہے وہ ایک عظیم جواب ہے کہ آپ ﷺ نے امت پر حرج دور کرنے کے لیے نمازوں کو حضر میں جمع کیا تھا۔

۲۔ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہاں نمازوں کو جمع کرنے میں جمع صوری مراد لینا، اس بات کے منافی ہے جو راوی حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وجہ بیان کی ہے وہ یہ ہے کہ امت کو حرج نہ ہو۔ صوری کی صورت میں جمع مانیں تو وقت کے اول و آخر کا اندازہ لگانا ایک حرج ہے، یہی درست ہے کہ فعلی طور پر ایک نماز کو دوسری کے وقت میں جمع کیا تھا۔ (قاعدہ احکام السفر: ۳٦)

۱۹۷۱۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ صَحِبْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَلَمْ أَرَهُ يُسَبِّحُ فِي السَّفَرِ وَقَالَ اللّٰهُ جَلَّ ذِكْرُهُ. ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ.﴾ (رواه البخاری ۱۱۰۱)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مصاحبت رکھی ہے اور میں نے آپ کو سفر میں نوافل سنت وغیرہ پڑھتے نہیں اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تمہارے لیے اللہ کے رسول میں بہت اچھا نمونہ ہے۔''

۱۹۷۲۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَافَرْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ فَكَانُوْا

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اور ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ سفر کیا ہے۔ وہ

(۱۹۷۰) ابوداؤد: ۱۲۱۰۔ صحیح، البانی: ۱۰٦۹۔ بخاری: ٥٤۳۔ مسلم: ۷۰٥۔ ترمذی: ۱۸۷۔ احمد: ۲٥٥۳۔ موطا: ۳۳۲۔

(۱۹۷۱) بخاری: ۱۱۰۱۔ ابوداؤد: ۱۲۲۳۔

(۱۹۷۲) ترمذی: ٥٤٤۔ صحیح، البانی: ٤٤۹۔ بخاری: ۱۱۰۲۔ مسلم: ٦۸۹۔ نسائی: ۱٤٥۸۔ ابوداؤد: ۱۲۲۳۔ ابن ماجہ: ۱۰۷۱۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

يُصَلُّوْنَ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ لَا يُصَلُّوْنَ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا وَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ لَوْ كُنْتُ مُصَلِّيًا قَبْلَهَا أَوْ بَعْدَهَا لَأَتْمَمْتُهَا. (رواه الترمذى، ٥٤٤)

ظہر اور عصر کی دو دو رکعات ہی پڑھتے تھے وہ ان سے پہلے یا بعد کچھ بھی نہیں پڑھتے تھے اور اگر میں ان سے پہلے یا بعد سنت وغیرہ پڑھتا ہوتا تو پھر میں ان نمازوں کو بلاقصر پوری پڑھتا۔

١٩٧٣۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الظُّهْرَ فِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ وَبَعْدَهُ رَكْعَتَيْنِ. (رواه الترمذى ٥٥١)

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں ظہر کی نماز دو رکعات پڑھی اور اس کے بعد دو رکعات پڑھیں۔

١٩٧٤۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ صَحِبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ سَفَرًا فَمَا رَأَيْتُهُ تَرَكَ رَكْعَتَيْنِ إِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ الظُّهْرِ. (لأبى داود، ١٢٢٢)

سیّدنا براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اٹھارہ سفروں میں رہا ہوں۔ میں نے آپ کو نماز ظہر سے پہلے جب سورج زائل ہوتا ہے دو رکعات ترک کرتے نہیں دیکھا۔

١٩٧٥۔ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا اعْتَمَرَتْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْمَدِيْنَةِ إِلَى مَكَّةَ حَتَّى إِذَا قَدِمَتْ مَكَّةَ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي قَصَرْتَ وَأَتْمَمْتُ وَأَفْطَرْتَ وَصُمْتُ قَالَ أَحْسَنْتِ يَا عَائِشَةُ وَمَا عَابَ عَلَيَّ. (رواه النسائى ١٤٥٦)

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عمرہ کیا۔ جب ہم مکہ پہنچے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر فداء ہوں۔ میں نے نماز قصر بھی اور پوری بھی پڑھی اور افطار بھی کیا اور روزہ بھی رکھا ہے۔ فرمایا: اے عائشہ تو نے اچھا کیا اور آپ ﷺ نے میرے اوپر کسی قسم کی ملامت نہیں کی۔ (نسائی)

١٩٧٦۔ عَنْ أُمَيَّةَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ خَالِدٍ أَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ إِنَّا نَجِدُ صَلَاةَ الْحَضَرِ وَصَلَاةَ الْخَوْفِ فِي الْقُرْآنِ وَلَا نَجِدُ صَلَاةَ السَّفَرِ فِي الْقُرْآنِ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ يَا ابْنَ أَخِي إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ بَعَثَ إِلَيْنَا

''ابن شہاب نے آل خالد بن اُسید کے ایک مرد سے روایت کی ہے کہ اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا: ہم قرآن میں نماز خوف اور اقامت کی نماز کا تذکرہ تو پاتے ہیں اور سفر کی نماز کا بیان ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: اے میرے بھائی! اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا تو

(١٩٧٣) ترمذی: ٥٥١۔ ضعيف الاسناد، منكر المتن، لمخالفته لحديثه المتقدم۔ الباني: ٨٤.

(١٩٧٤) ابوداؤد: ١٢٢٢۔ ضعيف، الباني: ٢٦٣۔ ترمذی: ٥٥٠.

(١٩٧٥) نسائی: ١٤٥٦۔ منكر، الباني: ٨١.

(١٩٧٦) نسائی: ١٤٣٤۔ صحيح، الباني: ١٣٥٨۔ ابن ماجه: ١٠٦٦۔ احمد: ٥٣١١۔ موطا: ٣٣٦.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

مُحَمَّدًا ﷺ وَلَا نَعْلَمُ شَيْئًا وَإِنَّمَا نَفْعَلُ كَمَا رَأَيْنَا مُحَمَّدًا يَفْعَلُ . (رواه النسائی ١٤٣٤)

ہمیں کسی چیز کا علم نہیں تھا۔ پس ہم صرف اسی طرح کرتے ہیں جیسے ہم نے آپ کو کرتے دیکھا ہے۔

شرح:......سفر میں نفل یا سنت پڑھنے کے بارے میں چھ اقوال ہیں۔

(۱) نفلی یا سنت نماز پڑھنا مطلق طور پر منع ہے۔ (۲) نفل یا سنت پڑھنا مطلق طور پر جائز ہے۔

(۳) جو معمول کی سنتیں ہیں، ان میں اور مطلق نفل پڑھنے میں فرق ہے، یعنی معمول کی سنتیں جائز نہیں، عام نفلی نماز پڑھ سکتا ہے۔

(۴) رات اور دن کی نماز میں تفریق کی جائے، یعنی رات کی پڑھ لے، دن کے نوافل نہ پڑھے۔ (۵) بعد والی سنتوں اور دوسری نفلی نماز میں تفریق ہوگی یعنی فرضوں سے پہلے والی سنتیں نہ پڑھیں جائیں، بعد والی اور دیگر نوافل جائز ہیں۔ (۶) فجر کی سنتیں اور وتر سفر میں پڑھے جائیں اور صرف فرائض پڑھیں اس کے علاوہ ثابت نہیں۔

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی سنت یہ ہے کہ آپ سفر میں صرف نمازِ فرض کا اہتمام فرماتے تھے، اس سے پہلے یا بعد آپ ﷺ سے سنت نماز ثابت نہیں، صرف نمازِ فجر کی سنتیں اور نمازِ وتر ثابت ہیں یہ آپ سفر وحضر میں نہ چھوڑتے تھے۔ (زاد المعاد: ۱/۸۳)

(۷) تمام روایات سے یہ اخذ ہوتا ہے اور راجح ترین یہی بات ہے کہ سفر میں وتر اور فجر کی سنتوں کو پڑھا جائے، باقی رہیں فرائض سے پہلے والی اور بعد والی سنتیں یہ نمازی کے اختیار میں ہیں، چاہے تو پڑھ لے چاہے تو چھوڑ دے اس پر کوئی بوجھ نہیں۔ (مرعاۃ: ۲/۲۶۳)

بہر صورت سفر میں چار رکعات والی دو پڑھنا اور مغرب کی تین رکعات پڑھنا اور فجر کی چار رکعات پڑھنا مسنون ہے۔ بہتر اسی پر عمل کرنا ہے کیونکہ رخصت قبول کرنا بہتر عمل ہے اور اگر دورانِ سفر کوئی سنتیں یا دیگر نوافل پڑھتا ہے اسے روکنے کی ضرورت نہیں۔

صَلَاةُ الْخَوْفِ

خوف کی نماز کا بیان

۱۹۷۷۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ صَلَّى بِأَصْحَابِهِ فِي الْخَوْفِ فَصَفَّهُمْ خَلْفَهُ صَفَّيْنِ فَصَلَّى بِالَّذِيْنَ يَلُوْنَهُ رَكْعَةً ثُمَّ قَامَ فَلَمْ يَزَلْ قَائِمًا حَتَّى صَلَّى الَّذِيْنَ خَلْفَهُمْ رَكْعَةً ثُمَّ تَقَدَّمُوْا وَتَأَخَّرَ

سیدنا سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کو نمازِ خوف پڑھائی اور اپنے پس پشت دو صفیں بنائیں اور جو آپ سے متصل صف تھی ان کو ایک رکعت پڑھائی پھر آپ کھڑے ہی رہے یہاں تک کہ آپ کے ساتھ ایک رکعت پڑھنے والوں نے اپنی ایک مزید رکعت پڑھی۔ پھر

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

الَّذِيْنَ كَانُوْا قُدَّامَهُمْ فَصَلّٰى بِهِمْ رَكْعَةً ثُمَّ قَعَدَ حَتّٰى صَلَّى الَّذِيْنَ تَخَلَّفُوْا رَكْعَةً ثُمَّ سَلَّمَ(رواه مسلم ،٨٤١).

دوسری صف والے آئے جوان کے آگے تھے وہ پیچھے چلے گئے پس آپ نے ان کو بھی ایک رکعت پڑھائی اور آپ قعدے میں بیٹھے رہے یہاں تک کہ ان لوگوں نے ایک رکعت مزید پڑھی جو پیچھے آئے تھے۔ پھر آپ نے سلام پھیرا۔“

١٩٧٨۔ عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ عَمَّنْ صَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ يَوْمَ ذَاتِ الرِّقَاعِ صَلَاةَ الْخَوْفِ أَنَّ طَائِفَةً صَفَّتْ مَعَهُ وَطَائِفَةٌ وِجَاهَ الْعَدُوِّ فَصَلّٰى بِالَّذِيْنَ مَعَهُ رَكْعَةً ثُمَّ ثَبَتَ قَائِمًا وَأَتَمُّوْا لِأَنْفُسِهِمْ ثُمَّ انْصَرَفُوْا فَصَفُّوْا وِجَاهَ الْعَدُوِّ وَجَاءَتِ الطَّائِفَةُ الْأُخْرٰى فَصَلّٰى بِهِمِ الرَّكْعَةَ الَّتِيْ بَقِيَتْ ثُمَّ ثَبَتَ جَالِسًا وَأَتَمُّوْا لِأَنْفُسِهِمْ ثُمَّ سَلَّمَ بِهِمْ. (لمسلم ٨٤٢)

صالح بن خوات اس صحابی سے روایت کرتے ہیں جس نے نبی ﷺ کے ساتھ ذات الرقاع کے دن نماز خوف پڑھی ہے کہ ایک فریق نے آپ ﷺ کے ساتھ صف بنائی اور ایک فریق دشمن کے بالمقابل چوکس رہا۔ آپ ﷺ نے اپنے ساتھ والوں کے ساتھ رکعت پڑھی اور آپ دوسری رکعت کے لیے کھڑے رہے اور ساتھ والی صف نے اپنی نماز پوری کی اور وہ دشمن کے بالمقابل چلے گئے، دوسری جماعت آئی اور آپ نے ان کے ساتھ ایک رکعت پڑھی، وہ آپکی باقی رہتی تھی، پھر بیٹھے رہے اور اس فریق نے اپنی نماز پوری کی، پھر آپ نے ان کے ساتھ سلام پھیرا۔(الشیخان)

١٩٧٩۔ وَلِمَالِكٍ وَالتِّرْمِذِيِّ وَأَبِيْ دَاوُدَ نَحْوَهُ، إِلَّا أَنَّ الطَّائِفَةَ الْأُوْلٰى إِذَا أَتَمُّوْا لِأَنْفُسِهِمُ الرَّكْعَةَ الْبَاقِيَةَ ثُمَّ سَلَّمُوْا وَانْصَرَفُوْا وَالْإِمَامُ قَائِمٌ فَكَانُوْا وِجَاهَ الْعَدُوِّ ثُمَّ يُقْبِلُ الْآخَرُوْنَ الَّذِيْنَ لَمْ يُصَلُّوْا فَيُكَبِّرُوْنَ وَرَاءَ الْإِمَامِ فَيَرْكَعُ بِهِمْ وَيَسْجُدُ بِهِمْ ثُمَّ يُسَلِّمُ

مالک، ترمذی اور ابوداؤد کی روایت بھی اس کے مثل ہے مگر اس میں یہ تفصیل ہے کہ اول فریق نے جب اپنی دوسری رکعت پوری کی تو سلام پھیر کر دشمن کے بالمقابل چلے گئے اور امام کھڑا رہا اور امام نے دوسری جماعت کے ساتھ رکوع کیا اور سجدہ کیا اور سلام پھیرا اور یہ جماعت کھڑی ہوئی اور اس فریق نے اپنی رکعت ثانیہ خود پڑھی اور سلام پھیرا۔

(١٩٧٧) مسلم: ٨٤١۔ بخاری: ٤١٣١۔ ترمذی: ٥٦٥۔ نسائی: ١٥٥٣۔ ابوداؤد: ١٢٣٩۔ ابن ماجه: ١٢٥٩۔ احمد: ١٠٢٨٣۔ موطا: ٤٤١۔ دارمی: ١٥٢٢۔

(١٩٧٨) مسلم: ٨٤٢۔ بخاری: ٤١٣١۔ ترمذی: ٥٦٥۔ نسائی: ١٥٥٣۔ ابوداؤد: ١٢٣٩۔ ابن ماجه: ١٢٥٩۔ احمد: ١٠٢٨٣۔ موطا: ٤٤١۔ دارمی: ١٥٢٢۔

(١٩٧٩) ابوداؤد: ١٢٣٩۔ صحیح، البانی: ١١٠٤۔ بخاری: دون ذکر التسلیم فی الموضعین، وهو موقوف، وما قبله مرفوع، وفیه سلام الامام بالطائفة الثانية وهو الاصح۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

فَيَقُوْمُوْنَ فَيَرْكَعُوْنَ لِأَنْفُسِهِمُ الرَّكْعَةَ الْبَاقِيَةَ ثُمَّ يُسَلِّمُوْا. (روا أبوداود ۱۲۳۹)

۱۹۸۰ــولــلـنسائى نحو رواية الشيخين. اَلثَّانِيَةَ. (رواه النسائى ۱۵۳۷)

اور نسائی کی روایت شیخین کی دوسری روایت کے مثل ہے۔

شرح:......نمازِ خوف کے متعلقہ چند اہم باتیں ذہن نشین فرما لیں:

(۱) نماز خوف کا آغاز کب ہوا تھا، اس بارے میں اختلاف ہے، ایک قول ہے کہ جمادی الاولیٰ ۴ ہجری میں ہوا۔ دوسرا قول ہے محرم ۵ ہجری میں ہوا۔ ایک قول ہے ۵ ہجری کے آخر میں ہوا۔

ایک قول ہے ۷ ہجری خیبر کی فتح کے بعد آغاز ہوا، یہ بات زیادہ قوی ہے، اور امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی اسے ہی ترجیح دی ہے۔

اس تعین سے ثابت ہوا کہ سب سے پہلے نمازِ خوف عسفان میں پڑھی گئی یہ جنگ، عمرہ حدیبیہ، خندق، قریظہ کے واقعات کے بعد رونما ہوئی تھی۔

ہماری اس تفصیل سے سب سے پہلی نمازِ خوف کا تعین ہو جاتا ہے کہ یہ عسفان کے مقام پر ادا ہوئی تھی۔ غزوۂ احزاب اس سے پہلے ہو چکا تھا، اس لیے اس میں یہ نہیں پڑھی تھی بلکہ چار نمازوں کی قضاء دی تھی۔

نمازِ خوف کا حکم نبی اکرم ﷺ کے بعد منسوخ نہیں ہوا وہ باقی ہے اور جنگ خندق کی نمازوں کے طریقے سے اس کے منسوخ ہونے پر استدلال کرنا، تاریخ اور حدیث سے ناواقفیت کا شاخسانہ ہے۔

۲۔ نمازِ خوف، صرف سفر میں ہی نہیں، اس کا سفر سے تعلق نہیں، اس کا تعلق خوف سے ہے، یہ خواہ مقامی طور پر پیدا ہو جائے، جنگ کے خطرات منڈلانے لگیں تو حضر میں بھی نمازِ خوف جائز ہوگی۔

۳۔ اہل سیر و مغازی نے چار مقامات لکھے ہیں، جہاں آپ ﷺ نے نمازِ خوف پڑھی ہے: (۱) ذات الرقاع (۲) بطن نخل (۳) عسفان (۴) ذی قرد۔ (نصب الرایہ: ۲/ ۲۴۷)

۴۔ احادیث صحیحہ میں نمازِ خوف کا جو طریقہ بھی وارد ہوا ہے کسی پر عمل ہو جائے تو جائز ہے، یہ تھوڑے تھوڑے اختلاف سے چھ اقسام بنتی ہیں۔

۵۔ دشمن سے لڑائی ہو، اس کے اچانک حملہ آور ہونے کا اندیشہ ہو، مسلمان باغی نہ ہوں بلکہ صحیح امن پرور مسلمان ہوں، باغی ہوں تو جائز نہیں، ان صورتوں میں نمازِ خوف جائز ہے۔

(۱۹۸۰) نسائی: ۱۵۳۷۔ صحیح، البانی: ۱۴۴۶۔ بخاری: دون ذکر التسلیم فی الموضعین، وهو موقوف، وما قبله مرفوع، وفیه سلام الاهام بالطائفة الثانیة وهو الاصح.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

٦۔ ذات الرقاع غزوہ کا نام اس لیے رکھا گیا ہے کہ رُقْــعَةٌ کی جمع رِقاع ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاؤں اس جنگ میں زخمی ہوئے تھے، انہوں نے کپڑے کے ٹکڑے پاؤں پر لپیٹ لیے تھے۔

اس جنگ کا پس منظر یہ ہے کہ ایک دیہاتی مال لے کر مدینہ منورہ میں آیا اور کہا: میں نے بنو ثعلبہ اور بنو انمار کو دیکھا ہے، وہ تمہارے خلاف جماعتیں تیار کر رہے ہیں، اور تم ان کے عزائم سے بے خبر ہو۔

نبی اکرم ﷺ ان کی جانب روانہ ہوئے اور مدینہ منورہ پر حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب بناتے ہیں، اس لشکر کی تعداد چار سو تھی۔

بنو ثعلبہ سے ٹکراؤ نہ ہوا، دشمن پہاڑوں میں منتشر ہو گیا مگر اندیشہ باقی تھا، اس لیے نبی اکرم ﷺ نے مسلمانوں کو خوف کی نماز پڑھائی۔ (فتح الباری)

٣۔ ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر دشمن قبلہ کے سامنے ہو تو پھر رکوع تک سارا لشکر جماعت میں کھڑا ہوگا۔ اور ایک سجدے میں جائے دوسرا دشمن کے سامنے کھڑا رہے اور نگرانی کرے، اگر دشمن غیر قبلہ کی طرف ہو تو پھر لشکر کے دو حصے کیے جائیں، ایک دشمن کے مقابلے میں ہو، دوسرا امام کے ساتھ جماعت میں شامل ہو۔

ان میں طریقہ بیان ہوا ہے ایک صف امام کے ساتھ نماز کی ایک رکعت پڑھ لے، اور امام کھڑا رہے اور پیچھے والے خود ایک رکعت پڑھ لیں اور یہ دشمن کے آگے بڑھ جائیں اور پھر جو آگے گئے تھے وہ پیچھے آئیں، امام انہیں ایک رکعت پڑھائے اور بیٹھ جائے اور پھر جو پیچھے رہے تھے وہ ایک رکعت پڑھیں پھر امام سلام پھیر دے۔

اور فوج کی دو صفوں کی صورت میں ایک گروہ آئے۔ جو نماز امام کے ساتھ پڑھی ہے وہ تو ایک ہوئی اور ایک رکعت خود پڑھیں اور سلام پھیر کر دشمن کے مقابلے میں چلے جائیں امام کھڑا ہو، پھر وہ گروہ آئے جس نے نماز نہیں پڑھی۔ وہ امام کے پیچھے اللہ اکبر کہے، امام انہیں رکوع وسجدہ کرائے اور سلام پھیر دے، یہ کھڑے ہوں، ایک بقیہ رکعت پڑھیں پھر سلام پھیریں۔

١٩٨١۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ أَقْبَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِذَاتِ الرِّقَاعِ قَالَ كُنَّا إِذَا أَتَيْنَا عَلٰى شَجَرَةٍ ظَلِيْلَةٍ تَرَكْنَاهَا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَسَيْفُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُعَلَّقٌ بِشَجَرَةٍ فَأَخَذَ سَيْفَ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ فَاخْتَرَطَهُ فَقَالَ

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ ذات الرقاع کے دن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ جب ہم عمدہ سائے دار درخت دیکھتے تو اس کو نبی کریم ﷺ کے لیے مخصوص کر دیتے تھے۔ مشرکین میں سے ایک مرد آیا: رسول اللہ ﷺ کی تلوار درخت کے ساتھ لٹکائی گئی تھی اور اس نے تلوار سونت کر کہا: کیا آپ مجھ سے ڈرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ اس

(١٩٨١) مسلم: ٨٤٣۔ بخاری: ٤١٣٩۔ احمد: ١٤٥١١۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَتَخَافُنِیْ قَالَ لَا قَالَ فَمَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّی قَالَ اللّٰهُ يُمْنَعُنِیْ مِنْكَ قَالَ فَتَهَدَّدَهُ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَغْمَدَ السَّيْفَ وَعَلَّقَهُ قَالَ فَنُوْدِیَ بِالصَّلَاةِ فَصَلّٰى بِطَائِفَةٍ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ تَأَخَّرُوْا وَصَلّٰى بِالطَّائِفَةِ الْأُخْرٰى رَكْعَتَيْنِ قَالَ فَكَانَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَرْبَعُ رَكْعَاتٍ وَلِلْقَوْمِ رَكْعَتَانِ. (رواه مسلم ۸۴۳)

نے کہا: مجھ سے آپ کو کون نے بچائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کو دھمکی دی۔ پھر نماز کی اقامت کہی گئی اور آپ نے ایک فریق کے ساتھ دو رکعات پڑھیں، پس نبی کریم ﷺ کی چار رکعات اور قوم کی دو رکعات نماز تھی۔

شـــرح: ......۱۔ جس آدمی نے یہ تلوار پکڑی تھی اس کا نام غورث بن حارث تھا، اس نے تلوار پکڑی تو نبی اکرم ﷺ سے کہنے لگا، تمہیں کون بچائے گا؟ فرمایا: میرا اللہ بچائے گا۔ یہ سن کر تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی اب نبی اکرم ﷺ اسے سامنے بٹھاتے ہیں، اب بتاؤ تمہیں کون بچائے گا، اس نے کہا: تم چاہو تو معاف کر دو۔ مرضی ہو تو گردن مار دو۔ اس کے ساتھ ہی رسول اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آواز دی، یہ آتے ہیں تو نبی اکرم ﷺ انہیں واقعہ سناتے ہیں کہ میں سویا تھا تلوار درخت سے لٹکا دی یہ آیا اور میری تلوار پکڑ لی، اسے سونتا تو میں بیدار ہو گیا اور مجھے کہا تمہیں کون بچائے گا، میں نے کہا، اللہ بچائے گا۔

تلوار اس کے ہاتھ سے گر جاتی ہے اور میں پکڑ لیتا ہوں، اب دیکھو یہ بیٹھا ہے رسول اکرم ﷺ نے اسے سزا نہ دی تھی، وہ مسلمان ہوا اور اپنی قوم میں تبلیغ کی اور بے شمار لوگ اس کے ہاتھوں مشرف بہ اسلام ہوئے۔

۲۔ ثابت ہوا کہ غزوہ میں قیلولہ کے وقت اگر خوف نہ ہو تو درختوں کے سایوں کی تلاش میں بکھر کر آرام کر سکتے ہیں۔

۳۔ اس میں نبی اکرم ﷺ کا معجزہ بھی نمودار ہوا ہے کہ ایک دشمن مکمل طور پر قابو پا چکا ہے، ہاتھ میں شمشیر بے نیام پکڑ رکھی ہے اور نبی اکرم ﷺ نہ تو گھبراہٹ کا شکار ہوئے، نہ ہی بے چین ہوئے، نبی اکرم ﷺ کی قوت یقین، اذیت ناکی پر صبر اور جاہلوں کے ساتھ تحمل کا مثالی مظاہرہ بھی ہوتا ہے۔

۴۔ ایک اعتراض آتا ہے کہ ایک حدیث میں غزوۂ ذات الرقاع میں آتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی دو رکعات نماز تھی اور پیچھے پڑھنے والوں کی بھی دو رکعات تھیں۔

مگر اس حدیث میں آیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی چار رکعات تھیں۔ اس کا حل یہ ہے کہ اس ذات الرقاع جگہ پر دو دفعہ جنگ کے لیے چڑھائی ہوئی تھی۔ ایک مرتبہ ۵ ہجری میں اور دوسری مرتبہ ۷ ہجری میں۔

ایک دفعہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے، اور دوسری دفعہ والا واقعہ یزید بن رومان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے۔ ایک دفعہ آپ ﷺ کی نمازِ خوف میں چار رکعات ہوئیں، ایک مرتبہ آپ ﷺ کی دو رکعات ہوئیں۔ اس طرح تعارض

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ختم ہو جاتا ہے۔ (مرعاۃ: ۲/۳۲۴)

۱۹۸۲۔ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ صَلَّى بِهِمْ صَلاَةَ الْخَوْفِ فَقَامَ صَفٌّ بَيْنَ يَدَيْهِ وَصَفَّ خَلْفَهُ صَلَّى بِالَّذِيْنَ خَلْفَهُ رَكْعَةً وَسَجْدَتَيْنِ ثُمَّ تَقَدَّمَ هٰؤُلاَءِ حَتَّى قَامُوْا فِي مَقَامِ أَصْحَابِهِمْ وَجَاءَ أُوْلٰئِكَ فَقَامُوْا مَقَامَ هٰؤُلاَءِ وَصَلَّى بِهِمْ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ رَكْعَةً وَسَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَكَانَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ رَكْعَتَانِ وَلَهُمْ رَكْعَةٌ.

(رواه النسائی ١٥٤٥)

سیّدنا روایت ہے: نبی ﷺ نے ان کو صلوٰۃ خوف پڑھائی۔ پس ایک صف آپ ﷺ کے سامنے کھڑی ہوئی اور ایک صف آپ کی پشت کے پیچھے کھڑی ہوئی۔ جو لوگ آپ کے پیچھے کھڑے تھے ان کو آپ نے ایک رکعت اور دو سجدے کرائے۔ پھر یہ لوگ اپنے دوسرے رفقاء کے مقام پر چلے گئے اور وہ لوگ آئے اور فریقِ اوّل کی جگہ پر کھڑے ہوگئے تو آپ ﷺ نے ان کو ایک رکعت اور دو سجدے کرائے۔ پھر آپ نے سلام پھیر دیا۔ پس آپ کی دو رکعات اور ان لوگوں کی ایک ایک رکعت نماز تھی۔

شرح: ...... اس حدیث کے مطابق ثابت ہوا کہ مقتدیوں کی نمازِ خوف ایک ایک رکعت تھی اور نبی اکرم ﷺ کی نماز دو رکعات تھی۔ بعض اگرچہ یہ احتمال پیدا کرتے ہیں کہ مقتدیوں نے ایک ایک رکعت خود پڑھی تھی۔ مگر حدیث شریف کے صاف وشفاف الفاظ ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک ایک رکعت تھی، اب اس احتمال کی ضرورت نہیں، حدیث اپنے موقف میں واضح ہے۔

۱۹۸۳۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ قَوْماً مِنْ جُهَيْنَةَ فَقَاتَلُوْنَا قِتَالاً شَدِيْدًا فَلَمَّا صَلَّيْنَا الظُّهْرَ قَالَ الْمُشْرِكُوْنَ لَوْمِلْنَا عَلَيْهِمْ مَيْلَةً لاَ قْتَطَعْنَاهُمْ فَأَخْبَرَ جِبْرِيْلُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ ذٰلِكَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَنَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ قَالَ وَقَالُوْا إِنَّهُ سَتَأْتِيْهِمْ صَلاَةٌ هِيَ أَحَبُّ إِلَيْهِمْ مِنَ الْأَوْلاَدِ فَلَمَّا حَضَرَتِ الْعَصْرُ قَالَ صَفَّنَا صَفَّيْنِ وَالْمُشْرِكُوْنَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ قَالَ

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نے جہینہ کے ایک قبیلے سے جنگ کی اور ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ اس قوم نے شدید جنگ کی، جب ہم نے ظہر کی نماز پڑھی تو مشرکین نے کہا: اگر ہم نے اچانک حملہ کر دیا ہوتا تو ہم ان کو کاٹ دیتے۔ جبریل علیہ السلام نے نبی ﷺ کو خبر کر دی تو آپ ﷺ نے ہم سے بیان کیا: راوی نے کہا: مشرکین نے کہا ان مسلمانوں کے آگے آنے والی نماز ہے جو ان کو اپنی اولاد سے زیادہ محبوب ہے۔ جب نمازِ عصر کا وقت آیا تو ہم نے دو صفیں بنائیں۔ مشرکین ہمارے اور قبلہ کے درمیان تھے۔ پس

(١٩٨٢) نسائی: ١٥٤٥۔ صحیح الاسناد، البانی: ١٥٥٤۔ بخاری: ٤١٣٧۔ مسلم: ٨٤٠۔ ابن ماجہ: ١٢٦٠۔ احمد: ١٤٥١١۔

(١٩٨٣) نسائی: ١٥٤٥۔ صحیح الاسناد، البانی: ١٥٥٤۔ بخاری: ٤١٣٧۔ مسلم: ٨٤٠۔ ابن ماجہ: ١٢٦٠۔ احمد: ١٤٥١١۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فَكَبَّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَكَبَّرْنَا وَرَكَعَ فَرَكَعْنَا ثُمَّ سَجَدَ وَسَجَدَ مَعَهُ الصَّفُّ الْأَوَّلُ فَلَمَّا قَامُوْا سَجَدَ الصَّفُّ الثَّانِيْ ثُمَّ تَأَخَّرَ الصَّفُّ الْأَوَّلُ وَتَقَدَّمَ الصَّفُّ الثَّانِيْ فَقَامُوْا مَقَامَ الْأَوَّلِ فَكَبَّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَبَّرْنَا وَرَكَعَ فَرَكَعْنَا ثُمَّ سَجَدَ مَعَهُ الصَّفُّ الْأَوَّلُ وَقَامَ الثَّانِيْ فَلَمَّا سَجَدَ الصَّفُّ الثَّانِيْ ثُمَّ جَلَسُوْا جَمِيْعًا سَلَّمَ عَلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ أَبُوْ الزُّبَيْرِ ثُمَّ خَصَّ جَابِرٌ أَنْ قَالَ كَمَا يُصَلِّي أُمَرَاؤُكُمْ هٰؤُلَاءِ (لمسلم ٨٤٠)

نبی ﷺ نے تکبیر کہی اور ہم سب نے بھی تکبیر کہی۔ جب آپ ﷺ نے رکوع سے سر اٹھایا تو ہم سب نے بھی سر اُٹھائے۔ پھر آپ ﷺ بھی سجدے میں گئے اور وہ صف بھی سجدے میں آ گئی جو آپ ﷺ سے متصل تھی اور پچھلی صف کھڑی رہی اور دشمن کے سامنے رہی۔ نبی ﷺ نے سجدہ مکمل کیا اور جو صف آپ کے متصل تھی وہ کھڑی ہوئی تو پچھلی صف سجدے میں چلی گئی اور وہ کھڑے ہوئے تو پچھلی صف آگے آ گئی اور پہلی صف پیچھے چلی گئی۔ جب نبی کریم ﷺ نے رکوع کیا تو ہم سب نے ساتھ ہی رکوع کیا۔ پھر آپ ﷺ نے رکوع سے سر اٹھایا تو ہم سب نے ساتھ ہی سر اُٹھایا پھر آپ سجدے میں گر گئے اور آپ سے متصل جو صف تھی اور وہ اول رکعت میں مؤخر صف تھی وہ سجدے میں گر گئی اور پچھلی صف دشمن کے سامنے رہی۔ جب آپ نے اور آپ سے متصل صف نے سجدہ مکمل کیا تو دوسری صف سجدے میں گر گئی اور ان لوگوں نے سجدہ کیا۔ پھر نبی ﷺ نے سلام پھیرا اور ہم سب نے بھی سلام پھیرا۔ جیسے آجکل تمہارے پہرے دار اپنے امراء کی حفاظت کرتے ہیں۔

شرح:...... جب دشمن قبلہ کی جہت پر ہو تو اس حدیث میں بیان کردہ طریقے کے مطابق نمازِ خوف ادا کی جائے۔ اس میں نماز بھی ادا ہو جاتی ہے اور دشمن کی نگرانی بھی ہو جاتی ہے۔ حالت رکوع تک تو دشمن سے حراست رہتی ہے، سجدہ کی حالت میں نگرانی کی ضرورت ہے، اس لیے رکوع اور قیام میں سب لوگ امام کی اقتداء کریں اور دو سجدوں میں پچھلی صف دورانِ نماز ہی حفاظت کرے یہ سجدہ میں نہ جائے، جب پہلی صف امام کے پیچھے سجدوں سے فارغ ہو جائے تو اگلی صف پچھلی صف کی جگہ آ جائے اور پچھلی صف آگے ہو جہاں پہلی صف تھی، اور یہ پچھلی صف جو آگے آئی ہے یہ بھی امام کی اقتداء میں دو سجدے کرے اور پچھلی نگرانی کرے۔ اس طرح دونوں صفوں کی سجدوں تک بھی اقتداء ہو جاتی ہے۔ پھر امام کے ساتھ سلام پھیر دیں۔ یہ صفوں کا آگے پیچھے ہو کر سجدہ کرنا اس لیے ہے کہ دونوں گروہوں کو امام کی قربت کا حصہ حاصل ہو جائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲۔ ایک اعتراض ہوسکتا ہے کہ قرآن پاک میں طریقہ آتا ہے، وہ یہ ہے کہ ایک گروہ آپ کے ساتھ نماز پڑھے اور دوسرا دشمن سے لڑے اور پھر یہ نماز والا گروہ دشمن کے مقابلہ میں جائے اور وہ دوسرا گروہ آئے اور آپ کے ساتھ نماز پڑھے۔ (النساء:۱۰۲)

اس حدیث میں بیان شدہ طریقہ قرآن پاک کے طریقے سے ٹکراتا ہے۔

(اس کا حل) یہ ہے کہ یہ حدیث مخالف قرآن نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان اس صورت حال کے لیے ہے جب دشمن قبلہ رخ نہ ہو تو فوج کے دو حصے کیے جائیں اور نماز خوف ادا کی جائے۔

اور یہ حدیث بھی وحی ہے یہ وضاحت نبی اکرم ﷺ نے جو عملی طور پر پیش فرمائی ہے یہ اس صورت میں ہے جب دشمن قبلہ رخ ہو۔ اس طرح الجھن دور ہو جاتی ہے۔ (الحمدللہ) (مرعاۃ:۲/۳۲۵)

۱۹۸۴۔ عَنْ أَبِي عَيَّاشٍ الزُّرَقِيِّ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ بِعَسْفَانَ وَعَلَى الْمُشْرِكِيْنَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ فَصَلَّيْنَا الظُّهْرَ فَقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ لَقَدْ أَصَبْنَا غِرَّةً لَقَدْ أَصَبْنَا غَفْلَةً لَوْكُنَّا حَمَلْنَا عَلَيْهِمْ وَهُمْ فِي الصَّلَاةِ فَنَزَلَتْ آيَةُ الْقَصْرِبَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ (رواه أبوداود، ١٢٣٦)

سیدنا ابوعیاش الزرقی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ مقام عسفان میں تھے اور مشرکین پر خالد بن ولید تھے۔ ہم نے ظہر کی نماز پڑھی تو مشرکین نے کہا: ہم غفلت کو پہنچے ہیں۔ کاش ہم ان پر حملہ کر دیں، تو نماز قصر کرنے کی آیت اس دن ظہر اور عصر کے درمیان نازل ہوئی ہے۔

شرح: ...... اس میں وہ طریقہ بیان ہوا ہے جو قرآن پاک نے بتایا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے لوگوں کے دو گروہ بنا دیے ایک دشمن کے مقابلے پر ڈٹا رہا دوسرا نماز ادا کرنے لگا۔

اس میں دراصل اس آیت کا شانِ نزول بیان ہوا ہے جس میں نمازِ خوف کا حکم آیا ہے، ارشاد باری ہے:

﴿إِنْ خِفْتُمْ أَنْ يَفْتِنَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنَّ الْكَافِرِينَ كَانُوا لَكُمْ عَدُوًّا مُبِينًا﴾ (النسآء:۱۰۱)

''اگر تم ڈرو کہ کافر لوگ تمہیں فتنہ میں ڈال دیں گے، یقیناً کافر تمہارے کھلے دشمن ہیں۔''

آگے پھر طریقہ بتایا ہے کہ اگر آپ ان میں موجود ہوں تو نماز قائم کریں، ایک گروہ ان کا آپ کے ساتھ ہو اور اسلحہ پکڑ کر نماز پڑھے اور دوسرا گروہ پیچھے کھڑا رہے، جب آپ سجدہ کریں۔ اور پھر دوسرا گروہ آئے، جنہوں نے آپ کے ساتھ نماز نہیں پڑھی وہ نماز پڑھے اور اپنا بچاؤ اور اسلحہ بھی پکڑے رکھیں، کیونکہ کافر لوگوں کی آرزو یہی ہے کہ تم بے خبر رہو، اور یہ تم پر یکبارگی حملہ کر دیں۔ (نساء:۱۰۲)

اس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اور آپ کے ساتھیوں کو دشمن کے نقصان سے محفوظ رکھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۹۸۵۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ صَلاَةَ الْخَوْفِ بِإِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ رَكْعَةً وَالطَّائِفَةُ الأُخْرَى مُوَاجِهَةَ الْعَدُوِّ ثُمَّ انْصَرَفُوْا وَقَامُوْا فِيْ مَقَامِ أَصْحَابِ مُقْبِلِيْنَ عَلَى الْعَدُوِّ وَجَاءَ أُوْلَئِكَ ثُمَّ صَلَّى بِهِمِ النَّبِيُّ ﷺ رَكْعَةً ثُمَّ سَلَّمَ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ قَضَى هٰؤُلاَءِ رَكْعَةً وَهٰؤُلاَءِ رَكْعَةً. (رواہ مسلم ۸۳۹)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے نمازِ خوف کی ایک رکعت دو فریقوں میں سے ایک کے ساتھ پڑھی اور دوسرا فریق دشمن کے سامنے رہا اور پھر نماز پڑھنے والا فریق پیچھے جا کر دشمن کے مقابلے میں اپنے رفقاء کے مقام پر کھڑا ہوا اور وہ فریق آیا، پھر نبی کریم ﷺ نے ان کے ساتھ بھی ایک رکعت نماز پڑھی اور پھر اس فریق نے ایک رکعت پڑھی اور اس فریق نے بھی ایک رکعت مکمل کی۔

شرح: ......امام محمد رحمہ اللہ نے کتاب الآثار ص ۳۵ پر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا موقف یہ بیان کیا ہے کہ نمازِ خوف میں ایک گروہ امام کے ساتھ کھڑا ہو اور ایک گروہ دشمن کے مقابلے میں جائے، امام اپنے ساتھ والے گروہ کو ایک رکعت نماز پڑھائے اور یہ گروہ بغیر بات کیے ان کی جگہ پر چلا جائے جنہوں نے نماز نہیں پڑھی اور وہ آئیں اور امام کے ساتھ جو اس کی دوسری رکعت ہے وہ پڑھیں، پھر بات کیے بغیر ان کی جگہ پر جائیں جنہوں نے پہلے رکعت پڑھی تھی۔ اب یہ پہلا گروہ آئے اور خود ایک رکعت پڑھے، پھر واپس دشمن کے مقابلے میں جائے اور پھر وہ دوسرا گروہ آئے وہ اپنی اس رکعت کی قضاء دے جو باقی رہتی تھی، اسے اکیلا پڑھے اور یہ اکیلی رکعت جو پڑھیں اس میں قراءت نہ کریں کیونکہ امام پیچھے قراءت کر چکے ہیں، یہ کافی ہے اور دوسرا گروہ قراءت کرے یہ چونکہ قضاء دے رہا ہے۔

علامہ عبیداللہ رحمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''یہ وہ طریقہ ہے جو نہ تو نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے، نہ ہی آپ ﷺ کے کسی صحابی رضی اللہ عنہم سے مروی ہے، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے قبل اس کا کوئی بھی قائل نہیں نظر آتا۔

حدیث میں سیدھا سا طریقہ ہے کہ ہر گروہ نے ایک رکعت آپ ﷺ کے ساتھ پڑھی اور یکے بعد دیگرے ہر گروہ نے ایک ایک رکعت خود ادا کی، باقاعدہ قراءت کی اور آپ ﷺ نے ان سے مل کر سلام پھیرا۔ (مرعاۃ: ۲/۳۲۰)

آپ ﷺ کی بھی دو رکعات ہوئیں اور دونوں گروہوں کی بھی دو دو رکعات ہوئیں۔

۱۹۸۶۔ قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَإِذَا كَانَ خَوْفٌ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَصَلِّ رَاكِباً أَوْ قَائِماً تُوْمِئُ

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب دشمن کا خطرہ اس سے بھی زیادہ ہو تو غازی سوار ہو کر یا پیادہ ہو کر نماز پڑھے اور

(۱۹۸۴) ابوداؤد: ۱۲۳۶۔ صحیح، البانی: ۱۰۹۶۔ نسائی: ۱۵۵۰۔

(۱۹۸۵) مسلم: ۸۳۹۔ بخاری: ۴۵۳۵۔ ترمذی: ۵۶۴۔ نسائی: ۱۵۴۲۔ ابوداؤد: ۱۲۴۳۔ ابن ماجہ: ۱۲۵۸۔ احمد: ۶۳۹۵۔ موطا: ۴۴۲۔ دارمی: ۱۵۲۱۔

(۱۹۸۶) مسلم: ۸۳۹۔ بخاری: ۴۵۳۵۔ ترمذی: ۵۶۴۔ نسائی: ۱۵۴۲۔ ابوداؤد: ۱۲۴۳۔ ابن ماجہ: ۱۲۵۸۔ احمد: ۶۳۹۵۔ موطا: ۴۴۲۔ دارمی: ۱۵۲۱۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لِلّٰہِ إِيْمَاءً (رواه مسلم ـ ٨٣٩)

اشارہ کرے۔

١٩٨٧ـ وفي رواية: مُسْتَقْبِلِيَ الْقِبْلَةِ أَوْ غَيْرَ مُسْتَقْبِلِيْهَا. (للبخاري ٤٥٣٥)

اور دوسری روایت میں ہے کہ منہ قبلہ کی طرف ہو یا غیر قبلہ کی طرف ہو۔

شرح: ...... حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب خوف وہراس شدید ہو اور دشمن کثیر تعداد میں ہو اور زمین پر نماز پڑھنے سے جماعت کے منتشر ہونے کا اندیشہ ہو، قبلہ رخ ہونا ممکن نہ رہا ہو اور قیام و رکوع اور سجود ارکان وغیرہ کی ادائیگی بھی ممکن نہ رہے تو اشارہ وغیرہ سے یا قبلہ رخ ہو کر یا غیر قبلہ رخ ہو کر جیسے بھی ممکن ہو نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ (فتح الباری: ٢/ ٤٣٣)

١٩٨٨ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَاكَانَتْ صَلَاةُ الْخُوْفِ إِلَّا سَجْدَتَيْنِ كَصَلَاةِ أَحْرَاسِكُمْ هٰؤُلَاءِ الْيَوْمَ خَلْفَ أَئِمَّتِكُمْ هٰؤُلَاءِ إِلَّا أَنَّهَا كَانَتْ عُقَبًا قَامَتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ وَهُمْ جَمِيْعًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَسَجَدَتْ مَعَهُ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَامُوْا مَعَهُ جَمِيْعًا ثُمَّ رَكَعَ وَرَكَعُوْا مَعَهُ جَمِيْعًا ثُمَّ سَجَدَ فَسَجَدَ مَعَهُ الَّذِيْنَ كَانُوْا قِيَامًا أَوَّلَ مَرَّةٍ فَلَمَّا جَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالَّذِيْنَ سَجَدُوْا مَعَهُ فِي آخِرِ صَلَاتِهِمْ سَجَدَ الَّذِيْنَ كَانُوْا قِيَامًا لِأَنْفُسِهِمْ ثُمَّ جَلَسُوْا فَجَمَعَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالتَّسْلِيْمِ (للنسائی ١٥٣٥)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: نماز خوف صرف دو سجدے تھی جیسا آج کل تمہارے نگران کرتے ہیں ان تمہارے حکمرانوں کی نگرانی کے لیے مگر یہ امر جدا بات ہے کہ وہ پیچھے ہوتے تھے۔ وہ سب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کھڑے ہوتے اور ایک فریق ان میں سے کھڑا رہتا اور ایک فریق رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سجدہ کرتا۔ پھر آپ ﷺ کھڑے ہوتے تو سب کھڑے ہو جاتے۔ پھر آپ رکوع کرتے تو سب آپ کے ساتھ رکوع کرتے۔ پھر آپ ﷺ سجدہ کرتے تو وہ لوگ آپ کے ساتھ سجدہ کرتے جو پہلے کھڑے رہتے تھے۔ پس جب رسول اللہ ﷺ بیٹھ جاتے اور وہ لوگ بھی بیٹھتے جو آپ کی نماز کے آخر میں آپ کے ساتھ تھے۔ ان لوگوں نے سجدہ کیا جو کھڑے تھے پھر وہ بیٹھ گئے اور سب نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سلام پھیرا۔

شرح: ...... ١ـ باڈی گارڈ کی مانند نماز یہ ہے کہ یہ پہلے اسے نماز پڑھاتے ہیں، جس کی حفاظت کرتے ہیں اور اس کے پیچھے کھڑے ہوتے ہیں بعد میں نماز پڑھتے ہیں۔

(١٩٨٧) بخاری: ٤٥٣٥ـ ترمذی: ٥٦٤ـ نسائی: ١٥٤٢ـ ابوداؤد: ١٢٤٣ـ ابن ماجہ: ١٢٥٨ـ احمد: ٦٣٩٥ـ موطا: ٤٤٢ـ دارمی: ١٥٢١.

(١٩٨٨) نسائی: ١٥٣٥ـ حسن صحیح، البانی: ١٤٤٤ـ بخاری: ٩٤٤ـ احمد: ٢٢٧٥٦.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۲۔ عُقُبًا یعنی باری باری سجدہ کرتے تھے، ایک گروہ سجدہ کر لیتا پھر دوسرا گروہ سجدہ کرتا۔

۳۔ ایک گروہ دشمن کے مقابلے میں چلا گیا، جو گروہ آپ ﷺ کے ساتھ تھا، وہ نماز میں رہا پہلی رکعت کی مانند دوسری رکعت میں انہوں نے سجدہ نہ کیا تھا، حدیث کے ظاہری الفاظ سے تو یہی پتہ چلتا ہے کہ دوسری رکعت میں انہوں نے سجدہ نہ کیا تھا۔ (تعلیقات سلفیہ: ۱/۱۸۳)

۱۹۸۹۔ عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ زَهْدَمٍ قَالَ كُنَّا مَعَ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِي بِطَبَرِسْتَانَ فَقَالَ أَيُّكُمْ صَلَّى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الْخَوْفِ فَقَالَ حُذَيْفَةُ أَنَا فَقَامَ حُذَيْفَةُ فَصَفَّ النَّاسَ خَلْفَهُ صَفَّيْنِ صَفًّا خَلْفَهُ وَصَفًّا مُوَازِيَ الْعَدُوِّ فَصَلَّى بِالَّذِي خَلْفَهُ رَكْعَةً ثُمَّ انْصَرَفَ هٰؤُلَاءِ إِلَى مَكَانِ هٰؤُلَاءِ وَجَاءَ أُولٰئِكَ فَصَلّٰى بِهِمْ رَكْعَةً وَلَمْ يَقْضُوْا (رواه النسائی ۱۵۳۱)

ثعلبہ بن زھدم سے مروی ہے کہ ہم طبرستان کے علاقہ میں سعید بن عاص کے ساتھ تھے، انہوں نے کہا: تم میں سے کون ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز خوف پڑھی ہے؟ حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ہوں، وہ کھڑے ہوئے اور بیان کیا کہ آپ ﷺ نے مقام قرد میں نماز پڑھی اور اپنے پیچھے لوگوں کی دو صف بنائیں۔ ایک صف آپ کے پیچھے تھی اور ایک دشمن کے سامنے تھی پس اپنے ساتھ والوں کے ساتھ آپ نے ایک رکعت پڑھی اور پھر یہ لوگ تبدیل ہو کر دوسروں کے مقام پر چلے گئے اور وہ آئے لوگ آئے اور ایک رکعت ان کو پڑھائی۔ اور سب نے کوئی قضا نہیں کی۔ (نسائی)

شرح: ...... اس حدیث میں نمازِ خوف مقتدیوں کی ایک ایک رکعت ثابت ہوتی ہے اور امام کی دو رکعات ہوتی ہیں۔

۱۹۹۰۔ عَنْ مَرْوَانَ ابْنَ الْحَكَمِ أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا هُرَيْرَةَ هَلْ صَلَّيْتَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الْخَوْفِ فَقَالَ أَبُوْهُرَيْرَةَ نَعَمْ قَالَ مَتٰى قَالَ عَامَ غَزْوَةِ نَجْدٍ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِصَلَاةِ الْعَصْرِ وَقَامَتْ مَعَهُ طَائِفَةٌ وَطَائِفَةٌ أُخْرٰى مُقَابِلَ الْعَدُوِّ وَظُهُوْرُهُمْ إِلَى الْقِبْلَةِ فَكَبَّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَكَبَّرُوْا

مروان بن حکم سے روایت ہے، اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز خوف پڑھی ہے؟ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: جی ہاں۔ اس نے کہا: کب پڑھی ہے؟ تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: غزوہ نجد کے موقع پر پڑھی ہے۔ پس ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نمازِ عصر کے لیے کھڑے ہوئے اور ایک فریق رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کھڑا ہوا اور دوسرا فریق دشمن کے مقابلے میں کھڑا ہوا

(۱۹۸۹) نسائی: ۱۵۳۰۔ صحیح، البانی: ۱۴۳۹۔ ابوداؤد: ۱۲۴۶۔ احمد: ۲۲۹۴۴۔

(۱۹۹۰) نسائی: ۱۵۴۳۔ صحیح، البانی: ۱۴۵۲۔ ابوداؤد: ۱۲۴۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جَمِيعًا الَّذِينَ مَعَهُ وَالَّذِينَ يُقَابِلُونَ الْعَدُوَّ ثُمَّ رَكَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَكْعَةً وَاحِدَةً وَرَكَعَتْ مَعَهُ الطَّائِفَةُ الَّتِي تَلِيهِ ثُمَّ سَجَدَ وَسَجَدَتِ الطَّائِفَةُ الَّتِي تَلِيهِ وَالْآخَرُونَ قِيَامٌ مُقَابِلَ الْعَدُوِّ ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقَامَتِ الطَّائِفَةُ الَّتِي مَعَهُ فَذَهَبُوا إِلَى الْعَدُوِّ فَقَابَلُوهُمْ وَأَقْبَلَتِ الطَّائِفَةُ الَّتِي كَانَتْ مُقَابِلَ الْعَدُوِّ فَرَكَعُوا وَسَجَدُوا وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَائِمٌ كَمَا هُوَ ثُمَّ قَامُوا فَرَكَعَ رَسُولُ اللَّهِ رَكْعَةً أُخْرَى وَرَكَعُوا مَعَهُ وَسَجَدَ وَسَجَدُوا مَعَهُ ثُمَّ أَقْبَلَتِ الطَّائِفَةُ الَّتِي كَانَتْ مُقَابِلَ الْعَدُوِّ فَرَكَعُوا وَسَجَدُوا وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَاعِدٌ وَمَنْ مَعَهُ ثُمَّ كَانَ السَّلَامُ فَسَلَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَسَلَّمُوا جَمِيعًا فَكَانَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ رَكْعَتَانِ وَلِكُلِّ رَجُلٍ مِنَ الطَّائِفَتَيْنِ رَكْعَتَانِ رَكْعَتَانِ. (رواه النسائی ۱۵۴۳)

اور ان کی پشت قبلہ کی طرف تھی۔ پس نبی ﷺ نے تکبیر کہی تو سب نے تکبیر کہی۔ پھر آپ رکوع میں گئے تو جو فریق آپ سے متصل تھا اس نے بھی آپ کے ساتھ رکوع کیا۔ آپ نے پھر سجدہ کیا تو انہوں نے بھی کیا، پھر آپ اٹھے تو وہ فریق بھی اٹھا۔ پھر وہ چل کر دشمن کے مقابلے پر مستعد ہو گیا۔ اور وہ فریق آیا جو پہلے دشمن کے بالمقابل تھا اور انہوں نے رکوع کیا اور سجدہ کیا اور آپ اسی طرح کھڑے رہے جیسا کہ کھڑے تھے۔ پھر وہ کھڑے ہوئے اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی دوسری رکعت پڑھی اور ان لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ رکوع وسجود کیا۔ اب دوسری جماعت آئی جو دشمن کے مقابلے پر تھی اور انہوں نے رکوع وسجود کیا اور رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھ جو فریق تھا وہ بیٹھے رہے۔ پھر سلام پھیرنے کا وقت آیا تو سب نے مل کر سلام پھیرا پس رسول ﷺ کی دو رکعات تھیں اور ہر دو فریق کی ایک ایک رکعت تھی۔

شرح: ...... جب آپ ﷺ کے ساتھ والے گروہ نے ایک رکعت آپ ﷺ کے ساتھ ادا کر لی تو انہوں نے ایک رکعت خود بھی ادا کی۔ اور رسول اکرم ﷺ ایک رکعت ادا کرنے کے بعد کھڑے رہے، اب یہ گروہ دشمن کے مقابلے میں چلا گیا تو دوسرا گروہ جو دشمن کے سامنے تھا، وہ آیا آپ ﷺ بیٹھے رہے، اور جنہوں نے آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تھی وہ بھی بیٹھے رہے، اب دشمن کے سامنے والے بھی آئے اور نماز میں داخل ہو گئے تو سب کے ساتھ آپ نے سلام پھیرا۔

یہ صورت نماز تب ممکن ہے جب خوف زیادہ نہ ہو، کیونکہ کبھی دشمن کے سامنے سے آجانا کبھی اس کے سامنے چلے جانا یا آنا جانا تب ہی ہو سکتا ہے جب اتنا شدید خوف وخطرہ نہ ہو۔ (تعلیقات: ۱/۱۸۴)

۱۹۹۱۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَبَّرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے تکبیر کہی تو

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وَكَبَّرَتِ الطَّائِفَةُ الَّذِيْنَ صَفُّوْا مَعَهُ ثُمَّ رَكَعَ فَرَكَعُوْا ثُمَّ سَجَدَ فَسَجَدُوْا ثُمَّ رَفَعَ فَرَفَعُوْا ثُمَّ مَكَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسًا ثُمَّ سَجَدُوْا لِأَنْفُسِهِمُ الثَّانِيَةَ ثُمَّ قَامُوْا فَنَكَصُوْا عَلَى أَعْقَابِهِمْ يَمْشُوْنَ الْقَهْقَرٰى حَتّٰى قَامُوْا مِنْ وَرَائِهِمْ وَجَاءَتِ الطَّائِفَةُ الْأُخْرٰى فَقَامُوْا فَكَبَّرُوْا ثُمَّ رَكَعُوْا لِأَنْفُسِهِمْ ثُمَّ سَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَسَجَدُوْا مَعَهُ ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَسَجَدُوْا لِأَنْفُسِهِمُ الثَّانِيَةَ ثُمَّ قَامَتِ الطَّائِفَتَانِ جَمِيْعًا فَصَلَّوْا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَرَكَعَ فَرَكَعُوْا ثُمَّ سَجَدَ فَسَجَدُوْا جَمِيْعًا ثُمَّ عَادَ فَسَجَدَ الثَّانِيَةَ وَسَجَدُوْا مَعَهُ سَرِيْعًا كَأَسْرَعِ الْإِسْرَاعِ جَاهِدًا لَا يَأْلُوْنَ سِرَاعًا ثُمَّ سَلَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَسَلَّمُوْا فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَدْ شَارَكَهُ النَّاسُ فِي الصَّلَاةِ كُلِّهَا. (رواه أبوداود، ١٢٤٢)

آپ کے ساتھ جس فریق نے صف بنائی تھی انہوں نے بھی تکبیر کہی۔ پھر آپ نے رکوع کیا تو انہوں نے بھی کیا، پھر آپ نے سجدہ کیا تو انہوں نے بھی سجدہ کیا پھر آپ سجدے سے اٹھے تو وہ بھی اٹھے اور آپ ﷺ ٹھہر گئے اور بیٹھے رہے، دوسرا فریق آیا اور کھڑے ہوکر تکبیر کہی اور رکوع خود ہی پورا کیا۔ پھر آپ ﷺ نے سجدہ کیا تو انہوں نے آپ کے ساتھ سجدہ کیا۔اس کے بعد آپ کھڑے ہوگئے اور ان لوگوں نے اپنا دوسرا سجدہ کیا۔ پھر ہر دو فریق کھڑے ہوئے اور سب نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپ نے رکوع کیا تو ان سب نے رکوع کیا پھر آپ نے سجدہ کیا تو ان سب نے سجدہ کیا، پھر آپ نے دوسرا سجدہ کیا تو ان سب نے آپؐ کے ساتھ کیا تو ان لوگوں نے سب ہی نے بہت تیزی سے سجدہ کیا جیسے بہت جلدی میں تیز دوڑنے والا دوڑتا ہے اور انہوں نے جلدی کرنے میں کوئی پروا نہ کی۔ پھر آپ نے سلام پھیرا تو سب نے سلام پھیرا اور سب لوگ آپ کے ساتھ ساری نماز میں شریک ہوگئے۔"

شرح: ......اس حدیث میں جو طریقہ بتایا گیا ہے، اس میں تمام گروہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نماز میں شریک رہے ہیں اور اس میں دوسری روایات کے علاوہ طریقہ نمازِ خوف بتایا گیا ہے۔

١٩٩٢ـ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الْخَوْفِ فَقَامُوْا صَفًّا خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَصَفٌّ مُسْتَقْبِلَ الْعَدُوِّ فَصَلّٰى بِهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَةً ثُمَّ جَاءَ الْآخَرُوْنَ فَقَامُوْا مَقَامَهُمْ وَاسْتَقْبَلَ

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے نماز خوف پڑھائی اور لوگ دو صفوں میں کھڑے ہوئے۔ ایک صف نبی کریم ﷺ کے پیچھے کھڑی ہوئی اور دوسری صف دشمن کے مقابلے میں رہی۔ اس فریق کے ساتھ آپ نے ایک رکعت پڑھی اور پھر دوسرا فریق آیا اور ان کی جگہ کھڑا ہوا اور پہلا فریق

(١٩٩١) ابوداؤد: ١٢٤٢ـ حسن، الباني: ١١٠٧ـ احمد: ٢٥٨٢٢.

(١٩٩٢) ابوداؤد: ١٢٤٤ـ ضعيف الباني: ٢٦٨ـ احمد: ٣٥٥١.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

هٰؤُلَاءِ الْعَدُوِّ فَصَلَّى بِهِمُ النَّبِيُّ ﷺ رَكْعَةً ثُمَّ سَلَّمَ فَقَامَ هٰؤُلَاءِ فَصَلُّوْا لِأَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً ثُمَّ سَلَّمُوْا ثُمَّ ذَهَبُوْا فَقَامُوْا مَقَامَ أُوْلٰئِكَ مُسْتَقْبِلِي الْعَدُوِّ وَرَجَعَ أُوْلٰئِكَ إِلَى مَقَامِهِمْ فَصَلُّوْا لِأَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً ثُمَّ سَلَّمُوْا (رواه أبو داود ، ، ١٢٤٤)

دشمن کے سامنے چلا گیا۔ پس دوسرے فریق کے ساتھ بھی نبی ﷺ نے ایک رکعت پڑھی اور پھر آپ نے سلام پھیر دیا اور ان لوگوں نے کھڑے ہو کر اپنی ایک رکعت پوری کی اور سلام پھیر کر دشمن کے بالمقابل چلے گئے اور دوسرے لوگوں کے مقام پر پہنچ گئے۔ پس وہ لوگ لوٹ کر آئے اور اپنی پہلی جگہ پر پہنچ کر اپنی ایک رکعت خود پڑھی اور پھر سلام پھیرا۔

١٩٩٣۔ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ فِي خَوْفِ الظُّهْرَ فَصَفَّ بَعْضُهُمْ خَلْفَهُ وَبَعْضُهُمْ بِإِزَاءِ الْعَدُوِّ فَصَلَّى بِهِمْ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَانْطَلَقَ الَّذِيْنَ صَلُّوْا مَعَهُ فَوَقَفُوْا مَوْقِفَ أَصْحَابِهِمْ ثُمَّ جَاءَ أُوْلٰئِكَ فَصَلُّوْا خَلْفَهُ فَصَلّٰى بِهِمْ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَكَانَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَرْبَعاً وَلِأَصْحَابِهِ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ وَبِذٰلِكَ كَانَ يُفْتِي الْحَسَنُ قَالَ أَبُوْدَاوُدَ وَكَذٰلِكَ فِي الْمَغْرِبِ يَكُوْنُ لِلْإِمَامِ سِتُّ رَكْعَاتٍ وَلِلْقَوْمِ ثَلَاثٌ ثَلَاثٌ . (رواه أبو داود، ١٢٤٨)

سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نمازِ ظہر بحالتِ خوف پڑھائی تو کچھ لوگوں کو اپنے پیچھے کھڑا کیا اور کچھ لوگوں کو دشمن کے مقابلے پر رکھا پس آپ ﷺ نے دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیا اور جن لوگوں نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی تھی وہ اُٹھ کر اپنے رفقاء کے مقام پر چلے گئے۔ پھر دوسرا فریق آیا اور آپؐ کے پیچھے نماز پڑھی اور آپ نے اُن کو بھی دو رکعات نماز پڑھائی اور پھر سلام پھیرا پس آپ ﷺ کی چار رکعت اور آپ کے صحابہ کی دو دو رکعات تھیں۔ اور اس صورت کے مطابق حسن بصریؒ فتویٰ دیتے تھے۔ (امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے کہا کہ نماز مغرب میں امام کی چھ رکعات ہونگی اور قوم کی تین تین رکعات ہونگی۔"

شرح: ......اس میں نبی ﷺ کی نماز دو دو رکعات ہے، کل چار رکعات ہوئیں، جبکہ مقتدیوں کی نماز دو دو رکعات ہوئی۔

۲۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ پہلی دو فرض تھیں اور دوسری نفل تھیں۔

۳۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ فرض نماز والے کی نماز نفل نماز والے کے پیچھے ہو جاتی ہے۔ (عون المعبود:۱/۴۸۴)

١٩٩٤۔ عَنِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بْنِ أُنَيْسٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ بَعَثَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى خَالِدِ بْنِ

سیدنا عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے رسول اللہ ﷺ نے خالد بن سفیان الھذلی کی طرف روانہ کیا اور وہ عرنہ و عرفات کی

(١٩٩٣) ابوداؤد: ١٢٤٨۔ صحيح: ١١١٢۔ نسائی: ١٥٥١.

(١٩٩٤) ابوداؤد: ١٢٤٩۔ ضعيف، البانی: ٢٧١۔ احمد: ١٥٦١٧۔ حسن اسناده الحافظ فی الفتح۔ (عون المعبود: ٤٨٥/١)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سُفْيَانَ الْهُذَلِي وَكَانَ نَحْوَ عُرْنَةَ وَعَرَفَاتٍ فَقَالَ اذْهَبْ فَاقْتُلْهُ قَالَ فَرَأَيْتُهُ وَحَضَرَتْ صَلَاةُ الْعَصْرِ فَقُلْتُ إِنِّي أَخَافُ أَنْ يَكُوْنَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ مَا إِنْ أُؤَخِّرَ الصَّلَاةَ فَانْطَلَقْتُ أَمْشِي وَأَنَا أُصَلِّي أُوْمِئُ إِيْمَاءً نَحْوَهُ فَلَمَّا دَنَوْتُ مِنْهُ قَالَ لِي مَنْ أَنْتَ قُلْتُ رَجُلٌ مِنَ الْعَرَبِ بَلَغَنِي أَنَّكَ تَجْمَعُ لِهَذَا الرَّجُلِ فَجِئْتُكَ فِي ذَاكَ قَالَ إِنِّي لَفِي ذَاكَ فَمَشَيْتُ مَعَهُ سَاعَةً حَتَّى إِذَا أَمْكَنَنِي عَلَوْتُهُ بِسَيْفِي حَتَّى بَرَدَ. (رواه أبوداود، ١٢٤٩)

اطراف میں تھا۔ میرے ذمہ اس کو قتل کرنا تھا۔ جب میں نے اس کو دیکھا تو نمازِ عصر کا وقت بھی آچکا تھا۔ پس میں نے دل میں کہا: مجھے خوف ہے کہ میرے اور اس کے درمیان جو کچھ ہوگا اس کی وجہ سے نماز مؤخر ہوگی پس میں چلتے چلتے نماز پڑھتا رہا اور میں اشارہ کرتا تھا۔ جب میں اس کے قریب گیا تو اس نے کہا تو کون ہے؟ میں نے کہا: ایک عرب آدمی ہوں اور مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تو اس مرد کے مقابلے کے لیے فوج جمع کرتا ہے تو میں بھی اس کام کے لیے آیا ہوں۔ اس نے کہا: میں تو اس کام میں مصروف ہوں۔ میں تھوڑی دیر اس کے ساتھ چلتا رہا یہاں تک کہ جب وہ میری زد میں آگیا تو میں نے اپنی تلوار اس پر اٹھا ماری اور ٹھنڈا کر کے رکھ دیا۔'' (ابوداؤد)

شرح: ..... اس سے استدلال کیا گیا ہے کہ خوف کی شدت ہو تو اشارے سے سواری کے اوپر ہی نماز جائز ہے۔

١٩٩٥۔ وزاد الكبير: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: إِنَّهُ قَدْ بَلَغَنِي أَنَّ خَالِدَ بْنَ سُفْيَانَ بْنِ نُبَيْحٍ الْهُذَلِيَّ يَجْمَعُ لِيَ النَّاسَ لِيَغْزُوْنِي فَأْتِهِ فَاقْتُلْهُ: قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ انْعَتْهُ لِي حَتَّى أَعْرِفَهُ. قَالَ إِذَا رَأَيْتَهُ وَجَدْتَ لَهُ قُشَعْرِيْرَةً، قَالَ: فَخَرَجْتُ مُتَوَشِّحًا سَيْفِي، حَتَّى وَقَعْتُ عَلَيْهِ، وَهُوَ بِعُرَنَةَ مَعَ ظُعُنٍ يَرْتَادُ لَهُنَّ مَنْزِلًا، وَحِيْنَ كَانَ وَقْتُ الْعَصْرِ، فَلَمَّا رَأَيْتُهُ وَجَدْتُ مَا وَصَفَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْقُشَعْرِيْرَةِ فَأَقْبَلْتُ نَحْوَهُ، وَخَشِيْتُ أَنْ يَكُوْنَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ مُحَاوَلَةٌ، فَصَلَّيْتُ وَأَنَا أُوْمِئُ بِرَأْسِي

الکبیر نے یہ اضافہ کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے خبر پہنچی ہے کہ خالد بن سفیان لوگوں کو جمع کر رہا ہے تا کہ میرے ساتھ جنگ کرے۔ پس تو جا کر اس کو قتل کر دے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اس کی علامت بیان فرما دیجئے۔ آپ نے فرمایا: جب تو اس تک پہنچے گا تو اس کو کپکپی لگی ہوگی۔ میں اس کی طرف چل پڑا اور جب میں نے اس کو دیکھا تو اس کے بال بکھرے تھے اور کپکپی طاری تھی۔ اس روایت میں ہے: جب میں لوٹ کر نبی کریم ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا: چہرہ کامیاب ہے۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں نے اس کو قتل کر دیا ہے۔ آپ میرے ساتھ اٹھے اور مجھے اپنے مکان پر لے گئے اور آپ نے مجھے چھڑی عطا فرمائی اور فرمایا: اس کو

(١٩٩٥) ابوداود بعضه في صلاة الخوف، رواه احمد، وابو يعلى بنحوه وفيه راوٍ لم يسمّ الخ وهو ابن عبدالله بن انيس وبقية رجاله ثقات۔ هيثمي: ١٠٣٤٤.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ، فَلَمَّا إِنْتَهَيْتُ إِلَيْهِ، قَالَ: مَنِ الرَّجُلُ؟ قُلْتُ: رَجُلٌ سَمِعَ بِكَ وَبِجَمْعِكَ لِهَـٰذَا الرَّجُلِ فَجَآءَكَ فِيْ ذٰلِكَ، قَالَ: أَجَلْ، أَنَا فِيْ ذٰلِكَ، قَالَ: فَمَشَيْتُ مَعَهٗ شَيْئًا حَتّٰى إِذَا أَمْكَنَنِيْ حَمَلْتُ عَلَيْهِ بِالسَّيْفِ حَتّٰى قَتَلْتُهٗ، ثُمَّ خَرَجْتُ وَتَرَكْتُ ظَعَائِنَهٗ مُكِبَّاتٍ عَلَيْهِ، فَلَمَّا قَدِمْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَرَآنِيْ قَالَ: أَفْلَحَ الْوَجْهُ قَالَ: قُلْتُ: قَتَلْتُهٗ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ: صَدَقْتَ قَالَ: ثُمَّ قَامَ مَعِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَدَخَلَ بِيْ بَيْتَهٗ فَأَعْطَانِيْ عَصًا فَقَالَ إِمْسِكْ هٰذِهٖ عِنْدَكَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنِ أُنَيْسٍ قَالَ: فَخَرَجْتُ بِهَا عَلَى النَّاسِ، فَقَالُوْا: مَا هٰذِهِ الْعَصَا؟ قُلْتُ: أَعْطَانِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَمَرَنِيْ أَنْ أُمْسِكَهَا، قَالُوْا: أَوَلَا تَرْجِعُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَتَسْأَلَهٗ عَنْ ذٰلِكَ، فَرَجَعْتُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لِمَا أَعْطَيْتَنِيْ هٰذَا الْعَصَا؟ قَالَ: آيَةٌ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، إِنَّ أَقَلَّ النَّاسِ الْمُتَخَصِّرُوْنَ يَوْمَئِذٍ قَالَ: دُفِنَ جَمِيْعًا.

محفوظ رکھ۔ یہ میرے اور تیرے درمیان قیامت کے دن علامت اور نشانی ہوگی اور لاٹھی والے قیامت کے دن بہت کم لوگ ہوں گے۔"

۱۹۹۶۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ

ایک روایت میں ہے کہ فرمایا: "قیامت کے دن عصا والے

(۱۹۹۶) طبرانی ورجالہ ثقات۔ ہیثمی: ۱۰۳۴۵.

انتباہ: نمازِ خوف کی چھ اقسام ہیں: ۱۔ وہ طریقہ یہ ہے جس پر ابن عمر رضی اللہ عنہما والی حدیث دلالت کرتی ہے۔
۲۔ وہ طریقہ یہ ہے جس پر صالح بن خوات، سہل بن ابی حثمہ والی حدیث دلالت کرتی ہے۔
۳۔ وہ طریقہ یہ ہے جس پر ابن مسعود رضی اللہ عنہما والی حدیث دلالت کرتی ہے۔ ۴۔ وہ طریقہ یہ ہے جس پر ابو عیاش والی حدیث دلالت کرتی ہے۔
۵۔ وہ طریقہ یہ ہے جس پر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ والی حدیث دلالت کرتی ہے۔
۶۔ وہ طریقہ یہ ہے جس پر حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ والی حدیث دلالت کرتی ہے۔
نبی اکرم ﷺ نے نمازِ خوف کئی مرتبہ اداء کی ہے، اس لیے ان احادیث میں تضاد نہیں، جیسی صورتِ حال ہو اسی کے مطابق نماز ادا کر لی جائے۔
(عون المعبود: ۱/ ۴۸۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

الْقُرَظِيِّ :أَقَلُّ النَّاسِ يَوْمَئِذٍ الْمُخْتَصِرِيْنَ ، فَلَمَّا تُوُفِّيَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُنَيْسٍ أَمَرَبِهَا فَوُضِعَتْ عَلٰى بَطْنِهِ، وَكُفِّنَ عَلَيْهَا ، وَدُفِنَتْ مَعَهُ. (رواه الطبرانی فی الکبیر)

لوگ کم ہوں گے۔ جب عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ فوت ہونے لگے تو انہوں نے وصیت کی کہ یہ چھڑی ان کے پیٹ پر رکھ دی جائے اور اس کے اوپر سے کفن لپیٹا جائے اور اس کے ساتھ اس کو بھی دفنایا جائے، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ (الکبیر)

صَلَاةُ الْعِيْدَيْنِ

عیدین کی نماز کا بیان

۱۹۹۷۔ عَنْ سَعِيْدِبْنِ أَوْسِ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِيْهِ، رَفَعَهُ:ذَا كَانَ يَوْمُ عِيْدِ الْفِطْرِوَقَفَتِ الْمَلَائِكَةُ عَلٰى أَبْوَابِ الطُّرُقِ فَيُنَادُوْا: أُغْدُوا يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ إِلٰى رَبٍّ كَرِيْمٍ يَمُنُّ بِالْخَيْرِ ثُمَّ يُثِيْبُ عَلَيْهِ الْجَزِيْلَ، لَقَدْأُمِرْتُم بِقِيَامِ اللَّيْلِ فَقُمْتُمْ وَأُمِرْتُم بِصِيَامِ النَّهَارِ فَصُمْتُمْ وَأَطَعْتُمْ رَبَّكُمْ فَاقْبِضُوْا جَوَائِزَكُمْ . فَإِذَا صَلُّوْا نَادٰى مُنَادٍ: أَلَا إِنَّ رَبَّكُمْ قَدْ غَفَرَلَكُمْ فَارْجِعُوْا رَاشِدِيْنَ إِلٰى رِحَالِكُمْ فَهُوَيَوْمُ الْجَائِزَةِ . وَيُسَمّٰى ذٰلِكَ الْيَوْمِ فِي السَّمَاءِ يَوْمُ الْجَائِزَةِ. (رواه الطبرانی فی الکبیر بضعف)

”سعید بن اوس انصاری اپنے باپ سے مرفوعاً حدیث روایت کرتے ہیں: جب عید الفطر کا دن ہوتا ہے تو ملائکہ راستوں پر کھڑے ہوجاتے ہیں اور آواز دیتے ہیں: اے مسلمانوں کی جماعت! کرم کرنے والے رب کی طرف جلدی آجاؤ۔ وہ بھلائی دے کر احسان کرتا ہے اور اس پر بہت بڑا اجر وثواب بھی دیتا ہے۔ تمہیں راتوں کے قیام کا حکم دیا گیا تو تم نے قیام کیا اور تمہیں دن کے وقت روزہ رکھنے کا حکم دیا تو تم نے روزہ رکھا۔ تم نے اپنے رب کی اطاعت کی۔ تو اب تم اپنے انعامات لے لو۔

اور جب وہ نماز ادا کر دیتے ہیں تو منادی کرنے والا منادی کرتا ہے۔ خبردار! تمہیں تمہارے پروردگار نے بخش دیا ہے۔ تم گھروں کو ہدایت یافتہ بن کر لوٹ جاؤ۔ آج کا دن انعام کا دن ہے اور آسمان میں اس دن کا نام ”انعام کا دن“ ہے۔ (الکبیر، سند ضعیف ہے)

۱۹۹۸۔ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَغْتَسِلُ يَوْمَ الْفِطْرِ قَبْلَ أَنْ يَغْدُوَإِلَى الْمُصَلّٰى . (رواه مالك ، ٤٢٨)

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما عید الفطر کے دن عیدگاہ کی طرف جانے سے پہلے غسل کرتے تھے۔ (مالک)

(۱۹۹۷) طبرانی کبیر، وفیه جابر الجعفی وثقه الثوری، وروی عنه هو وشعبة وضعفه الناس وهو متروك۔ هیثمی: ۳۲۲۵۔
(۱۹۹۸) موطا: ۴۲۸۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

۱۹۹۹۔عَنْ مُحَمَّدِبْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ:أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اغْتَسَلَ لِلْعِيْدَيْنِ .

محمد بن عبیداللہ بن ابی رافع اپنے باپ سے وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ عیدین کے دن غسل کیا کرتے تھے۔(البزار سند کمزور ہے)

شرح:......عید،عود سے مشتق ہے کیونکہ یہ بار بار مسرت لے کر لوٹتی ہے،اس کی جمع اَعْیَادٌ ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عید کے دن غسل کا اہتمام کیا کرتے تھے۔ایک روایت میں آتا ہے کہ نافع کہتے ہیں،حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو میں نے عید کے دن غسل کرتے نہیں دیکھا۔

اس کا حل یہ ہے کہ حضرت نافع نے نہیں دیکھا ہوگا کیونکہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب مسجد میں اعتکاف بیٹھتے تو تب عید کے لیے بغیر غسل مسجد سے ہی عیدگاہ چلے جاتے تھے۔یہ روایت اعتکاف کے علاوہ کی صورت میں ہے۔اعتکاف کے علاوہ غسل کرتے تھے،یہی اولیٰ اور بہتر ہے کہ عید کے لیے غسل کیا جائے۔(شرح زرقانی:۳۶۲/۱)

۲۰۰۰۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ يَوْمَ الْعِيْدِ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا . (رواه النسائى ۱۵۸۷)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نکل کر تشریف لے گئے اور آپ ﷺ نے عید کی دو رکعات پڑھیں۔نہ تو نمازِ عید سے پہلے نفل نماز پڑھی اور نہ بعد۔

۲۰۰۱۔عَنْ عَلِيٍّ :أَنَّهُ سُئِلَ يَوْمَ الْعِيْدِ عَمَّنْ يُصَلِّي قَبْلَ الْعِيْدِ أَوْبَعْدُ فَسَكَتَ حَتّٰى أَتَى الْمُصَلّٰى فَصَلَّى الْعِيْدَ وَرَكِبَ فَقِيْلَ :هٰؤُلَاءِ يُصَلُّوْنَ . قَالَ فَمَا عَسَى أَنْ أَصْنَعَ سَأَلْتُمُوْنِي عَنِ السُّنَّةِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا فَمَنْ شَآءَ فَعَلَ وَمَنْ شَآءَ تَرَكَ أَتَرَوْنِي أَمْنَعُ قَوْمًا يُصَلُّوْنَ فَأَكُوْنَ بِمَنْزِلَةِ مَنْ مَنَعَ عَبْدًا إِذَاصَلّٰى . (للبزار)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے عید کے دن اس آدمی کے متعلق سوال کیا گیا جو عید سے پہلے یا بعد نفل نماز پڑھتا ہے۔تو علی رضی اللہ عنہ خاموش رہے یہاں تک کہ عیدگاہ میں گئے اور نمازِ عید پڑھ کر سوار ہوگئے تو ان سے کہا گیا کہ کچھ نفل نماز پڑھ رہے ہیں؟ کہا: میں ایسا نہیں کروں گا۔تم نے مجھے سنت کی بابت سوال کیا ہے تو نبی کریم ﷺ نے اس سے پہلے نماز پڑھی ہے نہ اس کے بعد۔پس جو چاہے پڑھے اور جو چاہے ترک کرے۔کیا تم یہ رائے دیتے ہو کہ میں نماز پڑھنے والی قوم کو اس سے منع کردوں اور اس شخص کے مقام پر پہنچ جاؤں جس کے متعلق ہے کہ جس نے اللہ کے بندے کو منع کیا جب اس نے نماز پڑھی۔"

(۱۹۹۹) البزار۔ ومندل فيه كلام ومحمد هذا ومن فوقه لا اعرفهم۔ هيثمى: ۳۲۰۴۔
(۲۰۰۰) نسائى: ۱۵۸۷۔ صحيح، البانى: ۱۴۹۶۔ بخارى: ۷۳۲۵۔ مسلم: ۸۸۶۔ ترمذى: ۵۳۷۔ ابوداؤد: ۱۱۵۹۔ ابن ماجه: ۱۲۹۱۔ احمد: ۳۴۷۷۔ دارمى: ۱۶۰۵۔
(۲۰۰۱) بزار۔ وقال: لم يرو عن علي الا بهذا الاسناد وفيه، من لم اعرفه، هيثمى: ۳۲۳۶۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

٢٠٠٢ـــ عَنْ أَيُّوبَ قَالَ: رَأَيْتُ أَنَساً وَالْحَسَنَ يُصَلِّيَانِ يَوْمَ الْعِيدِ قَبْلَ أَنْ يَخْرُجَ الْإِمَامُ وَرَأَيْتُ ابْنَ سِيرِيْنَ جَاءَ وَلَمْ يُصَلِّ. (رواه أبو يعلى الموصلى . ٤١٩٣)

ایوب روایت کرتے ہیں: میں نے انس رضی اللہ عنہ اور حسن رحمہ اللہ کو دیکھا کہ وہ دونوں عید کے دن امام کے سامنے آنے سے پہلے نفل نماز پڑھتے تھے اور میں نے دیکھا کہ ابن سیرین آئے اور انہوں نے نماز نہیں پڑھی۔ (الموصلی)

٢٠٠٣ـ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي بَعْدَ الْعِيْدِ أَرْبَعَ رَكْعَاتٍ أَوْ ثَمَانِيًا وَلَا يُصَلِّي قَبْلَهُ. (رواه الطبراني في الكبير مرسلا، ٩٥٢٩)

سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نمازِ عید کے بعد چار رکعات یا آٹھ رکعات پڑھتے اور عید سے پہلے نہیں پڑھتے تھے۔ (الکبیر ارسال کے ساتھ۔)

شرح: ...... صحیح ترین نظریہ یہی ہے کہ امام ہو یا مقتدی، عیدگاہ میں نمازِ عید سے پہلے یا بعد میں سوائے نمازِ عید کی دو رکعات کے نفل پڑھنا جائز نہیں۔

ہاں جب عیدگاہ سے واپس گھر آئے تو پھر دو رکعات پڑھ سکتا ہے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عید سے پہلے کوئی نوافل نہ پڑھتے تھے، جب گھر واپس آتے تو دو رکعات پڑھتے تھے۔ (احمد، ابن ماجه، حاكم وصححه، وحسنه الحافظ في الفتح وفي بلوغ المرام۔ مرعاة: ٢/ ٣٣٠)

٢٠٠٤ـ عَنْ كَثِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَبَّرَ فِي الْعِيْدَيْنِ فِي الْأُوْلَى سَبْعاً قَبْلَ الْقِرَاءَةِ وَفِي الْآخِرَةِ خَمْسًا قَبْلَ الْقِرَاءَةِ (للترمذى ، ٥٣٦)

کثیر بن عبداللہ اپنے باپ سے وہ اس کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عیدین کی پہلی رکعت میں قراءت سے پہلے سات تکبیرات کہتے اور دوسری رکعت میں قراءت سے پہلے پانچ تکبیرات کہتے تھے۔

٢٠٠٥ـ عَنْ مَكْحُوْلٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُوْ عَائِشَةَ جَلِيْسٌ لِأَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْعَاصِ سَأَلَ أَبَا مُوْسَى الْأَشْعَرِيَّ وَحُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يُكَبِّرُ فِي الْأَضْحَى وَالْفِطْرِ فَقَالَ أَبُوْ مُوْسَى كَانَ يُكَبِّرُ أَرْبَعًا تَكْبِيْرَةً عَلَى الْجَنَائِزِ فَقَالَ حُذَيْفَةُ صَدَقَ

مکحول سے روایت ہے کہ مجھے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھی ابو عائشہ نے خبر دی کہ سعید بن العاص نے کہا: میں نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدالاضحیٰ اور عیدالفطر میں کس طرح تکبیرات کہتے تھے؟ تو ابو موسیٰ نے کہا: چار تکبیرات کہا کرتے تھے۔ تو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اس نے صحیح کہا ہے۔ ابو موسیٰ علیہ السلام نے کہا: میں اسی طرح تکبیرات کہتا رہا

(٢٠٠٢) ابو يعلى موصلى: ٤١٩٣ـ رجاله رجال الصحيح، هيثمى: ٣٢٣٠.
(٢٠٠٣) طبرانى كبير مرسلت: ٩٥٢٩ـ هيثمى: ٣٢٣١.
(٢٠٠٤) ترمذى: ٥٣٦ـ صحيح، البانى: ٤٤٢ـ ابن ماجه: ١٢٧٩.
(٢٠٠٥) ابوداؤد: ١١٥٣ـ حسن، صحيح: ١٠٢٢ـ احمد: ١٩٢٣٥.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَقَالَ أَبُو مُوسَى كَذَلِكَ كُنْتُ أُكَبِّرُ فِي الْبَصْرَةِ حَيْثُ كُنْتُ عَلَيْهِمْ. (رواه أبوداود ١١٥٣)

جب میں بصرہ میں ان پر عامل مقرر تھا۔ (ابوداود)

٢٠٠٦۔ عَنْ كَرْدُوسٍ قَالَ: كَانَ ابْنُ مَسْعُودٍ يُكَبِّرُ فِي الأَضْحَى وَالْفِطْرِ تِسْعاً تِسْعاً يَبْدَأُ فَيُكَبِّرُ أَرْبَعاً ثُمَّ يَقْرَأُ ثُمَّ يُكَبِّرُ وَاحِدَةً فَيَرْكَعُ بِهَا ثُمَّ يَقُومُ فِي الرَّكْعَةِ الآخِرَةِ فَيَبْدَأُ فَيَقْرَأُ ثُمَّ يُكَبِّرُ أَرْبَعاً يَرْكَعُ بِإِحْدَاهُنَّ. (رواه الطبراني في الكبير)

کردوسؒ نے کہا: ابن مسعود رضی اللہ عنہ عید الاضحیٰ اور عید الفطر میں نو، نو تکبیرات کہا کرتے تھے۔ نماز کی ابتداء کرتے، چار تکبیرات کہتے پھر قراءت کرتے پھر ایک تکبیر کہہ کر اس کے ساتھ رکوع کرتے ۔ پھر دوسری رکعت میں اٹھتے تو ابتدا قراءت سے کرتے اور پھر چار تکبیرات کہتے اور ان ہی میں سے ایک ساتھ رکوع کرتے تھے۔ (الکبیر)

شرح: ...... یہ حدیث اس پر دلیل ہے کہ نمازِ عید میں پہلی رکعت میں قراءت سے پہلے سات تکبیرات ہیں، اور دوسری میں قراءت سے پہلے پانچ تکبیرات ہیں، کل بارہ تکبیرات ہوئیں۔ یہ تکبیر تحریمہ اور دوسری رکعت کے لیے اٹھنے والی تکبیر کے علاوہ ہیں۔

۲۔ جو چار تکبیرات کا نظریہ ہے، اس سے زیادہ مضبوط اور قوی بات بارہ تکبیرات والی ہے کیونکہ ان پر خلفائے راشدین کا بھی عمل رہا ہے اور اکثر علمائے کرام صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے اور تابعین اور ائمہ بھی اسی پر عمل پیرا تھے۔ (مرعاۃ: ۲/۳۳۹)

٢٠٠٧۔ عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُمَيْرٍ الرَّحَبِيِّ قَالَ خَرَجَ عَبْدُ اللهِ بْنُ بُسْرٍ صَاحِبُ رَسُولِ اللهِ ﷺ مَعَ النَّاسِ فِي يَوْمِ عِيدِ فِطْرٍ أَوْ أَضْحَى فَأَنْكَرَ إِبْطَاءَ الإِمَامِ فَقَالَ إِنَّا كُنَّا قَدْ فَرَغْنَا سَاعَتَنَا هَذِهِ وَذَلِكَ حِينَ التَّسْبِيحِ. (رواه أبوداود، ١١٣٥)

سیدنا عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں وہ عید الفطر کے دن یا عید الاضحیٰ کے دن لوگوں کے ساتھ عید گاہ کی طرف نکلے اور امام کے دیر سے آنے پر تنقید کی اور کہا: ہم اس وقت نمازِ عید سے فارغ ہو جایا کرتے تھے اور وہ اشراق کی دو رکعات پڑھنے کا وقت تھا۔“

شرح: ...... اس حدیث میں نمازِ عید جلدی پڑھنے کی تاکید ہے اور زیادہ تاخیر کو ناپسند کیا گیا ہے، نمازِ عید الاضحیٰ جلدی اور نمازِ عید الفطر میں تاخیر کی اجازت ہے۔ کیونکہ عید الاضحیٰ میں چونکہ قربانی کرنا ہوتی ہے، اس لیے اسے جلدی ادا کیا جاتا ہے۔

(٢٠٠٦) طبرانی کبیر، ورجاله ثقات، هیثمی: ٣٢٤٩.

(٢٠٠٧) ابوداؤد: ١١٣٥۔ صحیح، البانی: ١٠٠٥۔ ابن ماجه: ١٣١٧.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

اس میں یہ بھی ہے کہ عید الفطر اس وقت ادا کی جائے جب آفتاب دو نیزے کے برابر اوپر آجائے اور عید الاضحیٰ اس وقت پڑھی جائے جب ایک نیزہ برابر اوپر آجائے۔ (عون المعبود:۱/۴۴۲)

اس اندازہ سے وقت کا تعین کرلیا جائے، یہ نمازِ چاشت کا وقت ہے، جو طلوع آفتاب کے کچھ دیر بعد شروع ہوتا ہے اور زوال سے پہلے پہلے تک رہتا ہے۔

۲۰۰۸۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ أَصَابَهُمْ مَطَرٌ فِي يَوْمِ عِيدٍ فَصَلَّى بِهِمُ النَّبِيُّ ﷺ صَلَاةَ الْعِيدِ فِي الْمَسْجِدِ. (رواه أبوداود، ۱۱۶۰)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: عید الفطر کے دن ہم پر بارش برسی تو رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں نمازِ عید پڑھائی۔''

۲۰۰۹۔ زَادَ رَزِينٌ وَلَمْ يَخْرُجْ بِنَا إِلَى الْمُصَلَّى. (رواه رزين)

''رزینؒ نے یہ کلمات زائد روایت کیے ہیں: اور آپ ﷺ ہمیں ساتھ لے کر عید گاہ نہیں گئے۔

شرح: ......اس سے ثابت ہوا کہ نمازِ عید باہر کھلی جگہ میں ادا کی جائے یہی افضل عمل ہے اگر بارش ہو تو یہ عذر ہے، پھر مسجد میں بھی ادا کی جاسکتی ہے۔

۲۔صرف مکہ والے مسجد حرام میں پڑھ سکتے ہیں چونکہ یہ وسیع جگہ ہے اور ادھر ادھر جگہ نہیں۔ وگرنہ تاکید میدان میں نمازِ عید پڑھنے کی ہی ہے۔ (عون المعبود:۱/۴۵۱)

۲۰۱۰۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ الْعِيدَيْنِ غَيْرَ مَرَّةٍ وَلَا مَرَّتَيْنِ بِغَيْرِ أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ. (رواه مسلم، ۸۸۷)

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سے زیادہ بار عیدین کی نماز بغیر اذان اور اقامت کے پڑھی ہے۔

شرح: ......اس میں دلیل ہے کہ نمازِ عید کے لیے اذان اور اقامت جائز نہیں، نبی اکرم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کے علاوہ اہل علم کا بھی اسی پر عمل ہے کہ نمازِ عیدین اور دیگر نوافل کے لیے نہ تو اذان ہے، نہ اقامت ہے۔ (مغنی ابن قدامہ:۲/ ۳۷۸)

سب سے پہلے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عید کے لیے اذان کا حکم دیا تھا۔ (ابن ابی شیبہ)

مگر رسول اکرم ﷺ نے اذان اور تکبیر کے بغیر نمازِ عید پڑھائی ہے، آپ کی اتباع ہی ضروری ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اذان یا اقامت آگاہی کے لیے ہیں، بڑے بھی جارہے ہیں، چھوٹے بھی جارہے ہیں، مرد بھی جارہے ہیں خواتین بھی جارہی ہیں اور تندہی سے میدانِ عید میں اتر رہے ہیں اس لیے اذان وتکبیر کے ذریعے آگاہی کی ضرورت نہیں رہتی۔ (مرعاۃ:۲/ ۳۲۸)

(۲۰۰۸) ابوداؤد: ۱۱۶۰۔ ضعیف، البانی: ۲۴۸۔ ابن ماجہ: ۱۳۱۳۔
(۲۰۰۹) رزین۔
(۲۰۱۰) مسلم: ۸۸۷۔ ترمذی: ۵۳۲۔ ابوداؤد: ۱۱۴۸۔ احمد: ۲۰۵۳٤۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۲۰۱۱ــــ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَأَبَابَكْرٍ وَعُمَرَ كَانُوا يُصَلُّونَ الْعِيدَيْنِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ. (رواه مسلم، ۸۸۸)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ عیدین کی نماز خطبے سے پہلے پڑھتے تھے۔

شرح: ......سب سے پہلے جس نے نماز پر خطبہ مقدم کیا وہ مروان تھے۔ آج بھی بعض لوگ اسی پر عمل پیرا ہیں۔ زیر شرح حدیث اس طرز عمل کی تردید کرتی ہے۔

ابن قدمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مسلمانوں کے درمیان اس میں اختلاف نہیں کہ نماز پہلے ہے اور خطبہ عید بعد میں ہے، جو خطبہ نماز پر مقدم رکھتا ہے، وہ رسول اکرم ﷺ کی سنت کا مخالف ہے اور اس نے برا کیا ہے۔ (المغنی: ۲/۲۸۴)

علامہ عبیداللہ رحمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث میں دلیل ہے کہ نماز پہلے اور خطبہ بعد میں ہے، یہ ایسا معاملہ ہے جس پر نبی اکرم ﷺ اور آپ کے خلفائے راشدین نے ہمیشگی کی ہے۔ (مرعاۃ: ۲/۳۲۹)

۲۰۱۲ــ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ قَالَ شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ الصَّلَاةَ يَوْمَ الْعِيدِ فَبَدَاءَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ بِغَيْرِ أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ ثُمَّ قَامَ مُتَوَكِّئًا عَلَى بِلَالٍ فَأَمَرَ بِتَقْوَى اللهِ وَحَثَّ عَلَى طَاعَتِهِ وَوَعَظَ النَّاسَ وَذَكَّرَهُمْ ثُمَّ مَضَى حَتَّى أَتَى النِّسَاءَ فَوَعَظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ فَقَالَ تَصَدَّقْنَ فَإِنَّ أَكْثَرَكُنَّ حَطَبُ جَهَنَّمَ فَقَامَتِ امْرَأَةٌ مِنْ ﴿سِطَةِ﴾ النِّسَاءِ سَفْعَاءُ الْخَدَّيْنِ فَقَالَتْ لِمَ يَارَسُولَ اللهِ قَالَ لِأَنَّكُنَّ تُكْثِرْنَ الشَّكَاةَ وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ قَالَ فَجَعَلْنَ يَتَصَدَّقْنَ مِنَ الْحُلِيِّهِنَّ يُلْقِيْنَ فِي ثَوْبِ بِلَالٍ مِنْ أَقْرِطَتِهِنَّ وَخَوَاتِمِهِنَّ (رواه مسلم ۸۸۵)

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں عید کے دن نبی کریم ﷺ کے ساتھ حاضر تھا۔ آپ نے ابتداء نماز سے کی اور خطبے سے پہلے نماز پڑھی، نہ تو اذان کہی گئی اور نہ اقامت کہی گئی۔ پھر آپ ﷺ بلال رضی اللہ عنہ کا سہارا لے کر کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کا خوف یاد کرایا، تقویٰ کی تلقین فرمائی، اللہ کی اطاعت کی ترغیب دی: اور لوگوں کو وعظ ونصیحت کی۔ پھر آپ خواتین کے پاس گئے اور ان کو بھی وعظ ونصیحت کی اور ان کو فرمایا: تم صدقہ دیا کرو۔ اس لیے کہ اکثر خواتین جہنم کا ایندھن ہونگی۔ عورتوں میں سے سیاہ رخساروں والی ایک عورت کھڑی ہوئی اور اس نے کہا: یا رسول اللہ! ایسا کیوں ہوگا؟ فرمایا: اس لیے کہ تم شکایت بہت کرتی اور خاوند کے گھر والوں کی ناشکری زیادہ کرتی ہو۔ راوی نے کہا: پس عورتوں نے صدقہ دینا شروع کیا، وہ اپنے زیوارات اتار کر بلال رضی اللہ عنہ کے دامن میں ڈالتی تھیں۔ اپنے کانوں کی بالیاں بھی اور انگوٹھیاں بھی۔" (الشیخان، ابوداود، نسائی)

(۲۰۱۱) مسلم: ۸۸۸۔ بخاری: ۹۶۳۔ ترمذی: ۵۳۱۔ نسائی: ۱۵٦٤۔ ابن ماجہ: ۱۲۷٦۔ احمد: ۵۸۳۷۔

(۲۰۱۲) مسلم: ۸۸۵۔ بخاری: ۹۷۸۔ نسائی: ۱۵۷۵۔ ابوداؤد: ۱۱٤۱۔ احمد: ۱٤٦۸۱۔ دارمی: ۱٦۱۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شرح: ......ا۔اس میں دلیل ہے کہ عید کا خطبہ مشروع و جائز ہے اور خطبہ عید ایک ہی ہے جمعہ کے خطبہ کی مانند دو نہیں۔ جو عید میں دو خطبے دیتے ہیں وہ جمعہ پر قیاس کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ سے دو خطبہ ثابت نہیں۔

۲۔ چونکہ عورتیں خطبہ سننے سے دور تھیں اس لیے نبی اکرم ﷺ نے عورتوں سے علیحدہ خطاب کا اہتمام کیا تھا۔ اس سے ثابت ہوا کہ خواتین کو واعظ و نصیحت کرنا اور انہیں احکام اسلام کی تعلیم دینا اور انہیں ان کے واجبات اور ذمہ داریوں سے آگاہ کرنا اور انہیں صدقہ وخیرات پر منفرد طور پر ابھارنا جائز ہے، بشرطیکہ فتنہ وفساد کا اندیشہ نہ ہو۔

۳۔اس حدیث میں بیان ہوا ہے کہ دوزخ سے بچاؤ کے لیے خواتین نے اپنی بالیاں اور ہار صدقہ میں دیئے تھے۔ حضرت علامہ عبید اللہ رحمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہاں ایک اشکال پیدا ہوتا ہے۔اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ خواتین نے یہ صدقہ کرتے ہوئے اپنے خاوندوں سے نہ پوچھا تھا۔ جبکہ نبی اکرم ﷺ کے ایک دوسرے فرمان سے ثابت ہوتا ہے کہ عورت کچھ عطیہ کرنے سے پہلے اپنے خاوند سے پوچھ لے، اس کی اجازت کے بغیر عطیہ جائز نہیں۔

اس کا حل یہ ہے کہ آپ ﷺ کا یہ فرمانا کہ بیوی خاوند کی اجازت سے عطیہ دے۔ یہ اولیٰ اور بہتر ہونے پر محمول ہے، یہ نہیں کہ عورت خاوند کی اجازت کے بغیر عطیہ کر نہیں سکتی۔ اس طرح دونوں احادیث میں مطابقت ہو جاتی ہے۔ (مرعاۃ:۲/۳۳۰)

۲۰۱۳۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَالأَضْحَى إِلَى الْمُصَلَّى فَأَوَّلُ شَيْءٍ يَبْدَأُ بِهِ الصَّلَاةُ ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَيَقُوْمُ مُقَابِلَ النَّاسِ وَالنَّاسُ جُلُوْسٌ عَلَى صُفُوْفِهِمْ فَيُعْطِيهِمْ وَيُوْصِيهِمْ وَيَأْمُرُهُمْ فَإِنْ كَانَ يُرِيْدُ أَنْ يَقْطَعَ بَعْثًا قَطَعَهُ أَوْ يَأْمُرُ بِشَيْءٍ أَمَرَ بِهِ ثُمَّ يَنْصَرِفُ قَالَ أَبُوْسَعِيْدٍ فَلَمْ يَزَلِ النَّاسُ عَلَى ذٰلِكَ حَتَّى خَرَجْتُ مَعَ مَرْوَانَ وَهُوَ أَمِيرُ الْمَدِيْنَةِ فِي أَضْحَى أَوْ فِطْرٍ فَلَمَّا أَتَيْنَا الْمُصَلَّى إِذَا مِنْبَرٌ بَنَاهُ كَثِيرُ بْنُ الصَّلْتِ فَإِذَا مَرْوَانُ يُرِيْدُ أَنْ يَرْتَقِيَهُ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّي فَجَبَذْتُ بِثَوْبِهِ

سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نبی کریم ﷺ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن سب سے پہلے نماز عید سے ابتداء کرتے تھے۔ پھر آپ ﷺ لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر کھڑے ہوتے اور لوگ اپنی صفوں میں بیٹھے ہوتے پس آپ ان کو وعظ ونصیحت کرتے اور کوئی حکم دیتے اور کسی طرف فوج روانہ کرنے کا ارادہ ہوتا یا کوئی حکم دینا مطلوب ہوتا تو وہ دیتے اور پھر آپ لوٹ آتے۔ پس لوگ اسی طرح عمل کرتے رہے۔ یہاں تک کہ میں مروان کے ساتھ عید کی نماز کے لیے نکلا جب وہ مدینہ پر حاکم تھا، عید الاضحیٰ تھی یا عید الفطر تھی۔ پس جب ہم عیدگاہ میں آئے تو وہ منبر جو کثیر بن الصلت نے تیار کیا تھا عیدگاہ میں رکھا تھا۔ مروان نے نماز پڑھنے سے پہلے منبر پر چڑھنے کا ارادہ کیا تو میں نے اس کو اس کے کپڑے سے پکڑ کر کھینچا تو اس نے

(۲۰۱۳) بخاري: ۹۵۶۔ مسلم: ۸۸۹۔ نسائي: ۱۵۷۹۔ ابن ماجه: ۱۲۸۸۔ احمد: ۱۱۱۴۵۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَجَبَذَنِي فَارْتَفَعَ فَخَطَبَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَقُلْتُ لَهُ غَيَّرْتُمْ وَاللهِ فَقَالَ أَبَا سَعِيدٍ قَدْ ذَهَبَ مَا تَعْلَمُ فَقُلْتُ مَا أَعْلَمُ وَاللهِ خَيْرٌ مِمَّا لَا أَعْلَمُ فَقَالَ إِنَّ النَّاسَ لَمْ يَكُونُوا يَجْلِسُونَ لَنَا بَعْدَ الصَّلَاةِ فَجَعَلْتُهَا قَبْلَ الصَّلَاةِ (رواه البخاری ۹۵۶)

مجھے کھینچ کر منبر پر چلا گیا اور نماز سے پہلے خطبہ دیا تو میں نے کہا: اللہ کی قسم! تم نے اصل طریقہ تبدیل کر کے رکھدیا ہے۔ اس نے کہا: ابوسعید! جو تو جانتا تھا وہ چیز جا چکی ہے۔ میں نے کہا: اللہ کی قسم! جو میں جانتا ہوں وہ اس سے بہتر ہے جو میں نہیں جانتا۔ اس نے کہا: لوگ بعد نماز ہمارے لیے نہیں بیٹھتے، اس لیے میں نے خطبہ نماز سے پہلے کردیا ہے۔" (الشیخان، نسائی)

شرح: ......ا۔ مصلّٰی (عیدگاہ) یہ مدینہ میں ایک معروف جگہ تھی۔ یہاں لوگ عید کی نماز پڑھتے تھے، مسجد نبوی کے دروازے اور اس کے درمیان ایک ہزار ہاتھ پیائش کا فاصلہ تھا۔

۲۔ ابن خزیمہ کے حوالہ سے یہ اضافہ ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے پاؤں پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا تھا، مراد ہے کہ منبر نہ تھا اور یہی طرز عمل جاری رہا کہ عیدگاہ میں منبر نہ لے جایا جاتا تھا۔ سب سے پہلے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عیدگاہ میں منبر بنوایا تھا۔ مگر ان کے اس عمل کی وجہ اور تھی۔ دوسروں نے آرام طلبی کے لیے منبر بنوایا اور اجتہاد کیا تھا ان میں سے سب سے پہلے مروان ہیں جنہوں نے عیدگاہ میں منبر بنوایا جو مٹی کا تھا۔

۳۔ کثیر بن صلت رحمہ اللہ تابعی ہیں چونکہ عیدگاہ میں قبلہ ان کے گھر کی جانب ہوتا تھا، اس لیے ان کے گھر کے نام سے یہ عیدگاہ مشہور ہوئی۔

۴۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ زمین پر کھڑے ہو کر خطبہ عید دینا، منبر پر خطبہ دینے سے بہتر ہے کیونکہ یہی مسنون طریقہ ہے۔ منبر والا طریقہ ایک اجتہاد ہے جو کہ سنت کے مقابلے میں بے بس ہے۔ وجہ یہ ہے کہ منبر کی مسجد میں ضرورت ہے، بعض اوقات امام نظر نہیں آتا، جبکہ عید کھلی فضاء میں ہوتی ہے، وہاں امام سب کو نظر آتا ہے منبر کی ضرورت نہیں۔

۵۔ نمازِ عید کے لیے عیدگاہ اور میدان میں جانا سنت ہے، نمازِ عید مسجد میں صرف مجبوری کے تحت ہے جو کہ بارش ہے۔

۶۔ اس میں یہ درس بھی ہے کہ جب حکمران وقت خلاف سنت کام کرے تو اس پر تنقید کرنا جائز ہے۔

۷۔ اگر اس تنقید سے حاکم اصلاح نہیں کرتا تو پھر ناجائز کام تو جائز نہیں ہوتا البتہ زیادہ بہتر عمل چھوڑ کر ادنیٰ اجازت والا کام کرنا جائز ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے مروان کے نماز سے پہلے خطبہ دینے پر تنقید کی مگر وہاں سے واپس نہ آئے تھے، عید اس کے پیچھے ہی ادا کی تھی۔ ثابت ہوا کہ خطبہ بعد میں اور نماز پہلے سنت ہے۔ اگر کوئی خطبہ نماز پر مقدم رکھتا ہے خلاف سنت کرتا ہے مگر نماز ہو جاتی ہے، یہ شرط نہیں، بہر صورت طریقہ یہی ہے کہ نماز عید پہلے ادا کی جائے اور خطبہ بعد میں دیا جائے۔ (فتح الباری: ۲/ ۴۴۹)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

٢٠١٤ــــ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ السَّائِبِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى الْعِيْدَ قَالَ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَنْصَرِفَ فَلْيَنْصَرِفْ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُقِيمَ لِلْخُطْبَةِ فَلْيُقِمْ (رواه النسائي ١٥٧١)

سیّدنا عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے نمازِ عید پڑھی اور پھر فرمایا: جو واپس جانا چاہے وہ جائے اور جو خطبہ سننے کے لیے ٹھہرنا چاہے وہ ٹھہرا رہے۔"

شرح: ......خطبہ عید سننا بہت زیادہ کارِ ثواب ہے، مگر یہ واجب نہیں جیسا کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے نمازِ عید کے بعد اجازت دی ہے جو چاہے خطبہ سننے بیٹھے جو چاہے نہ بیٹھے، یہ واجب نہ ہونے کی دلیل ہے۔

٢٠١٥ــــ عَنْ أَبِي كَاهِلِ الْأَحْمَسِيِّ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَخْطُبُ عَلَى نَاقَةٍ وَحَبَشِيٌّ آخِذٌ بِخِطَامِ النَّاقَةِ. (رواه النسائي ١٥٧٣)

سیّدنا ابو کاہل احمسی رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم ﷺ کو اونٹنی پر وعظ فرماتے دیکھا اور حبشی نے اونٹنی کی لگام پکڑی ہوئی تھی۔ (النسائی)

شرح: ......حبشی سے مراد حضرت بلال رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ ضرورت کے تحت سواری کے اوپر خطبہ عید دینا جائز ہے

٢٠١٦ــــ عَنْ يَزِيْدِ بْنِ الْبَرَاءِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نُوْوِلَ يَوْمَ الْعِيْدِ قَوْساً فَخَطَبَ عَلَيْهِ. (رواه أبوداود ، ١١٤٥)

سیّدنا براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کو عید کے دن کمان پکڑایا گیا تاکہ اس کے سہارے آپ ﷺ خطبہ دیں۔ (ابوداود)

شرح: ......اس حدیث میں دلیل ہے کہ خطبہ عید میں کمان یا لاٹھی وغیرہ پر سہارا لینے کی اجازت ہے۔ اس طرح ایک تو عبث حرکات سے تحفظ رہتا ہے، دوسری بات یہ ہے کہ خطیب کی دلی کیفیت مضبوط رہتی ہے۔ (مرعاۃ: ۲/۳۴۳)

٢٠١٧ــــ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ سَأَلَ أَبَا وَاقِدٍ اللَّيْثِيَّ مَاذَا كَانَ يَقْرَأُبِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْأَضْحَى وَالْفِطْرِ قَالَ كَانَ يَقْرَأُ فِيهِمَا

"عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود نے کہا کہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ عیدالاضحیٰ اور عیدالفطر میں کونسی سورتوں کی تلاوت کرتے تھے تو انہوں نے کہا: آپ ﷺ سورت قٓ اور سورت اقتربت کی تلاوت

(٢٠١٤) نسائی: ١٥٧١۔ صحیح، البانی: ١٤٥٠۔ ابوداؤد: ١١٥٥۔ ابن ماجہ: ١٢٩٠۔

(٢٠١٥) نسائی: ١٥٧٣۔ حسن، البانی: ١٤٨٢۔ ابن ماجہ: ١٢٨٥۔ احمد: ١٨٢٥٠۔

(٢٠١٦) ابوداؤد: ١١٤٥۔ حسن، البانی: ١٠١٤۔

(٢٠١٧) ابوداؤد: ١١٥٤۔ صحیح، البانی: ١٠٢٣۔ مسلم: ٨٩١۔ ترمذی: ٥٣٤۔ نسائی: ١٥٦٧۔ ابن ماجہ: ١٢٨٢۔ احمد: ٢١٤٠٤۔ موطا: ٤٣٣۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

﴿ق وَالْقُرْآنِ الْمَجِيْدِ﴾ ﴿وَاقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ﴾ (لأبی داود، ١١٥٤)

کرتے تھے۔

٢٠١٨۔ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْعِيْدَيْنِ وَفِي الْجُمُعَةِ بِ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ وَ ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ﴾ قَالَ وَإِذَا جْتَمَعَ الْعِيْدُوَالْجُمُعَةُ فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ يَقْرَأُ بِهِمَا أَيْضًا فِي الصَّلَاتَيْنِ. (رواه مسلم، ٨٧٨)

سیّدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ عیدین کی نماز میں اور نماز جمعہ میں سورۃ الاعلیٰ اور سورۃ الغاشیہ تلاوت کرتے تھے۔ بعض اوقات عید اور جمعہ ہر دو جمع ہو جاتے تو دونوں نمازوں میں ان دو سورتوں کی تلاوت کرتے تھے۔

٢٠١٩۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْعِيْدَرَكْعَتَيْنِ لَا يَقْرَأُ فِيْهِمَا إِلَّا بِأُمِّ الْكِتَابِ لَمْ يَزِدْ عَلَيْهَا شَيْئًا. (رواه أحمد ٢١٧٥ بلين)

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس نے کہا نبی کریم ﷺ نے عید کی دو رکعات پڑھیں اور ان میں صرف ام الکتاب (الفاتحہ) کی تلاوت کی اور دو رکعات سے زیادہ بھی کچھ نہیں پڑھا۔'' (احمد بسند کمزور)

٢٠٢٠۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ ﷺ يَقْرَأُ فِيْهِمَا ﴿صَلَاةَ الْعِيْدَيْنِ﴾ بِ ﴿عَمَّ يَتَسَاءَلُوْنَ﴾ وَ ﴿وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا﴾ (رواه البزار بضعف)

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بھی منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز عید کی دو رکعات میں سورۃ النساء اور سورۃ الشمس تلاوت کرتے تھے۔'' (البزار سند ضعیف)

٢٠٢١۔ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: الْجَهْرُ فِي صَلَاةِ الْعِيْدِ مِنَ السُّنَّةِ. (للأوسط بضعف)

''علی رضی اللہ عنہ نے کہا عیدین کی نماز میں جہری قراءت کرنا سنت ہے۔'' (الاوسط۔ بسند نرم)

شرح: ...... جو ضعیف احادیث ہیں یہ تو دلیل نہیں مگر جو صحیح احادیث میں آیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے سورۃ ق اور سورۂ قمر نماز عید میں پڑھی اور سورت اعلیٰ اور غاشیہ پڑھی۔

ثابت ہوا کہ مختلف مواقع عید پر آپ ﷺ کے یہ تمام سورتیں زیر تلاوت رہی ہیں، انہیں پڑھنا مسنون ہے۔ ان کی تلاوت کی حکمت یہ ہے کہ ان میں مرنے کے بعد جی اٹھنے اور گزشتہ امتوں کے واقعات اور ہلاک ہونے

(٢٠١٨) مسلم: ٨٧٨۔ ترمذی: ٥٣٣۔ نسائی: ١٤٢٤۔ ابوداؤد: ١١٢٣۔ ابن ماجہ: ١١١٩۔ احمد: ١٧٩٧٠۔ موطا: ٢٤٧۔ دارمی: ١٥٦٨۔

(٢٠١٩) احمد: ٢١٧٥۔ وفيه شهر بن حوشب وفيه كلام وقد وثق۔ هيثمی: ٣٢٤٠۔

(٢٠٢٠) بزار۔ وفيه ايوب بن سيار وهو ضعيف۔ هيثمی: ٣٢٤٢۔

(٢٠٢١) طبرانی اوسط، وفيه وهو الحارث ضعيف، هيثمی: ٣٢٤٣۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والی قوموں کی عبرتناک داستانیں ہیں۔ چونکہ لوگ میدان عید میں جمع ہوتے ہیں، ان سورتوں کی تلاوت سے انہیں یہ تصور دیا جاتا ہے کہ قبروں سے اٹھ کر اسی طرح تم نے میدان محشر میں بکھرنا ہے۔ (عون المعبود: ۱/ ۴۴۹)

۲۰۲۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ قَدِ اجْتَمَعَ فِي يَوْمِكُمْ هٰذَا عِيْدَانِ فَمَنْ شَاءَ أَجْزَأَهُ مِنَ الْجُمُعَةِ وَإِنَّا مُجَمِّعُوْنَ. (رواه أبوداود، ۱۰۷۳)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا: آج تمہارے اس دن میں دو عید جمع ہوئی ہیں پس جو چاہے اس کے لیے نمازِ عید نماز جمعہ سے کفایت ہے اور ہم جدا جدا ان ہر دو کو ادا کریں گے۔" (ابوداؤد)

۲۰۲۳۔ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ قَالَ عَطَاءٌ اجْتَمَعَ يَوْمُ جُمُعَةٍ وَيَوْمُ فِطْرٍ عَلَى عَهْدِ ابْنِ الزُّبَيْرِ فَقَالَ عِيْدَانِ اجْتَمَعَا فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ فَجَمَعَهُمَا جَمِيْعاً فَصَلَّاهُمَا رَكْعَتَيْنِ بُكْرَةً لَمْ يَزِدْ عَلَيْهِمَا حَتَّى صَلَّى الْعَصْرَ. (رواه ابوداود ۱۰۷۲)

ابن جریج سے روایت ہے کہ اس نے کہا عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ نے کہا: جمعہ اور عید الفطر ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے عہد میں جمع ہو گئے تو انہوں نے کہا: دو عیدیں ایک دن میں جمع ہیں پس اسے ان دونوں میں یکجا کر کے صرف دو رکعات ہی شروع دن میں ادا کریں اور ان پر مزید اضافہ نہیں کیا یہاں تک کہ نمازِ عصر پڑھی۔ (ابوداؤد)

۲۰۲۴۔ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ قَالَ اجْتَمَعَ عِيْدَانِ عَلَى عَهْدِ ابْنِ الزُّبَيْرِ فَأَخَّرَ الْخُرُوْجَ حَتَّى تَعَالَى النَّهَارُ ثُمَّ خَرَجَ فَخَطَبَ فَأَطَالَ الْخُطْبَةَ ثُمَّ نَزَلَ فَصَلَّى وَلَمْ يُصَلِّ لِلنَّاسِ يَوْمَئِذٍ الْجُمُعَةَ فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ أَصَابَ السُّنَّةَ. (للنسائی، ۱۵۹۲)

وہب بن کیسان نے کہا: ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے عہد میں دو عیدیں جمع ہو گئیں اس نے عید کے لیے نکلنے میں تاخیر کی یہاں تک کہ دن بلند ہو گیا۔ پھر وہ باہر آئے اور خطبہ طویل بیان کیا پھر منبر سے اتر کر نماز پڑھی اور اس دن لوگوں نے نمازِ جمعہ ادا نہیں کی۔ اس بات کا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سامنے ذکر کیا گیا تو انہوں نے کہا ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے ٹھیک سنت کے مطابق کیا ہے۔"

۲۰۲۵۔ قَالَ أَبُوْ عُبَيْدٍ شَهِدْتُ الْعِيْدَ مَعَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فَكَانَ ذٰلِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَصَلَّى قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ خَطَبَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا

ابوعبید بیان کرتے ہیں کہ وہ امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز عید میں حاضر ہوئے اور اس دن جمعہ بھی تھا تو عثمان رضی اللہ عنہ نے مدینہ کے ملحقہ دیہات کے لوگوں کو کہا: جو ٹھہر کر جمعہ کا

(۲۰۲۲) ابوداود: ۱۰۷۳۔ صحيح: ۹۴۸۔ ابن ماجه: ۱۳۱۱۔ البانی: ۹۴۸۔

(۲۰۲۳) ابوداؤد: ۱۰۷۲۔ صحيح: ۹۴۷۔

(۲۰۲۴) نسائی: ۱۵۹۲۔ صحيح: ۱۵۰۱۔ ابوداؤد: ۱۰۷۱۔

(۲۰۲۵) بخاری: ۵۵۷۳۔ مسلم: ۱۹۶۹۔ ترمذی: ۷۷۱۔ نسائی: ۴۴۲۵۔ ابوداؤد: ۲۴۱۶۔ ابن ماجه: ۱۷۲۲۔ احمد: ۲۸۴۔ موطا: ۴۳۱۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

النَّاسُ إِنَّ هَذَا يَوْمٌ قَدِاجْتَمَعَ لَكُمْ فِيهِ عِيدَانِ فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَنْتَظِرَ الْجُمُعَةَ مِنْ أَهْلِيَ الْعَوَالِي فَلْيَنْتَظِرْ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَرْجِعَ فَقَدْ أَذِنْتُ لَهُ. (رواه البخاری ۵۵۷۳)

انتظار کرنا چاہے تو انتظار کرے اور جو اپنے گھر جانا چاہے تو ہم اس کو اجازت دیتے ہیں۔

شرح: ......ان احادیث سے ثابت ہوا کہ نمازِ عید ادا کرنے والے پر نماز جمعہ کی رخصت ہے، چاہے وہ جمعہ ادا کرے یا نہ کرے۔

۲۔ اور اس سے شبہ پڑتا ہے کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نمازِ جمعہ کے لیے باہر تشریف نہ لائے تھے کہ انہوں نے نمازِ ظہر بھی نہ پڑھی تھی۔

اس میں کوئی واضح ذکر نہیں کہ انہوں نے نمازِ ظہر نہ پڑھی تھی وہ باہر تو نہ آئے تھے مگر انہوں نے نماز ظہر گھر میں پڑھی تھی۔ (عون المعبود:۱/ ۴۱۷)

۲۰۲۶ــ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَا يَغْدُو يَوْمَ الْفِطْرِ حَتَّى يَأْكُلَ تَمَرَاتٍ وَقَالَ مُرَجَّأُبْنُ رِجَاءٍ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَيَأْكُلُهُنَّ وِتْرًا. (رواه البخاری ۹۵۳)

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ عید الفطر کے دن صبح کا کھانا نہ کھاتے یہاں تک کہ کھجور کھاتے اور ان کو طاق عدد ہی کھاتے تھے۔

شرح: ......۱۔ عید الفطر کے لیے جانے سے پہلے طاق کھجوریں کھائی جائیں یا کوئی بھی چیز کھائیں اس کے طاق ہونے کا خیال رکھیں۔ نبی اکرم ﷺ وتر (طاق) رکھنے سے تبرک حاصل کرتے تھے کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی طرف اشارہ ہے۔

۳۔ عید کے دن کھجوریں کھانے کی حکمت یہ ہے کہ روزے ختم ہوئے ہوتے ہیں۔ عید کے دن کچھ کھانے سے روزے کا تصور نہیں رہتا اس لیے کچھ کھانے کی تلقین ہے۔ (فتح الباری:۲/ ۴۴۷)

۲۰۲۷ــ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ حَتَّى يَطْعَمَ وَلَا يَطْعَمُ يَوْمَ الْأَضْحَى حَتَّى

سیّدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ عید الفطر کے دن کچھ کھائے بغیر نماز عید کے لیے نہیں نکلتے تھے اور عید الاضحیٰ کے دن نماز پڑھنے سے پہلے کچھ نہیں کھاتے تھے۔

(۲۰۲۶) بخاری: ۹۵۳۔ ترمذی: ۵۴۳۔ ابن ماجه: ۱۷۵۴۔ احمد: ۱۳۰۱۴۔ دارمی: ۱۶۰۰۔

(۲۰۲۷) ترمذی: ۵۴۲۔ صحیح: ۴۴۷۔ ابن ماجه: ۱۷۵۶۔ احمد: ۲۲۵۳۳۔ دارمی: ۱۶۰۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يُصَلِّيَ . (رواه الترمذى ٥٤٢)

شرح: ...... یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ سنت یہ ہے کہ عیدالفطر میں نماز سے پہلے کچھ کھائیں اور عیدالاضحیٰ میں نماز سے واپس لوٹ کر کھانا ہے۔

عیدالاضحیٰ میں کھانے میں تاخیر کرنے کی حکمت یہ ہے کہ اس دن قربانی کی جاتی ہے جو کہ ایک بہت بڑی نعمت ہے، اس میں دنیا کی خیر اور آخرت کا ثواب ہے اس لیے اس کے گوشت سے نماز عید سے فارغ ہو کر کھانا کھانے کی ترغیب ہے۔ یاد رہے کہ یہ پابندی نماز سے پہلے عیدالاضحیٰ میں نہ کھانے کی اس پر ہے جس نے قربانی کرنی ہے، جس نے قربانی نہیں کرنی، اس پر نماز کے بعد تک کھانے میں تاخیر کی پابندی نہیں وہ چاہے تو پہلے بھی کھا سکتا ہے۔ (مرعاۃ:۲/ ۳۳۸)

٢٠٢٨ــ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ أَنْ تَخْرُجَ إِلَى الْعِيْدِ مَا شِيًا وَأَنْ تَأْكُلَ شَيْئًا قَبْلَ أَنْ تَخْرُجَ . (رواه الترمذى، ٥٣٠)

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سنت میں سے ہے نماز عید کے لیے پیادہ چلنا اور یہ کہ نکلنے سے پہلے کچھ کھایا جائے۔

شرح: ...... مستحب یہی ہے کہ نماز عید میں پیدل چل کر جائیں البتہ اگر عذر ہو تو سوار ہونا بھی جائز ہے۔ (تحفۃ الاحوذی:۱/۳۷۴)

٢٠٢٩ــ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا خَرَجَ يَوْمَ الْعِيْدِ فِيْ طَرِيْقٍ رَجَعَ فِيْ غَيْرِهِ . (رواه الترمذى ٥٤١)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ عید کے جس راستے سے جاتے تھے اس سے دوسرے راستے پر واپس آتے تھے۔'' (ترمذی)

شرح: ...... اس سے ثابت ہوا کہ نماز عید کے لیے جس رستہ سے جائیں تو واپسی پر رستہ تبدیل کرنا مستحب ہے۔ امام اور مقتدی دونوں اس پر عمل کریں۔

رستہ بدلنے کی بہت زیادہ حکمتیں علمائے کرام نے بیان کی ہیں، ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اسلام کی شان وشوکت کا اظہار ہوتا ہے اور دونوں رستے لوگوں کی اس عبادت پر گواہ بن جاتے ہیں۔ (مرعاۃ:۲/ ۳۳۵)

٢٠٣٠ــ عَنْ بَكْرِبْنِ مُبَشِّرِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ كُنْتُ أَغْدُوْ مَعَ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْمُصَلَّى يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ الْأَضْحَى فَنَسْلُكَ بَطْنَ بُطْحَانَ حَتَّى نَأْتِيَ الْمُصَلَّى

''بکر بن مبشر انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا: میں صحابہ کے ساتھ نکلتا اور ہم عیدالفطر یا عیدالاضحیٰ کے دن وادی بطحان کے راستے پر چل کر عیدگاہ جاتے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ کر پھر ہم وادی بطحان کے راستے گھروں کو واپس آتے تھے۔ (ابوداوٗد)

(٢٠٢٨) ترمذی: ٥٣٠۔ حسن: ٤٣٧۔ ابن ماجه: ١٢٩٦.

(٢٠٢٩) ترمذی: ٥٤١۔ صحیح، البانی: ٤٤٦۔ بخاری: ٩٨٦۔ ابن ماجه: ١٣٠١۔ احمد: ٨٢٤٩۔ دارمی: ١٦١٣.

(٢٠٣٠) ابوداؤد: ١١٥٨۔ ضعیف: ٢٤٧.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَنُصَلِّي مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ نَرْجِعُ مِنْ بَطْنِ بَطْحَانَ إِلَى بُيُوْتِنَا . (رواه أبوداود ١١٥٨)

٢٠٣١ـ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيْرِيْنَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ أَنْ نُخْرِجَهُنَّ فِي الْفِطْرِ وَالْأَضْحٰى الْعَوَاتِقَ وَالْحِيَضَ وَذَوَاتِ الْخُدُوْرِ فَأَمَّا الْحِيَضُ فَيَعْتَزِلْنَ الصَّلَاةَ وَيَشْهَدْنَ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِيْنَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِحْدَانَا لَايَكُوْنُ لَهَا جِلْبَابٌ قَالَ لِتَلْبِسَهَا أُخْتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا .
(رواه مسلم ، ٨٩٠)

حفصہ بنت سیرین نے سیّدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے، وہ کہتی ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ہم عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ میں حیض والی اور پردہ نشین آزاد عورتوں کو نکالیں۔ جو حیض سے ہوں وہ نماز تو نہ پڑھیں اور صرف مسلمانوں کی دعاؤں میں اور نیکی میں شریک ہوں، میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ہم میں سے کسی کی چادر نہ ہو تو کیا حکم ہے؟ فرمایا: ”اس کی مسلمان بہن اپنی چادر اس کو دیدے۔“

٢٠٣٢ـ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ كُنَّا نُؤْمَرُ أَنْ نَخْرُجَ يَوْمَ الْعِيْدِ حَتّٰى نُخْرِجَ الْبِكْرَ مِنْ خِدْرِهَا حَتّٰى نُخْرِجَ الْحِيَضَ فَيَكُنَّ خَلْفَ النَّاسِ فَيُكَبِّرْنَ بِتَكْبِيْرِهِمْ وَيَدْعُوْنَ بِدُعَائِهِمْ يَرْجُوْنَ بَرَكَةَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَطُهْرَتَهُ . (رواه البخاري ، ٩٧١)

سیّدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ہمیں حکم دیا گیا تھا کہ ہم عید کے دن نکلیں یہاں تک کہ باکرہ لڑکیاں پردہ نشینی سے نکل کر آئیں اور حائض عورتیں بھی نکلیں اور مسلمانوں کے ساتھ تکبیرات کہیں ان کی دعاؤں کے ساتھ دعا کریں اور اس دن کی برکات اور پاکیزگی میں شامل ہوں۔“

٢٠٣٣ـ عَنْ أُخْتِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ وَجَبَ الْخُرُوْجُ عَلٰى كُلِّ ذَاتِ نِطَاقٍ .
(رواه أحمد ، ٢٦٤٧٤)

سیّدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی بہن مرفوع بیان کرتی ہیں: ”ہر چادر پہننے والی عورت پر عیدگاہ کی طرف نکلنا واجب ہے۔

شرح :......١۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عورتوں کے لیے عیدگاہ میں جانے کا خصوصی اہتمام ہونا چاہیے۔ حتیٰ کہ جن عورتوں نے فطرتی عذر کی بنا پر نماز نہیں پڑھنی وہ بھی عیدگاہ میں جائیں، نماز تو نہ پڑھیں مگر دعا میں

(٢٠٣١) مسلم: ٨٩٠ـ بخاری: ١٦٥٢ـ ترمذی: ٥٣٩ـ نسائی: ١٥٥٩ـ ابوداؤد: ١١٣٦ـ ابن ماجه: ١٣٠٨ـ احمد: ٢٠٢٦٥ـ دارمی: ١٦٠٩۔
(٢٠٣٢) بخاری: ٩٧١ـ ترمذی: ٥٣٩ـ نسائی: ١٥٥٩ـ ابوداؤد: ١١٣٦ـ ابن ماجه: ١٣٠٨ـ احمد: ٢٦٧٥٥ـ دارمی: ١٦٠٩۔
(٢٠٣٣) احمد: ٢٦٤٧٤ـ ابو يعلى طبرانی كبير وفيه امراة تابعية لم يذكر اسمها، هيثمی: ٣٢١٩۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

شریک ہوں۔ اس میں خطبے کے اذکار، وعظ ونصیحت یا عام دعا سب مراد ہیں۔ یہ عورتیں سب کچھ سن سکتی ہیں۔

۳۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ حائضہ تلاوت ونماز کے علاوہ دیگر اذکار الٰہی نہ چھوڑے اور نہ ہی مجالس خیر وعلم چھوڑے، صرف مساجد میں داخل نہ ہو۔

۴۔ نوجوان عورتیں باپردہ ہوں، خود کو نمایاں نہ کریں اور ضرورت کے تحت باہر نکلیں۔

۶۔ عورتیں پردہ کے لیے چادریں تیار رکھیں اور اگر نہ ہو تو کسی دوسری خاتون سے ادھار لے سکتی ہیں۔

۷۔ عورت خواہ دوشیزہ ہو یا عمر رسیدہ ہو عیدگاہ جا سکتی ہے۔ بعض حضرات اپنی قیاس آرائی سے کام لے کر کہتے ہیں کہ دوشیزاؤں کا عید کیلئے جانا جائز نہیں، خصوصاً آج کل عورتوں نے نئے سے نئے رواج نکال رکھے ہیں اب تو قطعاً جانا جائز نہیں۔ یہ تو درست ہے، بے پردہ نہ ہوں اور نہ مہکنے والی عطریات لگائیں اور نہ اظہارِ زینت کریں۔ ان پابندیوں پر عمل کرتے ہوئے عیدگاہ میں عورتوں کا جانا جائز ہے اور سنت سے ثابت ہے۔ (مرعاۃ:۲/۳۳۱)

۲۰۳۴۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَخْرُجُ الْعَنَزَةَ يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ الْأَضْحَى يَرْكُزُهَا فَيُصَلِّي إِلَيْهَا . (رواه النسائي ۱۵٦۵)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن رسول اللہ ﷺ ایک لاٹھی (عصا) نکال کر لے جاتے اور اس کو گاڑ دیتے اور اس کی طرف نماز پڑھتے تھے۔'' (النسائی)

۲۰۳۵۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْرُجُ إِلَى الْعِيْدَيْنِ وَمَعَهُ حَرْبَةٌ وَتُرْسٌ (رواه الطبراني في للأوسط بضعف)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نماز عیدین کی طرف نکلتے اور اپنے ساتھ ایک چھرا اور ڈھال بھی لے جاتے تھے۔'' (الاوسط بسند ضعیف)

شرح: ...... یہ نیزہ نما لاٹھی اس لیے لے کر جاتے تھے تاکہ اسے بطور سترہ سامنے رکھیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ نمازِ عید میں سترہ کا خیال بھی رکھا جائے۔ اور جو عید کے دن ہتھیار عیدگاہ میں لے کر جانے کی ممانعت آئی ہے، وہ اس صورت میں ہے جب اس سے لوگوں کو اذیت ہو، اگر اذیت نہ ہو تو پھر ہتھیار ضرورت کے مطابق عیدگاہ میں لے جانے کی اجازت ہے۔ (فتح الباری:۲/۴۶۳)

۲۰۳۶۔ أَمَرَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ مَوْلَاهُمُ ابْنَ أَبِي عُتْبَةَ بِالزَّاوِيَةِ فَجَمَعَ أَهْلَهُ وَبَنِيْهِ وَصَلَّى كَصَلَاةِ أَهْلِ الْمِصْرِ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام ابن ابی عتبہ کو حکم دیا جبکہ وہ شہر کے کنارے پر آباد تھے۔ تو اس نے اپنے اہل وعیال اور بیٹوں کو جمع کیا اور انس رضی اللہ عنہ نے ان کو شہر والوں کی مثل نماز پڑھائی

(۲۰۳۴) نسائی: ۱۵٦۵۔ صحیح: ۱٤۷٤۔ بخاری: ۹۷۲۔ مسلم: ۵۰۱۔ ابوداؤد: ٦۸۷۔ ابن ماجہ: ۱۳۰۵۔ احمد: ٦۳۵۲۔ دارمی: ۱٤۱۰۔

(۲۰۳۵) طبرانی اوسط۔ وفیه ابو کرز وهو ضعیف، هیثمی: ۳۲۱۵۔

(۲۰۳٦) بخاری، کتاب العیدین، باب اذا فاته العید یصلی رکعتین.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَتَكْبِيرِهِمْ. (للبخاري تعليقا)

اور ان کی طرح تکبیرات بھی کہیں۔ (بخاری)

شرح: ......اس میں یہ بیان ہوا ہے کہ جب نمازِ عید ادا نہ ہو سکے، امام سے انسان پیچھے رہ جائے تو اسے اسی طرح قضاء دینی چاہیے جس طرح اس نے امام کے ساتھ پڑھنا تھی۔

اور اگر گھر والے سارے ہی نمازِ عید سے رہ جائیں تو پھر یہ سب مل کر جماعت کے ساتھ ادا کر لیں جیسا کہ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے کیا تھا۔

۲۔ زاویہ بصرہ سے تقریباً چوبیں میل کے فاصلہ پر ایک جگہ ہے، وہاں سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کا محل تھا، وہیں زیادہ رہتے تھے۔ جب امام کے ساتھ نمازِ عید ادا نہ کر سکے تو پھر اپنے خاندان کو جمع کرتا اور انہیں امام کی مانند جماعت کروائی۔ (فتح الباری: ۲/ ۴۷۵)

۲۰۳۷۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ: زَيِّنُوْا أَعْيَادَكُمْ بِالتَّكْبِيرِ. (للأوسط والصغير بلين، ۵۹۹)

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: اپنی عیدین تکبیرات کے ساتھ مزین کر دو۔ (الاوسط اور الصغیر اور سند کمزور ہے)

۲۰۳۸۔ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ بَكْرَةَ عَنْ أَبِيْهِ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ شَهْرَا عِيْدٍ لَا يَنْقُصَانِ رَمَضَانُ وَذُوالْحِجَّةِ. (رواه مسلم ۱۰۸۹)

سیّدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''عید کے دو مہینے کبھی کم نہیں ہوتے۔ رمضان اور ذوالحجہ۔''

شرح: ......قریب قریب ہونے کی وجہ سے رمضان اور ذوالحجہ کے مہینوں کا اکٹھا ذکر ہوا ہے۔

۲۔ اس بارے میں کئی اقوال مروی ہیں کہ یہ دو عید کے مہینے کم نہیں کرتے۔ اس کا مطلب کیا ہے، ان میں سے زیادہ بہتر ہم بیان کرتے ہیں، وہ یہ ہے کہ اگرچہ ان کے دنوں کی تعداد میں نقص بھی آ جائے، ثواب میں نقص نہیں ہوگا۔

یعنی اگرچہ یہ مہینے انتیس دن والے ہوں گے، فضیلت تیس والے ہی کی حاصل ہوگی۔ ان میں کوئی فرق نہ آئے گا۔

ان مہینوں میں جو فضائل واحکام شامل ہیں ایک دن کے کم یا زیادہ ہونے سے کوتاہی نہیں ہوگی مکمل ثواب ہوگا۔

لوگوں کے دلوں میں یہ شک پیدا ہو سکتا تھا کہ شاید انتیس دن کے روزے سے اجر کم ہو جاتا ہے اور اگر حج والا مہینہ ہو تو عرفات میں ٹھہرنے کا دن کوئی دوسرا نہ بن جاتا ہو تو اس شک کے ازالہ کے لیے آپ ﷺ نے یہ فرمایا ہے ان میں کوئی فرق نہیں آتا کیونکہ ان مہینوں کے حساب سے ہی یہ احکام وفضائل ترتیب پائیں گے وہی اجر وثواب رہے گا۔

(۲۰۳۷) طبرانی اوسط، طبرانی صغیر: ۵۹۹۔ وفیہ عمر بن رآسد ضعفه احمد۔ وابن معین، والنسائی، وقال العجلی لا باس بہ هیثمی: ۳۲۰۰.

(۲۰۳۸) مسلم: ۱۰۸۹۔ بخاری: ۱۹۱۲۔ ترمذی: ٦۹۲۔ ابوداؤد: ۲۳۲۳۔ ابن ماجه: ۱٦۵۹۔ احمد: ۲۷۵۳۸.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۳۔ اس حدیث میں ان لوگوں کے قول کی بھی تائید ہوتی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ دین کے کاموں میں ہمیشہ مشقت زیادہ اٹھائیں تو اجر وثواب بڑھتا ہے، یہ کوئی ضرورت نہیں بلکہ بعض اعمال میں یہ ہوتا ہے کہ مشقت کم ہوتی ہے اور اجر زیادہ ہوتا ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے کہ ناقص کو کامل طور پر قبول کرلے اور اجر کامل دے دے تاہم مشقت سے اجر بڑھنے کا انکار نہیں مگر یہ ہر جگہ اور ہر وقت کی ترتیب نہیں۔ (مرعاۃ: ۲/ ۲۰۹)

۲۰۳۹۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، رَفَعَهُ: مَنْ أَحْيَا لَيْلَةَ الْفِطْرِ وَلَيْلَةَ الأَضْحَى لَمْ يَمُتْ قَلْبُهُ يَوْمَ تَمُوتُ الْقُلُوبُ. (رواه الطبراني في الكبير والأوسط بلين)

سیّدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: جس نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی رات شب بیداری کی اس کا دل اس دن نہیں مرے گا۔ جس دن دل مردہ ہوں گے۔" (الکبیر اور الاوسط)

۲۰۴۰۔ عَنْ أَبِي طَرْفَةَ عَبَّادِ بْنِ الرَّيَّانِ اللَّخْمِيِّ الْحِمْصِيِّ قَالَ: أَتَيْتُ الْمِقْدَامَ بْنَ مَعْدِي كَرِبَ وَهُوَ فِي قَرْيَةٍ عَلَى أَمْيَالٍ مِنْ حِمْصَ يَوْمَ عِيدٍ، فَقُلْنَا: أُخْرُجْ فَصَلِّ بِنَا الْعِيدَ فَقَالَ: لاَ، صَلُّوا فُرَادَى. (رواه الطبراني في الكبير وفيه أبو طرفة)

ابوطرفہ عباد بن الریان اللخمی الحمصی کہتے ہیں: میں مقداد بن معدی کرب کے پاس آیا، وہ حمص سے چند میل کے فاصلے پر ایک بستی میں رہتے تھے۔ پس ہم نے کہا: نکل کر ہمیں نماز عید پڑھایئے تو انہوں نے کہا تم علیحدہ اور تنہا نمازِ عید نہ پڑھو۔" (الکبیر، اور اس کی سند میں ابوطرفہ ہے)

۲۰۴۱۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: مَنْ فَاتَهُ الْعِيدُ فَلْيُصَلِّ أَرْبَعًا. (للكبير، ۹۵۳۳)

سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: جس کی نمازِ عید فوت ہو جائے وہ چار رکعات پڑھے۔ (الکبیر)

۲۰۴۲۔ عن حبيب بن عمر الانصاري قال: حدثني ابي قال: لقيت واثلة يوم عيد فقلت۔ تقبل الله منا ومنك، فقال: نعم

حبیب بن عمر انصاری کہتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا کہ میں عید کے دن واثلہ سے ملا تو میں نے کہا: تقبل الله منا ومنك، تو انہوں نے کہا: نعم، تقبل الله منا ومنك۔

(۲۰۳۹) طبراني كبير، طبراني اوسط، وفيه عمر بن هارون البلخي، والغالب عليه الضعف واثنى عليه ابن مهدي وغيره ولكن ضعفه جماعة كثيرة، هيثمي: ۲۳۰۲.

(۲۰۴۰) طبراني كبير، وفيه ابو طرفة لا اعرفه، هيثمي: ۳۲۵۲.

(۲۰۴۱) طبراني كبير: ۹۵۳۳۔ ورجاله ثقات، هيثمي: ۳۲۵۳.

انتباہ: اس بارے میں ابھی کچھ احادیث بالا میں وضاحت کر چکے ہیں کہ جس کی نمازِ عید رہ جائے وہ اسی طرح قضا دے جیسا کہ اس نے امام کے ساتھ ادا کرنا تھی۔

(۲۰۴۲) طبراني كبير: ۲۲/ ۵۳۔ وحبيب قال الذهبي، مجهول وقد ذكره ابن حبان في الثقات وابو لم اعرفه هيثمي: ۳۲۵۵.

انتباہ: یہ تو ضعیف ہے مگر مسند احمد میں بسند جید آتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک دوسرے سے جب کوئی عید کے دن ملتا تو یہ الفاظ تبریک کہتے تھے۔ (منہاج المسلم: ۳۸۷ مترجم)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تقبل الله منا ومنك. (للكبير بلين: ۲۲/ ۵۳)

۲۰۴۳ــ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: اَلْخُرُوْجُ إِلَى الْجُبَّانِ فِي الْعِيْدَيْنِ مِنَ السُّنَّةِ. (للكبير بضعف)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عیدین میں صحراء میں نکلنا سنت میں سے ہے۔ (الکبیر بسند ضعیف)

۲۰۴۴ــ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عُثْمَانَ التَّيْمِيِّ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ إِذَا انْصَرَفَ مِنَ الْعِيْدَيْنِ أَتَى وَسْطَ الْمُصَلّٰى فَقَامَ فَنَظَرَ إِلَى النَّاسِ كَيْفَ يَنْصَرِفُوْنَ كَيْفَ سِمْتُهُمْ ثُمَّ يَقِفُ سَاعَةً ثُمَّ يَنْصَرِفُ. (رواه الطبراني في الكبير والأوسط)

عبدالرحمٰن بن عثمان التیمی سے روایت ہے جگ میں نے نبی ﷺ کو نماز عیدین سے واپس آتے دیکھا۔ آپ عیدگاہ کے وسط میں آئے اور کھڑے ہو کر لوگوں پر نظر دوڑائی کہ کیسے واپس جا رہے ہیں اور ان کی سمتیں کون کون سی ہیں؟ پھر تھوڑی دیر ٹھہرے اور اس کے بعد واپس چلے آئے۔'' (الکبیر والاوسط)

۲۰۴۵ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ قُرْطٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِنَّ أَعْظَمَ الْأَيَّامِ عِنْدَ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ يَوْمَ الْقَرِّ قَالَ عِيْسٰى قَالَ ثَوْرٌ وَهُوَ الْيَوْمُ الثَّانِيْ. (رواه أبوداود ۱۷۶۵)

عبداللہ بن قرط مرفوع بیان کرتے ہیں: ''عظیم ترین دن اللہ کے نزدیک قربانی کا دن ہے اور اس کے بعد القر کا دن ہے۔ ثورؒ نے کہا اس کو آجکل دوسرا دن کہتے ہیں۔ (ابوداؤد)

شــرح: ......۱۔ قربانی کے دن کو اس لیے سب سے عظیم قرار دیا گیا ہے کہ اس دن عظیم الشان پیغمبر حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن علیہ السلام کی سنت خالصہ کا احیاء کیا جاتا ہے اور قربانی کی جاتی ہے جس سے گناہ مٹتے ہیں۔

۲۔ اس کے بعد ''قَـرّ'' کے دن جو کہ قربانی کے پہلے دن کے بعد والا دن ہے۔ اسے یہ نام اس لیے دیا گیا ہے اس کا معنی ہے قرار کا دن، چونکہ اس میں لوگ طواف افاضہ اور قربانی وغیرہ کرنے کے بعد منیٰ میں ٹھہرتے اور آرام کرتے ہیں اس لیے اسے بھی بہتر قرار دیا گیا ہے۔ (عون المعبود: ۳/۸۳)

۲۰۴۶ــ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ وَلَهُمْ يَوْمَانِ يَلْعَبُوْنَ فِيْهِمَا فَقَالَ مَا هٰذَانِ الْيَوْمَانِ قَالُوْا كُنَّا نَلْعَبُ فِيْهِمَا فِي

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ مدینہ میں تشریف لائے تو یہاں کے لوگوں کے دو دن تھے جن میں وہ کھیل کھیلتے تھے پس آپ ﷺ نے فرمایا: یہ دو کیسے دن ہیں؟ لوگوں نے

(۲۰۴۳) طبراني كبير، واوسط، وفيه الحارث وهو ضعيف، هيثمي: ۳۲۵۶.

(۲۰۴۴) طبراني كبير۔ كبير واوسط۔ احمد۔ وابويعلىٰ۔ ورجاله موثقون، وان كان فيهم المنكدر بن محمد بن المنكدر فقد وثقه احمد وابو داؤد، وابن معين في رواية، وضعفه غيرهم، هيثمي: ۳۲۵۸.

(۲۰۴۵) ابوداؤد: ۱۷۶۵۔ صحيح، الباني: ۱۵۵۲۔ احمد: ۱۸۵۹۶.

(۲۰۴۶) ابوداؤد: ۱۱۳۴۔ صحيح، الباني: ۱۰۰۴۔ نسائي: ۱۵۵۶۔ احمد: ۱۲۲۱.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْجَاهِلِيَّةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَبْدَلَكُمْ بِهِمَا خَيْرًا مِنْهُمَا يَوْمَ الأَضْحٰى وَيَوْمَ الْفِطْرِ. (رواه أبوداود، ۱۱۳۴)

عرض کیا: ان دو ایام میں جاہلیت کے دور میں ہم کھیلا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان کے بدلے تو اللہ نے تمہیں ان سے بہتر ایام عطا کیے ہیں۔ قربانی کا دن اور فطر کا دن۔'' (ابوداؤد اور نسائی)

شرح: ......۱۔ جب نبی اکرم ﷺ نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کی تو مدینہ والوں کو کھیلتے دیکھا کہ یہ لوگ نوروز اور مہرجان کے دو مہینوں میں اظہار مسرت کرتے ہیں۔ نوروز سال کے آغا کا پہلا دن تھا، مشہور ہے کہ اس دن آفتاب برج حمل میں منتقل ہوتا ہے اور مہرجان کا مہینہ معتدل آب وہوا والا تھا، اس میں رات اور دن کی مدت برابر ہو جاتی ہے، لوگوں نے ان دونوں ایام کو عید اور خوشی کے دن قرار دے رکھا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے انہیں منسوخ کرنے کے بعد، عید الفطر اور عید الاضحیٰ کو مسرت وشادمانی کے تہوار قرار دے دیا۔

۳۔ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دنوں کو بہتر قرار دیئے جانے سے یہ وہم نہ ہونا چاہیے کہ شاید وہ دونوں جاہلیت والے دن بھی بہتر تھے اور ان اسلامی عید کے دنوں کو زیادہ بہتر کہا گیا ہے اور انہیں کم کہا گیا ہے۔

یہ مطلب ہرگز نہیں مطلب یہ ہے کہ ان دنوں میں بالکل خیر نہیں، خیر صرف ان اسلامی تہواروں میں ہے۔

۴۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ کافروں کے تہواروں کی تعظیم کرنے کی مسلمانوں کو اجازت نہیں، اور مشرکوں وغیرہ کی عیدوں پر اظہار مسرت کرنا منع ہے۔ (مرعاۃ: ۲/ ۳۳۸) آج کل سیاست کے علمبردار اس پر غور فرمائیں جو ہر آستانے اور شرک کدہ اور غیر مسلموں کے تہواروں پر انہیں پیغام تہنیت دے کر غلط رواداری کا ثبوت دے رہے ہیں۔

۲۰۴۷۔ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ مَاكَانَ شَيْءٌ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا وَقَدْ رَأَيْتُهُ إِلَّا شَيْءٌ وَاحِدٌ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُقَلَّسُ لَهُ يَوْمَ الْفِطْرِ. (لابن ماجة، ۱۳۰۳)

قیس بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے دور میں جو اشیاء موجود تھیں وہ سب میں اب بھی رواج دیکھتا ہوں مگر جو چیز باقی نہیں رہی وہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے عید الفطر کے دن دف بجایا جاتا تھا۔'' (ابن ماجہ)

(۲۰۴۷) ابن ماجہ: ۱۳۰۳۔ ضعیف، البانی: ۲۶۸۔ احمد: ۱۵۰۵۳۔

انتباہ: یہ حدیث تو ضعیف ہے مگر ابن ماجہ: ۱/۹۳ کے حاشیہ پر جو کہ شیخ عبداللہ علوی نے تحریر کیا ہے جس کا نام مفتاح الحاجہ ہے۔ اس میں آتا ہے کہ عید کے دن دف بجانا اور جنگی مشق کا مظاہرہ کرنا، یا چھوٹی نابالغ بچیوں کا اچھے اشعار پڑھنا جائز ہے۔ مگر اس دن گلوکاری کا مظاہرہ کرنا اور موسیقی کا عام کرنا یہ بالکل ناجائز اور حرام ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اَلْكُسُوفُ

گرہن کا بیان

٢٠٤٨۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَصَلَّى بِالنَّاسِ فَأَطَالَ الْقِرَاءَةَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَأَطَالَ الْقِرَاءَةَ وَهِيَ دُوْنَ مِنَ الْقِرَاءَةِ الْأُوْلَى ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعاً طَوِيلاً وَهِيَ أَدْنَى مِنَ الرَّكْعَةِ الْأُوْلَى ثُمَّ سَجَدَ قِرَاءَتُهُ الْأَوَّلَى رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوْعَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ قَامَ فَصَنَعَ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ قَامَ فَقَالَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ وَلٰكِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ يُرِيْهِمَا عِبَادَهُ فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذٰلِكَ فَافْزَعُوْا إِلَى الصَّلَاةِ. (رواه البخاری ، ١٠٥٨)

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دور مبارک میں سورج گہن لگا تو آپ ﷺ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ طویل قراءت کی اور وہ پہلی قراءت سے کم تھی اور پھر رکوع کیا اور طویل رکوع کیا اور وہ آپ کے پہلے رکوع سے کم تھا۔ پھر اپنا سر اُٹھایا اور پھر دو سجدے کیے۔ پھر اُٹھے اور جیسے اول رکعت میں کیا تھا دوسری رکعت میں بھی ایسے ہی کیا اور پھر سلام پھیرا اور سورج بھی روشن ہو گیا۔ پھر آپ کھڑے ہوئے اور لوگوں کو خطاب کیا اور فرمایا: ''سورج اور چاند کو کسی شخص کی موت یا حیات کی وجہ سے گہن نہیں لگتا بلکہ یہ اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں جن کو وہ اپنے بندوں کو دکھاتا ہے۔ پس تم جب بھی ان کو دیکھو تو نماز کی طرف خشوع کے ساتھ مائل ہو جاؤ۔''

شرح: ...... خسوف کا استعمال مٹنے پر ہوتا ہے، مثلاً چشمہ گہرا ہو جائے تو کہتے ہیں: خَسَفَ الْعَيْنُ آنکھ گہری ہوئی، جب آنکھ نہ رہے تو کہتے ہیں۔ جب کہیں خَسَفَ الْقَمَرُ تو مطلب ہے اس کی روشنی نہ رہی۔

کسوف ہوتا ہے کسی چیز کا تبدیل ہو کر سیاہ ہو جانا۔ كَسَفَتِ الشَّمْسُ کہتے ہیں، جب آفتاب کی ضیاء باری ختم ہو جائے اور وہ سیاہ ہو جائے۔ فقہاء نے یہ فرق کیا ہے کہ کسوف کا لفظ سورج کے لیے ہے اور خسوف کا لفظ چاند کے لیے ہے۔ لیکن یہ درست نہیں، یہ الفاظ آفتاب و ماہتاب دونوں کے لیے استعمال ہوتے ہیں، مطلب یہ ہوا کہ سورج اور چاند کو گرہن لگ جائے تو اس کے متعلق مسنون طریقہ کار بتایا جا رہا ہے۔ (مرعاۃ: ٢/ ٣٧٠)

٢۔ پس منظر یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے لخت جگر حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ ١٠ ہجری میں وفات پا گئے، تو اتفاق سے

(٢٠٤٨) بخاری: ١٠٥٨۔ مسلم: ٩٠٣۔ ترمذی: ٥٦١۔ نسائی: ١٤٧٦۔ ابوداؤد: ١١٩١۔ ابن ماجه: ١٢٦٣۔ احمد: ٢٥٤٧٧۔ مؤطا: ٤٤٦۔ دارمی: ١٥٢٧۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس دن آفتاب گرہن آلود ہوا تو لوگوں نے کہا کہ حضرت ابراہیم کی وفات کے صدمہ سے آفتاب بھی گرہن آلود ہوا ہے، تو نبی اکرم ﷺ نے اس کی تردید فرمائی کہ یہ دونوں کسی کی موت یا زندگی سے گرہن آلود نہیں ہوتے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں۔ جب آفتاب و ماہتاب گرہن آلود ہوا تو نبی اکرم ﷺ گھبراہٹ میں تیز رفتاری سے کپڑا زمین پر گھسیٹتے ہوئے مسجد میں جلوہ گر ہوئے اور لوگوں کو سورج کے روشن ہونے تک نماز میں مصروف رکھا۔

۳۔ اس حدیث میں جاہلیت والوں کے عقیدے کو باطل قرار دیا گیا ہے کہ ان کا اعتقاد تھا کہ ستارے زمین پر تاثیر رکھتے ہیں اور وہ کہتے تھے کہ فلاں ستارے کی کی وجہ سے بارش ہوئی ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے اس عقیدہ کو باطل قرار دیا ہے کہ یہ آفتاب و ماہتاب خود مخلوق ہیں اور حکم الٰہی کے پابند ہیں، یہ خود کچھ نہیں کرتے۔

۴۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ نبی اکرم ﷺ اپنی امت سے گہری شفقت رکھتے تھے۔ (فتح الباری: ۲/ ۵۲۷)

٢٠٤٩ - وفي رواية :فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذٰلِكَ فَادْعُوْا اللّٰهَ وَكَبِّرُوْا وَصَلُّوْا وَتَصَدَّقُوْا ثُمَّ قَالَ: يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ وَاللّٰهِ مَا مِنْ أَحَدٍ أَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ أَنْ يَزْنِيَ عَبْدُهُ أَوْ تَزْنِيَ أَمَتُهُ يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ وَاللّٰهِ وَلَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا. (البخاری ١٠٤٤)

اور ایک روایت میں خطبہ میں یہ اضافہ ہے: ”جب تم یہ حالت دیکھو تو اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو، تکبیر کہو، نماز پڑھو، صدقہ دو۔ اے امت محمد! اللہ سے بڑھ کر غیرت مند کوئی نہیں، اس کا کوئی بندہ یا بندی زنا کرے۔ اے امت محمد! اگر وہ کچھ تمہیں معلوم ہو جو میں جانتا ہوں تو تم تھوڑے ہنسو اور زیادہ رویا کرو۔“

شرح : ......۱۔ غیرت تغیر و تبدل کو کہتے ہیں، جو حمیت اور اکڑ کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے، مگر مخلوق کی غیرت نقص اور تغیر پر مبنی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی غیرت مخلوق کی غیرت کے علاوہ ہے، یہ جس طرح اس کی شان کے لائق ہے اسی طرح اللہ کے لیے ثابت ہے، اس کی کیفیت و حقیقت اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

۲۔ گرہن کی آزمائش سے سرخرو ہونے اور اس کے دفاع کے لیے، ذکر الٰہی، اس کی بارگاہ میں دعا و التجاء کرنے اور نماز، صدقات، ادا کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ اس کے ساتھ ہی مصائب و آلام لانے والی بات اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے روکا گیا ہے اور خصوصاً زنا سے رکنے کا واضح اشارہ دیا ہے کیونکہ یہ بدترین نحوست والی برائی ہے اس سے نفوس انسانی اور سطح ارضی بہت زیادہ متاثر ہوتی ہیں۔ امت محمد یہ ﷺ کو پر شفقت انداز پر مخاطب فرما کر رسول اکرم ﷺ نے لوگوں کو اس کی قباحت سے آگاہ کیا ہے۔

(٢٠٤٩) بخاری: ١٠٤٤۔ مسلم: ٩٠٣۔ ترمذی: ٥٦١۔ نسائی: ١٤٧٦۔ ابوداؤد: ١١٩١۔ ابن ماجه: ١٢٦٣۔ احمد: ٢٥٤٧٧۔ مؤطا: ٤٤٦۔ دارمی: ١٥٢٧۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

۳۔اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت اور جرائم پیشہ افراد سے اس کا انتقام لینے کے متعلق اگر تم اس طرح جان لو جس طرح میں جانتا ہوں تو تم پر ہمہ وقت حزن وغم کے بادل منڈلاتے رہیں اور تمہاری ہنسی جاتی رہے، یہ گرہن بھی اسی میں سے ہے۔

۴۔نمازِ گرہن کی ایک خاص ترکیب ہے جو عام نماز کے علاوہ ہے۔

اس کا قیام اس کا رکوع وغیرہ عام نماز سے مختلف ہے اور طویل ہے اور رکوع کی تعداد ایک سے زیادہ ہے۔

ایک رکعت میں تین رکوع، چار رکوع اور پانچ بھی آتے ہیں، مگر پانچ اور چار اور تین رکوع والی روایات کمزور ہیں ان میں راویوں سے غلطی ہوئی ہے۔صحیح ترین یہی ثابت ہے کہ ہر رکعت میں دو رکوع کیے جائیں۔

۵۔گرہن کے وقت فوراً نماز اور ذکر الٰہی میں مصروف ہو جائیں، کثرت سے ہنسنا بند کر دیں اور اللہ کی بارگاہ میں اشکبار ہو جائیں اور موت اور اپنے انجام پر نگاہ رکھیں۔(فتح الباری:۲/۵۳۱)

۲۰۵۰۔وَفِي أُخْرَى أَنَّهَا: فَحَرَزْتُ قِرَآئَهُ فَرَأَيْتُ أَنَّهُ قَرَأَ سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ قَامَ فَأَطَالَ الْقِرَآةَ فَحَرَزْتُ قِرَائَتَهُ أَنَّهُ قَرَأَبِسُوْرَةِ آلِ عِمْرَانَ .

دوسری روایت ہے: سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ کی قراءت کا اول رکعت میں سورت البقرہ کے برابر اور دوسری رکعت میں سورت آل عمران کے برابر اندازہ لگایا ہے۔

شرح:......اس سے ثابت ہوا کہ قراءت آہستہ تھی، اس لیے انہوں نے اندازہ لگانے کا کہا ہے، لیکن زیادہ صحیح ترین حدیث یہی ہے کہ نمازِ گرہن میں قراءت بلند آواز سے مسنون ہے، آہستہ پڑھنے والی روایت واضح نہیں، واضح اور صریح وصحیح حدیث بلند آواز سے قراءت کرنے کی ہی ہے۔(عون المعبود:۱/۴۶۰)

۲۰۵۱۔وفي رواية: حَتَّى إِنَّ رِجَالًا يَوْمَئِذٍ لَيُغْشَى عَلَيْهِمْ مِمَّا قَامَ بِهِمْ حَتَّى إِنَّ سِجَالَ الْمَاءِ لَتُصَبُّ عَلَيْهِمْ . (رواه أبوداود،۱۱۷۷)

دوسری ایک روایت میں ہے: یہاں تک کہ کچھ مردوں کو اس دن آپ کے طویل قیام کی وجہ سے غشی آئی اور یہاں تک کہ ان پر پانی کے ڈول بہائے گئے۔“

شرح:......اس سے ثابت ہوا کہ ضرورت کے تحت نمازِ کسوف میں تلاوت طویل کی جاسکتی ہے، اصل یہ ہے کہ آفتاب کے روشن ہونے تک یہ سلسلہ نماز جاری رہنا چاہیے۔(عون المعبود:۱/۴۵۶)

۲۰۵۲۔عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ يَهُوْدِيَّةً جَآءَتْ

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک یہودی عورت آئی، وہ

(۲۰۵۰) ابوداؤد: ۱۱۸۷۔ حسن، البانی: ۱۰۴۹۔ بخاری: ۳۲۰۳۔ مسلم: ۹۰۳۔ ترمذی: ۵۶۱۔ نسائی: ۱۴۷۶۔ ابن ماجه: ۱۲۶۳۔ احمد: ۲۵۴۷۷۔ موطا: ۴۴۶۔ دارمی: ۱۵۲۷۔

(۲۰۵۱) ابوداؤد: ۱۱۷۷۔ صحیح، البانی: ۱۰۴۴۔ لکن ثلاث رکوعات شاذ والمحفوظ رکوعان کما فی الصحیحین۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

تَسْأَلُهَا فَقَالَتْ أَعَاذَكِ اللهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَسَأَلَتْ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ أَيُعَذَّبُ النَّاسُ فِي الْقُبُوْرِ فَقَالَ عَائِذاً بِاللهِ مِنْ ذٰلِكَ ثُمَّ رَكِبَ رَسُوْلُ اللهِ ذَاتَ غَدَاةٍ مَرْكَباً فَخَسَفَتِ الشَّمْسُ فَرَجَعَ ضُحًى فَمَرَّ رَسُوْلُ اللهِ بَيْنَ ظَهْرَانَي الْحُجَرِ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي وَقَامَ النَّاسُ وَرَآءَهُ. بِنَحْوِ ذٰلِكَ وَفِيْهِ: ثُمَّ أَمَرَهُمْ أَنْ يَتَعَوَّذُوْا مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ. (للبخاري، ١٠٥٠) قَالَتْ: وَكُنْتُ أَسْمَعُهُ بَعْدَ ذٰلِكَ يَتَعَوَّذُ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ

ان سے کوئی چیز طلب کر رہی تھی۔ اس نے کہا: اللہ تعالیٰ تجھے عذابِ قبر سے بچائے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا: کیا لوگوں کو ان کی قبروں میں عذاب ہوتا ہے؟ فرمایا: ہم عذابِ قبر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے ہیں۔ پھر ایک دن اول وقت آپ سوار ہوئے اور چلے گئے اور سورج کو گہن لگا تو چاشت کے وقت آپ لوٹ کر آ گئے، حجر کے دو اطراف کے درمیان سے گذرے اور کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے اور لوگ آپ کی اقتدا میں پڑھ رہے تھے۔ آگے مثل حدیث سابق ہے اور اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ آپ نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ قبر کے عذاب سے اللہ کی پناہ طلب کریں۔ کہتی ہیں اس کے بعد میں آپ سے ہمیشہ سنتی رہی کہ آپ آگ کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے اللہ کی پناہ طلب کرتے تھے۔

شرح: ......نمازِ گرہن کے وقت عذابِ قبر کی یاد دہانی ایک خاص مناسبت کی بنا پر ہے کیونکہ گرہن کی وجہ سے دن میں تاریکی ہو جاتی ہے جو کہ قبر کی تاریکی کے مشابہ ہے ایک چیز دوسری چیز کی یاد دلاتی ہے اس لیے جو چیز آخرت کی آفت سے نجات دلانے والی ہے۔ اسے مضبوط پکڑنے کی تلقین ہوئی ہے تا کہ نصیحت حاصل ہو سکے۔ (فتح الباری: ۲/ ۵۳۸)

٢٠٥٣ــ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ صَلّٰى فِي كُسُوْفٍ فِي صُفَّةِ زَمْزَمَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِي أَرْبَعِ سَجَدَاتٍ. (رواه النسائي، ١٤٧٧)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نمازِ کسوف میں زمزم کے کمرے میں آپ ﷺ نے چار رکعات پڑھیں چار سجدوں کے ساتھ۔"

شرح: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نمازِ گرہن میں دو رکوع ایک رکعت میں مسنون ہیں۔

۲۔ اس زمزم کے صفہ (چبوترہ) کا ذکر وہم ہے، دیگر راویوں نے اس کا ذکر نہیں کیا۔ (تعلقات سلفیہ: ۷)

٢٠٥٤ــ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَهَرَ فِي

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے جہری

(٢٠٥٢) بخاری: ١٠٥٠۔ مسلم: ٩٠١۔ ترمذی: ٥٦١۔ نسائی: ١٤٧٦۔ ابوداؤد: ١١٩١۔ ابن ماجه: ١٢٦٣۔ احمد: ٢٥٤٧٧۔ موطا: ٤٤٦۔ دارمی: ١٥٢٧۔

(٢٠٥٣) نسائی: ١٤٧٧۔ صحیح، البانی: ١٣٩٦۔ دون ذکر الصفة فانه شاذ، مخالف لكل الروايات، السابقة واللاحقة. بخاری: ٦٦٣١۔ مسلم: ٩١٠۔ ترمذی: ٥٦٣۔ ابوداؤد: ١١٩٤۔ ابن ماجه: ١٢٦٣۔ احمد: ٢٥٤٧٧۔ موطا: ٤٤٦۔ دارمی: ١٥٢٩۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صَلاةِ الْخُسُوفِ بِقِرَاءَتِهِ . (لمسلم ، ۹۰۱) قراءت کی۔

شـــرح: ...... یہ حدیث اس بارے میں بالکل واضح ہے کہ نمازِ گرہن میں نبی اکرم ﷺ کی قراءت بلند آواز سے تھی، پوشیدہ نہ تھی، یہی سنت ہے۔ علامہ زیلعی حنفی رحمہ اللہ نے نصب الرایہ: ۲/۲۳۲ اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے الدرایہ ص ۱۳۷ پر سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے حدیث بیان کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے نمازِ گرہن میں بلند آواز سے قراءت کی تھی۔ علامہ عبیداللہ رحمانی رحمہ اللہ نے ان حضرات کے تمام دلائل بیان کیے ہیں جو کہتے ہیں کہ نمازِ گرہن میں قراءت آہستہ کی جائے اور ان کی تمام تاویلات بھی ذکر کی ہیں اور فیصلہ دیا ہے کہ یہ سب کمزور اور غیر مدلل ہیں۔ صحیح ترین دلیل یہی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے نمازِ گرہن میں بلند آواز سے قراءت کی تھی۔ (مرعاۃ: ۲/۳۷۵)

۲۰۵۵۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ فِي عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ مَاتَ إِبْرَاهِيمُ ابْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ النَّاسُ إِنَّمَا انْكَسَفَتْ لِمَوْتِ إِبْرَاهِيمَ فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَصَلَّى بِالنَّاسِ سِتَّ رَكَعَاتٍ بِأَرْبَعِ سَجَدَاتٍ لَيْسَ مِنْهَا رَكْعَةٌ إِلَّا الَّتِي قَبْلَهَا أَطْوَلُ مِنَ الَّتِي بَعْدَهَا وَرُكُوعُهُ نَحْوًا مِنْ سُجُوْدِهِ (رواه مسلم ، ۹۰٤)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جس دن رسول اللہ ﷺ کا بیٹا ابراہیم رضی اللہ عنہ فوت ہوا اسی دن سورج کو گہن لگا تو لوگوں نے کہا: سورج کو گہن ابراہیم کی وفات کی وجہ سے لگا۔ پس رسول اللہ ﷺ اٹھے اور لوگوں کو چھ رکعات چار چار سجدوں کے ساتھ پڑھائیں۔ ہر پہلی رکعت بعد کی رکعت سے طویل تھی اور رکوع بھی سجدوں کی مثل تھے۔

فائدہ: ..... اس کی تشریح اوپر گزر چکی ہے، اس میں یہ اضافہ ہے کہ پہلا رکوع دوسرے سے زیادہ طویل ہوتا تھا اور اوپر گزر چکا ہے کہ صحیح ترین یہی ہے کہ ایک رکعت میں دو رکوع تھے۔

۲۰۵٦۔ عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ عَائِشَةُ وَهِيَ تُصَلِّي فَقُلْتُ مَا شَأْنُ النَّاسِ فَأَشَارَتْ إِلَى السَّمَاءِ فَإِذَا النَّاسُ قِيَامٌ فَقُلْتُ سُبْحَانَ اللّٰهِ قُلْتُ آيَةٌ فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا أَيْ نَعَمْ فَقُمْتُ حَتَّى تَجَلَّانِي الْغَشْيُ فَجَعَلْتُ أَصُبُّ عَلَى

سیدہ اسماء بنت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں کہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی تو وہ نماز پڑھ رہی تھیں۔ میں نے کہا: لوگوں کا کیا حال ہے؟ تو انہوں نے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔ اور لوگ قیام میں تھے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: سبحان اللہ۔ میں نے کہا: کیا یہ نشانی ہے؟ تو انہوں نے سر سے اشارہ

(۲۰۵٤) مسلم: ۹۰۱۔ بخاری: ۳۲۰۳۔ نسائی: ۱۵۰۰۔ ترمذی: ۵٦۳۔ ابوداؤد: ۱۱۹٤۔ ابن ماجہ: ۱۲٦۳۔ احمد: ۲۵٤۷۷۔ موطا: ٤٤٦۔ دارمی: ۱۵۲۹۔

(۲۰۵۵) مسلم: ۹۰٤۔ نسائی: ۱٤۷۸۔ ابوداؤد: ۱۱۷۸۔ احمد: ۱٤٦۷۸۔

(۲۰۵٦) بخاری: ۸٦۔ مسلم: ۹۰۵۔ نسائی: ۲۰٦۲۔ ابن ماجہ: ۱۲٦۵۔ احمد: ۲٦٤۵۳۔ موطا: ٤٤۷۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رَأْسِي الْمَاءَ أَوْ عَلَى وَجْهِي مِنَ الْمَاءِ فَحَمِدَ اللهَ عَزَّوَجَلَّ النَّبِيُّ ﷺ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْ شَيْءٍ لَمْ أَكُنْ رَأَيْتُهُ إِلَّا قَدْ رَأَيْتُهُ فِي مَقَامِي هٰذَا حَتَّى الْجَنَّةَ وَالنَّارَ فَأُوْحِيَ إِلَيَّ أَنَّكُمْ تُفْتَنُوْنَ فِي قُبُوْرِكُمْ مِثْلَ أَوْقَرِيْبًا لَاأَدْرِيْ أَيَّ ذٰلِكَ قَالَتْ أَسْمَاءُ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ يُقَالُ مَا عِلْمُكَ بِهٰذَا الرَّجُلِ؟ فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ أَوِ الْمُوْقِنُ لَاأَدْرِيْ أَيَّ ذٰلِكَ قَالَتْ أَسْمَاءُ فَيَقُوْلُ هُوَ مُحَمَّدٌ هُوَ رَسُوْلُ اللهِ جَاءَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَالْهُدٰى فَأَجَبْنَا وَاتَّبَعْنَا هُوَ مُحَمَّدٌ ﴿ثَلاثَ﴾ فَيُقَالُ لَهُ نَمْ صَالِحاً قَدْ عَلِمْنَا إِنْ كُنْتَ لَمُوْقِنًا بِهِ، وَأَمَّا الْمُنَافِقُ أَوِ الْمُرْتَابُ لَا أَدْرِيْ أَيَّ ذٰلِكَ قَالَتْ أَسْمَاءُ فَيَقُوْلُ لَاأَدْرِيْ سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ شَيْئًا فَقُلْتُ. (رواه البخاري ٨٦)

کیا کہ ہاں۔ پس میں کھڑی ہوئی اور طویل قیام کی وجہ سے مجھے غشی آ گئی۔ پس میں نے اپنے سر پر پانی ڈالا۔ نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی اور پھر فرمایا: جو اشیاء میں نہیں دیکھتا تھا وہ سب میں نے اس مقام میں دیکھی ہیں یہاں تک کہ جنت دیکھا اور آگ بھی دیکھی۔ اور میری طرف وحی نازل ہوئی ہے کہ تم قبروں میں آزمائے جاؤ گے۔ اسماء نے مثل کا لفظ کہا یا قریب کا لفظ۔ دجال کے فتنے کے مثل یا قریب۔ کہا جائے گا تجھے اس شخص کے متعلق کیا معلوم ہے؟ پس مومن یا یقین والا کہے گا۔ اسماء نے ان دو میں سے ایک لفظ کہا ہے۔ تو وہ کہے گا: وہ مرد محمد ﷺ ہیں وہ اللہ کے رسول ہیں۔ وہ ہمارے پاس واضح دلائل اور ہدایت لیکر آئے اور ہم نے ان کو قبول کیا اور ان کی پیروی کی وہ محمد ﷺ ہیں تین بار وہ کہے گا۔ تو اس کو کہا جائے گا ٹھیک حالت کے ساتھ سو جا۔ ہمیں علم تھا کہ تو ان پر یقین رکھتا ہے۔ رہا منافق اور شک کرنے والا آدمی تو وہ کہے گا میں نہیں جانتا۔ یہ معلوم نہیں ہے کہ اسماءؓ نے ان دو میں سے کونسا لفظ بولا ہے۔ پس وہ کہے گا: میں نہیں جانتا لوگوں کو میں نے جو کچھ کہتے سنا تھا میں نے بھی وہی کہہ دیا تھا۔"

شرح:......۱۔ مسجد میں مردوں کے ساتھ نمازِ گرہن کے لیے خواتین کا جمع ہونا بھی جائز ہے۔

۲۔ ثابت ہوا کہ مفتی سے سوال ہو تو وہ بوقت ضرورت اشارے کے ساتھ جواب دے سکتا ہے۔

۳۔ معمولی غشی کی کیفیت ہو تو وضو نہیں ٹوٹتا نماز جائز ہے۔

۴۔ نمازِ کسوف کے علاوہ گرہن کے وقت خطبہ دینا بھی مسنون ہے۔

۵۔ چونکہ گرہن کی حالت ایک خوفناک صورت حال پیدا کرتی ہے، اس موقع کی مناسبت سے آپ ﷺ کو قبر اور حشر کا منظر دکھایا گیا تا کہ آپ امت کو ان سوالوں کی تیاری کی تلقین کریں۔

۶۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جو قبر میں سوالوں کے درست جواب دے گا وہ کامیاب ہوگا، اور منافق لا جواب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوگا۔ اس سے عذاب وثواب قبر کا ثبوت بھی ملتا ہے۔

۲۰۵۷۔ وَفِي رِوَايَةٍ: فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي فَأَطَالَ الْقِيَامَ جِدًّا ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوْعَ جِدًّا ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَأَطَالَ الْقِيَامَ جِدًّا وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوْعَ جِدًّا وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ قَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوْعَ وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوْعَ وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ انْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ (رواه مسلم، ۹۰۱)

اور ایک روایت ہے: پس آپ ﷺ نے طویل قیام کیا، پھر رکوع کیا تو رکوع بھی طویل کیا۔ پھر قیام کیا تو طویل قیام کیا۔ پھر رکوع کیا تو طویل رکوع کیا۔ پھر سجدہ کیا تو طویل سجدہ کیا۔ اور پھر سلام پھیرا۔

۲۰۵۸۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ كُسِفَتِ الشَّمْسُ ثَمَانَ رَكَعَاتٍ فِي أَرْبَعِ سَجَدَاتٍ. (رواه مسلم، ۹۰۸)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سورج گہن لگنے کے وقت نماز پڑھی، آٹھ رکوع اور چار سجدے کیے۔

۲۰۵۹۔ وَعَنْ عَلِيٍّ مِثْلِ ذٰلِكَ.

اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مثل اس کے مروی ہے۔

۲۰۶۰۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ يَكَدْ يَرْكَعُ ثُمَّ رَكَعَ

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ سورج کو گہن لگا تو نبی ﷺ نے قیام کیا اور قریب نہ تھے کہ رکوع کرتے اور پھر رکوع کیا تو رکوع سے اٹھنے کے قریب نہ تھے، پھر بالآخر

(۲۰۵۷) مسلم: ۹۰۱۔ بخاری: ۳۲۰۳۔ ترمذی: ۵۶۳۔ نسائی: ۱۵۰۰۔ ابوداؤد: ۱۱۹۱۔ ابن ماجه: ۱۲۶۳۔ احمد: ۲۵۴۷۷۔ موطا: ٤٤٦۔ دارمی: ۱۵۲۹۔

(۲۰۵۸) مسلم: ۹۰۸۔ بخاری: ۵۱۹۷۔ ترمذی: ۵۶۰۔ نسائی: ۱۴۹۳۔ ابوداؤد: ۱۱۸۹۔ احمد: ۳۳۶٤۔ موطا: ٤٤٥۔ دارمی: ۱۵۲۸۔

(۲۰۶۰) ابوداؤد: ۱۱۹٤۔ صحیح، البانی: ۱۰۵۵۔ لکن بذکر الرکوع مرتین کما فی الصحیحین، بخاری: ۱۰٤۵۔ مسلم: ۹۱۰۔ نسائی: ۱٤۹٦۔ احمد: ۷۰۰٦۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَلَمْ يَكَدْ يَرْفَعُ ثُمَّ رَفَعَ فَلَمْ يَكَدْ يَسْجُدُ ثُمَّ سَجَدَ فَلَمْ يَكَدْ يَرْفَعُ ثُمَّ رَفَعَ فَلَمْ يَكَدْ يَسْجُدُ ثُمَّ سَجَدَ فَلَمْ يَكَدْ يَرْفَعُ ثُمَّ رَفَعَ وَفَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُخْرٰى مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ نَفَخَ فِي آخِرِ سُجُوْدِهِ فَقَالَ أُفِّ أُفِّ ثُمَّ قَالَ رَبِّ أَلَمْ تَعِدْنِي أَنْ لَا تُعَذِّبَهُمْ وَأَنَا فِيهِمْ أَلَمْ تَعِدْنِي أَنْ لَا تُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ فَفَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ صَلَاتِهِ وَقَدْ أَمْحَصَتِ الشَّمْسُ. (لأبي داود، ١١٩٤)

اٹھے تو سجدے میں جانے کے قریب نہیں تھے اور پھر سجدے میں گئے اور اٹھنے کے قریب نہیں تھے اور پھر اٹھے تو سجدے میں جانے کے قریب نہیں تھے، پھر دوسرا سجدہ کیا اور اٹھنے کے قریب نہیں تھے پھر اٹھے اور دوسری رکعت میں بھی ایسا ہی کیا۔ پھر آپ نے آخری سجدے میں پھونکا اور فرمایا: اُف اُف، پھر دعا کی اے میرے رب کیا تو نے مجھ سے یہ وعدہ نہیں کیا کہ تو ان کو عذاب نہیں دیگا جب تک میں ان میں موجود رہوں گا؟ کیا تو نے مجھ سے وعدہ نہیں کیا تو ان کو عذاب نہیں دیگا جب وہ مغفرت طلب کرتے ہوں گے؟ پس جب نبی کریم ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو سورج بھی صاف اور روشن ہو چکا تھا۔

شرح: ......۱۔ اس میں جو آتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ قریب نہ تھے کہ اٹھیں اس سے مراد ہے، قیام، رکوع اور سجدہ طویل کرتے تھے۔

۲۔ عام فقہاء کا نظریہ ہے کہ جب آدمی نماز میں آواز سے روئے اور لفظ نکل جائے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ آواز کے ساتھ رونے سے نماز نہیں ٹوٹتی۔ (عون المعبود: ۱/۴۶۲)

٢٠٦١۔ وفي رواية: فَجَعَلَ يَنْفُخُ فِي آخِرِ سُجُوْدِهِ مِنَ الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ وَيَبْكِي. (رواه النسائي، ١٤٨٢)

ایک روایت میں ہے کہ جب آپ ﷺ پھونک رہے تھے اس وقت آپ روتے بھی تھے۔

٢٠٦٢۔ وفي أخرى، نَحْوَهُ وَفِيهِ: قَالَ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْجَنَّةُ حَتّٰى لَوْ مَدَدْتُ يَدِي تَنَاوَلْتُ مِنْ قُطُوْفِهَا وَعُرِضَتْ عَلَيَّ النَّارُ فَجَعَلْتُ أَنْفُخُ خَشْيَةَ أَنْ يَغْشَاكُمْ حَرُّهَا وَرَأَيْتُ فِيهَا سَارِقَ بَدَنَتَي رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَرَأَيْتُ فِيهَا أَخَا بَنِي دُعْدُعٍ سَارِقَ الْحَجِيجِ

دوسری روایت اور وہ اس کی مثل ہے اور یہ کہ آپ ﷺ پر جنت اور آگ پیش کی گئی اور اس میں آپ کا یہ قول مذکور ہے کہ میں خوف کی وجہ سے پھونک رہا تھا کہ اس کی حرارت تمہیں ڈھانپ نہ لے۔ اور اس آگ میں میں نے رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کا چور بھی دیکھا اور اس میں میں نے حجاج کی اشیاء چرانے والا خاندان بنودعدع کا بھائی بھی دیکھا۔ اس کو چوری

(٢٠٦١) نسائی: ١٤٨٢۔ صحیح، البانی: ١٤٠١۔ بخاری: ١٠٥١۔ مسلم: ٩١٠۔ ابوداؤد: ١١٩٤۔
(٢٠٦٢) نسائی: ١٤٩٦۔ صحیح، البانی: ١٤٠٧۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَإِذَا فُطِنَ لَهُ قَالَ هٰذَا عَمَلُ الْمِحْجَنِ وَرَأَيْتُ فِيهَا أَمْرَأَةً طَوِيلَةً سَوْدَاءَ تُعَذَّبُ فِي هِرٍّ رَبَطَتْهَا فَلَمْ تُطْعِمْهَا وَلَمْ تَسْقِهَا وَلَمْ تَدَعْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ حَتَّى مَاتَتْ(رواه النسائی ١٤٩٦)

کرتے اگر کوئی سمجھ آجاتا تو یہ کہتا تھا، یہ چیز ٹھیڑے سر کی لاٹھی سے چمٹ کر آگئی ہے۔ اور اس آگ میں طویل قد سیاہ ایک عورت دیکھی جس کو بلی کی وجہ سے عذاب دیا جا رہا تھا۔ اس نے وہ باندھ دی اور نہ کھلایا نہ پلایا اور نہ آزاد کیا کہ وہ زمین کے حشرات کھاتی یہاں تک کہ وہ مرگئی۔

٢٠٦٣۔ وَفِي بَعْضِ رِوَايَاتِ حَدِيثُ عَائِشَةَ الْمُتَقَدِّمِ: وَرَأَيْتُ فِيهَا ابْنَ لُحَيٍّ وَهُوَ الَّذِي سَيَّبَ السَّوَائِبَ. (رواه النسائی ١٤٧٢)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ان سابقہ احادیث میں سے ایک یہ بھی ہے کہ فرمایا: ''میں نے اس آگ میں ابن لحی کو دیکھا جس نے سائبہ وغیرہ کو غیر اللہ کی نیاز کے لیے مروج کیا تھا۔''

شرح :...... ا۔ بنو دعدع کا یہ آدمی حاجیوں کی چیزیں چرا لیتا تھا، اس سے ثابت ہوا چور کی سزا آپ کو دکھائی گئی ہے۔

٢۔ جانوروں پر ظلم بھی دوزخ کا باعث ہے، انسانوں کو تختۂ ستم بنانے والے سوچ لیں ان کا کیا حشر ہوگا۔

٣۔ ابن لحی کا نام عمرو بن لحی تھا۔ یہ وہ شخص تھا جس نے قریش میں یہ بات مشہور کر دی کہ اونٹنیوں کو بتوں کے نام پر آزاد کر دیا جائے، ان پر سواری نہ کی جائے۔ بالکل جس طرح آج کل مزاروں کے نام پر چیزیں وقف ہوتی ہیں، اس شرک کے جرم کی سزا آپ ﷺ کو دکھائی گئی۔ (تعلیقات سلفیہ)

٢٠٦٤۔ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ كُسِفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَجَعَلَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ وَيَسْأَلُ عَنْهَا حَتَّى انْجَلَتْ(رواه أبو داود ١١٩٣)

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں سورج کو گہن لگا پس آپ نے نماز شروع کر دی، دو دو رکعات پڑھتے اور پھر سورج کے متعلق پوچھتے جاتے تھے۔ اس وقت تک نماز پڑھتے رہے کہ سورج روشن ہوگیا۔ (ابوداؤد)

٢٠٦٥۔ وللنسائی: فَخَرَجَ يَجُرُّ ثَوْبَهُ فَزِعًا حَتَّى أَتَى الْمَسْجِدَ فَلَمْ يَزَلْ يُصَلِّي بِنَا حَتَّى انْجَلَتْ وَقَالَ مَا جَمَلَتِ الْخُطْبَةُ: إِنَّ

نسائی کی روایت ہے: رسول اللہ ﷺ خوف زدہ ہو کر اپنا کپڑا کھینچتے ہوئے نکلے اور مسجد میں آئے۔ پھر آپ نماز پڑھتے رہے یہاں تک کہ سورج روشن ہوگیا۔ اور اپنے خطبہ میں آپ

(٢٠٦٣) نسائی: ١٤٧٢۔ صحیح، البانی: ١٣٩١۔ بخاری: ٦٦٣١۔ مسلم: ٩١٠۔ ابوداؤد: ١١٩٤۔ ترمذی: ٥٦٣۔ ابن ماجہ: ١٢٦٣۔ احمد: ٢٥٤٧٧۔ موطا: ٤٤٦۔ دارمی: ١٥٢٩۔

(٢٠٦٤) ابوداؤد: ١١٩٣۔ منکر، البانی: ٢٥٦۔ نسائی: ١٤٩٠۔ ابن ماجہ: ١٢٦٢۔

(٢٠٦٥) نسائی: ١٤٨٥۔ ضعیف، البانی: ٨٨۔ ابن ماجہ: ١٢٦٢۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ إِذَا بَدَا لِشَیْءٍ مِنْ خَلْقِهِ خَشَعَ لَـهُ فَـإِذَا رَأَيْتُمْ ذٰلِكَ فَصَلُّوْا كَأَحْدَثِ صَلَاةٍ صَـلَّيْتُمُوْهَا مِنَ الْمَكْتُوْبَةِ . (رواه النسائی ١٤٨٥)

نے یہ بھی فرمایا: اللہ جب اپنی مخلوق کے لیے کوئی نئی صورت ظاہر فرماتا ہے تو اس کے لیے خوف پیدا ہوتا ہے۔ پس جب تم ایسا کوئی نشان دیکھو تو نماز پڑھا کرو۔ جیسے تم فرض نماز تمام تر لگاؤ کے ساتھ پڑھا کرتے ہو۔

٢٠٦٦۔ عَـنْ أَبِيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ انْكَسَفَتِ الشَّـمْـسُ عَـلَى عَهْدِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى بِهِمْ فَقَرَأَ بِسُوْرَةٍ مِنَ الطُّوَلِ وَرَكَعَ خَمْسَ رَكَعَاتٍ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ قَـامَ الثَّـانِيَةَ فَـقَـرَأَ سُوْرَةً مِنَ الطُّوَلِ وَرَكَعَ خَـمْـسَ رَكَـعَـاتٍ وَسَـجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ جَـلَـسَ كَمَا هُوَمُسْتَقْبِلُ الْقِبْلَةِ يَدْعُوْ حَتَّى انْجَلَى كُسُوْفُهَا . (لأبی داود ١١٨٢)

سیّدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں سورج کو گہن لگا تو آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی اور طوال مفصل میں سے ایک سورت تلاوت کی۔ پانچ رکوع اور دو سجدے کیے۔ پھر قعدہ کیا تو اسی طرح منہ قبلہ کی طرف کر کے بیٹھے رہے یہاں تک کہ سورج روشن ہو گیا۔ (ابوداؤد)

٢٠٦٧۔ عَـنْ سَمُرَةَبْنِ جُنْدُبٍ قَالَ صَلَّى بِنَاالنَّبِيُّ ﷺ فِيْ كُسُوْفٍ لَانَسْمَعُ لَهُ صَوْتًا . (رواه الترمذی ٥٦٢)

سیّدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب گہن لگا تو اس وقت رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی۔ ہم آپ کی آواز نہیں سن رہے تھے۔

٢٠٦٨۔ عَـنْ عُبَيْـدِاللّٰهِبْنِ النَّضْرِحَدَّثَنِيْ أَبِـيْ قَـالَ كَـانَتْ ظُلْمَةٌ عَلَى عَهْدِ أَنَسِ بْنِ مَـالِكٍ قَـالَ فَـأَتَيْتُ أَنَسًا فَقُلْتُ يَا أَبَاحَمْزَةَ هَـلْ كَـانَ يُـصِيْـبُـكُـمْ مِثْـلُ هٰذَا عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَـالَ مَـعَـاذَاللّٰهِإِنْ كَـانَتِ الـرِّيْـحُ لَتَشْتَـدَّ فَـنُبَـادِرُ الْمَسْجِدَ مَخَافَةَ الْقِيَامَةِ . (رواه أبوداود ، ١١٩٦)

نضر نے کہا: انس رضی اللہ عنہ کی زندگی میں ایک دن اندھیرا چھا گیا تو میں ان کے پاس حاضر ہوا اور میں نے کہا: اے ابوحمزہ! کیا رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں آپ کو اس قسم کی تاریکی کا سامنا ہوا کرتا تھا؟ انہوں نے کہا: اللہ کی پناہ! اگر ہوا بھی شدت کے ساتھ چلتی تو ہم جلدی مسجد میں آ جاتے اور قیامت قائم ہونے سے ڈر جاتے تھے۔ (ابوداؤد)

٢٠٦٩۔ عَـنْ أَبِـيْ الدَّرْدَاءِ قَـالَ: كَـانَ

سیّدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جب کسی رات شدت کی

(٢٠٦٦) ابوداؤد: ١١٨٢۔ ضعیف البانی: ٢٥١۔ احمد: ٢٠٧١٩۔
(٢٠٦٧) ترمذی: ٥٦٢۔ ضعیف، البانی: ٨٦۔ نسائی: ١٤٨٤۔ ابوداؤد: ١١٨٤۔ ابن ماجه: ١٢٦٤۔
(٢٠٦٨) ابوداؤد: ١١٩٦۔ ضعیف، البانی: ٢٥٨۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

النَّبِيُّ ﷺ إِذَا كَانَتِ اللَّيْلَةُ رِيحٌ شَدِيدَةٌ كَانَ مَفْزَعُهُ إِلَى الْمَسْجِدِ حَتَّى تَسْكُنَ الرِّيحُ، وَإِذَا حَدَثَ فِي السَّمَاءِ حَدَثٌ مِنْ خُسُوفِ شَمْسٍ أَوْ قَمَرٍ كَانَ مَفْزَعُهُ إِلَى الصَّلَاةِ حَتَّى تَنْجَلِيَ. (للكبير وفيه زياد بن صخر)

ہوا چلتی تو نبی کریم ﷺ خوف زدہ ہوکر مسجد میں آجاتے اور یہاں تک مسجد میں رہتے کہ ہوا ٹھہر جاتی اور اگر آسمان پر کوئی حادثہ ظاہر ہوتا، سورج گہن یا چاند گہن تو آپ خوف کی وجہ سے نماز میں مصروف ہوجاتے یہاں تک کہ گہن کھل کر روشن ہو جاتا۔" (الکبیر۔ اور اس سند میں زیاد بن صخر ہے)

شرح: ......۱۔ شیخ احمد شاکر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ میں صرف ایک مرتبہ نمازِ گرہن پڑھی ہے، یہ گرہن بروز سوموار ۲۹ شوال ۱۰ ہجری، بمطابق ۲۷ جنوری ۶۳۲ء صبح ساڑھے آٹھ بجے لگا تھا۔ (حاشیہ محلی ۵/۱۰۴)

۲۔ نمازِ گرہن میں دو رکوع ہیں ایک رکوع کے بعد پھر قیام میں جائیں تو پھر سورۂ فاتحہ تلاوت کریں اور پھر کوئی سورت تلاوت کریں اور اس کے بعد دوسرے رکوع میں جھکیں۔ (مرعاۃ: ۲/۳۷۶)

اَلْاِسْتِسْقَاءُ

استسقاء

۲۰۷۰۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ إِسْحَقَ وَهُوَ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ كِنَانَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَرْسَلَنِي الْوَلِيدُ بْنُ عُقْبَةَ وَهُوَ أَمِيرُ الْمَدِينَةِ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَسْأَلُهُ عَنِ اسْتِسْقَاءِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَأَتَيْتُهُ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ مُتَبَذِّلاً مُتَوَاضِعاً مُتَضَرِّعاً حَتَّى أَتَى الْمُصَلَّى فَلَمْ يَخْطُبْ خُطْبَتَكُمْ هٰذِهِ وَلٰكِنْ لَمْ يَزَلْ فِي الدُّعَاءِ وَالتَّضَرُّعِ وَالتَّكْبِيرِ وَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ كَمَا كَانَ يُصَلِّي فِي الْعِيدِ. (رواه الترمذی، ۵۵۸)

ہشام بن اسحاق سے روایت ہے، اس نے اپنے باپ سے بیان کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں: مجھے امیر مدینہ ولید بن عقبہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف بھیجا کہ میں ان سے نبی کریم ﷺ کے استسقاء کی کیفیت پوچھوں میں ان کے پاس گیا تو انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ پرانے لباس میں تواضع اور عاجزی کی حالت میں نکلے اور عیدگاہ میں گئے۔ منبر پر آئے اور کوئی خطبہ تمہارے خطبوں کی مانند نہ دیا بلکہ دعا ہی کرتے رہے، گڑگڑاتے اور تکبیر کہتے رہے، پھر دو رکعات پڑھیں جیسے آپ ﷺ نمازِ عید پڑھا کرتے تھے۔

شرح: ......۱۔ استسقاء کا مطلب ہے کہ دوسرے سے پانی طلب کرنا۔ شریعت میں اس کا معنی ہے: قحط سالی کے وقت اللہ تعالیٰ سے شادابی طلب کرنا یہ تین طرح پر ہے:

(۲۰۶۹) طبرانی کبیر، من روایة زیاد بن صخر عن ابی الدرداء، ولم اجد من ترجمه، وبقیة رجاله ثقات، هیثمی: ۳۲۷۷.

(۲۰۷۰) ترمذی: ۵۵۸۔ حسن، البانی: ۴۵۹۔ نسائی: ۱۵۲۱۔ ابوداؤد: ۱۱۶۵۔ ابن ماجه: ۱۲۶۶.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۱) بغیر نماز کے صرف دعا کے ذریعے اللہ سے بارش طلب کرنا، یہ طریقہ سب سے ادنیٰ ہے۔

(۲) نمازوں کے بعد دعا کے ذریعے بارش مانگنا۔

(۳) باقاعدہ اس کے لیے دو رکعات ادا کرنا اور بارش طلب کرنا۔

۲۔ متبذل کی حالت میں نکلنے کی صورت یہ ہے کہ عام سادہ استعمال کا لباس تھا زینت والا لباس نہ تھا، اور متواضع تھے، متخشع سے مراد ہے کہ باطنی طور پر بھی آپ کی ذات گرامی پر سے خشوع جھلکتا تھا اور تضرع وانکساری کا اظہار کرتے ہوئے نکلے تھے۔ وجہ یہ ہے کہ جس شہنشاہِ کبریاء کی بارگاہ میں طلب حاجت کے لیے پیش ہو رہے تھے وہ اس اندازِ سادگی کو پسند کرتا ہے اور حاجت برآری کرتا ہے۔

۳۔ جو یہ آیا ہے کہ تمہارے اس خطبہ کی مانند خطبہ نہ دیا تھا۔ اس میں خطبے کی نفی نہیں، خطبہ تو استسقاء کی نماز میں مسنون طور پر ثابت ہے لوگوں کے اندازِ خطبہ کی نفی ہے۔

مطلب ہے کہ تمہارے اس خطبہ جمعہ کی مانند خطبہ نہ دیتے تھے جیسا کہ اس میں دو خطبے ہیں، نمازِ استسقاء میں صرف ایک خطبہ دیتے تھے۔ اور جو یہ بیان ہوا ہے کہ نمازِ استسقاء نمازِ عید کی مانند ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس کا طریقہ ادا اسی طرح تھا کہ بارہ تکبیرات کہی جائیں بلکہ تشبیہ صرف دو رکعات کی تعداد میں ہے، وگرنہ عید کا طریقہ استسقاء کی نماز سے مختلف ہے، نمازِ استسقاء میں تکبیرات کا ثبوت نہیں۔ اور خطبہ نمازِ استسقاء سے پہلے بھی جائز ہے اس کے بعد دینا بھی جائز ہے۔ دونوں طرح مسنون ہے۔ (تحفۃ الاحوذی: ۱/ ۳۹۰)

۲۰۷۱۔ زاد البزار بضعف: إِنَّهُ كَبَّرَ فِي الْأُولَى سَبْعَ تَكْبِيرَاتٍ وَفِي الثَّانِيَةِ خَمْسًا.

ضعیف سند کے ساتھ امام بزار رحمہ اللہ نے یہ کلمات زائد بیان کیے ہیں۔ آپ ﷺ نے پہلی رکعت میں سات تکبیرات کہیں اور دوسری میں پانچ۔

۲۰۷۲۔ عَنْ عَبَّادِبْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهِ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَوْمَ خَرَجَ يَسْتَسْقِي قَالَ فَحَوَّلَ إِلَى النَّاسِ ظَهْرَهُ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ يَدْعُو ثُمَّ حَوَّلَ رِدَاءَهُ ثُمَّ صَلَّى لَنَا رَكْعَتَيْنِ جَهَرَ فِيهِمَا بِالْقِرَاءَةِ. (رواه البخاري ۱۰۲۵)

عبداللہ بن زید المازنیؓ سے روایت ہے کہ ایک دن نبی کریم ﷺ استسقاء کے لیے نکلے اور لوگوں کی طرف پشت کر کے قبلے کی جانب رُخ کر کے دعا کی، پھر اپنی چادر کو پلٹا اور پھر ہمیں دو رکعتیں پڑھائیں، اور ان میں جہری قراءت کی۔ (صحاح ستہ۔ چھ نے روایت کی)

(۲۰۷۱) بزار، وفيه، محمد بن عبدالعزيز بن عمر الزهري وهو متروك، هيثمي: ۳۲۸۲.

(۲۰۷۲) بخاری: ۱۰۲۵۔ مسلم: ۸۹۴۔ ترمذی: ۵۵۶۔ نسائی: ۱۵۱۹۔ ابوداؤد: ۱۱۷۶۔ ابن ماجه: ۱۲۶۷۔ احمد: ۱۶۰۳۸۔ موطا: ٤٤٨۔ دارمی: ۱۵۳۳.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شرح: ...... نبی اکرم ﷺ نے استسقاء میں جو چادر کو کندھے پر تبدیل کیا تھا، اس کی کیفیت بیان ہوئی ہے۔ وہ اس طرح ہے کہ آپ ﷺ نے جب چادر کندھے پر بدلنے کا آغاز کیا تو ساتھ ہی قبلہ رخ ہونا شروع ہو گئے اور بدلنے کے دوران ہی میں آپ نے جسمانی طور پر قبلہ کی طرف رخ کر لیا تھا مگر مکمل نہیں جب مکمل قبلہ رخ ہو گئے تو چادر مکمل طور پر پلٹی جا چکی تھی۔

۲۔ دوسری روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ ہر اچھے کام میں دائیں جانب پسند کرتے تھے، آپ دائیں جانب سے قبلہ رخ ہونے کے لیے مڑے تھے، یہ چادر کے پلٹنے کا عمل وعظ ونصیحت سے فراغت کے بعد اور دعا کرنے کے دوران ہوا تھا۔ (فتح الباری: ۲/۵۱۴)

۲۰۷۳ــــ وفي رواية قَالَ: وَحَوَّلَ رِدَاءَهُ فَجَعَلَ عِطَافَهُ الأَيْمَنَ عَلَى عَاتِقِهِ الأَيْسَرِ وَجَعَلَ عِطَافَهُ الأَيْسَرَ عَلَى عَاتِقِهِ الأَيْمَنِ ثُمَّ دَعَا اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ. (لأبي داود، ١١٦٢)

ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے چادر پلٹائی اور اس کا دائیں طرف کا کنارہ بائیں طرف کے کندھے پر لے گئے اور بائیں طرف کا کنارہ دائیں کندھے پر کر دیا اور پھر دعا کی۔

۲۰۷٤۔ وَفِي أُخْرَى أَنَّ عَلَيْهِ خَمِيصَة لَه سَوْدَاءَ فَأَرَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَأْخُذَ بِأَسْفَلِهَا فَيَجْعَلَه أَعْلاَهَا فَلَمَّا ثَقُلَتْ قلبها عَلَى عَاتِقِهِ.

اور ایک روایت ہے کہ آپ ﷺ پر سیاہ کمبل تھا، اس کے زیریں حصہ کو اوپر بدلنا چاہا اور جب اس میں دقت پیش آئی تو کندھے پر ہی اس کی تبدیلی کر دی۔

شرح: ......۱۔ چادر پلٹنے کا مطلب ہے کہ نیک فال ہو کہ باری تعالیٰ جس طرح ہم نے یہ چادر پلٹی ہے تو ہماری حالت پلٹ دے۔ پلٹنے کی صورت یہ ہے کہ چادر کی دائیں جانب بائیں کندھے پر اور بائیں جانب، دائیں کندھے پر کر دیں تو چادر کا اندر والا حصہ باہر اور باہر والا حصہ اندر ہو جاتا ہے۔

چادر کی بائیں جانب سے نچلا حصہ اپنے دائیں ہاتھ سے پکڑیں اور بائیں ہاتھ سے چادر کے دائیں والی جانب نیچے سے پکڑیں اور اسے پلٹیں، دائیں ہاتھ میں پکڑا ہوا چادر کا حصہ کندھے کی دائیں جانب پر اور بائیں ہاتھ میں چادر کا پکڑا ہوا حصہ بائیں کندھے کی اوپر والی جانب پر رکھ دیں تو یہ چادر پلٹنے والا عمل درست ہوگا۔

۲۔ یہ استسقاء کے دوران ہی پلٹنا مستحب ہے۔ اگر یہ مشکل ہو جائے تو پھر اتنا ہی کافی ہے کہ دائیں والا چادر کا کنارہ بائیں والے کندھے پر اور بائیں والا دائیں کندھے پر کر دیں تو ٹھیک ہے، گزارا ہو جاتا ہے۔ (عون المعبود: ١/ ٤٥٢)

(٢٠٧٣) ابوداؤد: ١١٦٢۔ صحیح، البانی: ١٠٣٠۔ بخاری: ٦٣٤٣۔ مسلم: ٨٩٤۔ ترمذی: ٥٥٦۔ نسائی: ١٥٢٢۔ ابن ماجه: ١٢٦٧۔ احمد: ١٦٠٣٨۔ مؤطا: ٤٤٨۔ دارمی: ١٥٣٤۔

(٢٠٧٤) ابوداؤد: ١١٦٤۔ صحیح، البانی: ١٣٠١۔ بخاری: ٦٣٤٣۔ مسلم: ٨٩٤۔ ترمذی: ٥٥٦۔ نسائی: ١٥٢٢۔ ابن ماجه: ١٢٦٧۔ احمد: ١٦٠٣٨۔ مؤطا: ٤٤٨۔ دارمی: ١٥٣٤۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

٢٠٧٥ـ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ أَصَابَتِ النَّاسَ سَنَةٌ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَبَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَامَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكَ الْمَالُ وَجَاعَ الْعِيَالُ فَادْعُ اللّٰهَ لَنَا أَنْ يَسْقَانَا الْجِبَالُ ثُمَّ لَمْ يَنْزِلْ عَنْ مِنْبَرِهِ حَتّٰى رَأَيْتُ الْمَطَرَ يَتَحَادَرُ عَلَى لِحْيَتِهِ قَالَ فَمُطِرْنَا يَوْمَنَا ذٰلِكَ وَفِي الْغَدِ وَالَّذِيْ يَلِيْهِ إِلَى الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى فَقَامَ ذٰلِكَ الْأَعْرَابِيُّ أَوْرَجُلٌ غَيْرُهُ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تَهَدَّمَ الْبِنَاءُ وَغَرِقَ الْمَالُ فَادْعُ اللّٰهَ لَنَا فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدَيْهِ وَقَالَ اللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا قَالَ فَمَا جَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُشِيْرُ بِيَدِهِ إِلَى نَاحِيَةٍ مِنَ السَّمَاءِ إِلَّا تَفَرَّجَتْ حَتّٰى صَارَتِ الْمَدِيْنَةُ فِي مِثْلِ الْجَوْبَةِ حَتّٰى سَالَ الْوَادِيُّ وَادِيْ قَنَاةٍ شَهْرًا قَالَ فَلَمْ يَجِيْءْ أَحَدٌ مِنْ نَاحِيَةٍ إِلَّا حَدَّثَ بِالْجَوْدِ. (رواه البخاری، ١٠٣٣)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگوں کو خشک سالی کا سامنا تھا اور رسول اللہ ﷺ کا عہد مبارک تھا۔ ایک دن آپ ﷺ خطبہ دے رہے تھے کہ ایک دیہاتی کھڑا ہوا اور اس نے کہا: یا رسول اللہ! مال مویشی مر رہے ہیں اور اہل وعیال بھوکے پیاسے ہیں پس آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے ہمارے لیے دعا کریں۔ آپ ﷺ نے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کی اور ہم نے دیکھا تو آسمان میں بادل کا ٹکڑا بھی نہیں تھا۔ پس قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ آپ ﷺ نے ہاتھ مبارک نیچے نہیں کیے تھے کہ بادل پہاڑوں کی مانند پھیل گیا۔ اور پھر آپ ﷺ منبر سے نہیں اترے تھے کہ بادل کی تری آپ کی داڑھی مبارک پر گرنے لگی۔ پس سارا دن برستی رہی پھر اگلے دن بھی اور اس کے بعد اگلے دن بھی برسی اور اس کے ساتھ والے دن بھی برسی یہاں تک برسی کہ دوسرا جمعہ آ گیا پس وہ اعرابی کھڑا ہوا یا کہا کوئی دوسرا کھڑا ہوا اور اس نے کہا: یا رسول اللہ! مکان گرتے جا رہے ہیں، مویشی غرق ہو رہے ہیں، آپ ہمارے لیے دعا کریں تو آپ نے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور فرمایا: اے اللہ! ہمارے آس پاس بارش ہو ہم پر نہ ہو۔ پس آپ ﷺ جس طرف بھی ہاتھ سے اشارہ کرتے جاتے بادل دور ہٹتا جاتا اور بادل دائرے کی شکل اختیار کر گیا اور وادی میں ایک ماہ تک پانی بہتا رہا۔ جس طرف سے کوئی شخص آتا تو بارشوں کی بات کرتا۔

٢٠٧٦ـ وفي رواية: فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَللّٰهُمَّ أَغِثْنَا اللّٰهُمَّ أَغِثْنَا اَللّٰهُمَّ

اور ایک روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دونوں ہاتھ اُٹھائے: پھر دعا کی اور کہا: یا اللہ! ہمیں بارش عطا کر۔ یا اللہ!

(٢٠٧٥) بخاري: ١٠٣٣ـ مسلم: ٨٩٧ـ نسائي: ١٥٢٨ـ ابوداؤد: ١١٧٤ـ ابن ماجه: ١١٨٠ـ احمد: ١٣٤٥٥ـ موطا: ١٧٦٨.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أَغِثْنَا . وَزَادَ فِي الدعاء الثاني: اَللّٰهُمَّ عَلَى الْآكَامِ وَالظِّرَابِ وَبُطُوْنِ الْأَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ . (رواه البخاري ١٠١٤)

ہمیں بارش عطا کر۔ یا اللہ! ہمیں بارش عطا کر۔ اور دوسری بار کی دعا میں یہ اضافہ ذکر کیا ہے۔ یا اللہ! بڑے ٹیلوں پر، چھوٹے ٹیلوں پر وادیوں کے درمیان اور درخت اُگنے کی جگہ پر برسا۔"

شرح: ......اس حدیث سے چند مسائل ثابت ہوتے ہیں:

۱۔ دوران خطبہ ضرورت کے تحت امام لوگوں سے گفتگو کر سکتا ہے اور خطبہ کھڑے ہو کر دیتا ہے، بارش نازل ہو جائے یا گفتگو ہو جائے تو اس سے جو انقطاع آتا ہے، اس سے خطبہ میں کوئی فرق نہیں آتا۔

۲۔ ایک آدمی ایک جماعت کی نمائندگی کر سکتا ہے۔

۳۔ اہل خیر اور جن کے متعلق معلوم ہو کہ مستجاب الدعوات ہیں تو ان سے دعا کرائی جائے۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ دعا میں تین مرتبہ تکرار مسنون ہے۔

۴۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ منبر پر بغیر قبلہ رخ ہوئے، بغیر چادر کے کنارے پلٹنے کے دوران جمعہ دعائے استسقاء جائز ہے اور نمازِ جمعہ ہی نمازِ استسقاء کی جگہ کفایت کر جاتی ہے۔

۵۔ اس میں نبی اکرم ﷺ کی نبوت کی نشانی اور معجزہ بھی ثابت ہوتا ہے۔

۶۔ اس میں دعا کرنے کا ادب بھی ہے کہ صرف بارش ہی کی دعا نہ کی جائے۔ بلکہ اس کے نفع بخش ہونے اور نقصان دہ نہ ہونے کی بھی التجاء کی جائے اور جس جگہ کے لیے بارش کی ضرورت ہو وہاں کے لیے دعا کر دی جائے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ضرر کے رفع دفع کرنے کی دعا کرنا توکل کے منافی نہیں، بلکہ جلدی اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرنے کے لیے دعا پر کمربستہ ہونا چاہیے۔

۷۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ منبر پر خطیب لوگوں کی کسی صورت حال سے متعجب ہو کر مسکرائے تو کوئی حرج نہیں، اور مسجد میں ضرورت کے وقت بلند آواز سے بات کی جا سکتی ہے۔ (فتح الباری: ۲/ ۵۰۶)

۲۰۷۷۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ شَكَا النَّاسُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قُحُوْطَ الْمَطَرِ فَأَمَرَ بِمِنْبَرٍ فَوُضِعَ لَهُ فِي الْمُصَلَّى وَوَعَدَ النَّاسَ يَوْمًا يَخْرُجُوْنَ فِيْهِ قَالَتْ

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: لوگوں نے بارش کے فقدان کی رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی۔ پس آپ نے حکم دیا اور منبر عیدگاہ میں رکھا گیا اور لوگوں کو نکلنے کا دن بتا دیا۔ جب سورج کی شعاعیں ظاہر ہوئیں تو نکل کر گئے اور منبر پر

(۲۰۷۶) بخاری: ۱۰۱۴۔ مسلم: ۸۹۷۔ نسائی: ۱۵۲۸۔ ابوداؤد: ۱۱۷۴۔ ابن ماجه: ۱۱۸۰۔ احمد: ۱۳۴۵۵۔ موطا: ۱۷۶۸۔

(۲۰۷۷) ابوداؤد: ۱۱۷۳۔ حسن البانی: ۱۰۴۰۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عَائِشَةُ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ بَدَا حَاجِبُ الشَّمْسِ فَقَعَدَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَكَبَّرَ ﷺ وَحَمِدَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ ثُمَّ قَالَ إِنَّكُمْ شَكَوْتُمْ جَدْبَ دِيَارِكُمْ وَاسْتِئْخَارَ الْمَطَرِ عَنْ إِبَّانِ زَمَانِهِ عَنْكُمْ وَقَدْ أَمَرَكُمُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ أَنْ تَدْعُوْهُ وَوَعَدَكُمْ أَنْ يَسْتَجِيْبَ لَكُمْ ثُمَّ قَالَ ﴿الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُمَّ أَنْتَ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ الْغَنِيُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَاءُ أَنْزِلْ عَلَيْنَا الْغَيْثَ وَاجْعَلْ مَا أَنْزَلْتَ لَنَا قُوَّةً وَبَلَاغًا إِلٰى حِيْنٍ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ فَلَمْ يَزَلْ فِي الرَّفْعِ حَتّٰى بَدَا بَيَاضُ إِبْطَيْهِ ثُمَّ حَوَّلَ إِلَى النَّاسِ ظَهْرَهُ وَقَلَّبَ أَوْ حَوَّلَ رِدَاءَهُ وَهُوَ رَافِعٌ يَدَيْهِ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ وَنَزَلَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ فَأَنْشَأَ اللّٰهُ سَحَابَةً فَرَعَدَتْ وَبَرَقَتْ ثُمَّ أَمْطَرَتْ بِإِذْنِ اللّٰهِ فَلَمْ يَأْتِ مَسْجِدَهُ حَتّٰى سَالَتِ السُّيُوْلُ فَلَمَّا رَأٰى سُرْعَتَهُمْ إِلَى الْكِنِّ ضَحِكَ ﷺ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَأَنِّيْ عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ. (رواه أبو داود ١١٧٣)

بیٹھے، تکبیر کہی، اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی اور پھر فرمایا: تم نے اپنے ملک میں خشک سالی کی شکایت کی ہے اور یہ کہ ایک عرصہ سے بارش کی برکات تم سے روکی گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے کہ تم اس سے سوال کرو اور اس نے تم سے وعدہ کیا ہے کہ وہ تمہارے دعائیں قبول کرے گا۔ پھر فرمایا: تمام تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جو سب جہانوں کو پالنے والا ہے۔ وہ بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔ وہ قیامت کے دن کا مالک ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ کرتا ہے جو وہ ارادہ کردے۔ اے اللہ! تو ہی اللہ ہے، نہیں کوئی معبود تیرے سوا، تو غنی ہے اور ہم فقراء ہیں۔ ہم پر بارش نازل کر، جو کچھ تو اتارے گا اس کو ہمارے لیے رزق اور بھلائی تک پہنچنے کا ذریعہ بنا دے۔ پھر آپ نے دونوں ہاتھ اٹھائے یہاں تک کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی ظاہر ہوئی، پھر آپ نے لوگوں کی طرف پشت پھیری اور اپنی چادر پلٹ دی اور ہاتھ اوپر اٹھائے ہوئے تھے۔ پھر لوگوں کی طرف منہ پھیر کر منبر سے اتر آئے اور دو رکعات نماز پڑھی۔ پس اللہ تعالیٰ نے آسمان میں بادل پیدا کیا اور وہ کڑکا اور بجلی چمکی اور پھر اللہ کے حکم سے بارش شروع ہوگئی۔ اور آپ اپنی مسجد تک نہیں آئے تھے کہ سیلاب بہنے لگا۔ جب لوگوں کو جلدی جلدی جان چھپاتے دیکھا تو مسکرا کر ہنس دیے۔ یہاں تک کہ آپ کے پچھلے دانت مبارک ظاہر ہوئے اور آپ نے فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور یہ کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔'' (ابوداؤد) ✓

شرح: ...... اس حدیث سے اخذ شدہ مسائل کا کافی حصہ اوپر والی حدیث میں بیان ہو چکا ہے۔ مزید اس سے یہ ثابت ہوا کہ نمازِ استسقاء کسی بھی وقت ادا ہو سکتی ہے مگر اس کا مستحب وقت جو ہے طلوع آفتاب ہے۔

۲۔ امام کے لیے مستحب ہے کہ لوگوں کو شہر سے باہر لے کر جائے اور استسقاء کی نماز پڑھائے اور یہ بھی ثابت ہوتا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ استسقاء کے لیے خطبہ دینے کے لیے منبر لے کر جانا مستحب ہے۔

۳۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ خطبہ کا آغاز الحمدللہ سے کیا جائے بسم اللہ سے نہیں۔

۴۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ استسقاء کے وقت دعا کرتے ہوئے مبالغہ کے ساتھ ہاتھ اٹھانا مستحب ہے۔

۵۔ رسول اکرم ﷺ نے جب دیکھا کہ لوگ بارش طلب کر رہے ہیں، اتنے مجبور ہیں اور اب بارانِ رحمت برسی ہے تو یہ سائے تلاش کرتے پھرتے ہیں تو تعجب سے لبوں پر مسکراہٹ کھیلنے لگی۔ اور اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کا عظیم شاہکار بھی نظر آیا تھا، اور رسول اکرم ﷺ کی اپنے رب سے قربت وصداقت اور دعا کی فوراً قبولیت کی وجہ سے آپ نے شہادت کا اعلان فرمایا اور اظہارِ مسرت کیا۔ (عون المعبود: ١/ ٤٥٦)

٢٠٧٨۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اسْتَسْقَى فَأَشَارَ بِظَهْرِ كَفَّيْهِ إِلَى السَّمَاءِ (رواه مسلم ، ٨٩٦)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے نماز استسقاء پڑھائی اور اپنی ہتھیلیوں کی پشت کو آسمان کی طرف اٹھایا۔

٢٠٨٩۔ عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلَى بَنِي آبِي اللَّحْمِ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ يَسْتَسْقِي عِنْدَ أَحْجَارِ الزَّيْتِ قَرِيبًا مِنَ الزَّوْرَاءِ قَائِمًا يَدْعُوا يَسْتَسْقِي رَافِعًا يَدَيْهِ قِبَلَ وَجْهِهِ لَا يُجَاوِزُ بِهِمَا رَأْسَهُ. (رواه أبوداود ، ١١٦٨)

عمیر مولیٰ آبی اللحم کہتے ہیں کہ اس نے نبی کریم ﷺ کو استسقاء کی دعا کرتے سرخ پتھروں کے پاس دیکھا جو مقام زوراء کے قریب ہے آپ ﷺ کھڑے تھے اور دونوں ہاتھ آپ کے سر سے اوپر اٹھے ہوئے نہیں تھے۔

شرح: ......۱۔ عام دعا میں طریقہ یہی تھا کہ ہتھیلیاں اوپر کی جانب رکھی جاتی ہیں، اس دعا میں جو استسقاء کے لیے تھی الٹے ہاتھوں دعا کی تھی، اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ حالت بدل جائے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ہاتھوں کی پشت آسمان کی طرف اور اندر کا حصہ زمین کی طرف کرتے ہوئے اشارہ دیا تھا کہ ہتھیلی میں جو ہوا گر ہتھیلی الٹ دیں تو وہ زمین پر گر جاتا ہے۔ اسی طرح یہاں اشارہ تھا کہ اللہ کریم بادل زمین پر الٹ دے۔

۲۔ حجاز الزیت مدینہ کے قریب جگہ تھی جہاں استسقاء کی نماز ادا کی جاتی تھی۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ استسقاء کے لیے دعا کرتے ہوئے ہاتھوں کو چہرے سے اوپر نہ کریں۔ دوسری روایت سے جو یہ معلوم ہوتا ہے کہ استسقاء کی دعا میں آپ ﷺ بہت زیادہ مبالغے کے ساتھ ہاتھ اٹھاتے تھے۔ ان دونوں کے درمیان تعارض نہیں کیونکہ اکثر آپ ﷺ دعائے استسقاء میں سر سے اوپر ہاتھ نہ اٹھاتے تھے، مگر کبھی کبھی مبالغہ کرتے ہوئے سر سے اوپر تک بھی اٹھاتے تھے، دونوں طرح جائز ہے۔ (مرعاة: ٢/ ٣٩٦، ٣٩٤)

(٢٠٧٨) مسلم: ٧٩٦۔ ابوداؤد: ١٤٨٧۔ احمد: ١٣١٢٤۔

(٢٠٧٩) ابوداؤد: ١١٦٨۔ صحیح، البانی: ١٠٣٥۔ ترمذی: ٥٥٧۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

۲۰۸۰۔ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ بَوَاكِي فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثاً مُغِيْثاً مُرِيْئاً مَرِيْعاً نَافِعاً غَيْرَضَارٍّ عَاجِلاً غَيْرَاٰجِلٍ قَالَ فَأَطْبَقَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ (رواه أبوداود، ۱۱٦۹)

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دعا کے لیے ہاتھ اُٹھاتے دیکھا پس آپ نے کہا: اللہ ہمیں برسنے والی بارش سے سیراب کردے جو خوشگوار ہو، سیراب کرنے والی ہو۔ نفع آور ہو، غیر مضر ہو، جلدی آنے والی ہو۔ تاخیر سے آنے والی نہ ہو۔ پس لوگوں پر پانی برس پڑا۔

شرح: ......۱۔ بعض محدثین کرام نے بَوَاكِي لکھا ہے کہ رونے والیاں آئیں جنھوں نے قحط سالی کی شکایت کی اور اشکبار ہوئیں۔ دوسرا نسخہ ہے يُوَاكِي کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے ہاتھوں کو دعا میں اٹھا رکھا تھا اور انہیں دعا کے لیے ٹیک رکھا تھا۔

۲۔ اس حدیث میں مُغِيث والی بارش کا کہا گیا ہے، مراد ہے شدت سے بچانے والی، یعنی مخلوق الٰہی کی قحط میں مددگار ہو۔

مَرِيْئاً سے مراد ہے جو انجام کے لحاظ سے بہتر ہو، غرق آب کرنے اور عمارتوں کے گرانے والی نہ ہو۔

مَرِيْعاً سے مراد ہے کہ سرسبزی و شادابی والی ہو، اناج میں ترقی کرے اور ہر جگہ ہریالی والی ہو، جانور چریں اور انسان سیر ہو کر کھائیں۔ آپ ﷺ کی دعا کو شرف قبولیت حاصل ہوا، اسی وقت فضا میں بادل چھا گئے اور بارانِ رحمت کا نزول ہوا۔

۲۰۸۱۔ لرزين قَالَ: اَللّٰهُمَّ اسْقِ بِلَادَكَ وَارْحَمْ عِبَادَكَ وَانْشُرْ رَحْمَتَكَ وَأَحْيِ بَلَدَكَ الْمَيِّتِ، اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثاً مُغِيْثاً مَرِيْئاً مَرِيْعاً نَافِعاً غَيْرَضَارٍّ عَاجِلاً غَيْرَرَائِثٍ. وَكَانَ إِذَا اسْتَسْقَى يَمُدُّيَدَيْهِ وَيَجْعَلُ بُطُوْنَهُمَا مِمَّا يَلِي الْأَرْضَ وَيَرْفَعُ حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ إِبِطَيْهِ.

رزینؒ کی روایت ہے کہ فرمایا: اے اللہ! شہروں کو سیراب کر اور اپنے بندوں پر رحم کر۔ اور اپنی رحمت کو پھیلا دے اور اپنے مردہ ملک کو زندہ کردے۔''

۲۰۸۲۔ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَدْعُوْإِذَا اسْتَسْقَى: اَللّٰهُمَّ

سیّدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی کرم ﷺ جب بارش کی دعا کرتے تو کہتے: اے اللہ! ہماری زمین میں برکت ڈال

(۲۰۸۰) ابوداؤد: ۱۱٦۹۔ صحیح، البانی: ۱۰۳٦۔ (۲۰۸۱) رزین.

(۲۰۸۲) طبرانی: ٦۹۰٤۔ بزار، واسنادہ حسن، او صحیح، ہیثمی: ۳۲۹۱.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اَنْزِلْ فِي أَرْضِنَا بَرَكَتَهَا وَزِينَتَهَا وَسُكْنَهَا وَفِي رِوَايَةٍ وَارْزُقْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ (للكبير ٦٩٠٤ والبزار)

اور اس کی زینت وسکونت بابرکت کر دے ہمیں رزق عطا کر تو بہتر رزق دینے والا ہے۔" (الکبیر، البزار)

شرح: ......اس حدیث میں بھی نبی اکرم ﷺ نے بارش کے باعث برکت ہونے کی التجاء کی ہے اور عرض کی ہے کہ اللہ کریم اسے زیبائش اور سکون کا باعث بنانا اور رزق کی فراوانی کی باعث ہو۔

اور دنیا والوں کے عقیدے کی اصلاح کی ہے کہ اس سرزمین پر کوئی داتا نہیں وہی اللہ داتا ہے جو رزاق عالم ہے، رزق اسباب کا وہی مالک ہے، اس لیے اسی کی بارگاہ میں دعا کرتے ہیں۔

٢٠٨٣۔ عَنْ جَابِرٍ وَأَنَسٍ قَالَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا اسْتَسْقَى قَالَ: اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا سَقْيًا وَادِعَةً نَافِعَةً تُشْبِعُ بِهَا الْأَمْوَالَ وَالْأَنْفُسَ، غَيْثًا هَنِيْئًا مَرِيْئًا طَبَقًا مُجَلَّلًا يَتَّسِعُ بِهَا بَادِيَنَا وَحَاضِرَنَا تُنَزِّلُ بِهِ مِنْ بَرَكَاتِ السَّمَاءِ وَتُخْرِجُ بِهِ مِنْ بَرَكَاتِ الْأَرْضِ وَتَجْعَلُنَا عِنْدَهُ مِنَ الشَّاكِرِيْنَ إِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَاءِ. (رواه الطبراني في الأوسط بضعف)

جابر وانس رضی اللہ عنہما دونوں نے کہا: نبی ﷺ جب دعائے استقاء کرتے تو کہتے: اے اللہ! ہمیں پانی عطا کر اور پیدا وار ومفیدہ عطا کر جس سے مویشی اور انسان سیر ہوں، بارش رچتی پچتی ہو بھرپور ہو اور موٹی بارش ہو جس سے ہمارے دیہاتی اور شہری سب سیراب ہوں، اس کے ساتھ آسمان کی برکات نازل کر اور اس کے ساتھ زمین کی برکات نکال دے اور ہمیں اپنے پاس شکرگزار بنادے، یقیناً تو ہی دعا قبول کرنے والا ہے۔" (الاوسط بسند ضعیف)

٢٠٨٤۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ إِذَا قُحِطُوْا اسْتَسْقَى بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ إِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا فَتَسْقِيْنَا وَإِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا قَالَ فَيُسْقَوْنَ. (رواه البخاري ١٠١٠)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ خشک سالی ہوتی تو عمر رضی اللہ عنہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہما کے وسیلہ سے دعا کرتے تھے۔ اور کہتے تھے: یا اللہ! ہم تیری طرف تیرے نبی کا وسیلہ پکڑتے تھے اور تو ہمیں سیراب کر دیتا تھا، پس اب ہم تیرے پاس تیرے نبی ﷺ کے چچا کو وسیلہ بناتے ہیں پس تو ہمیں بارش برسا کر سیراب کر دے، چنانچہ بارش ان پر برس پڑتی تھی۔" (بخاری)

شرح: ......ا۔ اس واقعہ کا پس منظر یہ ہے کہ ۱۸ ہجری میں قحط سالی برپا ہوئی، بارش نہ ہونے کی وجہ سے زمین سے گرد وغبار اٹھنے لگا۔ نو ماہ تک یہی صورت حال رہی، لوگوں نے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی طرف رجوع کیا کہ استقاء

(٢٠٨٣) طبراني اوسط، وفيه موسى بن محمد بن ابراهيم بن الحارث التيمي وهو ضعيف، هيثمي: ٣٢٨٤.

(٢٠٨٤) بخاري: ١٠١٠۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کروائیں۔ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے، حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو بلایا اور درخواست کی کہ دعائے استسقاء کریں، چنانچہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے دعا کی:

اے اللہ! جو بلا بھی نازل ہوتی ہے وہ ہمارے گناہوں ہی کی وجہ سے نازل ہوتی ہے اور توبہ سے دور ہوتی ہے۔ لوگوں نے مجھے تیری بارگاہ میں پیش کیا ہے کیونکہ میں تیرے نبی کا چچا ہوں، یہ گناہوں سے آلودہ ہاتھ ہیں، یہ ہماری پیشانیاں تیرے در توبہ پر جھکی ہیں، ہمیں بارانِ رحمت سے سیراب کر دے۔ کوہِ گراں کی مانند بادل چھا گئے اور زمین کو شاداب کر دیا۔

۲۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ اہل خیر اور اہل اصلاح لوگوں سے دعا کروائی جائے۔ اس سے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے شرف و فضل پر بھی روشنی پڑتی ہے اور یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے قدر دان تھے اور ان کے سامنے تواضع سے پیش آتے تھے۔ (فتح الباری: ۲/ ۴۹۷)

۳۔ اس حدیث سے قبر پرستی کے عادی حضرات یہ استدلال کرتے ہیں کہ فوت شدگان یا زندہ بزرگوں سے وسیلہ طلب کرنا جائز ہے۔ اس بارے میں گزارش ہے کہ اس سے کسی فوت شدہ یا زندہ بزرگ کی ذات سے وسیلہ پکڑنے کی دلیل لینا نہایت ہی کمزور موقف ہے۔ ابن قدامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں، اگر ان لوگوں والا وسیلہ ہوتا کہ کسی بزرگ کی ذات سے وسیلہ لینا ہے تو پھر انہیں حضرت عباس رضی اللہ عنہما کو بلانے کی ضرورت نہ تھی بلکہ ان کے لیے یہی کافی تھا کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہی کو وسیلہ بنا کر دعا کرتے۔ لہٰذا یہ وسیلہ کسی زندہ یا مردہ کی ذات یا نام سے نہ تھا، یہ تو ان کی دعا کو بارش کے لیے ذریعہ بنایا گیا تھا جو کہ جائز ہے، ذات کو نہ بنایا گیا تھا۔ (المغنی: ۲/ ٤٣٩)

۲۰۸۵۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَالِكٍ النُّكْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْجَوْزَاءِ أَوْسُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَحَطَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ قَحْطًا شَدِيدًا فَشَكَوْا إِلَى عَائِشَةَ فَقَالَتْ اُنْظُرُوا قَبْرَ النَّبِيِّ ﷺ فَاجْعَلُوا مِنْهُ كِوًى إِلَى السَّمَاءِ حَتَّى لَا يَكُونَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّمَاءِ سَقْفٌ قَالَ فَفَعَلُوا فَمُطِرْنَا مَطَرًا حَتَّى نَبَتَ الْعُشْبُ وَسَمِنَتِ الْإِبِلُ حَتَّى تَفَتَّقَتْ مِنَ الشَّحْمِ

ابوالجوزاء کہتے ہیں اہل مدینہ پر شدید قحط پڑا تو انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کی شکایت کی تو ام المومنین نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کو دیکھ کر اس کے اوپر آسمان کی طرف چھت میں کھڑکی کھول دو یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے اور آسمان کے درمیان چھت نہ ہو۔ پس لوگوں نے ایسا ہی کیا تو ہم پر اتنی بارش برسی کہ گھاس خوب اُگ گیا اور اونٹ موٹے تازے ہو گئے اور ان کی چربی پھٹنے اور کھلنے لگی تو اس سال کا نام (عام الفتق) پھٹنے کا سال پڑھ گیا۔" (الدارمی)

(۲۰۸۵) دارمی: ۹۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَسُمِّيَ عَامَ الْفَتْقِ . (رواه الدارمی ٩٢)

شرح: ۔۔۔۔ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں، یہ واقعہ صحیح نہیں اس کی سند ثابت نہیں اسے جھوٹے راویوں نے بیان کیا ہے۔(فی ردہ علی البکری:٦٨)

شیخ بشیر سہسوانی رحمہ اللہ نے بھی اسے باطل قرار دیا ہے۔(صیانۃ الانسان عن وسوسۃ الشیخ حلان ص ٢٥١)

٢٠٨٦۔۔۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ إِذَا أَنْشَأَتْ بَحْرِيَّةٌ ثُمَّ تَشَاءَمَتْ فَتِلْكَ عَيْنٌ غُدَيْقَةٌ . (لمالك)

امام مالک رحمہ اللہ کی روایت ہے: نبی کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے:''جب سمندری ہوائیں چلنے لگیں اور شام کی طرف جاری ہوں تو یہ گہری بارش کا باعث ہیں۔''(موطا)

شرح: ۔۔۔۔اس کا مطلب ہے کہ مغرب کی جانب سے بادل اٹھیں اور شمال کی طرف مائل ہوں تو موسلا دھار بارش ہوتی ہے۔ اگر آدمی کا عقیدہ ہو کہ ہوا کی کوئی تاثیر نہیں اصل اللہ تعالیٰ ہی یہ کرنے والا ہے تو یہ تجزیہ کرنے میں کوئی حرج نہیں یہ صحیح سند ہونے کی صورت میں ہے۔ مگر یہ حدیث ضعیف ہے، دلیل نہیں بن سکتی۔ ہم نے الجھن دور کرنے کے لیے وضاحت کر دی ہے۔(شرح زرقانی:١/ ٣٨٩)

٢٠٨٨۔ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا رَأَى الْمَطَرَ قَالَ اللّٰهُمَّ صَيِّبًا نَافِعًا . (رواه البخاري ١٠٣٢)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب بارش آتی دیکھتے تو دعا کرتے:''یا اللہ! اس کو خوب برسنے والی نفع آور بنا دے۔''(بخاری ونسائی)

شرح: ۔۔۔۔ اس کی تکمیل یہ ہے کہ جب ہوا چلتی اور آسمان کے کناروں پر بادل اٹھ رہے ہوتے تھے تو آپ ﷺ کام چھوڑ دیتے اور اندر باہر آتے جاتے اور جب بادل برس کر چھٹ جاتے تو پھر یہ دعا کرتے تھے۔(فتح الباری:٢/ ٥١٨)

٢٠٨٩۔۔۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ أَصَابَنَا وَنَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَطَرٌ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَحَسَرَ ثَوْبَهُ عَنْهُ حَتَّى أَصَابَهُ فَقُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لِمَ صَنَعْتَ هٰذَا قَالَ لِأَنَّهُ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِرَبِّهِ . (رواه أبو داود ٥١٠٠)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور ہم پر بارش برسی پس آپ ﷺ نے اپنا کپڑا اٹھایا اور بارش کے قطرے جسم اطہر پر پہنچے تو ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ نے ایسا کیوں کیا؟ فرمایا:''یہ میرے رب کی طرف سے قریب وقت میں اتری ہے۔''(ابوداؤد)

شرح: ۔۔۔۔۔اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ بارش اللہ تعالیٰ کے حکم کے ساتھ ابھی ابھی نازل ہوئی ہے۔ یہ وہ رحمت

(٢٠٨٦) موطا: ٤٥٣۔ اس میں ابن ابی یحییٰ اور اسحٰق دونوں ضعیف ہیں۔

(٢٠٨٨) بخاری: ١٠٣٢۔ نسائی: ١٥٢٣۔ ابن ماجه: ٣٨٩٠۔ احمد: ٢٥٣٣٦۔

(٢٠٨٩) ابوداؤد: ٥١٠٠۔ صحيح الالباني: ٤٢٥٣۔ مسلم: ٨٩٨۔ احمد: ١٣٤٠٨۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے اس کے قریب سے اترتی ہے اس لیے آپ ﷺ نے اس سے تبرک حاصل کیا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بارش کے اترنے کے آغاز میں مستحب ہے کہ بدن کو کھولا جائے تا کہ باران رحمت سے برکت حاصل ہو۔ یہ چونکہ آسمان سے اترنے والا فطرتی پانی ہوتا ہے، اسے گنہگار ہاتھوں نے چھوا نہیں ہوتا، نہ ہی اس زمین کے یہ اس حصہ سے ملا ہوتا ہے جس پر غیر اللہ کی پوجا کی گئی ہوتی ہے اس لیے اسے وجود اطہر سے آپ لگاتے تھے اس میں امت کو یہ درس دیا گیا ہے کہ اس کام میں رغبت پیدا کرو جس میں خیر و برکت ہو اور یہ بھی ترغیب دی گئی ہے کہ بارش کے اترنے کے وقت دعا کرنا مسنون ہے کیونکہ یہ جلدی قبول ہوتی ہے۔ (مرعاة: ۲/ ۳۹۵)

۲۰۹۰۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَيْسَتِ السَّنَةُ بِأَنْ لَا تُمْطِرُوْا وَلٰكِنِ السَّنَةُ أَنْ تُمْطَرُوْا وَتُمْطَرُوْا وَلَا تُنْبِتُ الْأَرْضُ شَيْئًا (رواه مسلم، ٢٩٠٤)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ صرف قحط یہ نہیں ہے کہ بارش نہ ہو بلکہ قحط یہ ہے تم پر مسلسل بارش ہو اور زمین کوئی چیز نہ اُگائے۔ (مسلم)

شرح: ...... اس حدیث میں بھی یہی بتایا گیا ہے کہ بارانِ رحمت طلب کرو۔ اگر بارش بہت ہی زیادہ ہو مگر اس سے ثمرات حاصل نہ ہوں تو اس کا کوئی فائدہ نہیں، اس لیے ایسی بارش طلب کی جائے جس سے انگوریاں پیدا ہوں، پھل اور اناج نکلیں۔

۲۰۹۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ قَالَ رَبُّكُمْ عَزَّوَجَلَّ لَوْ أَنَّ عِبَادِيْ أَطَاعُوْنِي لَأَسْقَيْتُهُمُ الْمَطَرَ بِاللَّيْلِ وَأَطْلَعْتُ عَلَيْهِمُ الشَّمْسَ بِالنَّهَارِ وَلَمَّا أَسْمَعْتُهُمْ صَوْتَ الرَّعْدِ. (رواه أحمد ٨٤٩٣. والبزار)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے: تمہارے رب نے کہا: اگر میرے بندے میری اطاعت کرتے تو میں ان پر رات کے وقت بارش برساتا اور دن کے وقت ان پر سورج صاف شفاف طلوع کرتا اور میں ان کو کڑکنے کی آواز بھی نہ سناتا۔" (احمد اور البزار)

شرح: ...... اگر چہ یہ حدیث ضعیف ہے، مگر یہ بات درست ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت شعاری سے زمین پر برکت ہوجاتی ہے اور نافرمانی سے نحوست ہوتی ہے، اس میں بزار نے یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ لا الٰہ الا اللہ کہنے سے ایمان کی تجدید ہوتی ہے۔ اس حدیث کا مدار صدقہ بن موسیٰ الدقیق ہے۔ اسے مسلم بن ابراہیم نے صدوق قرار دیا ہے، ابن معین وغیرہ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ (هيثمى: ٣٢٧٨)

۲۰۹۲۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، رَفَعَهُ، سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: فرمایا:

(۲۰۹۰) مسلم: ۲۹۰٤۔ (۲۰۹۱) احمد: ۸٤۹۳۔ بزار۔
(۲۰۹۲) طبرانی کبیر، طبرانی اوسط: ۳۷۳۔ وفیہ: ام عبداللہ ابنة خالد بن معدان ولم اعرفهما، و بقية رجاله ثقات۔ هيثمی: ۷۹۸۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

إِذَا رَأَيْتُمْ عَمُوْدًا أَحْمَرَ قِبَلَ الْمَشْرِقِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ فَادَّخِرُوْا طَعَامَ سَنَتِكُمْ فَإِنَّهَا سَنَةُ جُوْعٍ . (للكبير والأوسط . ٣٧٣ وفيه أم عبد الله بنت خالدبن معدان)

جب تم مشرق کی طرف سے سرخ ستون رمضان کے مہینے میں نمودار ہوتا دیکھو تو اپنا سال کا کھانا وغیرہ ذخیرہ کر کے رکھو، وہ بھوک کا سال ہے۔(الکبیر، الاوسط۔ اور اس کی سند میں ام عبداللہ بنت خالد بن معدان ہے۔)''

اَلرَّوَاتِبُ

سنتوں کا بیان

٢٠٩٣ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَآءِ (للبخاري ١١٧٣)

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ظہر سے پہلے دو رکعت، بعد ظہر دو رکعت، بعد جمعہ دو رکعت، بعد مغرب دو رکعت اور دو رکعت بعد عشاء پڑھی ہیں۔

٢٠٩٤ـ زَادَ فِيْ رِوَايَةٍ: فَأَمَّا الْمَغْرِبُ وَالْعِشَآءُ وَالْجُمُعَةُ فَفِيْ بَيْتِهِ. (للبخاري، ١١٧٣)

اور ایک روایت میں ہے کہ مغرب، عشاء اور جمعہ کی سنتیں گھر میں پڑھتے تھے۔

شرح:...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ فرائض کے ساتھ ساتھ ایسی سنتیں ہیں جن پر ہمیشگی کرنا مستحب ہے۔

۲۔ یہ جو آیا ہے کہ مغرب اور عشاء کی سنتیں نبی اکرم ﷺ گھر میں پڑھتے تھے، اس کا مطلب یہ نہیں کہ یہ مسجد میں پڑھی نہ جائیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ گھر میں آپ اس لیے پڑھتے تھے کہ دن میں اکثر آپ ﷺ لوگوں کے ساتھ مصروف رہتے تھے، اس لیے مسجد میں ہی دن کی سنتیں پڑھ لیتے اور رات کے وقت آپ اکثر گھر میں ہوتے تھے اس لیے یہ گھر میں سنتیں ادا فرماتے، ادا دونوں جگہ گھر اور مسجد میں ہو جاتی ہیں۔ (فتح الباری:۳/۵۰)

٢٠٩٥ـ عَنْ حَفْصَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي سَجْدَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ بَعْدَ مَا يَطْلُعُ الْفَجْرُ وَكَانَتْ سَاعَةً لَا أَدْخُلُ فِيْهَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ (رواه الدارمي ١٤٤٣)

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ دو مختصر رکعات فجر طلوع ہونے کے بعد پڑھتے تھے اور یہ ایسا وقت ہے کہ اس میں آپ کے پاس میں داخل نہیں ہوتی تھی۔''

شرح:...... حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے علم میں یہ تو تھا کہ فجر کی دو سنتیں ہیں انہوں نے ان کے پڑھنے کا وقت بتایا

(٢٠٩٤) بخاری: ١١٧٣۔ مسلم: ٨٨٢۔ ترمذی: ٥٢٢۔ نسائی: ١٧٧٩۔ ابوداؤد: ١١٣٢۔ ابن ماجہ: ١١٤٥۔ احمد: ٢٥٨٩٠۔ موطا: ٢٨٥۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہے اور یہ انہوں نے اپنی ہمشیرہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے حاصل کیا تھا کہ اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعات نمازِ فجر کی سنتیں پڑھا کرتے تھے۔ (فتح الباری:۳/۵۱)

۲۰۹۶ــ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ ثَابَرَ عَلَى ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً مِنَ السُّنَّةِ بَنَى اللّٰهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ أَرْبَعَ رَكْعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ (رواه الترمذی ٤١٤)

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا مرفوع بیان کرتی ہیں: ”جس نے مداومت کی بارہ رکعات سنتوں پر تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا، چار رکعت ظہر سے پہلے، دو رکعات ظہر کے بعد، دو رکعات مغرب کے بعد، دو رکعات عشاء کے بعد اور دو رکعات فجر سے پہلے۔“

شرح: ......۱۔ اس حدیث میں ان بارہ سنتوں کی فضیلت بیان ہوئی ہے۔

۲۔ اس سے اوپر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما والی حدیث میں ظہر سے پہلے دو رکعات سنتوں کا ذکر ہوا ہے، اور اس حدیث میں چار رکعات مذکور ہیں۔ علامہ عبدالرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اکثر احوال میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے پہلے چار رکعات سنتیں پڑھتے تھے اور بہت کم ایسا ہوتا تھا کہ دو رکعات سنتیں پڑھتے تھے۔ (تحفۃ الاحوذی:۱/۳۲۰)

۲۰۹۷ــ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ [رَكْعَتَانِ](۱) لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدَعُهُمَا سِرًّا وَلَا عَلَانِيَةً رَكْعَتَانِ قَبْلَ صَلَاةِ الصُّبْحِ وَرَكْعَتَانِ بَعْدَ الْعَصْرِ. (رواه البخاری، ٤١٤)

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو نمازیں ترک نہیں کرتے تھے، نہ پوشیدگی میں اور نہ ظاہر میں، نہ سفر میں اور نہ اقامت میں، دو رکعات نمازِ فجر سے پہلے اور دو رکعات نمازِ عصر کے بعد۔“

شرح: ......اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی سنتوں کو ضرور پڑھتے تھے خواہ لوگوں کے سامنے مسجد میں ہوں یا گھر میں ہوں۔

۲۔ یہ جو نمازِ عصر کے بعد دو رکعات نہ چھوڑنے کا آیا ہے، اس سے مراد وہ دو رکعات ہیں جو نمازِ ظہر کے بعد والی ہیں، عبدالقیس کا وفد آیا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ مصروف رہے انہیں پڑھ نہ سکے اور انہیں عصر کے بعد حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ادا کیا تھا۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نمازِ عصر کے بعد نماز کی قضا دی جاسکتی ہے، عام نوافل پر پابندی ہے۔ مگر عصر کے بعد

(۲۰۹۵) دارمی: ۱٤٤۳۔ مسلم: ۷۲۳۔ احمد: ۲۵۸۹۹۔ موطا: ۲۸۵.

(۲۰۹٦) ترمذی: ٤١٤۔ صحیح، البانی: ۳۳۸۔ نسائی: ۱۷۹٤۔ ابن ماجہ: ۱۱٤۰.

(۲۰۹۷) بخاری: ۵۹۲۔ مسلم: ۸۳۵۔ نسائی: ۱۷۵۸۔ ابوداؤد: ۱۲۷۹۔ احمد: ۲۵٦۲۱۔ دارمی: ۱٤۳۵.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تواتر کے ساتھ ان عصر کے بعد والی سنتوں کو ادا کرنا امت کے لیے درست نہیں، یہ نبی اکرم ﷺ کی خصوصیات میں سے ہے۔ عام آدمی انہیں معمول نہ بنائے۔ (فتح الباری: ۱/۶۴)

علامہ [redacted] رحمہ اللہ نے بھی ان دو رکعات کو آپ ﷺ کے خصائص میں سے ہی قرار دیا ہے۔ (تعلیق علی فتح الباری)

۲۰۹۸۔ وفي رواية، قَالَتْ: كَانَ يُصَلِّي فِي بَيْتِي قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعًا ثُمَّ يَخْرُجُ فَيُصَلِّي بِالنَّاسِ ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَكَانَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ الْمَغْرِبَ ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَيُصَلِّي بِالنَّاسِ الْعِشَاءَ وَيَدْخُلُ بَيْتِي فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَكَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ قَرَأَ وَهُوَ قَائِمٌ رَكَعَ وَسَجَدَ وَهُوَ قَائِمٌ وَإِذَا قَرَأَ قَاعِدًا رَكَعَ وَسَجَدَ وَهُوَ قَاعِدٌ وَكَانَ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ (رواه مسلم ۷۳۰)

اور ایک روایت میں ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ میرے گھر میں ظہر سے پہلے چار رکعات پڑھ کر نکل جاتے اور لوگوں کو نماز پڑھاتے، پھر گھر میں داخل ہوتے اور دو رکعات پڑھتے اور لوگوں کو مغرب کی نماز پڑھا کر نکلتے تو دو رکعات پڑھتے اور لوگوں کو عشاء کی نماز پڑھا کر میرے گھر میں آتے تو دو رکعات پڑھتے۔ رات میں نو رکعات پڑھتے جن میں وتر بھی شامل ہیں۔ طویل رات کھڑے ہو کر پڑھتے اور کبھی طویل رات بیٹھ کر نماز پڑھتے۔ جب قراءت کھڑے ہو کر کرتے تو رکوع و سجود بھی کھڑے ہی کرتے اور جب بیٹھ کر قراءت کرتے تو رکوع وسجود بھی بیٹھے ہی کرتے اور جب فجر طلوع ہو جاتی تو دو رکعات پڑھتے تھے۔

شرح: ......اس حدیث میں نمبر ا رسول اکرم ﷺ کی سنتوں کے نماز ظہر سے پہلے اس کے بعد، نمازِ مغرب کے بعد اور نماز عشاء کے بعد کے معمول بیان ہوئے ہیں۔

۲۔ اس میں نمازِ تہجد میں آپ ﷺ کی تلاوت کا انداز بیان ہوا ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک ہی رکعت میں اس کا بعض حصہ قیام میں ادا کرنا اور بعض حصہ بیٹھ کر ادا کرنا جائز ہے۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو نمازِ تہجد میں کھڑا ہو کر قراءت کرے وہ رکوع اور سجدہ بھی کھڑا ہو کر کرے۔

ایک اور حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ جو بیٹھ کر قراءت کرے اس کے لیے کھڑا ہو کر رکوع کرنا بھی جائز ہے۔ تو دونوں میں مطابقت اس طرح ہے کہ دونوں صورتیں جائز ہیں۔ (عون المعبود: ۱/ ۳٦۰)

۲۰۹۹۔ عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ السُّلُولِيِّ قَالَ سَأَلْنَا عَلِيًّا عَنْ تَطَوُّعِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ

عاصم بن ضمرہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں: ہم نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے دن کے

(۲۰۹۸) مسلم: ۷۳۰۔ نسائی: ۱٦٤۷۔ ابوداؤد: ۹۵۵۔ احمد: ۲۵۷۵٤.

(۲۰۹۹) ابن ماجه: ۱۱٦۱۔ حسن، البانی: ۹۵۲۔ ترمذی: ۵۹۸۔ نسائی: ۸۷۵۔ احمد: ٦۵۱.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بِالنَّهَارِ فَقَالَ إِنَّكُمْ لَا تُطِيقُونَهُ فَقُلْنَا أَخْبِرْنَا بِهِ نَأْخُذْ مِنْهُ مَا اسْتَطَعْنَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا صَلَّى الْفَجْرَ يُمْهِلُ حَتَّى إِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ مِنْ هَاهُنَا يَعْنِي مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ بِمِقْدَارِ هَا مِنْ صَلَاةِ ﴿الْعَصْرِ مِنْ هَاهُنَا يَعْنِي مِنْ قِبَلِ الْمَغْرِبِ قَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يُمْهِلُ حَتَّى إِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ مِنْ هَا هُنَا يَعْنِي مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ مِقْدَارَهَا مِنْ صَلَاةِ ﴾الظُّهْرِ مِنْ هَا هُنَا قَامَ فَصَلَّى أَرْبَعًا وَأَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا وَأَرْبَعًا قَبْلَ الْعَصْرِ بِفَصْلٍ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ بِالتَّسْلِيمِ عَلَى الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ وَالنَّبِيِّيْنَ وَمَنْ تَبِعَهُمْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُؤْمِنِيْنَ قَالَ عَلِيٌّ فَتِلْكَ سِتَّ عَشْرَةَ رَكْعَةً تَطَوُّعُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِالنَّهَارِ وَقَلَّ مَنْ يُدَاوِمُ عَلَيْهَا قَالَ وَكِيْعٌ زَادَ فِيهِ أَبِي فَقَالَ حَبِيْبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ يَا أَبَا إِسْحٰقَ مَا أُحِبُّ أَنَّ لِي بِحَدِيْثِكَ هٰذَا مِلْءَ مَسْجِدِكَ هٰذَا ذَهَبًا. (روه إبن ماجة، ١١٦١)

نوافل بتائیں تو انہوں نے کہا: تم اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ ہم نے کہا: آپ ہمیں بتا دیجئے۔ ہم ان میں سے جس پر قدرت پائیں گے اختیار کریں گے۔ انہوں نے کہا: نبی کریم ﷺ فجر کی نماز پڑھ کر ٹھہر جاتے یہاں تک کہ جب مشرق کی طرف سے سورج اتنا بلند ہوتا جیسا وہ مغرب کی جانب سے عصر کے قریب ہوتا ہے تو آپ ﷺ دو رکعات پڑھ کر ٹھہر جاتے یہاں تک کہ سورج مشرق کی جانب سے اتنا بلند ہو جاتا جتنا وہ بعد زوال مغربی سمت میں ظہر کے وقت ہوتا تو آپ ﷺ چار رکعات پڑھتے یعنی قبل زوال۔ اور جب سورج زائل ہوتا تو قبل ظہر چار رکعات پڑھتے۔ اور دو رکعات بعد نماز ظہر پڑھتے۔ اور عصر سے پہلے آپ ﷺ چار رکعات پڑھتے اور ان کے درمیان دو رکعات کے بعد ملائکہ، انبیاء اور ان کے تابع فرمان مسلمانوں اور مؤمنوں پر سلام کے ساتھ فاصلہ کرتے۔ پس یہ سولہ رکعات رسول اللہ ﷺ کے دن کے نوافل ہیں اور ان پر دائمی عمل کرنے والے لوگ بہت تھوڑے ہیں۔ وکیع کہتے ہیں: اُبی نے اس میں زائد بیان کیا ہے: پس حبیب بن ثابت نے کہا: اے ابو اسحاق! تمہاری یہ مسجد سونے سے بھر کر مجھے دے دی جائے تو اس سے زیادہ محبوب میرے نزدیک تمہاری یہ روایت ہے۔ (ابن ماجہ)

شرح: ...... یہ جو کہا گیا ہے کہ آفتاب یہاں سے اپنی حالت میں ہوتا الخ۔ یعنی آفتاب جس طرح عصر کے بعد مغرب کی جانب ہوتا ہے، اتنی مقدار میں مشرق کی جانب اوپر آجاتا تو آپ ﷺ دو رکعت پڑھتے، یہاں چاشت کی نماز کی دو رکعات بیان ہوئی ہیں۔ یہ تقریباً طلوع آفتاب کے کچھ دیر بعد سے زوال تک وقت ہوتا ہے۔

۲۔ جو ظہر سے پہلے چار رکعات کہی گئی ہیں یہ ظہر کی سنتوں کے علاوہ ہیں اور یہ سورج ڈھلتے ہی پڑھتے تھے، اسے اوابین کی چار رکعات کہتے ہیں۔ انہیں اکٹھا ہی پڑھتے آخر میں سلام پھیرتے تھے اور عصر کی چار رکعات دو دو پڑھتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ (تعلیقات سلفیہ: ۱/۱۰۲ حاشیہ ۲، ۳۔ مفتاح الحاجہ: ص ۸۲، حاشیہ ۶)

۲۱۰۰۔۔۔ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ بَیْنَ کُلِّ أَذَانَیْنِ صَلَاۃٌ بَیْنَ کُلِّ أَذَانَیْنِ صَلَاۃٌ ثُمَّ قَالَ فِی الثَّالِثَةِ لِمَنْ شَاءَ. (رواہ البخاری، ٦٢٧)

سیدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''ہر دو اذانوں (اذان و اقامت) کے درمیان نماز ہے، ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے اور تیسری مرتبہ فرمایا اس کے لیے جو چاہے۔''

شرح:...... دو اذانوں سے مراد ایک اذان اور دوسری تکبیر ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اذان سے اطلاع ہوتی ہے کہ نماز کا وقت ہو چکا ہے اور اقامت بھی اطلاع دیتی ہے کہ نماز کے عمل کا آغاز ہو گیا ہے۔

اذان اور اقامت کے درمیان جو سنتیں جتنی تعداد میں بتائی گئی ہیں وہ تو اتنی تعداد میں پڑھی جائیں، اور جہاں سنتیں بیان نہیں کی گئیں وہاں دو رکعتیں پڑھ لی جائیں۔ (فتح الباری: ۲/ ۱۰۷)

۲۱۰۱عَنْ بُرَیْدَةَ رَفَعَهُ: بَیْنَ کُلِّ أَذَانَیْنِ صَلَاۃٌ إِلَّا الْمَغْرِبُ. (للبزار بلین ٦٩٣)

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے: ''دو اذانوں کے درمیان نماز ہے مگر مغرب میں نہیں ہے۔''

۲۱۰۲۔۔۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ حُرَیْثٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ یُحَدِّثُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ صَلَاۃُ اللَّیْلِ مَثْنٰی مَثْنٰی فَإِذَا رَأَیْتَ أَنَّ الصُّبْحَ یُدْرِكُكَ فَأَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ فَقِیْلَ لِابْنِ عُمَرَ مَا مَثْنٰی مَثْنٰی قَالَ أَنْ تُسَلِّمَ فِیْ کُلِّ رَکْعَتَیْنِ. (رواہ مسلم ٧٤٩. لمالك وَلِأَصْحَابِ السُّنَنِ) أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَفَعَ الْحَدِیْثَ، (قَالَ النَّسَائِیُّ هٰذَا الْحَدِیْثُ خَطَأٌ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ الصَّحِیْحُ هُوَ صَلَاۃُ اللَّیْلِ مَثْنٰی مَثْنٰی وَلَمْ یَذْکُرِ النَّهَارَ)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے: رات اور دن کی نفلی نماز دو دو رکعات ہے، ہر دو رکعات کے بعد سلام پھیرا جاتا ہے۔ مالک رحمہ اللہ اور اصحاب سنن کے ہاں ابن عمر رضی اللہ عنہما کی یہ حدیث مرفوع ہے۔ امام نسائی رحمہ اللہ نے کہا: یہ بھول ہے اور امام ترمذی رحمہ اللہ کہتے ہیں: صحیح اسی قدر ہے کہ رات کی نماز دو دو رکعات ہے اور اس نے دن کا ذکر نہیں کیا ہے۔''

(۲۱۰۰) بخاری: ٦٢٧۔ مسلم: ٨٣٨۔ ترمذی: ١٨٥۔ نسائی: ٦٨١۔ ابوداؤد: ١٢٨٣۔ ابن ماجه: ١١٦٢۔ احمد: ٢٠٠٥١۔ دارمی: ١٤٤٠۔

(۲۱۰۱) بزار: ٦٩٣۔ وفیه، حیان بن عبیداللہ، ذکرہ ابن عدی وقیل انه اختلط، هیثمی: ٣٣٩١۔

(۲۱۰۲) مسلم: ٧٤٩۔ بخاری: ٥٩٧۔ ترمذی: ١١٣٧۔ نسائی: ١٦٩٥۔ ابوداؤد: ١٤٣٨۔ ابن ماجه: ١٣٢٢۔ احمد: ٦٣٨٥۔ مؤطا: ٢٧٦۔ دارمی: ١٤٥٩۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شرح: ......۱۔ یہ حدیث ایک سوال کے جواب میں ہے، ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا: رات کی نماز کیسے پڑھی جائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: دو دو رکعات پڑھی جائے۔ یعنی دو رکعات پڑھیں اور سلام پھیر دیں، پھر دو پڑھیں۔ بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ مثنیٰ (دو دو) سے مراد یہ ہے کہ چار رکعات پڑھتے تھے اور درمیان میں تشہد بیٹھتے تھے اس لیے چار چار رکعات رات کی نماز پڑھنا افضل ہے، یہ بے جوڑ بات ہے، صحیح یہی ہے کہ دو رکعات پڑھیں اور سلام پھیریں، یہی افضل ہے۔ اور یہ استدلال کرنا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ رات کی نماز چار رکعات پڑھتے تھے، ان کے حسن اور درازی کے کیا کہنے، یہ دلالت کرتی ہے کہ چار رکعات افضل ہیں۔ مگر احناف کے سرخیل شیخ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ خود اعتراف کرتے ہیں کہ انصاف کی بات یہ ہے کہ اس میں احناف کی دلیل نہیں جو یہ کہتے ہیں کہ چار رکعات افضل ہیں کیونکہ یہ چار رکعات ایک سلام والی نہ تھیں، بلکہ راوی نے دو دو علیحدہ علیحدہ رکعات کا ذکر یکجا کر دیا ہے اور چار کہہ دیا ہے۔

۲۔ رات اور دن کی نماز میں اولیٰ یہی ہے کہ دو دو رکعات پڑھی جائے، الا کہ جو حدیث میں چار اکٹھی پڑھنے کا آتا ہو، وہ چار افضل ہیں، دن کی نماز کے الفاظ بھی صحیح ثابت ہیں کہ رات اور دن کی نماز دو دو رکعات ہے۔

۳۔ اس سے ایک وتر بھی ثابت ہوتا ہے، اگرچہ بعض حضرات صرف تین وتروں کے قائل ہیں، وہ درمیان میں تشہد کے ساتھ پڑھتے ہیں، یہ طریقہ صحیح نہیں۔ علامہ عبیداللہ رحمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَالْحَقُّ عِنْدِيْ اِنَّ الْاَمْرَ فِيْ ذٰلِكَ وَاسِعٌ فَيَجُوْزُ الْاِتْيَارُ بِرَكْعَةٍ وَّاحِدَةٍ فَرْدَةٍ وَّ بِثَلَاثٍ مَّفْصُوْلَةٍ وَمَوْصُوْلَةٍ لٰكِنْ بِقَعْدَةٍ وَّاحِدَةٍ وَّبِخَمْسٍ وَّبِسَبْعٍ وَّبِتِسْعٍ وَّكُلُّ ذٰلِكَ ثَابِتٌ بِالْاَحَادِيْثِ الصَّحِيْحَةِ الثَّابِتَةِ. (مرعاة: ۲/ ۲۰۳)

”حق یہ ہے کہ وتروں کے بارے میں معاملہ کشادہ ہے، ایک رکعت کے ساتھ بھی وتر جائز ہے، تین کے ساتھ بھی جائز ہیں خواہ دو رکعات پڑھ کر سلام پھیر کر ایک علیحدہ پڑھیں، یا اکٹھے ملا کر تین پڑھیں۔ پانچ، سات، نو سب وتر جائز ہیں۔“

۲۱۰۳۔ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ مَا أَدْرَكْتُ فُقَهَاءَ أَرْضِنَا إِلَّا يُسَلِّمُوْنَ فِي كُلِّ اثْنَتَيْنِ مِنَ النَّهَارِ. (للبخاری تعليقا. يَذْكُرُ ذٰلِكَ عَنْ عَمَّارٍ وَأَبِي ذَرٍّ وَأَنَسٍ وَجَابِرِ بْنِ زَيْدٍ وَعِكْرِمَةَ وَالزُّهْرِيِّ.)

یحییٰ بن سعید انصاری کہتے ہیں: میں نے اپنی سرزمین کے فقہاء کو صرف اس حالت پر پایا ہے کہ وہ دن کے نوافل میں ہر دو رکعات کے بعد سلام پھیرتے ہیں۔ (اور عمار، ابوذر، انس، جابر بن زید رضی اللہ عنہم، عکرمہ اور زہری رحمہم اللہ سے اس طرح ہی مذکور ہے۔)“ (بخاری تعلیق)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

رَكْعَتَا الْفَجْرِ
فجر کی دو سنتیں

٢١٠٤ـ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى شَيْءٍ مِنَ النَّوَافِلِ أَشَدَّ مِنْهُ تَعَاهُدًا عَلَى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ.
(رواه البخاری ١١٦٣)

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ اتنی تاکید نوافل میں سے کسی نفل پر نہیں کرتے تھے جس قدر فجر کی دو رکعات سنت پر اہتمام کرتے تھے۔

شرح: ...... اس میں فجر کی سنتوں کی حفاظت کی تلقین ہے اور تاکید کے باوجود اسے تطوع (نفل) قرار دیا گیا ہے اور اسے سنت فجر کے نام سے بھی موسوم کرنا جائز ہے۔

آپ ﷺ انہیں مال غنیمت وغیرہ سے بھی زیادہ بہتر سمجھ کر لپکتے تھے۔ جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے:

﴿فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ﴾ (البقرة: ١٤٨)

''بھلائیوں میں جلدی کرو۔''

٢١٠٥ـ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ رَكْعَتَا الْفَجْرِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا.
(رواه مسلم ٧٢٥)

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''فجر کی دو رکعات دنیا اور اس کی تمام اشیاء سے زیادہ بہتر ہیں۔''

شرح: ...... تمام دنیا کا ساز و سامان بھی ان دو سنتوں کے مقابلے میں ہیچ ہے، دنیا اور اس کی نعمتیں فانی ہیں اور دنیا تھکاوٹوں اور پریشانیوں کا گھر ہے، جبکہ ان سنتوں کا اجر باقی رہنے والا ہے، اور اس میں کوئی پراگندگی نہیں۔

٢١٠٦ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَدَعُوهُمَا وَإِنْ طَرَدَتْكُمُ الْخَيْلُ
(رواه أبوداود ١٢٥٨)

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''تم فجر کی سنت ترک نہ کرو خواہ تمہیں گھوڑے روند ڈالیں۔'' (ابوداؤد)

٢١٠٧ـ عَنْ عَائِشَةَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ فجر کی نماز کی

(٢١٠٣) بخاری تعليقا، كتاب التهجد، باب ماجاء في التطوع مثنى مثنى. میں نے اسے متصل نہیں پایا۔ فتح الباری: ٤٨/٣.
(٢١٠٤) بخاری: ١١٦٣ـ مسلم: ٧٢٤ـ ابوداؤد: ١٢٥٤ـ احمد: ١٢٤٨٣٦.
(٢١٠٥) مسلم: ٧٢٥ـ ترمذی: ٤١٦ـ نسائی: ١٧٥٩ـ احمد: ٢٥٧٥٤.
(٢١٠٦) ابوداؤد: ١٢٥٨ـ ضعيف، البانی: ٢٧٢ـ احمد: ٩٠٠٠.
(٢١٠٧) بخاری: ٦١٩ـ مسلم: ٧٣٦ـ ترمذی: ٤٥٩ـ نسائی: ١٧٨١ـ ابوداؤد: ١٣٤٠ـ ابن ماجه: ١٣٥٩ـ احمد: ٢٥٤٥٢ـ دارمی: ١٤٧٣.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ بَيْنَ النِّدَاءِ وَالْإِقَامَةِ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ . (رواه البخاري ٦١٩)

اذان اور اقامت کے درمیان دو مختصر سی رکعات پڑھا کرتے تھے۔

٢١٠٨ـ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنْ كُنْتُ لَأَرَى رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يُصَلِّي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فَيُخَفِّفُهُمَا حَتّٰى أَقُوْلَ أَقَرَأَفِيهِمَا بِأُمِّ الْكِتَابِ . (رواه النسائي ٩٤٦)

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ فجر کی دو مختصر رکعات پڑھا کرتے تھے۔ اتنی تخفیف کرتے کہ میں دل میں کہتی: کیا آپ ﷺ نے فاتحہ بھی پڑھ ہوگی؟

شرح: ......موذن جب اذان کہہ کر خاموش ہوتا اور فجر نمودار ہو جاتی تو نبی اکرم ﷺ فجر کی سنتوں کی دو رکعات پڑھتے تھے۔

۲۔ اذان فجر کا وقت طلوع فجر کے بعد ہوتا ہے۔

۳۔ فجر کی سنتیں تخفیف سے ادا کی جاتی تھیں۔ (فتح الباری:۲/۱۰۲)

۴۔ یہ جو فرمایا ہے کہ فجر کی سنتیں اتنی ہلکی ہوتی تھیں کہ ان میں سورت فاتحہ پڑھی تھی یا نہیں۔

اس میں شک نہیں تھا، بعض اس سے یہ اخذ کرتے ہیں کہ فجر کی سنتوں میں صرف سورت فاتحہ پڑھیں۔ لیکن اگر شک کا معنی لیں اور اسی پر اکتفا کریں تو پھر تو سورت فاتحہ بھی ثابت نہیں ہوتی۔ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ سنتوں میں تخفیف کو مبالغہ آمیز انداز پر بیان کیا ہے اور کچھ نہیں۔ (تعليقات سلفيه مع نسائی : ١/ ١١٦)

٢١٠٩ـ عَنْ يَسَارٍ مَوْلٰى ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَآنِي ابْنُ عُمَرَ وَأَنَا أُصَلِّي بَعْدَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ فَقَالَ يَا يَسَارُ إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ خَرَجَ عَلَيْنَا وَنَحْنُ نُصَلِّي هٰذِهِ الصَّلَاةَ فَقَالَ لِيُبَلِّغْ شَاهِدُكُمْ غَائِبَكُمْ لَا تُصَلُّوْا بَعْدَ الْفَجْرِ إِلَّا سَجْدَتَيْنِ . (رواه أبوداود ، ١٢٧٨)

”یسار مولیٰ ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں مجھے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے دیکھا کہ میں طلوع فجر کے بعد نماز پڑھ رہا ہوں۔ انھوں نے کہا: اے یسار! بیشک رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے درحالیکہ ہم یہ نماز پڑھ رہے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا حاضر غائب کو پہنچا کہ تم طلوع فجر کے بعد صرف دو رکعات پڑھو۔“

شرح: ...... یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ طلوع فجر کے بعد صرف فجر کی دو سنتوں کے علاوہ نوافل پڑھنا منع ہے۔ (عون المعبود:۱/۴۹۴)

(٢١٠٨) نسائی : ٩٤٦۔ صحیح، البانی : ٩٠٧۔ بخاری : ٦٣١٠۔ مسلم : ١٢١١۔ ترمذی : ٧٤٥۔ ابوداؤد : ٢٤٣١۔ ابن ماجہ : ٢٩١٢۔ احمد : ٢٥٦٣٦۔ مؤطا : ٢٦٦۔ دارمی : ١٥٨٥۔

(٢١٠٩) ابوداؤد : ١٢٧٨۔ صحیح، البانی : ١١٣٨۔ ترمذی : ٤١٩۔ ابن ماجہ : ٢٣٥۔ احمد : ٥٧٧٧۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہاں اگر کوئی قضا نماز ہو یا سبب کی نماز ہو جیسا کہ تحیۃ المسجد یا وضو کے نفل وغیرہ تو ان کی اجازت ہے۔

۲۱۱۰ــ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ كَثِيْرًا مِمَّا كَانَ يَقْرَأُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ ﴿قُوْلُوْا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا﴾ هٰذِهِ الْآيَةُ قَالَ هٰذِهِ فِي الرَّكْعَةِ الْأُوْلٰى وَفِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ ﴿آمَنَّا بِاللّٰهِ وَاشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُوْنَ﴾ (لأبي داود ١٢٥٩)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اکثر اوقات نبی کریم ﷺ فجر کے سنتوں کی پہلی رکعت میں آیت قُوْلُوْا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا...... پڑھتے اور دوسری رکعت میں یہ آیت پڑھتے: آمَنَّا بِاللّٰهِ وَاشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُوْنَ۔"

۲۱۱۱ــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ ﴿قُوْلُوْا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا﴾ وَالَّتِيْ فِي آلِ عِمْرَانَ ﴿تَعَالَوْا إِلٰى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ﴾ (رواه مسلم، ٧٢٧هي)

"اور ایک روایت میں ہے یہ آیت پڑھتے: ﴿تَعَالَوْا إِلٰى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ﴾

۲۱۱۲ــ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ يَقْرَأُ فِي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ ﴿قُوْلُوْا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ عَلَيْنَا﴾ فِي الرَّكْعَةِ الْأُوْلٰى وَفِي الرَّكْعَةِ الْأُخْرٰى بِهٰذِهِ الْآيَةِ ﴿رَبَّنَا آمَنَّا بِمَا أَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِيْنَ﴾ أَوْ ﴿إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَنَذِيْرًا وَلَا تُسْأَلُ عَنْ أَصْحَابِ الْجَحِيْمِ﴾ شَكَّ الرَّاوِي (رواه أبوداود ١٢٦٠)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو فجر کی دو سنتوں میں پڑھتے سنا: ﴿قُوْلُوْا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا﴾ اول رکعت میں اور یہ آیت: ﴿رَبَّنَا آمَنَّا بِمَا نَزَّلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِيْنَ﴾ یا ﴿إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَنَذِيْرًا وَلَا تُسْأَلُ عَنْ أَصْحَابِ الْجَحِيْمِ﴾ شک راوی کو ہے۔ (ابوداؤد)

شرح: ...... ایک مسلک ہے کہ فجر کی سنتوں میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھی جائے اور ایک قول ہے کہ ان سنتوں میں قراءت نہ کی جائے۔ یہ احادیث ان اقوال کی تردید کرتی ہیں، ان سے ثابت ہوتا ہے کہ فجر کی سنتوں میں سورۂ فاتحہ کے

(۲۱۱۰) ابوداؤد: ۱۲۵۹۔ صحیح، البانی: ۱۱۲۱۔ مسلم: ۷۲۷۔ نسائی: ۹۴۴۔
(۲۱۱۱) مسلم: ۷۲۷۔ نسائی: ۹۴۴۔ احمد: ۲۳۸۲۔
(۲۱۱۲) ابوداؤد: ۱۲۶۰۔ حسن، البانی: ۱۱۲۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

علاوہ ان میں سے کسی بھی سورت یا آیت کو پڑھنا مسنون ہے۔

۲۔ نمازی کو اختیار ہے کہ وہ ان احادیث میں مذکور سورتوں یا آیتوں میں سے جو چاہے فجر کی سنتوں میں پڑھ لے، جو پہلی رکعت میں ثابت ہے، وہ اس میں پڑھے اور جو دوسری میں ثابت ہے ان کو دوسری رکعت میں پڑھے۔

۳۔ اور اس آیت میں جو آیا ہے کہ اہل کتاب سے کہو، اس کلمہ کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے، اس سے مراد توحید ہے جس پر قرآن تورات، انجیل تمام کتب متحد ہیں۔

۴۔ یہ احادیث اس پر بھی دلیل ہیں کہ نفلی نماز میں سورت کا ایک حصہ یعنی صرف ایک آیت پڑھنا بھی جائز ہے۔

(مرعاة: ۲/ ۳۸۸)

۲۱۱۳۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَمَقْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عِشْرِيْنَ مَرَّةً يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَفِي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ ﴿قُلْ يَاأَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ﴾ وَ﴿قُلْ هُوَاللّٰهُ أَحَدٌ﴾ (رواه النسائي ۹۹۲)

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو بیس مرتبہ بعد مغرب کی دو رکعتوں میں اور قبل نماز فجر کی دو سنتوں میں پڑھتے دیکھا: قُلْ يَاأَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ اور قُلْ هُوَاللّٰهُ أَحَدٌ۔" (ترمذی اور نسائی کے الفاظ ہیں)

شــــرح: ...... اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز مغرب کے بعد جو دو سنتیں ہیں، ان میں پہلی رکعت میں سورت الکافرون اور دوسری رکعت میں سورت اخلاص پڑھنا مستحب ہے اور یہی صورت فجر کی سنتوں میں ہے۔

۲۱۱۴۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا صَلَّى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ اضْطَجَعَ عَلَى شِقِّهِ الأَيْمَنِ. (رواه البخاري ۱۱۶۰)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے نبی ﷺ جب فجر کی دو سنتیں پڑھ چکتے تو اپنے دائیں پہلو پر لیٹ جاتے تھے۔

۲۱۱۵۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَضَى صَلَاتَهُ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ نَظَرَ فَإِنْ كُنْتُ مُسْتَيْقِظَةً حَدَّثَنِيْ وَإِنْ كُنْتُ نَائِمَةً أَيْقَظَنِيْ وَصَلَّى الرَّكْعَتَيْنِ ثُمَّ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب آپ ﷺ آخری رات کو نماز پوری کرتے تو دیکھتے اگر میں بیدار ہوتی تو مجھ سے باتیں کرتے اور اگر میں سوئی ہوتی تو مجھے بیدار کرتے اور دو رکعات پڑھ کر لیٹ جاتے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے

(۲۱۱۳) نسائی: ۹۹۲۔ حسن: ۹۴۸۔ ترمذی: ۴۱۷۔ ابن ماجه: ۱۱۲۹۔ احمد: ۵۷۰۸۔ البانی: ۹۴۸۔

(۲۱۱۴) بخاری: ۱۱۶۰۔ مسلم: ۷۳۸۔ ترمذی: ۴۴۰۔ نسائی: ۱۷۶۲۔ ابوداؤد: ۱۳۴۰۔ ابن ماجه: ۱۳۵۸۔ احمد: ۲۵۸۲۶۔ موطا: ۲۶۴۔ دارمی: ۱۵۸۵۔

(۲۱۱۵) ابوداؤد: ۱۲۶۲۔ صحیح، البانی: ۱۱۲۴۔ والاضطجاع قبل رکعتی الصبح شاذ والمحفوظ بعدها۔ بخاری: ۶۳۱۰۔ مسلم: ۷۴۳۔ ترمذی: ۴۵۹۔ نسائی: ۱۷۸۱۔ ابن ماجه: ۱۳۶۰۔ احمد: ۲۵۶۳۶۔ موطا: ۲۶۶۔ دارمی: ۱۵۸۵۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اضْطَجِعَ حَتَّى يَأْتِيَهِ الْمُؤَذِّنُ فَيُؤَذِّنُهُ بِصَلاةِ الصُّبْحِ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ ثُمَّ يَخْرُجُ إِلَى الصَّلاةِ. (رواه أبوداود، ١٢٦٢)

پاس مؤذن حاضر ہوکر فجر کی نماز کا اذن لیتا تو آپ ﷺ دو مختصر رکعات پڑھ کر پھر نماز کے لیے چلے جاتے۔

٢١١٦ـــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ رَكْعَتَي الْفَجْرِ فَلْيَضْطَجِعْ عَلَى يَمِينِهِ. (رواه الترمذي، ٤٢٠)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''جب تم میں سے کوئی شخص فجر کی دو سنتیں پڑھے تو اپنے دائیں پہلو پر لیٹ رہے۔'' (ترمذی)

٢١١٧ـ وزاد أبوداود: فَقَالَ لَهُ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ أَمَا يُجْزِئُ أَحَدَنَا مَمْشَاهُ إِلَى الْمَسْجِدِ حَتَّى يَضْطَجِعَ عَلَى يَمِينِهِ قَالَ عُبَيْدُاللّٰهِ فِي حَدِيثِهِ قَالَ لَا قَالَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ أَكْثَرَ أَبُوهُرَيْرَةَ عَلَى نَفْسِهِ قَالَ فَقِيلَ لِابْنُ عُمَرَ هَلْ تُنْكِرُ شَيْئًا مِمَّا يَقُولُ قَالَ لَا وَلٰكِنَّهُ أَجْتَرَأَ وَجَبُنَّا قَالَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ فَمَا ذَنْبِي إِنْ كُنْتُ حَفِظْتُ وَنَسُوا. (رواه أبوداود ١٢٦١)

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے مزید بیان کیا ہے کہ مروان نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو کہا: کیا ہم میں کسی کے لیے یہ کافی نہیں ہے کہ ہم مسجد چلے جائیں اور لیٹنے کے بغیر جائیں؟ تو انہوں نے کہا: نہیں۔ یہ بات ابن عمر رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو انہوں نے کہا: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کثرت کردی ہے پس ابن عمر رضی اللہ عنہ کو کہا گیا: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جو بیان کرتے ہیں اس میں سے کوئی چیز آپ کو ناپسند ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں البتہ وہ جرأت کرتے ہیں اور ہم ڈرتے ہیں۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچی تو انہوں نے کہا: میرا کیا جرم ہے اگر میں نے یاد رکھا ہے اور وہ بھول گئے ہیں۔''

٢١١٨ـــ عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَأَى رَجُلاً صَلَّى الْفَجْرَ فَاضْطَجَعَ قَالَ: مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا صَنَعْتَ؟ قَالَ: أَرَدْتُ الْفَصْلَ بَيْنَ صَلاتَي، قَالَ: وَأَيُّ فَصْلٍ أَفْضَلُ مِنَ السَّلامِ؟ قَالَ: فَإِنَّهَا سُنَّةٌ، قَالَ: بَلْ هِيَ بِدْعَةٌ. (رواه رزين)

نافع نے کہا: ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو سنت فجر پڑھ کر لیٹتے دیکھا تو کہا: تو نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے کہا: میں اپنی نماز کے درمیان فاصلہ رکھنا چاہتا ہوں تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: سلام سے بہتر فاصلہ کونسا ہوسکتا ہے؟ اس نے کہا: لیٹنا سنت ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: بدعت ہے۔ (رزین)

(٢١١٦) ترمذي: ٤٢٠ـ صحيح، الباني: ٣٤٤ـ ابوداؤد: ١٢٦١ـ ابن ماجه: ١١٩٩.
(٢١١٧) ابوداؤد: ١٤٦١ـ صحيح، الباني: ١١٢٣ـ ترمذي: ٤٢٠ـ ابن ماجه: ١١٩٩.
(٢١١٨) رزين.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

۲۱۱۹۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ: أَنَّ رَجُلاً صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الصُّبْحَ فَلَمَّا انْصَرَفَ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ فَقَالَ لَهُ ﷺ اَلصُّبْحَ أَرْبَعاً؟ قَالَ: يَارَسُوْلَ اللهِ إِنِّي كُنْتُ لَمْ أُصَلِّ رَكْعَتَي الْفَجْرِ، قَالَ فَلاَإِذاً. (رواه رزين)

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز فجر ادا کی۔ جب سلام پھیرا تو اس نے مزید دو رکعات پڑھیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تو نے نماز فجر چار رکعات پڑھی؟ اس نے عرض کی: یارسول اللہ! میں نے فجر کی دو سنتیں نہیں پڑھی تھیں۔ فرمایا: ''پھر کوئی بات نہیں۔'' (رزین)

شرح: ......۱۔ ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نمازِ فجر کی سنتوں کے بعد لیٹنا مستحب ہے۔ اس کی حکمت یہ ہے کہ قیام اللیل کی وجہ سے آپ ﷺ تھکاوٹ محسوس کرتے تھے اس لیے نمازِ فجر کے فرائض کے لیے استراحت فرماتے۔ کوئی نہ بھی سحر خیزی کرتا ہو سنتوں کے بعد پھر بھی سنت پر عمل کرتے ہوئے لیٹے۔ دائیں جانب ایک پر برکت اور سکون آور ہے، اس لیے اس جانب کروٹ لیٹے۔

بعض نے قید لگائی ہے کہ صرف گھر میں سنتیں پڑھیں تو لیٹنا ہے، مسجد میں پڑھیں تو نہیں لیٹنا، یہ تفریق غلط ہے۔ گھر میں سنتیں پڑھیں تو گھر میں لیٹیں مسجد میں پڑھیں تو مسجد میں لیٹیں چونکہ نبی پاک ﷺ ہمیشہ فجر کی سنتیں گھر ہی پڑھتے تھے، اس لیے وہیں لیٹتے تھے، مسجد میں آپ نے فجر کی سنتیں پڑھی نہیں، اس لیے یہ آپ سے ثابت نہیں، لہٰذا جہاں سنتیں پڑھیں وہاں ہی لیٹیں۔ (مرعاۃ: ۲/۱۵۹)

۲۔ ان احادیث میں جو یہ الفاظ ہیں کہ جب تم میں سے کوئی فجر کی سنتیں پڑھے تو دائیں جانب لیٹے۔ ان سے ثابت ہوتا ہے تہجد پڑھنے والا ہو یا نہ پڑھنے والا ہو، اسے سنتوں کے بعد لیٹنا چاہیے۔

۳۔ اس بارے میں دو گروہ ہیں، ایک سنتوں کے بعد لیٹنے کو بدعت قرار دیتا ہے۔ دوسرا اسے جائز قرار دیتا ہے۔ جائز والوں میں بعض سنت، بعض فرض کہتے ہیں۔ زیادہ راجح یہی ہے کہ یہ مسنون طریقہ ہے اور اس پر عمل کرنا مستحب ہے۔ بدعت قرار دینے والوں کے نزدیک ان احادیث پر تنقید ہے جن میں لیٹنے کا ذکر آتا ہے۔ یہ ان کی بات غلط ہے، صحیح احادیث سے فجر کی سنتوں کے بعد لیٹنا ثابت ہے۔ حاصل یہی ہے کہ نمازِ فجر کی سنتوں کے بعد لیٹنا ثابت ہے اور یہ مستحب سنت ہے، اس پر عمل کیا جائے۔ (مرعاۃ: ۲/۱۷۰)

۲۱۲۰۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ جَدِّهِ قَيْسٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَأُقِيْمَتِ الصَّلاَةُ فَصَلَّيْتُ مَعَهُ الصُّبْحَ ثُمَّ انْصَرَفَ

قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، اقامت کہی گئی اور میں نے آپ کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی، جب آپ فارغ ہوئے تو آپ نے دیکھا کہ میں نماز پڑھ رہا

(۲۱۲۰) رزین.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

النَّبِيُّ ﷺ فَوَجَدَنِي أُصَلِّي فَقَالَ مَهْلاً يَا قَيْسُ أَصَلاتَانِ مَعاً قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللهِ ﷺ إِنِّي لَمْ أَكُنْ رَكَعْتُ رَكْعَتَي الْفَجْرِ قَالَ فَلاَ إِذَنْ . (رواه الترمذی، ٤٢٢)

ہوں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے قیس! ٹھہر جاؤ کیا تم دو نمازیں ساتھ ہی پڑھتے ہو؟ تو اس نے عرض کی میں نے سنت دو رکعات نہیں پڑھیں۔ فرمایا پھر تو کوئی حرج نہیں۔"

شرح: ...... یہ حدیث دلیل ہے کہ نمازِ فجر کی سنتیں اگر نماز سے پہلے نہ پڑھی جا سکی ہوں تو نمازِ فجر کے فوراً بعد پڑھ لی جائیں، یہ سنت ہے۔ نماز کھڑی ہو تو مسجد کے کسی کونے میں نہ پڑھیں، نہ آفتاب کے طلوع ہونے انتظار کی ضرورت ہے۔ (تحفۃ الاحوذی: ۱/۳۲۴)

۲۱۲۱۔ عَنْ حَفْصَ بْنِ عَاصِمٍ قَالَ سَمِعْتُ رَجُلاً مِنَ الأَزْدِ يُقَالُ لَهُ مَالِكُ بْنُ بُحَيْنَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ رَأَى رَجُلاً وَقَدْ أُقِيمَتِ الصَّلاَةُ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لاَثَ بِهِ النَّاسُ وَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ الصُّبْحَ أَرْبَعاً الصُّبْحَ أَرْبَعاً (رواه البخاری ٦٦٣)

"عبداللہ بن مالک بن بحینہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اقامت کہی جا چکی تھی اور وہ فجر کی دو رکعات پڑھ رہا تھا پس جب نبی ﷺ نے سلام پھیرا تو لوگ آپ ﷺ کے اردگرد جمع ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کو فرمایا: "نماز فجر چار رکعات، نماز فجر چار رکعات۔"

۲۱۲۲۔ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ مَالِكِ بْنِ بُحَيْنَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ مَرَّ بِرَجُلٍ يُصَلِّي وَقَدْ أُقِيمَتْ صَلاَةُ الصُّبْحِ فَكَلَّمَهُ بِشَيْءٍ لاَ نَدْرِيْ مَا هُوَ فَلَمَّا انْصَرَفْنَا أَحَطْنَا نَقُوْلُ مَاذَا قَالَ لَكَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ قَالَ قَالَ لِي يُوْشِكُ أَنْ يُصَلِّيَ أَحَدُكُمُ الصُّبْحَ أَرْبَعاً . (رواه مسلم، ۷۱۱)

ایک روایت میں ہے: رسول اللہ ﷺ گزرے تو ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا اور صبح کی نماز کی اقامت ہو رہی تھی۔ پس آپ ﷺ نے اس سے کوئی بات کی جس کو ہم نہیں جانتے کہ کیا فرمایا۔ جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو ہم نے اس شخص کو گھیرے میں لے لیا اور اس سے پوچھا: تجھے رسول اللہ ﷺ نے کیا فرمایا تھا، اس نے کہا: آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: "قریب ہے کہ تم میں سے کوئی شخص فجر کی چار رکعات پڑھ ڈالے۔"

(۲۱۲۱) ترمذی: ٤٢٢۔ صحیح، البانی: ٣٤٦۔ ابن ماجہ: ١١٥٤۔ احمد: ٢٣٢٤٨۔

(۲۱۲۲) بخاری: ٦٦٣۔ مسلم: ٧١١۔ ابن ماجہ: ١١٥٣۔ احمد: ٢٢٤١٣۔ دارمی: ١٤٤٩۔

(۲۱۲۳) مسلم: ٧١١۔ ابن ماجہ: ١١٥٣۔ احمد: ٢٢٤١٣۔ دارمی: ١٤٤٩۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

٢١٢٣۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ لَمْ يُصَلِّ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فَلْيُصَلِّهِمَا بَعْدَ مَا تَطْلُعَ الشَّمْسُ (رواه الترمذى ٤٢٣)

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص فجر کے سنتیں نہ پڑھ سکے تو اس کو چاہیے کہ سورج طلوع ہونے کے بعد پڑھے۔'' (ترمذی)

شرح: ......ا۔ ان احادیث سے یہ ثابت ہوا کہ جب مؤذن اقامت (تکبیر) کا آغاز کر دے تو پھر نفل حتیٰ کہ فجر کی سنتوں کی بھی اجازت نہیں، صرف فرض نماز پڑھی جائے۔ (فتح الباری: ۲/ ۱۴۹)

٢١٢٤۔ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ عُمَيْرٍ: سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ بَعْدَ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ: رَبِّ جِبْرَائِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ وَاسْرَافِيْلَ وَمُحَمَّدٍ أَعُوْذُبِكَ مِنَ النَّارِ (رواه الطبرانى فى الكبير بلين)

سیّدنا اسامہ بن عمیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو سنتِ فجر کے بعد فرماتے سنا: اے اللہ! جبریل، میکائیل، اسرافیل اور محمد ﷺ کے رب! میں آگ سے تیر پناہ مانگتا ہوں، تین بار فرمایا۔ (الکبیر، سند کمزور ہے۔)

شرح: ......اس سے پہلے تحفۃ الاحوذی کے حوالے سے یہ وضاحت ہو چکی ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے، اگر یہ صحیح ہو جیسا کہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ تو مطابقت یہ ہے کہ جو جلدی جانا چاہے وہ نماز فجر کے فوراً بعد فجر کی پہلی سنتیں پڑھ لے یہ بھی سنت ہے۔ اگر کوئی انتظار کرنے کی فرصت پاتا ہے تو پھر آفتاب کے طلوع ہونے کے بعد ان کی قضا دے دے دونوں طرح جائز ہے۔

٢١٢٥۔ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: خَرَجَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ عَلَى قَوْمٍ يَتَحَدَّثُوْنَ بَعْدَ الْفَجْرِ فَنَهَاهُمْ عَنِ الْحَدِيْثِ، وَقَالَ إِنَّمَا جِئْتُمْ لِلصَّلَاةِ فَإِمَّا أَنْ تُصَلُّوْا وَإِمَّا أَنْ تَسْكُتُوْا. (رواه الطبرانى فى الكبير وعطاء لم يسمع من ابن مسعود)

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک قوم کو دیکھا کہ وہ بعد نماز فجر باتیں کر رہے تھے پس ابن مسعود نے ان کو منع کیا اور کہا: تم نماز پڑھنے کے لیے آئے ہو۔ لہٰذا یا تو نماز پڑھو یا خاموش رہو۔ (طبرانی نے الکبیر میں روایت کیا ہے عطاء نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے سماعت نہیں کی۔)

(٢١٢٤) ترمذی: ٤٢٣ـ صحیح، البانی: ٣٤٧ـ ابن ماجه: ١١٥٥.

(٢١٢٥) طبرانی کبیر، وفیه عباد بن سعید، قال الذهبی: عباد بن سعید عن مبشر لاشيء ذكره ابن حبان في الثقات، هيثمي: ٣٣١٢.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

رَاتِبَةُ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ

ظہر اور عصر کی سنتوں کا بیان

۲۱۲۶۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا (رواه الترمذی ٤٢٥)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، دو رکعات ظہر سے پہلے اور دو رکعات ظہر کے بعد۔

۲۱۲۷۔ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعاً وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ. (رواه الترمذی، ٤٢٤)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی کریم ﷺ ظہر سے پہلے چار رکعات اور ظہر کے بعد دو رکعات پڑھا کرتے تھے۔

شرح: ...... ان دونوں میں یوں مطابقت ہے کہ کبھی تو آپ ﷺ ظہر سے پہلے دو رکعات پڑھتے تھے اور کبھی چار رکعات۔ (تحفة الاحوذی: ۲/ ۳۲۷)

۲۱۲۸۔ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا لَمْ يُصَلِّ أَرْبَعاً قَبْلَ الظُّهْرِ صَلاهُنَّ بَعْدَهُ (رواه الترمذی ٤٢٦)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اگر ظہر سے پہلے چار سنتیں نہ پڑھی ہوتیں تو ان کو بعد ظہر پڑھا کرتے تھے۔

شرح: ...... اگر آپ ﷺ کی چار رکعات ظہر سے پہلے والی سنتیں کسی وجہ سے رہ جاتیں تو انہیں ظہر کے فرضوں کے بعد پڑھتے مگر پہلے ظہر کی بعد والی دو رکعات پڑھتے، ان کے بعد چار سنتوں کی قضا دیتے۔

۲۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ فرائض سے پہلے والی سنتوں کی محافظت بہت اہم ہے اور فرائض کی ادائیگی کے بعد بھی ان کی قضا کا وقت باقی رہتا ہے۔ (تحفة الاحوذی: ۱/ ۳۲۷)

۲۱۲۹۔ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ صَلَّى قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعاً وَبَعْدَهَا أَرْبَعاً حَرَّمَهُ اللهُ عَلَى النَّارِ (رواه الترمذی ٤٢٧ هی)

سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا مرفوع بیان کرتی ہیں: "جس نے ظہر سے پہلے چار اور ظہر کے بعد چار رکعات پڑھیں اس کو اللہ تعالیٰ آگ پر حرام کر دیتا ہے۔"

(۲۱۲۶) ترمذی: ٤٢٥۔ صحیح ٣٤٩۔ بخاری: ٩٣٧۔ مسلم: ٧٢٩۔ نسائی: ٨٧٤۔ احمد: ٦٢٢٤۔ موطا: ٤٠٠۔ دارمی: ١٤٣٧.

(۲۱۲۷) ترمذی: ٤٢٤۔ صحیح، البانی: ٣٤٨۔ ابن ماجہ: ١١٦١.

(۲۱۲۸) ترمذی: ٤٢٦۔ حسن، البانی: ٣٥٠۔ ابن ماجہ: ١١٥٨.

(۲۱۲۹) ترمذی: ٤٢٧۔ صحیح، البانی: ٣٥١۔ ابوداؤد: ١٢٦٩۔ ابن ماجہ: ١١٦٠۔ احمد: ٢٦٢٣٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲۱۳۰ـ عَنْ أُمِّ حَبِيْبَةَ زَوجِ النَّبِيِّ ﷺ تَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ حَافَظَ عَلَى أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ وَأَرْبَعٍ بَعْدَهُ حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ (للترمذی ،۴۲۸)

''ایک روایت میں ہے: ''جس نے حفاظت کی ظہر سے پہلے چار رکعات کی اور ظہر کے بعد چار رکعات کی اللہ اس کو آگ پر حرام کر دیتا ہے۔''

شرح: ......ان احادیث میں ظہر کی چار پہلی اور چار بعد والی سنتوں کی تاکید ثابت ہوتی ہے۔ چار اکٹھی بھی جائز ہیں، بہتر دو دو کر کے پڑھنا ہے۔ (تحفۃ الاحوذی: ۱/۳۲۸)

۲۱۳۱ـ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ أَرْبَعٌ قَبْلَ الظُّهْرِ لَيْسَ فِيهِنَّ تَسْلِيمٌ تُفْتَحُ لَهُنَّ أَبْوَابُ السَّمَاءِ (رواه أبوداود ۱۲۷۰)

سیّدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''چار رکعات قبل ظہر جن کے درمیان سلام نہ پھیرا گیا ہو اس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔'' (ابوداؤد)

۲۱۳۲ـ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ السَّائِبِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي أَرْبَعاً بَعْدَ أَنْ تَزُوْلَ الشَّمْسُ قَبْلَ الظُّهْرِ وَقَالَ إِنَّهَا سَاعَةٌ تُفْتَحُ فِيْهَا أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَأُحِبُّ أَنْ يَصْعَدَ لِي فِيْهَا عَمَلٌ صَالِحٌ . (رواه الترمذی ،۴۷۸ هی)

سیّدنا عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ چار رکعات پڑھتے تھے زوال کے بعد اور ظہر سے پہلے اور فرماتے: یہ وقت ہے جس میں آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور میں پسند کرتا ہوں کہ اس وقت میرا نیک عمل آسمان پر جائے۔''

۲۱۳۳ـ عَنْ يَحْيَى الْبَكَّاءِ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَرْبَعٌ قَبْلَ الظُّهْرِ بَعْدَ الزَّوَالِ تُحْسَبُ بِمِثْلِهِنَّ فِي صَلَاةِ السَّحَرِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَلَيْسَ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا وَيُسَبِّحُ اللّٰهَ تِلْكَ السَّاعَةَ ثُمَّ قَرَأَ ﴿يَتَفَيَّأُ ظِلَالُهُ عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشَّمَائِلِ سُجَّدًا لِلّٰهِ وَهُمْ دَاخِرُوْنَ﴾ الْآيَةَ كُلَّهَا . (رواه الترمذی ،۳۱۲۸)

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''چار رکعات نمازِ ظہر سے پہلے اور زوال کے بعد اپنی تعداد کے مثل سحری کی نماز کی مانند ہیں اور ہر چیز اس وقت اللہ تعالیٰ کی تسبیح کہتی ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی: ''ان کے سائے جھکتے ہیں دائیں اور بائیں طرف سے اللہ تعالیٰ کے لیے سجدہ کرتے ہوئے اور وہ عاجزی کرنے والے ہیں۔''

(۲۱۳۰) ترمذی: ۴۲۸ـ صحیح، البانی: ۳۵۱ـ ابوداؤد: ۱۲۶۹ـ ابن ماجه: ۱۱۶۰ـ احمد: ۲۶۲۳۲.
(۲۱۳۱) ابوداؤد: ۱۲۷۰ـ حسن، البانی: ۱۱۳۱ـ ابن ماجه: ۱۱۵۷.
(۲۱۳۲) ترمذی: ۴۷۸ـ صحیح، البانی: ۳۹۶ـ احمد: ۱۴۹۷۰.
(۲۱۳۳) ترمذی: ۳۱۲۸ـ ضعیف، البانی: ۶۰۹.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

٢١٣٤۔ عَنْ صَفْوَانَ ، رَفَعَهُ مَنْ صَلَّى أَرْبَعاً قَبْلَ الظُّهْرِ كَانَ لَهُ كَأَجْرِ عَشْرِ رَقَبَاتٍ أَوْ قَالَ: أَرْبَعَ رِقَابٍ مِنْ وُلْدِ إِسْمَاعِيلَ . (للأوسط بخفى)

سیّدنا صفوان رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''جس نے ظہر سے پہلے چار رکعات پڑھیں اس کو چار گردنیں آزاد کرنے کے برابر اجر دیا جاتا ہے یا فرمایا چار گردنیں اولاد اسماعیل سے آزاد کرنے کا ثواب ہوگا۔ (الاوسط نے مستوالحال راوی کی سند سے روایت کی)

٢١٣٥۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ: لَيْسَ يَعْدِلُ صَلاةُ اللَّيْلِ مِنْ صَلاةِ النَّهَارِ إِلَّاأَرْبعاً قَبْلَ الظُّهْرِ وَفَضْلُهُنَّ عَلَى صَلاةِ النَّهَارِ كَفَضْلِ صَلاةِ الْجَمَاعَةِ عَلَى صَلاةِالْوَاحِدِ (رواه الطبرانی فی الكبير بلين)

سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: دن کی کوئی نفلی نماز رات کی نماز کے برابر نہیں ہے ماسوا ظہر سے پہلے کی چار رکعات کے اور ان چار رکعات کی فضیلت دن کی دوسری نمازوں پر ایسی ہے جیسے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی فضیلت تنہا پڑھنے والے کی نماز پر ہے۔''

شرح: ...... یہ زوال کی سنتیں کہلواتی ہیں، یہ ظہر کی سنتوں کے علاوہ ہیں اور جو یہ کہا گیا ہے کہ اس میں آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں، اس میں اشارہ ہے کہ اللہ پاک انہیں بہت جلد قبول کرتے ہیں۔ (عون المعبود: ۱/ ۴۹۰)

٢١٣٦۔ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي قَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعَ رَكْعَاتٍ يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِالتَّسْلِيمِ . (رواه الترمذی ٤٢٩ هی)

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ عصر سے پہلے دو رکعات پڑھتے تھے۔ (ابوداؤد)

٢١٣٧۔ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي قَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعَ رَكْعَاتٍ يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِالتَّسْلِيْمِ . (رواه الترمذی ٤٢٩ هی)

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ عصر سے پہلے چار رکعات پڑھتے اور ان کے درمیان سلام سے فاصلہ کرتے تھے۔

٢١٣٨۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ رَحِمَ اللّٰهُ امْرَأً صَلَّى قَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعاً . (للترمذی ٤٣٠)

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''اللہ اس شخص پر رحمت نازل کرے جو عصر کی نماز سے پہلے چار رکعات پڑھے۔'' (ترمذی)

(٢١٣٤) طبرانی اوسط، وفيه جماعة لم احد من ترجمهم.

(٢١٣٥) طبرانی كبير، وفيه بشر بن الوليد الكندی، وثقه جماعة وفيه كلام وبقية رجاله رجال الصحيح، هيثمی: ٣٣٢٩.

(٢١٣٦) ابوداود: ١٢٧٢۔ حسن، البانی: ١١٣٣۔ لكن باربع ركعات اخرجه الترمذی: ٤٢٩.

(٢١٣٧) ترمذی: ٤٢٩۔ حسن، البانی: ٣٥٣۔ ابوداود: ١١٦١.

(٢١٣٨) ترمذی: ٤٣۔ حسن، البانی: ٣٥٤۔ ابوداود: ١٢٧١.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۲۱۳۹۔ عَنِ ابْنِ عَمْرِوبْنِ الْعَاصِ ، رَفَعَهُ: مَنْ صَلّٰى أَرْبَعَ رَكْعَاتٍ قَبْلَ الْعَصْرِ حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ. (رواه الطبراني في الكبير والأوسط ۲۶۰۱)

سیّدنا ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''جس نے عصر کی نماز سے پہلے چار رکعات پڑھیں اس کو اللہ تعالیٰ آگ پر حرام کر دیتا ہے۔'' (الکبیر)

شرح: ......ان احادیث میں کوئی تعارض نہیں، آدمی دو بھی پڑھ سکتا ہے اور چار بھی پڑھ سکتا ہے، دونوں طرح جائز ہے۔ (مرعاۃ: ۲/ ۱۵۰)

۲۱۴۰۔ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ رَأَيْتُ الأَسْوَدَ وَمَسْرُوقًا شَهِدَا عَلَى عَائِشَةَ قَالَتْ مَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَأْتِيْنِي فِي يَوْمٍ بَعْدَ الْعَصْرِ إِلَّا صَلَّى رَكْعَتَيْنِ. (رواه البخاري ۵۹۳)

ابو اسحاق سے روایت ہے کہ میں نے اسود اور مسروق کو دیکھا کہ ان دونوں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں گواہی دی کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میری باری کے دن بعد نمازِ عصر جب بھی رسول اللہ ﷺ میرے پاس آئے تو آپ ﷺ نے دو رکعات ہمیشہ پڑھی ہیں۔

۲۱۴۱۔ وفي رواية: مَا تَرَكَ النَّبِيُّ ﷺ السَّجْدَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ عِنْدِيْ قَطُّ. (رواه البخاري ۵۹۱)

اور ایک روایت میں ان سے منقول ہے: رسول اللہ ﷺ نے بعد نماز عصر میرے پاس آ کر کبھی دو رکعات پڑھنا ترک نہیں کیا۔

۲۱۴۲۔ عَنْ ذَكْوَانَ مَوْلَى عَائِشَةَ أَنَّهَا حَدَّثَتْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي بَعْدَ الْعَصْرِ وَيَنْهَى عَنْهَا وَيُوَاصِلُ وَيَنْهَى عَنِ الْوِصَالِ. (رواه أبوداود ۱۲۸۰)

اور دوسری روایت ہے: رسول اللہ ﷺ بعد نماز عصر نفل نماز پڑھتے اور دوسرے لوگوں کو منع فرماتے تھے اور آپ ﷺ وصال کے روزے رکھتے تھے اور دوسروں کو ان سے منع کرتے تھے۔

۲۱۴۳۔ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ عَنِ السَّجْدَتَيْنِ اللَّتَيْنِ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْهِمَا بَعْدَ الْعَصْرِ فَقَالَتْ كَانَ يُصَلِّيْهِمَا

ابو سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دو رکعتوں کے بارے میں پوچھا جو رسول اللہ ﷺ عصر کے بعد پڑھتے تھے۔ انہوں نے کہا: آپ ﷺ نماز عصر سے

(۲۱۳۹) طبرانی کبیر، طبرانی اوسط: ۲۶۰۱۔ وفیه عبدالکریم، ابو امیة وهو ضعیف.

(۲۱۴۰) بخاری: ۵۹۳۔ مسلم: ۸۳۵۔ نسائی: ۱۷۵۸۔ ابوداؤد: ۱۲۷۹۔ احمد: ۲۵۶۲۱۔ دارمی: ۱۴۳۵.

(۲۱۴۱) بخاری: ۵۹۱۔ مسلم: ۸۳۵۔ نسائی: ۱۷۵۸۔ ابوداؤد: ۱۲۷۹۔ احمد: ۲۵۶۲۱۔ دارمی: ۱۴۳۵.

(۲۱۴۲) ابوداؤد: ۱۲۸۰۔ ضعیف، البانی: ۲۷۸. بخاری: ۵۹۱۔ مسلم: ۸۳۵۔ نسائی: ۱۷۵۸۔ احمد: ۲۵۶۲۱۔ دارمی: ۱۴۳۵.

(۲۱۴۳) مسلم: ۸۳۵۔ نسائی: ۱۷۵۸۔ ابوداؤد: ۱۲۷۹۔ احمد: ۲۵۶۲۱۔ دارمی: ۱۴۳۵.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قَبْلَ الْعَصْرِ ثُمَّ إِنَّهُ شَغَلَ عَنْهُمَا أَوْ نَسِيَهُمَا فَصَلاَّهُمَا بَعْدَ الْعَصْرِ ثُمَّ أَثْبَتَهُمَا وَكَانَ إِذَا صَلَّى صَلاَةً أَثْبَتَهَا قَالَ يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ قَالَ إِسْمَاعِيلُ تَعْنِي دَاوَمَ عَلَيْهَا. (رواہ مسلم ٨٣٥)

پہلے ہی دو رکعات پڑھا کرتے تھے۔ پھر آپ ﷺ ان کو مصروفیت کی وجہ سے نہ پڑھ سکے یا بھول گئے تو عصر کے بعد پڑھا اور ان کو ہمیشہ پڑھتے رہے اور آپ ﷺ جب کوئی نماز شروع کرتے تو اس پر ہمیشگی اختیار کرتے تھے۔ یحییٰ بن ایوب کہتے ہیں کہ اسماعیل نے کہا کہ اس کا مطلب ہے کہ آپ اس پر مداومت کرتے۔

٢١٤٤ـــــ عَنْ كُرَيْبٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَزْهَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَرْسَلُوهُ إِلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقَالُوا اقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلاَمَ مِنَّا جَمِيعاً وَسَلْهَا عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ صَلاَةِ الْعَصْرِ وَقُلْ لَهَا إِنَّا أُخْبِرْنَا عَنْكِ أَنَّكِ تُصَلِّينَهُمَا وَقَدْ بَلَغَنَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْهَا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَكُنْتُ أَضْرِبُ النَّاسَ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْهَا فَقَالَ كُرَيْبٌ فَدَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَبَلَّغْتُهَا مَا أَرْسَلُونِي فَقَالَتْ سَلْ أُمَّ سَلَمَةَ فَخَرَجْتُ إِلَيْهِمْ فَأَخْبَرْتُهُمْ بِقَوْلِهَا فَرَدُّونِي إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ بِمِثْلِ مَا أَرْسَلُونِي بِهِ إِلَى عَائِشَةَ فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَنْهَى عَنْهَا ثُمَّ رَأَيْتُهُ يُصَلِّيهِمَا حِينَ صَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ دَخَلَ عَلَيَّ وَعِنْدِي نِسْوَةٌ مِنْ بَنِي حَرَامٍ مِنَ الأَنْصَارِ فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ الْجَارِيَةَ فَقُلْتُ قُومِي بِجَنْبِهِ

کریبؒ نے کہا: ابن عباس رضی اللہ عنہ، عبدالرحمٰن ابن ازھر اور مسور بن مخرمہ نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس اس کو روانہ کیا کہ وہ ام المومنین رضی اللہ عنہا سے عصر کے بعد کی دو رکعات کے متعلق سوال کر کے ان کو خبر دے دیں۔ کہ آپ یہ دو رکعات پڑھتی ہیں اور رسول اللہ ﷺ سے ہم کو یہ خبر دی گئی ہے کہ آپ ﷺ نے ان دو رکعات سے منع فرمایا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ پڑھنے والوں کو مار کر منع کیا کرتا تھا۔ کریب نے کہا: ام المومنین رضی اللہ عنہا کو اس بات کی اطلاع مل گئی کہ یہ سوال پوچھنے کے لیے آیا ہے انہوں نے اس کو بھیجا ہے۔ پس ام المومنین نے کہا: تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھ، چنانچہ میں ان کے پاس گیا اور ان کو عائشہ رضی اللہ عنہا کا پیغام دیا، پھر انھوں نے مجھے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس وہی سوال پوچھنے کے لیے روانہ کیا۔ تو انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ان دو رکعات سے منع کرتے سنا تھا۔ پھر میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ خود پڑھ رہے ہیں، میرے پاس چند انصاری خواتین تھیں اس لیے میں نے ایک لڑکی بھیجی اور اس کو میں نے کہا کہ جا کر آپ ﷺ کے قریب کھڑی ہو جا اور آپ ﷺ کو کہہ کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہے کہ اے اللہ کے رسول! میں نے

(٢١٤٤) بخاری: ١٢٣٣۔ مسلم: ٨٣٤۔ نسائی: ٥٨١۔ ابوداؤد: ١٢٧٣۔ احمد: ٢٦١٣٨۔ دارمی: ١٤٣٦

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فَقُوْلِي لَهُ تَقُوْلُ لَكَ أُمُّ سَلَمَةَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ سَمِعْتُكَ تَنْهٰى عَنْ هَاتَيْنِ وَأَرَاكَ تُصَلِّيْهِمَا فَإِنْ أَشَارَ بِيَدِهِ. فَاسْتَأْخِرَتْ عَنْهُ فَفَعَلَتِ الْجَارِيَةُ فَأَشَارَ بِيَدِهِ فَاسْتَأْخَرَتْ عَنْهُ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ يَا بِنْتَ أَبِي أُمَيَّةَ سَأَلْتِ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ وَإِنَّهُ أَتَانِي نَاسٌ مِنْ عَبْدِالْقَيْسِ فَشَغَلُوْنِي عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ. بَعْدَ الظُّهْرِ فَهُمَا هَاتَانِ. (رواه البخاري ١٢٣٣)

آپ ﷺ کو ان دو رکعات سے منع کرتے سنا تھا اور اب میں دیکھ رہی ہوں کہ آپ ﷺ پڑھ رہے ہیں۔ اگر آپ ہاتھ سے اشارہ کریں تو پیچھے ہو جانا۔ اس لڑکی نے ایسے ہی کیا۔ آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اُمیہ کی بیٹی! تو نے نمازِ عصر کے بعد کی دو رکعات کا پوچھا ہے۔ میرے پاس کچھ لوگ بنو عبدالقیس سے اپنی قوم کے اسلام لانے کی خبر لیکر آئے تو انہوں نے مجھے ظہر کے بعد کی دو رکعات سے مصروف رکھا۔ یہ میں نے وہ دو رکعات پڑھی ہیں۔''

٢١٤٥۔ عَنْ زَيْدِبْنِ خَالِدٍ أَنَّهُ رَآهُ عُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ وَهُوَ خَلِيْفَةٌ رَكَعَ بَعْدَالْعَصْرِ رَكْعَتَيْنِ فَمَشٰى إِلَيْهِ فَضَرَبَهُ بِالدُّرَّةِ وَهُوَ يُصَلِّي كَمَا هُوَفَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ زَيْدٌيَا أَمِيْرَالْمُؤْمِنِيْنَ فَوَاللّٰهِلَا أَدَعُهُمَا أَبَدًا بَعْدَأَنْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْهِمَا قَالَ فَجَلَسَ إِلَيْهِ عُمَرُوَقَالَ يَازَيْدُ بْنَ خَالِدٍ لَوْلَا أَنِّي أَخْشٰى أَنْ يَتَّخِذَهَا النَّاسُ سُلَّمًا إِلَى الصَّلَاةِ حَتَّى اللَّيْلِ لَمْ أَضْرِبْ فِيْهِمَا.

(رواه أحمد ١٦٨٨. والكبير)

سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کو عمر رضی اللہ عنہ نے بعد نماز عصر دو رکعات نفل پڑھتے دیکھ کر درّے کے ساتھ مارا جبکہ وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ پھر جب انہوں نے سلام پھیرا تو کہا! اے امیر المومنین! اللہ کی قسم میں تو یہ دو رکعات کبھی ترک نہیں کروں گا بعد اس کے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ دو رکعات پڑھتے دیکھا ہے۔ تو عمر رضی اللہ عنہ اس کے پاس بیٹھ گئے اور کہا: اے زید! اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ لوگ اس نماز کو بہانا بنا کر رات آنے یعنی مکروہ وقت داخل ہونے تک نماز کا جواز بنا ڈالیں گے تو میں ان دو رکعات پر لوگوں کو نہ مارتا۔''

(احمد اور الکبیر)

شرح: ...... پہلے باب میں ہم نے وضاحت کر دی ہے کہ یہ عصر کے بعد والی سنتوں کا ادا کرنا ظہر کی بعد والی دو سنتوں کی قضا تھی۔ عصر کے بعد ان پر ہمیشگی کرنا نبی اکرم ﷺ کا خاصہ تھا، امت ان کی پابند نہیں، ہاں کوئی نماز رہ گئی ہو تو اس کی قضا عصر کے بعد دی جا سکتی ہے۔

٢١٤٦۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَبَاحٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

عبداللہ بن رباح صحابہ میں سے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے عصر کی نماز پڑھی تو ایک شخص کھڑا ہو

(٢١٤٥) احمد: ١٦٥٨٨۔ طبرانی کبیر واسناده حسن، ہیثمی: ٣٣٣٨.

(٢١٤٦) احمد: ٢٢٦١١۔ ابو یعلی موصلی، ورجال احمد رجال الصحیح، ہیثمی: ٣٣٩٨.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صَلَّى الْعَصْرَ فَقَامَ رَجُلٌ يُصَلِّي فَرَآهُ عُمَرُ فَقَالَ لَهُ اجْلِسْ فَإِنَّمَا هَلَكَ أَهْلُ الْكِتَابِ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ لِصَلَاتِهِمْ فَصْلٌ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَحْسَنَ ابْنُ الْخَطَّابِ (رواه أحمد ٢٢٦١١ . والموصلی .)

کر نماز پڑھنے لگا۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو دیکھا تو کہا بیٹھ جاؤ۔ اہل کتاب اسی وجہ سے تباہ ہوئے ہیں کہ ان کی نماز میں فرق اور امتیاز اور فاصلہ نہیں تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے بہت اچھا کیا۔“ (الموصلی اور احمد)

٢١٤٧۔عن الأزرق بن قيس نحو: وَأَطْلَقَ الصَّلَاةَ وَلَمْ يُقَيِّدْهَا بِالْعَصْرِ . (رواه أبوداود ١٠٠٧)

ازرق بن قیس سے اس کے مثل روایت ہے انہوں نے نماز کا مطلق ذکر کیا ہے اور نمازِ عصر کے ساتھ مقید نہیں کیا۔

شرح: ...... ہر نماز میں یہ مسنون ہے کہ جہاں فرض ادا کیے ہیں، وہاں سے دائیں یا بائیں یا آگے یا پیچھے جگہ بدل کر سنتیں یا نوافل ادا کریں تو بہتر ہے یا پھر بات چیت کر لیں پھر نوافل وغیرہ پڑھیں۔ یہ بھی ضروری نہیں درج بالا حدیث سے ثابت ہوتا ہے کچھ عرصہ وقفہ ڈال لیں تو بھی یہ فاصلہ جائز ہے، اگر چہ جگہ نہ بھی تبدیل کریں۔ (عون المعبود: ١/ ٣٨٤)

رَاتِبَةُ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَآءِ وَرَاتِبَةُ الْجُمُعَةِ

مغرب، عشاء اور جمعہ کی سنتوں کا بیان

٢١٤٨۔عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنَّا بِالْمَدِينَةِ فَإِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ لِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ اِبْتَدَرُوا السَّوَارِيَ فَيَرْكَعُونَ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ حَتَّى إِنَّ الرَّجُلَ الْغَرِيبَ لَيَدْخُلُ الْمَسْجِدَ فَيَحْسِبُ أَنَّ الصَّلَاةَ قَدْ صُلِّيَتْ مِنْ كَثْرَةِ مَنْ يُصَلِّيهِمَا . (رواه مسلم ٨٣٧)

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم جب مدینہ منورہ میں تھے تو جب مغرب کے وقت موذن اذان کہتا تو لوگ ستونوں کی طرف تیزی سے بڑھتے اور دو رکعات قبل نمازِ مغرب پڑھتے تھے یہاں تک کہ جب مسافر آدمی مسجد میں داخل ہوتا تو وہ گمان کرتا کہ فرض نماز پڑھی گئی ہے اس لیے کہ دو رکعات پڑھنے والے بکثرت پڑھ رہے ہوتے تھے۔

٢١٤٩۔عَنْ مُخْتَارِ بْنِ فُلْفُلٍ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ التَّطَوُّعِ بَعْدَ الْعَصْرِ فَقَالَ كَانَ عُمَرُ يَضْرِبُ الْأَيْدِي عَلَى صَلَاةِ

مختار بن فلفل کہتے ہیں کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے عصر کے بعد نفل نماز پڑھنے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ: عمر رضی اللہ عنہ عصر کے بعد نماز پڑھنے پر مارا کرتے تھے اور

(٢١٤٧) ابوداؤد: ١٠٠٧۔ ضعیف، البانی: ٢١٥.

(٢١٤٨) مسلم: ٨٣٧۔ بخاری: ٦٢٥۔ نسائی: ٦٨٢۔ ابوداؤد: ١٢٨٢۔ ابن ماجہ: ١١٦٣۔ احمد: ١٣٥٧١۔ دارمی: ١٤٤١۔

(٢١٤٩) مسلم: ٨٣٦۔ بخاری: ٤٣٧٠۔ نسائی: ٦٨٢۔ ابوداؤد: ١٢٨٢۔ ابن ماجہ: ١١٦٣۔ احمد: ١٣٥٧١۔ دارمی: ١٤٤١۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

بَعْدَ الْعَصْرِ وَكُنَّا نُصَلِّي عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ قَبْلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ فَقُلْتُ لَهُ أَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ صَلَّاهُمَا قَالَ كَانَ يَرَانَا نُصَلِّيهِمَا فَلَمْ يَأْمُرْنَا وَلَمْ يَنْهَنَا. (رواه مسلم ٨٣٦)

ہم عہدِ رسالت میں سورج غروب ہونے کے بعد مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ بھی یہ رکعتیں پڑھتے تھے؟ انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ ہمیں پڑھتا دیکھتے تھے پس نہ تو پڑھنے کا حکم دیتے اور نہ منع کرتے تھے۔

٢١٥٠۔ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ الْمُزَنِيُّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ صَلُّوْا قَبْلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ لِمَنْ شَاءَ كَرَاهِيَةَ أَنْ يَتَّخِذَهَا النَّاسُ سُنَّةً. (رواه البخاري ١١٨٣)

سیّدنا عبداللہ بن مغفل المزنی رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''نمازِ مغرب سے پہلے دو رکعات پڑھو۔ نماز مغرب سے پہلے دو رکعات پڑھو۔ تیسری بار فرمایا: جو پڑھنا چاہے۔ آپ ﷺ نے یہ اس لیے فرمایا کہ آپ ناپسند کرتے تھے کہ لوگ اس کو سنت طریقہ بنا ڈالیں گے۔

شرح: ......١۔ یہ احادیث دلالت کرتی ہیں کہ غروب آفتاب کے بعد اذان ہو جائے تو نمازِ مغرب کے فرائض کی ادائیگی سے پہلے دو رکعات پڑھنا مسنون ہیں۔

٢۔ بعض حضرات انہیں منسوخ قرار دیتے ہیں، مگر یہ بے دلیل بات ہے۔ بعض ان کے ثابت نہ ہونے پر یہ استدلال کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تھا جو چاہے پڑھ لے، لوگ اسے سنت نہ بنالیں۔ یہ بھی غلط فہمی ہے کیونکہ آپ ﷺ نے حکم دیا تھا پڑھو اس سے ان کے لازم اور واجب ہونے کا خیال پیدا ہوتا تھا۔ آپ ﷺ نے ان کے واجب اور لازم ہونے کو مدنظر رکھ کر ان کے وجوب اور لزوم کا شبہہ ختم کیا ہے، سنتوں کو منسوخ نہیں کیا بلکہ مستحب قرار دیا ہے۔

٣۔ بعض بزرگ انہیں بدعت قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کے پڑھنے سے نمازِ مغرب تاخیر کا شکار ہوتی ہے۔ یہ بھی ایک خواب وخیال ہے، جو سنت صریحہ کے مقابلے میں بے وزن ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ تخفیف سے پڑھ لیں، زیادہ طویل نہ کریں۔

٤۔ ان سنتوں کے مسنون و مستحب ہونے کے خلاف جتنی روایات بھی آتی ہیں، سب ضعیف ہیں یا غیر واضح ہیں یا پھر بخاری و مسلم کے خلاف ہیں۔ جبکہ احناف ومحدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ بخاری و مسلم سے ٹکراؤ کی صورت میں بخاری ومسلم کی حدیث کو برتری ہوگی۔ (الدرایۃ ص ٢٧٧)

ثابت ہوا کہ صحیح احادیث کی رو سے نمازِ مغرب سے پہلے کی سنتیں مسنون و مستحب ہیں یہ منسوخ نہیں محکم ومضبوط

(٢١٥٠) بخاری: ١١٨٣۔ ابوداؤد: ١٢٨١۔ احمد: ٢٠٠٢٩۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طور پر ثابت ہیں ان پر عمل کرنا کارِ ثواب ہے۔ (مرعاۃ: ۲/ ۱۴۶)

۲۱۵۱ــ عَنْ سَعْدِبْنِ إِسْحٰقَ بْنِ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَتَى مَسْجِدَ بَنِي عَبْدِالْأَشْهَلِ فَصَلَّى فِيْهِ الْمَغْرِبَ فَلَمَّا قَضَوْا صَلَاتَهُمْ رَآهُمْ يُسَبِّحُوْنَ بَعْدَهَا فَقَالَ هٰذِهِ صَلَاةُ الْبُيُوْتِ. (رواه البخاری، ۱۱۸۳)

سیّدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی کریم ﷺ بنو عبد الاشہل کی مسجد میں تشریف لے گئے اور اس میں آپ نے مغرب کی نماز پڑھی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو دیکھا کہ وہ لوگ دو رکعات بعد مغرب پڑھ رہے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ گھروں میں پڑھنے کی نماز ہے۔''

۲۱۵۲ــ عَنْ مَكْحُوْلٍ: بَلَغَ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: مَنْ صَلّٰى بَعْدَ الْمَغْرِبِ قَبْلَ أَنْ يَتَكَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ، وَفِي رِوَايَةٍ، أَرْبَعَ رَكْعَاتٍ رُفِعَتْ صَلَاتُهُ فِي عِلِّيِّيْنَ. (رواه رزين)

مکحول اپنی سند نبی کریم ﷺ تک پہنچاتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کلام کرنے سے پہلے بعد مغرب دو رکعات پڑھیں۔ اور دوسری روایت ہے کہ چار رکعات پڑھیں تو اس کی نماز اعلیٰ علیین میں بلند کر کے پہنچائی جاتی ہے۔''

۲۱۵۳ــ عَنْ حُذَيْفَةَ نَحْوَهُ وَزَادَ: عَجِّلُوا الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ فَإِنَّهُمَا يُرْفَعَانِ مَعَ الْمَكْتُوْبَةِ. (رواه رزين)

سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے اس کے مثل منقول ہے اور اس میں یہ زیادہ کہا گیا ہے: ''مغرب کے بعد کی دو رکعات جلدی پڑھا کرو، یہ دو رکعات فرض نماز کے ساتھ اوپر اٹھائی جاتی ہیں۔

شرح: ......۱۔ رزین والی دونوں احادیث کو بیان کرنے کے بعد اپنی کتاب قیام اللیل میں باب تعجیل الرکعتین بعد المغرب میں محمد بن نصر مروزی رحمہ اللہ کہتے ہیں: مکحول والی تو مرسل ہے یعنی تابعی کے اوپر راوی گرا ہے۔ اور دوسری ثابت نہیں۔

۲۔ نبی اکرم ﷺ نے نمازِ مغرب کے بعد والی سنتوں کو گھر کی نماز قرار دیا ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ مسجد میں ادا فرماتے تھے، حتیٰ کہ مسجد والے چلے جاتے۔

ان میں مطابقت یہ ہے کہ اگر گھر جانا ہو تو بہتر اور افضل یہی ہے کہ مغرب کے بعد والی سنتیں گھر ہی میں ادا کی جائیں۔ اگر گھر نہ جانا ہو مثلاً کوئی اعتکاف بیٹھا ہو تو مسجد میں ادا کرے یا یہ صورت ہے کہ گھر میں ادا کرنا بہتر ہے اور مسجد میں جائز ہے۔ (مرعاۃ: ۲/ ۱۵۶)

(۲۱۵۱) ابوداؤد: ۱۳۰۰۔ حسن، البانی: ۱۱۵۵۔ ترمذی: ۶۰۴۔ نسائی: ۱۶۰۰۔

(۲۱۵۲) رزین۔

(۲۱۵۳) رزین۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

٢١٥٤۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ صَلَّى بَعْدَ الْمَغْرِبِ سِتَّ رَكَعَاتٍ لَمْ يَتَكَلَّمْ فِيمَا بَيْنَهُنَّ بِسُوْءٍ عُدِلْنَ لَهُ بِعِبَادَةِ ثِنْتَي عَشْرَةَ سَنَةً. (للترمذى ٤٣٥)

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ”جس نے مغرب کی چھ رکعات پڑھیں اور ان کے درمیان بری بات نہ کی تو اس کے لیے بارہ سال کی عبادت لکھی جائے گی۔“ (ترمذی)

٢١٥٥۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ صَلّٰى بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً بَنَى اللّٰهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ. (إبن ماجة ١٣٧٣)

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے مغرب کے بعد بیس رکعات پڑھیں اس کے لیے اللہ تعالیٰ جنت میں گھر تعمیر کرے گا۔“

٢١٥٦۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ: رَأَيْتُ عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ يُصَلِّي بَعْدَ الْمَغْرِبِ سِتَّ رَكَعَاتٍ، وَقَالَ: رَأَيْتُ حَبِيبِي ﷺ يُصَلِّي بَعْدَ الْمَغْرِبِ سِتَّ رَكَعَاتٍ وَقَالَ: مَنْ صَلّٰى بَعْدَ الْمَغْرِبِ سِتَّ رَكَعَاتٍ غُفِرَتْ لَهُ ذُنُوبُهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ. (للطبرانى فى الصغير ٩٠٠ وفيه صالح بن قطن البخارى)

محمد بن عمار بن یاسر نے کہا کہ میں نے سیّدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کو بعد مغرب چھ رکعات پڑھتے دیکھا اور انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو چھ رکعات پڑھتے دیکھا ہے اور آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے مغرب کے بعد چھ رکعات پڑھیں اس کے گناہ معاف کیے جائیں گے خواہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ (طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کی سند میں صالح بن قطن البخاری ہیں۔)

شرح: ...... یہ احادیث حجت کے قابل نہیں، علامہ شوکانی رحمہ اللہ نے یہ فیصلہ دیا ہے کہ تعداد متعین نہیں۔ بہت ساری احادیث ملا کر یہ تقویت ہو جاتی ہے کہ مغرب اور عشاء کے درمیان نوافل اہمیت رکھتے ہیں کیونکہ یہ غفلت کا وقت ہوتا ہے، مگر ان احادیث میں بیان کردہ ثواب کا ثبوت نہیں۔ (مرعاة: ١٥٢/٢)

٢١٥٧۔ عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِيءٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَ سَأَلْتُهَا عَنْ صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ مَا صَلّٰى

”شریح بن ہانی“ نے کہا میں نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی نفلی نمازوں کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے کہا: آپ ﷺ جب بھی نماز عشاء پڑھ کر میرے

(٢١٥٤) ترمذى: ٤٣٥۔ ضعيف جداً، البانى: ٦٦۔ ابن ماجه: ١٣٧٤.

(٢١٥٥) ابن ماجه: ١٣٧٣۔ موضوع، البانى: ٢٨٨۔ ترمذى: ٤٢٥.

(٢١٥٦) طبرانى صغير: ٩٠٠۔ تفرد به صالح بن قطن البخارى، ولم اجد من ترجمه، هيثمى: ٣٣٨٠.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْعِشَاءَ قَطُّ فَدَخَلَ عَلَيَّ إِلَّا صَلّٰى أَرْبَعَ رَكْعَاتٍ أَوْ سِتَّ رَكْعَاتٍ وَلَقَدْ مُطِرْنَا مَرَّةً بِاللَّيْلِ فَطَرَحْنَا لَهُ نِطْعاً فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى ثَقْبٍ فِيهِ يَنْبُعُ الْمَاءُ مِنْهُ وَمَا رَأَيْتُهُ مُتَّقِياً الْأَرْضَ بِشَيْءٍ مِنْ ثِيَابِهِ قَطُّ (لأبي داود ۱۳۰۳)

گھر تشریف لائے تو آپ ﷺ نے چار رکعات یا چھ رکعات ضرور پڑھی ہیں۔ ایک رات ہم پر بارش برسی تو ہم نے آپ ﷺ کے لیے چمڑا تان دیا۔ گویا اب بھی میں دیکھ رہی ہوں کہ مکان کی چھت سے پانی کا چشمہ ابل رہا ہے۔ اور آپ ﷺ کو میں نے اپنا لباس زمین سے بچاتے کبھی نہیں دیکھا۔ (ابوداؤد)

۲۱۵۸۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، رَفَعَهُ: مَنْ صَلّٰى قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعَ رَكْعَاتٍ كَمَنْ تَهَجَّدَ بِهِنَّ مِنْ لَيْلَتِهِ، وَمَنْ صَلَّاهُنَّ بَعْدَ الْعِشَاءِ كُنَّ كَمِثْلِهِنَّ مِنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ (رواه الطبراني في الأوسط بخفي)

سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''جس نے ظہر سے پہلے چار رکعات پڑھیں تو گویا اس نے رات کی نمازِ تہجد ادا کی اور جس نے بعد عشاء چار رکعات پڑھیں تو وہ ایسی ہیں جیسی لیلۃ القدر کی نماز ہے۔'' (الاوسط)

۲۱۵۹۔ وَلَهُ بِضُعْفٍ عَنْ أَنَسٍ مِثْلُهُ.

ضعیف سند کے ساتھ اس کی مثل انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

۲۱۶۰۔ وَلِلْكَبِيرِ بِضُعْفٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، رَفَعَهُ: مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ فِي جَمَاعَةٍ وَصَلّٰى أَرْبَعَ رَكْعَاتٍ قَبْلَ أَنْ يَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ كَانَ كَعَدْلِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ.

اور الکبیر میں ضعیف سند کے ساتھ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت ہے کہ جس نے آخری عشاء باجماعت ادا کی اور مسجد سے باہر نکلنے سے پہلے چار رکعات پڑھیں تو وہ لیلۃ القدر کی نماز کے برابر ہیں۔

شرح:...... نمازِ عشاء کے بعد دو رکعات سنتوں کا ذکر تو صحیح احادیث میں ہے، چار یا چھ والی احادیث ضعیف ہیں، لہٰذا عشاء کے بعد دو سنتیں ہی ثابت ہیں۔

۲۱۶۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مُصَلِّيًا بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَلْيُصَلِّ أَرْبَعاً. (رواه مسلم ۸۸۱)

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''جو شخص نماز جمعہ کے بعد نماز پڑھنا چاہے تو وہ چار رکعات پڑھے۔''

(۲۱۵۷) ابوداؤد: ۱۳۰۳۔ ضعیف، البانی: ۲۸۵۔ احمد: ۲۳۷۸٤.

(۲۱۵۸) طبرانی اوسط، وفیه ناهض بن سالم الباهلی وغیره ولم احد من ذکر هم، هیثمی: ۳۳۲۲.

(۲۱۵۹) طبرانی اوسط، وفیه یحیی بن عقبة بن ابی العیزار وهو ضعیف جداً، هیثمی: ۳۳۸۵.

(۲۱۶۰) طبرانی کبیر وفیه، من ضعف فی الحدیث، هیثمی: ۳۳۸۷.

(۲۱۶۱) مسلم: ۸۸۱۔ ترمذی: ۵۲۳۔ نسائی: ۱٤۲٦۔ ابوداؤد: ۱۱۳۱۔ ابن ماجه: ۱۱۳۲۔ احمد: ۱۰۱۰۸۔ دارمی: ۱۵۷۵.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

٢١٦٢ــ وفي رواية: قَالَ سُهَيْلٌ فَإِنْ عَجَّلَ بِكَ شَيْءٌ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ فِي الْمَسْجِدِ وَرَكْعَتَيْنِ إِذَا رَجَعْتَ. (رواه مسلم ٨٨١)

سیّدنا اور ایک روایت ہے: ''اگر کسی وجہ سے تجھے جلدی ہو تو دو رکعات مسجد میں پڑھ اور دو رکعات (گھر) لوٹ کر پڑھ۔''

٢١٦٣ــ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَأَى رَجُلاً يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي مَقَامِهِ فَدَفَعَهُ وَقَالَ أَتُصَلِّي الْجُمُعَةَ أَرْبَعاً وَكَانَ عَبْدُ اللهِ يُصَلِّي يَوْمَ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ يَقُولُ هٰكَذَا فَعَلَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ (رواه أبو داود ١١٢٧)

نافع نے کہا: ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک مرد کو جمعہ کے دن دو رکعات نماز اسی جگہ پڑھتے دیکھا جہاں اس نے فرض نماز جمعہ پڑھی تھی تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو وہاں سے ہٹا دیا اور کہا: کیا تو جمعہ چار رکعات پڑھتا ہے؟ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جمعہ کے دن دو رکعات اپنے گھر جا کر پڑھتے تھے اور کہتے تھے رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی کیا ہے۔

٢١٦٤ــ عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يُطِيْلُ الصَّلاَةَ قَبْلَ الْجُمُعَةِ وَيُصَلِّي بَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ وَيُحَدِّثُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ (لأبي داود ١١٢٨)

نافع رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما جمعہ سے پہلے طویل نماز پڑھتے تھے اور جمعہ پڑھنے کے بعد واپس چلے جاتے اور اپنے گھر میں جا کر دو رکعات پڑھتے اور بیان کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے اسی طرح کیا ہے۔

٢١٦٥ــ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ إِذَا كَانَ بِمَكَّةَ فَصَلَّى الْجُمُعَةَ تَقَدَّمَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ تَقَدَّمَ فَصَلَّى أَرْبَعاً وَإِذَا كَانَ بِالْمَدِيْنَةِ صَلَّى الْجُمُعَةَ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى بَيْتِهِ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَلَمْ يُصَلِّ فِي الْمَسْجِدِ فَقِيْلَ لَهُ فَقَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَفْعَلُ ذٰلِكَ (لأبي داود ١١٣٠)

عطاء نے کہا: ابن عمر رضی اللہ عنہما جب مکہ میں نماز جمعہ پڑھتے تو آگے بڑھ کر دو رکعات پڑھتے اور جب مدینہ میں ہوا کرتے تو جمعہ پڑھ کر اپنے گھر واپس چلے جاتے اور دو رکعات گھر میں پڑھتے اور مسجد میں نہ پڑھتے۔ تو ان سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ ایسا کرتے تھے۔

(٢١٦٢) مسلم: ٨٨١۔ ترمذی: ٥٢٣۔ نسائی: ١٤٢٦۔ ابوداؤد: ١١٣١۔ ابن ماجہ: ١١٣٢۔ احمد: ١٠١٠٨۔ دارمی: ١٥٧٥.

(٢١٦٣) ابوداؤد: ١١٢٧۔ صحیح، البانی: ٩٩٧۔ ق المرفوع منه، بخاری: ١١٦٩۔ مسلم: ٨٨٢۔ ترمذی: ٥٢٢۔ نسائی: ١٤٢٨۔ ابن ماجہ: ١١٣١۔ احمد: ٦٠٢٠۔ موطا: ٤٠٠۔ دارمی: ١٥٧٤.

(٢١٦٤) ابوداؤد: ١١٢٨۔ صحیح، البانی: ٩٩٨۔ ق، المرفوع منه، بخاری: ١١٦٩۔ مسلم: ٨٨٢۔ ترمذی: ٥٢٢۔ نسائی: ١٤٢٨۔ ابن ماجہ: ١١٣١۔ احمد: ٦٠٢٠۔ موطا: ٤٠٠۔ دارمی: ١٥٧٤.

(٢١٦٥) ابوداؤد: ١١٣٠۔ صحیح، البانی: ١٠٠٠۔ ق، المرفوع منه، بخاری: ١١٦٩۔ مسلم: ٨٨٢۔ ترمذی: ٥٢٢۔ نسائی: ١٤٢٨۔ ابن ماجہ: ١١٣١۔ احمد: ٦٠٢٠۔ موطا: ٤٠٠۔ دارمی: ١٥٧٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شرح: ......ا۔ ان میں یہ دلیل ہے کہ جمعہ کی بعد والی دو سنتیں گھر میں پڑھنا افضل ہے، اگر یہ مسجد میں پڑھی جائیں تو شبہ ہو سکتا تھا کہ شاید فرائض ہی کا حصہ ہیں۔ اس وہم کو دور کرنے کے لیے گھر میں دو رکعات پڑھی جائیں۔ چونکہ نبی اکرم ﷺ نماز جمعہ کے بعد قیلولہ کرتے تھے اور نماز ظہر قیلولہ کے بعد ادا کرتے تھے، اس لیے گھر میں جمعہ کے بعد جلدی دو رکعات پڑھتے تھے۔

۲۔ کسی حدیث میں جمعہ کے بعد دو رکعات پڑھنے کا آتا ہے اور کسی میں بعد میں چار رکعات کا آتا ہے۔ ان میں تعارض نہیں۔ اگر آپ ﷺ مسجد میں پڑھتے تو چار رکعات پڑھتے اگر گھر میں پڑھتے تو دو رکعات پڑھتے۔ (مرعاة: ۲/۱۴۸)

صَلَاةُ الْوِتْرِ وَصَلَاةُ الضُّحٰی

نمازِ وتر اور چاشت کی نماز کا بیان

٢١٦٦۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ الْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَّمْ يُوْتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا الْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَّمْ يُوْتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا الْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَّمْ يُوْتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا. (رواه أبوداود ١٤١٩)

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا: وتر پڑھنا حق ہے اور جو وتر نہ پڑھے تو وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ وتر پڑھنا حق ہے اور جو وتر نہ پڑھے تو وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ وتر پڑھنا حق ہے اور جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔'' (ابوداوٗد)

٢١٦٧۔ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ الْوِتْرُ لَيْسَ بِحَتْمٍ كَصَلَاتِكُمُ الْمَكْتُوْبَةِ وَلٰكِنْ سَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ فَأَوْتِرُوْا يَا أَهْلَ الْقُرْآنِ. (رواه الترمذى ٤٥٣)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: نماز وتر اس طرح لازم نہیں جیسے فرض نماز ہے۔ البتہ اس کو رسول اللہ ﷺ نے سنت قرار دیا ہے اور فرمایا ہے: ''اللہ طاق ہے، وہ طاق کو پسند کرتا ہے پس اے قرآن والو! وتر پڑھا کرو۔'' (اصحاب سنن)

شرح: ...... وتر طاق چیز کو کہتے ہیں، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وتر نماز فرض نہیں نہ واجب ہے بلکہ یہ سنت ہے۔ اس کے واجب ہونے کے جتنے بھی دلائل پیش کیے جاتے ہیں، وہ سب ضعیف ہیں۔ ان کے واجب نہ ہونے پر بہترین دلیل یہ ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو نبی اکرم ﷺ نے اپنی وفات سے کچھ دیر پہلے اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا تھا، انہیں بتایا تھا کہ لوگوں کو بتائیں کہ ان پر پانچ نمازیں فرض ہیں، اگر وتر بھی واجب وفرض ہوتے تو آپ انہیں بتا دیتے۔ (تحفة الاحوذی: ۱/۳٦)

(٢١٦٦) ضعيف، البانی: ٣٠٩۔ احمد: ٢٢٥١٠۔

(٢١٦٧) ترمذی: ٤٥٣۔ صحيح، البانی: ٢٧٤۔ نسائی: ١٦٧٦۔ ابوداؤد: ١٤١٦۔ ابن ماجه: ١١٦٩۔ احمد: ١٢٦٥۔ دارمی: ١٥٧٩۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

۲۔ اور جو کہا گیا ہے کہ اے قرآن کے حاملو! وتر پڑھو۔ یہ تاکید کے لیے کہا ہے اور اہل قرآن سے مراد ایک گمراہ فرقہ نہیں جو کہ حدیث کا منکر ہے وہ تو قرآن کا بھی منکر طبقہ ہے۔ اس سے مراد اہل ایمان ہیں جو قرآن پاک کو حفظ کرتے ہیں اور اس کی تلاوت کرتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں۔

٢١٦٨۔ عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيْزٍ أَنَّ رَجُلاً مِنْ بَنِي كِنَانَةَ يُدْعَى الْمُخْدَجِيَّ سَمِعَ رَجُلاً بِالشَّامِ يُدْعَى أَبَا مُحَمَّدٍ يَقُوْلُ إِنَّ الْوِتْرَ وَاجِبٌ قَالَ الْمُخْدَجِيُّ فَرُحْتُ إِلَى عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ عُبَادَةُ كَذَبَ أَبُوْ مُحَمَّدٍ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ خَمْسُ صَلَوَاتٍ كَتَبَهُنَّ اللهُ عَلَى الْعِبَادِ فَمَنْ جَاءَ بِهِنَّ لَمْ يُضَيِّعْ مِنْهُنَّ شَيْئًا اسْتِخْفَافًا بِحَقِّهِنَّ كَانَ لَهُ عِنْدَ اللهِ عَهْدٌ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ وَمَنْ لَمْ يَأْتِ بِهِنَّ فَلَيْسَ لَهُ عِنْدَ اللهِ عَهْدٌ إِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ وَإِنْ شَاءَ أَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ (رواه أبوداود ١٤٢٠)

ابن محیریز کہتے ہیں: بنو کنانہ کا ایک شخص تھا جس کو مخدجی کہا جاتا تھا اس نے شام میں ایک آدمی سے سنا جس کو ابو محمد کہتے تھے اور وہ کہتا تھا: وتر واجب ہیں۔ مخدجیؒ نے کہا: میں عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی طرف گیا اور اس کو میں نے خبر دی تو اس نے کہا: ابو محمد غلط کہتا ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ نے فرمایا: ”تمام بندوں پر پانچ نمازیں اللہ تعالیٰ نے فرض کی ہیں۔ پس جو ان کو ادا کر کے حاضر ہوگا اور ان کے حقوق میں سے غیر ضروری سمجھ کر کچھ بھی اس نے ضائع نہ کیا ہوگا تو اس کے لیے اللہ تعالیٰ کے پاس سے وعدہ ہے کہ اللہ اس کو جنت میں داخل کردے گا اور جو ان کو ادا نہیں کرے گا تو اس کے لیے اللہ کے پاس وعدہ نہیں ہے۔ اگر چاہے تو عذاب دے اور چاہے تو اس کو جنت میں داخل کر دے۔“

شرح: ...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ وتر واجب نہیں اور جو یہاں یہ لفظ استعمال ہوا ہے کہ ابو محمد نے جھوٹ بولا ہے، اصل میں یہ ایک ان کا اجتہاد تھا، اجتہاد میں جھوٹ نہیں ہوتا۔ خطا ہوتی ہے، اس لیے معنی ہوگا کہ ابو محمد کو غلطی لگی ہے، یا ان سے خطا ہوئی ہے۔ (عون المعبود: ۵۳۴/۱)

٢١٦٩۔ ابن عمر: اجْعَلُوْا آخِرَ صَلَاتِكُمْ وِتْرًا فَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَبِهِ. (للبخاری ٤٧٢)

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما مرفوع بیان کرتے ہیں: ”تم اپنی رات کی نماز کے آخری حصے کو وتر کر دیا کرو۔“

شرح: ...... اس حدیث سے وتر کے واجب ہونے پر استدلال کیا جاتا ہے، مگر یہ استدلال درست نہیں۔ یہ درست ہے کہ دیگر نفلی نمازوں پر جو کہ رات پڑھی جاتی ہیں وتروں کو برتری اور تاکید حاصل ہے۔ جب رات کی نماز خود

(٢١٦٨) ابوداؤد: ١٤٢٠۔ صحیح، البانی: ١٢٥٨۔ نسائی: ٤٦١۔ ابن ماجه: ١٤٠١۔ احمد: ٢٢٢٤٦۔ موطا: ٢٧٠۔ دارمی: ١٥٧٧.

(٢١٦٩) بخاری: ٤٧٢۔ مسلم: ٧٥١۔ ترمذی: ٤٦١۔ نسائی ١٦٩٤۔ ابوداؤد: ١٤٣٨۔ ابن ماجه: ١٣٢٢۔ احمد: ٦٣٨٥۔ موطا: ٢٧٦۔ دارمی: ١٤٥٨.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

واجب نہیں تو یہ وتر کی نماز سے جسے رات کے آخر میں ادا کرنے کا حکم ہو رہا ہے یہ کیسے واجب ہو سکتے ہیں۔
بس یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان کی خصوصی تاکید ہے۔ (فتح الباری: ۲/ ۸۸-۴۸۷)

۲۱۷۰ـ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الأَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ الْوِتْرُ حَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُوْتِرَ بِخَمْسٍ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُوْتِرَ بِثَلاثٍ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُوْتِرَ بِوَاحِدَةٍ فَلْيَفْعَلْ . (رواه أبوداود ١٤٢٢)

سیدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''وتر ہر مسلمان پر حق ہے پس جو چاہے وہ پانچ پڑھے تو پانچ رکعات پڑھے اور جو تین رکعات پڑھنا پسند کرے تو وہ تین رکعات پڑھے اور جو ایک رکعت ہی پڑھنا چاہے تو وہ ایسا کر سکتا ہے۔'' (ابوداود)

۲۱۷۱ـ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ مَنْ شَاءَ أَوْتَرَ بِسَبْعٍ وَمَنْ شَاءَ أَوْتَرَ بِخَمْسٍ وَمَنْ شَاءَ أَوْتَرَ بِثَلاثٍ وَمَنْ شَاءَ أَوْتَرَ بِوَاحِدَةٍ وَمَنْ شَاءَ أَنْ يُومِيَ إِيْمَاءً . (رواه النسائى ١٧١٣)

نسائی کی روایت میں یہ زائد ہے: ''اور جو چاہے وہ اشارہ کرے۔''

۲۱۷۲ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يُوْتِرُ بِسَبْعٍ أَوْبِخَمْسٍ لَا يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِتَسْلِيْمٍ . (رواه النسائى ١٧١٥)

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سات یا پانچ وتر پڑھتے تھے، ان کے درمیان سلام کے ذریعے سے فاصلہ نہیں کرتے تھے۔

۲۱۷۳ـ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ أَبِي قَيْسٍ قُلْتُ لِعَائِشَةَ رضی اللہ عنہا بِكَمْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يُوْتِرُ قَالَتْ كَانَ يُوْتِرُ بِأَرْبَعٍ وَثَلاثٍ وَسِتٍّ وَثَلاثٍ وَثَمَانٍ وَثَلاثٍ وَعَشْرٍ وَثَلاثٍ وَلَمْ يَكُنْ يُوْتِرُ بِأَنْقَصَ مِنْ سَبْعٍ وَلَا بِأَكْثَرَ مِنْ ثَلاثَ عَشْرَةَ (رواه أبوداود ١٣٦٢)

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ وتر پڑھتے تھے چار اور تین رکعات، چھ اور تین رکعات، آٹھ اور تین رکعات اور دس اور تین رکعات اور آپ ﷺ سات رکعات سے کم اور تیرہ رکعات سے زیادہ وتر نہیں پڑھا کرتے تھے۔'' (ابوداؤد)

(٢١٧٠) ابوداود: ١٤٢٢ـ صحيح، البانى: ١٢٦٠ـ نسائى: ١٧١٣ـ احمد: ٢٣٠٣٢ـ دارمى: ١٥٨٢.

(٢١٧١) نسائى: ١٧١٣ـ صحيح الاسناد موقوف، البانى: ١٦١٦ـ ابوداؤد: ١٤٢٢ـ ابن ماجه: ١١٩٠ـ احمد: ٢٣٠٣٣ـ دارمى: ١٥٨٢.

(٢١٧٢) نسائى: ١٧١٥ـ صحيح، البانى: ١٦١٨ـ ابن ماجه: ١١٩٢.

(٢١٧٣) ابوداؤد: ١٣٦٢ـ صحيح، البانى: ١٢١٤ـ بخارى: ٦٣١٠ـ مسلم: ٧٤٣ـ ترمذى: ٤٥٩ـ نسائى: ١٧٨١ـ ابن ماجه: ١٣٦٠ـ احمد: ٢٥٦٣٦ـ موطا: ٢٦٦ـ دارمى: ١٥٨٥.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

٢١٧٤۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُوتِرُ بِثَلَاثَ عَشَرَةَ رَكْعَةً فَلَمَّا كَبِرَ وَضَعُفَ أَوْتَرَ بِسَبْعٍ. (رواه الترمذی ٤٥٧)

سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ تیرہ رکعات وتر پڑھتے تھے اور جب بڑے عمر کے ہو کر کمزور ہو گئے تو سات رکعات وتر پڑھا کرتے تھے۔

٢١٧٥۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُوتِرُ بِسَبْعٍ أَوْ بِخَمْسٍ لَا يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِتَسْلِيمٍ وَلَا كَلَامٍ. (رواه ابن ماجة ١١٩٢)

ایک روایت میں ہے: آپ ﷺ پانچ رکعات یا سات رکعات وتر پڑھتے تھے اور ان کے درمیان نہ سلام کے ساتھ فاصلہ کرتے تھے اور نہ کلام کے ساتھ۔

٢١٧٦۔ عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ الْوِتْرِ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ رَكْعَةٌ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ وَسَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ رَكْعَةٌ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ (رواه مسلم ٧٥٣)

سیّدنا ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہما دونوں مرفوع بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ وتر رات کے آخری حصے میں ایک رکعت ہے۔"

شرح: ......١۔ ایک وتر بھی جائز ہے لیکن بعض حضرات صرف تین وتر کے قائل ہیں اور وہ بھی اس طرح پڑھے جائیں جس طرح نمازِ مغرب میں درمیان میں تشہد کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔ یہ احادیث ان دونوں کی تردید کرتی ہیں کہ وتر صرف تین ہی نہیں کم و بیش بھی جائز ہیں۔

اور نماز وتر جب تین رکعات پڑھیں تو درمیان میں تشہد بیٹھنا جائز نہیں، صرف آخر میں تشہد بیٹھنا ہے۔ تین پڑھنے کا ایک یہ طریقہ بھی ہے کہ دو رکعات پڑھ کر سلام پھیریں اور ایک رکعت بعد میں پڑھ لیں۔

٢۔ ایک وتر سے تیرہ وتروں تک بیان ہوئے ہیں ایک، تین، پانچ، سات، نو، گیارہ، تیرہ تک ثابت ہیں۔ اس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ اکٹھی تعداد میں نبی اکرم ﷺ پڑھتے تھے۔

دوسری صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ دو دو رکعات پڑھتے تھے، آخر میں ایک رکعت سے وتر بنا لیتے۔

اگر تیرہ، پانچ، سات، گیارہ اکٹھے پڑھنے ہوں تو درمیان میں تشہد نہ بیٹھا جائے۔ اگر نو پڑھیں تو آٹھویں رکعت میں تشہد میں بیٹھیں اور نویں اٹھ کر طاق بنا لیں۔ (مرعاۃ: ٢/ ٨-٢٠٧)

(٢١٧٤) ترمذی: ٤٥٧۔ صحیح الاسناد، البانی: ٣٧٩۔ نسائی: ١٧٢٧۔ ابن ماجہ: ١١٩٢۔

(٢١٧٥) ابن ماجہ: ١١٩٢۔ سکت عنہ الالبانی، ترمذی: ٤٥٧۔

(٢١٧٦) مسلم: ٧٥٣۔ نسائی: ١٦٩١۔ ابوداؤد: ١٤٢١۔ ابن ماجہ: ١١٧٥۔ احمد: ٤٩٩٦۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲۱۷۷ـ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ صَلاَۃُ اللَّیْلِ مَثْنٰی مَثْنٰی فَإِذَا أَرَدْتَ أَنْ تَنْصَرِفَ فَارْکَعْ رَکْعَۃً تُوْتِرُلَكَ مَا صَلَّیْتَ(رواہ البخاری ۹۹۳)

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’رات کی نماز دو دو رکعات ہے اور جب تو نماز سے بس کرنے لگے تو ایک رکعت پڑھ لے جو تو نے نماز پڑھی ہے اس کو یہ رکعت طاق کر دے گی۔‘‘

۲۱۷۸ـ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یُوْتِرُ بِثَلاَثٍ یَقْرَأُ فِیْھِنَّ بِتِسْعِ سُوَرٍ مِنَ الْمُفَصَّلِ یَقْرَأُ فِیْ کُلِّ رَکْعَۃٍ بِثَلاَثِ سُوَرٍ آخِرُھُنَّ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ أَحَدٌ (رواہ الترمذی ٤٦٠)

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ تین رکعات وتر پڑھتے تھے اور ان میں مفصل سورتوں میں سے نو سورتیں پڑھا کرتے تھے جن میں سے آخری سورت قل ھو اللہ احد ہوا کرتی تھی۔ (ترمذی)

۲۱۷۹ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یَقْرَأُ فِی الْوِتْرِ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰی وَقُلْ یَاأَیُّھَا الْکَافِرُوْنَ وَقُلْ ھُوَ اللّٰہُ أَحَدٌ فِیْ رَکْعَۃٍ رَکْعَۃٍ. (رواہ الترمذی ٤٦٢)

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نمازِ وتر میں سورۃ الاعلیٰ، سورۃ الکافرون اور سورۃ الاخلاص پڑھتے تھے، ایک کو ایک رکعت میں۔‘‘ (نسائی، ترمذی)

۲۱۸۰ـ ولہ ولأبی داود عن عائشۃ نحوہ وَفِی الثَّالِثَۃِ بِقُلْ ھُوَاللّٰہُ أَحَدٌ وَالْمُعَوَّذَتَیْنِ. (رواہ الترمذی ٤٦٣)

ابوداود رحمہ اللہ کی روایت سیّدہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے اور اس میں یہ زائد ہے کہ تیسری رکعت میں معوذتین بھی پڑھتے تھے۔

شرح:...... ۱۔ وتروں میں مفصل والی سورتوں کی تلاوت والی روایت تو ضعیف ہے، حجت نہیں۔

۲۔ یہ طریقہ تلاوت صحیح ثابت ہے کہ وتروں کی تین رکعات پڑھنی ہوں تو پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سبح اسم ربك الاعلی اور دوسری رکعت میں قل یا ایھا الکافرون اور تیسری رکعت میں سورۃ اخلاص اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس سورتیں پڑھنا مسنون ہے تیسری رکعت میں تنہا سورۂ اخلاص بھی کفایت کر جاتی ہے۔ (مرعاۃ: ۲/۲۱۱)

(۲۱۷۷) بخاری: ۹۹۳ـ مسلم: ۷۵۱ـ ترمذی: ٤٦١ـ نسائی: ١٦٩٤ـ ابوداؤد: ١٤٣٨ـ ابن ماجہ: ١٣٢٢ـ احمد: ٦٣٨٥ـ مؤطا: ٢٧٦ـ دارمی: ١٤٥٨.

(۲۱۷۸) ترمذی: ٤٦٠ـ ضعیف جدا: ٦٩ـ احمد: ٦٨٠.

(۲۱۷۹) ترمذی: ٤٦٢ـ صحیح، البانی: ٣٨٣ـ نسائی: ١٧٠٣ـ ابن ماجہ: ١١٧٢ـ احمد: ٣٥٢١ـ دارمی: ١٥٨٦.

(۲۱۸۰) ترمذی: ٤٦٣ـ صحیح، البانی: ٣٨٤ـ ابوداؤد: ١٤٢٣ـ ابن ماجہ: ١١٧٣.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

٢١٨١ــــ وَلَهُمَا أَيْضًا عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ نَحْوَذٰلِكَ وَفِي آخِرِهِ: وَيَقْنُتُ قَبْلَ الرُّكُوْعِ فَإِذَا فَرَغَ قَالَ عِنْدَ فَرَاغِهِ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ يُطِيْلُ فِيْ آخِرِهِنَّ (رواه النسائي ١٦٩٩)

''اور ان دونوں کی ایک روایت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے اس کے مثل منقول ہے اور اس کے آخر میں ہے کہ رکوع سے پہلے دعائے قنوت پڑھتے تھے اور جب پڑھ کر فارغ ہوتے تو تین بار کہتے: سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ ۔اور آخری بار سُبْحَانَ الْمَلِكِ القدوس طویل آواز کے ساتھ کہتے تھے۔''

شرح: ......ا۔ دعائے وتر رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد دونوں طرح جائز ہے۔

۲۔ وتر کے سلام پھیرنے کے بعد یہ دعا پڑھی جائے: رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ ''فرشتوں اور جبریل کا رب'' کا اضافہ بھی ہے۔ (دار قطنی: ۱۷۵، بیہقی: ۱۰/۳ صحیح)

۳۔ جہاں وضاحت نہ ہو وہاں تو اللہ کا ذکر آہستہ کرنا زیادہ بہتر ہے۔ لیکن جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بلند آواز سے ثابت ہے وہ ذکر بلند آواز سے کیا جائے تو بہتر ہے، بشرطیکہ ریا کاری نہ ہو بلکہ دوسروں کو تعلیم دینا مقصد ہو اور خواب غفلت سے بیدار کرنا مقصد ہو اور مقصد ہو کہ جہاں تک اس ذکر کی آواز پہنچے گی حیوان، درخت، پتھر اور ہر خشک وتر اس کی برکت پائے۔ (مرعاۃ: ۲۱۴/۲)

٢١٨٢ــــ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ حُذَافَةَ قَالَ أَبُوالْوَلِيْدِ الْعَدَوِيُّ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَدْ أَمَدَّكُمْ بِصَلَاةٍ وَهِيَ خَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ وَهِيَ الْوِتْرُ فَجَعَلَهَا لَكُمْ فِيْمَا بَيْنَ الْعِشَاءِ إِلَى طُلُوْعِ الْفَجْرِ . (رواه أبوداود ١٤١٧)

سیدنا خارجہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ نے ایک نماز مزید عطا کردی ہے جو سرخ دولت سے بڑھ کر تمہارے لیے بہتر ہے اور وہ وتر کی نماز ہے پس وہ تمہارے لیے اللہ نے عشاء سے فجر تک میں متعین کردی ہے۔''

شرح: ......یعنی اللہ تعالیٰ نے فرائض کے علاوہ مزید ایک نماز دی ہے جو فرض تو نہیں مگر اس کی تاکید بہت ہے۔ عرب چونکہ سرخ اونٹوں کو بہت نفیس اور قیمتی مال تصور کرتے تھے اس لیے اس نماز کی اہمیت کے پیش نظر انہیں یہ دلیل دی ہے۔

۲۔ اس میں نماز وتر کا وقت بھی بتایا ہے کہ یہ عشاء کے وقت سے لے کر فجر کے طلوع ہونے کے درمیان ہے، کسی وقت بھی نماز وتر پڑھ سکتے ہیں۔

(٢١٨٢) ابوداؤد: ١٤١٨ـ ضعيف، الباني: ٣٠٨ـ ترمذي: ٤٥٢ـ ابن ماجه: ١١٦٨ـ دارمي: ١٥٧٦.

(٢١٨١) نسائي: ١٦٩٩ـ صحيح، الباني: ١٦٠٤ـ ابوداؤد: ١٤٣٠ـ ابن ماجه: ١١٨٢.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

٢١٨٣ـ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مِنْ كُلِّ اللَّيْلِ قَدْ أَوْتَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ أَوَّلِ اللَّيْلِ وَأَوْسَطِهِ وَآخِرِهِ فَانْتَهٰى وِتْرُهُ إِلَى السَّحَرِ. (رواه مسلم ٧٥٦)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت ہے کہ رات کے ہر حصے میں نبی کریم ﷺ نے وتر پڑھے ہیں۔ اول رات، درمیان رات اور آخر رات اور آپ ﷺ نے سحری کے وقت تک وتر پڑھے ہیں۔

٢١٨٤ـ وفي رواية: فَانْتَهٰى وِتْرُهُ حِيْنَ مَاتَ إِلَى السَّحَرِ. (رواه الترمذي ٤٥٦)

اور ایک روایت میں ہے: آپ ﷺ کی وفات سے پہلے آپ ﷺ کی نماز وتر کے لیے سحری ہی وقت قرار پا گیا تھا۔

٢١٨٥ـ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ خَافَ أَنْ لَا يَقُوْمَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَلْيُوْتِرْ أَوَّلَهُ وَمَنْ طَمِعَ يَقُوْمُ أَنْ يَقُوْمَ آخِرَهُ فَلْيُوْتِرْ آخِرَ اللَّيْلِ فَإِنَّ صَلَاةَ آخِرِ اللَّيْلِ مَشْهُوْدَةٌ وَذٰلِكَ أَفْضَلُ. (رواه مسلم ٧٥٥)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ”جو ڈرتا ہو کہ وہ نہیں اٹھے گا آخر رات میں تو وہ اول رات کو وتر پڑھ کر سوئے اور جو اٹھنے کی امید رکھتا ہو آخری رات کو تو آخری رات کی نماز گواہی دی گئی، حاضر کی گئی ہے اور وہ افضل وقت ہے۔“

شرح:... ا۔ یعنی جسے اعتماد نہ ہو کہ وہ آخری رات کو عبادت کے لیے اٹھ سکے گا تو وہ وتر اول رات میں ہی پڑھ لے اور جسے اعتماد ہو کہ وہ رات کے آخر میں اٹھ سکے گا تو وہ وتر آخر شب کو ہی ادا کرے کیونکہ اس وقت اللہ کے فرشتے اور رحمت حاضر ہوتے ہیں۔ اس حدیث سے آخری رات میں وتر پڑھنے کی افضلیت ثابت ہوتی ہے۔

۲۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ وتروں کا وقت نماز عشاء کے بعد سے لے کر طلوع فجر سے پہلے پہلے ہے۔ طلوع فجر ہوتے ہی وتروں کا وقت ختم ہو جاتا ہے، اس کے بعد وتر پڑھیں تو قضا ہوں گے ادا نہیں ہوں گے کیونکہ ادا کا وقت فجر کے طلوع ہونے سے پہلے ہے۔ (مرعاۃ: ۲/ ۲۰۵)

٢١٨٦ـ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ نَامَ عَنْ وِتْرِهِ فَلْيُصَلِّ إِذَا أَصْبَحَ. (رواه الترمذي ٤٦٦)

سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ”جو وتر پڑھے بغیر سو گیا تو وہ نماز وتر پڑھے جب صبح ہو جائے۔“

(٢١٨٣) مسلم: ٧٤٥ـ بخاري: ٩٩٦ـ ترمذي: ٤٥٦ـ نسائي: ١٦٨١ـ ابوداؤد: ١٤٣٥ـ ابن ماجه: ١١٨٥ـ احمد: ٢٤٤٥٣ـ دارمي: ١٥٨٧.

(٢١٨٤) ترمذي: ٤٥٦ـ صحيح، الباني: ٣٨٧ـ نسائي: ١٦٨١ـ ابوداؤد: ١٤٣٥ـ ابن ماجه: ١١٨٥ـ احمد: ٢٤٤٥٣ـ دارمي: ١٥٨٧.

(٢١٨٥) مسلم: ٧٥٥ـ ترمذي: ٤٥٥ـ ابن ماجه: ١١٨٧ـ احمد: ٢٧٥٢١.

(٢١٨٦) ترمذي: ٤٦٦ـ صحيح، الباني: ٣٨٧ـ ابوداؤد: ١٤٣١.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

۲۱۸۷ـــ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ نَامَ عَنِ الْوِتْرِ أَوْ نَسِيَهُ فَلْيُصَلِّ إِذَا ذَكَرَ وَإِذَا اسْتَيْقَظَ . (رواہ الترمذی ٤٦٥)

سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو وتر پڑھنے کے بغیر سو جائے یا وہ بھول جائے تو جب اس کو یاد آئے یا وہ بیدار ہو تو وتر پڑھے۔“ (ترمذی)

شرح: ......اس سے ثابت ہوا کہ وتر رہ جائیں تو ان کی قضا اسی طرح ہے جس طرح دوسری نماز رہ جائے تو اس کی قضا ہے۔ سو گیا ہو تو اٹھ کر پڑھ لی جائے، بھول گیا ہو تو جب یاد آئے پڑھ لے۔ حاکم: ۱/ ۳۰۲، بیہقی: ۲/ ۴۷۸ میں ایک صحیح حدیث آتی ہے کہ صبح ہو جائے اور کسی نے وتر نہیں پڑھے تو اس کے وتر نہیں۔

بظاہر ان دونوں احادیث میں ٹکراؤ نظر آ رہا ہے، ان میں مطابقت یوں ہے کہ جو قصداً نہ پڑھے اسے وعید سنائی گئی ہے تاہم یہ مطلب نہیں کہ وتروں کی قضا نہ دی جائے۔ یہ قضا تو دینی چاہیے۔ (مرعاۃ: ۲/ ۲۱۶)

۲۱۸۸ـــ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ قَالَ سَأَلْتُ عَائِذَ بْنَ عَمْرٍو وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرِ هَلْ يُنْقَضُ الْوِتْرُ قَالَ إِذَا أَوْتَرْتَ مِنْ أَوَّلِهِ فَلَا تُوْتِرْ مِنْ آخِرِهِ (رواہ البخاری ٤١٧٦)

”ابو جمرہ سے روایت ہے کہ میں نے عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے سوال کیا، وہ نبی ﷺ کے صحابہ میں سے ایک صحابی ہیں: کیا وتر توڑے جاتے ہیں؟ تو انہوں نے کہا: جب تو اول رات کو وتر پڑھ لے تو اس رات کے آخر میں نہ پڑھ۔ (بخاری)

۲۱۸۹ـــ زَادَ رَزِيْنٌ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: لَا وِتْرَانِ فِي لَيْلَةٍ .

رزینؒ نے زیادہ بیان کیا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ ایک رات میں دوبارہ وتر پڑھنا جائز نہیں ہے۔

۲۱۹۰ـــ عَنْ نَافِعٍ أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بِمَكَّةَ وَالسَّمَاءُ مُغِيْمَةٌ فَخَشِيَ عَبْدُ اللّٰهِ الصُّبْحَ فَأَوْتَرَ بِوَاحِدَةٍ ثُمَّ انْكَشَفَ الْغَيْمُ فَرَأَى أَنَّ عَلَيْهِ لَيْلًا فَشَفَعَ بِوَاحِدَةٍ ثُمَّ صَلَّى بَعْدَ ذٰلِكَ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ فَلَمَّا خَشِيَ الصُّبْحَ أَوْتَرَ بِوَاحِدَةٍ . (رواہ مالك ٢٧٥)

نافع رحمہ اللہ نے کہا کہ میں مکہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا۔ آسمان پر بادل چھائے تھے تو ابن عمر رضی اللہ عنہ کو صبح طلوع ہونے کا اندیشہ پیدا ہوا پس انہوں نے ایک رکعت وتر پڑھے پھر بادل کھل گیا اور انہوں نے دیکھا کہ سر پر رات باقی ہے تو ایک رکعت ساتھ ملا کر اس کو جفت کر دیا، پھر وہ دو دو رکعات پڑھتے رہے اور پھر جب صبح آنے کا خدشہ پیدا ہوا تو ایک رکعت پڑھ لی۔ (مالک)

شرح: ......حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا اجتہاد یہ تھا، وہ وتر توڑنے کے قائل تھے۔ وتر توڑنے کا مطلب یہ ہے کہ کسی نے رات وتر پڑھ رکھے ہوں، اب رات بیدار ہوتا ہے تو یہ ایک رکعت پڑھے جو رات والی نماز کا حصہ بن جائے گی یہ طاق کی بجائے جفت رکعات ہوں گی اس کے بعد دو دو رکعات پڑھ کر تہجد پڑھے اور آخر میں پھر وتر پڑھ لے۔

(۲۱۸۷) ترمذی: ٤٦٥۔ صحیح، الالبانی: ٣٨٦۔ ابوداؤد: ١٤٣١۔ ابن ماجہ: ١١٨٩۔ احمد: ١٠٨٧١۔
(۲۱۸۸) بخاری: ٤١٧٦۔ (۲۱۸۹) رزین، شرح زرقانی: ١/ ٢٥٨۔ (۲۱۹۰) مؤطا: ٢٧٥۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

لیکن یہ اجتہاد ایسا ہے کہ اس کے ساتھ کسی نے اتفاق نہیں کیا، اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ اگر کوئی سونے سے پہلے وتر پڑھتا ہے اور رات بیداری کی صورت میں نوافل پڑھنا چاہتا ہے تو وہ وتروں کے بعد بھی نوافل پڑھ سکتا ہے۔ وتر توڑنے کی ضرورت نہیں اور ان نوافل کے بعد دوبارہ وتر پڑھنا درست نہیں کیونکہ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے

لَا وِتْرَانِ فِي لَيْلَةٍ (نسائی، ابن خزیمہ یہ حدیث حسن ہے)

''ایک رات میں دو وتر نہیں ہوتے۔'' (شرح زرقانی: ۱/ ۲۵۸، فتح الباری: ۷/ ۴۵۲)

۲۱۹۱۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي بَعْدَ الْوِتْرِ رَكْعَتَيْنِ. (رواه الترمذی ٤٧١)

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز وتر کے بعد دو رکعات پڑھا کرتے تھے۔ (ترمذی)

شرح: ...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ وتروں سے فراغت کے بعد دو رکعات بیٹھ کر پڑھنا مسنون ہے، آپ ﷺ کبھی پڑھتے تھے، کبھی نہیں پڑھتے تھے۔ (مرعاۃ: ۲/ ۲۱۹) اور وتروں کے بعد نوافل کا ثبوت بھی ملتا ہے۔

۲۱۹۲۔ عَنْ سَعْدِبْنِ هِشَامٍ أَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ لَا يُسَلِّمُ فِي رَكْعَتَيِ الْوِتْرِ. (رواه النسائی ١٦٩٨)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز وتر میں دو رکعات کے بعد سلام نہیں پھیرتے تھے۔ (نسائی)

۲۱۹۳۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُسَلِّمُ بَيْنَ الرَّكْعَةِ وَالرَّكْعَتَيْنِ فِي الْوِتْرِ حَتَّى يَأْمُرَ بِبَعْضِ حَاجَتِهِ. (رواه البخاری، ٩٩١)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز وتر کی پہلی دو رکعات کے بعد سلام پھیرتے تھے یہاں تک کہ اپنی ضرورت کا بھی حکم دیتے تھے۔'' (مالک اور بخاری)

شرح: ...... اس کا مطلب ہے کہ نماز وتر تین رکعات ملا کر پڑھنا ہوں تو درمیان میں کوئی کام پڑ جائے تو دو رکعات پڑھ کر سلام پھیر لیا جائے اور پھر ایک رکعت علیحدہ اٹھ کر پڑھ لیں تو جائز ہے۔

مگر اس سے یہ دلیل لینا درست نہیں کہ نمازِ وتر کا طریقہ ہی یہ ہے کہ دو رکعات پڑھ کر سلام پھیرا جائے اور ایک علیحدہ رکعت پڑھی جائے، دوسرا طریقہ تینوں وتر ملا کر پڑھنے کا درست ہی نہیں۔

یہ بات صحیح نہیں، تینوں ملا کر یا دو رکعات پڑھ کر سلام پھیر کر اور پھر ایک رکعت علیحدہ پڑھنا دونوں طریقے تین وتروں کے مسنون ہیں۔ (فتح الباری: ۲/ ۴۸۲)

(۲۱۹۱) ترمذی: ٤٧١۔ صحیح، البانی: ٣٩٢۔ ابن ماجه: ١١٩٥۔

(۲۱۹۲) نسائی: ١٦٩٨۔ شاذ، البانی: ١٠٢۔

(۲۱۹۳) بخاری: ٩٩١۔ مسلم: ٧٥١۔ ترمذی: ٤٦١۔ نسائی: ١٦٩٤۔ ابوداؤد: ١٤٣٨۔ ابن ماجه: ١٣٢٢۔ احمد: ٦٣٨٥۔ موطا: ٢٧٦۔ دارمی: ١٤٥٨۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

٢١٩٤۔ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ أَنَّ عَبْدَاللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ صَلاةُ الْمَغْرِبِ وِتْرُ صَلاةِ النَّهَارِ. (رواه مالك ٢٧٨)

روایت ہے کہ وہ کہتے تھے کہ مغرب کی نماز دن کے وتر ہیں۔ (مالک)

شرح: ...... یہ موقوف ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول ہے، مرفوع ضعیف ہے۔ یعنی جس طرح وتر کی نماز رات کی نماز ہے، جو عشاء کے بعد سے لے کر فجر سے پہلے ادا کی جاتی ہے۔ اسی طرح یہ مغرب کی نماز فرض نمازوں کو وتر بناتی ہے۔ (شرح زرقانی: ۱/ ۲۵۹)

٢١٩٥۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ إِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَيَدَعُ الْعَمَلَ وَهُوَ يُحِبُّ أَنْ يَعْمَلَ بِهِ خَشْيَةَ أَنْ يَعْمَلَ بِهِ النَّاسُ فَيُفْرَضَ عَلَيْهِمْ وَمَا سَبَّحَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ سُبْحَةَ الضُّحٰى قَطُّ وَإِنِّي لَأُسَبِّحُهَا. (رواه البخاري ١١٢٨)

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ بعض اوقات وہ عمل ترک کردیتے تھے جس کا کرنا آپ کو پسند ہوتا تھا اس ڈر سے کہ لوگ اس پر عمل کریں گے تو ان پر یہ عمل فرض ہوجائیگا۔ اور رسول اللہ ﷺ نے کبھی چاشت کی دو رکعات نہیں پڑھیں اور میں ان کو پڑھتی ہوں۔

٢١٩٦۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّهَا قَالَتْ مَارَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يُصَلِّي سُبْحَةَ الضُّحٰى قَطُّ وَإِنِّي لَأُسَبِّحُهَا وَإِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَيَدَعُ الْعَمَلَ وَهُوَ يُحِبُّ أَنْ يَعْمَلَ بِهِ خَشْيَةَ أَنْ يَعْمَلَ بِهِ النَّاسُ فَيُفْرَضَ عَلَيْهِمْ. (رواه مسلم ٧١٨)

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی چاشت کے وقت دو رکعت نماز پڑھتے نہیں دیکھا اور میں ان دو کو پڑھا کرتی ہوں اور آپ ﷺ کبھی کوئی عمل بھول جاتے تو میں یاد کراتی تھی۔

٢١٩٧۔ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ شَقِيْقٍ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ أَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي

عبداللہ بن شقیق نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی: کیا رسول اللہ ﷺ چاشت کی نماز پڑھا کرتے تھے؟ تو انہوں نے کہا:

(٢١٩٤) موطا: ٢٧٨۔ احمد: ٤٨٣٢.

(٢١٩٥) بخاری: ١١٢٨۔ مسلم: ٧١٨۔ ابوداؤد: ١٢٩٣۔ احمد: ٢٥٤٨٠۔ موطا: ٣٦٠۔ دارمی: ١٤٥٥.

(٢١٩٦) مسلم: ٧١٨۔ ابوداؤد: ١٢٩٣۔ احمد: ٢٥٤٨٠۔ موطا: ٣٦٠۔ دارمی: ١٤٥٥.

(٢١٩٧) نسائی: ٢١٨٤۔ صحیح، البانی: ٢٠٦٤۔ بخاری: ٦٣١٠۔ مسلم: ١٢١١۔ ترمذی: ٧٤٥۔ ابوداؤد: ٢٤٣١۔ ابن ماجه: ٢٩١٢۔ احمد: ٢٥٦٣٦۔ موطا: ٢٦٦۔ دارمی: ١٥٨٥.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

صَلاَةَ الضُّحَى قَالَتْ لاَ إِلاَّ أَنْ يَجِيْءَ مِنْ مَغِيْبِهِ . (رواه النسائي ، ، ۲۱۸٤)

نہیں پڑھتے تھے البتہ اگر اس وقت سفر سے لوٹتے تھے تو پڑھتے تھے۔

۲۱۹۸۔ مُعَاذَةَ أَنَّهَا سَأَلَتْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كَمْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي صَلاَةَ الضُّحَى قَالَتْ أَرْبَعَ رَكْعَاتٍ وَيَزِيْدُ مَاشَاءَ . (رواه مسلم ، ، ۷۱۹)

معاذہ نے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ رسول اللہ ﷺ چاشت کی کتنی رکعات پڑھا کرتے تھے؟ تو ام المومنین نے اس عورت کو جواب دیا: چار رکعات پڑھتے اور زیادہ بھی کرتے تھے جو اللہ چاہے۔

۲۱۹۹۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي الضُّحَى حَتَّى نَقُوْلَ لاَ يَدَعُ وَيَدَعُهَا حَتَّى نَقُوْلَ لاَ يُصَلِّي . (رواه الترمذي ، ، ٤٧٧)

سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس تسلسل سے چاشت کی نماز پڑھتے کہ ہم کہتے تھے آپ ﷺ اس کو کبھی ترک نہیں کریں گے اور پھر ترک کرتے تو ہم کہتے کہ اب آپ ﷺ اس کو کبھی نہیں پڑھیں گے۔ (ترمذی)

۲۲۰۰۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ مَاأَخْبَرَنِي أَحَدٌ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ فَصَلَّى الضُّحَى إِلاَّ أُمُّ هَانِيءٍ فَإِنَّهَا حَدَّثَتْ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ بَيْتَهَا يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ فَصَلَّى ثَمَانِيَ رَكْعَاتٍ مَارَأَيْتُهُ صَلَّى صَلاَةً قَطُّ أَخَفَّ مِنْهَا غَيْرَ أَنَّهُ كَانَ يُتِمُّ الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ . (رواه مسلم ، ۳۳٦) فى كتاب صلاة المسافرين وقصرها)

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کہتے ہیں کہ ہم سے کسی نے بیان نہیں کیا کہ اس نے نبی کریم ﷺ کو چاشت کے وقت نماز پڑھتے دیکھا ہے مگر سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا نے بتایا ہے وہ کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ میرے گھر میں تشریف لائے۔ یہ مکہ فتح کرنے کا دن تھا پس آپ ﷺ نے غسل کر کے آٹھ رکعات پڑھیں۔ میں نے آپ ﷺ کی کوئی نماز اس قدر مختصر نہیں دیکھی جس قدر یہ نماز آپ ﷺ نے مختصر اور خفیف پڑھی ہے البتہ آپ رکوع و سجود مکمل کرتے تھے۔

شرح: ...... ضُحیٰ: اس وقت کو کہتے ہیں جب دن کے شروع میں آفتاب بلند ہوتا ہے تقریباً آسمان کے چوتھے حصہ تک بلند ہو جائے۔ اس وقت سے لے کر آفتاب کے زوال سے پہلے تک اس نماز کا وقت رہتا ہے اسے نمازِ چاشت بھی کہتے ہیں۔

(۲۱۹۸) مسلم: ۷۱۹۔ ابن ماجہ: ۱۳۸۱۔ احمد: ۲۵۷۵۵.

(۲۱۹۹) ترمذی: ٤۷۷۔ ضعیف البانی: ۷۲۔ احمد: ۱۰۷۷۱.

(۲۲۰۰) مسلم: ۳۳٦۔ کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا۔ بخاری: ٦۱۵۸۔ ترمذی: ۲۷۳٤۔ نسائی: ٤۱۵۔ ابوداؤد: ۲۷٦۳۔ ابن ماجہ: ۱۳۷۹۔ احمد: ۲٦۸٤۲۔ موطا: ۳۵۹۔ دارمی: ۱٤۵۳.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۲۔ نمازِ چاشت مستحب ہے۔ (۲) ایک قول ہے کہ نمازِ چاشت کسی سبب کے وقت جائز ہے بغیر سبب کے جائز نہیں۔

یہ موقف درست نہیں جیسا کہ احادیث آ رہی ہیں، جن سے اس موقف کی تردید ہوتی ہے کہ بغیر سبب کے ہی یہ مستحب ہے۔

۳۔ ایک قول ہے کہ یہ بدعت ہے۔ ممکن ہے اسے گھر میں ہمیشہ پڑھنے کو بدعت قرار دیا گیا ہو، وگرنہ صحیح احادیث سے اس کا استحباب ثابت ہے۔

۴۔ نماز چاشت کی رکعات کی تعداد وہ دو چار اور آٹھ تک ہے۔ ان میں صحیح ترین اور زیادہ تر افضل تعداد آٹھ رکعات والی ہے۔ (مرعاۃ: ۲/ ۲۳۹)

۵۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ایک عمل فرض نہ ہو اس کے فرض ہونے کی صورت کا خدشہ ہو تو اسے ترک کرنا چاہیے۔ اور نمازِ چاشت ثابت ہے۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا نہ دیکھنا اس کے عدم ثبوت کی دلیل نہیں یہ نماز آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ (فتح الباری: ۳/ ۵۶)

۲۲۰۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَوْصَانِيْ خَلِيلِيْ ﷺ بِثَلَاثٍ بِصِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَرَكْعَتَيِ الضُّحَى وَأَنْ أُوتِرَ قَبْلَ أَنْ أَرْقُدَ. (رواه مسلم، ، ۷۲۱)

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت فرمائی کہ میں ہر مہینے میں تین دن کے روزے رکھوں اور چاشت کی دو رکعات پڑھتا رہوں اور یہ کہ میں سونے سے پہلے وتر پڑھا کروں۔

شرح: ...... اس میں اس بات پر دلالت ہے کہ چاشت کی نماز مستحب ہے اور اس کی کم از کم دو رکعات ہیں۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ جب بیداری کا اعتماد نہ ہو تو وتر سونے سے پہلے پڑھ لیں۔

۲۔ یہ وصیت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی تھی۔ اس وصیت میں نماز روزہ کی مشق کروائی گئی ہے تاکہ فرائض کھلے دل سے ادا ہو سکیں کیونکہ جو نوافل کی دیکھ بھال کرتا ہے اس کے لیے فرائض کی نگرانی آسان ہو جاتی ہے۔

چاشت کی نماز تو ویسے بھی اعضائے انسانی کا صدقہ ہے اس لیے اس کی ترغیب دلائی ہے۔ یہ جو لوگوں میں مشہور ہے کہ جو چاشت کی نماز پڑھتا ہے پھر اسے چھوڑ دیتا ہے تو یہ اندھا ہو گا، یہ بے اصل اور من گھڑت بات ہے۔

۳۔ اس وصیت میں ان تین چیزوں کا ذکر کیا ہے، وجہ یہ ہے کہ نماز اور روزہ بدنی عبادتوں میں اشرف عبادات میں سے ہیں، یہ مذکورہ افراد گرامی اصحاب مال نہ تھے، یہ عبادات بغیر مال حاصل ہو جاتی ہیں، اس لیے ان بزرگوں کی یہ کی

(۲۲۰۱) مسلم: ۷۲۱۔ بخاری: ۱۹۸۱۔ ترمذی: ۷۶۰۔ نسائی: ۲۴۰۷۔ ابوداؤد: ۱۴۳۲۔ احمد: ۱۰۴۳۱۔ دارمی: ۱۷۴۵۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دور کرتے ہوئے بدنی عبادتوں کی تلقین کی ہے، جو رات دن میں مالی صدقہ کے قائمقام ہو جائیں۔ (فتح الباری: ۳/ ۵۸)

٢٢٠٢۔ وَلِمُسْلِمٍ وَأَبِي دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ مِثْلَهُ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ.

اور مسلم اور ابوداؤد اور نسائی کی سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی روایت مثل اس کے ہے۔

٢٢٠٣۔ عَنِ الْقَاسِمِ الشَّيْبَانِيِّ أَنَّ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ رَأَى قَوْمًا يُصَلُّوْنَ الضُّحَى فَقَالَ أَمَا لَقَدْ عَلِمُوْا أَنَّ الصَّلَاةَ فِي غَيْرِ هٰذِهِ السَّاعَةِ أَفْضَلُ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ صَلَاةُ الْأَوَّابِيْنَ حِيْنَ تَرْمَضُ الْفِصَالُ. (رواہ مسلم ،، ٧٤٨)

سیّدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کچھ لوگوں کو چاشت کے وقت نماز پڑھتے دیکھا تو کہا: کاش ان لوگوں کو یہ علم ہوتا کہ اس وقت کے علاوہ نماز پڑھنے میں نماز زیادہ افضل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: "اَوّابین (رجوع کرنے والوں) کی نماز کا وہ وقت ہے جب اونٹوں کے پاؤں گرمی سے تنگ آ جاتے ہیں۔" (مسلم)

شرح: ...... ۱۔ لوگ نماز مسجد قباء میں ادا کر رہے تھے، وہ وعظ سن رہے تھے جب آفتاب طلوع ہوا تو جلدی سے ستونوں کی اوٹ میں نمازِ چاشت پڑھنے لگے۔

۲۔ یہ چونکہ نماز چاشت کے مختار وقت سے پہلے پڑھ رہے تھے، اس لیے حضرت زید رضی اللہ عنہ نے ان کے اس عمل پر تنقید کی کہ انہیں علم بھی ہے کہ نمازِ چاشت کا پسندیدہ وقت ابھی نہیں ہوا، یہ پھر بھی پڑھتے جا رہے ہیں، وہ وقت بھی انہوں نے بتایا تھا کہ جب اونٹنی کے بچے کے پاؤں جلنے لگیں۔

۳۔ اس نمازِ چاشت کو اوابین (جھکنے والوں کی نماز قرار دیا گیا ہے) کہ اس میں انسان گناہوں سے توبہ کرتا ہے، اخلاص عمل پیدا کرتا ہے اور امورِ خیر سرانجام دیتا ہے۔ اور یہ وقت ایسا ہوتا ہے کہ نفس انسانی استراحت اور آرام کی طرف مائل ہوتا ہے۔ اس گھڑی میں مصروف عبادت ہونا بہت ہی لائق تعریف بات ہے۔ اس وقت ذکر الٰہی صفائے قلبی کا باعث بنتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مناجات سے لذت اندوز ہوتا ہے۔ (مرعاۃ: ۲/ ۲۴۲)

٢٢٠٤۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ يُصْبِحُ عَلَى كُلِّ سُلَامَى مِنْ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ فَكُلُّ تَسْبِيْحَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَحْمِيْدَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَهْلِيْلَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَكْبِيْرَةٍ صَدَقَةٌ

سیّدنا ابوذر رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں۔ فرمایا: "تم میں سے ہر انسان کے بدن کے ہر جوڑ پر صدقہ واجب ہوتا ہے۔ پس تسبیح صدقہ ہے، ہر تحمید صدقہ، ہر تہلیل صدقہ ہے، ہر تکبیر صدقہ ہے، اچھی بات کا حکم دینا صدقہ ہے، ہر بدی سے منع کرنا

(٢٢٠٢) ولمسلم وابی داود، والنسائی عن ابی الدرداء

(٢٢٠٣) مسلم: ٧٤٨۔ احمد: ١٨٨٦٠۔ دارمی: ١٤٥٧.

(٢٢٠٤) مسلم: ٧٢٠۔ ابوداؤد: ١٢٨٦.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَةٌ وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ وَيُجْزِئُ مِنْ ذٰلِكَ رَكْعَتَانِ يَرْكَعُهُمَا مِنَ الضُّحٰى . (رواه مسلم ، ٧٢٠)

صدقہ ہے، اور جو شخص دو رکعت چاشت پڑھے تو وہ ان سب کے قائم مقام کفایت کرتی ہے۔" (مسلم)

٢٢٠٥ ـــ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي مِنَ الضُّحٰى (لأحمد ، ، ٦٨٤ .) والموصلي .)

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ چاشت کے وقت نماز پڑھتے تھے۔ (احمد و موصلی)

٢٢٠٦ ـ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَرِيَّةً فَغَنِمُوْا وَأَسْرَعُوا الرَّجْعَةَ فَتَحَدَّثَ النَّاسُ بِقُرْبِ مَغْزَاهُمْ وَكَثْرَةِ غَنِيْمَتِهِمْ وَسُرْعَةِ رَجْعَتِهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلٰى أَقْرَبَ مِنْهُ مَغْزًى وَأَكْثَرَ غَنِيْمَةً وَأَوْشَكَ رَجْعَةً مَنْ تَوَضَّأَ ثُمَّ غَدَا إِلَى الْمَسْجِدِ لِسُبْحَةِ الضُّحٰى فَهُوَ أَقْرَبُ مَغْزًى وَأَكْثَرُ غَنِيْمَةً وَأَوْشَكُ رَجْعَةً . (رواه أحمد ، ٦٦٠٠ والكبير بلين)

سیّدنا عبداللہ ابن عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ایک فوج روانہ کی تو وہ غنیمت حاصل کر کے جلدی واپس آ گئی اور لوگوں میں اس فوج کے قریب سفر میں کامیابی، کثرتِ غنیمت اور فوری واپسی کا چرچہ ہونے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں زیادہ قریب جگہ پر حملہ، زیادہ مالِ غنیمت اور قریب ترین وقت میں واپس آنے والے کی اطلاع نہ دے دوں؟ جس شخص نے اچھی طرح وضو کیا، مسجد گیا اور چاشت کی نماز پڑھی تو وہ قریب حملہ آور، زیادہ مالِ غنیمت لیکر جلدی لوٹنے والا ہے۔" (احمد، الکبیر بسند کمزور)

شرح: ......۱۔ ان احادیث میں نمازِ چاشت کی عظمت و فضیلت بیان ہوئی ہے اور اس کے جائز ہونے کی تاکید بتائی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ اس نماز کی دو رکعات جو کہ کم از کم ہیں، تین سو ساٹھ جوڑوں کے صدقہ سے کفایت کرتی ہیں اور اسے بہت جلد کامیاب لشکر سے بھی زیادہ مفید اور تیزی سے ثواب اکٹھا کرنے کا سبب بتایا گیا ہے، وجہ یہ ہے کہ اس میں سفر بھی ہوا، مشقت بھی اٹھائی گئی، مگر ان دو رکعات کو ان سے پہلے ادا کر لیا گیا ہے اور اجر و ثواب اور نفع بخش ہونے میں زیادہ بڑھ کر قرار دیا گیا ہے کیونکہ اس میں جانی نقصان بھی نہیں ہوا، نہ ہی شمشیر زنی کرنا پڑی، یہ مالِ غنیمت تو جانی یا مالی یا بدنی نقصان سے حاصل ہوا مگر یہ نمازِ چاشت والا ثواب اس کے بغیر ہی حاصل ہوا۔

(٢٢٠٥) احمد: ٦٨٤ـ موصلي، رجال احمد ثقات، ترمذی: ٥٩٨ـ نسائي: ٨٧٥ـ ابن ماجه: ١١٦١ـ هيثمي: ٣٤٠٤.

(٢٢٠٦) احمد: ٦٦٠٠ـ طبراني كبير، وفيه، ابن لهيعه وفيه كلام، ورجال الطبراني ثقات لانه جعل بدل ابن لهيعة ابن وهب،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۲۔ ان اعضاء کی سلامتی پر انسان کے ذمہ یہ چیز لازم ہے کہ وہ ان کا شکریہ ادا کرے اور انہیں آفات سے بچانے کی تدبیر کرے۔

صدقہ وخیرات، تسبیحات وتکبیرات، تہلیلات اور نیکی کا حکم کرنا، برائی سے روکنا، یہ ساری چیزیں ان اعضاء سے آفات کو دور رکھتے ہیں، انسان کے لیے بعض اوقات ناممکن ہو جاتا ہے کہ یہ تمام لوازمات پورے کرے۔

ان سب کے عوض کم ازکم نماز چاشت کی دو رکعات قرار دی گئی ہیں کیونکہ نماز کی صورت میں تمام اعضاء کے شکریہ کے لیے پورا بدن مصروف ہو جاتا ہے۔ اس لیے نمازِ چاشت کو ان اذکار کے لیے کافی قرار دے دیا گیا ہے۔

۳۔ ان احادیث میں یہ دلالت بھی ہے کہ تسبیحات، تحمیدات، تہلیلات اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور ہمہ نوع اطاعات اور قربات وغیرہ روزانہ کثرت سے کریں۔

٢٢٠٧ــ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرِ الْجُهَنِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ إِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُوْلُ يَا ابْنَ آدَمَ اكْفِنِيْ أَوَّلَ النَّهَارِ بِأَرْبَعِ رَكْعَاتٍ أَكْفِكَ بِهِنَّ آخِرَيَوْمِكَ . (رواه أحمد، ١٦٩٣٩) والموصلي .

سیّدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے! اے ابن آدم! تو دن کے اول حصے میں چار رکعات کی ضمانت دے دے، میں ان کے عوض دن کے آخری وقت میں تیری کفایت کروں گا۔'' (الموصلی اور احمد)

٢٢٠٨ــ وَلَهُ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ وَأَبِي مُرَّةَ الطَّائِفِيِّ نَحْوَهُ .

اس کی مثل سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ اور ابو مرہ الطائفی سے مروی ہے۔

٢٢٠٩ــ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ أَوْأَبِي ذَرٍّ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ عَنِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ أَنَّهُ قَالَ ابْنُ آدَمَ ارْكَعْ لِي مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ أَرْبَعَ رَكْعَاتٍ أَكْفِكَ آخِرَهُ . (للترمذی، ٤٧٥)

سیّدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے یا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے ابن آدم! تو میرے دن کے آغاز میں چار رکعتیں پڑھ لے میں دن کے آخری حصے میں تیرے لیے کافی ہو جاؤں گا۔

٢٢١٠ــ وَلِلْكَبِيْرِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَالنَّوَاسِ بْنِ سَمْعَانَ نَحْوَهُ .

اور الکبیر میں ابن عمر رضی اللہ عنہ اور نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ کی روایت اس کے مثل ہے۔

٢٢١١ــ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي ذَرٍّ:

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ابوذر! کو کہا: اے چچا! مجھے کوئی وصیت

(٢٢٠٧) احمد: ١٦٩٣٩۔ ابو يعلى موصلى ورجاله رجال الصحيح، هيثمى: ٣٤٠٩.

(٢٢٠٨) احمد، ورجاله رجال الصحيح، هيثمى: ٣٤١٠.

(٢٢٠٩) ترمذی: ٤٧٥۔ صحيح، البانى: ٣٩٥۔ احمد: ٢٧٠٠٢.

(٢٠١٠) طبرانى كبير وفيه ليث بن ابى سليم وهو مدلس وحديث النواس: ٣٤١٣۔ طبرانى كبير ورجاله ثقات.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

يَاعَمَّاهُ أَوْصِنِي، قَالَ: سَأَلْتَنِي عَمَّا سَأَلْتُ عَنْهُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: إِنْ صَلَّيْتَ الضُّحٰى رَكْعَتَيْنِ لَمْ تُكْتَبْ مِنَ الْغَافِلِيْنَ وَإِنْ صَلَّيْتَ أَرْبَعًا كُتِبْتَ مِنَ الْعَابِدِيْنَ، وَإِنْ صَلَّيْتَ سِتًّا لَمْ يَلْحَقْكَ ذَنْبٌ وَإِنْ صَلَّيْتَ ثَمَانِيًا كُتِبْتَ مِنَ الْقَانِتِيْنَ وَإِنْ صَلَّيْتَ ثِنْتَيْ عَشَرَةَ رَكْعَةً بُنِيَ لَكَ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ، وَمَا مِنْ يَوْمٍ وَلَا لَيْلَةٍ وَلَا سَاعَةٍ إِلَّا وَلِلّٰهِ فِيْهَا صَدَقَةٌ يَمُنُّ بِهَا عَلٰى مَنْ يَشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَمَا مَنَّ عَلٰى عَبْدٍ مِثْلَ أَنْ يُلْهِمَهُ ذِكْرَهُ. (رواه البزار بلين)

کیجئے۔ انہوں نے کہا: تو نے مجھ سے وہ سوال کیا جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تھا: آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تو نے چاشت کی دو رکعات نماز پڑھی تو تجھے غافلوں میں شمار نہیں کیا جائے گا اور اگر تو نے چار رکعات پڑھیں تو تجھے عابدین میں شمار کیا جائے گا اور اگر تو نے چھ رکعات پڑھیں تو تجھے کوئی گناہ نہ پہنچے گا۔ اور اگر تو نے آٹھ رکعات پڑھیں تو تجھے خزانہ جمع کرنے والوں میں لکھا جائے گا۔ اور تو نے اگر بارہ رکعات نماز پڑھی تو تیرے لیے جنت میں محل تیار کیا جائے گا۔ اور کوئی دن، کوئی رات اور کوئی ساعت نہیں گزرتی مگر اس میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں جس پر وہ چاہے احسان کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے کسی بندے پر اتنا بڑا احسان نہیں کیا جتنا بڑا احسان اس بندے پر کیا جس کو اپنا ذکر الہام کیا ہے۔" (البزار بسند کمزور)

۲۲۱۲ــ وَلِلْكَبِيْرِ بِلِيْنٍ عَنْ أَبِي الدَّرْدَآءِ نَحْوَهُ مَرْفُوْعًا.

اور الکبیر میں کمزور سند کے ساتھ مثل اس کے سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے۔

۲۲۱۳ــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَفَعَ: إِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ مِنْ مَطْلَعِهَا كَهَيْئَتِهَا لِصَلَاةِ الْعَصْرِ حِيْنَ تَغْرُبُ مِنْ مَغْرِبِهَا فَصَلّٰى رَجُلٌ رَكْعَتَيْنِ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ فَإِنَّهُ لَهُ أَجْرُ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَحُسِبَتْ قَالَ: وَكُفِّرَ عَنْهُ خَطِيْئَتُهُ وَإِثْمُهُ، وَأَحْسِبُهُ قَالَ: وَإِنْ مَاتَ مِنْ يَوْمِهٖ دَخَلَ الْجَنَّةَ. (رواه الطبراني في الكبير بلين ۷۷۹۰)

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ مرفوع روایت کرتے ہیں: "جب سورج اپنے طلوع ہونے کی جگہ سے اتنا بلند ہو جائے جتنا غروب ہونے سے قبل بوقت عصر بلند ہوتا ہے۔ تو جو شخص اس وقت اور چار سجدے کرے گا اس کے لیے پورا دن عبادت کرنے کے برابر اجر ہوگا اور میرا گمان ہے کہ یہ بھی فرمایا کہ اس کی خطائیں معاف کردی جائیں گی اور میرا گمان ہے کہ یہ بھی فرمایا کہ اگر وہ اس دن فوت ہوا تو جنت میں داخل ہوگا۔" (الکبیر بسند کمزور)

(۲۲۱۱) برار، وفيه حسين بن عطاء ضعفه ابو حاتم وغيره وذكره ابن حبان في الثقات وقال يخطئ ويدلس، هيثمي: ۳٤۱۸.

(۲۲۱۲) طبراني كبير مرفوعا، وفيه، موسى ابن يعقوب الزمعي، وثقه ابن معين وابن حبان، وضعفه المديني وغيره، وبقية رجاله ثقات، هيثمي: ۳٤۱۹.

(۲۲۱۳) طبراني كبير: ۷۷۹۰۔ وفيه، ميمون بن زيد، قال الذهبي، لينه ابو حاتم وذكره ابن حبان في الثقات وقال يخطئ وبقية رجاله موثقون، الا ان فيهم ليث بن ابي سليم وفيه كلام، هيثمي: ۳٤۲۱.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲۲۱۴۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي الضُّحٰى سِتَّ رَكْعَاتٍ فَمَا تَرَكْتُهُنَّ بَعْدَ ذٰلِكَ، قَالَ الْحَسَنُ: فَمَا تَرَكْتُهُنَّ بَعْدَ ذٰلِكَ (رواه الطبراني في الاوسط بلين ۱۲۹۸)

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو چاشت کی چھ رکعات پڑھتے دیکھا ہے تو میں نے اس کے بعد وہ ترک نہیں کیں اور حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا اس حدیث کو سننے کے بعد میں نے وہ چھ رکعات نماز ترک نہیں کی۔" (الاوسط سند نرم)

۲۲۱۵۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ لَا يَتْرُكُ الضُّحٰى فِي سَفَرٍ وَلَا غَيْرِهِ (رواه البزار بضعف)

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ چاشت کی نماز نہ سفر میں ترک کرتے اور نہ غیر سفر میں۔ (البزار، سند ضعیف)

۲۲۱۶۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَفَعَهُ: لَا يُحَافِظُ عَلٰى صَلَاةِ الضُّحٰى إِلَّا أَوَّابٌ (رواه الطبراني في الأوسط بلين ۴۳۲۲)

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے: "نہیں حفاظت کرسکتا چاشت کی نماز پر مگر رجوع کرنے والا۔" (الاوسط، کمزور سند کے ساتھ)

۲۲۱۷۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ حَافَظَ عَلٰى شُفْعَةِ الضُّحٰى غُفِرَ لَهُ ذُنُوْبُهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ. (رواه الترمذي ۔ ۴۷۶)

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے: "جس نے چاشت کی دو رکعات کی حفاظت کی اس کے گناہ معاف کردیے جاتے ہیں خواہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔"

۲۲۱۸۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ صَلَّى الضُّحٰى ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً بَنَى اللّٰهُ لَهُ قَصْرًا مِنْ ذَهَبٍ فِي الْجَنَّةِ. (رواه الترمذي ۴۷۳)

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: "جس نے چاشت کے وقت بارہ رکعت پڑھیں اس کے لیے اللہ تعالیٰ جنت میں سونے کا محل تیار کردیتا ہے۔"

۲۲۱۹۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ أَبَا أُمَامَةَ وَعُتْبَةَ بْنِ عَبْدٍ حَدَّثَاهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

سیّدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: "جو شخص فجر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھ کر اپنی جگہ پر بیٹھا رہے یہاں تک کہ وہ

(۲۲۱۴) طبراني اوسط: ۱۲۹۸۔ وفيه سعيد بن مسلمه الاموي، ضعفه البخاري، وابن معين وجماعة، وذكره ابن حبان في الثقات وقال يخطئ، هيثمي: ۳۴۲۲.

(۲۲۱۵) بزار، وفيه يوسف بن خالد السمتي وهو ضعيف، هيثمي: ۳۴۳۱.

(۲۲۱۶) طبراني اوسط: ۴۳۲۲۔ وفيه محمد بن عمرو، وفيه كلام وفيه من لم اعرف، هيثمي: ۳۴۳۲.

(۲۲۱۷) ترمذي: ۴۷۶۔ ضعيف، الباني: ۷۱۔ ابن ماجه: ۱۳۸۲۔ احمد: ۱۰۱۰۲.

(۲۲۱۸) ترمذي: ۴۷۳۔ ضعيف، الباني: ۸۷۰۔ ابن ماجه: ۱۳۸۰.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قَالَ: مَنْ صَلَّى صَلَاةَ الصُّبْحِ فِي مَسْجِدِ جَمَاعَةٍ ثُمَّ ثَبَتَ حَتَّى يُسَبِّحَ لِلّٰهِ سُبْحَةَ الضُّحٰى كَانَ لَهُ كَأَجْرِ حَاجٍّ وَمُعْتَمِرٍ تَامًّا لَهُ حَجَّتُهُ وَعُمْرَتُهُ (لكبير بلين(٧٦٤٩)

چاشت کی دو رکعات پڑھے اس کے لیے حج وعمرہ کے برابر اجر ہے، پورے حج اور عمرے کے برابر۔'' (الکبیر بسند)

شرح: ......ا۔ان احادیث میں چاشت کی نماز کی چار رکعات کا ذکر ہوا ہے، اور دن کے شروع میں جو الفاظ آئے ہیں بعض اس سے مراد اشراق کی نماز لیتے ہیں اور بعض فجر کی سنتیں مراد لیتے ہیں۔

مگر امام ترمذی رحمہ اللہ اور امام ابوداود رحمہ اللہ نے یہاں سے مراد چاشت کی نماز لی ہے، یہی زیادہ بہتر ہے۔ یہ چونکہ کاروبار کا وقت ہوتا ہے، اس میں مصروف عبادت ہونا ایک اہم نعمت ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے میرے بندو! تم اپنے دل کو اس مصروف وقت میں میری عبادت میں لگاؤ، آخر دن تک میں تمہارے دل کو تمہاری ضروریات سے فارغ کر دوں گا، یعنی تمہارے مصائب دور کروں گا۔ اور تمہاری حاجات پوری کروں گا۔ (مرعاۃ:۲/۲۴۳)

۲۔حدیث ۲۲۱۱ تا ۲۲۱۶ اور ۲۲۱۸ میں نمازِ چاشت کے فضائل بیان ہوئے جو کہ اوپر صحیح احادیث میں بیان ہو چکے ہیں، تاہم یہ ضعیف روایات ہیں، دلیل کے قابل نہیں۔

۳۔اور حدیث ۲۲۱۷ اور ۲۲۱۹ بھی ضعیف ہیں، مگر ان کا مفہوم دوسری صحیح حدیث سے ثابت ہے۔

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے فجر کی نماز جماعت سے پڑھی، پھر سورج نکلنے تک بیٹھا اور اللہ کا ذکر کرتا رہا، سورج نکلنے کے بعد دو رکعت نماز پڑھی، اس کے لیے حج اور عمرہ کے برابر ثواب ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پورے حج اور عمرے کا، پورے حج اور عمرہ کا، پورے حج اور عمرے کا۔'' (ترمذی:۵۸۶)

تَحِيَّةُ الْمَسْجِدِ وَصَلَاةُ الْإِسْتِخَارَةِ وَالْحَاجَةِ وَالتَّسْبِيحِ وَالرَّغَائِبِ وَالْمَنْزِلِ وَالْقُدُومِ

تحیۃ المسجد، نمازِ استخارہ، نمازِ حاجت، صلوٰۃ التسبیح، صلوٰۃ الرغائب، گھر میں آنے کی نماز اور سفر سے آنے کی نماز کا بیان

۲۲۲۰۔عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ

سیّدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعات پڑھے۔''

(۲۲۱۹) طبراني كبير: ٧٦٤٩۔ وفيه الأحوص بن حكيم وثقه العجلي وغيره، وضعفه جماعة، وبقية رجاله ثقات، وفيه بعضهم خلاف لا يضر، هيثمي: ١٦٩٣٩.

(۲۲۲۰) ترمذي: ٣١٦۔ صحيح، الباني: ٢٦١۔ بخاري: ٤٤٤۔ مسلم: ٧١٤۔ نسائي: ٧٣٠۔ ابوداؤد: ٤٦٧۔ ابن ماجه: ١٠١٣۔ احمد: ٢٢١٤٦۔ موطا: ٣٨٨۔ دارمي: ١٣٩٣۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَجْلِسَ . (رواه الترمذي ٣١٦)

٢٢٢١ـ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرًا قَالَ دَخَلَ رَجُلٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالنَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ فَقَالَ أَصَلَّيْتَ قَالَ لَا قَالَ قُمْ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ . (رواه البخاري ٩٣١)

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک شخص جمعہ کے دن مسجد میں داخل ہوا اور اس وقت نبی کریم ﷺ خطبہ ارشاد فرمارہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو نے نماز پڑھی ہے؟ اس نے عرض کی کہ نہیں۔ آپ نے فرمایا: کھڑا ہو اور تو دو رکعات نماز پڑھ۔"

٢٢٢٢ـ وفي رواية: إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ وَلْيَتَجَوَّزْ فِيهِمَا . (رواه مسلم ٨٧٥)

ایک روایت ہے کہ فرمایا: "جب تم میں سے کوئی شخص مسجد آئے اور امام خطبہ دے رہا ہو تو وہ دو رکعات پڑھے اور ان کو مختصر کرے۔"

٢٢٢٣ـ عَنْ أَبِي سَعِيدِ بْنِ الْمُعَلَّى قَالَ كُنَّا نَغْدُو إِلَى السُّوقِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَنَمُرُّ عَلَى الْمَسْجِدِ فَنُصَلِّي فِيهِ . (رواه النسائي ٧٣٢)

سیّدنا ابوسعید بن معلّی رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے عہد میں اول دن میں بازار جایا کرتے تھے۔ پس ہم مسجد کے پاس سے گذرتے تو ہم اس میں نماز ادا کرتے تھے۔ (نسائی)

شرح: ...... تحیۃ المسجد سے مراد وہ دو رکعات ہیں جو مسجد میں داخل ہو کر بیٹھنے سے پہلے پڑھی جاتی ہیں۔ جب بھی مسجد میں داخل ہوں اور بیٹھنا ہو تو بیٹھنے سے پہلے یہ دو رکعات پڑھی جائیں، ان کی بہت تاکید ہے۔

لیکن جب زوال کا وقت ہو، یعنی جب سورج طلوع ہوتے ہوئے اندر باہر ہو، اور دوپہر کے وقت عین سر پر کھڑا ہو اور غروب ہوتے ہوئے اندر باہر ہو تو پھر نہ پڑھیں کیونکہ یہ شیطان کی عبادت کے اوقات ہیں، ان کے علاوہ کسی بھی وقت میں داخل ہوں، عصر کے بعد کا وقت ہو یا فجر کے بعد کا وقت، تحیۃ المسجد ادا کرنا ہوں گی کیونکہ ان میں عام نوافل کی ممانعت ہے، سبب کی نماز کی تخصیص ہے، یہ ادا ہو سکتی ہے۔

۲۔ تحیۃ المسجد مسجد کی تعظیم کی نماز ہے تاکہ تصور قائم رہے کہ یہ عبادت گاہ ہے۔ اگر نماز فرض کھڑی ہو تو وہ پڑھی ہو جائے، یا خود نماز فرض پڑھنی ہو، یا سنتیں پڑھنی ہوں، تو ہر صورت میں اس حدیث پر عمل ہو جاتا ہے کہ مسجد میں داخل ہوں تو دو رکعات نماز ادا کریں، کیونکہ اصل مقصد تو مسجد کی تعظیم میں اس میں نماز پڑھنا ہے وہ کوئی بھی نماز ادا ہو جائے

(٢٢٢١) بخاری: ٩٣١ـ مسلم: ٨٧٥ـ ترمذی: ٥١٠ـ نسائی: ١٤٠٩ـ ابوداؤد: ١١١٦ـ ابن ماجه: ١١١٢ـ احمد: ١٤٧٥٩ـ دارمی: ١٥٥٥.

(٢٢٢٢) بخاری: ١١٧٠ـ مسلم: ٨٧٥ـ ترمذی: ٥١٠ـ نسائی: ١٤٠٩ـ ابوداؤد: ١١١٦ـ ابن ماجه: ١١١٢ـ احمد: ١٤٧٥٩ـ دارمی: ١٥٥٥.

(٢٢٢٣) نسائی: ٧٣٢ـ ابوداؤد: ١١١٦ـ ابن ماجه: ١١١٢ـ احمد: ١٤٧٥٩ـ دارمی: ١٥٥٥.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس پر عمل ہو جاتا ہے۔

۳۔ بعض علمائے کرام اسے فرض قرار دیتے ہیں کہ تحیۃ المسجد فرض ہے، مگر اس میں مبالغہ ہے۔ ایک تو یہ خرابی لازم آئے گی کہ اگر اسے فرض قرار دیں تو جو حدیث میں آیا ہے کہ رات اور دن میں پانچ نمازیں فرض ہیں، لیکن یہ چھٹی نماز فرض قرار پائے گی۔

دوسری بات یہ ہے کہ زید بن اسلم بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مسجد میں داخل ہوتے تھے پھر نکلتے تھے اور نماز نہ پڑھتے تھے۔

ان دونوں طریقوں سے یہ اخذ ہوتا ہے کہ تحیۃ المسجد ہر وہ آدمی پڑھے جس نے اس میں بیٹھنا ہے یا نہیں بیٹھنا پھر بھی پڑھے۔ اس کے باوجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تحیۃ المسجد نہ پڑھنا دلالت کرتا ہے کہ وہ تحیۃ المسجد واجب تصور نہ کرتے تھے، کبھی پڑھتے کبھی نہ پڑھتے۔

اور ایک دلیل بھی ان کے واجب نہ ہونے پر بیان کی جاتی ہے کہ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ غزوۂ تبوک میں پیچھے رہ گئے تو نبی اکرم ﷺ جب غزوہ سے لوٹے تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے تو آپ ﷺ نے غضب آمیز مسکراہٹ سے فرمایا: آگے آؤ، انہوں نے کہا: میں آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا، اس کے بعد کہتے ہیں، بعد میں اٹھ کر چلا گیا، یہ جملہ کہ میں آیا اور آپ کے سامنے بیٹھ گیا اور پھر میں چلا گیا۔ اس سے استدلال ہوتا ہے وہ بغیر نماز ہی آئے اور چلے گئے اس سے ثابت ہوا کہ تحیۃ المسجد فرض نہیں۔

تاہم جمعہ کا خطبہ چھوڑ کر نبی اکرم ﷺ کا صحابی کو دو رکعات پڑھنے کا حکم دینا دلالت کرتا ہے کہ ان دو رکعات کو مسجد میں داخل ہوتے وقت پڑھنا بہت ہی تاکید والا عمل ہے، اگرچہ فرض نہیں مگر تاکید بہت زیادہ ہے۔ (مرعاۃ: ۲/۱۴۴)

یاد رہے کہ اگر کوئی مسجد میں بغیر تحیۃ المسجد پڑھے کسی وجہ سے بیٹھ بھی جائے تو پھر اٹھ کر پڑھی جائیں، یہ نہ سوچے کہ اب ہم بیٹھ گئے ہیں تو جائز نہیں کیونکہ نبی ﷺ نے جمعہ کے دوران جس صحابی رضی اللہ عنہ سے کہا تھا، اٹھو! اور دو رکعات پڑھو، وہ پہلے بیٹھ گئے تھے، آپ کے حکم سے اٹھے اور تحیۃ المسجد پڑھیں۔

۲۲۲۴۔ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا الإِسْتِخَارَةَ فِي الْأُمُوْرِ كُلِّهَا كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْآنِ يَقُوْلُ إِذَا هَمَّ أَحَدُكُمْ بِالْأَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيْضَةِ ثُمَّ لِيَقُلْ اللّٰهُمَّ

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ ہمیں نماز استخارہ تعلیم فرماتے تھے تمام امور میں جیسے آپ ﷺ ہمیں قرآن کی سورت پڑھاتے تھے۔ فرماتے تھے: ”جب تم میں سے کوئی شخص کسی کام کا ارادہ کرے تو فرض نماز کے علاوہ دو رکعات نماز پڑھے پھر وہ یہ کہے۔ اے اللہ! میں تجھ سے تیرے علم کے

(۲۲۲۴) بخاری: ۱۱۶۶۔ ترمذی: ۴۸۰۔ نسائی: ۳۲۵۳۔ ابوداؤد: ۱۵۳۸۔ ابن ماجہ: ۱۳۸۳۔ احمد: ۱۴۲۹۷۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي أَوْ قَالَ عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ فَاقْدُرْهُ لِي وَيَسِّرْهُ لِي ثُمَّ بَارِكْ لِي فِيهِ وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ شَرٌّ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي أَوْ قَالَ فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ فَاصْرِفْهُ عَنِّي وَاصْرِفْنِي عَنْهُ وَاقْدِرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ أَرْضِنِي قَالَ وَيُسَمِّي حَاجَتَهُ. (رواه البخاري، ١١٦٦)

ساتھ بہتری اور نیکی کا سوال کرتا ہوں اور تیری قدرت کے ساتھ اس کام کی توفیق طلب کرتا ہوں اور تیرے فضل عظیم کا تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ یقیناً تو قدرت رکھتا ہے اور میں قادر نہیں ہوں۔ تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا اور تو تمام غیبوں کو جاننے والا ہے۔ اے اللہ! اگر تیرے علم میں یہ کام میرے لیے بہتر ہے میرے دین، میری معاش اور میرے انجام کار میں یا یہ بھی کہے میرے جلدی کام میں اور میرے موخر کام میں تو اس کام کو میرے لیے مقدر کردے اور میرے لیے اس کو آسان کردے اور پھر میرے لیے اس میں برکت ڈال دے۔ اے اللہ! اگر تیرے علم میں یہ کام میرے لیے برا ہے میرے دین، میری معاش اور میرے انجام کار کے لحاظ سے یا کہا: میرے فی الحال کام میں اور موخر کام میں تو اس کو مجھ سے دور کردے اور مجھے اس سے دور کردے اور میرے لیے مقدر کردے بھلائی وہ جہاں کہیں ہو اور مجھے اس پر راضی رکھ اور فرمایا کہ اپنی حاجت نام بھی ذکر کرے۔'' (بخاری)

شرح: ......استخارہ کا مطلب ہے: خیر طلب کرنا۔ اسے نمازِ استخارہ کہتے ہیں جو ایسے امور میں کیا جاتا ہے، دو کام ہوں ان میں سے ایک کی ضرورت ہو، کرنے کی یا چھوڑنے کی صورت میں خیر طلب کرنا کہ اسے کرنا بہتر ہے یا اسے چھوڑنا بہتر ہے۔ یہ امور مثلاً: سفر کرنا، نکاح کرنا، عمارت بنانا، کھانا پینا، حتیٰ کہ ہر چھوٹے بڑے کام میں استخارہ کرلیا جائے۔ یہ اس وقت کرنا چاہیے جب ایک کام کے متعلق ٹکراؤ سا نظر آئے کہ اسے کیا جائے یا چھوڑا جائے، یقین نہ ہو۔ یاد رہے کہ حرام، مکروہ وغیرہ کاموں میں استخارہ جائز نہیں کیونکہ ان سے دور رہنے کا حکم ہے۔ استخارہ اچھے کاموں میں ہے، جن میں اطمینان نہ ہو، اطمینان کے لیے کیا جاتا ہے۔

۲۔ جو یہ کہا ہے کہ نبی اکرم ﷺ ہمیں قرآن کی مانند استخارہ سکھاتے تھے، چونکہ قرآن پاک کا اس وقت بہت اہتمام تھا، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ استخارہ کی بہت تاکید ہے اور اس کی ترغیب دی گئی ہے۔

۳۔ استخارہ کے لیے دو رکعات پڑھنے کا حکم ہے، یہ فرائض کے علاوہ ہوں اور ان کی دل میں نیت ہی استخارہ کی نماز کی کرنی ہے، صرف دعا مفید نہ ہوگی۔ یہ استخارہ کی دو رکعات پڑھنے کے بعد دعا ہوگی یہ نہیں کہ فرض نماز پڑھ کر بعد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں دعا کر دی جائے۔

۴۔ اس دعا کے الفاظ میں انسان نے اپنی مکمل بے بسی کا اظہار کیا اور اپنے رب کی کامل و اکمل قدرت و اقتدار کا اعتراف کیا ہے، اور اپنی تہی دامنی کو مانا ہے اور اس عظیم و برتر شہنشاہ کی بارگاہ میں اس کے فضل کی بھیک مانگتے ہوئے دامن کو پھیلایا ہے۔

۵۔ اس سے چند ایک مزید مسائل اخذ ہوتے ہیں۔ (۱) اس میں نبی اکرم ﷺ کی امت پر شفقت و مہربانی کی جھلک بھی نمایاں ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی امت کو دینی اور دنیاوی جو چیز بھی مفید ہے اس کی رہنمائی کر دی ہے۔

(۲) بندے میں قدرت اور علم، ہمت اور اقتدار اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے لہٰذا بندہ اپنے تمام امور و معاملات اللہ کی طرف تفویض کرے۔ (۳) اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ استخارہ مستحب ہے۔ (۴) یہ جو مشہور ہے کہ استخارہ کے بعد سو جائیں تو خواب آئے گا، یا غیبی آواز آئے گی یا دل میں بات آ جائے گی، یا دل کھل جائے گا۔ یہ تمام چیزیں حدیث سے ثابت نہیں۔

استخارے کے بعد انسان جو چاہے کرے، اگر ان چیزوں کو استخارہ کے بعد بھی مدنظر رکھنا ہے تو یہ تو اپنی مرضی ہوئی استخارہ تو یہ ہے اپنا علم و تجربہ اور قدرت سب چھوڑ کر معاملہ فقط اللہ کے سپرد کیا جائے، استخارہ کرنے کے بعد جو چاہیں کریں، اب اپنے تجربات کی ضرورت نہیں۔ (مرعاۃ: ۲/ ۲۴۸)

یاد رہے کہ آج کل کیبل پر لوگ ایک آدمی سے استخارہ کا کہتے ہیں، وہ وہیں کچھ دیر بعد انہیں انجام بتا دیتا ہے۔ یہ ایک ڈرامہ ہے، استخارہ خود کریں اور معاملہ اللہ کے سپرد کریں، یہ مسنون طریقہ ہے۔

۲۲۲۵۔ عَنْ أَنَسٍ ، رَفَعَهُ: مَاخَابَ مَنِ اسْتَخَارَ وَلَا نَدِمَ مَنِ اسْتَشَارَ وَلَا عَالَ مَنِ اقْتَصَدَ . (رواہ الطبرانی فی الاوسط واصغیر ۹۸۰)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: فرمایا: ''وہ ناکام نہ ہوگا جو استخارہ کرے گا اور وہ پشیمان نہ ہوگا جو مشورہ کرے گا اور وہ مفلس نہ ہوگا جو میانہ روی اختیار کریگا۔'' (الاوسط اور الصغیر)

۲۲۲۶۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ كَانَتْ لَهُ إِلَى اللّٰهِ حَاجَةٌ أَوْ إِلَى أَحَدٍ مِنْ بَنِي آدَمَ فَلْيَتَوَضَّأْ فَلْيُحْسِنِ الْوُضُوْءَ ثُمَّ لِيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ لِيُثْنِ عَلَى اللّٰهِ وَلْيُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ

سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں جس کی اللہ تعالیٰ کی طرف کوئی حاجت ہو یا کسی انسان سے کوئی کام ہو تو وہ اچھی طرح وضو کرے اور پھر دو رکعات پڑھے، پھر اللہ کی حمد و ثنا بیان کرے اور نبی کریم ﷺ پر درود بھیجے اور یہ کلمات کہے: نہیں کوئی معبود مگر اللہ تحمل والا کرم کرنے والا، پاک ہے اللہ بڑے

(۲۲۲۵) طبرانی، اوسط، طبرانی صغیر: ۹۸۰۔ هیثمی: ۳۶۷۰.

(۲۲۲۶) ابن ماجه: ۴۷۹۔ ضعیف جداً: ۷۳۔ ابن ماجه: ۱۳۸۴.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لِيَقُلْ لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ أَسْأَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ إِثْمٍ لَا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا إِلَّا غَفَرْتَهُ وَلَا هَمًّا إِلَّا فَرَّجْتَهُ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا إِلَّا قَضَيْتَهَا يَاأَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ (للترمذی ٤٧٩،

عرش کا رب، تمام تعریف اللہ کیلئے ہے جو تمام جہانوں کو پالنے والا ہے۔ اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیری رحمت کو واجب کرنے والے اسباب کے ساتھ اور تیری مغفرت کے پختہ ارادوں کے ساتھ۔ ہر نیک کام کا سوال کرتا ہوں اور ہر گناہ سے بچنے اور سلامت رہنے کا سوال کرتا ہوں تو میرا ہر گناہ بخش دے۔ اور میری ہر حاجت پوری کردے جو تجھے راضی کر دے۔ اے سب سے بڑے مہربان۔" (ترمذی)

٢٢٢٧۔ وفی رواية: ثُمَّ يَسْأَلُ اللّٰهَ مِنْ أَمْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ مَاشَا فَإِنَّهُ يَقْدِرُ (رواه إبن ماجة، ١٣٨٤)

ایک روایت میں ہے: پھر وہ دنیا یا آخرت کی جو چیز چاہے اس کا سوال کرے پس اس کو توفیق دی جائے گی۔

٢٢٢٨۔ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ: إِيْتِ الْمَيْضَاةَ فَتَوَضَّأْ ثُمَّ صَلِّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ ادْعُ بِهٰذِهِ الدَّعْوَاتِ: اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ ﷺ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ، يَامُحَمَّدُ إِنِّيْ أَتَوَجَّهُ بِكَ إِلٰى رَبِّيْ فَيَقْضِيْ لِيْ حَاجَتِيْ. وَتَذْكُرُ حَاجَتَكَ. (للكبير مطولا ٨٣١١)

سیدنا عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: "وضو کرنے کی جگہ میں وضو کر اور دو رکعات پڑھ۔ پھر یہ دعا کر: اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف وسیلہ بناتا ہوں ہمارے نبی محمد ﷺ کو، وہ رحمت کے پیغام لانے والے ہیں۔ یا محمد ﷺ میں آپ کے ساتھ اپنے رب تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوا ہوں، پس اے اللہ! میری حاجت پوری کر دے۔" اور تو اپنی حاجت کو ذکر کر۔" (الکبیر کی طویل روایت)

٢٢٢٩۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِلْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَا عَبَّاسُ يَا عَمَّاهُ أَلَا أُعْطِيْكَ أَلَا أَمْنَحُكَ أَلَا أَحْبُوْكَ أَلَا أَفْعَلُ بِكَ عَشْرَ خِصَالٍ إِذَا أَنْتَ فَعَلْتَ

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عباس رضی اللہ عنہ کو فرمایا: اے عباس اے چچا! کیا میں آپ کو عطیہ نہ دوں کیا میں آپ کو تحفہ نہ دوں۔ کیا میں آپ کو انعام نہ دوں کیا میں آپ کے ساتھ دس نیکیاں مکمل نہ کروں جب آپ وہ عمل

(٢٢٢٧) ابن ماجه: ١٣٨٤

(٢٢٢٨) طبرانی کبیر: ٨٣١١۔ ترمذی، ابن ماجه طرفا من آخره خاليا عن القصة، وقال الطبرانی، والحديث صحيح۔ قال الدرويش، القصة۔ ليس الحديث۔ ضعيفة منكرة لضعف حفظ شبيب بن سعيد المكی المتفرد بها، والاختلاف فيها ومخالفته للثقات الذين لم يذكروها فی الحديث (التوسل انواعه واحكامه: ٩٩۔٩٢) هيثمی: ٣٦٦٨. دعائے حاجت والی روایت سخت ضعیف ہے، یہ تبصرہ کے قابل نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ذٰلِكَ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ ذَنْبَكَ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ قَدِيمَهُ وَحَدِيثَهُ خَطَأَهُ وَعَمْدَهُ صَغِيرَهُ وَكَبِيرَهُ سِرَّهُ وَعَلَانِيَتَهُ عَشْرَ خِصَالٍ أَنْ تُصَلِّيَ أَرْبَعَ رَكْعَاتٍ تَقْرَأُ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَسُورَةً فَإِذَا فَرَغْتَ مِنَ الْقِرَاءَةِ فِي أَوَّلِ رَكْعَةٍ؟ تَقْرَأُ رَكْعَةً وَأَنْتَ قَائِمٌ قُلْتَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ خَمْسَ عَشْرَةَ مَرَّةً ثُمَّ تَرْكَعُ فَتَقُولُهَا وَأَنْتَ رَاكِعٌ عَشْرًا ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ مِنَ الرُّكُوعِ فَتَقُولُهَا عَشْرًا ثُمَّ تَهْوِي سَاجِدًا فَتَقُولُهَا وَأَنْتَ سَاجِدٌ عَشْرًا ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ مِنَ السُّجُودِ فَتَقُولُهَا عَشْرًا ثُمَّ تَسْجُدُ فَتَقُولُهَا عَشْرًا ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ فَتَقُولُهَا عَشْرًا فَذٰلِكَ خَمْسٌ وَسَبْعُونَ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ تَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي أَرْبَعِ رَكْعَاتٍ إِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ تُصَلِّيَهَا فِي كُلِّ يَوْمٍ مَرَّةً فَافْعَلْ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَفِي كُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّةً فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَفِي كُلِّ شَهْرٍ مَرَّةً فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَفِي كُلِّ سَنَةٍ مَرَّةً فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَفِي عُمُرِكَ مَرَّةً. (رواه أبوداود ١٢٩٧)

کریں تو اللہ آپ کے تمام گناہ معاف کر دے۔ اول اور آخر گناہ قدیم اور جدید گناہ۔ خطا اور بھول کے گناہ اور عمداً کیے ہوئے گناہ، چھوٹے اور بڑے گناہ اور پوشیدہ اور ظاہر گناہ، یہ پوری دس اقسام ہیں۔ یہ کہ آپ چار رکعت میں فاتحہ اور کوئی سورت پڑھیں جب آپ قراءت سے فارغ ہوں تو بحالت قیام یہ کلمات پندرہ بار پڑھیں۔ (اللہ پاک ہے اور سب تعریف اللہ کے لیے ہے اور کوئی معبود نہیں مگر اللہ اور اللہ سب سے بڑا ہے) اور آپ رکوع میں دس بار بحالتِ رکوع پڑھیں۔ پھر رکوع سے سر اٹھا کر دس بار پڑھیں پھر سجدے میں جا کر دس بار بحالتِ سجدہ پڑھیں۔ پھر سجدے سے سر اٹھا کر دس بار پڑھیں پس یہ کلمات ہر رکعت میں پچھتر بار ہیں اسی طور پر آپ چار رکعات پوری کر دیں اور ہر چار رکعات میں یہ کلمات پڑھیں۔

اگر آپ کر سکیں تو ہر دن میں ایک بار پڑھیں۔ پس اگر آپ یہ نہ کر سکیں تو ہر جمعہ میں پڑھیں اگر یہ بھی نہ کر سکے تو ہر مہینے میں ایک بار پڑھیں۔ اور یہ بھی نہ کر سکیں تو ہر سال میں ایک بار پڑھیں۔ اگر اس نماز کو ہر سال میں بھی ایک بار نہ پڑھ سکیں تو اپنی عمر میں ایک بار پڑھ لیں۔" (ابوداود)

٢٢٣٠ــ وللترمذي عَنْ أَبِي رَافِعٍ وَقَالَ: اللّٰهُ أَكْبَرُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَقَالَ: لَوْ كَانَتْ ذُنُوبُكَ مِثْلَ رَمْلِ

اور ترمذی کی روایت میں سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث مثل اس کے ہے اور اس میں کہا ہے: اللہ بڑا ہے اور تمام تعریف اللہ کے لیے ہے، نہیں کوئی معبود مگر اللہ اور اللہ پاک

(٢٢٢٩) ابوداؤد: ١٢٩٧۔ صحیح البانی: ١١٥٢۔ ابن ماجہ: ١٣٨٧۔
(٢٢٣٠) ترمذی: ٤٨٢۔ صحیح، البانی: ٣٩٨۔ ابن ماجہ: ١٣٨٨٦۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَالِجٍ لَغَفَرَهَا اللّٰهُ لَكَ (رواه الترمذی ٤٨٢) ہے۔ اور کہا: اگر تیرے گناہ صحراء کی ریت کے برابر ہوں تب بھی اللہ تعالیٰ تجھے بخش دے گا۔"

شرح:......اس نماز میں چونکہ تسبیحات کثرت سے پڑھی جاتی ہیں، اس وجہ سے اس کا نام نمازِ تسبیح ہے۔

۲۔ یہ نماز اوقات مکروہہ (یعنی زوال) کے اوقات کے علاوہ کسی وقت بھی ادا کی جاسکتی ہے مگر ابوداؤد میں آتا ہے کہ آفتاب کے ڈھلنے کے بعد اور نمازِ ظہر سے پہلے پڑھی جائے تو زیادہ بہتر ہے۔

چار رکعات ایک ہی سلام سے اکٹھی پڑھیں اور چاروں میں مناسب مقامات سے قرآن پاک کی تلاوت کی جائے۔

۳۔ قیام میں پندرہ تسبیحات ہیں، یہ یوں ہوں گی کہ پہلے ثناء وغیرہ اور سورت فاتحہ اور تلاوت کر لی جائے اور رکوع جانے سے پہلے پندرہ دفعہ تسبیحات پڑھ لیں تو پھر رکوع جائیں۔

اسی طرح رکوع کی نماز والی تسبیحات پڑھ کر پھر دس مرتبہ تسبیحات پڑھیں اور سمع اللہ کہیں، پھر دس مرتبہ پڑھ کر سجدہ کریں، سجدے کی تسبیحات کے بعد پھر یہ دس مرتبہ تسبیحات پڑھیں۔

پھر سجدے سے اٹھیں، دوسجدوں کے درمیان والی دعا پڑھ لیں تو پھر تسبیحات پڑھ کر سجدہ ثانی میں جائیں، پھر تسبیحات سجدہ پڑھیں اور ان کے بعد دس مرتبہ تسبیحات پڑھ کر پھر سر سجدہ سے اٹھائیں۔ اور پھر دس مرتبہ تسبیحات پڑھ کر پھر دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوں، اسی طرح دوسری رکعت میں بھی کریں اور تشہد پڑھ کر دس مرتبہ تسبیحات پڑھ کر پھر تیسری کے لیے اٹھیں، اسی طرح چوتھی رکعت میں التحیات، درود اور آخری دعائیں پڑھ کر دس مرتبہ تسبیحات کہہ کر پھر سلام پھیریں۔ (مرعاۃ:۲/۲۵۲)

انتباہ: نمازِ تسبیح کا باقاعدہ اعلان کر کے اور باجماعت اہتمام کرنے سے گریز کیا جائے کیونکہ یہ ایک خاص نماز ہے، اسے اسی کیفیت سے پڑھا جائے جو نبی اکرم ﷺ نے بتائی ہے تو اسی میں بہتری ہے۔

۲۲۳۱ـ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ذَكَرَ صَلَاةَ الرَّغَائِبِ وَهِيَ أَوَّلُ لَيْلَةِ جُمُعَةٍ مِنْ رَجَبَ فَصَلَّى فِيمَا بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ ثِنْتَيْ عَشَرَةَ رَكْعَةً بِسِتِّ تَسْلِيمَاتٍ كُلُّ رَكْعَةٍ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ مَرَّةً وَالْقَدْرِ ثَلَاثًا وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ثِنْتَيْ عَشَرَةَ مَرَّةً فَإِذَا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ. قَالَ: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ نے صلوٰۃ الرغائب (اہلِ رغبت کی نماز) کا تذکرہ فرمایا۔ وہ نماز رجب کے جمعہ کی رات میں پڑھی جاتی ہے اور مغرب وعشاء کے درمیان بارہ رکعات چھ بار سلام پھیر کر۔ ہر رکعت میں فاتحہ ایک بار، سورت القدر تین بار اور سورت قل ھو اللہ احد بارہ بار۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوتے تو سلام پھیرنے کے بعد ستر پڑھتے: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهِ۔

(۲۲۳۱) رزین، مطعون فيه. یہ ثابت نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مُحَمَّدِ النَّبِيِّ ﷺ الْأُمِّيِّ وَعَلَى آلِهِ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ سَبْعِينَ مَرَّةً ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَةً وَيَقُولُ فِي سُجُودِهِ سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ سَبْعِينَ مَرَّةً ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ وَيَقُولُ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيُّ الْأَعْظَمُ سَبْعِينَ مَرَّةً، ثُمَّ يَسْجُدُ وَيَقُولُ مِثْلَ مَا قَالَ فِي السَّجْدَةِ الْأُولَى ثُمَّ يَسْأَلُ اللّٰهَ وَهُوَ سَاجِدٌ حَاجَتَهُ فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى لَا يَرُدُّ سَائِلَهُ. (لرزين قال في لأصل: وَالْحَدِيثُ مَطْعُونٌ فِيهِ.)

اے اللہ! درود نازل فرما محمد نبی امی پر اور آپ کی ال پر، پھر سجدے میں گر جائے اور بحالت سجود کہے: سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ۔ ستر بار کہے۔ "نہایت پاک وہ بے مثال پاکیزہ تمام فرشتوں کا اور روح کا رب ہے۔ پھر سر اٹھا کر ستر بار کہے۔ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَ تَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيُّ الْأَعْظَمُ. "اے پروردگار! بخش دے اور رحم فرما اور جو بھی گناہ تو جانتا ہے ان سے درگذر کردے تحقیق تو بلند تر اور عظیم ترین ذات ہے۔" اور پھر دوبارہ سجدہ کرے اور وہی کہے جو پہلے سجدے میں میں پڑھا ہے اور پھر سجدے کی حالت میں اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت کا سوال کرے، اللہ تعالیٰ اپنے سائل کو خالی واپس نہیں کرے گا۔ (رزین۔ اس نے اصل میں کہا ہے کہ اس سند پر طعن کیا گیا ہے۔)

۲۲۳۲۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا نَزَلَ مَنْزِلًا لَمْ يَرْتَحِلْ مِنْهُ حَتَّى يُوَدِّعَهُ بِرَكْعَتَيْنِ. (للموصلى والبزار والأوسط بلين، للموصلى ٤٣١٥)

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی منزل پر اترتے تو اس سے رخصت نہ ہوتے یہاں تک کہ الوداعی دو رکعات پڑھتے۔" (الموصلی، بزار اوسط بسند کمزور)

۲۲۳۳۔ وَلِلْكَبِيرِ نَحْوُهُ عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ وَزَادَ: أَوْ دَخَلَ بَيْتَهُ. للكبير (١٨/ ٣٠٠)

الکبیر کی روایت اس کی مثل فضالہ بن عبید سے منقول ہے اور اس میں یہ زائد مروی ہے کہ یا جب گھر میں داخل ہوتے تھے۔

۲۲۳٤۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَفَعَهُ: إِذَا دَخَلْتَ مَنْزِلَكَ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ تَمْنَعَانِكَ مَدْخَلَ السُّوءِ وَإِذَا خَرَجْتَ مِنْ مَنْزِلِكَ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ تَمْنَعَانِكَ مَخْرَجَ السُّوءِ. (رواه البزار)

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع روایت کرتے ہیں: جب تو گھر میں داخل ہو تو دو رکعات پڑھا کر، وہ تجھے برے داخلے سے روکے گی اور جب تو اپنے گھر سے باہر نکلے تو دو رکعات پڑھ، وہ تجھے برے خارج ہونے سے روکے گی۔" (البزار)

(۲۲۳۲) ابو یعلیٰ موصلی، بزار، طبرانی اوسط: ٤٣١٥۔ وفیه عثمان بن سعد، وثقه ابو نعیم، و ابو حاتم وضعفه جماعة، هیثمی: ٣٦٨٢.

(۲۲۳۳) طبرانی کبیر: ١٨/ ٣٠٠۔ وفیه، الواقدی، وقد وثقه مصعب الزبیری وغیره، وضعفه جماعة کثیرون من الائمة، هیثمی: ٣٦٨٣.

(۲۲۳٤) بزار، ورجاله موثقون، هیثمی: ٣٦٨٦.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شرح: ......گھر سے باہر جاتے اور اندر آتے نماز کا اہتمام کرنا بہت ہی مشکل کام ہے کیونکہ باہر جاتے ہوئے اپنے کام کی جلدی ہوتی ہے، دنیاوی امور کا ہجوم ہوتا ہے، اس کے باوجود نماز کا اہتمام کرنا باعث سکون ہے اور باہر سے آدمی رات گھر تھکا ماندہ آتا ہے اس وقت بھی دو نوافل کا اہتمام کرنا نہایت اہم بات ہے۔ جب ایک کام کا آغاز اور انتہا اللہ کی عبادت سے ہو تو بری موت سے حفاظت ہو جاتی ہے۔

۲۲۳۵ــــ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ بَدَأَ بِالْمَسْجِدِ فَرَكَعَ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ لِلنَّاسِ (رواه أبوداود ۲۷۷۳)

سیّدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب سفر سے واپس آتے تو سب سے پہلے مسجد سے ابتداء کرتے اور اس میں دو رکعات پڑھتے پھر اپنے گھر لوٹ جاتے۔ نافع رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی اس طرح کرتے تھے۔ (ابوداؤد)

شرح: ......گھر میں داخل ہونے سے پہلے مسلمانوں کو اپنی زیارت سے فیضیاب کرنے کے لیے نبی اکرم ﷺ سفر سے آتے تو مسجد میں جلوہ آراء ہوتے۔

اس لیے آدمی سفر سے آئے تو مسجد میں دو رکعات نماز پہلے پڑھے، پھر گھر جائے، یہ مسنون طریقہ ہے۔ (عون المعبود: ۳/ ٤٦)

صَلَاةُ اللَّيْلِ

نمازِ تہجد کا بیان

۲۲۳٦ــ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ بِلَالٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ فَإِنَّهُ دَأْبُ الصَّالِحِينَ قَبْلَكُمْ وَإِنَّ قِيَامَ اللَّيْلِ قُرْبَةٌ إِلَى اللّٰهِ وَمَنْهَاةٌ عَنِ الإِثْمِ وَتَكْفِيرٌ لِلسَّيِّئَاتِ وَمَطْرَدَةٌ لِلدَّاءِ عَنِ الْجَسَدِ. (رواه الترمذى ۳۵٤۹)

سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ”رات کا قیام تم اپنے اوپر لازم کرو یہ نیک بندوں کا طریقہ ہے اور رات کا قیام اللہ کی طرف قرب کا ذریعہ ہے اور گناہوں سے بچانے کا اور گناہوں کا کفارہ اور جسم سے درد والم کے دفاع کا ذریعہ ہے۔“ (ترمذی)

۲۲۳۷ــ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ

سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں:

(۲۲۳۵) ابوداود: ۲۷۷۳ـ صحیح، البانی: ۲٤۱۱ـ بخاری: ۷۲۲۵ـ مسلم: ۲۷٦۹ـ نسائی: ۳۸۲٦ـ احمد: ۲٦٦۳٤ـ دارمی: ۱۵۲۰۔

(۲۲۳٦) ابوداؤد: ۱۳۹۸ـ صحیح، البانی: ۱۲٤٦۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ قَامَ بِعَشْرِ آيَاتٍ لَمْ يُكْتَبْ مِنَ الْغَافِلِيْنَ وَمَنْ قَامَ بِمِائَةِ آيَةٍ كُتِبَ مِنَ الْقَانِتِيْنَ وَمَنْ قَامَ بِأَلْفِ آيَةٍ كُتِبَ مِنَ الْمُقَنْطِرِيْنَ (رواه أبوداود، ١٣٩٨)

''جو شخص دس آیات کے ساتھ قیام کرے گا وہ غافلوں میں شمار نہ ہوگا، جو سو آیات کے ساتھ قیام کرے گا وہ حکم ماننے والوں کے ساتھ شمار کیا جائے گا اور جو ایک ہزار آیات کے ساتھ قیام کرے گا اس کو خزانہ جمع کرنے والوں کے ساتھ شمار کی جائے گا۔''

شرح: ......اس میں رات کے قیام یعنی تہجد کی فضیلت نمایاں ہوتی ہے۔ رات کے قیام میں قرآن پاک کی جتنی زیادہ تلاوت ہوگی اتنا ہی زیادہ اجر بیان ہوا ہے۔ (عون المعبود: ١/ ٥٢٩)

٢٢٣٨ــ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ حُبْشِيِّ الْخَثْعَمِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ أَيُّ الأَعْمَالِ أَفْضَلُ قَالَ طُوْلُ الْقِيَامِ. (رواه أبوداود، ١٣٢٥)

سیّدنا عبداللہ بن حبشی رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کون سا عمل افضل ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''طویل قیام کرنا۔''

شرح: ......اس حدیث میں رات کے قیام کی درازی کو سب سے بہترین عمل قرار دیا گیا ہے۔ جو حدیث میں آیا ہے کہ سب سے زیادہ اللہ کے قریب بندہ اس وقت ہوتا ہے جب سجدے میں ہو۔ تو ان میں مطابقت یوں ہے کہ بندہ زیادہ قریب سجدہ میں ہوتا ہے لیکن زیادہ ثواب طویل قیام سے حاصل ہوتا ہے۔ (عون المعبود: ١/ ٥٠٩)

٢٢٣٩ــ عَنْ زِيَادٍ هُوَ ابْنُ عِلَاقَةَ أَنَّهُ سَمِعَ الْمُغِيْرَةَ يَقُوْلُ قَامَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ فَقِيْلَ لَهُ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ قَالَ أَفَلَا أَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا. (رواه البخاری، ٤٨٣٦)

سیّدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی کریم ﷺ نے قیام کیا یہاں تک کہ آپ ﷺ کے قدم مبارک سوج گئے تو آپ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ آپ کے تو اللہ تعالیٰ نے اگلے اور پچھلے سب ہی گناہ معاف کر دیے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں۔''

٢٢٤٠ــ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْمُ مِنَ اللَّيْلِ حَتَّى تَتَفَطَّرَ قَدَمَاهُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ لِمَ تَصْنَعُ هٰذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا

ام المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مثل اس کے روایت کی ہے اور اس میں وہ کہتی ہیں: جب آپ ﷺ کا بدن بھاری ہوگیا اور گوشت زیادہ ہوا تو آپ ﷺ بیٹھ کر نماز پڑھتے اور جب رکوع کرنے کا ارادہ کرتے تو کھڑے ہوکر کچھ قراءت کرتے

(٢٢٣٧) ابوداؤد: ١٣٩٨ـ صحیح، البانی: ١٢٤٦.

(٢٢٣٨) ابوداؤد: ١٣٢٥ـ صحیح، البانی: ١١٧٦ـ نسائی: ٤٩٨٦ـ احمد: ١٤٩٧٥ـ دارمی: ١٤٢٤.

(٢٢٣٩) بخاری: ٤٨٣٦ـ مسلم: ٢٨١٩ـ ترمذی: ٤١٢ـ نسائی: ١٦٤٤ـ ابن ماجہ: ١٤١٩ـ احمد: ١٧٧٧٤.

(٢٢٤٠) بخاری: ٤٨٣٧ـ مسلم: ٢٨٢٠ـ ترمذی: ٤١٨ـ نسائی: ١٦٥٠ـ ابوداؤد: ١٢٦٣ـ ابن ماجہ: ١٢٢٧.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

تَـأَخَّـرَ قَـالَ أَفَلاَ أُحِـبُّ أَنْ أَكُـوْنَ عَبْـدًا شَكُوْرًا. (رواه البخاري ٤٨٣٧) — اور پھر رکوع کرتے۔

شرح: ......۱۔ نبی اکرم ﷺ نے تہجد کو گناہوں کی مغفرت کا سبب قرار دے کر اسے چھوڑنا پسند نہ کیا تھا۔

۲۔ اس میں نبی اکرم ﷺ کی نمازِ تہجد کی جھلک نظر آ رہی ہے۔

۳۔ انسان اپنے نفس پر شدید قسم کی عبادت ڈال سکتا ہے، اگرچہ بدن کو کچھ تکلیف بھی ہو۔ کیونکہ نبی اکرم ﷺ کو علم بھی تھا کہ میرے گناہ بخش دیئے گئے ہیں، پھر بھی آپ شدت برداشت کر رہے ہیں کہ پاؤں پھٹ جاتے ہیں، جو آدمی اپنے انجام سے بے خبر ہے کہ جنت ہوگی یا دوزخ ہوگی اسے تو عبادت میں بالاولیٰ مشقت اٹھانی چاہیے۔

مگر یہ یاد رہے کہ نبی اکرم ﷺ تو عبادت سے اکتاتے نہ تھے، بلکہ آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہی نماز میں تھی۔ (نسائی)

عام آدمی کو ملال سے پہلے پہلے عبادت کرنی چاہیے، اگر اکتاہٹ ہو تو پھر مشقت اٹھانا ناپسندیدہ ہے۔

۴۔ اس میں سے یہ بھی ثابت ہوا کہ شکرانے کے لیے نماز پڑھنا جائز ہے۔

۵۔ شکر جس طرح زبان سے ادا ہوتا ہے اسی طرح عمل سے بھی ادا ہوتا ہے۔

اصل میں کسی نے یہ سوال اس وجہ سے کیا تھا کہ عبادت تو کی جاتی ہے گناہ بخشوانے کے لیے، شاید آپ بھی اس لیے عبادت کرتے ہیں، اس لیے اس نے کہا، آپ کے تو اگلے پچھلے گناہ معاف ہیں، پھر بھی آپ اتنی زیادہ عبادت کرتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے بتایا کہ میں اس مغفرت اور نعمت کے شکریہ کے طور پر عبادت کرتا ہوں جتنے بڑے اور زیادہ مجھ پر انعاماتِ الٰہیہ ہیں، اتنا ہی زیادہ میں شکریہ ادا کرنے کا حق دار ہوں۔

۶۔ اس میں یہ بھی نمایاں نظر آ رہا ہے کہ نبی اکرم ﷺ عبادت میں کتنے زیادہ کمربستہ تھے، اور خشیت الٰہی سے آپ کا قلب اطہر کتنا زیادہ معمور تھا۔ (فتح الباری: ۳/۱۴)

٢٢٤١ــــ عَنْ أَبِـي هُـرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَحِـمَ اللّٰهُ رَجُلاً قَـامَ مِنَ الـلَّيْلِ فَصَلَّـى ثُمَّ أَيْقَظَ امْرَأَتَهُ فَصَلَّتْ فَإِنْ أَبَتْ نَضَحَ فِـي وَجْهِهَا الْمَاءَ وَرَحِمَ اللّٰهُ امْرَأَةً قَامَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّتْ ثُمَّ أَيْقَظَتْ زَوْجَهَا فَصَلَّـى فَـإِنْ أَبَـى نَـضَحَتْ فِيْ وَجْهِـهِ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''اس شخص پر اللہ تعالیٰ رحمت نازل فرمائے جو رات کو اٹھا اور نماز پڑھی اپنی بیوی کو بیدار کیا اور اگر اس نے انکار کیا تو اس کے چہرے پر پانی چھڑکا اور اللہ تعالیٰ اس عورت پر رحمت نازل فرمائے جو رات کو اٹھی اور نماز پڑھی اور اپنے خاوند کو بیدار کیا۔ اگر اس نے انکار کیا تو اس عورت نے اس کے منہ پر پانی چھڑکا۔'' (نسائی)

(٢٢٤١) نسائی: ١٦١٠۔ حسن، صحیح، البانی: ١٥١٩۔ ابوداؤد: ١٣٠٨۔ ابن ماجہ: ١٢٢٧۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْمَاءَ. (رواه النسائی ١٦١٠)

٢٢٤٢ــــ عَنْ أَبِی سَعِيْدٍ وَأَبِی هُرَيْرَةَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِذَا أَيْقَظَ الرَّجُلُ أَهْلَهُ اللَّيْلَ فَصَلَّيَا أَوْ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ جَمِيْعاً كُتِبَا فِي الذَّاكِرَاتِ. (رواه أبوداود، ١٣٠٩)

سیدنا ابوسعید اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما دونوں مرفوع بیان کرتے ہیں: ''جب کوئی شخص اپنی اہلیہ کو رات کو بیدار کرے اور وہ دونوں ساتھ مل کر نماز دو رکعات پڑھیں تو ان دونوں کو ذکر کرنے والے مردوں اور ذکر کرنے والی عورتوں میں شمار کیا جاتا ہے۔'' (ابوداؤد)

٢٢٤٣ــــ عَنْ زَيْدِبْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ مَا شَاءَ اللهُ حَتَّى إِذَا كَانَ مِنْ آخِرِاللَّيْلِ أَيْقَظَ أَهْلَهُ لِلصَّلَاةِ يَقُوْلُ لَهُمْ الصَّلَاةَ الصَّلَاةَ ثُمَّ يَتْلُوْهٰذِهِ الآيَة ﴿وَأْمُرْأَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْأَلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى﴾ (رواه ملك ٢٦١)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ان کے والد گرامی عمر رضی اللہ عنہ رات کو نماز پڑھتے جو اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا اور جب رات کا آخری حصہ آجاتا تو اپنے گھر کے لوگوں کو نماز کے لیے بیدار کرتے اور کہتے نماز نماز، پھر یہ آیت تلاوت کرتے: (ترجمہ) ''اور حکم دے اپنی اہل کو نماز پڑھنے کا......'' (مالک)

شرح: ...... نبی اکرم ﷺ ایسے عمدہ کام پر ان میاں بیوی کے لیے رحمت کی دعا کر رہے ہیں اور ان کی تعریف کر رہے ہیں، اور آپ کی دعا قبول ہوتی ہے۔

۲۔ جو قرآن پاک میں آتا ہے:

﴿وَ الذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّ الذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيْمًا۝﴾ (الاحزاب: ٣٥)

''اور اللہ کا کثرت سے ذکر کرنے والے مرد اور ذکر کرنے والی عورتوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور اجر عظیم تیار کیا ہے۔''

حدیث میں مذکور طریقہ اپنانے والے اس آیت کی تفسیر بن رہے ہیں اور ان خوش نصیبوں میں شامل ہیں۔

۲۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا اہل خانہ کو بیدار کرنا نمازِ تہجد کے لیے بھی ممکن ہے، ویسے استغفار کے لیے بھی ہوسکتا ہے، اور یہ بھی احتمال ہے کہ نمازِ صبح کے لیے اٹھاتے ہوں، اس مذکورہ آیت میں یہ ساری صورتیں شامل ہیں۔ اس سے یہ بات حاصل ہوتی ہے جو بہت ہی ایمان افروز ہے کہ تمام دن مسلمانوں کے معاملات میں مصروف ہونے کے باوجود

(٢٢٤٢) ابوداؤد: ١٣٠٩۔ صحیح، البانی: ١١٦١۔ ابن ماجہ: ١٣٣٥۔

(٢٢٤٣) موطا: ٢٦١۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نماز تہجد سے لذت آشنا ہوتے تھے، کیونکہ یہ شرف وفضل کا وقت ہے۔

اور یہ بھی ثابت ہوا کہ تہجد اور سحر خیزی میں گھر والوں کو پابند نہ کرتے تھے، ان کو بیدار کرتے مگر پابند نہ کرتے تھے، مگر خود پابند تھے۔

یہ آیۂ مبارکہ جب نازل ہوئی تو نبی اکرم ﷺ، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دروازے پر تشریف لائے اور کہا: نماز پڑھو! اللہ تم پر رحم کرے۔ (شرح زرقانی: ۱/ ۲٤٤)

٢٢٤٤ـــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلَى قَافِيَةِ رَأْسِ أَحَدِكُمْ إِذَا هُوَ نَامَ ثَلَاثَ عُقَدٍ يَضْرِبُ كُلَّ عُقْدَةٍ عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيْلٌ فَارْقُدْ فَإِنِ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللّٰهَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَإِنْ تَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَإِنْ صَلَّى انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَأَصْبَحَ نَشِيْطًا طَيِّبَ النَّفْسِ وَإِلَّا أَصْبَحَ خَبِيْثَ النَّفْسِ كَسْلَانَ. (للبخاری ١١٤٢)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: فرمایا: ''شیطان تم میں سے کسی انسان کی سر کی چوٹی پر تین گرہیں لگاتا ہے جب وہ سویا ہوتا ہے اور ہر گرہ پر تھپکی دیتا ہے کہ ابھی بڑی رات باقی ہے۔ پس اگر انسان بیدار ہوا اور اللہ تعالیٰ کو یاد کیا تو ایک گرہ کھل جاتی ہے اور اگر وضو کیا تو مزید ایک گرہ کھل جاتی ہے اور اگر نماز پڑھی تو سب گرہیں کھل جاتی ہیں پس وہ صبح کو پاکیزہ بدن، خوش وخرم اٹھتا ہے۔ ورنہ ناپاک بدن اور سستی کی حالت میں اٹھتا ہے۔''

٢٢٤٥ـــ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ ذُكِرَ عِنْدَالنَّبِيِّ ﷺ رَجُلٌ فَقِيْلَ مَازَالَ نَائِمًا حَتّٰى أَصْبَحَ مَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ فَقَالَ بَالَ الشَّيْطَانُ فِي أُذُنِهِ. (للبخاری، ١١٤٤)

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی ﷺ کے پاس ایک مرد کا تذکرہ کیا گیا کہ وہ ساری رات سویا رہتا ہے اور نماز کے لیے نہیں اٹھتا یہاں تک کہ صبح طلوع ہو جاتی ہے فرمایا: ''اس کے کان میں شیطان نے پیشاب کر دیا ہے۔'' (الشیخان والنسائی)

شرح: .....۱۔ یہاں جو شیطان کے پیشاب کرنے کا ذکر ہے، وہ حقیقت پر مبنی ہے، کیونکہ شیطان کھاتے، پیتے اور حاجت کرتے ہیں اور انہیں پیشاب بھی آتا ہے، کان میں پیشاب اس لیے کہا ہے اگرچہ نیند کا غلبہ آنکھوں میں ہوتا ہے، وجہ یہ ہے کہ پیشاب وجود کے سوراخوں اور مساموں میں زیادہ جذب ہوتا ہے، اس لیے کانوں میں پیشاب کرتا ہے، جس سے سستی پھیل جاتی ہے۔ طبیعت بوجھل ہو جاتی ہے۔

۲۔ تین گانٹھیں باندھنے کی وجہ یہ ہے کہ اس سے شیطان، ذکر، وضو اور نماز سے روکتا ہے۔ اس لیے جب انسان ذکر الٰہی کرتا ہے، وضو کرتا ہے اور نماز ادا کرتا ہے تو یہ گانٹھیں کھل جاتی ہیں۔

(٢٢٤٤) بخاری: ١١٤٢۔ مسلم: ٧٧٦۔ نسائی: ١٦٠٧۔ ابوداؤد: ١٣٠٦۔ ابن ماجه: ١٣٢٩۔ احمد: ١٠٠٧٥۔ مؤطا: ٤٢٦.

(٢٢٤٥) بخاری: ١١٤٤۔ مسلم: ٧٧٤۔ نسائی: ١٦٠٩۔ ابن ماجه: ١٣٣٠۔ احمد: ٤٠٤٩.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۳۔ یاد رہے کہ یہ کان میں پیشاب کرنا اس کے لیے ہے جو نماز میں نہ جاگنے کی عادت بنا لیتا ہے۔ مگر جو انسان نماز کا عادی ہے، فرض اور نوافل پڑھتا ہے، کبھی اسے بیداری نہ ہو تو وہ اس میں شامل نہیں۔ بلکہ اس کا اجر اس کی نیت کے مطابق اسے ملتا ہے۔

۴۔ ایک الجھن سی ہوتی ہے کہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی بھی ہرگز یہ نہ کہے کہ میرا نفس خبیث ہوا ہے، یہاں نبی اکرم ﷺ خود اس نفس کو خبیث قرار دے رہے ہیں۔ ان میں کوئی اختلاف نہیں، ممانعت وہاں ہے جہاں ضرورت نہ ہو اور بطور نفرت اور تحقیر کہا جائے۔ یہاں جو مذمت ہوئی ہے یہ برے عمل سے نفرت دلانے کے لیے ہے۔ (فتح الباری: ۳/ ۲۸-۲۵)

۲۲۴۶۔ عَنْ سَعِيدِبْنِ جُبَيْرٍ عَنْ رَجُلٍ عِنْدَهُ رِضًى أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَا مِنِ امْرِئٍ تَكُونُ لَهُ صَلَاةٌ بِلَيْلٍ فَغَلَبَهُ عَلَيْهَا نَوْمٌ إِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ أَجْرَ صَلَاتِهِ وَكَانَ نَوْمُهُ صَدَقَةً عَلَيْهِ . (للنسائی ۱۷۸٤)

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا مرفوع روایت کرتی ہیں: ”جس انسان کی رات کی نماز متعین ہو پھر کبھی اس پر نیند غالب آجائے تو اس کے لیے اس کی نماز کا اجر لکھ دیا جاتا ہے اور نیند اس پر صدقہ ہے۔“ (نسائی)

شرح: ...... یعنی اگر چہ اس کے عمل کے پورا کرنے میں سستی رہی ہے اور اس نے نماز قضا کی ہے مگر عادت پر ادا کرنے کی وجہ سے اس کے اجر میں ترقی رہی ہے، اور نیند کو احسان قرار دیا گیا ہے، اچھی عادت کتنی مفید ہوتی ہے۔ (تعلیقات السلفیہ ص ٥)

۲۲۴۷۔ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَيُّ الْعَمَلِ كَانَ أَحَبَّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَتِ الدَّائِمُ قَالَ قُلْتُ فَأَيَّ حِينَ كَانَ يَقُومُ قَالَتْ كَانَ يَقُومُ إِذَا سَمِعَ الصَّارِخَ (رواه البخاری ٦٤٦١)

مسروق کہتے ہیں: میں نے ام المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو کونسا عمل زیادہ پسند تھا؟ انہوں نے کہا: وہ جو ہمیشہ کیا جائے۔ میں نے عرض کیا: کون سے وقت آپ ﷺ رات کو اٹھتے تو انہوں نے کہا: جب مرغ بولتا تھا۔ (الشیخان۔ ابوداؤد۔ النسائی)

شرح: ...... ۱۔ اس حدیث میں ترغیب ہے کہ نیک عمل پر مداومت اور ہمیشگی کی جائے اگر چہ یہ عمل معمولی ہی ہو۔ اور عبادت میں میانہ روی اختیار کی جائے تشدد نہ کیا جائے۔

(۲۲۴۶) نسائی: ۱۷۸٤۔ صحیح، البانی: ۱٦۸٤۔ ابوداؤد: ۱۳۱٤۔ احمد: ۲٤۹۳٦۔ موطا: ۲۵۷.

(۲۲۴۷) بخاری: ٦٤٦١۔ مسلم: ۲۸۱۸۔ نسائی: ۵۰۳۵۔ ابوداؤد: ۲٤۳٤۔ ابن ماجہ: ٤۲۳۸۔ احمد: ۲۵۸۵۸۔ موطا: ٦۸۸.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

۲۔ مرغ کی آواز کے وقت اٹھنے کا وقت تقریباً نصف رات کے قریب اور اس کے بعد ہے اور تہائی رات تک بھی ہوسکتا ہے۔ (فتح الباری: ۳/ ۱۸)

۲۲۴۸۔ عَنْ يَعْلَى بْنِ مَمْلَكٍ أَنَّهُ سَأَلَ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ عَنْ قِرَاءَةِ النَّبِيِّ ﷺ وَصَلَاتِهِ فَقَالَتْ مَا لَكُمْ وَصَلَاتَهُ كَانَ يُصَلِّي ثُمَّ يَنَامُ قَدْرَمَا صَلَّى ثُمَّ يُصَلِّي قَدْرَمَا نَامَ ثُمَّ يَنَامُ قَدْرَمَا صَلَّى حَتَّى يُصْبِحَ ثُمَّ نَعَتَتْ قِرَاءَتَهُ فَإِذَا هِيَ تَنْعَتُ قِرَاءَةً مُفَسَّرَةً حَرْفًا حَرْفًا. (رواه الترمذی، ۲۹۲۳)

یعلی بن مملک نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم ﷺ کی قراءت اور آپ ﷺ کی نماز کے متعلق سوال کیا تو ام المومنین رضی اللہ عنہا نے کہا: تم آپ ﷺ کی نماز پوچھ کر کیا کرو گے؟ آپ ﷺ نماز پڑھتے پھر جتنا وقت نماز پڑھی ہے اتنا وقت سو جاتے، پھر جس قدر سوتے اتنا قدر اٹھ کر نماز پڑھتے یہاں تک کہ فجر طلوع ہوتی۔ پھر آپ ﷺ کی قراءت بیان کی پس ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے آپ کی قراءت تفسیر کے طور پر حرف حرف کرکے بیان کی۔"

شرح: ... امام ترمذی رحمہ اللہ نے اسے حسن صحیح قرار دیا ہے، البانی رحمہ اللہ نے تو ضعیف قرار دیا ہے۔ تاہم اس مفہوم کی احادیث آتی ہیں جو کہ صحیح ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ جیسے نماز پڑھتے تھے اور تلاوت کرتے تھے۔ آپ جیسا عبادت میں پاک پن اور قراءت میں نکھار کون پیدا کرسکتا ہے کہ نماز تہجد صبح تک تین اوقات میں تقسیم ہوتی تھی۔ کبھی سوتے، کبھی نماز پڑھتے یونہی صبح ہو جاتی۔ اور تلاوت میں اتنی زیادہ حسن ترتیل اور ٹھہراؤ تھا کہ ایک ایک حرف سمجھ میں آتا تھا۔ (عون المعبود: ۱/ ۵۴۷)

۲۲۴۹۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ مَا كُنَّا نَشَاءُ أَنْ نَرَى رَسُوْلَ اللهِ ﷺ فِي اللَّيْلِ مُصَلِّيًا إِلَّا رَأَيْنَاهُ وَلَا نَشَاءُ أَنْ نَرَاهُ نَائِمًا إِلَّا رَأَيْنَاهُ. (رواه النسائی ۱۶۲۷)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم اگر یہ چاہتے کہ نبی کریم ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے رات کو دیکھیں تو ہم دیکھ سکتے تھے اور اگر ہم آپ ﷺ کو رات کے کسی حصے میں بیدار دیکھنا چاہتے تو دیکھ سکتے تھے۔ (نسائی)

شرح: ......یعنی آپ ﷺ کے نماز پڑھنے اور سونے کا رات کو وقت مخصوص نہ ہوتا تھا، بلکہ مختلف اوقات تھے، کچھ وقت میں دیکھیں آپ آرام فرما رہے ہیں اور ادھر دیکھیں تو آپ ﷺ شہنشاہِ کبریاء کی بارگاہ میں نماز میں راز و نیاز کر رہے ہیں۔ رات دونوں عمل جاری رہتے تھے، نماز بھی اور نیند بھی۔ (التعلیقات السلفیہ: ۱/ ۱۹۴ حاشیہ ۱۰)

(۲۲۴۸) ترمذی: ۲۹۲۳۔ ضعیف، البانی: ۵۶۱۔ نسائی: ۱۶۲۹۔ ابوداؤد: ۱۴۶۶۔ احمد: ۲۶۰۲۴۔

(۲۲۴۹) نسائی: ۱۶۲۷۔ صحیح، البانی: ۱۵۳۵۔ بخاری: ۱۹۶۳۔ ترمذی: ۷۶۹۔ احمد: ۱۳۳۷۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۲۲۵۰۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ﷺ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ لَيْلَةً فَلَمْ يَزَلْ قَائِمًا حَتَّى هَمَمْتُ بِأَمْرِ سُوْءٍ قُلْنَا وَمَا هَمَمْتَ قَالَ هَمَمْتُ أَنْ أَقْعُدَ وَأَذَرَ النَّبِيَّ ﷺ (للبخاری ۱۱۳۵)

سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ ﷺ نے نماز طویل کر دی یہاں تک کہ میں نے برائی کا ارادہ کیا۔ اس کو کہا گیا تو نے کس بات کا ارادہ کیا تھا اس نے کہا یہ کہ میں آپ ﷺ کو نماز پڑھتے چھوڑ کر بیٹھ رہوں۔

شرح:......اس حدیث میں دلیل ہے کہ نبی اکرم ﷺ رات کی نماز لمبی پڑھنا پسند کرتے تھے۔

۲۔حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں کمربستہ رہتے تھے۔ یہاں انہوں نے بیٹھنے کا ارادہ تب کیا تھا جب عادت سے زیادہ نبی اکرم ﷺ نے طوالت فرمائی تھی۔

۳۔یہ بھی ثابت ہوا کہ امام کی مخالفت کرنا برے عمل میں شمار ہوتا ہے۔ (فتح الباری:۳/ ۱۹)

۲۲۵۱۔عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَافْتَتَحَ الْبَقَرَةَ فَقُلْتُ يَرْكَعُ عِنْدَ الْمِائَةِ ثُمَّ مَضَى فَقُلْتُ يُصَلِّي بِهَا فِي رَكْعَةٍ فَمَضَى فَقُلْتُ يَرْكَعُ بِهَا ثُمَّ افْتَتَحَ النِّسَاءَ فَقَرَأَهَا ثُمَّ افْتَتَحَ آلَ عِمْرَانَ فَقَرَأَهَا يَقْرَأُ مُتَرَسِّلاً إِذَا مَرَّ بِآيَةٍ فِيهَا تَسْبِيحٌ سَبَّحَ وَإِذَا مَرَّ بِسُؤَالٍ سَأَلَ وَإِذَا مَرَّ بِتَعَوُّذٍ تَعَوَّذَ ثُمَّ رَكَعَ فَجَعَلَ يَقُوْلُ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ فَكَانَ رُكُوعُهُ نَحْوًا مِنْ قِيَامِهِ ثُمَّ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ثُمَّ قَامَ طَوِيلاً قَرِيبًا مِمَّا رَكَعَ ثُمَّ سَجَدَ فَقَالَ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى فَكَانَ سُجُودُهُ قَرِيبًا مِنْ قِيَامِهِ. (رواه مسلم ۷۷۲)

سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے ایک رات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی پس آپ ﷺ نے سورۃ البقرہ شروع کی تو میں نے دل میں کہا یہ سورت ختم کر کے آپ ﷺ رکوع کر دیں گے۔ پھر آپ ﷺ نے سورۃ النساء شروع کر دی۔ اس کو پڑھ کر سورۃ ال عمران شروع کر دی اور اس کو بھی پڑھا ترتیل کے ساتھ آہستہ آہستہ پڑھتے اور تسبیح کی آیت پر آتے تو تسبیحات پڑھتے اور سوال ودعا کی آیت آتی تو دعا مانگتے اور تعوذ کی آیت پر پہنچتے تو تعوذ اور پناہ مانگتے۔ پھر آپ ﷺ نے رکوع کیا تو اس میں سبحان ربی العظیم کہنا شروع کر دیا۔ اور آپ ﷺ کا رکوع بھی قیام کی مانند تھا۔ پھر سَمِعَ اللّٰهُ لمن حمدهٗ ربنالك الحمد کہا پھر طویل قومہ کیا اور وہ رکوع کے قریب قریب تھا، پھر آپ ﷺ نے سجدہ کیا اور سبحان ربی الاعلیٰ کہا اور آپ ﷺ کا سجدہ آپ ﷺ کے قیام کے برابر تھا۔" (مسلم اور نسائی)

(۲۲۵۰) بخاری: ۱۱۳۵۔ مسلم: ۷۷۳۔ ابن ماجہ: ۱۴۱۸۔ احمد: ۴۱۸۷۔

(۲۲۵۱) مسلم: ۷۷۲۔ ترمذی: ۲۶۲۔ نسائی: ۱۶۶۵۔ ابوداؤد: ۸۷۴۔ ابن ماجہ: ۱۳۵۱۔ احمد: ۲۲۹۰۲۔ دارمی: ۱۳۰۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شرح:......حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے نماز میں داخل ہونے سے پہلے، اللہ اکبر کہا تھا۔

۲۔ سورتوں کی ترتیب بہتر بات ہے، مگر اس سے پتہ چلتا ہے کہ سورتوں کی ترتیب نہ بھی رہے تو کوئی حرج نہیں۔

۳۔ یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ دو سجدوں کے درمیان سیدھے بیٹھ کر اللہ سے مغفرت طلب کرنا، نفلی نماز کو لمبا کرنا اور لمبی لمبی سورتوں کی تلاوت کرنا اور ارکان نماز طویل ادا کرنا جائز ہے۔ (مرعاۃ: ۲/ ۱۶۸)

۲۲۵۲۔ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ بَاتَ لَيْلَةً عِنْدَ مَيْمُونَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ وَهِيَ خَالَتُهُ قَالَ فَاضْطَجَعْتُ فِي عَرْضِ الْوِسَادَةِ وَاضْطَجَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَهْلُهُ فِي طُولِهَا فَنَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى انْتَصَفَ اللَّيْلُ أَوْ قَبْلَهُ بِقَلِيلٍ أَوْ بَعْدَهُ بِقَلِيلٍ اسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَجَعَلَ يَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهِ بِيَدِهِ ثُمَّ قَرَأَ الْعَشْرَ الْآيَاتِ لِخَوَاتِمِ مِنْ سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ ثُمَّ قَامَ إِلَى شَنٍّ مُعَلَّقَةٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا فَأَحْسَنَ وُضُوءَهُ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ مِثْلَ صُنْعِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ فَوَضَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى رَأْسِي وَأَخَذَ بِأُذُنِي الْيُمْنَى يَفْتِلُهَا فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ أَوْتَرَ ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتَّى جَاءَ الْمُؤَذِّنُ فَقَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ. (رواه مسلم ۷۶۳)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر ایک رات اس لیے ٹھہرا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی نماز دیکھوں۔ تو خالہ نے آپ ﷺ کے لیے ایک فرش بچھایا پس میں اس کے عرض میں لیٹ گیا اور آپ ﷺ اور آپ کی زوجہ معظمہ فرش کے طول میں لیٹ گئے۔ پس آپ ﷺ نصف رات یا اس سے تھوڑا پہلے یا تھوڑا بعد تک سوئے رہے۔ پھر بیدار ہوئے اور چہرے پر دو ہاتھ پھیر کر نیند صاف کی اور پھر سورت آل عمران سے آخری دس آیات تلاوت کیں۔ پھر آپ ﷺ مشکیزے کی طرف اٹھے جو لٹکایا گیا تھا اور اس سے آپ ﷺ نے وضو کیا اور بہت اچھی طرح وضو کیا۔ پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور نماز پڑھنے لگے۔ میں نے اٹھ کر اسی طرح کیا جیسا آپ ﷺ نے کیا تھا، پھر میں جا کر آپ ﷺ کے بائیں طرف کھڑا ہو گیا۔ آپ ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ میرے سر پر رکھا اور میرا دایاں کان پکڑ کر مجھے اپنے دائیں طرف کھڑا کیا، پھر دو رکعات پڑھیں پھر آپ ﷺ نے نکل کر فجر کی نماز پڑھی۔"

(۲۲۵۲) مسلم: ۷۶۳۔ بخاری: ۱۱۹۸۔ ترمذی: ۴۴۲۔ نسائی: ۱۶۲۰۔ ابوداؤد: ۱۳۶۷۔ ابن ماجہ: ۱۳۶۳۔ احمد: ۳۰۳۱۔ مؤطا: ۲۶۷۔ دارمی: ۱۲۵۵۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

٢٢٥٣ــ ومن رواياته: فَصَلَّى فِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ ثَلَاثَ عَشَرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ نَامَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ حَتَّى نَفَخَ وَكَانَ إِذَا نَامَ نَفَخَ ثُمَّ أَتَاهُ الْمُؤَذِّنُ فَخَرَجَ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ (رواه مسلم ٧٦٣)

ان کی روایات میں سے یہ ہے: پس اس رات آپ ﷺ نے تیرہ رکعات نماز پڑھی، پھر آپ ﷺ سو گئے یہاں تک کہ سانس لینے کی آواز آنے لگی اور آپ ﷺ جب سوتے تو سانس لینے کی آواز نکالتے تھے۔ پھر موذن آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو آپ ﷺ تشریف لے گئے اور نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

٢٢٥٤ــ وَمِنْهَا: فَجَعَلْتُ إِذَا أَغْفَيْتُ يَأْخُذُ بِشَحْمَةِ أُذُنِي. (مسلم ٧٦٣)

ان روایات میں سے ہے کہ مجھے جب اونگھ آجاتی تو آپ ﷺ میرے کان کی لو کو پکڑ لیتے۔

٢٢٥٥ــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بِتُّ عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ فَصَلَّى رَسُوْلُ اللهِ ﷺ الْعِشَاءَ ثُمَّ جَاءَ فَصَلَّى أَرْبَعًا ثُمَّ نَامَ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى أَرْبَعًا فَقَالَ نَامَ الْغُلَيِّمُ أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا قَالَ فَجِئْتُ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَجَعَلَنِي عَنْ يَمِيْنِهِ ثُمَّ صَلَّى خَمْسَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ نَامَ حَتَّى سَمِعْتُ غَطِيْطَ أَوْ خَطِيْطَ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ. (رواه أحمد ٣١٦٠)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: آپ ﷺ نے نماز عشاء پڑھی پھر آپ ﷺ اپنے گھر تشریف لائے پس آپ ﷺ نے چار رکعات نماز پڑھی اور پھر آپ سو گئے پھر آپ ﷺ اٹھے اور فرمایا: چھوٹا لڑکا سو گیا ہے؟ یا اس جیسا لفظ کہا۔ پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے تو میں آپ ﷺ کے بائیں طرف کھڑا ہو گیا تو آپ ﷺ نے مجھے اپنے دائیں طرف کھڑا کیا۔ پھر آپ ﷺ نے پانچ رکعات نماز پڑھی۔ پھر دو رکعات نماز پڑھی۔ پھر آپ سو گئے یہاں تک کہ آپ کے سونے کی آواز میں نے سنی اور پھر آپ نماز پڑھنے کے لیے نکل گئے۔

٢٢٥٦ــ وَمِنْهَا: فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ فَأَطَالَ

اور ان میں سے ہے کہ آپ ﷺ نے دو رکعات نماز پڑھی

(٢٢٥٣) مسلم: ٧٦٣ـ بخاری: ١١٩٨ـ ترمذی: ٤٤٢ـ نسائی: ١٦٢٠ـ ابوداؤد: ١٣٦٧ـ ابن ماجه: ١٣٦٣ـ احمد: ٣٥٣١ـ موطا: ٢٦٧ـ دارمی: ١٢٥٥.

(٢٢٥٤) مسلم: ٧٦٣ـ بخاری: ١١٩٨ـ ترمذی: ٤٤٢ـ نسائی: ١٦٢٠ـ ابوداؤد: ١٣٦٧ـ ابن ماجه: ١٣٦٣ـ احمد: ٣٥٣١ـ موطا: ٢٦٧ـ دارمی: ١٢٥٥.

(٢٢٥٥) مسلم: ٧٦٣ـ بخاری: ١١٩٨ـ ترمذی: ٤٤٢ـ نسائی: ١٦٢٠ـ ابوداؤد: ١٣٦٧ـ ابن ماجه: ١٣٦٣ـ احمد: ٣١٦٠ـ موطا: ٢٦٧ـ دارمی: ١٢٥٥.

(٢٢٥٦) مسلم: ٧٦٣ـ بخاری: ١١٩٨ـ ترمذی: ٤٤٢ـ نسائی: ١٦٢٠ـ ابوداؤد: ١٣٦٧ـ ابن ماجه: ١٣٦٣ـ احمد: ٣٥٣١ـ موطا: ٢٦٧ـ دارمی: ١٢٥٥.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فِيهِمَا الْقِيَامَ وَالرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَنَامَ حَتَّى نَفَخَ ثُمَّ فَعَلَ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ سِتَّ رَكَعَاتٍ كُلَّ ذَلِكَ يَسْتَاكُ وَيَتَوَضَّأُ وَيَقْرَأُ هٰؤُلَاءِ الْآيَاتِ ثُمَّ أَوْتَرَ بِثَلَاثٍ فَأَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ فَخَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ. (رواه مسلم ٧٦٣)

اور اس میں قیام، رکوع اور سجدہ طویل کرتے گئے، پھر آپ ﷺ سو رہے یہاں تک کہ آواز سے سانس لینے لگے۔ پھر آپ ﷺ نے اسی طور سے اٹھ اٹھ کر تین بار کیا اور چھ رکعات پڑھیں۔ ہر بار مسواک کرتے، وضو کرتے اور یہ دس آیات تلاوت کر کے ال عمران ختم کرتے پھر آپ ﷺ نے تین رکعات وتر پڑھے اور پھر جب موذن نے اذان دی تو آپ ﷺ نماز فجر کے لیے نکلے۔''

٢٢٥٧۔ وَمِنْهَا: أَنَّهُ قَرَأَ الْآيَاتِ حَتَّى بَلَغَ ﴿فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ (لمسلم ٢٥٦)

اور ان میں سے ایک روایت میں ہے کہ ال عمران کی آیات صرف عذاب النار۔تک ہی تلاوت کیں۔

٢٢٥٨۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بِتُّ عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ فَجَاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَعْدَمَا أَمْسَى فَقَالَ أَصَلَّى الْغُلَامُ قَالُوا نَعَمْ فَاضْطَجَعَ حَتَّى إِذَا مَضَى مِنَ اللَّيْلِ مَا شَاءَ اللهُ قَامَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ صَلَّى سَبْعاً أَوْ خَمْساً أَوْتَرَ بِهِنَّ لَمْ يُسَلِّمْ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ. (رواه أبوداود ١٣٥٦)

''ان میں یہ بھی روایت ہے: آپ ﷺ نے وضو کیا پھر سات یا پانچ رکعات وتر پڑھے اور ان کے درمیان سلام نہیں پھیرا صرف ان کے آخر میں سلام پھیرا۔

٢٢٥٩۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بِتُّ عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّى ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً مِنْهَا رَكْعَتَا مِنْهَا رَكْعَتَا الْفَجْرِ حَزَرْتُ قِيَامَهُ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ بِقَدْرِ ﴿يَا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ﴾ (رواه أبوداود،١٣٦٥)

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: میں نے آپ ﷺ کے قیام کا تخمینہ لگایا تو ہر رکعت میں سورت مزمل کے مساوی قراءت تھی۔

٢٢٦٠۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے دو دو

(٢٢٥٧) مسلم: ٢٥٦۔ ابوداؤد: ١٣٥٦۔ نسائی: ١٧٠٥۔ ابوداؤد: ٥٨۔ احمد: ٣٢٦١.

(٢٢٥٨) ابوداؤد: ١٣٥٦۔ صحیح، البانی: ١٢٠٨۔ نسائی: ١٧٠٥۔ ابوداؤد: ٥٨۔ احمد: ٣٢٦١.

(٢٢٥٩) ابوداؤد: ١٣٥٦۔ صحیح، البانی: ١٢١٦۔ نسائی: ١٧٠٥۔ ابوداؤد: ٥٨۔ احمد: ٣٢٦١.

(٢٢٦٠) ابوداؤد: ١٣٥٧۔ صحیح، البانی: ١٢١٠۔ نسائی: ١٧٠٥۔ ابوداؤد: ٥٨۔ احمد: ٣٢٦١.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حَدَّثَهُ فِي هَذِهِ الْقِصَّةِ قَالَ فَقَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ حَتَّى صَلَّى ثَمَانِيَ رَكْعَاتٍ ثُمَّ أَوْتَرَ بِخَمْسٍ وَلَمْ يَجْلِسْ بَيْنَهُنَّ. (رواه أبو داود ١٣٥٧)

رکعات نماز پڑھی یہاں تک کہ آٹھ رکعات پڑھیں۔ پھر پانچ رکعات وتر پڑھے اور ان کے درمیان قعدہ نہیں کیا۔

٢٢٦١۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَمَانَ رَكْعَاتٍ وَيُوتِرُ بِثَلَاثٍ وَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ (رواه النسائي ١٧٠٧)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رات میں رسول اللہ ﷺ نے آٹھ رکعات نماز پڑھی اور تین رکعات وتر پڑھے۔ اور فجر کی نماز سے پہلے دو رکعات نماز پڑھی۔

شرح: ......١۔ ان احادیث سے اخذ ہوتا ہے کہ نمازِ عشاء کے بعد مصلحت کے تحت جائز گفتگو کرنے کی اجازت ہے، علمی مجالس قائم کرنا اور وعظ و نصیحت تو بالاولیٰ جائز ہے۔

٢۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنے چہرہ مبارک سے نیند کو دور کیا، اور آپ ﷺ نے دو بار ایسا کیا تھا، ایک بار جب بیدار ہوئے تو آسمان کی جانب دیکھا، دوسری بار جب بیدار ہوئے آسمان کی طرف نہ دیکھا تھا، بس آیات ہی تلاوت کیں۔

٣۔ آسمان کی طرف نظر تفکر سے دیکھا تھا، عجائبات آسمانی اور زمینی پر غور کیا آسمانوں کی رفعت اور ان کی وسعت پر غور کیا۔ زمین کی پستی اور اس کی کثافت پر نظر دوڑائی، ستاروں کی جھلملاہٹ دیکھی، زمین میں موجزن سمندروں، آسماں رسنا پہاڑوں، چٹیل میدانوں، درختوں کی سرسبزی و شادابی، نہروں کی روانی، لہلہاتی کھیتوں، پھلوں اور حیوانوں اور سونے چاندی کی کانوں وغیرہ پر نگاہ مرکوز کی۔ رات اور دن کا آنا جانا، طویل و کوتاہ ہونا، ظلمت و نور اور برودت و حرارت یہ سب قادرِ مطلق کی واضح نشانیاں جو اس کی صناعی اور وحدت پر دلالت کرتی تھیں، انہیں دیکھا اور اس کے کمال علم کا اعتراف کیا۔ یہ آیات آپ ﷺ کی عبادت میں زیادہ لطف و لذت کا باعث بنتی تھیں۔

٤۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی اکرم ﷺ کے گھر رات ایک مرتبہ گزاری تھی۔ مگر نماز تہجد کی رکعات مختلف ہیں۔ ان میں مطابقت یوں ہے کہ ایسی صورت میں زیادہ تر یا ثقہ تر راویوں نے جو بیان کیا ہے، اسے لیا جائے گا۔ زیادہ تحقیق شدہ بات یہی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اس رات گیارہ رکعات پڑھی تھیں۔ (مرعاۃ: ٢/ ٦٣-١٦٢)

٢٢٦٢۔ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ: سَأَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ.

سعد بن ہشام نے کہا کہ اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا

(٢٢٦١) نسائی: ١٧٠٧۔ صحیح، الباني: ١٦١٠۔ مسلم: ٢٥٦۔ ترمذی: ٤٦٢۔ ابوداؤد: ١٣٥٣۔ ابن ماجه: ١١٧٢۔ احمد: ٣٥٢١۔ دارمی: ١٥٨٦۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَنْ وِتْرِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى أَعْلَمِ أَهْلِ الْأَرْضِ بِوِتْرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَنْ قَالَ عَائِشَةُ فَأْتِهَا فَاسْأَلْهَا ثُمَّ ائْتِنِي فَأَخْبِرْنِي بِرَدِّهَا عَلَيْكَ فَانْطَلَقْتُ إِلَيْهَا فَأَتَيْتُ عَلَى حَكِيمِ بْنِ أَفْلَحَ فَاسْتَلْحَقْتُهُ إِلَيْهَا فَقَالَ مَا أَنَا بِقَارِبِهَا لِأَنِّي نَهَيْتُهَا أَنْ تَقُولَ فِي هَاتَيْنِ الشِّيعَتَيْنِ شَيْئًا فَأَبَتْ فِيهِمَا إِلَّا مُضِيًّا قَالَ فَأَقْسَمْتُ عَلَيْهِ فَجَاءَ فَانْطَلَقْتُ إِلَى عَائِشَةَ فَاسْتَأْذَنَّا عَلَيْهَا فَأَذِنَتْ لَنَا فَدَخَلْنَا عَلَيْهَا فَقَالَتْ أَحَكِيمٌ فَعَرَفَتْهُ فَقَالَ نَعَمْ فَقَالَتْ مَنْ مَعَكَ قَالَ سَعْدُ بْنُ هِشَامٍ قَالَتْ مَنْ هِشَامٌ قَالَ ابْنُ عَامِرٍ فَتَرَحَّمَتْ عَلَيْهِ وَقَالَتْ خَيْرًا قَالَ قَتَادَةُ وَكَانَ أُصِيبَ يَوْمَ أُحُدٍ فَقُلْتُ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَنْبِئِينِي عَنْ خُلُقِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَتْ أَلَسْتَ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ قُلْتُ بَلَى قَالَتْ فَإِنَّ خُلُقَ نَبِيِّ ﷺ كَانَ الْقُرْآنَ قَالَ فَهَمَمْتُ أَنْ أَقُومَ وَلَا أَسْأَلَ أَحَدًا عَنْ شَيْءٍ حَتَّى أَمُوتَ ثُمَّ بَدَا لِي فَقُلْتُ أَنْبِئِينِي عَنْ قِيَامِ رَسُولِ اللَّهِ فَقَالَ أَلَسْتَ تَقْرَأُ ﴿يَا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ﴾ قُلْتُ بَلَى قَالَتْ فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ افْتَرَضَ قِيَامَ اللَّيْلِ فِي أَوَّلِ هَذِهِ السُّورَةِ فَقَامَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ حَوْلًا وَأَمْسَكَ اللَّهُ خَاتِمَتَهَا اثْنَيْ عَشَرَ شَهْرًا فِي

رسول اللہ ﷺ کے وتر کے متعلق تو انہوں نے کہا کیا ساری زمین پر اس مسئلہ کو سب سے زیادہ جاننے والا نہ بتادوں؟ تو سائل نے کہا: وہ کون ہے؟ ابن عباس نے کہا: وہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ تو خود جا کر ان سے سوال کر اور جو وہ جواب دیں واپس آ کر وہ مجھے خبر بتا۔ راوی نے کہا: میں حکیم بن افلح کے پاس گیا اور اس کو ساتھ جانے کی درخواست کی تو اس نے کہا: میں ان کے پاس نہیں جاؤں گا۔ میں نے ان کو ان دو فریقوں میں سے کسی کے متعلق کچھ کہنے کی ممانعت کی تھی مگر انہوں نے انکار کر دیا تھا اور وہ چل پڑی تھیں۔ میں نے اس کو قسم دی تو وہ میرے ساتھ چلے گئے اور ہم نے ام المومنین سے اجازت طلب کی تو ہم ان کے پاس گئے۔ انہوں نے حکیم کو پہچان کر کہا حکیم ہے؟ تو اس نے عرض کی: ہاں انہوں نے کہا: تیرے ساتھ کون ہے؟ اس نے کہا: سعد بن ہشام ہے۔ کہا کون ہشام؟ اس نے کہا: ابن عامر۔ تو انہوں نے اس پر دعا رحمت کی اور اس کے بارے میں اچھے کلمات کہے۔ قتادہ رحمہ اللہ نے کہا: عامر رضی اللہ عنہ احد میں شہید ہوئے تھے۔ میں نے کہا: اے ام المومنین! مجھے رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کے متعلق کچھ بتائیں تو انہوں نے کہا: تو نے قرآن نہیں پڑھا؟ میں نے کہا: قرآن تو میں نے پڑھا ہے۔ انہوں نے کہا: آپ ﷺ کا خلق قرآن تھا۔ میں نے ارادہ کیا کہ میں چلا جاؤں اور مرتے تک کسی سے کوئی بات نہ پوچھوں گا۔ پھر میرا ارادہ ہوا تو میں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے قیام کے متعلق بتائیں تو انہوں نے کہا: کیا تو نے سورۃ المزمل نہیں پڑھی؟ میں نے کہا پڑھی ہے۔ انہوں نے کہا:

(٢٢٦٢) مسلم: ٧٤٦۔ بخاری: ١٩٤٩۔ ترمذی: ٧٦٨۔ نسائی: ٢٣٥٥۔ ابوداؤد: ٢٤٣٤۔ ابن ماجه: ٤٢٣٨۔ احمد: ٢٥٧٧٨۔ موطا: ٦٨٨۔ دارمی: ١٤٧٥.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

السَّمَاءِ حَتَّى أَنْزَلَ اللهُ فِي آخِرِ هٰذِهِ السُّوْرَةِ التَّخْفِيْفَ فَصَارَ قِيَامُ اللَّيْلِ تَطَوُّعاً بَعْدَ فَرِيْضَةٍ قَالَ قُلْتُ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنْبِئِيْنِي عَنْ وِتْرِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ كُنَّا نَعُدُّ لَهُ سِوَاكَهُ وَطُهُوْرَهُ فَيَبْعَثُهُ اللهُ مَاشَاءَ أَنْ يَبْعَثَهُ مِنَ اللَّيْلِ فَيَتَسَوَّكُ وَيَتَوَضَّأُ وَيُصَلِّي تِسْعَ رَكْعَاتٍ لَا يَجْلِسُ فِيْهَا إِلَّا فِي الثَّامِنَةِ فَيَذْكُرُ اللهَ وَيَحْمِدُهُ وَيَدْعُوْهُ ثُمَّ يَنْهَضُ وَلَا يُسَلِّمُ ثُمَّ يَقُوْمُ فَيُصَلِّ التَّاسِعَةَ ثُمَّ يَقْعُدُ فَيَذْكُرُ اللهَ وَيَحْمِدُهُ وَيَدْعُوْهُ ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيْماً يُسْمِعُنَا ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ وَهُوَ قَاعِدٌ وَتِلْكَ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً يَا بُنَيَّ فَلَمَّا سَنَّ نَبِيُّ اللهِ ﷺ وَأَخَذَهُ اللَّحْمُ أَوْتَرَ بِسَبْعٍ وَصَنَعَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ مِثْلَ صَنِيْعِهِ الْأَوَّلِ فَتِلْكَ تِسْعٌ يَا بُنَيَّ وَكَانَ نَبِيُّ اللهِ إِذَا صَلَّى صَلَاةً أَحَبَّ أَنْ يُدَاوِمَ عَلَيْهَا وَكَانَ إِذَا غَلَبَهُ نَوْمٌ أَوْ وَجَعٌ عَنْ قِيَامِ اللَّيْلِ صَلَّى مِنَ النَّهَارِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً وَلَا أَعْلَمُ نَبِيَّ اللهِ قَرَأَ الْقُرْآنَ كُلَّهُ فِي لَيْلَةٍ وَلَا صَلَّى لَيْلَةً إِلَى الصُّبْحِ وَلَا صَامَ شَهْرًا كَامِلاً غَيْرَ رَمَضَانَ قَالَ فَانْطَلَقْتُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَحَدَّثْتُهُ بِحَدِيْثِهَا فَقَالَ صَدَقَتْ لَوْ كُنْتُ أَقْرَبُهَا أَوْأَدْخُلُ عَلَيْهَا لَأَتَيْتُهَا حَتَّى تُشَافِهَنِيْ بِهِ قَالَ قُلْتُ لَوْ عَلِمْتُ أَنَّكَ لَا تَدْخُلُ عَلَيْهَا مَا حَدَّثْتُكَ حَدِيْثَهَا.

اللہ تعالیٰ نے قیام اللیل اس سورت کے شروع میں فرض قرار دیا۔ پس نبی ﷺ اور آپ کے اصحاب ایک سال اس پر عمل کرتے رہے۔ اور اسی سورت کا آخری حصہ اللہ تعالیٰ نے بارہ مہینوں تک آسمان میں روکے رکھا۔ اور بالآخر اس سورت کے آخر میں اللہ نے تخفیف نازل کردی اور قیام اللیل نفل قرار پا گیا جبکہ پہلے وہ فرض تھا۔ میں نے کہا اے ام المومنین! مجھے رسول اللہ ﷺ کی وتر نماز کی خبر دیجئے تو انہوں نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کا مسواک اور طہارت کا پانی تیار کردیتے تھے تو اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو جس وقت چاہتا اٹھا دیتا۔ پس آپ ﷺ مسواک کرتے، وضو بناتے اور نو رکعات نماز پڑھتے۔ آٹھویں رکعت پڑھنے سے پہلے قعدہ نہ کرتے تھے اور بالآخر اللہ کا ذکر کرتے، اس کی حمد وثنا بیان کرتے، دعائیں کرتے اور سلام پھیرتے اور بعض اوقات ہمیں سلام کے الفاظ سنا دیتے۔ پھر بیٹھ کر دو رکعت پڑھتے، یہ تیرہ رکعات پڑھتے۔ اے بیٹے! پھر جب آپ ﷺ بڑی عمر کے ہوکر گوشت بھاری ہوگیا تو آپ ﷺ نے سات رکعات وتر پڑھنا شروع کردیا اور وتر کے بعد کی دو رکعات اسی طرح پڑھتے رہے جیسے پہلے کیا کرتے تھے۔ تو اے بیٹے! یہ نو رکعات ہوتی تھیں۔ آپ ﷺ جب کوئی نماز پڑھتے تو اس کو ہمیشہ پڑھنا پسند کرتے تھے۔ آپ ﷺ پر اگر نیند غالب آتی یا درد نماز پڑھنے سے مانع ہوتا تو دن میں بارہ رکعات پڑھتے تھے۔ اور یہ بات میرے علم میں نہیں ہے کہ آپ ﷺ نے سارا قرآن مجید ایک رات میں پڑھا ہو اور آپ ﷺ نے ساری رات فجر تک نماز بھی نہیں پڑھی اور پورا مہینہ رمضان کے علاوہ روزہ بھی نہیں رکھا۔ راوی نے کہا: پھر میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور میں نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث اس کے سامنے بیان کی تو انہوں نے کہا: تو نے درست بیان کیا ہے اور اگر میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر دینے کے قریب ہوتا تو میں خود ان کے پاس جاتا تا کہ ان سے بالمشافہ یہ حدیث سنتا۔ میں نے کہا: اگر مجھے علم ہوتا کہ آپ ان کے پاس نہیں جایا کرتے تو میں ان کی حدیث آپ سے بیان نہ کرتا۔" (مسلم، ابوداؤد، نسائی)

٢٢٦٣ــ وفي رواية: قَالَتْ نِعْمَ الْمَرْءُ كَانَ عَامِرٌ أُصِيْبَ يَوْمَ أُحُدٍ. (هما لمسلم، ٧٤٦)

اور ایک روایت میں ہے کہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: عامر اچھا انسان تھا وہ جنگ احد میں شہید ہوا ہے۔

٢٢٦٤ــ عَنِ الأَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ فَسَأَلَهَا عَنْ صَلاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِاللَّيْلِ فَقَالَتْ كَانَ يُصَلِّي ثَلاثَ عَشَرَةَ رَكْعَةً مِنَ اللَّيْلِ ثُمَّ إِنَّهُ صَلَّى إِحْدَى عَشَرَةَ رَكْعَةً وَتَرَكَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قُبِضَ ﷺ حِيْنَ قُبِضَ وَهُوَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ تِسْعَ. (رواه أبوداود، ١٣٦٣)

بروایت اسود سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ اس نے کہا رسول اللہ ﷺ تیرہ رکعات رات کے وقت پڑھا کرتے تھے پھر آپ ﷺ گیارہ رکعات پڑھنے لگے اور دو رکعات کم کردیں پھر جب آپ ﷺ کو قبض کیا گیا تو آپ نو رکعات پڑھتے تھے۔

٢٢٦٥ــ عَنْ عَلِيٍّ رضي الله عنه قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ سِتَّ عَشَرَةَ رَكْعَةً سِوَى الْمَكْتُوْبَةِ. (رواه أحمد، ١٢٤٥)

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات میں فرضوں کے علاوہ سولہ رکعات پڑھتے تھے۔

٢٢٦٦ــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ فَلْيَفْتَتِحْ صَلاتَهُ بِرَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ. (رواه مسلم ٧٦٨)

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی شخص رات کو اٹھے تو اپنی نماز کی ابتدا دو مختصر رکعات سے کرے، پھر اس کے بعد جس قدر چاہے

(٢٢٦٣) مسلم: ٧٤٦ـ بخاری: ١٩٤٩ـ ترمذی: ٧٦٨ـ نسائی: ٢٣٥٥ـ ابوداؤد: ٢٤٣٤ـ ابن ماجه: ٤٢٢٨ـ احمد: ٢٥٧٧٨ـ موطا: ٦٨٨ـ دارمی: ١٤٧٥

(٢٢٦٤) ابوداؤد: ١٣٦٣ـ ضعیف، البانی: ٢٩٣ـ بخاری: ٦٣١٠ـ مسلم: ٧٤٣ـ ترمذی: ٤٥٩ـ نسائی: ١٧٨١ـ ابن ماجه: ١٣٦٠ـ احمد: ٢٥٦٣٦ـ موطا: ٢٦٦ـ دارمی: ١٥٨٥.

(٢٢٦٥) احمد: ١٢٤٥ـ ورجاله ثقات، ترمذی: ٥٩٨ـ نسائی: ٨٧٥ـ ابن ماجه: ١١٦١.

(٢٢٦٦) مسلم: ٧٦٨ـ ابوداؤد: ١٣٢٣ـ احمد: ٨٩٣١.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طویل کرے۔"

۲۲۶۷۔ عَنْ جَابِرٍ، رَفَعَهُ: لَاتَدَعَنَّ صَلَاةَ اللَّيْلِ وَلَوْ حَلْبُ شَاةٍ.

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں فرمایا: "رات کی نماز ترک نہ کرو، خواہ بکری کا دودھ دوھنے کے وقت کے برابر ہی سہی۔"

۲۲۶۸۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: جَاءَ جِبْرِيْلُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ عِشْ مَا شِئْتَ فَإِنَّكَ مَيِّتٌ وَاعْمَلْ مَاشِئْتَ فَإِنَّكَ مُجْزِيٌّ بِهِ وَأَحْبِبْ مَنْ شِئْتَ فَإِنَّكَ مُفَارِقُهُ وَاعْلَمْ أَنَّ شَرَفَ الْمُؤْمِنِ قِيَامُ اللَّيْلِ وَعِزُّهُ اسْتِغْنَاؤُهُ عَنِ النَّاسِ. (هماللأوسط)

سیّدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ کی طرف جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا: یا محمد! خواہ جتنا زندہ رہیں گے بالآخر آپ فوت ہی ہونگے اور جتنا بھی عمل کریں گے آپ کو بدلہ وعوض ضرور ملے گا۔ اور جس سے چاہیں محبت کریں آپ اس سے جدا ہو کر رہیں گے اور خوب جان لیجئے کہ شریف ترین مومن رات کو قیام کرنے والا ہے اور مومن کی عزت میں اسکا لوگوں سے مستغنی رہنا اضافہ کرتا ہے۔

شرح: ......۱۔ نبی اکرم ﷺ قرآن پاک کے آداب، اس کے اوامر ونواہی اور اس کے محاسن پر کاربند تھے۔ کتاب اللہ نے جو بھی اچھے اخلاق اور اچھے آداب بیان کیے ہیں نبی اکرم ﷺ ان کے ساتھ کامل طور پر آراستہ تھے۔ آپ ﷺ کا عمل عین قرآن پاک کے مطابق وموافق تھا، اس کی حدود کے پاس رک جاتے تھے اس کے آداب اپناتے تھے، اس کی مثالوں سے عبرت پکڑتے تھے، اور تلاوت میں تدبر کرتے تھے۔

۲۔ یہ ثابت ہوا کہ نمازِ تہجد کی تیاری سونے سے پہلے کریں تاکہ صبح وقت نہ ہو۔

۳۔ نو رکعات آٹھویں میں تشہد کے بعد کھڑے ہو کر نویں رکعت کو وتر بنا کر پڑھنا مسنون ہے۔

۴۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ وتروں کے بعد بیٹھ کر دو رکعات پڑھنا مسنون طریقہ ہے۔

۵۔ جو یہ آیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ ساری رات نہ جاگتے تھے، یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے علم کے مطابق ہے، وگرنہ کبھی آپ ﷺ ساری رات بھی بیداری فرماتے تھے، جیسا کہ نسائی، باب فی احیاء اللیل میں آتا ہے۔

۶۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نمازِ تہجد کی تعداد مختلف آئی ہے، ان میں مطابقت یہ ہے کہ آپ ﷺ یہ تمام رکعات پڑھتے رہے ہیں مگر گیارہ رکعات زیادہ پڑھتے رہے ہیں۔

۷۔ نمازِ تہجد کا آغاز دو رکعات سے کیا جائے، یہ چاق و چوبند ہونے کے لیے ہیں۔ ان کا شمار تہجد میں کیا

(۲۲۶۷) طبرانی اوسط، وفيه بقية بن الوليد وفيه كلام كثير، هيثمی: ۳۵۲۳.

(۲۲۶۸) طبرانی اوسط، وفيه زافر بن سليمان وثقه احمد وابن معين، وابوداؤد، وتكلم فيه ابن عدی وابن حبان بما لا يضر، هيثمی: ۳۵۲۹.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جائے گا۔ (مرعاۃ: ۲/ ۱۶۱، ۲/ ۲۰۳)

٢٢٦٩ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ إِنَّ فُلَانًا يُصَلِّي بِاللَّيْلِ فَإِذَا أَصْبَحَ سَرَقَ قَالَ إِنَّهُ سَيَنْهَاهُ مَا يَقُولُ . (رواه أحمد ٩٤٨٦ والبزار)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اور اس نے کہا: یارسول اللہ! فلاں مردرات کو نماز پڑھتا ہے اور جب صبح ہوتی ہے تو چوری کرتا ہے۔ فرمایا: ''جو چیز وہ تلاوت کرتا وہ اس کو اس سے عنقریب منع کردے گی۔'' (احمد اور البزار)

شرح: ..... اس میں شب خیزی کی برکت بتائی گئی ہے کہ یہ اتنی اچھی عادت ہے اس سے بدعادتیں اور برائیاں سدھر جاتی ہیں، انسان کی اصلاح ہو جاتی ہے۔

٢٢٧٠ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: لَاتَأْذَنُ امْرَأَةٌ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا إِلَّا بِإِذْنِهِ وَلَا تَقُومُ مِنْ فِرَاشِهِ فَتُصَلِّي تَطَوُّعاً إِلَّا بِإِذْنِهِ . (رواه الطبراني في الكبير ١٢١٤٤)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''کوئی عورت کسی کو اپنے گھر میں آنے کی اجازت نہ دے مگر خاوند کی اجازت کے ساتھ اور خاوند کی اجازت کے بغیر اس کے بستر سے اُٹھ کر نماز نہ پڑھے۔'' (الکبیر)

شرح: .....اس میں خانگی زندگی میں سکون کا گر بتایا گیا ہے۔

٢٢٧١ـ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَامَ النَّبِيُّ ﷺ بِآيَةٍ مِنَ الْقُرْآنِ لَيْلَةً (رواه الترمذي ٤٤٨)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک رات ایک آیت قرآنی کے ساتھ قیام کیا۔'' (ترمذی)

٢٢٧٢ـ وَلِأَحْمَدَ وَالْبَزَّارِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ مِثْلُهُ مُطَوَّلًا وَفِيهِ: أن الآية ﴿إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ وَأَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ دَعَوْتُ لِأُمَّتِي . قَالَ: فَمَاذَا أُجِبْتَ؟ قَالَ أُجِبْتُ بِالَّذِي لَوْ اطَّلَعَ كَثِيرٌ مِنْهُمْ تَرَكُوا الصَّلَاةَ . قَالَ: أَفَلَا أُبَشِّرُ النَّاسَ؟ قَالَ:

احمد رحمہ اللہ اور البزار رحمہ اللہ نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل طویل حدیث نقل کی ہے اور اس میں ہے کہ وہ یہ آیت ہے: ترجمہ: ''اگر تو ان کو عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو بخش دے تو یقیناً تو غالب حکمت والا ہے۔ ابوذر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے وجہ پوچھی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے اپنی امت کے لیے دعا مانگی ہے۔'' انہوں نے عرض کی: آپ ﷺ کو کیا جواب دیا گیا۔ فرمایا: مجھے جو جواب دیا گیا

(٢٢٦٩) احمد: ٩٤٨٦۔ بزار ورجاله رجال الصحيح، هيثمي: ٣٥٥٥۔

(٢٢٧٠) طبراني كبير: ١٢١٤٤۔ ورجاله ثقات، هيثمي: ٣٥٩٢.

(٢٢٧١) ترمذي: ٤٤٨۔ صحيح الاسناد، الباني: ٣٧٠.

(٢٢٧٢) احمد: ٢٠٩٨٤۔ روى النسائي، منه، انه قام بآية حتى اصبح، بزار، ورجاله ثقات، نسائي: ١٠١٠۔ ابن ماجه: ١٣٥٠

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بَلٰی فَنطلقت معنقا قريبا من قذفة بحجر، قال عمر: يا رسول الله إنك إن تبعث إلى الناس بهذا أتكلوا عن العبادة، فناداه أن أرجع فرجع. (رواه أحمد ٢٠٩٨٤)

ہے اگر اس کا سب کو علم ہو جائے تو وہ نماز پڑھنے کی زحمت بھی گوارہ نہ کریں اور اس کو بھی ترک کر دیں گے۔ انہوں نے عرض کی: میں اس کی بشارت ان کو نہ دوں؟ فرمایا: ہاں دیدے پس میں گردن اٹھا کر پتھر پھینکنے کے فاصلے تک چلا تھا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! اگر آپ ﷺ نے لوگوں کو اس کی اطلاع دینے کے لیے بھیج دیا ہے تو لوگ اس پر اعتماد کریں گے اور عبادت ترک کر دیں گے۔ پس اُس کو آواز دیکر آپ ﷺ نے واپس بلایا تو وہ واپس آ گئے۔

شرح: ......ا۔ آیت کا مطلب ہے کہ اے مالک مطلق، اپنی سلطنت میں تو جو چاہے کرے اس پر اعتراض نہیں۔ اگر تو ان کے کفر کے باوجود بخش دے تو قادر مطلق ہے، چاہے ثواب دے، چاہے عذاب دے، تیرے کام حکمت بھرے ہوتے ہیں۔

۲۔ آپ ﷺ سے پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! آپ صبح تک ایک ہی رکعت پڑھتے رہے ہیں، فرمایا: میں نے اپنے رب سے اپنی امت کے لیے سفارش کا مطالبہ کیا ہے، وہ مجھے حاصل ہو چکی ہے، ان شاء اللہ جو اللہ کے ساتھ شرک نہ کرے گا، یہ سفارش پائے گا۔

۳۔ یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ نماز میں ایک ہی آیت بار بار دہرانا جائز ہے۔

۴۔ باقی رہا کہ اس آیت کو رکوع اور سجدہ میں بھی پڑھنا حالانکہ رکوع وسجود میں قرآن پڑھنے کی ممانعت ہے۔ تو ممانعت سے پہلے کی بات ہے یا پھر آپ ﷺ رکوع اور سجدہ میں دعا کی نیت سے پڑھتے رہے ہیں۔ (مرعاۃ:۲/۱۷۰)

قِيَامُ رَمَضَانَ وَالتَّرَاوِيحُ وَغَيْرُ ذٰلِكَ

رمضان کا قیام اور تراویح کا بیان

٢٢٧٣ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَرْغَبُ فِيْ قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَأْمُرَهُمْ فِيْهِ بِعَزِيْمَةٍ فَيَقُوْلُ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيْمَاناً وَاحْتِسَاباً غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ فَتُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالْأَمْرُ عَلَى ذٰلِكَ ثُمَّ كَانَ الْأَمْرُ عَلَى ذٰلِكَ فِيْ خِلَافَةِ

سیّدہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پختہ حکم دینے کے بغیر لوگوں کو قیام رمضان کی ترغیب دیتے تھے پس آپ ﷺ فرماتے تھے: جس نے ایمان کے ساتھ کارِثواب سمجھ کر رمضان کا قیام کیا تو اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں بھی اور عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی ابتداء میں قیام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أَبِیْ بَكْرٍ وَصَدْرًا مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ عَلَی ذٰلِكَ. (رواہ مسلم ۷۵۹) رمضان کا معاملہ اسی طور پر قائم رہا۔

شرح: ...... ا۔ قیام رمضان کو ہی نمازِ تراویح کہتے ہیں۔

۲۔ چار رکعات پڑھ کر آرام کرتے تھے، پھر بقیہ قیام کرتے اس لیے اسے تراویح کا نام دیا گیا۔(فتح الباری)

۳۔ یہ بھی یاد رہے قیام رمضان، نمازِ تراویح اور نمازِ تہجد ایک چیز ہیں، کوئی علیحدہ علیحدہ نہیں۔

۴۔ زیرِ شرح حدیث سے ثابت ہوا کہ نمازِ تراویح واجب نہیں مستحب ہے اور اس کی بہت زیادہ ترغیب دلائی گئی ہے۔

۵۔ جس میں اللہ کے وعدے کے مطابق ثواب کی نیت سے، ریا کاری اور شہرت مدنظر نہ ہو، اس ثواب اور اجر پر پختہ یقین ہو تو کوئی تراویح پڑھتا ہے اس کی فضیلت بیان ہوئی ہے کہ صغیرہ اور کبیرہ گناہ معاف ہوتے ہیں، بعض نے صرف صغیرہ گناہوں کی معافی کا کہا ہے۔ بعض روایات میں پچھلے گناہ معاف ہونے کا بھی آتا ہے۔(احمد)

پھر سوال پیدا ہوتا ہے جو گناہ واقع ہی نہیں ہوئے ان کی معافی کیسے ہوئی، تو اس کا جواب یہ ہے کہ اسے مستقبل میں کبیرہ گناہوں سے محفوظ رکھا جائے گا۔

۶۔ نبی اکرم ﷺ کے عہد مبارک اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں یہ صورت حال تھی کہ جدا جدا ٹولیوں کی صورت میں نمازِ تراویح ہوتی، ایک آدمی تراویح پڑھتا اس کے ساتھ ایک گروہ پڑھ رہا ہے، کوئی رات کے پہلے حصے میں پڑھ رہا ہے، کوئی آخر شب میں پڑھ رہا ہے کوئی گھر میں اور کوئی مسجد میں پڑھ رہا ہے۔

تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے مسجد میں ایک امام کے پیچھے اجتماعی طور پر نمازِ تراویح کی ادائیگی کا اہتمام کیا۔(تفصیل آئندہ آرہی ہے، ان شاء اللہ)

ایک الجھن سی ہوتی ہے کہ جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو بھی علم ہو چکا تھا کہ اب نمازِ تراویح کی فرضیت کا اندیشہ نہیں رہا تو پھر انہوں نے لوگوں کو ایک امام کی امامت میں تراویح کا اہتمام کیوں نہ کیا؟

اس کا حل یہ ہے کہ ایک تو ان کی خلافت کی مدت نہایت مختصر ہے، جو تقریباً اڑھائی سال ہے اور مہمات بہت زیادہ تھیں، مصروفیت بہت بڑھ چکی تھی۔ دوسرا ان کا خیال تھا کہ لوگ آخری رات عبادت کا ابھی ذوق شوق رکھتے ہیں اور ان میں قوت وجذبہ بھی موجود ہے، اس لیے انہوں نے بہتر یہی جانا کہ نبی ﷺ والی صورت حال ہی برقرار رہے۔ جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تراویح باجماعت کا مسنون اہتمام کر دیا۔(مرعاۃ:۲/۲۲۶)

(۲۲۷۳) مسلم: ۷۵۹۔ بخاری: ۲۰۱٤۔ ترمذی: ۸۰۸۔ نسائی: ۵۰۲۷۔ ابوداؤد: ۱۳۷۲۔ ابن ماجہ: ۲۹٤۳۔ احمد: ۱۰٤٦۲۔ مؤطا: ۲۵۱۔ دارمی: ۱۷۷۶۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

٢٢٧٤ــ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَقُوْلَنَّ أَحَدُكُمْ إِنِّي صُمْتُ رَمَضَانَ كُلَّهُ وَقُمْتُهُ كُلَّهُ فَلَا أَدْرِيْ أَكْرِهَ التَّزْكِيَةَ أَوْ قَالَ لَا بُدَّ مِنْ نَوْمَةٍ أَوْ رَقْدَةٍ (رواه أبوداود، ٢٤١٥)

سیّدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: تم میں سے کوئی شخص یہ نہ کہے کہ میں نے پورے رمضان کا قیام کیا اور سارے رمضان کے روزے رکھے ہیں۔ راوی نے کہا: مجھے یہ علم نہیں کہ اس ممانعت کی وجہ اپنے نفس کو پاکیزہ ظاہر کرنا ناپسند قرار دیا، یا یہ کہ سونا اور نیند کرنا بھی ضروری ہے۔'' (ابوداؤد اور نسائی)

٢٢٧٥ـ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَجْتَهِدُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مَا لَا يَجْتَهِدُ فِي غَيْرِهِ. (رواه مسلم، ١١٧٥)

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رمضان المبارک میں اتنی محنت سے عبادت کرتے جو اس کے سوا اوقات میں نہیں کرتے تھے اور رمضان کے آخری عشرے میں جس قدر جدوجہد کرتے تھے وہ اس کے سوا کسی عشرے میں نہیں کرتے تھے۔''

٢٢٧٦ــ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ أَحْيَا اللَّيْلَ وَأَيْقَظَ أَهْلَهُ وَجَدَّ وَشَدَّ الْمِئْزَرَ. (رواه مسلم ١١٧٤)

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب آخری عشرہ داخل ہوتا تو رات کو بیدار رہتے اور اہل خانہ کو بھی بیدار رکھتے اور خوب محنت کرتے اور کمر کس لیتے تھے۔

شرح: ......۱۔ نبی اکرم ﷺ قدر کی شب کی تلاوت میں، اطاعت وعبادت اور ہمہ نوع خیرات میں حد درجہ کوشاں ہوتے تھے، جو کہ اس دھاکے کے علاوہ نہیں دیکھنے میں آتی تھی۔ اس میں یہ پیغام ہے کہ آخری دھاکے میں عبادت پر مداومت کی جائے اور اس ماہ مبارک کا بہت ہی عمدہ انداز پر اختتام ہونا چاہیے۔

۲۔ آخری دھاکے میں آپ ﷺ، عبادت کے لیے کمر بستہ ہو کر تہبند مضبوط باندھ لیتے اور بیویوں سے خواہش کا خیال دل سے نکال دیتے اور فقط عبادتِ الٰہی میں ہی مصروف رہتے۔

۳۔ جو کہا گیا ہے کہ رات زندہ رکھتے مطلب ہے رات قیام فرماتے، قراءت کرتے اور ذکر الٰہی کرتے۔ چونکہ جو جگہ یا انسان ذکر الٰہی سے خالی ہو وہ میت کی مانند شمار ہوتا ہے، اس لیے اس رات کو تلاوت وعبادت اور ذکر الٰہی سے معمور کر کے آپ ﷺ اسے بسر کرتے تھے اس لیے اسے زندہ کرنے سے تعبیر کیا گیا ہے۔

۴۔ آپ ﷺ کے گھر والوں سے جو بھی رات کا قیام کرنے کی طاقت رکھتا، آپ ﷺ اس سے بھی

(٢٢٧٤) ابوداؤد: ٢٤١٥ـ ضعیف، البانی: ٥٢٣ـ نسائی: ٢١٠٩ـ احمد: ١٩٩٩٨.

(٢٢٧٥) مسلم: ١١٧٥ـ بخاری: ٢٠٢٤ـ ترمذی: ٧٩٦ـ نسائی: ١٦٣٩ـ ابوداؤد: ١٣٧٦ـ ابن ماجہ: ١٧٦٨ـ احمد: ٢٥٦٥٦.

(٢٢٧٦) مسلم: ١١٧٥ـ بخاری: ٢٠٢٤ـ ترمذی: ٧٩٦ـ نسائی: ١٦٣٩ـ ابوداؤد: ١٣٧٦ـ ابن ماجہ: ١٧٦٨ـ احمد: ٢٥٦٥٦.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شب بیداری کرواتے۔ کیونکہ یہ دھا کہ رمضان کے اختتام کا ہوتا ہے اور اعمال کا دارومدار خاتمہ پر ہے اس لیے اس کے اختتام پر عملی جدوجہد کی ترغیب دی گئی ہے۔ (مرعاۃ:۲/۳۰۶)

۲۲۷۷۔ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رضي الله عنها كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ فِي رَمَضَانَ فَقَالَتْ مَاكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَزِيْدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ عَلٰى إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّي أَرْبَعاً فَلَا تَسَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعاً فَلَا تَسَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّي ثَلَاثاً قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَتَنَامُ قَبْلَ أَنْ تُوْتِرَ فَقَالَ يَاعَائِشَةُ إِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي (رواه البخاری ۱۱۴۷)

ابوسلمہ بن عبدالرحمن نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رمضان میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کیسی ہوتی تھی؟ انہوں نے کہا آپ ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعات سے زیادہ رکعت نہ پڑھتے تھے۔ چار رکعات پڑھتے۔ ان کا جمال اور طول نہ پوچھو۔ پھر چار رکعات پڑھتے۔ ان کا حسن اور طول نہ پوچھو! پھر آپ ﷺ تین رکعات پڑھتے تھے۔
عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: یارسول! اللہ آپ وتر پڑھنے کے بغیر سوتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! میری آنکھیں سوتی ہیں میرا دل نہیں سوتا۔" (الشیخان)

شرح: ۱۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ نبی اکرم ﷺ کی نمازِ شب سارا سال برابر رہتی تھی، رمضان ہو یا غیر رمضان ہو تعداد ایک تھی۔ (فتح الباری:۳/۳۳)

۲۔ اکثر نمازِ تہجد اور قیام رمضان کی گیارہ رکعات تھیں۔

۳۔ آپ ﷺ کی آنکھیں سوتی تھیں، دل بیدار ہوتا تھا۔

۲۲۷۸۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ احْتَجَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حُجَيْرَةً مُخَصَّفَةً أَوْ حَصِيْرًا فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي فِيْهَا فَتَتَبَّعَ إِلَيْهِ رِجَالٌ وَجَاؤُوْا يُصَلُّوْنَ بِصَلَاتِهِ ثُمَّ جَاؤُوْا لَيْلَةً فَحَضَرُوْا وَأَبْطَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَنْهُمْ فَلَمْ يَخْرُجْ إِلَيْهِمْ

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کھجور کی چٹائی کا چھوٹا سا گھر بنایا۔ آپ ﷺ اس میں نکل کر تشریف لاتے اور اس میں نماز پڑھتے تھے، پھر چند مرد آپ ﷺ کے پیچھے آئے اور آپ ﷺ کی اقتدا کر کے نماز پڑھنا شروع کردیا۔ وہ پھر آئے تو آپ ﷺ نے باہر تشریف لانے میں تاخیر کردی۔ ان لوگوں نے بلند آواز سے

(۲۲۷۷) بخاری: ۱۱۴۷۔ مسلم: ۷۳۸۔ ترمذی: ۴۳۹۔ نسائی: ۱۶۹۷۔ ابوداؤد: ۱۳۷۶۔ ابن ماجه: ۱۷۶۸۔ احمد: ۲۵۶۵۶.
(۲۲۷۸) بخاری: ۶۱۱۳۔ مسلم: ۷۸۱۔ ترمذی: ۴۵۰۔ نسائی: ۱۵۹۹۔ ابوداؤد: ۱۴۴۷۔ احمد: ۲۱۱۱۴۔ موطا: ۲۹۳۔ دارمی: ۱۳۶۶.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فَرَفَعُوْا أَصْوَاتَهُمْ وَحَصَبُوْا الْبَابَ فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ مُغْضِبًا فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا زَالَ بِكُمْ صَنِيْعُكُمْ حَتّٰى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُكْتَبُ عَلَيْكُمْ فَعَلَيْكُمْ بِالصَّلَاةِ فِيْ بُيُوْتِكُمْ فَإِنَّ خَيْرَ صَلَاةِ الْمَرْءِ فِيْ بَيْتِهِ إِلَّا الصَّلَاةَ الْمَكْتُوْبَةَ. (رواه البخاری ٦١١٣)

باتیں کیں اور دروازہ بھی کھڑکھڑایا تو آپ ﷺ غصے کے ساتھ باہر نکلے۔ فرمایا: ”تم اگر اسی طرح آتے رہے تو مجھے خطرہ ہے کہ یہ نماز تم پر فرض کردی جائے گی۔ تم اپنے گھروں میں نماز پڑھو۔ آدمی کی افضل نماز اس کے گھر میں ہوتی ہے فرض نمازوں کے سوا۔“

شرح:...... ا۔ اگر مسجد میں سے گزرنے والوں کو مشکل نہ ہو تو اس طرح حجرہ نما جگہ بنانا جائز ہے۔
یہاں دقت اس لیے نہیں آ رہی تھی کہ رسول اکرم ﷺ اس چٹائی کو صبح بچھا لیتے، نمازیں پڑھتے اور رات عبادت میں یکسوئی کی خاطر حجرہ بنا لیتے۔

۲۔ یہ ثابت ہوا کہ لوگوں میں اتنا زیادہ ذوق عبادت تھا کہ انہوں نے خود ہی نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نماز میں پروانہ وار ملنا شروع کر دیا ہے۔ اگر چہ نبی ﷺ نے نوافل گھر میں پڑھنے کی ترغیب دی ہے، اسے افضل قرار دیا ہے چونکہ نبی اکرم ﷺ مسجد میں معتکف تھے اس لیے یہ نوافل مسجد میں ادا کیے۔

۳۔ یہ بھی پتہ چلا کہ اگر کسی کو گھر سے طلب کرنے کے لیے کھنکھورا جائے تو جائز ہے، یہ اجازت طلب کرنے کا حکم رکھتا ہے۔

۴۔ نمازِ تراویح سنت ہے، خواہ جماعت سے پڑھی جائے یا منفرد پڑھی جائے۔
ایک سوال ذہن میں آتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے جو یہ فرمایا ہے کہ مجھے خدشہ ہے کہ یہ قیام فرض نہ ہو جائے۔ جب معراج کی رات پانچ نمازیں فرض ہو چکی ہیں تو پھر اب اور فرض ہونے کا اندیشہ کیسے تھا؟
تو اس کا حل یہ ہے کہ یہ تو واقعتاً درست ہے کہ یہ نمازیں اٹل طور پر فرض ہو چکی تھیں، ان میں تبدیلی کا امکان نہیں تھا۔ خوف یہ تھا کہ یہ رات کا قیام اور تہجد رات کے وقت مسجد میں باجماعت ادا کرنا فرض نہ ہو یعنی یہ اندیشہ نہ تھا کہ نماز فرض ہو جائے، اندیشہ یہ تھا رات مسجد میں پڑھنا فرض نہ ہو جائے، اگر یہ ہو جاتا تو بہت مشکل ہو جاتی، اب تو آسانی ہے، مسجد میں پڑھو یا گھر میں پڑھو، باجماعت پڑھو، یا منفرد پڑھو کوئی مضائقہ نہیں صرف مسجد میں باجماعت تہجد فرض ہو جاتی تو امت میں طاقت نہ تھی۔

۵۔ اس میں نوافل گھر میں پڑھنے کی ترغیب ہے کیونکہ اس سے گھروں میں برکت اترتی ہے، شیطان دور ہوتا اور رحمت کا نزول ہوتا ہے۔

۶۔ فضل یہی ہے کہ رمضان کا قیام یعنی تراویح باجماعت مسجد میں ادا کی جائے کیونکہ اب فرضیت کا خدشہ نہیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

۷۔ بڑا آدمی اگر کوئی ایسا کام کرتا ہے جس سے اس کے پیروکار عادی نہیں تو اسے اس کام کی حکمت اور وجہ کو ان کے سامنے بیان کرنا چاہیے تاکہ وہ باخبر رہیں۔

۸۔ اس میں نبی اکرم ﷺ کو جو اپنی امت کے ساتھ شفقت تھی اس کی جھلک بھی نظر آتی ہے۔ (مرعاة وفتح الباری: ۲/ ۲۲٦)

۲۲۷۹۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَإِذَا أُنَاسٌ فِي رَمَضَانَ يُصَلُّوْنَ فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ مَاهٰؤُلَاءِ فَقِيْلَ هٰؤُلَاءِ نَاسٌ مَعَهُمْ قُرْآنٌ وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ يُصَلِّي وَهُمْ يُصَلُّوْنَ بِصَلَاتِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ أَصَابُوْا وَنِعْمَ مَا صَنَعُوْا. (رواه أبوداود، ۱۳۷۷)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ رمضان میں گھر سے باہر تشریف لائے تو کچھ لوگ مسجد کے ایک طرف نماز پڑھ رہے تھے۔ فرمایا: یہ کیا کر رہے ہیں؟ تو آپ ﷺ کو عرض کیا گیا کہ ان لوگوں کو قرآن یاد نہیں ہے اور اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ ان کو نماز پڑھا رہے ہیں اور یہ لوگ ان کی نماز کے ساتھ شامل ہیں۔ فرمایا: درست کیا اور ان لوگوں نے اچھا کیا۔

۲۲۸۰۔ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِالْقَارِيِّ أَنَّهُ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ لَيْلَةً فِي رَمَضَانَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَإِذَا النَّاسُ أَوْزَاعٌ مُتَفَرِّقُوْنَ يُصَلِّي الرَّجُلُ لِنَفْسِهِ وَيُصَلِّي الرَّجُلُ فَيُصَلِّيْ بِصَلَاتِهِ الرَّهْطُ فَقَالَ عُمَرُ إِنِّي أَرَى لَوْ جَمَعْتُ هٰؤُلَاءِ عَلَى قَارِئٍ وَاحِدٍ لَكَانَ أَمْثَلَ ثُمَّ عَزَمَ فَجَمَعَهُمْ عَلَى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهُ لَيْلَةً أُخْرَى وَالنَّاسُ يُصَلُّوْنَ بِصَلَاةِ قَارِئِهِمْ قَالَ عُمَرُ نِعْمَ الْبِدْعَةُ هٰذِهِ وَالَّتِي يَنَامُوْنَ عَنْهَا أَفْضَلُ مِنَ الَّتِي يَقُوْمُوْنَ يُرِيْدُ آخِرَاللَّيْلِ وَكَانَ النَّاسُ يَقُوْمُوْنَ أَوَّلَهُ. (رواه البخاري ۲۰۱۰)

عبدالرحمٰن بن عبدالقاریؒ نے کہا: میں عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک رات مسجد کی طرف نکلا تو دیکھا کہ لوگ مختلف ٹولیوں میں ہیں، کوئی مرد تنہا نماز پڑھ رہا ہے اور کوئی مرد نماز پڑھتا ہے اور چند لوگ اس کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر میں ان سب کو ایک قاری کے ساتھ نماز پڑھنے کے لیے جمع کردوں تو زیادہ مناسب ہوگا۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے پورے عزم کے ساتھ ان کو اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کے ساتھ جمع کر دیا۔ پھر ایک رات میں عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ باہر نکلا اور لوگ اپنے قاری کے ساتھ نماز میں مصروف تھے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اچھی نئی چیز یہ ہے اور جس نماز کو چھوڑ کر یہ لوگ سو جاتے ہیں وہ اس سے افضل ہے مراد آخری رات کی نماز ہے۔ اور لوگ اول حصہ رات میں قیام کرتے تھے۔"

(۲۲۷۹) ابوداؤد: ۱۳۷۷۔ ضعیف، البانی: ۲۹٤.

(۲۲۸۰) بخاری: ۲۰۱۰۔ موطا: ۲۵۲.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲۲۸۱۔ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ أَنَّهُ قَالَ أَمَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أُبَيَّ ابْنَ كَعْبٍ وَتَمِيْماً الدَّارِيَّ أَنْ يَقُوْمَا لِلنَّاسِ بِإِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً قَالَ وَقَدْ كَانَ الْقَارِئُ يَقْرَأُ بِالْمِئِيْنَ حَتَّى كُنَّا نَعْتَمِدُ عَلَى الْعَصَى مِنْ طُوْلِ الْقِيَامِ وَمَا كُنَّا نَنْصَرِفُ إِلَّا فِي فُرُوْعِ الْفَجْرِ (رواه مالك ٢٥٣)

سائب بن یزید نے کہا: سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ اور تمیم الداری رضی اللہ عنہ کو رمضان میں لوگوں کو گیارہ رکعات نماز پڑھانے کا حکم دیا، پس قاری دوسو آیات پر مشتمل سورت کے ساتھ نماز کی ایک رکعت پڑھاتا اور طویل قیام کی وجہ سے ہم لوگ عصا اور لاٹھیوں پر سہارا لیتے تھے اور نماز سے فارغ ہوکر تھوڑا پہلے ہم واپس لوٹتے تھے۔

۲۲۸۲۔ عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ رُوْمَانَ أَنَّهُ قَالَ كَانَ النَّاسُ يَقُوْمُوْنَ فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي رَمَضَانَ بِثَلَاثٍ وَّعِشْرِيْنَ رَكْعَةً. (رواه مالك ٢٥٤)

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں رمضان میں لوگ تیئس رکعت نماز پڑھتے تھے۔

شرح: ......۱۔ ان سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس وقت کوئی منفرد نماز تراویح پڑھتا تھا، کوئی جماعت کے ساتھ پڑھتا تھا۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس طریقے کے مطابق پڑھانے کا اہتمام کیا تھا جس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات مبارکہ میں عمل کیا تھا کہ ایک جماعت میں پڑھنے کا حکم دیا۔

۲۔ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو امام مقرر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ زیادہ قاری تھے۔ اور کبھی تمیم داری رضی اللہ عنہ بھی مقرر ہوتے تھے۔ یا یہ ہے کہ مردوں کے لیے امام ابی بن کعب رضی اللہ عنہ تھے اور عورتوں کے لیے تمیم داری رضی اللہ عنہ امام تھے۔

۳۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا نماز باجماعت تراویح دیکھ کر یہ کہنا کہ نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ ''یہ ایک اچھی بدعت ہے۔'' بدعت تو کوئی بھی اچھی نہیں ہوتی، اس کا مطلب کیا ہے؟

لغت میں بدعت اس کام کو کہتے ہیں جسے پہلے کسی نے نہ کیا ہو، یہاں لغت کے اعتبار سے بدعت کہا گیا ہے، چونکہ ایک ہی امام کے پیچھے سب کا اجتماع، اور ہمیشہ باجماعت تراویح کا اہتمام کسی نے نہ کیا تھا۔ وگرنہ شرعی بدعت مراد نہیں کیونکہ وہ ہر بدعت گمراہی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ والی یہ بدعت نہیں۔

اصل تراویح اور جماعت یہ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف فرضیت کے خوف سے ہمیشہ جماعت نہ کرائی تھی، اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات حسرت آیات کے بعد فرضیت کا ڈر نہ رہا تھا۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اسی مسنون طریقہ تراویح کو برقرار رکھا، نئی چیز اس طریقہ کی ہمیشگی تھی، جسے اچھی بدعت سے تعبیر کیا،

(۲۲۸۱) موطا: ۲۵۳. (۲۲۸۲) موطا: ۲۵۴.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اصل میں یہ بدعت نہیں اجتماعی تراویح ایک امام کے پیچھے پڑھنا مسنون عمل ہے، ظاہری حالت پر نظر رکھتے ہوئے اسے اچھی بدعت کہا گیا ہے۔ (کتاب الاعتصام للشاطبی)

۴۔ اب رہی بات کہ نماز تراویح کی تعداد کتنی ہے؟ صحیح ترین بات یہ ہے کہ نماز تراویح گیارہ رکعات ہے، اور جو یہاں مؤطا کے حوالے سے بیس رکعات آئی ہیں، یہ رکعات کی تعداد غیر محفوظ ہے اور بعض روایات سے یہ ثابت کیا جاتا ہے کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے بیس رکعات پڑھنے کا حکم دیا تھا مگر یہ روایات سب باطل ہیں ایک بھی دلیل کے قابل نہیں۔ ویسے تراویح کی تعداد کے قائل لوگ اکتالیس، اڑتیس، چھتیس، چونتیس اور اٹھائیس کے بھی ہیں۔ مگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مسنون طریقہ اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جو دور خلافت میں حکم دیا تھا، اس سے گیارہ رکعات ہی ثابت ہیں۔ دوسرے اقوال ثابت نہیں۔

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز گیارہ رکعات ہی بیان فرمائی ہے۔ (بخاری)

اور سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تین راتیں نماز پڑھائی تھی وہ آٹھ رکعات تھیں اور پھر تین وتر پڑھے۔ (صحیح ابن خزیمہ)

علامہ عبیداللہ رحمانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ بیس تراویح کے ثبوت میں جتنی روایات اقوال وغیرہ اور خلفائے راشدین کے اجماع کا دعویٰ وغیرہ پیش کیا جاتا ہے سب باطل ہے، ان میں سے کوئی چیز بھی پایہ ثبوت تک نہیں پہنچتی۔ (مرعاۃ: ۲/ ۲۳۵)

۲۲۸۳۔ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ قُلْتُ لِجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ أَكُنْتَ تُجَالِسُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ نَعَمْ كَثِيْرًا كَانَ لَا يَقُوْمُ مِنْ مُصَلَّاهُ الَّذِيْ يُصَلِّيْ فِيْهِ الصُّبْحَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَإِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ قَامَ وَكَانُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ فَيَأْخُذُوْنَ فِي أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ فَيَضْحَكُوْنَ وَيَتَبَسَّمُ (رواه مسلم ٦٧٠)

سیّدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس جگہ فجر کی نماز پڑھتے تھے اس سے سورج طلوع ہونے تک نہیں اٹھتے تھے۔ جب سورج طلوع ہوتا تو پھر اٹھتے۔ لوگ عہد جاہلیت کی باتیں بیان کرکے ہنستے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتے تھے۔

شرح: ...... ۱۔ یہ ثابت ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کی نماز پڑھتے تھے۔

۲۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس عام تھی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ آپ گھل مل کر بیٹھتے تھے۔

۳۔ جاہلیت کی باتیں یاد کرنا اسلام کی قدر بڑھاتا ہے۔

۴۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سنجیدہ ترین ہستیاں تھیں پھر بھی مسرت کے لمحات میں ہنستے اور مسکراتے تھے۔ (عون المعبود: ١/ ٤٩٨)

(۲۲۸۳) مسلم: ٦٧٠۔ ترمذی: ٥٨٥۔ نسائی: ١٣٥٨۔ ابوداؤد: ١٢٩٤۔ احمد: ٢٠٥٢٧.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

٢٢٨٤۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَاتَغْلِبَنَّكُمُ الْأَعْرَابُ عَلَى اسْمِ صَلَاتِكُمْ أَلَا إِنَّهَا الْعِشَاءُ وَهُمْ يُعْتِمُوْنَ بِالْإِبِلِ. (رواه مسلم ٦٤٤)

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما مرفوع بیان کرتے ہیں: ''تم پر اعراب کی بولی غالب نہ آئے۔ خبردار! اس نماز کے وقت کا نام عشاء ہے اور اعراب اس وقت اونٹنیوں کا دودھ دھوتے ہیں۔'' (مسلم)

٢٢٨٥۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُغَفَّلٍ الْمُزَنِيُّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَا تَغْلِبَنَّكُمُ الْأَعْرَابُ عَلَى اسْمِ صَلَاتِكُمُ الْمَغْرِبُ قَالَ الْأَعْرَابُ وَتَقُوْلُ هِيَ الْعِشَاءُ (رواه البخاري ٥٦٣)

سیّدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم پر اعراب کی زبان غالب نہ آنے پائے کہ وہ تمہاری نمازِ مغرب کا نام عشاء بولتے ہیں۔'' (بخاری)

شرح: ......ان احادیث میں نمازِ عشاء کو عتمہ کے نام سے پکارنے کی ممانعت ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عتمہ کا لفظ نمازِ عشاء پر بولا ہے، تاکہ مغرب کی نماز اور نمازِ عشاء کے درمیان التباس دور ہو جائے۔ باقی رہا نمازِ عشاء کو عتمہ کے نام سے پکارنا تو یہ حرام نہیں، نمازِ عتمہ یا نماز عشاء کہنا جائز ہے۔

لوگ نمازِ عشاء کو کثرت سے نمازِ عتمہ کہنا شروع ہو گئے تھے، یہ جاہلیت میں نام تھا، اسلام نے اس کا نام نمازِ عشاء دیا ہے۔ آپ ﷺ نے عتمہ نام کثرت سے استعمال کرنے کی ممانعت کی ہے تاکہ نماز عشاء کے اسلامی نام پر جاہلی نام غالب نہ آ جائے، کثرت سے نماز عشاء ہی کہا جائے، اگر نماز عتمہ بھی کہا جائے تو جائز ہے۔ (فتح الباری: ۲/ ۴۷)

٢٢٨٦۔ عَنْ أَبِيْ بَرْزَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَ الْعِشَاءِ وَالْحَدِيْثَ بَعْدَهَا. (رواه البخاري ٥٦٨)

سیّدنا ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نمازِ عشاء پڑھنے سے پہلے سونے سے اور اس کے بعد نماز باتیں کرنے سے منع فرماتے تھے۔

٢٢٨٧۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسْمُرُ مَعَ أَبِيْ بَكْرٍ فِي الْأَمْرِ مِنْ أَمْرِ الْمُسْلِمِيْنَ وَأَنَا مَعَهُمَا. (رواه الترمذي ١٦٩)

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسلمانوں کے معاملات کے بارے میں رات کو بعد نماز عشاء تبادلہ خیالات کرتے تھے اور میں بھی ان دونوں کے ساتھ ہوا کرتا تھا۔ (ترمذی)

(٢٢٨٤) مسلم: ٦٤٤۔ نسائی: ٥٤٢۔ ابوداؤد: ٤٩٨٤۔ ابن ماجه: ٧٠٤۔ احمد: ٦٢٧٨.
(٢٢٨٥) بخاری: ٥٦٣۔ احمد: ٢٠٠٣.
(٢٢٨٦) بخاری: ٥٦٨۔ مسلم: ٦٤٧۔ نسائی: ٩٤٨۔ ابوداؤد: ٣٩٨۔ ابن ماجه: ٦٧٤۔ دارمی: ١٣٠٠.
(٢٢٨٧) ترمذی: ١٦٩۔ صحیح، البانی: ١٤٣۔ احمد: ٢٢٩.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شرح: ......ان دونوں احادیث میں یوں مطابقت ہے کہ بلا وجہ عشاء کے بعد بیدار نہ ہوتے تھے، اگر کوئی دینی یا علمی معاملہ ہوتا تو پھر بیدار ہوتے تھے، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مغرب کے بعد اور عشاء سے پہلے سونا اس پر ناپسندیدہ ہے جس کی نماز عشاء ضائع ہونے کا اندیشہ ہو۔

اگر کوئی بیدار کرنے والا موجود ہو، یا آدمی کی عادت ہو وہ مختار و پسندیدہ وقت میں نماز کے لیے اٹھ جاتا ہے تو پھر اگر نماز مغرب کے بعد اور نماز عشاء سے پہلے نیند کے غلبہ کی وجہ سے سو جاتا ہے تو کوئی حرج نہیں اور یہی صورت عشاء کے بعد بیدار ہونے کی ہے۔ اگر عادت پر اعتماد ہو تو پھر علمی یا دینی یا ازدواجی کام کے لیے بیدار رہنے میں کوئی حرج نہیں۔ عشاء کے بعد بیدار رہنے سے اگر قیام اللیل چھوٹنے کا یا نماز صبح کے رہ جانے کا خطرہ ہو تو پھر عشاء کے بعد زیادہ تاخیر نہ کی جائے بلکہ جلدی سویا جائے۔ (فتح الباری: ۲/ ۴۹)

۲۲۸۸۔ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ قَالَ قَالَ رَجُلٌ قَالَ مِسْعَرٌ أُرَاهُ مِنْ خزَاعَةَ لَيْتَنِي صَلَّيْتُ فَاسْتَرَحْتُ فَكَأَنَّهُمْ عَابُوْا عَلَيْهِ ذٰلِكَ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ يَابِلَالُ أَقِمِ الصَّلَاةَ أَرِحْنَا بِهَا. (رواه أبوداود ٤٩٨٥)

سالم بن ابی الجعد نے کہا: ایک صحابی مرد بنو خزاعہ سے تھے۔ انہوں نے کہا: کاش میں نماز پڑھتا تو مجھے راحت حاصل ہوتی۔ ایسا محسوس ہوا کہ لوگوں نے ان کا یہ قول ان کے لیے عیب قرار دیا تو انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اے بلال! نماز کی اقامت کے ساتھ ہماری راحت کا سامان کرو۔

۲۲۸۹۔ وَفِي رِوَايَةٍ عَنْ بَعْضِ الْأَنْصَارِ، رَفَعَهُ: قُمْ يَا بِلَالُ فَأَرِحْنَا بِالصَّلَاةِ (رواه أبوداود ٤٩٨٦)

اور بعض انصار سے مرفوع روایت میں ہے: اے بلال! اٹھو اور نماز کے ساتھ ہمیں راحت پہنچاؤ۔ (ابوداؤد)

شرح: ......اس سے ثابت ہوا کہ یہ کہنا کہ میں نے نماز پڑھی ہے اور مجھے راحت ملی ہے یہ جائز ہے۔

۲۔ نماز میں چونکہ رب تعالیٰ سے مناجات کی جاتی ہے اس سے انسان کو قلبی سکون حاصل ہوتا ہے اور خصوصاً نبی اکرم ﷺ تو نماز کو آنکھوں کی ٹھنڈک قرار دیتے تھے، آپ کے لیے تو دنیاوی امور تھکاوٹ بن جاتے تھے۔

اللہ کبریاء کی بارگاہ میں مناجات سے راحت ملتی تھی، یہی درس آپ ﷺ نے اپنی امت کو دیا ہے کہ دنیاوی مشغولیت میں راحت نہیں، رب کائنات کی عبادت میں راحت ہے۔ (عون المعبود: ۴/ ۴۵۳)

۲۲۹۰۔ عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ أَبِي

سیدنا عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے عرض کی:

(۲۲۸۸) ابوداؤد: ٤٩٨٥۔ صحیح، البانی: ٤١٧١۔ احمد: ٢٢٦٤٣۔

(۲۲۸۹) ابوداؤد: ٤٩٨٦۔ صحیح، البانی: ٤١٧٢۔ احمد: ٢٢٦٤٣۔

(۲۲۹۰) مسلم: ٢٢٠٣۔ احمد: ١٧٤٤٠۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

الْعَاصِ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللهِ ﷺ إِنَّ الشَّيْطَانَ يُقَالُ لَهُ خِنْزَبٌ فَإِذَا أَحْسَسْتَهُ فَتَعَوَّذْ بِاللهِ مِنْهُ وَاتْفُلْ عَلَى يَسَارِكَ ثَلَاثًا قَالَ فَفَعَلْتُ ذٰلِكَ فَأَذْهَبَهُ اللهُ عَنِّي. (رواه مسلم، ۲۲۰۳)

یارسول اللہ! شیطان میرے اور میری نماز اور میری قراءت کے درمیان حائل ہوکر میرے اوپر خلط ملط کر دیتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس شیطان کو خنزب کہا جاتا ہے۔ جب تجھے اس کا احساس ہوتو اس کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کر اور اپنے بائیں طرف تین بار تھوک دے۔ میں نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو دور کردیا۔ (مسلم)

۲۲۹۱۔ عَنْ عُثْمَانَ بْنَ أَبِي الْعَاصِ قَالَ لَمَّا اسْتَعْمَلَنِيْ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَلَى الطَّائِفِ جَعَلَ يَعْرِضُ لِيْ شَيْءٌ فِي صَلَاتِيْ حَتَّى مَا أَدْرِيْ مَا أُصَلِّي فَلَمَّا رَأَيْتُ ذٰلِكَ رَحَلْتُ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَقَالَ ابْنُ أَبِي الْعَاصِ قُلْتُ نَعَمْ يَارَسُوْلَ اللهِ قَالَ مَا جَاءَ بِكَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللهِ عُرِضَ لِيْ شَيْءٌ فِي صَلَوَاتِيْ حَتَّى مَاأَدْرِيْ مَا أُصَلِّي قَالَ ذَاكَ الشَّيْطَانُ ادْنُهْ فَدَنَوْتُ مِنْهُ فَجَلَسْتُ عَلَى صُدُوْرِ قَدَمَيَّ قَالَ فَضَرَبَ صَدْرِيْ بِيَدِهِ وَتَفَلَ فِيْ فَمِيْ وَقَالَ اخْرُجْ عَدُوَّاللهِ فَفَعَلَ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَالَ الْحَقْ بِعَمَلِكَ قَالَ فَقَالَ عُثْمَانَ فَلَعَمْرِيْ مَا أَحْسِبُهُ خَالَطَنِيْ بَعْدُ. (رواه ابن ماجة، ۳۵٤۷)

جب نبی کریم ﷺ نے مجھے طائف پر عامل مقرر کیا تو میری نماز میں کچھ خلل پیدا ہوا کرتا تھا یہاں تک کہ مجھے معلوم نہ رہتا کہ میں کیا پڑھ رہا ہوں۔ جب میں نے یہ چیز دیکھی تو میں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف سفر کیا۔ آپ نے فرمایا: ابن العاص ہے؟ میں نے عرض کی: ہاں میں ہوں اے اللہ کے رسول! فرمایا: کس سبب آنا ہوا؟ میں نے عرض کی: مجھے نماز میں کچھ حالت پیش آتی ہے، یہاں تک کہ مجھے معلوم ہی نہیں رہتا کہ میں کیا پڑھ رہا ہوں۔ فرمایا: وہ شیطان ہے۔ میرے قریب آؤ، چنانچہ میں قریب آیا اور اپنے پاؤں کے سینے پر بیٹھا۔ پس آپ ﷺ نے میرے سینے پر اپنا ہاتھ مبارک مارا اور میرے منہ میں اپنا لعاب مبارک ڈالا اور فرمایا: اللہ کے دشمن نکل جا، تین بار فرمایا۔ پھر فرمایا اپنے کام پر پہنچ جاؤ۔ پھر میری ساری عمر گواہ ہے کہ مجھے پھر اشتباہ پیدا نہیں ہوا۔

شرح: ...... ۱۔ ان احادیث میں شیطان کے وسوسہ سے بچاؤ کی تدبیر بیان ہوئی ہے کہ اعوذ باللہ پڑھ کر تین مرتبہ بائیں جانب پھوار والی پھونک ماری جائے تو شیطانی وسوسہ ختم ہو جاتا ہے۔

۲۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ نماز میں ضرورت کے تحت تھوکنے سے نماز خراب نہیں ہوتی۔ (مرعاۃ: ۲/۱۵٦)

(۲۲۹۱) ابن ماجه: ۳۵٤۸۔ صحیح، البانی: ۲۸۵۸۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲۲۹۲ـــ عن ابن عمر قال قال رسول الله ﷺ صَلُّوْا فِي بُيُوتِكُمْ، لَا تَتَّخِذُوْهَا قُبورًا. (رواه احمد، ٦٠٠٩ وَالْبَزَّارُ والكبير)

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنے گھروں میں نماز پڑھا کرو اور گھروں کو قبریں قرار نہ دو۔'' (احمد، البزار، الکبیر)

شرح: ...... پہلے باب میں اس کی وضاحت گزر چکی ہے۔

۲۲۹۳ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رفعه: مَنْ لم تنهه صلاته عَنِ الفَحشاءِ والمُنكر لم يزدَدْ مِنَ اللّٰهِ إلَّا بُعداً. (رواه الطبراني في الكبير ١١٠٢٥)

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما مرفوع بیان کرتے ہیں: ''جس شخص کو اس کی نماز فحش باتوں سے اور بدی سے نہ روکے تو وہ اللہ تعالیٰ سے دور ہی رہتا ہے۔'' (الکبیر)

۲۲۹٤ـــ وَلَهُ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ مَوْقُوْفًا مَنْ لَمْ تَأْمُرْهُ صَلَاتُهُ بِالْمَعْرُوْفِ وَتنهاه عن المنكر.

سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے موقوف روایت ہے کہ جس کو اس کی نماز نیکی کا حکم نہ دے اور بدی سے منع نہ کرے۔

شرح: ...... اس کا مفہوم قرآن پاک نے بیان کیا ہے:

﴿إِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ﴾ (العنكبوت: ٤٥)

''بے شک نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے۔''

۲۲۹٥ـــ عَنْ زَيْدِبْنِ ثَابِتٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ صَلَاةُ الْمَرْءِ فِي بَيْتِهِ أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهِ فِي مَسْجِدِيْ هٰذَا إِلَّا الْمَكْتُوْبَةَ. (رواه أبوداود ١٠٤٤)

سیّدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''آدمی کی اپنے گھر میں نفل نماز میری اس مسجد میں نماز پڑھنے سے بھی افضل ہے مگر فرض نماز کا حکم جدا ہے۔'' (ابوداود اور ترمذی)

۲۲۹٦ـــ عَنْ عَبْدِالْوَاحِدِ رَفَعَهُ: صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي الْفَلَاةِ إِذَا أَتَمَّهَا تُضَاعَفُ عَلَى صَلَاتِهِ فِي الْجَمَاعَةِ بِمِثْلِهَا. (رواه رزين)

عبدالواحد مرفوع بیان کرتے ہیں: ''ایک آدمی کی ویران صحراء میں نماز جب وہ اس کو مکمل شرائط کے ساتھ ادا کرے، اس کی اس جیسی باجماعت نماز سے دوگنا افضل ہے۔'' (رزین)

۲۲۹۷ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ اللّٰهَ قَالَ مَنْ عَادٰى لِي وَلِيًّا فَقَدْ

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جو میرے ولی سے دشمنی کرتا ہے تو میں اس سے

(۲۲۹۲) احمد: ٦٠٠٩ـ بزار، طبرانی کبیر ورجال احمد رجال الصحيح، هيثمی: ٣٤٩٤.

(۲۲۹۳) طبرانی کبیر: ١١٠٢٥ـ وفيه، ليث بن ابی سليم وهو ثقة ولكنه مدلس، هيثمی: ٣٥٥٧.

(۲۲۹٤) طبرانی کبیر: ٨٥٤٥ـ ورجاله رجال الصحيح، هيثمی: ٣٥٥٨.

(۲۲۹٥) ابوداؤد: ١٠٤٤ـ صحيح، البانی: ٩٢٢ـ بخاری: ٧٢٩٠ـ مسلم: ٧٨١ـ ترمذی: ٤٥٠ـ نسائی: ١٥٩٩ـ احمد: ٢١١١٤ـ موطا: ٢٩٣ـ دارمی: ١٣٦٦.

(۲۲۹٦) رزین.

(۲۲۹۷) بخاری: ٦٥٠٢.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ وَمَاتَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّاافْتَرَضْتُ عَلَيْهِ وَمَايَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُبِهِ وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا وَإِنْ سَأَلَنِي لَأُعْطِيَنَّهُ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِي لَأُعِيذَنَّهُ وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَيْءٍ أَنَا فَاعِلُهُ تَرَدُّدِي عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَأَنَا أَكْرَهُ مَسَاءَتَهُ. (رواه البخاری ٦٥٠٢)

اعلانِ جنگ کرتا ہوں۔ اور میرے بندے نے میرے تقرب کے لیے کوئی عبادت ایسی نہیں کی جو مجھے اس سے زیادہ محبوب ہو جو عبادات میں نے بندے پر خود فرض کی ہیں۔ اور نوافل کے ساتھ میرا بندہ میرے قریب ہوتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں جس کے ساتھ وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اس کو دیتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے پناہ مانگتا ہوں تو میں اس کو پناہ دیتا ہوں اور جو کام میں کرنا چاہوں اس میں مجھے تردد نہیں ہوتا جیسا مجھے مومن کی جان نکالنے میں تردد ہوتا ہے۔ وہ موت کو ناپسند کرتا ہے اور میں اس کی تکلیف کو ناپسند کرتا ہوں۔'' (بخاری)

شرح: ......۱۔ یہ قدسی حدیث ہے، یعنی اس کی نسبت نبی اکرم ﷺ نے اللہ پاک کی طرف کی ہے، اس سے اس کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

۲۔ اور جو یہ کہا ہے کہ اللہ کے دوست سے جو عداوت رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ کا اس کے ساتھ اعلان جنگ ہے۔ اس میں اللہ کے نیک بندوں کے دشمنوں کے لیے زبردست وعید ہے کیونکہ جس سے اللہ جنگ آزما ہوا سے تو وہ ہلاک کردیتا ہے۔

یہاں ایک اعتراض ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ولی تو وہ ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کا عارف ہو، مخلص ہو، اس کی اطاعت ہمیشہ کرتا ہو، اور بردبار ہو، لوگوں کی جہالت سے درگزر سے کام لیتا ہوتو پھر ایسے آدمی سے کون عداوت رکھ سکتا ہے اور یہ کسی سے کیوں عداوت رکھے گا؟

اس کا حل یہ ہے کہ یہاں دنیوی معاملات کی عداوت مراد نہیں، یہاں وہ عداوت مراد ہے جو مشرک، موحد سے رکھتا ہے اور بدعتی، متبع سنت سے رکھتا ہے۔

۳۔ فرائض کی ادائیگی اللہ تعالیٰ کے محبوب اعمال میں سے ہے، کیونکہ فرائض کی ادائیگی میں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری پائی جاتی ہے، اللہ کا احترام ہوتا ہے، اس کی تعظیم ہوتی ہے، ان میں بندے کی پستی اور رب کی ہستی کا اظہار ہوتا ہے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جس سے بندہ اللہ کا مقرب ہو جاتا ہے۔

۴۔ نوافل کو تقرب الٰہی کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے کیونکہ یہ فرائض کی تکمیل ہیں۔

۵۔ جو یہ کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں، فرائض اور نوافل ادا کرنے والے کے میں ہاتھ، کان، پاؤں وغیرہ بن جاتا ہوں۔ وحدت الوجود والے یہاں سے دلیل لیتے ہیں کہ اللہ عین بندہ بن جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ بندے کے وجود میں اتر آتا ہے۔ یہ بات نہایت غلط ہے کیونکہ جو آگے حدیث کے الفاظ آرہے ہیں کہ اگر بندہ مجھ سے مانگے میں اسے دیتا ہوں اور اگر پناہ مانگے تو میں اسے پناہ دیتا ہوں۔ اگر بندہ اور اللہ ایک ہی ہے تو پھر اللہ پناہ کس کو دے رہا ہے۔

لہٰذا اس کا صحیح مطلب یہ ہے کہ اللہ بندے میں حلول نہیں کرتا، یہاں مجازی طور اعضاء کے نام ہیں، حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے اس دوست کی نصرت واعانت اور تائید وتصدیق کرتا ہے۔

۶۔ مانگے تو اللہ دیتے ہیں اور پناہ مانگے تو اللہ پناہ دیتے ہیں۔ اس پر ایک اعتراض ہوسکتا ہے کہ کتنے ہی اللہ کے دوست ہیں جو مانگتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نہیں دیتا۔ تو اس کا حل یہ ہے کہ قبولیت کی نوعیت ہے، کبھی تو یہ مطالبہ فوراً مل جاتا ہے اور کبھی حکمت کے تحت قبولیت مؤخر کر دی جاتی ہے کبھی کسی بہتر صورت میں خیر حاصل ہو جاتی ہے۔

۷۔ اہل سلوک وتصوف اس سے یہ بھی اخذ کرتے ہیں کہ دل جب اللہ کی حفاظت میں آجاتا ہے تو معصوم عن الخطاء ہو جاتا ہے۔ یہ بات بالکل غلط ہے، معصوم عن الخطاء صرف انبیائے کرام علیہم السلام ہوتے ہیں، دیکھیں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کتنی بڑی ہستی ہیں، خطاء ان سے بھی سرزد ہو جاتی تھی۔

۸۔ اور جو مومن کی جان بارے تردد بیان ہوا ہے، وہ یہی ہے کہ بندے پر جب موت آتی ہے یہ ایک سخت وقت ہے، تو اللہ تعالیٰ مومن بندے کو ایسے ایسے انعامات اور خوش کن مناظر دکھاتے ہیں کہ بندہ خود اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا شوق پیدا کر لیتا ہے۔ (فتح الباری: ۱۱/ ۳۴۱)

۲۲۹۸۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَبَشِيِّ الْخَثْعَمِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ قَالَ طُوْلُ الْقِيَامِ قِيْلَ فَأَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ قَالَ جُهْدُ الْمُقِلِّ قِيْلَ فَأَيُّ الْهِجْرَةِ أَفْضَلُ قَالَ مَنْ هَجَرَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ قِيْلَ فَأَيُّ الْجِهَادِ أَفْضَلُ قَالَ مَنْ جَاهَدَ الْمُشْرِكِيْنَ بِمَالِهِ وَنَفْسِهِ قِيْلَ فَأَيُّ الْقَتْلِ أَشْرَفُ قَالَ مَنْ

سیدنا عبداللہ بن حبشی الخثعمی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ سے سوال کیا گیا کہ اعمال میں سے کونسا عمل زیادہ افضل ہے؟ فرمایا: طویل قیام کرنا، سائل نے کہا: کونسا صدقہ افضل ہے؟ فرمایا: نادار کی محنت سے، کہا گیا: کونسی ہجرت زیادہ افضل ہے؟ فرمایا: اس شخص کی جس نے چھوڑا اس چیز کو جو اللہ نے اس پر حرام کی ہے۔ کہا گیا: کونسا جہاد زیادہ افضل ہے؟ فرمایا: جو مشرکین سے مال اور جان کے ساتھ جہاد کرتا ہے۔

(۲۲۹۸) ابوداؤد: ۱۴۴۹۔ صحیح، البانی: ۱۲۸۶۔ نسائی: ۴۹۸۶۔ احمد: ۱۴۹۷۵۔ دارمی: ۱۴۱۴۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

أُهْرِيقَ دَمُهُ وَعُقِرَ جَوَادُهُ. (لأبي داود ١٤٤٩)

کونسا مقتول زیادہ افضل ہے؟ فرمایا: وہ جس کا خون بہادیا گیا اور اس کے گھوڑے کی پچھاڑ کاٹ دی گئی۔

شـــرح: ......یعنی نماز میں لمبا قیام، اور مقل سے مراد وہ ہے جس کے پاس مال کم ہو اور محنت ومشقت برداشت کرتا ہے اور کچھ اللہ کی راہ میں صدقہ کرتا ہے۔ ایک روایت میں مال داری سے صدقہ کرنے کو بھی افضل قرار دیا گیا ہے، دونوں میں مخالفت نہیں۔ یہ توکل، یقین اور اخلاص کی وجہ سے افضلیت حاصل ہوتی ہے اور جان، سواری، مال ہر چیز قربان ہو جائے تو یہ افضل ترین لڑائی ہے۔ یہ وہی کرسکتا ہے جو مخلص ہو۔ (عون المعبود: ١/ ٥٤٢)

٢٢٩٩ـــ عَنْ حُرَيْثِ بْنِ قَبِيْصَةَ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ فَقُلْتُ اللّٰهُمَّ يَسِّرْ لِيْ جَلِيْسًا صَالِحًا قَالَ فَجَلَسْتُ إِلَى أَبِيْ هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ إِنِّي سَأَلْتُ اللّٰهَ أَنْ يَرْزُقَنِيْ جَلِيْسًا صَالِحًا فَحَدِّثْنِيْ بِحَدِيْثٍ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يَنْفَعَنِيْ بِهِ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ إِنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ عَمَلِهِ صَلَاتُهُ فَإِنْ صَلَحَتْ فَقَدْ أَفْلَحَ وَأَنْجَحَ وَإِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ فَإِنِ انْتَقَصَ مِنْ فَرِيْضَتِهِ. شَيْءٌ قَالَ الرَّبُّ عَزَّوَجَلَّ انْظُرُوْا هَلْ لِعَبْدِيْ مِنْ تَطَوُّعٍ فَيُكَمَّلُ بِهَا مَا انْتَقَصَ مِنَ الْفَرِيْضَةِ ثُمَّ يَكُوْنُ سَائِرُ عَمَلِهِ عَلَى ذٰلِكَ (رواه الترمذی ، ٤١٣)

حریث بن قبیصہ نے کہا: میں مدینہ میں آیا اور میں نے کہا: یا اللہ! میرے لیے نیک ہم نشین آسان کردے۔ پھر میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا اور میں نے کہا: میں نے اللہ تعالیٰ سے نیک ہمنشین کا سوال کیا تھا پس تو مجھے وہ حدیث سنا جو تو نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے، شاید اللہ تعالیٰ اس سے مجھے نفع دے۔ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ”سب سے پہلے قیامت کے دن بندے سے اس کے اعمال میں سے نماز کا سوال ہوگا، یہ درست ثابت ہوئی تو بندہ کامیاب ہوگا اور نجات پاجائے گا اور اگر نماز فاسد پائی گئی تو بندہ ناکام اور خسارے میں رہے گا۔ پس اگر فرائض میں کمی پائی گئی تو اب اللہ تعالیٰ ارشا فرمائے گا: دیکھو، کیا میرے بندے کے نوافل ہیں۔“

شرح: ......١۔ اس میں سب سے پہلے نماز کے حساب کا ذکر ہے، جبکہ ایک دوسری حدیث میں خون کے حساب کا سب سے پہلے ذکر ہے۔ مطابقت یوں ہے کہ حقوق اللہ میں سے سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا اور حقوق العباد میں سے خون کا حساب سب سے پہلے ہوگا۔

٢۔ نماز فرض میں جواذکار، شروط، ارکان، دعاؤں وغیرہ میں کمی ہوگی وہ نوافل سے پوری کردی جائے گی۔ (تحفة الاحوذی: ١/ ٣١٨)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

كِتَابُ الْجَنَآئِزِ
جنازوں کے متعلق باب

اَلْمَرَضُ وَالنَّوَائِبُ ، مَوْتُ الْأَوْلَادِ وَالطَّاعُوْنُ ، وَغَيْرُ ذٰلِكَ
امراض، مصائب، اولاد کی موت اور مرضِ طاعون وغیرہ کا بیان

٢٣٠٠۔ عَنْ أَبِیْ سَعِیْدٍ وَأَبِیْ هُرَیْرَةَ أَنَّهُمَا سَمِعَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ مَا یُصِیْبُ الْمُؤْمِنُ مِنْ وَصَبٍ وَلَا نَصَبٍ وَلَا سَقَمٍ وَلَا حَزَنٍ حَتَّی الْهَمَّ یُهَمُّهُ إِلَّا کُفِّرَبِهِ مِنْ سَیِّئَاتِهِ. (رواه مسلم ٢٥٧٣)

ابوسعید اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما دونوں بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا: مسلمان کو جو تھکاوٹ یا درد، بیماری یا پریشانی اور کوئی فکر وغم لاحق ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو بندے کی بدیوں کا کفارہ بنا دیتا ہے۔‘‘

شرح:...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ان پریشانیوں پر صبر کرنے سے دو چیزیں حاصل ہوتی ہیں۔
(ا) خطاؤں کی معافی (۲) درجات کی بلندی۔ دوسرے لفظوں میں ثواب حاصل ہوتا ہے، عقاب وسزا اٹھ جاتی ہے۔

٢٣٠١۔ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ دَخَلْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ یُوْعَكُ وَعْکًا شَدِیْدًا فَمَسَسْتُهُ بِیَدِیْ فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّكَ لَتُوْعَكُ وَعْکًا شَدِیْدًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَجَلْ إِنِّی أُوْعَكُ کَمَا یُوْعَكُ رَجُلَانِ مِنْکُمْ فَقُلْتُ ذٰلِكَ أَنَّ لَكَ أَجْرَیْنِ

سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو آپ ﷺ کو شدید بخار ہو رہا تھا۔ میں نے آپ ﷺ کو ہاتھ لگایا اور میں نے عرض کیا: آپ کو تو شدید بخار ہو رہا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، مجھے اتنا بخار ہوتا ہے جتنا تم میں سے دو مردوں کا بخار ہوا کرتا ہے۔ میں نے کہا: یہ اس لیے ہے کہ آپ ﷺ کو اجر بھی دوگنا ہوتا ہے۔ فرمایا:

(٢٣٠٠) مسلم: ٢٥٧٣۔ بخاری: ٥٦٤٢۔ ترمذی: ٣٠٣٨۔ احمد: ١١٣٦١۔
(٢٣٠١) بخاری: ٥٦٦٠۔ مسلم: ٢٥٧١۔ احمد: ٤٣٣٣۔ دارمی: ٢٧٧١۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَجَلْ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ أَذًى مَرَضٌ فَمَا سِوَاهُ إِلَّا حَطَّ اللّٰهُ لَهُ سَيِّئَاتِهِ كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا. (البخاری ٥٦٦٠)

ہاں اور جس مسلمان کو جو ایذا اور مصیبت پہنچتی ہے خواہ وہ مرض ہو یا کوئی مصیبت اس کے سوا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کی بدیاں اس طرح گرا دیتا ہے جیسے درخت اپنے پتے گرا دیتا ہے۔"

٢٣٠٢۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ عَلَى أُمِّ السَّائِبِ أَوْ أُمِّ الْمُسَيِّبِ فَقَالَ مَالَكِ يَا أُمَّ السَّائِبِ أَوْ يَا أُمَّ الْمُسَيِّبِ تُزَفْزِفِيْنَ قَالَتْ الْحُمَّى لَا بَارَكَ اللّٰهُ فِيْهَا فَقَالَ لَا تَسُبِّي الْحُمَّى فَإِنَّهَا تُذْهِبُ خَطَايَا بَنِيْ آدَمَ كَمَا يُذْهِبُ الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ (رواہ مسلم ٢٥٧٥)

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ ام سائب یا ام مسیب کے پاس گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: تجھے کیا ہوا کہ تو کراہ رہی ہے؟ اس نے کہا: بخار ہو رہا ہے، اللہ اس میں برکت نہ ڈالے۔ فرمایا: "بخار کو بددعا نہ دو، یہ بنی آدم کے گناہ اس طرح دور کر دیتا ہے جیسے بھٹی لوہے کی میل کو دور کر دیتی ہے۔" (مسلم)

شرح: ......١۔ یہ ثابت ہوتا ہے کہ بیماری میں شدت، اجر کے اضافہ کا باعث ہے، اس سے درجات بلند ہوتے ہیں اور خطائیں مٹتی ہیں حتیٰ کہ ایک خطا بھی باقی نہیں رہتی۔

٢۔ مریض کے جسم کو درخت کے ساتھ مشابہت دی گئی ہے، پت جھڑ کا موسم ہو، ہوائیں چلتی ہوں تو درخت کے پتے گرتے ہیں اور درخت بالکل پتوں کے لباس سے خالی ہو جاتا ہے۔

اسی طرح بیماری اور تکلیف سے گناہوں سے جسم انسانی خالی ہو جاتا ہے یہ بات قابل غور ہے، پتے جھڑیں تو درخت کے لیے نقصان ہے مگر انسان کے لیے بیماری کمال کا باعث ہے کہ گناہوں کا ازالہ کر دیا۔ اس میں ایک مسلمان کے لیے عظیم خوشخبری ہے کیونکہ تکلیف دہ امور سے کوئی مسلمان بھی خالی نہیں اور ہر تکلیف گناہوں کا کفارہ ہے۔

٣۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ بخار کو گالی نہ دی جائے یہ تو اللہ کے حکم سے ہوتا ہے اور خراب لوہے کی مانند گناہوں کو دور کر دیتا ہے، یعنی جس طرح آگ پگھلا کر خراب لوہا علیحدہ کر دیتی ہے، اسی طرح بخار کی حرارت گناہوں کو دور کر دیتی ہے۔ (مرعاۃ: ٢/ ٣١٥)

٢٣٠٣۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَادَ مَحْمُوْمًا فَقَالَ: أَبْشِرْ فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے بخار کے مریض کی عیادت کی اور فرمایا: "تجھے بشارت ہو اس لیے کہ

(٢٣٠٢) مسلم: ٢٥٧٥۔ ترمذی: ٢٢٥٠۔

(٢٣٠٣): ...... رزین۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يَـقُوْلُ: هِيَ نَارِيْ أُسَلِّطُهَا عَلَى عَبْدِي الْمُؤْمِنِ لِيَكُوْنَ حَظُّهُ . مِنَ النَّارِ (لرزين)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بخار میری وہ آگ ہے جس کو میں اپنے مومن بندے پر مسلط کرتا ہوں تاکہ بخار اس کے لیے آگ کے بدلے حصہ بن جائے۔" (رزین)

شرح: .....اوپر والی حدیث میں اس کے مفہوم کا بیان آ گیا ہے۔

٢٣٠٤۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ أَنَّ رَجُلاً جَاءَهُ الْمَـوْتُ فِـيْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَـقَالَ رَجُلٌ هَنِيْئًالَـهُ مَاتَ وَلَمْ يُبْتَلْ بِمَرَضٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَيْـحَكَ وَمَـا يُدْرِيْكَ لَوْأَنَّ اللّٰهَ ابْتَلَاهُ بِمَرَضٍ يُكَفِّرُبِهِ عَنْهُ مِنْ سَيِّئَاتِهِ . (رواه مالك، ١٧٥٣)

یحییٰ بن سعید نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں ایک مرد پر اچانک موت آ گئی تو ایک شخص نے کہا: اس کو مبارک ہو کہ بیماری میں مبتلا ہونے کے بغیر ہی فوت ہوگیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تیرا حال بہتر ہو، مجھے کیا معلوم اگر اس کو اللہ تعالیٰ بیماری میں مبتلا کرتا تو اس کی بدیوں کا کفارہ کر دیتا۔" (مالک)

٢٣٠٥۔ وفی روایة وزاد: فَقَالَ إِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا أَصَـابَـهُ الـسَّـقَـمُ ثُمَّ أَعْفَاهُ اللّٰهُ مِنْهُ كَانَ كَفَّارَةً لِمَا مَضَى مِنْ ذُنُوْبِهِ وَمَوْعِظَةً لَهُ فِيْمَا يَسْتَـقْبِـلُ وَإِنَّ الْمُنَافِقَ إِذَا مَرِضَ ثُمَّ أُعْفِيَ كَـانَ كَـالْـبَـعِيْـرِ عَقَلَهُ أَهْلُهُ ثُمَّ أَرْسَلُوْهُ فَلَمْ يَـدْرِلِمَ عَقَلُوْهُ وَلَمْ يَدْرِ لِمَ أَرْسَلُوْهُ . (رواه أبوداود ٣٠٨٩)

ایک روایت میں مزید یہ کلمات ہیں: مومن جب مریض ہوتا ہے اور بیماری لگنے سے فوت ہوتا ہے تو اس کے سابقہ گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ نے اس کو صحت دے کر معافی دیدی تب بھی اس کے سابقہ گناہ کا کفارہ اور آئندہ کے لیے اس کو نصیحت حاصل ہوجاتی ہے۔ اور منافق جب بیمار ہوتا ہے اور پھر اس کو عافیت دی جاتی ہے تو اس کی مثال اس اونٹ کی مانند ہے جس کو اس کے مالکوں نے گھٹنے سے باندھ دیا اور پھر کھول دیا، اس کو معلوم نہیں ہوتا کہ اس کو کیوں باندھا اور کیوں کھولا۔"

شرح: . . . یہ روایت ضعیف ہے، مگر صحیح احادیث اس کے مفہوم کی تائید کرتی ہیں، مقصد یہی ہے کہ تکالیف اور بیماریوں سے مومن عبرت پکڑتا ہے اور منافق نصیحت نہیں پکڑتا۔ (عون المعبود: ٣/١٥٠)

٢٣٠٦۔ عَـنْ أَنَـسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ رَّسُوْلِ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

(٢٣٠٤) موطا: ١٧٥٣.

(٢٣٠٥) ابوداؤد: ٣٠٨٩۔ ضعیف، البانی: ٦٧٩.

(٢٣٠٦) ابن ماجه: ٤٠٣١۔ حسن، البانی: ٣٢٥٦۔ ترمذی: ٢٣٩٦.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ عِظَمُ الْجَزَاءِ مَعَ عِظَمِ الْبَلَاءِ وَإِنَّ اللّٰهَ إِذَا أَحَبَّ قَوْماً ابْتَلَاهُمْ فَمَنْ رَضِيَ فَلَهُ الرِّضَا وَمَنْ سَخِطَ فَلَهُ السُّخْطُ . (رواه إبن ماجة ٤٠٣١)

فرمایا: ”بڑا اجر بڑی ابتلاء کے عوض ہے اور اللہ تعالیٰ جب کسی قوم سے محبت کرتا ہے تو ان کو کسی آزمائش میں مبتلا کرتا ہے پس جو اس پر راضی ہوا تو اس کے لیے رضا ہے اور جو ناراض ہو تو اس کے لیے ناراضی ہے۔“

شرح:......یعنی جتنی زیادہ آزمائش ہوگی اتنا ہی زیادہ اجر ہوگا۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے جسے ابتلاء و آزمائش میں ڈالا ہو، اسے اللہ کا حکم سمجھ کر رضا مندی ظاہر کرے گا تو ثواب پائے گا۔ اور اگر اس نے جزع فزع اور اس پر ناراضی کا اظہار کیا تو اللہ تعالیٰ بھی اس پر ناراض ہوتے ہیں۔

۳۔ اس میں ابتلاء و آزمائش کی ترغیب نہیں کہ اسے حاصل کریں لیکن آزمائش آنے کی صورت میں صبر کی تلقین ہے۔ (مرعاة: ۲/ ۴۲۷)

۲۳۰۷۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوَدُّ أَهْلُ الْعَافِيَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حِيْنَ يُعْطَى أَهْلُ الْبَلَاءِ الثَّوَابَ لَوْ أَنَّ جُلُوْدَهُمْ كَانَتْ قُرِضَتْ فِي الدُّنْيَا بِالْمَقَارِيْضِ (رواه الترمذی، ۲۴۰۲)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب اہل مصائب کو قیامت کے دن اجر و ثواب دیا جائیگا تو اہل عافیت و صحت آرزو کریں گے کہ کاش ان کی کھال دنیا میں قینچیوں سے کاٹی جاتی۔“

شرح:......قرآن پاک میں ہے:

﴿إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُوْنَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ (الزمر: ۱۰)

”صبر کرنے والوں کو ان کا اجر بغیر حساب دیا جائے گا۔“

یہ حدیث اسی آیت کی تفسیر ہے۔ یعنی ابتلاء و آزمائش کے عوض جتنا اجر و ثواب ملے گا، آدمی کی آرزو ہوگی کہ عافیت کی جگہ بھی جسم سخت تکالیف برداشت کرتا تاکہ ثواب میں اضافہ ہوتا۔ (مرعاة: ۲/ ۴۲۸)

۲۳۰۸۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا يَزَالُ الْبَلَاءُ بِالْمُؤْمِنِ وَالْمُؤْمِنَةِ فِي نَفْسِهِ وَوَلَدِهِ وَمَالِهِ حَتّٰى يَلْقَى اللّٰهَ وَمَا عَلَيْهِ خَطِيْئَةٌ . (الترمذی ۲۳۹۹)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مومن مرد اور مومن عورت پر ہمیشہ اس کی جان، اس کی اولاد اور اس کے مال کے متعلق آزمائش جاری رہتی ہے۔ یہاں تک کہ اللہ سے ملاقات کرتے وقت اس پر کوئی گناہ باقی نہیں رہتا ہے۔“

(۲۳۰۷) ترمذی: ۲۴۰۲۔ حسن، البانی: ۱۹۶۰۔

(۲۳۰۸) ترمذی: ۲۳۹۹۔ حسن، صحیح، البانی: ۱۹۵۷۔ احمد: ۲۷۲۱۹۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

شرح: ......یعنی کبھی ذاتی پریشانی، کبھی مالی تنگی، کبھی اولاد کی بیماری وغیرہ میں ایماندار پر ابتلاء وآزمائش آتی ہے اور یہ اسے صبر سے گزارتا ہے اور ثواب تصور کرتا ہے اور اللہ کی رضا پر راضی رہتا ہے اگر نہ راضی ہو تو پھر یہ گنہگار ہوگا۔

اس طرح ایماندار جب اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا تو ایسے ہوگا کہ اس کی نیکیاں اس کے گناہوں پر غالب ہوں گی اور یہ گناہوں سے پاک ہو کر رب سے ملاقات کرے گا۔ (مرعاۃ: ۲/ ۴۲۷)

۲۳۰۹۔ قَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَهْدِيِّ السُّلَمِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا سَبَقَتْ لَهُ مِنَ اللهِ مَنْزِلَةٌ لَمْ يَبْلُغْهَا بِعَمَلِهِ ابْتَلاهُ اللهُ فِي جَسَدِهِ أَوْ فِي مَالِهِ أَوْ فِي وَلَدِهِ قَالَ أَبُوْدَاوُدْ زَادَ ابْنُ نُفَيْلٍ ثُمَّ صَبَّرَهُ عَلَى ذَلِكَ ثُمَّ اتَّفَقَا حَتَّى يُبْلِغَهُ الْمَنْزِلَةَ الَّتِي سَبَقَتْ لَهُ مِنَ اللهِ تَعَالَى (رواه أبوداود، ۳۰۹۰)

ابراہیم بن مہدی سلمی اپنے والد سے وہ اس کے دادا سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: جس بندے کے لیے اللہ تعالیٰ کے پاس پہلے سے کوئی بلند مقام متعین ہوتا ہے اور وہ اس مقام تک نہیں پہنچتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اس کے جسم کی آزمائش وابتلاء میں ڈال دیتا ہے یا مال یا اولاد کے سلسلے میں آزمائش کرتا ہے اور اس کو اس پر صبر دیتا ہے یہاں تک کہ وہ اس بلند مقام پر پہنچ جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے پاس اس کے لیے پہلے سے مقرر ومتعین ہوتا ہے۔'' (ابوداؤد)

شرح: ......یعنی اللہ تعالیٰ کے علم اور قضاء وقدر میں ایک آدمی کے لیے جنت میں رتبہ عالیہ منتخب ہو چکا ہوتا ہے، مگر اس آدمی کا عمل وہاں تک رسائی کے قابل نہیں ہوتا، تو اللہ تعالیٰ اس بندے کو ابتلاء وآزمائش ڈال کر صبر کی قوت دے دیتا ہے، یہ صبر کرتا ہے اس کی وجہ سے جنت میں وہ مقام حاصل کر لیتا ہے۔ اس میں دلیل ہے کہ اطاعت کے کام دخول جنت کا باعث ہیں، مگر ابتلاء وآزمائش بھی اتنے بڑے ثواب کا باعث ہے کہ جو جنت میں بلند درجے پر فائز کرتا ہے۔ شرط یہ ہے کہ بندے کا اللہ پر ایمان ہو اور نیت بھی نیک ہو۔ (مرعاۃ: ۲/ ۴۲۸)

۲۳۱۰۔ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللهِ ﷺ أَيُّ النَّاسِ أَشَدُّ بَلَاءً قَالَ الْأَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْأَمْثَلُ فَالْأَمْثَلُ فَيُبْتَلَى الرَّجُلُ عَلَى حَسَبِ دِينِهِ فَإِنْ كَانَ دِينُهُ صُلْبًا اشْتَدَّ بَلَاؤُهُ وَإِنْ كَانَ فِي دِينِهِ رِقَّةٌ

مصعب بن سعد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! سب سے زیادہ مصائب کس پر ڈالی جاتی ہیں؟ فرمایا انبیاء پھر جو ان سے مماثلت رکھتا ہو اور پھر اس پر جو ان سے مماثلت رکھتا ہو۔ ایک مرد کی آزمائش اس کے دین کے مطابق ہوتی ہے۔ اگر وہ دین میں

(۲۳۰۹) ابوداؤد: ۳۰۹۰۔ صحیح، الباني: ۲۶۴۹۔ احمد: ۲۱۸۳۳۔

(۲۳۱۰) ترمذی: ۲۳۹۸۔ حسن، صحیح: ۱۹۵۶۔ ابن ماجه: ۴۰۲۳۔ احمد: ۶۱۰۔ دارمی: ۲۷۸۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابْتُلِيَ عَلَى حَسَبِ دِيْنِهِ فَمَا يَبْرَحُ الْبَلَاءُ بِالْعَبْدِ حَتَّى يَتْرُكَهُ يَمْشِيْ عَلَى الْأَرْضِ مَاعَلَيْهِ خَطِيْئَةٌ. (رواه الترمذی، ٢٣٩٨)

پختہ ہے تو اس پر شدید ابتلاء وارد ہوتی ہے اور اگر وہ دین میں کمزور ہے تو اس کی ابتلاء اس کے دین کی مناسبت سے کی جاتی ہے۔ پس مصائب بندے کو اس حال میں کر دیتی ہیں کہ وہ زمین پر چلتا پھرتا ہے اور اس پر کوئی گناہ باقی نہیں رہتا۔'' (ترمذی)

شرح: ......صحت، علم اور کشادگی رزق انعامات ہیں اور ان انعامات کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہے۔ محنت ہی سے آزمائش نہیں ہوتی، انعامات میں وسعت دے کر بھی آزمائش ہوتی ہے کہ یہ شکریہ ادا کرتا ہے یا نہیں کرتا۔ انبیائے کرام علیہم السلام آزمائش الٰہی سے اسی طرح لذت اندوز ہوتے ہیں جس طرح دوسرے لوگ نعمتوں سے لذت اندوز ہوتے ہیں، انہیں آزمائش کی بھٹی میں اس لیے تپایا جاتا ہے تاکہ ان کے بارے میں الوہیت کا وہم نہ ہو جائے اور انہیں دیکھ کر امت صبر اور حوصلہ پائے اور جتنی زیادہ آزمائش آتی ہے، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اتنی ہی زیادہ تضرع اور التجاء پیدا ہوتی ہے۔

۲۔ انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد جتنا زیادہ کوئی رتبہ والا ہوتا ہے اور اعلیٰ اور اشرف ہوتا ہے وہ حسب دین آزمایا جاتا ہے، جتنا زیادہ دینی قوت کا مالک ہوگا اسی کے مطابق آزمائش آئے گی، اگر دین میں نرمی ہوگی تو آزمائش میں بھی نرمی ہوگی، اگر دین مضبوط ہوگا تو آزمائش بھی سخت آتی ہے۔

بہرصورت آزمائش پر دین صبر سکھاتا ہے، اگر انسان اس کا مظاہرہ کرتا ہے تو یہ گناہوں کی قید سے آزاد ہو جاتا ہے۔ (مرعاۃ: ۲/ ۴۲۵)

٢٣١١ــ عَنْ أَنَسٍ ، رَفَعَهُ: إِنَّ الرَّبَّ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى يَقُوْلُ: وَعِزَّتِيْ وَجَلَالِيْ لَا أُخْرِجُ أَحَدًا مِنَ الدُّنْيَا أُرِيْدُ أَنْ أَغْفِرَلَهُ حَتَّى أَسْتَوْفِيَ كُلَّ خَطِيْئَةٍ فِيْ عُنُقِهِ بِسَقَمٍ فِيْ بَدَنِهِ وَإِقْتَارٍ فِيْ رِزْقِهِ . (رواه رزين)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: اللہ پاک، بلند تر ذات کا ارشاد ہے: مجھے قسم ہے میری عزت وجلالتِ شان کی کہ جس کو میں بخشنا چاہوں گا اس کو دنیا سے نہیں نکالوں گا یہاں تک کہ اس کی گردن میں جتنے گناہوں کے بوجھ تھے ان سب کو اس کے بدن کی بیماری اور اس کے رزق کی کمی کے ذریعے ختم کروں گا۔''

٢٣١٢ــ عَنْ شَقِيْقٍ: مَرِضَ عَبْدُ اللّٰهِ فَعُدْنَاهُ فَجَعَلَ يَبْكِيْ فَعُوْتِبَ فَقَالَ: لَا أَبْكِيْ لِأَجْلِ الْمَرَضِ ، لِأَنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

شقیق کہتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے اور ہم لوگ ان کی عیادت کے لیے گئے تو انہوں نے رونا شروع کر دیا، ان پر اعتراض کیا گیا تو انہوں نے کہا: میں مرض کی وجہ سے نہیں روتا،

(٢٣١١) رزين.

(٢٣١٢) رزين، هيثمي: ٣/ ٣٧٤۔ اسناده حسن.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

يَقُوْلُ: اَلْمَرَضُ كَفَّارَةٌ ، وَأَنَا أَبْكِي أَنَّهُ أَصَابَنِي عَلَى حَالِ فَتْرَةٍ وَلَمْ يُصِبْنِي فِي حَالِ اِجْتِهَادٍ ، لِأَنَّهُ يُكْتَبُ لِلْعَبْدِ مِنَ الْأَجْرِ إِذَا مَرِضَ مَا كَانَ يُكْتَبُ لَهُ قَبْلَ أَنْ يُمْرَضَ فَمَنَعَهُ مِنْهُ الْمَرَضُ . (رواه رزين)

اس لیے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ مرض گناہوں کا کفارہ ہے۔ میں تو اس بات پر روتا ہوں کہ میں ایسے وقت میں بیمار ہوا ہوں جبکہ اعمال میں کمی کے وقت لگن اور محنت وکوشش کے وقت بیماری نہیں مسلط ہوئی۔ اس لیے کہ بیماری کی حالت میں بندے کے اتنے اعمال لکھے جاتے ہیں جتنے وہ بیمار ہونے سے پہلے کر رہا ہوتا ہے اور مرض اس کو ان اعمال سے باز رکھتا ہے۔

٢٣١٣۔ عَنْ أَنَسٍ رَفَعَهُ ، إِنَّمَا الْمَرِيضُ إِذَا مَرِضَ وَصَحَّ كَالْبَرْدَةِ تَقَعُ مِنَ السَّمَآءِ فِي صَفَائِهَا وَخُلُوصِهَا . (رواه رزين . والبزار والأوسط بضعف)

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں کہ فرمایا: ''مریض شخص جب مرض سے صحت پاتا ہے تو اس کی مثال ان اولوں جیسی ہے جو آسمان سے صاف اور خالص برستے ہیں۔'' (الرزین، البزار اور الاوسط نے بسند ضعیف روایت کی ہے)

شرح: ...... یعنی بیماری سے پہلے انسان جو نیک عمل کرتا تھا اگر بوجہ بیماری وہ ادا نہیں کر سکتا تو اجر وہی لکھا جاتا ہے جو بیماری سے پہلے عمل کرتا تھا۔ اگر شفاء ہو جائے تو مرض گناہوں کا کفارہ بن گیا اگر وفات ہوگئی تو زیادہ ثواب حاصل ہوگا۔ (مرعاۃ: ۲/ ۴۲۵)

٢٣١٤۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَتِ النِّسَاءُ لِلنَّبِيِّ ﷺ غَلَبَنَا عَلَيْكَ الرِّجَالُ فَاجْعَلْ لَنَا يَوْمًا مِنْ نَفْسِكَ فَوَعَدَهُنَّ يَوْماً لَقِيَهُنَّ فِيهِ فَوَعَظَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ فَكَانَ فِيمَا قَالَ لَهُنَّ مَا مِنْكُنَّ امْرَأَةٌ تُقَدِّمُ ثَلَاثَةً مِنْ وَلَدِهَا إِلَّا كَانَ لَهَا حِجَاباً مِنَ النَّارِ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ وَاثْنَتَيْنِ فَقَالَ وَاثْنَتَيْنِ . (رواه البخاري ١٠٢)

سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خواتین صحابیات نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی کہ آپ ﷺ سے فیض یاب ہونے میں مرد ہم پر غالب آگئے ہیں پس اپنی ذات گرامی سے ہمارے لیے کوئی دن متعین کر دیجیے، چنانچہ آپ ﷺ نے ایک دن کا ان سے وعدہ کر دیا اور اس دن ان سے جا کر وعظ ونصیحت بیان کی اور اوامر بتائے۔ اور آپ ﷺ نے ان کو جو تعلیم دی اس میں سے یہ بات بھی تھی کہ تم خواتین میں سے جس کے تین بچے فوت ہوں وہ اس کے لیے جہنم کی آگ سے حجاب ہوں گے۔ تو ایک عورت نے عرض کی اگر جس کے

(٢٣١٣) رزین۔ بزار، طبرانی اوسط، وفیه الولید بن محمد الموقری وهو ضعیف، هیثمی: ٣٨٠٧.

(٢٣١٤) بخاری: ١٠٢۔ مسلم: ٢٦٣٤۔ نسائی: ١٨٧٦۔ ابن ماجه: ١٦٠٣۔ احمد: ١١٢٨٩.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوفوت ہوئے ہوں تو؟ فرمایا: دو بھی۔" (الشیخان)

٢٣١٥۔لِرَزِيْنٍ: وَإِنَّ السِّقْطَ لَمُحْبَنْطًا عِنْدَ بَابِ الْجَنَّةِ حَتَّى يَجِيءَ أَبْوَاهُ.

رزین کی روایت میں ہے: "ماں کے پیٹ سے مردہ ساقط ہونے والا بچہ جنت کے دروازے پر موٹا تازہ ہوکر والدین کا انتظار کرتا ہوگا۔ یہاں تک کہ اس کے والدین آجائیں گے۔"

٢٣١٦۔عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِنَّ السِّقْطَ لَيُرَاغِمُ رَبَّهُ إِذَا أَدْخَلَ أَبَوَيْهِ النَّارَ فَيُقَالُ أَيُّهَا السِّقْطُ الْمُرَاغِمُ رَبَّهُ أَدْخِلْ أَبَوَيْكَ الْجَنَّةَ فَيَجُرُّهُمَا بِسَرَرِهِ حَتَّى يُدْخِلَهُمَا الْجَنَّةَ. (رواه إبن ماجة ١٦٠٨ بضعف)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں۔ فرمایا: "پیٹ سے گرہ ہوا بچہ اپنے رب سے اس وقت جھگڑے گا جب اللہ اس کے ماں باپ کو آگ میں ڈالے گا۔ اس کو کہا جائے گا: اے گرے ہوئے بچے! اپنے پروردگار سے جھگڑنے والے! اپنے والدین کو جنت میں داخل کردے پس وہ ناف کی رگ کے ساتھ کھینچ کر دونوں کو جنت میں داخل کردے گا۔" (ابن ماجہ بسند ضعیف)

٢٣١٧۔عَنْ عَبْدِاللهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَنْ قَدَّمَ ثَلَاثَةً لَمْ يَبْلُغُوْا الْحُلُمَ كَانُوْا لَهُ حِصْنًا حَصِيْنًا مِنَ النَّارِ قَالَ أَبُوْذَرٍ قَدَّمْتُ اثْنَيْنِ قَالَ وَاثْنَيْنِ فَقَالَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ سَيِّدُ الْقُرَّاءِ قَدَّمْتُ وَاحِدًا قَالَ وَوَاحِدًا وَلٰكِنْ إِنَّمَا ذَاكَ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُوْلٰى. (رواه الترمذى ١٠٦١)

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس کے تین بچے جو بلوغت تک نہ پہنچے ہوں اور اس کے مرنے سے پہلے فوت ہوئے ہوں وہ اس کے لیے مضبوط قلعہ ثابت ہوں گے۔" ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے دو فوت ہوئے ہیں۔ فرمایا: دو بھی۔ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: میرا ایک بچہ فوت ہوا ہے۔ فرمایا: ایک بھی۔ مگر یہ درجہ تب ہے جب صدمہ اور پریشانی کے اول وقت صبر کیا ہوگا۔" (ترمذی)

٢٣١٨۔عَنْ صَعْصَعَةَ بْنِ مُعَاوِيَةَ قَالَ لَقِيْتُ أَبَاذَرٍ قُلْتُ حَدِّثْنِي قَالَ نَعَمْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَامِنْ مُسْلِمَيْنِ يَمُوْتُ بَيْنَهُمَا ثَلَاثَةُ أَوْلَادٍ لَمْ يَبْلُغُوْا الْحِنْثَ إِلَّا غَفَرَاللهُ لَهُمَا بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ إِيَّاهُمْ. (رواه النسائى ١٨٧٤)

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو دو مسلمان مرد وعورت کے سامنے ان کے تین بچے فوت ہوں جو بلوغت تک نہ پہنچے ہوں تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ان بچوں کی وجہ سے ان دونوں کو بخش دے گا۔" (نسائی)

(٢٣١٥) رزین۔

(٢٣١٦) ابن ماجہ: ١٦٠٨۔ ضعیف، البانی: ٣٥٣۔

(٢٣١٧) ترمذی: ١٠٦١۔ ضعیف، البانی: ١٧٩۔ ابن ماجہ: ١٦٠٦۔ احمد: ٤٣٠٢۔

(٢٣١٨) نسائی: ١٨٧٤۔ صحیح، البانی: ١٧٦٨۔ احمد: ٢٠٩٤٢۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۲۳۱۹ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ كَانَ لَهُ فَرْطَانِ مِنْ أُمَّتِي أَدْخَلَهُ اللّٰهُ بِهِمَا الْجَنَّةَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَمَنْ كَانَ لَهُ فَرَطٌ مِنْ أُمَّتِكَ قَالَ وَمَنْ كَانَ لَهُ فَرَطٌ يَا مُوَفَّقَةُ قَالَتْ فَمَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ فَرَطٌ مِنْ أُمَّتِكَ قَالَ فَأَنَا فَرَطُ أُمَّتِي لَنْ يُصَابُوْا بِمِثْلِي. (رواه الترمذى ١٠٦٢)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کے پہلے فوت ہونے والے دو بچے میرے امتی کے ہوں گے وہ ان دو کے ذریعے جنت میں داخل ہوگا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: آپ ﷺ کی امت میں سے کسی کا ایک بچہ فوت ہوا ہوتو؟ فرمایا: اے علم کی توفیق یافتہ! جس کا ایک ہوگا وہ بھی۔ عرض کیا: جس کا آپ ﷺ کی امت میں سے ایک بچہ بھی پہلے فوت ہونے والا نہ ہوگا تو؟ فرمایا: میں خود اپنی امت سے پہلے فوت ہونے والا ہوں، میری مثل تو ان کو مصیبت نہیں اٹھانی پڑی ہوگی۔''

۲۳۲۰ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، رَفَعَهُ: مَنْ مَاتَ لَهُ وَلَدٌ ذَكَرٌ أَوْ أُنْثَى أَسْلَمَ أَوْلَمْ يُسْلِمْ رَضِيَ أَوْلَمْ يَرْضَ صَبَرَ أَوْ لَمْ يَصْبِرْ لَمْ يَكُنْ لَهُ ثَوَابٌ دُوْنَ الْجَنَّةِ. (رواه الطبرانى فى الأوسط وللكبير ١٠٠٣٤ بضعف)

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: فرمایا: جس کا ایک بچہ فوت ہوا لڑکا ہو یا لڑکی۔ (وہ بچہ فوت ہوتے وقت) وہ شخص مسلمان ہو چکا تھا یا مسلمان نہیں تھا وہ راضی تھا یا قضاوقدر پر راضی نہیں تھا۔ اس نے صبر کیا تھا یا صبر نہیں کیا تھا۔ اس کا جنت کے بغیر دوسرا کوئی ثواب نہیں ہے (اس کو روایت کیا الکبیر اور الاوسط میں۔ ضعیف سند کے ساتھ۔)

۲۳۲۱ـ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: وَقَفَ النَّبِيُّ عَلَى مَجْلِسٍ مِنْ بَنِي سَلَمَةَ فَقَالَ: يَا بَنِي سَلَمَةَ مَا الرَّقُوْبُ فِيكُمْ؟ قَالُوْا: اَلَّذِيْ لَاوَلَدَلَهُ. قَالَ: بَلْ هُوَالَّذِيْ لَافَرَطَ لَهُ. قَالَ: مَا الْمَعْدُوْمُ فِيكُمْ؟ قَالُوْاالَّذِي لَامَالَ لَهُ. قَالَ: بَلْ هُوَ الَّذِيْ يُقَدِّمُ وَلَيْسَ لَهُ عِنْدَاللّٰهِ خَيْرٌ. (رواه أبويعلى الموصلى والبزار)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ بنوسلمہ کی ایک مجلس پر جا کر کھڑے ہوئے اور فرمایا: اے بنوسلمہ! تم رقوب کس کو کہتے ہو؟ انہوں نے عرض کی: جس کے پاس مال نہ ہو۔ فرمایا: بلکہ رقوب (بے اولاد) وہ ہے جس کا نابالغ بچہ فوت نہ ہوا ہو۔ پھر فرمایا: معدوم اور مفلس تمہارے کس کو کہتے ہیں؟ لوگوں نے عرض کی: جس کے پاس مال نہ ہو۔ فرمایا: بلکہ معدوم وہ شخص ہے جس کی اللہ کے پاس کوئی نیکی یا نیک عمل نہ ہو۔''

(۲۳۱۹) ترمذی: ۱۰۶۲۔ ضعیف، البانی: ۱۸۰۔ احمد: ۳۰۸۸۔

(۲۳۲۰) طبرانی اوسط، طبرانی کبیر: ۱۰۰۳۴۔ وفیه عمر و بن خالد الاعشی، وهو ضعیف وبقية رجاله ثقات، هيثمي: ۳۹۹۸۔

(۲۳۲۱) ابو يعلى موصلي، بزار، ورجاله البزار رجال الصحيح، هيثمي: ۴۰۰۱۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(الموصلی والبزار)

۲۳۲۲۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ حَنِيْفٍ ، رَفَعَهُ: مَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مِنْكُمْ فَرَطٌ لَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ إِلَّا تَصْرِيْدًا ، قَالَ رَجُلٌ: يَارَسُوْلَ اللهِ لِكُلِّنَا فَرَطٌ . قَالَ :أَوْلَيْسَ مِنْ فَرَطِ أَحَدِكُمْ أَنْ يَفْقِدَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ(رواه الطبراني فی الأوسط بضعف)

سیّدنا سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ”تم میں سے جس کا اس کی زندگی میں فوت ہونے والا بچہ نہ ہوگا وہ جنت میں صعوبت اٹھا کر ہی داخل ہوگا۔ ایک مرد نے عرض کی: یارسول اللہ! ہم سب کے تو نابالغ فوت ہونے والے بچے نہیں ہیں۔ فرمایا: کیا تمہارے کسی کا کوئی مسلمان بھائی فوت ہوا ہو تو وہی اس کا مرنے والا ہے؟“ (الاوسط سند ضعیف)

۲۳۲۳۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا عُزِّيَ النَّبِيُّ ﷺ بِابْنَتِهِ رُقَيَّةَ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ دَفْنُ الْبَنَاتِ مِنَ الْمُكْرَمَاتِ . (رواه الطبرانی فی الکبیر والأوسط والبزار بضعف)

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ سے آپ ﷺ کی بیٹی رقیہ کی وفات پر تعزیت کی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”الحمدللہ، بیٹیوں کو دفن کرنا باعزت کاموں میں سے ہے۔“ (الاکبیر، الاوسط، البزار بسند ضعیف)

۲۳۲۴۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَسِقْطٌ أُقَدِّمُهُ بَيْنَ يَدَيَّ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ فَارِسٍ أُخَلِّفُهُ خَلْفِيْ . (رواه إبن ماجة ١٦٠٧ . بضعف)

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وہ سقط بچہ جو میرے مرنے سے پہلے فوت ہو جائے مجھے زیادہ محبوب ہے اس شاہسوار بیٹے سے جس کو میں اپنے بعد چھوڑ جاؤں۔“ (ابن ماجہ بسند ضعیف)

شرح: ......۱۔ یعنی گناہ کی عمر سے پہلے فوت ہوئے ہوں، نابالغ ہوں، کیونکہ گناہ بالغ ہونے کے بعد لکھا جاتا ہے۔ ان کے لیے اتنے زیادہ ثواب کی خوشخبری اس لیے ہے کہ انہوں نے نافرمانی کا اشارہ تک نہیں، اس لیے ان کی وفات کا صدمہ زیادہ دل شکن ہوتا ہے۔

۲۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ صحابیات رضی اللہ عنہن امور دین سیکھنے پر بہت زیادہ حریص تھیں۔

۳۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وعدہ کرنا بھی جائز ہے۔

۴۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ مسلمانوں کے بچے جنت میں ہوتے ہیں۔

۵۔ اور جس کے دو بچے وفات پا گئے یہ بچے اس کے لیے دوزخ کا حجاب بن جائیں گے، اسے دوزخ میں نہیں

(۲۳۲۲) طبرانی اوسط، وفیہ موسی بن عبیدة وھو ضعیف، ھیثمی: ٤٠٠٥.

(۲۳۲۳) طبرانی کبیر، طبرانی اوسط، بزار، و فیہ عثمان بن عطاء الخراسانی وھو ضعیف، ھیثمی: ٤٠٠٦.

(۲۳۲٤) ابن ماجہ: ١٦٠٧۔ ضعیف، البانی: ٣٥٢.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

جانے دیں گے۔(فتح الباری:۱/۱۹۶)

۲۳۲۵۔ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْعَافِيَةَ وَمَا أَعَدَّ اللّٰهُ لِصَاحِبِهَا مِنْ جَزِيْلِ الثَّوَابِ إِذَا هُوَ شَكَرَ، وَذَكَرَ الْبَلَاءَ وَمَا أَعَدَّ اللّٰهُ لِصَاحِبِهِ مِنْ جَزِيْلِ الثَّوَابِ إِذَا هُوَ صَبَرَ . فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لَأَنْ أُعَافِيَ فَأَشْكُرَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُبْتَلَى فَأَصْبِرَ فَقَالَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاللّٰهُ يُحِبُّ مَعَكَ الْعَافِيَةَ (للصغير ٣٠٤)

سیّدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے عافیت کا ذکر کیا اور ابتلاء کا ذکر فرمایا اور اس پر صاحب مصیبت کے لیے جو اجر وثواب تیار کیا گیا ہے وہ بھی بیان کیا، جبکہ مصیبت پر صبر کیا جائے۔ تو میں نے عرض کی: یارسول اللہ! اگر مجھے عافیت دی جائے اور میں اس پر شکر کروں تو یہ مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں ابتلاء میں ڈالا جاؤں اور اس پر صبر کروں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تیرے ساتھ عافیت کو پسند کرتا ہے۔'' (الطبرانی بسند ضعیف)

۲۳۲۶۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ ، رَفَعَهُ: مَا اخْتَلَجَ عِرْقٌ وَلَا عَيْنٌ إِلَّا بِذَنْبٍ وَمَا ﴿يَغْفِرُ﴾ اللّٰهُ أَكْثَرُ. (رواه الطبراني في الصغير)

سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''کسی رگ میں اور کسی آنکھ میں جو بھی دردو تکلیف آتی ہے وہ کسی گناہ کی وجہ سے ہی آتی ہے اور اللہ تعالیٰ جو معاف کرتا ہے وہ بہت زیادہ ہے۔'' (الصغیر)

۲۳۲۷۔ عَنْ عَمْرِوبْنِ مُرَّةَ قَالَ :إِنَّ مِمَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى ، إِنَّ اللّٰهَ لَيَبْتَلِي الْعَبْدَ وَهُوَ يُحِبُّ يَسْمَعُ تَضَرُّعَهُ. (رواه الطبراني في الأوسط بلين ١٢٦٧)

عمرو بن مرہ سے روایت ہے کہ فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے جو کچھ نازل فرمایا ہے اس میں سے یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی بندے کو مصیبت میں ڈالتا ہے تو اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اس کی گریہ وزاری سننا پسند کرتا ہے۔'' (الاوسط بسند)

۲۳۲۸۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، رَفَعَهُ: لَا يَزَالُ الْمَلِيْلَةُ وَالصُّدَاعُ بِالْعَبْدِ وَالْأَمَةِ وَإِنَّ عَلَيْهِمَا مِنَ الْخَطَايَا مِثْلَ أُحُدٍ فَمَا يَدَعُهُمَا وَعَلَيْهِمَا مِثْقَالُ خَرْدَلَةٍ (للموصلي ٦١٥٠)

سیّدنا ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ مرفوع روایت بیان کرتے ہیں کہ فرمایا: اللہ کے بندے اور اللہ کی بندی پر پریشانی اور سردردی وارد ہوتی رہتی ہے اس لیے کہ ان پر احد پہاڑ کی مثل گناہوں کا بوجھ ہوتا ہے پس اللہ تعالیٰ ان مصائب کی وجہ سے ان پر رائی کے دانے برابر بھی گناہ باقی نہیں رہنے دیتا۔'' (الموصلی)

(۲۳۲۵) طبرانی صغیر : ۳۰٤۔ وفیه ابراهیم بن البراء بن النصر وهو ضعیف، هیثمی : ۳۷۲۹.

(۲۳۲٦) طبرانی صغیر، وفیه: الصلت بن بهرام وهو ثقة الا انه كان مرجئا، هیثمی : ۳۷۵۵.

(۲۳۲۷) طبرانی اوسط : ۱۲٦۷۔ وفیه محمد بن عبدالملك وقال ابو حاتم لیس بالقوی، هیثمی : ۳۷۵۷.

(۲۳۲۸) ابو یعلی موصلی : ٦۱۵۰۔ ورجاله ثقات، هیثمی : ۳۷۹۷.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

٢٣٢٩ـــ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ ، رَفَعَهُ: إِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا مَرِضَ لَمْ يُؤْجَرْ فِي مَرَضِهِ وَلَكِنْ يُكَفِّرُ اللّٰهُ عَنْهُ. (رواه الطبراني في الكبير وفيه جعفر بن عمر بن أبي القاسم)

سیّدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ نے مرفوع بیان کیا۔ ایماندار جب بیمار ہو تو اس کو اس پر اجر نہیں دیا جاتا البتہ اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے۔" (الکبیر اور سند میں جعفر بن عمر بن ابی قاسم ہے)

٢٣٣٠ـ وَلَهُ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ مِثْلُهُ مَوْقُوفًا. (الكبير ٨٥٠٦)

ایک روایت اس کے مثل ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے موقوفاً مروی ہے۔

٢٣٣١ـ عَنْ عَائِشَةَ ، رَفَعَتْهُ: مَا ضُرِبَ عَلَى مُؤْمِنٍ عِرْقٌ قَطُّ إِلَّا حَطَّ اللّٰهُ عَنْهُ خَطِيئَةً وَكَتَبَ لَهُ حَسَنَةً وَرَفَعَ لَهُ دَرَجَةً. (رواه الطبراني في الأوسط)

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا مرفوع بیان کرتی ہیں: "مومن کو پسینہ بھی نہیں آتا مگر اس کے بدلے اللہ تعالیٰ اس کی ایک خطا معاف کرتا اور اس کے لیے ایک نیکی لکھتا ہے اور اس کا ایک درجہ بلند کرتا ہے۔" (الاوسط)

٢٣٣٢ـــ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَا يُصِيبُ الْمُؤْمِنَ شَوْكَةٌ فَمَا فَوْقَهَا إِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً وَحَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةً (رواه الترمذي ٩٦٥)

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوع روایت ہے کہ کسی مسلمان کو کوئی کانٹا یا اس سے اوپر کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے عوض اس کا ایک درجہ بلند کرتا ہے اور اس کے بدلے اس کی ایک خطا معاف کرتا ہے۔" (الترمذی)

٢٣٣٣ـــ وللأوسط والصغير بضعف: إِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ وَكَفَّرَ عَنْهُ عَشْرَ سَيِّئَاتٍ وَرَفَعَ لَهُ بِهَا عَشْرَ دَرَجَاتٍ.

الاوسط اور الصغیر میں بسند ضعیف منقول ہے: "مگر اس کے عوض اللہ تعالیٰ اس کے لیے دس نیکیاں لکھتا ہے اور اس کی دس بدیاں دور کرتا ہے اور اس کے دس درجات بلند کرتا ہے۔"

٢٣٣٤ـــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، رَفَعَهُ: يُؤْتَى بِالشَّهِيدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُنْصَبُ لِلْحِسَابِ ، ثُمَّ يُنْصَبُ بِالْمُتَصَدِّقِ لِلْحِسَابِ ثُمَّ يُؤْتَى

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مرفوع بیان کیا: فرمایا: قیامت کے دن شہید کو لا کر حساب کے لیے کھڑا کیا جائے گا۔ پھر صدقہ دینے والے کو حساب کے لیے کھڑا کیا جائے گا اور پھر

(٢٣٢٩) طبراني كبير، وفيه جعفر بن عمر بن ابي القاسم ولم احد من ذكره وبقية رجاله ثقات، هيثمي: ٣٧٨٩.

(٢٣٣٠) طبراني كبير: ٨٥٠٦ـ واسناده حسن، هيثمي: ٣٧٩٠.

(٢٣٣١) طبراني اوسط، واسناده حسن، هيثمي: ٣٨١٦.

(٢٣٣٢) ترمذي: ٩٦٥ـ صحيح، الباني: ٧٧١ـ بخاري: ٥٦٤٠ـ مسلم: ٢٥٧٢ـ احمد: ٢٥٨٥٣ـ موطا: ١٧٥١.

(٢٣٣٣) طبراني اوسط طبراني صغير وفيه: روح بن مسافر وهو ضعيف وهو في الصحيح باختصار، هيثمي: ٣٨١٥.

(٢٣٣٤) طبراني كبير، وفيه مجاعة بن الزبير، وثقه احمد، وضعفه الدارقطني، هيثمي: ٣٨١٧.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بِـاَهْـلِ الْبَـلَاءِ فَلَا يُـنْصَبُ لَهُمْ مِيْزَانٌ وَلَا يُـنْـصَـبُ لَهُمْ دِيْوَانٌ فَيُصَبُّ عَلَيْهِمُ الأجر صَبًّـا حَتَّـى أَنَّ أَهْـلَ الْـعَـافِيَةِ لَيَتَمَنَّوْنَ فِي الْمَوَاقِفِ أَنَّ أَجْسَادَهُمْ قُرِضَتْ بِالْمَقَارِيْضِ مِنْ حُسْنِ ثَوَابِ اللّٰهِ لَهُمْ . (للكبير بلين)

اہل مصیبت کو لایا جائے گا اور ان کے لیے نہ تو ترازو کھڑا کیا جائے گا اور نہ دفتر اعمال کھولا جائے گا صرف پورا پورا اجر وثواب ہی ڈالا جائے گا۔ یہاں تک کہ اہل عافیت تمنا کریں گے (میدان محشر میں) کہ ان کے اجسام قینچی سے کاٹے جاتے۔ اس وجہ سے کہ اہل بلاء کو اللہ تعالیٰ بہتر اجر عطاء کرے گا۔" (الکبیر سند کمزور ہے)

٢٣٣٥۔ وَلَهٗ بِضُعْفٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ ، رَفَعَـهٗ: وَفِـيْ آخِـرِهٖ: ﴿إِنَّـمَـا يُوَفَّـى الـصَّـابِرُوْنَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ (رواه الطبراني في الكبير ، ٢٧٦٠)

الکبیر کی ایک روایت بسند ضعیف سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے منقول ہے جس کو وہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں اور اس کے آخر میں ہے: "صبر کرنے والوں کو ان کا اجر حساب کے بغیر دیا جائے گا۔"

انتباہ:.....ان میں بعض روایات ضعیف ہیں، اور جو صحیح یا حسن ہیں ان کے مفہوم کی احادیث کی تشریح اوپر گزر چکی ہے، انہیں ملاحظہ فرمالیں۔

٢٣٣٦۔ عَنْ أَبِـيْ عَسِيْـبٍ مَوْلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَـالَ: قَـالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَتَـانِيْ جِبْـرِيْـلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِالْحُمّٰى وَالطَّاعُوْنِ فَـأَمْسَـكْـتُ الْـحُـمّٰـى بِالْمَدِيْنَةِ وَأَرْسَلْتُ الـطَّـاعُـوْنَ إِلَـى الشَّـامِ فَالطَّاعُوْنُ شَهَادَةٌ لِأُمَّتِـيْ وَرَحْـمَـةٌ لَهُـمْ وَرِجْـسٌ عَـلَى الْكَافِرِيْنَ . (رواه أحمد ٢٠٢٤٣ والكبير)

رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ ابوعسیب مرفوع روایت بیان کرتے ہیں: "میرے پاس جبریل علیہ السلام بخار اور طاعون لیکر آئے تو بخار میں نے مدینہ میں روک دیا اور طاعون کو شام کی طرف چھوڑ دیا۔ پس طاعون میری امت کے لیے شہادت اور رحمت ہے اور کفار کے لیے عذاب ہے۔" (احمد اور الکبیر)

٢٣٣٧۔ عَـنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الـطَّـاعُـوْنِ فَأَخْبَرَنِيْ أَنَّهٗ عَذَابٌ يَبْعَثُهُ اللّٰهُ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے طاعون کے بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ وہ چیز ہے جس کو اللہ تعالیٰ تم سے پہلے لوگوں پر بھیجتا رہا ہے۔

(٢٣٣٥) طبراني كبير: ٢٧٦٠۔ وفيه سعد بن طريف وهو ضعيف جدا، هيثمي: ٣٨١٨۔
(٢٣٣٦) احمد: ٢٠٢٤٣۔ طبراني كبير ورجال احمد ثقات، هيثمي: ٣٨٥٣۔
(٢٣٣٧) بخاري: ٣٤٧٤۔ احمد: ٢٥٦٠٨۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَلَى مَنْ يَشَاءُ وَأَنَّ اللهَ جَعَلَهُ رَحْمَةً لِلْمُؤْمِنِينَ لَيْسَ مِنْ أَحَدٍ يَقَعُ الطَّاعُونُ فَيَمْكُثُ فِي بَلَدِهِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا يُصِيبُهُ إِلَّا مَا كَتَبَ اللهُ لَهُ إِلَّا كَانَ لَهُ مِثْلَ أَجْرِ شَهِيدٍ. (رواه البخاري ٣٤٧٤)

اللہ تعالیٰ نے اس کو اہل ایمان کے لیے رحمت بنا دیا ہے۔ جو بندہ اس شہر میں سکونت رکھتا ہو جس میں طاعون پھیل جائے تو مومن اس شہر میں ٹھہر جائے اور اس سے نکل کر نہ جائے صبر اور اجر کی امید سے، یہ جان لے کہ اس کو نہیں پہنچے گا مگر وہ جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے لکھ دیا ہے تو اس کو شہید کے برابر اجر ہے۔'' (البخاری)

٢٣٣٨۔ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ خَرَجَ إِلَى الشَّامِ حَتَّى إِذَا كَانَ بِسَرْغَ لَقِيَهُ أُمَرَاءُ الْأَجْنَادِأَبُوعُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ وَأَصْحَابُهُ فَأَخْبَرُوْهُ أَنَّ الْوَبَاءَ قَدْ وَقَعَ بِأَرْضِ الشَّامِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ عُمَرُ: أُدْعُ لِي الْمُهَاجِرِينَ الْأَوَّلِينَ فَدَعَاهُمْ فَاسْتَشَارَهُمْ وَأَخْبَرَهُمْ أَنَّ الْوَبَاءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ فَاخْتَلَفُوْا فَقَالَ بَعْضُهُمْ قَدْ خَرَجْتَ الْأَمْرِ وَلَا نَرَى أَنْ تَرْجِعَ عَنْهُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ مَعَكَ بَقِيَّةُ النَّاسِ وَأَصْحَابُ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَلَا نَرَى أَنْ تُقْدِمَهُمْ عَلَى هٰذَا الْوَبَاءِ فَقَالَ ارْتَفِعُوْا عَنِّي ثُمَّ قَالَ ادْعُوْا لِيَ الْأَنْصَارَ فَدَعَوْتُهُمْ فَاسْتَشَارَهُمْ فَسَلَكُوْا سَبِيْلَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَاخْتَلَفُوْا كَاخْتِلَافِهِمْ فَقَالَ ارْتَفِعُوْا عَنِّي ثُمَّ قَالَ ادْعُ لِي مَنْ كَانَ هَا هُنَا مِنْ مَشْيَخَةِ قُرَيْشٍ مِنْ مُهَاجِرَةِ وَالْفَتْحِ فَدَعَوْتُهُمْ فَلَمْ يَخْتَلِفْ مِنْهُمْ عَلَيْهِ رَجُلَا

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ شام کی طرف چل پڑے اور وہ جب مقام سرغ میں پہنچے تو سپاہ سالار آ کر مل گئے، ابوعبیدہ بھی اور ان کے رفقاء بھی اور انہوں نے خبر دی کہ شام میں وباء پھیلی ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے کہا پہلے مہاجر صحابہ کو بلا کر میرے پاس لاؤ۔ میں بلا لایا تو عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے مشورہ کیا اور ان کو خبر دی کہ شام میں وباء پھیلا ہے۔ انہوں نے باہم اختلاف کیا: بعض نے کہا: تم ایک کام کے لیے آئے ہو اور ہماری یہ رائے نہیں کہ اس کام کو چھوڑ کر تم واپس چلے جاؤ۔ دوسرے بعض نے رائے دی اور کہا اے عمر! آپ کے ساتھ پرانے باقی ماندہ لوگ اور رسول اللہ ﷺ کے صحابہ ہیں۔ ہماری یہ رائے نہیں کہ تم ان کو ساتھ لیکر اس وبا والی جگہ چلے جاؤ۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تم سب میرے پاس سے چلے جاؤ۔ پھر مجھے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے پاس انصار کو بلا کر لاؤ تو میں نے انصار کو بلایا اور عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے مشورہ طلب کیا اور وہ بھی مہاجرین کے راستے پر چل نکلے اور انہوں نے بھی ایسا ہی اختلاف کیا جیسا انہوں نے کیا تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بھی کہا تم میرے پاس سے جاؤ۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے کہا: اشیاخ قریش جو مکہ فتح کے مہاجر ہیں ان کو بلا لاؤ۔ جب میں ان لوگوں کو بلا

(٢٣٣٨) بخاری: ٥٧٢٩۔ مسلم: ٢٢١٩۔ ابوداؤد: ٣١٠٣۔ احمد: ١٦٨٥۔ موطا: ١٦٥٧.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فَقَالُوْا: نَرَى أَنْ تَرْجِعَ بِالنَّاسِ وَلَا تَقْدَمَهُمْ عَلَى هٰذَا الْوَبَاءِ فَنَادَى عُمَرُ فِي النَّاسِ: إِنِّي مُصَبِّحٌ عَلَى ظَهْرٍ فَأَصْبَحُوْا عَلَيْهِ قَالَ أَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ :أَفِرَارًا مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ فَقَالَ عُمَرُ:لَوْغَيْرُكَ قَالَهَا يَا أَبَا عُبَيْدَةَ نَعَمْ نَفِرُّمِنْ قَدَرِ اللّٰهِ إِلَى قَدَرِ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ لَكَ إِبِلٌ هَبَطَتْ وَادِيًا لَهُ عُدْوَتَانِ إِحْدَاهُمَا خَصِبَةٌ وَالْأُخْرَى جَدْبَةٌ أَلَيْسَ إِنْ رَعَيْتَ الْخَصْبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدَرِ اللّٰهِ وَإِنْ رَعَيْتَ الْجَدْبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدَرِ اللّٰهِ قَالَ: فَجَاءَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَكَانَ مُتَغَيِّبًا فِي بَعْضِ حَاجَتِهِ فَقَالَ: إِنَّ عِنْدِي فِي هٰذَا عِلْمًا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: إِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوْا عَلَيْهِ وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوْا فِرَارًا مِنْهُ قَالَ: فَحَمِدَاللّٰهَ عُمَرُ ثُمَّ انْصَرَفَ .

(رواه البخاري ٥٧٢٩)

لایا ان میں دو نے بھی ان کے سامنے اختلاف نہ کیا اور سب نے کہا: ہماری رائے ہے کہ تم لوگوں کے ساتھ واپس چلے جاؤ اور اس وباء پر لوگوں کو پیش نہ کرو۔ عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں منادی کرادی۔ میں فجر ہوتے ہی سوار ہوجاؤں گا، تم لوگ بھی سوار ہوجاؤ۔ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا اللہ کی تقدیر سے بھاگ رہے ہیں عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ابوعبیدہ! یہ بات تیرے علاوہ کوئی دوسرا کہتا تو بہتر ہوتا۔ عمر رضی اللہ عنہ اس کے خلاف کرنے کو ناپسند کرتے تھے۔ کہا: ہم اللہ کی تقدیر سے اللہ کی تقدیر کی طرف بھاگتے ہیں۔ اگر تیرے پاس اونٹ ہوں اور تم ایک وادی پراتر جاؤ جس کے دو ساحل ہوں ایک سرسبز وزرخیز ہو اور دوسرا خشک ہو تو اپنے اونٹ سرسبز وشاداب ساحل پر چراؤ گے تو وہ بھی اللہ کی تقدیر سے ہے اور اگر خشک پر چراؤ گے تو وہ بھی اللہ کی تقدیر سے ہے۔ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اپنے کسی کام کی وجہ سے غیر حاضر تھے۔ وہ آئے اور انہوں نے کہا: میرے پاس اس معاملے کے متعلق علم موجود ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد سنا ہے: ”جب تم اس کی خبر پاؤ کسی سرزمین میں تو وہاں نہ جاؤ اور جب کسی جگہ طاعون پھیلے اور تم وہاں موجود ہو تو اس سے بھاگ نکلو۔“ عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ کا شکر ادا کیا اور واپس چلے آئے۔

٢٣٣٩۔ عَنْ عَامِرِبْنِ سَعْدِبْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ أَنَّهُ سَمِعَ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ يُحَدِّثُ سَعْدًا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذَكَرَ الْوَجَعَ فَقَالَ رِجْزٌ أَوْعَذَابٌ عُذِّبَ بِهِ بَعْضُ الْأُمَمِ ثُمَّ بَقِيَ مِنْهُ بَقِيَّةٌ فَيَذْهَبُ الْمَرَّةَ وَيَأْتِي الْأُخْرَى فَمَنْ

سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے درد کا ذکر کیا پس فرمایا: وہ ڈانٹ اور عذاب ہے جس کے ساتھ بعض اقوام کو عذاب دیا گیا تھا۔ پھر اس میں سے کچھ باقی رہا ہے جو کبھی چلا جاتا ہے اور کبھی آجاتا ہے، پس جو شخص کسی جگہ میں اس کی خبر پائے تو اس جگہ نہ جائے اور جو شخص کہیں موجود

(٢٣٣٩) بخاری: ٦٩٧٤۔ مسلم: ٢٢١١٨۔ ترمذی: ١٠٦٥۔ احمد: ٢١٣٥٣۔ موطا: ١٦٥٦۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

سَمِعَ بِهِ بِأَرْضٍ فَلاَ يَقْدَمَنَّ عَلَيْهِ وَمَنْ كَانَ بِأَرْضٍ وَقَعَ بِهَا فَلاَيَخْرُجُ فِرَارًا مِنْهُ. (رواه البخاري ٦٩٧٤)

ہو اور اس جگہ طاعون پھیلے تو وہ اس سے نکل کر فرار بھی نہ ہو۔"

٢٣٤٠ــ عَنْ أَنَسٍ: سُئِلَ عَنِ الطَّاعُوْنِ فَقَالَ: هُوَ رَحْمَةٌ بِكُمْ وَدَعْوَةُ نَبِيِّكُمْ حِيْنَ سَأَلَ رَبَّهُ أَنْ يَرْفَعَ الْهَرَجَ عَنْ أُمَّتِهِ فَمَنَعَهَا. قَالَ: اَللّٰهُمَّ فَبِالطَّاعُوْنِ وَالْمَوْتِ. (لرزين)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے طاعون کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا: وہ تمہارے لیے رحمت ہے اور تمہارے نبی کریم ﷺ کی دعا ہے۔ آپ نے اپنے رب سے دعا کی کہ آپ کی امت سے اللہ فتنہ وفساد دور کر دے تو دعا قبول نہیں کی گئی اور دعا کی یا اللہ! طاعون اور موت آئے۔"

٢٣٤١ــ وفي رواية: اَللّٰهُمَّ طَعْنًا وَطَاعُوْنًا. (رواه رزين)

ایک روایت میں ہے: "یا اللہ! نیزہ اور طاعون ہو۔"

٢٣٤٢ـ عَنْ فَرْوَةَ بْنِ مُسَيْكٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ أَرْضٌ عِنْدَنَا يُقَالُ لَهَا أَرْضُ أَبْيَنَ هِيَ أَرْضُ رِيْفِنَا وَمِيْرَتِنَا وَإِنَّهَا وَبِئَةٌ أَوْ قَالَ وَبَاؤُهَا شَدِيْدٌ فَقَالَ النَّبِيُّ دَعْهَا عَنْكَ فَإِنَّ مِنَ الْقَرَفِ التَّلَفَ. (رواه أبوداود ٣٩٢٣)

سیدنا فروہ بن مسیک المرادی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے عرض کی! یارسول اللہ! ہمارے قریب جگہ ہے اس کو ابین کہا جاتا ہے وہ ہمارے چارا اور غلہ پیدا ہونے کی جگہ ہے اور وہ وبائی علاقہ ہے یا کہا: اس میں شدید وبا پھیلتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اس سے دور رہو، بیماری بھی ایک ہلاکت ہے۔" (ابوداؤد)

٢٣٤٣ـ عَنْ أَبِي مُوْسَى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَنَاءُ أُمَّتِي بِالطَّعْنِ وَالطَّاعُوْنِ فَقِيْلَ يَارَسُوْلَ اللهِ هٰذَا الطَّعْنُ قَدْعَرَفْنَاهُ فَمَا الطَّاعُوْنُ قَالَ وَخْزُأَعْدَائِكُمْ مِنَ الْجِنِّ وَفِي كُلٍّ شَهَادَةٌ (رواه أحمد ١٩٠٣٤ والطبراني والمو صلي)

سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: میری امت ہتھیاروں (نیزہ) سے اور طاعون سے فنا ہوگی۔ لوگوں نے عرض کی: نیزہ تو ہمیں معلوم ہے مگر طاعون کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا: تمہارے دشمن جنات کا تیر مارنا، اور ہر ایک سبب میں تمہاری شہادت ہے۔" (احمد، طبرانی، الموصلی)

٢٣٤٤ـ عَنْ عَائِشَةَ، رَفَعَتْهُ: وَخَزَةٌ تُصِيْبُ أُمَّتِي مِنْ أَعْدَائِهِمِ الْجِنَّ غُدَّةً كَغُدَّةِ الْإِبِلِ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مثل اس کے روایت ہے اور اس میں یہ بھی ہے: "اور میری امت کو دشمن جنات سے ایک جنگ پیش

(٢٣٤٠) رزين. (٢٣٤١) رزين.

(٢٣٤٢) ابوداؤد: ٣٩٢٣۔ ضعيف الاسناد، الباني: ٨٤٦۔ احمد: ١٥٣١٥.

(٢٣٤٣) احمد: ١٩٠٣٤۔ باسانيد ورجال بعضها رجال الصحيح ابو يعلىٰ، بزار، طبراني في الثلاثة هيثمي: ٣٨٥٨.

(٢٣٤٤) ابو يعلى موصلي، بنحوه٥٨، طبراني اوسط، هيثمي: ٣٨٦٨.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مَنْ أَقَامَ عَلَيْهَا كَانَ مُرَابِطًا، وَمَنْ أُصِيبَ بِهِ كَانَ شَهِيدًا وَمَنْ فَرَّ مِنْهُ كَالْفَارِّ مِنَ الزَّحْفِ. (رواه أبويعلى الموصلى)

آئے گی اوران کو پھوڑا نکلے گا جیسا اونٹ کو پھوڑا نکلتا ہے۔ جو اس سے فرار نہ ہو وہ ایسا ہے جیسا سرحد کو مضبوط کرنے والا سپاہی اور جو اس میں فوت ہوا وہ شہید کی مانند ہے اور جو فرار ہوگا وہ ایسا ہے جیسے میدان جنگ سے بھاگ گیا ہو۔'' (الموصلی)

٢٣٤٥۔عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: لَيْسَ فِي الدُّنْيَا حَسْرَةٌ إِلَّا فِي ثَلَاثٍ: رَجُلٌ كَانَ لَهُ سَقْيٌ وَلَهُ سَانِيَةٌ يُسْقِي عَلَيْهَا أَرْضَهُ فَلَمَّا اشْتَدَّ ظَمَأُ أَرْضِهِ، وَخَرَجَ ثَمَرُهَا مَاتَتْ سَانِيَتُهُ فَيَجِدُ حَسْرَةً عَلَى سَانِيَتِهِ الَّذِي قَدْ عَلِمَ السَّقْيَ أَنْ لَا يَجِدَ مِثْلَهُ، وَيَجِدَ حَسْرَةً عَلَى ثَمَرَةِ أَرْضِهِ أَنْ تُفْسَدَ قَبْلَ أَنْ يَحِيلَ لَهَا حِيلَةً. وَرَجُلٌ كَانَ عَلَى فَرَسٍ جَوَادٍ فَلَقِيَ جَمْعًا مِنَ الْكُفَّارِ فَلَمَّا دَنَا بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ اِنْهَزَمَ أَعْدَآءُ اللّٰهِ فَبَقِيَ الرَّجُلُ عَلَى فَرَسِهِ فَلَمَّا كَرَبَ أَنْ تَلْحَقَ كَسَرَ بِهِ فَرَسُهُ، وَتَرَكَ قَائِمًا عِنْدَهُ يَجِدُ حَسْرَةً عَلَيْهِ. وَرَجُلٌ تُحِبُّهُ اِمْرَأَةٌ قَدْ رَضِيَ هَيْئَتَهَا وَدِينَهَا فَنَفَسَتْ غُلَامًا فَمَاتَتْ بِنَفْسِهِ، فَيَجِدُ حَسْرَةً عَلَى اِمْرَأَتِهِ يَظُنُّ أَنْ لَنْ يُصَادِفَ مِثْلَهَا وَيَجِدُ حَسْرَةً عَلَى وَلَدِهِ يَخْشَى أَنْ يَهْلِكَ ضَيْعَةً.

(رواه الطبرانى فى الكبير والأوسط والبزار بمعناه)

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اولادِ آدم میں شدید حسرت اور افسوس ان تین افراد کو ہوتا ہے۔ ایک وہ جس کی رہٹ پر کام کرنے والی اونٹنی ہو، اس کی زمین پیاسی ہوچکی ہو اور پھل نکل آیا ہے۔ اس موقع پر اچانک اونٹنی مرجائے تو اس کو اونٹنی مرنے اور اپنی زمین کے ثمرات پر شدید حسرت ہوگی۔ دوسرا وہ مجاہد جو عمدہ گھوڑے پر سوار ہوکر کفار کے مقابلہ پر ہو یا جب کفار کو شکست ہوا ور وہ کفار کو پہنچنے کے قریب ہو اور اس کا گھوڑا مرجائے تو اس کو گھوڑا مرنے اور کامیابی میں ناکامی پر حسرت ہوگی۔ اور تیسرا وہ مرد جس کی حسین جمیل پسندیدہ بیوی ہو اور بچہ پیدا ہو تو عورت فوت ہوجائے تو اس آدمی کو عورت کی موت پر بھی حسرت ہوگی کہ اس جیسی اس کو میسر نہیں آئے گی اور اس کو بچے کے ضائع ہونے کا بھی خطرہ رہے گا۔'' (الکبیر، الاوسط، البزار نے بھی اس معنوی روایت کی ہے)

شرح:......١۔ طاعون ایک وباء ہے جو خون کی خرابی کی بنا پر پھیلتی ہے، بغل، کندھے، بازو، انگلی یا جسم کے کسی بھی حصہ پر زہریلی پھنسی نکلتی ہے اور ورم سا ابھرتا ہے، جو سخت تکلیف دہ ہوتا ہے، آغاز اس کا فسادِ خون سے ہوتا ہے مگر یہ بعد میں ہوائی بیماری بن جاتی ہے۔

(٢٣٤٥) طبرانی کبیر، طبرانی اوسط، بزار بمعناه وله سند ان احدهما حسن، ليس فيه غير سعيد بن بشير وقد وثق، هيثمی: ٤٠٠٧.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲۔ حکماً شہداء کی تعداد پانچ یا زیادہ بیان ہوئی ہے تو مطابقت یہ ہے کہ پہلے آپ ﷺ کو تعداد کم بتائی گئی، پھر اس میں اضافہ کر دیا گیا۔

۳۔ اگر ایماندار آدمی یا عورت طاعون کی جگہ پر ہو، اور اس کا یقین ہو کہ جو میرے لیے میرے اللہ نے لکھا ہے وہی ہوگا اور اس جگہ پر رہتا ہے تو وہ فوت ہو یا نہ ہو شہید کا اجر لکھ دیا جاتا ہے۔ اور کافر کے لیے طاعون عذاب بن کر اترتی ہے۔

۴۔ ان تمام روایات سے جو اخذ ہوتا ہے وہ یہی ہے کہ جس زمین میں طاعون بپا ہو وہاں سے راہِ فرار اختیار کرنا حرام ہے، اور باہر سے اس جگہ پر داخل ہونا حرام ہے۔ یہ چونکہ بڑا صبر آزما مرحلہ ہے اس لیے اسے شہادت کی موت قرار دیا گیا ہے۔

۵۔ ان سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ طاعون کی بیماری سے شہید ہونے والا اور معرکہ میں شہید ہونے والا برابر ہیں۔

(مرعاۃ: ۲/ ٤١٨)

یہ بھی ترغیب ہے کہ دنیا کی چیزوں پر حسرت کی بجائے آخرت کی حسرتوں کی فکر کریں۔ اگر دنیا میں کوئی حسرت کرنا چاہتا ہے تو پھر ان تین چیزوں میں کرے۔

اَلصَّبْرُ عَلَى النَّوَائِبِ وَتَمَنِّي الْمَوْتِ

مصائب پر صبر اور موت کا بیان

٢٣٤٦ــــ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَتَى عَلَى امْرَأَةٍ تَبْكِي عَلَى صَبِيٍّ لَهَا فَقَالَ لَهَا اتَّقِي اللّٰهَ وَاصْبِرِيْ فَقَالَتْ وَمَا تُبَالِي بِمُصِيْبَتِيْ فَلَمَّا ذَهَبَ قِيْلَ لَهَا إِنَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاخَذَهَا مِثْلُ الْمَوْتِ فَأَتَتْ بَابَهُ فَلَمْ تَجِدْ عَلَى بَابِهِ بَوَّابِيْنَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ أَعْرِفْكَ فَقَالَ إِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ أَوَّلِ صَدَمَةٍ (رواہ مسلم ٩٢٦)

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک عورت کے نزدیک سے گذرے جو اپنے بچے کی وفات پر رو رہی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ سے ڈر اور صبر کر، اس نے کہا: تجھے میری مصیبت کی کیا خبر۔ جب آپ ﷺ چلے گئے تو عورت کو کہا گیا کہ وہ تو رسول اللہ ﷺ تھے، چنانچہ اس کو اتنا ہی افسوس ہوا جتنا اس موت پر تھا اور وہ رسول اللہ ﷺ کے دروازے پر حاضر ہوئی اور اس نے آپ ﷺ کے دروازے پر کوئی دربان نہیں دیکھا، اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: صبر تو صدمہ پہنچنے کی ابتدا میں ہوتا ہے۔

شرح: ...... ۱۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قبروں کی زیارت کی اجازت ہے اس اجازت میں عورتیں بھی شامل

(٢٣٤٦) مسلم: ٩٢٦۔ بخاری: ٧١٥٤۔ ترمذی: ٩٨٨۔ نسائی: ١٨٦٩۔ ابوداؤد: ٣١٢٤۔ ابن ماجہ: ١٥٩٦۔ احمد: ١٢٨٦٠۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں اور جو ترمذی میں آتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے قبروں کی زیارت کرنے والیوں پر لعنت کی ہے۔ (سند صحیح ہے) تو یہ ان عورتوں پر لعنت ہے جو کثرت سے زیارت کرتی ہیں اور جو زیبائش کا اظہار کرتی ہیں اور نوحہ وغیرہ کرتی ہیں۔ اگر عبرت کے لیے جائیں تو عورتوں اور مردوں دونوں کو اجازت ہے۔

۲۔ جب اس عورت کو تعارف ہوا کہ مجھے روکنے والے نبی اکرم ﷺ تھے تو اس نے دل میں دنیا کے فرمانرواؤں والا تصور پیدا کر لیا کہ آپ کے محل ہوں گے، پھر ان پر دربان کھڑے ہوں گے، میں آپ تک کیسے رسائی پاؤں گی مگر جب وہ آپ ﷺ کے خانہ درویشی پر معذرت کے لیے حاضر ہوئی تو حیرت میں ڈوب گئی کہ وہاں کوئی محل اور کوئی دربان نہ تھا۔

۳۔ ثابت ہوا کہ مصیبت کے آغاز میں صبر کا مظاہرہ کیا جائے تو صبر ہے اور اس کا اجر ملتا ہے، جزع فزع کے بعد تو خود بخود صبر آ جاتا ہے۔

۴۔ نبی اکرم ﷺ میں تواضع بہت تھی، نادان کے ساتھ نرمی کا سلوک رکھتے تھے، مصیبت زدہ سے درگزر فرماتے تھے اور اسے معذور تصور کرتے تھے۔

۵۔ آپ ﷺ نیکی کا حکم اور برائی سے روکنے کا فریضہ ہمہ وقت ادا کرتے تھے۔

۶۔ بے صبری کرنا منع ہے۔

۷۔ وعظ ونصیحت کرتے وقت اگر کوئی تکلیف پہنچے تو اسے برداشت کیا جائے۔

۸۔ قاضی یا حکومتی عہدیدار کو لوگوں کی ضروریات کی ادائیگی میں رکاوٹ نہیں ڈالنی چاہیے۔ (فتح الباری: ۳/۱۵۰)

۲۳۴۷۔ وفي رواية: قَالَتْ: إِلَيْكَ عَنِّي فَإِنَّكَ لَمْ تُصَبْ بِمُصِيبَتِي. (البخاري، ۱۲۸۳)

اور ایک روایت میں ہے کہ اس عورت نے کہا تھا: تم میرے پاس سے دور ہو جاؤ تمہیں میری مصیبت نہیں پہنچی۔

۲۳۴۸۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّهَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَا مِنْ مُسْلِمٍ تُصِيبُهُ مُصِيبَةٌ فَيَقُوْلُ مَا أَمَرَهُ اللّٰهُ ﴿إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ﴾ اللّٰهُمَّ أْجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي وَأَخْلُفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا أَخْلَفَ اللّٰهُ لَهُ خَيْرًا مِنْهَا قَالَتْ فَلَمَّا مَاتَ أَبُو سَلَمَةَ قُلْتُ

سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جس مسلمان کو مصیبت پہنچے تو وہ کہے جو اس کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے: ہم اللہ کے لیے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ اے اللہ! مجھے اس مصیبت پر اجر عطا کر اور مجھے اس سے بہتر نعمت اس کے بعد عنایت کر۔ کہتی ہیں پھر جب ابوسلمہ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو میں نے دل میں کہا

(۲۳۴۷) مسلم: ۹۲۶۔ بخاری: ۱۲۸۳۔ ترمذی: ۹۸۸۔ نسائی: ۱۸۶۹۔ ابوداؤد: ۳۱۲۴۔ ابن ماجہ: ۱۵۹۶۔ احمد: ۱۲۸۶۰۔

(۲۳۴۸) مسلم: ۹۱۸۔ ترمذی: ۹۷۷۔ نسائی: ۱۸۲۵۔ ابوداؤد: ۳۱۱۹۔ ابن ماجہ: ۱۴۴۷۔ احمد: ۲۶۱۹۹۔ موطا: ۵۵۸۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أَيُّ الْمُسْلِمِينَ خَيْرٌ مِنْ أَبِي سَلَمَةَ أَوَّلُ بَيْتٍ هَاجَرَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ إِنِّي قُلْتُهَا. فَأَخْلَفَ اللّٰهُ لِي رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ. أَرْسَلَ إِلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَاطِبَ بْنَ أَبِي بَلْتَعَةَ يَخْطُبُنِي لَهُ فَقُلْتُ إِنَّ لِي بِنْتاً وَأَنَا غَيُوْرٌ فَقَالَ أَمَّا ابْنَتُهَا فَنَدْعُوْا اللّٰهَ أَنْ يُغْنِيَهَا عَنْهَا وَأَدْعُوْا اللّٰهَ أَنْ يَذْهَبَ بِالْغَيْرَةِ. (رواه مسلم ۹۱۸)

ابوسلمہ سے بہتر کوئی مسلمان نہ ہوگا۔ وہ پہلا گھر ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کی ہے۔ البتہ میں نے یہ کلمات کہہ دیے تو اللہ تعالیٰ نے میرے لیے رسول اللہ ﷺ کو بہتر اور نعم البدل عنایت بنا دیا۔ آپ ﷺ نے پیغام نکاح دیکر حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کو میرے پاس روانہ کیا۔ میں نے کہا: میری بیٹیاں بھی ہیں اور میں غیور عورت بھی ہوں۔ آپ ﷺ نے اس کی بیٹیوں کے بارے میں فرمایا: ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو مستغنی کر دے اور وہ اس کی محتاجی نہ رہیں۔ ہم یہ بھی دعا کرتے ہیں کہ غیر ضروری غیرت بھی اللہ تعالیٰ اس سے دور کر دے۔"

شرح: ......اس میں ترغیب ہے کہ کسی بھی مصیبت کے وقت یہ دونوں دعائیں پڑھی جائیں تو صبر بھی آتا ہے اور اللہ تعالیٰ وہ مصیبت دور بھی کر دیتا ہے۔ (مرعاۃ: ۲/ ٤٤٨)

۲۳٤۹ــــ عَنْ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِذَا مَاتَ وَلَدُ الْعَبْدِ قَالَ اللّٰهُ لِمَلَائِكَتِهِ قَبَضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِي فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيَقُوْلُ قَبَضْتُمْ ثَمَرَةَ فُؤَادِهِ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيَقُوْلُ مَاذَا قَالَ عَبْدِي فَيَقُوْلُوْنَ حَمِدَ وَاسْتَرْجَعَ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ ابْنُوْا لِعَبْدِ بَيْتاً فِي الْجَنَّةِ وَسَمُّوْهُ بَيْتَ الْحَمْدِ. (رواه الترمذی ۱۰۲۱)

سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: "جب بندے کا بیٹا فوت ہو تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو ارشاد فرماتا ہے، تم نے میرے بندے کا بیٹا قبض کیا ہے؟ تو فرشتے کہتے ہیں ہاں۔ اللہ فرماتا ہے: تم نے میرے بندے کے دل کا پھل قبض کیا ہے؟ وہ کہتے ہیں: ہاں، پس اللہ فرماتا ہے: میرے بندے نے کیا کہا ہے؟ وہ کہتے ہیں: اس نے تیری حمد بیان کی اور کلمہ استرجاع یعنی إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے کے لیے جنت میں گھر تعمیر کرو اور اس کا نام بیت الحمد رکھو۔" (ترمذی)

شرح: ......جزاءِ عمل کے مطابق ہوتی ہے، اس پیاری چیز کے گم ہونے پر جس سے انسانی دل کے چمن کی بہار ہی اجڑ جاتی ہے، اس پر صبر کا مظاہرہ کرنا، اتنی بڑی نعمت کا باعث ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے اپنے اس بندے کی برتری ظاہر فرماتے ہیں اور اس آدمی کا یہ کام اتنا زیادہ لائق ستائش ہے کہ جنت میں اس کے گھر کا نام ہی

(۲۳٤۹) ترمذی: ۱۰۲۱۔ حسن، البانی: ٨١٤۔ احمد: ۱۹۲۲۰.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بیت الحمد تعریف کا گھر رکھ دیا ہے۔(مرعاۃ:۲/ ۵۱۸)

۲۳۵۰۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مَنْ أَذْهَبْتُ حَبِيْبَتَيْهِ فَصَبَرَ وَاحْتَسَبَ لَمْ اَرْضَ لَهُ ثَوَاباً دُوْنَ الْجَنَّةِ . (رواه الترمذی ۲٤۰۱)

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: جس کی بینائی جاتی رہے اور وہ اس پر صبر کرے اور اجر کی امید رکھے تو میں اس کے لیے جنت کے علاوہ کوئی بدلہ پسند نہیں کرتا۔" (الترمذی)

۲۳۵۱۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ إِنَّ اللّٰهَ قَالَ إِذَا ابْتَلَيْتُ عَبْدِيْ بِحَبِيْبَتَيْهِ فَصَبَرَ عَوَّضْتُهُ مِنْهُمَا الْجَنَّةَ يُرِيْدُ عَيْنَيْهِ . (للبخاری ٥٦٥٣)

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: جب میں اپنے بندے کو اس کی دو آنکھوں کی مصیبت میں مبتلا کرتا ہوں اور وہ اس پر صبر کرتا ہے تو اس کے بدلے میں اس کو جنت عطا کر دیتا ہوں۔

۲۳۵۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالَى مَا لِعَبْدِيَ الْمُؤْمِنِ عِنْدِيْ جَزَاءٌ إِذَا قَبَضْتُ صَفِيَّهُ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا ثُمَّ احْتَسَبَهُ إِلَّا الْجَنَّةَ . (رواه البخاری ٦٤٢٣)

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے: اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: میرے مومن بندے کے لیے میرے پاس جنت کے سوا کوئی بدلہ نہیں ہے جب میں اس کا اہل دنیا میں سے خالص عزیز قبض کرتا ہوں اور وہ اس مصیبت کو اجر سمجھتا ہے۔"

۲۳۵۳۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضَى لِعَبْدِهِ الْمُؤْمِنِ إِذَا ذَهَبَ بِصَفِيِّهِ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ فَصَبَرَ وَاحْتَسَبَ وَقَالَ مَا أُمِرَ بِهِ بِثَوَابٍ دُوْنَ الْجَنَّةِ . (رواه النسائی ۱۸۷۱)

سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ مومن بندے کے لیے جنت کے سوا کوئی اجر پسند نہیں کرتا جب وہ اہل زمین میں سے اس کے خالص محبوب کو لے جائے اور وہ صبر کرے اور ثواب گمان کرے۔"

شرح: ...... آنکھیں انسان کے محبوب اعضاء میں سے ہیں' اگر ان سے بینائی جاتی رہے تو نہ کوئی خوش کن چیز نظر آتی ہے نہ جس شر سے بچنا چاہے اس سے بچ سکتا ہے۔ اس مصیبت پر صبر کرنا اور اسے کار ثواب سمجھنا اور اسے گناہوں کا کفارہ تصور کرنا اس عمل کے عوض عظیم نعمت مل رہی ہے جو کہ دائمی ہے اس نظر و نگاہ سے تو دنیا کی فانی نعمتوں کو دیکھنا تھا اور ان سے لذت اندوز ہونا تھا مگر اس کے صلہ میں جنت کی لذتیں حاصل ہو رہی ہیں، جو ہمیشہ رہیں گی۔

(۲۳۵۰) ترمذی: ۲٤۰۱ـ صحیح، البانی: ۱۹۵۹ـ احمد: ۷۵٤۳ـ دارمی: ۲۷۹۵.
(۲۳۵۱) بخاری: ٥٦٥٣ـ ترمذی: ۲٤۰۰ـ احمد: ۱۳٦۰۷.
(۲۳۵۲) بخاری: ٦٤٢٤ـ احمد: ۹۱۲۷.
(۲۳۵۳) نسائی: ۱۸۷۱ـ حسن، البانی: ۱۷٦٥.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ یاد رہے ساتھ ایمان ہو اور دیگر نیک اعمال بھی ہوں تو اس پریشانی سے درجات بلند ہوتے ہیں۔(مرعاۃ:۲/۴۲۰)

۲۳۵۴۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ قَالَ قَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ أَلَا أُرِيكَ امْرَأَةً مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ قُلْتُ بَلَى قَالَ هٰذِهِ الْمَرْأَةُ السَّوْدَاءُ أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ إِنِّي أُصْرَعُ وَإِنِّي أَتَكَشَّفُ فَادْعُ اللّٰهَ لِي قَالَ إِنْ شِئْتِ صَبَرْتِ وَلَكِ الْجَنَّةُ وَإِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللّٰهَ أَنْ يُعَافِيَكِ فَقَالَتْ أَصْبِرُ فَقَالَتْ إِنِّي أَتَكَشَّفُ فَادْعُ اللّٰهَ لِي أَنْ لَا أَتَكَشَّفَ فَدَعَا لَهَا. (رواه البخاري ٥٦٥٢)

عطاء بن رباحؒ کہتے ہیں مجھے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا میں تجھے اہل جنت میں سے ایک عورت دکھاؤں؟ میں نے کہا ضرور دکھاؤ۔ انہوں نے کہا: یہ سیاہ رنگ کی عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئی اور اس نے کہا مجھے مرگی کی بیماری ہے اور میرا جسم ننگا ہوتا ہے پس آپ ﷺ میرے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں۔ فرمایا: اگر تو چاہے تو صبر کر اور تیرے لیے جنت ہے اور اگر تو چاہے تو میں اللہ سے دعا کر دوں کہ وہ تجھے معافی دے دے۔ اس نے کہا: میں صبر کرتی ہوں۔ اور اس نے کہا: میرا بدن ننگا ہوتا ہے: آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ میں دورہ پڑنے پر ننگی نہ ہوں۔ پس آپ ﷺ نے یہ دعا کر دی۔

شرح:......۱۔ یہ عورت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو کنگھی کرنے والی تھی، نبی اکرم ﷺ کی زیارت بھی کیا کرتی تھی۔

۲۔ مرگی ایک ایسا مرض ہے، جو اعضاء کو حرکت سے روکتا ہے، اس کی وجہ دماغ کے سوراخوں میں ہوا پیدا ہونا ہے اور منہ سے جھاگ بھی آنے لگتی ہے۔ کبھی اس کا سبب جن بھی ہوتا ہے۔(زاد المعاد)

۳۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ بعض افراد جو کہ رضا بالقضاء ہوں وہ علاج نہ بھی کروائیں تو جائز ہے۔

۴۔ اس میں مرض مرگی پر صبر کرنے والے کی فضیلت بیان ہوئی ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ دنیا کی آفات اور مصائب جنت کا وارث بناتے ہیں۔(مرعاۃ:۲/۴۳۱)

۲۳۵۵۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِذَا مَرِضَ الْعَبْدُ بَعَثَ اللّٰهُ تَعَالَى إِلَيْهِ مَلَكَيْنِ فَقَالَ انْظُرَا مَاذَا يَقُوْلُ لِعُوَّادِهِ فَإِنْ هُوَ إِذَا جَاؤُوْهُ حَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ رَفَعَا ذٰلِكَ إِلَى اللّٰهِ

عطاء بن یسار مرسل روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب بندہ بیمار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف دو فرشتے بھیجتا ہے اور ان کو حکم دیتا ہے کہ جا کر میرے بندے کو دیکھو کہ وہ عیادت کرنے والوں کو کیا کہتا ہے۔ پس جب وہ مریض کے پاس آتے ہیں اور اس کو اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا

(۲۳۵۴) بخاری: ۵۶۵۲۔ مسلم: ۲۵۷۶۔ احمد: ۳۲۳۰.

(۲۳۵۵) موطا: ۱۷۵۰۔ اس میں عباد بن کثیر کی ہے۔ ولیس بالقوی وثقه بعضهم وضعفه ابن معين وغيره۔ شرح زرقانی: ۳۲۴/۴.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَزَّوَجَلَّ وَهُوَ أَعْلَمُ فَيَقُوْلُ لِعَبْدِيْ عَلَيَّ إِنْ تَوَفَّيْتُهُ أَنْ أُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ وَإِنْ أَنَا شَفَيْتُهُ أَنْ أُبْدِلَ لَهُ لَحْماً خَيْرًا مِنْ لَحْمِهِ وَدَماً خَيْرًا مِنْ دَمِهِ وَأَنْ أُكَفِّرَ عَنْهُ سَيِّئَاتِهِ. (رواه مالك ١٧٥٠)

کرتا پاتے ہیں تو یہ خبر وہ اللہ تعالیٰ کی طرف بلند کرتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ تو بخوبی جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے کا میرے ذمہ یہ حق ہے کہ اگر میں اس کو قبض کرونگا تو اس کو جنت میں داخل کردونگا اور اگر میں نے اس کو شفا دی تو میں گوشت تبدیل کرونگا بہتر اس کے گوشت سے اور خون پیدا کرونگا اس میں بہتر سابقہ خون سے اور یہ کہ میں اس کے گناہ بھی بخش دوں گا۔" (مالک)

٢٣٥٦۔ عَنْ خَبَّابِ بْنِ الأَرَتِّ قَالَ شَكَوْنَا إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً لَهُ فِيْ ظِلِّ الْكَعْبَةِ فَقُلْنَا أَلَا تَسْتَنْصِرُ لَنَا أَلَا تَدْعُوْ لَنَا فَقَالَ قَدْ كَانَ مَنْ قَبْلَكُمْ يُؤْخَذُ الرَّجُلُ فَيُحْفَرُ لَهُ فِي الأَرْضِ فَيُجْعَلُ فِيْهَا فَيُجَاءُ بِالْمِنْشَارِ فَيُوْضَعُ عَلَى رَأْسِهِ فَيُجْعَلُ نِصْفَيْنِ وَيُمْشَطُ بِأَمْشَاطِ الْحَدِيْدِ مَادُوْنَ لَحْمِهِ وَعَظْمِهِ فَمَا يَصُدُّهُ ذٰلِكَ عَنْ دِيْنِهِ وَاللّٰهِ لَيُتِمَّنَّ هٰذَا الأَمْرَ حَتَّى يَسِيْرَ الرَّاكِبُ مِنْ صَنْعَاءَ إِلَى حَضْرَمَوْتَ لَا يَخَافُ إِلَّا اللّٰهَ وَالذِّئْبُ عَلَى غَنَمِهِ وَلٰكِنَّكُمْ تَسْتَعْجِلُوْنَ. (رواه البخاري ٦٩٤٣)

سیّدنا خباب بن ارت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس وقت شکایت کی جب آپ کعبہ کے سائے میں چادر بچھا کر بیٹھے تھے۔ پس ہم نے آپ سے سوال کیا۔ کیا آپ ہمارے لیے مدد طلب نہیں کرتے؟ کیا آپ ہمارے لیے دعا نہیں کرتے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم سے پہلے لوگوں میں سے کسی آدمی کو پکڑا جاتا اور اس کے لیے زمین میں گڑھا کھودا جاتا اور اس کو دبا دیا جاتا اور پھر آرہ لا کر اس کے سر پر رکھا جاتا اور اس کو آدھا چیر کر دیا جاتا، لوہے کی کنگھی سے اس کے گوشت اور ہڈی کو چھید دیا جاتا اور ان شدائد سے ان کو اس کے دین سے جدا نہ کیا جاتا تھا۔ اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ اپنے اس دین کی تکمیل کر دے گا یہاں تک کہ ایک سوار صنعاء سے حضرت موت تک چلے گا اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا خوف نہ ہوگا، صرف بکریوں کے لیے بھیڑیے کا خطرہ ہوگا۔ مگر تم لوگ جلدی کرتے ہو۔"

شرح:...... حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے دعا کا مطالبہ کیا تھا، یہ اس بات کی علامت ہے کہ کفار نے مسلمانوں پر حد سے زیادہ ظلم و زیادتی کر رکھا تھا۔

٢۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ انبیائے کرام علیہم السلام اور ان کے پیروکار، اللہ کی ذات کے بارے میں برداشت کرنے

(٢٣٥٦) بخاری: ٦٩٤٣۔ ابوداؤد: ٢٦٤٩۔ احمد: ٢٦٦٧٥۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والے مصائب وآلام پر صبر کرتے ہیں تو اس کے بعد انہیں ان مصائب سے عافیت حاصل ہوتی ہے، اللہ کی نصرت حاصل ہوتی ہے اور بہت بڑا اجر وثواب ملتا ہے۔

۳۔ اس میں یہ بھی ہے کہ جتنی بھی طاقت ہو دین پر صبر واستقامت کا دلاسہ دیا گیا ہے۔ (فتح الباری: ۱۲/ ۳۱۷)

۲۳۵۷۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ مَاتَ ابْنٌ لِأَبِي طَلْحَةَ مِنْ أُمِّ سُلَيْمٍ فَقَالَتْ لِأَهْلِهَا لَا تُحَدِّثُوا أَبَا طَلْحَةَ بِابْنِهِ حَتَّى أَكُونَ أَنَا أُحَدِّثُهُ قَالَ فَجَاءَ فَقَرَّبَتْ إِلَيْهِ عَشَاءً فَأَكَلَ وَشَرِبَ فَقَالَ ثُمَّ تَصَنَّعَتْ لَهُ أَحْسَنَ مَا كَانَ تَصْنَعُ قَبْلَ ذٰلِكَ فَوَقَعَ بِهَا فَلَمَّا رَأَتْ أَنَّهُ قَدْ شَبِعَ وَأَصَابَ مِنْهَا قَالَتْ يَا أَبَا طَلْحَةَ أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ قَوْمًا أَعَارُوا عَارِيَتَهُمْ أَهْلَ بَيْتٍ فَطَلَبُوا عَارِيَتَهُمْ أَلَهُمْ أَنْ يَمْنَعُوهُمْ قَالَ لَا قَالَتْ فَاحْتَسِبِ ابْنَكَ قَالَ فَغَضِبَ وَقَالَ تَرَكْتِنِي حَتَّى تَلَطَّخْتُ ثُمَّ أَخْبَرْتِنِي بِابْنِي فَانْطَلَقَ حَتَّى أَتَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَأَخْبَرَهُ بِمَا كَانَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَارَكَ اللّٰهُ لَكُمَا فِي غَابِرِ لَيْلَتِكُمَا قَالَ فَحَمَلَتْ قَالَ فَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي سَفَرٍ وَهِيَ مَعَهُ. وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَتَى الْمَدِينَةَ مِنْ سَفَرٍ لَا يَطْرُقُهَا طُرُوقًا فَدَنَوْا مِنَ الْمَدِينَةِ فَضَرَبَهَا الْمَخَاضُ فَاحْتَبَسَ عَلَيْهَا أَبُو طَلْحَةَ وَانْطَلَقَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يَقُولُ أَبُو طَلْحَةَ إِنَّكَ لَتَعْلَمُ يَا رَبِّ إِنَّهُ يُعْجِبُنِي أَنْ أَخْرُجَ مَعَ رَسُولِكَ إِذَا خَرَجَ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا ایک بیٹا جو ام سلیم رضی اللہ عنہا سے تھا فوت ہوا تو ام سلیم نے گھر کے افراد کو کہا تم ابوطلحہ سے ذکر نہ کرنا یہاں تک کہ میں خود اس کو خبر دوں۔ جب وہ گھر آئے تو اس کو کھانا پینا پیش کیا پھر وہ اس کے لیے آراستہ ہوئیں جیسے وہ خاوند کے لیے آراستہ ہوا کرتی تھیں تو ابوطلحہ نے ان سے ہمبستری کی۔ جب ام سلیم نے دیکھا کہ وہ کھا پی کر سیر ہو چکے ہیں اور بیوی سے شب باشی چکے ہیں تو اس نے کہا اے ابوطلحہ! یہ تو بتایئے اگر کچھ لوگ کسی خاندان کو کوئی چیز استعمال کے لیے مستعار دیدیں۔ پھر وہ اپنی چیز واپس لینا چاہیں تو کیا یہ لوگ روکنے کا حق رکھتے ہیں؟ انہوں نے کہا نہیں۔ ام سلیم نے کہا: پھر اپنے بیٹے کے فوت ہونے پر ثواب کی امید رکھو۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بہت غصے میں آئے اور کہا تو نے مجھے خبر گیری سے باز رکھا یہاں تک کہ تو نے مجھے جنبی بھی کر دیا اور پھر میرے بیٹے کے فوت ہونے کی خبر دی ہے۔ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سب واقعہ آپ ﷺ سے عرض کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہاری اس رات میں برکت ڈالے۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا کو حمل ٹھہرا۔ اتفاقاً وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھیں۔ رسول اللہ ﷺ جب بھی سفر سے لوٹ کر مدینہ تشریف لاتے تو رات کے وقت مدینہ میں داخل نہ ہوتے تھے۔ جب مدینہ کے قریب آئے تو ام سلیم کو دردزہ شروع ہوا تو ابوطلحہ اس کی خاطر ٹھہر گئے اور

(۲۳۵۷) مسلم: ۲۱۴۴۔ کتاب فضائل الصحابة، بخاری: ۵۸۲۵۔ ابوداؤد: ۴۹۵۱۔ ابن ماجه: ۳۵۶۵۔ احمد: ۱۳۶۷۴۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَأَدْخُلَ مَعَهُ إِذَا دَخَلَ وَقَدِ احْتَبَسْتُ بِمَا تَرَى قَالَ تَقُولُ أُمُّ سُلَيْمٍ يَا أَبَا طَلْحَةَ مَا أَجِدُ الَّذِيْ كُنْتُ أَجِدُ انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا قَالَ وَضَرَبَهَا الْمَخَاضُ حِيْنَ قَدِمَا فَوَلَدَتْ غُلَامًا فَقَالَتْ لِيْ أُمِّي يَا أَنَسُ لَا يُرْضِعُهُ أَحَدٌ حَتَّى تَغْدُوَ بِهِ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا أَصْبَحَ احْتَمَلْتُهُ فَانْطَلَقْتُ بِهِ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَصَادَفْتُهُ وَمَعَهُ مِيْسَمٌ فَلَمَّا رَآنِيْ قَالَ لَعَلَّ أُمَّ سُلَيْمٍ وَلَدَتْ قُلْتُ نَعَمْ فَوَضَعَ الْمِيْسَمَ قَالَ وَجِئْتُ بِهِ فَوَضَعْتُهُ فِيْ حَجْرِهِ وَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِعَجْوَةٍ مِنْ عَجْوَةِ الْمَدِيْنَةِ فَلَاكَهَا فِيْ فِيْهِ حَتَّى ذَابَتْ ثُمَّ قَذَفَهَا فِيْ فِي الصَّبِيِّ فَجَعَلَ الصَّبِيُّ يَتَلَمَّظُهَا قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ انْظُرُوْا إِلَى حُبِّ الْأَنْصَارِ التَّمْرَ قَالَ فَمَسَحَ وَجْهَهُ وَسَمَّاهُ عَبْدَ اللّٰهِ (رواه مسلم ٢١٤٤ في كتاب فضائل الصحابة)

رسول اللہ ﷺ چل دیئے۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یااللہ! تو جانتا ہے کہ مجھے یہ پسند ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ سے نکلوں جب آپ ﷺ نکلیں اور مدینہ میں داخل ہو جاؤں جب آپ ﷺ داخل ہوں اور اب تو جانتا ہے کہ عورت کی بیماری کی وجہ سے ہم آپ ﷺ کے ساتھ چلنے سے قاصر ہیں۔ ام سلیم نے آواز دی: اے ابوطلحہ! مجھے اب تکلیف نہیں رہی جو پہلے تھی پس ابوطلحہ بھی چل پڑے اور ہم سب چلنے لگے۔ جب دونوں مدینہ پہنچ گئے تو ام سلیم کو دردِزہ شروع ہوا اور لڑکا پیدا ہوا۔ ام سلیم نے کہا: اے انس! بچے کو کچھ نہ کھلاؤ یہاں تک کہ کل اس کو تو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے جائے گا جب صبح ہوئی تو میں نے بچہ اٹھایا اور اس کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گیا۔ آپ ﷺ کے دستِ مبارک میں حیوانات کو نشان لگانے کا آلہ تھا۔ جب آپ ﷺ نے مجھے دیکھا تو فرمایا: شاید ام سلیم نے بچہ جنا ہے۔ میں نے کہا: ہاں پس آپ ﷺ نے آلہ رکھ دیا اور میں نے بچہ لا کر آپ ﷺ کی گود میں رکھ دیا۔ آپ ﷺ نے مدینہ کی عجوہ کھجور طلب کرکے اپنے منہ میں چبا کر نرم کرکے بچے کے منہ میں ڈال دی تو بچے نے چوسنا شروع کر دیا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دیکھو تو انصار والوں کو کھجور سے کس قدر محبت ہے۔ پس آپ ﷺ نے بچے پر ہاتھ پھیرا اور اس کا نام عبداللہ رکھا۔

ابن عیینہ رحمہ اللہ ایک انصاری مرد سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے کہا: میں نے اس عبداللہ کی اولاد میں سے نو افراد دیکھے ہیں سب کے سب حفاظِ قرآن تھے۔

شرح:......۱۔اس میں سیّدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کا فضل وعلم اور کمال نمایاں ہوتا ہے اور ان کے صبر پر بھی روشنی پڑتی ہے۔
۲۔اس میں سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی ذات گرامی مستجاب الدعوات تھی اور اس میں سیّدنا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی کرامت بھی نمایاں ہوتی ہے۔

۳۔ بچے کو گھٹی دینا مسنون طریقہ ہے، اور نیک آدمی سے دلائی جائے۔

۴۔ جس دن بچہ پیدا ہوا ہو اسی دن بھی نام رکھنا جائز ہے اور عبداللہ نام رکھنا پسندیدہ نام ہے۔

۵۔ جب گھر والوں کو سفر سے آنے کا علم نہ ہو تو رات کو نہیں آنا چاہیے اطلاع ہو تو پھر کوئی بات نہیں۔

۶۔ جانوروں کو نشانی لگانا جائز ہے۔ تاکہ دوسرے جانوروں سے ممتاز نظر آئیں۔

۷۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تواضع بھی جھلکتی ہے۔ (شرح مسلم: ۲/۲۹۲)

۸۔ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کا بچے کی وفات کی مصیبت پر صبر کا بے مثال مظاہرہ بھی سامنے آتا ہے۔

۲۳۵۸۔ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّهُ قَالَ هَلَكَتِ امْرَأَةٌ لِي فَأَتَانِي مُحَمَّدُ بْنُ كَعْبٍ الْقُرَظِيّ يُعَزِّيْنِي بِهَا فَقَالَ إِنَّهُ كَانَ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ رَجُلٌ فَقِيْهٌ عَالِمٌ عَابِدٌ مُجْتَهِدٌ وَكَانَتْ لَهُ امْرَأَةٌ وَكَانَ بِهَا مُعْجَباً وَلَهَا مُحِبًّا فَمَاتَتْ فَوَجَدَ عَلَيْهَا وَجْداً شَدِيْدًا وَلَقِيَ عَلَيْهَا أَسَفًا حَتَّى خَلَا فِي بَيْتٍ وَغَلَّقَ عَلَى نَفْسِهِ وَاحْتَجَبَ مِنَ النَّاسِ فَلَمْ يَكُنْ يَدْخُلُ عَلَيْهِ أَحَدٌ وَإِنَّ امْرَأَةً سَمِعَتْ بِهِ فَجَاءَتْهُ فَقَالَتْ إِنَّ لِيْ إِلَيْهِ حَاجَةً أَسْتَفْتِيْهِ فِيْهَا لَيْسَ يُجْزِيْنِيْ فِيْهَا إِلَّا مُشَافَهَتُهُ فَذَهَبَ النَّاسُ وَلَزِمَتْ بَابَهُ وَقَالَتْ مَالِيْ مِنْهُ بُدٌّ فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ إِنَّ هَا هُنَا امْرَأَةً أَرَادَتْ أَنْ تَسْتَفْتِيَكَ وَقَالَتْ إِنْ أَرَدْتُ إِلَّا مُشَافَهَتَهُ وَقَدْ ذَهَبَ النَّاسُ وَهِيَ لَا تُفَارِقُ الْبَابَ فَقَالَ ائْذَنُوْا لَهَا فَدَخَلَتْ عَلَيْهِ فَقَالَتْ إِنِّي جِئْتُكَ أَسْتَفْتِيْكَ فِي أَمْرٍ قَالَ وَمَا هُوَ قَالَتْ إِنِّي

قاسم بن محمد کہتے ہیں کہ میری ایک بیوی فوت ہوئی تو محمد بن کعب القرظی اس کی تعزیت کے لیے میرے پاس آئے اور کہا بنی اسرائیل میں ایک عالم بڑا عابد تھا۔ اور اس کی ایک بیوی تھی جو اس کو بہت پسند تھی۔ وہ فوت ہوگئی اس پر افسوس کی وجہ سے وہ گھر میں تنہا بیٹھ گیا اور لوگوں سے چھپ گیا۔ بنی اسرائیل میں ایک عورت تھی اُس نے سنا تو وہ اس کے پاس آئی اور اس کو کہا: مجھے ایک کام ہے۔ اس کے متعلق اس مرد سے پوچھنا چاہتی ہوں اور وہ مجھے بالمشافہ ہی پوچھنا ہے تو لوگ چلے گئے اور وہ دروازے پر آکر ٹھہر گئی، مرد کو خبر دی گئی تو اس نے اجازت دے دی۔ اس نے کہا: میں ایک بات پوچھنا چاہتی ہوں۔ مرد نے کہا: وہ کیا ہے؟ اس نے کہا: میں نے اپنی ہمسائی سے زیور مستعار لیا تھا۔ ایک عرصہ تک میں اس کو پہنتی رہی اور دوسروں کو بھی پہناتی رہی۔ اب اس کے مالکوں نے اس کو واپس کرنے کا پیغام بھیجا ہے۔ کیا میں انکو واپس دے دوں۔ اس نے کہا: اللہ کی قسم! ضرور ایسا ہی کرنا ہوگا۔ اس نے کہا: وہ ایک عرصہ میرے پاس رہا ہے تو اس نے کہا: تب تو واپس کرنا اور بھی ضروری ہے تو عورت نے کہا: اللہ تعالیٰ تیرے اوپر رحمت

(۲۳۵۸) موطا: ۵۵۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسْتَعَرْتُ مِنْ جَارَةٍ لِيْ حُلِيًّا فَكُنْتُ أَلْبِسُهُ وَأُعِيْرُهُ زَمَانًا ثُمَّ إِنَّهُمْ أَرْسَلُوْا إِلَيَّ فِيْهِ أَفَأُوَدِّيْهِ إِلَيْهِمْ فَقَالَ نَعَمْ وَاللهِ فَقَالَتْ إِنَّهُ قَدْ مَكَثَ عِنْدِيْ زَمَانًا فَقَالَ ذٰلِكَ أَحَقُّ لِرَدِّكَ إِيَّاهُ إِلَيْهِمْ حِيْنَ أَعَارُوْكِيْهِ زَمَانًا فَقَالَتْ أَيْ يَرْحَمُكَ اللهُ أَفَتَأْسَفُ عَلَىَّ مَا أَعَارَكَ اللهُ ثُمَّ أَخَذَهُ مِنْكَ وَهُوَ أَحَقُّ بِهِ مِنْكَ فَأَبْصِرَ مَا كَانَ فِيْهِ وَنَفَعَ اللهُ بِقَوْلِهَا . (رواه مالك ٥٥٩)

نازل کرے کیا، تو اس چیز پر افسوس کرتا ہے جو اللہ نے تجھے مستعار دی تھی، پھر اس نے واپس لے لی اور وہ تجھ سے اس کا زیادہ مستحق ہے۔ اس مرد کو وہ سمجھ میں آ گئی جس میں وہ پڑا تھا اور اس عورت کی بات پر اللہ نے اس کو نفع دے دیا۔'' (مالک)

شرح: ...... یہ روایت بیان کرنے کے بعد علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: هذا الخبر حسن عجيب في التعازي، (الاستذكار) ''یہ خبر تعزیت کے لیے بڑی حسین و عجیب ہے۔''

یہاں سے یہ بھی ثابت ہوا کہ وعظ کرنے والا اگرچہ کم علم ہی ہو اپنے سے بڑے عالم کو وعظ و نصیحت کر سکتا ہے۔

نیز کبھی فاضل آدمی غلطی کر جاتا ہے اور غیر فاضل کو درستگی کی توفیق مل جاتی ہے۔

اس عورت کا بھی ادھار زیور کی مثال دینا، اور اوپر حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کا بچے کی وفات کو ادھار کے روپ میں پیش کرنا جھوٹ میں شامل نہیں بلکہ قابل تعریف ہے کہ اس مثال سے معاملہ فہمی پیدا ہوئی ہے۔ (شرح زرقانی: ۲/۸۱)

۲۳۵۹۔ عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَا أَحَدٌ أَصْبَرَ عَلَى أَذًى سَمِعَهُ مِنَ اللهِ يَدْعُوْنَ لَهُ الْوَلَدَ ثُمَّ يُعَافِيْهِمْ وَيَرْزُقُهُمْ . (للبخاری ۷۳۷۸)

سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''تکلیف دہ بات سن کر اس پر صبر کرنے والا اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی نہیں ہے اس کے ساتھ شرک کیا جاتا ہے اور اس کے لیے اولاد تجویز کی جاتی ہے اور پھر بھی وہ ان کو عافیت اور رزق دیتا ہے۔''

شرح: ...... صبر ہوتا ہے، ناپسندیدہ چیز پر نفس کو قابو میں رکھنا، اللہ تعالیٰ کا صبر یہ ہے کہ عذاب کے مستحق کو عذاب میں تاخیر کرتا ہے، وہ اتنا زیادہ حلیم و بردبار ہے۔

ایک اعتراض ہو سکتا ہے کہ اذیت نقص ہے، اللہ تعالیٰ ہر نقص سے پاک ہے تو پھر اللہ تعالیٰ اذیت کیسے برداشت کرتا ہے۔

اس کا حل یہ ہے کہ اللہ کے انبیاء علیہم السلام اور صالح بندوں کی اذیت کو اللہ تعالیٰ اپنی اذیت کی طرف منسوب کر رہے ہیں۔

۲۔ اس سے ثابت ہوا کہ اذیت پر برداشت سے کام لینا لائق ستائش بات ہے اور انتقام نہ لینا ہی بہتر

(۲۳۵۹) بخاری: ۷۳۷۸۔ مسلم: ۲۸۰۴۔ احمد: ۱۹۱۳۶۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔(مرعاۃ:۱/۸۸)

۲۳۶۰۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، رَفَعَهُ: مَنْ أُصِيبَ بِمُصِيبَةٍ فِي مَالِهِ أَوْ جَسَدِهِ فَكَتَمَهَا وَلَمْ يَشْكُهَا إِلَى النَّاسِ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ يَغْفِرَ لَهُ. (للاوسط ، والكبير ١١٤٣٨)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''جس شخص کو کوئی مصیبت پہنچے اس کے مال یا اس کی جان میں اور وہ اس کو چھپا دے اور لوگوں کے سامنے اس کا شکوہ نہ کرے تو اللہ تعالیٰ پر اس کا حق لازم ہے کہ اس کو بخش دے۔'' (الاوسط)

۲۳۶۱۔عَنْ يَحْيَى بْنِ وَثَّابٍ عَنْ شَيْخٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ الْمُسْلِمُ إِذَا كَانَ مُخَالِطاً النَّاسَ وَيَصْبِرُ عَلَى أَذَاهُمْ خَيْرٌ مِنَ الْمُسْلِمِ الَّذِي لَا يُخَالِطُ النَّاسَ وَلَا يَصْبِرُ عَلَى أَذَاهُمْ. (رواه الترمذي ٢٥٠٧)

یحییٰ بن وثابؒ نے صحابہ میں سے ایک بوڑھے شخص سے روایت کی، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا: ''وہ مسلمان جو لوگوں کے درمیان رہے اور ان کے اذیت پہنچانے پر صبر کرتا ہو وہ بہتر ہے اس شخص سے جو نہ تو لوگوں کے درمیان خلط ملط رہتا ہو اور نہ ان کی تکلیف پر صبر کرتا ہو۔'' (الترمذی)

شرح: ......عزلت وتنہائی بہتر ہے، یا لوگوں سے مل جل کر رہنا افضل ہے اس بارے میں تفصیل ہے کہ اگر دین پر عمل کرنا ممکن نہ ہو تو پھر علیحدگی بہتر ہے۔ اگر لوگوں کی گمراہی پر ٹوکتے ہوئے اذیت پہنچے تو اس پر صبر کیا جائے یہ زیادہ افضل ہے۔(تحفۃ الاحوذی:۳/۳۱۹)

۲۳۶۲۔عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِيُعَزِّ الْمُسْلِمِينَ فِي مَصَائِبِهِمُ الْمُصِيبَةُ بِي. (رواه مالك ٥٥٧)

عبدالرحمٰن رحمہ اللہ بن قاسم مرسل روایت کرتے ہیں: ''مسلمان اپنی مصیبتوں میں میری جدائی کی مصیبت کی وجہ سے صبر اور تعزیت حاصل کریں۔'' (الموطا)

شرح: ......اس میں صبر وتسلی پر ترغیب ہے، دنیا کی ہر مصیبت کا عوض ہوتا ہے مگر رسول اللہ ﷺ کی مصیبت سب سے بڑی ہے، اس کا عوض نہیں۔ اور سب سے بڑی مصیبت آپ ﷺ کی وفات ہے، جو کہ رحمت عالم تھے، دین کے منبع کے علمبردار اٹھ گئے تھے۔ آسمان سے وحی آنا بند ہوئی تھی۔

سچ فرمایا آپ ﷺ نے کہ ہر مصیبت زدہ میرے مصائب یاد کرے گا تو اسے تسلی ہوگی۔ شاعر نے کیا خوب کہا ہے......... ؎

(۲۳۶۰) طبرانی اوسط، طبرانی کبیر: ۱۱۴۳۸۔ وفیه بقیة وهو مدلس، هیثمی: ۳۹۵۱۔

(۲۳۶۱) ترمذی: ۲۵۰۷۔ صحیح، البانی: ۲۰۳۵۔ ابن ماجه: ۴۰۳۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَإِذَا ذُكِرَتْ مُصِيبَتًا تَسْلُو بِهَا
فَاذْكُرْ مُصَابَكَ بِالنَّبِيِّ مُحَمَّدٍ ﷺ

''جب کوئی مصیبت آئے تو اس سے تسلی حاصل کرنے کے لیے حضرت محمد ﷺ کی مصیبت کو یاد کرو تو تسلی ہوگی۔'' (شرح زرقانی: ۲/ ۷۸)

۲۳۶۳۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَا يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ مِنْ ضُرٍّ أَصَابَهُ فَإِنْ كَانَ لَابُدَّ فَاعِلًا فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ أَحْيِنِي مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِي وَتَوَفَّنِي إِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِي. (رواه البخاری ٥٦٧١)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''تم میں سے کوئی شخص کسی ضرر کی وجہ سے موت کی تمنا نہ کرے۔ اگر کچھ کرنا ہی چاہے تو یہ کہہ دے: اے اللہ! مجھے زندہ رکھ جب تک زندگی میرے لیے بہتر ہے اور مجھے وفات دے دے جب میرے لیے مرنا بہتر ہو۔''

۲۳٦٤۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَنْ يَدْخُلَ أَحَدًا عَمَلُهُ الْجَنَّةَ قَالُوْا وَلَا أَنْتَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا وَلَا أَنَا إِلَّا أَنْ يَتَغَمَّدَنِيَ اللّٰهُ بِفَضْلٍ وَرَحْمَةٍ فَسَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَلَا يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ إِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّهُ أَنْ يَزْدَادَ خَيْرًا وَإِمَّا مُسِيئًا فَلَعَلَّهُ أَنْ يَسْتَعْتِبَ (رواه البخاری ٥٦٧٣)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''تم میں سے کسی کو اس کا عمل ہرگز جنت میں داخل نہیں کرے گا۔ صحابہ نے عرض کیا: کیا آپ کو بھی نہیں؟ اے اللہ کے رسول؟ آپ نے فرمایا: مجھے بھی نہیں، سوائے اس کے کہ اللہ مجھے اپنے فضل و رحمت سے ڈھانپ لے۔ اس لیے سیدھے رہو اور حق پر ڈٹے رہو اور تم میں سے کوئی شخص موت کی تمنا نہ کرے اگر وہ نیک ہے تو شاید نیکی زیادہ کرے گا اور اگر بدکار ہے تو شاید وہ تائب ہو جائے گا۔''

شرح: ......تکلیف کے وقت جزع فزع کرنا اللہ تعالیٰ کی قضاء و رضا کے خلاف ہے، اس لیے منع کیا گیا ہے اور امید دلائی گئی ہے کہ شاید برا آدمی معافی مانگ لے یا اللہ کی رضا کا کام کرے، موت سے چونکہ ہر عمل ختم ہو جاتا ہے۔ انسان زندگی میں توبہ کر سکتا ہے، اس لیے معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنے کا حکم ہے کہ زندگی یا موت جسے بہتر جانتا ہے وہ مقدر میں کر دے۔ (مرعاۃ: ۲/ ۴۳۸)

(۲۳٦۳) بخاری: ٥٦٧١۔ مسلم: ۲٦۸۰۔ ترمذی: ۹۷۱۔ نسائی: ۱۸۲۲۔ ابوداؤد: ۳۱۰۸۔ ابن ماجہ: ٤۲٦٥۔ احمد: ۱۳٥۸۲۔
(۲۳٦٤) بخاری: ٥٦٧٣۔ مسلم: ۲۸۱٦۔ نسائی: ٤۰۳٤۔ ابن ماجہ: ٤۲۰۱۔ احمد: ۱۰٥٥٦۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

عِيَادَةُ الْمَرِيْضِ

مریض کی عیادت کا بیان

٢٣٦٥۔ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ مَا مِنْ رَجُلٍ يَعُوْدُ مَرِيْضاً مُمْسِيًا إِلاَّ خَرَجَ مَعَهُ سَبْعُوْنَ أَلْفَ مَلَكٍ يَسْتَغْفِرُوْنَ لَهُ حَتَّى يُصْبِحَ وَكَانَ لَهُ خَرِيْفٌ فِي الْجَنَّةِ وَمَنْ أَتَاهُ مُصْبِحاً خَرَجَ مَعَهُ سَبْعُوْنَ أَلْفَ مَلَكٍ يَسْتَغْفِرُوْنَ لَهُ حَتَّى يُمْسِيَ وَكَانَ لَهُ خَرِيْفٌ فِي الْجَنَّةِ (رواه أبو داود ٣٠٩٨)

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: جو شخص شام کے وقت مریض کی عیادت کرتا ہے اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے جاتے ہیں اور وہ اس کے لیے صبح طلوع ہونے تک استغفار کرتے ہیں اور اس کے لیے جنت میں ایک باغ دیا جاتا ہے اور جو شخص مریض کے پاس صبح کے وقت جاتا ہے تو اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے جاتے ہے اور اس کے لیے شام تک وہ استغفار کرتے ہیں اور اس کو جنت میں ایک باغ دیا جاتا ہے۔'' (ابوداؤد)

٢٣٦٦۔ وَلِلتِّرْمِذِيِّ نَحْوُهُ مَرْفُوْعًا .

اور ترمذی میں اس کی مثل مرفوع حدیث منقول ہے۔

٢٣٦٧۔ عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ قَالَ مَنْ عَادَ مَرِيْضًا لَمْ يَزَلْ فِيْ خُرْفَةِ الْجَنَّةِ قِيْلَ يَارَسُوْلَ اللهِ ﷺ وَمَا خُرْفَةُ الْجَنَّةِ قَالَ جَنَاهَا . (لمسلم ٢٥٦٨)

ثوبان رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''جو شخص بیمار کی عیادت کرتا ہے وہ دراصل جنت کے باغ میں' ہے۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! جنت کا خرفہ کیا چیز ہے؟ فرمایا خرفہ باغ ہے......

٢٣٦٨۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ وَعَادَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ مُحْتَسِباً بُوْعِدَ مِنْ جَهَنَّمَ مَسِيْرَةَ سَبْعِيْنَ خَرِيْفاً قُلْتُ يَا أَبَاحَمْزَةَ وَمَا الْخَرِيْفُ قَالَ الْعَامُ . (رواه أبو داود ٣٠٩٧)

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے مرفوع بیان کیا: ''جس نے اس اچھی طرح وضو کیا اور اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کی اور اس پر ثواب کی امید رکھی تو اس کو ساٹھ سال کی مسافت کے برابر آگ سے دور کیا جائے گا۔'' (ابوداؤد)

٢٣٦٩۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَنْ عَادَمَرِيْضًا أَوْزَارَأَخَالَهُ فِي

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''جس نے مریض کی عیادت کی یا اپنے مسلمان بھائی کی زیارت کی اللہ کی رضا کے

(٢٣٦٥) ابوداؤد: ٣٠٩٨۔ صحیح، موقوف، البانی: ٢٦٥٥۔ ترمذی: ٩٦٩۔ ابن ماجہ: ١٤٤٢۔ احمد: ٧٥٦.

(٢٣٦٦) ترمذی مرفوعا، صحیح، البانی: ٧٧٥۔

(٢٣٦٧) مسلم: ٢٥٦٨۔ ترمذی: ٩٦٧۔ احمد: ٢١٩٣٨.

(٢٣٦٨) ابوداؤد: ٣٠٩٧۔ ضعیف، البانی: ٦٨٢.

(٢٣٦٩) ترمذی: ٢٠٠٨۔ حسن، البانی: ١٦٣٣۔ ابن ماجہ: ١٤٤٣.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهِ نَادَاهُ مُنَادٍ أَنْ طِبْتَ وَطَابَ مَمْشَاكَ وَتَبَوَّأْتَ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْزِلاً. (للترمذی،۲۰۰۸)

لیے تو اس کو آواز دینے والا آواز دیتا ہے: تو بہت اچھا ہے، تیرا چلنا اچھا ہے اور تو نے جنت میں جگہ حاصل کی ہے۔'' (ترمذی)

شرح: ...۱۔ مریض کی تیمارداری کرنے والے کو جنت کے پھل چننے والے کے ساتھ مشابہت دی گئی ہے، یعنی اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کرنے والا، آتے جاتے اتنا ثواب حاصل کرتا ہے کہ اپنے دامن میں جنت کے پھل سمیٹتا جاتا ہے اور جنت میں جگہ اور جاگیر تیار کرتا جاتا ہے۔

۲۔ یہ اتنی اچھی عبادت ہے کہ ستر ہزار فرشتہ صبح شام دعا کرتا ہے اور وضو کی ترغیب دلائی گئی ہے کہ عبادت ایک عبادت ہے وضو کی ترغیب ہے تاکہ احسن انداز پر یہ عبادت ہو سکے۔ (مرعاۃ: ۲/ ۴۰۹)

۲۳۷۰۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَفَعَهُ: ثَلَاثٌ لَا يُعَادُ صَاحِبُهُنَّ: الرَّمْدُ وَصَاحِبُ الضِّرْسِ وَصَاحِبُ الدُّمَّلَةِ. (رواه الطبراني في الأوسط بضعف)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت منقول ہے: ''تین افراد کی عیادت نہیں کی جاتی: آنکھ کی بیماری والے' داڑھ کے درد والے اور پھوڑے والے کی۔'' (الاوسط بسند ضعیف)

۲۳۷۱۔ عَنْ زَيْدِبْنِ أَرْقَمَ قَالَ عَادَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ وَجَعٍ كَانَ بِعَيْنِي (رواه أبوداود ۳۱۰۲)

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے میری آنکھ میں درد ہونے کی وجہ سے میری عیادت کی ہے۔ (ابوداؤد)

شرح: ... صحیح بات یہی ہے کہ آنکھوں کی خرابی یا کسی بھی چھوٹی بڑی بیماری پر تیمارداری کرنا مسنون ہے۔

۲۳۷۲۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ عَادَ مَرِيْضًا لَمْ يَحْضُرْ أَجَلُهُ فَقَالَ عِنْدَهُ سَبْعَ مِرَارٍ أَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ أَنْ يَّشْفِيَكَ إِلَّا عَافَاهُ اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ الْمَرَضِ. (رواه أبوداود ۳۱۰۶)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''جس مریض کی موت کا وقت نہ آیا ہو اس کی عیادت کرنے والا اس کے پاس جا کر سات بار یہ دعا پڑھے تو اس کو اللہ تعالیٰ اس مرض سے صحت وعافیت دیدیتا ہے وہ یہ دعا ہے: میں اس اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں جو بڑے عرش کا رب ہے کہ وہ تجھے شفا دے۔'' (ابوداؤد اور ترمذی)

۲۳۷۳۔ عَنِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا جَاءَ الرَّجُلُ يَعُوْدُ مَرِيْضاً فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''جب ایک مرد بیمار کی عیادت کو جائے تو اس کو یہ کہنا چاہیے۔

(۲۳۷۰) طبرانی اوسط، وفیه مسلمة بن علی الخشنی وهو ضعیف، هیثمی: ۳۷۸۶.
(۲۳۷۱) ابوداؤد: ۳۱۰۲۔ حسن، البانی: ۲۶۵۹.
(۲۳۷۲) ابوداؤد: ۳۱۰۶۔ صحیح، البانی: ۲۶۶۳۔ ترمذی: ۲۰۸۳۔ احمد: ۳۲۸۸.
(۲۳۷۳) ابوداؤد: ۳۱۰۷۔ صحیح، البانی: ۲۶۶۴۔ احمد: ۶۵۶۴.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اشْفِ عَبْدَكَ يَنْكَأُ لَكَ عَدُوًّا أَوْ يَمْشِي لَكَ إِلَى جَنَازَةٍ (رواه أبوداود ۳۱۰۷)

اے اللہ! اپنے بندے کو شفا عطا کر، تیرے دشمن کا مقابلہ کرے گا یا تیری رضا کے لیے جنازہ پڑھنے جائے گا۔" (ابوداؤد)

شرح: ......۱۔ مریض پر یہ دعائیں پڑھ کر دم کیا جائے۔ جو یہ کہا گیا ہے کہ دشمن کو زخمی کرے اور نماز یا جنازہ پڑھے یعنی دشمن اسلام کے لیے عقاب الٰہی بن جائے اور اللہ کے دوستوں کے لیے ثواب الٰہی بن جائے۔

۲۔ ایک دعا میں اللہ کی ذات و صفات کے واسطہ سے دعا کی گئی ہے اس لیے اس کی شفاء یقینی ہے اور موت ہو تو برکت ہو جائے، اس کی سختیاں آسان ہو سکتی ہیں۔ (مرعاۃ: ۲/ ۴۲۲)

۲۳۷۴۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ تَمَامُ عِيَادَةِ الْمَرِيْضِ أَنْ يَضَعَ أَحَدُكُمْ يَدَهُ عَلَى جَبْهَتِهِ أَوْ قَالَ عَلَى يَدِهِ فَيَسْأَلُهُ كَيْفَ هُوَ وَتَمَامُ تَحِيَّاتِكُمْ بَيْنَكُمُ الْمُصَافَحَةُ . (رواه الترمذي، ۲۷۳۱)

سیّدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: "مریض کی پوری عیادت یہ ہے کہ تم میں سے کوئی شخص اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھے یا فرمایا اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھے اور اس سے پوچھے کہ تیرا کیا حال ہے؟ اور تمہارا آپس میں مکمل سلام کرنا مصافحہ کرنا اور ہاتھ ملانا ہے۔"

۲۳۷۵۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِذَا دَخَلْتُمْ عَلَى الْمَرِيْضِ فَنَفِّسُوْا لَهُ فِي أَجَلِهِ فَإِنَّ ذٰلِكَ لَا يَرُدُّ شَيْئًا وَيُطَيِّبُ نَفْسَهُ . (رواه الترمذى ۲۰۸۷)

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: "جب تم بیمار کے پاس جاؤ تو اس کے زندہ رہنے کی تمنا کرو اس سے اس کا دل خوش ہوتا ہے۔"

۲۳۷۶۔ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ غُلَامٌ يَهُوْدِيٌّ يَخْدُمُ النَّبِيَّ ﷺ فَمَرِضَ فَأَتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ يَعُوْدُهُ فَقَعَدَ عِنْدَ رَأْسِهِ فَقَالَ لَهُ أَسْلِمْ فَنَظَرَ إِلَى أَبِيْهِ وَهُوَ عِنْدَهُ فَقَالَ لَهُ أَطِعْ أَبَا الْقَاسِمِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ يَقُوْلُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَنْقَذَهُ مِنَ النَّارِ (رواه البخارى ۱۳۵۶)

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودی لڑکا تھا جو رسول اللہ ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا، وہ بیمار پڑ گیا تو آپ ﷺ اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے اور اس کے سر کے پاس بیٹھے اور فرمایا: اسلام قبول کر۔ لڑکے نے اپنے باپ کی طرف دیکھا، وہ اس کے قریب تھا۔ اس کے باپ نے کہا ابوالقاسم ﷺ کی بات قبول کر، چنانچہ اس نے اسلام قبول کیا...... نبی ﷺ اس کے پاس سے نکلے اور آپ ﷺ فرما

(۲۳۷۴) ترمذی: ۲۷۳۱۔ ضعیف، البانی: ۵۱۵۔ احمد: ۲۱۷۳۳.

(۲۳۷۵) ترمذی: ۲۰۸۷۔ ضعیف، البانی: ۳۶۷۔ ابن ماجہ: ۱۴۳۸.

(۲۳۷۶) بخاری: ۱۳۵۶۔ ابوداؤد: ۳۰۹۵۔ احمد: ۱۳۵۶۵.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رہے تھے: ''اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے اس کو آگ سے نکال دیا۔'' (بخاری و ابوداؤد)

شرح:......۱۔ اس سے ثابت ہوا کہ مشرک کی عیادت کرنا اور اس سے خدمت لینا جائز ہے۔

۲۔ چھوٹے بچے سے خدمت لینا اور اس سے حسن سلوک کرنا اور اس پر اسلام پیش کرنا سب صحیح ہے۔ (فتح الباری)

٢٣٧٧۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَى أَعْرَابِيٍّ يَعُوْدُهُ قَالَ وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا دَخَلَ عَلَى مَرِيْضٍ يَعُوْدُهُ قَالَ لَا بَأْسَ طَهُوْرٌ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ فَقَالَ لَهُ لَا بَأْسَ طَهُوْرٌ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ قَالَ قُلْتُ طَهُوْرٌ كَلَّا بَلْ هِيَ حُمَّى تَفُوْرُ أَوْ تَثُوْرُ عَلَى شَيْخٍ كَبِيْرٍ تُزِيْرُهُ الْقُبُوْرَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ فَنَعَمْ إِذاً (رواه البخاري ٣٦١٦)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک اعرابی کی عیادت کے لیے اس کے پاس گئے، وہ بیمار تھا۔ آپ ﷺ اگر بیمار کے پاس عیادت کے لیے جاتے تو اس کو فرمایا کرتے تھے: کوئی خطرہ نہیں گنا ہوں سے طہارت ہوگی جب اس مریض کو آپ ﷺ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں طہارت کا باعث ہے تو اس نے کہا آپ کہتے ہیں طہارت ہے، ہرگز نہیں بلکہ یہ بخار کھول رہا ہے۔ بوڑھے پر حاوی ہو چکا ہے اور اس کو قبروں کی ملاقات کرائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں پھر ایسا ہی ہوگا۔'' (البخاری)

شرح:...... بیمار کی تیمارداری کے وقت یہ جملہ کہا جائے: لا باس طهور ان شاء الله . اگر عافیت حاصل ہو جائے تو دو فائدے ہوئے ایک گناہ مٹے، دوسرا عافیت و صحت مل گئی۔

۲۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ امام وقت اگر رعیت میں سے کسی عام آدمی کی تیمارداری کرے حتیٰ کہ کسی دیہاتی کی بھی تیمار داری ہو اور کوئی عالم کسی جاہل کی تعلیم کے لیے اور اسے تقدیر الٰہی پر راضی رہنے کی ترغیب دلانے کے لیے تیمارداری کرتا ہے تو اس سے اس کی شان میں کسر نہیں آتی بلکہ اس سے مریض کی دلجوئی ہوتی ہے۔

۳۔ مریض تیمارداری کرنے والے کی نصیحت کو قبول کرے اور اچھا جواب دے، غلط جواب سے نقصان اٹھا سکتا ہے۔ (مرعاة: ۲/۴۱۰)

٢٣٧٨۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: قَالَ مِنَ السُّنَّةِ تَخْفِيْفُ الْجُلُوْسِ وَقِلَّةُ الصَّخَبِ فِي الْعِيَادَةِ عِنْدَ الْمَرِيْضِ ، قَالَ: وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَمَّا كَثُرَ لَغَطُهُمْ وَاخْتِلَافُهُمْ قُوْمُوْا عَنِّي .

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا: عیادت کرنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ مریض کے پاس تھوڑا وقت بیٹھا جائے اور اس کے پاس شور شغب نہ کیا جائے...... اور انہوں نے کہا: جب نبی علیہ السلام کے پاس لوگوں نے شور مچایا اور

(٢٣٧٧) بخاري: ٣٦١٦۔ (٢٣٧٨) رزين۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(رواه رزين)

اختلاف کرنا شروع کر دیا تو آپ نے فرمایا: ''میرے پاس سے اٹھ جاؤ۔'' (رزین)

۲۳۷۹ــ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَعُوْدُ مَرِيْضًا إِلَّا بَعْدَ ثَلَاثٍ (رواه إبن ماجة ١٤٣٧ . بعضف)

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ بیمار کی عیادت تین دن کے بعد ہی کرتے تھے۔ (ابن ماجہ بسند ضعیف)

۲۳۸۰ــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، رَفَعَهُ: لَا يَعُوْدُ الْمَرِيْضَ إِلَّا بَعْدَ ثَلَاثٍ . للأوسط (بضعف)

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''بیمار کی عیادت نہ کی جائے مگر تین دن کے بعد۔'' (الاوسط بسند ضعیف)

۲۳۸۱ــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: عِيَادَةُ الْمَرِيْضِ أَوَّلُ يَوْمٍ سُنَّةٌ وَبَعْدَ ذٰلِكَ تَطَوُّعٌ . (رواه الطبراني في الكبير والأوسط، والبزار)

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بیمار کی عیادت پہلے دن سنت ہے اور اس کے بعد نفل ہے۔'' (الکبیر، الاوسط، البزار)

۲۳۸۲ــ عَنْ عَمْرِوبْنِ حَزْمٍ، رَفَعَهُ: مَنْ عَادَ مَرِيْضًا فَلَا يَزَالُ فِي الرَّحْمَةِ حَتَّى إِذَا قَعَدَ عِنْدَهُ إِسْتَنْقَعَ فِيْهَا، وَإِذَا قَامَ مِنْ عِنْدِهِ فَلَا يَزَالُ يَخُوْضُ فِيْهَا حَتَّى يَرْجِعَ مِنْ حَيْثُ خَرَجَ . (رواه الطبراني في الكبير ولأوسط)

عمرو بن حزم نے کہا: جس نے بیمار کی عیادت کی تو وہ رحمت میں رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے پاس بیٹھا جائے تو وہ رحمت میں ڈوب جاتا ہے اور جب اٹھ کر لوٹ آتا ہے تو اسی طرح رحمت میں چلتا ہے یہاں تک کہ وہاں واپس آجائے جہاں سے گیا تھا۔'' (الکبیر۔الاوسط)

۲۳۸۳ــ عَنْ مُعَاذِبْنِ جَبَلٍ ، رَفَعَهُ: خَمْسٌ مَنْ فَعَلَ وَاحِدَةً مِنْهُنَّ كَانَ ضَامِنًا عَلَى اللّٰهِ، مَنْ عَادَمَرِيْضًا ، أَوْ خَرَجَ مَعَ جَنَازَةٍ ، أَوْ خَرَجَ غَازِيًا ، أَوْ دَخَلَ عَلَى إِمَامٍ يُرِيْدُ تَعْزِيْرَهُ وَتَوْقِيْرَهُ ، أَوْ قَعَدَ فِي بَيْتِهِ فَسَلَّمَ

سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''پانچ امور ہیں جس نے ان میں سے ایک کام کیا وہ اللہ تعالیٰ کی امان میں ہے۔ وہ جس نے بیمار کی عیادت کی، وہ نماز جنازہ کر طرف گیا، جو جہاد کے لیے گیا، جو حاکم عادل کے پاس اس کی عزت وتوقیر اور تائید کے لیے حاضر ہوا، جو اپنے گھر میں بیٹھ رہا تا کہ لوگ اس

(۲۳۷۹) ابن ماجه: ۱٤۳۷۔ موضوع، البانی: ۳۰۲.

(۲۳۸۰) طبرانی اوسط، وفيه نصر بن حماد وهو متروك، وضعفه جماعة وقال ابن عدی وهو مع ضعفه يكتب حديثه، هيثمی: ۳۷٦۰.

(۲۳۸۱) طبرانی کبیر، طبرانی اوسط، بزار، وفی احد اسانیدہ علی بن عروة وهو ضعيف متروك وفی الاخر النضر ابو عمر وحديثه حسن، هيثمی: ۳٦٦۳.

(۲۳۸۲) طبرانی کبیر، طبرانی اوسط، ورجاله موثقون، هيثمی: ۳۷۷۰.

(۲۳۸۳) طبرانی کبیر: ۲۰/۳۷ وفيه ابن لهيعة وفيه كلام، وبقية رجاله ثقات، قلت وله طريق فی فضل الجهاد، هيثمی: ۳۷۸٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

النَّـاسُ مِـنْـهُ وَسَلَّمَ مِنَ النَّاسِ. (رواه الطبراني في الكبير (۲۰/ ۳۷)

کے شر سے محفوظ رہیں اور وہ لوگوں کے شر سے محفوظ رہے۔"

۲۳۸٤ــ عَـنْ أَبِـي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ اللّٰهَ عَـزَّ وَجَلَّ يَقُوْلُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَـا ابْـنَ آدَمَ مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِي قَالَ يَارَبِّ كَيْفَ أَعُـوْدُكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ قَالَ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ عَبْدِيْ فُلَانًا مَرِضَ فَلَمْ تَعُدْهُ أَمَا عَـلِـمْـتَ أَنَّكَ لَوْ عُدْتَّهُ لَوَ جَدْتَّنِي عِنْدَهُ يَا ابْـنَ آدَمَ اسْـتَـطْـعَـمْتُكَ فَـلَمْ تُطْعِمْنِيْ قَالَ يَارَبِّ وَكَيْفَ أُطْعِمُكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ قَالَ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّهُ اِسْتَطْعَمَكَ عَبْدِيْ فُلَانٌ فَـلَـمْ تُـطْـعِـمْهُ أَمَّا عَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْ أَطْعَمْتَهُ لَـوَجَـدْتَّ ذٰلِكَ عِـنْـدِيْ يَـا ابْـنَ آدَمَ اسْتَسْـقَيْتُكَ فَـلَـمْ تَسْقِنِي قَالَ يَارَبِّ كَيْفَ اَسْقِيْكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ قَالَ اِسْتَسْقَاكَ عَبْدِيْ فُلَانٌ فَـلَـمْ تَسْقِهِ أَمَا إِنَّكَ لَوْ سَقَيْتَهُ وَجَدْتَّ ذٰلِكَ عِنْدِيْ (رواه مسلم ۲۰٦۹)

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: "اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا: اے ابن آدم! میں بیمار تھا تو نے میری عیادت نہیں کی؟ بندہ کہے گا: اے رب! میں تیری عیادت کیسے کرتا تو تو سب جہانوں کا رب ہے؟ اللہ فرمائے گا: کیا تجھے معلوم نہیں تھا کہ فلاں میرا بندہ بیمار پڑا ہے، تو نے اس کی عیادت نہ کی۔ کیا تو نہیں جانتا تھا کہ اگر تو اس کی عیادت کرتا تو مجھے اس کے پاس پاتا۔ اے ابن آدم! میں نے تجھ سے کھانا طلب کیا تھا اور تو نے مجھے کھانا نہیں کھلایا۔ بندہ کہے گا: اے رب! میں تجھے کس طرح کھانا دیتا تو سب جہانوں کو پالنے والا ہے۔ اللہ فرمائے گا: کیا تجھے علم نہیں ہے کہ میرے ایک بندے نے تجھ سے کھانا طلب کیا تھا اور تو نے اس کو نہیں دیا تھا۔ کیا تجھے علم نہیں تھا کہ اگر تو اس کو کھانا کھلاتا تو اس کو میرے پاس موجود پاتا۔ اے ابن آدم! میں نے تجھ سے پانی طلب کیا تھا اور تو نے مجھے پانی نہیں پلایا بندہ کہے گا: اے میرے رب! میں کیسے تجھے پانی پلاتا تو سب جہانوں کا رب ہے؟ اللہ فرمائے گا: تجھے علم نہیں ہے کہ فلاں میرے بندے نے تجھ سے پانی طلب کیا تھا اور تو نے اس کو پانی نہیں دیا تھا۔ اگر تو اس کو پانی پلاتا تو اس کو تو میرے پاس موجود پاتا۔" (مسلم)

شرح: ...... بندے کے بیمار ہونے، پیاسا ہونے اور بھوکا ہونے کی نسبت اللہ تعالیٰ اپنی طرف کر رہے ہیں، یہ بندے کے لیے بہت بڑا اعزاز ہے۔

۲۔ اس سے ثابت ہوا کہ مریض کی عیادت کرنے والا گویا اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرتا ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کائنات کا کلی اور جزئی تمام علم رکھتا ہے اور وہ اپنے بندوں کے گناہوں کا کفارہ بنانے کے لیے اور ان

(۲۳۸٤) مسلم: ۲۰٦۹۔ احمد: ۸۹۸۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے درجات بلند کرنے کے لیے انواع واقسام کی ریاضتیں اور آزمائشیں لاتا رہتا ہے۔(مرعاۃ:۲/۴۰۹)

۲۳۸۵۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ عَادَ رَجُلاً فَقَالَ مَا تَشْتَهِي قَالَ أَشْتَهِي خُبْزَ بُرٍّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ مَنْ كَانَ عِنْدَهُ خُبْزُ بُرٍّ فَلْيَبْعَثْ إِلَى أَخِيهِ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا اشْتَهَى مَرِيضُ أَحَدِكُمْ شَيْئاً فَلْيُطْعِمْهُ.

(رواه إبن ماجة ۱۴۳۹ بلين)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی کریم ﷺ نے ایک بیمار کی عیادت کی اور فرمایا: تجھے کس چیز کی چاہت ہے؟ اس نے کہا: گندم کی روٹی کی خواہش ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا جس کے پاس گندم کی روٹی ہو وہ اپنے بھائی کے پاس بھیج دے۔ پھر آپ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کا بیمار کسی چیز کی خواہش ظاہر کرے تو اس کو وہ کھلائے۔" (ابن ماجہ سند کمزور ہے)

۲۳۸۶۔عَنْ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ إِذَا دَخَلْتَ عَلَى مَرِيضٍ فَمُرْهُ أَنْ يَدْعُوَلَكَ فَإِنَّ دُعَاءَهُ كَدُعَاءِ الْمَلَائِكَةِ.

(رواه إبن ماجة ۱۴۴۱)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب بیمار کے پاس جاؤ تو اس کو فرمائش کرو کہ وہ تمہارے لیے دعا کرے اس لیے کہ اس کی دعا فرشتوں کی دعا کے مانند ہے۔" (ابن ماجہ)

نُزُوْلُ الْمَوْتِ وَأَحْوَالُهُ

موت اور اس کے حالات کا بیان

۲۳۸۷۔عَنْ يَحْيَى بْنِ عَمَارَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَاسَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَقِّنُوْا مَوْتَاكُمْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ. (رواه مسلم ۹۱۶)

سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے مرنے والوں کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کیا کرو۔" (مسلم)

۲۳۸۸۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَفَعَهُ: وَقُوْلُوْا الثَّبَاتُ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ. (رواه الطبراني في الصغير ۱۱۱۹)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: "ثابت قدم رہو، ثابت قدم رہو، بدی سے بچنا اور نیکی حاصل کرنا اللہ تعالیٰ کی توفیق کے بغیر نہیں ہے۔"

۲۳۸۹۔عَنِ ابْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَقِّنُوْا مَوْتَاكُمْ لَا

سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: "اپنے مرنے والوں کو یہ کلمات تلقین کیا کرو: نہیں کوئی معبود مگر اللہ،

(۲۳۸۵) ابن ماجہ: ۱۴۳۹۔ ضعیف، البانی: ۳۰۴.

(۲۳۸۶) ابن ماجہ: ۱۴۴۱۔ ضعیف جداً، البانی: ۳۰۶.

(۲۳۸۷) مسلم: ۹۱۶۔ ترمذی: ۹۷۶۔ نسائی: ۱۸۲۶۔ ابوداؤد: ۳۱۱۷۔ ابن ماجہ: ۱۴۴۵۔ احمد: ۱۰۶۱۰.

(۲۳۸۸) طبرانی صغیر: ۱۱۱۹۔ وفیہ عمر بن صهبان وهو ضعیف، هیثمی: ۳۹۱۳.

(۲۳۸۹) ابن ماجہ: ۱۴۴۶۔ ضعیف البانی: ۳۰۷.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَيْفَ لِلْأَحْيَاءِ قَالَ أَجْوَدُ وَأَجْوَدُ. (رواه إبن ماجة ١٤٤٦. بضعف)

بردبار، کرم کرنے والا، پاک ہے اللہ بڑے رب کا عرش رب، تمام تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جو سب جہانوں کو پالنے والا ہے۔ عرض کیا گیا: یارسول اللہ! یہ کلمات زندوں کے لیے کیسے ہیں؟ فرمایا: بہت عمدہ اور بہت بہتر ہے۔" (ابن ماجہ بسند ضعیف)

شـــرح: یعنی جس شخص پر علامات موت نمایاں ہوں اور موت کی طرف چل چلاؤ ہو تو اسے لا الٰہ الا اللہ کی تلقین کی جائے۔ تلقین یہ ہے کہ اس کے پاس یہ کلمہ پڑھا جائے تاکہ وہ سنے اور زبان پر جاری کرے، اسے پڑھنے پر مجبور نہ کیا جائے اور بار بار اسے پڑھنے کا حکم نہ دیا جائے کہیں انکار کر دے۔ بس اس کے پاس پڑھا جائے، اور اگر اس کے حواس قائم ہوں تو اسے پڑھنے کا کہا بھی جائے۔ ہاں اگر کافر ہو تو اسے بھی کہا جا سکتا ہے، جیسا کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنے چچا سے کہا تھا، لا الٰہ الا اللہ کہو اور ایک یہودی لڑکے سے بھی کہا تھا، کیونکہ جس کا آخری کلمہ لا الٰہ الا اللہ ہوگا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (تلخیص الحبیر حافظ ابن حجر) بعض لوگ وفات کے بعد میت پر ایک تیار کردہ تلقین پڑھتے ہیں یہ بدعت ہے، لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ مکمل پڑھا جا سکتا ہے، تاکہ مکمل گواہی ہو جائے اور ان احادیث میں مذکور اذکار میں سے صحیح ترین یہ کلمہ ہی ہے۔ دوسرے اذکار والی روایات درست نہیں، جیسا کہ تخریج سے پتہ چل چکا ہے۔

٢٣٩٠۔ عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ اِقْرَؤُا يٰسٓ عَلَى مَوْتَاكُمْ (رواه أبو داود ٣١٢١)

سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: "مرنے والوں کے پاس سورۂ یٰسین پڑھو۔" (ابوداؤد)

٢٣٩١۔ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ يَعْقُوبَ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَلَمْ تَرَوُا الْإِنْسَانَ إِذَا مَاتَ شَخَصَ بَصَرُهُ قَالُوا بَلٰى قَالَ فَذٰلِكَ حِينَ يَتْبَعُ بَصَرُهُ نَفْسَهُ. (رواه مسلم ٩٢١)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: "کیا تم نے نہیں دیکھا جب انسان مرتا ہے تو اس کی آنکھیں کھلی رہ جاتی ہیں۔ سب نے کہا: ہاں۔ فرمایا: "یہ اس روح کے پیچھے لگ جاتی ہیں۔" (مسلم)

٢٣٠٢۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى أَبِي سَلَمَةَ وَقَدْ شَقَّ بَصَرُهُ فَأَغْمَضَهُ ثُمَّ قَالَ إِنَّ الرُّوحَ إِذَا قُبِضَ تَبِعَهُ

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو اس کی آنکھیں کھلی تھیں۔ پس آپ نے بند کر دیں اور فرمایا: جب روح قبض کی

(٢٣٩٠) ابوداؤد: ٣١٢١۔ ضعیف، البانی: ٦٨٣۔ ابن ماجہ: ١٤٤٨۔ احمد: ١٩٨٠٣۔
(٢٣٩١) مسلم: ٩٢١۔
(٢٣٩٢) مسلم: ٩٢٠۔ ابوداؤد: ٣١١٨۔ ابن ماجہ: ١٤٥٤۔ احمد: ٢٦٠٠٣۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْبَصَرُ فَضَجَّ نَاسٌ مِنْ أَهْلِهِ فَقَالَ لَا تَدْعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ إِلَّا بِخَيْرٍ فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ يُؤَمِّنُوْنَ عَلَى مَا تَقُوْلُوْنَ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِأَبِي سَلَمَةَ وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ فِي الْمَهْدِيِّيْنَ وَاخْلُفْهُ فِي عَقِبِهِ فِي الْغَابِرِيْنَ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهُ يَارَبَّ الْعَالَمِيْنَ وَافْسَحْ لَهُ فِي قَبْرِهِ وَنَوِّرْ لَهُ فِيْهِ. (رواه مسلم ، ۹۲۰)

جاتی ہے تو آنکھیں اس کے پیچھے چلی جاتی ہیں۔تو ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے گھر کے لوگ چیخ اٹھے۔آپ نے فرمایا: اپنی جان پر کوئی بددعا نہ کرو مگر بھلائی کی دعا کرو تم جو دعا مانگتے ہو اس پر فرشتے آمین کہتے ہیں۔ پھر فرمایا: اے اللہ! ابوسلمہ کو بخش دے، ہدایت یافتہ لوگوں میں اس کا درجہ بلند کر اور اس کے بقیہ لوگوں میں اس کا خلیفہ بنا اور ہمیں اور اس کو بخش دے، اے جہانوں کو پالنے والے۔اس کی قبر کو فراخ کر اور اس کے لیے اس میں روشنی کر دے۔'' (مسلم واصحاب سنن)

شرح: ......جس کی موت کا وقت حاضر ہوتا ہے اس کی روح پرواز کرنے کے بعد اس کی آنکھوں کو بند کرنے کا حکم ہے تاکہ صورت حال اچھی رہے کھلی آنکھیں اچھی نہیں لگتیں۔

جب جان کنی ہوتی ہے تو نظر روح کے پیچھے لگ جاتی ہے، اب اسے کھلا رکھنے کا فائدہ نہیں کیونکہ روح تو جا چکی ہے لہٰذا انہیں بند کر دیا جائے۔

۲۔ مرنے والے کی وفات کے بعد میت اور اس کے اہل خانہ اور اس کی نسل کے لیے دنیا و آخرت کی بھلائی کی دعا کی جائے۔

۳۔ میت قبر میں آرام پاتی ہے اگر نیک ہو اور عذاب پاتی ہے جب نیک نہ ہو۔ (مرعاۃ: ۲/ ۴۴۹)

۲۳۹۳۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ إِذَا حُضِرَ الْمُؤْمِنُ أَتَتْهُ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ بِحَرِيْرَةٍ بَيْضَاءَ يَقُوْلُوْنَ أُخْرُجِي رَاضِيَةً مَرْضِيًّا عَنْكِ إِلَى رَوْحِ اللهِ وَرَيْحَانٍ وَرَبٍّ غَيْرِ غَضْبَانَ فَتَخْرُجُ كَأَطْيَبِ رِيْحِ الْمِسْكِ حَتَّى أَنَّهُ لَيُنَاوِلُهُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا يَأْتُوْنَ بِهِ بَابَ السَّمَاءِ فَيَقُوْلُوْنَ مَا أَطْيَبَ هَذِهِ الرِّيْحَ الَّتِي جَاءَتْكُمْ مِنَ الْأَرْضِ فَيَأْتُوْنَ بِهِ أَرْوَاحَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَلَهُمْ أَشَدُّ فَرَحًا بِهِ مِنْ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب مومن کے مرنے کا وقت آجائے تو اس کے پاس رحمت کے فرشتے آتے ہیں اور کہتے ہیں: خوشی خوشی نکل چل اللہ کی نعمت و رزق کی طرف اور اللہ کی طرف، اللہ تعالیٰ ناراض نہیں ہے۔تو وہ نہایت عمدہ خوشبو کی مانند مہکتا نکلتا ہے اور اس کو ان میں سے بعض ایک دوسرے سے اپنے ہاتھ میں لیتے ہیں اور اس کو لے کر آسمان کے دروازوں پر جاتے ہیں۔تو فرشتے پوچھتے ہیں: یہ عمدہ خوشبو ہے جو زمین کی طرف سے آرہی ہے؟ پھر اہل ایمان کے ارواح آجاتے ہیں اور وہ بہت خوش ہوتے

(۲۳۹۳) نسائی: ۱۸۳۳۔ صحیح النسائی: ۱۷۲۹۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

أَحَدُكُمْ بِغَائِبِهِ يَقْدَمُ عَلَيْهِ فَيَسْأَلُوْنَهُ مَاذَا فَعَلَ فُلَانٌ مَا ذَا فَعَلَ فُلَانٌ فَيَقُوْلُوْنَ دَعُوْهُ فَإِنَّهُ كَانَ فِي غَمِّ الدُّنْيَا فَإِذَا قَالَ أَمَا أَتَاكُمْ قَالُوْا ذَهَبَ بِهِ إِلَى أُمِّهِ الْهَاوِيَةِ وَإِنَّ الْكَافِرَ إِذَا أُحْتُضِرَ أَتَتْهُ مَلَائِكَةُ الْعَذَابِ بِمَسْحٍ فَيَقُوْلُوْنَ أُخْرُجِي سَاخِطَةً مَسْخُوْطًا عَلَيْكِ إِلَى عَذَابِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ فَتَخْرُجُ كَأَنْتَنِ رِيْحِ جِيْفَةٍ حَيْثُ يَأْتُوْنَ بِهِ بَابَ الْأَرْضِ فَيَقُوْلُوْنَ مَاأَنْتَنَ هَذِهِ الرِّيْحِ حَتَّى يَأْتُوْنَ بِهِ أَرْوَاحَ الْكُفَّارِ . (رواه النسائی ١٨٣٣)

ہیں جیسے تم میں سے کوئی اپنے غائب کے واپس آنے پر تم خوش ہوتا ہے۔ جب یہ ان کے پاس پہنچتا ہے تو پوچھتے ہیں: فلاں کا کیا حال ہے، فلاں کیا کرتا ہے؟ اور پھر وہ کہتے ہیں: اس کو چھوڑو دو وہ دنیا کے غم میں ہے۔ مرنے والے کہتے ہیں: وہ فلاں تو فوت ہو چکا ہے، کیا وہ تمہارے پاس نہیں آیا؟ تو وہ کہتے ہیں: اس کے اصل مقام حاویہ کی طرف اس کو لے جایا گیا ہے۔ کافر پر موت کا وقت آتا ہے تو اس کے پاس عذاب کے فرشتے پہنچ جاتے ہیں اور وہ ٹاٹ جیسا کمبل لاتے ہیں ...اور کہتے ہیں: نکل جا غصے کے ساتھ تیرے اوپر غضب ہے، چل عذاب الٰہی کی طرف۔ ...نہایت گندی مردار چیز کی بدبو کی مثل روح نکلتی ہے یہاں تک کہ اس کو زمین کے دروازوں کے پاس لے جاتے ہیں فرشتے کہتے ہیں: یہ بدبو کتنی بدترین بدبو ہے؟ پھر اس کو کفار کے ارواح کے پاس لے جاتے ہیں۔" (نسائی)

٢٣٩٤ــ وَزَادَ الْكَبِيْرُ عَنِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ: إِنَّ الْمُؤْمِنَ يُؤْمَرُ بِقَبْرِهِ فَيُوَسَّعُ سَبْعِيْنَ طُوْلًا وَسَبْعِيْنَ عَرْضًا وَيُفْرَشُ وَيُطَيَّبُ وَيُنَوَّرُ وَفِيْهِ بَابٌ إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِنَّ الْكَافِرَ يُضَيَّقُ قَبْرُهُ وَيُمْلَأُ حَيَّاتٌ كَأَعْنَاقِ الْبُخْتِ، وَتُرْسَلُ عَلَيْهِ مَلَائِكَةٌ صُمٌّ عُمْيٌ مَعَهُمْ فَطَاطِيْسُ مِنْ حَدِيْدٍ لَا يَبْصُرُوْنَهُ فَيَرْحَمُوْنَهُ وَلَا يَسْمَعُوْنَ فَيَرْحَمُوْنَهُ وَفِيْهِ بَابٌ إِلَى النَّارِ إِذَا نَظَرَ مِنْهُ مَقْعَدُهُ سَأَلَ اللهُ أَنْ يُدِيْمَ ذٰلِكَ عَلَيْهِ فَلَا يَصِلُ إِلَى مَاوَرَآءَهُ.

الکبیر نے بروایت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ یہ زیادہ بیان کیا ہے: مومن کی قبر کو حکم دیا جاتا ہے اور وہ ستر (ہاتھ) طول میں اور ستر (ہاتھ) عرض میں وسیع ہو جاتی ہے اور اس میں فرش بچھایا جاتا ہے خوشبو چھڑکی جاتی ہے روشنی کی جاتی ہے اور اس میں جنت کی طرف دروازہ کھولا جاتا ہے۔ اور کافر کی قبر تنگ کی جاتی ہے، اس میں سانپ بھر دیے جاتے ہیں جن کی گردنیں بختی اونٹوں کی مانند ہیں۔ اور بہرے اندھے فرشتے مقرر کیے جاتے ہیں، ان کے پاس لوہے کے سلاخ ہوتے ہیں وہ نہ تو دیکھتے ہیں کہ انہیں رحم آئے اور نہ وہ سنتے ہیں کہ ان کو ترس آئے اور اس کی قبر میں دوزخ کی طرف دروازہ ہوتا ہے اور جب وہ اس میں دیکھتا ہے تو کہتا ہے: یارب! اس قبر ہی میں

(٢٣٩٤) طبرانی کبیر، ورجالہ ثقات، ہیثمی: ٣٩٣٢

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رکھ، اس کے آگے کسی جگہ نہ لے جا۔

۲۳۹۵۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ الْمُؤْمِنُ يَمُوْتُ بِعَرَقِ الْجَبِيْنِ (رواه الترمذی ۹۸۲)

سیّدنا بریدہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''مومن پیشانی پر پسینہ آنے کے ساتھ فوت ہوتا ہے۔'' (ترمذی ونسائی)

شرح:......عرق اس پانی کو کہتے ہیں جو محنت مشقت یا گرمی وحرارت کی وجہ سے جسم سے خارج ہوتا ہے۔
دوسرا قول یہ ہے کہ یہ وہ پانی ہے جو مومن کے گناہوں کی تطہیر کے لیے موت کے وقت اس کی پیشانی پر رونما ہوتا ہے۔
تیسرا قول یہ ہے کہ طلب حلال، صوم وصلاۃ کی ادائیگی، احکام شرعیہ پر محافظت کے سلسلہ میں جو محنت ومشقت اور کدو کاوش کرنی پڑتی ہے تا آنکہ موت واقع ہو جاتی ہے، اسے پسینے سے تعبیر کیا گیا ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۱/ ۵۷۹)

۲۳۹۶۔ عَنْ عُبَيْدِبْنِ خَالِدِالسُّلَمِيِّ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَرَّةً عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ قَالَ مَرَّةً عَنْ عُبَيْدٍ قَالَ مَوْتُ الْفُجَاَءَةِ أَخْذَةُ أَسِفٍ لِلْكَافِرِ وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِيْنَ. (رواه أبوداود ۳۱۱۰)

سیّدنا عبید بن خالد السلمی رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''اچانک موت آنا ایک گرفت ہے جو کافر کے لیے افسوس اور مومنین کے لیے رحمت ہے۔

۲۳۹۷۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِوبْنِ الْعَاصِي أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اسْتَعَاذَ مِنْ سَبْعِ مَوْتَاتٍ مَوْتُ الْفُجَاَءَةِ وَمِنْ لَدْغِ الْحَيَّةِ وَمِنَ السَّبُعِ وَمِنَ الْحَرَقِ وَمِنَ الْغَرَقِ وَمِنْ أَنْ يَخِرَّ عَلَى شَيْءٍ أَوْ يَخِرَّ عَلَيْهِ شَيْءٌ وَمِنَ الْقَتْلِ عِنْدَ فِرَارِ الزَّحْفِ. (رواه أحمد ٦٥٥٨. والبزار والكبير ولأوسط)

سیّدنا عبداللہ ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے سات قسم کی موت سے پناہ طلب کی ہے، اچانک موت آنے، سانپ کاٹنے سے موت آنے، درندہ کے کاٹنے سے موت آنے، پانی میں غرق ہونے کی موت، آگ جلنے کی موت سے اور کسی چیز پر گرنے کی موت سے اور یا کسی چیز کے مرنے والے پر گرنے کی موت سے...... اور میدان جنگ سے فرار ہوتے قتل ہونے سے۔'' (احمد، بزار، کبیر، اوسط)

شرح: ......مؤمن تو ہمہ وقت اللہ کے در پر جھکا رہتا ہے اس کی اچانک موت سے بہت ساری آزمائشوں سے اسے نجات مل جاتی ہے، ایمان کی وجہ سے مغفرت ہو جاتی ہے۔ اور جو برا ہو یا کافر ہو تو اس کے لیے یہ موت غضب الٰہی

(۲۳۹۵) ترمذی: ۹۸۲۔ صحیح، البانی: ۷۸٤۔ نسائی: ۱۸۲۸۔ ابن ماجه: ۱٤٥٢۔ احمد: ۲۲٥۱۳.
(۲۳۹۶) ابوداؤد: ۳۱۱۰۔ صحیح، البانی: ۲٦٦۷۔ احمد: ۱۷٤٦٥.
(۲۳۹۷) احمد: ٦٥٥۸۔ بزار، طبرانی کبیر، طبرانی اوسط، وفیه ابن لهیعة وفیه کلام، هیثمی: ۳۸۸٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے، نہ تو یہ آخرت کی تیاری کر سکا نہ توبہ کا موقع ملا، نہ بیمار پڑا کہ بیماری اس کے گناہوں کا کفارہ بن جاتی۔ (عون المعبود: ۳/ ۱۵۶)

۲۳۹۸ــ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ أَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهُ وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ كَرِهَ اللّٰهُ لِقَاءَهُ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ أَكَرَاهِيَةُ الْمَوْتِ فَكُلُّنَا نَكْرَهُ الْمَوْتَ فَقَالَ لَيْسَ كَذٰلِكَ وَلٰكِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا بُشِّرَ بِرَحْمَةِ اللّٰهِ وَرِضْوَانِهِ وَجَنَّتِهِ أَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ فَأَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهُ وَإِنَّ الْكَافِرَ إِذَا بُشِّرَ بِعَذَابِ اللّٰهِ وَسَخَطِهِ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ وَكَرِهَ اللّٰهُ لِقَاءَهُ. (رواه مسلم ۲۶۸۴ فِي كِتَابِ الذِّكْرِ وَالدُّعَاءِ وَالتَّوْبَةِ وَالْاِسْتِغْفَارِ)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا مرفوع بیان کرتی ہیں: ”جو اللہ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور جو اللہ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔ میں نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! ہم میں سب کو موت ناپسند ہوتی ہے۔ فرمایا: یہ مراد نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ مومن کو جب اللہ کی رحمت کی اس کی رضا کی اور اس کے جنت کی بشارت دی جاتی ہے تو وہ اللہ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو پسند فرماتا ہے۔ اور کافر کو جب اللہ کے عذاب، اس کے غضب اور اس کی ناراضی کی خبر دی جاتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات ناپسند فرماتا ہے۔“

۲۳۹۹ــ وَفِي رِوَايَةٍ بَعْدَ كَرِهَ اللّٰهُ لِقَاءَهُ: وَالْمَوْتُ قَبْلَ لِقَاءِ اللّٰهِ (مسلم ۲۶۸۴)

اور ایک روایت میں اللہ اس کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔ کے بعد ہے: ”موت اللہ تعالیٰ کی ملاقات سے پہلے ہے۔“

۲۴۰۰ــ وَفِي أُخْرَى، قَالَتْ: إِذَا شَخَصَ الْبَصَرُ وَحَشْرَجَ الصَّدْرُ وَاقْشَعَرَّ الْجِلْدُ وَتَشَنَّجَتِ الْأَصَابِعُ فَعِنْدَذٰلِكَ مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ أَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهُ وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ كَرِهَ اللّٰهُ لِقَاءَهُ. (رواه مسلم ۲۶۸۵)

اور ایک روایت میں ہے ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: جب آنکھ ٹکٹکی لگ جائے، سینہ پھڑکنے لگے، جسم پر رونگٹے کھڑے ہو جائیں اور انگلیاں کھنچی جائیں تو اس وقت جو اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔“

شرح: ...... اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی محبت کا جو تذکرہ ان احادیث میں آیا ہے، وہ حالت نزع میں ہے، جب

(۲۳۹۸) مسلم: ۲۶۸۴۔ کتاب الذکر والدعاء والتوبه والاستغفار.
(۲۳۹۹) مسلم: ۲۶۸۴۔ بخاری: ۷۵۰۴۔ ترمذی: ۱۰۶۷۔ نسائی: ۱۸۳۸۔ ابن ماجه: ۴۲۶۴۔ احمد: ۲۵۴۵۸۔ موطا: ۱۵۶۹.
(۲۴۰۰) مسلم: ۲۶۸۵.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

موت کا معائنہ کرلیا جاتا ہے، اس وقت نیک انسان کو اس کے انجام کی بشارت دی جاتی ہے اور جو انعامات اس کے لیے تیار ہیں ان سے پردہ کھولا جاتا ہے، تو اہل سعادت موت کو پسند کرتے ہیں تاکہ انعامات تک رسائی ہو، اور اللہ تعالیٰ ان کی ملاقات پسند کرتا ہے کہ انہیں ان عطیات سے نوازے۔ اور جو اہل شقاوت ہیں، وہ جانتے ہیں کہ ہم برے ٹھکانے کی طرف منتقل ہو رہے ہیں نہ اس وقت توبہ قبول ہوتی ہے۔ اس لیے یہ ادھر منتقل ہونا ناپسند کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ بھی ان کی ملاقات ناپسند کرتے ہیں اور انہیں رحمت و کرامت سے دور کر دیتے ہیں۔

۲۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جس کی موت کا وقت حاضر ہو اس پر آثار مسرت نمودار ہوں تو یہ دلیل ہوگی کہ اسے خیر کی بشارت دی جا رہی ہے۔

۳۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ اللہ کی ملاقات کی محبت موت کی تمنا کرنے میں رکاوٹ نہیں کیونکہ اس محبت کا حصول موت کی تمنا کیے بغیر بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ موت کی تمنا کرنے کی ممانعت اس جاری زندگی میں ہے، موت کا مشاہدہ کرنے کے بعد ممانعت نہیں۔

۴۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ دنیا میں کوئی بھی زندہ اللہ تعالیٰ کا دیدار نہیں کرسکتا یہ موت کے بعد اہل ایمان کو ہی حاصل ہوتا ہے۔

۲٤٠١۔ وَعَنْ حَيَّانَ أَبِي النَّضْرِ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ وَاثِلَةَ بْنِ الأَسْقَعِ عَلَى أَبِي الأَسْوَدِ الْجُرَشِيِّ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ فَسَلَّمَ فِيهِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ وَجَلَسَ قَالَ فَأَخَذَ أَبُو الأَسْوَدِ يَمِينَ وَاثِلَةَ فَمَسَحَ بِهَا عَلَى عَيْنَيْهِ وَوَجْهِهِ لِبَيْعَتِهِ بِهَا رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ وَاثِلَةُ وَاحِدَةٌ أَسْأَلُكَ عَنْهَا قَالَ وَمَا هِيَ قَالَ كَيْفَ ظَنُّكَ بِرَبِّكَ قَالَ فَقَالَ أَبُو الأَسْوَدِ وَأَشَارَ بِرَأْسِهِ أَيْ حَسَنٌ قَالَ وَاثِلَةُ أَبْشِرْ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ قَالَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي فَلْيَظُنَّ بِي مَاشَاءَ (رواه

حیان ابونضر نے کہا کہ میں واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ کے ساتھ ابو الاسود الجرشی کے پاس اس کی اس بیماری میں حاضر ہوا جس میں وہ فوت ہوا تو ابوالاسود رحمہ اللہ نے واثلہ رضی اللہ عنہ کا دایاں ہاتھ پکڑ کر اپنی آنکھوں اور اپنے چہرے پر اس لیے پھیرا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی تھی۔ واثلہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تجھ سے ایک بات پوچھتا ہوں تو اس نے کہا۔ وہ کونسی بات ہے؟ انہوں نے کہا: تیرا اپنے رب کے ساتھ کیسا گمان ہے؟ اس نے سر کے اشارے سے کہا بہت اچھا...... بہت عمدہ گمان ہے۔ تو واثلہ رضی اللہ عنہ نے کہا تجھے بشارت ہو، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں جو وہ میرے ساتھ گمان رکھتا ہے۔ اس لیے وہ جو چاہے میرے ساتھ گمان

(۲٤٠١) احمد: ١٥٥٨٦۔ طبراني اوسط، ورجاله ثقات، دارمي: ٢٧٣١۔ هيثمي: ٣٨٨٧.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أحمد ١٥٥٨٦. والأوسط)

دیکھے۔" (احمد، الاوسط)

شرح: ......اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کرم، درگزر، رحمت اور جو بھی اللہ تعالیٰ نے اہل توحید سے وعدے کیے ہیں ان پر یقین کرے کہ اللہ تعالیٰ یہ پورے کرے گا۔

اس حدیث میں مایوسی سے ڈرایا گیا ہے اور موت کے وقت پر امید رہنے کی ترغیب دلائی گئی ہے۔

٢٤٠٢ـ عَنْ مَحْمُوْدِبْنِ لَبِيْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ اثْنَتَانِ يَكْرَهُهُمَا ابْنُ آدَمَ الْمَوْتَ وَالْمَوْتُ خَيْرٌ لِلْمُؤْمِنِ مِنَ الْفِتْنَةِ وَيَكْرَهُ قِلَّةَ الْمَالِ وَقِلَّةُ الْمَالِ أَقَلُّ لِلْحِسَابِ (رواه أحمد ٢٣١١٣)

محمود بن لبید رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: "انسان دو چیزیں ناپسند کرتا ہے اور وہ دونوں انسان کے لیے بہترین، ابن آدم موت کو ناپسند کرتا ہے اور موت اس کے لیے فتنے سے بہتر ہے اور انسان مال کی قلت کو ناپسند کرتا ہے اور مال کی قلت حساب کو کم کرتی ہے۔" (احمد)

٢٤٠٣ـ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو، رَفَعَهُ: تُحْفَةُ الْمُؤْمِنِ الْمَوْتُ. للكبير.

سیّدنا عبداللہ ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ مرفوعا بیان کرتے ہیں: "مومن کا تحفہ موت ہے۔" (الکبیر)

شرح: ......ان احادیث کا مطلب ہے کہ دنیا لوگوں کا گھر ہے، اس میں مصائب اور مشقتوں سے واسطہ پڑتا رہتا ہے، نفس انسانی ہمیشہ جدوجہد میں مصروف رہتا ہے اور انسان مال کی کثرت چاہتا ہے، حالانکہ موت بہت بڑی سعادت تک رسائی کا ذریعہ ہے اور اس کے ذریعے بلند درجات حاصل ہوتے ہیں، اگرچہ موت بظاہر فنا کا پیغام ہے، درحقیقت یہ جنت کے دخول کا سبب ہے۔ (مرعاۃ: ۲/۴۴۴)

٢٤٠٤ـ عَنْ سَلْمَانَ: أَنَّ النَّبِيَّ خَرَجَ يَعُوْدُ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ وَضَعَ يَدَهُ عَلَى جَبِيْنِهِ فَقَالَ: كَيْفَ تَجِدُكَ؟ فَلَمْ يحر إِلَيْهِ شَيْئًا فَقِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنَّهُ عَنْكَ مَشْغُوْلٌ. فَقَالَ: خَلُّوْا بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ. فَخَرَجَ النَّاسُ مِنْ عِنْدِهِ وَتَرَكُوْا رَسُوْلَ اللهِ فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللهِ يَدَهُ فَأَشَارَ الْمَرِيْضُ أَنْ

سیّدنا سلمان رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے انصار میں سے ایک مرد کی عیادت کی۔ آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک اس کی پیشانی پر رکھا اور فرمایا: تو کیا محسوس کرتا ہے؟ اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ کہا گیا: یارسول اللہ! وہ آپ سے بے خبر اور مصروف ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم لوگ مجھے اور اس کو تنہا رہنے دو۔ چنانچہ لوگ باہر نکل گئے پس آپ نے اپنا ہاتھ اٹھایا۔ مریض نے اشارہ کیا: اے فلاں! جس نے پوچھا ہے کہ تو

(٢٤٠٢) احمد: ٢٣١١٣ـ احمد، ورجاله رجال الصحيح، هيثمي: ٣٩٠٤.

(٢٤٠٣) طبراني كبير ورجاله ثقات: ٣٨٩٧.

(٢٤٠٤) بزار، وفيه موسى بن عبيده وهو ضعيف، هيثمي: ٣٩٠٧.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أَعِـدْيَدَكَ حَيْثُ كَانَتْ ، ثُمَّ نَادَاهُ: يَافُلَانُ مَا تَـجِـدُ؟ قَالَ: أَجِدُنِي بِخَيْرٍ ، وَقَدْ حَضَرَنِيْ اثْـنَـانِ أَحَـدُهُـمَـا أَسْوَدُ وَالْآخِيرُ أَبْيَضُ. قَالَ ﷺ أَيُّهُـمَا أَقْرَبُ مِنْكَ؟ قَالَ: الْأَسْوَدُ. قَـالَ: إِنَّ الْـخَيْرَ قَلِيْلٌ وَإِنَّ الشَّرَّ كَثِيْرٌ ، قَالَ: فَـمَتِّـعْنِي مِنْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِدَعْوَةٍ فَقَالَ: اَلـلّٰـهُـمَّ اغْفِرِ الْكَثِيْرَ وَأَتِمَّ الْقَلِيْلَ ، ثُمَّ قَالَ: مَـاتَـرٰى ؟ قَـالَ خَيْـرٌ بِـأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ أَرَى الْـخَيْـرَ يُـنْـمٰـى وَأَرَى الشَّرَّ يَضْمَحِلُّ وَقَدْ إِسْتَـأْخَـرَ عَـنِي الْأَسْوَدُ . قَالَ: أَيُّ عَمَلِكَ بِكَ؟ قَـالَ: كُـنْتُ أَسْقِي الْمَآءَ . قَالَ ﷺ يَا سَـلْمَانُ هَلْ حَالُكَ الْيَوْمَ ، قَالَ: إِنِّيْ أَعْلَمُ مَـا يُـلْـقٰـى ، مَـامِـنْـهُ عِرْقٌ إِلَّا وَهُوَ يَأْلَمُ الْمَوْتَ عَلٰى حِدَتِهِ(رواه البزار بضعف)

کیا محسوس کرتا ہے اپنا ہاتھ پھر اس جگہ رکھ دو جہاں پہلے رکھا تھا۔ فرمایا۔ کہو۔ اس نے کہا: میں بہتر حالت میں ہوں اور میرے پاس دو حاضر ہوئے ہیں ایک کا رنگ سیاہ ہے اور دوسرے کا سفید ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ان میں سے تیرے قریب کون ہے؟ اس نے کہا وہ جو سیاہ ہے۔ فرمایا: نیکی کم اور بدی زیادہ ہے۔ اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! مجھے اپنی طرف سے سامان دیجئے۔ آپ ﷺ نے دعا کی: یااللہ! جو زیادہ ہے اس کو بخش دے اور قلیل کو مکمل کر دے۔ فرمایا: اب تو کیا محسوس کرتا ہے؟ اس نے کہا: بہتر ہوں، میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، میں دیکھتا ہوں کہ نیکی زیادہ ہوتی جاتی ہے او ر بدی ختم ہوتی جاتی ہے اور وہ سیاہ شکل والا میرے سے دور چلا گیا ہے۔ فرمایا: تیرا کون سا عمل تجھے زیادہ کام آرہا ہے؟ اس نے کہا: میں پانی پلایا کرتا تھا...... رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: اے سلمان! تو نے سنا ہے؟ اور میری کوئی چیز تو نے اوپر ی دیکھی ہے؟ تو سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، ہاں میں نے یہاں وہ کچھ دیکھا جو میں نے آپ کے حالات میں سے پہلے نہیں دیکھا فرمایا: میں بخوبی جانتا ہوں کہ اپنے ہر رگ وریشہ میں وہ موت کی شدت اور درد محسوس کر رہا ہے۔" (البزار سند نرم ہے)

٢٤٠٥۔ عَـنْ عَبْـدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ، رَفَعَهُ: نَفْسُ الْمُؤْمِنِ تَخْرُجُ رَشْحًا وَلَا أُحِبُّ مَوْتًا كَمَوْتِ الْحِمَارِ قِيْلَ وَمَا مَوْتُ الْحِمَارِ؟ قَالَ: مَوْتُ الْفُجَاةِ . قَالَ: وَرُوْحُ الْكَافِرِ تَخْرُجُ مِنْ أَشْدَاقِهِ . (للكبير ١٠٠٤٩، والأوسط بضعف)

سیّدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "مومن پسینہ آنے سے فوت ہوتا ہے اور میں ایسی موت پسند نہیں کرتا جیسی گدھے کی موت ہے۔ عرض کیا گیا: گدھے کی موت کیا چیز ہے؟ فرمایا: اچانک مرجانا، فرمایا: "کافر کی جان اس کے جبڑوں سے خارج ہوتی ہے۔"

(٢٤٠٥) طبراني كبير: ١٠٠٤٩۔ طبراني اوسط، وفيه حسام بن مصلك وهو ضعيف، هيثمي: ٣٩٢٧.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(الکبیر والاوسط بسند ضعیف)

۲۴۰۶۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَفَعَهُ: إِنَّ لِلْمَوْتِ فَزَعًا، فَإِذَا أَتَى أَحَدَكُمْ وَفَاةُ أَخِيْهِ فَلْيَقُلْ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ، وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا الْمُنْقَلِبُوْنَ. اَللّٰهُمَّ اكْتُبْهُ فِي الْمُحْسِنِيْنَ وَاجْعَلْ كِتَابَهُ فِي عِلِّيِّيْنَ وَاخْلُفْ عَقِبَهُ فِي الْآخِرِيْنَ، اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُ. (رواه الطبراني في الكبير بلين ۱۲۴۶۹)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''موت ایک خطرہ ہے، جب تم میں سے کسی شخص کو اپنے بھائی کی موت کی خبر آئے تو وہ کہے ہم اللہ ہی کے لیے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ اور ہم اپنے رب کریم کی طرف پلٹنے والے ہیں۔ اے اللہ! اس کو نیک لوگوں میں لکھ دے، اس کا نامہ اعمال علیین میں کر دے اور اس کے پیچھے رہنے والوں کو اس کا بہتر نعم البدل کر دے۔ اے اللہ! تو اس کے اجر سے ہمیں محروم نہ کر اور اس کے بعد ہمیں فتنے میں نہ ڈال۔'' (الکبیر بسند کمزور)

۲۴۰۷۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ مَاتَ رَجُلٌ بِالْمَدِيْنَةِ مِمَّنْ وُلِدَ بِهَا فَصَلَّى عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ يَالَيْتَهُ مَاتَ بِغَيْرِ مَوْلِدِهِ قَالُوْا وَلِمَ ذَاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا مَاتَ بِغَيْرِ مَوْلِدِهِ قِيْسَ لَهُ مِنْ مَوْلِدِهِ إِلَى مُنْقَطَعِ أَثَرِهِ فِي الْجَنَّةِ. (رواه النسائي ۱۸۳۲)

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا: مدینہ منورہ میں ایک مرد فوت ہوا جو یہاں ہی پیدا ہوا تھا پس رسول اللہ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اور پھر فرمایا: کاش یہ اپنی جائے پیدائش کے علاوہ کسی مقام پر فوت ہوتا، لوگوں نے عرض کی: یہ کیوں؟ اے اللہ کے رسول! فرمایا: جب کوئی شخص اپنی جائے پیدائش کے علاوہ کسی جگہ میں فوت ہوتا ہے تو اس کی جائے پیدائش سے اس کے نشان قدم ختم ہونے کی جگہ تک پیائش کر کے جنت میں اس قدر جگہ دی جاتی ہے۔'' (نسائی)

شرح: ......اس کا مطلب ہے کہ اپنے وطن میں جائے پیدائش سے لے کر غربت اور سفر میں جتنا فاصلہ ہے، اس پر وہ فوت ہوا ہو تو جنت میں اس کے مطابق کشادگی ہو جاتی ہے، یعنی اتنی جاگیر ملتی ہے۔ (التعلیقات سلفیہ: ۱/۲۱۱)

۲۴۰۸۔ عَنْ أَبِي مُوْسَى قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَتَى تَنْقَطِعُ مَعْرِفَةُ الْعَبْدِ مِنَ النَّاسِ قَالَ إِذَا عَايَنَ (رواه إبن ماجة ۱۴۵۳. بضعف)

سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ مرنے والے کی لوگوں کو پہچاننے کی قابلیت کب ختم ہوتی ہے؟ فرمایا: ''جب فرشتے کو دیکھتا ہے۔'' (ابن ماجہ بسند ضعیف)

(۲۴۰۶) طبراني كبير: ۱۲۴۶۹۔ وفيه قيس بن الربيع الاسدي، وفيه كلام.

(۲۴۰۷) نسائي: ۱۸۳۲۔ حسن، الباني: ۱۷۲۸۔ ابن ماجه: ۱۶۱۴۔ احمد: ۶۶۱۸.

(۲۴۰۸) ابن ماجه: ۱۴۵۳۔ ضعيف جدا: الباني: ۳۱۲.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مَرَضُ النَّبِيِّ وَمَوْتُهُ وَغُسْلُهُ وَكَفَنُهُ وَدَفْنُهُ

نبی کریم ﷺ کی بیماری موت، غسل، کفن اور دفن کا بیان

٢٤٠٩۔ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ، قَالَ:رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ الأَرْضَ تُنْزَعُ إِلَى السَّمَاءِ بِأَشْطَانٍ شِدَادٍ فَقَصَصْتُ ذٰلِكَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ذَاكَ وَفَاةُ ابْنِ أَخِيكَ. (رواه البزار ، ، ٨٤٤ ، والكبير)

سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے خواب دیکھا کہ گویا زمین کو مضبوط رسوں کے ساتھ آسمان کی طرف کھینچا جا رہا ہے۔ میں نے یہ خواب رسول اللہ ﷺ کے سامنے بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ تیرے بھائی کے بیٹے کی وفات ہے۔“ البزار، الکبیر)

٢٤١٠۔ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُوْلُ فِي مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ يَاعَائِشَةُ مَاأَزَالُ أَجِدُأَلَمَ الطَّعَامِ الَّذِيْ أَكَلْتُ بِخَيْبَرَ فَهٰذَا أَوَانُ وَجَدْتُ انْقِطَاعَ أَبْهَرِيْ مِنْ ذٰلِكَ السَّمِّ. (للبخاري تعليقا)

زہری سے روایت ہے اس نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اس مرض میں فرمایا کرتے تھے جس میں آپ ﷺ فوت ہوئے ہیں: اے عائشہ! میں اس کھانے کا درد ہمیشہ محسوس کرتا رہا ہوں جو خیبر میں کھایا تھا اور اب تو اس زہر سے بار بار تکلیف ہونے سے اپنی پیٹھ کے ٹوٹنے کی حالت محسوس کرتا ہوں۔“ (البخاری)

شرح: ......اس زہر آلود بکری کے گوشت کو منہ میں رکھنے کے بعد باہر پھینک تو دیا تھا مگر وقتی طور پر تین برس تک آپ ﷺ اس کے بعد زندہ رہے، آخر یہی زہر آپ کی جان لیوا بیماری کا باعث بنا۔ اسی کے درد سے دنیا سے رخصت ہوئے۔ یہی وجہ ہے آپ کی وفات بطور شہید ہوئی ہے۔(فتح الباری: ۱۳۱/۸)

٢٤١١۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ رَجَعَ إِلَى النَّبِيُّ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ مِنْ جَنَازَةٍ مِنَ الْبَقِيعِ فَوَجَدَنِي وَأَنَا أَجِدُ صُدَاعاً وَأَنَا أَقُوْلُ وَارَأْسَاهُ قَالَ بَلْ أَنَا يَاعَائِشَةُ وَارَأْسَاهُ وَمَا ضَرَّكِ لَوْمُتِّ قَبْلِي فَغَسَلْتُكِ وَكَفَّنْتُكِ وَصَلَّيْتُ عَلَيْكِ وَدَفَنْتُكِ فَقُلْتُ لَكَأَنِّيْ بِكَ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ جنت البقیع سے جنازہ پڑھ کر واپس آئے تو آپ ﷺ نے مجھے اس حال میں پایا کہ سر کے درد میں مبتلا ہوں اور میں کہتی ہوں: ہائے سر گیا ہائے سر۔ فرمایا: اے عائشہ! بلکہ میرا سر اور تجھے کیا تکلیف؟ اگر تو میرے پہلے فوت ہو جائے تو میں غسل تجھے دوں گا، تجھے کفن پہناؤں گا، تیری نماز جنازہ پڑھوں گا اور

(٢٤٠٩) بزار: ٨٤٤۔ طبرانی کبیر ورجالهما ثقات، هيثمی: ٤٢٤٦.

(٢٠١٠) بخاری: ٤٤٢٨.

(٢٤١١) دارمی: ٨٠۔ احمد: ٢٥٣٨٠.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

وَاللّٰهِ لَوْ فَعَلْتَ ذٰلِكَ لَرَجَعْتَ إِلٰى بَيْتِي فَعَرَّسْتَ فِيْهِ بِبَعْضِ نِسَائِكَ قَالَتْ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ بُدِئَ فِي وَجَعِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ. (للدارمی ٨٠)

تجھے دفناؤں گا۔ میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں تو یہ خیال کرتی ہوں کہ اگر ایسا ہوا تو آپ ﷺ میرے گھر میں واپس آ کر اس میں اپنی کسی بیوی کے ساتھ رات کو ٹھہریں گے۔ آپ ﷺ مسکرا دیئے اور پھر آپ کو وہ درد شروع ہوا جس میں آپ کا وصال ہوا۔ (الدارمی)

شرح: اس میں نبی اکرم ﷺ کی بیماری کے آغاز کا وقت بیان ہوا ہے۔

۲۔ سر درد ہو رہا ہو یا کوئی تکلیف ہو تو یہ کہنا کہ ہائے مجھے بہت تکلیف ہے، یہ صبر کے خلاف نہیں۔

۳۔ خاوند بیوی کی وفات کے بعد بیوی کو غسل دے سکتا ہے۔

٢٤١٢۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ لَمَّا ثَقُلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاشْتَدَّ بِهِ وَجَعُهُ اسْتَأْذَنَ أَزْوَاجَهُ أَنْ يُمَرَّضَ فِي بَيْتِي فَأَذِنَّ لَهُ فَخَرَجَ وَهُوَ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ تَخُطُّ رِجْلَاهُ فِي الْأَرْضِ بَيْنَ عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ وَبَيْنَ رَجُلٍ آخَرَ قَالَ عُبَيْدُاللّٰهِ فَأَخْبَرْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بِالَّذِيْ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقَالَ لِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ هَلْ تَدْرِيْ مَنِ الرَّجُلُ الْآخَرُ الَّذِيْ لَمْ تُسَمِّ عَائِشَةُ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هُوَ عَلِيُّ ابْنُ أَبِي طَالِبٍ وَكَانَتْ عَائِشَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ تُحَدِّثُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا دَخَلَ بَيْتِيْ وَاشْتَدَّ بِهِ وَجَعُهُ قَالَ هَرِيْقُوْا عَلَيَّ مِنْ سَبْعِ قِرَبٍ لَمْ تُحْلَلْ أَوْكِيَتُهُنَّ لَعَلِّي أَعْهَدُ إِلَى النَّاسِ فَأَجْلَسْنَاهُ فِي مِخْضَبٍ لِحَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ طَفِقْنَا نَصُبُّ عَلَيْهِ مِنْ تِلْكَ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے: جب رسول اللہ بھاری ہو گئے اور آپ ﷺ کا درد بڑھ گیا تو آپ نے اپنی ازواج مطہرات سے اجازت طلب کی کہ آپ ﷺ بیماری کے ایام میرے گھر رہیں گے۔ تو ان سب نے اجازت دے دی۔ پس آپ ﷺ دو مردوں کے درمیان سہارا لے کر تشریف لائے ایک ان میں سے عباس رضی اللہ عنہ تھے اور ایک دوسرا کوئی مرد تھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: دوسرے علی رضی اللہ عنہ تھے۔ کہتی ہیں کہ آپ جب میرے گھر میں داخل ہوئے تو درد مزید بڑھ گیا۔ آپ نے فرمایا: میرے اوپر سات مشکیزے جن کا منہ پہلے کھولا نہ گیا ہو بہا دو، شاید میں لوگوں کے پاس جا سکوں۔ حفصہ رضی اللہ عنہا کے ٹب میں ہم نے آپ کو بٹھایا، پھر ہم نے مشکیزوں سے پانی ڈالا یہاں تک کہ آپ ﷺ نے اشارے سے فرمایا تم نے جو ڈالنا تھا ڈال دیا ہے، پھر آپ لوگوں کے پاس گئے، ان کو نماز پڑھائی اور ان کو خطبہ دیا۔

(٢٤١٢) بخاری: ٤٤٤٢۔ مسلم: ٤١٨۔ ترمذی: ٣٦٧٢۔ ابن ماجہ: ١٦١٨۔ احمد: ٢٥٧٩١۔ مؤطا: ٤١٤۔ دارمی: ١٢٥٧۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْقِرَبِ حَتَّى طَفِقَ يُشِيرُ إِلَيْنَا بِيَدِهِ أَنْ قَدْ فَعَلْتُنَّ قَالَتْ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى النَّاسِ فَصَلَّى بِهِمْ وَخَطَبَهُمْ (رواه البخاری ٤٤٤٢)

٢٤١٣ـ قَالَ الزُّهْرِيُّ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ قَالَتْ أَوَّلُ مَا اشْتَكَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي بَيْتِ مَيْمُوْنَةَ فَاسْتَأْذَنَ أَزْوَاجَهُ. (رواه مسلم ٤١٨)

زہری نے کہا: عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے مجھے خبر دی کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو سب سے پہلے میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تکلیف شروع ہوئی، پھر آپ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات سے اجازت طلب کی۔"

٢٤١٤ـ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ قُلْتُ أَلَاتُحَدِّثِيْنِي عَنْ مَرَضِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ بَلٰى ثَقُلَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ أَصَلَّى النَّاسُ قُلْنَا لَا هُمْ يَنْتَظِرُوْنَكَ قَالَ ضَعُوْا لِيْ مَاءً فِي الْمِخْضَبِ قَالَتْ فَفَعَلْنَا فَاغْتَسَلَ فَذَهَبَ لِيَنُوْءَ فَأُغْمِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ ﷺ أَصَلَّى النَّاسُ قُلْنَا لَا هُمْ يَنْتَظِرُوْنَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ضَعُوْا لِيْ مَاءً فِي الْمِخْضَبِ قَالَتْ فَقَعَدَ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنُوْءَ فَأُغْمِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ أَصَلَّى النَّاسُ قُلْنَا لَا هُمْ يَنْتَظِرُوْنَكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ ضَعُوْا لِيْ مَاءً فِي الْمِخْضَبِ فَقَعَدَ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنُوْءَ فَأُغْمِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ أَصَلَّى النَّاسُ فَقُلْنَا لَا هُمْ يَنْتَظِرُوْنَكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَالنَّاسُ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مرض سے زیادہ کمزور اور ثقیل ہوگئے تو فرمایا: کیا لوگوں نے نماز پڑھی ہے؟ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ آپ کا انتظار کررہے ہیں اور نماز نہیں پڑھی۔ فرمایا: ٹب میں میرے لیے پانی تیار کرو ۔ہم نے پانی تیار کیا اور آپ ﷺ نے غسل کیا، پھر آپ اٹھنے لگے تو آپ کوغش آ گیا۔ جب ہوش میں آئے تو پوچھا: کیا لوگوں نے نماز پڑھی ہے؟ ہم نے کہا: نہیں وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ فرمایا: ٹب میں میرے لیے پانی تیار کرو۔ چنانچہ ہم نے پانی تیار کیا اور آپ نے غسل کیا، پھر اٹھنا چاہا تو پھر غشی آ گئی۔ پھر افاقہ ہوا تو فرمایا: لوگوں نے نماز پڑھی؟ ہم نے کہا: نہیں، وہ آپ ﷺ کا انتظار کر رہے ہیں۔ فرمایا: میرے لیے ٹب میں پانی رکھو، پس آپ نے غسل کیا اور پھر اٹھنے لگے تو پھر غش کھا گئے۔ پھر ہوش آئی تو فرمایا: کیا لوگوں نے نماز پڑھی؟ ہم نے عرض کی: نہیں وہ آپ کے منتظر ہیں۔ لوگ مسجد میں بیٹھے آپ کا انتظار کر رہے تھے اور نماز عشاء کا وقت تھا۔ کہتی

(٢٤١٣) مسلم: ٤١٨ـ بخاری: ٧١٢ـ ترمذی: ٣٦٧٢ـ ابن ماجه: ١٦١٨ـ احمد: ٢٥٧٩١ـ مؤطا: ٤١٤ـ دارمی: ١٢٥٧.
(٢٤١٤) مسلم: ٤١٨ـ بخاری: ٦٨٧ـ ترمذی: ٣٦٧٢ـ ابن ماجه: ١٦١٨ـ احمد: ٢٥٧٩١ـ مؤطا: ٤١٤ـ دارمی: ١٢٥٧.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عُكُوفٌ فِي الْمَسْجِدِ يَنْتَظِرُوْنَ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ لِصَلَاةِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ فَأَرْسَلَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى أَبِي بَكْرٍ بِأَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَأَتَاهُ الرَّسُوْلُ فَقَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَأْمُرُكَ أَنْ تُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ وَكَانَ رَجُلاً رَقِيْقاً يَا عُمَرُ صَلِّ بِالنَّاسِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ أَنْتَ أَحَقُّ بِذٰلِكَ فَصَلَّى أَبُوْبَكْرٍ تِلْكَ الْأَيَّامَ ثُمَّ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَجَدَ مِنْ نَفْسِهِ خِفَّةً فَخَرَجَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ أَحَدُهُمَا الْعَبَّاسُ لِصَلَاةِ الظُّهْرِ وَأَبُوْبَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ فَلَمَّا رَآهُ أَبُوْبَكْرٍ ذَهَبَ لِيَتَأَخَّرَ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ بِأَنْ لَا يَتَأَخَّرَ قَالَ أَجْلِسَانِي إِلَى جَنْبِهِ فَأَجْلَسَاهُ إِلَى جَنْبِ أَبِي بَكْرٍ قَالَ فَجَعَلَ أَبُوْبَكْرٍ يُصَلِّي وَهُوَ يَأْتَمُّ بِصَلَاةِ النَّبِيِّ ﷺ وَالنَّاسُ بِصَلَاةِ أَبِي بَكْرٍ وَالنَّبِيُّ ﷺ قَاعِدٌ (رواه البخاري ٦٨٧)

ہیں: اس کے بعد آپ ﷺ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام ارسال فرمایا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ قاصد نے جا کر کہا: رسول اللہ ﷺ آپ کو حکم دیتے ہیں آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ وہ نرم مزاج آدمی تھے انہوں نے کہا: اے عمر! تم نماز پڑھاؤ۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ اس کے زیادہ مستحق ہیں۔ پس ابوبکر رضی اللہ عنہ ان ایام میں نماز پڑھاتے رہے، پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے جسم میں آرام اور تخفیف پائی تو آپ ﷺ دو مردوں کے درمیان نکلے جن میں ایک عباس رضی اللہ عنہ تھے۔ نماز ظہر کا وقت تھا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے۔ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو دیکھا تو پیچھے جانے لگے تو آپ ﷺ نے اشارہ کیا کہ پیچھے نہ جاؤ اور ان دو مردوں کو فرمایا کہ مجھے اس کے ساتھ بیٹھا دو۔ چنانچہ انہوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بٹھا دیا، پس ابوبکر رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھنے لگے اور لوگ ابوبکر کی نماز کے ساتھ نماز پڑھتے تھے اور نبی ﷺ بیٹھے ہوئے پڑھاتے تھے۔" (بخاری)

٢٤١٥ ـ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَسْأَلُ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيْهِ يَقُوْلُ أَيْنَ أَنَا غَدًا أَيْنَ أَنَا غَدًا يُرِيْدُ يَوْمَ عَائِشَةَ فَأَذِنَ لَهُ أَزْوَاجُهُ يَكُوْنُ حَيْثُ شَاءَ فَكَانَ فِي بَيْتِ عَائِشَةَ حَتَّى مَاتَ عِنْدَهَا قَالَتْ عَائِشَةُ فَمَاتَ فِي الْيَوْمِ الَّذِي كَانَ يَدُوْرُ عَلَيَّ فِيْهِ فِي بَيْتِي فَقَبَضَهُ اللّٰهُ وَإِنَّ رَأْسَهُ لَبَيْنَ نَحْرِي وَسَحْرِي وَخَالَطَ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ پوچھا کرتے تھے: میں کل کہاں ہوں گا؟ میں کل کہاں ہوں گا؟ آپ ﷺ میرے دن کا انتظار کرتے تھے۔ آپ کی ازواج مطہرات نے آپ کو اجازت دے دی کہ جہاں چاہیں رہیں، چنانچہ آپ ﷺ میرے حجرے میں رہے یہاں تک کہ اس دن وصال فرما گئے۔ جس دن میرے پاس آیا کرتے تھے اور میری باری تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو قبض کیا تو آپ ﷺ کا سر میرے سینے اور میرے حلقوم کے درمیان تھا۔ اللہ نے میرا تھوک بھی آپ کے

(٢٤١٥) بخاري: ٤٤٥٠ـ مسلم: ٢٤٤٤ـ ترمذي: ٣٤٩٦ـ ابن ماجه: ١٦٢٠ـ احمد: ٢٧٦٥٧ـ موطا: ٥٦٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رِيقُهُ رِيقِي ثُمَّ قَالَتْ دَخَلَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ وَمَعَهُ سِوَاكٌ يَسْتَنُّ بِهِ فَنَظَرَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ لَهُ أَعْطِنِي هٰذَا السِّوَاكَ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ فَأَعْطَانِيهِ فَقَضِمْتُهُ ثُمَّ مَضَغْتُهُ. فَأَعْطَيْتُهُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاسْتَنَّ بِهِ وَهُوَ مُسْتَنِدٌ إِلَى صَدْرِي (للبخاري ٤٤٥٠)

تھوک سے ملا دیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ صدیق کا بیٹا عبدالرحمٰن آیا اور اس کے پاس مسواک تھا، وہ مسواک کر رہا تھا۔ آپ نے اس کی طرف دیکھا تو میں نے عبدالرحمٰن کو کہا: مسواک مجھے دیدیے۔ اس نے دیا تو میں نے اس کو توڑ کر تازہ جگہ سے خود چبا کر رسول اللہ ﷺ کو دیا اور آپ نے مسواک کیا اور آپ نے میرے سینے سے سہارا لگایا ہوا تھا۔

٢٤١٦۔ وَمِنْهَا: فَمَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اسْتَنَّ اسْتِنَانًا قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهُ فَمَا عَدَا أَنْ فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَفَعَ يَدَهُ أَوْ إِصْبَعَهُ ثُمَّ قَالَ فِي الرَّفِيْقِ الْأَعْلٰى ثَلَاثًا ثُمَّ (قَضٰى) (رواه البخاري ٤٤٣٨)

ان کی روایات میں سے یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے اتنا بہتر طور پر مسواک کیا کہ اس سے بہتر طور پر مسواک کرتے میں نے کوئی نہیں دیکھا۔ جب آپ ﷺ اس سے فارغ ہوئے تو ہاتھ اوپر اٹھایا، انگلی اٹھائی اور تین بار فرمایا: اعلیٰ رفیق کے ساتھ۔ پس روح مبارک قبض ہوگئی۔

٢٤١٧۔ وَمِنْهَا: فَجَعَلَ يَدْخُلُ يَدَيْهِ فِي الْمَاءِ فَيَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهُ وَيَقُوْلُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ إِنَّ لِلْمَوْتِ سَكَرَاتٍ. (رواه البخاري ٦٥١٠)

ان میں سے یہ روایت بھی ہے کہ آپ ﷺ اپنا ہاتھ پانی میں رکھتے اور پھر چہرۂ اقدس پر پھیر دیتے اور کہتے: "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں موت کی سختیاں ہوتی ہیں۔

٢٤١٨۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ إِنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ صَحِيْحٌ يَقُوْلُ إِنَّهُ لَمْ يُقْبَضْ نَبِيٌّ قَطُّ حَتّٰى يَرٰى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ ثُمَّ يُحْيَا أَوْ يُخَيَّرَ فَلَمَّا اشْتَكٰى وَحَضَرَهُ الْقَبْضُ وَرَأْسُهُ عَلٰى فَخِذِ عَائِشَةَ غُشِيَ عَلَيْهِ فَلَمَّا أَفَاقَ شَخَصَ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت ہے کہتی کہ ہیں نبی کریم ﷺ صحت کے دوران فرمایا کرتے تھے: نبی کی روح قبض نہیں کی جاتی یہاں تک کہ وہ جنت میں اپنی جگہ دیکھتا ہے اور پھر اس کو زندہ کیا جاتا ہے یا اختیار دیا جاتا ہے۔ جب آپ ﷺ بیمار ہوئے اور موت کا وقت آیا تو آپ ﷺ نے سر مبارک کو چھت پر مرکوز فرما دیا اور پھر فرمایا: اے اللہ! اے اعلیٰ رفیق۔ تو

(٢٤١٦) بخاری: ٤٤٣٨۔ مسلم: ٢٤٤٤۔ ترمذی: ٣٤٩٦۔ ابن ماجه: ١٦٢٠۔ احمد: ٢٧٦٥٧۔ موطا: ٥٦٢.
(٢٤١٧) بخاری: ٦٥١٠۔ مسلم: ٢٤٤٤۔ ترمذی: ٣٤٩٦۔ ابن ماجه: ١٦٢٠۔ احمد: ٢٧٦٥٧۔ موطا: ٥٦٢.
(٢٤١٨) بخاری: ٤٤٣٧۔ مسلم: ٢٤٤٤۔ ترمذی: ٣٤٩٦۔ ابن ماجه: ١٦٢٠۔ احمد: ٢٧٦٥٧۔ موطا: ٥٦٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بَصَرُهُ نَحْوَ سَقْفِ الْبَيْتِ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ فِي الرَّفِيْقِ الْأَعْلَى فَقُلْتُ إِذاً لَا يُجَاوِزُ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ حَدِيْثُهُ الَّذِي كَانَ يُحَدِّثُنَا وَهُوَ صَحِيْحٌ . (رواه البخاری ٤٤٣٧)

میں نے کہا: اب ہمارے پاس نہیں رہیں گے، میں نے جان لیا کہ جو حدیث وہ بیان کیا کرتے تھے اب اس کی صحت سامنے آ گئی۔"

٢٤١٩ـ وَمِنْهَا: سَمِعْتُهُ وَأَخَذَتْهُ بُحَّةٌ يَقُوْلُ ﴿مَعَ الَّذِيْنَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ﴾ الآية (رواه البخاری ٤٤٣٥، ٤٤٣٥)

ان روایات میں ایک یہ ہے کہ وہ کہتی ہیں میں نے آپ ﷺ کو کہتے سنا جبکہ آپ کی آواز بھاری ہو چکی تھی: "ان لوگوں کے ساتھ جن پر اللہ نے انعام کیا ہے۔"

٢٤٢٠ـ وَمِنْهَا أَنَّهُ يَقُوْلُ :اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَأَلْحِقْنِيْ بِالرَّفِيْقِ الْأَعْلَى (رواه البخاری، ٤٤٤٠)

اور ان میں سے یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! مجھے بخش، میرے اوپر رحمت نازل کر اور مجھے رفیق اعلیٰ سے ملا دے۔"

شرح :......ا۔ ثابت ہوا کہ سات مشکوں میں پانی لانے کی خاص تاثیر ہے، جادو اور زہر کے لیے یہ مفید ہوتا ہے۔

۲۔ بیماری کا آغاز ہوا تھا تو آپ ﷺ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے، آپ ﷺ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں رہنے کی اجازت مانگی۔

۳۔ آپ ﷺ کا آخری طریقہ نماز یہ تھا کہ آپ ﷺ بوجہ مرض بیٹھے تھے جبکہ آپ کی اقتداء میں نماز پڑھنے والے لوگ کھڑے تھے۔

۴۔ نبی اکرم ﷺ نے حضرت حلیمہ سعدیہ کے ہاں دودھ پینے کی مدت میں سب سے پہلے جو بات کی وہ اللہ اکبر تھی اور سب سے آخری بات الرفیق الاعلیٰ تھی، اس سے مراد جنت یا انبیائے کرام کا مقام اعلیٰ ہے۔ (فتح الباری: ج ۸)

٢٤٢١ـ وَفِي رِوَايَةٍ أَنَّهُ قَالَ :اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ إِنَّهُ لَمْ يَمُتْ نَبِيٌّ حَتَّى يَؤُمَّهُ رَجُلٌ مِنْ أُمَّتِهِ (رواه الطبرانی فی الأوسط بعضف)

اور ان میں سے یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: الحمدللہ، نبی اس وقت تک فوت نہیں ہوا یہاں تک کہ اس کی امت میں سے ایک آدمی نے اس کو نماز میں امامت کرائی۔"

٢٤٢٢ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا حُضِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَفِي الْبَيْتِ

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کے وصال کا وقت آیا تو گھر میں کچھ مرد موجود تھے

(٢٤١٩) بخاری: ٤٤٣٥ـ مسلم: ٢٤٤٤ـ ترمذی: ٣٤٩٦ـ ابن ماجه: ١٦٢٠ـ احمد: ٢٧٦٥٧ـ مؤطا: ٥٦٢.
(٢٤٢٠) بخاری: ٤٤٤٠ـ مسلم: ٢٤٤٤ـ ترمذی: ٣٤٩٦ـ ابن ماجه: ١٦٢٠ـ احمد: ٢٧٦٥٧ـ مؤطا: ٥٦٢
(٢٤٢١) طبرانی اوسط، عبداللہ بن جعفر والد علی بن المدینی، وهو ضعیف، هیثمی: ١٤٢٧١.
(٢٤٢٢) بخاری: ٥٦٦٩ـ مسلم: ١٣٧ـ احمد: ٣٣٢٦.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رِجَالٌ فِيهِمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ هَلُمَّ أَكْتُبُ لَكُمْ كِتَاباً لاَ تَضِلُّوْا بَعْدَهُ فَقَالَ عُمَرُ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَدْ غَلَبَ عَلَيْهِ الْوَجَعُ وَعِنْدَكُمُ الْقُرْآنُ حَسْبُنَا كِتَابُ اللّٰهِ فَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْبَيْتِ فَاخْتَصَمُوْا مِنْهُمْ مَنْ يَقُوْلُ قَرِّبُوْا يَكْتُبْ لَكُمُ النَّبِيُّ ﷺ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُوْلُ مَا قَالَ عُمَرُ فَلَمَّا أَكْثَرُوْا اللَّغْوَ وَالْإِخْتِلَافَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قُوْمُوْا قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ إِنَّ الرَّزِيَّةَ كُلَّ الرَّزِيَّةِ مَا حَالَ بَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَبَيْنَ أَنْ يَكْتُبَ لَهُ ذٰلِكَ الْكِتَابَ مِنِ اخْتِلَافِهِمْ وَلَغَطِهِمْ (رواه البخاری ٥٦٦٩)

جن میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: آؤ تمہیں تحریر لکھ دوں تاکہ میرے بعد گمراہ نہ ہو جاؤ۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ پر درد کی تکلیف غالب ہے اور تمہارے پاس قرآن موجود ہے۔ تمہیں اللہ کی کتاب کافی ہے پس گھر کے لوگوں میں اختلاف ہوا اور باہم جھگڑنے لگے۔ ان میں سے بعض نے کہا: نزدیک کرو تمہارے لیے لکھ دیں اور بعض وہی کچھ کہنے لگے جو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا۔ جب اختلاف اور غلط باتیں زیادہ بڑھ گئیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس سے اٹھ کر چلے جاؤ۔ پس ابن عباس رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: بگاڑ اور پوری مصیبت ہی یہ بات ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اور تحریر لکھنے کے درمیان لوگوں کا باہم اختلاف کرنا اور غلط باتیں کرنا آڑے آ گیا۔"

٢٤٢٣۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ يَوْمَ الْخَمِيْسِ وَمَا يَوْمُ الْخَمِيْسِ ثُمَّ بَكَى حَتَّى خَضَبَ دَمْعُهُ الْحَصْبَاءَ فَقَالَ اشْتَدَّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَجَعُهُ يَوْمَ الْخَمِيْسِ فَقَالَ ائْتُوْنِيْ بِكِتَابٍ أَكْتُبُ لَكُمْ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهُ أَبَداً فَتَنَازَعُوْا وَلَا يَنْبَغِيْ عِنْدَ نَبِيٍّ تَنَازُعٌ فَقَالُوْا هَجَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ دَعُوْنِيْ فَالَّذِيْ أَنَا فِيْهِ خَيْرٌ مِمَّا تَدْعُوْنِيْ إِلَيْهِ وَأَوْصَى عِنْدَ مَوْتِهِ بِثَلَاثٍ أَخْرِجُوْا الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ وَأَجِيْزُوْا الْوَفْدَ بِنَحْوِ مَا كُنْتُ أُجِيْزُهُمْ وَنَسِيْتُ

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جمعرات کا دن اور جمعرات کا کتنا شدید تھا۔ پھر وہ روئے یہاں تک کہ آنسوؤں سے ریت تر کر دی۔ راوی کہتا ہے میں نے کہا: اے ابن عباس! یوم الخمیس (جمعرات کا دن) کیا؟ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کا مرض بڑھ گیا۔ اور آپ ﷺ کے درد میں اضافہ ہوا تو آپ نے فرمایا: میرے پاس شانے کی ہڈی لاؤ، میں تحریر تمہیں لکھ دوں۔ وہ ایسی تحریر ہوگی کہ تم اس کے بعد کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ پس لوگوں نے باہم جھگڑا کیا اور نبی کے پاس جھگڑنا مناسب نہیں ہوتا تو لوگوں نے کہا: کیا حال ہے کیا بے ہوشی میں بات کر رہے ہیں ان سے سمجھانے کا سوال کرو پس لوگ رسول اللہ ﷺ پر بات لوٹانے لگے تو آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے رہنے دو

(٢٤٢٣) بخاری: ٣٠٥٣۔ مسلم: ١٦٣٧۔ احمد: ٣٣٢٦۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الثَّالِثَةَ . (رواه البخاری ، ٣٠٥٣)

مجھے چھوڑ دو پس وہ حالت جس میں میں ہوں وہ بہتر ہے اس سے جس کی طرف تم مجھے بلاتے اور منسوب کرتے ہو۔ پھر آپ ﷺ نے تین امور کی وصیت فرمائی...... مشرکین کو جزیرۃ العرب سے نکال دو اور آنے والے وفود کو سفر خرچ دو جیسے میں دیا کرتا تھا۔ راوی نے کہا تیسری وصیت میں بھول گیا۔

شرح: ......۱۔ ان سے عیادت کے ادب پر روشنی پڑتی ہے کہ مریض کے پاس زیادہ دیر نہ بیٹھیں کہ وہ اکتا جائے، اور مریض کے پاس ایسی گفتگو نہ کی جائے جو اسے بے قرار کر دے۔

۲۔ شیعہ حضرات یہ اخذ کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نام خلافت لکھوانا تھی۔ یہ بات غلط ہے کیونکہ اگر یہ لکھوانا ہوتا تو اس کے بعد نبی اکرم ﷺ دو تین دن ہوش میں رہے تھے، اگر یہ لکھوانا ہوتا تو لکھوا دیتے۔

۳۔ منکرین حدیث کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صرف کتاب اللہ کو کافی کہا تھا۔ مگر یہ استدلال نہایت غلط ہے، یہاں حدیث سے انکار نہیں ثابت ہوتا کیونکہ انہوں نے یہ نہیں کہا تھا کہ حدیث کی ضرورت نہیں۔

بلکہ مقصد یہ تھا کہ کتاب اللہ موجود ہے نبی اکرم ﷺ نے ہمیں اس پر اپنی سنت کے مطابق عمل سکھایا ہے ہمیں اس کے مطابق چل کر رہنمائی لینی چاہیے۔ (فتح الباری)

٢٤٢٤ــعَـنْ أَنَـسٍ قَالَ لَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ ﷺ جَـعَـلَ يَـتَـغَشَّـاهُ فَقَالَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَاكَرْبَ أَبَاهُ فَقَالَ لَهَا لَيْسَ عَلَى أَبِيْكَ كَـرْبٌ بَـعْـدَ الْيَـوْمِ فَلَمَّا مَاتَ قَالَتْ يَاأَبَتَاهُ أَجَابَ رَبًّادَعَاهُ يَا أَبَتَاهُ جَنَّةُ الْفِرْدَوْسِ مَأْوَاهُ يَـا أَبَتَـاهُ إِلَـى جِبْرِيلَ نَنْعَاهُ فَلَمَّا دُفِنَ قَالَتْ فَـاطِـمَـةُ رَضِـيَ اللّٰهُ عَـنْـهَـا يَا أَنَسُ أَطَابَتْ أَنْـفُـسُـكُـمْ أَنْ تَـحْـثُـوا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ التُّرَابَ (رواه البخاری ٤٤٦٢)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: جب رسول اللہ ﷺ پر مرض کا دباؤ بڑھ گیا اور درد نے آپ ﷺ کو ڈھانپ لیا تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ہائے ابا کی تکلیف! تو آپ ﷺ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا: تیرے باپ پر آج کے بعد کوئی تکلیف نہیں آئے گی۔ پھر جب آپ ﷺ کا وصال ہوا تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ہائے میرے باپ آپ ﷺ کے رب نے بلایا اور آپ دعوت پر چلے گئے...... اے ابا جان! جنت فردوس آپ ﷺ کی رہائش ہے، اے ابا جان! جبریل کی طرف سے ہم نے آپ کی وفات کی خبر پائی ہے۔ پھر جب آپ ﷺ دفنائے گئے تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے انس رضی اللہ عنہ کو کہا: تمہارا دل کیسے مطمئن ہوا کہ تم

(٢٤٢٤) بخاری: ٤٤٦٢۔ نسائی: ١٨٤٤۔ ابن ماجہ: ١٦٣٠۔ احمد: ١٢٧٠٤۔ دارمی: ٨٧

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نے رسول اللہ ﷺ پر مٹی ڈال دی۔

شرح: ...اس سے ثابت ہوا کہ میت پر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جیسے الفاظ سے دکھ کا اظہار کرنا نوحہ نہیں، اس کی گنجائش ہے۔ (فتح الباری: ۸/ ۱۴۹)

۲۴۲۵۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ مَرَّ أَبُوْبَكْرٍ وَالْعَبَّاسُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا بِمَجْلِسٍ مِنْ مَجَالِسِ الأَنْصَارِ وَهُمْ يَبْكُوْنَ فَقَالَ مَا يُبْكِيكُمْ قَالُوْا ذَكَرْنَا مَجْلِسَ النَّبِيِّ ﷺ مِنَّا فَدَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ بِذٰلِكَ قَالَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ وَقَدْ عَصَبَ عَلَى رَأْسِهِ حَاشِيَةَ بُرْدٍ قَالَ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ وَلَمْ يَصْعَدْهُ بَعْدَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أُوْصِيكُمْ بِالأَنْصَارِ فَإِنَّهُمْ كَرِشِي وَعَيْبَتِي وَقَدْ قَضَوْا الَّذِيْ عَلَيْهِمْ وَبَقِيَ الَّذِيْ لَهُمْ فَاقْبَلُوْا مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوْا عَنْ مُسِيئِهِمْ (رواہ البخاری ۳۷۹۹)

ہشام بن زید سے روایت ہے کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عباس رضی اللہ عنہ انصار کے لوگوں کے پاس سے گزرے تو وہ رو رہے تھے۔ یہ وہ وقت تھا جب رسول اللہ ﷺ کا درد زیادہ بڑھ چکا تھا۔ عباس رضی اللہ عنہ نے پوچھا: تم کیوں روئے ہو؟ انہوں نے کہا: ہمیں رسول ﷺ کی مجلس یاد آتی ہے جب ہم آپ کی محفل میں ہوا کرتے تھے۔ عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور انصار کے حال کی خبر دی تو آپ ﷺ نے سر پر لگی پٹی باندھی یا کہا چادر کا کنارہ سر پر لپیٹا اور نکل کر منبر پر تشریف فرما ہوئے اور اس دن کے بعد منبر پر تشریف نہیں لائے۔ آپ ﷺ نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور پھر فرمایا. میں تمہیں انصار سے حسن سلوک کی وصیت کرتا ہوں، وہ میرے لیے اندرونی لباس اور میرے سامان کا صندوق اور تھیلہ ہیں۔ ذمہ داران نے اپنا فرض پورا کر دیا ہے اور ان کا حق باقی ہے۔ ان کے اچھائی کرنے والے کی بھلائی قبول کرو اور ان کے بدی کرنے والے سے در گزر کیا کرو۔'' (بخاری)

۲۴۲۶۔ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تُوُفِّيَ يَوْمَ الأَثْنَيْنِ فَلَمْ يُغَسَّلْ إِلَى آخِرِ يَوْمِ الثُّلاَثَاءِ فَغُسِلَ مِنْ بِئْرِ غَرْسٍ كَانَتْ لِسَعِيْدِ بْنِ خَيْثَمَةَ كَانَ ﷺ

جعفر بن محمد بن علی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی سوموار کو وفات ہوئی، پس منگل کے دن آخری وقت تک آپ ﷺ کو غسل نہیں دیا گیا۔ پھر آپ ﷺ کو غرس کے کنویں کے پانی سے غسل دیا گیا۔ یہ کنواں سعید بن خیثمہ رضی اللہ عنہ کی ملکیت تھا اور

(۲۴۲۵) بخاری: ۳۷۹۹۔ مسلم: ۲۵۱۰۔ ترمذی: ۳۹۰۷۔ احمد: ۱۳۴۶۷۔

(۲۴۲۶) رزین۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

يَشْرَبُ مِنْهَا وَعَلِيٌّ غَسلَ سَفِلَتِهِ عَلَيَّ وَغُسِلَ عَلَى قَمِيصٍ عَلِيٌّ يَغْسِلُ وَأُسَامَةُ وَقِيلَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ يَصُبُّ الْمَاءَ، وَالْفَضْلُ مُحْتَضِنُهُ إِذْ يُغْسَلُ عَلَى سَفِلَتِهِ وَالْفَضْلُ يَقُولُ أَرِحْنِيْ قَطَعْتُ وَتِينِي أَرَىٰ شَيْئاً يَنْزِلُ عَلَيَّ، وَكُفِّنَ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ ثَوْبَيْنِ صُحَارِيَيْنِ وَبُرْدَةٍ حِبَرَةٍ وَصَلَّى النَّاسُ عَلَيْهِ بِغَيْرِ إِمَامٍ تُصَلِّي زُمْرَةٌ وَتَخْرُجُ وَهُوَ فِي مَوْضِعِهِ فَلَمَّا فَرَغُوا نَادَى عُمَرُ: خَلُّوا الْجَنَازَةَ وَأَهْلَهَا وَكَانَتْ عَائِشَةُ تَقُولُ بَعْدُ: لَو اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَااسْتَدْبَرْتُ مَا غَسَلَهُ إِلَّا نِسَاؤُهُ. (رواه رزين)

رسول اللہ ﷺ اس کا پانی پیا کرتے تھے۔آپ کے بدن کے نیچے کے حصے کو علی رضی اللہ عنہ نے دھویا اور قمیص کے اوپر سے غسل دیا گیا غسل علی رضی اللہ عنہ دیتے تھے اور اسامہ رضی اللہ عنہ پانی ڈالتے تھے ... کہا گیا ہے کہ ایک انصاری پانی ڈالتے تھے۔ جب علی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے بدن کے نیچے کے حصے کو دھوتے تھے تو فضل بن عباس رضی اللہ عنہ نے آپ کو گود میں تھام رکھا تھا۔ فضل کہتے تھے: مجھے آرام کرنے دو، آرام کرنے دو۔ میری شہ رگ کٹ رہی ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ میرے اوپر کوئی چیز اتر رہی ہے۔ آپ ﷺ کو تین کپڑوں کا کفن دیا گیا، دو وسیع کپڑے اور ایک دھاری دار چادر تھی۔ امام کے بغیر آپ ﷺ کا جنازہ پڑھا گیا۔ لوگ گروہ در گروہ پڑھتے اور نکلتے جاتے اور آپ ﷺ کو ایک جگہ ہی رہنے دیا۔ جب لوگ جنازے سے فارغ ہوگئے تو عمر رضی اللہ عنہ نے آواز دی کہ آپ ﷺ کے جسم اطہر کو اور آپ کی اہل کو چھوڑ کر چلے جاؤ ... عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں. اگر مجھے پہلے معلوم ہوتا جو بعد میں معلوم ہوا تو آپ ﷺ کو آپ کی ازواج مطہرات خود غسل دیتیں۔“ (رزین)

٢٤٢٧۔ عَنْ عَامِرٍ قَالَ غَسَّلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلِيٌّ وَالْفَضْلُ وَأُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَهُمْ أَدْخَلُوْهُ قَبْرَهُ. ﴿قَالَ حَدَّثَنَا مَرْحَبٌ أَوْ أَبُو مَرْحَبٍ أَنَّهُمْ أَدْخَلُوْا مَعَهُمْ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ فَلَمَّا فَرَغَ عَلِيٌّ قَالَ إِنَّمَا يَلِيْ الرَّجُلَ أَهْلُهُ.﴾ (رواه أبوداود ٣٢٠٩)

عامر کہتے ہیں کہ علی، فضل اور اسامہ رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کو قبر مبارک میں اتارا اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ شامل کیا۔

(٢٤٢٧) صحيح، الباني: ٢٧٤٨۔ ابوداؤد: ٣٢٠٩.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

٢٤٢٨ـ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَنَا مُتُّ فَاغْسِلُوْنِي بِسَبْعِ قِرَبٍ مِنْ بِئْرِي غَرْسٍ. (رواه إبن ماجة ١٤٦٨)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب میں فوت ہو جاؤں تو میرے غرس کنویں سے سات مشکیزے پانی کے ساتھ مجھے غسل دے دو۔" (ابن ماجہ)

٢٤٢٩ـ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا أَرَادُوْا غَسْلَ النَّبِيِّ ﷺ قَالُوْا وَاللّٰهِ مَا نَدْرِي أَنُجَرِّدُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مِنْ ثِيَابِهِ كَمَا نُجَرِّدُ مَوْتَانَا أَمْ نَغْسِلُهُ وَعَلَيْهِ ثِيَابُهُ فَلَمَّا اخْتَلَفُوْا أَلْقَى اللّٰهُ عَلَيْهِمُ النَّوْمَ حَتَّى مَا مِنْهُمْ رَجُلٌ إِلَّا وَذَقْنُهُ فِي صَدْرِهِ ثُمَّ كَلَّمَهُمْ مُكَلِّمٌ مِنْ نَاحِيَةِ الْبَيْتِ لَا يَدْرُوْنَ مَنْ هُوَ أَنِ اغْسِلُوْا النَّبِيَّ ﷺ وَعَلَيْهِ ثِيَابُهُ فَقَامُوْا إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَغَسَلُوْا وَعَلَيْهِ قَمِيصُهُ يَصُبُّوْنَ الْمَاءَ فَوْقَ الْقَمِيصِ وَيَدْلُكُوْنَهُ بِالْقَمِيصِ دُوْنَ أَيْدِيهِمْ (رواه أبوداود، ٣١٤١)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے جب رسول اللہ ﷺ کو غسل دینے کا وقت آیا تو ان لوگوں نے کہا: ہمیں تو معلوم نہیں ہے کہ ہم آپ ﷺ کے کپڑے اتاریں جیسے ہم اپنے عام مردوں کا لباس اتارتے ہیں یا ہم آپ ﷺ کے لباس کے اوپر ہی سے غسل دیں۔ جب اختلاف ہوا تو اللہ تعالیٰ نے سب پر نیند طاری کر دی یہاں تک کہ ہر مرد کی ٹھوڑی اس کے سینے پر گر گئی، پس گھر کے کونے سے کلام کرنے والے نے کلام کیا اور کسی کو معلوم نہ ہوسکا کہ کون کلام کرتا ہے۔ اس نے کہا: رسول اللہ ﷺ کو ان کے کپڑوں کے اوپر سے غسل دو۔ بس آپ ﷺ کی قمیص کے اوپر سے غسل دیا گیا، قمیص کے اوپر پانی ڈالا گیا اور قمیص کے ساتھ جسم اطہر کو مل کر دھوتے اور ہاتھوں سے نہ ملتے تھے۔"

شرح: ......اس سے ثابت ہوا کہ زندہ اور مردہ انسان کی شرمگاہ کو دیکھا جائے، اور یہ بھی ثابت ہوا کہ نبی اکرم ﷺ کو بمع لباس غسل دیا گیا تھا، پانی میں بیری کے پتے ملائے گئے اور آدمی قمیض کے اوپر سے ملتے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ آواز آئی تھی کہ آپ ﷺ کا غسل کے وقت لباس نہ اتارا جائے۔ (عون المعبود: ٣/١٦٦)

٢٤٣٠ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُفِّنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ نَجْرَانِيَّةِ الْحُلَّةُ ثَوْبَانِ وَقَمِيصُهُ الَّذِي مَاتَ فِيْهِ. (رواه أبوداود ٣١٥٣)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو تین کپڑوں کا کفن دیا گیا، دو نجرانی کپڑے اور ایک آپ ﷺ کی وہ قمیص جس میں آپ نے وفات پائی۔

(٢٤٢٨) ابن ماجه: ١٤٦٨۔ ضعيف: ٣١٧.

(٢٤٢٩) ابوداود: ٣١٤١۔ حسن، البانی: ٢٦٩٣۔ احمد: ٢٥٧٧٤.

(٢٤٣٠) ابوداود: ٣١٥٣۔ ضعيف، الاسناد: ٦٨٨۔ ابن ماجه: ١٤٧١۔ احمد: ٢٨٥٨.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۲۴۳۱۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أُدْرِجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي حُلَّةٍ يَمَنِيَّةٍ كَانَتْ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ ثُمَّ نُزِعَتْ عَنْهُ وَكُفِّنَ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ سُحُوْلٍ يَمَانِيَةٍ لَيْسَ فِيهَا عِمَامَةٌ وَلَا قَمِيصٌ فَرَفَعَ عَبْدُاللّٰهِ الْحُلَّةَ فَقَالَ أُكَفَّنُ فِيهَا ثُمَّ قَالَ لَمْ يُكَفَّنْ فِيهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأُكَفَّنُ فِيهَا فَتَصَدَّقَ بِهَا. (رواه مسلم ۹۴۱)

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو دو یمنی چادروں اور آپ ﷺ کی قمیص کا کفن دیا گیا دو یعنی چادریں عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی تھیں پھر یہ دو چادریں اتار دی گئیں اور آپ کو تین کپڑوں کا کفن پہنایا گیا۔ وہ قطنی یمانی کپڑے تھے، ان میں عمامہ تھا نہ قمیص تھی۔ تو عبداللہ بن ابی بکر نے اپنی دو چادریں اٹھا کر رکھ دیں اور کہا: مجھے یہ کفن پہنایا جائے۔ پھر انہوں نے کہا ان میں رسول اللہ ﷺ کو کفن نہ دیا گیا تو میں ان میں کفنایا جاؤں یہ غیر مناسب ہے، چنانچہ انہوں نے وہ چادریں صدقہ کر دیں۔

۲۴۳۲۔ وفي رواية: قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ لَوْ رَضِيَهَا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لِنَبِيِّهِ لَكَفَّنَهُ فِيهَا فَبَاعَهَا وَتَصَدَّقَ بِثَمَنِهَا. (رواه مسلم ۹۴۱)

اور ایک روایت ہے کہ عبداللہ نے کہا: اگر یہ دو چادریں اللہ تعالیٰ کو پسند ہوتیں تو اللہ تعالیٰ اپنے نبی کا کفن بنا دیتا۔ پھر انہوں نے وہ فروخت کر کے قیمت صدقہ کر دی۔

۲۴۳۳۔ وفي أخرى: أَنَّهُ ﷺ حِيْنَ تُوُفِّيَ سُجِّيَ بِبُرْدٍ حِبَرَةٍ (للبخاري ۵۸۱۴)

اور ایک روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو دھاری دار چادر آپ ﷺ کے جسد اطہر پر ڈالی گئی۔

۲۴۳۴۔ وفي أخرى: ذُكِرَ لِعَائِشَةَ ثَوْبَيْنِ وَبُرْدٍ حِبَرَةٍ فَقَالَتْ قَدْ أُتِيَ بِالْبُرْدِ وَلٰكِنَّهُمْ رَدُّوْهُ وَلَمْ يُكَفِّنُوْهُ فِيهِ. (رواه الترمذي ۹۹۶)

دوسری روایت ہے کہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس لکیر دار دو چادروں کا ذکر کیا گیا تو انہوں نے کہا چادریں تو لائی گئیں لیکن انہوں نے واپس کر دیں اور آپ ﷺ کو ان کا کفن نہ پہنایا۔

شرح:......ا۔ ان احادیث میں صحیح ترین بات یہی ہے کہ رسول اکرم ﷺ کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا تھا۔ ایک تہبند تھا۔ ایک اوپر والی چادر تھی، ایک لفافہ تھا۔ (طبقات ابن سعد)

بعض لوگ کہتے ہیں کہ سات کپڑوں میں آپ ﷺ کو کفن دیا گیا تھا۔ اس حدیث میں اس موقف کی تردید

(۲۴۳۱) مسلم: ۹۴۱۔ بخاری: ۱۳۸۷۔ ترمذی: ۹۹۶۔ نسائی: ۱۸۹۹۔ ابوداؤد: ۳۱۵۱۔ ابن ماجہ: ۱۴۶۹۔ احمد: ۲۵۷۴۴۔ موطا: ۵۲۲۔

(۲۴۳۲) مسلم: ۹۴۱۔ بخاری: ۱۳۸۷۔ ترمذی: ۹۹۶۔ نسائی: ۱۸۹۹۔ ابوداؤد: ۳۱۵۱۔ ابن ماجہ: ۱۴۶۹۔ احمد: ۲۵۷۴۴۔ موطا: ۵۲۲۔

(۲۴۳۳) بخاری: ۵۸۱۴۔ نسائی: ۱۸۹۹۔ ابوداؤد: ۳۱۲۰۔ احمد: ۲۴۳۴۲۔

(۲۴۳۴) ترمذی: ۹۹۶۔ صحیح البانی: ۷۹۴۔ بخاری: ۱۲۶۴۔ مسلم: ۹۴۱۔ نسائی: ۱۸۹۹۔ ابوداؤد: ۳۱۵۱۔ ابن ماجہ: ۱۴۶۹۔ احمد: ۲۵۴۔ موطا: ۵۲۲۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

موجود ہے اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس بارے میں وارد حدیث کو نا قابل حجت کہا ہے۔(التلخیص : ۱/ ۱۵۵) بخاری و مسلم سے ثابت صحیح ترین احادیث میں یہی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو انہی تین کپڑوں میں کفن دیا گیا، ایک تہبند، ایک اوپر والی چادر، ایک لفافہ۔ لہٰذا مردوں کو انہی تین کپڑوں میں کفن دینا افضل ہے۔

۲۔ سحول یمن میں ایک بستی ہے یہ کپڑے چونکہ وہاں تیار ہوئے تھے، اس لیے انہیں سحولی کہا گیا ہے۔(مرعاۃ:۲/۴۶۲)

۲۴۳۵۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اخْتَلَفُوْا فِي دَفْنِهِ فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ شَيْئاً مَا نَسِيْتُهُ قَالَ مَاقَبَضَ اللّٰهُ نَبِيًّا إِلَّا فِي الْمَوْضِعِ الَّذِيْ يُحِبُّ أَنْ يُدْفَنَ فِيْهِ ادْفِنُوْهُ فِي مَوْضِعِ فِرَاشِهِ . (رواه الترمذی ۱۰۱۸)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا اور غسل بھی دیا گیا تو آپ ﷺ کو دفن کرنے میں باہم اختلاف پیدا ہوا، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے یہ ارشاد نہیں بھولا جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے ہر نبی کو اسی جگہ وفات دی ہے جس جگہ اس کو دفن کرنا اللہ کو پسند تھا۔ آپ ﷺ کو آپ کے بستر کی جگہ میں دفن کر دو۔" (ترمذی)

۲۴۳۶۔ وَلِمَالِكٍ فِيْمَا بَلَغَهُ نَحْوَهُ وَفِيْهِ ، قَالَ نَاسٌ: يُدْفَنُ عِنْدَ الْمِنْبَرِ وَقَالَ آخَرُوْنَ يُدْفَنُ بِالْبَقِيْعِ .

امام مالک رحمہ اللہ کو اس کی مانند روایت پہنچی ہے اور اس میں یہ بھی ہے: کچھ اصحاب نے کہا: منبر کی جگہ میں دفناؤ تو کچھ نے کہا بقیع میں دفناؤ۔"

شرح : ...... یہ سب سے پہلا اختلاف تھا جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں پیدا ہوا، مگر وہ اتباع سنت کا جذبہ رکھتے تھے، حدیث مبارکہ سنتے ہی وہیں قبر کھودی اور آپ ﷺ کو وہیں گھر ہی میں دفن کر دیا۔

۲۔ عوام میں سے خواہ کتنا بھی بڑا ہو اسے عام قبرستان میں دفن کیا جائے، یہ خصوصیت انبیائے کرام اور آپ ﷺ کو ہی حاصل ہے کہ جہاں فوت ہوں وہاں دفن ہوں۔ (زرقانی:۲/۶۶)

۲۴۳۷۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ قَالَ كَانَ بِالْمَدِيْنَةِ رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا يَلْحَدُ وَالْآخَرُ لَا يَلْحَدُ فَقَالُوْا أَيُّهُمَا جَاءَ أَوَّلَ عَمِلَ عَمَلَهُ فَجَاءَ الَّذِيْ يَلْحَدُ فَلَحَدَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ (رواه مالك ۵۴۴)

عروہ رحمہ اللہ نے کہا: مدینہ میں دو مرد تھے، ایک ان میں سے لحد قبر تیار کرتا تھا اور دوسرا شق قبر کھودتا تھا۔ تو صحابہ نے کہا جو پہلے آئے گا وہ اپنا کام کرے گا، چنانچہ وہ آ گیا جو بغلی قبر (لحد) کھودتا تھا تو اس نے آپ ﷺ کی قبر مبارک تیار کی۔ (مالک)

(۲۴۳۵) ترمذی: ۱۰۱۸۔ صحیح، البانی: ۸۱۲.
(۲۴۳۶) موطا: ۵۴۶.
(۲۴۳۷) موطا: ۵۴۴.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

٢٤٣٨ـ عَنْ عَامِرِبْنِ سَعْدِبْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ فِي مَرَضِهِ الَّذِيْ هَلَكَ فِيْهِ اِلْحَدُوْالِي لَحْداً وَانْصِبُوْا عَلَيَّ اللَّبِنَ نَصْباً كَمَا صُنِعَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ (رواه مسلم ٩٦٦)

عامر بن سعد سے روایت ہے کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اپنی مرض الموت میں کہا: میرے لیے لحد قبر تیار کرنا اور میرے اوپر اینٹ کھڑی کر کے رکھنا جیسا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیا گیا تھا۔

شرح: ......ایک قبر ہوتی ہے جو زمین درمیان سے کھود کر بناتے ہیں، اسے شق یا چیرے والی قبر کہتے ہیں۔ ایک قبر ہے زمین کھود کر پھر قبر کی ایک جانب گہری کھدائی کرتے ہیں، اسے لحد والی قبر کہتے ہیں، جسے ہم "سامی" کہتے ہیں۔

لحد والی قبر بنانا اور اس پر کچی اینٹیں ٹکانا مستحب عمل ہے، کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بالاتفاق اسے بنایا تھا، اور نبی اکرم ﷺ کی قبر اطہر پر جو اینٹیں رکھی گئیں ان کی تعداد نو تھی۔

٢۔ لحد اور شق دونوں جائز ہیں، افضل لحد ہے کیونکہ نبی ﷺ کی یہی بنائی گئی تھی۔ یہ دو آدمی جو قبر کی کھدائی کرتے تھے، لحد والے حضرت ابوطلحہ زید بن سہل انصاری رضی اللہ عنہ ہیں اور شق بنانے والے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ ہیں۔ (مرعاۃ:٢/٥٠٠)

٢٤٣٩ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جُعِلَ تَحْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ دُفِنَ قَطِيْفَةٌ حَمْرَاءُ (رواه النسائی ٢٠١٢)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک میں سرخ چٹائی بچھائی گئی۔

٢٤٤٠ـ عَنْ جَعْفَرِبْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ الَّذِيْ أَلْحَدَ قَبْرَرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَبُوْطَلْحَةَ وَالَّذِيْ أَلْقَى الْقَطِيْفَةَ تَحْتَهُ شُقْرَانُ مَوْلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ (رواه الترمذی ١٠٤١)

محمد بن علی بن حسین (الباقر) نے کہا: جس نے رسول اللہ ﷺ کی قبر تیار کی وہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ ہیں اور جس نے آپ ﷺ کے نیچے چٹائی بچھائی وہ آپ کے آزاد کردہ غلام شقران رضی اللہ عنہ ہیں۔

٢٤٤١ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّاأَرَادُوْا أَنْ يَحْفِرُوْالِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بَعَثُوْاإِلَى أَبِيْ عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ وَكَانَ يَضْرَحُ كَضَرِيْحِ

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: جب رسول اللہ ﷺ کے لیے قبر تیار کرنے کا ارادہ کیا گیا تو ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کی طرف آدمی بھیجا گیا، وہ سیدھی قبر کھودتے تھے، جیسے اہل مکہ قبر

(٢٤٣٨) مسلم. ٩٦٦ـ نسائی: ٢٠٠٨ـ ابن ماجه: ١٥٥٦ـ احمد: ١٦٠٤.
(٢٤٣٩) نسائی: ٢٠١٢ـ صحيح، الالبانی: ١٩٠١ـ مسلم: ٩٦٧ـ ترمذی: ١٠٤٨ـ احمد: ٣٣٣١.
(٢٤٤٠) ترمذی: ١٠٤٧ـ صحيح، الالبانی: ٨٣٧ـ ماعدا الشطر الثانی قال جعفر، فهو صحيح.
(٢٤٤١) ابن ماجه: ١٦٢٨ـ ضعيف الالبانی، لكن قصة الشقاق واللاحد ثابتة: ٣٥٩ـ احمد: ٤٠.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أَهْلِ مَكَّةَ وَبَعَثُوْا إِلَى أَبِيْ طَلْحَةَ وَكَانَ هُوَ الَّذِيْ يَحْفِرُ لِأَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ يَلْحَدُ فَبَعَثُوْا إِلَيْهِمَا رَسُوْلَيْنِ وَقَالُوْا اللّٰهُمَّ خِرْ لِرَسُوْلِكَ فَوَجَدُوْا أَبَا طَلْحَةَ فَجِيءَ بِهِ وَلَمْ يُوْجَدْ أَبُوْ عُبَيْدَةَ فَلَحَدَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَلَمَّا فَرَغُوْا مِنْ جِهَازِهِ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ وُضِعَ عَلَى سَرِيْرِهِ فِيْ بَيْتِهِ ثُمَّ دَخَلَ النَّاسُ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَرْسَالًا يُصَلُّوْنَ عَلَيْهِ حَتَّى إِذَا فَرَغُوْا أَدْخَلُوا النِّسَاءَ حَتَّى إِذَا فَرَغُوْا أَدْخَلُوا الصِّبْيَانَ وَلَمْ يَؤُمَّ النَّاسَ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَحَدٌ لَقَدِ اخْتَلَفَ الْمُسْلِمُوْنَ فِي الْمَكَانِ الَّذِيْ يُحْفَرُ لَهُ فَقَالَ قَائِلُوْنَ يُدْفَنُ فِيْ مَسْجِدِهِ وَقَالَ قَائِلُوْنَ يُدْفَنُ مَعَ أَصْحَابِهِ فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ إِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَا قُبِضَ نَبِيٌّ إِلَّا دُفِنَ حَيْثُ يُقْبَضُ قَالَ فَرَفَعُوْا فِرَاشَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الَّذِيْ تُوُفِّيَ عَلَيْهِ فَحَفَرُوْا لَهُ ثُمَّ دُفِنَ ﷺ وَسَطَ اللَّيْلِ مِنْ لَيْلَةِ الْأَرْبِعَاءِ وَنَزَلَ فِيْ حُفْرَتِهِ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ وَالْفَضْلُ بْنُ الْعَبَّاسِ قَاسِمٌ أَخُوْهُ وَشُقْرَانُ مَوْلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ أَوْسُ بْنُ خَوْلِيٍّ وَهُوَ أَبُوْ لَيْلَى لِعَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ أَنْشُدُكَ اللّٰهَ وَحَظَّنَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهُ عَلِيٌّ انْزِلْ وَكَانَ شُقْرَانُ مَوْلَاهُ أَخَذَ قَطِيْفَةً كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَلْبَسُهَا فَدَفَنَهَا فِي الْقَبْرِ وَقَالَ وَاللّٰهِ لَا

کھودتے ہیں۔ اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی طرف بھی قاصد روانہ کیا اور اہل مدینہ کے لیے قبریں یہی کھودتے تھے اور یہ لحد (بغلی قبر) کھودتے تھے ان دونوں کی طرف دو قاصد روانہ کیے گئے اور کہا یااللہ! اپنے نبی کے لیے قبر پسند کردے پس ابوطلحہ رضی اللہ عنہ! لایا گیا اور ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نہیں مل سکے۔ پس رسول اللہ ﷺ کے لیے لحد تیار کی گئی اور جب منگل کے دن تیاری مکمل ہوگئی تو آپ ﷺ کو گھر میں چارپائی پر رکھا گیا اور لوگ گروہ گروہ کر کے داخل ہوتے جاتے اور صلوۃ پڑھتے ..... جب مرد فارغ ہوگئے تو خواتین داخل کی گئیں، ان سے فارغ ہوئے تو بچے داخل کیے گئے اور کسی نے امامت نہیں کرائی۔ مسلمانوں میں آپ ﷺ کی قبر تیار کرنے کی جگہ میں اختلاف پیدا ہوا۔ تو کسی نے کہا آپ ﷺ کو آپ کی مسجد میں دفن کیا جائے اور کسی نے کہا آپ ﷺ کے اصحاب کے ساتھ دفن کیا جائے، چنانچہ ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے: فرمایا: نبی کی روح جس مقام پر قبض ہوتی ہے اسی جگہ اس کو دفن کیا جاتا ہے..... پس آپ ﷺ کا بستر اٹھایا گیا جہاں آپ کی وفات ہوئی اسی جگہ قبر مبارک تیار کی گئی اور پھر بدھ کی رات کے نصف میں آپ کو دفنایا گیا۔ آپ ﷺ کی قبر میں علی رضی اللہ عنہ، فضل بن عباس رضی اللہ عنہ اور ان کا بھائی قاسم بن عباس رضی اللہ عنہ اترے اور رسول اللہ ﷺ کا آزاد کردہ غلام شقران رضی اللہ عنہ ایک چادر لیکر آیا جس کو آپ ﷺ پہنتے تھے وہ اس نے قبر میں بچھا دی اور کہا: اللہ کی قسم! اس کو آپ ﷺ کے بعد کوئی نہیں پہنے گا۔" (ابن ماجہ، سند ضعیف ہے)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يَلْبَسُهَا أَحَدٌ بَعْدَكَ أَبَدًا فَدُفِنَتْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ (رواه إبن ماجة ١٦٢٨ بلين)

شرح: ......جمہور علمائے کرام تو یہ پسند نہیں کرتے کہ میت کے نیچے قبر میں کوئی چادر وغیرہ بچھائی جائے۔ حضرت شقران نے آپ ﷺ کے نیچے جو بچھونا بچھایا تھا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس سے آگاہ نہ تھے، یہ شقران کا انفرادی عمل ہے۔ اس لیے یہ بچھانا درست نہیں۔ امام بغوی اور ابن حزم رحمہ اللہ کا فتویٰ اس کے جواز کا ہے۔ راقم کے نزدیک اس طرح بچھونے کی گنجائش نکل ہی آتی ہے، احتیاط نہ بچھانے میں ہی ہے۔ (مرعاة: ٢/ ٤٩٧)

٢٤٤٢ــ عَنِ الْقَاسِمِ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ فَقُلْتُ يَا أُمَّهْ اكْشِفِيْ لِي عَنْ قَبْرِ النَّبِيِّ ﷺ وَصَاحِبَيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَكَشَفَتْ لِيْ عَنْ ثَلَاثَةِ قُبُوْرٍ لَا مُشْرِفَةٍ وَلَا لَاطِئَةٍ مَبْطُوْحَةٍ بِبَطْحَاءِ الْعَرْصَةِ الْحَمْرَاءِ (رواه أبوداود ٣٢٢٠)

قاسم بن محمد نے کہا: میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوا اور ان کے گھر میں گیا اور میں نے کہا: اے میری ماں! میرے لیے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے دو اصحاب کی قبروں کو کھولیے، تو انہوں نے تین قبر کھولیں جو نہ تو بلند تھیں اور نہ زمین کے برابر تھیں، سرخ پتھریلی جگہ سے لا کر کنکر ڈالے گئے تھے۔ (ابوداؤد)

٢٤٤٣ــ زَادَ رَزِيْنٌ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُقَدَّمٌ الْقِبْلَةِ وَأَبُوبَكْرٍ خَلْفَهُ رَأْسُهُ عِنْدَ مَنْكِبَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَطَالَتْ رِجْلَاهُ أَسْفَلَ وَعُمَرُ خَلْفَ أَبِيْ بَكْرٍ عَلَى تِلْكَ الرُّتْبَةِ.

رزین نے اضافہ کر کے بیان کیا ہے، آگے بجانب قبلہ رسول اللہ ﷺ ہیں، ان کے پس پشت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کا سر آپ ﷺ کے شانے کے برابر ہے اور ان کے پاؤں کی طرف سے ان کی قبر آپ ﷺ کی قبر سے نیچے کی جانب طویل ہے اور اسی مقدار سے عمر رضی اللہ عنہ کی ابوبکر رضی اللہ عنہ کی پشت کے ساتھ ہے۔

٢٤٤٤ـ عَنْ أَبِيْ بَكْرِبْنِ عَيَّاشٍ عَنْ سُفْيَانَ التَّمَّارِ أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ رَأَى قَبْرَ النَّبِيِّ ﷺ مُسَنَّمًا. (رواه البخاري ١٣٩٠)

ابوبکر بن عیاش سے مروی ہے، وہ سفیان سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے نبی کریم ﷺ کی قبر کو دیکھا کہ اسے کوہان کی مانند بنایا گیا ہے۔

٢٤٤٥ـ عَنْ عُرْوَةَ لَمَّا سَقَطَ حَائِطُ حُجْرَةِ

عروہ رحمہ اللہ نے کہا: ولید اموی کے عہد میں نبی کریم ﷺ کی

(٢٤٤٢) ابوداؤد: ٣٢٢٠۔ ضعیف، البانی: ٧٠٥.

(٢٤٤٣) رزین۔

(٢٤٤٤) بخاری: ١٣٩٠.

(٢٤٤٥) رزین۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قَبْرِ النَّبِيِّ ﷺ فِي زَمَانِ الْوَلِيدِ أَخَذَ فِي بِنَائِهِ فَبَدَتْ لَهُمْ قَدَمٌ فَفَزِعُوْا وَظَنُّوْا أَنَّهَا قَدَمُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَمَا وَجَدُوْا أَحَداً يَعْلَمُ ذٰلِكَ حَتّٰى قَالَ لَهُمْ عُرْوَةُ: وَاللّٰهِ مَا هِيَ قَدَمُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَمَا هِيَ إِلاَّ قَدَمُ عُمَرَ. (رواه رزين)

قبر کے حجرے کی دیوار گر گئی تو اس کو بنانے لگے۔ لوگوں کے سامنے پاؤں ظاہر ہوئے تو لوگ خوف کے مارے ڈرنے لگے اور انہوں نے گمان کیا کہ یہ پاؤں رسول اللہ ﷺ کے ہوں گے۔ تو ان کے بتانے والا کوئی نہ ملا جو یہ بات جانتا ہو۔ یہاں تک کہ عروہ رحمہ اللہ نے کہا: اللہ کی قسم! یہ رسول اللہ ﷺ کے پاؤں مبارک نہیں ہیں، بلکہ یہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاؤں ہیں۔ (رزین)

٢٤٤٦۔ عَنْ سَعِيْدِبْنِ عَبْدِالْعَزِيْزِ قَالَ لَمَّا كَانَ أَيَّامُ الْحَرَّةِ لَمْ يُؤْذَنْ فِي مَسْجِدِالنَّبِيِّ ثَلَاثاً وَلَمْ يُقَمْ وَلَمْ يَبْرَحْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ مِنَ الْمَسْجِدِ وَكَانَ لَا يَعْرِفُ وَقْتَ الصَّلَاةِ إِلَّا بِهَمْهَمَةٍ يَسْمَعُهَا مِنْ قَبْرِ النَّبِيِّ فَذَكَرَ مَعْنَاهُ. (رواه الدارمي ٩٣)

سعید بن عبدالعزیز کہتے ہیں: جب حرہ کے ایام تھے تو رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں تین ایام تک اذان نہیں کہی گئی۔ اور سعید بن میسب رحمہ اللہ نہ اٹھے اور نہ مسجد سے جدا ہوئے اور وہ نمازوں کے اوقات بھی اس کے بغیر نہیں جانتے تھے کہ آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک سے ان کو گفتگو کی آواز آتی تھی جب نماز کا وقت ہوتا تھا۔

٢٤٤٧۔ عَنْ نُبَيْهِ بْنِ وَهْبٍ أَنَّ كَعْبًا دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ فَذَكَرُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ كَعْبٌ مَا مِنْ يَوْمٍ يَطْلُعُ إِلَّا نَزَلَ سَبْعُوْنَ أَلْفًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ حَتّٰى يَحُفُّوْا بِقَبْرِ النَّبِيِّ ﷺ يَضْرِبُوْنَ بِأَجْنِحَتِهِمْ وَيُصَلُّوْنَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى إِذَا أَمْسَوْا عَرَجُوْا وَهَبَطَ مِثْلُهُمْ فَصَنَعُوْا مِثْلَ ذٰلِكَ حَتّٰى إِذَا انْشَقَّتْ عَنْهُ الْأَرْضُ خَرَجَ فِي سَبْعِيْنَ أَلْفًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ يَزِفُّوْنَهُ. (رواه الدارمي ٩٤)

کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: ہر دن جب سورج طلوع ہوتا ہے ستر (٧٠) ہزار فرشتے اتر کر رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک کو ڈھانپ لیتے ہیں اور اپنے پر ہلاتے ہیں اور رات آنے تک نبی کریم ﷺ پر درود پڑھتے ہیں اور پھر وہ آسمان پر چڑھ جاتے ہیں اور ان کی مثل دوسرے فرشتے آتے ہیں اور قیامت کو جب زمین سے اٹھیں گے تو ستر ہزار فرشتے آپ ﷺ کے ساتھ چلیں گے۔

شرح:.......١۔ یہ اقوال ہیں، حجت نہیں۔ ان پر بحث کی ضرورت نہیں۔

٢۔ نبی اکرم ﷺ کی قبر مبارک کوہان نما تھی اور یہی افضل طریقہ ہے۔ (مرعاة: ٢/ ٣٩٧)

(٢٤٤٦) دارمی: ٩٣.

(٢٤٤٧) دارمی: ٩٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

٢٤٤٨ــ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ، رَفَعَهُ: إِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِيْنَ يُبَلِّغُوْنِي عَنْ أُمَّتِي السَّلَامَ، وَقَالَ ﷺ حَيَاتِي خَيْرٌ لَكُمْ تُحَدِّثُوْنَ وَيُحَدِّثُ لَكُمْ وَوَفَاتِي خَيْرٌ لَكُمْ تُعْرَضُ عَلَيَّ أَعْمَالُكُمْ فَمَا رَأَيْتُ مِنْ خَيْرٍ حَمِدْتُ اللهَ عَلَيْهِ وَمَا رَأَيْتُ مِنْ شَرٍّ اسْتَغْفَرْتُ اللهَ لَكُمْ. (رواه البزار)

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے فرشتے ہیں جو چلتے اور سیاحت کرتے ہیں اور میری امت کا سلام مجھے پہنچاتے ہیں۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری حیات اور زندگی بھی تمہارے لیے بہتر ہے کہ تم بات چیت کرتے ہو اور تم سے بات چیت کی جاتی ہے۔ ....اور میری وفات بھی تمہارے لیے بہتر ہے۔ تمہارے اعمال میرے سامنے پیش کیے جاتے ہیں، پس اگر نیکی دیکھتا ہوں تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں اور بدی دیکھتا ہوں تو تمہارے لیے استغفار کرتا ہوں۔'' (البزار)

شرح: ا۔اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی ﷺ پر امت کے اعمال پیش ہوتے ہیں اور امت جو آپ ﷺ پر سلام کہتی ہے، وہ بھی پیش ہوتا ہے اور یہی حکم درود کا ہے وہ بھی پیش ہوتا ہے۔ اس حدیث میں نبی اکرم ﷺ پر درود اور سلام بھیجنے کی ترغیب ہے۔ اور اس میں آپ ﷺ کی جلالت شان اور تعظیم بھی بیان ہوئی ہے کہ یہ درود وسلام اتنا پر عظمت کارنامہ ہے کہ انہیں آپ تک پہنچانے کے لیے فرشتے مقرر کر دیے گئے ہیں اور جس قدر آپ پر درود وسلام کی کثرت ہوتی ہے، آپ کے لیے یہ امر باعث مسرت ہوتا ہے۔ (مرعاۃ ۲/ ۵۰۱)

یہاں سے کچھ حضرات آپ ﷺ کے حاضر وناظر ہونے کا معاملہ کشید کرتے ہیں یہ بہت بڑی غلطی ہے کیونکہ یہ عالم برزخ کا معاملہ ہے، اسے دنیا پر قیاس نہ کیا جائے۔

٢٤٤٩ــ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ، قَالَ. نَعَى إِلَيْنَا حَبِيْبُنَا وَنَبِيُّنَا بِأَبِي هُوَ نَفْسِي لَهُ فِدَاءٌ ﷺ قَبْلَ مَوْتِهِ بِسِتٍّ فَلَمَّا دَنَى الْفِرَاقُ جَمَعَنَا فِي بَيْتِ ﴿أُمِّنَا﴾ عَائِشَةَ فَنَظَرَ إِلَيْنَا فَدَمَعَتْ عَيْنَاهُ ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے محبوب اور ہمارے نبی ﷺ کی وفات سے چھ ایام پہلے ہمیں آپ کی وفات کی خبر دی گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں جمع کیا، آپ نے ہمیں دیکھا تو آپ آب دیدہ ہو گئے، پھر فرمایا: تمہارا آنا مبارک ہو اللہ تعالیٰ تمہیں زندہ رکھے، اللہ تمہاری حفاظت فرمائے، اللہ تمہیں جگہ دے۔ اللہ تمہاری

(٢٤٤٨) برار، ورجاله رجال الصحيح، هيتمي: ١٤٢٥٠.

(٢٤٤٩) برار۔ ٨٤٧۔ طبراني اوسط، روى هذا، عن مرة عن عبدالله من غير وجه۔ والاسانيد عن مرة متقاربة، وعبدالرحمن لم سمع هذا من مرة ولا نعلم رواه عن عبدالله غير مرة رجاله رجال الصحيح غير محمد بن اسماعيل بن سمرة الاحمس وهو ثقه.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

بِكُمْ وَحَيَّاكُمُ اللهُ وَحَفِظَكُمُ اللهُ آوَاكُمُ اللهُ نَصَرَكُمُ اللهُ هَدَاكُمُ اللهُ رَزَقَكُمُ اللهُ وَفَّقَكُمُ اللهُ سَلَّمَكُمُ اللهُ ﴿قَبْلَكُمُ اللهُ﴾ أُوْصِيكُمْ بِتَقْوَى اللهِ وَأُوصِي اللهَ بِكُمْ وَأَسْتَخْلِفُهُ عَلَيْكُمْ إِنِّي نَذِيرٌ مُبِينٌ أَنْ لَا تَعْلُوْا عَلَى اللهِ فِي عِبَادِهِ وَبِلَادِهِ فَإِنَّ اللهَ قَالَ لِي وَلَكُمْ ﴿تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ﴾ وَقَالَ: ﴿أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِلْمُتَكَبِّرِينَ﴾ ثُمَّ قَالَ: قَدْ دَنَا الْأَجَلُ وَالْمُنْقَلَبُ إِلَى اللهِ وَإِلَى سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى وَإِلَى جَنَّةِ الْمَأْوَى وَالْكَأْسِ الْأَوْفَى وَالرَّفِيقِ الْأَعْلَى، أَحْسِبُهُ قَالَ فَقُلْنَا: يَارَسُوْلَ اللهِ ﷺ فَمَنْ يَغْسِلُكَ إِذًا؟ قَالَ رِجَالُ أَهْلِ بَيْتِي الْأَدْنَى فَالْأَدْنَى، قُلْنَا. فَفِيمَ نُكَفِّنُكَ؟ قَالَ ثِيَابِي هَذِهِ إِنْ شِئْتُمْ أَوْ حُلَّةٍ يَمَنِيَّةٍ أَوْ فِي بَيَاضِ مِصْرَ، قُلْنَا فَمَنْ يُصَلِّي عَلَيْكَ مِنَّا. فَبَكَيْنَا وَبَكَى وَقَالَ: مَهْلًا غَفَرَ اللهُ لَكُمْ وَجَازَاكُمْ عَنْ نَبِيِّكُمْ خَيْرًا إِذَا غَسَّلْتُمُوْنِي وَوَضَعْتُمُوْنِي عَلَى سَرِيْرِي فِي بَيْتِي هَذَا عَلَى شَفِيْرِ قَبْرِي فَاخْرُجُوْا عَنِّي سَاعَةً فَإِنَّ أَوَّلَ مَنْ يُصَلِّي عَلَيَّ خَلِيْلِي وَجَلِيْسِي جِبْرِيْلُ ثُمَّ مِيكَائِيْلُ ثُمَّ إِسْرَافِيْلُ ثُمَّ مَلَكُ الْمَوْتِ مَعَ جُنُوْدِهِ ثُمَّ الْمَلَائِكَةُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ ﴿بِأَجْمَعِهَا﴾ ثُمَّ

امداد کرے۔ اللہ تمہیں بلند درجات عنایت فرمائے، اللہ تمہیں ہدایت دے، اللہ تمہیں رزق عنایت کرے اور اللہ تمہیں توفیق دے اور سلامت رکھے۔ میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں اور اللہ سے تمہارے لیے خیر اور بہتری کی درخواست کرتا ہوں۔ ..... وہ میرے بعد تم پر نگران ہے، میں کھلم کھلا تمہیں ڈراتا ہوں کہ للہ پر سرکشی و نافرمانی نہ کرنا، اس کے شہروں اور اس کے بندوں کے معاملات میں اس سے ڈرو۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی حکم دیا ہے اور تمہیں بھی ”وہ پچھلا گھر ہم ان لوگوں کو دیں گے جو زمین سرکشی کا ارادہ نہیں کرتے اور نہ وہ فساد بپا کرتے ہیں اور بہتر انجام تقویٰ والوں کا ہے۔“ اور اللہ کا ارشاد ہے: ”کیا تکبر کرنے والوں کا ٹھکانہ جہنم میں نہیں ہے۔“ پھر فرمایا: اجل قریب آچکی ہے، اللہ کی طرف لوٹنا قریب ہے۔ وہاں سدرۃ المنتہیٰ اور جنت الماوی اور بھرے پیالے ہیں۔ بلند ترین رفیق کے پاس جائیں گے۔ میرا گمان ہے یہ فرمایا۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: پس ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ کو غسل کون دے گا؟ فرمایا: قرابت والے میرے اہل بیت مرد جو قریب تر ہیں درجہ بدرجہ۔ ہم نے کہا: آپ کو ہم کفن کیسا دیں گے؟ فرمایا: میرے ان کپڑوں کا کفن دیدو اگر تم چاہو۔ یا یمنی کپڑے کا جوڑا پہنا دو یا مصر کا سفید کپڑا۔ ہم نے عرض کی: نماز جنازہ کون پڑھائے گا؟ اب ہم بھی روئے آپ ﷺ بھی روئے۔ ..فرمایا: ٹھہرو! اللہ تعالیٰ تمہیں بخشے اور تمہیں اللہ تعالیٰ تمہارے نبی کریم کی طرف سے بہتر جزاء عنایت فرمائے۔ جب تم مجھے غسل دے کر میری چار پائی پر رکھ دو تو تھوڑی ساعت کے لیے میرے پاس سے چلے جاؤ پس سب سے پہلے میرا دوست اور میرا ہم نشین جبریل علیہ السلام نماز پڑھے گا۔ پھر

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

ادخُلُوا عَلَيَّ فَوجاً فَوجاً فَصَلُّوا عَلَيَّ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا وَلاَتُؤْذُونِي بِبَاكِيَةٍ أَحْسِبُهُ قَالَ: وَلاَ صَارِخَةٌ وَلاَ رَانَةٌ وَلْيَبْدَأ بِالصَّلاَةِ عَلَيَّ رِجَالُ أَهْلِ بَيْتِي ثُمَّ أَنْتُمْ بَعْدُ وَاقْرَؤُوا أَنْفُسَكُمْ مِنِّي السَّلاَمَ وَمَنْ غَابَ مِنْ إِخْوَانِي فَاقْرَؤُوا مِنِّي السَّلاَمَ وَمَنْ دَخَلَ مَعَكُمْ فِي دِينِكُمْ بَعْدِي فَإِنِّي أُشْهِدُكُمْ أَنِّي أَقْرَأُ السَّلاَمَ ، أَحْسِبُهُ قَالَ عَلَيْهِ وَعَلَى كُلِّ مَنْ تَابَعَنِي عَلَى دِينِي مِنْ يَوْمِي هَذَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ، قُلْنَا: يَارَسُوْلَ اللهِ ﷺ فَمَنْ يُدْخِلُكَ فِي قَبْرِكَ مِنَّا؟ قَالَ: رِجَالُ أَهْلِ بَيْتِي مَعَ مَلاَئِكَةٍ كَثِيرَةٍ يَرَوْنَكُمْ مِنْ حَيْثُ لاَتَرَوْنَهُمْ . (رواه البزار ٨٤٧، والاوسط)

میکائیل پھر اسرافیل اور پھر ملک الموت (موت کا فرشتہ) اپنی افواج سمیت نماز پڑھے گا۔ پھر دیگر ملائکہ نماز پڑھیں گے، ان پر سلام ہو۔ پھر تم فوج درفوج داخل ہوتے اور صلاۃ وسلام اچھی طرح پڑھتے جانا اور رونے کے آواز سے مجھے ایذا نہ پہنچانا، کوئی چیخ پکار کرنے والی عورت نہ ہو۔ سب سے پہلے میرے اہل بیت میں سے مرد میرے اوپر صلوۃ سلام پڑھیں پھر تم سب پڑھنا اور میری طرف سے تم سب میرا سلام قبول کرو اور جو میرے بھائی غائب رہے ہیں ان کو بھی سلام پہنچاؤ اور تمہارے ساتھ تمہارے دین میں جولوگ میرے بعد داخل ہوان کو بھی سلام پہنچاؤ...... میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں سلام کہتا ہوں ہر اس شخص کو جو آج اس دن سے تا قیامت دین میں میری پیروی کریگا...... ہم نے کہا: یارسول اللہ! آپ کو قبر میں کون اتارے گا؟ فرمایا: میرے اہل بیت کے مرد اور فرشتے جو تمہیں دیکھتے ہیں اس حیثیت سے کہ تم انہیں نہیں دیکھتے۔" (البزار اور الاوسط)

٢٤٥٠ــ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَامَاتَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِلاَّ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ (رواه الطبراني في الأوسط . والموصلي)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے ذات الجنب (پہلو کے درد) کے بغیر۔" (الاوسط، الموصلی)

انتباہ: ......صحیح حدیث کے مطابق پہلے گزر چکا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی وفات حسرت آیات زہریلا کھانا کھانے کے دوبارہ اٹھنے والے اثرات سے واقع ہوئی تھی۔

٢٤٥١ـ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ أَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ لِعُمَرَ انْطَلِقْ بِنَا إِلَى أُمِّ أَيْمَنَ نَزُوْرُهَا كَمَا كَانَ رَسُوْلُ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عمر الفاروق رضی اللہ عنہ کو رسول ﷺ کے وصال کے بعد کہا: ہمارے ساتھ چلو تا کہ ہم ام ایمن رضی اللہ عنہا کی ملاقات کو جائیں

(٢٤٥٠) طبراني اوسط، ابو يعلى موصلي، وفيه، ابن لهيعة وفيه ضعيف، وبقية رجاله ثقات، هيثمي : ١٤٢٥٩.

(٢٤٥١) مسلم: ٢٤٥٤ـ ابن ماجه: ١٦٣٥.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اللهِ ﷺ يَزُوْرُهَا فَلَمَّا انْتَهَيْنَا إِلَيْهَا بَكَتْ فَقَالَا لَهَا مَا يُبْكِيْكِ مَا عِنْدَ اللهِ خَيْرٌ لِرَسُوْلِهِ ﷺ وَفَقَالَتْ أَبْكِي أَنْ لَا أَكُوْنَ أَعْلَمَ أَنَّ مَا عِنْدَاللهِ خَيْرٌ لِرَسُوْلِهِ ﷺ وَلٰكِنْ أَبْكِي أَنَّ الْوَحْيَ قَدِ انْقَطَعَ مِنَ السَّمَاءِ فَهَيَّجَتْهُمَا عَلَى الْبُكَاءِ فَجَعَلَا يَبْكِيَانِ مَعَهَا. (رواه مسلم ٢٤٥٤)

جیسے رسول اللہ ﷺ اس کی ملاقات کیا کرتے تھے۔ جب وہ دونوں اس کے پاس پہنچے تو وہ رودیں۔ تو ان دونوں نے کہا: تو کیوں روتی ہے؟ کیا تجھے علم نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ بہت بہتر ہے۔ اس نے کہا: میں اس وجہ سے نہیں روتی کہ میں جانتی نہیں ہوں کہ جو کچھ رسول اللہ ﷺ کے لیے اللہ کے پاس ہے وہ بہت بہتر ہے۔ میں اس وجہ سے روتی ہوں کہ آسمان سے وحی آنا منقطع ہو چکی ہے...... تو اس نے ان دونوں کو بھی رونے پر آمادہ کر دیا اور وہ دونوں بھی اس کے ساتھ رونے لگے۔

شرح: ......حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا حبشہ کی رہنے والی خاتون اور حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کی خدمت گار تھیں۔ جب حضرت عبداللہ کی وفات کے بعد حضرت آمنہ کے گھر آپ ﷺ کی ولادت ہوئی تو حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے بھی آپ کی پرورش اور نگہداشت میں خوب حصہ لیا۔

بعد میں رسول اللہ ﷺ نے ان کو آزاد فرما دیا اور پھر ان کا نکاح حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کر دیا۔

۲۔ صالحین کی جدائی پر رونے کے جواز کے علاوہ ایسے لوگوں کی زیارت کا بھی استحباب ثابت ہوتا ہے جن کی زیارت کے لیے انسان کے دوست احباب جایا کرتے ہوں۔ علاوہ ازیں اس واقعے سے اس محبت کا بھی اندازہ کیا جا سکتا ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پیغمبر اسلام ﷺ کے ساتھ تھی۔ (شرح ریاض الصالحین: ۱/۳۳۳)

اَلْبُكَاءُ وَالنَّوْحُ وَالْحُزْنُ

رونے، نوحہ کرنے اور غم کا بیان

٢٤٥٢ــــ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ قَالَ دَخَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ عَلَى أَبِي سَيْفٍ الْقَيْنِ وَكَانَ ظِئْرًا لِإِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَأَخَذَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِبْرَاهِيْمَ فَقَبَّلَهُ وَشَمَّهُ ثُمَّ دَخَلْنَا عَلَيْهِ بَعْدَ ذٰلِكَ وَإِبْرَاهِيْمُ يَجُوْدُ بِنَفْسِهِ فَجَعَلَتْ عَيْنَا رَسُوْلِ اللهِ ﷺ تَذْرِفَانِ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ابوسیف لوہار کے پاس گئے۔ رسول اللہ ﷺ کے بیٹے ابراہیم رضی اللہ عنہ کا وہ رضاعی باپ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے بیٹے کو اٹھایا، اس کو بوسہ دیا اور اس کی خوشبو سونگھی۔ پھر ایک بار اس کے گھر گئے تو ابراہیم رضی اللہ عنہ کی جان نکل رہی تھی، رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے...... ابن

(٢٤٥٢) بخاری: ١٣٠٣۔ مسلم: ٢٣١٥۔ أبوداؤد: ٣١٢٦۔ احمد: ١٢٦٠٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَقَالَ لَهُ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ رضی اللہ عنہ وَأَنْتَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَاابْنَ عَوْفٍ إِنَّهَا رَحْمَةٌ ثُمَّ أَتْبَعَهَا بِأُخْرَى فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبَ يَحْزَنُ وَلَا نَقُوْلُ إِلَّا مَا يَرْضَى رَبُّنَا وَإِنَّا بِفِرَاقِكَ يَاإِبْرَاهِيْمُ لَمَحْزُوْنُوْنَ. (رواه البخاری ۱۳۰۳)

عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ صلی اللہ علیہ وسلم روتے ہیں؟ فرمایا: اے ابن عوف! یہ رحمت ہے پھر مزید فرمایا: آنکھ غمناک ہے، دل پریشان ہے اور ہم وہ بات کہتے ہیں جس کو ہمارا رب پسند کرتا ہے۔ اے ابراہیم! ہم تیرے جدا ہونے پر غم ناک ہیں۔"

۲۴۵۳۔ قَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ لَا تُدْرِجُوْهُ فِيْ أَكْفَانِهِ حَتّٰى أَنْظُرَإِلَيْهِ فَأَتَاهُ فَانْكَبَّ عَلَيْهِ وَبَكٰى. (رواه إبن ماجة ۱۴۷۵)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو کفن میں داخل نہ کرو یہاں تک کہ میں اس کو دیکھوں...... پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور اس پر جھک گئے اور روئے۔

۲۴۵۴۔ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ، بِنَحْوِهِ وَفِيْهِ: لَوْلَا أَنَّهُ وَعْدٌ صَادِقٌ وَمَوْعُوْدٌ جَامِعٌ وَأَنَّ الْآخِرَ تَابِعٌ لِلْأَوَّلِ لَوَجَدْنَا عَلَيْكَ يَا إِبْرَاهِيْمُ أَفْضَلَ مِمَّا وَجَدْنَا وَإِنَّا بِكَ لَمَحْزُوْنُوْنَ (رواه إبن ماجة ۱۵۸۹)

سیدہ اسماء بنت یزید سے منقول ہے اور اس میں ہے: اگر یہ بات نہ ہوتی کہ موت ایک سچا وعدہ ہے اور ایک جمع ہونے کا موجود وقت ہے اور آخرت آنے والی ہے دنیا کے بعد، اے ابراہیم! ہم تیری وفات پر جتنے پریشان اور غمناک ہیں اس سے بہت زیادہ پریشان اور غمناک ہوتے اور ہم تیرے سبب بہت پریشان ہیں۔"

شرح: ...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے کی اس وقت، جب وہ فوت ہوئے اٹھارہ برس عمر تھی، بقیہ چھ برس دودھ کی مدت جنت میں دودھ پلانے والی نے پوری کی۔

۲۔ ان احادیث میں جائز رونا اور جائز غم کرنا اور ناجائز رونے کے درمیان تفریق بیان ہوئی ہے۔ جائز رونا یہ ہے کہ رقت قلب پیدا ہو جائے، آنکھیں اشکبار ہو جائیں اور اللہ کے حکم پر رضامندی ظاہر کی جائے، نوحہ کرنا ناجائز رونا ہے۔

۳۔ اولاد کو چومنا، سونگھنا جائز ہے۔ دوسری عورت سے بچے کو دودھ پلوانا، چھوٹے بچے کی تیمارداری کرنا اور اہل وعیال پر رحم کھانا اور اپنے غم کا اظہار کرنا جائز ہے۔

(۲۴۵۳) ابن ماجه: ۱۴۷۵۔ سكت عنه الالبانی، وعلق عليه الشاويش، فقال: لم يذكر عن المؤلف شيئا ولكن ضعفه ظاهر، لضعف ابی شيبة وهو عبدالرحمن بن اسحاق الواسطی۔ (الصحيحة: ۱/ ۴۷۵)

(۲۴۵۴) ابن ماجه: ۱۵۸۹۔ حسن، البانی: ۱۲۹۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۴۔ فوت شدہ کو مخاطب کرنا بھی جائز ہے، مگر بات درست کی جائے، بے صبری والی بات نہ ہو۔ (فتح الباری)

۲۴۵۵۔ وللترمذی عن جابر قال: عَبْدُالرَّحْمٰنِ: أَوَلَمْ تَكُنْ نَهَيْتُ عَنِ الْبُكَاءِ قَالَ لَا وَلٰكِنْ نَهَيْتُ عَنْ صَوْتَيْنِ أَحْمَقَيْنِ فَاجِرَيْنِ صَوْتٌ عِنْدَ مُصِيبَةٍ خَمْشِ وُجُوهٍ وَشَقِّ جُيُوبٍ وَرَنَّةِ شَيْطَانٍ (رواه الترمذی ۱۰۰۵)

امام ترمذی رحمہ اللہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رونے سے منع نہیں فرمایا تھا؟ فرمایا: نہیں البتہ میں نے منع کیا ہے دو بری آواز جمع کرنے سے ایک بری آواز چہرہ پیٹنے کی، گریبان پھاڑنے کی اور ایک شیطان کے ترنم کے آواز نکالنے کی۔" (البزار)

۲۴۵۶۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، رَفَعَهُ: صَوْتَانِ مَلْعُونَانِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ مِزْمَارٌ عِنْدَ نِعْمَةٍ وَرَنَّةٌ عِنْدَ مُصِيبَةٍ. (رواه البزار)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: "دو آوازیں دنیا اور آخرت میں ملعون ہیں، خوشی کے وقت آلات موسیقی کی آواز اور مصیبت کے وقت غم کی آواز۔" (البزار)

۲۴۵۷۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ مَاتَ مَيِّتٌ مِنْ آلِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَاجْتَمَعَ النِّسَاءُ يَبْكِينَ عَلَيْهِ فَقَامَ عُمَرُ يَنْهَاهُنَّ وَيَطْرُدُهُنَّ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ دَعْهُنَّ يَا عُمَرُ فَإِنَّ الْعَيْنَ دَامِعَةٌ وَالْقَلْبَ مُصَابٌ وَالْعَهْدَ قَرِيبٌ. (رواه النسائی ۱۸۵۹)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت میں سے ایک انسان فوت ہوا تو عورتوں نے جمع ہو کر اس پر رونا شروع کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمر! ان کو رہنے دو، ان کی صرف آنکھ روتی ہے اور دل مصیبت زدہ ہے اور زمانہ قریب ہے۔" (نسائی)

شرح: ...... اس حدیث کو البانی رحمہ اللہ نے ضعیف قرار دیا ہے جبکہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں اس کے راویوں کو ثقہ قرار دیا ہے، اس صورت میں گذارش یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے احتیاطاً انہیں روکا تھا کہیں نوحہ شروع نہ کر دیں، ابھی سے پہلے صرف وہ اشکبار تھیں، آوازیں نکال کر نہیں رو رہی تھیں۔

اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان عورتوں کو نہیں روکا تھا کیونکہ وہ غیر شرعی طریقہ پر نہیں رو رہی تھیں۔ (مرعاۃ: ۲/۵۲۶)

۲۴۵۸۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ تُوُفِّيَتِ ابْنَةٌ لِعُثْمَانَ رضي الله عنه بِمَكَّةَ وَجِئْنَا لِنَشْهَدَهَا وَحَضَرَهَا ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ

ابن ابی ملیکہ راوی ہیں کہ عثمان رضی اللہ عنہ کی مکہ میں ایک بیٹی فوت ہوئی۔ ہم اس کے جنازے میں حاضر ہونے کے لیے چلے آئے۔ میں ابن عمر رضی اللہ عنہ کے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کے درمیان

(۲۴۵۵) ترمذی: ۱۰۰۵۔ حسن، البانی: ۸۰۴۔

(۲۴۵۶) بزار، ورجالہ ثقات، ہیثمی: ۴۰۱۷۔

(۲۴۵۷) نسائی: ۱۸۵۹۔ ضعیف، البانی: ۱۱۲۔ ابن ماجہ: ۱۵۸۷۔ احمد: ۹۴۳۸۔

(۲۴۵۸) بخاری: ۱۲۸۸۔ مسلم: ۹۳۰۔ ترمذی: ۱۰۰۲۔ نسائی: ۱۸۵۸۔ ابن ماجہ: ۱۵۹۳۔ احمد: ۶۱۴۷۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما وَإِنِّي لَجَالِسٌ بَيْنَهُمَا أَوْ قَالَ جَلَسْتُ إِلَى أَحَدِهِمَا ثُمَّ جَاءَ الآخَرُ فَجَلَسَ إِلَى جَنْبِي فَقَالَ عَبْدُاللهِ بْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہما لِعَمْرِوبْنِ عُثْمَانَ اَلاتَنْهَى عَنِ الْبُكَاءِ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: إِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَدْ كَانَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ بَعْضَ ذٰلِكَ ثُمَّ حَدَّثَ قَالَ صَدَرْتُ مَعَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مِنْ مَكَّةَ حَتَّى إِذَا كُنَّابِالْبَيْدَاءِ إِذَا هُوَ بِرَكْبٍ تَحْتَ ظِلِّ سَمُرَةٍ فَقَالَ اذْهَبْ فَانْظُرْ مَنْ هٰؤُلَاءِ الرَّكْبُ قَالَ فَنَظَرْتُ فَإِذَا صُهَيْبٌ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ ادْعُهُ لِي فَرَجَعْتُ إِلَى صُهَيْبٍ فَقُلْتُ ارْتَحِلْ فَالْحَقْ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَلَمَّا أُصِيْبَ عُمَرُ دَخَلَ صُهَيْبٌ يَبْكِي يَقُوْلُ وَا أَخَاهُ وَاصَاحِبَاهُ فَقَالَ عُمَرُ يَاصُهَيْبُ أَتَبْكِي عَلَيَّ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبَعْضِ بُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما فَلَمَّا مَاتَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعَائِشَةَ رضی اللہ عنہا فَقَالَتْ رَحِمَ اللهُ عُمَرَ وَاللهِ مَا حَدَّثَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِنَّ اللهَ لَيُعَذِّبُ الْمُؤْمِنَ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ وَلٰكِنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ إِنَّ اللهَ لَيَزِيْدُ الْكَافِرَ عَذَابًا بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ وَقَالَتْ حَسْبُكُمُ الْقُرْآنُ ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى﴾ قَالَ بْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما عِنْدَ ذٰلِكَ وَاللهِ ﴿هُوَ أَضْحَكَ

بیٹھا تھا......پس ابن عمر رضی اللہ عنہ نے عثمان رضی اللہ عنہ کے بیٹے عمرو کو کہا: تو ان خواتین کو منع کیوں نہیں کرتا؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے میت کو اس کے گھر والوں کے رونے سے عذاب ہوتا ہے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: عمر رضی اللہ عنہ کچھ اس طرح کہا کرتے تھے۔ ایک بار میں عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ سے روانہ ہوا اور جب ہم مقام بیداء میں آئے تو دیکھا کہ ایک سوار کیکر کے سائے میں ہے۔تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: دیکھ یہ کون ہے؟ میں نے دیکھا تو وہ صہیب رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر دی تو انہوں نے کہا: اس کو بلا کر لاؤ۔ میں صہیب کے پاس گیا اور میں نے کہا: چل کر امیر المومنین سے جا ملو!۔ جب عمر رضی اللہ عنہ زخمی ہوئے تو صہیب رضی اللہ عنہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر روئے اور کہا: ہائے میرے بھائی ہائے میرے رفیق! عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے صہیب کیا تو میرے اوپر روتا ہے؟ جب کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ میت کو اس کے گھر والوں کے رونے پر عذاب ہوتا ہے۔ جب عمر رضی اللہ عنہ فوت ہوگئے تو میں نے ان کا یہ قول ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کیا: تو انہوں نے کہا: اللہ عمر رضی اللہ عنہ پر رحمت نازل فرمائے۔ اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ میت کو اس کے گھر والوں کے رونے سے عذاب ہوتا ہے۔ بلکہ فرمایا ہے: کافر کو اس کے گھر والوں کے رونے سے اللہ تعالی زیادہ عذاب دیتا ہے۔ تمہارے لیے قرآن کافی ہے (نہیں بوجھ اٹھاتا کوئی بوجھ اٹھانے والا نفس دوسرے کا بوجھ) ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت تلاوت کی: ”اللہ ہی ہنسا تا اور رلا تا ہے۔“ تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کچھ بھی نہ کہا۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

وَأَبْكَى﴾ قَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ وَاللهِ مَا قَالَ ابْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہما شَيْئًا. (رواه البخاري ١٢٨٨)

٢٤٥٩۔ وَلِلسِّتَّةِ إِلَّا أَبَادَاوُدَ: يَغْفِرُ اللهُ لِأَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَمَا إِنَّهُ لَمْ يَكْذِبْ وَلٰكِنَّهُ نَسِيَ أَوْ أَخْطَاءَ إِنَّمَا مَرَّ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَلَى يَهُوْدِيَّةٍ يَبْكِيْ عَلَيْهَا فَقَالَ إِنَّهُمْ لَيَبْكُوْنَ عَلَيْهَا وَإِنَّهَا لَتُعَذَّبُ فِيْ قَبْرِهَا. (رواه مسلم ٩٣٢)

اور ابو داؤد کے علاوہ ائمہ ستہ نے یہ روایت نقل کی ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اللہ ابو عبدالرحمٰن کو بخش دے، اس نے جھوٹ نہیں بولا البتہ وہ بھول گئے یا غلط سمجھے ہیں۔ بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک یہودی عورت پر رونے والے لوگوں کے پاس سے گذرے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس پر رویا جاتا ہے اور اس کو اس کی قبر میں عذاب ہو رہا ہے۔''

٢٤٦٠۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ قَالَ الْمَيِّتُ يُعَذَّبُ بِنِيَاحَةِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ أَرَأَيْتَ رَجُلًا مَاتَ بِخُرَاسَانَ وَنَاحَ أَهْلُهُ عَلَيْهِ هَا هُنَا أَكَانَ يُعَذَّبُ بِنِيَاحَةِ أَهْلِهِ قَالَ صَدَقَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَكَذَبْتَ أَنْتَ. (رواه النسائي ١٨٥٤)

سیدنا عمران بن حصین کے پاس ذکر کیا گیا کہ میت پر زندہ کے رونے سے عذاب ہوتا ہے۔ عمران رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ میت کو اس کے گھر والوں کے رونے سے عذاب دیا جاتا ہے۔ تو ایک مرد نے کہا: یہ تو بتاؤ ایک مرد خراسان میں فوت ہوتا ہے اور اس کے گھر والے یہاں نوحہ کرتے ہیں تو کیا اس کو گھر والوں کے نوحہ کرنے پر عذاب ہوگا؟ عمران رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے صحیح فرمایا ہے اور تو غلط کہتا ہے۔ (نسائی)

٢٤٦١۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ: وَاللهِ لَئِنِ انْطَلَقَ رَجُلٌ مُحَارِبًا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ ثُمَّ قُتِلَ فِيْ قُطْرٍ مِنْ أَقْطَارِ الْأَرْضِ شَهِيْدًا فَعَمَدَتْ فَبَكَتْ عَلَيْهِ امْرَأَتُهُ سَفَهًا أَوْ جَهْلًا لَيُعَذَّبَنَّ هٰذَا الشَّهِيْدُ بِبُكَاءِ هٰذِهِ السَّفِيْهَةِ عَلَيْهِ، فَقَالَ الرَّجُلُ: صَدَقَ النَّبِيُّ ﷺ وَكَذَبَ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! اگر ایک مرد جہاد کے لیے جائے پھر وہ اللہ کی راہ میں قتل ہو جائے اور زمین کی اطراف میں سے کسی طرف میں ہو اور شہادت پائے تو اس کی بیوی نادانی و جہالت سے اس پر نوحہ کرے تو اس شہید کو بھی اس جاہل نوحہ کرنے والی کے نوحہ سے عذاب دیا جائے گا۔ تو اس آدمی نے تین بار کہا: رسول اللہ ﷺ سچ فرماتے ہیں اور

(٢٤٥٩) مسلم: ٩٣٢۔ بخاری: ٣٩٨١۔ ترمذی: ١٠٠٦۔ نسائی: ٢٠٧٦۔ ابن ماجه: ١٥٩٥۔ احمد: ٢٧٦٦٣۔ موطا: ٥٥٣.

(٢٤٦٠) نسائی: ١٨٥٤۔ ضعیف الاسناد، البانی: ١١١۔ احمد: ١٩٤١٧.

(٢٤٦١) ابو یعلی موصلی: ١٥٩٢۔ وفیه من لا یعرف، هیثمی: ٤٠٤٠.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أَبُـوْهُرَيْرَةَ صَدَقَ النَّبِيُّ وَكَذَبَ أَبُوْهُرَيْرَةَ. ابوہریرہ غلط کہتے ہیں۔

(رواه الموصلى ١٥٩٢)

شـــرح: ...... ثابت ہوتا ہے کہ میت پر نوحہ کرنا حرام ہے، یہاں میت پر رونے سے جو ممانعت ہے، وہ آنسو بہانے پر نہیں نوحہ کرنے پر ہے۔ اور جو یہ کہا گیا ہے کہ میت پر نوحہ کرنے سے اسے عذاب ہوتا ہے۔ اس بارے میں ایک قول ہے کہ کافر میت پر نوحہ کریں تو اسے عذاب ہوتا ہے، مسلمان کو نہیں ہوتا۔

دوسرا قول ہے کہ کوئی خاص افراد تھے جن کے لیے کہا گیا ہے، یہ عام نہیں۔

ایک قول یہ بھی ہے جو نوحہ کی وصیت کر جائے اسے ہوتا ہے دوسرے کو نہیں ہوتا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہا کرتی تھیں، قرآن پاک میں ہے:

﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرٰى﴾ (الفاطر: ١٨)

''نہیں اٹھاتی بوجھ اٹھانے والی دوسری جان کا بوجھ۔''

اس لیے نوحہ کرنے والے کا قصور ہے مرنے والے کا کیا قصور ہے۔ ان میں سے سب سے زیادہ اچھی بات جو فیصلہ کن ہے، وہ یہ ہے کہ جو میت نوحہ میں سبب بنے گی اس پر نوحہ عذاب ہوگا۔ سبب کی صورت یہ ہے کہ نوحہ کا طریقہ ان میں جاری تھا، مرنے والا روکتا نہیں، یا اپنی زندگی میں وصیت کرتا ہے کہ مجھ پر نوحہ کیا جائے۔ یا وہ جانتا ہے کہ یہ نوحہ کریں گے مگر روکتا نہیں۔ اگر یہ سبب نہ بنا ہو تو پھر نوحہ کرنے والے کو گناہ ہے، مرنے والے کو نہیں۔ (مرعاۃ پ ۲/ ۵۲۳)

٢٤٦٢۔ عَنْ أَنَسٍ ﷺ قَالَ قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَهْرًا حِيْنَ قُتِلَ الْقُرَّاءُ فَمَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَزِنَ حَزْنًا قَطُّ أَشَدَّ مِنْهُ.

(رواه البخاري ١٣٠٠)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ایک مہینے تک قاریوں کے قتل کیے جانے پر قنوت پڑھا اور میں نے بہت زیادہ حزن و ملال میں آپ ﷺ کو ہرگز نہیں دیکھا۔

٢٤٦٣۔ عَنْ عُبَيْدِ ابْنِ عُمَيْرٍ قَالَ قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ لَمَّا مَاتَ أَبُوْ سَلَمَةَ قُلْتُ غَرِيْبٌ وَفِيْ أَرْضِ غُرْبَةٍ لَأَبْكِيَنَّهُ بُكَاءً يُتَحَدَّثُ عَنْهُ فَكُنْتُ قَدْ تَهَيَّأْتُ لِلْبُكَاءِ عَلَيْهِ إِذَا أَقْبَلَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الصَّعِيْدِ تُرِيْدُ أَنْ تُسْعِدَنِيْ

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں جب ابوسلمہ فوت ہوئے تو میں نے کہا: مسافر تھا وہ زمین سفر میں فوت ہوئے ہیں، میں ان پر ان قدر روؤں گی کہ اس کی باتیں کی جائیں گی...... پس میں ان پر نوحہ کرنے کی تیاری میں تھی اور ایک عورت بھی جو نوحہ کرنے میں میرے ساتھ تعاون کرنے کو آ رہی تھی۔ راستے میں اس کی ملاقات رسول اللہ ﷺ سے ہوگئی تو آپ ﷺ

(٢٤٦٢) بخاری: ١٣٠٠۔ مسلم: ٦٧٧۔ نسائی: ١٠٧٧۔ ابوداؤد: ١٤٤٤۔ ابن ماجہ: ١١٨٤۔ احمد: ١٣٦٦٠۔ دارمی: ١٥٩٩۔

(٢٤٦٣) مسلم: ٩٢٢۔ احمد: ٢٥٩٣٣۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَاسْتَقْبَلَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ أَتُرِيْدِيْنَ أَنْ تَدْخِلِي الشَّيْطَانَ بَيْتاً أَخْرَجَهُ اللّٰهُ مِنْهُ مَرَّتَيْنِ فَكَفَفْتُ عَنِ الْبُكَاءِ فَلَمْ أَبْكِ (رواه مسلم ٩٢٢)

نے اس کو فرمایا: کیا تو ارادہ کرتی ہے کہ اس گھر میں شیطان پھر سے داخل کر دے جس سے اللہ تعالیٰ نے اس مردود کو نکال دیا ہے، چنانچہ میں رونے اور نوحہ کرنے سے باز آ گئی اور میں نہیں روئی۔'' (مسلم)

٢٤٦٤ـ عَنْ عَمْرَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا جَاءَ النَّبِيَّ ﷺ قَتْلُ ابْنِ حَارِثَةَ وَجَعْفَرٍ وَابْنِ رَوَاحَةَ جَلَسَ يُعْرَفُ فِيْهِ الْحُزْنُ وَأَنَا أَنْظُرُ مِنْ صَائِرِ الْبَابِ شَقِّ الْبَابِ فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ إِنَّ نِسَاءَ جَعْفَرٍ وَذَكَرَ بُكَاءَهُنَّ فَأَمَرَهُ أَنْ يَنْهَاهُنَّ فَذَهَبَ ثُمَّ أَتَاهُ الثَّانِيَةَ لَمْ يُطِعْنَهُ فَقَالَ انْهَهُنَّ فَأَتَاهُ الثَّالِثَةَ قَالَ وَاللّٰهِ لَقَدْ غَلَبْنَنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَزَعَمَتْ أَنَّهُ قَالَ فَاحْثُ فِي أَفْوَاهِهِنَّ التُّرَابَ فَقُلْتُ أَرْغَمَ اللّٰهُ أَنْفَكَ لَمْ تَفْعَلْ مَا أَمَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَلَمْ تَتْرُكْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْعَنَاءِ. (رواه البخاري ١٢٩٩)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: جب رسول اللہ ﷺ کو زید بن حارثہ، جعفر اور ابن رواحہ رضی اللہ عنہم کی شہادت کی خبر دی گئی تو آپ ﷺ بیٹھ گئے اور پریشانی آپ کے چہرہ اقدس پر نمایاں تھی۔ میں دروازے کے سوراخ سے دیکھ رہی تھی۔''پس ایک مرد آیا اور اس نے جعفر رضی اللہ عنہ کی خواتین کے رونے کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے اس کو حکم دیا کہ ان کو منع کر دے وہ گیا اور دوسری بار آیا اور ذکر کیا کہ عورتیں اس کی بات تسلیم نہیں کرتیں ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ان کو منع کر...... پھر وہ تیسری بار آیا اور اس نے کہا: قسم اللہ کی! عورتیں ہم پر غالب ہیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا گمان کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا ان کے منہ میں مٹی ڈال دے...... تو میں نے کہا: اللہ تعالیٰ تیری ناک خاک آلود کر دے۔ اللہ کی قسم! تو وہ کام نہیں کرے گا جس کا رسول اللہ ﷺ نے تجھے حکم دیا ہے اور آپ ﷺ پر مشقت ڈالنے سے باز نہیں آتا۔

شرح: ......١۔ان احادیث سے فقہی نکتہ یہ نمایاں ہوتا ہے کہ اعتدال کا دامن نہ چھوٹنے پائے۔ عظیم مصیبت ہو، تو نہ تو حد سے بڑھ کر غم ہو جائے کہ نوحہ کرے، گریبان چاک کرنے لگے اور رخسار پیٹنے لگ جائے۔ اور نہ ہی سنگدل ہو جائے کہ مصیبت زدہ کا احساس ہی نہ ہو۔ نبی اکرم ﷺ کا اسوہ سامنے رہے انتہائی مصیبت ہے مگر سکون اور وقار کے ساتھ تشریف فرما ہیں، اشکبار بھی ہیں، مصیبت کے آثار بھی غم کی صورت میں چہرے پر نمایاں ہیں۔

٢۔حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا کہ قراء کی شہادت پر جتنا آپ ﷺ غمگین ہوئے، اتنا کبھی میں نے غمگین نہیں دیکھا یہ دلالت ہے کہ آپ ﷺ بیٹھے شدت غم سے نڈھال نظر آ رہے تھے، مگر پر سکون تھے، بے صبری کا مظاہرہ نہ کیا تھا۔

(٢٤٦٤) بخاری: ١٢٩٩۔ مسلم: ٩٣٥۔ نسائی: ١٨٤٧۔ ابوداؤد: ٣١٢٢۔ احمد: ٢٥٨٣١.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۳۔ تعزیت کے لیے سکون اور وقار کے ساتھ بیٹھنا مسنون طریقہ ہے۔

۴۔ ضرورت کے تحت باپردہ عورت، اجنبی مرد کو دیکھ سکتی ہے۔

۵۔ نامناسب کام سے روکنے کے باوجود اگر کوئی باز نہیں آتا تو اس کی تادیب جائز ہے۔

۶۔ بات میں تاکید پیدا کرنے کے لیے قسم اٹھانا جائز ہے۔ (فتح الباری: ۳/ ۱۶۸)

۷۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا نوحہ کے تعاون کے لیے عورت کو بلانا اس وقت کی بات ہے کہ ان کے علم میں نہ تھا کہ یہ نوحہ حرام ہے ورنہ وہ قطعاً ایسا نہ کرتیں۔ (مرعاۃ: ۲/ ۵۲۵)

۲٤٦٥۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَتِيْكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جَاءَ يَعُوْدُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ ثَابِتٍ فَوَجَدَهُ قَدْ غَلَبَ عَلَيْهِ فَصَاحَ بِهِ فَلَمْ يُجِبْهُ فَاسْتَرْجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ غُلِبْنَا عَلَيْكَ يَا أَبَا الرَّبِيْعِ فَصَاحَ النِّسْوَةُ وَبَكَيْنَ فَجَعَلَ جَابِرٌ يُسَكِّتُهُنَّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ دَعْهُنَّ فَإِذَا وَجَبَ فَلَا تَبْكِيَنَّ بَاكِيَةٌ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا الْوُجُوْبُ قَالَ إِذَا مَاتَ. (رواه مالك ٥٥٢)

سیدنا جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عبداللہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے تشریف لائے تو اس کو مغلوب الحال پایا۔ آپ ﷺ نے اس کو بلایا تو اس نے جواب نہ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے پڑھا: انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اے ابو ربیع! تیرا غم ہم پر غالب ہے۔ پس خواتین چیخ کر رونے لگیں اور ابن عتیک ان کو خاموش کرانے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان کو چھوڑ دے اور واجب ہو جائے تو پھر کوئی رونے والی ہرگز نوحہ نہ کرے۔ حاضرین نے کہا: یا رسول اللہ! واجب ہونا کیا چیز ہے؟ فرمایا: جب انسان مر جائے۔

شرح: ......۱۔ آپ ﷺ نے اپنے آپ کو صبر میں رکھتے ہوئے اور دوسروں کو بتانے کے لیے کہ ہر ایک اللہ کی طرف لوٹنے والا ہے، یہ کلمہ انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔

۲۔ نبی اکرم ﷺ اتنے بڑے رئیس و سربراہ تھے، پھر بھی صحابی رضی اللہ عنہ کا احترام ملحوظ رکھتے ہوئے، انہیں کنیت سے پکار رہے ہیں۔ آج اگر بڑے لوگوں میں احترام آدمیت پیدا ہو جائے تو طبقاتی اونچ نیچ ختم ہو سکتی ہے۔

۳۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ بآواز بلند مریض پر رونے کی اجازت ہے، مگر روح پرواز کرنے کے بعد اجازت نہیں کہ آواز بلند کی جائے۔ دل میں غم کرنا اور آنسو بہانا جائز ہے۔ جیسا کہ نبی اکرم ﷺ اپنے بیٹے ابراہیم اور اپنی نواسی کی وفات پر اشکبار ہوئے تھے۔ (شرح زرقانی: ۲/ ۷۱)

۲٤٦٦۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بیمار تھے اور

(۲٤٦٥) مؤطا: ٥٥٢۔ نسائی: ۳۱۹۳۔ ابوداؤد: ۳۱۱۱۔ ابن ماجہ: ۲۹۰۳۔ احمد: ۲۳۲۳۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَنْهُمَا قَالَ اشْتَكَى سَعْدُبْنُ عُبَادَةَ شَكْوَى لَهُ فَأَتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ يَعُوْدُهُ مَعَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَسَعْدِبْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ وَعَبْدِاللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ فَوَجَدَهُ فِي غَاشِيَةِ أَهْلِهِ فَقَالَ قَدْ قَضَى قَالُوْا تَسْمَعُوْنَ إِنَّ اللهَ لَايُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ وَلَا بِحُزْنِ الْقَلْبِ وَلٰكِنْ يُعَذِّبُ بِهٰذَا وَأَشَارَإِلَى لِسَانِهِ أَوْيَرْحَمُ. (رواه البخاري ١٣٠٤)

رسول اللہ ﷺ اس کی عیادت کرنے تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ کے ساتھ عبدالرحمٰن بن عوف، سعد اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم تھے۔ جب آپ اس کے پاس گئے تو اس کو بے ہوش پایا۔ فرمایا: کیا فوت ہو چکا ہے؟ لوگوں نے کہا: نہیں۔ پس آپ ﷺ روئے۔ جب لوگوں نے آپ ﷺ کو روتے دیکھا تو سب رونے لگے۔ فرمایا: کیا تم بات سنتے نہیں ہو تحقیق اللہ تعالی آنکھ کے آنسو پر عذاب نہیں دیتا اور نہ دل سے غم کرنے پر عذاب دیتا ہے۔ البتہ اس پر عذاب دیتا ہے یا رحمت نازل کرتا ہے۔ اور اپنی زبان مبارک کی طرف اشارہ کیا۔" (الشیخان)

شرح: ...... حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی مرض الموت نہ تھی بلکہ بیماری اتنی شدید تھی کہ اس نے غشی کی کیفیت پیدا کر دی تھی۔

۲۔ نبی اکرم ﷺ نے کسی وجہ سے یہ سمجھ لیا تھا کہ بعض لوگ میرے اشکبار ہونے پر حیران ہیں کہ خود ہی رونے پر پابندی لگائی ہے اور خود ہی رو رہے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے جائز رونے اور نوحہ کے درمیان تفریق کر دی کہ نوحہ منع ہے۔ اشکبار ہونا منع نہیں۔

۳۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مریض کی عیادت بہت اچھا عمل ہے، اور عالم فاضل یا بڑا آدمی اپنے سے کم تر کی عیادت کرے تو بہت اچھا طریقہ ہے اور برائی سے منع کیا جائے اور منع نہ ہونے پر ڈانٹا جائے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا مریض کے پاس رونا جائز ہے۔ (مرعاۃ: ۲/۵۱۲)

٢٤٦٧ـ عَنْ مُعَاذِبْنِ جَبَلٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا بَعَثَهُ إِلَى الْيَمَنِ خَرَجَ رَاكِباً وَالنَّبِيُّ ﷺ يَمْشِيْ تَحْتَ رَاحِلَتِهِ فَقَالَ: يَامُعَاذُ إِنَّكَ عَسَى أَنْ لَّا تَلْقَانِيْ بَعْدَ عَامِيْ هٰذَا فَتَمُرَّ بِقَبْرِيْ وَمَسْجِدِيْ، فَبَكَى مُعَاذٌ ﴿جَشْعاً﴾ لِفِرَاقِهِ ﷺ فَقَالَ: لَاتَبْكِ يَامُعَاذُ فَإِنَّ الْبُكَاءَ

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو جب نبی ﷺ نے یمن کی طرف روانہ کیا تو وہ سوار ہو کر چلے اور نبی کریم ﷺ ان کی سواری کے نیچے جا رہے تھے...... آپ ﷺ نے فرمایا: اے! معاذ شاید تو اس سال کے بعد میرے ساتھ ملاقات نہیں کر سکے گا اور میری قبر اور میری مسجد کے پاس سے گذرے گا...... پس معاذ آپ کی جدائی کے غم سے روئے تو نبی ﷺ نے

(٢٤٦٦) بخاري: ١٣٠٤ـ مسلم: ٩٢٤.

(٢٤٦٧) بزار، طبراني كبير، ورجاله ثقات، هيثمي: ٤٠٣٦.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مِنَ الشَّيْطَانِ . (رواه البزار والطبراني في الكبير)

فرمایا: معاذ! نہ رو۔ رونا شیطان کی کارستانی میں سے ہے۔ (البزار الکبیر)

٢٤٦٨ـ عَنْ أَبِي بُرْدَةَبْنِ أَبِي مُوْسٰى قَالَ وَجِعَ أَبُوْ مُوْسَى وَجْعًا فَغُشِيَ عَلَيْهِ وَرَأْسُهُ فِيْ حَجْرِ امْرَأَةٍ مِنْ أَهْلِهِ فَصَاحَتِ امْرَأَةٌ مِنْ أَهْلِهِ فَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يَرُدَّ عَلَيْهَا شَيْئًا فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ أَنَا بَرِيْءٌ مِمَّابَرِئَ مِنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرِئٌ مِنَ الصَّالِقَةِ وَالْحَالِقَةِ وَالشَّاقَّةِ . (رواه مسلم ١٠٤)

سیّدنا ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو درد تھا۔ ان پر غشی طاری ہوئی تو ان کی بیوی ان کے گھر والوں میں سے چیخ کر رونے لگی تو وہ اس کو کچھ نہ کہہ سکے اور جب افاقہ ہوا تو انہوں نے کہا: میں اس انسان سے بیزار ہوں جس سے رسول اللہ ﷺ سے بیزار ہوئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ بیزار ہیں ہر چیخنے والی، مونڈنے والی، گریبان چاک کرنے والی عورت سے۔

٢٤٦٩ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَطَمَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُيُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ . (رواه البخاري ١٢٩٤)

سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''وہ ہم میں سے نہیں ہے جو رخسار پیٹے، گریبان پھاڑے اور جاہلیت کے دور کی سی دعوت دے۔''

٢٤٧٠ـ عَنْ مُوْسَى بْنِ أَبِي مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَا مِنْ مَيِّتٍ يَمُوْتُ فَيَقُوْمُ بَاكِيْهِ فَيَقُوْلُ وَاجَبَلَاهُ وَاسَيِّدَاهُ أَوْ نَحْوَ ذٰلِكَ إِلَّا وُكِّلَ بِهِ مَلَكَانِ يَلْهَزَانِهِ أَهٰكَذَا كُنْتَ . (رواه الترمذي ١٠٠٣)

سیّدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''جب کوئی مرنے والا مر جائے اور رونے والا رونے لگے اور کہے: او پہاڑ، او سردار اور اس جیسے نعرے لگائیں تو اللہ تعالیٰ دو فرشتے متعین کر دیتا ہے اور وہ اس کے کان کے نیچے ہڈی پر مکا مار کر کہتے ہیں: کیا تو ایسا ہی تھا۔'' (ترمذی)

٢٤٧١ـ عَنْ أُسَيْدِبْنِ أَبِي أُسَيْدٍ عَنِ امْرَأَةٍ مِنَ الْمُبَايِعَاتِ قَالَتْ كَانَ فِيْمَا أَخَذَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْمَعْرُوْفِ الَّذِيْ

ایک عورت بیعت کرنے والی صحابیات میں سے کہتی ہیں جو شرائط معروف میں سے رسول اللہ ﷺ نے ہم سے تسلیم کرائیں اور ہم سے عہد لیا کہ ان امور میں ہم آپ ﷺ کی

(٢٤٦٨) مسلم: ١٠٤ـ نسائی: ١٨٦٧ـ ابوداود: ٣١٣٠ـ ابن ماجه: ١٥٨٦ـ احمد: ١٩٢٣٠۔
(٢٤٦٩) بخاری: ١٢٩٤ـ مسلم: ١٠٣ـ ترمذی: ٩٩٩ـ نسائی: ١٨٦٤ـ ابن ماجه: ١٥٨٤ـ احمد: ٤٤١٦۔
(٢٤٧٠) ترمذی: ١٠٠٣ـ حسن، البانی: ٨٠١ـ ابن ماجه: ١٥٩٤۔
(٢٤٧١) ابوداؤد: ٣١٣٤١ـ صحیح، البانی: ٢٦٨٥۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

أَخَذَ عَلَيْنَا أَنْ لاَ نَعْصِيَهُ فِيهِ أَنْ لاَ نَخْمِشَ وَجْهًا وَلاَ نَدْعُوَ وَيْلاً وَلاَ نَشُقَّ جَيْبًا وَأَنْ لاَ نَنْشُرَ شَعْرًا. (رواه أبوداود ، ٣١٣١)

نافرمانی نہ کریں ان میں سے ایک یہ ہے کہ ہم چہرہ نہ نوچیں، ہم وائے ہلاکت نہ کہیں، نہ گریبان پھاڑیں اور نہ بال اکھاڑیں۔(ابوداؤد)

٢٤٧٢ــ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ أَخَذَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ عِنْدَ الْبَيْعَةِ أَنْ لاَّ نَنُوحَ ...... فَمَا وَفَتْ مِنَّا امْرَأَةٌ إِلاَّ خَمْسٌ أُمُّ سُلَيْمٍ وَأُمُّ الْعَلاَءِ وَابْنَةُ أَبِي سَبْرَةَ امْرَأَةُ مُعَاذٍ وَامْرَأَتَيْنِ أَوْ ابْنَةُ أَبِي سَبْرَةَ وَامْرَأَةُ مُعَاذٍ وَامْرَأَةٌ أُخْرَى البخاري ١٣٠٦

سیّدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ہم پر بیعت کرتے وقت رسول اللہ ﷺ نے یہ شرط رکھی کہ ہم نوحہ نہ کریں ......پس ہم میں سے صرف پانچ خواتین نے یہ عہد پورا کیا، ام سلیم رضی اللہ عنہا، ام العلاء، ابوسبرہ کی بیٹی، معاذ کی بیوی اور ایک عورت نے۔

٢٤٧٣ــ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ لَمَّا أَرَدْتُ أَنْ أُبَايِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ امْرَأَةً أَسْعَدَتْنِي فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَأَذْهَبُ فَأُسْعِدُهَا ثُمَّ أَجِيئُكَ فَأُبَايِعُكَ قَالَ اذْهَبِي فَأَسْعِدِيهَا قَالَتْ فَذَهَبْتُ فَسَاعَدْتُهَا ثُمَّ جِئْتُ فَبَايَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ (للنسائي ٤١٧٩)

سیّدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کرنے کا ارادہ کیا تو میں نے عرض کی: یارسول اللہ! عہد جاہلیت میں ایک عورت نے نوحہ کرنے میں میرے ساتھ تعاون کیا تھا پس میں جا کر اس کی مدد کرتی ہوں اور پھر آپ ﷺ کے پاس آؤں گی اور آپ کی بیعت کروں گی۔ آپ نے فرمایا: جا کر اس سے تعاون کر اور پھر میری بیعت کر۔ پس میں گئی اور اس سے تعاون کیا اور پھر میں حاضر ہوئی اور میں نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی۔

٢٤٧٤ــ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَخَذَ عَلَى النِّسَاءِ حِيْنَ بَايَعَهُنَّ أَنْ لاَ يَنُحْنَ فَقُلْنَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ نِسَاءً أَسْعَدْنَنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَفَنُسْعِدُهُنَّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لاَ إِسْعَادَ فِي الْإِسْلاَمِ. (رواه النسائي ١٨٥٢)

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے جس وقت عورتوں سے بیعت لی تو ان سے عہد لیا کہ وہ نوحہ نہ کریں۔ تو عورتوں نے عرض کی: یارسول اللہ! کچھ عورتوں نے جاہلیت کے دور میں ہماری اعانت کی تھی تو کیا ہم نوحہ کرنے میں ان کی امداد کریں؟ آپ نے فرمایا: ''یہ اعانت اسلام میں جائز نہیں ہے۔'' (نسائی)

٢٤٧٥ــ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ النَّائِحَةَ وَالْمُسْتَمِعَةَ (رواه

سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نوحہ کرنے والی اور نوحہ سننے والی عورتوں پر لعنت کی ہے۔''

(٢٤٧٢) بخاری: ١٣٠٦۔ مسلم: ٩٣٦۔ نسائی: ٤١٨٠۔ ابوداؤد: ٣١٢٧۔ احمد: ٢٦٧٦٠۔
(٢٤٧٣) نسائی: ٤١٧٩۔ صحیح الاسناد: ٣٨٩٥۔ بخاری: ١٣٠٦۔ مسلم: ٩٣٧۔ ابوداؤد: ٣١٢٧۔ احمد: ٢٠٢٦٧۔
(٢٤٧٤) نسائی: ١٨٥٢۔ صحیح، البانی: ١٧٤٨۔ احمد: ١٢٦٢٠۔
(٢٤٧٥) ابوداؤد: ٣١٢٨۔ ضعیف الاسناد: ٦٨٥۔ احمد: ١١٢٢٨۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أبو داود ٣١٢٨)

(ابوداؤد)

٢٤٧٦ـــ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالنَّعْيَ فَإِنَّ النَّعْيَ مِنْ عَمَلِ الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ وَالنَّعْيُ أَذَانٌ بِالْمَيِّتِ. (رواه الترمذی ٩٨٤)

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تم موت کا اعلان کرنے سے اپنے آپ کو بچاؤ یہ جاہلیت کے کاموں میں سے ہے۔ موت کی خبر میں اذان کہنا بھی شامل ہے۔“

٢٤٧٧ـــ عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ أَرْبَعٌ فِي أُمَّتِي مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ لَا يَتْرُكُونَهُنَّ الْفَخْرُ فِي الْأَحْسَابِ وَالطَّعْنُ فِي الْأَنْسَابِ وَالْإِسْتِسْقَاءُ بِالنُّجُومِ وَالنِّيَاحَةُ وَقَالَ النَّائِحَةُ إِذَا لَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِهَا تُقَامُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَلَيْهَا سِرْبَالٌ مِنْ قَطِرَانٍ وَدِرْعٌ مِنْ جَرَبٍ. (رواه مسلم ٩٣٤)

سیدنا ابو مالک الاشعری رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ”چار کام میری امت میں جاہلیت کے کاموں میں سے ہیں جن کو لوگ ترک نہیں کریں گے۔ نسب پر فخر، دوسروں کے نسب میں طعن و تشنیع کرنا‘ ستاروں کے ذریعے بارش طلب کرنا اور نوحہ کرنا اور فرمایا...... نوحہ کرنے والی عورت نے موت سے پہلے توبہ نہ کی تو قیامت کے دن اس کو تانبے کی شلوار اور خارش کی قمیص پہنا کر کھڑا کیا جائے گا۔“ (مسلم)

٢٤٧٨ـــ لَمَّا مَاتَ الْحَسَنُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ ضَرَبَتِ امْرَأَتُهُ الْقُبَّةَ عَلَى قَبْرِهِ سَنَةً ثُمَّ رُفِعَتْ فَسَمِعُوْا صَائِحاً يَقُوْلُ أَلَاهَلْ وَجَدُوْا مَا فَقَدُوْا فَأَجَابَهُ الْآخَرُبَلْ يَئِسُوْا فَانْقَلَبُوْا (للبخاری تعليقا)

جب حسن بن حسن بن علی رضی اللہ عنہم فوت ہوئے تو ان کی بیوی نے ایک سال تک ان کی قبر پر خیمہ نصب کر دیا اور پھر اٹھایا تو اس نے آواز دینے والے کی آواز سنی۔ اس نے کہا: کیا ان لوگوں کو وہ دستیاب ہوا جوان سے گم ہوا تھا؟ دوسرے ہاتف نے جواب دیا: بلکہ یہ مایوس ہو کر واپس چلے گئے۔ (یہ بخاری/ ترجمہ الباب میں ہے)

٢٤٧٩ـــ عَنْ أَنَسٍ ، رَفَعَهُ: ثَلَاثٌ لَا يَزَلْنَ فِي أُمَّتِي حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ: النِّيَاحَةُ وَالْمُفَاخَرَةُ فِي الْأَنْسَابِ وَالْأَنْوَاءُ (رواه

سیدنا انس رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ”تین امور میری امت میں تا قیامت باقی رہیں گے: نوحہ کرنا نسب پر فخر کرنا‘ اور ستاروں سے بارش برسانے کا عقیدہ رکھنا۔“ (الموصلی البزار)

(٢٤٧٦) ترمذی: ٩٨٤۔ ضعيف الباني: ١٦٥.

(٢٤٧٧) مسلم: ٩٣٤۔ ابن ماجه: ١٥٨١۔ احمد: ٢٢٤٠٥.

(٢٤٧٨) بخاری تعليقاً باب ما يركه من اتخاذ المسجد على القبور.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

أبو يعلى الموصلي والبزار)

٢٤٨٠ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، رَفَعَهُ: إِنَّ هَذِهِ النَّوَائِحَ يُجْعَلْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَفَّيْنِ فِي جَهَنَّمَ صَفٌّ عَنْ يَمِينِهِمْ وَصَفٌّ عَنْ يَسَارِهِمْ فَيَنْبَحْنَ عَلَى أَهْلِ النَّارِ كَمَا تَنْبَحُ الْكِلَابُ . (رواه الطبراني في الأوسط)

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''نوحہ کرنے والی عورتوں کو قیامت کے دن جہنم میں دو صفوں میں کھڑا کیا جائے گا، ایک صف اہل جہنم کے دائیں طرف اور دوسری صف ان کے بائیں طرف کھڑی ہوگی اور وہ اہل جہنم پر اس طرح بھونکیں گی جیسے کتے بھونکتے ہیں۔'' (البزار)

٢٤٨١ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يُنَحْ عَلَيْهِ . (رواه البزار)

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ پر نوحہ نہیں کیا گیا۔

٢٤٨٢ـ عَنْ مُحَمَّدِبْنِ اسْحَاقَ قَالَ قَالَتْ أُمُّ سَعْدٍ حِينَ احْتَمَلَ نَعْشَهُ وَهِيَ تَبْكِيهِ وَيْلٌ أُمُّ سَعْدٍ سَعْدًا ، حَزَامَةً وَجِدًا ، وَسَيِّدًا سَدَّ بِهِ مُسَدًّا . فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ كُلُّ بَاكِيَةٍ تَكْذِبُ إِلَّا بَاكِيَةَ سَعْدِبْنِ مُعَاذٍ . (رواه الطبراني في الكبير .)

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: جب معاذ رضی اللہ عنہ کا جنازہ اٹھایا گیا تو ام سعد نے روتے ہوئے کہا: ام سعد کے لیے ہلاکت ہے۔ سعد دور اندیش، طاقت ور، دور جانے والے شاہسوار اور بند کرنے کے قابل امور کو بند کرنے والے تھے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر رونے والی عورت جھوٹ کہتی ہے مگر سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی ماں نے درست کہا ہے۔'' (الکبیر سند کمزور ہے)

٢٤٨٣ـ عَنْ زَيْدِبْنِ أَرْقَمَ ، رَفَعَهُ: إِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ يُحِبُّ الصَّمْتَ عِنْدَ ثَلَاثٍ: عِنْدَ تِلَاوَةِ الْقُرْآنِ وَعِنْدَ الزَّحْفِ وَعِنْدَ الْجَنَازَةِ . (للكبير ٥١٣٠ برجل لم يسم)

''زید بن ارقم مرفوع بیان کرتے ہیں اللہ تعالیٰ خاموشی کو تین اوقات میں پسند کرتا ہے۔ قرآن کی تلاوت کے وقت...... میدان جنگ میں اور جنازے کے ساتھ...... (الکبیر نے ایک مرد کا سند میں نام ذکر نہیں کیا۔)''

٢٤٨٤ـ عَنْ حَمْنَةَ بِنْتِ جَحْشٍ أَنَّهُ قِيلَ لَهَا قُتِلَ أَخُوكِ فَقَالَتْ رَحِمَهُ اللهُ وَإِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا

'' حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہیں کہا گیا: تیرا بھائی قتل کیا گیا ہے تو انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ کی اس پر رحمت نازل

(٢٤٧٩) ابو يعلى موصلي بزار، ورجاله ثقات، هيثمي : ٤٠٠٨.
(٢٤٨٠) طبراني اوسط، وفيه سليمان بن داود اليمامي وهو ضعيف، هيثمي : ٤٠١٩.
(٢٤٨١) بزار، وفيه محمد بن عمرو وفيه كلام وحديثه حسن، هيثمي : ٤٠٢٤.
(٢٤٨٢) طبراني كبير، هيثمي : ٤٠٣٢.
(٢٤٨٣) طبراني كبير: ٥١٣٠ـ وفيه، رجل لم يسم، هيثمي : ٤١٢٩.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

إِلَيْـهِ رَاجِـعُـوْنَ قَـالُـوْاقُتِلَ زَوْجُكِ قَالَتْ وَاحُـزْنَـاهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ لِلزَّوَاجِ مِنَ الْمَرْأَةِ لَشُعْبَةٌ مَا هِيَ لِشَيْءٍ . (رواه إبن ماج ، ١٥٩٠ بلين)

ہو۔ ہم اللہ ہی کے لیے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں...... پھر لوگوں نے کہا: تیرا خاوند قتل کیا گیا کہا: ہائے افسوس بڑی غمناک خبر ہے...... پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خاوند بیوی کا آپس میں وہ تعلق ہوتا ہے جو دوسرے کسی سے نہیں ہوتا۔'' (القزوینی سند کمزور ہے)

شرح: ......ا۔ یہ ثابت ہوا کہ یہ تمام افعال حرام ہیں کیونکہ ان سے پتہ چلتا ہے کہ آدمی راضی بالقضا نہیں۔ اور یہ تمام کام جاہلیت کے دور کے ہیں، اسلام جاہلیت مٹانے آیا ہے۔

۲۔ نوحہ کرنے والا یا والی لعنت کا کام کرتی ہے۔

۳۔ میت کو مخاطب کر کے کہنا، ہائے میرے پہاڑ! وغیرہ یہ بھی نوحہ میں سے ہے۔

۴۔ قبروں پر خیمہ لگانا منع ہے۔

۵۔ کوئی فوت ہو جائے تو گلے لگ کر یا کسی اور طریقہ سے اسے رلانا جسے اسعاد کہتے ہیں یہ جاہلیت کی رسم ہے، اسلام میں اس کا کوئی وجود نہیں۔

۶۔ نعی موت کی اطلاع دینے کو کہتے ہیں، یہ ایک خاص طریقہ تھا کہ موت کی اطلاع دینے والا گریبان چاک کرتا، سواری زخمی کر دیتا اور بلند آواز سے کہتا کہ فلاں فوت ہوا۔ یہ جاہلیت کا طریقہ ہے، درست نہیں۔

ویسے لوگوں کو جنازے میں شرکت کی اطلاع دینا یہ مسنون ہے، تاکہ لوگ زیادہ سے زیادہ جنازے میں شریک ہوں اور میت کے لیے دعا کریں۔

۷۔ نوحہ کرنے والی یا والے کی سزا بہت سخت ہے، گندھک کا لباس پہنایا جائے گا، جیسے یہ جاہلیت کی رسم ہے ویسے ہی یہ بری سزا ہے۔

۸۔ اگر کوئی نیک اور سید و سردار ہو تو اس کی وفات کے بعد اس کی تعریفات کی جائیں تو جواز ہے۔ (مرعاة: ٢/٥٣٠)

(٢٤٨٤) ابن ماجه: ١٥٩٠۔ ضعيف، الباني: ٣٤٧.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

غُسْلُ الْمَيِّتِ وَكُفْنُهُ

میت کو غسل دینے اور کفن پہنانے کا بیان

٢٤٨٥ـ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ الأَنْصَارِيَّةِ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ حِينَ تُوُفِّيَتْ ابْنَتُهُ فَقَالَ اغْسِلْنَهَا ثَلاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ إِنْ رَأَيْتُنَّ ذٰلِكَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَاجْعَلْنَ فِي الآخِرَةِ كَافُورًا أَوْ شَيْئًا مِنْ كَافُورٍ فَإِذَا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِي فَلَمَّا فَرَغْنَا آذَنَّاهُ فَأَعْطَانَا حِقْوَهُ فَقَالَ أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ تَعْنِي إِزَارَهُ. (رواه البخاری ١٢٥٣)

سیّدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی جب فوت ہوئی تو آپ ﷺ ہمارے پاس آئے اور فرمایا: تم اس کو تین بار پانچ بار یا زیادہ بار اپنی سمجھ کے مطابق غسل دو۔ بیری کے پتوں اور پانی سے غسل دو، آخری بار پانی میں کافور ملاؤ۔ یا کچھ کافور ملاؤ...... اور جب تم فارغ ہو جاؤ تو مجھے خبر دو پس جب ہم فارغ ہوئے تو ہم نے آپ ﷺ کو خبر دی۔ آپ ﷺ نے اپنی قمیص دے کر فرمایا اس کو نیچے پہنا دو۔ یعنی ازار کے طور پر۔

٢٤٨٦ــ ومن رواياته: أَوْ سَبْعًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ (رواه البخاری ١٢٥٩)

ایک روایت میں ہے: ”سات بار یا اس سے زیادہ۔“

٢٤٨٧ــ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَهُنَّ فِي غَسْلِ ابْنَتِهِ ابْدَأْنَ بِمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوءِ مِنْهَا. (رواه البخاری ١٦٧)

سیّدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”دائیں طرف سے اور وضو کے اعضاء سے شروع کرو۔“

٢٤٨٨ــ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رضي الله عنها قَالَتْ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَنَحْنُ نَغْسِلُ ابْنَتَهُ فَقَالَ اغْسِلْنَهَا ثَلاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَاجْعَلْنَ فِي الآخِرَةِ كَافُورًا. (رواه البخاری ١٢٥٤)

سیّدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اس نے کہا: جب زینب بنت رسول اللہ ﷺ فوت ہوئیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو طاق بار غسل دو۔ تین یا پانچ بار اور پانچویں بار کافور ملاؤ۔“

٢٤٨٩ـ وَمِنْهَا: أَنَّهُنَّ نَقَضْنَ رَأْسَهَا وَغَسَلْنَهُ

ان سے ایک روایت میں ہے: خواتین نے اس کے سر کے بال

(٢٤٨٥) بخاری: ١٢٥٣ـ مسلم: ٩٣٩ـ ترمذی: ٩٩٠ـ نسائی: ٢٢٨٣ـ ابوداؤد: ٣١٤٥ـ ابن ماجہ: ١٤٥٩ـ احمد: ٢٦٧٥٢۔

(٢٤٨٦) بخاری: ١٢٥٩ـ مسلم: ٩٣٩ـ ترمذی: ٩٩٠ـ نسائی: ٢٢٨٣ـ ابوداؤد: ٣١٤٥ـ ابن ماجہ: ١٤٥٩ـ احمد: ٢٦٧٥٢۔

(٢٤٨٧) بخاری: ١٦٧ـ مسلم: ٩٣٩ـ ترمذی: ٩٩٠ـ نسائی: ٢٢٨٣ـ ابوداؤد: ٣١٤٥ـ ابن ماجہ: ١٤٥٩ـ احمد: ٢٦٧٥٢۔

(٢٤٨٨) بخاری: ١٢٥٤ـ مسلم: ٩٣٩ـ ترمذی: ٩٩٠ـ نسائی: ٢٢٨٣ـ ابوداؤد: ٣١٤٥ـ ابن ماجہ: ١٤٥٩ـ احمد: ٢٦٧٥٢۔

(٢٤٨٩) بخاری: ١٢٥٤ـ مسلم: ٩٣٩ـ ترمذی: ٩٩٠ـ نسائی: ٢٢٨٣ـ ابوداؤد: ٣١٤٥ـ ابن ماجہ: ١٤٥٩ـ احمد: ٢٦٧٥٢۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

وَجَعَلْنَهُ ثَلَاثَةَ قُرُونٍ وَأَلْقَيْنَهَا خَلْفَهَا وَأَنَّ سُفْيَانَ قَالَ: هِيَ نَاصِيَتُهَا وَقَرْنَاهَا وَأَنَّ ابْنَ سِيرِينَ زَعَمَ أَنْ إِشْعَرْنَهَا إِيَّاهُ أَلْفَفْنَهَا فِيهِ وَإِنَّهُ كَانَ يَأْمُرُ بِالْمَرْأَةِ أَنْ تُشْعَرَ وَلَا تُؤْزَرَ.

کھولے اور سر کو دھویا اور بالوں کی تین چٹیا بنائیں اور ان کو پس پشت ڈال دیا۔ سفیان رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ پیشانی اور کن پٹیوں کے بال ہیں ...... اور ابن سیرین رحمہ اللہ کا گمان ہے کہ اس کے سر کے بال خواتین نے سر پر ہی لپیٹ دیئے تھے اور وہ حکم دیتے تھے کہ عورت کے بال سیدھے کردیئے جائیں اور چٹیا نہ بنائی جائیں۔“

٢٤٩٠۔ وَمِنْهَا: ضَفَرْنَاهَا.

ان سے یہ روایت ہے: ہم نے بالوں کی چٹیا بنائیں۔

٢٤٩١۔ وَمِنْهَا بَدَلَهُ مَشَطْنَاهَا. (هی لمسلم ٩٤٩)

ان میں سے ایک میں ان الفاظ کے بدلے یہ ہے۔ہم نے اس کے بالوں میں کنگھی کی۔

شرح: ......ایک قول ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی جس بیٹی کو غسل دیا گیا تھا، یہ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا تھیں، جو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی اہلیہ تھیں، مگر صحیح بات یہی ہے کہ یہ آپ کی لخت جگر حضرت زینب رضی اللہ عنہا تھیں یا تطبیق یوں ممکن ہے کہ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا چونکہ فوت شدہ مسلمان خواتین کو غسل دیا کرتی تھیں، آپ ﷺ کی دونوں بیٹیوں کو ہی غسل دیا ہوگا۔

٢۔ غسل وتر (طاق) دیا جائے، جو تعداد بیان ہوئی ہے، اس سے زیادہ بھی دیا جا سکتا ہے، اگر نہلانے والا قدورت محسوس کرے تو سات سے بھی زیادہ دفعہ نہلا سکتا ہے، مگر طاق دفعہ کا خیال رکھا جائے۔

٣۔ پانی میں بیری کے پتے ڈال لیے جائیں کیونکہ ان کی ایک خاصیت ہے ان سے میل کچیل جڑ سے نکل جاتی ہے۔ چمڑا صاف ہو جاتا ہے اور ملائم ہوتا ہے اور پٹھے مضبوط ہوتے ہیں، اور آخری دفعہ جب میت پر پانی ڈالنا ہو تو کافور ملا لیا جائے۔ اس سے خوشبو خوشگوار ہو جاتی ہے، آنے والے فرشتوں اور حاضرین کے لیے مہک عمدہ رہتی ہے، بدن میں ٹھوس پن آ جاتا ہے اور کیڑے مکوڑوں سے بچاؤ رہتا ہے۔

٤۔ آخر میں آپ ﷺ نے اپنا کمر بند اس لیے دیا تھا کہ غسل وغیرہ سے فراغت کے بعد آپ ﷺ سے لگنے والا کپڑا سیدھا بیٹی کے جسد اطہر کو لگے تا کہ برکت بغیر کسی فاصلے کے حاصل ہو۔

٥۔ میت کو استنجاء وغیرہ کے بعد وضو کرایا جائے اور غسل کا آغاز دائیں جانب سے کیا جائے۔

(٢٤٩٠) بخاری: ١٢٥٤۔ مسلم: ٩٣٩۔ ترمذی: ٩٩٠۔ نسائی: ٢٢٨٣۔ ابوداؤد: ٣١٤٥۔ ابن ماجه: ١٤٥٩۔ احمد: ٢٦٧٥٢۔
(٢٤٩١) بخاری: ١٦٧۔ مسلم: ٩٣٩۔ ترمذی: ٩٩٠۔ نسائی: ١٨٩٣۔ ابوداؤد: ٣١٤٧۔ ابن ماجه: ١٤٥٩۔ احمد: ٢٠٢٦٦۔ موطا: ٥١٨۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

۲۔ یہ عمل سنت سے ثابت ہے کہ میت کے بالوں کو کنگھی کی جائے، اور عورت کے بالوں کو تین مینڈھیوں میں بانٹ کر کمر پیچھے ڈالا جائے۔(مرعاة: ۲/ ٤٦٠)

٢٤٩٢ـ عَنْ أُمِّ قَيْسٍ قَالَتْ تُوُفِّيَ ابْنِي فَجَزِعْتُ عَلَيْهِ فَقُلْتُ لِلَّذِي يَغْسِلُهُ لاَ تَغْسِلِ ابْنِي بِالْمَاءِ الْبَارِدِ فَتَقْتُلَهُ فَانْطَلَقَ عُكَاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَأَخْبَرَهُ بِقَوْلِهَا فَتَبَسَّمَ ثُمَّ قَالَ مَا قَالَتْ طَالَ عُمُرُهَا فَلاَ نَعْلَمُ امْرَأَةً عَمِرَتْ مَا عَمِرَتْ . (رواه النسائي ١٨٨٢)

سیدہ ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا نے کہا: میرا بیٹا فوت ہوا تو میں نے اس کو غسل دینے والے کو کہا: میرے بیٹے کو ٹھنڈے پانی سے غسل دیکر اس کو قتل نہ کر، تو اس کا بھائی عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے حاضر ہو کر بہن کے قول کی اطلاع دی تو رسول اللہ ﷺ مسکرا دیئے اور فرمایا: اس کی عمر طویل ہو اس نے کتنی عمدہ بات کہہ دی۔ راوی نے کہا: ہمیں کوئی عورت معلوم نہیں جس کی اتنی طویل عمر ہوئی ہو جس قدر اس عورت کی عمر طویل ہوئی۔

٢٤٩٣ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ مَنْ غَسَّلَ الْمَيِّتَ فَلْيَغْتَسِلْ (رواه أبوداود ، ٣١٦١)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''جو میت کو غسل دے وہ خود بھی غسل کرے۔''

٢٤٩٤ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مِنْ غُسْلِهِ الْغُسْلُ وَمِنْ حَمْلِهِ الْوُضُوْءُ يَعْنِي الْمَيِّتَ . (رواه الترمذي ٩٩٣)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میت کو غسل دینے سے غسل لازم ہے اور میت کا جنازہ اٹھانے سے وضو لازم ہے۔''

شرح: ...... جو میت کو غسل دے، خود بھی غسل کرے اور جو میت کو اٹھائے خواہ چار پائی سمیت یا بغیر چار پائی کے تو وہ وضو کرے۔

امام ابوداود رحمہ اللہ تو اس کے قائل ہیں کہ میت کے غسل دینے سے غسل کرنے والی حدیث منسوخ ہے۔ صحیح ترین بات یہ ہے کہ یہ غسل واجب نہیں، مستحب ہے۔ اگر کوئی میت کو غسل دیتا ہے اور خود غسل کرتا ہے تو بہتر کرتا ہے مگر اس کی پابندی نہیں۔ یہی صورت حال میت کو اٹھانے کے بعد وضو کرنے کی ہے۔ علامہ خطیب صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ ہم میت کو غسل دیا کرتے تھے اس کے بعد ہم میں سے کوئی غسل کر لیتا تھا، کوئی نہیں کرتا تھا۔ اس

(٢٤٩٢) نسائی: ١٨٨٢۔ ضعیف الاسناد: ١١٤۔ احمد: ٢٦٤٥٩.

(٢٤٩٣) ابوداؤد: ٣١٦١۔ صحیح، البانی: ٢٢٠٧۔ ترمذی: ٩٩٣۔ نسائی: ١٤٦٣۔ احمد: ٧٦٣٢.

(٢٤٩٤) ترمذی: ٩٩٣۔ صحیح، البانی: ٧٩١۔ ترمذی: ٩٩٣۔ نسائی: ١٤٦٣۔ احمد: ٧٦٣٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بارے میں مختلف احادیث کو جمع کرنے کی یہ بہترین صورت ہے کہ یہ واجب نہیں مستحب ہے۔(عون المعبود: ۳/ ۱۷۳)

۲۴۹۵۔عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ إِنَّ عَمَّكَ الشَّيْخُ الضَّالُّ قَدْ مَاتَ قَالَ إِذْهَبْ فَوَارِأَبَاكَ ثُمَّ لَا تُحْدِثَنَّ شَيْئًا حَتّٰى تَأْتِيَنِي فَذَهَبْتُ فَوَارَيْتُهُ وَجِئْتُهُ فَأَمَرَنِي فَاغْتَسَلْتُ وَدَعَالِي(رواه أبو داود ۳۲۱۴)

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب ابو طالب فوت ہوئے تو میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے کہا: آپ ﷺ کا بوڑھا چچا فوت ہو چکا ہے آپ نے فرمایا: جا کر اپنے باپ کو زیر خاک چھپاؤ کوئی دوسرا کام نہ کرو اور سیدھا میرے پاس چلے آؤ......پس میں نے اس کو خاک میں چھپا یا اور میں آنحضرت ﷺ کے پاس آ گیا۔آپ ﷺ نے حکم دیا تو میں نے غسل کیا اور پھر آپ ﷺ نے میرے لیے دعا کی۔(ابوداؤد، نسائی)

شرح:......ا۔اگر کوئی مشرک رشتہ دار ہو تو اس کے دفن میں شرکت ہو سکتی ہے،نمازِ جنازہ میں نہیں۔

۲۔یہ بھی ثابت ہوا ابو طالب ملت اسلامیہ پر فوت نہ ہوئے تھے، جو لوگ ان کا مسلمان ہونا ثابت کرتے ہیں، ان کی بات غلط ہے، قابل تسلیم نہیں۔(عون المعبود:۳/۲۰۶)

۲۴۹۶۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا حَدَّثَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَغْتَسِلُ مِنْ أَرْبَعٍ مِنَ الْجَنَابَةِ وَيَوْمَ الْجُمُعَةِ وَمِنَ الْحِجَامَةِ وَغُسْلِ الْمَيِّتِ . (رواه أبو داود ۳۱۶۰)

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ چار اقسام کے غسل کرتے تھے۔جنابت سے جمعہ کے دن، حجامہ کرانے سے اور میت کو غسل دینے سے۔"(ابوداؤد)

۲۴۹۷۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ أَوْقَفَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِعَرَفَةَ إِذَا وَقَعَ مِنْ رَاحِلَتِهِ فَأَقْصَعَتْهُ أَوْ قَالَ فَاقْعَصَتْهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اغْسِلُوْهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَكَفِّنُوْهُ فِي ثَوْبَيْنِ وَلَا تُحَنِّطُوْهُ

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عرفات میں کھڑا تھا۔وہ اپنی سواری سے گر گیا۔ ایوب کی روایت ہے سواری نے گرایا۔پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کو پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور اس کو دو کپڑوں میں کفن پہناؤ۔نہ خوشبو لگاؤ اور نہ اس کا سر

(۲۴۹۵) ابوداؤد: ۳۲۱۵۔صحیح، البانی: ۲۷۵۳۔نسائی: ۲۰۰۶.
(۲۴۹۶) ابوداؤد: ۳۱۶۰۔ضعیف، البانی: ۷۵.
(۲۴۹۷) بخاری: ۱۲۶۶۔مسلم: ۱۲۰۶۔ترمذی: ۹۵۱۔نسائی: ۲۷۵۷۔ابوداؤد: ۳۲۴۔ابن ماجہ: ۳۰۸۴۔احمد: ۳۲۲۰۔دارمی: ۱۸۵۲.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَلَا تُخَمِّرُوْا رَأْسَهُ فَإِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا. (رواه البخاري ١٢٦٦)

ڈھانپو، اس کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اٹھائے گا تو یہ تلبیہ کہتا اٹھے گا۔"

٢٤٩٨ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَجُلٌ فَوَقَصَتْهُ نَاقَتُهُ فَمَاتَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اغْسِلُوْهُ وَلَا تَقْرَبُوْهُ طِيْبًا وَلَا تُغَطُّوْا وَجْهَهُ فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يُلَبِّي (رواه مسلم ١٢٠٦)

ان کی روایات میں سے ہے: اس کا چہرہ نہ ڈھانپو اور اس کے قریب خوشبو بھی نہ کرو۔"

٢٤٩٩ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بَيْنَا رَجُلٌ وَاقِفٌ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِعَرَفَةَ إِذْ وَقَعَ عَنْ رَاحِلَتِهِ فَوَقَصَتْهُ أَوْ قَالَ فَأَقْعَصَتْهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اغْسِلُوْهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَكَفِّنُوْهُ فِيْ ثَوْبَيْنِ أَوْ قَالَ ثَوْبَيْهِ وَلَا تُحَنِّطُوْهُ وَلَا تُخَمِّرُوْا رَأْسَهُ فَإِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُلَبِّي (رواه البخاري ١٨٤٩)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ عرفات میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک آدمی کھڑا تھا کہ وہ سواری سے گر گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو، اسے دو کپڑوں میں کفن دو، اسے خوشبو نہ لگاؤ اور اس کا سر بھی نہ ڈھانپو اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن تلبیہ پڑھتا ہوا اٹھائے گا۔

٢٥٠٠ـ وَمِنْهَا: فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُحْرِمًا.

ان میں سے یہ بھی روایت ہے: "وہ قیامت کے دن بحالت احرام اٹھایا جائے گا۔"

شرح: ...... ۱۔ ان میں دلیل ہے کہ میت کا غسل واجب ہے۔

۲۔ احرام والا اگر فوت ہو جائے تو اسے احرام کے کپڑوں میں ہی کفن دینا مستحب ہے، اسے سلے کپڑوں میں کفن نہ دیا جائے۔ اور احرام والے کے لیے فوت ہونے کے بعد بھی احرام کا حکم باقی ہونے کی دلیل بھی اس میں ہے کہ ایک تو وہ روز قیامت تلبیہ کہتے اٹھے گا، اور اس کا سر ڈھانپنے سے بھی منع کیا گیا ہے، یہ دلیل ہے کہ اس پر حکم احرام باقی ہے۔

(٢٤٩٨) بخاري: ١٢٦٨ـ مسلم: ١٢٠٦ـ ترمذي: ٩٥١ـ نسائي: ٢٧٥٧ـ ابوداؤد: ٣٢٤ـ ابن ماجه: ٣٠٨٤ـ احمد: ٣٢٢٠ـ دارمي: ١٨٥٢.

(٢٤٩٩) بخاري: ١٨٤٩ـ مسلم: ١٢٠٦ـ ترمذي: ٩٥١ـ نسائي: ٢٧٥٧ـ ابوداؤد: ٣٢٤ـ ابن ماجه: ٣٠٨٤ـ احمد: ٣٢٢٠ـ دارمي: ١٨٥٢.

(٢٥٠٠) بخاري: ١٨٤٩ـ مسلم: ١٢٠٦ـ ترمذي: ٩٥١ـ نسائي: ٢٧٥٧ـ ابوداؤد: ٣٢٤ـ ابن ماجه: ٣٠٨٤ـ احمد: ٣٢٢٠ـ دارمي: ١٨٥٢.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۳۔ جو کسی نیک اور اطاعت والے کام کا آغاز کر دیتا ہے تو اس کی تکمیل سے پہلے موت حائل ہو جاتی ہے تو امید یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے پورا ہی لکھتے ہیں۔ (مرعاۃ: ۲/ ٤٦٤)

(۲۵۰۱) عَنْ لَيْلَى بِنْتَ قَانِفِ الثَّقَفِيَّةِ قَالَتْ كُنْتُ فِيمَنْ غَسَّلَ أُمَّ كُلْثُومٍ بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ وَفَاتِهَا فَكَانَ أَوَّلَ مَا أَعْطَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الحِقاءَ ثُمَّ الدِّرْعَ ثُمَّ الْخِمَارَ ثُمَّ الْمُلْحَفَةَ ثُمَّ أُدْرِجَتْ بَعْدُ فِي الثَّوْبِ الآخَرِ قَالَتْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسٌ عِنْدَ الْبَابِ مَعَهُ كَفَنُهَا يُنَاوِلُنَا هَا ثَوْباً ثَوْباً. (رواه أبوداود ۳۱۵۷)

لیلیٰ بنت قانف ثقفیہ کہتی ہیں کہ جن خواتین نے ام کلثوم بنت رسول اللہ ﷺ کو غسل دیا تھا میں ان میں شامل تھی۔ سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اپنی قمیص دی، پھر چادر اور پھر اوڑھنی دی۔ اور پھر اوپر لپیٹنے کی بڑی چادر دی۔ پھر ان کپڑوں کے علاوہ ایک دوسرے کپڑے میں داخل کی گئی۔ رسول اللہ ﷺ دروازے کے پاس تھے، ایک ایک کر کے کپڑے ہمیں پکڑاتے جاتے تھے۔'' (ابوداؤد)

شرح: ..... علامہ شمس الحق رحمہ اللہ نے اسے صالح سند اور حجت کے قابل کہا ہے۔ اس صورت میں ثابت ہوا کہ عورت میت ہو تو اس کے لیے پانچ کپڑے کفن کے ہونے چاہئیں۔ (عون المعبود: ۳/ ۱۷۱)

۲۵۰۲۔ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَيْكُمْ بِالْبَيَاضِ مِنَ الثِّيَابِ فَلْيَلْبَسْهَا أَحْيَاؤُكُمْ وَكَفِّنُوْا فِيهَا مَوْتَاكُمْ فَإِنَّهَا مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكُمْ. (رواه النسائي ۵۳۲۳)

سمرہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''تم سفید کپڑے اپنے اوپر لازم کرو۔ تمہارے زندہ لوگ اس کا لباس پہنیں اور تم اپنے مرنے والوں کو اس کا کفن دو، سفید کپڑا تمہارے بہترین ملبوسات میں سے ہے۔ (نسائی)

شرح: ...... اس حدیث میں سفید لباس کو بہترین قرار دیا گیا ہے۔ دوسری رنگت والے کپڑوں میں بھی کفن جائز ہے، مگر سفید رنگ والے کپڑے کفن کے لیے زیادہ بہتر قرار دیا گیا ہے۔

کیونکہ سفید لباس میں اجلا پن ہوتا ہے اس میں میل کچیل یا داغ دھبہ نمایاں نظر آ جاتا ہے، جسے صاف کرنا آسان ہوتا ہے، جبکہ دوسرے رنگوں میں یہ نمایاں نظر نہیں آتے اس لیے اچھی صفائی نہیں ہوتی۔ (تعلیقات سلفیہ: ۲/ ۲۹۳)

۲۵۰۳۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلْتُ عَلَى أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گئی تو انہوں نے کہا: تم نے رسول اللہ ﷺ کو کتنے کپڑوں کا

(۲۵۰۱) ابوداؤد: ۳۱۵۷۔ ضعیف، البانی: ٦٩۔ احمد: ۲٦۵۹٤۔

(۲۵۰۲) نسائی: ۵۳۲۳۔ صحیح، البانی: ٤۹۱٦۔ احمد: ۱۹۷۰٦۔

(۲۵۰۳) بخاری: ۱۳۸۷۔ مسلم: ۹٤۔ ترمذی: ۹۹٦۔ نسائی: ۱۸۹۹۔ ابوداؤد: ۳۱۵۱۔ ابن ماجہ: ۱٤٦۹۔ احمد: ۲۵۷٤٤۔ مؤطا: ۵۲۱۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فِیْ کَمْ کَفَّنْتُمُ النَّبِیَّ ﷺ قَالَتْ فِیْ ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ بِیْضٍ سَحُوْلِیَّةٍ لَیْسَ فِیْهَا قَمِیْصٌ وَلَاعِمَامَةٌ وَقَالَ لَهَا فِی أَیِّ یَوْمٍ تُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ یَوْمَ الْإِثْنَیْنِ قَالَ فَأَیُّ یَوْمٍ هٰذَا قَالَتْ یَوْمَ الْإِثْنَیْنِ قَالَ أَرْجُوْفِیْمَا بَیْنِیْ وَبَیْنَ اللَّیْلِ فَنَظَرَإِلٰی ثَوْبٍ عَلَیْهِ کَانَ یُمَرَّضُ فِیْهِ بِهٖ رِدْعٌ مِنْ زَعْفَرَانَ فَقَالَ اغْسِلُوْا ثَوْبِیْ هٰذَا وَزِیْدُوْا عَلَیْهِ ثَوْبَیْنِ فَکَفِّنُوْنِیْ فِیْهَافَقُلْتُ إِنَّ هٰذَا خَلَقٌ قَالَ إِنَّ الْحَیَّ أَحَقُّ بِالْجَدِیْدِ مِنَ الْمَیِّتِ إِنَّمَا هُوَ لِلْمُهْلَةِفَلَمْ یُتَوَفّٰی حَتّٰی أَمْسٰی مِنْ لَیْلَةِ الثُّلَاثَاءُ وَدُفِنَ أَنْ یُصْبِحَ (رواہ البخاری ١٣٨٧)

کفن دیا تھا؟ میں نے کہا تین سفید کپڑوں کا۔ ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کس دن فوت ہوئے تھے؟ میں نے کہا: سوموار کے دن انہوں نے کہا آج کونسا دن ہے؟ میں نے کہا سوموار کا دن ہے انہوں نے کہا: میرے اس وقت سے رات آنے تک موت آنے کی مجھے امید ہے۔ پھر انہوں نے اپنے اوپر کے کپڑے کی طرف دیکھا جو مرض کے دوران پہن رکھا تھا۔ اور اس پر زعفران کا نشان تھا۔ کہا: اس کو دھودو اوردو کپڑوں کا اضافہ کر کے مجھے کفن پہنا دینا۔ میں نے کہا: یہ تو پرانہ کپڑا ہے؟ انہوں نے کہا: نئے کپڑے کا زندہ آدمی زیادہ مستحق ہے۔ کفن تو چند لمحات کے لیے ہے..... منگل کی رات آنے سے پہلے فوت نہیں ہوئے بلکہ بعد شام فوت ہوئے اور صبح طلوع ہونے سے پہلے دفن کیے گئے۔

شرح: ..... ١۔ سوموار کے دن موت میں رغبت رکھنا اچھی بات ہے۔ یہ تو کسی کے اختیار میں نہیں کہ موت کا وقت متعین کر سکے۔ لیکن یہ رغبت اگر نبی پاک ﷺ کی وجہ سے کی جائے تو اس کے متبرک ہونے سے انکار نہیں کیا جا سکتا، اگر یہ آرزو پوری نہ بھی ہو اس حسن اعتقاد پر ثواب تو ضرور حاصل ہوگا۔

٢۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں والد محترم کے پاس حاضر ہوئی یہ موت کے چل چلاؤ میں تھے، میں نے رونا شروع کیا اور کہا جو آنسو آنکھوں میں معلق ہو اس نے آخر گرنا ہے۔ تو ابا جان نے کہا: بیٹی یہ نہ کہو، بلکہ کہو: موت کی غشی حق ہے۔

٣۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا نبی اکرم ﷺ کے کفن اور دفن کے بارے میں دریافت کرنا یا تو بھول جانے کی وجہ سے تھا، یا شبہ کی وجہ سے تھا۔

٤۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان دو احادیث میں ٹکراؤ ہے۔ ایک تو یہی زیر شرح ہے کہ کفن قیمتی یا جدید نہ ہو، دوسری میں ہے کہ کفن اچھا پہناؤ۔ (مسلم)

ان دونوں میں کوئی تعارض نہیں، اچھا ہونے کا مطلب ہے کہ صاف ستھرا اور اچھی حالت والا ہو، اور درمیانی قیمت والا ہو۔ یعنی مہنگا ہونے کی ممانعت ہے اچھا ہونے کی اجازت ہے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے انہی کپڑوں میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کفن کا حکم اس لیے دیا تھا کہ وہ ان میں نماز ادا کیا کرتے تھے، اس کی برکت برقرار رکھنے کی تمنا تھی۔

۵۔ سفید کپڑوں میں کفن دینا مستحب ہے اور کفن میں تین کپڑے ہوں۔

۶۔ دھلے ہوئے کپڑوں میں کفن دینا بھی جائز ہے اور نئے لباس کے لیے زندوں کو برتر رکھا جائے۔

۷۔ رات کو دفن کرنا بھی جائز ہے، وفات کے وقت بھی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ثابت قدمی اور فہم وفراست اور دوراندیشی اچھے طریقہ سے برقرار تھی۔

۸۔ اپنے سے کم تر سے علم حاصل کرنا بھی جائز ہے۔ (فتح الباری: ۳/۲۸۳)

۲۰۰۴۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ خَيْرُ الْكَفَنِ الْحُلَّةُ وَخَيْرُ الْأُضْحِيَةِ الْكَبْشُ الْأَقْرَنُ. (رواه أبوداود ۳۱۵٦)

سیّدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''بہترین کفن دو کپڑے ہیں اور بہترین قربانی سینگوں والا مینڈھا ہے۔''

۲۰۰۵۔ عَنْ أَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ لَمَّا حَضَرَهُ الْمَوْتُ دَعَا بِثِيَابٍ جُدُدٍ فَلَبِسَهَا ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ إِنَّ الْمَيِّتَ يُبْعَثُ فِي ثِيَابِهِ الَّتِيْ يَمُوْتُ فِيْهَا (رواه أبوداود ۳۱۱٤)

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے نئے کپڑے طلب کرکے پہنے، پھر کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے: ''انسان اس لباس میں اٹھایا جائے گا جس میں فوت ہوا ہوگا۔''

شرح: ...... حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کے ظاہر معنی پر عمل کیا ہے کہ نیا لباس پہنا۔ اصل میں اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ دنیا سے جیسا عمل کرتے ہوئے جائے گا، اچھا ہوگا تو اچھے عمل کے مطابق اگر برا ہوگا تو برے عمل کے مطابق اس کا حشر ہوگا۔ (عون المعبود: ۳/ ۱۵۸)

بہر صورت حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ والا اجتہاد بھی قابل عمل ہے۔

۲۰۰٦۔ عَنْ أَصْحَابِهِ قُبِضَ فَكُفِّنَ فِيْ كَفَنٍ غَيْرِ طَائِلٍ وَقُبِرَ لَيْلًا فَزَجَرَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُقْبَرَ الرَّجُلُ بِاللَّيْلِ حَتّٰى يُصَلّٰى عَلَيْهِ إِلَّا أَنْ يَضْطَرَّ إِنْسَانٌ إِلٰى ذٰلِكَ وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا

نبی کریم ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا اور اس میں اپنے ایک فوت ہوئے صحابی کا ذکر کیا کہ اس کو معمولی کفن میں کفنایا گیا اور رات کو دفن کیا گیا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے رات کو فرض کرنے اور جنازہ پڑھنے سے منع فرمایا: ''الا یہ کہ انسان اس پر

(۲۰۰۴) ابوداؤد: ۳۱۵٦۔ ضعیف، البانی: ٦۹۰۔ ابن ماجه: ۱٤۷۳۔

(۲۰۰۵) ابوداؤد: ۳۱۱٤۔ صحیح، البانی: ۲٦۷۱۔

(۲۰۰٦) مسلم: ۹٤۳۔ نسائی: ۱٤۔۲۔ ابوداؤد: ۳۱٤۸۔ ابن ماجه: ۱۵۲۱۔ احمد: ۱٤۸٦۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

كَـفَّـنَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُحَسِّنْ كَفَنَهُ . (رواه مسلم ٩٤٣)

مجبور ہو۔ اور آپ نے فرمایا: ''جب تم اپنے کسی بھائی کو کفن دینا چاہو تو عمدہ کفن دو۔'' (ترمذی)

شرح: ......اس میں نبی اکرم ﷺ نے رات کو میت دفن کرنے پر پابندی نہیں لگائی، تنقید اس پر کی تھی کے حقیر اور معمولی کفن نہ پہناؤ جو میت کو اچھے طریقے سے نہ ڈھانپے۔ رات کو میت دفن کرنے کی اجازت ہے، نبی اکرم ﷺ کو خود بھی رات ہی کو دفن کیا گیا تھا، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی رات ہی کو دفن کیے گئے تھے۔ (احمد)

رات کو میت دفن کرنے کو ناپسند اس صورت میں کیا گیا ہے جب جنازہ پڑھنے والوں کی قلت ہو یا کفن معمولی اور ردی قسم کا ہو۔ اگر یہ نہ ہو تو رات میت کو دفن کرنا جائز ہے۔ (مرعاۃ: ۲/۴۸۱)

٢٥٠٧ـــ عَـنْ جَـابِـرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ إِذَا تَوَفَّى أَحَدُكُمْ فَوَجَدَ شَيْئًا فَلْيُكَفِّنْ فِيْ ثَوْبِ حِبَرَةٍ (رواه ، ٣١٥٠)

جابر رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''جب تم میں سے کوئی فوت ہو اور اگر میسر آئے تو لمبی چادر میں دفنایا جائے۔''

شرح: ......حلہ دو کپڑوں کا ہوتا ہے، یمنی دھاری دار چادر میں کفن دینے کا کہا گیا ہے۔ مقصد یہی ہے کہ مرد میت ہو تو کپڑے تین ہیں۔ اگر اچھی قسم کے کپڑے کی طاقت ہو تو ان میں کفن دیا جائے۔ اگر گنجائش نہ ہو تو یمنی دھاری دار چادر ہی کافی ہے۔ صحیح ترین روایت یہی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا تھا۔ اس میں نہ تو قمیض تھی نہ پگڑی تھی۔ (عون المعبود: ٣/ ١٦٩)

٢٥٠٨ـــ عَـنْ عَـلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ قَالَ لَا تُـغَـالِ لِـي فِـيْ كَفَنٍ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَـقُـوْلُ لَا تَـغَـالُـوْا فِي الْكَفَنِ فَإِنَّهُ يُسْلَبُهُ سَلْبًا سَرِيْعًا . (رواه أبوداود ٣١٥٤)

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''کفن قیمتی پہنانے کی کوشش نہ کرو وہ بہت جلدی چھینا جاتا ہے۔''

٢٥٠٩ـ عَـنْ جَـابِرِبْنِ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَـفَّـنَ حَمْزَةَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فِيْ نَمِرَةٍ فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ . (رواه الترمذی ٩٩٧)

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے حمزہ رضی اللہ عنہ کو ایک ہی کپڑے کا کفن پہنایا جس میں لکیریں موجود تھیں۔

٢٥١٠ـ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ السَّاعِدِيِّ قَالَ: أَنَّهُمْ

ابوسعید الساعدی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حمزہ رضی اللہ عنہ کے چہرے

(٢٥٠٧) ابوداؤد: ٣١٥٠۔ صحیح، البانی: ٢٧٠٢.

(٢٥٠٨) ابوداؤد: ٣١٥٤۔ ضعیف، البانی: ٦٨٩.

(٢٥٠٩) ترمذی: ٩٩٧۔ حسن، البانی: ٧٩٥۔ احمد: ١٤٤٣٨.

(٢٥١٠) طبرانی کبیر: ٢٩٣٩۔ ورجاله ثقات، هیثمی: ١٠١٠٥.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جَعَلُوْا يَجُرُّوْنَ النَّمِرَةَ عَلَى وَجْهِ حَمْزَةَ فَتَكْشُفُ قَدَمَاهُ وَيَجُرُّوْنَهَا عَلَى قَدَمَيْهِ فَيَنْكَشِفُ وَجْهُهُ فَقَالَ ﷺ اجْعَلُوْهَا عَلَى وَجْهِهِ وَاجْعَلُوْا عَلَى قَدَمَيْهِ مِنْ هَذَا الشَّجَرِ. (رواه الطبرانی فی الکبیر ۲۹۳۹)

پر چادر ڈالتے تو ان کے قدم ننگے ہو جاتے اور اس کے قدموں پر ڈالتے تو چہرہ ننگا رہتا تھا۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: ان کے چہرے پر چادر دو اور پاؤں پر گھاس ڈال دو۔“

شرح:......۱۔اس سے ثابت ہوا کہ کپڑے کی قلت ہو تو ایک چادر ہی کفن کے لیے کافی ہے۔

۲۔اگر کپڑا تنگ ہو تو میت کا سر ڈھانپنا بہتر ہے، پاؤں ننگے ہوں تو کوئی حرج نہیں، یا پھر کسی اور چیز سے ڈھانپ لیے جائیں۔(عون المعبود:۳/۱۷۱)

۲۵۱۱۔عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ أَتَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ أُبَيِّ بَعْدَ مَا أُدْخِلَ حَفْرَتَهُ فَأَمَرَبِهِ فَأُخْرِجَ فَوَضَعَهُ عَلَى رُكْبَتَيْهِ وَنَفَثَ عَلَيْهِ مِنْ رِيْقِهِ وَأَلْبَسَهُ قَمِيْصَهُ فَاللّٰهُ أَعْلَمُ وَكَانَ كَسَاعَبَّاساً قَمِيْصًا قَالَ سُفْيَانُ وَقَالَ أَبُوْهَارُوْنَ يَحْيَى وَكَانَ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَمِيْصَانِ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبْدِاللّٰهِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَلْبِسْ أَبِيْ قَمِيْصَكَ الَّذِيْ يَلِيْ جِلْدَكَ قَالَ سُفْيَانُ فَيُرَوْنَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَلْبَسَ عَبْدَاللّٰهِ قَمِيْصَهُ مُكَافَأَةً لِمَا صَنَعَ (رواه البخاری ، ۱۳۵۰)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن ابی کو اس کے گڑھے میں رکھ دیا گیا تھا پھر آپ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے حکم دیا اور اس کو اس کے گڑھے سے باہر نکالا گیا اور آپ ﷺ نے اپنے دو گھٹنوں پر رکھا اور اپنا لعاب مبارک اس پر ڈالا اور اس کو اپنی قمیص بھی پہنائی...... واللہ علم۔ اس نے عباس رضی اللہ عنہ کو اپنی قمیص پہنائی تھی۔ سفیان نے کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ پر دو قمیصیں تھیں تو عبداللہ کے بیٹے نے عرض کی: یارسول اللہ! میرے باپ کو اپنی وہ قمیص پہنا دیجئے جو آپ ﷺ کے جسم اطہر سے متصل ہے۔ سفیان نے کہا: لوگوں کا خیال ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عبداللہ بن ابی کا بدلہ چکانے کے لیے اسے قمیص پہنائی تھی۔

۲۵۱۲۔عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمَ بَدْرٍ أُتِيَ بِأَسَارَى وَأُتِيَ بِالْعَبَّاسِ وَلَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ ثَوْبٌ فَنَظَرَ النَّبِيُّ ﷺ لَهُ

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب بدر کے قیدی لائے گئے اور عباس رضی اللہ عنہ کو بھی قید کر کے لایا گیا تو ان کے بدن پر قمیص نہیں تھی۔ پس نبی کریم ﷺ نے قمیص

(۲۵۱۱) بخاری: ۱۳۵۰۔ مسلم: ۲۷۷۳۔ نسائی: ۲۰۲۰۔ احمد: ۱۴۶۵۷۔

(۲۵۱۲) بخاری: ۳۰۰۸۔ مسلم: ۲۷۷۳۔ نسائی: ۲۰۲۰۔ احمد: ۱۴۶۵۷۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

قَمِيصاً فَوَجَدُوْا قَمِيصَ عَبْدِاللهِ بْنِ أُبَيِّ يَقْدُرُ عَلَيْهِ فَكَسَاهُ النَّبِيُّ ﷺ إِيَّاهُ فَلِذٰلِكَ نَزَعَ النَّبِيُّ ﷺ قَمِيصَهُ الَّذِيْ أَلْبَسَهُ قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ كَانَتْ لَهُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ يَدٌ فَأَحَبَّ أَنْ يُكَافِئَهُ. (رواه البخاري ٣٠٠٨)

دیکھی...... تو صرف عبداللہ بن اُبی کی قمیص لوگوں نے عباس رضی اللہ عنہ کے قد کے برابر پائی۔ رسول اللہ ﷺ نے وہ عباس رضی اللہ عنہ کو پہنادی اور اس کے عوض رسول اللہ ﷺ نے اپنا کرتا اتار کر اس کو پہنا یا تھا۔ اور ابن عیینہ رحمہ اللہ نے کہا اس منافق کا رسول اللہ ﷺ پر یہ احسان تھا چنانچہ آپ نے اس کو بدلہ دینا پسند فرمایا۔

٢٥١٣۔ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرًا يَقُوْلُ وَكَانَ الْعَبَّاسُ بِالْمَدِيْنَةِ فَطَلَبَتِ الْأَنْصَارُ ثَوْبًا يَكْسُوْنَهُ فَلَمْ يَجِدُوْا قَمِيصاً يَصْلُحُ عَلَيْهِ إِلَّا قَمِيصَ عَبْدِاللهِ ابْنِ أُبَيِّ فَكَسَوْهُ إِيَّاهُ. (رواه النسائي ١٩٠٢)

ایک دوسری روایت ہے: عباس رضی اللہ عنہ مدینہ میں قیدی تھے تو انصار نے کپڑا تلاش کیا وہ عباس رضی اللہ عنہ کو لباس پہنانا چاہتے تھے۔ تو عباس رضی اللہ عنہ کے بدن کے برابر ان کو کوئی کپڑا نہیں مل سکا البتہ عبداللہ کی قمیص برابر تھی تو وہی ان کو انصار نے پہنادی۔

شرح: ...١۔ اس سے استدلال کیا گیا ہے کہ قمیص میں بھی کفن دینا جائز ہے۔

٢۔ اس واقعہ میں اشکال آتا ہے کہ نبی ﷺ نے عبداللہ بن ابی کے بیٹے عبداللہ سے کہا تھا جو کہ مسلمان تھے مجھے اطلاع دینا میں اس کی نمازِ جنازہ پڑھوں گا۔ مگر جب آپ تشریف لے گئے تو عبداللہ بن ابی کو قبر میں اتار دیا گیا تھا۔ اس کی خلاف ورزی کیوں ہوئی۔

اس کا حل یہ ہے کہ عبداللہ بن ابی کے گھر والوں کو اندیشہ تھا کہ نبی ﷺ کو آنے میں مشقت اٹھانا پڑے گی اس لیے انہوں نے جلدی سے تجہیز و تکفین کی اور قبر میں اتار دیا۔ تو نبی اکرم ﷺ اسے گڑھے سے نکلوایا اور قمیص پہنائی اور اس پر نماز جنازہ پڑھی۔ یوں اپنا وعدہ پورا کیا مگر بعد میں ممانعت آئی کہ ایسے لوگوں کی نہ تو نماز جنازہ پڑھیں اور نہ ان کی قبر پر کھڑے ہوں۔ (فتح الباری: ٣/ ١٣٩)

٢٥١٤۔ عَنْ سَهْلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ امْرَأَةً جَاءَتِ النَّبِيَّ ﷺ بِبُرْدَةٍ مَنْسُوْجَةٍ فِيْهَا حَاشِيَتُهَا أَتَدْرُوْنَ مَاالْبُرْدَةُ قَالُوْا الشَّمْلَةُ قَالَ نَعَمْ قَالَتْ نَسَجْتُهَا بِيَدِيْ فَجِئْتُ

سیّدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک چادر لائی، اس کے کنارے بھی بنائے گئے تھے۔ سہل نے کہا: تم جانتے ہو چادر کیسی تھی تو لوگوں نے کہا: جسم کو ڈھانکنے والی۔ اس خاتون نے کہا: یہ میں نے اپنے ہاتھ سے

(٢٥١٣) نسائی: ١٩٠٢۔ صحیح، البانی: ١٧٩٤۔

(٢٥١٤) بخاری: ١٢٧٧۔ نسائی: ٥٣٢١۔ ابن ماجہ: ٣٥٥٥۔ احمد: ٢٢٣١٨۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لَاَكْسُوكَهَا فَأَخَذَهَا النَّبِيُّ ﷺ مُحْتَاجاً إِلَيْهَا فَخَرَجَ إِلَيْنَا وَإِنَّهَا إِزَارُهُ فَحَسَّنَهَا فُلَانٌ فَقَالَ اُكْسِنِيهَا مَاأَحْسَنَهَا قَالَ الْقَوْمُ مَا اَحْسَنْتَ لَبِسَهَا النَّبِيُّ ﷺ مُحْتَاجاً إِلَيْهَا ثُمَّ سَأَلْتَهُ وَعَلِمْتَ أَنَّهُ لَا يَرُدُّ قَالَ إِنِّي وَاللّٰهِ مَا سَأَلْتُهُ لِاَلْبَسَهُ إِنَّمَا سَأَلْتُهُ لِتَكُوْنَ كَفَنِي قَالَ سَهْلٌ فَكَانَتْ كَفَنَهُ. (رواه البخاري ١٢٧٧)

بُن کر تیار کی ہے اور میں آپ ﷺ کو پہنانے کے لیے لائی ہوں۔ آپ ﷺ نے وہ چادر لے لی۔ آپ ﷺ کو اس کی ضرورت تھی۔ آپ ﷺ پہن کر ہمارے پاس تشریف لائے تو ایک آدمی کو وہ پسند آگئی اس نے کہا: یارسول اللہ! یہ چادر مجھے پہنا دیجئے یہ کتنی اچھی چادر ہے۔ لوگوں نے اس شخص کو ملامت کیا کہ تجھے معلوم ہے آپ ﷺ کسی سائل کا سوال رد نہیں کرتے اور آپ ﷺ کو اس کی ضرورت بھی تھی۔ اس نے کہا: میں نے اس لیے طلب نہیں کی ہے تا کہ میں پہنوں، اللہ کی قسم! میں نے اس لیے طلب کی ہے کہ یہ میرا کفن بنے، چنانچہ اس چادر کو اس کا کفن بنایا گیا۔

شرح: ... یہ ثابت ہوا کہ زندگی میں کفن کی نیت سے کپڑا منتخب کر کے رکھا جا سکتا ہے۔
۲۔ اس میں نبی اکرم ﷺ کے حسن اخلاق اور سخاوت اور ہدیہ قبول کرنے پر روشنی پڑتی ہے۔
۳۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ خلاف ادب کوئی چیز دیکھیں تو اسے روکنا جائز ہے۔ (فتح الباری: ۱۴۴/۳)

٢٥١٥ـ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِاللّٰهِ ، رَفَعَهُ: مَنْ حَفَرَ قَبْراً بَنَى اللّٰهُ لَهُ بَيْتاً فِي الْجَنَّةِ ، وَمَنْ غَسَّلَ مَيِّتاً خَرَجَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ، وَمَنْ كَفَّنَ مَيِّتاً كَسَاهُ اللّٰهُ مِنْ حُلَلِ الْجَنَّةِ ، وَمَنْ عَزَّى حَزِيناً أَلْبَسَهُ اللّٰهُ التَّقْوىٰ وَصَلَّى عَلَى رُوْحِهِ فِي الْاَرْوَاحِ ، وَمَنْ عَزَّى مُصَاباً كَسَاهُ اللّٰهُ حُلَّتَيْنِ مِنْ حُلَلِ الْجَنَّةِ لَا تَقُوْمُ لَهُمَا الدُّنْيَا ، وَمَنِ اتَّبَعَ جَنَازَةً حَتَّى يَقْضِيَ دَفْنَهَا كُتِبَ لَهُ ثَلَاثَةُ قَرَارِيطَ ، اَلْقِيرَاطُ مِنْهَا أَعْظَمُ مِنْ جَبَلِ أُحُدٍ ، وَمَنْ كَفَلَ يَتِيماً أَوْ أَرْمِلَةً أَظَلَّهُ اللّٰهُ

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ مرفوع روایت کرتے ہیں: ”جس نے قبر کھودی اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا، جس نے میت کو غسل دیا وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہوگا جیسا پیدائش کے دن ماں نے جنا تھا، جس نے میت کو کفن دیا اللہ تعالیٰ اس کو جنت کا لباس پہنائے گا اور جس نے پریشان کی تعزیت کی اللہ تعالیٰ اس کو تقویٰ کا لباس دے گا اور ارواح کے درمیان اس کی روح پر رحمت نازل فرمائے گا۔ اور جس نے مصیبت زدہ کو صبر دلایا اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے دو جوڑے لباس پہنائے گا جن کی قیمت ساری دنیا نہیں بن سکتی اور جو جنازے کے پیچھے چل کر جائے گا اور اس کو دفنانے کے کام کی تکمیل تک ساتھ رہے گا اللہ تعالیٰ اس کو تین قیراط عطا فرمائے گا

(٢٥١٥) طبراني أوسط. وفيه العليل بن مرة وفيه كلام. هيثمي: ٤٠٦٦.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

فِي ظِلِّهِ وَأَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ. (للأوسط بلين)

اور ایک قیراط احد پہاڑ سے زیادہ بڑی ہوگی۔ اور جو شخص یتیم کی یا بیوہ کی کفالت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو اپنے سائے میں جگہ دے گا اور اس کو جنت میں داخل کردے گا۔" (الاوسط کمزور سند)

٢٥١٦۔ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ إِنَّ الْمَيِّتَ يَعْرِفُ مَنْ يَحْمِلُهُ وَمَنْ يُغَسِّلُهُ وَمَنْ يُدَلِّيهِ فِي قَبْرِهِ. (رواه أحمد ١٠٦١٤ والأوسط بخفى)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو شخص میت کو اٹھاتا ہے، جو اس کو غسل دیتا ہے اور جو اس کو قبر میں اس کو اتارتا ہے۔" (احمد، الاوسط)

٢٥١٧۔ عَنْ سِنَانَ بْنِ عَرْفَطَةَ وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الرَّجُلِ يَمُوتُ مَعَ النِّسَاءِ وَالْمَرْأَةُ تَمُوتُ مَعَ الرِّجَالِ وَلَيْسَ لَهُمَا مَحْرَمٌ قَالَ: تُيَمَّمَا (رواه الطبراني في الكبير بضعف ٦٤٩٧)

سنان بن عرفطہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: "مرد فوت ہو عورتوں کے درمیان یا عورت فوت ہو مردوں کے درمیان اور ان کا محرم موجود نہ ہو تو دونوں کو تیمم کرادیا جائے۔" (الکبیر سند ضعیف)

٢٥١٨۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَفَعَهُ: خَمِّرُوْا وُجُوْهَ مَوْتَاكُمْ وَلَاتَشَبَّهُوْا بِالْيَهُوْدِ. (رواه الطبراني في الكبير)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: "اپنے مرنے والوں کے منہ ڈھانپ دیا کرو اور یہود کی مشابہت اختیار نہ کرو۔" (الکبیر)

٢٥١٩۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَجْمَرْتُمُ الْمَيِّتَ فَأَجْمِرُوْهُ ثَلَاثًا. (رواه احمد ١٤١٣١)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: "جب تم میت کو خوشبو لگاؤ تو تین مرتبہ لگاؤ۔" (احمد)

شرح: ......١۔ ثابت ہوا یہودی جنازے کا چہرہ کھلا رکھتے ہیں، مسلمانوں کو ڈھانپنا چاہیے البتہ چہرہ دیکھنا ہو تو پھر کپڑا اٹھایا جاسکتا ہے، بلاضرورت چہرہ ننگا نہ رکھا جائے۔

٢۔ میت کو خوشبو تین مرتبہ لگائی جائے۔

(٢٥١٦) احمد: ١٠٦١٤۔ طبرانی اوسط وفیه رجل لم احد من ترجمه، هیثمی: ٤٠٧١.

(٢٥١٧) طبرانی کبیر: ٦٤٩٧۔ وفیه، عبدالخالق بن یزید بن واقد وهو ضعیف، هیثمی: ٤٠٨١۔

(٢٥١٨) طبرانی کبیر و رجاله ثقات، هیثمی: ٤٠٩٧.

(٢٥١٩) احمد: ١٤١٣۔ بزار، ورجاله رجال الصحیح، هیثمی: ٤١٠٦.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اَلصَّلَاةُ عَلَى الْجَنَازَةِ

جنازے کی نماز

٢٠٢٠۔ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَهِدَ الْجَنَازَةَ حَتَّى يُصَلِّيَ عَلَيْهَا فَلَهُ قِيْرَاطَانِ قِيْلَ وَمَا الْقِيْرَاطَانِ قَالَ مِثْلَ الْجَبَلَيْنِ الْعَظِيْمَيْنِ (رواه البخاری ١٣٢٥)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''جو شخص جنازے کے ساتھ حاضر رہے یہاں تک کہ اس پر نماز پڑھی جائے تو اس کے لیے دو قیراط اجر ہوگا۔ کہا گیا: قیراط کیا ہے؟ فرمایا: دو بڑے بڑے پہاڑوں کے مثل۔

٢٠٢١۔ عَنْ نَافِعٍ قَالَ قِيْلَ لِابْنِ عُمَرَ إِنَّ أَبَاهُرَيْرَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً فَلَهُ قِيْرَاطٌ مِنَ الْأَجْرِ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ أَكْثَرَ عَلَيْنَا أَبُوْ هُرَيْرَةَ فَبَعَثَ إِلَى عَائِشَةَ فَسَأَلَهَا فَصَدَّقَتْ أَبَاهُرَيْرَةَ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ لَقَدْ فَرَّطْنَا فِيْ قَرَارِيْطَ كَثِيْرَةٍ (رواه مسلم ٩٤٥)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا گیا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: جو شخص جنازے کے پیچھے چلتا رہا تو اس کے لیے ایک قیراط اجر ہے یہ سن کر ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بہت کثرت کر دی ہے۔ پس ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس قاصد روانہ کیا تو انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی تصدیق کی تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم نے بہت سی قیراطوں میں کمی کر دی ہے۔

٢٠٢٢۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ، رَفَعَهُ: مَنْ أَتَى جَنَازَةً فِيْ أَهْلِهَا فَلَهُ قِيْرَاطٌ فَإِنِ اتَّبَعَهَا فَلَهُ قِيْرَاطٌ فَإِنْ صَلَّى عَلَيْهَا فَلَهُ قِيْرَاطٌ فَإِنِ انْتَظَرَهَا حَتَّى تُدْفَنَ فَلَهُ قِيْرَاطٌ (رواه البزار بلين)

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے: ''جو شخص جنازے کے ساتھ شامل ہوا اس کے لیے قیراط ہے۔ اگر جنازے کے ساتھ گیا تو مزید ایک قیراط ہے اور اگر اس کی نماز جنازہ پڑھی تو مزید قیراط ہے اور اگر اس نے دفن کرنے تک انتظار کیا تو چوتھی قیراط ہے۔''

شرح: ...... قیراط ایک درہم کے بارہویں حصہ تقریباً ماشہ ہے، مگر یہاں یہ اصطلاحی وزن مراد نہیں، یہاں اس کی مقدار احد پہاڑ جتنی بتائی گئی ہے، تاکہ سننے والے کو اس کی عظمت کا پتہ چل جائے۔

٢۔ ان احادیث میں میت کی نماز جنازہ پڑھنے اور اس کے دفن میں حاضری کی ترغیب ہے۔ اور اس بات پر ترغیب

(٢٠٢٠) بخاری: ١٣٢٥۔ مسلم: ٩٤٥۔ ترمذی: ١٠٤٠۔ نسائی: ١٩٩٤۔ ابوداؤد: ٣١٦٨۔ ابن ماجه: ١٥٣٩۔ احمد: ٤٤٣٩.

(٢٠٢١) بخاری: ٤٧۔ مسلم: ٩٤٥۔ ترمذی: ١٠٤٠۔ نسائی: ١٩٩٤۔ ابوداؤد: ٣١٦٨۔ ابن ماجه: ١٥٣٩۔ احمد: ٧٣٠٦.

(٢٠٢٢) بزار، وفيه، معدى بن سليمان، صحيح له الترمذى، و وثقه ابو حاتم وغيره، وضعفه ابو زرعة والنسائى، وبقية رجاله رجال الصحيح، هيثمى: ٤١٤٠

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ ایک مسلمان کی وفات کے بعد، اس کی عزت وتکریم کرنا اتنا عظیم کام ہے کہ فضل الٰہی سے پہاڑوں برابر ثواب ہوتا ہے۔ (مرعاۃ:۲/۴۷۳)

۲۵۲۳۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَعَى النَّجَاشِيَّ فِي الْيَوْمِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ وَخَرَجَ بِهِمْ إِلَى الْمُصَلَّى فَصَفَّ بِهِمْ وَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعَ تَكْبِيْرَاتٍ. (رواه البخاري ۱۳۳۳)

سیّدنا ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شاہ نجاشی رحمہ اللہ کی وفات کی اسی دن خبر دے دی جس دن وہ فوت ہوا تھا اور اپنے اصحاب کو ساتھ لے کر عیدگاہ میں تشریف لے گئے اور لوگوں کو صفیں درست کرا کے اس کی نماز جنازہ پڑھی اور چار تکبیرات کہیں۔

۲۵۲۴۔ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ لَيْلَى قَالَ كَانَ زَيْدُبْنُ أَرْقَمَ يُكَبِّرُ عَلَى جَنَائِزِنَا أَرْبَعاً وَإِنَّهُ كَبَّرَ عَلَى جَنَازَةٍ خَمْساً فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُكَبِّرُهَا. (رواه مسلم ۹۵۷)

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے کہا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ ہمارے جنازوں پر چار تکبیرات کہتے تھے۔ پھر انہوں نے ایک جنازے پر پانچ تکبیرات کہیں تو میں نے ان سے سوال کیا تو انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ پانچ تکبیرات کہتے تھے۔

۲۵۲۵۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ أَنَّ عَلِيًّا صَلّٰى عَلَى سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ فَكَبَّرَ عَلَيْهِ سِتًّا ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيْنَا فَقَالَ: إِنَّهُ بَدْرِيٌّ (رواه الطبراني في الكبير ۵۵٤٦)

سیّدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے کہا علی رضی اللہ عنہ نے سہل حنیف رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھائی اور چھ تکبیرات کہیں اور پھر ہماری طرف منہ پھیر کر کہا یہ بدری صحابی ہیں۔ (الکبیر)

۲۵۲٦۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: لَا وَقْتَ وَلَا عَدَدَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ يَعْنِي: الْتَكْبِيْرَ. (رواه البزار)

سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: نماز جنازہ کا نہ تو وقت متعین ہے اور نہ اس میں عدد کی تعین ہے یعنی تکبیرات کا عدد مقرر نہیں ہے۔" (البزار)

۲۵۲۷۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: قَدْ كَبَّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَبْعًا وَخَمْسًا وَأَرْبَعًا

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سات، پانچ اور چار تکبیرات کہی ہیں پس تم جس امام کو خود

(۲۵۲۳) بخاری: ۱۳۳۳۔ مسلم: ۹۵۱۔ ترمذی: ۱۰۲۲۔ نسائی: ۱۸۷۹۔ ابوداؤد: ۳۲۰٤۔ ابن ماجه: ۱۵۳٤۔ احمد: ۷۱۰۷۔ موطا: ۵۳۰.

(۲۵۲٤) مسلم: ۹۵۷۔ ترمذی: ۱۰۲۳۔ نسائی: ۱۹۸۲۔ ابوداؤد: ۳۱۹۷۔ ابن ماجه: ۱۵۰۵۔ احمد: ۱۸۷۸٦.

(۲۵۲۵) طبرانی کبیر: ۵۵٤٦۔ ورجاله رجال الصحيح، هيثمي: ٤۱۷٤.

(۲۵۲٦) بزار، ورجاله ثقات، هيثمي: ٤۱۷۵.

(۲۵۲۷) طبرانی اوسط، وفيه، عطاء بن السائب وفيه كلام، وهو حسن الحديث، هيثمي: ٤۱۷٦.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فَكَبِّرُوْا مَا كَبَّرَ الْإِمَامُ إِذَا قَدَّمْتُمُوْهُ. (رواه الطبراني في الأوسط)

آگے کھڑا کرتے ہو وہ جتنی تکبیریں کہے تم بھی اتنی تکبیریں کہو۔"

۲۰۲۸۔ قَالَ حُمَيْدُ صَلَّى بِنَا أَنَسٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَكَبَّرَ ثَلَاثًا وَسَهَا ثُمَّ سَلَّمَ فَقِيْلَ لَهُ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ ثُمَّ كَبَّرَ الرَّابِعَةَ ثُمَّ سَلَّمَ (للبخاري تعليقا)

حمید نے کہا: انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ہمیں نماز پڑھائی اور تین تکبیرات کہہ کر بھول گئے اور سلام پھیر دیا۔ ان کو کہا گیا تو انہوں نے قبلہ کی طرف منہ کر کے چوتھی تکبیر کہی اور پھر سلام پھیر دیا......(بخاری نے ترجمۃ الباب میں بیان کیا ہے)

شرح: ......۱۔ ان احادیث میں نمازِ جنازہ کی تکبیرات کے بارے میں مختلف اقوال آئے ہیں، پانچ، چھ، چار، تین، سات۔ مگر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے چار تکبیرات پر اجماع کروایا تھا۔ جواز دوسری تعداد کا بھی ہے، مگر زیادہ صحیح اور زیادہ بہتر چار تکبیرات ہیں باقی حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تین تکبیرات کہنا، ایک رائے تو یہ ہے کہ یہ تین تکبیرات کو کفایت والی تصور کرتے تھے۔ اور افتتاح والی تکبیر کو جنازہ والی میں نہ سمجھتے تھے۔ اسے علیحدہ تصور کرتے تھے۔ مگر ثابت یہی ہوتا ہے بھول گئے تھے، اس لیے دوبارہ کہی۔ (فتح الباری)

۲۔ نجاشی حبشہ کے بادشاہ کا لقب ہے۔ یہ ۹ ہجری میں فوت ہوئے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک سے واپس مدینہ لوٹے تھے، لوگوں کو ان کی وفات کی اطلاع دی۔

ابن حزم رحمہ اللہ کا قول ہے کہ جس نجاشی کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ جنازہ پڑھی تھی وہ اور ہے۔ اور جس کی طرف خط بھیجا تھا جو کہ عمرو بن امیہ ضمری لے کر گئے تھے وہ اور ہے جو اسلام نہ لایا تھا۔

راجح بات یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نجاشی کی نمازِ جنازہ پڑھی تھی، اسے بھی خط لکھا تھا اور اس کی وفات کے بعد جو سر پرست بنا تھا۔ اسے بھی خط لکھا تھا، ایک کو پہلے اور دوسرے کو بعد میں لکھا۔ تو یہ خط اصحمہ رضی اللہ عنہ کے خط کے بعد والا ہے، اصحمہ وہی ہیں جو ایمان لائے اور جنھوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پناہ دی اور ان کی وفات پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھی، یوں تعارض ختم ہو جاتا ہے۔

۳۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ موت کی اطلاع دی جا سکتی ہے۔ جس کی ممانعت ہے وہ جاہلیت کا خاص طریقہ تھا۔

۴۔ اس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم معجزہ بھی بیان ہوا ہے کہ اتنا زیادہ فاصلہ تھا۔ مدینہ میں نجاشی رضی اللہ عنہ کی وفات کی اطلاع دی تھی۔

۵۔ بعض حضرات نے اس حدیث سے دلیل پکڑی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھیوں کو باہر جانے کا حکم دیا تھا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نمازِ جنازہ مسجد میں نہیں ہوتی۔

(۲۰۲۸) بخاري تعليقا، كتاب الجنائز، باب التكبير على الجنازة اربعا.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیکن یہ استدلال درست نہیں، مسجد میں نمازِ جنازہ جائز ہے، تاہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ نمازِ جنازہ باہر پڑھنا افضل ہے۔

۶۔ غائبانہ نمازِ جنازہ جائز ہے۔ خواہ شہروں کے درمیان مسافت زیادہ ہو یا کم ہو، خواہ اس شہر میں اس کی نماز جنازہ پڑھی گئی ہو یا نہ پڑھی گئی ہے۔ بعض حضرات مخصوص کرتے ہیں کہ یہ نجاشی کے ساتھ ہی خاص تھا اور کسی کے لیے جائز نہیں۔

اس قسم کے دیگر اعتراضات بھی کرتے ہیں، یہ سب نامناسب ہیں، صحیح ترین بات یہی ہے کہ غائبانہ نماز جنازہ جائز ہے۔ (مرعاة: ۲/ ٤٧٥)

۲۰۲۹۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَبَّرَ عَلَى جَنَازَةٍ فَرَفَعَ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ تَكْبِيرَةٍ وَوَضَعَ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى. (رواه الترمذي ۱۰۷۷)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک میت پر نماز جنازہ پڑھی، تکبیر اولیٰ کے ساتھ رفع یدین بھی کیا اور دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا۔" (ترمذی)

شرح: ......نمازِ جنازہ پر چار تکبیرات میں رفع الیدین کرنا ہے اور سینے پر ہاتھ باندھتے ہیں۔ دایاں اوپر اور بایاں نیچے رکھنا ہے۔ (قیام اللیل مروزی)

۲۰۳۰۔ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَلَى جَنَازَةٍ فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ قَالَ لِيَعْلَمُوْا أَنَّهَا سُنَّةٌ. (للبخاري ۱۳۳۵)

طلحہ بن عبداللہ بن عوف نے کہا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز جنازہ پڑھی، انہوں نے نماز جنازہ میں سورۃ الفاتحہ تلاوت کی۔

۲۰۳۱۔ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِاللهِ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عَبَّاسٍ عَلَى جَنَازَةٍ فَسَمِعْتُهُ يَقْرَأُ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَلَمَّا انْصَرَفَ أَخَذْتُ بِيَدِهِ فَسَأَلْتُهُ فَقُلْتُ تَقْرَأُ قَالَ نَعَمْ إِنَّهُ حَقٌّ وَسُنَّةٌ (رواه النسائي ۱۹۸۸)

طلحہ بن عبیداللہ بیان کرتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ایک میت پر نماز پڑھی اور اس میں سورۃ الفاتحہ اور کوئی سورت بھی کی تلاوت کی تو اس کے متعلق اس سے سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا سنت اور حق بات ہے۔"

(۲۰۲۹) ترمذی: ۱۰۷۷۔ حسن، البانی: ۸۵۹.

(۲۰۳۰) بخاری: ۱۳۳۵۔ ترمذی: ۱۰۲۷۔ نسائی: ۱۹۸۸۔ ابوداؤد: ۳۱۹۸.

(۲۰۳۱) نسائی: ۱۹۸۸۔ صحیح، البانی: ۱۸۷۹۔ بخاری: ۱۳۳۵۔ ترمذی: ۱۰۲۷۔ ابوداؤد: ۳۱۹۸.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲۵۳۲۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّهُ قَالَ: السُّنَّةُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ أَنْ يَقْرَأَ فِي التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى بِأُمِّ الْقُرْآنِ مُخَافَتَةً ثُمَّ يُكَبِّرَ ثَلَاثًا وَالتَّسْلِيمُ عِنْدَ الْآخِرَةِ. (رواہ النسائی ۱۹۸۹)

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے کہا: نماز جنازہ میں سنت یہ ہے کہ خفیہ قراءت کے ساتھ پہلی تکبیر کے بعد سورۃ الفاتحہ پڑھی جائے اور پھر تین تکبیرات کہی جائیں اور آخری تکبیر کے ساتھ سلام پھیرا جائے۔

شرح: ۱۔ ان احادیث میں دلیل ہے کہ سورۂ فاتحہ پڑھنا نماز جنازہ میں مسنون ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ کہنا کہ تم جان لو کہ یہ سنت ہے، اس کا مطلب یہ نہیں کہ یہ ضروری نہیں بلکہ اس میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے، یہ فرض ہونے کے خلاف نہیں۔

اور سورۂ فاتحہ نمازِ جنازہ میں بلند آواز سے پڑھی جائے اور اس کے ساتھ جو پہلی تکبیر میں سورت تلاوت کی جائے وہ بھی بلند آواز سے پڑھی جائے۔ (مرعاة: ۲/ ۴۷۸)

۲۔ ثابت ہوا قراءت آہستہ بھی جائز ہے بلند آواز سے بھی جائز ہے۔

۲۵۳۳۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا هُرَيْرَةَ كَيْفَ تُصَلِّي عَلَى الْجَنَازَةِ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَا لَعَمْرُ اللّٰهِ أُخْبِرُكَ أَتَّبِعُهَا مِنْ أَهْلِهَا فَإِذَا وُضِعَتْ كَبَّرْتُ وَحَمِدْتُ اللّٰهَ وَصَلَّيْتُ عَلَى نَبِيِّهِ ثُمَّ أَقُولُ اللّٰهُمَّ إِنَّهُ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ أَمَتِكَ كَانَ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ وَأَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ اللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ مُحْسِنًا فَزِدْ فِي إِحْسَانِهِ وَإِنْ كَانَ مُسِيئًا فَتَجَاوَزْ عَنْ سَيِّئَاتِهِ اللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُ. (رواہ مالک ۵۳۳)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سعید المقبری رحمہ اللہ نے سوال کیا کہ میت کی نماز جنازہ کس طرح پڑھی جائے؟ انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! میں تجھے بتائے دیتا ہوں۔ میں میت کے گھر والوں کے پاس جا کر میت کے ساتھ روانہ ہو جاؤں گا جب اس کو رکھ دو گے تو تکبیر کہوں گا، اللہ کی حمد ثناء بیان کروں گا، نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھوں گا، پھر کہوں گا: یا اللہ! یہ تیرا بندہ ہے، یہ تیرے بندے کا بیٹا ہے یہ تیری بندی کا بیٹا ہے یہ گواہی دیتا تھا کہ نہیں کوئی عبادت کے لائق مگر اللہ تعالی اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں اور تو اس کو خوب جانتا ہے۔ اے اللہ! اگر یہ نیک ہے تو اس کی نیکیوں میں اور اس کے احسان میں اضافہ کر دے اور اگر یہ گنہگار ہے تو اس کی بدیوں سے درگزر فرما دے۔ اے اللہ! اس کے اجر سے ہمیں محروم نہ کر اور اس کے بعد ہمیں فتنے میں نہ ڈال۔'' (مالک)

(۲۵۳۳) موطا: ۵۳۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

٢٥٣٤۔ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَصَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ يَقُوْلُ اللَّهُمَّ اغْفِرْلَهُ وَارْحَمْهُ وَاعْفُ عَنْهُ وَعَافِهِ وَأَكْرِمْ نُزُلَهُ وَوَسِّعْ مَدْخَلَهُ وَاغْسِلْهُ بِمَاءٍ وَثَلْجٍ وَبَرَدٍ وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَأَبْدِلْهُ دَاراً خَيْراً مِنْ دَارِهِ وَأَهْلاً خَيْراً مِنْ أَهْلِهِ وَزَوْجاً خَيْراً مِنْ زَوْجِهِ وَقِهِ فِتْنَةَ الْقَبْرِ وَعَذَابَ النَّارِ قَالَ عَوْفٌ فَتَمَنَّيْتُ أَنْ لَوْكُنْتُ أَنَا الْمَيِّتَ لِدُعَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلَى ذٰلِكَ الْمَيِّتِ. (رواه مسلم ٩٦٣)

عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رات میت کی نماز جنازہ پڑھائی پس ہم نے آپ کی دعا میں سے یہ کلمات یادر کھے اور حفظ کیے: اے اللہ! اس کو بخش، اس پر رحمت نازل کر، اس کو عافیت دے اور اس کو معاف کر اس کی باعزت مہمان نوازی کر اور اس کی داخل ہونے کی جگہ وسیع کر اس کو پانی، برف اور اولوں سے پاک کر دے اس کو گناہوں سے اس طرح پاک کر دے جیسے سفید کپڑہ میل سے صاف کیا جاتا ہے۔ اس کو اس کے گھر کے بدلے بہتر گھر عنایت فرمایا، اہل کے بدلے بہتر اہل عطا کر اور زوج کے بدلے بہتر زوج عطا کر اور اس کو جنت میں داخل کر اور قبر کے عذاب سے بچا اور آگ کے عذاب سے بچا۔ عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے دل میں تمنا پیدا ہوئی کہ کاش یہ میت میں ہوتا۔

٢٥٣٥۔ عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ اللَّهُمَّ إِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ فِي ذِمَّتِكَ فَقِهِ فِتْنَةَ الْقَبْرِ قَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ مِنْ ذِمَّتِكَ وَحَبْلِ جِوَارِكَ فَقِهِ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ وَأَنْتَ أَهْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَمْدِ اللَّهُمَّ فَاغْفِرْلَهُ وَارْحَمْهُ إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (رواه أبوداود ٣٢٠٢)

سیّدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں میں سے ایک مرد کی نماز جنازہ ہمیں پڑھائی۔ میں نے آپ ﷺ کو یہ دعا کرتے سنا: اے اللہ! فلاں بن فلاں تیرے وعدے میں ہے اور تیرے امن کی رسی میں ہے پس تو اس کو قبر کے عذاب سے بچا اور آگ کے عذاب سے بچا، تو ایفائے عہد کرنے والا سچا رب ہے۔ یا اللہ! اس کو بخش اور اس پر رحمت نازل کر، بے شک تو بخشنے والا مہربان ہے۔" (ابوداود)

٢٥٣٦۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا صَلَّى عَلَى الْجَنَازَةِ قَالَ اللَّهُمَّ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز جنازہ پڑھاتے تو یہ دعا کرتے: اے اللہ! بخش ہمارے زندوں

(٢٥٣٤) مسلم: ٩٦٣۔ ترمذی: ١٠٢٥۔ نسائی: ١٩٨٤۔ ابن ماجه: ١٥٠٠۔ احمد: ٢٣٤٨٠۔

(٢٥٣٥) ابوداؤد: ٣٢٠٢۔ صحیح، البانی: ٢٧٤٢۔ ابن ماجه: ١٤٩٩۔ احمد: ٢٢٩٨٨۔

(٢٥٣٦) ترمذی: ١٠٢٤۔ صحیح، البانی: ٨١٧۔ بخاری: ١٦٧۔ نسائی: ٩٨٦۔ احمد: ٢٢٩٨٤۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَأُنْثَانَا. اَللّٰهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَ مِنَّا فَأَحْيِهِ عَلَى الْإِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْإِيْمَانِ (رواه الترمذی ١٠٢٤)

"ہمارے مردوں، ہمارحاضرین، ہمارے غیر حاضرین، ہمارے چھوٹوں، ہمارے بڑوں، ہمارے مردوں اور ہماری عورتوں کو...... اے اللہ! ہم سے جس کو تو زندہ رکھے تو اس کو اسلام پر زندہ رکھ اور ہم میں سے جس کو تو مارے تو اس کو ایمان کی حالت پر فوت کر۔"

٢٠٣٧۔ عَنْ مَرْوَانَ سَأَلَ أَبَا هُرَيْرَةَ كَيْفَ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي عَلَى الْجَنَازَةِ قَالَ أَمَعَ الَّذِيْ قُلْتَ قَالَ نَعَمْ قَالَ كَلَامٌ كَانَ بَيْنَهُمَا قَبْلَ ذٰلِكَ قَالَ أَبُوْهُرَيْرَةَ اَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبُّهَا وَأَنْتَ خَلَقْتَهَا وَأَنْتَ هَدَيْتَهَا لِلْإِسْلَامِ وَأَنْتَ قَبَضْتَ رُوْحَهَا وَأَنْتَ أَعْلَمُ بِسِرِّهَا وَعَلَانِيَتِهَا جِئْنَاكَ شُفَعَاءَ فَاغْفِرْ لَهُ. (رواه أبوداود ٣٢٠٠)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: اے اللہ اس میت کا تو ہی رب ہے تو نے ہی اس کو پیدا کیا ہے، تو نے ہی اس کو اسلام کی ہدایت دی ہے تو نے ہی اس کی روح قبض کی ہے تو ہی اس کے پوشیدہ اور اس کے ظاہر کو جانتا ہے، ہم سفارش کرنے آئے ہیں پس تو اس کو بخش دے۔" (ابوداؤد)

شرح: ......۱۔ نمازِ جنازہ میں تیسری تکبیر میں یہ دعائیں پڑھی جائیں۔

۲۔ پہلی دعا میں اس جملہ میں بڑی رحمت کا مطالبہ ہے کہ یہ تیرا بندہ ہے۔ تیرے بندے اور تیری بندی کا بیٹا ہے۔ یعنی اے کریم! سرداروں کے لائق یہی ہے کہ وہ اپنے غلاموں کے قصور معاف کرتے ہیں۔ تو تو سب سے بڑا ہے تیرا یہ غلام جو تیری بارگاہ میں حاضر ہو رہا ہے تیری بہت زیادہ درگزر کا مستحق ہے۔ یہ لا الٰہ الا اللہ کہا کرتا تھا۔ تیرا وعدہ ہے جو یہ کہے گا اسے جنت میں داخل کرے گا، اپنا یہ وعدہ پورا کر دے، اسے عذاب نہ کرنا، اسے معاف کر دے۔ اس دعا میں جو جنازہ پڑھانے والا ہے اور جس کے لیے پڑھایا جا رہا ہے، دونوں شامل ہیں۔

۳۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ نماز جنازہ میں دعا بلند آواز سے اور آہستہ دونوں طرح جائز ہے۔ (عون المعبود: ۳/ ۱۸۹)

۴۔ بعض حضرات کا خیال ہے کہ وَأَبْدِلْهَا زَوْجًا الخ یہ خاوند فوت ہو تو پڑھا جائے، بیوی فوت ہو تو نہ پڑھا جائے۔ کیونکہ ہوسکتا ہے یہ فوت شدہ بیوی جنت میں اپنے خاوند کو حاصل ہو جائے۔ اگر خاوند کی تبدیلی کی دعا کریں گے تو یہ مناسب نہیں کیونکہ بیوی میں دو خاوندوں کی شراکت نہیں ہو سکتی۔ یہ تکلف ہے کسی حدیث سے ثابت نہیں کہ نبی ﷺ نے کسی عورت کے جنازہ پر یہ الفاظ چھوڑے ہوں، آپ سب پر یہ دعا پڑھتے تھے۔

(٢٠٣٧) ابوداؤد: ٣٢٠٠۔ صعیف الاسناد: ٧٠٣۔ ابن ماجہ: ١٤٩٧۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۵۔نمازِ جنازہ کا طریقہ یہ ہے کہ چار تکبیرات کہی جائیں، اور ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کی جائے، پہلی تکبیر میں سورۂ فاتحہ اور کوئی سورت پڑھی جائے۔

(۲) دوسری تکبیر میں درود شریف پڑھا جائے۔ (۳) تیسری تکبیر میں دعائیں کی جائیں۔ (۴) چوتھی تکبیر میں سلام ہے اور بعض احادیث میں چوتھی تکبیر کے بعد بھی دعا پڑھنے کا ثبوت ہے۔ (عون المعبود: ۱۹۴/۳)

۲۰۳۸۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ فَأَخْلِصُوْا لَهُ الدُّعَاءَ. (رواه إبن ماجة ۱٤۹۷)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میت کی نماز جنازہ پڑھو تو خلوص کے ساتھ اس کے لیے دعا مانگو۔'' (ابن ماجہ)

شرح: ......دعا میت کے لیے سفارش ہے اور سفارش جب پرخلوص ہو اور گڑگڑا کر ہو تو زیادہ امید ہوتی ہے کہ قبول ہوگی۔ میت نیک ہو یا گنہگار ہو دونوں کے لیے کامل خلوص سے دعا کی جائے بلکہ گنہگار کے لیے تو زیادہ ہی سراپائے اخلاص بن جائیں اسے دعا کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ (مرعاۃ: ۴۹۰/۲)

۲۰۳۹۔ قَالَ الْحَسَنُ يَقْرَأُ عَلَى الطِّفْلِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَيَقُوْلُ اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَسَلَفًا وَأَجْرًا. (للبخاري تعليقا)

حسن رحمہ اللہ بچے کے جنازے میں فاتحہ پڑھتے اور یہ دعا کرتے تھے: یااللہ! اس کو ہمارے آگے جانے والا اور ہمارا سامان و ذخیرہ فراہم کرنے والا بنادے اور اجر کا ذریعہ بنا دے...... (بخاری رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب میں بیان کیا۔)

۲۰٤۰۔ عَنْ عَطَاءٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى عَلَى ابْنِهِ إِبْرَاهِيمَ وَهُوَ ابْنُ سَبْعِيْنَ لَيْلَةً. (رواه أبو داود ۳۱۸۸)

عطاء رحمہ اللہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اپنے بیٹے ابراہیم بن محمد ﷺ کی نماز جنازہ پڑھی اور وہ صرف ستر رات کا تھا۔ (ابوداؤد)

۲۰٤۱۔ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ الطِّفْلُ لَا يُصَلَّى عَلَيْهِ وَلَا يَرِثُ وَلَا يُوْرَثُ حَتَّى يَسْتَهِلَّ. (رواه الترمذي ۱۰۳۲)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: بچے کا نہ تو جنازہ پڑھا جاتا ہے اور نہ وہ وارث بنتا ہے اور نہ اس کا کوئی وارث بنتا ہے جب تک وہ بول کر فوت نہ ہوا ہو۔'' (ترمذی)

(۲۰۳۸) ابن ماجہ: ۱٤۹۷۔ حسن، البانی: ۱۲۱٦۔ ابوداؤد: ۳۱۹۹.

(۲۰۳۹) بخاری تعلیقاً.

(۲۰٤۰) ابوداؤد: ۳۱۸۸۔ ضعیف منکر، البانی: ۱۱۷۰۰.

(۲۰٤۱) ترمذی: ۱۰۳۲۔ صحیح، البانی: ۸۲٤۔ ابن ماجہ: ۲۷٦۱۔ دارمی: ۳۱۲۵۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

٢٠٤٢ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، رَفَعَهُ: يُصَلِّي عَلَى السِّقْطِ وَيُدْعَى لِوَالِدَيْهِ بِالْمَغْفِرَةِ وَالرَّحْمَةِ. (رواه رزين)

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''ساقط بچے کی نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے اور اس کے والدین کے لیے بخشش اور رحمت کی دعا مانگی جاتی ہے۔''

٢٠٤٣ـ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَاتَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ ابْنُ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ شَهْرًا فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. (رواه أبوداود ٣١٨٧)

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: نبی ﷺ کا بیٹا ابراہیم اٹھارہ مہینوں کا تھا کہ فوت ہوا اور رسول اللہ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی۔ (ابوداود)

شرح:...... بچے کے لیے تیسری تکبیر میں یہ دعا پڑھی جائے۔

بچہ گناہوں سے پاک ہوتا ہے، البتہ پچھلوں کو تکلیف ہوتی ہے اور بچے کی وفات کا غم ہوتا ہے، دعا ان کے لیے ہو رہی ہے کہ اسے جنت کا باعث بنا دے جو تکلیف پہنچی ہے اسے اجر کا باعث بنا دے۔ (مرعاة:٢/ ٤٩٥)

٢۔ اس بارے میں دو آراء ہیں کہ بچہ پیدا ہو تو اس کی نماز جنازہ ہے یا کہ نہیں ہے۔ اس پر تو اتفاق ہے کہ اگر ناقص پیدا ہوا ہو تو جو وقت سے پہلے گر گیا ہو تو اس پر نماز جنازہ نہیں۔

ایک قول ہے کہ اگر بچے نے پیدا ہوتے ہوئے آواز نکالی ہے، اور فوت ہو جاتا ہے تو اس کی نماز جنازہ بھی ہے اور اس کی وراثت بھی ہے، اگر نہیں نکالی تو اس کی نماز جنازہ نہیں۔ دوسرا قول ہے کہ اگر ماں کے پیٹ میں روح پھونکی جا چکی ہے اور اس کی عمر چار ماہ ہے اور یہ فوت ہو جاتا ہے آواز نہ بھی نکالی ہو تو اس کی وراثت بھی ہوگی اور اس پر نمازِ جنازہ بھی پڑھی جائے گی۔ یہی قول زیادہ مضبوط ہے۔ (مرعاة پ٢/ ٤٩٦)

نتیجہ یہی ہے اگر بچہ فوت ہو جاتا ہے دودھ پینے کی مدت تک میں اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے یہ زیادہ بہتر ہے، اگر نہ بھی پڑھی جائے تو گنجائش ہے۔ (عون المعبود)

٢٠٤٤ـ عَنْ أَبِي غَالِبٍ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَلَى جَنَازَةِ رَجُلٍ فَقَامَ حِيَالَ رَأْسِهِ ثُمَّ ﴿جَاؤُوا بِجَنَازَةِ امْرَأَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ﴾ فَقَالُوا يَا أَبَا حَمْزَةَ صَلِّ عَلَيْهَا فَقَامَ حِيَالَ وَسَطِ السَّرِيرِ فَقَالَ لَهُ الْعَلَاءُ

ابو غالب بیان کرتے ہیں کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک مرد کی نماز جنازہ پڑھی، وہ اس کے سر کے برابر کھڑے ہوئے۔ پھر لوگ ایک عورت کی میت لے کر حاضر ہوئے اور کہا اے انس! اس کی نماز جنازہ پڑھو تو انس رضی اللہ عنہ چار پائی کے درمیان کھڑے ہوئے۔ پس علاء بن زیاد نے کہا: آپ نے

(٢٠٤٢) رزين.

(٢٠٤٣) ابوداؤد: ٣١٨٧ـ حسن الاسناد: ٢٧٢٩ـ احمد: ٢٥٧٧٣.

(٢٠٤٤) ترمذی: ١٠٣٤ـ صحیح، البانی: ٨٢٦ـ ابوداؤد: ٣١٩٤ـ ابن ماجه: ١٤٩٤ـ احمد: ١٢٧٠١.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

بْنُ زِيَادٍ هٰكَذَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَامَ عَلَى الْجَنَازَةِ مَقَامَكَ مِنْهَا وَمِنَ الرَّجُلِ مَقَامَكَ مِنْهُ قَالَ نَعَمْ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ احْفَظُوْا (رواه الترمذی ١٠٣٤)

رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح نماز جنازہ میں کھڑا ہوتے دیکھا ہے یا جیسا آپ مرد کے جنازے میں جس مقام پر کھڑے ہوئے تو انہوں نے کہا: ہاں۔ اور جب نماز جنازہ سے انس رضی اللہ عنہ فارغ ہوئے تو انہوں نے کہا: لوگو! یاد رکھنا۔ (الترمذی)

٢٠٤٥۔ قَالَ أَبُوْ غَالِبٍ فَسَأَلْتُ عَنْ صَنِيعِ أَنَسٍ فِيْ قِيَامِهِ عَلَى الْمَرْأَةِ عِنْدَ عَجِيْزَتِهَا فَحَدَّثُوْنِيْ أَنَّهُ إِنَّمَا كَانَ لِأَنَّهُ لَمْ تَكُنِ النُّعُوْشُ فَكَانَ الْإِمَامُ يَقُوْمُ حِيَالَ عَجِيْزَتِهَا يَسْتُرُهَا مِنَ الْقَوْمِ. (رواه أبوداود، ٣١٩٤)

ابوغالب نے انس رضی اللہ عنہ سے سوال کیا جب وہ عورت کے جنازے کے وسط میں کھڑے ہوئے تو لوگوں نے ابوغالب کو بتایا کہ اس دور میں تابوت نہیں تھے اور امام اس لیے عورت کے وسط میں کھڑا ہوتا تھا کہ عورت کو پردہ کردے۔

شرح: ...... اس حدیث میں دلیل ہے کہ سنت طریقہ یہی ہے کہ نمازِ جنازہ میں عورت کی میت ہو تو اس کے وسط میں کھڑے ہوں اور مرد کی میت ہو تو اس کے سر کے سامنے کھڑے ہوں۔

بعض ائمہ رحمہم اللہ کا قول ہے کہ دونوں میں برابر کھڑے ہونا ہے کہ میت مرد ہو یا عورت ہو دونوں کے سینے کے برابر کھڑا ہونا ہے، یہ تاویل ہے، حدیث شریف اس کا واضح ذکر کر رہی ہے۔ حدیث میں مرد اور عورت کی میت کے سامنے نمازِ جنازے میں کھڑا ہونے کی تفریق آئی ہے، یہی طریقہ مسنون ہے، جو تفریق نہیں کرتے ان کی بات توجہ کے قابل نہیں۔ (نیل الاوطار، تحفۃ الاحوذی)

باقی رہی بات کہ عورت کی سرین کے سامنے کھڑا ہونے کے الفاظ اور اس کے درمیان میں کھڑا ہونے کے الفاظ میں تعارض نہیں، مراد درمیان میں کھڑا ہونا ہے۔ (مرعاۃ: ٢/٤٨٠)

٢٠٤٦۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَعَبْدَاللهِ بْنَ عُمَرَ وَأَبَا هُرَيْرَةَ كَانُوْا يُصَلُّوْنَ عَلَى الْجَنَائِزِ بِالْمَدِيْنَةِ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ فَيَجْعَلُوْنَ الرِّجَالَ مِمَّا يَلِي الْإِمَامَ وَالنِّسَاءَ مِمَّا يَلِي الْقِبْلَةَ. (لمالك)

حضرات عثمان، ابوہریرہ و ابن عمر رضی اللہ عنہم جب مردوں اور عورتوں کا اجتماعی جنازہ پڑھتے تو مردوں کو امام کی طرف اور عورتوں کو قبلہ کی طرف رکھتے تھے۔" (مالک)

(٢٠٤٥) ابوداؤد: ٣١٩٤۔ صحیح، البانی: ٢٧٣٥۔ ترمذی: ١٠٣٤۔ ابن ماجہ: ١٤٩٤۔ فحدثونی الخ تک خالی رائے ہے، حدیث کے الفاظ نہیں۔

(٢٠٤٦) موطا: ٥٤٣۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

٢٠٤٧ــ عَنْ عَمَّارٍ مَوْلَى الْحَارِثِ بْنِ نُوْفَلْ أَنَّهُ شَهِدَ جَنَازَةَ أُمِّ كُلْثُومٍ وَابْنِهَا فَجُعِلَ الْغُلَامُ مِمَّا يَلِي الْإِمَامَ فَأَنْكَرْتُ ذٰلِكَ وَفِي الْقَوْمِ ابْنُ عَبَّاسٍ وَأَبُوْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيُّ وَأَبُوْقَتَادَةَ وَأَبُوْهُرَيْرَةَ فَقَالُوْا هٰذِهِ السُّنَّةُ . (رواه أبوداود ٣١٩٣)

عمار جو حارث بن نوفل کے آزاد کردہ ہیں، وہ روایت کرتے ہیں کہ میں ام کلثوم اور اس کے بیٹے کے جنازے میں حاضر تھا۔ لڑکے کو امام کی طرف رکھا گیا تو میں نے اس پر اعتراض کیا۔ مجمع میں ابن عباس، ابوقتادہ، ابوسعید اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم بھی موجود تھے، سب نے کہا: یہ سنت ہے۔" (ابوداؤد)

٢٠٤٨ــ زادرزين :أَنْ يُقَدَّمَ الذَّكَرُ إِلَى الْإِمَامِ فِي الصَّلَاةِ وَيُقَدَّمُ إِلَى الْقِبْلَةِ فِي الدَّفْنِ .

رزین نے یہ اضافہ بیان کیا ہے: نماز جنازہ میں مرد کو امام کے آگے رکھا جاتا ہے اور دفن کرنے میں مرد کو قبلہ کی جانب آگے رکھا جاتا ہے۔

شرح: ... ان احادیث سے ثابت ہوا کہ مردوں اور عورتوں کے جنازے جمع ہو جائیں یا ایک مرد یا ایک عورت کا جنازہ ہو تو مرد کا جنازہ امام کے قریب رکھا جائے اور عورت کا جنازہ اس سے آگے قبلہ کی جانب رکھا جائے۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ جمع نہ کیے جائیں، پہلے مرد کی نماز جنازہ پڑھ لی جائے اور بعد میں عورت کی نماز جنازہ پڑھی جائے۔ یہ صحیح حدیث سے ثابت نہیں، صحیح سنت سے یہی ثابت ہے کہ مرد اور عورت کے جنازے جمع ہونے کی صورت میں مرد کا جنازہ امام کے قریب رکھا جائے اور عورت کا جنازہ قبلہ کی جانب آگے رکھا جائے اور اکٹھے پڑھے جائیں۔ (عون المعبود: ٣/ ١٨٤)

٢٠٤٩ــ عَنْ مُحَمَّدِبْنِ أَبِي حَرْمَلَةَ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ بْنَ حُوَيْطِبٍ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ تُوُفِّيَتْ وَطَارِقُ أَمِيْرُ الْمَدِيْنَةِ فَأُتِيَ بِجَنَازَتِهَا بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ فَوُضِعَتْ بِالْبَقِيْعِ قَالَ وَكَانَ طَارِقُ يُغَلِّسُ بِالصُّبْحِ قَالَ ابْنُ أَبِي حَرْمَلَةَ فَسَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ لِأَهْلِهَا إِمَّا أَنْ تُصَلُّوْا عَلَى جَنَازَتِكُمُ الْآنَ وَإِمَّا أَنْ تَتْرُكُوْهَا حَتّٰى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ (رواه مالك ٥٣٦)

محمد بن ابی حرملہ کہتے ہیں کہ انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے سنا جب کہ زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا کی میت نماز فجر کے بعد لا کر بقیع میں رکھی گئی تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے ورثاء کو کہا: اپنی میت کی نماز جنازہ تم خود ہی پڑھو، یا نماز کو مؤخر کرو یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے۔" (موطا)

(٢٠٤٧) ابوداؤد: ٣١٩٣۔ صحیح، الباني: ٢٧٣٤۔ نسائی: ١٩٧٧ (٢٠٤٨) رزین (٢٠٤٩) موطا: ٥٣٦۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

٢٥٥٠ـ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَاللهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ يُصَلَّى عَلَى الْجَنَازَةِ بَعْدَ الْعَصْرِ وَبَعْدَ الصُّبْحِ إِذَا صُلِّيَتَا لِوَقْتِهِمَا، كَانَ يَقُوْلُ لَا يُصَلِّي الرَّجُلُ عَلَى الْجَنَازَةِ إِلَّا وَهُوَ طَاهِرٌ(رواه مالك ٥٣٧)

نافع رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بعد نماز عصر اور بعد نماز فجر نماز جنازہ پڑھتے اگر ان دو فرض نمازوں کو ان کے وقت میں پڑھا گیا ہوتا۔ اور وہ کہتے تھے کوئی مرد وضو کے بغیر نماز جنازہ نہ پڑھے۔

شرح: ...... صحیح بات یہی ہے کہ صرف آفتاب غروب ہو رہا ہو اندر باہر ہو یا طلوع ہوتے ہوئے اندر باہر ہو یا سر پر ہو تو نماز جنازہ پڑھنا منع ہے، اس کے علاوہ کسی بھی وقت میں نمازِ جنازہ پڑھی جا سکتی ہے۔ ان آثار میں بھی جواز کا ثبوت ہے، مگر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے زیادہ پسندیدہ وقت تک کے لیے نماز جنازہ ملتوی کرنے کا خیال ظاہر کیا تھا۔ جواز کے بھی قائل ہیں کہ فجر کے بعد اور عصر کے بعد نماز جنازہ جائز ہے۔ (شرح زرقانی: ٢/٦٣)

٢٥٥١ـ عَنْ عَائِشَةَ لَمَّا تُوُفِّيَ سَعْدُ بْنُ أَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَتِ: ادْخُلُوْا بِهِ الْمَسْجِدَ حَتَّى أُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَأَنْكَرُوْا ذٰلِكَ عَلَيْهَا فَقَالَتْ: وَاللهِ لَقَدْ صَلَّى الرَّسُوْلُ عَلَى أَبْنَي بَيْضَاءَ فِي الْمَسْجِدِ سُهَيْلٍ وَأَخِيْهِ(رواه مسلم ٩٧٣)

جب سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو ام المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ان کو مسجد میں لاؤ تا کہ میں بھی نماز جنازہ پڑھوں تو لوگوں نے ان کی اس بات پر انکار و اعتراض کیا تو ام المومنین نے کہا: قسم اللہ کی! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیضاء کے دو بیٹوں سہیل اور اس کے بھائی کی نماز جنازہ مسجد ہی میں پڑھائی تھی۔

٢٥٥٢ـ وفي رواية: مَا أَسْرَعَ مَا نَسِيَ النَّاسُ.

اور ایک روایت ہے کہ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے کہا: لوگ کتنی جلدی بھول گئے ہیں۔

٢٥٥٣ـ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا أَسْرَعَ النَّاسُ إِلَى أَنْ يَعِيْبُوا مَا لَا عِلْمَ لَهُمْ بِهِ. (رواه مسلم ٩٧٣)

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: لوگ کتنی جلدی عیب لگاتے ہیں اس چیز پر جس کا ان کو علم نہیں ہے۔

٢٥٥٤ـ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ

ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ مسجد ہی میں

(٢٥٥٠) موطا: ٥٣٧.

(٢٥٥١) مسلم: ٩٧٣ـ ترمذی: ١٠٣٣ـ نسائی: ١٩٦٨ـ ابوداؤد: ٣١٩٠ـ ابن ماجه: ١٥١٨ـ احمد: ٢٥٧١٣ـ موطا: ٥٣٨.

(٢٥٥٢) مسلم: ٩٧٣ـ ترمذی: ١٠٣٣ـ نسائی: ١٩٦٨ـ ابوداؤد: ٣١٩٠ـ ابن ماجه: ١٥١٨ـ احمد: ٢٥٧١٣ـ موطا: ٥٣٨.

(٢٥٥٣) مسلم: ٩٧٣ـ ترمذی: ١٠٣٣ـ نسائی: ١٩٦٨ـ ابوداؤد: ٣١٩٠ـ ابن ماجه: ١٥١٨ـ احمد: ٢٥٧١٣ـ موطا: ٥٣٨.

(٢٥٥٤) موطا: ٥٣٩.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قَالَ صَلَّى عَلَى عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ فِي الْمَسْجِدِ. (رواه مالك ٥٣٩)

ادا کی گئی تھی۔ (الموطا)

٢٥٥٥۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ صَلَّى عَلَى الْجَنَازَةِ فِي الْمَسْجِدِ فَلاَشَيْءَ عَلَيْهِ. (رواه أبوداود ٣١٩١)

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مسجد میں نماز جنازہ پڑھی اس کو کوئی ثواب نہ ہوگا۔'' (ابوداؤد)

شرح:......۱۔ ثابت ہوا کہ عورتیں بھی نماز جنازہ میں شرکت کرسکتی ہیں۔

۲۔ میت کو مسجد میں داخل کیا جاسکتا ہے۔

۳۔ مسجد میں نمازِ جنازہ جائز ہے۔

جو لوگ مسجد میں نمازِ جنازہ کے قائل نہیں وہ یہ دلیل دیتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جب مسجد میں میت داخل کرنے کا کہا تھا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان پر تنقید کی تھی۔ ان کی بات کی تردید کے لیے یہ کافی ہے کہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم ﷺ سے مسجد میں نمازِ جنازہ پڑھنے کا ثبوت دیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خاموش ہوگئے تھے، اور اس دلیل کو تسلیم کیا تھا۔ مانعین اس سے بھی دلیل لیتے ہیں کہ فلا شیْءَ لَهٗ کہ اس کے لیے کچھ نہیں۔ یعنی اسے کوئی اجر نہ ملے گا جو مسجد میں نمازِ جنازہ پڑھے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ احتمال غیر واضح ہے اور پھر یہ اضافہ ضعیف ہے، اس طرح غیر واضح چیز سے کسی حکم پر پابندی نہیں لگائی جاسکتی۔ مانعین یہ بھی کہتے ہیں کہ مسجد میں نمازِ جنازہ پر عمل چھوڑ دیا گیا ہے، باہر پڑھنے پر عمل ہے۔ یہ بات بھی قابل قبول نہیں کیونکہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھی گئی تھی۔ اگر ممانعت ہوتی تو نہ پڑھی جاتی۔ تحقیقی بات یہی ہے کہ نمازِ جنازہ باہر پڑھنا زیادہ افضل ہے، اگر مسجد میں پڑھی جائے تو جائز ہے، منسوخ نہیں۔ (مرعاۃ: ۲/۴۷۴)

٢٥٥٦۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ امْرَأَةً سَوْدَاءَ كَانَتْ تُقِمُّ الْمَسْجِدَأَوْ شَاباً فَفَقَدَهَارَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَسَأَلَ عَنْهَا أَوْ عَنْهُ فَقَالُوْا مَاتَ قَالَ أَفَلاَ كُنْتُمْ آذَنْتُمُوْنِي قَالَ فَكَأَنَّهُمْ صَغَّرُوْا أَمْرَهَاأَوْأَمْرَهُ فَقَالَ دُلُّوْنِيْ عَلَى قَبْرِهِ فَدَلُّوْهُ

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سیاہ عورت مسجد کی صفائی کیا کرتی تھی یا ایک جوان یہ کام کیا کرتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس عورت یا اس مرد کو مفقود پایا تو عورت یا مرد کے بارے میں پوچھا۔ لوگوں نے فوت ہونے کی خبر دی تو آپ نے فرمایا: تم نے مجھے کیوں اطلاع نہیں دی؟ لوگوں نے

(٢٥٥٥) ابوداؤد: ٣١٩١۔ حسن، البانی: ٢٧٣٢۔ لکن بلفظ لا شیء له اخرجه ابن ماجه: ١٥١٧۔ احمد: ١٠١٨٣.

(٢٥٥٦) مسلم: ٩٥٦۔ بخاری: ١٣٣٧۔ ابوداؤد: ٣٢٠٣۔ ابن ماجه: ١٥١٧۔ احمد: ٩٠١٩.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

فَصَلَّى عَلَيْهَا ثُمَّ قَالَ إِنَّ هٰذِهِ الْقُبُوْرَ مَمْلُوْءَةٌ ظُلْمَةً عَلَى أَهْلِهَا وَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يُنَوِّرُهَا لَهُمْ بِصَلَاتِي عَلَيْهِمْ.
(رواه مسلم ٩٥٦)

مرنے والی عورت یا اس مرد کا معاملہ گویا چھوٹی سی چیز قرار دیا۔ آپ نے فرمایا: وہ قبر بتا دو چنانچہ لوگوں نے بتادی.... پس آپ ﷺ نے اس پر نماز پڑھی اور پھر فرمایا: یہ قبریں ان پر تاریکی میں ڈوبی ہوئی تھیں اور یقیناً اللہ تعالی نے ان پر میرے نماز پڑھنے کی وجہ سے ان کی قبور روشن کردی ہیں۔"

٢٥٥٧۔ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدِبْنِ ثَابِتٍ عَنْ عَمِّهِ يَزِيْدَبْنِ ثَابِتٍ أَنَّهُمْ خَرَجُوْا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ فَرَأَى قَبْرًا جَدِيْدًا فَقَالَ مَا هٰذَا قَالُوْا هٰذِهِ فُلَانَةٌ مَوْلَاةُ بَنِي فُلَانَ فَعَرَفَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَاتَتْ ظُهْرًا وَأَنْتَ نَائِمٌ قَائِلٌ فَلَمْ نُحِبَّ أَنْ نُوْقِظَكَ بِهَا فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَصَفَّ النَّاسُ خَلْفَهُ وَكَبَّرَ عَلَيْهَا أَرْبَعًا ثُمَّ قَالَ لَا يَمُوْتُ فِيْكُمْ مَيِّتٌ مَادُمْتُ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ إِلَّا آذَنْتُمُوْنِي بِهِ فَإِنَّ صَلَاتِي لَهُ رَحْمَةٌ(رواه النسائى ٢٠٢٢)

سیّدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک دن باہر گئے اور آپ ﷺ نے ایک تازہ قبر دیکھی تو فرمایا: یہ کس کی ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ فلاں عورت کی قبر ہے جوفلاں کی آزاد کردہ تھی۔ پس آپ ﷺ پہچان گئے۔ لوگوں نے عرض کیا: وہ دوپہر کو فوت ہوئی تھی اور آپ ﷺ روزے سے تھے اور ہم نے پسند نہ کیا کہ آپ ﷺ کو بیدار کریں۔ پس رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور لوگوں نے آپ ﷺ کے پیچھے صف بنائی اور چار تکبیرات کہیں .... پھر فرمایا: جب تک میں تمہارے درمیان موجود ہوں تم میں سے کوئی فوت ہو تو اس کی اطلاع دو، میری نماز اس کے لیے رحمت ہے۔" (نسائی)

٢٥٥٨۔ عَنْ سَعِيْدِبْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ وَالنَّبِيُّ ﷺ غَائِبٌ فَلَمَّا قَدِمَ صَلَّى عَلَيْهَا وَقَدْ مَضَى لِذٰلِكَ شَهْرٌ(رواه الترمذى ١٠٣٨)

سعید بن مسیب رحمہ اللہ نے کہا: ام سعد رضی اللہ عنہا فوت ہوئیں اور رسول اللہ ﷺ موجود نہیں تھے۔ جب سفر سے واپس آئے تو اس کی نماز جنازہ پڑھی جب کہ انہیں فوت ہوئے ایک مہینہ گزر چکا تھا۔ (ترمذی)

شرح:......١۔ ثابت ہوا کہ رات کو میت کو دفن کرنا جائز ہے۔

٢۔ میت کو دفن کرنے کے بعد اس کی قبر پر نمازِ جنازہ پڑھنا جائز ہے، خواہ پہلے اس کی نماز پڑھی گئی ہو یا نہ پڑھی گئی ہو۔

(٢٥٥٧) نسائی: ٢٠٢٢۔ صحیح، البانی: ١٩١١۔ ابن ماجہ: ١٥٢٨۔
(٢٥٥٨) ترمذی: ١٠٣٨۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بعض نے اس نماز جنازہ کو نبی ﷺ کے ساتھ خاص قرار دیا ہے۔ لیکن یہ موقف درست نہیں۔ خصوصیت کے لیے واضح دلیل کی ضرورت ہوتی ہے جو یہاں نہیں۔

باقی رہی بات کہ کتنی مدت تک پڑھنی جائز ہے، اس کا کوئی تعین نہیں، ایک ماہ تک تو نبی ﷺ سے ثابت ہے، بہر صورت کوئی پابندی نہیں۔

۳۔ مسجد کی صفائی کرنا بہت افضل کام ہے۔

۴۔ خادم اور دوست کی خبر گیری کی جائے۔

۵۔ اہل خیر کے جنازوں میں شرکت کی جائے اور خادموں کو دعا کی صورت میں صلہ دیا جائے۔

۶۔ موت کی اطلاع دینا مسنون ہے نیز جو نماز جنازہ نہ پڑھ سکا ہو وہ میت کی قبر کے پاس آئے تو مستحب ہے، اس میت کی قبر پر نماز جنازہ بھی پڑھے۔ (مرعاۃ: ۲/۴۸۲)

۲۵۵۹۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ يَوْماً فَصَلَّى عَلَى أَهْلِ أُحُدٍ صَلَاتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ إِنِّي فَرَطٌ لَكُمْ وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ وَإِنِّي وَاللّٰهِ لَأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي الْآنَ وَإِنِّي أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ أَوْ مَفَاتِيحَ الْأَرْضِ وَإِنِّي وَاللّٰهِ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي وَلٰكِنْ أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا (رواه البخاری ۱۳۴۴)

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ ایک دن گئے اور احد کے شہدا کی اس طرح نماز پڑھی جیسے نماز جنازہ پڑھتے تھے، پھر واپس آئے اور منبر پر تشریف لائے اور فرمایا: میں تم سے پہلے جا کر تمہارا سامان کرنے والا ہوں اور میں تمہارا گواہ ہوں۔ اللہ کی قسم! اس وقت میں اپنے حوض کو دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دے دی گئی ہیں یا زمین کی چابیاں دی گئی ہیں۔ اللہ کی قسم! تمہارے شرک کرنے کا تو مجھے اپنے بعد کوئی خطرہ نہیں البتہ تمہارے لیے مجھے یہ خطرہ ہے کہ تم دنیا کی طرف راغب ہو جاؤ گے۔"

۲۵۶۰۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى قَتْلَى أُحُدٍ بَعْدَ ثَمَانِي سِنِينَ (رواه البخاری ۴۰۴۲)

"ایک روایت میں ہے کہ یہ واقعہ جنگ اور سے آٹھ سال بعد کا ہے۔"

شرح: ...... اس سے ثابت ہوتا ہے کہ شہید کی قبر پر دعا کی جائے، یہ آپ ﷺ نے الوداعی دعا کی تھی۔ بعض اس سے شہداء پر نمازِ جنازہ پڑھنے کی دلیل بھی لیتے ہیں، مگر زیادہ صورت حال بتاتی ہے کہ آپ ﷺ نے نمازِ جنازہ نہیں بلکہ دعا کی تھی۔

(۲۵۵۹) بخاری: ۱۳۴۴۔ مسلم: ۲۲۹۶۔ ابوداؤد: ۳۲۲۳۔ نسائی: ۱۹۵۴۔ احمد: ۱۶۹۴۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شہید معرکہ کی نمازِ جنازہ کے بارے میں یہ رائے ہے، پڑھ لیں تو بھی جائز ہے نہ بھی پڑھیں تو درست ہے بلکہ زیادہ واضح دلائل نہ پڑھنے ہی کے ہیں۔ اور جو یہ کہا گیا ہے کہ میت کی مانند صلاۃ پڑھی تھی، یہاں مراد ہے جس طرح اخلاص کے ساتھ میت پر دعا کرتے تھے، اسی طرح کی تھی۔

۲۔ اس میں نبی اکرم ﷺ کے معجزات کا ذکر بھی ہے (۱) حوض کوثر کی اطلاع دینا۔ (۲) معجزہ زمین کے خزانوں کی چابیاں ملنا۔ یہ یاد رہے زمین کی چابیاں ملنے کا مطلب یہ نہیں کہ آپ جو چاہیں دیں جو چاہیں نہ دیں۔ اس کا مطلب ہے کہ آپ ﷺ نے کثرت فتوحات کی اطلاع دی ہے۔

۳۔ معجزہ ہے، شرک کے خوف نہ ہونے کا ور دنیا میں رغبت پیدا کرنے کی اطلاع ہے، یہ نہیں کہ اس امت میں شرک نہ ہوگا، یعنی اب آپ کو یہ خوف نہ تھا، کہ لوگوں کو شرک کی پہچان نہ ہوگی، بلکہ انہیں پہچان ہوگی، امت شرک سے آشنا ہے کہ یہ شرک ہے یہ توحید ہے جو بھی شرک کرے گا پہچان کر کرے گا۔

مگر دنیا کی دوڑ بہت زیادہ ہوگی، یہ پیش گوئی آج واضح نظر آ رہی ہے۔ نیکی کی رغبت کم ہو رہی ہے، مال کے لیے حلال اور حرام کے زاویے ختم ہوتے جا رہے ہیں۔ (مرعاۃ: ۲/۴۸۴، فتح الباری)

۲۰۶۱۔ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الأَسْلَمِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَمْ يُصَلِّ عَلَى مَاعِزِبْنِ مَالِكٍ وَلَمْ يَنْهَ عَنِ الصَّلَاةِ عَلَيْهِ. (رواه أبو داود ۳۱۸۶)

”ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ کی نہ تو نماز جنازہ پڑھی اور نہ اس پر نماز جنازہ پڑھنے سے منع کیا۔“ (ابوداود)

شرح: ...... پہلے نہیں پڑھی تھی، بعد میں حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ کا حکم آپ ﷺ نے دے دیا تھا۔ آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ آپ اس کی نمازِ جنازہ پڑھ رہے، فرمایا نہیں، دوسرے دن اعلان کیا کہ ساتھی کی نمازِ جنازہ پڑھو، لوگوں نے بھی پڑھی اور نبی اکرم ﷺ نے بھی پڑھی۔ (عون المعبود: ۳/۱۸۱)

۲۰۶۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُؤْتَى بِالرَّجُلِ الْمُتَوَفَّى عَلَيْهِ الدَّيْنُ فَيَقُولُ هَلْ تَرَكَ لِدَيْنِهِ مِنْ قَضَاءٍ فَإِنْ حُدِّثَ أَنَّهُ تَرَكَ وَفَاءً صَلَّى عَلَيْهِ وَإِلَّا قَالَ لِلْمُسْلِمِينَ صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ فَلَمَّا فَتَحَ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کسی آدمی کی میت کو لایا جاتا جس پر قرض ہوتا تو آپ ﷺ پوچھتے: کیا اس نے قرض ادا کرنے کے لیے کوئی چیز چھوڑی ہے؟ اگر بتایا جاتا کہ اس نے قرض پورا کرنے کے لیے مال چھوڑا ہے (تو اس کا جنازہ پڑھتے) ورنہ مسلمانوں کو

(۲۰۶۰) بخاری: ۴۰۴۲۔ مسلم: ۲۲۹۶۔ ابوداؤد: ۳۲۲۳۔ نسائی: ۱۹۰۴۔ احمد: ۱۶۹۴۹۔
(۲۰۶۱) ابوداؤد: ۳۱۸۶۔ حسن، صحیح، البانی: ۲۷۲۸۔
(۲۰۶۲) ترمذی: ۱۰۷۰۔ صحیح، البانی: ۸۵۵۔ بخاری: ۲۲۹۷۔ مسلم: ۱۶۱۹۔ ابوداؤد: ۲۹۰۵۔ نسائی: ۱۹۶۳۔ ابن ماجہ: ۲۴۱۵۔ دارمی: ۲۵۹۴۔ احمد: ۷۸۰۱۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اللّٰہُ عَلَیْہِ الْفُتُوحَ قَامَ فَقَالَ أَنَا أَوْلَی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ أَنْفُسِھِمْ فَمَنْ تُوُفِّیَ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ فَتَرَكَ دَیْناًعَلَیَّ قَضَاؤُهُ وَمَنْ تَرَكَ مَالاً فَھُوَلِوَرَثَتِهِ. (رواہ الترمذی، ۱۰۷۰)

فرماتے دیتے کہ تم اپنے ساتھی کی نماز جنازہ پڑھو...... جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو فتوحات دیں تو آپ قرض کا پوچھنے کے بغیر نماز جنازہ پڑھنے لگے اور آپ فرماتے: میں اہل ایمان کا ان کی جانوں سے زیادہ حقدار ہوں۔ جو مومن قرض یا بے کار افراد اور ضائع ہونے والے افراد چھوڑ کر فوت ہوگا وہ میرے ذمہ ہیں اور جو شخص مال چھوڑ کر فوت ہوگا اس کا مال اس کے ورثاء کا ہے۔"

شرح: ...... نبی کریم ﷺ مقروض میت کی نماز سے اس لیے رک گئے تھے کہ اس بارے میں کوتاہی پر آگاہ کریں، اور اس بات کو ناپسند کیا کہ لوگوں کے حقوق اس کے ذمہ ہوں اور میں نماز پڑھوں تا کہ لوگوں کے حقوق ضائع نہ ہوں، لوگ جنازے سے محرومی کے خوف سے خبردار رہیں گے۔

۲۔ میت کے قرض کا کوئی بھی ضامن بن سکتا ہے میت نے قرض پورا کرنے کے لیے مال چھوڑا ہو یا نہ چھوڑا ہو۔

۳۔ نبی اکرم ﷺ دینی اور دنیوی امور میں لوگوں کی جانوں کے لیے اولیٰ ہیں، اس لیے وہ آپ ﷺ کو اپنی جانوں سے پیارا تصور کریں، آپ کا حکم ان کی جانوں کے حکم سے زیادہ اثر ونفوذ والا ہے، آپ ﷺ کا حق ان کی جانوں کے حقوق اور شفقت سے زیادہ ترجیح والا ہے، اس لیے آپ ﷺ نے بے انتہاء شفقت کا مظاہرہ فرمایا کہ ان کے ورثاء جائیداد لیں گے اور میت کا قرض میں ادا کروں گا۔ (تحفۃ الاحوذی:۲/۱۶۲)

۲۵۶۳ــ عَنْ جَابِرِبْنِ سَمُرَةَ قَالَ أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِرَجُلٍ قَتَلَ نَفْسَهُ بِمَشَاقِصٍ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ. (رواہ مسلم ۹۷۸)

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک مرد لایا گیا جس نے اپنے آپ کو نوکے کے ساتھ قتل کیا تھا۔ آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی۔

شرح: خودکشی کرنے والے کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے کہا تھا کہ میں تو اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھوں گا تم پڑھو تا کہ دوسروں کے لیے عبرت ہو۔ ثابت ہوا صاحب اثر نہ پڑھے دوسرے لوگ خودکشی والے کی نماز جنازہ پڑھ لیں۔ (تحفۃ الاحوذی:۲/۱۶۱)

۲۵۶٤ــ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ :تُوُفِّيَ رَجُلٌ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ يُوْجَدْلَهُ

ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے عہد میں ایک مرد فوت ہوا جس کے کفن کے لیے کوئی چیز نہیں تھی۔ فرمایا: اسکے

(۲۵٦۳) مسلم: ۹۷۸۔ ترمذی: ۱۰٦۸۔ نسائی: ۱۹٦٤۔ ابن ماجہ: ۱۵۲٦۔ احمد: ۲۰۲۹۲

(۲۵٦٤) طبرانی کبیر: ۷۵۰٦۔ ورجالہ ثقات، ہیثمی: ٤۲۱۷۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

كَفَنٌ فَأُتِيَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: أُنْظُرُوا إِلَى دَاخِلِ إِزَارِهِ فَأُصِيبَ دِينَارًا أَوْ دِينَارَانِ فَقَالَ كَيَّتَانِ صَلُّوْا عَلَى صَاحِبِكُمْ. (رواه الطبراني في الكبير ٧٥٠٦)

ازار کے نیچے دیکھو، پس ایک یا دو دینار برآمد ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا دو داغ ہیں۔ تم اپنے رفیق پر نماز جنازہ پڑھو۔'' (الکبیر)

شــرح: .. یہ بھی مقروض تھا، اس لیے آپ ﷺ نے نماز جنازہ پڑھنے سے انکار کر دیا تھا۔ ایک آدمی نے قرض کا ذمہ اٹھایا تو آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھا دی۔

٢٥٦٥ــ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَامِنْ مَيِّتٍ تُصَلِّي عَلَيْهِ أُمَّةٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ يَبْلُغُوْنَ مِائَةً كُلُّهُمْ يَشْفَعُوْنَ لَهُ إِلَّا شُفِّعُوْا فِيْهِ. (رواه مسلم ٩٤٧)

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا مرفوع بیان کرتی ہیں: ''جس میت کی نماز جنازہ سو افراد مسلمان پڑھیں اور سب اس کے لیے شفاعت کریں تو ان کی شفاعت اس کے حق میں قبول کی جاتی ہے۔'' (مسلم)

٢٥٦٦ــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوْتُ فَيَقُوْمُ عَلَى جَنَازَتِهِ أَرْبَعُوْنَ رَجُلًا لَا يُشْرِكُوْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا إِلَّا شُفِّعُوْا فِيْهِ. (رواه أبوداود ٣١٧٠)

ابن عباس رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''جب کوئی مسلمان فوت ہو اور اس کے جنازے کے لیے چالیس مرد آئیں، جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناتے ہوں تو ان کی شفاعت اس کے حق میں قبول کی جاتی ہے۔''

٢٥٦٧ــ عَنْ مَرْثَدِبْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْيَزَنِيِّ قَالَ كَانَ مَالِكُ بْنُ هُبَيْرَةَ إِذَا صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ فَتَقَالَّ النَّاسُ عَلَيْهَا جَزَّأَهُمْ ثَلَاثَةَ أَجْزَاءٍ ثُمَّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ صَلَّى عَلَيْهِ ثَلَاثَةُ صُفُوْفٍ فَقَدْ أَوْجَبَ. (رواه الترمذي ١٠٢٨)

مالک بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ جب میت کی نماز جنازہ پڑھاتے اور لوگ تھوڑے ہوتے تو ان کے تین فریق کر کے کھڑے کرتے اور کہتے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''جس میت پر تین صفیں نماز جنازہ پڑھیں اس کے لیے واجب ہے۔''

شرح: ...... ان احادیث میں سو افراد، چالیس آدمی یا تین صفیں نماز جنازہ پڑھنے والوں کی تعداد میں اختلاف آیا ہے کہ اتنی تعداد میں نماز جنازہ پڑھنے والوں کی دعا سے میت کی مغفرت ہوتی ہے۔ یعنی نماز جنازہ پڑھنے والوں کی کثرت ہو اور دو چیزیں ہوں: (۱) سفارش کریں اور مخلص ہو کر دعا کریں۔ (۲) مسلمان ہوں مشرک نہ ہوں۔

[٢٥٦٥] مسلم: ٩٤٧۔ ترمذی: ١٠٢٩۔ نسائی: ١٩٩١۔ احمد: ٢٤٥١٩۔

[٢٥٦٦] ابوداؤد: ٣١٧٠۔ صحیح البانی: ٢٧١٤۔ مسلم: ٩٤٨۔ ترمذی: ١٠٢٩۔ ابن ماجه: ١٤٨٩۔ احمد: ٢٥٠٥

[٢٥٦٧] ترمذی: ١٠٢٨۔ ضعیف البانی: ١٧٣۔ ابوداؤد: ٣١٦٦۔ ابن ماجه: ١٤٩٠۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان احادیث میں اختلاف نہیں کیونکہ مختلف سائل تھے، ہر ایک کو آپ ﷺ نے جواب دیا ہے۔ (مرعاۃ:۲/۴۸۳)

٢٥٦٨ـ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إذا دُعِيَ لِجَنَازَةٍ سَأَلَ عَنْهَا فَإِنْ أُثْنِيَ عَلَيْهَا خَيْرٌ قَامَ فَصَلَّى عَلَيْهَا وَإِنْ أُثْنِيَ عَلَيْهَا غَيْرُ ذٰلِكَ قَالَ لِاَهْلِهَا شَأْنُكُمْ بِهَا وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهَا. (رواه أحمد ٢٢٠٤٩)

سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ جب نماز جنازہ کے لیے بلائے جاتے تو اس کے متعلق سوال کرتے۔ اگر اس کی خوبیاں بیان کی جاتیں تو اس کی نماز پڑھتے اور اگر اس کے سوا کچھ بیان کیا جاتا تو اس کے گھر والوں کو کہتے کہ تم جو چاہو کرو اور اس کی نماز جنازہ نہ پڑھتے تھے۔ (احمد)

شرح: اصل میں مقولہ ہے، آدم کے بیٹوں کی زبان پر فرشتے بولتے ہیں یا مقولہ ہے زبان خلق نقارہ خدا ہے۔ نیک لوگ ہوں تو مرنے والے کی تعریف کریں، تو یہ میت کے جنتی ہونے کی علامت ہے۔ اسی طرح اگر نیک لوگ کسی میت کو برا کہیں تو یہ اس کے دوزخی ہونے کی علامت ہے، اس لیے آپ ﷺ بری تعریف والی میت کی نماز جنازہ نہیں پڑھتے تھے، اور اچھی تعریف والی میت کی پڑھتے تھے۔

ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ میت کو برا کہنے کی ممانعت ہے تو پھر آپ ﷺ اس کا اعتبار کیوں کرتے تھے؟

اس کا حل یہ ہے کہ جس میت کے عیوب پر پردہ ہو اسے کھولنے کی ممانعت ہے، جو علانیہ فاسق و فاجر ہو اس کی مذمت کی ممانعت نہیں تاکہ لوگ عبرت پکڑیں۔ (مرعاۃ:۲/۴۸۳)

٢٥٦٩ـ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، رَفَعَهُ: أَنَّ الْمَلَائِكَةَ غَسَلَتْ آدَمَ وَكَبَّرَتْ عَلَيْهِ أَرْبَعًا وَقَالُوْا: هٰذِهِ سُنَّتُكُمْ يَا بَنِي آدَمَ. (رواه الطبراني في الأوسط بلين)

"اُبی بن کعب مرفوع بیان کرتے ہیں: فرمایا آدم علیہ السلام کو فرشتوں نے غسل دیا اور چار تکبیرات کہیں اور کہا یہ تمہارا طریقہ کار ہے اے اولادِ آدم۔" (الاوسط سند نرم)

٢٥٧٠ـ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، رَفَعَهُ: لَمَّا تُوُفِّيَ آدَمُ غَسَّلَتْهُ الْمَلَائِكَةُ بِالْمَاءِ وِتْرًا وَلَحَدَتْ لَهُ. (رواه الطبراني في الأوسط)

"ایک روایت میں ہے کہ طاق بار پانی کے ساتھ غسل دیا اور اس کے لیے بغلی قبر (لحد) کھودی۔"

٢٥٧١ـ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى أَنْ يُصَلِّيَ عَلَى الْجَنَائِزِ بَيْنَ الْقُبُوْرِ.

"انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: کہ نبی کریم ﷺ نے قبروں کے درمیان نماز جنازہ پڑھنے کی ممانعت فرمائی ہے۔"

(٢٥٦٨) احمد: ٢٢٠٤٩۔ ورجاله رجال الصحيح، هيثمي: ٣٩٥٩.

(٢٥٦٩) طبراني اوسط وفيه عثمان بن سعد، وثقه ابو نعيم وغيره وضعفه جماعة، هيثمي: ٤١٨٣.

(٢٥٧٠) طبراني اوسط، ورجاله موثقون، وفي بعضهم كلام، هيثمي: ٤٢٣١.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(رواه الطبراني في الأوسط)

شرح: ......۱۔ تکبیرات کی تعداد تو صحیح حدیث سے اوپر گزر چکی ہے وہ چار ہے، فرشتوں کے غسل دینے کی بات پختہ نہیں۔

۲۔ طاق غسل دینا اور لحد بنانا یہ بھی صحیح سند سے گزر چکا ہے۔

۳۔ قبروں کے درمیان نمازِ جنازہ پر پابندی عام معمول بنانے کی ہے۔ اوپر صحیح بخاری کے حوالہ سے گزر چکا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک قبر کے اوپر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صف بندی کی اور انہیں نمازِ جنازہ پڑھائی ہے۔

ثابت ہوا کہ ضرورت کے تحت کوئی اہم آدمی جنازہ میں شرکت سے رہ گیا ہو تو وہ باجماعت قبر پر نماز جنازہ پڑھ سکتا ہے، عام معمول نہ بنائے۔

تَشْيِيعُ الْجَنَائِزِ وَحَمْلُهَا وَدَفْنُهَا

جنازے کے ساتھ چلنا، اس کو اُٹھانا اور اس کو دفن کرنا

٢٥٧٢۔ عَنْ أَبِي الْمُهَزِّمِ قَالَ صَحِبْتُ أَبَاهُرَيْرَةَ عَشَرَ سِنِيْنَ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً وَحَمَلَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَدْ قَضَى مَا عَلَيْهِ مِنْ حَقِّهَا. (رواه الترمذي ١٠٤١)

"ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جو جنازے کے پیچھے چلا اور تین بار اس کو اٹھایا تو اس نے میت کا وہ حق ادا کر دیا جو اس کے ذمہ لازم تھا۔" (ترمذی)

٢٥٧٣۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَاتُتْبَعُ الْجَنَازَةُ بِصَوْتٍ وَلَا نَارٍزَادَهَارُوْنُ وَلَا يُمْشِى بَيْنَ يَدَيْهَا. (رواه أبو داود ٣١٧١)

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت منقول ہے: "میت کے ساتھ نہ آواز بلند کرو، نہ اس کے ساتھ آگ لے جاؤ اور نہ اس کے آگے چلو۔" (ابوداؤد)

شرح: ...... یہ حدیث ضعیف ہے، تاہم اس کا مفہوم صحیح احادیث سے ثابت ہے، جیسا کہ نوحہ کرنے کی ممانعت گزری ہے اور جنازہ میں آگ لے کر جانا عیسائیوں کی عادت تھی، اس لیے ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ (عون المعبود: ۲/۱۷۶)

٢٥٧٤۔ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَأَبَابَكْرٍ وَعُمَرَ يَمْشُوْنَ

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نبی کریم ﷺ، ابوبکر الصدیق، عمر الفاروق اور عثمان رضی اللہ عنہم جنازے کے آگے چلتے

(٢٥٧١) طبراني اوسط، اسناده حسن، هيثمي: ٤١٨٧.
(٢٥٧٢) ترمذي: ١٠٤١ـ ضعيف، الباني: ١٧٥.
(٢٥٧٣) ابوداؤد: ٣١٧١ـ ضعيف، الباني: ٦٩٦ـ احمد: ١٠٤٩٩.
(٢٥٧٤) ترمذي: ١٠٠٨ـ صحيح، الباني: ٨٠٥ـ نسائي: ١٩٤٥ـ ابوداؤد: ٣١٧٩ـ ابن ماجه: ١٤٨٣ـ مؤطا: ٥٢٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أَمَامَ الْجَنَازَةِ. (رواه الترمذی ۱۰۰۸)

تھے۔'' (ترمذی)

۲۵۷۵۔ لرزين: أَنْتُمْ مُشَفِّعُوْنَ فَامْشُوْا بَيْنَ يَدَيْهَا وَخَلْفَهَا وَعَنْ يَمِيْنِهَا وَشِمَالِهَا وَقَرِيْبًا مِنْهَا.

رزین رحمہ اللہ کی روایت ہے: ''تم شفاعت کرنے والے ہو، تم اس کے آگے، اس کے پیچھے، اس کے دائیں طرف اور اس کے بائیں اور اس کے قریب قریب چلو۔''

۲۵۷۶۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ سَأَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْمَشْيِ خَلْفَ الْجَنَازَةِ قَالَ مَادُوْنَ الْخَبَبِ فَإِنْ كَانَ خَيْرًا عَجَّلْتُمُوْهُ وَإِنْ كَانَ شَرًّا فَلَا يُبَعَّدُ إِلَّا أَهْلَ النَّارِ الْجَنَازَةِ مَتْبُوْعَةٌ وَلَا تَتْبَعُ وَلَيْسَ مِنْهَا مَنْ تَقَدَّمَهَا (رواه الترمذی ۱۰۱۱)

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم نے رسول اللہ ﷺ سے جنازے کے پیچھے چلنے کی بابت سوال کیا تو آپ نے فرمایا: دوڑنے سے کم اور تیز چال چلو، اگر وہ نیک ہے تو تم بھلائی تک اس کو جلدی پہنچاؤ گے اور اگر وہ بدکار ہے تو تم آگ والے کو دور کر دو گے، جنازے کے پیچھے چلنا ہوتا ہے اور اس کو پیچھے نہیں چھوڑا جاتا وہ اس کے ساتھ شمار نہ ہوگا جو اس سے آگے چلے گا۔'' (ترمذی)

۲۵۷۷۔ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ مَنِ اتَّبَعَ جَنَازَةً فَلْيَحْمِلْ بِجَوَانِبِ السَّرِيْرِ كُلِّهَا فَإِنَّهُ مِنَ السُّنَّةِ ثُمَّ إِنْ شَاءَ فَلْيَتَطَوَّعْ وَإِنْ شَاءَ فَلْيَدَعْ. (رواه إبن ماجة ۱۴۷۸)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے: ''جو جنازے کے ساتھ جائے وہ اس کو چاروں اطراف سے اٹھائے، یہ سنت ہے۔ اس کے بعد نفل ہے چاہے تو اٹھائے اور چاہے تو نہ اٹھائے۔'' (ابن ماجہ)

۲۵۷۸۔ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ الرَّاكِبُ خَلْفَ الْجَنَازَةِ وَالْمَاشِي حَيْثُ شَاءَ مِنْهَا وَالطِّفْلُ يُصَلَّى عَلَيْهِ. (رواه الترمذی ۱۰۳۱)

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''سوار جنازے کے پیچھے چلے اور پیادہ جہاں چاہے چلے اور چھوٹے بچے کی نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی۔'' (الترمذی)

۲۵۷۹۔ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ الرَّاكِبُ يَسِيْرُ خَلْفَ الْجَنَازَةِ وَالْمَاشِي يَمْشِي خَلْفَهَا وَأَمَامَهَا وَعَنْ

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے: ''جنازے کے پیچھے، آگے، اس کے دائیں، اس کے بائیں اور اس کے قریب چلو اور بچے کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور اس کے

(۲۵۷۵) رزین۔
(۲۵۷۶) ترمذی: ۱۰۱۱۔ ضعیف، البانی: ۱۶۹۔ ابوداؤد: ۳۱۸۴۔
(۲۵۷۷) ابن ماجہ: ۱۴۷۸۔ ضعیف، البانی: ۳۲۱۔
(۲۵۷۸) ترمذی: ۱۰۳۱۔ صحیح، البانی: ۸۲۳۔ نسائی: ۱۹۴۳۔ ابن ماجہ: ۱۵۰۷۔ احمد: ۱۷۷۴۲۔
(۲۵۷۹) ابوداؤد: ۳۱۸۰۔ صحیح، البانی: ۲۷۲۳۔ ترمذی: ۱۰۳۱۔ نسائی: ۱۹۴۸۔ ابن ماجہ: ۱۴۸۱۔ احمد: ۱۷۷۱۶۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

يَمِينِهَا وَعَنْ يَسَارِهَا قَرِيباً مِنْهَا وَالسِّقْطُ يُصَلَّى عَلَيْهِ وَيُدْعَى لِوَالِدَيْهِ بِالْمَغْفِرَةِ وَالرَّحْمَةِ. (رواه أبوداود ٣١٨٠)

والدین کے لیے بخشش اور رحمت کی دعا کی جائے گی۔"

٢٥٨٠۔ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي جَنَازَةٍ فَرَأَى نَاساً رُكْبَاناً فَقَالَ أَلَا تَسْتَحْيُونَ إِنَّ مَلَائِكَةَ اللهِ عَلَى أَقْدَامِهِمْ وَأَنْتُمْ عَلَى ظُهُورِ الدَّوَابِّ. (رواه الترمذی ١٠١٢)

سیّدنا ثوبان رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنازے کے لیے گئے تو آپ ﷺ نے کچھ لوگوں کو سوار ہو کر چلتے دیکھا تو فرمایا: "کیا تم شرم نہیں کرتے کہ اللہ کے فرشتے اپنے قدموں پر چل رہے ہیں اور تم چوپایوں کی پشت پر سوار ہو۔" (ترمذی)

٢٥٨١۔ عَنْ ثَوْبَانَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أُتِيَ بِدَابَّةٍ وَهُوَ مَعَ الْجَنَازَةِ فَأَبَى أَنْ يَرْكَبَهَا فَلَمَّا انْصَرَفَ أُتِيَ بِدَابَّةٍ فَرَكِبَ فَقِيلَ لَهُ فَقَالَ إِنَّ الْمَلَائِكَةَ كَانَتْ تَمْشِي فَلَمْ أَكُنْ لِأَرْكَبَ وَهُمْ يَمْشُونَ فَلَمَّا ذَهَبُوا رَكِبْتُ. (رواه أبوداود، ٣١٧٧)

ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے سواری کے لیے چوپایا لایا گیا جب کہ آپ جنازے کے ساتھ جارہے تھے تو آپ ﷺ نے سوار ہونے سے انکار کر دیا۔ جب جنازے سے واپس لوٹے تو چوپایا لایا گیا تو آپ اس پر سوار ہو گئے آپ ﷺ سے سوال کیا گیا تو فرمایا: فرشتے پیادہ چل رہے تھے تو میں سوار نہیں ہوا اور جب وہ چلے گئے تو میں سوار ہو گیا۔"

٢٥٨٢۔ عَنْ جَابِرِبْنِ سَمُرَةَ قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى ابْنِ الدَّحْدَاحِ ثُمَّ أُتِيَ بِفَرَسٍ عُرْيٍ فَعَقَلَهُ رَجُلٌ فَرَكِبَهُ فَجَعَلَ يَتَوَقَّصُ بِهِ وَنَحْنُ نَتَّبِعُهُ نَسْعَى خَلْفَهُ قَالَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ كَمْ مِنْ عِذْقٍ مُعَلَّقٍ أَوْمُدَلًّى فِي الْجَنَّةِ لِابْنِ الدَّحْدَاحِ أَوْ قَالَ شُعْبَةُ لِأَبِي الدَّحْدَاحِ. (رواه مسلم ٩٦٥)

سیّدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابودحداح کی نماز جنازہ پڑھی، پھر ننگی پشت والا گھوڑا لیا گیا اور ایک مرد نے اس کو باندھا۔ اور آپ ﷺ سوار ہوئے۔ جب آپ ﷺ کو لیکر وہ چل پڑا تو ہم لوگوں نے اس کے پیچھے دوڑ لگادی۔ لوگوں میں سے ایک مرد نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ابن دحداح کے لیے جنت میں بہت سے کھجور کے گچھے لٹکائے گئے ہیں۔"

(٢٥٨٠) ترمذی: ١٠١٢۔ ضعیف، البانی: ١٧٠۔ ابن ماجہ: ١٤٨٠.

(٢٥٨١) ابوداؤد: ٣١٧٧۔ صحیح، البانی: ٢٧٢٠۔ ابن ماجہ: ١٤٨٠.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

٢٥٨٣۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِفَرَسٍ مُعْرَوْرَى فَرَكِبَهُ حِينَ انْصَرَفَ مِنْ جَنَازَةِ ابْنِ الدَّحْدَاحِ وَنَحْنُ نَمْشِي حَوْلَهُ. (٩٦٥)

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس زین کے بغیر ننگی پشت والا گھوڑا لایا گیا جبکہ آپ ﷺ ابودحداح کے جنازے سے واپس آ رہے تھے اور آپ ﷺ اس پر سوار ہو گئے اور ہم آپ کے اردگرد پیادہ چلتے تھے۔

شرح: ......۱۔ بڑا آدمی سوار ہو اور دوسرے لوگ ساتھ پیدل چلیں تو یہ جائز ہے، مگر شرط یہ ہے کہ پیچھے چلنے والوں کی بے حرمتی نہ ہو۔ اور سوار میں خود پسندی نہ ہو۔

۲۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ جنازے سے واپسی پر سوار ہونا جائز ہے۔

۳۔ بچے کی نماز جنازہ کا مسئلہ پہلے گزر چکا ہے کہ اگر روح پڑ جائے تو جنازہ پڑھنا بہتر ہے اور دعا بھی ہے جو اوپر گزری ہے کہ اسے ہمارے لیے میر کارواں بنا دے اور اجر کا باعث بنا دے۔

۴۔ سوار ہو کر نمازِ جنازہ کے لیے جانا جائز ہے، جو ممانعت آئی ہے ایک تو وہ حدیث ضعیف ہے اگر قابل استدلال ہو بھی تو ممانعت بلاضرورت سوار ہونے پر ہے اور اگر ضرورت ہو تو سوار ہونا جائز ہے۔

۵۔ یہ بات کہ جنازہ کے آگے چلیں یا پیچھے چلیں۔ اس بارے میں چھ اقوال ہیں، راقم کے نزدیک دو اقوال بہتر ہیں:

(۱) پیدل چلنے والے کے حق میں جنازے کے آگے چلنا بہتر ہے اور سوار کے حق میں جنازے کے پیچھے چلنا افضل ہے۔

دوسرا قول اس سے بھی بہتر ہے کہ اس میں وسعت ہے جنازے کی جس جگہ چاہیں چلیں کوئی پابندی نہیں۔

۶۔ جنازہ کو چارپائی کے ستونوں کو پکڑ کر اٹھایا جائے تو ثابت ہے، چاروں طرف سے جنازے کو اٹھانا جائز ہے۔

٢٥٨٤۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ أَسْرِعُوا بِالْجَنَازَةِ فَإِنْ تَكُ صَالِحَةً فَخَيْرٌ لَعَلَّهُ قَالَ تُقَدِّمُونَهَا عَلَيْهِ وَإِنْ تَكُنْ غَيْرَ ذَلِكَ فَشَرٌّ تَضَعُونَهُ عَنْ رِقَابِكُمْ (روا مسلم ٩٤٤)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اپنے جنازے جلدی دفن کرو اگر نیک ہے تو تم اس کو جلدی بھلائی تک لے جاؤ گے اور اگر اس کے برعکس ہے تو تم ایک بری چیز اپنی گردن سے اتار پھینکو گے۔"

٢٥٨٥۔ عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: "جب جنازہ تیار کر دیا جائے اور مرد اپنی گردنوں پر اٹھا لیں پس اگر نیک ہے

(٢٥٨٢) مسلم: ٩٦٥۔ ترمذی: ١٠١٤۔ نسائی: ٢٠٢٦۔ احمد: ٢٠٤٦٩۔

(٢٥٨٣) مسلم: ٩٦٥۔ ترمذی: ١٠١٤۔ نسائی: ٢٠٢٦۔ احمد: ٢٠٤٦٩۔

(٢٥٨٤) مسلم: ٩٤٤۔ بخاری: ١٣١٥۔ ترمذی: ١٠١٥۔ نسائی: ١٩١١۔ ابوداؤد: ٣١٨١۔ ابن ماجہ: ١٤٧٧۔ احمد: ٣١٨١۔ ابن ماجہ: ١٤٧٧۔ احمد: ٩٩٥٩۔ مؤطا: ٥٧٤۔

(٢٥٨٥) بخاری: ١٣١٤۔ نسائی: ١٩٠٩۔ احمد: ١١١٨٥۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ إِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ وَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلَى أَعْنَاقِهِمْ فَإِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ قَدِّمُوْنِي وَإِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ يَا وَيْلَهَا أَيْنَ يَذْهَبُوْنَ بِهَا يَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا الإِنْسَانُ وَلَوْ سَمِعَهُ صَعِقَ (رواه البخاري ١٣١٤)

تو کہتا ہے: مجھے جلدی لے چلو اور اگر اسکے برعکس ہے تو وہ کہتا ہے: ہائے افسوس! تم اس کو کہاں لیے جا رہے ہو۔ اس کی آواز کو انسانوں کے سوا ہر چیز سنتی ہے۔ اور اگر انسان سن لے تو بے ہوش ہو جائے۔“

شرح: ......۱۔ جنازے کو نماز کے لیے یا قبر میں دفن کے لیے اٹھائیں تو تیز قدم اٹھائیں، اتنا زیادہ تیز قدم بھی نہ ہوں کہ میت گرنے کا یا اٹھانے والوں کی تھکاوٹ کا معاملہ پیدا ہو جائے۔ کچھ لوگ زیادہ تیز رفتاری سے ایک جنازہ کو لے کر جا رہے تھے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میانہ روی اختیار کرو۔ (مسند احمد: ۴/ ۴۰۶)
دوسرا مفہوم اس سے میت کی جلدی تجہیز و تکفین کرنے کی تلقین بھی ہے۔ البتہ اچھی طرح اس کی موت کی تحقیق وتصدیق کر لی جائے۔

۲۔ میت کا یہ پکارنا کیسے ہوتا ہے؟ روح لوٹائی جاتی ہے، یا بغیر روح لوٹائے وہ گفتگو کرتی ہے؟ اس بحث کی ضرورت نہیں، نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان پر یقین کرنے کی ضرورت ہے، یہ برزخ کا معاملہ ہے۔

۳۔ یہ چیخ و پکار انسان کو نہ سنانے کی حکمت بھی بیان ہوئی ہے کہ اگر سنا دی جائے تو دنیا کا نظام بگڑ جائے۔

۴۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس سے یہ استدلال کیا ہے کہ میت کی چار پائی صرف مرد اٹھائیں عورتیں نہ اٹھائیں۔ اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ جنازہ گردنوں پر اٹھانا اور پھر تیز رفتاری سے لے کر جانا، بے پردگی کا باعث بن سکتا ہے، جبکہ عورتوں کے لیے پردہ مطلوب ہے اور خواتین اکثر میت کو دیکھ کر گھبراہٹ کا شکار ہو جاتی ہیں، اٹھائیں گی تو اور چلائیں گی، اس سے مرد وزن کے اختلاط کا خطرہ بھی پیدا ہوتا ہے، اس لیے عورتیں میت کو نہ اٹھائیں۔ (مرعاۃ: ۲/ ۴۶۹)

٢٥٨٦۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ وَأَبِي بَرْزَةَ قَالَا خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فِي جَنَازَةٍ فَرَأَى قَوْمًا قَدْ طَرَحُوْا أَرْدِيَتَهُمْ يَمْشُوْنَ فِي قُمُصٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ أَبِفِعْلِ الْجَاهِلِيَّةِ تَأْخُذُوْنَ أَوْ بِصُنْعِ الْجَاهِلِيَّةِ تَشَبَّهُوْنَ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَدْعُوَ عَلَيْكُمْ دَعْوَةً

سیدنا عمران بن حصین اور ابو برزہ رضی اللہ عنہما دونوں کہتے ہیں ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک جنازے میں گئے تو آپ ﷺ نے چند لوگ دیکھے جو اپنی چادریں اتار کر قمیص پہنے ہوئے چل رہے تھے، پس آپ نے فرمایا: کیا تم نے جاہلیت کی رسم اختیار کی ہے یا تم جاہلیت کے ساتھ مشابہت اختیار کرتے ہو؟ میں نے ارادہ کیا تھا کہ تمہارے خلاف ایسی

(٢٥٨٦) ابن ماجه: ١٤٨٥ـ موضوع الباني: ٣٢٥.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تَرْجِعُوْنَ فِي غَيْرِ صُوَرِكُمْ قَالَ فَأَخَذُوْا أَرْدِيَتَهُمْ وَلَمْ يَعُوْدُوْا لِذٰلِكَ (رواه إبن ماجة ١٤٨٥)

دعا کروں کہ تمہاری صورتیں مسخ ہو جائیں، چنانچہ اپنی چادریں اوپر لے لیں اور دوبارہ ایسا نہیں کیا۔

٢٥٨٧ـ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْمُ فِي الْجَنَازَةِ حَتّٰى تُوْضَعَ فِي اللَّحْدِ فَمَرَّبِهِ حِبْرٌمِنَ الْيَهُوْدِ فَقَالَ هٰكَذَا نَفْعَلُ فَجَلَسَ النَّبِيُّ ﷺ وَقَالَ اجْلِسُوْا خَالِفُوْهُمْ. (رواه أبو داود ٣١٧٦)

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب جنازے کے ساتھ جاتے تو آپ نہ بیٹھتے یہاں تک کہ اس کو قبر میں اتار دیا جاتا اور پہلے نہ بیٹھتے تھے۔ ایک یہودی عالم نے کہا کہ ہم بھی ایسا ہی کرتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا: ”انکی مخالفت کرو اور بیٹھو۔“

٢٥٨٨ـ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي جَنَازَةٍ فَلَمَّا انْتَهَيْنَا إِلَى الْقَبْرِ وَلَمْ يُلْحَدْ فَجَلَسَ وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ كَأَنَّ عَلٰى رُؤُسِنَا الطَّيْرَ (رواه النسائى ٢٠٠١)

سیدنا براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ نبی ﷺ کے ساتھ ایک انصاری مرد کے جنازے میں گئے، ہم قبر پر پہنچے تو قبر تیار نہیں تھی۔ چنانچہ آپ ﷺ بیٹھ گئے اور ہم بھی آپ کے اردگرد بیٹھ گئے گویا ہمارے سروں پر پرندہ بیٹھا ہے۔

٢٥٨٩ـ عَنْ عَامِرِبْنِ رَبِيْعَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُوْمُوْا حَيْثُ تُخَلِّفُكُمْ. (رواه البخارى ١٣٠٧)

سیدنا عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ”جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ۔ یہاں تک کہ وہ تم سے گذر جائے۔“

٢٥٩٠ـ وزاد فى رواية: أَوْ تُوْضَعُ. (رواه البخارى ١٣٠٧)

ایک روایت میں یہ زائد ہے: ”یا وہ رکھا جائے۔“

٢٥٩١ـ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ مَرَّتْ بِنَا جَنَازَةٌ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقُمْنَا مَعَهُ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِنَّمَا هِيَ جَنَازَةُ يَهُوْدِيَّةٍ فَقَالَ إِنَّ لِلْمَوْتِ فَزَعاً فَإِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: ایک جنازہ گذرا تو اس کے لیے رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے اور ہم نے کہا: یارسول اللہ! یہ یہودی کی میت ہے۔ فرمایا: ”موت ایک خوفناک چیز ہے تو

(٢٥٨٧) ابوداؤد: ٣١٧٦۔ حسن، البانی: ٢٧١٩۔ ترمذی: ١٠٢٠۔ ابن ماجه: ١٥٤٥.
(٢٥٨٨) بخاری: ١٣٠٧۔ صحیح، البانی: ١٨٩١۔ ابوداؤد: ٤٧٥٣۔ ابن ماجه: ١٥٤٩۔ احمد: ١٨١٥١.
(٢٥٨٩) بخاری: ١٣٠٧۔ مسلم: ٩٥٨۔ ترمذی: ١٠٤٢۔ نسائی: ١٩١٦۔ ابوداؤد: ٣١٧٢۔ ابن ماجه: ١٥٤٢۔ احمد: ١٥٢٧٢.
(٢٥٩٠) بخاری: ١٣٠٧۔ مسلم: ٩٥٨۔ ترمذی: ١٠٤٢۔ نسائی: ١٩١٦۔ ابوداؤد: ٣١٧٢۔ ابن ماجه: ١٥٤٢۔ احمد: ١٥٢٧٢.
(٢٥٩١) نسائی: ١٩٢٢۔ صحیح، البانی: ١٨١٤۔ بخاری: ١٣١١۔ مسلم: ٩٦٠۔ ابوداؤد: ٣١٧٤.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

فَقُوْمُوْا. (رواه النسائي ١٩٢٢)

جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جایا کرو۔" (الشیخان وابی داؤد)

٢٥٩٢۔ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ جَنَازَةً مَرَّتْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَامَ فَقِيْلَ إِنَّهَا جَنَازَةُ يَهُوْدِيٍّ فَقَالَ إِنَّمَا قُمْنَا لِلْمَلَائِكَةِ. (رواه النسائي ١٩٢٩)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے قریب سے ایک جنازہ گزرا تو آپ کھڑے ہوگئے۔ آپ سے عرض کیا گیا کہ یہ یہودی کا جنازہ ہے۔ فرمایا: "میں تو فرشتوں کی وجہ سے کھڑا ہوا ہوں۔"

٢٥٩٣۔ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ كَانَ جَالِسًا فَمُرَّ عَلَيْهِ بِجَنَازَةٍ فَقَامَ النَّاسُ حَتَّى جَاوَزَتِ الْجَنَازَةُ فَقَالَ الْحَسَنُ إِنَّمَا مُرَّ بِجَنَازَةِ يَهُوْدِيٍّ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى طَرِيْقِهَا جَالِسًا فَكَرِهَ أَنْ تَعْلُوَ رَأْسَهُ جَنَازَةُ يَهُوْدِيٍّ فَقَامَ (رواه النسائي ١٩٢٧)

سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما بیٹھے تھے۔ ان کے پاس سے جنازہ لے جایا گیا تو لوگ کھڑے ہوگئے یہاں تک کہ جنازہ گذر گیا۔ حسن رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک یہودی کا جنازہ لے جایا جارہا تھا اور رسول اللہ ﷺ اس کے راستے میں بیٹھے تھے تو آپ ﷺ کو اپنے سر مبارک سے یہودی کا جنازہ بلند ہونا پسند نہیں تھا اس لیے آپ اٹھے تھے۔

٢٥٩٤۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ أَنَّهُ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قَعَدَ. (رواه مسلم ٩٦٢)

علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جنازہ کے لیے پہلے اٹھا کرتے تھے پھر اٹھنا ترک کر دیا اور آپ ﷺ بیٹھے رہتے تھے۔

شرح: ...... جنازے کے لیے کھڑا ہونے کی دو صورتیں ہیں: ایک صورت ہے کہ جنازہ گزر رہا ہے اور رستہ میں لوگ بیٹھے ہیں، ان کے کھڑا ہونے کا مسئلہ ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ جنازہ گزر رہا ہے، لوگ اس کے ساتھ جا رہے ہیں، ان کے کھڑا ہونے کا مسئلہ ہے۔

یہ جو دوسری صورت ہے، ان کے لیے تو یہی حکم ہے کہ ساتھ جانے والے جب تک میت کو نماز کے لیے یا دفن کے لیے زمین پر نہیں رکھتے اس وقت تک کھڑے رہیں۔

پہلی صورت کے بارے میں ایک قول یہ ہے کہ میت کے گزرنے سے کھڑے ہونا منسوخ ہو چکا ہے۔

ایک قول ہے، منسوخ نہیں ہوا یہ جواز کے لیے ہے اگر کوئی بیٹھتا ہے تو جائز ہے اگر کوئی کھڑا ہوتا ہے تو پھر بھی جائز

(٢٥٩٢) نسائی: ١٩٢٩۔ صحیح الاسناد، البانی: ١٨٢١۔

(٢٥٩٣) نسائی: ١٩٢٧۔ صحیح، البانی: ١٨١٩۔

(٢٥٩٤) مسلم: ٩٦٢۔ ترمذی: ١٠٤٤۔ نسائی: ٢٠٠٠۔ ابوداؤد: ٣١٧٥۔ ابن ماجہ: ١٥٤٤۔ احمد: ١٢٠٣۔ مؤطا: ٥٤٩۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔منسوخ والے بھی دلائل یہاں مذکور ہیں اور نہ منسوخ والے بھی موجود ہیں۔

راقم کے نزدیک راجح بات منسوخ نہ ہونے کی ہے۔کوئی کھڑا ہوتا ہے تو جائز ہے اور جو نہ کھڑا ہو اس کا عمل تنقید سے بالاتر ہے۔

۳۔جو کھڑا ہونے کی وجوہات بیان ہوئی ہیں ان میں صحیح ترین تو میت کا احترام ہے،مگر تمام اسباب ہو سکتے ہیں جن کی بنا پر نبی اکرم ﷺ ہر میت کے لیے کھڑا ہوتے تھے،میت کا احترام بھی،فرشتوں کا آنا بھی وغیرہ۔(مرعاۃ:۲/۴۷۰)

۲۵۹۵۔عَنْ هِشَامِ بْنِ عَامِرٍ قَالَ شُكِيَ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ الْجِرَاحَاتُ يَوْمَ أُحُدٍ فَقَالَ احْفِرُوْا وَأَوْسِعُوْا وَأَحْسِنُوْا وَادْفِنُوْا الإِثْنَيْنِ وَالثَّلَاثَةَ فِيْ قَبْرٍ وَاحِدٍ وَقَدِّمُوْا أَكْثَرَهُمْ قُرْآناً فَمَاتَ أَبِي فَقُدِّمَ بَيْنَ يَدَيْ رَجُلَيْنِ. (رواه الترمذی ۱۷۱۳)

ہشام بن عامر نے بیان کیا کہ لوگوں نے احد کے دن رسول اللہ ﷺ سے اپنے زخموں کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: گڑھے کھودوان کو وسیع رکھو اور خوبصورت بناؤ، اور دو دو اور تین تین ایک قبر میں دفناؤ اور جس کو قرآن زیادہ یاد ہے اس کو قبلہ کی جانب آگے رکھو۔" میرا باپ بھی شہید ہوا تو اس کو دو شہدا کے آگے رکھا گیا تھا۔

۲۵۹۶۔عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِاللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَاقَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَجْمَعُ بَيْنَ رَجُلَيْنِ مِنْ قَتْلَى أُحُدٍ ثُمَّ يَقُوْلُ أَيُّهُمْ أَكْثَرُ أَخْذًا لِلْقُرْآنِ فَإِذَا أُشِيْرَلَهُ إِلَى أَحَدِهِمَاقَدَّمَهُ فِي اللَّحْدِ فَقَالَ أَنَا شَهِيْدٌ عَلَى هٰؤُلَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَمَرَ بِدَفْنِهِمْ بِدِمَائِهِمْ وَلَمْ يُغَسِّلْهُمْ(رواه البخاری ۱۳۵۳)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دو مرد احد کے شہداء میں جمع کر کے ایک کپڑے میں رکھتے اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان میں سے قرآن زیادہ کس کو حفظ ہے؟ جب ان میں سے ایک کی طرف اشارہ کیا جاتا تو اس کو قبر میں آگے رکھ دیتے اور فرماتے تھے: میں ان پر گواہ ہوں۔ آپ ﷺ نے ان کو ان کے خون سمیت دفن کرنے کا حکم دیا، نہ ان کی نماز جنازہ پڑھی اور نہ ان کو غسل دیا۔" (بخاری)

۲۵۹۷۔عَنْ جَابِرٍ ﷛ قَالَ لَمَّا حَضَرَ أُحُدٌدَعَانِيْ أَبِيْ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ مَا أَرَانِيْ إِلَّا مَقْتُوْلاً فِيْ أَوَّلِ مَنْ يُقْتَلُ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَإِنِّيْ لَا أَتْرُكُ بَعْدِيْ أَعَزَّعَلَيَّ

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب احد کا دن قریب آیا تو میرے والد نے مجھے رات کو بلایا اور کہا: میں اپنے آپ کے متعلق یہ گمان کرتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے جو لوگ سب سے پہلے قتل ہوں گے میں بھی ان کے ساتھ

(۲۵۹۵) ترمذی: ۱۷۱۳۔ صحیح، الباني: ۱٤۰۰۔ نسائی: ۲۰۱۱۔ ابوداؤد: ۳۲۱۵۔ ابن ماجه: ۱۵٦۰.

(۲۵۹٦) بخاری: ۱۳۵۳۔ ترمذی: ۱۰۳٦۔ نسائی: ۲۰۲۱۔ ابوداؤد: ۳۱۳۸۔ ابن ماجه: ۱۵۱٤۔ احمد: ۱۳۷۷۷.

(۲۵۹۷) بخاری: ۱۳۵۱۔ ترمذی: ۱۰۳٦۔ نسائی: ۲۰۲۱۔ ابوداؤد: ۳۱۳۸۔ ابن ماجه: ۱۵۱٤۔ احمد: ۱۳۷۷۷.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مِنْكَ غَيْرَ نَفْسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَإِنَّ عَلَيَّ دَيْناً فَاقْضِ وَاسْتَوْصِ بِأَخَوَاتِكَ خَيْرًا فَأَصْبَحْنَا فَكَانَ أَوَّلَ قَتِيْلٍ وَدُفِنَ مَعَهُ آخَرُ فِي قَبْرٍ ثُمَّ لَمْ تَطِبْ نَفْسِي أَنْ أَتْرُكَهُ مَعَ الْآخَرِ فَاسْتَخْرَجْتُهُ بَعْدَ سِتَّةِ أَشْهُرٍ فَإِذَا هُوَ كَيَوْمِ وَضَعْتُهُ هُنَيَّةً غَيْرَ أُذُنِهِ . (رواه البخاري ١٣٥١)

قتل ہو جاؤں گا۔ میں تمہیں چھوڑ کر دنیا سے جا رہا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد تو مجھے سب سے زیادہ عزیز ہے اور میرے اوپر قرض ہے وہ تو ادا کر دینا اور اپنی بہنوں کے ساتھ بہتر سلوک کرنا۔ چنانچہ جب کل صبح ہوئی تو میرا باپ اولین مقتولوں میں قتل ہوا۔ ان کو میں نے دوسرے آدمی کے ساتھ ایک قبر میں دفنا دیا۔ میرا دل اس بات پر مطمئن نہیں تھا لہٰذا چھ ماہ بعد میں نے اُن کو نکال کر علیحدہ قبر میں دفن کر دیا۔ وہ بالکل ایسے ہی تھے جیسے میں نے دفنائے تھے البتہ ان کے ایک کان میں کچھ تغیر آیا تھا۔“

٢٥٩٨۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ دُفِنَ مَعَ أَبِي رَجُلٌ فَكَانَ فِي نَفْسِي مِنْ ذَلِكَ حَاجَةٌ فَأَخْرَجْتُهُ بَعْدَ سِتَّةِ أَشْهُرٍ فَمَا أَنْكَرْتُ مِنْهُ شَيْئاً إِلَّا شُعَيْرَاتٍ كُنَّ فِي لِحْيَتِهِ مِمَّا يَلِي الْأَرْضَ . (رواه أبوداود ٣٢٣٢)

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے والد کے ساتھ ایک آدمی کو دفن کیا گیا، میرے دل میں ایک خلش سی تھی، چنانچہ میں نے انہیں چھ ماہ بعد نکالا۔ میں نے ان کی کوئی چیز تبدیل نہیں پائی مگر ان کی داڑھی کے چند بال جو زمین سے متصل تھے وہ کچھ تبدیل تھے۔

٢٥٩٩۔ لرزين: جُرُفُ السَّيْلِ عَلَى قَبْرِ أَبِي وَآخَرَ إِلَى جَنْبِهِ فَأَخْرَجْنَا هُمَا فَوَجَدْنَاهُمَا عَلَى هَيْئَتِهِمَا يَوْمَ وَضَعْنَا هُمَا وَيَدُ أَبِي قَدْ وَضَعَهَا عَلَى جُرْحِهِ فَنَحَّيْنَا هَا عَنْ مَوْضِعِهَا وَأَرْسَلْنَاهَا فَعَادَتْ كَمَا كَانَتْ إِلَى مَوْضِعِهَا . وَكَانَ بَيْنَ يَوْمِ أُحُدٍ وَيَوْمَ ذَلِكَ أَرْبَعُوْنَ سَنَةً . (رواه رزين)

رزین کی روایت ہے: میرے باپ اور ان کے پہلو میں ایک دوسرے شہید کی قبر پر سیلاب گذرا اور ان کو ظاہر کر دیا۔ چنانچہ ہم نے ان دونوں کو نکالا اور ہم نے ان دونوں کو اسی حالت میں پایا جس حالت میں ہم نے ان کو دفن کیا تھا۔ میرے والد نے اپنا ہاتھ زخم پر رکھا تھا۔ ہم نے ہاتھ کو اس کی جگہ سے ہٹا دیا تو وہ لوٹ کر اسی جگہ چلا گیا جہاں پہلے تھا۔ احد کے دن کے اور اس دن کے درمیان چالیس سال بیت گئے تھے۔“

٢٦٠٠۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: شہداء احد کو مدینہ

(٢٥٩٨) ابوداؤد: ٣٢٣٢۔ صحیح الاسناد، البانی: ٢٧٦٩.

(٢٥٩٩) رزین.

(٢٦٠٠) نسائی: ٢٠٠٤۔ صحیح، البانی: ١٨٩٣۔ ترمذی: ١٧١٧۔ ابوداؤد: ٣١٦٥۔ ابن ماجہ: ١٥١٦۔ احمد: ١٣٨٩٣۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

أَمَرَ بِقَتْلَى أُحُدٍ أَنْ يُرَدُّوْا إِلَى مَصَارِعِهِمْ وَكَانُوْا قَدْ نُقِلُوْا إِلَى الْمَدِيْنَةِ. (رواه النسائي ٢٠٠٤)

منتقل کردیا گیا تھا پس نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ احد کے شہداء کو ان کی شہادت کی جگہ واپس لایا جائے۔" (اصحاب سنن)

٢٦٠١ــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِقَتْلَى أُحُدٍ أَنْ يُنْزَعَ عَنْهُمُ الْحَدِيْدُ وَالْجُلُوْدُ وَأَنْ يُدْفَنُوْا بِدِمَائِهِمْ وَثِيَابِهِمْ. (رواه أبو داود ٣١٣٤)

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ احد کے شہداء کے بدن سے لوہا اور کھال کا سامان اتار دیا جائے اور ان کو ان کے لباس اور خون سمیت دفن کیا جائے۔ (ابوداؤد)

شرح :......۱۔قبروں کو گہرا اور کشادہ کرنے کی تلقین ہے۔

۲۔ایک قبر میں ضرورت کے وقت ایک سے زائد میتوں کو داخل کرنا جائز ہے۔ پہلے اسے قبر میں اتارا جائے جو قرآن پاک زیادہ جانتا ہو۔

۳۔اور لحد (بغلی قبر) بنانا زیادہ افضل ہے، اگرچہ شق والی قبر کی بھی اجازت ہے۔

۴۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد کے ساتھ دوسرے دفن ہونے والے صحابی حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ تھے۔ ان دونوں کو پہلے تو اٹھا کر مدینہ میں لایا گیا، نبی اکرم ﷺ نے میدان میں جہاں شہید ہوئے تھے وہاں لوٹانے کا حکم دیا۔اس سے ثابت ہوا کہ شہید کو وہیں دفن کرنا افضل ہے جہاں وہ شہید ہوا ہو۔

۵۔ضرورت کے تحت میت کو قبر سے نکال کر جگہ تبدیل کی جاسکتی ہے۔ان دونوں شہداء کے نکالے جانے کی وجہ یہ تھی کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے چشمہ کھدوایا جو جاری ہوا تو ان کی قبروں کے قریب سے گزرتے ہوئے پانی قبر میں آ گیا تو انہیں قبر سے نکالنا پڑا۔ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی خواہش بھی اپنے والد کو اکیلا دفنانے کی تھی، ان وجوہ کی بنا پر حضرت عبداللہ کی لاش نکالی گئی ان کی لاش بالکل تازہ تھی۔ اگرچہ ان کے کان کا مثلہ ہوا تھا، مگر سارا کان نہیں کاٹا گیا تھا جو کان کا حصہ باقی تھا وہ معمولی متاثر ہوا تھا۔

۶۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ والے واقعہ سے ایک تو یہ فائدہ ہوا کہ اولاد کی صحیح رہنمائی کی جائے اور وفات کے وقت خصوصاً انہیں اچھے کام کرنے کی وصیت کرے۔

۲۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد محترم رضی اللہ عنہ کی قوت ایمانی کا اندازہ بھی ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو اپنے اکلوتے بیٹے سے بھی زیادہ عزیز قرار دے رہے ہیں۔

۳۔حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی کرامت کا ظہور ہوا۔ جوانہوں نے بیٹے سے کہا وہی ہوا، اور ان کا جسد خاکی شہادت کی

(٢٦٠١) ابوداؤد: ٣١٣٤۔ ضعیف، البانی: ٦٨٦۔ ابن ماجه: ١٥١٥۔ احمد: ٢٢١٨.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

برکت سے کئی سال گزر جانے کے باوجود بوسیدہ نہیں ہوا۔

۴۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی وفا کا بھی ثبوت فراہم ہوتا ہے کہ باپ کی وصیت کو عملی جامہ پہنایا اور ان کا قرض ادا کیا۔ (فتح الباری:۳/۲۱۶)

۲۶۰۲۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ عَلَى حَمْزَةَ وَقَدْ مُثِّلَ بِهِ فَقَالَ لَوْلَا أَنْ تَجِدَ صَفِيَّةُ فِي نَفْسِهَا لَتَرَكْتُهُ حَتَّى تَأْكُلَهُ الْعَافِيَةُ حَتَّى يُحْشَرَ مِنْ بُطُوْنِهَا وَقَلَّتِ الثِّيَابُ وَكَثُرَتِ الْقَتْلَى فَكَانَ الرَّجُلُ وَالرَّجُلَانِ وَالثَّلَاثَةُ يُكَفَّنُوْنَ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ زَادَ قُتَيْبَةُ ثُمَّ يُدْفَنُوْنَ فِي قَبْرٍ وَاحِدٍ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسْأَلُ أَيُّهُمْ أَكْثَرُ قُرْآنًا فَيُقَدِّمُهُ إِلَى الْقِبْلَةِ. (رواه أبو داود ٣١٣٦)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حمزہ رضی اللہ عنہ کے قریب سے گذرے، ان کا مُثلہ کیا گیا تھا۔ آپ نے فرمایا: اگر صفیہ کے دل کی پریشانی کا خیال نہ ہوتا تو میں حمزہ کو دفنائے بغیر اسی حال پر رہنے دیتا تاکہ اس کو جانور کھا جاتے اور قیامت کو ان کے پیٹ سے اٹھایا جاتا۔ کپڑے کی قلت تھی اور مقتول زیادہ تھے۔ پس ایک مرد، دو مرد یا تین مرد ایک کپڑے میں لپیٹے جاتے تھے اور ان کو قبر میں دفن کیا جاتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ پوچھتے تھے کہ کس کو قرآن زیادہ حفظ ہے پھر اس کو قبلہ کی جانب آگے رکھتے تھے۔"

۲۶۰۳۔ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ بِحَمْزَةَ وَقَدْ مُثِّلَ بِهِ وَلَمْ يُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنَ الشُّهَدَاءِ غَيْرِهِ. (رواه أبو داود، ٣١٣٧)

"اور ایک روایت ہے۔ حمزہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ آپ ﷺ نے شہداء احد کی نماز جنازہ نہیں پڑھی۔

شرح: ......۱۔ زندگی میں ایک آدمی دوسرے آدمی کے ساتھ بے لباس وجود لگائے تو منع ہے، لیکن وفات کے بعد یہ تکلیف ختم ہو جاتی ہے۔

۲۔ شہید کو غسل نہ دیا جائے کیونکہ شہید روز قیامت زخموں سمیت اٹھے گا، رنگ تو خون کا ہوگا مگر مہک کستوری کی ہوگی۔

۳۔ ایک قبر میں ضرورت کے تحت فوت شدگان کی جماعت بھی دفن ہو سکتی ہے اور جو افضل ہو قبلہ رخ اسے پہلے اتارا جائے اور کفن کم پڑ جائیں تو ایک کفن میں زیادہ دفن ہو سکتے ہیں۔

۴۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے لیے جو خصوصی صلاۃ کا کہا گیا ہے، یہ نماز نہیں بلکہ دعا ہے کیونکہ خصوصی طور پر شہدائے احد پر نماز جنازہ نہیں پڑھی گئی۔ (عون المعبود: ۲/ ۱۶۵)

(۲۶۰۲) ابوداؤد: ۳۱۳۶۔ حسن، البانی: ۲۶۸۹۔ ترمذی: ۱۰۱۶۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

٢٦٠٤ـ عَنِ الْحُصَيْنِ بْنِ وَحْوَحٍ أَنَّ طَلْحَةَ بْنِ الْبَرَاءِ مَرِضَ فَأَتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ يَعُوْدُهُ فَقَالَ إِنِّي لَا أَرَى طَلْحَةَ إِلَّا قَدْ حَدَثَ فِيهِ الْمَوْتُ فَآذِنُوْنِي بِهِ وَعَجِّلُوْا فَإِنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِجِيْفَةِ مُسْلِمٍ أَنْ تُحْبَسَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ أَهْلِهِ. (رواه ابوداود ٣١٥٩)

”حصین بن وحوح سے مروی ہے کہ طلحہ بن براء رضی اللہ عنہ جب بیمار ہوا تو نبی کریم ﷺ اس کی عیادت کو تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میرا تو یہی خیال ہے کہ موت کے آثار پیدا ہو چکے ہیں اور مجھے اس کی اطلاع دینا اور تیاری جلدی کرنا۔ مسلمان کی لاش اس کے اہل وعیال میں روک رکھنا مناسب نہیں ہے۔“ (ابوداؤد)

شرح: یہ حدیث ضعیف ہے تاہم اس کی تائید میں اور روایات بھی آتی ہیں، اور ایک حدیث اوپر گزر چکی ہے کہ جنازہ جلدی لے جاؤ، یہ بھی اس کی تائید کرتی ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بلاوجہ میت کی تدفین میں تاخیر نہ کی جائے۔ (عون المعبود: ۳/۱۷۲)

٢٦٠٥ـ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُوْلُ خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِهِ مَاتَ فَقُبِرَ لَيْلًا وَكُفِنَ فِي كَفَنٍ غَيْرِ طَائِلٍ فَزَجَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُقْبَرَ إِنْسَانٌ لَيْلًا إِلَّا أَنْ يُضْطَرَّ إِلَى ذٰلِكَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا وَلِيَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُحْسِنْ كَفَنَهُ. (رواه النسائي ١٨٩٥)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک خطبہ دیا اور اس میں ایک مرد کا ذکر فرمایا جس کو ناقص کفن دیکر لوگوں نے رات کے وقت دفنا دیا تھا۔ آپ ﷺ نے سختی کے ساتھ ممانعت فرمائی کہ کسی انسان کو نماز جنازہ پڑھے بغیر رات کو نہ دفنایا جائے۔ سوائے اس کے کہ کوئی اضطراری صورت پیدا ہو جائے۔ اور فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کو کفن دے تو اچھا کفن دیا کرے۔“

٢٦٠٦ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ قَبْرًا لَيْلًا فَأُسْرِجَ لَهُ سِرَاجٌ فَأَخَذَهُ مِنْ قِبَلِ الْقِبْلَةِ وَقَالَ رَحِمَكَ اللّٰهُ إِنْ كُنْتَ لَأَوَّاهًا تَلَّاءً لِلْقُرْآنِ وَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا. (رواه الترمذي ١٠٥٧)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کو ایک قبر میں داخل ہوئے اور آپ ﷺ کے لیے چراغ روشن کیا گیا۔ آپ ﷺ نے مردے کو قبلہ کی جانب سے قبر کے عرض سے پکڑا اور فرمایا: اللہ تیرے اوپر رحمت نازل فرمائے تو نرم مزاج اور قرآن پڑھنے والا تھا۔ اور اس کی نماز جنازہ میں آپ ﷺ نے چار تکبیرات کہی تھیں۔

(٢٦٠٣) ابوداؤد: ٣١٣٧ـ حسن، البانی: ٢٦٩٠ـ ترمذی: ١٠١٦.

(٢٦٠٤) ابوداؤد: ٣١٥٩ـ ضعیف، البانی: ٦٩٢.

(٢٦٠٥) نسائی: ١٨٩٥ـ صحیح، لابانی: ١٩٠٣ـ مسلم: ٩٤٣ـ مسلم: ٩٤٣ـ ابوداؤد: ٣١٤٨ـ ابن ماجه: ١٥٢١ـ احمد: ١٤٦٦٨.

(٢٦٠٦) ترمذی: ١٠٥٧ـ ضعیف، البانی: ١٧٨ـ لکن موضع الشاهد منه حسن، ابن ماجه: ١٥٢٠.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

٢٦٠٧۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ أَخْبَرَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَوْ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ قَالَ رَأَى نَاسٌ نَارًا فِي الْمَقْبَرَةِ فَأَتَوْهَا فَإِذَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فِي الْقَبْرِ وَإِذَا هُوَ يَقُوْلُ نَاوِلُوْنِي صَاحِبَكُمْ فَإِذَا هُوَ الرَّجُلُ الَّذِي كَانَ يَرْفَعُ صَوْتَهُ بِالذِّكْرِ. (رواه أبو داود ٣١٦٤)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے بقیع میں رات کو آگ دیکھی تو ہم اس کے پاس گئے اور دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ خود قبر میں اترے ہیں اور فرماتے ہیں: اپنے ساتھی کو میرے ہاتھوں میں آنے دو اور اس کو قبر کے پاؤں کی طرف سے مجھے پکڑاؤ، پس میں نے دیکھا کہ وہ شخص وہ تھا جو بلند آواز سے ذکر کیا کرتا تھا۔'' (ابوداؤد)

انتباہ: ... رات کو دفن کرنے کے مسئلہ پر اوپر بحث گزر چکی ہے۔

٢٦٠٨۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ شَهِدْنَا بِنْتًا لِرَسُوْلِ اللهِ ﷺ قَالَ وَرَسُوْلُ اللهِ ﷺ جَالِسٌ عَلَى الْقَبْرِ قَالَ فَرَأَيْتُ عَيْنَيْهِ تَدْمَعَانِ قَالَ فَقَالَ هَلْ مِنْكُمْ رَجُلٌ لَمْ يُقَارِفِ اللَّيْلَةَ فَقَالَ أَبُوْ طَلْحَةَ أَنَا قَالَ فَانْزِلْ قَالَ فَنَزَلَ فِي قَبْرِهَا. (رواه البخاري ١٢٨٥)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی کی تدفین میں ہم لوگ حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ قبر کے پاس بیٹھے تھے اور آپ کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں کوئی مرد ہے جس نے آج رات اپنی اہلیہ سے جماع نہ کیا ہو؟ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو ہی اس کی قبر میں اتر، چنانچہ وہ اس کی قبر میں اترے۔ (بخاری)

٢٦٠٩۔ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رُقَيَّةَ رضي الله عنها لَمَّا مَاتَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَا يَدْخُلُ الْقَبْرَ رَجُلٌ قَارَفَ أَهْلَهُ فَلَمْ يَدْخُلْ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ الْقَبْرَ. (لأحمد ١٢٩٨٥)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا فوت ہوئیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ مرد قبر میں داخل نہ ہو جس نے اپنی بیوی سے آج جماع کیا ہے۔ چنانچہ عثمان رضی اللہ عنہ داخل نہ ہوئے۔ (احمد)

شرح: ...... یہ بیٹی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا تھیں، جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اہلیہ محترمہ تھیں۔

٢۔ نوحہ نہ ہو تو میت پر اشکبار ہونا جائز ہے۔

٣۔ عورت کی قبر میں وہ آدمی اترے جس نے رات جماع نہ کیا ہو، کیونکہ یہ دنیا داری کے ساتھ نزدیکی تعلق ہو جاتا ہے، اس سے محفوظ آدمی ہو تو بہتر ہے۔

ایک بات یہاں بیان کی جاتی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بیوی کی شدید بیماری کے باوجود اپنی لونڈی سے جماع کیا تھا، انہیں تنبیہ کے لیے آپ ﷺ نے یہ پابندی لگائی تھی لیکن یہ غلط بات ہے، نبی ﷺ کی خاطر خواہی کرنے

(٢٦٠٧) ابو داؤد: ٣١٦٤۔ ضعیف، البانی: ٦٩٤۔ (٢٦٠٨) بخاری: ١٢٨٥۔ احمد: ١٣٤٤١۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والا انسان ایسا قدم نہیں اٹھا سکتا۔ صرف یہ بات ہو سکتی ہے کہ اہلیہ کی بیماری طویل تھی امید نہ تھی کہ ان کی وفات ہو گی، لونڈی سے ملاپ کر لیا ہو، مگر خلاف توقع اہلیہ کی وفات واقع ہو گئی۔ (مرعاۃ: ۲/ ۵۰۷)

۲۶۱۰۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ اللَّحْدُلَنَا وَالشَّقُّ لِغَيْرِنَا. (رواہ الترمذی ۱۰۴۵)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے مرفوع بیان کیا ہے: ''لحد ہمارے لیے ہے اور سیدھی قبر دوسروں کے لیے ہے۔''

شرح: ...۱۔ اس میں لحد کی ترجیح پر دلیل ہے۔ مگر جائز شق بھی ہے۔

۲۔ جو یہ فرمایا گیا ہے کہ لحد ہمارے لیے اور شق ہمارے غیر کے لیے ہے ہم سے مراد مسلمان ہیں، غیر سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں۔

یعنی ہم انبیاء اور مسلمان بغلی قبر کو ترجیح دیتے ہیں، اور یہودی اور عیسائی درمیان سے چیری گئی کو ترجیح دیتے ہیں۔ جائز دونوں ہیں۔ (مرعاۃ: ۲/ ۵۰۰)

۲۶۱۱۔ عَنْ أَبِي الْهَيَّاجِ الْأَسَدِيِّ قَالَ قَالَ لِي عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ أَلَا أَبْعَثُكَ عَلَى مَا بَعَثَنِي عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ لَا تَدَعَ تِمْثَالًا إِلَّا طَمَسْتَهُ وَلَا قَبْرًا مُشْرِفًا إِلَّا سَوَّيْتَهُ. (رواہ مسلم ۹۶۹)

ابوھیاج کہتے ہیں: مجھے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا کیا میں تجھے اس کام پر نہ بھیجوں جس پر رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھیجا ہے؟ جا کر جو تصویر ملے اسے مٹا دے اور جو بلند قبر نظر آئے اس کو برابر کر دے۔'' (مسلم)

شرح: ...۱۔ رسول اللہ ﷺ نے ہر ذی روح کی تصویر مٹانے کا حکم دیا تھا۔

۲۔ جو قبہ والی قبر ہے، اسے ایک بالشت برابر کر دیا جائے اور کوہان نما بنا دیا جائے۔ یہ مطلب نہیں کہ قبر کا نشان مٹا دیا جائے بلکہ جو حد سے زیادہ بلند ہے، اسے مسنون حد تک برابر کر دیا جائے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ اس طرح قبروں پر عمارتیں بنوانے سے عقیدہ بہت خراب ہوتا ہے، انہیں نفع ونقصان کا مالک سمجھا جاتا ہے، حاجت روا مانا جاتا ہے، ان سے فریادرسی کی جاتی ہے، اسے ہاتھوں سے چھوا جاتا ہے، ثواب کی نیت سے ان کی جانب سفر کیا جاتا ہے، اس لیے انہیں عام سطح پر لانے کا حکم دیا گیا ہے۔ (مرعاۃ: ۲/ ۴۹۸)

۲۶۱۲۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ تُجَصَّصَ الْقُبُورُ وَأَنْ يُكْتَبَ عَلَيْهَا وَأَنْ

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قبر کو پختہ کرنے، اس پر تعمیر کرنے، اس پر بیٹھنے، اس پر لکھنے اور اس پر

(۲۶۰۹) احمد: ۱۲۹۸۵۔ بخاری: ۱۲۸۵۔ احمد و رجالہ رجال الصحیح، ھیثمی: ۴۲۳۲۔

(۲۰۱۰) ترمذی: ۱۰۴۵۔ صحیح، البانی: ۸۳۵۔ نسائی: ۲۰۰۹۔ ابوداؤد: ۳۲۰۸۔ ابن ماجہ: ۱۵۵۴۔

(۲۶۱۱) مسلم: ۹۶۹۔ ترمذی: ۱۰۴۹۔ نسائی: ۲۰۳۱۔ ابوداؤد: ۳۲۱۸۔ احمد: ۱۲۸۶۔

(۲۶۱۲) ترمذی: ۱۰۵۲۔ صحیح، البانی: ۸۴۱۔ مسلم: ۹۷۰۔ نسائی: ۲۰۲۹۔ ابوداؤد: ۳۲۲۵۔ ابن ماجہ: ۱۵۶۳۔ احمد: ۱۳۷۳۵۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

يُبْنٰى عَلَيْهَا وَأَنْ تُوطَأَ. (رواه الترمذی ١٠٥٢) پاؤں رکھنے سے منع کیا ہے۔

شرح: ......۱۔اس میں دلیل ہے کہ قبر کو چونا گچ بنانا حرام ہے، جو چیز آگ سے پکی ہو وہ قبر کو نہ لگائیں۔ ہاں، لپائی وغیرہ کرانے میں کوئی حرج نہیں۔

۲۔قبر پر لکھنا بھی حرام ہے، مثلاً فوت شدہ کا نام، اس کی تاریخ وفات یا قرآن پاک کی کوئی سورت یا آیت یا اللہ تعالیٰ کے اسمائے گرامی وغیرہ لکھنا سب منع ہے۔

۳۔قبر کے اوپر بیٹھنا اور اس پر چلنا اس سے صاحب قبر کی توہین ہوتی ہے۔ یہ بھی حرام ہے۔(مرعاۃ:۲/۵۰۴)

٢٦١٣۔ عَنِ الْمُطَّلِبِ قَالَ لَمَّامَاتَ عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُوْنٍ أُخْرِجَ بِجَنَازَتِهِ فَدُفِنَ فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلاً أَنْ يَأْتِيَهُ بِحَجَرٍ فَلَمْ يَسْتَطِعْ حَمْلَهُ فَقَامَ إِلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَحَسَرَ عَنْ ذِرَاعَيْهِ قَالَ كَثِيْرٌ قَالَ الْمُطَّلِبُ قَالَ الَّذِيْ يُخْبِرُنِيْ ذٰلِكَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى بَيَاضِ ذِرَاعَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ حَسَرَ عَنْهُمَا ثُمَّ حَمَلَهَا فَوَضَعَهَا عِنْدَ رَأْسِهِ وَقَالَ أَتَعَلَّمُ بِهَا قَبْرَ أَخِي وَأَدْفِنُ إِلَيْهِ مَنْ مَاتَ مِنْ أَهْلِيْ (رواه أبوداود ٣٢٠٦)

"مطلب بن وداعہ کہتے ہیں کہ جب عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ فوت ہوئے اور دفن کیے گئے تو رسول اللہ ﷺ نے ایک مرد کو پتھر لانے کا حکم دیا۔ وہ اس پتھر کو اٹھا نہ سکا تو آپ ﷺ اس کی طرف گئے اور بازو چڑھائے اور اس کو اٹھا لائے اور قبر کے پاس رکھ دیا اور فرمایا: اس پتھر کی وجہ سے میں اپنے بھائی کی قبر کو پہچانوں گا، اور میرے گھر کا جو شخص فوت ہوگا اس کو میں ان کے پاس دفناؤں گا۔" (ابوداود)

شرح: ......۱۔حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے رضاعی بھائی تھے، اس لیے آپ نے بھائی کہا۔

۲۔ثابت ہوا کہ قبر تو پکی بنانا منع ہے، اس پر نام لکھنا بھی منع ہے۔ مگر قبر پر علامت کے طور پر پتھر وغیرہ رکھنا جائز ہے۔(عون المعبود: ۳/۲۰۳)

٢٦١٤۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ قَالَ تُوُفِّيَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ بِحُبْشِيٍّ قَالَ فَحُمِلَ إِلَى مَكَّةَ فَدُفِنَ فِيْهَا فَلَمَّا قَدِمَتْ عَائِشَةُ أَتَتْ قَبْرَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ فَقَالَتْ.

ابن ابی ملیکہ نے کہا: عبدالرحمٰن بن ابی بکر، حبشی نامی جگہ میں فوت ہوئے اور اٹھا کر لائے گئے اور مکہ میں دفن کیے گئے۔ جب ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا مکہ آئیں تو اس کی قبر پر گئیں اور انہوں نے یہ دو اشعار پڑھے: "ہم دونوں جزیمہ کے دو

(٢٦١٣) ابوداؤد: ٣٢٠٦۔ حسن، البانی: ٢٧٤٥.

(٢٦١٤) ترمذی: ١٠٥٥۔ ضعیف، البانی: ١٧٧.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَكُنَّا كَنَدْمَانَي جَذِيْمَةَ حِقْبَةً
مِنَ الدَّهْرِ حَتَّى قِيْلَ لَنْ يَتَصَدَّعَا
فَلَمَّا تَفَرَّقْنَا كَأَنِّي وَمَالِكاً
لِطُوْلِ اجْتِمَاعٍ لَمْ نَبِتْ لَيْلَةً مَعَا
ثُمَّ قَالَتْ :وَاللهِ لَوْ حَضَرْتُكَ مَادُفِنْتَ إِلَّا حَيْثُ مُتَّ وَلَا شَهِدْتُكَ مَازُرْتُكَ(رواه الترمذی ۱۰۵۵)

ہمنشینوں کی طرح زمانہ دراز تک جدا نہیں ہوئے تھے یہاں تک کہ کہا گیا کہ یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے، پھر ہم جدا ہوئے تو میں اور مالک طویل زمانے تک ساتھ رہنے کے باوجود گویا...... ایک رات بھی یکجا نہیں ٹھہرے“ پھر انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! اگر میں موجود ہوتی تو تجھے وہاں دفن کیا جاتا جہاں تو فوت ہوا تھا۔ اور اگر تیری موت کے وقت حاضر ہوتی تو تیری قبر کی زیارت کے لیے نہ آتی۔“

شرح: ......اوپر ذکر گزر چکا ہے کہ قبروں کی زیارت کی اجازت میں عورتیں بھی شامل ہیں، مگر کثرت سے نہ کریں۔ (تحفۃ الاحوذی:۲/ ۱۵۷)

۲۶۱۵۔ عَنْ مَالِكٍ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِمَّنْ يَثِقُ بِهِ أَنَّ سَعْدَبْنَ أَبِي وَقَّاصٍ وَسَعِيْدَبْنَ زَيْدِابْنِ عَمْرِوبْنِ نُفَيْلٍ تُوُفِّيَا بِالْعَقِيْقِ وَحُمِلَا إِلَى الْمَدِيْنَةِ وَدُفِنَا بِهَا . (لمالك)

امام مالک رحمہ اللہ بہت سے ان راویوں سے روایت کرتے ہیں جن پر ان کو اعتماد ہے کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور سعید بن زید رضی اللہ عنہ مقام عقیق میں فوت ہوئے اور ان کو مدینہ میں لا کر دفن کیا گیا۔

شرح: ......اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جہاں انسان فوت ہوا ہو وہاں ہی دفن کیا جائے، اگر ضرورت کے تحت یا دعا کے لیے قریب کرنے کے لیے میت منتقل کر لی جائے تو جائز ہے۔ (شرزرقانی:۲/ ۲۸)

۲۶۱۶۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أُدْخِلَ الْمَيِّتُ الْقَبْرَ وَقَالَ أَبُوْخَالِدٍ مَرَّةً إِذَا وُضِعَ الْمَيِّتُ فِي لَحْدِهِ قَالَ مَرَّةً بِسْمِ اللهِ وَبِاللهِ وَعَلَى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللهِ (رواه الترمذی ۱۰٤٦)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب میت کو قبر میں اُتارتے تو یہ کلمات کہتے تھے: ”اللہ کے نام سے اور اللہ کے ساتھ اور رسول اللہ کی ملت پر۔“ (ترمذی)

شرح: ......ثابت ہوا کہ لوگ جو میت کو اتارتے ہوئے کلمہ شہادت پڑھتے ہیں یہ غیر مسنون ہے، مسنون طریقہ یہ ہے کہ میت کو قبر میں اتارتے ہوئے یہ دعا پڑھی جائے۔

۲۔ اس کا مطلب ہے کہ میں اس میت کو اللہ کے حکم اور اس کی بخشی ہوئی طاقت اور مدد سے قبر میں اتار رہا ہوں۔ اور اسے رسول اکرم ﷺ کے دین اور طریقہ پر اور آپ کی شریعت پر قبر میں داخل کر رہا ہوں۔ (مرعاۃ:۲/ ۵۰۳)

(۲۶۱۵) موطا: ۵۵۰۔ (۲۶۱۶) ترمذی: ۱۰٤٦۔ صحیح، البانی: ۸۳٦۔ ابوداؤد: ۳۲۱۳۔ ابن ماجہ: ۱۵۵۰۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

٢٦١٧۔ عَنْ سَعِيْدِبْنِ الْمُسَيِّبِ قَالَ حَضَرْتُ ابْنَ عُمَرَ فِي جَنَازَةٍ فَلَمَّا وَضَعَهَا فِي اللَّحْدِ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ وَفِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَعَلَى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا أَخَذَ فِي تَسْوِيَةِ اللَّبِنِ عَلَى اللَّحْدِ قَالَ اللّٰهُمَّ أَجِرْهَا مِنَ الشَّيْطَانِ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ اللّٰهُمَّ جَافِ الْأَرْضَ عَنْ جَنْبَيْهَا وَصَعِّدْ رُوْحَهَا وَلَقِّهَا مِنْكَ رِضْوَانًا قُلْتُ يَا ابْنَ عُمَرَ أَشَيْءٌ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أَمْ قُلْتَهُ بِرَأْيِكَ قَالَ إِنِّي إِذًا لَقَادِرٌ عَلَى الْقَوْلِ بَلْ شَيْءٌ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ (رواه إبن ماجة ١٥٥٣ بضعف)

ابن میسب رحمہ اللہ نے کہا: میں ایک جنازے میں ابن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا۔ جب میت کو قبر میں رکھا تو اس نے کہا: اللہ کے نام سے اور اللہ کی راہ میں اور ملتِ رسول اللہ ﷺ پر، جب لحد میں اس پر اینٹ برابر کرنے لگے تو اس نے کہا: اے اللہ! اس کو شیطان سے اور عذاب قبر سے پناہ دیدے۔ یااللہ! اس کے آس پاس سے زمین کو کھولدے اور اس کی روح کو اوپر اٹھا لے اور اس کو اپنی رضا کا استقبالیہ عطا کردے۔ میں نے کہا: اے ابن عمر! کیا یہ کلمات تو نے رسول اللہ ﷺ سے سنے ہیں یا اپنی رائے سے کہے ہیں؟ انہوں نے کہا: پھر تو میں بڑا طاقت ور ہوں کہ ایسے کلمات کہہ سکتا ہوں بلکہ میں نے یہ کلمات رسول اللہ ﷺ سے سنے ہیں۔" (ابن ماجہ۔ بسند ضعیف)

٢٦١٨۔ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا فَرَغَ مِنْ دَفْنِ الْمَيِّتِ وَقَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ اسْتَغْفِرُوْا لِأَخِيْكُمْ وَسَلُوْا لَهُ بِالتَّثْبِيْتِ فَإِنَّهُ الْآنَ يُسْأَلُ . (رواه ابوداود ٣٢٢١)

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب میت کو دفن کرنے سے فارغ ہوتے تو قبر پر کھڑے ہوتے اور فرماتے: "اپنے اس بھائی کے لیے ثابت قدم رہنے کے لیے دعا مانگو اب اس سے سوال کیا جارہا ہے۔" (ابوداوٗد)

شرح: ......۱۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ میت کی تدفین سے فراغت کے بعد میت کے لیے استغفار کرنا اور اس کی ثابت قدمی کی دعا مستحب ہے کیونکہ اس سے سوال ہو رہا ہوتا ہے۔

۲۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ قبر کی بھی ایک زندگی ہے، جو دنیا کی زندگی سے منفرد ہے۔

۳۔ اس میں یہ بھی دلیل ہے کہ میت سے قبر میں سوال ہوتا ہے۔ (عون المعبود: ۳/ ۲۰۹)

٢٦١٩۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ ثُمَّ أَتَى قَبْرَ الْمَيِّتِ فَحَثَى عَلَيْهِ مِنْ قِبَلِ رَأْسِهِ ثَلَاثًا . (رواه إبن ماجة ١٥٦٥)

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک میت کی نماز جنازہ پڑھی، پھر میت کی قبر پر گئے اور تین چلو بھر کر اس کے سر کی طرف سے مٹی ڈالی۔ (ابن ماجہ)

(٢٦١٧) ابن ماجہ: ١٥٥٣۔ ضعیف، البانی: ٣٤١۔ ترمذی: ١٠٤٦۔ ابوداؤد: ٣٢١٣۔ احمد: ٦٠٧٦.
(٢٦١٨) ابوداؤد: ٣٢٢١۔ صحیح، البانی: ١٢٧١.
(٢٦١٩) ابن ماجہ: ١٥٦٥۔ صحیح، البانی: ١٢٧١.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شرح: ......اس سے ثابت ہوتا ہے کہ میت کو قبر میں اتارنے کے بعد اس کے اوپر تین چلو مٹی ڈالنا مسنون ہے۔ اس کے ثواب کے بارے میں جو روایت آتی ہے، وہ ضعیف ہے اور جس حدیث میں یہ آتا ہے کہ پہلے چلو کے ساتھ مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ اور دوسرے چلو کے ساتھ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ اور تیسرے چلو کے ساتھ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرٰى پڑھنا سنت ہے، تو یہ بھی ضعیف ہے، صرف مٹی ڈالنا صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ (مرعاۃ:۹:۵۰۹)

۲۶۲۰ــ أَبُوْأُمَامَةَ رَفَعَهُ: إِذَا مَاتَ أَحَدٌمِنْ إِخْوَانِكُمْ فَسَوَّيْتُمُ التُّرَابَ عَلَى قَبْرِهِ فَلْيَقُمْ أَحَدُكُمْ عَلَى رَأْسِ قَبْرِهِ ثُمَّ لِيَقُلْ :يَافُلَانُ بْنُ فُلَانَةَ ، فَإِنَّهُ يَسْمَعُهُ وَلَايُجِيْبُ ثُمَّ يَقُوْلُ يَا فُلَانُ بْنُ فُلَانَ فَإِنَّهُ يَسْتَوِيْ قَاعِدًا ثُمَّ يَقُوْلُ: يَا فُلَانَ بْنَ فُلَانَةَ فَإِنَّهُ يَقُوْلُ أَرْشِدْنَا رَحِمَكَ اللهُ وَلٰكِنْ لَاتَشْعُرُوْنَ فَلْيَقُلْ :اذْكُرْمَا خَرَجْتَ عَلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا شَهَادَةَ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهِ وَأَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، وَأَنَّكَ رَضِيْتَ بِاللهِ رَبًّاوَبِالإِسْلَامِ دِيْناً وَبِمُحَمَّدٍ نَبِياً وَبِالْقُرْآنِ إِمَاماً فَإِنَّ مُنْكَراً وَنَكِيْراً يَأْخُذُكُلَّ وَاحِداً مِنْهُمَا بِيَدِصَاحِبِهِ وَيَقُوْلُ انْطَلِقْ بِنَا مَا نَقْعُدُ عِنْدَمَنْ لُقِنَ حُجَّتَهُ فَيَكُوْنُ اللهُ حَجِيْجَهُ دُوْنَهُمَا ، قَالَ رَجُلٌ:يَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ فَإِنْ لَّمْ يَعْرِفْ أُمَّهُ ، قَالَ فَيَنْسِبُهُ إِلَى حَوَّاءَ يَا فُلَانُ بْنُ حَوَّاءَ (رواه الطبراني في الكبير بخفی ۷۹۷۹)

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: "جب تمہارے بھائیوں میں سے کوئی فوت ہو اور تم اس پر مٹی برابر کر چکو تو تم میں سے ایک آدمی اس کی قبر کے سرہانے کھڑا ہو کر کہے: اے فلاں بن فلاں! تو مردہ سنے گا اور جواب نہیں دیگا پھر وہ کہے: اے فلاں بن فلاں! تو وہ برابر اٹھ کر بیٹھے گا۔ پھر وہ کہے: اے فلاں بن فلاں! تو وہ کہے گا: مجھے کچھ بتا تیرے اوپر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔ مگر تمہیں اس بات کا کوئی پتہ نہیں چلے گا۔ تو اب وہ کہے: یاد کر وہ کلمہ جس کے ساتھ تو دنیا سے خارج ہوا ہے۔ وہ یہ گواہی ہے کہ نہیں کوئی عبادت کے لائق مگر اللہ اور محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور یہ کہ تو راضی تھا اللہ کو رب مان کر، اسلام کو دین تسلیم کر کے اور محمد ﷺ کو نبی اور رسول مان کر اور قرآن کو اپنا امام بنا کر۔

پس منکر نکیر اور ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کہتے ہیں: چلو چلیں ہم اس شخص کے پاس نہیں بیٹھتے جس کو اس کی دلیل تلقین کر دی گئی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ ہی اس سے دلیل طلب کرتا ہے اور اس کا وکیل بنتا ہے ان دو کے بغیر ہی، ایک شخص نے سوال کیا: یارسول اللہ! اگر تلقین کرنے والا اس کی ماں کا نام نہ جانتا ہو تو کیا کرے؟ فرمایا پھر حواء کی طرف منسوب کرے اور کہے اے فلاں بن حواء۔" (الکبیر، سند مخفی ہے)

(۲۶۲۰) طبرانی کبیر: ۷۹۷۹۔ وفيه اسناده جماعة لم اعرفهم، هيثمي: ۴۲۴۹/۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

٢٦٢١۔ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ بْنِ رِبْعِيِّ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ عَلَيْهِ بِجَنَازَةٍ فَقَالَ مُسْتَرِيحٌ وَمُسْتَرَاحٌ مِنْهُ قَالُوا يَارَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مَاالْمُسْتَرِيحُ وَالْمُسْتَرَاحُ مِنْهُ قَالَ الْعَبْدُالْمُؤْمِنُ يَسْتَرِيحُ مِنْ نَصَبِ الدُّنْيَا وَأَذَاهَاإِلَى رَحْمَةِ اللّٰهِ وَالْعَبْدُ الْفَاجِرُ يَسْتَرِيحُ مِنْهُ الْعِبَادُ وَالْبِلَادُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ . (رواه البخاری ٦٥٢١)

سیدنا ابوقتادہ بن ربعی انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گذرا تو آپ ﷺ نے فرمایا: مستریح و امستراح منه ۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس کا کیا مفہوم ہے آپ ﷺ نے فرمایا: ''مومن بندہ دنیا کی تکلیفوں سے راحت حاصل کرکے اللہ کی رحمت کی طرف جاتا ہے اور فاسق و فاجر بندے سے لوگ، شہر، درخت اور تمام جانور راحت محسوس کرتے ہیں۔'' (صحیح بخاری)

شرح: ...... بندوں کو اس کی برائیوں کی اذیت سے آرام ملتا ہے، شہروں کو آرام یہ ملتا ہے کہ اس کی برائیوں کی وجہ سے جو قحط سالی، کھیتوں کی بربادی اور نسل کی تباہی ہوتی تھی اس سے آرام ملتا ہے، زمین کو راحت اور جانوروں کو راحت یہ ہے کہ اس کی چھینا جھپٹی سے جو حقوق غصب ہوتے تھے ان کی نحوست سے یہ دونوں محفوظ رہتے ہیں۔ (فتح الباری: ١١/ ٣٦٥)

٢٦٢٢۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ مَرُّوْا عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِجَنَازَةٍ فَأَثْنَوْا عَلَيْهَا خَيْرًا فَقَالَ وَجَبَتْ ثُمَّ مَرُّوْا بِأُخْرَى فَاثْنَوْا عَلَيْهَا شَرًّا فَقَالَ وَجَبَتْ ثُمَّ قَالَ إِنَّ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ شُهَدَاءُ (رواه ابوداود ، ٣٢٣٣)

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے قریب سے لوگ ایک جنازہ لے کر گزرے تو لوگوں نے اس کی خوبیاں بیان کیں پس آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے لیے واجب ہے۔ پھر دوسرا جنازہ لیکر لوگ گزرے تو لوگوں نے اس کی بدیاں بیان کیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے لیے واجب ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم ایک دوسرے کے گواہ ہو۔'' (ابوداوٗد)

٢٦٢٣۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مَامِنْ مُسْلِمٍ يَمُوْتُ فَيَشْهَدُ لَهُ ثَلَاثَةُ أَهْلِ أَبْيَاتٍ مِنْ جِيْرَانِهِ الْأَدْنَيْنِ بِخَيْرٍ إِلَّا قَالَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَدْ قَبِلْتُ شَهَادَةَ عِبَادِيْ عَلَى مَاعَلِمُوْا وَغَفَرْتُ لَهُ مَا أَعْلَمُ . (رواه

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''جو مسلمان فوت ہوتا ہے اور اس پر اس کے آس پاس کے تین گھر اس کے ہمسائے نیک گواہی دیں تو اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے: یہ لوگ جو کچھ جانتے ہیں میں اس کو قبول کرتا ہوں اور اس کے جو اعمال میں جانتا ہوں وہ اس کو بخش دیتا ہوں۔'' (اس کو امام احمد نے

(٢٦٢١) بخاری: ٦٥١٢۔ مسلم: ٩٥٠۔ نسائی: ١٩٣١۔ احمد: ٢٢٠٨٦۔ موطا: ٥٧١.

(٢٦٢٢) ابوداؤد: ٣٢٣٣۔ صحیح، البانی: ٢٧٧٠۔ نسائی: ١٩٣٣۔ ابن ماجہ: ١٤٩٢۔ احمد: ١٠٤٥٥.

(٢٦٢٣) احمد: ٩٠٤٠۔ وفیہ راو لم یسم، ہیثمی: ٣٩٦١.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أحمد ٩٠٤٠)

راوی کا نام ذکر کرنے کے بغیر روایت کیا ہے۔)

٢٦٢٤۔ ولـه لـلـموصلی عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مَامِنْ مُسْلِمٍ يَمُوْتُ فَيَشْهَدُ لَهُ أَرْبَعَةٌ أَهْلُ أَبْيَاتٍ مِنْ جِيْرَانِهِ الأَدْنَيْنَ إِلَّا قَالَ قَدْ قَبِلْتُ فِيْهِ عِلْمَكُمْ فِيْهِ وَغَفَرْتُ لَهُ مَالَا تَعْلَمُوْنَ(رواه أحمد ١٣٢٩)

موصلی کی روایت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مثل اس کے منقول ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں: چار گواہ اس کے لیے اچھی گواہی دیں تو اللہ فرماتا ہے: اس کے متعلق جو تم جانتے ہو میں اس کو قبول کرتا ہوں اور جو کچھ تم نہیں جانتے میں اس کو بخش دیتا ہوں۔“

شرح: پہلے باب میں وضاحت گزر چکی ہے۔

٢٦٢٥۔ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: مَرَّبِنَارَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ نَحْفِرُ قَبْراً فَقَالَ: مَا تَصْنَعُوْنَ؟ فَقُلْنَا: نَحْفِرُ قَبْرًا لِهٰذَا الأَسْوَدِ، فَقَالَ: جَاءَ تْ بِهِ مُنِيَّتُهُ إِلَى تُرْبَتِهِ . قَالَ أَبُوْ أُسَامَةَ: تَدْرُوْنَ يَا أَهْلَ الْكُوْفَةِ لِمَ حَدَّثْتُكُمْ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ؟ لِأَنَّ أَبَابَكْرٍ وَعُمَرَ خُلِقَامِنْ تُرْبَةِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ (رواه الطبرانی فی الأوسط بلین)

سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم قبر کھود رہے تھے کہ ہمارے قریب سے رسول اللہ ﷺ کا گزر ہوا تو فرمایا: تم کیا کرتے ہو؟ ہم نے عرض کی: ہم اس سیاہ فام کی قبر کھود رہے ہیں۔ فرمایا: اس کو موت اس کی خاک تک لے آئی۔ ابواسامہ نے کہا: اے اہلِ کوفہ! تم سمجھتے بھی ہو کہ میں تم سے یہ حدیث کیوں بیان کرتا ہوں؟ میں اس لیے بیان کرتا ہوں کہ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما دونوں نبی کریم ﷺ کی خاک سے بنائے گئے تھے۔“ (الاوسط، بسند ضعیف ہے)

٢٦٢٦۔ عن ابن عمر: أَنَّ حَبَشِيًّا دُفِنَ بِالْمَدِيْنَةِ فَقَالَ ﷺ دُفِنَ بِالطِّيْنَةِ الَّتِيْ خُلِقَ مِنْهَا . (رواه الطبرانی فی الكبير بضعف)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک حبشی شخص مدینہ میں دفن کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ اسی خاک میں دفنایا گیا جس سے پیدا کیا گیا تھا۔“ (الکبیر، بسند ضعیف)

٢٦٢٧۔ عن ابن عمر ، رفعه: إِذَامَاتَ أَحَدُكُمْ فَلَا تَحْبِسُوْهُ وَأَسْرِعُوْابِهِ إِلَى قَبْرِهِ وَلْيَقْرَأْ عِنْدَ رَأْسِهِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَعِنْدَ رِجْلَيْهِ بِخَاتِمَةِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ فِي قَبْرِهِ .

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما مرفوع بیان کرتے ہیں: ”جب تم میں سے کوئی شخص فوت ہو تو اس کو روک کر نہ رکھو اور جلدی اس کی قبر تک پہنچا دو۔ اور قبر کے سرہانے سورۃ الفاتحہ اور اس کے قدموں کی جانب سورۃ البقرہ کی آخری آیات تلاوت کی جائیں۔“

(٢٦٢٤) احمد: ١٣١٢٩۔ وابو یعلی ورجال احمد رجال الصحیح، هیثمی: ٣٩٦٠

(٢٦٢٥) طبرانی اوسط وفیه، الاحوص بن حکیم، و ثقه العجلی وغیره وضعفه الجمهور، هیثمی: ٤٢٢٧

(٢٦٢٦) طبرانی کبیر، وفیه عبدالله بن عیسی الخزاز وهو ضعیف، هیثمی: ٤٢٢٨.

(٢٦٢٧) طبرانی کبیر: ١٣٦١٣۔ وفیه، یحیی بن عبدالله البابلتی وهو ضعیف، هیثمی: ٤٢٤٢.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

(رواه الطبراني في الكبير بضعف ١٣٦١٣) (الکبیر، سند ضعیف ہے)

شرح:...... یہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا طریقہ ہے نبی اکرم ﷺ سے یہ طرز عمل ثابت نہیں ہو سکا۔

باقی رہی بات قرآن پاک کی تلاوت کر کے ثواب ہدیہ کرنا اس کا ثبوت کتاب وسنت سے نہیں، صدقہ وخیرات یا دعا وغیرہ کا ثواب تو میت کو ہوتا ہے۔ میت کو قرآن پاک کی تلاوت ہدیہ کرنا بے اصل ہے۔(مرعاة: ٢/ ٥٠٨)

٢٦٢٨ـ وَلِلْبَزَّارِ بِضُعْفٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: إِذَا أُدْلِيَ الْمَيِّتُ فِيْ قَبْرِهِ فَقُلْ: بِاسْمِ اللّٰهِ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، اَللّٰهُمَّ عَبْدُكَ نَزَلَ بِكَ وَأَنْتَ خَيْرُ مَنْزُوْلٍ بِهٖ، خَلَّفَ الدُّنْيَا خَلْفَ ظَهْرِهٖ فَاجْعَلْ مَا قَدَّمَ عَلَيْهِ خَيْرًا مِمَّا خَلَّفَ فَإِنَّكَ قُلْتَ: ﴿وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْأَبْرَارِ﴾ (للبزار ٨٣٩)

امام بزار بسند، ضعیف سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: جب میت کو اس کی قبر میں اتارا جا رہا ہو تو کہو۔ اللہ کے نام کے ساتھ اور اللہ کی راہ میں، اور رسول اللہ ﷺ کی ملت پر، اے اللہ! تیرا یہ بندہ تیرے پاس آ ٹھہرا ہے اور تو سب سے اچھا میزبان ہے۔ یہ شخص ساری دنیا اپنے پس پشت چھوڑ آیا ہے۔ پس جو اس کے سامنے ہے اس کے لیے بہتر کر دے اس سے جو اپنے پیچھے چھوڑ کر آیا ہے۔ یقیناً تو نے فرمایا ہے: جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ نیک لوگوں کے لیے بہتر ہے۔“

٢٦٢٩ـ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّهٗ كَانَتْ عِنْدَهٗ عُصَيَّةٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَمَاتَ فَدُفِنَتْ مَعَهٗ بَيْنَ جَنْبِهٖ وَقَمِيْصِهٖ. (رواه البزار ٨٤٠)

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کے متعلق منقول ہے کہ ان کے پاس رسول اللہ ﷺ کی چھوٹی لاٹھی تھی جب وہ فوت ہوئے تو وہ لاٹھی ان کے پہلو اور ان کے کفن (قمیص) کے درمیان رکھ کر دفنائی گئی۔

انتباہ:...... اس سے ثابت ہوا کہ کوئی متبرک چیز میت کے ساتھ رکھی جا سکتی ہے۔

٢٦٣٠ـ عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَامَ عَلٰى قَبْرِ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ وَأَمَرَ فَرُشَّ عَلَيْهِ الْمَاءُ. (رواه لبزار ٨٤٣)

سیّدنا عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر پر کھڑے ہوئے اور قبر پر پانی چھڑکنے کا حکم دیا۔

٢٦٣١ـ عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَشَّ عَلٰى قَبْرِ ابْنِهٖ إِبْرَاهِيْمَ. (للأوسط)

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے بیٹے ابراہیم رضی اللہ عنہ کی قبر پر پانی چھڑکا ہے۔(الاوسط)

(٢٦٢٨) بزار: ٨٣٩۔ وفيه عبدالله موثقون، هيثمي: ٤٢٤٧.

(٢٦٢٩) بزار: ٨٤٠۔ ورجاله موثقون، هيثمي: ٤٢٤٧.

(٢٦٣٠) بزار: ٨٤٣۔ ورجاله موثقون الا ان شيخ البزار محمد بن عبدالله لم اعرفه، هيثمي: ٤٢٤٩.

(٢٦٣١) طبراني اوسط، ورجاله رجال الصحيح خلا شيخ الطبراني، هيثمي: ٤٢٥٠.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

٢٦٣٢ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ فَمَرَّتْ جَنَازَةٌ فَقَامَ فَقُمْنَا ثُمَّ صَلَّيْنَا فَخَلَعَ نَعْلَيْهِ فَقُلْنَا: خَلَعْتَ نَعْلَيْكَ حِيْنَ يَلْبَسُ النَّاسُ نِعَالَهُمْ ، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: مَنْ مَشٰى حَافِيًا فِي طَاعَةِ اللّٰهِ لَمْ يَسْأَلْهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَمَّا افْتُرِضَ عَلَيْهِ. (رواه الطبراني في الأوسط بخفي)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: ہم لوگ ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے۔ ایک جنازہ گذرا تو وہ کھڑے ہوئے تو ہم بھی کھڑے ہوگئے، پھر ہم نے نماز جنازہ بھی پڑھی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے نعلین (جوتے) اتار دیے تو ہم نے کہا: چلتے وقت لوگ جوتا پہنتے ہیں اور آپ اتار رہے ہیں۔ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے: ”جو شخص اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی راہ میں پاؤں سے ننگا چلتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کے دن اپنے فرائض کی بابت سوال نہیں کرے گا۔“ (الاوسط بسند مخفی)

اَلتَّعْزِيَةُ وَأَحْوَالُ الْقُبُوْرِ وَزِيَارَتُهَا

تعزیت، قبروں کے حالات کا اور قبروں کی زیارت کا بیان

٢٦٣٣ـ عَنْ مُنْيَةَ بِنْتِ عُبَيْدِ بْنِ أَبِي بَرْزَةَ عَنْ جَدِّهَا أَبِي بَرْزَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ عَزّٰى ثَكْلٰى كُسِيَ بُرْدًا فِي الْجَنَّةِ (رواه الترمذي ١٠٧٦)

سیدنا ابو برزہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ”جس نے مرنے والے بچے کی ماں کو صبر دلایا اس کو جنت میں چادر پہنائی جائے گی۔“

٢٦٣٤ـ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ عَزّٰى مُصَابًا فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ. (رواه الترمذي ١٠٧٣)

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے مصیبت زدہ کو صبر دلایا اس کو مصیبت والے کے برابر اجر و ثواب ہوگا۔“

٢٦٣٥ـ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ لَمَّا جَاءَ نَعْيُ جَعْفَرٍ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ اصْنَعُوْا لِأَهْلِ جَعْفَرٍ طَعَامًا فَإِنَّهُ قَدْ جَاءَهُمْ مَا يَشْغَلُهُمْ. (رواه الترمذي ٩٩٨)

سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا: جب جعفر رضی اللہ عنہ کی وفات (شہادت) کی خبر آئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جعفر رضی اللہ عنہ کے گھر والوں کے لیے کھانا تیار کرو، ان کو وہ خبر پہنچی ہے جس نے ان کو مشغول کر دیا ہے۔“

شرح: ......۱۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ میت کے قریبی رشتہ داروں کو چاہیے کہ وہ میت کے گھر والوں کے لیے

(٢٦٣٢) طبراني اوسط، تفرد به محمد بن عبدالله بن معاوية الحذاء هذا و شيخه عبدالله بن ابراهيم لم ارمن ذكرهما: هيثمي: ٥٥٩.

(٢٦٣٣) ترمذي: ١٠٧٦ـ ضعيف، الباني: ١٨٣.

(٢٦٣٤) ترمذي: ١٠٧٣ـ ضعيف، الباني: ١٨١ـ ابن ماجه: ١٦٠٢.

(٢٦٣٥) ترمذي: ٩٩٨ـ حسن، الباني: ٧٩٦ـ ابوداؤد: ٣١٣٢ـ ابن ماجه: ١٦١٠.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

کھانا بھیجیں کیونکہ مصیبت کی ہولناکی میں انہیں کھانے کی خبر نہیں رہتی۔

غم میں ایسی کیفیت ہو جاتی ہے کہ کھانا تیار کرنا انہیں یاد نہیں رہتا جس دن فوتیدگی ہوئی ہے، اس دن انہیں کھانا کھلایا جائے۔ یہ غمگین کے کھانا نہ کھانے کی کم ازکم مدت ہے۔ میت کے گھر والوں سے ضیافت کھانا ایک بدعت ہے۔

حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میت کے گھر میں اجتماع کرنا اور دفن کے بعد اس کے گھر میں کھانا کھانے کو ہم نوحہ کی قسم سے شمار کرتے تھے۔ (احمد، ابن ماجہ)

ایک سوال ہوسکتا ہے کہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازے سے واپس لوٹے تو ایک عورت کی طرف سے بلاوا آیا، آپ گئے، کھانا لایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی کھایا۔ (ابوداود، بیہقی)

اس کا حل یہ ہے کہ یہ دعوت کرنے والی عورت اس گھر میں سے نہیں تھی۔ یہ تو قریش میں سے ایک عورت تھی، دوسرا تو دعوت کرسکتا ہے۔ (مرعاۃ: ۲/۵۲۰)

آہ! آج کل میت والے گھر اور شادی والے گھر میں کھانے کے لحاظ سے فرق نہیں رہا غور فرمائیں! تعزیت وتسلی کا تقاضا یہ ہے کہ میت کے گھر والوں کو کھانا کھلائیں۔ نہ کہ ان کے گھر سے کھائیں۔

۲۶۳۶۔ عَنْ مُعَاذِبْنِ جَبَلٍ: أَنَّهُ مَاتَ لَهُ ابْنٌ فَكَتَبَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ التَّعْزِيَةَ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ إِلٰى مُعَاذِبْنِ جَبَلٍ سَلَامٌ عَلَيْكَ فَإِنِّيْ أَحْمَدُ إِلَيْكَ اللّٰهَ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ أَمَّا بَعْدُ: فَأَعْظَمَ اللّٰهُ لَكَ الْأَجْرَ وَأَلْهَمَكَ الصَّبْرَ وَرَزَقَنَا وَإِيَّاكَ الشُّكْرَ، فَإِنَّ أَنْفُسَنَا وَأَمْوَالَنَا وَأَهْلَنَا مِنْ مَوَاهِبِ اللّٰهِ الْهَنِيئَةِ وَعَوَارِيْهِ الْمُسْتَوْدَعَةِ مَتَّعَكَ اللّٰهُ بِهِ فِيْ غِبْطَةٍ وَسُرُوْرٍ وَقَبَضَهُ مِنْكَ بِأَجْرٍ كَثِيْرٍ، اَلصَّلَاةُ وَالرَّحْمَةُ وَالْهُدٰى إِنِ احْتَسَبْتَهُ، فَاصْبِرْ وَلَا يُحْبِطْ جَزَعُكَ أَجْرَكَ فَتَنْدَمَ وَاعْلَمْ أَنَّ الْجَزَعَ لَا يَرُدُّ مَيِّتًا وَلَا يَدْفَعُ حُزْنًا وَمَا هُوَ

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کا ایک بیٹا فوت ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف تعزیت کا خط تحریر فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے معاذ بن جبل کے نام۔ تیرے اوپر سلامتی نازل ہو۔ میں تیرے سامنے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرتا ہوں جس کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ امابعد، اللہ تعالیٰ تجھے صبر الہام فرما کر اجر عظیم عطا فرمائے۔ اور ہمیں اور تمہیں توفیق شکر عنایت فرمائے۔ یقیناً ہماری جان، مال واہل اللہ کی خوشگوار عنایات میں سے ہیں اور مستعار امانت ہیں۔ تیرے لڑکے کے ذریعے تجھے اللہ تعالیٰ نے ایک وقت مقررہ تک فائدہ دیا، وہ دوسروں کے لیے باعث رشک اور تیرے لیے باعث شادمانی تھا اور اس کو اللہ نے تجھ سے واپس لیکر اس کے بدلے بڑا اجر دیا ہے۔ درود، رحمت اور ہدایت

(۲۶۳۶) طبرانی کبیر، طبرانی اوسط: ۲۰/ ۱۵۵۔ وفیہ، مجاشع بن عمرو وھو ضعیف، ھیثمی: ۳۹۵۶۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نَازِلٌ فَكَأَنْ قَدْ، وَالسَّلَامُ. (رواه الطبرانی فی الکبیر والأوسط بضعف (۲۰ ۱۵۵)

بشرطیکہ تو نے صبر کیا پس تو ثواب کی امید رکھ اور تیرا جزع فزع کرنا تیرے اجر کو ضائع نہ کرنے پائے، پھر تو ندامت اٹھائے گا، خوب جان لو کہ بے صبری مردے کو واپس نہیں لاتی اور نہ غم کو دور کرتی ہے اور جو کچھ نازل ہونے والا ہے وہ تو اتر کر ہی رہتا ہے۔" (الکبیر والاوسط بسند ضعیف)

۲۶۳۷۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: لَمَّا قُبِضَ النَّبِيُّ وَقَعَدَ أَصْحَابُهُ حُزَّانٌ يَبْكُونَ حَوْلَهُ، فَجَاءَ رَجُلٌ طَوِيلٌ صَبِيحٌ فَصِيحٌ فِي إِزَارٍ وَرِدَاءٍ أَشْعَرَ الْمَنْكِبَيْنِ وَالصَّدْرِ فَتَخَطَّى الصَّحَابَةَ حَتَّى أَخَذَ بِعِضَادَيِ الْبَابِ فَبَكَى سَاعَةً ثُمَّ قَالَ: إِنَّ فِي اللَّهِ عَزَاءً مِنْ كُلِّ مُصِيبَةٍ وَخَلَفًا مِنْ كُلِّ هَالِكٍ، وَعِوَضًا مِنْ كُلِّ مَافَاتَ، فَإِلَى اللَّهِ فَأَنِيبُوا وَإِلَيْهِ فَارْغَبُوا فَإِنَّمَا الْمُصَابُ مَنْ لَمْ يُجْبِرْهُ الثَّوَابُ، فَقَالَ الْقَوْمُ: تَعْرِفُونَ الرَّجُلَ، فَنَظَرُوا يَمِينًا وَشِمَالًا فَلَمْ يَرَوْا أَحَدًا، فَقَالَ أَبُوبَكْرٍ: هَذَا الْخَضِرُ أَخُو النَّبِيِّ ﷺ (للأوسط بضعف)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ ﷺ کے اصحاب غم کے مارے آپ ﷺ کے اردگرد رونے لگے۔ تو ایک مرد طویل قدوقامت، حسین وجمیل اور فصیح کلام کرنے والا ازار پہنے، چادر اوڑھے، زلفیں شانوں تک لٹکائے صحابہ رضی اللہ عنہم پر سے گزر کر دروازے کے دو اطراف پکڑ کر تھوڑی دیر تک رویا۔ پھر اس نے کہا: اللہ کے لیے ہر مصیبت پر صبر لازم ہے اور وہ ہر مرنے والے کے پیچھے رہنے والا اور ہر فوت شدہ چیز پر عوض دینے والا ہے۔ تو اے صحابہ! تم اللہ تعالیٰ کی طرف سے رجوع کرو اور اس کی جانب راغب ہو جاؤ۔ اصل مصیبت زدہ تو وہ ہے جس کی ثواب کے ساتھ کمی پوری نہ کی جائے۔ لوگوں نے ایک دوسرے کو کہا: تم نے اس شخص کی پہچان کی ہے؟ تو انہوں نے دائیں اور بائیں اُٹھ کر دیکھا تو کوئی نظر نہ آیا۔ پھر ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ رسول اللہ ﷺ کا بھائی خضر تھا۔ (الاوسط، بسند ضعیف)

۲۶۳۸۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ حَدَّثَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ وَتَوَلَّى عَنْهُ أَصْحَابُهُ وَإِنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ. أَتَاهُ مَلَكَانِ فَيُقْعِدَانِهِ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: "بندہ جب قبر میں رکھا جائے اور اس کے رفقاء واپس جانے لگیں تو وہ ان کے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے۔ اور جب وہ لوٹ جاتے ہیں تو دوفرشتے آکر اس کو بٹھاتے ہیں اور اس کو کہتے ہیں: تو اس مرد

(۲۶۳۷) طبرانی اوسط، وفیه عباد بن عبدالصمد ابو معمر ضعفه البخاری، هیثمی: ۳۹۵۷.

(۲۶۳۸) بخاری: ۱۳۷۴۔ مسلم: ۲۸۷۰۔ نسائی: ۲۰۵۱۔ ابوداؤد: ۴۷۵۱۔ احمد: ۱۳۰۳۴.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَيَقُوْلاَنِ مَاكُنْتَ تَقُوْلُ فِي هٰذَا الرَّجُلِ لِمُحَمَّدٍ ﷺ فَأَمَّاالْمُؤْمِنُ فَيَقُوْلُ اَشْهَدُ أَنَّهُ عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ فَيُقَالُ لَهُ أُنْظُرْ إِلَى مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ قَدْ أَبْدَلَكَ اللّٰهُ بِهِ مَقْعَداً مِنَ الْجَنَّةِ فَيَرَاهُمَا جَمِيْعاً قَالَ قَتَادَةُ وَذُكِرَلَنَا أَنَّهُ يُفْسَحُ لَهُ فِي قَبْرِهِ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى حَدِيْثِ أَنَسٍ قَالَ وَأَمَّا الْمُنَافِقُ وَالْكَافِرُ فَيُقَالُ لَهُ مَاكُنْتَ تَقُوْلُ فِي هَذَا الرَّجُلِ فَيَقُوْلُ لاَ أَدْرِيْ كُنْتُ أَقُوْلُ مَايَقُوْلُ النَّاسُ فَيُقَالُ لاَدَرَيْتَ وَلاَ تَلَيْتَ وَيُضْرَبُ بِمَطَارِقَ مِنْ حَدِيْدٍ ضَرْبَةً فَيَصِيْحُ صَيْحَةً يَسْمَعُهَا مَنْ يَلِيْهِ غَيْرَ الثَّقَلَيْنِ. (رواه البخاري ١٣٧٤)

کے بارے میں کیا کہا کرتا تھا جو محمد ﷺ ہیں؟ تو مومن کہتا ہے: میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ پھر اس کو کہا جاتا ہے: تو اپنا ٹھکانا آگ میں دیکھ کہ اس کے بدلے تجھے اللہ تعالیٰ نے جنت میں ٹھکانا عطا کر دیا ہے پس وہ ہر دو مقامات کو بیک وقت دیکھتا ہے۔ اگر کافر اور منافق ہو تو وہ کہتا ہے: میں نہیں جانتا، میں وہی کہتا رہا جو لوگوں نے اس کے بارے میں کہا۔ تو اس کو کہا جاتا ہے: تو نے حق کچھ نہیں جانا اور نہ تو نے نیت ہی کی، پھر لوہے کی سلاخ سے اس کے کانوں کے درمیان ضرب لگائی جاتی ہے اور وہ ایسی چیخ مارتا ہے جس کو اس کے آس پاس کی ہر چیز جن وانس کے سوا سنتی ہے۔"

شرح: ......یعنی میت میں روح لوٹائی جاتی ہے، مومن ہو تو نماز سر کے قریب کھڑی ہو جاتی ہے، زکاۃ دائیں جانب اور روزہ بائیں جانب اور دیگر نیکیاں پاؤں کے پاس ہوتی ہیں، اور آفتاب کا تصور یہ دیا جاتا ہے جیسا کہ غروب ہونے والا ہے، یہ اپنی آنکھیں صاف کرتا ہوا کہتا ہے: چھوڑو میں نماز ادا کروں۔

پھر تین سوال ہوتے ہیں: (۱) عبادت کس کی کرتا تھا؟ اگر مومن ہو تو وہ کہتا ہے: میں اللہ کی عبادت کرتا رہا ہوں۔ (۲) اس نبی کے بارے میں کیا خیال ہے؟ اس کے جواب میں یہ رسالت کی گواہی دیتا ہے۔ (۳) پھر دین کے بارے میں پوچھا جاتا ہے، اس کی گواہی دیتا ہے۔ جب صحیح جواب دیتا ہے تو اس سے کہا جاتا ہے: دلہن کی مانند سو جا، اسی یقین پر تو اٹھے گا۔

پہلے اسے دوزخ دکھائی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے: اگر تو کافر ہوتا تو تیرا یہ ٹھکانا ہوتا۔ اب ایمان کی وجہ سے تیرا ٹھکانہ بدل گیا ہے، اب جنت ٹھکانہ ہے۔

اور اس کی قبر ستر ہاتھ کشادہ ہو جاتی ہے اور چودھویں کے چاند کی مانند قبر منور کر دی جاتی ہے اور آسمان سے آواز آتی ہے: میرے بندے نے سچ کہا، جنت سے اس کا بستر لاؤ، جنت کا دروازہ کھول دو اور جنت کا لباس اسے پہنا دو۔ اب اس کے پاس جنت کی خوشبوئیں آتی ہیں، اس کی مسرت دو چند ہو جاتی ہے اور اس کی روح پرندے میں ڈال دی جاتی ہے جو جنت میں محو پرواز رہتی ہے۔ قیامت کے دن اس کے جسم میں لوٹائی جائے گی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲۔ کافر یا منافق کے پاس جب فرشتہ آتا ہے تو ڈانٹ کے انداز میں اس سے سوال کرتا ہے۔ وہ تینوں سوالوں کے جواب نہیں دے پاتا۔ تو اس کے سر پر ہتھوڑے مارے جاتے ہیں، اگر وہ ہتھوڑا پہاڑ پر مارا جائے تو وہ مٹی بن جائے۔

اسے پھر جنت کا ٹھکانہ دکھایا جاتا ہے کہ اگر تو ایمان لے آتا، سوالوں کے جواب درست دیتا تو تیرا یہ ٹھکانہ ہوتا، تیرے کفر کی بدولت یہ بدل گیا ہے۔ اس کے لیے دوزخ کا دروازہ کھولا جاتا ہے، اس کی حسرت وہلاکت میں اضافہ ہو جاتا ہے، اس کی قبر اس پر تنگ کردی جاتی ہے کہ اس کی پسلیاں ایک دوسری میں داخل ہو جاتی ہیں۔ آسمان سے آواز آتی ہے: اس کے لیے دوزخ سے بچھونا بچھا دو، گرم ہوائیں آتی ہیں، اس پر واقع ہونے والے عذاب کو سارے سنتے ہیں، صرف جن اور انسان نہیں سنتے۔

۳۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عذاب وثواب قبر حق ہے، اس کے انکار کی کوئی معقول وجہ نہیں۔ (فتح الباری: ۳/۲۳۹)

٢٦٣٩ــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قُبِرَ الْمَيِّتُ أَوْ قَالَ أَحَدُكُمْ أَتَاهُ مَلَكَانِ أَسْوَدَانِ أَزْرَقَانِ يُقَالُ لِأَحَدِهِمَا الْمُنْكَرُ وَالْآخَرُ النَّكِيْرُ فَيَقُوْلَانِ مَاكُنْتَ تَقُوْلُ فِي هٰذَا الرَّجُلِ فَيَقُوْلُ مَاكَانَ يَقُوْلُ هُوَ عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ فَيَقُوْلَانِ قَدْكُنَّانَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُوْلُ هٰذَا ثُمَّ يُفْسَحُ لَهُ فِي قَبْرِهِ سَبْعُوْنَ ذِرَاعاً فِي سَبْعِيْنَ ثُمَّ يُنَوَّرُ لَهُ فِيهِ ثُمَّ يُقَالُ لَهُ نَمْ فَيَقُوْلُ أَرْجِعُ إِلَى أَهْلِيْ فَأُخْبِرُهُمْ فَيَقُوْلَانِ نَمْ كَنَوْمَةِ الْعَرُوْسِ الَّذِيْ لَا يُوْقِظُهُ إِلَّا أَحَبُّ أَهْلِهِ إِلَيْهِ حَتّٰى يَبْعَثَهُ اللّٰهُ مِنْ مَضْجَعِهِ ذٰلِكَ وَإِنْ كَانَ مُنَافِقاً قَالَ سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ فَقُلْتُ مِثْلَهُ لَاأَدْرِيْ فَيَقُوْلَانِ قَدْ كُنَّا نَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُوْلُ ذٰلِكَ فَيُقَالُ لِلْأَرْضِ الْتَئِمِي عَلَيْهِ فَتَلْتَئِمُ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: "جب میت کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کے پاس دو فرشتے سیاہ، نیلی آنکھوں والے آتے ہیں۔ ان میں سے ایک کو منکر اور دوسرے کو نکیر کہا جاتا ہے۔ وہ پوچھتے ہیں کہ تو اس مرد کے بارے میں کیا کہا کرتا تھا؟ وہ کہتا ہے جو دنیا میں کہتا تھا کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں کوئی عبادت کے لائق اللہ کے سوا اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ پس وہ دونوں کہتے ہیں: ہمیں علم تھا کہ تو یہی بات کہے گا، پھر اس کی قبر وسیع کی جاتی ہے اور ستر در ستر فراخ کردی جاتی ہے اور اس میں روشنی کی جاتی ہے اور اس کو کہا جاتا ہے کہ تو سو جا۔ تو وہ کہتا ہے: میں گھر والوں کے پاس جا کر خبر دوں گا۔ وہ دو فرشتے کہتے ہیں تو سو جا جیسے دلہن آرام سے سوتی ہے جس کو اس کے گھر کے محبوب ترین آدمی کے سوا کوئی بیدار نہیں کرتا۔ وہ اسی آرام میں رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ ہی اس کو اس مقام سے اٹھائے گا۔ اگر میت منافق ہو تو وہ کہتا ہے: میں نے لوگوں کو جو کچھ کہتے سنا تھا میں نے بھی وہی

(٢٦٣٩) ترمذي: ١٠٧١ـ حسن، الباني: ٨٥٦.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَلَيْهِ فَتَخْتَلِفُ فِيهَا أَضْلَاعُهُ فَلَا يَزَالُ فِيهَا مُعَذَّبًا حَتَّى يَبْعَثَهُ اللَّهُ مِنْ مَضْجَعِهِ ذَلِكَ . (رواہ الترمذی ۱۰۸۱)

کیا ہے اور اس کے سوا میں کچھ نہیں جانتا۔ پس وہ دونوں کہتے ہیں: ہم پہلے ہی جانتے تھے کہ تو یہ بات کہے گا، پھر زمین کو حکم دیا جاتا ہے کہ اس پر تنگ ہو جا، تو وہ میت پر تنگ ہو جاتی ہے اور اس کی پسلی کی ہڈیاں مختلف سمتوں میں چلی جاتی ہیں اور اس کو اسی عذاب میں گرفتار رکھا جاتا ہے یہاں تک کہ اس جگہ سے اللہ تعالیٰ اس کو اٹھائے گا۔"

۲۶۴۰۔ وَزَادَ الْأَوْسَطُ: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، رَفَعَهُ: إِنَّ الْمُؤْمِنَ تَكُونُ الصَّلَاةُ عِنْدَ رَأْسِهِ وَالزَّكَاتُ عَنْ يَمِينِهِ وَالصَّوْمُ عَنْ شِمَالِهِ وَفِعْلُ الْبِرِّ وَالْمَعْرُوفُ عِنْدَ رِجْلَيْهِ فَيُؤْتَى مِنْ قِبَلِ رَأْسِهِ فَتَقُولُ الصَّلَاةُ لَيْسَ قِبَلِي مَدْخَلُ كَذَا مِنْ كُلِّ جِهَةٍ يَقُولُ الَّذِي فِيهِ لَيْسَ مِنْ قِبَلِي مَدْخَلٌ . (رواہ الطبرانی فی الاوسط ۲۶۵۱)

الاوسط نے زائد کلمات نقل کیے ہیں: مومن کی نماز اس کے سر کے پاس ہوگی، زکوٰۃ اس کے دائیں طرف ہوگی، روزہ بائیں طرف ہوگا اور اس کے نیک اعمال اس کے پاؤں کی جانب ہوں گے، پس اس کے پاس سر کی طرف سے فرشتہ آئے گا۔ تو نماز کہے گی: میری طرف سے تو اس تک پہنچنے کی جگہ نہیں ہے۔ اسی طرح ہر طرف سے کہا جائے گا جس طرف جو عمل کھڑا ہوگا وہ کہہ دے گا: میری طرف سے داخل ہونے کی جگہ نہیں ہے۔

۲۶۴۱۔ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ بُحَيْرٍ أَنَّهُ سَمِعَ هَانِئًا مَوْلَى عُثْمَانَ قَالَ كَانَ عُثْمَانُ إِذَا وَقَفَ عَلَى قَبْرٍ بَكَى حَتَّى يَبُلَّ لِحْيَتَهُ فَقِيلَ لَهُ تَذْكُرُ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ فَلَا تَبْكِي وَتَبْكِي مِنْ هَذَا فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ إِنَّ الْقَبْرَ أَوَّلُ مَنْزِلٍ مِنْ مَنَازِلِ الْآخِرَةِ فَإِنْ نَجَا مِنْهُ فَمَا بَعْدَهُ أَيْسَرُ مِنْهُ وَإِنْ لَمْ يَنْجُ مِنْهُ فَمَا بَعْدَهُ أَشَدُّ مِنْهُ قَالَ وَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَا رَأَيْتُ مَنْظَرًا قَطُّ إِلَّا الْقَبْرُ أَفْظَعُ مِنْهُ . (رواہ

ھانی مولیٰ عثمان نے کہا: عثمان رضی اللہ عنہ جب کسی قبر پر کھڑے ہوتے تو روتے یہاں تک کہ ان کی داڑھی تر ہو جاتی تو کہا گیا کہ آپ جنت و جہنم کا تذکرہ کر کے نہیں روتے اور قبر کا ذکر آتا ہے تو روتے ہیں؟ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے، جس کو اس کے عذاب سے نجات مل جائے گی اس کے بعد کی منازل اس پر آسان آتی جائیں گی اور اگر اس کے عذاب سے نجات نہ ہوگی تو اس کے بعد کی ہر منزل سخت تر آتی جائے گی۔ کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بھی سنا ہے کہ میں نے جتنے بھی مناظر

(۲۶۴۰) طبرانی اوسط: ۲۶۵۱۔ واسنادہ حسن۔

(۲۶۴۱) ترمذی: ۲۳۰۸۔ حسن، البانی: ۱۸۷۸۔ ابن ماجہ: ۴۲۶۷۔ احمد: ۴۵۶۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الترمذی ۲۳۰۸)

وَزَادَرَزِيْنٌ: قَالَ هَانِئٌ: وَسَمِعْتُ عُثْمَانَ يُنْشِدُ عَلَى قَبْرٍ . فَإِنْ تَنْجُ مِنْهَا مِنْ ذِي عَظِيْمَةٍ وَإِلَّا فَإِنِّيْ لَا أَخَالُكَ نَاجِيًا .

دیکھے ہیں ان سب میں قبر سب سے بڑھ کر ہولناک ہے۔

رزین نے زیادہ کلمات نقل کیے ہیں: ھانی نے کہا کہ میں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو ایک قبر پر یہ کہتے سنا: اگر تو نے اس کے عذاب سے نجات پائی تو تو نے بڑی مصیبت سے نجات حاصل کی ہے اور اگر ایسا نہ ہوا تو پھر میں تجھے اگلی منازل سے چھٹکارا حاصل کرنے والا گمان نہیں کرتا۔

شرح:......حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو جنت کی بشارت دی گئی تھی، پھر بھی دوزخ کے عذاب کے خوف سے اتنا زیادہ روتے تھے۔

وجہ یہ ہے کہ جنت کی بشارت تھی عذاب قبر نہ ہونے کی بشارت نہ تھی یا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ قبر کے عذاب کی گھبراہٹ اور شدت سے یہ بشارت بھول گئی تھی۔

۲۔ آخرت کی کئی منازل ہیں، میدانِ محشر، میزان، پل صراط سے گزرنا، جنت اور دوزخ یہ تمام منازل ہیں ان میں سب سے پہلی منزل قبر ہے۔ اس سے نجات مل گئی تو یہ دوسری منازل کے طے کرنے کی تمہید ہوگی۔ چونکہ قبر میں تنہائی ہے، وحشت ہے اس لیے یہ سب سے زیادہ خوفناک منظر ہے۔ (مرعاۃ: ۱/ ۲۲۹)

۲۶۴۲۔۔۔ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَازِلْنَا نَشُكُّ فِي عَذَابِ الْقَبْرِ حَتَّى نَزَلَتْ أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ . (رواه الترمذی ۳۳۵۵)

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: ہمیں عذاب قبر پر شبہ ہی رہا یہاں تک کہ نازل ہوئی یہ آیت: ''تمہیں کثرت کی خواہش نے غفلت میں رکھا یہاں کہ تم نے قبریں جا دیکھیں۔'' (ترمذی)

۲۶۴۳۔۔۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُسَلِّطُ عَلَى الْكَافِرِ فِيْ قَبْرِهِ تِسْعَةٌ وَتِسْعُوْنَ تِنِّيْنًا تَنْهَشُهُ وَتَلْدَغُهُ حَتَّى تَقُوْمَ السَّاعَةُ وَلَوْ أَنَّ تِنِّيْنًا مِنْهَا نَفَخَ فِي الْأَرْضِ مَا نَبَتَتْ خَضْرَاءُ (رواه الدارمی بلين ۲۸۱۵)

سیّدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''کافر پر اس کی قبر میں ننانوے ہولناک سانپ چھوڑے جاتے ہیں جو اس کو نوچتے اور ڈنگ مارتے ہیں یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔ ان سانپوں میں سے اگر کوئی زمین پر پھونک دے تو اس جگہ میں سبزہ نہ اُگے گا۔'' (الدارمی، سند کمزور ہے)

(۲۶۴۲) ترمذی: ۳۳۵۵۔ ضعیف، الاسناد: ٦٦٥.

(۲۶۴۳) دارمی: ۲۸۱۵۔ ترمذی: ۲٤٦۰۔ ضعیف جداً، مرعاۃ.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

٢٦٤٤ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهِ عَنْهُمَا مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى قَبْرَيْنِ فَقَالَ إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ مِنْ كَبِيْرٍ ثُمَّ قَالَ بَلٰى أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ يَسْعٰى بِالنَّمِيْمَةِ وَأَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لَايَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ قَالَ ثُمَّ أَخَذَ عُوْدًا رَطْبًا فَكَسَرَهُ بِاثْنَتَيْنِ ثُمَّ غَرَزَ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَلَى قَبْرٍ ثُمَّ قَالَ لَعَلَّهُ يُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَالَمْ يَيْبِسَا. (للبخاری ١٣٧٨)

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ دوقبروں کے پاس سے گذرتے اور فرمایا: ان دو مُردوں کو عذاب ہورہا ہے اور بڑے عمل کی وجہ سے عذاب نہیں ہو رہا جس سے بچنا مشکل تھا۔ پھر فرمایا: ہاں ان دو کو عذاب ہورہا ہے کہ ایک ان میں سے چغل خور تھا اور دوسرا پیشاب سے نہیں بچتا تھا پھر کھجور کی تازہ شاخ طلب کی اور اس کو دو شاخ بنا کر ایک ایک قبر میں اور دوسری کو دوسری قبر میں لگا دیا۔ پھر فرمایا: ''شاید ان پر عذاب میں ان شاخوں کے خشک ہونے تک تخفیف کردی جائے۔''

شرح: ......ا۔ یہ دونئی قبریں تھیں۔

۲۔ یہ گناہ تو بڑے تھے، مگر تھوڑی سی توجہ کے ساتھ ان سے بچاؤ آسان تھا، اس لیے کہا گیا ہے، ان سے بچنا مشکل نہ تھا۔

۳۔ چغلی وہ بات ہوتی ہے، جو شرارت کے لیے کی جائے۔

۴۔ آپ ﷺ نے ان قبر والوں کے لیے سفارش کی تھی تو آپ کی سفارش ان ٹہنیوں کے تر رہنے تک قبول ہوئی تھی۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ تر ٹہنی میں عذاب نہ ہونے کی خصوصیت ہے، نہیں اس میں کوئی خصوصیت نہیں۔ نبی اکرم ﷺ کے دست مبارک کی برکت تھی۔

۵۔ یہ ٹہنی رکھنے کا معاملہ خاص ہے، عام نہیں۔ جو قبروں پر درخت لگائے جاتے ہیں، پھول رکھے جاتے ہیں اور چادریں ڈالی جاتی ہیں اور خوشبوئیں مہکائی جاتی ہیں اور چراغاں کیے جاتے ہیں، یہ سب کام بدعت ہے۔ (مرعاۃ: ۲/ ۴۱۵)

٢٦٤٥ـ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُصَلَّاهُ فَرَأَى نَاسًا كَأَنَّهُمْ يَكْتَشِرُوْنَ قَالَ أَمَا إِنَّكُمْ لَوْ أَكْثَرْتُمْ ذِكْرَ هَاذِمِ

سیّدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اپنے مصلی پر تشریف لائے تو دیکھا کہ کچھ لوگ زیادہ باتیں کررہے ہیں۔ فرمایا: اگر تم لوگ لذتوں کو بھلانے والی چیز یاد کرتے تو ان

(٢٦٤٤) بخاری: ١٣٧٨ـ مسلم: ٢٩٢ـ ترمذی: ٧٠ـ ترمذی: ٧٠ـ نسائی: ٢٠٦٨ـ ابوداؤد: ٢٠ـ ابن ماجه: ٣٤٧ـ احمد: ١٩٨١ـ دارمی: ٧٣٩.

(٢٦٤٥) ترمذی: ٢٤٦٠ـ ضعیف جدا: ٤٣٧ـ لکن جملة، هازم اللذات، صحیحة، احمد: ١٠٩٤١ـ دارمی: ٢٨١٥.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللَّذَّاتِ لَشَغَلَكُمْ عَمَّا أَرَى فَأَكْثِرُوا مِنْ ذِكْرِ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ الْمَوْتِ فَإِنَّهُ لَمْ يَأْتِ عَلَى الْقَبْرِ يَوْمٌ إِلَّا تَكَلَّمَ فِيهِ فَيَقُولُ أَنَا بَيْتُ الْغُرْبَةِ وَأَنَا بَيْتُ الْوَحْدَةِ وَأَنَا بَيْتُ التُّرَابِ وَأَنَا بَيْتُ الدُّودِ فَإِذَا دُفِنَ الْعَبْدُ وَالْمُؤْمِنُ قَالَ لَهُ الْقَبْرُ مَرْحَباً وَأَهْلاً أَمَا إِنْ كُنْتَ لَأَحَبَّ مَنْ يَمْشِي عَلَى ظَهْرِي إِلَيَّ فَإِذْ وُلِّيتُكَ الْيَوْمَ وَصِرْتَ إِلَيَّ فَسَتَرَى صَنِيعِي بِكَ قَالَ فَيَتَّسِعُ لَهُ مُدَّبَصَرِهِ وَيُفْتَحُ لَهُ بَابٌ إِلَى الْجَنَّةِ وَإِذَا دُفِنَ الْعَبْدُ الْفَاجِرُ أَوِ الْكَافِرُ قَالَ لَهُ الْقَبْرُ لَا مَرْحَباً وَلَا أَهْلاً أَمَا إِنْ كُنْتَ لَأَبْغَضَ مَنْ يَمْشِي عَلَى ظَهْرِي إِلَيَّ فَإِذْ وُلِّيتُكَ الْيَوْمَ وَصِرْتَ إِلَيَّ فَسَتَرَى صَنِيعِي بِكَ قَالَ فَيَلْتَئِمُ عَلَيْهِ حَتَّى يَلْتَقِيَ عَلَيْهِ وَتَخْتَلِفُ أَضْلَاعُهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِأَصَابِعِهِ فَأَدْخَلَ بَعْضَهَا فِي جَوْفِ بَعْضٍ قَالَ يُقَيِّضُ اللهُ لَهُ سَبْعِينَ تِنِّيناً لَوْ أَنَّ وَاحِداً مِنْهَا نَفَخَ فِي الْأَرْضِ مَا أَنْبَتَتْ شَيْئاً مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا فَيَنْهَشْنَهُ وَيَخْدِشْنَهُ حَتَّى يُفْضَى بِهِ إِلَى الْحِسَابِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِنَّمَا الْقَبْرُ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ أَوْ حُفْرَةٌ مِنْ حُفَرِ النَّارِ (للترمذی ٢٤٦٠)

باتوں میں مصروف نہ ہوتے جن میں مصروف میں دیکھ رہا ہوں۔ لذائذ کو منہدم کرنے اور ختم کرنے والی چیز کو بکثرت یاد رکھا کرو۔ قبر ہر دن کے آنے پر کلام کرتی ہے، میں ویران گھر ہوں، میں تنہائی کا گھر ہوں، میں کیڑوں مکوڑوں کا گھر ہوں۔ جب مومن بندہ دفنایا جاتا ہے تو قبر کہتی ہے: تیرا آنا مبارک ہو تو اپنے اہل وعیال میں آیا ہے۔ میری پشت پر چلنے والوں میں سے تو پسندیدہ انسان تھا، اور آج مجھے تیرا کفیل بنایا گیا ہے اور تو میری تحویل میں آچکا ہے، تجھے میری کارگذاری بخوبی معلوم ہوگی۔ حد نگاہ تک زمین اس پر فراخ ہوجاتی ہے اور اس کے لیے جنت کی طرف سے دروازہ کھولا جاتا ہے اور جب فاجر کافر دفن کیا جاتا ہے تو اس کو قبر کہتی ہے: تجھے آنے کی کوئی خوش آمدید نہیں اور تو اپنے گھر والوں کے پاس نہیں آیا، میری پشت پر چلنے پھرنے والوں میں سے تو مجھے بہت ناپسند تھا۔ جب میں تیرے اوپر مسلط کردی گئی ہوں اور تو میرے اندر آچکا ہے۔ تجھے میری گرفت معلوم ہو جائے گی کہ میں تیرے ساتھ کیا سلوک کرتی ہوں پس وہ مردے پر مل جائے گی یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ٹکرا کر مختلف سمت میں چلی جائیں گی۔ رسول اللہ ﷺ نے ہاتھوں سے اشارہ کر کے تشبیک دی اور انگلیوں میں انگلیاں ڈال دیں پھر اس کے لیے نوے سانپ یا فرمایا ننانوے سانپ ڈال دیے جائیں گے۔ اگر ان میں سے کوئی زمین پر پھونک دے تو دنیا جب تک باقی رہے اس جگہ پر سبزہ پیدا نہ ہوگا۔ وہ اس کو کاٹتے اور زخمی کرتے رہیں گے یہاں تک کہ حساب کے لیے اٹھایا جائے گا۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قبر جنت کے باغوں میں ایک باغ ہے یا آگ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔ (ترمذی)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

٢٦٤٦۔ عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ: بَيْنَا أَنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي بَقِيعِ الْغَرْقَدِ، وَأَنَا أَمْشِي خَلْفَهُ إِذْقَالَ: لَا هُدِيتَ وَلَا اهْتَدَيْتَ، لَا هُدِيتَ وَلَا اُهْتُدِيتَ، لَا هُدِيتَ وَلَا اُهْتُدِيتَ، فَقُلْتُ: مَالِي يَارَسُوْلَ اللهِ؟ قَالَ: لَسْتُ إِيَّاكَ أُرِيدُ وَلٰكِنْ أُرِيدُ صَاحِبَ هٰذَا الْقَبْرِ، سُئِلَ عَنِّي فَزَعَمَ أَنَّهُ لَا يَعْرِفُنِي، فَإِذَا قَبْرٌ مَرْشُوشٌ عَلَيْهِ مَاءٌ حِينَ دُفِنَ. (للبزار ٨٦٩، والكبير بخفى)

سیّدنا ابورافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے کہ میں بقیع میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے چل رہا تھا کہ آپ نے فرمایا: تو نے ہدایت حاصل کی اور نہ تجھے ہدایت دی گئی۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! مجھے کیا ہوا ہے؟ فرمایا: میں تجھے نہیں کہہ رہا، میری مراد یہ قبر والا انسان ہے۔ اس سے میرے بارے میں سوال کیا گیا تو اس نے گمان کیا کہ وہ مجھے نہیں جانتا۔ میں نے دیکھا تو قبر پر پانی چھڑکا گیا تھا اور اس وقت اس کو دفن کیا گیا تھا۔" (البزار اور الکبیر مخفی سند سے روایت کیا)

٢٦٤٧۔ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ وَهُوَ يَسِيرُ عَلَى رَاحِلَتِهِ فَنَفَرَتْ قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ مَاشَأْنُ رَاحِلَتِكَ نَفَرَتْ؟ قَالَ: إِنَّهَا سَمِعَتْ صَوْتَ رَجُلٍ يُعَذَّبُ فِي قَبْرِهِ فَنَفَرَتْ لِذٰلِكَ. (رواه الطبراني في الأوسط بلين)

سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جارہا تھا اور آپ ﷺ اپنی سواری پر سوار ہوکر چل رہے تھے۔ تو حیوان بدک گیا میں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ کی سواری کیوں بدکتی ہے؟ فرمایا: اس نے ایک مرد کی آواز سنی ہے جس کو قبر میں عذاب دیا جارہا ہے، یہ اس وجہ سے بدک گئی ہے۔" (الاوسط سند کمزور ہے)

٢٦٤٨۔ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ بَعْدَمَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَسَمِعَ صَوْتاً فَقَالَ يَهُوْدُ تُعَذَّبُ فِي قُبُورِهَا. (رواه مسلم ٢٨٦٩)

سیّدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سورج غروب ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لے گئے اور آپ نے آواز سنی تو فرمایا: "یہودی کو قبر میں عذاب دیا جارہا ہے۔"

٢٦٤٩۔ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَوْلَا أَنْ لَا تَدَافَنُوا لَدَعَوْتُ اللهَ أَنْ يُسْمِعَكُمْ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ. (رواه مسلم ٢٨٦٨)

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "تم مردوں کو نہ دفناؤ گے ورنہ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا اور وہ تمہیں عذاب قبر سنادیتا۔"

(٢٦٤٦) بزار: ٨٦٩۔ طبرانی كبير وفيه من لم اعرفه هيثمی: ٤٢٧٣.

(٢٦٤٧) طبرانی اوسط، وفيه جابر جعفی وفيه كلام، وقد وثق، هيثمی: ٤٢٩٠.

(٢٦٤٨) مسلم: ٢٨٦٩۔ بخاری: ١٣٧٥۔ نسائی: ٢٠٥٩۔ احمد: ٢٣٠٤٣.

(٢٦٤٩) مسلم: ٢٨٦٨۔ نسائی: ٢٠٥٨۔ احمد: ١٣٦١٧.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شرح: .....۱۔اس سے ثابت ہوا کہ یہودی قبر میں عذاب دیئے جاتے ہیں، لیکن یاد رہے کہ یہ صرف ان کے ساتھ ہی خاص نہیں، اس امت کے آدمی بھی جب عذاب قبر والے کام کریں گے تو انہیں بھی عذاب ہوگا، جیسا کہ اوپر گزرا ہے۔چغل خور اور پیشاب سے اور طہارت نہ رکھنے والا عذاب قبر کا شکار ہوتا ہے۔

ثابت ہوا کہ نبی اکرم ﷺ کو عذاب قبر کی کیفیت سنائی گئی ہے۔

۲۔ عام لوگوں کو عذاب قبر اس لیے نہیں دکھایا گیا کہ ان کے حالات سے مطلع ہو کر اہل دنیا اتنے متاثر ہوتے کہ مردے دفن کرنا چھوڑ دیتے، یہ صورت حال علم نا آشنا لوگوں کو پیش آتی کہ خوف سے میت کی تدفین نہ کرتے۔ اور جو خاص اور اصحاب علم و دانش ہیں، اس عذاب کی ہولنا کیوں اور عقل و حواس کی بے ضابطگیوں میں مبتلا ہونے اور دل دہل جانے کی وجہ سے وہ میت کے قریب بھی نہ آتے۔

ہماری اس وضاحت سے جو سوال اٹھتا تھا کہ ایک مومن تو ایسا نہیں کر سکتا کہ رسول اللہ ﷺ کا حکم ہو کہ میت کو دفن کرو اور وہ خوف سے دفن نہ کرے، اس کا تو عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اگر میت کو عذاب دینا چاہے اگر چہ وہ مچھلیوں کے پیٹوں اور پرندوں کی پوٹوں میں بھی ہو، وہاں بھی دے سکتا ہے۔

تو اس وضاحت نے اس کا حل کر دیا ہے کہ علم نا آشنا تو ڈر سے اور علم آشنا اس عذاب کی شدت سے حواس گم گشتہ ہو کر دفنانا چھوڑ دیں گے۔ اللہ کے حکم سے سرگرداں ہونے کی وجہ سے نہیں چھوڑیں گے۔(مرعاۃ:۱/۲۲۴)

٢٦٥٠ــ قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ صُرَدٍ لِخَالِدِبْنِ عُرْفُطَةَ أَوْ خَالِدٌ لِسُلَيْمَانَ اَمَا سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ قَتَلَهُ بَطْنُهُ لَمْ يُعَذَّبْ فِي قَبْرِهِ فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ نَعَمْ. (رواه الترمذی ١٠٦٤)

عبداللہ بن دینار سے مروی ہے کہ سلیمان بن سرد نے خالد بن عرفطہ رضی اللہ عنہ سے یا خالد رضی اللہ عنہ نے سلیمان سے کہا. کیا تو نے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے جو پیٹ کی بیماری سے فوت ہوگا اس کو قبر کا عذاب نہ ہوگا؟ ان میں سے ایک نے دوسرے کو کہا: ہاں۔

شرح: ...... پیٹ کی بیماری میں دست لگنا، پانی کی پیاس کی بیماری، عورت ہو تو نفاس کی حالت وغیرہ سے وفات ہو جائے۔ پیٹ کی طرف مارنے کی نسبت مجازی ہے، یہ سبب ہوتا ہے موت تو اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔

۲۔ چونکہ وہ اس بیماری کی شدت برداشت کرتا ہے جو قبر کے عذاب کا کفارہ بن جاتی ہے، اس لیے اسے عذاب قبر نہیں ہوتا۔

ایک بات یاد رہے کہ حقوق العباد معاف نہ ہوں گے، قرض وغیرہ دینا ہوگا، نیز ایمان بھی موجود ہو۔(تحفة الاحوذی: ٢/ ١٦٠)

(٢٦٥٠) ترمذی: ١٠٦٤۔ صحیح، البانی: ٨٤٩۔ نسائی: ٢٠٥٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

٢٦٥١ـ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَامِنْ مُسْلِمٍ يَمُوْتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَوْلَيْلَةَ الْجُمُعَةِ إِلَّا وَقَاهُ اللهُ فِتْنَةَ الْقَبْرِ . (رواه الترمذى ١٠٧٤)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے مرفوع بیان کیا: ''جو مسلمان جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات فوت ہوتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ قبر کے فتنے سے بچا دیتا ہے۔'' (ترمذی)

شرح: ...... بعض روایات میں آتا ہے جو جمعہ کے دن یا اس کی رات کو فوت ہوتا ہے، اسے عذاب قبر سے پناہ ملے گی اور اس پر شہداء کی مہر لگے گی۔ ایک میں ہے کہ اسے شہید کا اجر ملتا ہے، اس پر حساب نہیں۔ (ابونعیم فی الحلیہ)
اس دن چونکہ دوزخ کے دروازے بند کیے جاتے ہیں اور اسے بھڑکایا نہیں جاتا، دوسرے ایام میں جو آگ کا غلبہ ہوتا ہے وہ ان دنوں میں نہیں ہوتا۔ اس دن اسی کی وفات ہوتی ہے جو سعادت والا ہو۔
ایک بات ضروری ہے وہ مومن ہو منافق نہ ہو، معمولی گنہگار ہو اعلانیہ فاسق و فاجر نہ ہو تب فائدہ ہے، وگرنہ یہ زمان ومکان کوئی تاثیر پیدا نہیں کر سکتے۔ (تحفۃ الاحوذی: ۲/۱۶۴)

٢٦٥٢ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ نَفْسُ الْمُؤْمِنِ مُعَلَّقَةٌ بِدَيْنِهِ حَتَّى يُقْضَى عَنْهُ . (رواه الترمذى ١٠٧٨)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''مومن کی روح اس کے قرض کے ساتھ معلق رہتی ہے یہاں تک کہ اس کی طرف سے قرض ادا کر دیا جائے۔'' (ترمذی)

شرح: ...... یعنی مقروض کی جان کا معاملہ معلق کر دیا جاتا ہے، نہ نجات ہوتی ہے، نہ ہلاکت ہوتی ہے، موقوف کر دیا جاتا ہے۔ قرض ادا ہو تو معاملہ طے ہو جاتا ہے، ورنہ معلق ہی رہتا ہے۔ میت کا قرض ادا کرنا چاہیے خواہ اس کے مال سے ہو، یا کوئی ذمہ اٹھا لے، یا بیت المال سے دیا جائے کسی بھی طرح ادا ہونا چاہیے۔ (تحفۃ الاحوذی: ۲/۱۶۶)

٢٦٥٣ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ زَائِرَاتِ الْقُبُوْرِ وَالْمُتَّخِذِيْنَ عَلَيْهَا الْمَسَاجِدَ وَالسُّرُجَ . (رواه الترمذى ٣٢٠)

''ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں کو۔ قبروں پر سجدہ گاہ بنانے والوں کو اور قبروں پر چراغ روشن کرنے والوں کو لعنت دی ہے۔'' (اصحاب سنن)

٢٦٥٤ـ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرِوبْنِ الْعَاصِ

''ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں۔ فرمایا: بیٹی

(٢٦٥١) ترمذی: ١٠٧٤ـ حسن، البانی: ٨٥٨ـ احمد: ٦٥٤٦.

(٢٦٥٢) ترمذی: ٣٢٠ـ صحیح، البانی: ٨٦٠ـ ابن ماجہ: ٢٤١٣ـ احمد: ٩٨٠٠ـ دارمی: ٢٥٩١.

(٢٦٥٣) ترمذی: ٣٢٠ـ ضعیف، البانی: ٥١ـ وصح بلفظ زوارات دون السرج، نسائی: ٢٠٤٣ـ ابوداؤد: ٣٢٣٦ـ ابن ماجہ: ١٥٧٥ـ احمد: ١٢١٠٨.

(٢٦٥٤) نسائی: ١٨٨٠ـ ضعیف، البانی: ١١٣ـ احمد: ٦٥٣٨.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

قَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَاأَخْرَجَكِ يَافَاطِمَةُ مِنْ بَيْتِكِ فَقَالَتْ أَتَيْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَهْلَ هٰذَاالْمَيِّتِ فَتَرَحَّمْتُ إِلَيْهِمْ وَعَزَّيْتُهُمْ بِمَيِّتِهِمْ قَالَ لَهَالَعَلَّكِ بَلَغْتَ مَعَهُمُ الْكُدَى قَالَتْ مَعَاذَاللّٰهِ أَنْ أَكُوْنَ بَلَغْتُهَا وَقَدْ سَمِعْتُكَ تَذْكُرُفِي ذٰلِكَ مَاتَذْكُرُ فَقَالَ لَهَا لَوْ بَلَغْتِهَا مَعَهُمْ مَارَأَيْتِ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَرَاهَا جَدُّأَبِيْكِ (للنسائى ۱۸۸۰ وَلِأَبِيْ دَاوٗدَ بِقِصَّةٍ وَفِيْهَا: اَلْكُدَى الْقُبُوْرُ)

فاطمہ رضی اللہ عنہا تم اپنے گھر سے کس وجہ سے باہر گئیں؟ عرض کیا یارسول اللہ میں اس فلاں گھر والوں کے پاس گئی اور ان کے میت پر رحمت کی دعا کر کے ان کو تسلی اور تعزیت کی۔ فرمایا ممکن ہے تو ان کے ساتھ قبرستان پر گئی ہو؟ اس نے کہا اللہ کی پناہ جبکہ میں نے آپ ﷺ سے سنا ہے جو آپ ﷺ کے متعلق بیان کیا ہے فرمایا اگر تو نے ان کے ساتھ قبر تک گئی ہے تو پھر جنت نہ دیکھے گی۔ یہاں تک کہ تیرے باپ کا دادا جنت نہ دیکھے۔" (ابوداؤد، اورنسائی نے نقل کیا ایک قصہ کے ساتھ اور اس میں یہ بھی ذکر ہے کہ الکدیٰ بمعنی قبرستان ہے۔)

٢٦٥٥۔ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَإِذَا نِسْوَةٌ جُلُوْسٌ قَالَ مَايُجْلِسُكُنَّ قُلْنَ نَنْتَظِرُ الْجَنَازَةَ قَالَ هَلْ تَغْسِلْنَ قُلْنَ لَا قَالَ هَلْ تَحْمِلْنَ قُلْنَ لَا قَالَ هَلْ تُدْلِيْنَ فِيْمَنْ يُدْلِي قُلْنَ لَا قَالَ فَارْجِعْنَ مَأْزُوْرَاتٍ غَيْرَ مَأْجُوْرَاتٍ. (رواه إبن ماجة ١٥٧٨ بضعف)

"علی رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لے گئے اور دیکھا کہ کچھ خواتین بیٹھی ہیں۔ فرمایا تمہیں کس چیز نے یہاں روک رکھا ہے؟ عرض کیا ہم ایک جنازہ آنے کا انتظار کرتی ہیں۔ فرمایا کیا تم اس کو غسل دوگی؟ عرض کیا نہیں۔ فرمایا کیا تم اس کو اٹھاؤ گی؟ عرض کیا نہیں۔ فرمایا کیا تم قبر میں اتارنے والوں کے ساتھ اتاروگی؟ انہوں نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا: ثواب واجر تو تمہیں حاصل نہ ہوگا تم صرف لوٹ جاؤ۔" (القزوینی بسند ضعیف)

٢٦٥٦۔ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا وَنَهَيْتُكُمْ فَإِنَّهَا تُذَكِّرُكُمُ الْآخِرَةَ. (رواه أحمد ١٢٤٠)

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: "میں تم کو قبروں کی زیارت کرنے سے منع کیا کرتا تھا تو اب تم زیارت کیا کرو اس سے تمہیں آخرت یاد آئے گی۔"

٢٦٥٧۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: "میں نے اپنے

(٢٦٥٥) ابن ماجہ: ١٥٧٨۔ ضعیف، البانی: ٣٤٤.
(٢٦٥٦) احمد: ١٢٤٠۔ بخاری: ٥٥٧٣۔ مسلم: ١٩٦٩۔ نسائی: ٤٤٢٤۔ موطا: ٤٣١.
(٢٦٥٧) مسلم: ٩٧٦۔ نسائی: ٢٠٣٤۔ ابوداؤد: ٣٢٣٤۔ ابن ماجہ: ١٥٧٢۔ احمد: ٩٣٩٥.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اللهِ ﷺ اسْتَأْذَنْتُ رَبِّي أَنْ أَسْتَغْفِرَ لِأُمِّي فَلَمْ يَأْذَنْ لِي وَاسْتَأْذَنْتُهُ أَنْ أَزُوْرَ قَبْرَهَا فَأَذِنَ لِي. وَفِي رِوَايَةٍ فَزُوْرُوْا الْقُبُوْرَ (لمسلم ٩٧٦)

رب سے اپنی ماں کے لیے استغفار کرنے کی اجازت طلب کی تو مجھے اجازت دے دی۔ پس تم قبروں کی زیارت کیا کرو۔''

٢٦٥٨۔ ولرزين :أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ أَتَى قَبْرَ أُمِّهِ بِالأَبْوَاءِ فِي أَلْفِ مُقْنَعٍ فَبَكَى وَأَبْكَى مَنْ حَوْلَهُ.

رزین کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ الفت اور محبت کے ساتھ اپنی والدہ کی قبر پر مقام ابواء میں تشریف لے گئے، آپ ﷺ نے سر ڈھانپ رکھا تھا۔ آپ ﷺ خود بھی روئے اور اردگرد کے لوگوں کو بھی رلا دیا۔

شرح: ......۱۔ان احادیث سے صراحت کے ساتھ ثابت ہوا کہ نبی اکرم ﷺ نے پہلے قبروں کی زیارت پر پابندی لگائی تھی، اب اس پابندی کو منسوخ فرما کر قبروں کی زیارت کی اجازت دے دی ہے۔

۲۔اجازت کی وجہ یہ ہے کہ شروع اسلام میں لوگ جاہلیت سے وابستہ رہے تھے، بتوں کے پجاری تھے، اس خدشہ کے پیش نظر ان پر پابندی لگا دی گئی کہ کہیں یہ پھر جاہلیت کا شکار نہ ہو جائیں، ضروریات اور حاجات کے وقت اور مصائب کے وقت پھر سے قبر پرستی میں مبتلا نہ ہو جائیں اور ان سے فریاد رسی شروع نہ کر دیں۔

جب اسلام نے دلوں میں جگہ بنالی اور توحید میں یہ پختہ ہو گئے، تو پھر اجازت دے دی گئی، کیونکہ قبروں کی زیارت رقت پیدا کرتی ہے اور آخرت یاد دلاتی ہے۔

۳۔ یہ تو واضح ہو چکا ہے کہ مردوں کے لیے قبروں کی زیارت کی اجازت ہے کیونکہ اس سے رقت قلب پیدا ہوتی ہے اور دنیا سے بے رغبتی ہوتی ہے۔ اور آخرت کی یاد دہانی ہوتی ہے۔

اب رہا معاملہ کہ عورتوں کے لیے بھی قبروں کی زیارت کی اجازت ہے یا نہیں۔

ایک قول ہے کہ عورتوں کے لیے زیارت کی اجازت نہیں، ان کی دلیل یہی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے قبروں کی زیارت کرنے والیوں پر لعنت کی ہے اور بھی جتنی روایات ان کی ممانعت میں ہیں، وہ یہی پیش کرتے ہیں، لیکن صحیح بات یہی ہے کہ عورتیں بھی چونکہ دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی یاد دہانی کی ضرورت مند ہیں، اس لیے اس اجازت میں وہ بھی شامل ہیں جیسا کہ اوپر حدیث گزری ہے کہ ایک عورت قبرستان میں رو رہی تھی کہ آپ ﷺ نے اسے رونے سے منع فرمایا تھا، یہ نہیں کہا کہ تمہارا قبرستان میں آنا جائز نہیں۔ نیز عورتوں کے لیے قبرستان کی زیارت کی ممانعت والی جتنی روایات ہیں، ضعیف ہیں حجت کے قابل نہیں۔

بہر صورت ممانعت اس صورت میں ہے کہ عورتیں بے پردہ ہو کر بناؤ سنگار کریں، وہاں نوحہ اور بین کریں، یا دیگر

(٢٦٥٨) رزين.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ممنوع باتوں کا ارتکاب کریں تو پھر ان کے لیے زیارت قبور منع ہے، اور لعنت ہے۔ اگر فکر آخرت لے کر سنجیدہ طریقہ سے جاتی ہیں تو اجازت میں شامل ہیں۔

ایک اہم بات یاد رکھیں کہ قبروں کی زیارت فقط دو مقاصد کے لیے ہو۔ (۱) میت کے لیے خلوص دل سے دعا کرنا۔ (۲) خود عبرت پکڑنا۔

نہ کہ قبر والے سے دعا کی جائے اور اسے مشکل کشا تصور کیا جائے۔ (مرعاۃ: ۲/ ۵۳۵)

۲۶۵۹۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، رَفَعَهُ: مَنْ زَارَ قَبْرَ أَبَوَيْهِ أَوْ أَحَدِهِمَا كُلَّ جُمُعَةٍ غُفِرَلَهُ وَكُتِبَ بَرًّا. (رواه الطبراني في الأوسط ، والصغير ۹۵۵ بضعف)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: جس نے ماں باپ کی قبروں کی زیارت کی یا ان میں سے ایک کی قبر کی زیارت کی تو اس کو بھی بخش دیا جائے گا اور اس کو والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے والا لکھا جائے گا۔" (الاوسط، الصغیر بسند ضعیف)

شرح: ... فتح مکہ کے سال نبی اکرم ﷺ اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کے لیے گئے، دعا کی اجازت تو نہ ملی، زیارت کی اجازت مل گئی۔

آپ خوب روئے۔ اس سے ثابت ہوا کہ قبر کی زیارت کے وقت نوحہ حرام ہے، آنسو بہہ جائیں تو اجازت ہے، اور یہ بھی ثابت ہوا کہ مشرکوں اور کافروں کی قبر کی زیارت ہو سکتی ہے، ان کے لیے دعائے مغفرت کی اجازت نہیں۔ نبی اکرم ﷺ کے والدین کے ایمان اور عدم ایمان کے متعلق بڑی بحث موجود ہے۔

ایک قول ہے کہ قیامت کے دن ان کا امتحان ہوگا، ایک قول ہے کہ وہ ایمان لے آئے تھے۔

ان میں سے صحیح ترین دلائل یہی ہیں کہ وہ توحید پر فوت نہ ہوئے تھے اور امتحان والی بات بھی تکلف ہے۔ وہ ایمان نہ لائے تھے۔ لیکن چونکہ معاملہ بہت ہی حساس ہے، اس بحث میں پڑنا ہی نہیں چاہیے، خاموشی اختیار کی جائے تاکہ امت کسی نئی آزمائش سے دوچار نہ ہو جائے۔ (مرعاۃ: ۲/ ۵۳۴)

۲۶۶۰۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسِ بْنِ مَخْرَمَةَ بْنِ الْمُطَّلِبِ أَنَّهُ قَالَ يَوْمًا أَلَا أُحَدِّثُكُمْ عَنِّي وَعَنْ أُمِّي قَالَ فَظَنَنَّا أَنَّهُ يُرِيدُ أُمَّهُ الَّتِيْ وَلَدَتْهُ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ أَلَا أُحَدِّثُكُمْ عَنِّي وَعَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قُلْنَا بَلَى قَالَ قَالَتْ

محمد بن قیس بن مخرمہ نے کہا: کیا میں تمہیں اپنی اور اپنی ماں کی کہانی نہ سناؤں؟ ہم نے گمان کیا کہ اس کا ارادہ ہے کہ اپنی ماں کا ذکر کرے گا جس نے اس کو جنا ہے۔ اس نے کہا: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: کیا میں تمہیں اپنا اور رسول اللہ ﷺ کا واقعہ نہ سناؤں؟ ہم نے کہا: ہاں، انہوں نے کہا: میری باری کی

(۲۶۵۹) طبرانی اوسط، طبرانی صغیر: ۹۵۵۔ وفیہ عبدالکریم، ابو امیۃ وھو ضعیف، ھیثمی: ۴۳۱۲.

(۲۶۶۰) مسلم: ۹۷۴۔ نسائی: ۲۰۳۹۔ ابن ماجہ: ۱۰۴۶۔ احمد: ۲۵۴۸۷.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لَمَّا كَانَتْ لَيْلَتِيَ الَّتِي كَانَ النَّبِيُّ ﷺ فِيهَا عِنْدِي اِنْقَلَبَ فَوَضَعَ رِدَاءَهُ وَخَلَعَ نَعْلَيْهِ فَوَضَعَهُمَا عِنْدَ رِجْلَيْهِ وَبَسَطَ طَرَفَ إِزَارِهِ عَلَى فِرَاشِهِ فَاضْطَجَعَ فَلَمْ يَلْبَثْ إِلَّا رَيْثَمَا ظَنَّ اَنْ قَدْ رَقَدْتُ فَأَخَذَ رِدَاءَهُ رُوَيْداً وَانْتَعَلَ رُوَيْداً وَفَتَحَ الْبَابَ فَخَرَجَ ثُمَّ أَجَافَهُ رُوَيْداً فَجَعَلْتُ دِرْعِي فِي رَأْسِي وَاخْتَمَرْتُ وَتَقَنَّعْتُ إِزَارِي ثُمَّ انْطَلَقْتُ عَلَى إِثْرِهِ حَتَّى جَاءَ الْبَقِيْعَ فَقَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ انْحَرَفَ فَانْحَرَفْتُ فَأَسْرَعَ فَأَسْرَعْتُ فَهَرْوَلَ فَهَرْوَلْتُ فَأَحْضَرَ فَأَحْضَرْتُ فَسَبَقْتُهُ فَدَخَلْتُ فَلَيْسَ إِلَّا أَنِ اضْطَجَعْتُ فَدَخَلَ فَقَالَ مَالَكِ يَا عَائِشُ حَشْياً رَابِيَةً قَالَتْ قُلْتُ لَاشَيْءَ قَالَ لَتُخْبِرِيْنِي أَوْ لَيُخْبِرَنِي اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ قَالَتْ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللهِ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي فَأَخْبَرْتُهُ قَالَ فَأَنْتِ السَّوَادُ الَّذِيْ رَأَيْتُ أَمَامِي قُلْتُ نَعَمْ فَلَهَدَنِيْ فِيْ صَدْرِيْ لَهْدَةً أَوْجَعَتْنِيْ ثُمَّ قَالَ أَظَنَنْتِ أَنْ يَحِيْفَ اللهُ عَلَيْكِ وَرَسُوْلُهُ قَالَتْ مَهْمَا يَكْتُمُ النَّاسُ يَعْلَمُهُ اللهُ نَعَمْ قَالَ فَإِنَّ جِبْرِيْلَ أَتَانِيْ حِيْنَ رَأَيْتِ فَنَادَانِيْ فَأَخْفَاهُ مِنْكِ فَأَجَبْتُهُ فَأَخْفَيْتُهُ مِنْكِ وَلَمْ يَكُنْ يَدْخُلُ عَلَيْكِ وَقَدْ وَضَعْتِ ثِيَابَكِ وَظَنَنْتُ أَنْ قَدْ رَقَدْتِ فَكَرِهْتُ أَنْ أُوْقِظَكِ وَخَشِيْتُ أَنْ

رات میں نبی کریم ﷺ میرے پاس تھے۔ آپ ﷺ نے اپنی چادر پلٹی، اپنے نعلین اتارے، اپنی ازار کی ایک طرف اپنے فرش پر بچھا دی اور لیٹ گئے۔ آپ ﷺ اتنا وقت ٹھہر گئے کہ آپ نے گمان کیا کہ میں سو چکی ہوں، پھر آپ ﷺ نے آہستہ چادر اٹھائی۔ آہستہ جوتے پہنے اور آہستہ آہستہ دروازہ کھولا اور نکل گئے اور آہستہ سے دروازہ بند کر دیا۔ میں نے بھی اپنی چادر سر پر اوڑھی، اپنی ازار لپیٹی اور ان کے نشان پر چل پڑی یہاں تک کہ آپ ﷺ بقیع تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے طویل قیام کیا اور تین بار ہاتھ اٹھائے۔ پھر واپس لوٹے تو میں بھی لوٹ آئی۔ آپ ﷺ تیز چلنے لگے تو میں بھی تیز رفتار چلنے لگی۔ آپ ﷺ دوڑے تو میں نے بھی دوڑ لگا دی۔ آپ ﷺ صحن کے قریب آئے تو میں پہلے قریب آئی اور گھر میں داخل ہو گئی۔ میں لیٹ چکی تو اتنے میں آپ ﷺ بھی گھر میں داخل ہو گئے۔ فرمایا: اے عائشہ کیا بات ہے تیرا سانس بلند ہو رہا ہے؟ میں نے عرض کیا: کوئی بات نہیں ہے۔ فرمایا: مجھے بتا دے ورنہ پھر باریک بین خبردار بتا دے گا۔ میں نے عرض کی: میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں اے اللہ کے رسول! پھر میں نے سارا واقعہ آپ ﷺ کو سنایا تو آپ نے کہا: ہاں۔ تو آپ ﷺ نے میرے سینے پر مکا رسید کیا جس سے مجھے درد محسوس ہونے لگا۔ فرمایا: کیا تو نے یہ گمان کیا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول تیرے حصے میں کمی کریں گے۔ میں نے عرض کیا: جتنا بھی راز چھپایا جائے اللہ تعالیٰ اس کو جانتا ہے فرمایا ہاں۔ فرمایا: میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور میں نے دیکھا اور اس نے آواز دی تو میں نے اس کا جواب دیا اور مجھ سے مخفی رکھا۔ جب تو نے کپڑے اتار دیئے ہوں تو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تَسْتَوْحِشِي فَقَالَ إِنَّ رَبَّكَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَأْتِيَ أَهْلَ الْبَقِيعِ فَتَسْتَغْفِرُلَهُمْ قَالَتْ قُلْتُ كَيْفَ أَقُوْلُ لَهُمْ يَارَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ قُوْلِي السَّلَامُ عَلَى أَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَيَرْحَمُ اللهُ الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِيْنَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ (رواه مسلم ٩٧٤)

جبریل علیہ السلام تیرے پاس نہیں آتے۔ میرا گمان تھا کہ تو سوئی پڑی ہے اور میں نے تجھے بیدار کرنا پسند نہ کیا۔ مجھے خوف تھا کہ تو خوف زدہ ہوگی۔ جبریل علیہ السلام نے مجھے کہا: تیرے رب نے تجھے حکم دیا ہے کہ تو بقیع والوں کے پاس جا کر ان کے لیے استغفار کر۔ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کی: میں کیا کہا کروں اے اللہ کے رسول؟ فرمایا: تو کہا کر: تم پر سلامتی نازل ہو۔ اے مومنوں اور مسلمانوں کے شہر والو! اللہ تعالیٰ ہمارے پہلے لوگوں اور پچھلے لوگوں پر رحمت نازل فرمائے اور ان شاء اللہ ہم بھی تم سے آملنے والے ہیں۔" (مسلم)

شرح:... (۱) قبرستان کی زیارت کے وقت اس حدیث میں درج دعا کی جائے۔

(۲) فوت شدہ مسلمانوں کے لیے دعائے مغفرت کرنے کا حکم ہے، ویسے بھی کی جائے اور گاہے گاہے قبرستان میں جا کر کی جائے۔

(۳) دعا میں اس طرح مخاطب کرنے سے یہ تصور رکھنا کہ قبر والے زندہ ہیں یہ غلطی ہے کیونکہ یہ ایک دعا ہے دعا میں کسی کو مخاطب کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ سن رہا ہے۔

٢٦٦١۔ وفی رواية: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِيْنَ وَأَتَاكُمْ مَا تُوعَدُوْنَ غَداً مُؤَجَّلُوْنَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِأَهْلِ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ. (لمسلم ٩٧٤)

اور ایک روایت میں ہے: تم پر سلامتی ہو اے مومن قوم کے شہر والو! بہت جلد تمہارے پاس وہ کچھ آنے والا ہے جس کا تمہیں وعدہ دیا گیا ہے اور ان شاء اللہ ہم بھی تم سے آملنے والے ہیں۔ اے اللہ! بقیع الغرقد والوں کو بخش دے۔"

٢٦٦٢ـــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَأَنْ يَجْلِسَ أَحَدُكُمْ عَلَى جَمْرَةٍ فَتَحْرِقَ ثِيَابَهُ فَتَخْلُصَ إِلَى جِلْدِهِ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَجْلِسَ عَلَى قَبْرٍ (لمسلم ٩٧١)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع روایت بیان کرتے ہیں: "اگر تم میں سے کوئی شخص آگ کے کوئلے پر بیٹھ جائے اور اس کے کپڑے جل جائیں اور آگ اس کی جلد اور کھال تک پہنچ جائے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ اپنے بھائی کی قبر کے اوپر بیٹھے۔"

شرح:... یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ قبر پر بیٹھنا منع ہے، خواہ پاخانہ کے لیے بیٹھے یا بغیر پاخانہ بیٹھے، یہ اس لیے وضاحت کرنا پڑی کہ بعض کہتے ہیں کہ پاخانہ کے لیے بیٹھنا منع ہے، عام بیٹھنے کی ممانعت نہیں۔ مگر صحیح یہی ہے کہ

(٢٦٦١) مسلم: ٩٧٤۔ نسائی: ٢٠٣٩۔ ابن ماجہ: ١٠٤٦۔ احمد: ٢٥٤٨٧۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عام بیٹھنا بھی منع ہے۔ باقی آگے اقوال آرہے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بیٹھتے تھے، یہ اس پر محمول ہوگا ان تک ممانعت پہنچی نہیں، وگرنہ وہ سنت کی مخالفت نہیں کر سکتے۔ (مرعاۃ: ۲/ ۵۰۰)

٢٦٦٣۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَأَنْ أَمْشِيَ عَلَى جَمْرَةٍ أَوْ سَيْفٍ أَوْ أَخْصِفَ نَعْلِي بِرِجْلِيْ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَمْشِيَ عَلَى قَبْرِ مُسْلِمٍ وَمَا أُبَالِيْ أَوْسَطَ الْقُبُوْرِ قَضَيْتُ حَاجَتِيْ أَوْوَسَطَ السُّوْقِ (رواه إبن ماجة ١٥٦٧)

سیّدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر میں آگ کے کوئلے پر چلوں یا تلوار پر یا اپنا پاؤں میں جوتے کے ساتھ سی دوں تو یہ میرے لیے بہتر ہے اس سے کہ مسلمان کی قبر پر چلوں البتہ میں اپنی ضرورت کے مطابق قبروں کے درمیان یا بازار میں چلنے کی کوئی پروانہیں کرتا۔" (ابن ماجہ)

٢٦٦٤۔ عَنْ بَشِيْرِ بْنِ الْخَصَاصِيَةِ قَالَ بَيْنَمَا أَنَا أَمْشِيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ يَا ابْنَ الْخَصَاصِيَةِ مَا تَنْقِمُ عَلَى اللّٰهِ أَصْبَحْتَ تُمَاشِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا أَنْقِمُ عَلَى اللّٰهِ شَيْئًا كُلَّ خَيْرٍ قَدْ آتَانِيْهِ اللّٰهُ فَمَرَّ عَلَى مَقَابِرِ الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالَ أَدْرَكَ هٰؤُلَاءِ خَيْرٌ كَثِيْرٌ ثُمَّ مَرَّ عَلَى مَقَابِرِ الْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ سَبَقَ هٰؤُلَاءِ خَيْرًا كَثِيْرًا قَالَ فَالْتَفَتَ فَرَأَى رَجُلًا يَمْشِيْ بَيْنَ الْمَقَابِرِ فِيْ نَعْلَيْهِ فَقَالَ يَا صَاحِبَ السِّبْتِيَّتَيْنِ أَلْقِهِمَا. (رواه إبن ماجة ١٥٦٨)

بشیر بن خصاصیہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جارہا تھا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابن خصاصیہ! تو اللہ تعالیٰ سے کیسے ناراض ہوگا کہ صبح سے اللہ کے رسول کے ساتھ چل رہا ہے؟ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! مجھے اللہ سے کوئی شکایت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر خیر اور بھلائی مجھے عطا کردی ہے۔ پھر آپ ﷺ مسلمانوں کے قبرستان کے نزدیک سے گزرے تو فرمایا: یہ لوگ بہت سی بھلائیوں تک پہنچ چکے ہیں۔ پھر آپ ﷺ مشرکین کی قبروں کے نزدیک سے گزرے تو فرمایا: یہ لوگ بہت سی بھلائیوں سے محروم رہے، پھر آپ ﷺ نے ایک مرد کو جوتوں سمیت قبروں کے درمیان چلتے دیکھا تو فرمایا: "اے سبتیہ جوتوں والے! جوتے اتار دے۔" (ابوداؤد، نسائی، الفاظ قزوینی کے ہیں)

٢٦٦٥۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ كَانَ يَتَوَسَّدُ الْقُبُوْرَ وَيَضْطَجِعُ

سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ قبر سے پشت لگا کر بیٹھتے اور اس کے ساتھ لیٹ جاتے تھے۔ (الموطا)

(٢٦٦٢) مسلم: ٩٧١۔ نسائی: ٢٠٤٤۔ ابوداؤد: ٣٢٢٨۔ ابن ماجہ: ١٥٦٦۔ احمد: ١٠٤٥١۔

(٢٦٦٣) ابن ماجہ: ١٥٦٧۔ صحیح، البانی: ١٢٧٣۔

(٢٦٦٤) ابن ماجہ: ١٥٦٨۔ حسن، البانی: ١٢٧٤۔ نسائی: ٢٠٤٨۔ ابوداؤد: ٣٢٣٠۔ احمد: ٢٠٢٦٠۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَلَيْهَا . (لمالك)

٢٦٦٦ـ قَالَ نَافِعٌ كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَجْلِسُ عَلَى الْقُبُورِ (للبخارى تعليقا)

نافع رحمہ اللہ نے کہا: ابن عمر رضی اللہ عنہ قبروں پر بیٹھ جاتے تھے۔

٢٦٦٧ـ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ: أَنَّ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدٍ أَجْلَسَهُ عَلَى قَبْرٍ وَأَخْبَرَهُ عَنْ عَمِّهِ يَزِيدَ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّهُ قَالَ إِنَّهُ كَرِهَ ذَلِكَ لِمَنْ أَحْدَثَ عَلَيْهَا (للبخارى تعليقا)

عثمان بن حکیم سے روایت ہے کہ خارجہ بن زید نے اس کو قبر کے اوپر بٹھایا اور اپنے چچا یزید بن زید سے منقول روایت بیان کی کہ مکروہ اس کے لیے ہے جو قبر پر حاجت رفع کرے۔" (یہ دوروایات بخاری نے تراجم میں بیان کی ہیں)

٢٦٦٨ـ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ كَانَتْ تَقُولُ كَسْرُ عَظْمِ الْمُسْلِمِ مَيْتًا كَكَسْرِهِ وَهُوَ حَيٌّ تَعْنِي فِي الْإِثْمِ (لمالك)

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میت کی ہڈی توڑنا ایسا ہے جیسے زندہ کی ہڈی توڑنا ہے۔ان کی مراد ہے کہ گناہ میں برابر ہے۔

شرح: ...... حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک جنازہ میں رسول اکرم ﷺ کے ساتھ تھے کہ آپ قبر کے کنارہ پر تھے، ہم بھی آپ کے ساتھ بیٹھ گئے، قبر کھودنے والے نے ایک پنڈلی نکالی۔ تو اس نے اسے توڑنا چاہا تو نبی اکرم ﷺ نے توڑنے سے منع کیا، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مومن کی زندگی میں بھی اور موت کے بعد بھی توہین منع ہے۔ (عون المعبود:۳/۲۰۴)

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آنکھیں وغیرہ ہدیۃً دینا درست نہیں۔

٢٦٦٩ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ يَوْمَ دُفِنَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ وَهُوَ قَاعِدٌ عَلَى قَبْرِهِ قَالَ لَوْ نَجَا أَحَدٌ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ أَوْ مَسْأَلَةِ الْقَبْرِ لَنَجَا سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ، وَلَقَدْ ضُمَّ ضَمَّةً ثُمَّ أُرْخِيَ عَنْهُ.
(رواه الطبرانى فى الكبير والأوسط ١٠٨٢٧)

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جس دن سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو نبی ﷺ نے دفن کیا تو آپ اس کی قبر پر بیٹھے تھے آپ ﷺ نے فرمایا: اگر کوئی شخص قبر کے فتنے سے نجات پا تا یا قبر کے سوال سے نجات پاتا تو سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نجات پا جاتا۔ ایک بار قبر پر چڑھ گئی، پھر اس پر فراخ اور نرم ہوگئی۔" (الکبیر، الاوسط)

شرح: ...... یہ عذاب قبر نہ تھا۔ اسے صرف دباؤ کی وجہ سے عذاب کہا گیا ہے۔ اصل میں یہ ایک قبر کا دباؤ تھا، جو فطرتاً ہوتا ہے۔ (مرعاۃ:۲/۲۳۲)

(٢٦٦٥) موطا. (٢٦٦٦) بخارى تعليقا.
(٢٦٦٧) بخارى تعليقا. (٢٦٦٨) موطا۔ ابوداؤد: ٣٢٠٧.
(٢٦٦٩) طبرانى كبير، طبرانى اوسط: ١٠٨٢٧۔ ورجاله موثقون، هيثمى: ٤٢٥٧.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

كِتَابُ الزَّكَاةِ

زکوٰۃ کا بیان

وُجُوْبُهَا وَإِثْمُ تَارِكِهَا

زکوٰۃ واجب ہونے کا اور تارک زکوٰۃ کے گناہ کا بیان

٢٦٧١ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا بَعَثَ مُعَاذاً رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلَى الْيَمَنِ قَالَ إِنَّكَ تَقْدَمُ عَلَى قَوْمٍ أَهْلِ الْكِتَابِ فَلْيَكُنْ أَوَّلَ مَاتَدْعُوْهُمْ إِلَيْهِ عِبَادَةُ اللّٰهِ فَإِذَاعَرَفُوْا اللّٰهَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللّٰهَ قَدْفَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي يَوْمِهِمْ وَلَيْلَتِهِمْ فَإِذَا فَعَلُوْا فَأَخْبِرُوْهُمْ أَنَّ اللّٰهَ فَرَضَ عَلَيْهِمْ زَكَاةً مِنْ أَمْوَالِهِمْ وَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ فَإِذَا أَطَاعُوْا بِهَا فَخُذْمِنْهُمْ وَتَوَقَّ كَرَائِمَ أَمْوَالِ النَّاسِ. (رواه البخاري ١٤٥٨)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: جب رسول اللہ ﷺ نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن روانہ کیا تو فرمایا: تو اہل کتاب قوم کے پاس جائے گا تو سب سے پہلے ان کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف دعوت دے۔ اس کو وہ جان لیں تو ان کو خبر دے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر دن میں پانچ نماز فرض کی ہیں۔ جب وہ اس پر عمل کریں تو ان کو خبر دے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے۔ ان کے مالوں میں سے وصول کر کے ان غریبوں پر تقسیم کی جائے گی۔ جب وہ اس امر کی اطاعت کریں تو ان سے زکوٰۃ وصول کر اور ان کے عمدہ مال سے بچتے رہنا اور مظلوم کی بددعا سے بچو یقیناً اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں ہے۔"

شرح: ......۱۔ زکاۃ کا لغوی معنیٰ نمو د بڑھنا ہے، مال اور طہارت کا بھی معنیٰ آتا ہے، اس کا شرعی معنی ہے سالانہ نصاب میں سے کسی فقیر کو مال کا کچھ حصہ دینا۔ یہ عقلمند، بالغ اور آزاد مسلمان پر واجب ہے۔

اس کی حکمت یہ ہے کہ یہ میل کچیل سے پاک کرتی ہے اور درجات بلند کرتی ہے یعنی نفس کو کنجوسی کی ذلت سے اور

(٢٦٧١) بخاري: ١٤٥٨ـ مسلم: ١٩ـ ترمذي: ٢٠١٤ـ نسائي: ٢٤٣٥ـ ابوداؤد: ١٥٨٤ـ ابن ماجه ١٧٥٣ـ احمد: ٢٠٧٢ـ دارمي: ١٦١٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گناہوں سے پاک کرتی ہے۔ یہ ارکان اسلام میں سے تیسرا رکن ہے، جو اس کا منکر ہو وہ کافر ہے۔ (فتح الباری: ۲۶۲/۳)

۲۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ ۱۰ ہجری میں شام کی طرف گئے تھے۔

۳۔ یہودی یمن میں تبع اصغر اسعد ابوکریب کے زمانہ میں داخل ہوئے تھے۔ اس حدیث میں اہم تر بات کو پہلے اور دوسری کو بعد میں بیان کیا گیا ہے۔ سب سے اہم اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی شہادت ہے اور رسول اکرم ﷺ کی رسالت کا اقرار ہے۔

اسے سب سے پہلے بیان کرنے کی حکمت یہ ہے کہ ان کی گواہی کے بغیر کوئی چیز قابل قبول نہیں۔ اس کے بعد نماز کی اہمیت ہے، اس کے بعد زکاۃ کی اہمیت ہے۔ اس لیے انہیں ترتیب وار مرتب کیا ہے۔

۴۔ زکاۃ مسلمانوں پر فرض ہے، مسلمان امراء سے لے کر فقراء میں تقسیم کی جائے، امام وقت ہی زکاۃ قبضہ میں لینے کا پابند ہے، وہ خود یا اپنے نائب کے ذریعے زکاۃ کو تقسیم کرے۔

۵۔ زکاۃ درمیانے مال سے لی جائے، عمدہ مال سے نہ لی جائے۔

۶۔ فقراء کی ضرورت کے تحت مال زکاۃ منتقل بھی کیا جاسکتا ہے۔

۷۔ زکاۃ کے بعد مظلوم کی آہ سے بچنے کا حکم ہے، اس میں اشارہ ہے کہ زکاۃ میں بھی اللہ تعالیٰ کو ظلم پسند نہیں۔ اور ہر طرح کے ظلم سے بچنا چاہیے، مظلوم کی بددعا قبول ہوتی ہے، اگرچہ وہ فاجر بھی ہو۔

۸۔ اس حدیث سے درج ذیل مسائل بھی حاصل ہوتے ہیں۔ (۱) زکاۃ کی وصولی کے لیے عامل بھیجنا جائز ہے۔ (۲) خبر واحد پر عمل کرنا اور اسے قبول کرنا جائز ہے۔ (۳) دیوانے اور بچے کے مال سے بھی زکاۃ دینا ہوگی۔ (۴) کافر کو زکاۃ نہ دی جائے۔

(ایک علمی نکتہ) اس میں صرف تین ارکان توحید، نماز، زکاۃ کا ذکر ہوا ہے۔ روزہ اور حج کا ذکر نہیں ہوا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ارکان خمسہ میں توحید کا تعلق اعتقاد سے ہے، نماز کا تعلق بدن سے ہے، زکاۃ کا تعلق مال سے ہے، روزے کا تعلق محض بدن سے ہے، حج کا تعلق بدن اور مال سے ہے۔

کفار پر کلمہ اسلام یعنی توحید و رسالت کی گواہی بہت بھاری ہے، نمازیں بھی چونکہ بار بار ادا کرنا ہوتی ہیں، یہ بھی ان پر مشکل ہیں اور انسانی فطرت ہے کہ اسے مال سے محبت ہے، زکاۃ نکالنا بھی ان پر مشکل ہے، ان تینوں کا ذکر اس لیے کیا گیا ہے کہ جب کوئی انسان ان تینوں کے سامنے جھکے گا تو دوسرے دو آسانی سے قبول کرے گا۔ (فتح الباری: ۳۶۰/۳)

۲۶۷۲۔ عَنْ عُبَيْدِاللهِ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ النَّبِيُّ ﷺ

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے روایت ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: جب رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے اور ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

وَاسْتُخْلِفَ أَبُوْبَكْرٍ وَكَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ قَالَ عُمَرُ يَاأَبَابَكْرٍ كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُوْلُوْا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ فَمَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ فَقَدْ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ عَلَى اللهِ قَالَ أَبُوْبَكْرٍ وَاللهِ لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ وَاللهِ لَوْ مَنَعُوْنِي عَنَاقًا كَانُوْا يُؤَدُّوْنَهَا إِلَى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَى مَنْعِهَا قَالَ عُمَرُ فَوَاللهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُ أَنْ قَدْ شَرَحَ اللهُ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ . (للبخاري ٦٩٢٤)

خلیفہ بنائے گئے اور عربوں میں سے بعض کافر ہوگئے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ ان لوگوں سے کیسے لڑیں گے؟ جبکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے جہاد کروں یہاں تک کہ وہ کہہ دیں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۔ پس جس نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہہ لیا تو اس نے اپنا مال اور اپنی جان مجھ سے بچائی مگر کسی حقوق شرعی کے ساتھ۔ اور ان کا حساب اللہ پر ہے۔ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! میں اس شخص سے جہاد کروں گا جس نے نماز اور زکوٰۃ میں تفریق کی اور یقینی بات ہے کہ زکوٰۃ مال کا حق ہے پس اللہ کی قسم! اگر وہ ایک گردن روکیں گے جو رسول اللہ ﷺ کو ادا کرتے تھے تو میں اس کے روکنے پر ان سے لڑوں گا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! میں یہ سمجھا کہ اللہ تعالیٰ نے ابوبکر کے سینے کو قتال کے لیے کھول دیا ہے اور میں جان گیا کہ حق بھی وہی ہے۔

شرح: ...... اس حدیث میں زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کی سزا بیان ہوئی ہے جو نہایت المناک ہے، دنیا کے سامنے اتنی بڑی رسوائی کیسے برداشت ہوگی اگر یہ فعل بدموجود ہے، تو آج ہی توبہ کر لی جائے۔ نبی ﷺ نے ہم تک پیغام پہنچا کر اپنی ذمہ داری پوری کر دی ہے۔ (فتح الباری: ۳/ ۲۷۶)

٢٦٧٣ ـ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّ أَبَا صَالِحٍ ذَكْوَانَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَا مِنْ صَاحِبِ ذَهَبٍ وَلَا فِضَّةٍ لَا يُؤَدِّي مِنْهَا حَقَّهَا إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ صُفِّحَتْ لَهُ صَفَائِحُ مِنْ نَارٍ فَأُحْمِيَ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَيُكْوَى بِهَا جَنْبُهُ وَجَبِيْنُهُ وَظَهْرُهُ كُلَّمَا بَرَدَتْ أُعِيْدَتْ لَهُ فِي

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے: ''جو بھی صاحب سونا یا صاحب چاندی ہو، وہ اس کا حق ادا نہ کرتا ہو تو جب قیامت کا دن ہوگا اس کی پلیٹیں آگ کی مانند جہنم کی آگ پر گرم کی جائیں گی اور ان کے ساتھ اس کے پہلو، اس کی پیشانی اور اس کی پشت پر داغ لگائے جائیں گے جب وہ ٹھنڈی ہوں گی تو لوٹائی جائیں گی اور پھر واپس کر کے داغ دیا جائیگا۔ پورے دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے یہاں تک کہ ساری مخلوق

(٢٦٧٣) مسلم: ٩٨٧۔ بخاری: ١٤٠٢۔ ترمذی: ٦٩٥٨۔ نسائی: ١٦٣٦۔ ابوداؤد: ٣٥٨٢۔ ابن ماجه: ١٦٥٨۔ احمد: ٢٧٨٨۔ ١٠٤٧٤۔ موطا: ٩٧٥.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيَرَى سَبِيلَهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ ﷺ فَالإِبِلُ قَالَ وَلَا صَاحِبُ إِبِلٍ لَا يُؤَدِّي مِنْهَا حَقَّهَا وَمِنْ حَقِّهَا حَلَبُهَا يَوْمَ وِرْدِهَا إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ بُطِحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ أَوْ فَرَمَا كَانَتْ لَا يَفْقِدُمِنْهَا فَصِيلًا وَاحِدًا تَطَؤُهُ بِأَخْفَافِهَا وَتَعَضُّهُ بِأَفْوَاهِهَا كُلَّمَا مَرَّعَلَيْهِ أُوْلَاهَا رُدَّعَلَيْهِ أُخْرَاهَا فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ يُقْضَى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيَرَى سَبِيلَهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ قِيلَ يَارَسُولَ اللهِ فَالْبَقَرُوَالْغَنَمُ قَالَ وَلَا صَاحِبُ بَقَرٍ وَلَا غَنَمٍ لَا يُؤَدِّي مِنْهَا حَقَّهَا إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بُطِحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ لَا يَفْقِدُمِنْهَا شَيْئًا لَيْسَ فِيهَا عَقْصَاءُ وَلَا جَلْحَاءُ وَلَا عَضْبَاءُ تَنْطَحُهُ بِقُرُونِهَا وَتَطَؤُهُ بِأَظْلَافِهَا كُلَّمَا مَرَّعَلَى أُولَاهَا رُدَّعَلَى أُخْرَاهَا فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيَرَى سَبِيلَهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ قِيلَ يَارَسُولَ اللهِ فَالْخَيْلُ قَالَ الْخَيْلُ ثَلَاثَةٌ هِيَ لِرَجُلٍ وِزْرٌ وَهِيَ لِرَجُلٍ سِتْرٌ وَهِيَ لِرَجُلٍ أَجْرٌ فَأَمَّا الَّتِيْ هِيَ لَهُ سِتْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا رِيَاءً وَفَخْرًا وَنِوَاءً عَلَى أَهْلِ الإِسْلَامِ فَهِيَ لَهُ وِزْرٌ وَأَمَّا الَّتِيْ هِيَ وِزْرٌفَرَجُلٌ رَبَطَهَا رِيَاءً

کے درمیان اللہ تعالیٰ فیصلہ کرے گا۔ تو پھر وہ اپنا راستہ دیکھے گا خواہ جنت کی طرف یا آگ کی طرف۔ کہا گیا: اے اللہ کے رسول! اونٹ والوں کا کیا ہوگا؟ فرمایا جو اونٹوں والا اس میں سے حق زکوۃ ادا نہیں کرے گا۔ اور اس کے حقوق میں سے یہ بھی ہے کہ پانی کے گھاٹ پر اترنے کے دن ان کا دودھ نکال کر دیا جائے۔ الغرض جب قیامت کا دن ہوگا تو اس کے لیے پتھریلی زمین تیار ہوگی اور یہ سب اونٹ جن میں ایک بھی نہ چھوڑا جائے گا، اس کو لتاڑنے پر مامور کردیا جائے گا جو اپنے پاؤں تلے لتاڑنے پر اور منہ کے ساتھ اس کو کاٹیں گے۔ جب آخری اونٹ گذر جائے گا تو قطار کا پہلا لوٹ آئے گا پچاس ہزار سال کے دن میں یہ معاملہ ہوتا رہے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سب بندوں کے درمیان فیصلہ کردے گا۔ پھر وہ اپنا راستہ دیکھے، جنت یا جہنم کی آگ کی طرف۔ عرض کیا گیا: یارسول اللہ! گائے، بکری کا کیا حکم ہے؟ فرمایا: گائے بکری کا مالک جب اس کا حق ادا نہیں کرتا تو اس کے لیے صاف میدان میں نوک دار پتھر بچھائے جائیں گے اور اس کے سب مویشی جمع ہوں گے کوئی نہ چھوڑا جائے گا۔ ان میں سے ایک بھی ٹیڑھے سینگ والا، بے سینگ اور پھٹے ہوئے کان والا نہ ہوگا، وہ اپنے سینگوں سے اس کو ماریں گے اور پاؤں سے روندیں گے۔ جب قطار کا پہلا حیوان گذر جائے گا تو آخری کو لوٹایا جائے گا۔ یہ سلسلہ پچاس ہزار سال تک جاری رہے گا یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ کردیا جائے گا اور پھر وہ اپنی راہ دیکھے گا، جنت یا جہنم کی آگ کی طرف۔ عرض کیا گیا یارسول اللہ! گھوڑے کے متعلق کیا حکم ہے؟ فرمایا: اس کی تین حالتیں ہیں ایک تو مرد کے لیے ثواب کا باعث ہے اور ایک اس کے لیے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَفَخرًا وَنِوَاءً عَلَى أَهْلِ الإِسْلَامِ فَهِيَ لَهُ وِزْرٌ وَأَمَّا الَّتِي هِيَ لَهُ سِتْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَمْ يَنْسَ حَقَّ اللّٰهِ فِي ظُهُوْرِهَا وَلَا رِقَابِهَا فَهِيَ لَهُ سِتْرٌ وَأَمَّا الَّتِي هِيَ لَهُ أَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ لِأَهْلِ الإِسْلَامِ فِي مَرْجٍ وَرَوْضَةٍ فَمَا أَكَلَتْ مِنْ ذٰلِكَ الْمَرْجِ أَوِ الرَّوْضَةِ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا كُتِبَ لَهُ عَدَدَ مَاأَكَلَتْ حَسَنَاتٍ وَكُتِبَ لَهُ عَدَدَ أَرْوَاثِهَا وَأَبْوَالِهَا حَسَنَاتٍ وَلَا تَقْطَعُ طِوَلَهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ إِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ عَدَدَ آثَارِهَا وَأَرْوَاثِهَا حَسَنَاتٍ وَلَا مَرَّبِهَا صَاحِبُهَا عَلَى نَهْرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَا يُرِيْدُ أَنْ يَسْقِيَهَا إِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ عَدَدَ مَا شَرِبَتْ حَسَنَاتٍ قِيْلَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَالْحُمُرُ قَالَ مَاأُنْزِلَ عَلَيَّ فِي الْحُمُرِ شَيْءٌ إِلَّا هٰذِهِ الْآيَةُ الْفَاذَّةُ الْجَامِعَةُ ﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ﴾ (رواه مسلم ٩٨٧)

پردہ پوشی کا سامان ہے اور ایک مرد کے لیے بوجھ ہے۔ باعث ثواب وہ ہے کہ ایک مرد نے اس کو جہاد فی سبیل اللہ کے لیے تیار رکھا ہے۔ اگر وہ اس کے رسے کو چراگاہ یا باغ میں طویل رکھتا ہے تو چراگاہ اور باغ سے اپنی رسی کے اندازے پر جو کچھ وہ کھاتا ہے وہ اس مرد کی نیکیوں میں شمار ہوتے ہیں۔ اگر وہ رسی توڑ کر ایک دو ٹیلوں پر چلا جائے تو اس کے قدم کے نشانات اور اس کی لید اس کی نیکیاں شمار ہوں گی۔ اگر گھوڑا نہر پر سے گذرے اور اس سے پانی پیے اور مالک نے پانی پلانے کا ارادہ نہ کیا ہو تب بھی یہ پانی اس کی نیکیوں میں شمار کیا جائیگا۔ دوسرا گھوڑا جس کو مالک نے اپنی ضرورت کے لیے سوال سے بچنے کے لیے رکھا ہوا اور اس کی گردن اور پشت میں اللہ کے حقوق بھی ملحوظ رکھے ہوں تو وہ گھوڑا مالک لیے پردہ ہے۔ تیسرا شخص جس نے فخر، ریا اور دوسرے مسلمانوں سے بلند تر رہنے کی نیت سے رکھا ہو تو وہ اس کے لیے بوجھ ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ سے گدھے کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے متعلق تو میرے اوپر کوئی تفصیل نازل نہیں ہوئی البتہ یہ آیت نہایت جامع اور تمام اشیاء کو شامل ہے: ''جس نے ذرہ برابر نیکی کی وہ اس کو دیکھے گا اور جس نے ذرہ برابر بدی کی وہ اس کو دیکھے گا۔''

٢٦٧٤۔۔۔ وفي رواية: وَلَا يَأْتِيْ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِشَاةٍ يَحْمِلُهَا عَلَى رَقَبَتِهِ لَهَا يُعَارٌ فَيَقُوْلُ يَا مُحَمَّدُ فَأَقُوْلُ لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ بَلَّغْتُ وَلَا يَأْتِيْ بِبَعِيْرٍ يَحْمِلُهُ عَلَى رَقَبَتِهِ لَهُ

ایک روایت میں ہے: ''تم میں سے کوئی شخص گردن پر بکری اٹھائے نہ آئے وہ ممیاتی ہو اور شخص کہے یا محمد ﷺ! تو میں اس کو جواب دوں کہ میں تیرے لیے کچھ نہیں کرسکتا۔ پس میں نے پیغام پہنچادیا ہے۔ اور کوئی شخص گردن پر اونٹ اٹھائے نہ

(٢٦٧٤) بخاری: ١٤٠٢۔ ترمذی: ١٦٣٦۔ نسائی: ٢٥٨٢۔ ابوداؤد: ١٦٥٨۔ ابن ماجه: ٢٧٨٨۔ احمد: ١٠٤٧٤۔ موطا: ٩٧٥۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رُغَاءٌ فَيَقُوْلُ يَا مُحَمَّدُ فَأَقُوْلُ لَا أَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا قَدْ بَلَّغْتُ . (رواه البخاری ١٤٠٢) .

آئے جو بلبلاتا ہو اور وہ کہے یا محمد ﷺ! تو میں کہہ دوں کہ میں تیرے لیے کچھ نہیں کر سکتا، میں نے تو تبلیغ کر دی تھی۔"

شرح: ......ا۔ نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد عرب کے لوگ چار اقسام میں بٹ گئے تھے۔ (۱) وہ گروہ تھا جو نبی اکرم ﷺ کی حیات مبارکہ میں اسلام پر کاربند تھا، آپ کی وفات کے بعد بھی اسی طرح اسلام پر کاربند رہے۔

(۲) جو اسلام پر قائم تھا، مگر یہ کہتا تھا ہم نماز قائم کریں گے، اسلام کے احکام کے پابند رہیں گے مگر زکاۃ نہ دیں گے کیونکہ یہ صرف نبی ﷺ کے زمانے میں ہی ادا کرنا تھی بعد میں ضرورت نہیں۔

(۳) جس نے اعلانیہ کفر اور ارتداد کیا تھا، جو کہ طلیحہ اور سجاح اور مسیلمہ کذاب کے پیروکار تھے۔

(۴) جنہوں نے توقف کیا تھا، کسی گروہ کے ساتھ نہ ملے تھے۔ (الملل والنحل: ۲/ ۷۹)

۲۔ اس حدیث سے رافضی ایک بہت بڑا بہتان باندھتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے صرف زکاۃ کے منکرین کو کافر کہا ہے، حالانکہ وہ تاویل کی وجہ سے انکار کر رہے تھے۔

یہ ایک بہتان ہے اور ان کی عادت بہتان بازی ہی ہے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس زکاۃ کے انکار پر انہیں اس لیے کافر قرار دیا تھا کہ اس میں تاویل نہ تھی وہ قصداً انکاری تھے۔ اور نبی اکرم ﷺ نے خود بھی زکاۃ کے منکر کو کافر قرار دیا ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ اوپر درج شدہ گروہوں کو جو کہ مرتد ہو گئے تھے، مجموعی لحاظ سے کافر کہا گیا تھا، صرف زکاۃ کے منکرین کو ہی نہیں۔

۳۔ اس میں یہ بھی دلیل ہے کہ جو بظاہر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ پڑھتا ہے، ایسے کافر کا اسلام قبول کیا جائے گا، دل میں خواہ کفر ہی چھپا رکھا ہو۔

۴۔ اس سے زکاۃ کا وجوب بھی ثابت ہوتا ہے جو اس کا منکر ہو اس سے یہ زبردستی وصول کی جائے۔ (مرعاۃ: ۳/ ۳۰)

٢٦٧٥۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهُ مُثِّلَ لَهُ مَالُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعٌ أَقْرَعُ لَهُ زَبِيْبَتَانِ يُطَوَّقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ يَأْخُذُ بِلِهْزِمَتَيْهِ يَعْنِي بِشِدْقَيْهِ ثُمَّ يَقُوْلُ أَنَا مَالُكَ أَنَا كَنْزُكَ ثُمَّ تَلَا ﴿لَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ﴾ الآية (رواه البخاری ١٤٠٣)

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس کو اللہ نے مال دیا اور اس نے زکوٰۃ ادا نہ کی تو اس کا مال اس کے لیے گنجے سر والا سانپ متشکل ہوگا جس کی آنکھوں پر دو سیاہ نقطے ہوں گے۔ وہ اس کے گلے کا طوق ہوگا اور قیامت کے دن اس کی دو باچھوں کو نوچتا ہوگا اور اس کو کہتا ہوگا: میں تیرا مال ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی: تو نہ گمان کر ان لوگوں کو جو بخل کرتے ہیں اس چیز کے

(٢٦٧٥) بخاری: ١٤٠٣۔ مسلم: ٩٨٧۔ نسائی: ٢٤٨٢۔ ابوداؤد: ١٦٥٨۔ ابن ماجه: ١٧٨٦۔ احمد: ١٠٤٧٤۔ موطا: ٥٩٦.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ساتھ جو ان کو اللہ تعالیٰ نے دی ہے اپنے فضل سے کہ وہ ان
کے لیے بہتر ہے......''

شرح:......ا۔ یہ حدیث اس آیت کی تفسیر ہے:

﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ﴾ (آل عمران : ۱۸۰)

''ہرگز وہ لوگ گمان نہ کریں جو اس چیز پر بخل کرتے ہیں جو انہیں اللہ نے اپنے فضل سے دی ہے کہ یہ بخل ان کے لیے بہتر ہے بلکہ یہ ان کے لیے برا ہے، عنقریب جو انہوں نے بخل کیا ہے قیامت کے دن انہیں طوق پہنایا جائے گا۔''

۲۔ گنجا سانپ اس لیے قرار دیا گیا ہے کہ اس میں زہر بہت زیادہ ہوتا ہے۔

۳۔ جو مال یہ کہے گا کہ میں تیرا مال ہوں، تیرا خزانہ ہوں اور ساتھ ہر پہلو پر ڈسے گا اس سے مال خرچ نہ کرنے والے کی حسرت میں اضافہ کرتا ہے مگر اس وقت ندامت فائدہ مند نہ ہوگی۔

اس میں زکاۃ ادا نہ کرنے والوں کے گناہوں کی سنگینی بیان ہوئی ہے۔ اس آیت میں بیان شدہ سزا اور سورۂ توبہ میں زکاۃ نہ دینے والوں کی جو سزا بیان ہوئی ہے، ان میں کوئی مخالفت نہیں کیونکہ اس دن زکاۃ نہ دینے والوں کی سزائیں مختلف ہوں گی، طوق بھی ہوگا، پہلو بھی داغے جائیں گے۔ (مرعاۃ: ۳/۸)

۲۶۷۶ـــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَحْوَ هٰذِهِ الْقِصَّةِ فَقَالَ لَهُ يَعْنِي لِأَبِي هُرَيْرَةَ فَمَا حَقُّ الْإِبِلِ قَالَ تُعْطِي الْكَرِيْمَةَ وَتَمْنَعُ الْغَزِيْرَةَ تُفْقِرُ الظَّهْرَ وَتُطْرِقُ الْفَحْلَ وَتُسْقِي اللَّبَنَ (لأبي داود ١٦٥٨)

﴿وَفِي رِوَايَةٍ: وَإِعَارَةُ دَلْوِهَا﴾ رواه أبو داود ١٦٥٨

ایک روایت میں ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو کہا گیا: اونٹوں کا حق کیا ہے؟ انہوں نے کہا: تیرا عمدہ چیز دینا، دودھ والی مستعار دینا، پشت پر سوار کرنا، نر اونٹ کو مستعار دینا، دودھ پلانا اور ڈول مستعار لینا۔

۲۶۷۷ـــ ولمسلم عَنْ جَابِرٍ نَحْوَ ذٰلِكَ، وَفِيْهِ: وَلَا صَاحِبَ كَنْزٍ لَا يَفْعَلُ فِيْهِ حَقَّهُ

امام مسلم نے جابر رضی اللہ عنہ سے اس کے مثل روایت کی ہے اور اس میں یہ بھی ہے: اور نہیں کوئی خزانے والا مگر اس کا خزانہ اژدھا

(۲۶۷۶) ابوداؤد: ۱۶۵۸۔ حسن، البانی: ۱۴۶۲۔ بخاری: ۶۹۵۸۔ مسلم: ۹۸۷۔ ترمذی: ۱۶۳۶۔ نسائی: ۳۵۸۲

(۲۶۷۷) مسلم: ۹۸۸۔ نسائی: ۲۴۵۴۔ احمد: ۱۴۰۳۳۔ دارمی: ۱۶۱۶۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

إِلَّا جَاءَ كَنْزُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعاً أَقْرَعَ يَتْبَعُهُ فَاتِحاً فَاهُ فَإِذَا أَتَاهُ فَرَّمِنْهُ فَيُنَادِيهِ خُذْ كَنْزَكَ الَّذِي خَبَاتَهُ فَأَنَا عَنْهُ غَنِيٌّ فَإِذَا رَأَى أَنْ لَا بُدَّ مِنْهُ سَلَكَ يَدَهُ فِي فِيهِ فَيَقْضِمُهَا قَضْمَ الْفَحْلِ. (رواه مسلم ۹۸۸)

بن کر آئے گا اور اپنا منہ کھول کر اس کے پیچھے دوڑتا ہوگا اور جب اس کے قریب آئے گا تو بندہ بھاگ کھڑا ہوگا۔ خزانہ اس کو آواز دے گا: اپنا وہ خزانہ حاصل کر جو تو نے چھپایا تھا۔ مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ اور جب وہ دیکھے گا کہ اس سے بچنے کی کوئی صورت نہیں ہے تو اپنا ہاتھ اس کے منہ میں دیدے گا۔ تو وہ اس طرح چبائے گا جیسے نر اونٹ چباتا ہے۔"

شرح: ... ان احادیث میں بیان کردہ عذاب سے بچاؤ کی یہ صورت ہے کہ مال کا حق ادا کر دیا جائے، زکاۃ دی جائے اور ضروریات کے لیے لوگوں کو دیا جائے۔

۲۶۷۸۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ إِذَا أَدَّيْتَ زَكَاةَ مَالِكَ فَقَدْ قَضَيْتَ مَا عَلَيْكَ. (رواه الترمذى ٦١٨)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: "جب تو اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر دے تو تیرے اوپر جو فریضہ عائد تھا وہ تو نے ادا کر دیا۔" (ترمذی)

۲۶۷۹۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالصَّدَقَةِ فَقِيلَ مَنَعَ ابْنُ جَمِيلٍ وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ وَعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ مَا يَنْقِمُ ابْنُ جَمِيلٍ إِلَّا أَنَّهُ كَانَ فَقِيراً فَأَغْنَاهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَأَمَّا خَالِدٌ فَإِنَّكُمْ تَظْلِمُونَ خَالِداً قَدِ احْتَبَسَ أَدْرَاعَهُ وَأَعْتُدَهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأَمَّا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبِ فَعَمُّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَهِيَ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ وَمِثْلُهَا مَعَهَا. (رواه البخارى ١٤٦٨)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زکوٰۃ جمع کرنے کا حکم دیا تو کہا گیا کہ ابن جمیل رضی اللہ عنہ، خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور عباس رضی اللہ عنہ نے زکوٰۃ روکی ہوئی ہے۔ تو فرمایا: "ابن جمیل تو صرف یہ انتقام لیتا ہے کہ وہ مفلس تھا پس اللہ نے اس کو غنی کیا اور رسول اللہ ﷺ نے اس کو مال سے دیا ہے۔ اور خالد پر تو تم زیادتی کرتے ہو اس نے اپنی زرہیں فی سبیل اللہ وقف کر دی ہیں۔ اور عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے چچا ہیں اور ان کے لیے وہ زکوٰۃ صدقہ ہے اور اس کی مثل مزید مال بھی دیا جائے گا۔"

۲۶۸۰۔ وَفِي رِوَايَةٍ: هِيَ عَلَيَّ وَمِثْلُهَا مَعَهَا. (رواه مسلم ۹۸۳)

اور ایک روایت ہے: "وہ میرے ذمہ ہے اور اس کی مثل مزید بھی۔"

(۲۶۷۸) ترمذی: ٦١٨۔ ضعیف، البانی: ۹۲۔ ابن ماجہ: ۱۷۸۸
(۲۶۷۹) بخاری: ١٤٦٨۔ مسلم: ۹۸۳۔ ترمذی: ۳۷٦۱۔ نسائی: ۲٤٦٤۔ ابوداؤد: ۱٦۲۳۔ احمد: ۸۰۸۵.
(۲۶۸۰) مسلم: ۹۸۳۔ ترمذی: ۳۷٦۱۔ نسائی: ۲٤٦٤۔ ابوداؤد: ۱٦۲۳۔ احمد: ۸۰۸۵.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

٢٦٨١۔ عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ عُمَرَ سَاعِيًا عَلَى الصَّدَقَةِ فَأَتَى الْعَبَّاسَ فَأَغْلَظَ لَهُ الْعَبَّاسُ، فَأَتَى عُمَرُ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ لَهُ ذٰلِكَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ يَا عُمَرُ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ عَمَّ الرَّجُلِ صِنْوُ أَبِيهِ إِنَّ الْعَبَّاسَ كَانَ أَسْلَفَنَا صَدَقَةَ الْعَامِ عَامَ أَوَّلٍ (رواه الطبراني فی الأوسط بلين)

سیدنا ابورافع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے زکوۃ وصول کرنے کے لیے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا۔ وہ عباس رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو عباس رضی اللہ عنہ نے ترش باتیں کیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تجھے معلوم نہیں کہ آدمی کا چچا اس کے باپ کی شاخ ہوتا ہے۔ عباس رضی اللہ عنہ نے سال کی زکوۃ ہمیں شروع سال میں ادا کردی تھی۔" (الاوسط بسند کمزور)

شرح:......۱۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے زکاۃ اس لیے نہ دی تھی کہ انہوں نے پہلے دے دی تھی اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اپنا سارا سامان اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا تھا، اس لیے انہوں نے زکاۃ دینے کی ضرورت نہ سمجھی۔

اور ابن جمیل فقیر تھے، نبی اکرم ﷺ کی دعوت پر مسلمان ہوئے۔ مال غنیمت سے انہیں مال حاصل ہوتا رہا، اس لیے صاحب مال ہو گئے، لہٰذا زکاۃ ادا نہ کرنے پر نبی اکرم ﷺ نے ان پر تنقید نہیں فرمائی۔

۲۔ ان احادیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ امام وقت زکاۃ کی وصولی کے لیے عامل بھیج سکتا ہے۔ (۲) جس پر اللہ تعالیٰ نے نعمت کی ہو، فقر کے بعد غنا سے اس نے نوازا ہو، اسے حقوق اللہ کی ادائیگی کے لیے تنبیہ کی جا سکتی ہے۔

۳۔ جو اپنے اوپر واجب حق کو ادا نہیں کرتا اسے سرزنش کی جائے اور اس کے نہ ہونے کے باوجود اس کی اس کوتاہی کا ذکر کرنا جائز ہے۔

۴۔ اگر کوئی رعیت میں سے اپنا فرض ادا نہیں کرتا تو امام وقت خود اس کی ذمہ داری اٹھا لے۔

۵۔ رعیت میں سے جو معذور ہو اس کا عذر قبول کیا جائے۔ (فتح الباری: ۳/۳۳۴)

٢٦٨٢۔ عَنْ مُعَاذٍ، رَفَعَهُ: مَنْ أَعْطَى زَكَاةَ مَالِهِ مُؤْتَجِرًا فَلَهُ أَجْرُهَا وَمَنْ مَنَعَهَا فَإِنَّا آخِذُوهَا وَشَطْرَ مَالِهِ عَزْمَةٌ مِنْ عَزَمَاتِ رَبِّنَا لَيْسَ لِآلِ مُحَمَّدٍ مِنْهَا شَيْءٌ. (لرزين)

معاذ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: "جس نے زکوۃ اجر سمجھ کر دی تو اس کو اس کا اجر و ثواب ہوگا، جس نے زکوۃ روک رکھی تو ہم وصول کریں گے اور اس کا نصف مال ہمارے رب کے عزائم پر ہے اور آل محمد ﷺ کے لیے زکوۃ میں سے کچھ بھی نہیں ہے۔" (رزین)

(٢٦٨١) طبرانی اوسط: ٤٤٢٣۔ وفیه اسماعیل المکی، وفیه کلام کثیر، وقد وثق، هیثمی: ٤٤٢٣.
(٢٦٨٢) رزین.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲۶۸۳۔ عَنْ أَنَسٍ ، رَفَعَهُ: وَيْلٌ لِلْأَغْنِيَاءِ مِنَ الْفُقَرَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا ظَلَمُوْنَا حُقُوْقَنَا الَّتِيْ فَرَضْتَ لَنَا عَلَيْهِمْ ، فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى: وَعِزَّتِيْ وَجَلَالِيْ لَأُدْنِيَنَّكُمْ وَلَأُبَاعِدَنَّهُمْ . ثُمَّ تَلَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ﴿وَالَّذِيْنَ فِيْ أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَعْلُوْمٌ ، لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُوْمِ﴾ (رواه الطبراني في الأوسط والصغير ٤٥٣)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''قیامت کے دن فقراء کی طرف سے اغنیاء پر بڑی مصیبت آئے گی۔ فقراء کہیں گے: یا اللہ! ان لوگوں نے وہ حقوق جو تو نے ہمیں دیئے اور ان پر مقرر کیے تھے وہ ان لوگوں نے ظلم کے ساتھ روکے ہوئے تھے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: مجھے میری عزت اور جلال کی قسم! میں تمہیں قریب کروں گا اور ان کو دور رکھوں گا، پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی: ''اور ان کے مالوں میں معلوم حق ہے، سوال کرنے والوں کا اور محروم رہنے والوں کا۔'' (الصغیر اور الاوسط)

۲۶۸٤۔ عَنْ عُمَرَ ، رَفَعَهُ: مَاتَلَفَ مَالٌ فِيْ بَرٍّ وَلَا بَحْرٍ إِلَّا بِحَبْسِ الزَّكَاةِ . (رواه الطبراني في الأوسط بضعف)

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مرفوعا بیان کرتے ہیں: ''خشکی اور تری میں کوئی مال تلف نہیں ہوتا، مگر زکوٰۃ روکنے کی وجہ سے۔''

۲۶۸٥۔ وللبزار عن عائشة ، رفعه: مَا خَالَطَتِ الصَّدَقَةُ أَوْ قَالَ الزَّكَاةُ مَالاً إِلَّا أَفْسَدَتْهُ . (رواه البزار ٨٨١)

بزار میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعا مروی ہے: ''جب صدقہ یا مال زکوٰۃ کسی مال میں شامل ہو جائے تو اسے برباد کر دیتا ہے۔''

۲۶۸٦۔ عَنْ بُرَيْدَةَ ، رَفَعَهُ: مَا مَنَعَ قَوْمٌ الزَّكَاةَ إِلَّا ابْتَلَاهُمُ اللّٰهُ بِالسِّنِيْنَ (للأوسط)

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ نے مرفوع بیان کیا: ''کوئی قوم زکوٰۃ نہیں روکتی مگر اللہ ان کو قحط سالی میں مبتلا کر دیتا ہے۔''

شرح: ......زکاۃ ادا نہ کرنے والی احادیث اگرچہ ضعیف ہیں، مگر زکاۃ ادا نہ کرنے والی قوم کی نحوست سے قحط سالی برپا ہونے والی حدیث ثقہ اور قابل اعتماد ہے۔ زکاۃ ایک تو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے، دوسرا اس کی ادائیگی سے مخلوق سے ہمدردی ہوتی ہے۔ اسے ادا نہ کرنا سنگدلی ہے جس کا نتیجہ قحط سالی ہے، جب لوگ سخت مزاج ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ بھی ان پر سختی کرتا ہے۔

۲۶۸۷۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ كَانَ

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے: مال میں زکوٰۃ فرض

(۲۶۸۳) طبراني اوسط، طبراني صغير: ٤٥٣۔ وفيه الحارث بن النعمان وهو ضعيف، هيثمي: ٤٣٢٥.

(۲۶۸٤) طبراني اوسط، وفيه عمر بن هارون وهو ضعيف، هيثمي: ٤٣٣٥.

(۲۶۸٥) بزار: ٨٨١۔ وفيه عثمان بن عبدالرحمن الجمحي قال ابو حاتم يكتب حديثه ولا يحتج به، هيثمي: ٤٣٤١.

(۲۶۸٦) طبراني اوسط، ورجاله ثقات، هيثمي: ٤٣٤١.

(۲۶۸۷) موطا: ٥٨٠.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يَـقُـوْلُ لاَ تَجِبُ فِي مَالٍ زَكَاةٌ حَتَّى يَحُوْلَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ. (رواه مالك ٥٨٠)

نہیں ہوتی حتی کہ سال ہو جائے۔''

٢٦٨٨ــــ عَـنِ ابْـنِ عُـمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَـنِ اسْتَـفَـادَ مَـالاً فَلاَ زَكَـاةَ عَلَيْهِ حَتَّـى يَحُوْلَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ عِنْدَ رَبِّهِ. (رواه الترمذى ٦٣١)

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو مال حاصل کرے اس پر زکوٰۃ نہیں ہے حتی کہ اس پر سال گزر جائے۔''

شرح: ...... ایک آدمی کے پاس اونٹ ہیں، دوران سال اس کے اونٹوں میں اضافہ ہوتا ہے، اسی طرح دوسرا مال ہے، ہبہ سے یا وراثت سے مال میں دوران سال اضافہ ہو جاتا ہے۔

جتنا بھی مال ہو خواہ سال کے شروع میں حاصل ہوا ہو یا آخر میں، سال گزرے گا تو تب زکاۃ دینا فرض ہے۔ دو چیزیں ثابت ہوئیں، نصاب پر سال گزرے تو زکاۃ دینا ہے۔ (۲) سال کے دوران جو بھی مال حاصل ہوا اس سارے مال کو ملا کر زکاۃ دینا ہے۔ (تحفۃ الاحوذی: ۲/ ۸)

٢٦٨٩ــــ عَـنْ عَـلِـيٍّ أَنَّ الْعَبَّـاسَ سَـأَلَ النَّبِيَّ ﷺ فِـي تَعْجِيْلِ صَدَقَتِهِ قَبْلَ أَنْ تَحُلَّ فَـرَخَّـصَ لَـهُ فِـي ذَلِكَ. (رواه أبوداود ١٦٢٤)

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کی کہ وہ سال پورا ہونے سے پہلے اپنی زکوٰۃ جلدی ادا کر دیں تا کہ نیک کام میں جلدی کرنے کا درجہ حاصل ہو تو آپ ﷺ نے انہیں کو اس امر کی اجازت دے دی۔'' (ابوداؤد)

شرح: ...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نصاب موجود ہو تو سال سے پہلے بھی زکاۃ نکالنا جائز ہے۔ مگر یہ الجھن ہو سکتی ہے کہ ابھی اوپر گزرا ہے کہ زکاۃ سال گزرنے پر دی جائے۔ اس الجھن کا ازالہ یہ ہے کہ سال گزرنے کی قید سے اس کی نفی نہیں ہوتی کہ پہلے ادا نہ کی جائے۔ یہ حدیث پہلے دینے کے جواز پر واضح دلالت کرتی ہے، اس کے مقابلے میں قیاس آرائی کی ضرورت نہیں۔ (عون المعبود: ۲/ ۳۳)

٢٦٩٠ــــ عَـنْ أَبْيَـضَ بْـنِ حَـمَّالٍ أَنَّهُ كَلَّمَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ فِي الصَّدَقَةِ حِيْنَ وَفَدَ عَلَيْهِ فَـقَالَ يَا أَخَاسَبَاءٍ لاَبُدَّمِنْ صَدَقَةٍ فَقَالَ إِنَّمَا زَرْعُـنَـا الْـقُطْنَ يَا رَسُوْلَ اللهِ وَقَدْ تَبَدَّدَتْ سَبَأٌ وَلَمْ يَبْقَ مِنْهُمْ إِلاَّ قَلِيْلٌ بِمَأْرِبَ فَصَالَحَ

ابیض بن حمال رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے زکوٰۃ کے بارے میں کلام کیا۔ جس وقت وہ آپ کے پاس وفد لے کر آئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: سبا کے بھائی! صدقہ تو ضروری ہے۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہماری کاشت تو صرف کپاس کی ہے اور قوم سبا اب جدا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ عَلَى سَبْعِيْنَ حُلَّةٍ بَزٍّ مِنْ قِيْمَةِ وَفَاءٍ بِزِّ الْمَعَافِرِ كُلَّ سَنَةٍ عَمَّنْ بَقِيَ مِنْ سَبَأٍ بِمَأْرِبَ فَلَمْ يَزَالُوْا يُؤَدُّوْنَهَا حَتَّى قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَإِنَّ الْعُمَّالَ انْتَقَضُوْا عَلَيْهِمْ بَعْدَ قَبْضِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْمَا صَالَحَ أَبْيَضُ بْنُ حَمَّالٍ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِي الْحُلَلِ السَّبْعِيْنَ فَرَدَّ ذٰلِكَ أَبُوْبَكْرٍ عَلَى مَاوَضَعَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتَّى مَاتَ أَبُوْبَكْرٍ فَلَمَّا مَاتَ أَبُوْبَكْرٍ ؓ انْتَقَضَ ذٰلِكَ وَصَارَتْ عَلَى الصَّدَقَةِ. (رواه أبوداود ٣٠٢٨)

جدا ہو چکی ہے اور مارب کے مقام پر تھوڑے لوگ موجود ہیں۔ چنانچہ اس نے نبی ﷺ کے ساتھ صلح کر لی کہ وہ لوگ سالانہ ستر جوڑے کپڑے کے برابر معافری کپڑے کی قیمت دیں گے۔ چنانچہ یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی وفات تک یہ ادا کرتے رہے۔ آپ کی وفات کے بعد وہاں کے عاملوں نے ان کی طرف سے کیا گیا وعدہ توڑ دیا جو کہ ابیض بن حمال ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے ستر جوڑوں کی ادائیگی کا کر رکھا تھا۔ تو حضرت ابوبکر ؓ نے دوبارہ اسے اسی کیفیت پر لوٹا دیا، حتیٰ کہ ابوبکر ؓ کی وفات ہوگئی، پھر یہ عہد ٹوٹ گیا اور صدقہ لیا جانے لگا۔

٢٦٩١۔ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ أَنَّ وَفْدَ ثَقِيْفٍ لَمَّا قَدِمُوْا عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنْزَلَهُمُ الْمَسْجِدَ لِيَكُوْنَ أَرَقَّ لِقُلُوْبِهِمْ فَاشْتَرَطُوْا عَلَيْهِ أَنْ لَا يُحْشَرُوْا وَلَا يُعْشَرُوْا وَلَا يُجَبُّوْا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَكُمْ أَنْ لَا تُحْشَرُوْا وَلَا تُعْشَرُوْا وَلَا خَيْرَ فِيْ دِيْنٍ لَيْسَ فِيْهِ رُكُوْعٌ. (رواه أبوداود ٣٠٢٦)

سیدنا عثمان بن ابی العاص ؓ روایت کرتے ہیں کہ جب ثقیف کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے ان کو مسجد میں ٹھہرایا تا کہ ان کے دل نرم ہوں تو ان لوگوں نے اسلام لانے کی یہ شرائط آپ ﷺ پر طے کیں کہ وہ فوجی مہم میں جمع نہ ہوں گے، عشر ادا نہیں کریں گے اور وہ نماز نہیں پڑھیں گے۔ پس آپ ﷺ نے ان کو فرمایا: ”فوج میں بھرتی نہ ہونا اور تم عشر بھی نہ دینا البتہ اس دین میں کوئی خوبی نہیں ہے جس میں رکوع نہ ہو۔“

٢٦٩٢۔ عَنْ وَهْبٍ قَالَ سَأَلْتُ جَابِرًا عَنْ شَأْنِ ثَقِيْفٍ إِذَا قَالَ اشْتَرَطَتْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ أَنْ لَا صَدَقَةَ عَلَيْهَا وَلَا جِهَادَ وَأَنَّهُ

وھب بن منبہ نے کہا: میں نے جابر ؓ سے سوال کیا کہ ثقیف والے جب اسلام لائے اور انہوں نے بیعت کی تو ان کی حالت کیا تھی؟ انہوں نے کہا: ثقیف والوں نے شرط رکھی

(٢٦٨٨) ترمذی: ٦٣١۔ صحیح، البانی: ٥١٥۔ موطا: ٦٥٧۔
(٢٦٨٩) ابوداؤد: ١٦٦٤۔ حسن، البانی: ١٤٢٠۔ ترمذی: ٦٧٩۔ ابن ماجہ: ١٧٩٥۔ احمد: ٨٢٤۔ دارمی: ١٦٣٦۔
(٢٦٩٠) ابوداؤد: ٣٠٢٨۔ ضعیف الاسناد: ٦٥٤۔
(٢٦٩١) ابوداؤد: ٣٠٢٦۔ ضعیف، البانی: ٦٥٢۔ احمد: ١٧٤٥٤۔
(٢٦٩٢) ابوداؤد: ٣٠٢٥۔ صحیح، البانی: ٢٦١٤۔ احمد: ١٤٢٦٣۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ بَعْدَذٰلِكَ يَقُوْلُ سَيَتَصَدَّقُوْنَ وَيُجَاهِدُوْنَ إِذَا أَسْلَمُوْا. (رواه ابوداود ٣٠٢٥)

کہ ان پر زکوٰۃ و جہاد لازم نہ ہوگا۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ سے سنا کہ فرمایا: وہ عنقریب زکوٰۃ بھی دیں گے اور جہاد بھی کریں گے جب وہ پوری طرح مسلمان ہونگے۔"

شرح: ......ثقیف ہوازن قبیلہ کے بڑے کا نام تھا، اس کا نام قسی بن منبہ تھا، نبی اکرم ﷺ ۸ ہجری میں طائف کی جانب روانہ ہوئے، ثقیف والے شکست خوردہ ہو کر طائف میں اپنے قلعوں میں محفوظ ہو گئے۔ نبی اکرم ﷺ نے اٹھارہ روز ان کا محاصرہ کیا مگر یہ فتح نہ ہو سکا، آپ نے محاصرہ ختم کیا اور واپس آ گئے۔

بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ان ثقیف والوں کے لیے بددعا کریں تو نبی اکرم ﷺ نے ان کی ہدایت کی دعا کی تو انہوں نے اسلام قبول کرنے کے لیے آپ ﷺ سے رابطہ کیا اور صرف اسلام لانے کی تجویز دی، آپ ﷺ نے ان کی تمام باتیں سوائے نماز پڑھنے کے قبول کر لیں، فرمایا جب یہ دائرۂ اسلام میں داخل ہوں گے تو جہاد بھی کریں گے اور زکاۃ بھی دیں گے، یہ ایک وقتی مصلحت تھی۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ زکاۃ کا منکر اس اسلامی رکن کا انکار کرے تو وہ کفر نہیں کرتا، اس کا انکار کفر ہے، اور زکاۃ کے انکار سے انسان کامل مسلمان نہیں رہتا، صرف یہ ہو سکتا ہے کہ دائرہ اسلام میں داخل ہو لے تو پھر اسے اس رکن سے آگاہ کیا جائے کہ اس کی کیا اہمیت ہے۔ (عون المعبود: ۳/ ۱۲۶)

زَكَاةُ النَّقْدِ وَالْحَرْثِ وَالشَّجَرِ

نقد، کھیتی اور باغ کی زکوٰۃ کا بیان

٢٦٩٣ــ عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ وَالْحَارِثِ الْأَعْوَرِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِبَعْضِ أَوَّلِ هٰذَا الْحَدِيْثِ قَالَ فَإِذَا كَانَتْ لَكَ مِائَتَادِرْهَمٍ وَحَالَ عَلَيْهَا الْحَوْلُ فَفِيْهَا خَمْسَةُ دَرَاهِمَ وَلَيْسَ عَلَيْكَ شَيْءٌ يَعْنِي فِي الذَّهَبِ حَتَّى يَكُوْنَ لَكَ عِشْرُوْنَ دِيْنَارًا فَإِذَا كَانَ لَكَ عِشْرُوْنَ دِيْنَارًا وَحَالَ عَلَيْهَا الْحَوْلُ فَفِيْهَا نِصْفُ دِيْنَارٍ فَمَازَادَ فَبِحِسَابِ ذٰلِكَ قَالَ فَلَا أَدْرِيْ أَعَلِيٌّ

حارث الاعور، علی رضی اللہ عنہ سیدنا سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تیرے پاس دوسو درھم ہوں اور ان پر سال گذر جائے تو ان میں سے پانچ درھم زکوٰۃ لازم ہے۔ اور سونے میں بیس دینار تک کوئی چیز واجب نہیں ہے اور جب بیس دینار ہوں اور تیرے پاس ان پر سال گذر جائے تو ان میں سے نصف دینار واجب ہے اور جو زائد ہو تو وہ اس حساب کے مطابق واجب ہے۔" راوی نے کہا: میں نہیں جانتا کہ یہ علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے؟ بحساب ذلک (اس حساب کے مطابق) یا وہ مرفوع بیان کرتے ہیں۔" اور مال پر زکوٰۃ واجب نہیں

(٢٦٩٣) ابوداؤد: ١٥٧٢۔ صحیح، البانی: ١٣٩١۔ ترمذی: ٦٢٠۔ نسائی: ٢٤٧٨۔ ابن ماجہ: ١٧٩٠۔ احمد: ١٢٧٠۔ دارمی: ١٦٢٩۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يَقُوْلُ فَبِحِسَابِ ذٰلِكَ أَوْرَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَلَيْسَ فِي مَالٍ زَكَاةٌ حَتّٰى يَحُوْلَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ. (رواه ابوداود ١٥٧٢)

ہوتی یہاں تک کہ اس پر پورا سال گذر جائے۔" (ابوداؤد)

شرح: ...... اس حدیث میں درہم اور دینار کی زکاۃ کا نصاب بیان ہوا ہے اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ زکاۃ تب فرض ہوتی ہے، جب مال پر سال گزرا ہو۔ یہ سال گزرنے کی قید اس مال پر ہے جو بڑھتا ہے، جیسا کہ مویشی اور نقدی ہے ان کی نشوونما کا سال گزرنے کے بعد ہی پتہ چلتا ہے۔ مگر جو کھیتی اور پھل ہیں، ان میں سال کے خیال رکھنے کی ضرورت نہیں، یہ پھل کی پکائی اور فصل کی کٹائی کے حساب سے ہوگا۔ (عون المعبود: ۲/ ۱۱)

٢٦٩٤ــــ عَنْ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ أَوَاقٍ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ. (رواه البخاري ١٤٠٥)

سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "پانچ اوقیوں سے کم میں زکوٰۃ واجب نہیں اور پانچ اونٹوں سے کم میں بھی زکوٰۃ واجب نہیں اور پانچ وسق سے کم اجناس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔"

شرح: ...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ان مذکورہ تین چیزوں میں زکاۃ فرض ہے۔ پانچ اونٹوں سے کم میں زکاۃ نہیں اگر کوئی دینا چاہے تو اس کی مرضی ہے۔ ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے، پانچ اوقیہ دو سو درہم ہوا۔ اگر ان سے ایک درہم بھی کم ہو تو مالک کی مرضی ہے، چاہے تو زکاۃ دے چاہے نہ دے۔

ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے، پانچ وسق تین سو صاع ہوئے۔ تین سو صاع سے ایک صاع بھی کم ہو تو مالک کی مرضی ہے، عشر دے یا نہ دے، مگر جب مذکورہ نصاب پورا ہو تو پھر زکاۃ فرض ہے۔

اگر صاع دو کلو سو گرام وزن کا لیا جائے جو کہ زیادہ تحقیق والی بات ہے تو پھر یہ تین سو صاع تقریباً پندرہ من ہوتے ہیں، ایک کھیت سے اتنا اناج حاصل ہو تو اس کا دسواں یا بیسواں حصہ نکالنا ہے۔ چاندی کا وزن ساڑھے باون تولے نصاب ہے، اور سونے کا نصاب ساڑھے سات تولے ہے۔ (فتح الباری: ۳/ ۳۱۰)

٢٦٩٥ــــ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَتَبَ كِتَابَ الصَّدَقَةِ فَلَمْ يُخْرِجْهُ

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ نے کتاب الصدقہ تحریر کرائی اور صوبوں کے والیان کی طرف روانہ نہیں کی

(٢٦٩٤) بخاری: ١٤٠٥۔ مسلم: ٩٧٩۔ ترمذی: ٦٢٦۔ نسائی: ٢٤٨٧۔ ابوداؤد: ١٥٥٩۔ ابن ماجه: ١٧٩٣۔ احمد: ١١٥٢٠۔ موطا: ٥٧٦۔ دارمی: ١٦٣٣۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

إِلَى عُمَّالِهِ حَتَّى قُبِضَ فَقَرَنَهُ بِسَيْفِهِ فَلَمَّا قُبِضَ عَمِلَ بِهِ أَبُوْبَكْرٍ حَتَّى قُبِضَ وَعُمَرُ حَتَّى قُبِضَ وَكَانَ فِيهِ فِيْ خَمْسٍ مِنَ الْإِبِلِ شَاةٌ وَفِيْ عَشْرٍ شَاتَانِ وَفِي خَمْسَ عَشْرَةَ ثَلَاثُ شِيَاهٍ وَفِي عِشْرِيْنَ أَرْبَعُ شِيَاهٍ وَفِي خَمْسٍ وَعِشْرِيْنَ بِنْتُ مَخَاضٍ إِلَى خَمْسٍ وَثَلَاثِيْنَ فَإِذَا زَادَتْ فَفِيْهَا ابْنَةُ لَبُوْنٍ إِلَى خَمْسٍ وَأَرْبَعِيْنَ فَإِذَا زَادَتْ فَفِيْهَا حِقَّةٌ إِلَى سِتِّيْنَ فَإِذَا زَادَتْ فَجَذْعَةٌ إِلَى خَمْسٍ وَسَبْعِيْنَ فَإِذَا زَادَتْ فَفِيْهَا ابْنَتَالَبُوْنٍ إِلَى تِسْعِيْنَ فَإِذَازَادَتْ فَفِيْهَا حِقَّتَانِ إِلَى عِشْرِيْنَ وَمِائَةٍ فَإِذَا زَادَتْ عَلَى عِشْرِيْنَ وَمِائَةٍ فَفِي كُلِّ خَمْسِيْنَ حِقَّةٌ وَفِي كُلِّ أَرْبَعِيْنَ ابْنَةُ لَبُوْنٍ وَفِي الشَّاءِ فِي كُلِّ أَرْبَعِيْنَ شَاةً شَاةٌ إِلَى عِشْرِيْنَ وَمِائَةٍ فَإِذَا زَادَتْ فَشَاتَانِ إِلَى مِائَتَيْنِ فَإِذَا زَادَتْ فَثَلَاثُ شِيَاهٍ إِلَى ثَلَاثِ مِائَةِ شَاةٍ فَإِذَا زَادَتْ عَلَى ثَلَاثِ مِائَةِ شَاةٍ فَفِيْ كُلِّ مِائَةِ شَاةٍ شَاةٌ ثُمَّ لَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ حَتَّى تَبْلُغَ أَرْبَعَ مِائَةٍ وَلَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ وَلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ مَخَافَةَ الصَّدَقَةِ وَمَا كَانَ مِنْ خَلِيْطَيْنِ فَإِنَّهُمَا يَتَرَاجَعَانِ بِالسَّوِيَّةِ وَلَا يُؤْخَذُ فِي الصَّدَقَةِ هَرِمَةٌ وَلَا ذَاتُ عَيْبٍ. (للترمذی ٦٢١)

تھی کہ اتنے میں آپ ﷺ کا وصال ہوگیا۔ آپ ﷺ کی تحریر آپ کی تلوار کے ساتھ متصل رکھی تھی۔ پس اس پر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تادم موت عمل کیا اور پھر اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے تادم موت عمل کیا اور کتاب میں تحریر تھا: پانچ اونٹوں میں ایک بکری زکوٰۃ لازم ہے۔ دس میں دو بکریاں، پندرہ میں تین بکریاں اور بیس اونٹوں میں چار بکریاں، پچیس اونٹوں تا پینتیس میں ایک سال کی اونٹنی واجب ہے، اگر ایک زائد ہو تو چھتیس تا پینتالیس دوسال کی اونٹنی واجب ہے، اگر ایک زائد ہو تو چھیالیس تا ساٹھ دوسال کی اونٹنی واجب ہے، اگر ایک زائد ہو تو اکانوے تا ایک سو بیس دو اونٹنیاں جو تین سال کی عمر کی ہوں واجب ہیں۔ اگر اس تعداد سے اونٹ زائد ہوں تو ہر پچاس اونٹوں پر ایک تین سالہ واجب ہے اور ہر چالیس میں سے ایک دوسالہ اونٹنی واجب ہے۔ بکریوں کی زکوٰۃ میں ہر چالیس میں ایک بکری ہے تا ایک سو بیس، اگر دو سو زائد ہوں تو سو میں سے ایک بکری ہے اور اس کے بعد دوسرا سو پورا ہونے تک کچھ واجب نہیں ہے۔ جمع کو متفرق نہ کیا جائے اور متفرق کو زکوٰۃ کے ڈر سے جمع نہ کیا جائے اور زکوٰۃ میں بوڑھی اور عیب والی چیز نہ لی جائے گی۔"

(٢٦٩٥) ترمذی: ٦٢١۔ صحیح، البانی: ٥٠٧۔ ابوداؤد: ١٥٦٨۔ ابن ماجہ: ١٨٠٥۔ احمد: ٤٦٢٠۔ دارمی: ١٦٢٦۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

٢٦٩٦ـ وَفِي رِوَايَةٍ: قَالَ الزُّهْرِيُّ :إِذَا جَاءَ الْمُصَدِّقُ قُسِمَتِ الشَّاءُ أَثْلَاثًا ثُلُثًا شِرَارًا وَثُلُثًا خِيَارًا وَثُلُثًا وَسَطًا فَأَخَذَ الْمُصَدِّقُ مِنَ الْوَسَطِ . (لأبي داود ١٥٦٨)

ایک روایت میں ہے: ”جب زکوۃ وصول کرنے والا بکریوں کے پاس جائے تو ان کے تین اقسام بنائے کمترین، بہترین اور متوسط، اور متوسط میں سے زکوۃ وصول کرنے والا وصول کرے۔“ (ابوداؤد اور ترمذی)

شرح: ...... یہ زکاۃ کی دستاویز تلوار کے ساتھ ملانے کی وجہ یہ تھی کہ جو اس فرض کا انکار کرے اس سے یہ بزور شمشیر لیا جائے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اسی پر عمل کیا تھا، جب لوگوں نے زکاۃ دینے سے انکار کیا تھا۔

۲۔ اس دستاویز میں اونٹوں کا یہ نصاب تھا کہ پانچ اونٹ ہو جائیں تو ایک بکری زکاۃ نکالی جائے، دس اونٹ ہوں تو دو بکریاں زکاۃ نکالیں، پندرہ اونٹ ہوں تو تین بکریاں، بیس ہوں تو چار بکریاں، چوبیس تک یہی نصاب ہے، پچیس ہوں تو ایک بنت مخاض یعنی ایک سال کی اونٹ کی بچی زکاۃ ہے۔ پینتیس ہو جائیں تو یہی نصاب ہے۔ اس سے اوپر ہو جائیں تو پینتالیس تک بنت لبون یعنی اونٹ کی دو سال کی بچی ہے جب اس سے تعداد بڑھ جائے تو ساٹھ کی تعداد تک حقہ یعنی تین سال کی اونٹ کی بچی ہے۔

جب اس سے تعداد میں اضافہ ہو تو پچھتر تک جذعہ یعنی چار سال کی اونٹ کی بچی ہے۔

جب اس تعداد میں اضافہ ہو جائے تو نوے کی تعداد تک دو دو، دو بچیاں زکاۃ ہیں۔ جب اس تعداد میں بھی اضافہ ہو جائے تو پھر ایک سو بیس تک دو تین تین سال کی بچیاں زکاۃ ہے۔

اس کے بعد اضافہ کی صورت یہ ہے کہ نصاب کو پہلے کی مانند نئے سرے سے نہیں کیا جائے گا بلکہ ہر پچاس اونٹوں کا اضافہ ہو تو تین سال کی اونٹ کی بچی سابقہ نصاب کے ساتھ نکالی جائے اور چالیس اونٹوں کا اضافہ ہو تو دو سال کی بچی کا اضافہ کیا جائے۔

۳۔ بکریوں کی زکاۃ کی صورت یہ ہے کہ ایک آدمی کی چالیس بکریاں ہوں تو ایک بکری زکاۃ ہے، اس کے بعد کوئی زکاۃ نہیں ایک سو بیس سے زیادہ ہو جائیں تو پھر دو بکریاں ہیں۔

۴۔ جمع و تفریق زکاۃ میں اس طرح ہے کہ مثلاً تین آدمی ہیں، ہر ایک کی چالیس بکریاں ہیں، ان میں ہر ایک پر زکاۃ واجب ہو جاتی ہے، اگر یہ انہیں جمع کر لیتے ہیں تو اس صورت میں تینوں پر ایک بکری زکاۃ پڑتی ہے۔

اسی طرح دو شریک ہوں ان کی دو سو دو بکریاں ہیں ان کی زکاۃ تین بکریاں ہے، مگر یہ علیحدہ علیحدہ کر لیتے ہیں تو پھر ہر ایک کو ایک ایک بکری زکاۃ پڑتی ہے، مقصد یہ ہے کہ کوئی بھی ایسا حیلہ نہ کیا جائے جس سے زکاۃ نہ دینے یا کم دینے کا بہانہ پیدا ہو۔

(٢٦٩٦) ابوداؤد: ١٥٦٨ـ صحيح، الباني: ١٣٨٦.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

۵۔ جب صدقہ وزکاۃ وصول کرنے والا زکاۃ لیتا ہے تو پھر آپس میں اکٹھا مال رکھنے والے قیمت کے حساب سے زکاۃ دینے میں برابر کے شریک ہوں گے۔

٦۔ بوڑھا جانور زکاۃ میں نہ دینے کا مطلب ہے کہ لنگڑا نہ ہو، اتنا عمر رسیدہ نہ ہو اس کے دانت گر گئے ہوں۔ اور عیب والی زکاۃ میں نہ دے اس سے مراد ہے کہ خرید وفروخت میں عیب کی وجہ سے جو جانور واپس کر دیا جاتا ہے، وہ عیب اس میں نہ ہو۔ یا کسی بھی طرح کا بیمار جانور زکاۃ میں نہ دیا جائے۔ (تحفۃ الاحوذی: ۲/۴)

٢٦٩٧۔ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أَبَابَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَتَبَ لَهُ هٰذَا الْكِتَابَ لَمَّا وَجَّهَهُ إِلَى الْبَحْرَيْنِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ هٰذِهِ فَرِيْضَةُ الصَّدَقَةِ الَّتِي فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ وَالَّتِي أَمَرَ اللّٰهُ بِهَا رَسُوْلَهُ فَمَنْ سُئِلَهَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ عَلَى وَجْهِهَا فَلْيُعْطِهَا وَمَنْ سُئِلَ فَوْقَهَا فَلَا يُعْطِ فِي أَرْبَعٍ وَعِشْرِيْنَ مِنَ الْإِبِلِ فَمَا دُوْنَهَا مِنَ الْغَنَمِ مِنْ كُلِّ خَمْسٍ شَاةٌ إِذَا بَلَغَتْ خَمْساً وَعِشْرِيْنَ إِلَى خَمْسٍ وَثَلَاثِيْنَ فَفِيْهَا بِنْتُ مَخَاضٍ أُنْثٰى فَإِذَا بَلَغَتْ سِتًّا وَثَلَاثِيْنَ إِلَى خَمْسٍ وَأَرْبَعِيْنَ فَفِيْهَا بِنْتُ لَبُوْنٍ أُنْثٰى فَإِذَا بَلَغَتْ سِتًّا وَأَرْبَعِيْنَ إِلَى سِتِّيْنَ فَفِيْهَا حِقَّةٌ طَرُوْقَةُ الْجَمَلِ فَإِذَا بَلَغَتْ وَاحِدَةً وَسِتِّيْنَ إِلَى خَمْسٍ وَسَبْعِيْنَ فَفِيْهَا جَذَعَةٌ فَإِذَا بَلَغَتْ يَعْنِي سِتًّا وَسَبْعِيْنَ إِلَى تِسْعِيْنَ فَفِيْهَا بِنْتَا لَبُوْنٍ فَإِذَا بَلَغَتْ إِحْدٰى وَتِسْعِيْنَ إِلَى عِشْرِيْنَ وَمِائَةٍ فَفِيْهَا حِقَّتَانِ طَرُوْقَتَا الْجَمَلِ فَإِذَا زَادَتْ عَلَى عِشْرِيْنَ وَمِائَةٍ فَفِي كُلِّ أَرْبَعِيْنَ بِنْتُ لَبُوْنٍ وَفِي كُلِّ خَمْسِيْنَ

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان کے لیے ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے ایک تحریر لکھ کر دی جب ان کو بحرین روانہ کیا اور وہ یہ کتاب تھی اور مہر کا نقش تین سطور میں لکھا تھا ایک سطر ''محمد ﷺ'' دوسری ''رسول'' اور تیسری سطر ''اللّٰہ'' اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔ یہ زکوٰۃ کا وہ فریضہ ہے جو رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں پر لازم قرار دیا ہے اور جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو حکم دیا ہے۔ پس اس کے مطابق جو تحصیل دار مطالبہ کرے تو اس کو زکوٰۃ دی جائے اور جو اس مقدار سے زائد کا مطالبہ کرے تو اس کو زکوٰۃ نہ دی جائے۔ چوبیس اور اس سے کم اونٹوں کی زکوٰۃ میں بکری دی جائے، ہر پانچ اونٹوں پر ایک بکری اور پچیس تا پینتیس پر ایک سالہ اونٹنی، اگر اس کے پاس ایک سال کی اونٹنی موجود نہ ہو تو دو سال کی دے دے اور چھتیس تا پینتالیس کی زکوٰۃ میں دو سال کی اونٹنی لازم ہے اور چھیالیس تا ساٹھ میں تین سالہ اونٹنی واجب ہے جو اونٹ سے جفتی کے قابل ہو۔ اور جب اکسٹھ ہو جائیں تو پچھتر تک ایک پانچ سالہ اونٹنی ہے اور چھہتر تا نوے دو سال عمر کی دو اونٹنیاں واجب ہیں اور اکیانوے تا ایک سو بیس دو اونٹنیاں ہیں جو تین سال کی ہوں اور اونٹ سے جفتی کے قابل ہوں۔ جب ایک سو بیس سے زائد ہو جائیں تو ہر چالیس میں ایک سال کی اونٹنی ہے اور پچاس میں سے تین سالہ اونٹنی ہے۔ جس کی ملکیت میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حِقَّةٌ وَمَنْ لَّمْ يَكُنْ مَعَهُ إِلَّا أَرْبَعٌ مِنَ الْإِبِلِ فَلَيْسَ فِيهَا صَدَقَةٌ إِلَّا أَنْ يَّشَاءَ رَبُّهَا فَإِذَا بَلَغَتْ خَمْساً مِنَ الْإِبِلِ فَفِيهَا شَاةٌ وَفِي صَدَقَةِ الْغَنَمِ فِي سَائِمَتِهَا إِذَا كَانَتْ أَرْبَعِينَ إِلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ فَإِذَا زَادَتْ عَلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ إِلَى مِائَتَيْنِ شَاتَانِ فَإِذَا زَادَتْ عَلَى مِائَتَيْنِ إِلَى ثَلَاثِ مِائَةٍ فَفِيهَا ثَلَاثُ شِيَاهٍ فَإِذَا زَادَتْ عَلَى ثَلَاثِ مِائَةٍ فَفِي كُلِّ مِائَةٍ شَاةٌ فَإِذَا كَانَ سَائِمَةُ الرَّجُلِ نَاقِصَةً مِنْ أَرْبَعِينَ شَاةٍ وَاحِدَةً فَلَيْسَ فِيهَا صَدَقَةٌ إِلَّا أَنْ يَّشَاءَ رَبُّهَا وَفِي الرِّقَةِ رُبُعُ الْعُشْرِ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ إِلَّا تِسْعِينَ وَمِائَةً فَلَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يَّشَاءَ رَبُّهَا. (رواه البخاری ١٤٥٣)

صرف چار اونٹ ہوں تو ان پر کچھ بھی واجب نہیں، ہاں اگر مالک کچھ دینا چاہے تو دے سکتا ہے۔ اگر اونٹ پانچ ہوں تو ایک بکری واجب ہے...... بکریوں کی زکوٰۃ یہ ہے کہ چالیس میں سے ایک بکری ہے تا ایک سو بیس جبکہ وہ چرنے والی ہوں۔ جب ایک سو بیس پر ایک زائد ہو جائے تو دو بکریاں واجب ہیں دو سو تک، اور دو سو سے زائد ہوں تو تین بکریاں ہیں تین سو تک۔ اس کے بعد ہر سو میں ایک بکری واجب ہے۔ اگر کسی مرد کی چالیس چرنے والی بکریوں میں سے ایک بھی کم ہو تو تب اس پر کچھ بھی لازم نہیں ہے، البتہ اگر مالک خوشی سے کچھ دینا چاہے تو دے سکتا ہے۔

٢٦٩٨ــ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ أَمَرَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حِينَ بَعَثَنِي إِلَى الْيَمَنِ أَنْ لَّا آخُذَ مِنَ الْبَقَرِ شَيْئًا حَتَّى تَبْلُغَ ثَلَاثِينَ فَإِذَا بَلَغَتْ ثَلَاثِينَ فَفِيهَا عِجْلٌ تَابِعٌ جَذَعٌ أَوْ جَذَعَةٌ حَتَّى تَبْلُغَ أَرْبَعِينَ فَإِذَا بَلَغَتْ أَرْبَعِينَ فَفِيهَا بَقَرَةٌ مُسِنَّةٌ. (رواه للنسائی ٢٤٣٥)

معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا: جب رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن روانہ کیا تو مجھے حکم دیا کہ میں گائے کی زکوٰۃ میں کوئی چیز وصول نہ کروں یہاں تک کہ ان کی تعداد تیس تک پہنچ جائے تو اس میں موٹا تازہ بچھڑا فرض ہے جو دو سال کے بیل کے برابر ہو یا دو سال سے کم کا ہے اور اسکے ساتھ مزید کوئی چیز نہیں ہے اور جب گائے چالیس تک پہنچ جائیں تو ان میں دو سالہ گائے واجب ہے۔"

٢٦٩٩ــ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ عَفَوْتُ عَنِ الْخَيْلِ وَالرَّقِيقِ فَأَدُّوا زَكَاةَ أَمْوَالِكُمْ مِنْ كُلِّ مِائَتَيْنِ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: "میں نے گھوڑوں اور غلاموں کی زکوٰۃ معاف کی پس بقیہ اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کرو ہر دو سو درھم میں سے پانچ درہم دو"

(٢٦٩٨) نسائی: ٢٤٧٧۔ حسن، صحیح: ٢٣٠١۔ ترمذی: ٦٢٣۔ ابو داؤد: ١٥٧٦۔ ابن ماجه: ١٨٠٣۔ احمد: ٢١٦٢٤۔ موطا: ٥٩٨۔ دارمی: ١٦٢٤۔

(٢٦٩٩) نسائی: ٢٤٧٧۔ صحیح، الباني: ٢٣٢٢۔ ترمذی: ٦٢٠۔ ابداؤد: ١٥٧٤۔ ابن ماجه: ١٧٩٠۔ احمد: ١٢٧٠۔ دارمی: ١٦٢٩۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خَمْسَةٌ. (رواه النسائى ٢٤٧٧)

٢٧٠٠ـ عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَيْسَ فِى الْخَيْلِ وَالرَّقِيقِ زَكَاةٌ إِلَّا زَكَاةَ الْفِطْرِ فِى الرَّقِيقِ (رواه أبوداود ١٥٩٤)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''گھوڑوں میں اور غلاموں سے زکوٰۃ دینا واجب نہیں ہے مگر فطرانے میں غلام کا فطرانہ دیا جائے گا۔''

٢٧٠١ـ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِاللّٰهِ ، رَفَعَهُ: فِى الْخَيْلِ السَّائِمَةِ فِى كُلِّ فَرَسٍ دِينَارٌ (رواه الطبرانى فى الأوسط بضعف)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''چرنے والے گھوڑوں پر ہر ایک گھوڑے پر ایک دینار زکوٰۃ واجب ہے۔'' (الاوسط بسند ضعیف)

شرح: ...... صحیح بات یہی ہے کہ غلام اور گھوڑے میں زکاۃ نہیں، گھوڑے کی زکاۃ کے بارے میں جتنے بھی دلائل دیئے جاتے ہیں۔ وہ سب غیر واضح ہیں، یا پھر ضعیف ہیں۔

واضح بات یہی ہے کہ گھوڑے اور غلام میں زکاۃ نہیں، ہاں اگر یہ دونوں تجارت کے لیے ہوں تو مال تجارت کے طور پر زکاۃ ہوگی۔ (مرعاۃ: ۳/۴۴)

٢٧٠٢ـ عَنْ سُفْيَانَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ بَعَثَهُ مُصَدِّقاً فَكَانَ يَعُدُّ عَلَى النَّاسِ بِالسَّخْلِ فَقَالُوْا أَتَعُدُّ عَلَيْنَا بِالسَّخْلِ وَلَا تَأْخُذُ مِنْهُ شَيْئاً فَلَمَّا قَدِمَ عَلَى عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ ذَكَرَلَهُ ذٰلِكَ فَقَالَ عُمَرُ نَعَمْ تَعُدُّ عَلَيْهِمْ بِالسَّخْلَةِ يَحْمِلُهَا الرَّاعِيْ وَلَا تَأْخُذُهَا وَلَا تَأْخُذُ الْأَكُوْلَةَ وَلَا الرُّبَّى وَلَا الْمَاخِضَ وَلَا فَحْلَ الْغَنَمِ وَتَأْخُذُ الْجَذَعَةَ وَالثَّنِيَّةَ وَذٰلِكَ عَدْلٌ بَيْنَ غِذَاءِ الْغَنَمِ وَخِيَارِهِ (رواه مالك ٦٠٠)

سفیان بن عبداللہ کہتے ہیں کہ اس کو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے روانہ کیا تو وہ لوگوں کے مال میں بکریوں کے چھوٹے بچے بھی شمار کرتا تھا اور ان کو زکوٰۃ میں وصول نہ کرتا تھا۔ لوگوں نے کہا تو ہمارے اوپر بچے شمار کرکے زکوٰۃ لگاتا ہے اور ان کو وصول نہیں کرتا۔ جب یہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو ان سے اس بات کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا: چھوٹے بچے جن کو بکریاں چرانے والا اٹھائے پھرتا ہے وہ بھی شمار کیا کر اور ان میں سے وصول کوئی نہ کر اور گندی اشیاء کھانے والی، اپنا بچہ پالنے والی، دودھ دینے والی اور بکریوں کا نر وصول نہ کیا کر۔ تین سالہ دو سالہ جانور وصول کیا کر اور یہ درمیانہ مال ہے کھانے کے لیے اور رکھنے کے لیے۔'' (مالک)

(٢٧٠٠) ابوداؤد: ١٥٩٤ـ صحیح، البانی: ١٤٠٩ـ بخاری: ١٤٦٤ـ مسلم: ٩٨٢ـ ترمذی: ٦٢٨ـ نسائی: ٢٤٧٢ـ ابن ماجه: ١٨١٢ـ احمد: ٩٨٣٠ـ موطا: ٦١٢ـ دارمی: ١٦٣٢.

(٢٧٠١) طبرانی اوسط، وفيه الليث بن حماد و غورك كلاهما ضعيف، هيثمی: ٤٣٧٠.

(٢٧٠٢) موطا: ٦٠٠.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شرح: ......اس کا مطلب ہے کہ نہ تو بہت عمدہ مال لیا جائے اور نہ بہت ردی مال لیا جائے۔ درمیانہ مال زکاۃ میں لیا جائے۔ اس کی تائید نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان سے بھی ہوتی ہے جب آپ ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا تو فرمایا تھا، زکاۃ میں بہت عمدہ مال لینے سے بچنا۔ (شرح زرقانی: ۲/۱۴۲)

۲۷۰۳۔ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ بَعَثَنِي النَّبِيُّ ﷺ مُصَدِّقًا فَمَرَرْتُ بِرَجُلٍ فَلَمَّا جَمَعَ لِي مَالَهُ لَمْ أَجِدْ عَلَيْهِ فِيهِ إِلَّا ابْنَةَ مَخَاضٍ فَقُلْتُ لَهُ أَدِّ ابْنَةَ مَخَاضٍ فَإِنَّهَا صَدَقَتُكَ فَقَالَ ذَاكَ مَا لَا لَبَنَ فِيهِ وَلَا ظَهْرَ وَلَكِنْ هَذِهِ نَاقَةٌ فَتِيَّةٌ عَظِيمَةٌ سَمِينَةٌ فَخُذْهَا فَقُلْتُ لَهُ مَا أَنَا بِآخِذٍ مَا لَمْ أُوْمَرْ بِهِ وَهَذَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْكَ قَرِيبٌ فَإِنْ أَحْبَبْتَ أَنْ تَأْتِيَهُ فَتَعْرِضَ عَلَيْهِ مَا عَرَضْتَ عَلَيَّ فَافْعَلْ فَإِنْ قَبِلَهُ مِنْكَ قَبِلْتُهُ وَإِنْ رَدَّهُ عَلَيْكَ رَدَدْتُهُ قَالَ فَإِنِّي فَاعِلٌ فَخَرَجَ مَعِي وَخَرَجَ بِالنَّاقَةِ الَّتِي عَرَضَ عَلَيَّ حَتَّى قَدِمْنَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ أَتَانِي رَسُولُكَ لِيَأْخُذَ مِنْ صَدَقَةِ مَالِي وَايْمُ اللَّهِ مَا قَامَ فِي مَالِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَلَا رَسُولُهُ قَطُّ قَبْلَهُ فَجَمَعْتُ لَهُ مَالِي فَزَعَمَ أَنَّ مَا عَلَيَّ فِيهِ ابْنَةُ مَخَاضٍ وَذَلِكَ مَا لَا لَبَنَ فِيهِ وَلَا ظَهْرَ وَقَدْ عَرَضْتُ عَلَيْهِ نَاقَةً فَتِيَّةً عَظِيمَةً لِيَأْخُذَهَا فَأَبَى عَلَيَّ وَهَا هِيَ ذِهْ قَدْ جِئْتُكَ بِهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ خُذْهَا فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ذَاكَ الَّذِي عَلَيْكَ فَإِنْ تَطَوَّعْتَ بِخَيْرٍ آجَرَكَ

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کو نبی کرم ﷺ نے زکوٰۃ وصول کرنے پر متعین کیا تو انہوں نے ایک مرد کو کہا جس پر ایک سال کی اونٹنی لازم تھی کہ ایک سالہ اونٹنی دے دے، تیرے اوپر اتنی ہی زکوٰۃ واجب ہے: اس مرد نے کہا: یہ تو نہ دودھ دیتی ہے اور نہ سواری کے قابل ہے، تم یہ موٹی تازی ناقہ وصول کر لو۔ ابی رضی اللہ عنہ نے وہ لینے سے انکار کر دیا مگر اس معاملے کو رسول اللہ ﷺ پر پیش کرنا مناسب سمجھا اور اس مرد کو ساتھ لیکر آئے اور دونوں رسول اللہ ﷺ پر پیش ہوئے۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: واجب تو تیرے اوپر وہی ایک سال کی اونٹنی ہے البتہ اگر نفلی طور پر تو دینا چاہے تو اللہ تعالیٰ مزید مجھے اجر عطا کرے گا اور ہم قبول کریں گے۔ چنانچہ ابی رضی اللہ عنہ کو قبول کرنے کا رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا اور اس کو برکت کی دعا دی۔ (ابوداؤد نے مع قصہ روایت کی ہے۔)"

(۲۷۰۳) ابوداؤد: ۱۵۸۳۔ حسن، البانی: ۱۴۰۱۔ احمد: ۲۰۷۷۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهُ فِيْهِ وَقَبِلْنَاهُ مِنْكَ قَالَ فَهَا هِيَ ذِهْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ جِئْتُكَ بِهَا فَخُذْهَا قَالَ فَأَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِقَبْضِهَا وَدَعَالَهُ فِي مَالِهِ بِالْبَرَكَةِ(رواه أبوداود ١٥٨٣)

٢٧٠٤۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا جَلَبَ وَلَا جَنَبَ وَلَا شِغَارَ فِي الْإِسْلَامِ وَمَنِ انْتَهَبَ نُهْبَةً فَلَيْسَ مِنَّا . (للنسائي ، ، ٣٣٣٥) قُلْتُ كَذَا فِي الْأَصْلِ هُنَا وَفِي كِتَابِ السَّبَقِ أَنَّ لِأَبِيْ دَاوُدَ: لَا جَلَبَ وَلَا جَنَبَ فِي الرِّهَانِ . وَأَنَّ الْحَدِيْثَ بِطُوْلِهِ إِنَّمَا هُوَ لِلتِّرْمِذِيِّ وَأَنَّ النِّسَائِيَّ لَمْ يَذْكُرِ النَّهْبَةَ وَأَنَا قَدْ وَجَدْتُ الْحَدِيْثَ بِطُوْلِهِ فِيْ بَابِ الشِّغَارِ مِنَ التِّرْمِذِيِّ وَالنِّسَائِيِّ فَهُوَ لَهُمَا جَمِيْعًا) .

سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بد گوئی، گوشہ نشینی اور نکاح شغار اسلام میں جائز نہیں اور جس نے لوٹ مار کی وہ ہم سے میں سے نہیں ہے۔ امام نسائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مقام پر اصل میں بھی اسی طرح ہے اور ابو داؤد کے باب مسابقت میں ہے: نہیں ہے بدگوئی، نہ گوشہ نشینی، نہ شرط لگانا جائز ہے اور یہ حدیث پوری طویل ترمذی میں ہے۔ اور نسائی نے نہبہ (لوٹ مار) کا لفظ ذکر نہیں کیا...... اور یہ حدیث پوری ترمذی اور نسائی کے باب شغار میں مجھے دستیاب ہوئی۔

شرح: ......١۔ یہ جلب اور جنب زکاۃ میں بھی ہوتا ہے، گھوڑوں کی دوڑ میں بھی ہوتا ہے۔ جلب کا معنی کھینچنا ہے اور جنب کا معنی پہلو میں رکھنا ہے۔

زکاۃ میں جلب یہ ہے کہ زکاۃ وصول کرنے والا ایک جگہ پر اترتا ہے اور زکاۃ وصول کرنے والوں کو بھیجتا ہے کہ لوگوں کے مال جمع کرو اور میرے پاس لاؤ پھر ان سے زکاۃ وصول کرے۔

اس سے نبی اکرم ﷺ نے منع کیا ہے اور حکم دیا ہے کہ لوگوں کے پاس پہنچ کر ان کے مقامات سے زکاۃ وصول کرو۔

جنب یہ تھا کہ عامل خود ایک الگ مقام پر ٹھہر جاتا اور حکم دیتا کہ مال میرے پاس کھینچ کر لاؤ اور اس سے زکاۃ وصول کرتا ہے۔

٢۔ دوڑ میں جلب یہ ہے کہ آدمی اپنے گھوڑے کے پیچھے جو دوڑ رہا ہے، دوسرے آدمی کو مقرر کر دیتا ہے تاکہ وہ اسے سرپٹ دوڑانے کے لیے ڈانٹے اور دوڑ میں جنب یہ ہے کہ سوار اپنے پہلو میں دوسرا گھوڑا ساتھ تیار رکھے، اگر وہ گھوڑا جو دوڑ رہا ہے تھک جائے تو پہلو والے پر سوار ہو جائے۔ یاد رہے کہ یہ عام ریس کی بات نہیں، وہ تو منع ہے یہ ان گھوڑوں کی بات ہے جو اسلام کی سربلندی کے لیے بطور مشق میدان میں دوڑائے جاتے ہیں۔

(٢٨٠٤) نسائی: ٣٣٣٥۔ صحیح، البانی: ٣١٢٧۔ ترمذی: ١١٢٣۔ ابوداؤد: ٢٥٨١۔ ابن ماجہ: ٣٩٣٧۔ احمد: ١٩٤٨٥۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

۳۔ نکاح شغار، یعنی وٹہ سٹہ کے نکاح کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں، اگر یہ ہو چکا ہے تو ایسا عقد نکاح برقرار نہیں رہتا۔

۴۔ جوڈاکہ ڈالتا ہے اسے نبی اکرم ﷺ نے مسلمانوں میں شمار نہیں کیا۔ (تعلیقات سلفیہ)

٢٧٠٥ــ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: فَرَضَ مُحَمَّدٌ ﷺ فِي أَمْوَالِ الْمُسْلِمِينَ فِي كُلِّ أَرْبَعِينَ دِرْهَمًا دِرْهَمٌ وَفِي أَمْوَالِ أَهْلِ الذِّمَّةِ فِي كُلِّ عِشْرِينَ دِرْهَمًا دِرْهَمٌ وَفِي أَمْوَالِ مَنْ لَا ذِمَّةَ لَهُ فِي كُلِّ عَشَرَةِ دَرَاهِمَ دِرْهَمٌ. (رواه الطبراني في الأوسط)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ محمد ﷺ نے مسلمانوں کے مال میں سے ہر چالیس درہم میں ایک درہم زکوۃ متعین کی ہے اور اہل ذمہ کے مال میں سے ہر بیس درہم میں سے ایک درہم (خراج) متعین کیا۔ اور جو غیر مسلم اہل ذمہ واہل معاہدہ نہیں ہیں ان کے ہر دس درہم میں سے ایک درہم کا تعین فرمایا ہے'' (الاوسط)

٢٧٠٦ــ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ بَعَثَهُ إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ خُذِ الْحَبَّ مِنَ الْحَبِّ وَالشَّاةَ مِنَ الْغَنَمِ وَالْبَعِيْرَ مِنَ الإِبِلِ وَالْبَقَرَةَ مِنَ الْبَقَرِ. (لأبي داود، ١٥٩٩)

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس کو رسول اللہ ﷺ نے جب یمن روانہ کیا تو ان کو فرمایا: ''غلہ سے غلہ، بکریوں سے بکری، اونٹوں سے اونٹ اور گائے میں سے گائے وصول کرو۔''

٢٧٠٧ــ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللهِ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ فِيمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالْعُيُوْنُ أَوْ كَانَ عَثَرِيًّا الْعُشْرُ وَمَا سُقِيَ بِالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ. (للبخاري، ، ١٤٨٣)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''وہ زمین جس کو آسمانی بارش اور چشموں سے سیراب کیا جائے یا وہ سیلاب کے پانی سے سیراب کی جائے اس میں سے دسواں حصہ ہے اور جس کو پانی نکال کر سیراب کیا جائے اس کی زکوۃ بیسواں حصہ ہے......''

شرح: ......اس حدیث میں جو یہ بیان ہوا ہے کہ جس کھیتی کو آسمان نے سیراب کیا ہے اس کا مطلب ہے بارش سے سیراب ہو، برف یا اولوں سے ہو، یا شبنم سے سیراب ہوئی ہو یا چشمہ سیراب کرتا ہے، اس میں کسان کو محنت نہیں کرنا پڑتی، یا پھر زمین میں ایسی نمی ہوتی ہے، کھیتی یا درخت کی جڑوں کو خود بخود تر کر دیتی ہے۔

اس میں تقریباً پندرہ من کلو اناج حاصل ہو تو اس سے نصاب کا آغاز ہوتا ہے، اس سے زیادہ جتنا ہو یہ بھی اس میں شامل کرنا ہے، اور دسواں حصہ نکالنا ہے۔

(٢٧٠٥) طبرانی اوسط، ورجاله ثقات، لكنه قال تفرد به زنبج ورواه جماعة، ثقات فوقفوه على عمر بن الخطاب، هيثمى : ٤٣٨٣.

(٢٧٠٦) ابوداؤد: ١٥٩٩۔ ضعيف، البانی: ٣٤٦۔ نسائی: ٢٤٥٣۔ ابن ماجه: ١٨١٤.

(٢٧٠٧) بخاری: ١٤٨٣۔ ترمذی: ٦٤٠۔ نسائی: ٢٤٨٨۔ ابوداؤد: ١٥٩٦۔ ابن ماجه: ١٨١٧.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اور جو کھیتی پانی چھڑک کر، یا جانور کے ذریعے یعنی اس کے اوپر لاد کر یا اسے کنوئیں وغیرہ میں جوت کر، یا محنت سے سیراب کی ہو یا اس پر سیرابی کا خرچہ آیا ہو تو پھر بیسواں حصہ نکالنا ہے۔

یہ یاد رہے شریعت نے یہ اخراجات یا محنت کا اندازہ پہلے ہی لگا دیا ہے اخراجات والی آمدنی بیسواں حصہ، بغیر اخراجات والی دسواں حصہ لہٰذا اس کے حساب سے عشر نکال کر اناج پھر دوسرے استعمال میں لایا جائے۔ (مرعاۃ: ۳/۶۱)

۲۷۰۸۔ عَنْ عَتَّابِ بْنِ أُسَيْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ يَبْعَثُ عَلَى النَّاسِ مَنْ يَخْرُصُ عَلَيْهِمْ كُرُوْمَهُمْ وَثِمَارَهُمْ وَبِهَذَا الإِسْنَادِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ فِيْ زَكَاةِ الْكُرُوْمِ إِنَّهَا تُخْرَصُ كَمَا يُخْرَصُ النَّخْلُ ثُمَّ تُؤَدِّى زَكَاتُهُ زَبِيْبًا كَمَا تُؤَدِّى زَكَاةُ النَّخْلِ تَمْرًا . (للترمذي، ٦٤٤)

عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم انگور کا بھی تخمینہ لگائیں جیسے ہم کھجور کا تخمینہ لگایا کرتے ہیں اور انگور کی زکوۃ کشمش کی صورت میں وصول کیا کریں جیسے ہم کھجور کی زکوۃ خشک کھجور کی صورت میں وصول کیا کرتے ہیں۔" (ترمذی وابوداود)

۲۷۰۹۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَسْعُوْدِ بْنِ نِيَارٍ يَقُوْلُ جَاءَ سَهْلُ بْنُ أَبِيْ حَثْمَةَ إِلَى مَجْلِسِنَا فَحَدَّثَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ إِذَا خَرَصْتُمْ فَخُذُوْا وَدَعُوْا الثُّلُثَ فَإِنْ لَمْ تَدَعُوْا الثُّلُثَ فَدَعُوْا الرُّبُعَ . (رواه الترمذي، ٦٤٣)

سہل بن حثمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تخمینہ لگاؤ تو وصول کرتے وقت دو تہائی وصول کرو اور ایک تہائی ترک کر دو اور ایک تہائی ترک نہ کرو تو چوتھائی چھوڑ دو۔"

۲۷۱۰۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَبْعَثُ عَبْدَ اللهِ بْنَ رَوَاحَةَ فَيَخْرُصُ النَّخْلَ حِيْنَ يَطِيْبُ قَبْلَ أَنْ يُؤْكَلَ مِنْهُ ثُمَّ يُخَيِّرُ يَهُوْدَ يَأْخُذُوْنَهُ بِذَلِكَ الْخَرْصِ أَيَدْفَعُوْنَهُ إِلَيْهِمْ بِذَلِكَ الْخَرْصِ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ خیبر کی پیداوار کا تخمینہ لگانے کے لیے عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو بھیجتے تھے۔ وہ تخمینہ لگا کر یہود کو تخمینہ لگائی چیز میں سے پسند کرنے کا اختیار دیتے تھے کہ وہ چاہیں تو لے لیں اور چاہیں تو ان کے حوالے کر دیں تاکہ وہ زکوۃ شمار کر سکیں، پھل کھانے یا ان کے

(۲۷۰۸) ترمذی: ٦٤٤۔ ضعیف، البانی: ۹۸۔ نسائی: ۲٦۱۸۔ ابوداؤد: ۱٦۰۳۔ ابن ماجہ: ۱۸۱۹۔

(۲۷۰۹) ترمذی: ٦٤٣۔ ضعیف، البانی: ۹۷۔ نسائی: ۲٤۹۱۔ احمد: ۱۵٦٦۲۔ دارمی: ۲٦۱۹۔

(۲۷۱۰) ابوداؤد: ۳٤۱۳۔ ضعیف الاسناد: ۷٤۰۔ احمد: ۲٤۷۷۷۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لَكَي يُحْصَى الزَّكَاةُ قَبْلَ أَنْ تُؤْكَلَ الثِّمَارُ وَتُفَرَّقَ . (رواه أبوداود ، ، ٣٤١٣)

تقسیم ہونے سے پہلے......" (ابوداؤد)

٢٧١١ـ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ خَرَصَهَا ابْـنُ رَوَاحَةَ أَرْبَعِيْـنَ أَلْفَ وَسْقٍ وَزَعَمَ أَنَّ الْيَهُوْدَ لَمَّا خَيَّرَهُمُ ابْنُ رَوَاحَةَ أَخَذُوْا الثَّمَرَ وَعَلَيْهِمْ عِشْرُوْنَ أَلْفَ وَسْقٍ . (رواه أبوداود، ٣٤١٤)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے چالیس ہزار وسق کا تخمینہ لگایا اور یہود کو اختیار دیا اور انہوں نے پھل لیے جو بیس ہزار وسق تھا۔"

٢٧١٢ـ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَبْعَثُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ رَوَاحَةَ إِلَى خَيْبَرَ فَيَخْرُصُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ يَهُوْدِ خَيْبَرَ قَالَ فَجَمَعُوْا لَهُ حَلْياً مِنْ حَلْيِ نِسَائِهِمْ فَقَالُوْا لَهُ هٰذَا لَكَ وَخَفِّفْ عَنَّا وَتَجَاوَزْ فِي الْقَسْمِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ يَامَعْشَرَ الْيَهُوْدِ وَاللّٰهِ إِنَّكُمْ لَمِنْ أَبْغَضِ خَلْقِ اللّٰهِ إِلَيَّ وَمَا ذَاكَ بِحَامِلِي عَلَى أَنْ أَحِيْفَ عَلَيْكُمْ فَأَمَّا مَا عَرَضْتُمْ مِنَ الرِّشْوَةِ فَإِنَّهَا سُحْتٌ وَإِنَّا لاَ نَأْكُلُهَا فَقَالُوْا بِهٰذَا قَامَتِ السَّمٰوَاتُ وَالأَرْضُ . (رواه مالك ، ، ١٤١٣)

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ یہود نے عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے لیے زیور جمع کیا اور انہوں نے کہا کہ یہ سب تیرا ہے اور تو ہم سے تقسیم میں رعایت کر دے۔ تو انہوں نے کہا: اے یہود کی جماعت! اللہ کی قسم تم اللہ کی ساری مخلوق میں سے مجھے ناپسند ہو اور یہ چیز مجھے تمہارے اوپر ظلم کرنے کے لیے مشتعل نہیں کر سکتی اور وہ جو تم نے رشوت پیش کی ہے وہ تو سر اسر حرام ہے اور ہم حرام نہیں کھاتے۔ تو یہود نے کہا: یہ وہ چیز ہے جس کی وجہ سے زمین و آسمان قائم ہیں۔

٢٧١٣ـ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ قَالَ: إِنَّمَا خَرَصَ ابْنُ رَوَاحَةَ عَلَى أَهْلِ خَيْبَرَ عَاماً وَاحِداً فَأُصِيْبَ يَوْمَ مُؤْتَةَ ثُمَّ إِنَّ جَبَّارَ بْنَ صَخْرِ بْنِ خَنْسَاءَ كَانَ يَبْعَثُهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ ابْنِ

عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم کہتے ہیں عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے اہل خیبر کی زمینوں کا ایک سال ہی تخمینہ لگایا تھا، پھر وہ جنگ موتہ کے دن شہید ہو گئے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے جبار بن صخر کو روانہ کیا اور اس نے اہل خیبر کے کھیت کا تخمینہ لگایا۔ (الکبیر)

(٢٧١١) ابوداؤد: ٣٤١٤ـ صحيح، الاسناد: ٢٩١٤ـ احمد: ١٤٥٣٦.

(٢٧١٢) موطا: ١٤١٣.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رَوَاحَةَ فَيَخْرُصُ عَلَيْهِمْ . (للكبير، ٢١٣٦)

شرح: ......زکاۃ کی وصولی کے لیے عامل بھیجنے سے پہلے جبکہ پھل درختوں پر رنگ پکڑ جاتا مگر ابھی کھانے کے قابل نہ ہوتا تھا تو آپ ﷺ ایک آدمی بھیجتے تاکہ وہ درختوں پر موجود پھلوں کا اندازہ لگائے اور اسے حکم یہ تھا کہ جتنا اندازہ لگایا ہے اس سے کم ہی بتائے تاکہ زکاۃ دینے والے کا نقصان نہ ہو اور یہ آدمی بہت ماہر تخمینہ نگار ہوتا تھا، تقریباً اس کا بتایا ہوا وزن ہی نکلتا تھا، اس کا فائدہ یہ تھا کہ زکاۃ لینے اور دینے والے محتاط ہو جاتے تھے، بعض حضرات اس تخمینہ لگانے کے انکاری ہیں۔ کبھی کہتے ہیں کہ اس میں دھوکہ ہے، کبھی کہتے ہیں کہ یہ منسوخ ہے، کبھی کہتے ہیں کہ یہ احادیث ضعیف ہیں۔ یہ تمام عذر ہائے لنگ ہیں۔ ان میں سے کسی بات میں وزن نہیں۔ باقی کچھ احادیث ضعیف ہیں، وہ ہم بنیاد قرار نہیں دے رہے۔ بلکہ صحیح ترین احادیث موجود ہیں جن میں زکاۃ سے پہلے تخمینہ کا ثبوت ہے۔

یہاں مذکور احادیث میں بھی صحیح احادیث موجود ہیں جو کھجور اور انگور کے پھل میں اندازہ لگانے کے جواز پر دلالت کرتی ہیں اور یہ غیر منسوخ ہے اس کا حکم اب تک باقی ہے۔ (مرعاۃ: ۳/ ۷۶)

٢٧١٤ـ عَنْ عَائِشَةَ، رَفَعَتْهُ: أَنَّهُ نَهَى عَنْ جَدَادِ النَّخْلِ بِاللَّيْلِ . (للبزار بلين، ٨٨٤)

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا مرفوع بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے رات کے وقت کھجوریں توڑنے سے منع فرمایا۔" (البزار سند نرم ہے)

٢٧١٥ـ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ نَهَى رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَنِ الْجُعْرُوْرِ وَلَوْنِ الْحَبِيْقِ أَنْ يُؤْخَذَا فِي الصَّدَقَةِ . (رواه أبوداود، ، ١٦٠٧) .

سیّدنا سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے گندگی میں ملوث اور گندی چیز کا رنگ دی ہوئی چیز زکوۃ میں لینے سے ممانعت فرمائی ہے۔ (ابوداوٗد)

شرح: ......اس میں دلیل ہے کہ مالک کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ ردی کھجور کی زکاۃ نکالے۔ جبکہ عمدہ کھجور موجود ہو اور اس پر ہی زکاۃ پڑتی ہو مگر وہ ردی نکالے تو منع ہے۔ اور جو زکاۃ وصول کرنے والا ہے اس کے لیے بھی جائز نہیں کہ وہ عمدہ کھجور چھوڑ کر ردی کھجور زکاۃ میں قبول کرے۔ (عون المعبود: ۲/ ۲۵)

٢٧١٦ـ عَنْ مُعَاذٍ أَنَّهُ كَتَبَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَسْأَلُهُ عَنِ الْخَضْرَاوَاتِ وَهِيَ الْبُقُوْلُ فَقَالَ لَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ . (رواه الترمذي، ٦٣٧)

سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے سبزیوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کو خط لکھا تو آپ نے فرمایا: "سبزیوں میں زکوۃ نہیں ہے۔"

(٢٧١٣) طبرانی کبیر: ٢١٣٦ـ وهو مرسل واسناده صحيح، هيثمي: ٤٤٠٢.

(٢٧١٤) بزار: ٨٨٤ـ وفيه عنبسة بن سعيد البصري وهو ضعيف وقد وثق، هيثمي: ٤٤٠٦.

(٢٧١٥) ابوداؤد: ١٦٠٧ـ صحيح، الباني: ١٤١٨ـ نسائي: ٢٤٩٢.

(٢٧١٦) ترمذی: ٦٣٨ـ صحيح، الباني: ٥١٩.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

٢٧١٧۔ عن طلحة رفعه: لَيْسَ فِي الْخَضْرَوَاتِ صَدَقَةٌ. (للأوسط والبزار ٨٨٥ بلين)

سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ”سبزیوں میں زکوۃ نہیں ہے۔“ (الاوسط۔البزار۔سند کمزور ہے)

شــرح: ...... بعض حضرات کا نظریہ ہے کہ زمین سے جو بھی پیداوار حاصل ہوتی ہے، اناج، پھل، سبزیاں وغیرہ سب پر زکاۃ ہے۔ اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ جو زمین نکالے اس سے خرچ کرو اور کٹائی کے دن اس کا حق دو۔ لیکن یہ حدیث اس موقف کی تردید کرتی ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سبزیوں میں زکاۃ نہیں۔

خضراء (سبزی) سے مراد پھول، سبزیاں، کھیرا، ککڑی، تربوز، بینگن وغیرہ جو نہ تو ماپی جائیں اور نہ ہی اناج کی مانند ذخیرہ ہوسکیں یہ اس میں شامل ہے۔ ہاں! اگر انہیں فروخت کیا جائے اور نقدی آئے تو اسے مال تجارت میں شامل کیا جائے۔ (مرعاۃ: ٣/ ٨٩)

٢٧١٨۔ عَنْ طَاوُسٍ قَالَ قَالَ مُعَاذٌ رضي الله عنه لِأَهْلِ الْيَمَنِ ائْتُونِي بِعَرْضِ ثِيَابٍ خَمِيصٍ أَوْ لَبِيسٍ فِي الصَّدَقَةِ مَكَانَ الشَّعِيرِ وَالذُّرَةِ أَهْوَنُ عَلَيْكُمْ وَخَيْرٌ لِأَصْحَابِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم بِالْمَدِينَةِ. (للبخاري تعيقا)

طاؤس رحمہ اللہ نے کہا: معاذ رضی اللہ عنہ نے اہل یمن کو کہا: مجھے تم قمیص یا لبیس کپڑوں کا سامان، جو اور مکئی کی زکوۃ کے عوض میں دے دو، وہ تمہارے لیے آسان ہے اور مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے لیے بہتر ہے...... (امام بخاری رحمہ اللہ نے تعلیقاً نقل کیا۔)“

٢٧١٩۔ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ كَانَ يَقُولُ هٰذَا شَهْرُ زَكَاتِكُمْ فَمَنْ كَانَ عَلَيْهِ دَيْنٌ فَلْيُؤَدِّ دَيْنَهُ حَتَّى تَحْصُلَ أَمْوَالُكُمْ فَتُؤَدُّونَ مِنْهُ الزَّكَاةَ. (رواه مالك، ٥٩١)

سائب بن یزید سے مروی ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ تمہارا زکوۃ دینے کا مہینہ ہے تو جس پر قرض ہے وہ اپنا قرض ادا کر دے۔ جب تمہارے مال آجائیں تو زکوۃ ادا کر دینا۔ (الموطا)

شــرح: ......١۔ چونکہ قرض دینا ہو تو زکاۃ نہیں اس لیے امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے قرض ادا کرنے کی تلقین کی ہے کہ قرض ادا کرنے کے بعد جو بچے اس سے زکاۃ نکالی جاسکے۔ (شرح زرقانی: ٢/ ١٠٥)

٢۔ اگر اناج وغیرہ میں زکاۃ دینے والے کو دقت ہو تو اس کے بدل اندازے سے کوئی دوسری چیز لی جاسکتی ہے۔

(٢٧١٧) طبراني اوسط، بزار: ٨٨٥۔ وفيه الحارث بن بنهان وهو متروك وقد وثقه، ابن عدى، هيثمى: ٤٣٦٩.

(٢٧١٨) بخارى تعليقا.

(٢٧١٩) موطا: ٥٩١.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

زَكَاةُ الْحُلِيِّ وَالْمَعْدِنِ وَالرِّكَازِ وَالْعَسَلِ وَمَالِ الْيَتِيمِ وَعُرُوضِ التِّجَارَةِ

زیورات، کان، مدفون خزانہ، شہد، مال یتیم اور مال تجارت کی زکوٰۃ کا بیان

٢٧٢٠۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ أَتَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَبِنْتٌ لَهَا فِي يَدِ ابْنَتِهَا مَسَكَتَانِ غَلِيظَتَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ أَتُؤَدِّينَ زَكَاةَ هٰذَا قَالَتْ لَا قَالَ أَيَسُرُّكِ أَنْ يُسَوِّرَكِ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهِمَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ سِوَارَيْنِ مِنْ نَارٍ قَالَ فَخَلَعَتْهُمَا فَأَلْقَتْهُمَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ هُمَا لِلّٰهِ وَلِرَسُولِهِ ﷺ. (رواه النسائي، ٢٤٧٩)

عمرو بن شعیب اپنے باپ سے وہ اس کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت اپنی بیٹی لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس کی بیٹی کے ہاتھ میں سونے کے دو موٹے کنگن تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو ان کی زکوٰۃ ادا کرتی ہے؟ اس نے کہا: نہیں...... آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تجھے یہ پسند ہے کہ اس کے بدلے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن آگ کے دو کنگن پہنا دے؟ اس نے وہ دونوں اتار کر رسول اللہ ﷺ کی طرف پھینک دیے اور کہا: یہ دونوں اللہ اور اس کے رسول کے ہیں۔

شرح: ...... زیورات میں زکاۃ کے بارے میں ایک قول ہے کہ زکاۃ نہیں، ایک قول ہے کہ صرف ایک مرتبہ زکاۃ ہے ایک قول ہے کہ زیورات میں زکاۃ واجب ہے۔

صحیح ترین بات یہی ہے کہ چاندی یا سونے کے زیورات ہوں اور نصاب کو پہنچ جائیں تو ان میں زکاۃ واجب ہے۔

اس پر دلیل ایک تو قرآن پاک کی یہ آیت ہے:

﴿وَ الَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَ الْفِضَّةَ وَ لَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ..... الخ﴾ (التوبة: ٣٤)

”اور جو لوگ سونے اور چاندی کو جمع کرتے ہیں اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔“

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سونے اور چاندی کے زیورات کی زکاۃ نہ دی جائے تو دردناک عذاب ہوگا۔ یہ حدیث اور اس کے علاوہ اور بھی احادیث ہیں جو سونے اور چاندی کے زیورات پر زکاۃ واجب ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ وہ لوگ جو سونے یا چاندی کے زیورات پر زکاۃ کے قائل نہیں، وہ کہتے ہیں کہ یہ زکاۃ زیورات پر اس وقت تھی جب عورتوں پر سونا پہننا حرام تھا، جب سونا عورتوں کے لیے حلال ہوا تو اس سے زکاۃ بھی ساقط ہوگئی۔

مگر یہ ایک باطل دعویٰ ہے، اس کی کوئی بنیاد نہیں کیونکہ اس حدیث میں اور دیگر احادیث میں واضح آ رہا ہے کہ یہ زیورات عورتوں نے پہنے ہوئے تھے، اس میں حرام والی کونسی دلیل ہے اگر ہوتی تو آپ ﷺ انہیں منع کرتے کہ یہ پہننا

(٢٧٢٠) نسائی: ٢٤٧٩۔ حسن، البانی: ٢٤٢٤۔ ابوداؤد: ١٥٦٣۔ احمد: ٦٩٠٠.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تو منع ہے، تم نے پہنا ہوا ہے آپ نے یہ نہیں کہا، صرف زکاۃ دینے کا حکم دیا ہے۔

ثابت ہوا کہ زیورات جو سونے اور چاندی کے ہوں نصاب کو پہنچیں تو ان پر زکاۃ واجب ہے، زکاۃ ان پر نہ ہونے کے دلائل قابل توجہ نہیں۔ (مرعاۃ: ۸۲/۳)

۲۷۲۱۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ أَنَّهُ قَالَ دَخَلْنَا عَلَى عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَرَأَى فِي يَدِي فَتَخَاتٍ مِنْ وَرِقٍ فَقَالَ مَا هٰذَا يَا عَائِشَةُ فَقُلْتُ صَنَعْتُهُنَّ أَتَزَيَّنُ لَكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ أَتُؤَدِّيْنَ زَكَاتَهُنَّ قُلْتُ لَا أَوْمَا شَاءَ اللّٰهُ قَالَ هُوَ حَسْبُكِ مِنَ النَّارِ. (رواه أبوداود، ١٥٦٥)

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میرے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو میرے ہاتھ میں چاندی کے کھلے کنگن دیکھے اور فرمایا: اے عائشہ! یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کی کہ میں نے یہ اس لئے تیار کرائے ہیں تاکہ میں آپ ﷺ کے لیے اپنی زینت اور زیبائش بناؤں...... فرمایا: کیا تو ان کی زکوۃ ادا کرتی ہے؟ میں نے کہا: نہیں یا جو اللہ نے چاہا میں نے کہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تجھے آگ میں لے جانے کے لیے یہ کافی ہیں۔'' (ابوداوٗد)

شرح: ...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا خیال تھا کہ شاید اس میں زکاۃ نہیں یا پھر انہیں خیال نہ رہا تھا کہ اس کی زکاۃ دینی ہے، نبی اکرم ﷺ کے بتانے پر پتہ چلا کہ اس میں زکاۃ ہے۔

۲۷۲۲۔ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ كَانَتْ تَلِيْ بَنَاتَ أَخِيْهَا يَتَامَى فِي حَجْرِهَا لَهُنَّ الْحُلِيُّ فَلَا تُخْرِجُ مِنْ حُلِيِّهِنَّ الزَّكَاةَ. (رواه مالك، ٥٨٤)

قاسم بن محمد رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ محمد بن ابی بکر کی یتیم لڑکیوں کی کفالت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کرتی تھیں جو اس کے بھائی کی بیٹیاں تھیں اور اس کے گھر میں رہتی تھیں اور لڑکیوں کے زیورات تھے جن کی زکوۃ عائشہ رضی اللہ عنہا نہیں دیتی تھیں۔

۲۷۲۳۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُحَلِّي بَنَاتَهُ وَجَوَارِيَهُ الذَّهَبَ ثُمَّ لَا يَخْرُجُ مِنْ حُلِيِّهِنَّ الزَّكَاةَ. (رواه مالك، ، ٥٨٥)

نافع نے کہا: ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی بیٹیوں اور اپنی باندیوں کو زیورات پہناتے تھے اور ان کی زکوۃ نہیں نکالتے تھے۔ (مالک)

شرح: ...... یہ سیّدہ عائشہ اور سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کا اپنا عمل تھا، اوپر بادلائل ثابت کیا گیا ہے کہ زیورات میں زکاۃ

(۲۷۲۱) ابوداؤد: ۱۵٦٥۔ صحیح، البانی: ۱۳۸٤۔

(۲۷۲۲) موطا: ٥٨٤۔

(۲۷۲۳) موطا: ٥٨٥۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے، یہ سنت سے ثابت ہے۔

٢٧٢٤۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِقِطْعَةٍ مِنْ ذَهَبٍ كَانَتْ أَوَّلُ صَدَقَةٍ جَاءَتْهُ مِنْ مَعْدَنٍ لَنَا فَقَالَ: إِنَّهَا سَتَكُوْنُ مَعَادِنٌ وَسَيَكُوْنُ فِيْهَا شَرُّ الْخَلْقِ. (رواه الطبراني في الأوسط والصغير)

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس سونے کا ٹکڑا لایا گیا اور وہ پہلی زکوۃ تھی جو معدنیات سے ہمارے لیے حاصل ہوئی پس آپ نے فرمایا: ''معدنیات تو بہت آئیں گے اور حاصل ہوں گی اور بدترین لوگ استعمال کریں گے۔'' (الاوسط۔الصیغر)

٢٧٢٥۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الْعَجْمَاءُ جُبَارٌ وَالْبِئْرُ جُبَارٌ وَالْمَعْدَنُ جُبَارٌ وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ. (رواه البخاري، ١٤٩٩) قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ الَّذِيْ لَا اخْتِلَافَ فِيْهِ عِنْدَنَا وَالَّذِيْ سَمِعْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ إِنَّ الرِّكَازَ إِنَّمَا هُوَ دَفْنٌ يُوْجَدُ مِنْ دَفْنِ الْجَاهِلِيَّةِ مَا لَمْ يُطْلَبْ بِمَالٍ وَلَمْ تُتَكَلَّفْ فِيْهِ نَفَقَةٌ وَلَا كَثِيْرُ عَمَلٍ وَلَا مُؤْنَةٌ فَأَمَّا طُلِبَ بِمَالٍ وَتُكُلِّفَ نَفَقَةٌ وَفِيْهِ كَثِيْرُ عَمَلٍ فَأُصِيْبَ مَرَّةً وَأَخْطَأَ مَرَّةً فَلَيْسَ بِرِكَازٍ.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''حیوانوں کا کنووں کا اور کانوں کا نقصان وتاوان نہ دیا جائے گا۔ اور مدفون خزانے کا پانچواں حصہ لیا جائے گا (اس کو بخاری نے روایت کیا) اور امام مالک رحمہ اللہ نے کہا وہ مسئلہ جس میں نہ اختلاف ہے اور وہ جو میں نے اہل علم سے سنا ہے وہ سب کہتے ہیں کہ رکاز اس مدفون خزانے کو کہا جاتا ہے جو دور جاہلیت میں دفن کیا گیا ہو اور اس کے نکالنے کے لیے مال خرچ نہ کیا گیا ہو نہ اس کے نکالنے میں محنت کرنا پڑی ہو، نہ مصارف واخراجات اٹھائے گئے ہوں اور نہ کوئی مشقت اٹھانا پڑی ہو۔

شرح: ......ا۔ جانور اگر کوئی نقصان کرتا ہے یا کسی کو زخمی کرتا ہے، تو اس پر کوئی ضمانت نہیں، کوئی تاوان نہیں یہ نقصان یا زخم بے کار ہوگا۔

ایک قول تو یہ ہے کہ جانور کا نقصان بہرصورت بے کار ہے، وہ جانور تنہا ہو یا اس کے ساتھ کوئی ہو۔ یہ اہل ظاہر کا قول ہے، اسی سے ملتا جلتا قول احناف کا ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ اس میں تفریق ہے، جانور کا نقصان ضمانت والا بھی ہے تو نہ ضمانت والا بھی ہے۔

وہ یوں ہے کہ اگر جانور کے ساتھ کوئی آدمی ہو، جو اسے ہانک رہا ہو تو پھر اگر یہ جانور نقصان کرتا ہے تو اس کا

(٢٧٢٤) طبرانی اوسط، طبرانی صغیر و رجاله رجال الصحیح، هیثمی: ٤٤١٩.

(٢٧٢٥) بخاری: ١٤٩٩.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تاوان ہوگا، اگر کوئی نہ تھا اور دن کا وقت تھا تو اس کے مالک پر تاوان نہ ہوگا، اور اگر رات کا وقت تھا تو پھر جانور نقصان کرتا ہے تو اس کے مالک پر تاوان ہوگا۔

اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میری ایک اونٹنی تھی جو بہت تیز تھی، وہ ایک باغ میں داخل ہوئی اسے نقصان زدہ کر دیا۔ تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ دیا تھا کہ دن کو باغ کی رکھوالی کرنا باغ کے مالک کا کام ہے اور رات مویشیوں کی حفاظت کرنا یہ ان کے مالکوں کا کام ہے، لہٰذا رات اگر مویشی نقصان کرتے ہیں تو اس کا ذمہ دران کا مالک ہے، دن کے وقت باغ کا مالک رکھوالی کا ذمہ دار ہے۔ (ابوداود، نسائی، ابن ماجہ)

بعض کہتے ہیں کہ یہ منسوخ ہے لیکن یہ منسوخ ہونے کا دعویٰ بلا دلیل ہے، یہ حکم باقی ہے، ثابت ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ جانور کا نقصان بے کار ہے اس کی اس حدیث نے تخصیص کر دی ہے۔

اگر جانور دن کے وقت نقصان کرتا ہے اور بغیر کسی ہانکنے والے کے قصور سے نقصان کرتا ہے تو پھر مویشی کا مالک ذمہ دار نہ ہوگا۔ اگر جانور رات کے وقت نقصان کرتا ہے تو جو نقصان ہوگا مویشی کا مالک اس کا ذمہ دار ہوگا اور تاوان دینا ہوگا۔

۲۔ اگر کوئی آدمی کنواں کھدواتا ہے (بشرطیکہ وہ شاہراہ عام پر نہ ہو ایک طرف ہو، اور نہ ہی دوسرے کی ملکیت کی زمین میں زبردستی بنوار ہا ہو، اگر ایسی صورت ہو تو پھر تاوان پڑے گا)

تو کنواں کھودتے ہوئے کسی پر دیوار وغیرہ گر جاتی ہے یا اگر وہ کھدوایا جا چکا ہے تو کوئی انسان یا جانور اس میں گر جاتا ہے اور تلف ہو جاتا ہے تو اس کنویں کے مالک پر کوئی تاوان نہیں نہ یہ ذمہ دار ہے۔

۳۔ معدن (کان) وہ جگہ ہے جہاں سے ہیرے، جواہرات، سونا، چاندی، لوہا، تانبا، پیتل، چونا وغیرہ حاصل ہو۔ اس کے بے کار ہونے کا مطلب ہے کہ اس میں سے نکلنے والی دھات نکالنے کے لیے مزدور لگائیں ہوں یا جانور مصروف کار ہوں کسی کا جانی نقصان ہو جائے تو کان کا مالک اس کا ضامن نہ ہوگا۔

یاد رہے کہ کان کے مالک پر ضمانت نہ ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ اس پر زکاۃ بھی نہیں، زکاۃ ادا کرنا کان کے مالک پر لازم ہے، وہ حساب لگا کر زکاۃ نکالے۔

۴۔ رکاز وہ مال ہے جو زمین سے دفن شدہ ملے، معدن (کان) اور چیز ہے اور رکاز (دفن شدہ مال) اور چیز ہے، دونوں کی تعریف بھی الگ ہے، زکاۃ دینے کا طریقہ بھی الگ ہے، کان سے تو جو رقم بنتی ہے اس کے حساب سے زکاۃ ہے۔ جبکہ رکاز دفن شدہ مال سے پانچواں حصہ نکالنا ہے، زیادہ ہو یا تھوڑا ہو اور دفن شدہ مال پر سال گزرنے کی بھی قید نہیں جب مال ملے اسی وقت پانچواں حصہ نکالنا ہے۔ (مرعاۃ: ۳/۶۳)

۲۷۲۶ــــ عَنْ ضُبَاعَةَ بِنْتِ الزُّبَيْرِ بْنِ سیّدہ ضباعہ بنت الزبیر بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہا مقداد رضی اللہ عنہ کے نکاح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَبْدِالْمُطَّلِبِ بْنِ هَاشِمٍ قَالَ ذَهَبَ الْمِقْدَادُ لِحَاجَتِهِ بِبَقِيعِ الْخَبْخَبَةِ فَإِذَا جُرَذٌ يُخْرِجُ مِنْ جُحْرٍ دِينَاراً ثُمَّ لَمْ يَزَلْ يُخْرِجُ دِينَاراً دِينَاراً حَتَّى أَخْرَجَ سَبْعَةَ عَشَرَ دِينَاراً ثُمَّ أَخْرَجَ خِرْقَةً حَمْرَاءَ يَعْنِي فِيهَا دِينَارٌ فَكَانَتْ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ دِينَاراً فَذَهَبَ بِهَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ وَقَالَ لَهُ خُذْ صَدَقَتَهَا فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ هَلْ هَوَيْتَ إِلَى الْجُحْرِ قَالَ لَا فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَارَكَ اللَّهُ لَكَ فِيهَا. (رواه أبوداود، ٣٠٨٧)

میں تھیں وہ کہتی ہیں کہ مقداد حاجت رفع کرنے گئے تو نرم زمین کے سوراخ سے ایک چوہا ایک دینار لے کر نکلا پھر وہ دینا رنکالتا رہا یہاں تک کہ سترہ دینار نکالے پھر سرخ رنگ کا کپڑا لے کر نکلا جس میں ایک دینار تھا، چنانچہ تو کل دینار اٹھارہ ہو گئے...... مقداد رضی اللہ عنہ نے یہ دینار رسول اللہ ﷺ کو پیش کر کے واقعہ سنایا اور عرض کیا کہ اس میں سے زکوۃ (خمس) وصول کیجیے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو نے دینار سوراخ کی طرف جھک کر اٹھائے ہیں؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ فرمایا: ''اللہ تجھے ان میں برکت عطا فرمائے۔'' (ابوداوٗد)

شرح: ..... نبی اکرم ﷺ نے جو آدمی سے یہ پوچھا تھا، کہ تو نے بل سے نکالنے میں کوشش کی ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ کہتا کہ میں نے محنت کی ہے تو پھر آپ ﷺ نے اسے دفن شدہ مال حاصل کرنے والا قرار دینا تھا، چونکہ اس میں اس آدمی کا عمل دخل نہ تھا، اس لیے اسے وہ مال قرار دیا جسے گری ہوئی چیز میں شامل کیا جاتا ہے۔

اور آپ ﷺ کا اس مال کے لیے برکت کی دعا کرنا اس لیے نہ تھا کہ یہ اس کی ملکیت میں دے دیا تھا، بلکہ مقصد یہ تھا کہ ایک سال تک اشتہار و اعلان کرو، اگر کوئی آجائے تو دے دینا، اگر نہ آئے تو اللہ برکت کرے اور جب مالک آجائے تو اسے دے دینا، اس نیت پر سال بعد استعمال کر لینا۔ (عون المعبود: ۳/ ۱۴۸)

٢٧٢٧۔ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما لَيْسَ الْعَنْبَرُ بِرِكَازٍ هُوَ شَيْءٌ دَسَرَهُ الْبَحْرُ. (للبخاري)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: عنبر مدفون خزانہ نہیں ہے بلکہ سمندر کی نکالی ہوئی چیز ہے۔ (ترمذی)

شرح: ...... عنبر ایک درخت ہے جو سمندر میں پیدا ہوتا ہے، اور سمندر کی موج اسے باہر پھینکتی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما پہلے تو اس بارے میں شک کا شکار تھے کہ زمین میں زکاۃ ہے یا نہیں، مگر بعد میں ان کی پختہ رائے تھی کہ اس میں زکاۃ نہیں۔

جو حضرت حسن رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ اس میں پانچواں حصہ ہے، امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کی تردید کی ہے کیونکہ کسی لحاظ سے سمندر سے نکلنے والی چیز کو دفن شدہ مال قرار نہیں دیا جا سکتا، اس لیے اس میں زکاۃ نہیں۔ (فتح الباری: ۳/ ۳۶۲)

(٢٧٢٦) ابوداؤد: ٣٠٨٧۔ ضعیف، الباني: ٦٧٧۔ ابن ماجه: ٢٥٠٨.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

٢٧٢٨ــ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْعَسَلِ فِي كُلِّ عَشَرَةِ أَزُقٍّ زِقٌّ. (رواه الترمذی ٦٢٩)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شہد کی دس مشکوں میں سے ایک مشک زکوٰۃ ہے۔'' (ترمذی)

٢٧٢٩ــ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، رَفَعَهُ: فِي الْعَسَلِ الْعُشْرِ فِي كُلِّ ثِنْتَي عَشَرَةَ قِرْبَةٍ وَلَيْسَ فَمَا دُوْنَ ذٰلِكَ شَيْءٌ. (رواه الطبرانی فی الأوسط بلين)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت ہے: ''ہر بارہ مشکوں میں سے ایک مشک زکوٰۃ ہے اور اس سے کم پر کچھ بھی فرض نہیں ہے۔''

شــرح: ......شہد میں زکاۃ کے بارے میں اختلاف ہے، خطابی، حافظ ابن حجر، اور شوکانی رحمہم اللہ شہد میں زکاۃ نہ ہونے کے قائل ہیں۔ وجہ یہ بتاتے ہیں کہ اس بارے میں حدیث ثابت نہیں جو حجت ہو سکے۔

مگر علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس کی سند صحیح قرار دی ہے۔ اگر یہ بات قوی ہے تو پھر ثابت ہوا کہ شہد کی دس مشکوں سے کم ہو تو پھر اس میں زکاۃ نہیں۔ اگر دس مشک شہد ہو جائے تو پھر ایک مشک بطور زکاۃ دینا ہے۔ (مرعاۃ: ٧٩/٣)

٢٧٣٠ــ عَنْ عَمْرِوبْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ جَاءَ هِلَالٌ أَحَدُبَنِي مُتْعَانَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِعُشُوْرِ نَحْلٍ لَهُ وَكَانَ سَأَلَهُ أَنْ يَحْمِيَ لَهُ وَادِيًا يُقَالُ لَهُ سَلَبَةُ فَحَمَى لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذٰلِكَ الْوَادِيَ فَلَمَّا وُلِّيَ عُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ كَتَبَ سُفْيَانُ بْنُ وَهْبٍ إِلَى عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ يَسْأَلُهُ عَنْ ذٰلِكَ فَكَتَبَ عُمَرُرَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِنْ أَدَّى إِلَيْكَ مَا كَانَ يُؤَدِّي إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ عُشُوْرِ نَحْلِهِ فَاحْمِ لَهُ سَلَبَةَ وَإِلَّا فَإِنَّمَا هُوَذُبَابُ غَيْثٍ يَأْكُلُهُ مَنْ يَشَاءُ (رواه

عمرو بن شعیب اپنے باپ سے وہ اس کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: ہلال نامی شخص بنو متعان میں سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور شہد کی مکھی سے حاصل کردہ شہد کا عشر پیش کیا اور عرض کی کہ اس وادی کی شہد کی مکھیاں اور اس کے پھول اس کی مخصوص چراگاہ قرار دے دیں۔ تو آپ نے اس کے لیے وہ وادی مخصوص کر دی۔ جب عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو سفیان بن وہب نے اس وادی کے بارے میں عمر رضی اللہ عنہ کو خط لکھ کر پوچھا تو عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو لکھا کہ وہ شخص رسول اللہ ﷺ کو شہد کا جو عشر ادا کرتا تھا اگر اب بھی ادا کرتا ہے تو اس کے لیے اس وادی کو مخصوص رہنے دو۔ ورنہ بارش کی پیداوار ہے جو چاہے کھا سکتا ہے۔

(٢٧٢٧) بخاری تعليقا، باب ما يستخرج من البحر.

(٢٧٢٨) ترمذی: ٦٢٩ـ صحيح، البانی: ٥١٤.

(٢٧٢٩) طبرانی اوسط، وفيه صدقة بن عبدالله وفيه كلام كثير، وقد وثقه ابو حاتم وغيره، هيثمی: ٤٤٠٩.

(٢٧٣٠) ابوداؤد: ١٦٠٠ـ حسن، البانی: ١٤١٥ـ نسائی: ٢٤٩٩ـ ابن ماجه: ١٨٢٤.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

أبو داؤد ۱٦)۔ یہ حدیث بھی شہد سے زکاۃ کی وصولی کی تائید کرتی ہے۔

۲۷۳۱۔ عَنْ عَمْرِوبْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ أَلاَ مَنْ وَلِيَ يَتِيماً لَهُ مَالٌ فَلْيَتَّجِرْ فِيهِ وَلاَيَتْرُكْهُ حَتَّى تَأْكُلَهُ الصَّدَقَةُ (رواه الترمذی ٦٤١)

عمرو بن شعیب اپنے باپ سے وہ اس کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا کہ خبردار! جو شخص ایسے یتیم کا متولی ہو جو یتیم مالدار ہے تو متولی اس کے مال سے تجارت کرے اور اس مال کو بند کر کے نہ رکھے تا کہ اس کو زکوۃ کھا جائے۔" (ترمذی)

۲۷۳۲۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ قَالَ اتَّجِرُوْا فِي أَمْوَالِ الْيَتَامَى تَأْكُلُهَا الزَّكَاةُ . (لمالك)

امام مالک رحمہ اللہ کو یہ خبر پہنچی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: لوگو! مال یتیم میں تجارت کرو تا کہ مال زکوۃ ختم نہ کر دے۔

شرح: ...... اگر چہ یہ حدیث مرفوع ثابت نہیں، لیکن اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

﴿خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَ تُزَكِّيْهِمْ﴾ (التوبة : ۱۰۳)

"ان کے مالوں سے زکاۃ پکڑو، انہیں پاکیزہ بناؤ۔"

اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تھا، مجھے حکم ہوا ہے کہ میں مالدار مسلمانوں سے مال لوں اور ان کے فقراء میں تقسیم کروں، اس میں چھوٹا، بڑا، یتیم، غیر یتیم سب شامل ہیں، جو بھی مالدار ہے اس کے مال میں زکاۃ ہے، ثابت ہوا یتیم کا مال اگر نصاب کے قابل ہے تو زکاۃ ہے۔ (شرح زرقانی:۲/۱۰۳)

۲۷۳۳۔ عَنْ سَمُرَةَ بْنَ جُنْدُبٍ قَالَ أَمَّابَعْدُ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ كَانَ يَأْمُرُ نَا أَنْ نُخْرِجَ الصَّدَقَةَ مِنَ الَّذِى نُعِدُّ لِلْبَيْعِ (رواہ أبوداود ۱٥٦٢)

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ ہمیں حکم دیتے تھے کہ ہم اس مال سے زکوۃ نکالیں جو ہم تجارت کے لیے تیار کرتے تھے۔ (ابوداؤد)

شرح: ...... یہ حدیث تو ضعیف ہے، مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال جو کہ صحیح ہیں اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان مال تجارت میں زکوۃ فرض ہونے پر دلیل ہے۔

﴿اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ﴾ (البقرة: ۲٦٧)

"خرچ کرو پاکیزہ چیزوں سے جو تم نے کمایا ہے۔"

(۲۷۳۱) ترمذی: ٦٤١۔ ضعیف، البانی: ۹٦۔

(۲۷۳۲) موطا: ۵۹۰۔

(۲۷۳۳) ابوداؤد: ۱٥٦٢۔ ضعیف، البانی: ۳۳۸۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ آیت تجارت ہی کے بارے میں نازل ہوئی ہے، ثابت ہوا کہ جو سامان استعمال کے لیے ہے، اس میں زکوۃ نہیں۔ جو سامان یا مال تجارت کے لیے ہو اس میں زکاۃ فرض ہے۔ (عون المعبود: ۲/۴)

زَكَاةُ الْفِطْرِ وَعَامِلِ الزَّكَاةِ وَمَصْرَفُهَا

زکوۃ فطر، عامل زکوۃ اور زکوۃ کے مصارف کا بیان

٢٧٣٤ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ زَكَاةَ الْفِطْرِ صَاعاً مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعاً مِنْ شَعِيْرٍ عَلَى الْعَبْدِ وَالْحُرِّ وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَى وَالصَّغِيْرِ وَالْكَبِيْرِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَأَمَرَبِهَا أَنْ تُؤَدّٰى قَبْلَ خُرُوْجِ النَّاسِ إِلَى الصَّلَاةِ . (للبخاري ١٥٠٣)

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو فطرانہ متعین فرمایا، غلام و آزاد، مرد و عورت، چھوٹے اور بڑے سب مسلمانوں کی طرف سے اور حکم دیا کہ لوگوں کے عیدگاہ کی طرف جانے سے پہلے ادا کیا جائے۔

٢٧٣٥ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِزَكَاةِ الْفِطْرِ أَنْ تُؤَدّٰى قَبْلَ خُرُوْجِ النَّاسِ إِلَى الصَّلَاةِ قَالَ فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُؤَدِّيْهَا قَبْلَ ذٰلِكَ بِالْيَوْمِ وَالْيَوْمَيْنِ . (رواه أبو داود ١٦١٠)

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ لوگوں کے نماز کے لیے جانے سے پہلے صدقہ فطر ادا کر دیا جائے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما خود ایک دو دن پہلے فطرانہ ادا کر دیتے تھے۔

٢٧٣٦ـ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّاسُ يُخْرِجُوْنَ صَدَقَةَ الْفِطْرِ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ صَاعاً مِنْ شَعِيْرٍ أَوْ تَمْرٍ أَوْ سُلْتٍ أَوْ زَبِيْبٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَلَمَّا كَانَ عُمَرُ رضي الله عنه وَكَثُرَتِ الْحِنْطَةُ جَعَلَ عُمَرُ نِصْفَ صَاعِ حِنْطَةٍ مَكَانَ مِنْ تِلْكَ

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں لوگ ایک صاع جو یا ایک صاع کھجور یا بغیر چھلکا جو، یا کشمش نکالتے تھے...... جب عمر رضی اللہ عنہ کا عہد آیا اور گندم بکثرت دستیاب ہونے لگی تو انہوں نے نصف صاع گندم ان سب اشیاء کی صاع کے برابر قرار دے دی۔

(٢٧٣٤) بخاری: ١٥٠٣ـ مسلم: ٩٨٤ـ ترمذی: ٦٧٦ـ نسائی: ٢٥٠٥ـ ابوداؤد: ١٦١٤ـ ابن ماجہ: ١٨٢٦ـ احمد: ٦٤٣١ـ مؤطا: ٦٢٧ـ دارمی: ٢٥٥٠.

(٢٧٣٥) ابوداؤد: ١٦١٠ـ صحیح، البانی: ١٤٢١ـ ابن ماجہ: ١٨٢٦ـ احمد: ٦٤٣١ـ مؤطا: ٦٢٧ـ دارمی: ٢٥٥٠.

(٢٧٣٦) ابوداؤد: ١٦١٤ـ ضعیف، البانی: ٣٥١ـ وذکر عمر وهم والصواب انه معاوية...... نسائی: ٢٥١٦ـ ابن ماجہ: ١٨٢٦ـ احمد: ٦٤٣١ـ مؤطا: ٦٢٧ـ دارمی: ١٦٦١.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الأَشْيَاءِ. (رواه أبوداود ١٦١٤)

٢٧٣٧ـ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ كُنَّا نُخْرِجُ إِذْكَانَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ زَكَاةَ الْفِطْرِ عَنْ كُلِّ صَغِيْرٍ وَكَبِيْرٍ حُرٍّ أَوْ مَمْلُوْكٍ صَاعاً مِنْ طَعَامٍ أَوْ صَاعاً مِنْ أَقِطٍ أَوْ صاعاً مِنْ شَعِيْرٍ أَوْصَاعاً مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعاً مِنْ زَبِيْبٍ فَلَمْ نَزَلْ نُخْرِجُهُ حَتّٰى قَدِمَ عَلَيْنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ حَاجّاً أَوْ مُعْتَمِراً فَكَلَّمَ النَّاسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَكَانَ فِيْمَا كَلَّمَ بِهِ النَّاسَ أَنْ قَالَ إِنِّي أَرَى أَنَّ مُدَّيْنِ مِنْ سَمْرَاءِ الشَّامِ تَعْدِلُ صَاعاً مِنْ تَمْرٍ فَأَخَذَ النَّاسُ بِذٰلِكَ قَالَ أَبُوسَعِيْدٍ فَأَمَّا أَنَا فَلَا أَزَالُ أُخْرِجُهُ كَمَا كُنْتُ أُخْرِجُهُ أَبَداً مَا عِشْتُ. (رواه مسلم ٩٨٥)

سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں تین اجناس سے فطرانہ دیتے تھے، چھوٹے ،بڑے آزاد اور غلام سب کی طرف سے ایک صاع کھجور، ایک صاع پنیر اور ایک صاع جو، پس ہم اسی طرح فطرانہ نکالتے رہے یہاں تک کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کا دور آیا تو انہوں نے اپنی رائے سے دو سیر گندم کو کھجور وغیرہ کی صاع کے برابر قرار دے دیا۔ سیّدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں تو اب بھی وہی نکالتا ہوں اور جب تک زندہ رہوں گا وہی نکالتا رہوں گا جو پہلے نکالا کرتا تھا۔

٢٧٣٨ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ ثَعْلَبَةَ بْنِ صُعَيْرٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَطِيْباً فَأَمَرَ بِصَدَقَةِ الْفِطْرِ صَاعِ تَمْرٍ أَوْصَاعِ شَعِيْرٍ عَنْ كُلِّ رَأْسٍ زَادَ عَلِيٌّ فِي حَدِيْثِهِ أَوْ صَاعاً بُرٍّ أَوْ قَمْحٍ بَيْنَ اثْنَيْنِ ثُمَّ اتَّفَقَا عَنِ الصَّغِيْرِ وَالْكَبِيْرِ وَالْحُرِّ وَالْعَبْدِ (لأبي داود ١٦٢٠)

عبداللہ بن ثعلبہ بن عبداللہ بن صعیر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے اور آپ نے صدقہ فطر ادا کرنے کا حکم دیا۔ ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو، ہر انسان کی طرف سے۔ یا ایک صاع گندم دو افراد کی طرف سے وہ چھوٹا ہو یا بڑا، آزاد ہو یا غلام۔ (ابوداؤد)

٢٧٣٩ـ وَلِلتِّرْمِذِيِّ نَحْوُهُ عَنْ عَمْرِوبْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ رَفَعَهُ. (رواه الترمذی ٦٧٤)

اور ترمذی میں اس کی مثل عمرو بن شعیب سے وہ اپنے والد سے وہ اس کے دادا سے مرفوع روایت کرتے ہیں۔

(٢٧٣٧) مسلم: ٩٨٥۔ بخاری: ١٥١٠۔ ترمذی: ٦٧٣۔ نسائی: ٢٥١٨۔ ابوداؤد: ١٦١٨۔ ابن ماجه: ١٨٢٩۔ احمد: ١١٥٢٢۔ موطا: ٦٢٨۔ دارمی: ١٦٦٤۔

(٢٧٣٨) ابوداؤد: ١٦٢٠۔ صحیح، البانی: ١٤٢٧۔ احمد: ٢٣١٥١۔

(٢٧٣٩) ترمذی: ٦٧٤۔ ضعیف، الاسناد: ١٠٧۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

٢٧٤٠۔ ابْنُ عَبَّاسٍ فَرَضَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هَذِهِ الصَّدَقَةَ صَاعاً مِنْ تَمْرٍ أَوْ شَعِيْرٍ أَوْ نِصْفَ صَاعٍ مِنْ قَمْحٍ عَلَى كُلِّ حُرٍّ أَوْ مَمْلُوْكٍ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى صَغِيْرٍ أَوْ كَبِيْرٍ فَلَمَّا قَدِمَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ رَأَى رُخْصَ السِّعْرِ قَالَ قَدْ أَوْسَعَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَلَوْ جَعَلْتُمُوْهُ صَاعاً مِنْ كُلِّ شَيْءٍ. (رواه أبو داود ١٦٢٢)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ صدقہ متعین کیا تو ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو یا نصف صاع گندم، آزاد یا مملوک، مرد یا عورت، چھوٹا ہو یا بڑا سب کی طرف سے متعین فرمایا۔ جب علی رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے کہا: اب تمہیں اللہ نے وسعت دی ہے لہٰذا اگر جنس سے پوری صاع دے دیا کرو تو بہتر ہے۔

شرح:...... قرآن پاک سے صدقہ فطرانہ کا ثبوت ﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى﴾ (الاعلیٰ: ١٤) سے حاصل کیا گیا ہے۔ ترجمہ ”وہ کامیاب ہوا جس نے پاک بازی اختیار کی۔“

٢۔ اسے صدقہ فطرانہ اس لیے کہتے ہیں کہ روزے ختم ہونے پر دیا جاتا ہے۔

٣۔ یہ صدقہ فطرانہ ٢ ہجری عید سے دو دن پہلے فرض ہوا تھا۔

٤۔ یہ باقاعدہ فرض ہے اور صحیح بات یہی ہے، گندم ہو یا دیگر اجناس ہوں ہر فرد کی طرف سے ایک صاع ہے، نصف صاع اجتہاد ہے جو واضح حدیث کے مقابلے میں قابل عمل نہیں اور ایک صاع کا وزن ٢ کلو سو گرام ہے۔ اور شہر میں زیادہ تر جو اناج کھایا جاتا ہے وہ نکالنا ہے، بہتر یہی ہے کہ اناج ہی نکالا جائے۔

اگر اناج نکالنے میں کوئی عذر ہو تو پھر قیمت نکالنا جائز ہے، بلا وجہ قیمت ادا نہ کریں، اصل میں وہی چیزیں نکالی جائیں جو احادیث میں آئی ہیں اور زیادہ تر خوراک کے طور پر کھائی جاتی ہیں۔ صدقہ فطر رمضان میں پہلے بھی دیا جا سکتا ہے۔ مگر زیادہ بہتر وہ وقت ہے جو عید سے دو تین دن پہلے ہو، اور یہ ہر اس پر فرض ہے جو ادا کر سکتا ہے، جس کے پاس بالکل طاقت نہیں تو پھر جان سے زیادہ تکلیف نہیں یہ معذور ہے۔ (مرعاة: ٣/١٠٢-٩١)

٢٧٤١۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ زَكَاةَ الْفِطْرِ طُهْرًا لِلصَّائِمِ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ وَطُعْمَةً لِلْمَسَاكِيْنِ مَنْ أَدَّاهُ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَهِيَ زَكَاةٌ مَقْبُوْلَةٌ وَمَنْ أَدَّاهَا بَعْدَ الصَّلَاةِ فَهِيَ صَدَقَةٌ مِنَ الصَّدَقَاتِ

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صدقہ فطر اس لیے متعین کیا تا کہ روزے دار کی لغویات اور شہوانی باتوں سے طہارت ہو اور مساکین کو خوارک میسر آ جائے۔ پس جس نے نماز عید سے پہلے ادا کیا اس کا مقبول صدقہ ہے اور جس نے بعد نماز ادا کیا اس کا عام صدقات میں

(٢٧٤٠) ابوداؤد: ١٦٢٢۔ ضعیف، البانی: ٣٥٦۔ نسائی: ٢٥١٠.

(٢٧٤١) ابوداؤد: ١٦٠٩۔ حسن، البانی: ١٤٢٠۔ ابن ماجہ: ١٨٢٧.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

(رواہ أبوداود ١٦٠٩)

سے ایک صدقہ ہے۔

٢٧٤٢ـــ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِصَدَقَةِ الْفِطْرِ قَبْلَ أَنْ تَنْزِلَ الزَّكَاةُ فَلَمَّا نَزَلَتِ الزَّكَاةُ لَمْ يَأْمُرْنَا وَلَمْ يَنْهَنَا وَنَحْنُ نَفْعَلُهُ (رواه النسائى ٢٥٠٧)

سیدنا قیس بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا صدقہ فطرانہ کرنے کا زکوۃ فرض ہونے سے پہلے۔ پھر جب زکوۃ فرض ہوگئی تو آپ ﷺ نے صدقہ فطرکا نہ تو ہمیں حکم دیا اور نہ اس سے منع کیا اور ہم ادا کرتے جا رہے ہیں۔

شرح: ......اس کا مطلب یہ نہیں کہ اب چاہیں تو فطرانہ دیں نہ چاہیں تو نہ دیں، یہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا اجتہاد ہے کہ انہوں نے فطرانہ فرض نہ سمجھا۔ یہ درست ہے کہ فطرانہ پہلے فرض ہوا اور زکاۃ بعد میں فرض ہوئی مگر فطرانہ حسب سابق فرض ہے، کیونکہ ان احادیث سے فطرانہ فرض ثابت ہوتا ہے۔

٢٧٤٣ـــ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اسْتَعْمَلَ ابْنَ الأُتْبِيَّةِ عَلَى صَدَقَاتِ بَنِي سُلَيْمٍ فَلَمَّا جَاءَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَحَاسَبَهُ قَالَ هٰذَا الَّذِيْ لَكُمْ وَهٰذِهِ هَدِيَّةٌ أُهْدِيَتْ لِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَهَلاَّ جَلَسْتَ فِي بَيْتِ أَبِيْكَ وَبَيْتِ أُمِّكَ حَتَّى تَأْتِيَكَ هَدِيَّتُكَ إِنْ كُنْتَ صَادِقاً ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَخَطَبَ النَّاسَ وَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي أَسْتَعْمِلُ رَجُلاً مِنْكُمْ عَلَى أُمُوْرٍ مِمَّا وَلاَّنِي اللّٰهُ فَيَأْتِي أَحَدُكُمْ فَيَقُوْلُ هٰذَا لَكُمْ وَهٰذِهِ هَدِيَّةٌ أُهْدِيَتْ لِيْ فَهَلاَّ جَلَسَ فِي بَيْتِ أَبِيْهِ وَبَيْتِ أُمِّهِ حَتَّى تَأْتِيَهُ هَدِيَّتُهُ إِنْ كَانَ صَادِقاً فَوَاللّٰهِ لاَ يَأْخُذُ أَحَدُكُمْ مِنْهَا شَيْئاً قَالَ هِشَامٌ بِغَيْرِ

سیدنا ابوحمید الساعدی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرد کو زکوۃ وصول کرنے پر متعین کیا اس کو ابن لتبیہ کہتے تھے۔ جب وہ زکوۃ وصول کر کے آیا تو اس نے کہا: یہ تمہارا مال ہے اور یہ مجھے تحفہ دیا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور خطبہ ارشاد فرمایا، اللہ تعالی کی حمد و ثناء بیان کی اور اس کے بعد فرمایا: اما بعد! تم میں سے ایک آدمی کو میں اس کام پر متعین کرتا ہوں جس پر اللہ تعالی نے مجھے نگران بنایا ہے تو وہ آتا ہے تو کہتا ہے: یہ تمہارے لیے ہے اور یہ مجھے تحفہ دیا گیا ہے اور میرا ہے۔ تو وہ اپنے ماں باپ کے گھر بیٹھ کر دیکھے کہ اس کو تحفے تحائف آئیں، اگر وہ درست کہتا ہے۔ قسم اللہ کی! کوئی شخص اپنے حق کے بغیر جو کچھ لے گا وہ اس کا بوجھ اٹھائے ہوئے اللہ تعالی سے ملاقات کرے گا۔ خبردار! میں تم میں سے کسی کو اس حال میں نہ دیکھوں کہ وہ اونٹ بلبلا تا یا گائے آواز دیتی یا بکری ممیائی اللہ تعالی سے ملے پھر آپ ﷺ اپنے دونوں ہاتھ

(٢٧٤٢) نسائی: ٢٥٠٧۔ صحیح، الباني: ٢٣٥٠

(٢٧٤٣) بخاری: ٧١٩٧۔ مسلم: ١٨٣٢۔ ابوداؤد: ٢٩٤٦۔ احمد: ٢٣٠٩٠۔ دارمی: ١٦٦٩۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حَـقِّـهِ إِلَّا جَـاءَ اللّٰهَ يَحْمِلُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَلَا فَلَاعْـرِفَـنَّ مَا جَاءَ اللّٰهَ رَجُلٌ بِبَعِيْرٍ لَهُ رُغَاءٌ أَوْ بِبَقَرَةٍ لَهَا خُوَارٌ أَوْ شَاةٍ تَيْعَرُ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّـى رَأَيْـتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ. (للبخاری ۷۱۹۷)

اٹھائے یہاں تک کہ بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی اور فرمایا: اے اللہ! کیا میں نے تیرا پیغام پہنچا دیا۔“ (الشیخان اور ابوداؤد)

شرح:......۱۔ ثابت ہوا کہ زکاۃ دینا فرض ہے۔

(۲) اہم امور میں امام لوگوں سے خطاب کرے، تاکہ انہیں آ گاہی ہو اور خطبہ میں ”امابعد“ استعمال کرنا مسنون ہے۔

۳۔ جسے کوئی امانت اور ذمہ داری سونپی جائے اس کا محاسبہ بھی کیا جائے۔

۴۔ ثابت ہوا کہ زکاۃ کا عامل ذاتی مفادنہ اٹھائے، جو شریعت نے حق مسلط کیا ہے، وہی حاصل کرے۔ اگر ذاتی مفاد اٹھائے تو اسے مسلمانوں کے بیت المال میں داخل کروادیا جائے۔

۵۔ اس حدیث میں ہر اس طریقہ کو باطل قرار دیا گیا ہے جو سرکاری ملازم ملازمت کی آڑ میں اپنا مفاد حاصل کرے۔

۶۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ کسی تاویل کی وجہ سے بھی کوئی غلطی کرے تو معاملہ قومی ہو اس سے نقصان ہوتا ہو تو بغیر اس آدمی کا نام لیے اس کی خطا سے قوم کو آگاہ کیا جائے تاکہ لوگ دھوکا نہ کھائیں۔

۷۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ خطا کار کو زجر و توبیخ جائز ہے۔ (فتح الباری: ۱۳/ ۱۶۶)

۲۷۴۴۔ عَـنْ عَدِيِّ بْنِ عُمَيْرَةَ الْكِنْدِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَـالَ يَاأَيُّهَا النَّاسُ مَنْ عُمِّلَ مِـنْكُمْ لَنَا عَلَى عَمَلٍ فَكَتَمَنَامِنْهُ مِخْيَطاً فَمَا فَـوْقَـهُ فَهُـوَ غُـلٌّ يَـأْتِي بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَامَ رَجُـلٌ مِـنَ الْأَنْـصَارِ أَسْوَدُ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ فَـقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اقْبَـلْ عَنِّي عَمَلَكَ قَـالَ وَمَـاذَاكَ قَالَ سَمِعْتُكَ تَقُوْلُ كَذَاوَكَذَا قَـالَ وَأَنَـا أَقُـوْلُ ذٰلِكَ مَنِ اسْتَعْمَلْنَاهُ عَلَى عَـمَـلٍ فَلْيَأْتِ بِقَلِيْلِهِ وَكَثِيْرِهِ فَمَا أُوْتِيَ مِنْهُ أَخَذَهُ وَمَـا نُهِـيَ عَـنْـهُ انْتَهَى. (لأبـي

سیّدنا عدی بن عمیرہ کندی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا: ”لوگو! تم میں سے جس کو ہم کام پر لگائیں اور وہ ایک دھاگہ یا اس سے زائد کو چھپائے تو وہ غلول ہوگا اور قیامت کے دن اس غلول (خیانت) کو لے کر حاضر ہوگا۔ پس ایک مرد آپ ﷺ کے سامنے کھڑا ہوا اور اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اپنا کام میرے سے واپس لے لیجیے۔ فرمایا: تجھے کیا ہوا؟ اس نے عرض کی: میں نے آپ کو اور یہ بیان فرماتے سنا ہے۔ فرمایا: میں اب بھی کہتا ہوں کہ خبردار! جس کو ہم تم میں سے کام پر لگائیں تو وہ تھوڑی چیز ہو وہ بھی لائے اور زیادہ ہو تو اس کو پیش کردے پھر اس میں جو اس کو دیا جائے وہ لے اور جو

(۲۷۴۴) ابوداؤد: ۳۵۸۱۔ صحیح، النسائی: ۳۰۵۶۔ مسلم: ۱۸۳۳۔ احمد: ۱۷۲۶۴

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

داود ۳۵۸۱) نہ دیا جائے اس سے باز رہے۔(مسلم، ابوداؤد)

شرح: ......یعنی معمولی چیز کو کوئی یہ نہ سمجھے کہ وہ خیانت نہیں، وہ بھی خیانت ہے۔ اور جو تحائف قاضیوں یا زکاۃ کے عاملوں کو دیے جاتے ہیں یہ حرام ہیں۔(عون المعبود: ۳/ ۳۲۷)

۲۷۴۵۔ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَطَاءٍ مَوْلَى عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ زِيَادًا أَوْ بَعْضَ الْأُمَرَاءِ بَعَثَ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ عَلَى الصَّدَقَةِ فَلَمَّا رَجَعَ قَالَ لِعِمْرَانَ أَيْنَ الْمَالُ قَالَ وَلِلْمَالِ أَرْسَلْتَنِي أَخَذْنَاهَا مِنْ حَيْثُ كُنَّا نَأْخُذُهَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَوَضَعْنَاهَا حَيْثُ كُنَّا نَضَعُهَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ (لأبي داود ١٦٢٥)

ابراہیم بن عطاء عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ زیاد یا دوسرے کسی حکمران نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کو زکوۃ وصول کرنے کے لیے روانہ کیا تو انہوں نے اغنیاء سے زکوۃ وصول کر کے غربا و مساکین پر تقسیم کر دی۔ جب واپس آئے تو حاکم نے عمران رضی اللہ عنہ کو کہا: مال کہاں ہے؟ انہوں نے کہا: تو نے مجھے مال لانے کے لیے روانہ کیا تھا؟ ہم نے تو مال وصول کیا جیسا ہم رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں وصول کرتے تھے اور اس کو تقسیم کر دیا جہاں ہم آپ ﷺ کے عہد میں تقسیم کیا کرتے تھے۔" (ابوداؤد)

شرح: ......اس حدیث سے ان لوگوں نے استدلال کیا ہے جو اس رائے کے قائل ہیں کہ زکاۃ جس شہر سے لی ہو وہیں کے فقراء میں تقسیم کی جائے دوسروں کے پاس اٹھا لے جانا جائز نہیں۔

لیکن نسائی میں وارد حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر ضرورت پڑ جائے تو منتقل کی جا سکتی ہے۔ البتہ بغیر ضرورت زکاۃ دوسروں کے لیے منتقل نہ کی جائے۔(عون المعبود: ۲/ ۳۳)

۲۷۴۶۔ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَتَاكُمُ الْمُصَدِّقُ فَلْيَصْدُرْ عَنْكُمْ وَهُوَ عَنْكُمْ رَاضٍ. (رواه مسلم ٩٨٩)

"جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تمہارے پاس زکوۃ وصول کرنے والا آئے تو جاتے ہوئے وہ تم سے راضی جائے۔" (اصحاب سنن)

۲۷۴۷۔ وفي رواية: قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَإِنْ ظَلَمُونَا قَالَ أَرْضُوا مُصَدِّقِيكُمْ زَادَ عُثْمَانُ وَإِنْ ظُلِمْتُمْ. (رواه أبو داود ١٥٨٩)

"ایک روایت میں ہے کہ مخاطبین نے عرض کی یا رسول اللہ اگر زکوۃ وصول کرنے والا ہم پر ظلم کرے تب بھی ہم اس کو راضی ہی کر کے رخصت کریں؟ فرمایا اپنے زکوۃ وصول کرنے والو کو راضی کرو خواہ وہ تم پر ظلم کرتے ہوں۔"

(۲۷۴۵) ابوداؤد: ۱۶۲۵۔ صحیح، البانی: ۱۴۳۱۔ ابن ماجہ: ۱۸۱۱۔

(۲۷۴۶) مسلم: ۹۸۹۔ ترمذی: ۶۴۷۔ نسائی: ۲۴۶۱۔ ابوداؤد: ۱۵۸۹۔ احمد: ۱۸۷۶۱۔ دارمی: ۱۶۷۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

٢٧٤٨ــ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ جَابِرِبْنِ عَتِيْكٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ سَيَأْتِيْكُمْ رُكَيْبٌ مُبْغَضُوْنَ فَإِنْ جَاؤُكُمْ فَرَحِّبُوْا بِهِمْ وَخَلُّوْا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَبْتَغُوْنَ فَإِنْ عَدَلُوْا فَلِأَنْفُسِهِمْ وَإِنْ ظَلَمُوْا فَعَلَيْهَا وَأَرْضُوْهُمْ فَإِنَّ تَمَامَ زَكَاتِكُمْ رِضَاهُمْ وَلْيَدْعُوْلَكُمْ (رواه أبوداود ١٥٨٨)

''جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں! فرمایا عنقریب تمہارے پاس وہ سوار آئیں گے جن سے بغض کیا جائے گا۔ جب وہ تمہارے پاس آئیں تو ان کو مرحبا کہو اور ان کو ان کے مطلوبہ کام میں آزاد چھوڑ دو پس اگر انہوں نے عدل کیا تو وہ ان کے اپنے لیے ہے اور اگر انہوں نے ظلم کیا تو بوجھ بھی ان پر ہی ہوگا پس تم ان کو راضی رکھو؟ پوری زکوۃ دینا یہ ہے کہ تم ان کو راضی رکھو اور وہ تمہیں دعائیں دے کر جائیں۔''

٢٧٤٩ـ عَنْ بَشِيْرِبْنِ الْخَصَاصِيَةِ قَالَ: قُلْنَا إِنَّ أَهْلَ الصَّدَقَةِ يَعْتَدُّوْنَ عَلَيْنَا أَفَنَكْتُمُ مِنْ أَمْوَالِنَا بِقَدْرِمَا يَعْتَدُّوْنَ عَلَيْنَا فَقَالَ لاَ. (رواه ابوداود ١٥٨٦)

''بشیر بن خصاصیہ نے کہا ہم نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ تحقیق صدقہ وصول کرنے والے ہم پر حد سے تجاوز کرتے ہیں کیا ہم اپنا اتنا مال ان سے مخفی رکھ سکتے ہیں۔ جس قدر و زیادتی کرتے ہیں؟ فرمایا نہیں۔'' (یہ دو روایت ابوداؤد کی ہیں)

٢٧٥٠ــ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ الْمُعْتَدِي الْمُتَعَدِّيْ فِي الصَّدَقَةِ كَمَا نِعِهَا. (رواه أبوداود ١٥٨٥)

''انس رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: زکوۃ وصول کرنے میں زیادتی کرنے والا زکوہ منع کرنے والے کی مثل ہے۔''

٢٧٥١ــ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ الْعَامِلُ عَلَى الصَّدَقَةِ بِالْحَقِّ كَالْغَازِيْ فِي سَبِيْلِ اللهِ حَتَّى يَرْجِعَ إِلَى بَيْتِهِ. (رواه أبوداود ٢٩٣٦)

سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ شخص جو حق کے ساتھ زکوۃ وصول کرتا ہے وہ اس کی مثل ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتا ہو یہاں تک کہ وہ اپنے گھر واپس آجائے۔''

شرح: ......ا۔حدیث میں ظالم عامل سے بھی مال زکاۃ چھپانے کی ممانعت ہے، وجہ یہ ہے کہ اگر ظالم عامل سے یہ مال چھپانے کی اجازت دے دی جاتی تو پھر انصاف پسند کے سامنے بھی مال چھپانے کی عادت پڑ جاتی۔ عامل اگر چہ ظلم بھی کرے تو آدمی جو مال زکاۃ دے رہا ہے، اگر اسے واپس لوٹانے کی طاقت رکھے گا تو برابر ہوگیا، اگر وہ واپس نہیں لوٹاتا تو پھر یہ عامل خود ہی ذمہ دار رہتا ہے۔ جس کا جوابدہ ہوگا، اس لیے مال زکاۃ بغیر چھپائے عامل

(٢٧٤٧) ابوداؤد: ١٥٨٩ـ صحیح، البانی: ١٤٠٤.

(٢٧٤٨) ابوداؤد: ١٥٨٨ـ ضعیف، البانی: ٣٤٥.

(٢٧٤٩) ابوداؤد: ١٥٨٦.

(٢٧٥٠) ابوداؤد: ١٥٨٥ـ حسن، البانی: ١٤٠٣ـ ترمذی: ٦٤٦ـ ابن ماجہ: ١٨٠٨.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کے سامنے ظاہر کرنے کا حکم ہے اور عامل کو بھی حکم ہے کہ وہ زیادتی سے کام نہ لے جتنی زکاۃ بنتی ہے وہی لے۔

۲۔ عامل کی رضا طلب کرنے کا مطلب یہ ہے کہ بغیر ٹال مٹول کیے اور بغیر دھوکا دہی اور خیانت کے انہیں مال زکاۃ دو تا کہ یہ خوش ہو جائے اور جب یہ خوش ہوگا تو زکاۃ ادا کرنے والے کے لیے دعا دے گا۔ (عون المعبود: ۲/ ۱۸)

۳۔ نیک دل عامل زکاۃ کو اس اجر کی خوشخبری ملی ہے جو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کو خوشخبری ملی ہے کہ اس عامل زکاۃ کو غازی کی مانند اجر ملتا ہے۔

۲۷۵۲۔ عَنْ مَالِكِ بْنِ عَتَاهِيَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ إِذَا لَقِيْتُمْ عَاشِرًا فَاقْتُلُوْهُ يَعْنِي بِذٰلِكَ الصَّدَقَةِ يَأْخُذُهَا عَلَى غَيْرِ حَقِّهَا. (رواه أحمد ۱۷۵۹۰ والكبير برجل لم يسم)

سیدنا مالک بن عتاہیہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ”جب تم عشر وصول کرنے والے کو پاؤ تو اس کو قتل کر دو۔ یعنی اس زکوۃ نے بدلے جو وہ بغیر حق کے وصول کرتا ہے۔“ (احمد، الکبیر۔ اس راوی کی سند سے جس کا نام ذکر نہیں کیا)

شرح: ...... یہ حدیث تو ضعیف ہے، مگر ابوداؤد: ۲۹۲۹-۲۹۳۰ میں یہ آتا ہے یہ ٹیکس وصول کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔ یہ ٹیکس جسے مَکس کہا گیا ہے، اس کا معنی ہے نقص یا ظلم۔

جاہلیت میں بازاروں میں رائج تھا کہ سامان فروخت کرنے والوں سے لیا جاتا تھا، اس کی دوسری صورت یہ تھی کہ صدقہ وزکاۃ وصول کرنے والا جب مال زکاۃ وصول کر لیتا تو اس کے بعد مزید کچھ درہم لیتا۔ اسے ٹیکس کہتے تھے، اس پر یہ ڈانٹ ہے۔ (عون المعبود: ۳/ ۹۳)

مسئلہ: آج کل حکومت لوگوں پر بے شمار قسم کے ٹیکس لگا رہی ہے، اس کا حکم کیا ہے؟ اس بارے میں شارح کی رائے یہ ہے کہ نظام زکاۃ اگر مکمل طور پر نافذ کر دیا جائے تو ٹیکسوں کی ضرورت نہیں رہتی۔

اس کے باوجود اگر کبھی اشد مجبوری کے تحت ٹیکس لگانا پڑے تو پھر اس وعید کی زد میں نہیں آتا۔ اگر ناجائز لگایا جائے گا تو پھر اس وعید کے تحت آئے گا۔

باقی جو حکومت ٹیکس کی بھرمار کر رہی ہے، اس میں بھی یہ اصول ہے کہ اگر قوم کی فلاح وصلاح کے لیے لگائے تو درست ہے۔ اگر خود حکمران عیاشی کی سرگرمیوں میں قوم کے وسائل وآمدنی برباد کریں اور قوم کی سہولتوں اور ضرورتوں پر توجہ ہی نہ ہو تو پھر اس حدیث کی زد ان پر بھی پڑتی ہے۔

۲۷۵۳۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ كَانَ

سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرے والد

(۲۷۵۲) احمد: ۱۷۵۹۰۔ طبرانی کبیر وفیہ، رجل لم یسم، ہیثمی: ۴۴۷۰۔

(۲۷۵۳) ابوداؤد: ۱۵۹۰۔ صحیح، البانی: ۱۴۰۵۔ بخاری: ۶۳۵۹۔ مسلم: ۱۰۷۸۔ نسائی: ۲۴۵۹۔ ابن ماجہ: ۱۷۹۶۔ احمد: ۱۸۹۲۴۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

أَبِي مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَتَاهُ قَوْمٌ بِصَدَقَتِهِمْ قَالَ اللَّهُمَّ صَلِّي عَلَى آلِ فُلَانَ قَالَ فَأَتَاهُ أَبِي بِصَدَقَتِهِ فَقَالَ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى آلِ أَبِي أَوْفَى. (رواه أبو داود ١٥٩٠)

اصحاب الشجرہ (بیعت الرضوان) والوں میں سے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس جب کوئی قوم اپنی زکوٰۃ لے کر حاضر ہوتی تو آپ ﷺ ان کے حق میں دعا کرتے تھے۔ پس میرا باپ آپ ﷺ کے پاس اپنے مال کی زکوٰۃ لے کر حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے دعا دی: ''اے اللہ! رحمت نازل کر آل ابی اوفی پر۔''

٢٧٥٤۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِذَا أَعْطَيْتُمُ الزَّكَاةَ فَلَا تَنْسَوْا ثَوَابَهَا أَنْ تَقُوْلُوْا اللَّهُمَّ اجْعَلْهَا مَغْنَماً وَلَا تَجْعَلْهَا مَغْرَماً. (رواه ابن ماجة ١٧٩٧ بضعف)

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم زکوٰۃ دو تو اس کا ثواب مت بھولو، یعنی یہ کہنا کہ اے اللہ! اس کو غنیمت بنا، قرض نہ بنا۔''

شرح: ......ا۔ بہتر تو یہی ہے، صلاۃ کا لفظ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ خاص کیا جائے۔ رضی اللہ عنہ کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ اور رحمہ اللہ کا عام مسلمانوں کے ساتھ۔ مگر غیر نبی کے لیے بھی لفظ صلاۃ کے ساتھ دعا کرنے والوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے۔

۲۔ اس میں دلیل ہے کہ زکاۃ و صدقہ وصول کرنے والا زکاۃ دینے والے کے لیے جب وہ زکاۃ دینے آئے تو دعا کرے یہ عمل مستحب ہے۔ (عون المعبود: ٢/ ١٩)

٢٧٥٥۔ عَنْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ رَبِيْعَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ اجْتَمَعَ رَبِيْعَةُ بْنُ الْحَارِثِ وَالْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَا وَاللهِ لَوْ بَعَثْنَا هَذَيْنِ الْغُلَامَيْنِ قَالَا لِي وَلِلْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَكَلَّمَاهُ فَأَمَّرَهُمَا عَلَى هَذِهِ الصَّدَقَاتِ فَأَدَّيَا مَا يُؤَدِّي النَّاسُ وَأَصَابَا مِمَّا يُصِيْبُ النَّاسُ قَالَ فَبَيْنَمَا هُمَا فِي ذَلِكَ جَاءَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي

عبدالمطلب بن ربیعہ بن حارث بیان کرتے ہیں کہ ان کے والد ربیعہ رضی اللہ عنہ اور عباس رضی اللہ عنہ جمع ہوئے اور انہوں نے کہا: اگر ہم ان لڑکوں کو۔ میرا اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کا کہا رسول اللہ ﷺ کے پاس روانہ کریں اور یہ دونوں جا کر آپ ﷺ سے عرض کریں اور آپ ان کو صدقات وصول کرنے پر لگا دیں، یہ دونوں وہ کام انجام دیں جو لوگ دیتے ہیں۔ آپ ﷺ ان کو دیں جو دوسرے لوگوں کو دیتے ہیں اور ان کو بھی مال حاصل ہوگا جیسا دوسرے لوگوں کو حاصل ہوتا ہے۔ وہ یہ باتیں کر رہے

(٢٧٥٤) ابن ماجه: ١٧٩٧۔ موضوع، الباني: ٣٩٨.

(٢٧٥٥) مسلم: ١٠٧٢۔ نسائي: ٢٦٠٩۔ ابوداؤد: ٢٩٨٥۔ احمد: ١٧٠٦٤.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

طَالِبٍ فَوَقَفَ عَلَيْهِمَا فَذَكَرَا لَهُ ذٰلِكَ فَقَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ لَا تَفْعَلَا فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ بِفَاعِلٍ فَانْتَحَاهُ رَبِيعَةُ بْنُ الْحَارِثِ فَقَالَ وَاللّٰهِ مَا تَصْنَعُ هٰذَا إِلَّا نَفَاسَةً مِنْكَ عَلَيْنَا فَوَاللّٰهِ لَقَدْ نِلْتَ صِهْرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَمَا نَفِسْنَاهُ عَلَيْكَ قَالَ عَلِيٌّ أَرْسِلُوْهُمَا فَانْطَلَقَا وَاضْطَجَعَ عَلِيٌّ قَالَ فَلَمَّا صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الظُّهْرَ سَبَقْنَاهُ إِلَى الْحُجْرَةِ فَقُمْنَا عِنْدَهَا حَتّٰى جَاءَ فَأَخَذَ بِآذَانِنَا ثُمَّ قَالَ أَخْرِجَا مَا تُصَرِّرَانِ ثُمَّ دَخَلَ وَدَخَلْنَا عَلَيْهِ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ قَالَ فَتَوَاكَلْنَا الْكَلَامَ ثُمَّ تَكَلَّمَ أَحَدُنَا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنْتَ أَبَرُّ النَّاسِ وَأَوْصَلُ النَّاسِ وَقَدْ بَلَغْنَا النِّكَاحَ فَجِئْنَا لِتُؤَمِّرَنَا عَلٰى بَعْضِ هٰذِهِ الصَّدَقَاتِ فَنُؤَدِّي إِلَيْكَ كَمَا يُؤَدِّي النَّاسُ وَنُصِيبُ كَمَا يُصِيبُوْنَ قَالَ فَسَكَتَ طَوِيلًا حَتّٰى أَرَدْنَا أَنْ نُكَلِّمَهُ قَالَ وَجَعَلَتْ زَيْنَبُ تُلْمِعُ عَلَيْنَا مِنْ وَرَاءِ الْحِجَابِ أَنْ لَا تُكَلِّمَاهُ قَالَ ثُمَّ قَالَ إِنَّ الصَّدَقَةَ لَا تَنْبَغِي لِآلِ مُحَمَّدٍ إِنَّمَا هِيَ أَوْسَاخُ النَّاسِ أُدْعُوَا لِي مَحْمِيَةَ وَكَانَ عَلَى الْخُمُسِ وَنَوْفَلَ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ فَجَاءَاهُ فَقَالَ لِمَحْمِيَةَ أَنْكِحْ هٰذَا الْغُلَامَ ابْنَتَكَ لِلْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ فَأَنْكَحَهُ وَقَالَ لِنَوْفَلِ بْنِ الْحَارِثِ أَنْكِحْ

تھے کہ علی رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے تو ان دونوں نے علی رضی اللہ عنہ سے اپنے ارادے کا ذکر کیا تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا: تم ایسا نہ کرو، اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نہیں کریں گے یعنی زکوۃ وصول کرنے نہیں لگائیں گے۔ ربیعہ نے علی کی بات روک کر کہا: قسم اللہ کی! تم یہ اس لیے کہتے ہو کہ تم ہم سے بخل کرتے ہو۔ اللہ کی قسم! تو نے رسول اللہ ﷺ کا داماد بننے کی سعادت حاصل کی ہے تو ہم نے اس پر تجھ سے دل میں بخل نہیں کیا .....تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا: تم ان کو بھیج کر دیکھو، چنانچہ دونوں گئے اور مسجد میں لیٹ رہے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے نماز ظہر ادا کی تو ہم دونوں آپ ﷺ کے حجرے تک پہلے پہنچ گئے اور اس کے پاس کھڑے ہو گئے۔ آپ ﷺ تشریف لائے اور ہم دونوں کے کان پکڑ کر فرمایا: نکل جاؤ تم یہاں کیا کرتے ہو۔ پھر آپ ﷺ داخل ہو گئے تو ہم بھی ساتھ ہی داخل ہو گئے۔ آپ ﷺ اس دن زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے پاس تھے۔۔

راوی نے کہا: ہم نے بات کرنا ایک دوسرے پر چھوڑا اور پھر ہم میں سے ایک نے کلام کیا اور کہا: یارسول اللہ! آپ سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے ہیں اور ہم شادی کی عمر کو پہنچ چکے ہیں اور ہم آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں کہ آپ ﷺ ہمیں زکوۃ وصول کرنے پر مامور فرما دیں اور ہم لا کر دیں۔ آپ کو جیسے دوسرے لوگ لا کر دیتے ہیں اور ہمیں وہ کچھ حاصل ہو جو دوسرے لوگوں کو حاصل ہوتا ہے۔ آپ ﷺ بڑی دیر تک خاموش رہے یہاں تک کہ ہم نے دوبارہ کلام کرنے کا ارادہ کیا تو ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا نے پردے کے پیچھے سے ہمیں اشارہ کیا کہ تم اب کلام نہ کرو، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: یہ مال زکوۃ ال محمد ﷺ کے لیے مناسب ہی نہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

هٰـذَا الْـغُلَامَ ابْـنَـتَكَ لِـيْ فَـأَنْـكَحْنِيْ وَقَالَ لِـمَـحْـمِيَةَ أَصْدِقْ عَنْهُمَا مِنَ الْخُمُسِ كَذَا وَكَذَا (رواه مسلم ١٠٧٢)

ہے، یہ تو لوگوں کی میل ہے، تم میرے پاس محمیہ کو بلا کر لاؤ جو خمس کا نگران ہے اور نوفل بن حارث بن عبداللہ کو بھی بلا کر لاؤ۔ وہ آئے تو آپ ﷺ نے محمیہ کو کہا: تو اپنی بیٹی اس لڑکے فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کے عقد میں دیدے، چنانچہ اس نے نکاح کر دیا۔ اور نوفل کو فرمایا: تو اپنی بیٹی اس لڑکے کے عقد میں دے دے تو اس نے میرے عقد میں دے دی اور آپ ﷺ نے فرمایا: مال خمس میں سے اتنا اتنا ان دو کے مہر میں دے دیا جائے۔

٢٧٥٦ـــ وَفِـيْ رِوَايَةٍ قَـالَ عَـلِـيٌّ: أَنَـا أَبُـوْالْـحَسَنِ الْقَرَمِ، وَاللّٰهِ وَلَا أَرِيْمُ مَكَانِيْ حَتّٰى يَرْجِعَ إِلَيْكُمَا ابْنَا كُمَا بِحورِمَا بَعَثْتُمَا بِهِ. (رواه مسلم ١٠٧٢)

ایک روایت میں ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں صاحب عقل ابو الحسن ہوں۔ میں اس جگہ سے نہیں جاؤں گا یہاں تک کہ یہ دونوں تمہارے پاس لوٹ کر آئیں اور اس کام سے خالی ہاتھ آئیں جیسے تم نے روانہ کیے ہیں۔

٢٧٥٧ـــ عَـنْ مُـحَـمَّدٍ وَهُوَابْنُ زِيَادٍسَمِعَ أَبَـاهُرَيْرَةَ يَقُوْلُ أَخَذَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ تَمْرَةً مِـنْ تَـمْـرِالـصَّـدَقَةِ فَـجَعَلَهَا فِيْ فِيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كِخْ كِخْ ارْمِ بِهَا أَمَا عَلِمْتَ أَنَّا لَانَأْكُلُ الصَّدَقَةَ. (رواه مسلم ١٠٦٩)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے صدقہ کی کھجوروں میں سے ایک کھجور لے کر اپنے منہ میں ڈال دی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نکال، نکال، اس کو پھینک۔ کیا تو نہیں جانتا کہ ہم صدقہ نہیں کھاتے۔"

٢٧٥٨ـــ عَـنْ أَنَـسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَرَّالنَّبِيُّ ﷺ بِتَمْرَةٍ فِي الطَّرِيْقِ قَالَ لَوْلَا أَنِّي أَخَافُ أَنْ تَكُوْنَ مِنَ الصَّدَقَةِ لَأَكَلْتُهَا (رواه البخاري ٢٤٣١)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ راستہ میں گری پڑی کھجور کے پاس سے گذرنے تو فرمایا: "مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ یہ صدقے کی ہوگی تو میں اس کو کھالیتا۔" (الشیخان وابوداود)

٢٧٥٩ـــ عَـنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أُتِـيَ بِطَعَامٍ سَأَلَ عَنْهُ فَإِنْ قِيْلَ هَدِيَّةٌ أَكَلَ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے پاس کھانے کی چیز لائی جاتی تو اس کے متعلق پوچھتے، اگر کہا جاتا کہ تحفہ ہے

(٢٧٥٦) مسلم: ١٠٧٢ـ نسائی: ٢٦٠٩ـ ابوداؤد: ٢٩٨٥ـ احمد: ١٧٠٦٤.

(٢٧٥٧) مسلم: ١٠٦٩ـ بخاری: ٣٠٧٢ـ احمد: ٩٨١٧ـ دارمی: ١٦٤٢.

(٢٧٥٨) بخاری: ٢٤٣١ـ مسلم: ١٠٧١ـ ابوداؤد: ١٦٥٢ـ احمد: ١٣٦٩٦.

(٢٧٥٩) مسلم: ١٠٧٧ـ بخاری: ٢٥٧٦ـ احمد: ١٠٠٠٣.(٢٧٦٠) نسائی: ٢٦١٢ـ صحیح، البانی: ٢٤٤٩ـ ترمذی:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مِنْهَا وَإِنْ قِيلَ صَدَقَةٌ لَمْ يَأْكُلْ مِنْهَا. (رواہ مسلم ۱۰۷۷)

تو اس میں سے کھاتے اور اگر کہا جاتا کہ صدقہ ہے تو اس میں سے نہ کھاتے۔

۲۷۶۰۔عَنِ ابْنِ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ اسْتَعْمَلَ رَجُلاً مِنْ بَنِي مَخْزُومٍ عَلَى الصَّدَقَةِ فَأَرَادَ أَبُورَافِعٍ أَنْ يَتْبَعَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ الصَّدَقَةَ لَا تَحِلُّ لَنَا وَإِنَّ مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْهُمْ. (رواہ النسائی ۲۶۱۲)

سیّدنا ابورافع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے بنو مخزوم کے ایک مرد کو صدقات (زکوٰۃ) وصول کرنے پر مامور کیا تو ابورافع نے اس کے ساتھ لگنے اور جانے کا ارادہ کیا۔ پس آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''صدقہ ہمارے لیے جائز نہیں ہے اور قوم کا آزاد اس قوم میں شمار ہوتا ہے۔

شرح: ......۱۔ بچوں کو بھی حرام سے بچنے کی عادت ڈالی جائے۔

۲۔ نبی اکرم ﷺ پر اور آپ کی آل پر جو کہ ہاشم کی آل یعنی عقیل، علی، جعفر یعنی ابو طالب کی نسل اور عباس کی آل ہیں، صدقہ حرام ہے۔

۳۔ کھانے اور پینے میں پرہیزگاری رکھی جائے اور حلال و حرام کی تمیز کی جائے۔

۴۔ آل محمد ﷺ کے علاوہ ان کا غلام جو ہے، اس کے لیے بھی صدقہ لینا جائز نہیں۔ (مرعاۃ: ۱۰-۱۰۹)

۲۷۶۱۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِغَنِيٍّ وَلَا لِذِي مِرَّةٍ سَوِيٍّ (رواہ النسائی ۲۵۹۷)

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''صدقہ غنی کے لیے جائز ہے نہ طاقت ور صحت مند کے لیے جائز ہے۔'' (نسائی)

۲۷۶۲۔عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِغَنِيٍّ إِلَّا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَوِ ابْنِ السَّبِيلِ أَوْجَارٍ فَقِيرٍ يَتَصَدَّقُ عَلَيْهِ فَيُهْدِي لَكَ أَوْ يَدْعُوكَ. (رواہ أبوداود ۱۶۳۷). وَزَادَ عَطَاءُ بْنُ يَسَارٍ اَلْعَامِلُ عَلَيْهَا وَمُشْتَرِيهَا بِمَالِهِ أَوْلِغَارِمٍ.

سیّدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''غنی کے لیے زکوٰۃ جائز نہیں ہے ماسوا اس کے کہ وہ مجاہد فی سبیل اللہ ہو یا وہ مسافر۔ یا وہ مسکین کا ہمسایہ ہو جس کو صدقہ دیا جائے اور وہ تجھے ہدیہ دے یا تیری دعوت کرے۔'' (ابوداؤد) عطا بن یسار نے اس پر مزید بیان کیا: ''زکوٰۃ وصول کرنے والے کو اور اس کو جو اپنے مال سے قیمت دے کر مال زکوٰۃ کو خرید لے، یا وہ شخص جس پر تاوان پڑا ہو۔''

شرح: ...... یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ مالدار اور صحت مند کے لیے زکوٰۃ لینا حرام ہے، اس بارے میں

۶۵۷۔ ابوداؤد: ۱۶۵۰۔ احمد: ۲۶۶۴۱۔

(۲۷۶۱) نسائی: ۲۵۹۷۔ صحیح، البانی: ۲۴۳۴۔ احمد: ۸۸۱۸۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اختلاف ہے کہ مالدار ہونے کی حد کتنی ہے، مختلف اقوال ہیں، اصل یہی ہے کہ اہم ضرورت کے لیے جو کسی دوسرے کا محتاج نہ ہو۔ یعنی اتنا مال ہو کہ اخراجات اپنی کمائی سے چلا سکے تو اس کے لیے زکاۃ حلال نہیں۔

۲۔ قوت والے سے مراد ہے، بدن صحت مند ہو، عقل درست ہو، محنت ومشقت کر سکتا ہو، ہنر سیکھ سکتا ہو اور کوشش کر کے کما سکتا ہو۔

اس کے لیے بھی زکاۃ حرام ہے، مگر پانچ صورتیں جو بیان ہوئی ہیں، ان میں صحت مند اور مالدار بھی زکاۃ لے سکتا ہے۔ (مرعاۃ: ۳/ ۱۱۵)

٢٧٦٣ـ عَنْ زَيْدِبْنِ أَسْلَمَ أَنَّهُ قَالَ شَرِبَ عُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ لَبَناً فَأَعْجَبَهُ فَسَأَلَ الَّذِيْ سَقَاهُ مِنْ أَيْنَ هٰذَا اللَّبَنُ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ وَرَدَ عَلَى مَاءٍ قَدْ سَمَّاهُ فَإِذَا نَعَمٌ مِنْ نَعَمِ الصَّدَقَةِ وَهُمْ يَسْقُوْنَ فَحَلَبُوْا لِي مِنَ الْبَانِهَا فَجَعَلْتُهُ فِي سِقَائِي فَهُوَ هٰذَا فَأَدْخَلَ عُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ يَدَهُ فَاسْتَقَاءَهُ (رواه مالك ٦٠٦)

زید بن اسلم نے بیان کیا کہ سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے دودھ پیا تو وہ ان کو بہت پسند آیا تو انہوں نے پلانے والے سے پوچھا: یہ دودھ کہاں سے لیا گیا ہے؟ ان کو بتایا گیا کہ زکوۃ کے مویشی سے لیا گیا ہے تو عمر رضی اللہ عنہ نے منہ میں ہاتھ ڈال کر تے کر دی۔ (مالک)

شرح: ...... اصل میں یہ دودھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لیے حرام نہ تھا، بہرصورت تحقیق پر ثابت ہوا کہ ذرا مشکوک سا لگا تھا، یہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے تقویٰ کی وجہ سے تھا، انہوں نے تے کر دی، نہ بھی کرتے تو ان کے لیے منع نہ تھا۔ یہ تو ویسے بھی کسی دوسرے سے لے کر پی رہے تھے۔ قرین قیاس یہی ہے کہ کے لیے یہ دودھ جائز تھا مگر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے لیے جائز قرار نہ دیا تھا۔ حالانکہ اس میں ناجائز والی کوئی صورت نہ تھی، صرف پرہیزگاری کی وجہ سے تے کی۔ (شرح زرقانی: ۲/ ۱۲۶)

٢٧٦٤ـ عَنْ زِيَادِبْنِ الْحَارِثِ الصُّدَائِيْ قَالَ أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَبَايَعْتُهُ فَذَكَرَ حَدِيْثاً طَوِيْلاً قَالَ فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ أَعْطِنِيْ مِنَ الصَّدَقَةِ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ اللّٰهَ

سیّدنا زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک مرد آیا اور عرض کیا کہ مجھے صدقہ کے مال سے دیجیے۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے نبی کے اوپر بھی زکوۃ کا فیصلہ چھوڑ کر راضی نہیں ہوا۔ اور دوسرے کسی انسان کے فیصلے

(۲۷۶۲) ابوداؤد: ۱۶۳۷۔ ضعیف، البانی: ۳۵۹۔ ابن ماجه: ۱۸۴۱۔ احمد: ۱۱۱۴۴۔ مؤطا: ۶۰۴۔

(۲۷۶۳) مؤطا: ۶۰۶۔ (۲۷۶۴) ابوداؤد: ۱۶۳۰۔ ضعیف، البانی: ۳۵۷۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تَعَالَى لَمْ يَرْضَ بِحُكْمِ نَبِيٍّ وَلَا غَيْرِهِ فِي الصَّدَقَاتِ حَتَّى حَكَمَ فِيهَا هُوَ فَجَزَاهَا ثَمَانِيَةَ أَجْزَاءٍ فَإِنْ كُنْتَ مِنْ تِلْكَ الْأَجْزَاءِ أَعْطَيْتُكَ حَقَّكَ . (رواه أبوداود ١٦٣٠)

پر بھی نہیں چھوڑا بلکہ خود اس کا فیصلہ صادر فرما دیا ہے اور زکوۃ کے مستحق آٹھ اصناف بیان کردیے ہیں پس اگر تو ان میں شامل ہے تو میں تمہیں دیے دیتا ہوں۔'' (ابوداوٗد)

٢٧٦٥۔عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ الْأَنْصَارِيَّةِ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَقَالَ هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ فَقَالَتْ لَا إِلَّا شَيْءٌ بَعَثَتْ بِهِ إِلَيْنَا نُسَيْبَةُ مِنَ الشَّاةِ الَّتِي بَعَثْتَ بِهَا مِنَ الصَّدَقَةِ فَقَالَ إِنَّهَا قَدْ بَلَغَتْ مَحِلَّهَا . (للبخاري ١٤٩٤)

سیّدہ ام عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں نبی کریم ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور فرمایا: کیا تمہارے پاس کوئی کھانے کی چیز ہے؟ اس نے عرض کی کہ دوسری تو کوئی چیز نہیں ہے البتہ نسیبہ نے ہمارے پاس اس بکری کا گوشت بھیجا ہے جو آپ ﷺ نے مال زکوۃ میں سے اس کو بھیجی تھی۔ فرمایا: ''وہ اپنی جگہ پہنچ چکی ہے۔''

٢٧٦٦۔عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُتِيَ بِلَحْمٍ تُصُدِّقَ بِهِ عَلَى بَرِيرَةَ فَقَالَ هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَهُوَ لَنَا هَدِيَّةٌ . (رواه البخاري ١٤٩٥)

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں گوشت پیش کیا گیا جو کہ بریرہ پر صدقہ کیا گیا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ اس کے لیے صدقہ ہے اور ہمارے لیے ہدیہ۔'' (الشیخان، موطا)

شرح: ......صدقہ دینے والوں نے انصاریہ یا بریرہ کو صدقہ کیا تھا، جب ان کی ملکیت میں آیا تو اب یہ صدقہ سے، نبی اکرم ﷺ کے لیے ہدیہ میں بدل گیا، اور نبی اکرم ﷺ ہدیہ قبول کرلیا کرتے تھے۔ اس لیے آپ ﷺ کے لیے اب کھانا حلال تھا۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس سے ایک مسئلہ نکالا ہے کہ ہاشمی اگر بطور زکاۃ کے عامل بن کر جاتا ہے تو زکاۃ کی وصولی کے عمل کے عوض بطور عامل اگر عوض لیتا ہے تو جائز ہے، جس طرح صدقہ، ہدیہ میں بدل جاتا ہے۔ اسی طرح زکاۃ کا معاوضہ عمل کا عوض بن جاتا ہے۔ (فتح الباری: ۳/ ۳۵۷)

٢٧٦٧۔عَنْ بَشِيرِ بْنِ يَسَارٍ زَعَمَ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ سَهْلُ بْنُ أَبِي حَثْمَةَ

بشیر بن یسار نے گمان کیا کہ انصار میں سے ایک مرد جس کو سہل بن ابی حثمہ کہا جاتا تھا نے خبر دی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مال

(٢٧٦٥) بخاری: ١٤٩٤۔ مسلم: ١٠٧٦۔ احمد: ٢٦٧٥٦۔

(٢٧٦٦) بخاری: ١٤٩٥۔ مسلم: ١٠٧٤۔ نسائی: ٣٧٦٠۔ ابوداؤد: ١٦٥٥۔ احمد: ١٣٥١٠۔

(٢٧٦٧) ابوداؤد: ١٦٣٨۔ صحیح، البانی: ١٤٤٢۔ بخاری: ٦٨٩٨۔ مسلم: ١٦٦٩۔ نسائی: ٤٧١٣۔ ابن ماجہ: ٢٦٧٧۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَدَاهُ بِمِائَةٍ مِنْ إِبِلِ الصَّدَقَةِ يَعْنِي دِيَةَ الأَنْصَارِيِّ الَّذِي قُتِلَ بِخَيْبَرَ(رواه أبو داود ١٦٣٨)

زکوۃ کے اونٹوں سے سو اونٹ دیت میں اس کو ادا کیے یعنی اس انصاری کی دیت میں جو خیبر میں قتل کیا گیا تھا۔ (ابوداؤد)

شرح: ......اصل میں اہل خیبر اور انصار کے درمیان ایک مقتول کے خون بہا کے متعلق جھگڑا تھا، بطور چٹی نبی اکرم ﷺ نے ان کا اختلاف کروانے کے لیے پوری دیت سو اونٹ دی اور تنازع ختم کروا دیا۔ اس میں اس بات کی بھی دلیل ہے کہ زکاۃ ایک مصرف میں بھی تقسیم کی جا سکتی ہے، اگرچہ قرآن پاک میں آٹھ مصارف بیان ہوئے ہیں۔ سب پر بھی جائز ہے، ضرورت ہو تو ان میں سے صرف ایک پر بھی تقسیم ہو سکتی ہے۔ (عون المعبود: ۲/ ۳۹)

انتباہ: ......قرآن پاک میں آٹھ مصارف بیان ہوئے ہیں، جو ضمناً احادیث میں بیان ہو چکے ہیں، تاہم خلاصہ ملاحظہ فرمائیں: (۱) فقراء (۲) مسکین (۳) زکاۃ کے عامل (۴) اسلام پر جن کے دل جوڑنا ہوں (۵) گردنیں آزاد کرنا (۶) چٹی والے (۷) فی سبیل اللہ یعنی راہ جہاد میں جانے والے (۸) مسافر۔ (التوبہ: ۶۰)

فَضْلُ الصَّدَقَةِ وَالنَّفَقَةِ وَالْحَثِّ عَلَيْهِمَا وَمَا يَتَعَلَّقُ بِذٰلِكَ

صدقہ ونفقہ کی فضیلت وترغیب اور اس کے متعلقہ مسائل

٢٧٦٨ــــ عَنْ سَعِيْدِبْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا تَصَدَّقَ أَحَدٌ بِصَدَقَةٍ مِنْ طَيِّبٍ وَلَا يَقْبَلُ اللّٰهُ إِلَّا الطَّيِّبَ إِلَّا أَخَذَهَا الرَّحْمٰنُ بِيَمِينِهِ وَإِنْ كَانَتْ تَمْرَةً فَتَرْبُوْفِي كَفِّ الرَّحْمٰنِ حَتّٰى تَكُوْنَ أَعْظَمَ مِنَ الْجَبَلِ كَمَا يُرَبِّي أَحَدُكُمْ فَلُوَّهُ أَوْ فَصِيلَهُ. (رواه مسلم ١٠١٤)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ”جب کسی نے حلال مال سے صدقہ دیا اور اللہ تعالیٰ حلال اور پاک ہی کو قبول کرتا ہے تو رحمٰن اس کو اپنے دائیں ہاتھ میں لیتا ہے، اگر ایک کھجور ہے تو وہ رحمٰن کے ہاتھ میں پل کر بڑے پہاڑ سے بھی بڑھ جاتی ہے جیسے تم میں سے کوئی شخص گھوڑے کے بچے یا اونٹ کے بچے کو پالتا ہے۔“

٢٧٦٩ـ وفي رواية: حَتّٰى إِنَّ اللُّقْمَةَ لَتَصِيرُ مِثْلَ أُحُدٍ وَتَصْدِيقُ ذٰلِكَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ

ایک روایت میں ہے: یہاں تک کہ ایک لقمہ احد پہاڑ جیسا بن جاتا ہے اور اس کی تصدیق اللہ کی کتاب میں ہے: ”کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور صدقات

(٢٧٦٨) مسلم: ١٠١٤ـ بخاري: ١٤١٠ـ ترمذي: ٦٦٢ـ نسائي: ٢٥٢٥ـ ابن ماجه: ١٨٤٢ـ احمد: ١٠٥٩٦ـ موطا: ١٨٧٤ـ دارمي: ١٦٧٥.

(٢٧٦٩) ترمذي: ٦٦٢م وتصديق ذلك بزيادة، مكر النائي: ١٠٦ـ نسائي: ٢٥٢٥ـ ابن ماجه: ١٨٤٢ـ احمد: ١٠٥٩٦ـ موطا: ١٨٧٤ـ دارمي: ١٦٧٥.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَأْخُذُ الصَّدَقَاتِ﴾ وَ ﴿يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ﴾ (رواه الترمذي ٦٦٢)

وصول کرتا ہے۔'' اور ''اللہ تعالیٰ سود کو ختم کرتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔''

شرح: ......۱۔حلال کمائی یعنی کسی بھی جائز ذریعہ سے کمایا ہوا مال، ثواب کے لیے اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے، اور یہ یادر ہے کہ ثواب حاصل بھی حلال کمائی سے ہوتا ہے، حرام کمائی سے صدقہ قبول ہی نہیں ہوتا نہ ثواب ہوتا ہے۔

۲۔اللہ تعالیٰ اسے اپنے دائیں ہاتھ سے قبول کرتے ہیں، ہاتھ کی توجیہ کی جاتی ہے لیکن کوئی تاویل بھی قابل قبول نہیں۔اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے، جس طرح اس کی شان کے لائق ہے۔

۳۔اور جو اس صدقہ کی تربیت کا آیا ہے اس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے اجر کو میزان میں پہاڑ کی مانند کر دے گا۔(مرعاۃ:۳/۱۵۶)

٢٧٧٠ــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ بَيْنَا رَجُلٌ بِفَلَاةٍ مِنَ الْأَرْضِ فَسَمِعَ صَوْتاً فِي سَحَابَةٍ اسْقِ حَدِيقَةَ فُلَانٍ فَتَنَحَّى ذٰلِكَ السَّحَابُ فَأَفْرَغَ مَاءَهُ فِي حَرَّةٍ فَإِذَا شَرْجَةٌ مِنْ تِلْكَ الشِّرَاجِ قَدِ اسْتَوْعَبَتْ ذٰلِكَ الْمَاءَ كُلَّهُ فَتَتَبَّعَ الْمَاءَ فَإِذَا رَجُلٌ قَائِمٌ فِي حَدِيقَتِهِ يُحَوِّلُ الْمَاءَ بِمِسْحَاتِهِ فَقَالَ لَهُ يَا عَبْدَ اللّٰهِ مَا اسْمُكَ قَالَ فُلَانٌ لِلْإِسْمِ الَّذِي سَمِعَ فِي السَّحَابَةِ فَقَالَ لَهُ يَا عَبْدَ اللّٰهِ لِمَ تَسْأَلُنِي عَنِ اسْمِي فَقَالَ إِنِّي سَمِعْتُ صَوْتاً فِي السَّحَابَةِ الَّذِي هٰذَا مَاؤُهُ يَقُولُ اسْقِ حَدِيقَةَ فُلَانٍ لِاسْمِكَ فَمَا تَصْنَعُ فِيهَا قَالَ أَمَّا إِذْ قُلْتَ هٰذَا فَإِنِّي أَنْظُرُ إِلَى مَا يَخْرُجُ مِنْهَا فَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثِهِ . وَآكُلُ أَنَا وَعِيَالِي ثُلُثاً وَأَرُدُّ فِيهَا ثُلُثَهُ . (رواه مسلم ٢٩٨٤)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''ایک آدمی غیر آباد زمین میں تھا، اس نے بادل میں سے آواز سنی۔فلاں کے باغ کو سیراب کردو۔ چنانچہ بادل اپنی جگہ سے چل پڑا اور اس نے اپنا پانی ایک وادی میں برسا دیا۔تو ایک نالی نے اس کی نالیوں میں سے سب پانی کو لے کر جمع کر لیا۔ یہ آدمی اس پانی کے پیچھے چل پڑا دیکھا تو ایک باغ میں مرد کھڑا ہے جو پھاوڑے سے پانی کو تبدیل کرتا ہے تو اس نے کہا: اے اللہ کے بندے! تیرا کیا نام ہے؟ اس نے وہی نام بتایا جو اس نے بادل میں سے سنا تھا اب دوسرے نے پوچھا: اے اللہ کے بندے! تو نے مجھ سے میرا نام کیوں پوچھا؟ تو اس نے کہا: جس بادل سے یہ پانی برسا ہے اس میں سے میں نے آواز سنی تھی کہ کہنے والے نے کہا: فلاں آدمی کے باغ کو سیراب کرا اور وہ تیرا ہی نام تھا پس تو بتا اس میں تو کیا عمل کرتا ہے؟ اس نے کہا: جب تو نے یہ بیان کیا ہے تو سن: اس زمین سے جو پیدا وار اٹھتی ہے اس کا تیسرا حصہ میں صدقہ کر دیتا ہوں، ایک تہائی میں اور میرا عیال کھاتا

(٢٧٧٠) مسلم: ٢٩٨٤۔ احمد: ٧٨٨١.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ہے اور ایک تہائی کو میں اس زمین پر خرچ کر دیتا ہوں۔" (مسلم)

شرح: ...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ صدقہ وخیرات کرنا بہت فضیلت کا کام ہے۔

۲۔ مساکین اور مسافروں سے حسن سلوک کیا جائے۔

۳۔ اپنی حلال کمائی سے کھانا اور اہل وعیال پر صرف کرنا بہت بڑی نیکی ہے۔ (مرعاة: ۳/ ۱۴۹)

۲۷۷۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ سَبَقَ دِرْهَمٌ مِائَةَ أَلْفِ دِرْهَمٍ قَالُوْا وَكَيْفَ قَالَ كَانَ لِرَجُلٍ دِرْهَمَانِ تَصَدَّقَ بِأَحَدِهِمَا وَانْطَلَقَ رَجُلٌ إِلَى عَرْضِ مَالِهِ فَأَخَذَ مِنْهُ مِائَةَ أَلْفِ دِرْهَمٍ فَتَصَدَّقَ بِهَا (رواه النسائی ۲۵۲۷)

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: "ایک درہم سبقت لے گیا ایک لاکھ درہم پر۔ لوگوں نے عرض کیا: کس طرح؟ فرمایا: ایک مرد کے پاس دو درہم تھے اس نے ان میں سے ایک درہم صدقہ کر دیا اور دوسرے مرد نے جا کر اپنے کثیر مال میں سے ایک لاکھ درہم لیا اور صدقہ کر دیا۔" (النسائی)

۲۷۷۲۔ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ أَحَدُهُمْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَتْ لِي مِائَةُ دِيْنَارٍ فَتَصَدَّقْتُ مِنْهَا بِعَشَرَةِ دَنَانِيْرَ وَقَالَ الْآخَرُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ كَانَ لِي عَشَرَةُ دَنَانِيْرَ فَتَصَدَّقْتُ مِنْهَا بِدِيْنَارٍ وَقَالَ الْآخَرُ كَانَ لِي دِيْنَارٌ فَتَصَدَّقْتُ بِعُشْرِهِ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كُلُّكُمْ فِي الْأَجْرِ سَوَاءٌ كُلُّكُمْ تَصَدَّقَ بِعُشْرِ مَالِهِ (رواه أحمد ۷۴۵ والبزار بلين)

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تین مرد نبی ﷺ کے پاس آئے۔ ان میں سے ایک نے عرض کیا۔ میرے پاس سو دینار تھے پس دس میں نے صدقہ کر دیے۔ دوسرے نے کہا: میرے پاس دس دینار تھے پس میں نے ایک صدقہ کر دیا۔ تیسرے نے کہا: میرے پاس ایک دینار تھا، میں نے اس کا دسواں حصہ صدقہ دے دیا۔ پس نبی ﷺ نے فرمایا: "اجر میں تم سب برابر ہو۔ تم سب نے اپنے مال کا دسواں حصہ خرچ کیا ہے۔" (احمد البزار سند کمزور ہے)

شرح: ...... اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اجر وثواب مال کے اندازے کے مطابق نہیں، یہ مال دینے والے کی ہمت کے مطابق ہے۔

مثلاً ایک مالدار ہو اس کا مال بہت زیادہ ہو، عموماً خواہ وہ کتنا زیادہ بھی خرچ کرے نصف مال خرچ نہیں کرے گا۔

(۲۷۷۱) نسائی: ۲۵۲۷۔ حسن، البانی: ۲۳۶۸۔ احمد: ۸۷۱۰۔

(۲۷۷۲) احمد: ۷۴۵۔ والبزار، وفیہ الحارث وفیہ کلام، ہیثمی: ۴۶۱۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کے برعکس ایک آدمی بڑی محنت سے دو روپے کا مالک ہے وہ اگر ایک روپیہ خرچ کرتا ہے تو اس کے مال کا یہ نصف ہوتا ہے۔ اپنی ہمت وعزم سے یہ بہت بڑے اجر کا مستحق ٹھہرا، ثواب تو اس مالدار کو بھی اپنے خرچ کا ملے گا، مگر نصف مال کا نہیں ملے گا، جبکہ یہ فقیر نصف مال کا اجر پائے گا یہ سبقت لے گیا۔ (تعلیقات: ۲/ ۲۸۷)

۲۷۷۳۔عَنْ حُصَيْنٍ قَالَ جَاءَ سَائِلٌ فَسَأَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لِلسَّائِلِ أَتَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ أَتَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ قَالَ نَعَمْ قَالَ سَأَلْتَ وَلِلسَّائِلِ حَقٌّ إِنَّهُ لَحَقٌّ عَلَيْنَا أَنْ نَصِلَكَ فَأَعْطَاهُ ثَوْباً ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَا مِنْ مُسْلِمٍ كَسَا مُسْلِماً ثَوْباً إِلَّا كَانَ فِيْ حِفْظٍ مِنَ اللّٰهِ مَادَامَ مِنْهُ عَلَيْهِ خِرْقَةٌ. (رواه الترمذی ٢٤٨٤)

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس ایک سائل آیا تو اس کو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تو گواہی دیتا ہے کہ نہیں کوئی معبود مگر اللہ۔ اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں؟ اس نے کہا: ہاں۔ انہوں نے کہا: تو رمضان کے روزے رکھتا ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: تو نے سوال کیا ہے اور سائل کو حق ہوتا ہے اور ہمارے ذمہ یہ حق ہے کہ ہم تیرے ساتھ صلہ رحمی کریں یہ کہہ کر اس کو کپڑا دے دیا، پھر کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ''جو مسلمان کسی دوسرے مسلمان کو کپڑا پہنائے گا تو جب تک اس میں سے کوئی ٹکڑا باقی رہے گا اس وقت تک دینے والے کو اللہ تعالی اپنی امان اور حفاظت میں رکھے گا۔'' (ترمذی)

۲۷۷٤۔عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ أَعْرَابِياً سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْهِجْرَةِ فَقَالَ وَيْحَكَ إِنَّ شَأْنَهَا شَدِيْدٌ فَهَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ تُؤَدِّيْ صَدَقَتَهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاعْمَلْ مِنْ وَرَاءِ الْبِحَارِ فَإِنَّ اللّٰهَ لَنْ يَتِرَكَ مِنْ عَمَلِكَ شَيْئاً (للبخاری ١٤٥٢)

سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک اعرابی نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! مجھے ہجرت کی خبر دیجئے۔ فرمایا: تیرا بھلا ہو۔ ہجرت کی حالت سخت ہے۔ تیرے پاس اونٹ ہیں؟ اس نے کہا: ہاں۔ فرمایا: کیا تو اس کی زکوۃ ادا کرتا ہے۔ اس نے کہا: ہاں۔ فرمایا: ''پھر تو سمندروں کے پار بھی عمل کرے گا تو اللہ تعالی تیرے اعمال میں سے کچھ بھی ترک نہیں کرے گا۔''

شرح: ...... اس حدیث سے نہایت اہم مسائل حاصل ہوتے ہیں۔ (۱) زکاۃ واجب ہے۔ (۲) نماز چھوڑنے والے اور زکاۃ نہ دینے والے اس سزا میں دونوں برابر ہیں کہ ان سے لڑائی کی جائے۔

(۳) اس میں اونٹوں کی زکاۃ ادا کرنے کی صورت میں جو فضیلت حاصل ہوتی ہے اس کا بھی ذکر ہے۔

(۲۷۷۳) ترمذی: ٢٤٨٤۔ ضعیف، البانی: ٤٤٣۔

(۲۷۷٤) بخاری: ١٤٥٢۔ مسلم: ١٨٦٥۔ نسائی: ٤١٦٤۔ ابوداؤد: ٢٤٧٧۔ احمد: ١١٢٢٥۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(۴) زکاۃ کی ادائیگی یا کوئی بھی اللہ تعالیٰ کا حق ادا کریں تو اپنے گھر بیٹھ کر ہی ہجرت کا ثواب حاصل کیا جا سکتا ہے۔ (فتح الباری: ۳/ ۳۱۶)

۲۷۷۵ـــ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، رَفَعَهُ: صَنَائِعُ الْمَعْرُوفِ تَقِي مَصَارِعَ السُّوْءِ، وَصَدَقَةُ السِّرِّ تُطْفِيءُ غَضَبَ الرَّبِّ، وَصِلَةُ الرَّحِمِ تَزِيْدُ فِي الْعُمْرِ. (للكبير ٨٠١٤)

سیّدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''نیک کام بری ٹھوکر سے بچاتے ہیں چھپا کر صدقہ دینا اللہ کے غضب کو مٹا دیتا ہے اور صلہ رحمی سے عمر بڑھتی ہے۔'' (الکبیر)

۲۷۷۶ـــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَفَعَهُ: الصَّدَقَةُ تُطْفِيءُ غَضَبَ الرَّبِّ، وَتَدْفَعُ مِيتَةَ السُّوْءِ (رواه رزين)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''رب تعالیٰ کے غصے کو صدقہ مٹا دیتا ہے اور بری موت کا دفاع کرتا ہے۔'' (رزین)

شرح: ...... صدقہ غضب الٰہی کو بجھاتا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ صدقہ کرنے والے پر راضی ہوتے ہیں۔

۲۔ بری موت سے صدقہ بچاتا ہے، یعنی موت کے وقت یہ کفرانِ نعمت نہیں کرتا، تکالیف اور بے قراریاں جزع فزع پر مجبور کرتی ہیں، صدقہ کرنے والا اس سے محفوظ رہتا ہے۔ یا موت کے وقت ذکر الٰہی سے جو غفلت پیدا ہوتی ہے، اس صدقہ سے وہ نہیں ہوتی۔ برے خاتمہ سے حفاظت رہتی ہے۔ توبہ کی توفیق نصیب ہوتی ہے، گناہوں پر اصرار نہیں کرتا، غرق ہونے اور جلنے سے محفوظ رہتا ہے۔ (مرعاۃ: ۳/ ۱۶۶)

۲۷۷۷ـــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مَا مِنْ يَوْمٍ يُصْبِحُ الْعِبَادُ فِيْهِ إِلَّا مَلَكَانِ يَنْزِلَانِ فَيَقُوْلُ أَحَدُهُمَا اللّٰهُمَّ أَعْطِ مُنْفِقاً خَلَفاً وَيَقُوْلُ الْآخَرُ اللّٰهُمَّ أَعْطِ مُمْسِكاً تَلَفًا. (رواه البخاري ١٤٤٢)

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے: ''ہر دن جب بندے صبح کے وقت میں داخل ہوتے ہیں تو دو فرشتے اترتے ہیں ان میں سے ایک کہتا ہے: اے اللہ! خرچ کرنے والے کو اس کا عوض عطا کر دوسرا کہتا ہے: روکنے والے کے مال کو تلف کر دے۔'' (الشیخان)

شرح: ...... ۱۔ اس حدیث میں مال دینے والے کے لیے دعا ہے، اور نہ دینے والے کے لیے بددعا ہے۔ کوئی کہہ سکتا ہے اس میں کیا فائدہ ہے کہ فرشتے دعا یا بددعا کر رہے ہیں یہ لوگوں کو تو سنی نہیں جاتی، نہ اس سے ترغیب پیدا ہوتی ہے نہ ترہیب ہوتی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اہل دانش اور ذہن ثاقب رکھنے والے اس کو گویا خود اپنے کانوں سے سن رہے ہیں، انہیں یقین کیسے نہ آئے، صادق و مصدوق پیغمبر ﷺ یہ خبر دے رہے ہیں۔

(۲۷۷۵) طبرانی کبیر: ۸۰۱٤۔ واسناده حسن، هیثمی: ٤٦٣٧. (۲۷۷٦) رزین.

(۲۷۷۷) بخاری: ۱٤٤۲۔ مسلم: ۱۰۱۰۔ احمد: ۲۷۲۹٤.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

۲۔ یہ حدیث دراصل ان آیات کی تفسیر ہے:

﴿فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰیo وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰیo فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰیo﴾ (اللیل: ۵۔۷)

''لیکن جس نے دیا اور تقویٰ اختیار کیا اور اچھائی کی تصدیق کی عن قریب ہم اس کے لیے آسانی میسر کر دیں گے۔''

﴿وَاَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰیo وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰیo فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰیo﴾ (اللیل: ۸۔۱۰)

''اور لیکن جس نے کنجوسی کی اور لاپرواہوا اور اچھائی کو جھٹلایا۔ عنقریب ہم اس کے لیے تنگی میسر کریں گے۔''

۳۔ دینے والے کو نائب دینے کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں بھی بڑا عوض ملے گا، اور آخرت میں اچھا بدلہ ملے گا۔ بعض آدمی دنیا میں خرچ کرتے ہیں مگر صلہ یہاں نہیں ملتا، اس کا اجر وثواب ملتا رہتا ہے۔

﴿وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ﴾ (سباء: ۳۹)

''اور جو تم خرچ کرو وہ اس کا نائب دیتا ہے۔''

اور مال نہ دینے والے کے لیے تباہی کا مطلب ہے کہ اس کا مال تلف کر دے۔ (مرعاۃ: ۳/ ۱۳۸)

۲۷۷۸۔ عَنْ صَعْصَعَةَ بْنِ مُعَاوِيَةَ قَالَ لَقِيْتُ أَبَا ذَرٍّ قَالَ قُلْتُ حَدِّثْنِيْ قَالَ نَعَمْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يُنْفِقُ مِنْ كُلِّ مَالٍ لَهُ زَوْجَيْنِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ إِلَّا اسْتَقْبَلَتْهُ حَجَبَةُ الْجَنَّةِ كُلُّهُمْ يَدْعُوْهُ إِلَى مَا عِنْدَهُ قُلْتُ وَكَيْفَ ذٰلِكَ قَالَ إِنْ كَانَتْ إِبِلًا فَبَعِيْرَيْنِ وَإِنْ كَانَتْ بَقَرًا فَبَقَرَتَيْنِ. (رواه النسائی ۳۱۸۵)

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو بندہ اپنے کل مال میں سے دو چیزیں فی سبیل اللہ خرچ کرے گا جنت کے سب دربان اس کا استقبال کریں گے ہر ایک اسے اس چیز کی دعوت دے گا جو اس کے پاس ہے۔'' میں نے کہا: یہ کیسے کیا جائے؟ فرمایا: ''اگر اس کے پاس اونٹ ہوں تو دو اونٹ دے دے اور اگر گائے ہو تو دو گائے۔'' (النسائی)

شرح: ...... یہ پکار وہی ہے جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ نماز والا نماز کے دروازے سے پکارا جائے گا اور جہاد والا جہاد کے دروازے سے، صدقے والا صدقہ کے دروازے سے، روزے والا ریان دروازے سے بلایا جائے گا۔ کہ اے اللہ کے بندے! یہ بہتر ہے۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا کوئی ایسا بھی ہوگا کہ جسے ہر دروازے سے پکارا جائے گا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: امید ہے کہ وہ تم ہو جنہیں ہر دروازہ سے پکارا جائے گا۔ (نسائی: ۳۱۸۵)

(۲۷۷۸) نسائی: ۳۱۸۵۔ صحیح، البانی: ۲۹۸۴۔ احمد: ۲۰۹٤۲۔ دارمی: ۲٤۰۳۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

٢٧٧٩۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ دِيْنَارٌ أَنْفَقْتَهُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَدِيْنَارٌ أَنْفَقْتَهُ فِي رَقَبَةٍ وَدِيْنَارٌ تَصَدَّقْتَ بِهِ عَلَى مِسْكِيْنٍ وَدِيْنَارٌ أَنْفَقْتَهُ عَلَى أَهْلِكَ أَعْظَمُهَا أَجْرًا الَّذِيْ أَنْفَقْتَهُ عَلَى أَهْلِكَ. (رواه مسلم ٩٩٥)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک وہ دینار ہے جس کو تو فی سبیل اللہ خرچ کرتا ہے اور ایک دینار گردن آزاد کرنے میں خرچ کرتا ہے اور ایک دینار مسکین پر خرچ کرتا ہے اور ایک دینار اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتا ہے ان سے میں سے اجر میں وہ دینار بڑا ہے جو تو نے اپنے اہل وعیال پر خرچ کیا ہے۔'' (مسلم)

٢٧٨٠۔ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَفْضَلُ دِيْنَارٍ يُنْفِقُهُ الرَّجُلُ دِيْنَارٌ يُنْفِقُهُ عَلَى عِيَالِهِ وَدِيْنَارٌ يُنْفِقُهُ الرَّجُلُ عَلَى دَابَّتِهِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَدِيْنَارٌ يُنْفِقُهُ عَلَى أَصْحَابِهِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ. (رواه مسلم ٩٩٤)

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے افضل وہ دینار ہے جس کو آدمی اپنے اہل و عیال پر خرچ کرتا ہے اور وہ دینار ہے جو فی سبیل اللہ اپنی سواری پر خرچ کرتا ہے اور وہ دینار ہے جو فی سبیل اللہ اپنے رفقاء پر خرچ کرتا ہے۔'' (مسلم)

٢٧٨١۔ عَنْ أَبِي مَسْعُوْدٍ الْأَنْصَارِيِّ فَقُلْتُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِذَا أَنْفَقَ الْمُسْلِمُ نَفَقَةً عَلَى أَهْلِهِ وَهُوَ يَحْتَسِبُهَا كَانَتْ لَهُ صَدَقَةً. (للبخاري ٥٣٥١)

سیّدنا ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان جب اپنے اہل وعیال میں خرچ کرتا ہے اور اس کو نیکی شمار کرتا ہے تو وہ اس کے لیے صدقہ ہے۔''

شرح: ......ا۔ اہل سے مراد، بیوی، اولاد اور اعزہ واقارب ہیں۔ یہ سب سے افضل تب ہے جب آدمی اللہ تعالیٰ کی رضا کا ارادہ رکھتا ہو۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ کسی عمل کا اجر اس وقت حاصل ہوتا ہے جب نیک نیّت کے ساتھ کیا ہوا۔

۲۔ ثابت ہوا کہ آدمی اہل وعیال پر جو خرچ کرتا ہے، وہ اللہ کی راہ سے، گردنیں چھڑانے سے، مسکینوں پر صدقہ کرنے سے افضل ہے کیونکہ یہ فرض ہے دوسرے خرچے نفل ہیں، فرض نفل سے افضل ہوتا ہے یا اس کے بہتر ہونے کی ایک اور وجہ بھی ہے کہ اہل وعیال پر خرچ کرنا صدقہ بھی ہے اور صلہ رحمی بھی ہے۔ (مرعاۃ: ۳/ ۱۶۷)

٢٧٨٢۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَفَعَهُ: وَالَّذِيْ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

(٢٧٧٩) مسلم: ٩٩٥۔ احمد: ٩٨١٨.

(٢٧٨٠) مسلم: ٩٩٤۔ ترمذی: ١٩٦٦۔ ابن ماجه: ٢٧٦٠۔ احمد: ٢١٩٤٧.

(٢٧٨١) بخاری: ٥٣٥١۔ مسلم: ١٠٠٢۔ ترمذی: ١٩٦٥۔ نسائی: ٢٥٤٥۔ احمد: ٢١٨٤٢۔ دارمی: ٢٦٦٤.

(٢٧٨٢) طبرانی اوسط، وفيه عبدالله ابن عامر الاسلمي، وهو ضعيف وقال ابو حاتم، ليس بالمتروك وبقية رجاله ثقات، هيثمی: ٤٦٥٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بَعَثَنِیْ بِالْحَقِّ لَا یُعَذِّبُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مَنْ رَحِمَ الْیَتِیْمَ وَلَانَ لَهُ فِی الْکَلَامِ وَرَحِمَ یُتْمَهُ وَضَعْفَهُ وَلَمْ یَتَطَاوَلْ عَلَی جَارِهِ بِفَضْلِ مَا آتَاهُ اللّٰهُ، یَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ، وَالَّذِیْ بَعَثَنِیْ بِالْحَقِّ لَا یَقْبَلُ اللّٰهُ صَدَقَةً مِنْ رَجُلٍ وَلَهُ قَرَابَةٌ مُحْتَاجُوْنَ إِلَی صِلَتِهِ وَیَصْرِفُهَا إِلَی غَیْرِهِمْ، وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهِ لَا یَنْظُرُ اللّٰهُ إِلَیْهِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ. (رواه الطبرانی فی الأوسط بلین)

فرمایا: ”قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کیساتھ بھیجا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس شخص کو عذاب نہیں دے گا جس نے یتیم کے ساتھ صلہ رحمی کی ہو گی اور اس کے ساتھ نرم کلام کیا ہو اور اس کی یتیمی اور کمزوری پر ترس کھایا ہو اور اپنے ہمسائے پر اپنی بڑائی اور وہ فضیلت ظاہر نہ کی ہو جو اللہ تعالیٰ نے اس کو فضیلت دی ہے۔ اے امت محمد! قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق دے کر بھیجا ہے! اللہ اس آدمی کا صدقہ قبول نہیں کرتا جس کے رشتہ دار اس کے صلہ کے حاجت مند ہوں اور وہ اپنے مال کو غیروں پر خرچ کرے اور قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری محمد جان ہے! اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ایسے آدمی کی طرف دیکھے گا بھی نہیں۔“

انتباہ: ...... یہ حدیث تو ضعیف ہے مگر صلہ رحمی اور اقرباء کو صدقہ میں مقدم رکھنے کی فضیلت صحیح احادیث میں بیان ہوئی ہے۔

۲۷۸۳۔ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِیْ کَرِبَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا أَطْعَمْتَ نَفْسَكَ فَهُوَلَكَ صَدَقَةٌ وَمَا أَطْعَمْتَ وَلَدَكَ فَهُوَ لَكَ صَدَقَةٌ وَمَا أَطْعَمْتَ زَوْجَكَ فَهُوَ لَكَ صَدَقَةٌ وَمَا أَطْعَمْتَ خَادِمَكَ فَهُوَلَكَ صَدَقَةٌ. (رواه أحمد ١٦٧٢٧)

سیّدنا مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ”جو چیز تو اپنے نفس کو کھلائے وہ تیرے لیے صدقہ ہے اور جو تو اپنی اولاد کو کھلائے پلائے گا وہ تیرے لیے صدقہ ہے اور جو تو اپنی زوجہ کو کھلائے گا وہ بھی تیرے لیے صدقہ ہے اور جو تو اپنے خدمت گار کو کھلائے گا وہ بھی تیرے لیے صدقہ ہے۔“ (احمد)

۲۷۸٤۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، رَفَعَهُ: مَنْ وَسَّعَ عَلَی عِیَالِهِ فِی النَّفَقَةِ یَوْمَ عَاشُوْرَاءَ وَسَّعَ اللّٰهُ عَلَیْهِ سَائِرَ سَنَتِهِ، قَالَ سُفْیَانُ: إِنَّا قَدْ جَرَّبْنَاهُ فَوَجَدْنَاهُ کَذَلِكَ (لرزین)

سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے مرفوعاً بیان کیا: ”جس نے اپنے اہل وعیال پر عاشورہ کے دن اخراجات میں وسعت کی تو سارے سال کے لیے اللہ تعالیٰ اس پر وسعت کردے گا۔“

(۲۷۸۳) أحمد: ١٦٧٢٧۔ ورجاله ثقات، ابن ماجه: ٢١٣٨، هیثمی: ٤٦٦٠.

(۲۷۸٤) رزین، ولیس فی شیء من اصوله، یہ چیز ثابت نہیں، عاشورہ میں کھانا کھلانے کی کوئی فضیلت ثابت نہیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

سفیان رحمہ اللہ نے کہا: ہم نے اس کا تجربہ کیا اور ہم نے اس کو ایسا ہی پایا۔ (رزین)

۲۷۸۵۔ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ تَصَدَّقُوْا فَيُوْشِكُ الرَّجُلُ يَمْشِيْ بِصَدَقَتِهِ فَيَقُوْلُ الَّذِیْ أُعْطِيْهَا لَوْ جِئْتَنَا بِهَا بِالْأَمْسِ قَبِلْتُهَا فَأَمَّا الْآنَ فَلَا حَاجَةَ لِیْ بِهَا فَلَا يَجِدُ مَنْ يَقْبَلُهَا. (لمسلم ١٠١١)

حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ”صدقہ دو، عنقریب وہ وقت آئے گا کہ ایک مرد صدقہ لیکر جائے اور جو شخص صدقہ وصول کرتا تھا وہ کہے گا: اگر تو کل لیکر آتا تو میں قبول کرتا اور آج تو مجھے ضرورت نہیں ہے، پھر اس کو صدقہ لینے والا کوئی نہیں ملے گا۔“ (الشیخان، النسائی)

۲۷۸۶۔ عَنْ أَبِیْ مُوْسَى رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَطُوْفُ الرَّجُلُ فِيْهِ بِالصَّدَقَةِ مِنَ الذَّهَبِ ثُمَّ لَا يَجِدُ أَحَدًا يَأْخُذُهَا مِنْهُ وَيُرَى الرَّجُلُ الْوَاحِدُ يَتْبَعُهُ أَرْبَعُوْنَ امْرَأَةً يَلُذْنَ بِهِ مِنْ قِلَّةِ الرِّجَالِ وَكَثْرَةِ النِّسَاءِ (للبخاری ١٤١٤)

سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ”لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا جب ایک مرد مال صدقہ سونا ساتھ لے کر گھومے گا اور اس کو لینے والا کوئی نہیں ملے گا۔ ایک مرد کے پیچھے چالیس خواتین پناہ حاصل کرنے کے لیے چلتی ہونگی اس لیے کہ مرد کم اور عورتیں بکثرت ہوں گی۔“ (الشیخان)

۲۷۸۷۔ عَنْ عَلِیٍّ، رَفَعَهُ: بَادِرُوْا بِالصَّدَقَةِ فَإِنَّ الْبَلَاءَ لَا يَتَخَطَّاهَا. (رزین، وللأوسط بضعف)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں: ”صدقہ دینے میں جلدی کرو اس لیے کہ بلائیں اس سے دفع ہوتی ہیں۔“ (رزین اور الاوسط، سند کمزور ہے)

شرح: ......۱۔ صدقے سے بلائیں ٹلتی ہیں۔

۲۔ ان احادیث میں صدقہ جلدی کرنے کی ترغیب ہے، اس سے ترقی ہوتی ہے، گناہ مٹتے ہیں اور صدقے کا اصل مقصد تب ہی حاصل ہوتا ہے جب ضرورت مند موجود ہوں، اگر ضرورت مند نہ ہوں تو پھر صدقہ کا مقصد حاصل نہیں ہوتا۔ نبی اکرم ﷺ نے پیشینگوئی کی ہے کہ عنقریب صدقہ قبول کرنے والے نہ رہیں گے، مالدار صدقہ لے کر نکلے گا مگر اسے قبول کرنے والا نہ ہوگا، اس لیے جلدی سے صدقہ کرنے کی ترغیب ہے۔

(٢٧٨٥) مسلم: ١٠١١۔ بخاری: ٧١٢٠۔ نسائی: ٢٥٥٥۔ احمد: ١٨٢٥١.

(٢٧٨٦) بخاری: ١٤١٤۔ مسلم: ١٠١٢.

(٢٧٨٧) رزین، طبرانی اوسط، بضعف.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

۲۔ ان میں نبی اکرم ﷺ کی نبوت کی صداقت بھی بیان ہوئی ہے کہ آنے والے واقعات کی آپ نے خبر دی ہے۔ یہ آپ کی نبوت کی صداقت کی نشانی ہے۔

۳۔ یہ جو کہا گیا ہے کہ عورتوں کی کثرت ہوگی، مردوں کی قلت ہوگی، اس کی وجہ یہ ہے کہ فتنوں کی بہتات ہوگی، قتل عام ہوگا، مرد مارے جائیں گے اور عورتیں باقی ہوں گی۔ ممکن ہے کہ یہ ابھی وقت آنے والا ہو، دین سے جہالت کی بنا پر ایک آدمی حکم شرعی کی مخالفت کرتے ہوئے بے شمار شادیاں کرنے لگے گا۔ مگر بعض ترکی فرمانروا اس زمانے میں دعوائے اسلام کے باوجود بے شمار شادیاں کر رہے ہیں۔ (فتح الباری: ۱/ ۱۷۹)

۲۷۸۸۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَمَّا خَلَقَ اللهُ الأَرْضَ جَعَلَتْ تَمِيْدُ فَخَلَقَ الْجِبَالَ فَعَادَبِهَا عَلَيْهَا فَاسْتَقَرَّتْ فَعَجِبَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ شِدَّةِ الْجِبَالِ قَالُوْا يَارَبِّ هَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ أَشَدُّ مِنَ الْجِبَالِ قَالَ نَعَمْ اَلْحَدِيْدُ قَالُوْا يَارَبِّ فَهَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ أَشَدُّ مِنَ الْحَدِيْدِ قَالَ نَعَم النَّارُ فَقَالُوْا يَارَبِّ فَهَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ أَشَدُّ مِنَ النَّارِ قَالَ نَعَم الْمَاءُ قَالُوْا يَارَبِّ فَهَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ أَشَدُّ مِنَ الْمَاءِ قَالَ نَعَمِ الرِّيْحُ قَالُوْا يَارَبِّ فَهَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ أَشَدُّ مِنَ الرِّيْحِ قَالَ نَعَمِ ابْنُ آدَمَ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ بِيَمِيْنِهِ يُخْفِيْهَا مِنْ شِمَالِهِ.

(رواه الترمذی ۳۳۶۹)

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا کیا تو وہ پھیلنے اور گرنے لگی تو اللہ نے اس میں پہاڑ گاڑ دیئے اور وہ ٹھہر گئی پس فرشتوں کو پہاڑوں کی مضبوطی پر تعجب آیا تو انہوں نے کہا: یا اللہ! تو نے پہاڑوں سے زیادہ مضبوط کوئی مخلوق پیدا کی ہے؟ فرمایا: ہاں وہ لوہا ہے۔ انہوں نے کہا: لوہے سے مضبوط مخلوق پیدا کی ہے؟ فرمایا آگ ہے سوال کیا: آگ سے زیادہ مضبوط مخلوق پیدا کی ہے؟ فرمایا: پانی ہے انہوں نے سوال کیا: کیا پانی سے مضبوط مخلوق بنائی ہے؟ فرمایا: ہاں وہ ہوا ہے۔ سوال کیا: ہوا سے زیادہ مضبوط مخلوق بنائی ہے؟ فرمایا: ابن آدم زیادہ مضبوط ہے جو دائیں ہاتھ سے صدقہ دیتا ہے اور بائیں سے اس کو مخفی رکھتا ہے۔" (الترمذی)

۲۷۸۹۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ ضَرَبَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَثَلَ الْبَخِيْلِ وَالْمُتَصَدِّقِ كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُبَّتَانِ مِنْ حَدِيْدٍ قَدِ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بخیل کی اور صدقہ دینے والے کی مثال ان دونوں کرتوں کی سی بیان فرمائی ہے جن پر لوہے کا کرتا ہو اور ان کے ہاتھ اور ان کی

(۲۷۸۸) ترمذی: ۳۳۶۹۔ ضعیف، البانی: ۶۶۸۔ احمد: ۱۱۸۴٤۔

(۲۷۸۹) بخاری: ۵۷۹۷۔ مسلم: ۱۰۲۱۔ نسائی: ۲۵٤۸۔ احمد: ۱۰۳۹۱۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اضْـطَـرَّتْ أَيْدِيهِمَا إِلَى ثُدِيِّهِمَا وَتَرَاقِيهِمَا فَـجَـعَـلَ الْـمُتَصَدِّقُ كُلَّمَا تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ انْبَسَـطَـتْ عَـنْـهُ حَتَّى تَـغْشَـى أَنَـامِلَهُ وَتَعْفُوَأَثَرَهُ وَجَعَلَ الْبَخِيلُ كُلَّمَا هَمَّ بِصَدَقَةٍ قَـلَـصَـتْ وَأَخَذَتْ كُلَّ حَلْقَةٍ بِمَكَانِهَا قَالَ أَبُـوهُرَيْرَةَ فَأَنَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ بِـإِصْبَـعِـهِ هٰكَذَافِي جَيْبِهِ فَلَوْرَأَيْتَهُ يُوَسِّعُهَا وَلَاتَتَوَسَّعُ . (رواه البخاري ٥٧٩٧)

چھاتی گردن کے ساتھ مضبوط باندھ دی جاتی ہو پس صدقہ دینے والا جب صدقہ دیتا ہے تو اس کا کرتا کھل جاتا ہے یہاں تک کہ اس کی انگلیوں کے سر سامنے آ جاتے ہیں اور لوہے کے کرتے کا اثر بھی ختم ہو جاتا ہے اور بخیل جب صدقہ دینے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی قمیض سکڑ جاتی ہے اور لوہے کا کڑا اپنی جگہ جم جاتا ہے۔ راوی نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی انگلی کے ساتھ اپنے گریبان کی طرف اشارہ کرتے دیکھا۔ اگر تو دیکھتا تو آپ ﷺ وسیع کر رہے ہیں اور کرتا وسیع نہیں ہوتا۔

شرح: ......اس حدیث کا معنی ہے کہ سخی جب صدقہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا سینہ کشادہ، اس کا دل اس کے تابع ہوتا ہے، عطاء و بخشش کے لیے آمادہ ہوتا ہے۔ اور بخیل جب خرچ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا سینہ تنگ ہوتا ہے اور دل سکڑتا ہے، ہاتھ سکڑ جاتے ہیں اور اس پر طوق کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ یہ صدقہ کرنا اس کے لیے وبال جان ہوتا ہے۔ (مرعاۃ:۳/۱۳۹)

٢٧٩٠۔ عَـنْ عَـدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَفَعَهُ: اتَّقُوا الـنَّـارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَإِنْ لَمْ تَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ . (رواه البخاري ٦٠٢٣)

سیّدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''آگ سے بچو خواہ کھجور کے نصف حصے کے ساتھ، اگر نہ پاؤ تو اچھے کلمے کے ساتھ۔''

شرح: ......اچھی بات سے مراد اپنی زبان کو محفوظ رکھنا ہے اور لوگوں کو نیکی کا حکم دینا بھی اس میں شامل ہے، یہ ایسا صدقہ ہے جو دوزخ کے لیے بچاؤ کا باعث ہے، ثابت ہوا کہ صدقہ و خیرات دوزخ سے بچاتا ہے۔

٢٧٩١۔ عَنِ ابْنِ بُجَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ ثُمَّ الْحَارِثِيِّ عَـنْ جَـدَّتِـهِ أَنَّ رَسُـوْلَ اللهِ ﷺ قَـالَ رُدُّوْا الْمِسْكِيْنَ وَلَوْ بِظِلْفٍ مُحْرَقٍ . (رواه مالك ١٧١٤)

سیّدنا ابن بجید انصاری رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں: ''خواہ جلا ہوا بکری وغیرہ کا کھر ہی دے کر مسکین کو واپس کیا کرو۔''

شرح: ......اس کا مطلب ہے کہ سائل کو محروم نہ لوٹاؤ بلکہ اسے کچھ نہ کچھ دو، اگرچہ معمولی چیز ہی ہو۔

٢٧٩٢۔ عَـنْ أَبِـي هُـرَيْـرَةَ أَنَّـهُ قَـالَ

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول! کون سا

(٢٧٩٠) بخاری: ٦٠٢٣۔ مسلم: ١٠١٦۔ نسائی: ٢٥٥٣۔ احمد: ١٧٧٨٢۔

(٢٧٩١) موطا: ١٧١٤۔ ترمذی: ٦٦٥۔ نسائی: ٢٥٧٢۔ ابوداؤد: ١٦٦٧۔ احمد: ٢٦٦٠٧۔

(٢٧٩٢) ابوداؤد: ١٦٧٧۔ صحیح، البانی: ١٤٧١۔ بخاری: ٥٣٥٦۔ ترمذی: ٢٤٦٣۔ نسائی: ٢٥٤٤۔ احمد: ١٠٤٣٧۔ دارمی: ١٦٥١۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

يَارَسُوْلَ اللهِ أَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ قَالَ جُهْدُ الْمُقِلِّ وَأَبْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ . (رواه أبو داود ١٦٧٧)

صدقہ افضل ہے؟ فرمایا: ''مفلس کی کوشش اور پہلے اس کو دو جس کا نان ونفقہ تمہارے ذمہ ہو۔'' (ابوداؤد)

شرح:......اس حدیث میں تھوڑے مال والا جو محنت سے صدقہ کرتا ہے، اسے بہتر قرار دیا گیا ہے۔

دوسری حدیث میں جو کہ بخاری اور مسلم میں ہے، آتا ہے کہ بہترین صدقہ وہ ہے جس کے بعد مال باقی رہے۔

اس حدیث کا مقصد ہے کہ بہترین صدقہ وہ ہے جو مالداری کی پشت سے ہو کہ انسان اپنے حقوق، اہل وعیال کے حقوق بھی ادا کرتا ہے جو مال بچ جاتا ہے اس سے صدقہ بھی کرتا ہے، تو یہ بہترین صدقہ ہے کیونکہ کسی کی محتاجی نہیں ہوتی اور کم مال والے کی محنت کا مطلب ہے کہ محنت سے تھوڑا سا مال کماتا ہے اس سے بھی صدقہ کرتا ہے۔

مطابقت کی صورت یہ ہے کہ یہ صدقہ کا بہترین ہونا لوگوں کے حالات کے مطابق ہے، اشخاص، قوت اور توکل کے مطابق افضلیت ہوتی ہے۔

بعض اوقات زیادہ مالدار میں وہ توکل نہیں ہوتا جو کم مال والے میں ہوتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جو خرچ کرنے والا صبر کرے گا اس کے حق میں صدقہ بہتر ہوگا، جو نہ کرے گا اس کا صدقہ کم تر ہو جاتا ہے۔

مسئلہ: سارے مال کا صدقہ کرنے کے بارے میں یہ ہے کہ اگر اتنا زیادہ یقین ہو اور دوسروں کے سامنے دست سوال نہ پھیلائے جیسا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کیا تھا، تو پھر سارا مال خرچ کرنا جائز ہے۔ اگر ایسا نہیں تو پھر سارا مال خرچ کرنے کی اجازت نہیں۔ قرآن پاک ایک مقام پر کہتا ہے:

﴿وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾ (الحشر: ۹)

''اور یہ خود پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ انہیں ضرورت ہو۔''

اور دوسرے مقام پر قرآن پاک کہتا ہے:

﴿وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ﴾ (الاسراء: ۲۹)

''اپنا ہاتھ اپنی گردن سے نہ ملا، اور نہ اسے تمام پھیلا دے۔'' (مرعاۃ: ۳/۱۸۰)

۲۷۹۳ــــ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ قَالَتْ سَأَلْتُ أَوْسُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الزَّكَاةِ فَقَالَ إِنَّ فِي الْمَالِ لَحَقًّا سِوَى الزَّكَاةِ ثُمَّ تَلَاهٰذِهِ الْآيَةَ الَّتِي فِي الْبَقَرَةِ ﴿لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ﴾ الآية (رواه الترمذي ٦٥٩)

سیدہ فاطمہ بن قیس رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے زکوۃ کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا: ''زکوۃ کے سوا بھی مال میں حق ہے پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی: ﴿لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ....﴾۔'' (الترمذی)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

٢٧٩٤ـ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ مِنْ كُلِّ جَادٍّ عَشَرَةَ أَوْسُقٍ مِنَ التَّمْرِ بِقِنْوٍ يُعَلَّقُ فِي الْمَسْجِدِ لِلْمَسَاكِيْنِ . (رواه أبو داود ١٦٦٢)

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے دس کھجوروں میں سے کھجور کا ایک گچھا لا کر مساکین کے لیے مسجد میں لٹکانے کا حکم دیا۔ (ابوداؤد)

٢٧٩٥ـ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَبِيَدِهِ عَصَا وَقَدْ عَلَّقَ رَجُلٌ قِنْوَ حَشَفٍ فَجَعَلَ يَطْعَنُ فِي ذٰلِكَ الْقِنْوِ فَقَالَ لَوْ شَاءَ رَبُّ هٰذِهِ الصَّدَقَةِ تَصَدَّقَ بِأَطْيَبَ مِنْ هٰذَا إِنَّ رَبَّ هٰذِهِ الصَّدَقَةِ يَأْكُلُ حَشَفاً يَوْمَ الْقِيَامَةِ (رواه النسائي ٢٤٩٣)

سیّدنا عوف ابن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ گھر سے باہر تشریف لائے اور آپکے ہاتھ میں عصا تھا۔ ایک مرد نے ردی کھجور کا گچھا لٹکایا ہوا تھا پس آپ نے اس گچھے میں عصا کے ساتھ ٹھوکر لگانا شروع کر دیا اور فرمایا: "اگر اس صدقے والا چاہتا تو اس سے بہتر صدقہ دیتا۔ بیشک اس صدقے والا قیامت کے دن ردی کھجور کھائے گا۔" (ابوداؤد اور نسائی)

٢٧٩٦ـ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا أَرَادَتْ أَنْ تَتَصَدَّقَ بِلَحْمٍ مُنْتِنٍ فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ أَتَتَصَدَّقِيْنَ بِمَا لَا تَأْكُلِيْنَ . (رواه الطبراني في الأوسط)

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے بدبودار گوشت صدقہ دینے کا ارادہ کیا پس نبی کریم ﷺ نے ان کو فرمایا کہ کیا تو وہ چیز صدقہ دیتی ہے جس کو خود نہیں کھاتی۔"

٢٧٩٧ـ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أُهْدِيَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ ضَبٌّ فَلَمْ يَأْكُلْهُ ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَا نُطْعِمُهُ الْمَسَاكِيْنَ ، قَالَ: لَا تُطْعِمُوْهُمْ مَا لَا تَأْكُلُوْنَ . لِلْأَوْسَطِ قُلْتُ: كَذَا هُنَا لِلْأَوْسَطِ فَقَطْ وَأَخْرَجَهُ فِي الْمُبَاحِ لِأَحْمَدَ وَالْمُوْصِلِيِّ فَقَطْ وَمِثْلَ هٰذَا فِي مَجْمَعِ الزَّوَائِدِ أَكْثَرُ مِنْهُ فِي الْجَامِعِ .

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: نبی کریم ﷺ کے لیے گوہ ہدیہ کی گئی تو وہ آپ نے نہیں کھائی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: کیا ہم یہ چیز مساکین کو نہ کھلا دیں؟ فرمایا: وہ چیز نہ کھلاؤ جو خود نہیں کھاتے۔ (الاوسط) میں کہتا ہوں یہاں صرف الاوسط لکھا ہوا ہے اور اس روایت کو مباح کے بیان میں صرف احمد اور الموصلی نے تخریج کیا ہے اور اس جیسے حوالے مجمع الزوائد میں جامع الاصول سے بھی زیادہ ہیں۔"

شرح: ......١۔ یہ ثابت ہوا کہ کھجوروں کا پھل اتارا جائے، تو اس سے عشر تو دینا فرض ہے۔ اس معروف صدقہ کے علاوہ بھی کھجوروں کے خوشے مسکینوں کے لیے رکھے جائیں تاکہ وہ کھائیں۔ یہ بھی بہترین صدقہ

(٢٧٩٣) ٦٥٩ـ ضعيف، الباني : ١٠٢ـ ابن ماجه : ١٧٨٩ـ دارمي : ١٦٣٧.

(٢٧٩٤) ابوداؤد: ١٦٦٢ـ صحيح، الباني : ١٤٦٤ـ احمد: ١٤٤٥٢.

(٢٧٩٥) نسائي : ٢٤٩٣ـ حسن، الباني : ٢٣٣٧ـ ابوداؤد: ١٦٠٨ـ ابن ماجه : ١٨٢١ـ احمد : ٢٣٤٥٦.

(٢٧٩٦) طبراني اوسط، وفيه خالد القسري وفيه كلام، هيثمي : ٤٦٢٧.

(٢٧٩٧) طبراني اوسط، احمد في المباح، موصلي في مجمع الزوائد اكثر منه في الجامع و رجاله موثقون، هيثمي : ٤٦٢٨.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہے۔(عون المعبود: ۲/ ۵۰)

۲۔ جو چیز خود کو ناپسند ہو، وہ غرباء کو نہ دی جائے۔ پسندیدہ چیز دی جائے، ردی نہ دی جائے۔

مسجد نبوی میں محتاجوں کے لیے کھجوروں کے خوشے رکھتے تھے کہ وہ کھائیں، کسی نے خشک اور خراب کھجوریں رکھ دیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا، اسے جنت میں یہی ملے گی، یعنی جیسا خرچ کیا ہے، ویسا بدلہ ملے گا۔

ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ قرآن پاک میں آتا ہے، تمہارے لیے جنت میں وہ ہوگا جو تمہاری جانیں خواہش کریں گی۔ (حم السجدہ: ۳۱) تو اس کا جواب ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے آدمی کے دل میں ردی کھجور کی خواہش پیدا کر دے گا۔

(تعلیقات: ص ۲۸۲)

۲۷۹۸۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ وَمَازَادَ اللّٰهُ عَبْداً بِعَفْوٍ إِلَّا عِزّاً وَمَاتَوَاضَعَ أَحَدٌ لِلّٰهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ. (لمسلم ۲۵۸۸)

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''مال صدقہ دینے سے کم نہیں ہوتا، معاف کرنے والے بندے کی عزت اللہ تعالیٰ بڑھا دیتا ہے اور جو بندہ اللہ کے لیے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو بلند کر دیتا ہے۔''

شرح: ...... مال سے صدقہ کم نہیں کرتا، اس کا مطلب ہے جو مال آدمی اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے، اس کی کمی پوری ہو جاتی ہے، بلکہ ترقی ملتی ہے، وہ اس طرح کہ خفیہ برکت ہو جاتی ہے، یا دنیا میں اس سے بڑا عطیہ حاصل ہو جاتا ہے، یا پھر آخرت میں بلند رتبہ مل جاتا ہے۔

۲۔ اگر ایک آدمی دوسرے پر ظلم کرتا ہے اور مظلوم انتقام کی قوت بھی رکھتا ہے پھر بھی اسے معاف کرتا ہے اگر وہ معافی مانگے۔ اگر معافی نہیں مانگتا پھر تو سرکش ہے۔ اسے سزا ملنی چاہیے۔ معاف کرنے والے کو اللہ تعالیٰ اس معافی کی وجہ سے اور عزت سے نوازتا ہے۔

کیونکہ جس کی معاف کرنے کی شہرت ہو جائے اس کی عظمت لوگوں کے دلوں میں بیٹھ جاتی ہے اور عزت و کرامت بڑھ جاتی ہے یا پھر آخرت میں اجر وثواب بہت زیادہ ہوگا۔

۳۔ ایک آدمی بلند مرتبہ ہے، مگر خود کو اس سے کم تر تصور کرتا ہے، اکڑ میں نہیں آتا، قرب الٰہی طلب کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اسے دنیا میں یہ رتبہ دیتے ہیں کہ وہ جلیل القدر ہو جاتا ہے، اور آخرت میں اس کے درجات بلند ہوتے ہیں۔

۴۔ یہ انسانی فطرت ہے کہ وہ کنجوسی کرتا ہے، غضب وغصہ آئے تو حیوانیت اور درندگی اختیار کرتا ہے۔ اور شیطانی اثرات یہ ہیں کہ یہ تکبر پر فطرت انسانی کو ابھارتے ہیں۔ نبی ﷺ نے اس کا توڑ بتایا ہے۔ صدقہ کی ترغیب دلا کر کنجوسی کا مادہ ختم کیا، تا کہ جود وسخا سے انسان آراستہ ہو اور معافی پر انسان کو رغبت دلا کر غضب وانتقام ختم کیا تا کہ بردباری سے

(۲۷۹۸) مسلم: ۲۵۸۸۔ ترمذی: ۲۰۲۹۔ احمد: ۹۳۶۰۔ موطا: ۱۸۸۵۔ دارمی: ۱۶۷۶۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہمکنار ہو۔ اور تواضع کی ترغیب دلائی تاکہ یہ انسان دونوں جہاں کی رفعتوں سے مالا مال ہو۔ (مرعاۃ: ۳/ ۱۵۶)

۲۷۹۹۔ عَنِ الْمُنْذِرِ بْنِ جَرِيْرٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ صَدْرِ النَّهَارِ قَالَ فَجَائَهُ قَوْمٌ حُفَاةٌ عُرَاةٌ مُجْتَابِي النِّمَارِ أَوِ الْعَبَاءِ مُتَقَلِّدِي السُّيُوْفِ عَامَّتُهُمْ مِنْ مُضَرَ بَلْ كُلُّهُمْ مِنْ مُضَرَ فَتَمَعَّرَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا رَأَى بِهِمْ مِنَ الْفَاقَةِ فَدَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ فَأَمَرَ بِلَالًا فَأَذَّنَ وَأَقَامَ فَصَلَّى ثُمَّ خَطَبَ فَقَالَ ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ ﴿إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا﴾ وَالْآيَةَ الَّتِيْ فِي الْحَشْرِ ﴿اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللّٰهَ﴾ تَصَدَّقَ رَجُلٌ مِنْ دِيْنَارِهِ مِنْ دِرْهَمِهِ مِنْ ثَوْبِهِ مِنْ صَاعِ بُرِّهِ مِنْ صَاعِ تَمْرِهِ حَتَّى قَالَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ قَالَ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ بِصُرَّةٍ كَادَتْ كَفُّهُ تَعْجِزُ عَنْهَا بَلْ قَدْ عَجَزَتْ قَالَ ثُمَّ تَتَابَعَ النَّاسُ حَتَّى رَأَيْتُ كَوْمَيْنِ مِنْ طَعَامٍ وَثِيَابٍ حَتَّى رَأَيْتُ وَجْهَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَتَهَلَّلُ كَأَنَّهُ مُذْهَبَةٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا بَعْدَهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أُجُوْرِهِمْ شَيْءٌ وَمَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ

سیدنا جریر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک قوم نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئی۔ ان کے بدن ننگے تھے اور لکیر دار چادریں لپیٹی تھیں اور تلواریں گلے میں ڈالی ہوئیں تھیں۔ ان میں سے اکثر بلکہ سب خاندان مضر میں سے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے جب ان کا فقر و فاقہ دیکھا تو آپ ﷺ کا چہرہ مبارک مرجھا گیا، گھر میں داخل ہوئے، پھر نکل آئے، پس بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا، انہوں نے اذان کہی اور آپ ﷺ اٹھے اور نماز ادا کی۔ اس کے بعد خطبہ دیا اور فرمایا یہ آیت پڑھی: ''لوگو اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک نفس سے پیدا کیا ہے تا رقیبا اور وہ آیت پڑھی جو الحشر میں ہے: ''اللہ سے ڈرو اور چاہیے کہ دیکھے ہر انسان کہ وہ کل کے لیے کیا بھیجتا ہے۔'' تو ہر مرد اپنے دینار سے، اپنے درھم سے، اپنے کپڑے سے، اپنی گندم کے صاع سے اور اپنی کھجور کے صاع سے صدقہ دے اور یہاں تک فرمایا کہ کھجور کا ایک حصہ دے دے پس لوگ آئے تو میں نے کھانے اور کپڑے کے بڑے بڑے ڈھیر لگے دیکھے اور رسول اللہ ﷺ کا چہرہ اقدس ایسا چمکنے لگا کہ گویا آپ نے تیل لگایا ہوا ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اسلام میں بہتر طریقہ رائج کیا اس کے لیے عمل کرنے والوں کے برابر اجر ہوگا، بغیر اس کے کہ ان کے ثواب میں کمی کی جائے اور جس نے اسلام میں برا طریقہ رائج کیا اس پر اس کا بوجھ ہوگا اور ان لوگوں کے عمل کا بھی بوجھ ہوگا جو اس پر عمل کریں گے بغیر اس کے کہ ان کے بوجھ میں کمی کی جائے۔'' (مسلم)

(۲۷۹۹) مسلم: ۱۰۱۷۔ ترمذی: ۲۶۷۵۔ نسائی: ۲۵۵٤۔ ابن ماجہ: ۲۰۳۔ احمد: ۱۸۷۲٤۔ دارمی: ۵۱٤۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سُنَّةً سَيِّئَةً كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ (رواه مسلم ۱۰۱۷)

شرح: ......۱۔ سورۃ النساء اور سورۂ حشر کی آیات تلاوت کرنے کا مقصد یہ تھا کہ ان میں بھائی چارے کا ذکر ہے، پھر خرچ کرنے کی ترغیب ہے اور قیامت کے دن پھر اس خرچ کرنے کا جو فائدہ ہوگا، اس پر کا ذکر ہے۔

۲۔ اس حدیث میں ترغیب ہے کہ بھلائی کی راہ جاری کی جائے تا کہ لوگ اس کے مطابق طریقہ اپنائیں۔ اور برائی کا رستہ جاری کرنے سے خوفزدہ ہونا چاہیے کیونکہ جب تک اس پر عمل ہوگا بوجھ رہے گا۔

۳۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ اللہ کی راہ میں تھوڑا بھی خرچ کیا جائے تو دوزخ سے نجات ہو سکتی ہے۔ (مرعاۃ: ۱/۳۱۶)

۲۸۰۰۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لَأَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ فَوَضَعَهَا فِي يَدِ سَارِقٍ فَأَصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ تُصُدِّقَ عَلَى سَارِقٍ فَقَالَ اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ لَأَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ فَوَضَعَهَا فِي يَدَيْ زَانِيَةٍ فَأَصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ تُصُدِّقَ اللَّيْلَةَ عَلَى زَانِيَةٍ فَقَالَ اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلَى زَانِيَةٍ لَأَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ فَوَضَعَهَا فِي يَدَيْ غَنِيٍّ فَأَصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ تُصُدِّقَ عَلَى غَنِيٍّ فَقَالَ اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلَى سَارِقٍ وَعَلَى زَانِيَةٍ وَعَلَى غَنِيٍّ فَأُتِيَ فَقِيلَ لَهُ أَمَّا صَدَقَتُكَ عَلَى سَارِقٍ فَلَعَلَّهُ أَنْ يَسْتَعِفَّ عَنْ سَرِقَتِهِ وَأَمَّا الزَّانِيَةُ فَلَعَلَّهَا أَنْ تَسْتَعِفَّ عَنْ زِنَاهَا وَأَمَّا الْغَنِيُّ فَلَعَلَّهُ يَعْتَبِرُ فَيُنْفِقُ مِمَّا أَعْطَاهُ اللّٰهُ. (رواه البخاری ۱۴۲۱)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک مرد نے دل میں کہا: میں صدقہ دوں گا میں وہ صدقہ لے کر نکلا اور چور کے ہاتھ میں دیکر لوٹ آیا۔ صبح کو لوگوں نے باتیں کی کہ صدقہ کرنے والے نے رات کی تاریکی میں چور کو صدقہ دے دیا ہے تو اس آدمی نے دل میں کہا یا اللہ! تمام تعریف تیرے لیے ہے، میں نے تو چور کو صدقہ دے دیا۔ میں ضرور صدقہ دوں گا پس اس نے زانیہ عورت کو صدقہ دے دیا۔ فجر کو لوگوں نے کہا: آج زانی عورت کو کسی نے صدقہ دے دیا۔ اس آدمی نے کہا: اے اللہ! تیرے لیے تعریف ہے میں نے تو زانیہ کو صدقہ دیا ہے اور میں ضرور صدقہ دوں گا اور پھر وہ صدقہ لے کر نکلا اور اس نے مالدار کے ہاتھ میں رکھ دیا تو صبح کو لوگوں نے باتیں کی کہ غنی کو صدقہ دیا گیا ہے تو اس نے کہا: اے اللہ! تیری ہی تعریف ہے چور کو صدقہ دیا، زانیہ کو صدقہ دیا اور مالدار کو صدقہ دیا، پس اس کے پاس پیغام میں کہا گیا کہ وہ جو تو نے چور کو صدقہ دیا ہے شاید وہ چوری سے باز آ جائے اور جو تو نے زانیہ عورت کو صدقہ دیا ہے شاید وہ زنا سے باز رہے گی

(۲۸۰۰) بخاری: ۱۴۲۱۔ مسلم: ۱۰۲۲۔ نسائی: ۲۵۲۳۔ احمد: ۲۷۲۹۵۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور وہ جو تو نے مالدار کو صدقہ دیا ہے شاید اس کو نصیحت آئے اور وہ بھی صدقہ دے اس مال میں سے جو اس کو اللہ نے دیا ہے۔"

شرح: ......ا۔ یہ آدمی بنو اسرائیل میں سے تھا، اس کے نام کا پتہ نہیں چل سکا۔

۲۔ یہ صدقہ فرض تھا، اس نے نذر وغیرہ مانی تھی۔

۳۔ کسی طرح خواب کے ذریعے سے پتہ چلا اور یہ بات واضح ہوتی گئی کہ صدقہ برمحل نہیں ہوا، اس آدمی نے الحمد للہ تعجب کی وجہ سے کیا تھا۔

۴۔ پہلے لوگوں میں بھی یہ بات موجود تھی کہ وہ بہتر اہل حاجت پر خرچ کرتے تھے، یہی وجہ ہے کہ ان تین نامناسب جگہوں پر صدقہ کی وجہ سے وہ پریشان ہوئے تھے۔

۵۔ صدقہ خیرات کرنے والوں کی نیت اگر درست ہے تو وہ قبول ہو جاتا ہے اگرچہ وہ نامناسب جگہ پر ہی صرف ہو جائے۔

۶۔ غیر محل پر صدقہ ہو جائے تو بہتر یہی ہے کہ وہ صدقہ خیرات دوبارہ کر دیا جائے۔ (مرعاۃ: ۳/ ۱۴۸)

۲۸۰۱ــــ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ ﷜ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ الْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ وَخَيْرُ الصَّدَقَةِ عَنْ ظَهْرِ غِنًى وَمَنْ يَسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ اللّٰهُ وَمَنْ يَسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللّٰهُ (رواه البخاری ١٤٢٨)

سیّدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے ابتداء اس سے کر جس کا نان ونفقہ تیرے ذمہ ہے، بہترین صدقہ وہ ہے جسے دینے کے بعد بھی انسان غنی رہے۔ جو سوال کرنے سے بچے گا اللہ اسے کو بچائے گا جو استغناء اختیار کرے گا اللہ اسے غنی کر دے گا۔" (بخاری، ابو داؤد، نسائی)

۲۸۰۲ــــ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَذَكَرَ الصَّدَقَةَ وَالتَّعَفُّفَ وَالْمَسْأَلَةَ الْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى فَالْيَدُ الْعُلْيَا هِيَ الْمُنْفِقَةُ وَالسُّفْلَى هِيَ

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف فرما تھے کہ آپ نے صدقہ، پاک دامنی اور سوال کرنے کا ذکر کیا اور فرمایا اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ اوپر والا ہاتھ خرچ کرنے والا ہے اور نیچے والا ہاتھ مانگنے والا ہے۔

(۲۸۰۱) بخاری: ١٤٢٨۔ مسلم: ١٠٣٥۔ ترمذی: ٢٤٦٣۔ نسائی: ٢٦٠٣۔ ابوداؤد: ١٦٧٦۔ احمد: ١٥١٤٦۔ دارمی: ٢٧٥٠۔

(۲۸۰۲) بخاری: ١٤٢٨۔ مسلم: ١٠٣٣۔ نسائی: ٢٥٣٣۔ ابوداؤد: ١٦٤٨۔ احمد: ٦٣٦٦۔ موطا: ١١٨١۔ دارمی: ١٦٥٢۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

السَّائِلَةُ. (رواه البخاری ١٤٢٩)

٢٨٠٣۔ وفی رواية: اَلْعُلْيَاءُ الْمُتَعَفِّفَةُ.

اور ایک روایت میں ہے: ''اوپر والا ہاتھ وہ ہے جو سوال کرنے سے بچنے والا ہو۔''

٢٨٠٤۔ عَنْ طَارِقِ الْمُحَارِبِيِّ قَالَ قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ فَإِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَائِمٌ عَلَى الْمِنْبَرِ يَخْطُبُ النَّاسَ وَهُوَ يَقُوْلُ يَدُ الْمُعْطِي الْعُلْيَا وَابْدَابِمَنْ تَعُوْلُ أُمَّكَ وَأَبَاكَ وَأُخْتَكَ وَأَخَاكَ ثُمَّ أَدْنَاكَ مُخْتَصَرٌ (رواه النسائی ٢٥٣٢)

سیّدنا طارق المحاربی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منبر پر لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: دینے والے کا ہاتھ بلند ہے۔ اس سے ابتداء کر جس کے اخراجات تیرے ذمہ ہوں۔ تیری ماں، تیرا باپ، تیری بہن اور تیرا بھائی پھر جو شخص تیرا قریبی ہو پھر اس کے بعد جو تیرا قرابت دار ہو۔''

شرح:......۱۔ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پاس آئے تو آپ نے انہیں کچھ دیا، دو تین بار آئے تو دیا، ساتھ فرمایا، یہ مال بیٹھا اور سرسبز وشاداب ہے، اور دینے والا ہاتھ لینے والے سے بہتر ہے۔ سوال سے دامن بچاؤ۔ اس کے بعد پھر کوئی ان کے پاس مال لے کر بھی آتا تو قبول نہ کرتے تھے۔ (فتح الباری، نسائی: ۱/ ۲۸۷)

۲۔ جو دینے والا ہے، اسے اوپر والا ہاتھ قرار دیا گیا ہے، اور جو لینے والا ہے اسے نیچے والا ہاتھ کہا گیا ہے۔

۳۔ انسان جن کی کفالت کرتا ہے اور اس کے اخراجات اس کے ذمہ ہیں، ان پر پہلے خرچ کرے، اس کے بعد جو بچے اسے غیروں پر صرف کرے۔ اور جتنا زیادہ قریبی ہو نسب وحسب میں نزدیک ہو اتنا وہ زیادہ مستحق ہے، بعد میں دوسروں پر خرچ کیا جائے۔ (تعلیقات: ۱/ ۲۸۷)

٢٨٠٥۔ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِاللّٰهِ الأَنْصَارِيِّ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِذْجَاءَهُ رَجُلٌ بِمِثْلِ بَيْضَةٍ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَصَبْتُ هٰذِهِ مِنْ مَعْدِنٍ فَخُذْهَا فَهِيَ صَدَقَةٌ مَا أَمْلِكُ غَيْرَهَا فَأَعْرَضَ عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ أَتَاهُ مِنْ قِبَلِ رُكْنِهِ الأَيْمَنِ فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے پاس موجود تھے کہ ایک شخص انڈے کی مثل سونا لیکر حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ مجھے کان سے ملا ہے آپ اس کو لے لیں، یہ صدقہ ہے۔ میرے پاس اس کے سوا کوئی چیز نہیں ہے۔ آپ نے اس سے منہ پھیرا۔ اس نے دائیں طرف سے آکر پھر اسی طرح کہا، پھر وہ آپ کے پیچھے سے آیا تو وہ

(٢٨٠٣) بخاری: ١٤٢٨۔ مسلم: ١٠٣٣۔ نسائی: ٢٥٣٣۔ ابوداؤد: ١٦٤٨۔ احمد: ٦٣٦٦۔ موطا: ١٠١٨١۔ دارمی: ١٦٥٢۔

(٢٨٠٤) نسائی: ٢٥٣٣۔ صحیح، البانی: ٢٣٧٢۔

(٢٨٠٥) ابوداؤد: ١٦٧٣۔ ضعیف، البانی: ٣٦٩۔ وانما یصح منه جملة، خیر الصدقة، دارمی: ١٦٧٩

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَأَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ أَتَاهُ مِنْ قِبَلِ رُكْنِهِ الأَيْسَرِ فَأَعْرَضَ عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ أَتَاهُ مِنْ خَلْفِهِ فَأَخَذَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَحَذَفَهُ بِهَا فَلَوْ أَصَابَتْهُ لَأَوْجَعَتْهُ أَوْ لَعَقَرَتْهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَأْتِي أَحَدُكُمْ بِمَا يَمْلِكُ فَيَقُوْلُ هٰذِهِ صَدَقَةٌ ثُمَّ يَقْعُدُ يَسْتَكِفُ النَّاسَ خَيْرُ الصَّدَقَةِ مَا كَانَ عَنْ ظَهْرِ غَنًي. (لأبی داود ١٦٧٣)

سونا پکڑ کر آپ ﷺ نے اتنا زور سے پھینکا کہ اگر اس شخص کو لگتا تو وہ تکلیف دیتا یا اسے کاٹ دیتا پھر آپ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص اپنا سب مال لیکر حاضر ہوتا ہے اور کہہ دیتا ہے کہ یہ صدقہ ہے پھر وہ لوگوں کے سامنے بیٹھ کر ہاتھ پھیلاتا ہے۔ بہتر صدقہ وہ ہے جسے دینے کے بعد انسان غنی رہے۔“ (ابوداؤد)

شرح: اس کی اوپر تشریح گزر چکی ہے۔

٢٨٠٦۔ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ كَانَ أَبُوْطَلْحَةَ أَكْثَرَ الأَنْصَارِ بِالْمَدِيْنَةِ مَالاً مِنْ نَخْلٍ وَكَانَ أَحَبُّ أَمْوَالِهِ إِلَيْهِ بِيْرُ حَاءَ وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَاءٍ فِيْهَا طَيِّبٌ قَالَ أَنَسٌ فَلَمَّا أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ ﴿لَنْ تَنَالُوْا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ قَامَ أَبُوْطَلْحَةَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَقُوْلُ ﴿لَنْ تَنَالُوْا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ وَإِنَّ أَحَبَّ أَمْوَالِي إِلَيَّ بِيْرُحَاءَ وَإِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلّٰهِ وَأَرْجُوْ بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَاللّٰهِ فَضَعْهَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ حَيْثُ أَرَاكَ اللّٰهُ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس مدینہ میں کھجور کے باغات کی مالیت سب انصار سے زیادہ تھی۔ سب سے بہتر باغ ان کے مال میں سے بیرحاء نامی باغ تھا اور یہ مسجد کے سامنے تھا۔ اس میں نبی کریم ﷺ جایا کرتے تھے اور اس کا صاف پانی پیتے تھے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی: ”تم ہرگز نیکی کو نہیں پاؤ گے یہاں تک کہ خرچ کرو اس چیز سے جو تمہیں پسند ہے۔“ ابوطلحہ نے کہا: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”(تم ہرگز نیکی نہ پاؤ گے یہاں تک کہ خرچ کرو اس چیز میں سے جو تمہیں پسند ہے۔“ اور میرے سب مال سے مجھے بیرحاء سب سے زیادہ پسند ہے اور وہ اللہ کے لیے صدقہ ہے۔ میں اس نیکی کو اللہ کے پاس ذخیرہ بنانا چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ اس کو خرچ کردیں جہاں اللہ نے آپ کو بتایا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ٹھہر جا ٹھہر جا یہ بہت نفع آور مال ہے اور میں نے سنا ہے جو تو نے کہا اور میں یہ جانتا ہوں کہ تو اس کو اپنے قرابتداروں میں تقسیم کردے۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

(٢٨٠٦) بخاری: ١٤٦١۔ مسلم: ٩٩٨۔ ترمذی: ٢٩٩٧۔ نسائی: ٣٦٠٢۔ ابوداؤد: ١٦٨٩۔ احمد: ١٣٦٢٢۔ موطا: ١٨٧٥۔ دارمی: ١٦٥٥

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

بِخٍ ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ وَقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ وَإِنِّي أَرٰى أَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْأَقْرَبِيْنَ فَقَالَ أَبُوْ طَلْحَةَ أَفْعَلُ يَارَسُوْلَ اللهِ فَقَسَمَهَا أَبُوْطَلْحَةَ فِي أَقَارِبِهِ وَبَنِيْ عَمِّهِ. (رواه البخاري ١٤٦١)

اے اللہ کے رسول! میں یہی کرتا ہوں تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنے قرابت داروں میں اور اپنے چچا کے بیٹوں میں تقسیم کر دیا۔

٢٨٠٧ــ عَنْ أَنَسٍ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِأَبِيْ طَلْحَةَ اجْعَلْهَا لِفُقَرَاءِ أَقَارِبِكَ فَجَعَلَهَا لِحَسَّانَ وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ أَنَسٍ مِثْلَ حَدِيْثِ ثَابِتٍ قَالَ اجْعَلْهَا لِفُقَرَاءِ قَرَابَتِكَ قَالَ أَنَسٌ فَجَعَلَهَا لِحَسَّانَ وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَكَانَا أَقْرَبَ إِلَيْهِ. مِنِّي. (للبخاري تعليقا.)

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اس کو اپنے غریب رشتہ داروں میں تقسیم کر دے تو انہوں نے حسان رضی اللہ عنہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے درمیان تقسیم کر دیا اور وہ ان کے قریب ترین رشتہ دار تھے۔''

٢٨٠٨ــ وفي رواية :فَتَصَدَّقَ بِهِ أَبُوْطَلْحَةَ عَلٰى ذَوِيْ رَحِمِهِ قَالَ وَكَانَ مِنْهُمْ أُبَيٌّ وَحَسَّانُ وَبَاعَ حَسَّانُ حِصَّتَهُ مِنْهُ مِنْ مُعَاوِيَةَ فَقِيْلَ لَهُ تَبِيْعُ صَدَقَةَ أَبِيْ طَلْحَةَ فَقَالَ أَلَاأَبِيْعُ صَاعاً مِنْ تَمْرٍ بِصَاعٍ مِنْ دَرَاهِمَ قَالَ وَكَانَتْ تِلْكَ الْحَدِيْقَةُ فِي مَوْضِعِ قَصْرِ بَنِيْ حُدَيْلَةَ الَّذِيْ بَنَاهُ مُعَاوِيَةُ. (للبخاري تعليقا)

اور دوسری روایت میں ہے کہ سیّدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اس باغ کو اپنے رشتہ داروں پر صدقہ کر دیا اور ان میں سے ابی رضی اللہ عنہ بھی تھے اور حسان رضی اللہ عنہ بھی پھر حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اپنا حصہ معاویہ رضی اللہ عنہ کو فروخت کر دیا تو ان کو کہا گیا: کیا تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا صدقہ فروخت کرتا ہے؟ انہوں نے کہا میں کھجور کا صاع درہموں کے صاع کے بدلے فروخت کر رہا ہوں اور یہ باغ بنوحدیلہ کی اس عمارت کے قریب تھا جس کو معاویہ رضی اللہ عنہ نے تعمیر کیا تھا۔''

شرح: ......۱۔ بنوحدیلہ اور بیرحاء ایک جگہ ہے، یہ محل اصل میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بنوایا تھا، قرب وجوار کی وجہ سے یہ بنوحدیلہ کی طرف منسوب ہے۔

۲۔ حلال مال سے محبت ایک عالم وفاضل آدمی میں نقص پیدا نہیں کرتی۔ قرآن پاک نے بھی کہا ہے کہ عورتوں اور بیٹوں کی محبت لوگوں کے لیے مزین کر دی گئی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: اے اللہ! جو تو نے ہمارے لیے مزین

(٢٨٠٧) بخاري تعليقا. (٢٨٠٨) بخاري تعليقا.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کیا ہے ہم اس سے محبت کیے بغیر نہیں رہ سکتے، اسے اتنا کر دے کہ ہم صرف حق کے مطابق لیں اور تیری رضا کے کاموں میں صرف کریں۔

۳۔ ٹھنڈا پانی نوش کرنا اور ایسے دوست کے گھر سے کھانا جس کا پتہ ہو کہ وہ خوش ہوگا، باغ تیار کرنا اور اہل علم وفضل کا اس میں داخل ہونا، وہاں سایہ حاصل کرنا اور آرام کرنا جائز ہے۔

۴۔ نفلی صدقہ زکاۃ کے نصاب کے علاوہ ہے۔ حالت صحت میں مال کے تہائی سے زائد خرچ کرنا بھی جائز ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے تفصیل طلب نہیں کی تھی کہ یہ کتنا مال ہے، تاہم وفات کا خطرہ ہو تو پھر تہائی سے زائد نہیں وصیت کر سکتا جیسا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو آپ نے تہائی سے زیادہ مال کی اجازت نہیں دی تھی۔

۵۔ صدقہ کرتے وقت اہل فضل سے مشورہ کرنا مسنون طریقہ ہے۔ (مرعاۃ: ۸۴/۳)

۲۸۰۹۔ عَنْ زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِ اللهِ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ تَصَدَّقْنَ يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ قَالَتْ فَرَجَعْتُ إِلَى عَبْدِ اللهِ فَقُلْتُ إِنَّكَ رَجُلٌ خَفِيْفُ ذَاتِ الْيَدِ وَإِنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَدْ أَمَرَنَا بِالصَّدَقَةِ فَأْتِهِ فَاسْأَلْهُ فَإِنْ كَانَ ذٰلِكَ يُجْزِئُ عَنِّيْ وَإِلَّا صَرَفْتُهَا إِلَى غَيْرِكُمْ قَالَتْ فَقَالَ لِيْ عَبْدُ اللهِ بَلِ ائْتِيْهِ أَنْتِ قَالَتْ فَانْطَلَقْتُ فَإِذَا امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ بِبَابِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ حَاجَتِيْ حَاجَتُهَا قَالَتْ وَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ قَدْ أُلْقِيَتْ عَلَيْهِ الْمَهَابَةُ قَالَتْ فَخَرَجَ عَلَيْنَا بِلَالٌ فَقُلْنَا لَهُ ائْتِ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ فَأَخْبِرْهُ أَنَّ امْرَأَتَيْنِ بِالْبَابِ تَسْأَلَانِكَ أَتُجْزِئُ الصَّدَقَةُ عَنْهُمَا عَلَى أَزْوَاجِهِمَا وَعَلَى أَيْتَامٍ فِيْ حُجُوْرِهِمَا وَلَا تُخْبِرْهُ مَنْ نَحْنُ قَالَتْ فَدَخَلَ بِلَالٌ عَلَى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَسَأَلَهُ

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی زینب رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے خواتین کو فرمایا کہ تم صدقہ دو اے عورتوں کی جماعت! خواہ اپنے زیورات سے سہی تو انہوں نے خاوند ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو کہا: آپ غریب آدمی ہیں اور ہمیں نبی کریم ﷺ نے صدقہ دینے کا حکم دیا ہے تو جا کر پوچھ اگر تم پر خرچ کرنا میری طرف سے کفایت کرتا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ میں تمہارے علاوہ کسی اور پر خرچ کر دوں گی تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: تو ہی جا۔ میں گئی تو انصار کی ایک عورت بھی رسول اللہ ﷺ کے دروازے پر حاضر تھی جو میرا کام تھا وہی کام اس کا بھی تھا رسول اللہ ﷺ کو رعب اور ہیبت عطا کی گئی تھی پس ہمارے پاس بلال رضی اللہ عنہ آئے تو ہم نے ان کو کہا رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر آپ ﷺ کو بتاؤ کہ دو عورتیں دروازے پر سوال کرتی ہیں کہ ان دونوں کا صدقہ ان کے خاوندوں اور ان کے گھر میں پلنے والے بچوں پر جائز ہو سکتا ہے؟ اور یہ نہ بتانا کہ ہم کون ہیں۔ پس بلال رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے پوچھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ دو

(۲۸۰۹) مسلم: ۱۰۰۰۔ بخاری: ۱۴۶۶۔ ترمذی: ۶۳۵۔ نسائی: ۲۵۸۳۔ ابن ماجہ: ۱۸۳۴۔ احمد: ۱۵۶۵۲۔ دارمی: ۱۶۵۴۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ هُمَا فَقَالَ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ وَزَيْنَبُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَيُّ الزَّيَانِبِ قَالَ امْرَأَةُ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَهُمَا أَجْرَانِ أَجْرُ الْقَرَابَةِ وَأَجْرُ الصَّدَقَةِ. (رواه مسلم: ۱۰۰۰)

عورتیں کون ہیں؟ بلال رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک انصار کی عورت ہے اور ایک زینب رضی اللہ عنہا ہے آپ ﷺ نے فرمایا: کون سی زینب ہے؟ تو انہوں نے عرض کیا کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ کی بیوی پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ان عورتوں کے لیے دوبارا اجر ہے ایک قرابت کا اجر ہے اور دوسرا صدقے کا۔'' (الشیخان، نسائی)

شرح: ......۱۔ ثابت ہوا کہ نبی اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے عزت والی ہیبت سے نواز رکھا تھا۔

۲۔ اس حدیث سے استدلال ہوتا ہے کہ بیوی اپنے خاوند کو زکاۃ دے سکتی ہے۔ بعض ائمہ کرام اس کے قائل نہیں مگر ان کے دلائل بے وزن ہیں۔ زکاۃ کے آٹھ مصارف میں اگر خاوند آتا ہے تو بیوی کی زکاۃ اس کیلئے جائز ہے۔ (مرعاۃ: ۳/ ۱۷۸)

۲۸۱۰۔ عَنْ مَعْنِ بْنِ يَزِيْدَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَنَا وَأَبِيْ وَجَدِّيْ وَخَطَبَ عَلَيَّ فَأَنْكَحَنِيْ وَخَاصَمْتُ إِلَيْهِ وَكَانَ أَبِيْ يَزِيْدُ أَخْرَجَ دَنَانِيْرَ يَتَصَدَّقُ بِهَا فَوَضَعَهَا عِنْدَ رَجُلٍ فِي الْمَسْجِدِ فَجِئْتُ فَأَخَذْتُهَا فَأَتَيْتُهُ بِهَا فَقَالَ وَاللّٰهِ مَا إِيَّاكَ أَرَدْتُ فَخَاصَمْتُهُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَكَ مَا نَوَيْتَ يَا يَزِيْدُ وَلَكَ مَا أَخَذْتَ يَا مَعْنُ (رواه البخاري ۱۴۲۲. وقال رزين فَأَنْكَحَنِيْ وَأَمْهَرَ عَنِّيْ)

سیدنا معن بن یزید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے، میرے باپ نے اور میرے دادا نے نبی کریم ﷺ کی بیعت کی۔ میرے باپ نے میری منگنی کر دی اور میرا نکاح کر دیا۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک جھگڑا لے کر حاضر ہوا میرے باپ نے کچھ دینار نکال کر صدقہ کر دیں اور مسجد میں ایک آدمی کے پاس چھوڑ آئے تو اس آدمی نے وہ مجھے دے دیے۔ وہ مجھے نہیں جانتا تھا۔ میں اپنے باپ کے پاس لے کر حاضر ہوا تو میرے باپ نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے تجھے دینے کا ارادہ نہیں کیا تھا۔ میں یہ صدقہ لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے یزید! تیرے لیے وہ ہے جو تو نے نیت کی ہے اور اے معن! جو تو نے لیا ہے وہ تیرا ہے۔ (رزین کی روایت میں ہے کہ باپ نے میرا نکاح کردیا اور میری طرف سے مہر بھی ادا کر دیا۔)''

شرح: ...... ثابت ہوا کہ صدقہ وخیرات کرنے والے کی نیت کے مطابق صدقہ قبول ہوتا ہے۔ اگر چہ غیر محل میں صدقہ ہو جائے۔ (مرعاۃ: ۳/ ۱۴۸)

(۲۸۱۰) بخاری: ۱۴۲۲۔ احمد: ۱۷۸۱۱۔ دارمی: ۱۶۳۸.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

٢٨١١ـ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ طَعَامِ بَيْتِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ كَانَ لَهَا أَجْرُهَا بِمَا أَنْفَقَتْ وَلِزَوْجِهَا أَجْرُهُ بِمَا كَسَبَ وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذٰلِكَ لَا يَنْقُصُ بَعْضُهُمْ أَجْرَ بَعْضٍ شَيْئًا (للبخاري ١٤٢٥)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا مرفوع بیان کرتی ہیں: ''جب کوئی عورت اپنے گھر کے کھانے میں سے بگاڑ کے بغیر خرچ کرتی ہے تو اس کو خرچ کرنے کا اجر ملے گا اور اس کے خاوند کو مال کمانے کا اجر ہوگا اور خزانچی کے لیے بھی اس کے مثل ہے اس سے ان میں سے کسی کے اجر میں کمی نہیں آئے گی۔''

٢٨١٢ـ عَنْ أَسْمَاءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَالِيْ مَالٌ إِلَّا مَا أَدْخَلَ عَلَيَّ الزُّبَيْرُ فَأَتَصَدَّقُ قَالَ تَصَدَّقِيْ وَلَا تُوْعِيْ فَيُوْعَى عَلَيْكِ. (للبخاري ٢٥٩٠)

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے پاس مال نہیں ہے ماسوائے اس کے جو زبیر رضی اللہ عنہ مجھے دے دیتے ہیں۔ تو کیا میں اس میں سے صدقہ کر سکتی ہوں؟ فرمایا: صدقہ دیا کر شمار کر کے نہ رکھ ورنہ اللہ بھی تجھے گن گن دے گا۔''

٢٨١٣ـ عَنْ هَمَّامٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِذَا أَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ كَسْبِ زَوْجِهَا عَنْ غَيْرِ أَمْرِهِ فَلَهُ نِصْفُ أَجْرِهِ. (للبخاري ٢٠٦٦)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب کوئی عورت خاوند کی کمائی سے اس کے حکم کے بغیر خرچ کرتی ہے تو اس کے لیے نصف اجر ہوگا۔'' (الشیخان)

٢٨١٤ـ عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِيْ خُطْبَتِهِ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ يَقُوْلُ لَا تُنْفِقُ امْرَأَةٌ شَيْئًا مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا إِلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَا الطَّعَامُ قَالَ ذَاكَ أَفْضَلُ أَمْوَالِنَا. (رواه الترمذی ٦٧٠)

سیدنا ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو حجۃ الوداع کے سال خطبہ بیان کرتے سنا ہے کہ کوئی عورت اپنے خاوند کے گھر سے اس کی اجازت کے بغیر کوئی چیز خرچ نہ کیا کرے۔ عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! کیا کھانا بھی نہ دے؟ فرمایا: ''وہ تو ہمارے عمدہ مالوں میں سے ہے۔'' (الترمذی)

(٢٨١١) بخاری: ١٤٢٥ـ مسلم: ١٠٢٤ـ ترمذی: ٦٧٢ـ ابوداؤد: ١٦٨٥ـ ابن ماجه: ٢٢٩٤ـ احمد: ٢٥٨٣٨.

(٢٨١٢) بخاری: ٢٥٩٠ـ مسلم: ١٠٢٩ـ ترمذی: ١٩٦٠ـ نسائی: ٢٥٥١ـ ابوداؤد: ١٦٩٩ـ احمد: ٢٦٤٤٧.(٢٨١٣)

بخاری: ٢٠٦٦ـ مسلم: ١٠٢٦ـ ابوداؤد: ١٦٨٧ـ احمد: ٢٧٤٠٥.

(٢٨١٤) ترمذی: ٦٧٠ـ حسن، البانی ـ ابوداؤد: ٣٥٦٥ـ ابن ماجه: ٢٢٩٥ـ احمد: ٢١٧٩١.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

٢٨١٥۔ عَنْ عَمْرِوبْنْ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ لَمَّا فَتَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَكَّةَ قَامَ خَطِيْباً فَقَالَ فِي خُطْبَتِهِ لَا يَجُوْزُ لِامْرَأَةٍ عَطِيَّةٌ إِلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا (للنسائی ٣٧٥٧)

عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ ان کے دادا سے مرفوع بیان کرتے ہیں: ''کسی عورت کے لیے خاوند کی اجازت کے بغیر تحفہ دینا جائز نہیں ہے۔'' (ابوداؤد اور نسائی)

٢٨١٦۔ عَنْ عَمْرِوبْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ، رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يَجُوْزُ لِامْرَأَةٍ فِي مَالِهَا إِذَا مَلَكَ زَوْجُهَا عِصْمَتَهَا. (رواه أبوداود ٣٥٤٦)

عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی سند سے مروی ہے: ''کسی عورت کے لیے اس کے مال میں حکم دینا جائز نہیں ہے جبکہ خاوند اس کی حفاظت کرتا ہے۔''

٢٨١٧۔ عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلَى آبِيْ اللَّحْمِ قَالَ أَمَرَنِي مَوْلَايَ أَنْ أُقَدِّدَ لَحْماً فَجَاءَنِي مِسْكِيْنٌ فَأَطْعَمْتُهُ مِنْهُ فَعَلِمَ بِذٰلِكَ مَوْلَايَ فَضَرَبَنِي فَأَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَدَعَاهُ فَقَالَ لِمَ ضَرَبْتَهُ فَقَالَ يُعْطِي طَعَامِيْ بِغَيْرِ أَنْ آمُرَهُ فَقَالَ الْأَجْرُ بَيْنَكُمَا (رواه مسلم ١٠٢٥)

عمیر مولی آبی اللحم کہتے ہیں: مجھے میرے مالک نے گوشت کے ٹکڑے بنانے کا حکم دیا پس ایک مسکین آیا تو میں نے اس میں سے اس کو کھلا دیا۔ میرے مالک کو اس بات کا علم ہوا تو اس نے مجھے مارا۔ میں نے جا کر رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے اس کو بلایا اور فرمایا: تو نے اس کو کیوں مارا؟ اس نے کہا: یہ میرے حکم کے بغیر میرا کھانا دے دیتا ہے۔ فرمایا: اس کا اجر تم دونوں کے لیے ہے۔''

شرح:...... ۱۔ اطاعت کے کاموں میں مال خرچ کرنے کی ترغیب ہے، مال روکنے اور بخل کرنے کی ممانعت ہے۔

۲۔ خاوند کا مال اگر زیادہ تعداد میں خرچ کرنا ہے تو اس میں خاوند کی اجازت ضروری ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ گھر یں کھائی جانے والی چیزیں ہیں۔ عرب لوگ ویسے ہی اجازت دے دیتے تھے کہ بیوی اس میں سے خرچ کرے، اگر اجازت ہو تو پھر عورت خرچ کرتی ہے تو اسے ثواب حاصل ہوتا ہے اور اس کے خاوند کو بھی ثواب ملتا ہے کیونکہ وہ کما کر لایا ہے اور بیوی کو ثواب ملتا ہے کہ اس نے خرچ کیا ہے۔

۳۔ بیوی کو نصف اجر اس صورت میں ہوتا ہے کہ اسے جتنی اجازت تھی اس سے زیادہ خرچ کرے تو اسے چٹی پڑتی ہے کہ اس کا ثواب نصف کر دیا جاتا ہے۔ کیونکہ مال میں خرابی نہ کرنے کی شرط لگائی گئی ہے۔

(٢٨١٥) نسائی: ٣٧٥٧۔ حسن، صحیح، البانی: ٣٥١٨۔ ابوداؤد: ٣٥٤٧۔ احمد: ٧٠١٨۔

(٢٨١٦) ابوداؤد: ٣٥٤٦۔ حسن، صحیح، البانی: ٣٠٣٠۔ نسائی: ٣٧٥٧۔ ابن ماجه: ٢٣٨٨۔ احمد: ٧٠١٨۔

(٢٨١٧) مسلم: ١٠٢٥۔ نسائی: ٢٥٣٧۔ ابن ماجه: ٢٢٩٧۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

۴۔ یہی معاملہ منشی کا ہے، وہ بھی اگر مالک کی اجازت سے نیکی نیتی سے خرچ کرتا ہے تو اسے بھی اجر ملتا ہے۔ اور ایک غلام بھی اپنے آقا کی اجازت سے خرچ کرتا ہے تو اسے اجر ملتا ہے، بغیر اجازت نہیں دے سکتا۔

۵۔ ان تمام احادیث کا لب لباب یہ ہے کہ اطاعت کے کاموں میں مشارکت جو ہے وہ اجر میں مشارکت پیدا کر دیتی ہے۔ اجر میں مشارکت یہ ہے کہ ہر ایک کو اپنے ساتھی کی طرح اجر ملتا ہے، یہ مطلب نہیں کہ مساوی، مساوی اور برابر اجر ملتا ہے بلکہ ایک کا زیادہ اور ایک کا کم ہوسکتا ہے، بہرصورت ثواب میں مشارکت ضرور ہے۔ (مرعاۃ: ۳/۱۸٦)

۲۸۱۸۔ عَنْ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ حَمَلْتُ عَلَى فَرَسٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَابْتَاعَهُ أَوْ فَاضَاعَهُ الَّذِيْ كَانَ عِنْدَهُ فَأَرَدْتُّ أَنْ أَشْتَرِيَهُ وَظَنَنْتُ أَنَّهُ بَائِعُهُ بِرُخْصٍ فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ لَا تَشْتَرِهِ وَإِنَّ بِدِرْهَمٍ فَإِنَّ الْعَائِدَ فِيْ هِبَتِهِ كَالْكَلْبِ يَعُوْدُ فِيْ قَيْئِهِ. (رواه البخاري ۳۰۰۳)

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے اللہ کی راہ میں ایک گھوڑا دے دیا۔ جس شخص کے پاس گھوڑا تھا اس نے اس کو لاغر کر دیا۔ میں نے اس سے خریدنا چاہا اور میرا گمان تھا۔ وہ سستا فروخت کرے گا۔ میں نے نبی ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو نہ خریدو اور اپنے صدقے کو واپس نہ لو خواہ وہ تجھے ایک درہم میں دیتا ہو۔ جو شخص اپنا صدقہ دے کر واپس لیتا ہے اس کی مثال اس کتے کی سی ہے جو قے کرتا ہے اور پھر لوٹ کر اس کو کھاتا ہے۔"

شرح: ...... اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جو چیز اللہ کے نام کر دی ہو، اسے دوبارہ وہ شخص نہ خریدے جس نے اللہ کے نام کی ہے۔ اسے خریدنا سخت منع ہے، کتے کی قے کے بعد کھانے کی مثال دے کر نبی ﷺ نے اس عمل پر سخت نفرت کا اظہار فرمایا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ کی راہ میں چیز دی جاتی ہے، آخرت کا ثواب ہے، اسے دوبارہ واپس لے کر خواہ خرید کر یا ویسے ہی آدمی لے لے تو دنیا کو آخرت پر ترجیح دینے والا بن جاتا ہے، جو کہ خسارے کا سودا ہے۔ (مرعاۃ: ۳/۱۹۰)

۲۸۱۹۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ سَائِلٌ مَرَّةً وَعِنْدِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَأَمَرْتُ لَهُ بِشَيْءٍ ثُمَّ دَعَوْتُ بِهِ فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَمَا تُرِيْدِيْنَ أَنْ لَا يَدْخُلَ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میرے پاس ایک سائل آیا اور میرے پاس رسول اللہ ﷺ موجود تھے۔ میں نے اس کے لیے کوئی چیز دینے کا حکم دیا پھر میں نے وہ چیز منگوا کر اس کو دیکھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تو ارادہ رکھتی ہے کہ تیرے

(۲۸۱۸) بخاری: ۳۰۰۳۔ مسلم: ۱٦۲۰۔ ترمذی: ٦٦۸۔ نسائی: ۲٦۱٦۔ ابوداؤد: ۱۵۹۳۔ ابن ماجہ: ۲۳۹۲۔ احمد: ۳۸٦۔ موطا: ٦۲۵۔

(۲۸۱۹) نسائی: ۲۵٤۹۔ حسن، البانی: ۲۳۸۹۔ ابوداؤد: ۱۷۰۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بَيْتِكِ شَيْءٌ وَلَا يَخْرُجَ إِلَّا بِعِلْمِكِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ مَهْلًا يَا عَائِشَةُ لَا تُحْصِي فَيُحْصِيَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَلَيْكِ (رواه النسائي ٢٥٤٩)

گھر میں کوئی چیز داخل نہ ہو اور اس سے کوئی چیز باہر نکلے مگر تیرے علم کے ساتھ؟ میں نے کہا: ہاں۔ فرمایا: ٹھہر جا اے عائشہ! شمار نہ کر اللہ تجھے بھی شمار کر کے دے گا۔"

شرح: ......سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خواہش تھی کہ جو خرچ ہو، وہ میرے علم میں ہو، یہ چیز اس ضمن میں آتی ہے کہ جو بھی خرچ ہو، وہ ان کے شمار میں ہو۔

ان کی یہ خواہش نہ تھی کہ صدقہ وخیرات کم ہو، زیادہ نہ ہو، وہ صدقہ وخیرات کی کثرت کی آرزومند تھیں مگر اپنے علم کے بغیر نہیں۔ اس لیے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، شمار نہ کرو اللہ بھی شمار کریں گے۔

ثابت یہ ہوا کہ اللہ کا رزق بہت وسیع ہے، جس طرح کثرت سے خیرات کرو گے اسی طرح وہ کثرت سے برکت کرے گا۔ (تعلیقات سلفیه)

٢٨٢٠۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ إِنَّ أُمِّي افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَأَظُنُّهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ فَهَلْ لَهَا أَجْرٌ إِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ (رواه البخاري ١٣٨٨)

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی: میری ماں کی اچانک روح نکل گئی ہے اور میرا گمان ہے کہ اگر وہ کلام کرتی تو صدقہ دیتی تو کیا اس کو اجر ملے گا اگر میں نے اس کی طرف سے صدقہ دیا؟ فرمایا: ہاں۔"

شرح: ......۱۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ میت کی طرف سے صدقہ جائز ہے، اور میت کو صدقے کا ثواب پہنچتا ہے خصوصاً جب یہ صدقہ اولاد کرے تو زیادہ بہتر ہے۔ البتہ قرآن خوانی کا ثبوت نہیں۔

۲۔ جو اچانک فوت ہو جائے تو یہ مستحب ہے کہ اس کے گھر والے اس کی طرف سے صدقہ کریں۔

۳۔ نیک آدمی ہو تو اچانک موت اس کے لیے مکروہ نہیں۔ (مرعاۃ: ۳/ ۱۸۸)

٢٨٢١۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ، وَرَفَعَهُ: إِنَّ صَدَقَةَ الْمُسْلِمِ تَزِيدُ فِي الْعُمُرِ وَتَمْنَعُ مِيتَةَ السُّوْءِ وَيَذْهَبُ اللّٰهُ بِهَا الْكِبْرَ وَالْفَخْرَ. (رواه الطبراني في الكبير بضعف (١٧/ ٢٢)

سیّدنا عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: "مسلمان کا صدقہ دینا اس کی عمر میں اضافہ کرتا ہے اور بری موت سے بچاتا ہے اور اللہ تعالی اس سے تکبر اور فخر دور کر دیتا ہے۔" (الكبير سند ضعيف)

٢٨٢٢۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، رَفَعَهُ: إِنَّ

سیّدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: "گھر والوں

(٢٨٢١) طبراني كبير: ١٧/ ٢٢۔ وفيه كثير بن عبدالله المزني، وهو ضعيف، هيثمي: ٤٦٠٩.

(٢٨٢٢) طبراني كبير: ١٧/ ٢٨٦۔ وفيه ابن لهيعه وفيه كلام، هيثمي: ٤٦١٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الصَّدَقَةَ لَتُطْفِيءُ عَنْ أَهْلِهَا حَرَّ الْقُبُوْرِ وَإِنَّمَا يَسْتَظِلُّ الْمُؤْمِنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي ظِلِّ صَدَقَتِهِ . (للكبير بلين (١٧/ ٢٨٦)

کے صدقہ دینے سے قبر کی حرارت بجھ جاتی ہے اور مومن قیامت کے دن اپنے صدقے کے سائے میں ٹھہرے گا۔" (الکبیر سند کمزور)

٢٨٢٣۔ وَلَهُ وَلِأَحْمَدَ وَالْمُوْصَلِيْ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ كُلُّ امْرِئٍ فِي ظِلِّ صَدَقَتِهِ حَتَّى يَفْصِلَ بَيْنَ النَّاسِ (رواه أحمد ١٦٨٨٢)

الکبیر احمد اور موصلی کی روایت ہے:"ہر آدمی اپنے صدقے کے سائے تلے رہے گا یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کیا جائے۔"

شرح: ... یہ پہلے ترمذی کے حوالہ سے گزر چکا ہے جس کی سند حسن ہے کہ صدقہ بری موت سے بچاتا ہے۔ اور حقیقت ہے کہ صدقہ روزِ قیامت سایہ بن جائے گا، اسے گرمی سے بچائے گا، دوزخ سے بچائے گا۔ (مرعاۃ: ۳/ ۱۷۵)

٢٨٢٤۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، رَفَعَهُ: مَا أَحْسَنَ مِنْ مُحْسِنٍ مِنْ مُسْلِمٍ وَلَا كَافِرٍ إِلَّا أُثِيْبَ ، قُلْنَا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذِهِ إِثَابَةُ الْمُسْلِمِ قَدْ عَرَفْنَاهَا فَمَا إِثَابَةُ الْكَافِرِ؟ قَالَ: إِذَا تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ أَوْ وَصَلَ رَحِمًا أَوْعَمِلَ حَسَنَةً أَثَابَهُ اللّٰهُ ، وَإِثَابَتُهُ الْمَالُ وَالْوَلَدُ فِي الدُّنْيَا وَعَذَابٌ دُوْنَ الْعَذَابِ فِي الْآخِرَةِ وَقَرَأَ ﴿أَدْخِلُوْا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ﴾ (رواه البزار بلين ٩٤٥)

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں:"نہیں بھلائی کی کسی بھلائی کرنے والے نے خواہ وہ مسلم ہو یا کافر مگر اس کا بدلہ ملتا ہے۔ ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مسلمان کو ثواب تو ملتا ہم جانتے ہیں، کافر کو کیا ثواب ہوگا؟ فرمایا: جب وہ کوئی صدقہ کرتا ہے یا صلہ رحمی کرتا ہے یا وہ نیک عمل کرتا ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ اجر دیتا ہے دنیاوی مال اور اولاد کے ذریعے اور آخرت میں عذاب کو کم کر دیتا ہے پھر آپ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت کی:"داخل کرو آل فرعون کو سخت عذاب میں۔" (البزار، سند کمزور ہے)

٢٨٢٥۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، رَفَعَهُ: مَا مِنْ صَدَقَةٍ أَفْضَلُ مِنْ صَدَقَةٍ تَصَدَّقَ عَلَى مَمْلُوْكٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ سُوْءٍ (رواه الطبراني في الأوسط بلين)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں:"کوئی صدقہ اس صدقے سے افضل نہیں ہے جو ایسے غلام پر کیا گیا ہو جو مالک کی ملکیت میں ہو۔" (الاوسط سند ضعیف ہے)

(٢٨٢٣) احمد: ١٦٨٨٢۔ ابو يعلى، طبراني كبير ورجال احمد ثقات، هيثمي: ٤٦١٢.

(٢٨٢٤) بزار: ٩٤٥۔ وفيه عتبة بن يقظان وفيه كلام، وقد وثقه ابن حبان و بقية رجاله ثقات.

(٢٨٢٥) طبراني اوسط، وفيه بشير بن ميمون وهو ضعيف، هيثمي: ٤٧١٨.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۲۸۲۶۔عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهُمْ ذَبَحُوا شَاةً فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ مَا بَقِيَ مِنْهَا قَالَتْ مَا بَقِيَ مِنْهَا إِلَّا كَتِفُهَا قَالَ بَقِيَ كُلُّهَا غَيْرَ كَتِفِهَا. (رواه الترمذی ۲٤۷۰)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہم نے بکری ذبح کی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: اس میں سے کیا کچھ بچا ہے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اس کے بازو کے سوا کوئی چیز نہیں بچی۔ فرمایا: ساری بکری بچ گئی مگر اس کا بازو۔'' (ترمذی)

شرح: ..... یعنی صدقہ والا حصہ باقی ہے جو صدقہ نہیں کیا وہ باقی نہیں، قرآن پاک بھی کہتا ہے:

﴿مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ﴾ (النحل: ۹٦)

جو تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جاتا ہے، اور جو اللہ کے پاس ہے، وہ باقی رہنے والا ہے، ثواب باقی رہتا ہے دنیا کا مال واسباب ختم ہو جاتا ہے۔ (مرعاۃ: ۱۷۲/۳)

۲۸۲۷۔عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّ نَاساً مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالُوا لِلنَّبِيِّ ﷺ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذَهَبَ أَهْلُ الدُّثُوْرِ بِالْأُجُوْرِ يُصَلُّوْنَ كَمَا نُصَلِّي وَيَصُوْمُوْنَ كَمَا نَصُوْمُ وَيَتَصَدَّقُوْنَ بِفُضُوْلِ أَمْوَالِهِمْ قَالَ أَوَلَيْسَ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مَا تَصَدَّقُوْنَ إِنَّ بِكُلِّ تَسْبِيْحَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلِّ تَكْبِيْرَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلِّ تَحْمِيْدَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلِّ تَهْلِيْلَةٍ صَدَقَةٌ وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَةٌ وَنَهْيٌ عَنْ مُنْكَرٍ صَدَقَةٌ وَفِي بُضْعِ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَيَأْتِي أَحَدُنَا شَهْوَتَهُ وَيَكُوْنُ لَهُ فِيْهَا أَجْرٌ قَالَ أَرَأَيْتُمْ لَوْ وَضَعَهَا فِي حَرَامٍ أَكَانَ عَلَيْهِ فِيْهَا وِزْرٌ فَكَذَالِكَ إِذَا وَضَعَهَا فِي الْحَلَالِ كَانَ لَهُ أَجْرٌ. (رواه مسلم ۱۰۰٦)

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی ﷺ کے اصحاب میں سے لوگوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! دولت مند لوگ سب اجر لے گئے وہ نماز پڑھتے ہیں جیسے ہم پڑھتے ہیں، وہ روزہ رکھتے ہیں جیسے ہم روزہ رکھتے ہیں اور وہ اپنے زائد مال صدقہ کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: کیا اللہ نے تمہارے لیے وہ کچھ نہیں بیان کیا کہ تم اس کے ساتھ صدقہ کرو ہر تسبیح صدقہ ہے، ہر تکبیر صدقہ ہے، ہر تحمید صدقہ ہے، ہر تہلیل صدقہ ہے، اچھی بات کا حکم دینا صدقہ ہے، بدی سے منع کرنا صدقہ ہے اور اپنی بیوی سے جماع کرنا صدقہ ہے، انہوں نے کہا: یارسول اللہ! ہم میں سے کوئی اپنی شہوت پوری کرتا ہے تو اس کے لیے اس میں اجر ہوگا؟ فرمایا: یہ تو بتاؤ اگر وہ اس شہوت کو حرام میں رکھ دیتا تو اس پر گناہ ہوتا، اسی طرح حلال میں شہوت پوری کرنے سے اس کو اجر ہوگا۔'' (مسلم)

شرح: ...... اس حدیث میں اللہ اکبر، الحمد للہ، لا الہ الا اللہ اور نیکی کا حکم اور برائی کی ممانعت اور جائز شہوت رانی

(۲۸۲٦) ترمذی: ۲٤۷۰۔ صحیح، البانی: ۲۰۰۹۔ احمد: ۲۳۷۲۰۔

(۲۸۲۷) مسلم: ۱۰۰٦۔ ابوداؤد: ۱۵۰٤۔ ابن ماجہ: ۹۲۷۔ احمد: ۲۱۰۳۸۔ دارمی: ۱۳۵۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو صدقہ کہا گیا ہے، ان کے عوض جو اجر ملتا ہے اسے صدقہ قرار دیا گیا ہے۔

۲۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ نفل سے فرض افضل ہے۔

۳۔ اس سے ثابت ہوا: إِنَّ الْمُبَاحَاتِ تَصِيرُ طَاعَاتٌ بِالنِّيَاتِ الصَّادِقَاتِ ''جائز کام بھی عزم صادق کی وجہ سے اطاعت شعاری کا روپ دھار لیتے ہیں۔ یہی جماع عبادت بن جاتا ہے، جب بیوی کا حق ادا کرنے کی نیت ہو نیک اولاد کی طلب ہو، پاکدامنی کا ارادہ ہو، حرام نظر و فکر سے بچنا مقصد ہو۔ مفہوم یہ ہے کہ نیک کام سرانجام دینا، اور برے کاموں سے اجتناب کرنا بھی صدقے کے اجر کا باعث بنتا ہے، اگر مالی طاقت صدقہ کرنے کی طاقت نہیں تو کوئی فکر کی بات نہیں، تاہم صدقہ کرنا ایک عظیم نیکی ہے۔ (مرعاة: ۳/ ۱۶۲)

۲۸۲۸۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ تَعَالَى فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَاظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ إِمَامٌ عَدْلٍ وَشَابٌّ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ اللّٰهِ وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِي الْمَسَاجِدِ وَرَجُلَانِ تَحَابَا فِي اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتَ مَنْصَبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ إِنِّي أَخَافُ اللّٰهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتَّى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِينُهُ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِياً فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ. (للبخاري ١٤٢٣)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''سات آدمیوں کو اللہ اس دن اپنے سائے میں جگہ دے گا جس دن اس کے سائے کے علاوہ کوئی دوسرا سایہ نہ ہوگا۔ عادل بادشاہ، وہ جوان جس نے اللہ کی عبادت میں پرورش پائی ہے، وہ مرد جس کا دل مسجد سے لگا رہتا ہو، جب وہ اس سے باہر جائے پھر مسجد کی طرف لوٹ آئے، وہ دو آدمی جو اللہ کے لیے آپس میں محبت کرتے ہوں اسی پر اکٹھے ہوں اور اسی پر جدا ہوں اور وہ مرد ہے جس کو صاحب مرتبہ اور حسن والی عورت دعوت دے تو وہ کہہ دے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں اور وہ مرد جو صدقہ دے اور اس کو مخفی رکھے یہاں تک کہ اس کے بائیں ہاتھ کو علم نہ ہو جو اس کے دائیں ہاتھ نے خرچ کیا ہے اور وہ مرد جو تنہائی میں اللہ کو یاد کرتا ہو اور اس کی آنکھوں سے آنسو نکلیں۔'' (الشیخان)

شرح:...... یہ تعداد حتمی نہیں، اس سے زائد بھی یہ خوش نصیب ہیں، بعض نے تو ستر تک شمار کیے ہیں۔

۲۔ جب لوگ رب کائنات کے سامنے کھڑے ہیں، آفتاب ان کے سروں پر ہے، گرمی کی شدت ہے، پسینہ دریا بنا ہوا ہے، صرف عرش الٰہی کا سایہ ہے۔ اس کے نیچے قطعاً گرمی کا اثر نہ ہوگا۔

۳۔ امام عادل سے مراد حکمران ہے، چونکہ اس کے ساتھ بہت ساری مخلوق کے مفادات وابستہ ہیں اگر یہ عدل کرے گا تو اس کے عوض نورانی منبروں پر براجمان ہو کر رب رحمان کی دائیں جانب سایہ عرش میں جلوہ گر ہوگا۔

(۲۸۲۸) بخاری: ۱۴۲۳۔ مسلم: ۱۰۳۱۔ ترمذی: ۲۳۹۱۔ نسائی: ۵۳۸۰۔ احمد: ۲۱۰۳۸۔ دارمی: ۱۳۵۳۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

۴۔ جوان کو عبادت میں خاص اس لیے کیا ہے کہ شہوتوں کا غلبہ ہے، جوش شباب کا نطفہ ہے، اس ہیجان انگیز دور میں عبادت کرنا ایک مشکل کام ہے اس لیے اس کا اجر بھی عظیم رکھا ہے۔

۵۔ مسجد سے دل معلق رہنے کا مطلب ہے کہ اس سے شدید محبت رکھتا ہے جماعت سے نماز ادا کرتا ہے، مسجد سے باہر جسم جاتا ہے، دل مسجد سے ہی لگا رہتا ہے۔

٦۔ دنیاوی مقصد کے لیے محبت نہیں کرتے بلکہ فقط رضائے الٰہی ہے۔

۷۔ جب اللہ کے جلال و جمال کا تصور دل میں بیٹھتا ہے تو آبدیدہ ہو جاتا ہے۔

۸۔ حسن و جمال کا پیکر سامنے ہے، حسب ونسب دلآویز مسکراہٹوں کے ساتھ فضا کو روشن کر رہا ہے، مگر خوف خدا قدم نہیں اٹھانے دیتا، نگاہ جھک جاتی ہے۔ زبان سے نکلتا ہے: میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ یہ ایک عظیم نیکی ہے، اس کا صلہ وہ عرش الٰہی کی ٹھنڈی چھاؤں ہے جو کبھی گرم ہوا نہ لگنے دے گی۔

۹۔ ظاہری بھی صدقہ جائز ہے مگر پوشیدہ صدقہ زیادہ بہتر ہے، اس میں ریا کاری نہیں ہوتی۔ اس اخلاص نے عرش الٰہی کے سائے میں بٹھا دیا ہے۔ (مرعاۃ: ۲/۱۴۰)

یہی اوصاف اگر ایک عورت اپنے اندر پیدا کرتی ہے تو وہ بھی اس مقام کی مستحق قرار پائے گی۔

اَلْمَسْأَلَةُ وَالْقَنَاعَةُ وَالْعَطَآءُ

سوال کرنے، قناعت کرنے اور دینے کا بیان

٢٨٢٩۔ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِاللهِ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَا تَزَالُ الْمَسْأَلَةُ بِأَحَدِكُمْ حَتَّى يَلْقَى اللهَ وَلَيْسَ فِي وَجْهِهِ مُزْعَةُ لَحْمٍ. (رواه مسلم ١٠٤٠)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''تم میں سے کوئی شخص بھیک مانگتا رہتا ہے یہاں تک کہ جب وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا تو اس کے چہرے پر گوشت کا چھوٹا ٹکڑا بھی نہ ہوگا۔'' (الشیخان والنسائی)

٢٨٣٠۔ عَنْ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ الْمَسَائِلُ كُدُوحٌ يَكْدَحُ بِهَا الرَّجُلُ وَجْهَهُ فَمَنْ شَاءَ أَبْقَى عَلَى وَجْهِهِ وَمَنْ شَاءَ تَرَكَ إِلَّا أَنْ يَسْأَلَ الرَّجُلُ ذَا سُلْطَانٍ أَوْ فِي أَمْرٍ لَا يَجِدُ مِنْهُ بُدًّا (رواه أبوداود ١٦٣٩)

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''سوال کرنا دراصل زخم لگانا ہے اس سے آدمی اپنے چہرے کو زخمی کرتا ہے پس جو چاہے اپنے چہرے کو بچائے رکھے اور جو چاہے بچانا ترک کر دے، مگر وہ انسان جو سلطان سے کوئی چیز طلب کرے یا اس حالت میں کسی سے سوال کرے کہ سوال کے علاوہ کوئی

(٢٨٢٩) مسلم: ١٠٤٠۔ بخاری: ١٤٧٥۔ نسائی: ٢٥٨٥۔ احمد: ٥٥٨٤.

(٢٨٣٠) ابوداؤد: ١٦٣٩۔ صحیح، البانی: ١٤٤٣۔ ١٤٤٣۔ ترمذی: ٦٨١۔ نسائی: ٢٦٠٠.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چارہ کار نہ ہو۔" (اصحاب سنن)

٢٨٣١۔ عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ مَوْلَى عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رضي الله عنه يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَأَنْ يَحْتَطِبَ أَحَدُكُمْ حُزْمَةً عَلَى ظَهْرِهِ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَسْأَلَ أَحَداً فَيُعْطِيَهُ أَوْ يَمْنَعَهُ. (رواه البخاری ٢٠٧٤)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: "اگر تم میں سے کوئی شخص اپنی پشت پر لکڑی اٹھا کر لائے تو یہ اس کے لیے بہتر ہے اس سے کہ وہ کسی سے سوال کرے اور وہ اس کو دے یا اس کو نہ دے۔"

٢٨٣٢۔ عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ يَكْفُلْ لِي أَنْ لَا يَسْأَلَ النَّاسَ شَيْئاً وَأَتَكَفَّلَ لَهُ بِالْجَنَّةِ فَقَالَ ثَوْبَانُ أَنَا فَكَانَ لَا يَسْأَلُ أَحَداً شَيْئاً (رواه أبو داود ١٦٤٣)

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: "جو مجھے اس بات کی ضمانت دے کہ وہ کسی سے سوال نہیں کرے گا تو میں اس کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ ثوبان رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میں یہ ضمانت دیتا ہوں، چنانچہ وہ کسی انسان سے کوئی چیز نہیں مانگتے تھے۔ (ابوداؤد و النسائی)

٢٨٣٣۔ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَأَعْطَانِي ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي ثُمَّ قَالَ يَا حَكِيْمُ إِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ فَمَنْ أَخَذَهُ بِسَخَاوَةِ نَفْسٍ بُوْرِكَ لَهُ فِيْهِ وَمَنْ أَخَذَهُ بِإِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيْهِ كَالَّذِيْ يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ الْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى قَالَ حَكِيْمٌ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا أَرْزَأُ أَحَداً بَعْدَكَ شَيْئاً حَتَّى أُفَارِقَ الدُّنْيَا فَكَانَ أَبُوْبَكْرٍ رضي الله عنه يَدْعُوْ حَكِيْماً إِلَى

سیدنا عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تو آپ نے مجھے دیا۔ میں نے آپ ﷺ سے پھر سوال کیا تو آپ نے پھر مجھے دیا۔ میں نے تیسری مرتبہ آپ ﷺ نے سوال کیا تو آپ نے مجھے پھر دیا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: اے حکیم! یہ مال سبز اور میٹھی چیز ہے پس جس نے اس کو دل کی فراخی سخاوت کے ساتھ حاصل کیا تو اس کے لیے اس میں برکت دی جاتی ہے اور جس نے اس کو دل کے لالچ کے ساتھ حاصل کیا اس کے لیے اس میں برکت نہیں ڈالی جاتی ہے اور اس کی مثال اس شخص جیسی ہے جو کھاتا بھی ہے اور وہ سیر بھی نہیں ہوتا ہے۔ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔

(٢٨٣١) بخاری. ٢٠٧٤۔ مسلم: ١٠٤٢۔ ترمذی: ٦٨٠۔ نسائی: ٢٥٨٩۔ احمد: ١٠٠٦٠۔ موطا: ١٨٨٣.

(٢٨٣٢) ابوداؤد: ١٦٤٣۔ صحیح۔ البانی: ١٤٤٦۔ نسائی: ٢٥٩٠۔ ابن ماجه: ١٨٣٧.

(٢٨٣٣) بخاری: ١٤٧٢۔ مسلم: ١٠٣٥۔ ترمذی: ٢٤٦٣۔ نسائی: ٢٦٠٣۔ ابوداؤد: ١٦٧٦۔ احمد: ١٥١٤٦۔ دارمی: ٢٧٥٠

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْعَطَاءِ فَيَأْبَى أَنْ يَقْبَلَهُ مِنْهُ ثُمَّ إِنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ دَعَاهُ لِعَطِيَّةٍ فَأَبَى أَنْ يَقْبَلَ مِنْهُ شَيْئاً فَقَالَ عُمَرُ إِنِّي أُشْهِدُكُمْ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ عَلٰى حَكِيْمٍ أَنِّي أَعْرِضُ عَلَيْهِ حَقَّهُ مِنْ هٰذَا الْفَيْءِ فَيَأْبَى أَنْ يَأْخُذَهُ فَلَمْ يَرْزَأْ حَكِيْمٌ أَحَداً مِنَ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى تُوُفِّيَ. (للبخاری ١٤٧٢)

میں نے عرض کی: یارسول اللہ! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے کہ میں آپ ﷺ کے بعد کسی سے کوئی چیز نہیں لوں گا یہاں تک کہ دنیا سے جدا ہو جاؤں گا پس ابوبکر رضی اللہ عنہ حکیم کو طلب کرتے تا کہ ان کو ان کا وظیفہ دے دیں تو وہ قبول کرنے سے انکار کر دیتے تھے۔ اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ سے بھی کچھ نہ لیا اور ایسا ہی کرتے رہے پس عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے مسلمانوں کی جماعت! میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ اس مال غنیمت میں حکیم رضی اللہ عنہ کا جو حصہ ہے وہ ان کے سامنے پیش کرتا ہوں اور وہ وصول کرنے سے انکار کرتے ہیں۔ پس حکیم نے کسی سے کوئی چیز نہیں لی یہاں تک کہ وہ فوت ہو گئے۔

٢٨٣٤۔ عَنِ ابْنِ الْفِرَاسِيِّ أَنَّ الْفِرَاسِيَّ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَسْأَلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَلَا وَإِنْ كُنْتَ سَائِلاً لَا بُدَّ فَاسْأَلِ الصَّالِحِيْنَ. (رواه النسائی ٢٥٨٧)

ابن الفراسی کہتے ہیں کہ اس کے باپ نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا میں بھیک مانگ سکتا ہوں؟ فرمایا نہیں اور اگر تیرے لیے سوال کرنے کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو تو پھر نیک لوگوں سے سوال کر۔" (ابوداود والنسائی)

٢٨٣٥۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ سَأَلَ النَّاسَ وَلَهُ مَا يُغْنِيْهِ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَسْأَلَتُهُ فِي وَجْهِهِ خُمُوْشٌ أَوْ خُدُوْشٌ أَوْ كُدُوْحٌ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا يُغْنِيْهِ قَالَ خَمْسُوْنَ دِرْهَماً أَوْ قِيْمَتُهَا مِنَ الذَّهَبِ. (رواه الترمذی ٦٥٠)

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص لوگوں سے بھیک مانگتا ہو اور اس کے پاس اتنا کچھ موجود ہو جو اس کے لیے کفایت کرتا ہو تو جب قیامت کے دن وہ آئے گا تو اس کے بھیک مانگنے کی وجہ سے اس کے چہرے میں خراش تراش یا زخم ہوگا۔ عرض کیا گیا: یارسول اللہ! اس کے لیے کتنا مال کافی ہے فرمایا پچاس درہم یا اتنی قیمت کا سونا ہو۔"

٢٨٣٦۔ ولأبي داود، عَنْ سَهْلِ بْنِ

امام ابوداود نے سہل بن حنظلہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اس

(٢٨٣٤) نسائی: ٢٥٨٧۔ ضعیف، البانی: ١٦٢۔ ابوداؤد: ١٦٤٦۔ احمد: ١٨٤٦٦۔

(٢٨٣٥) ترمذی: ٦٥٠۔ صحیح، البانی: ٥٢٦۔ نسائی: ٢٥٩٢۔ ابوداؤد: ١٦٢٦۔ احمد: ١٥١٤٦۔ دارمی: ٢٧٥٠۔

(٢٨٣٦) ابوداؤد: ١٦٢٩۔ صحیح، البانی: ١٤٣٥۔ احمد: ١٧١٧٣۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْحَنْظَلِيَّةِ وَمَا الْغِنَى الَّذِي لَا تَنْبَغِي مَعَهُ الْمَسْأَلَةُ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْرَمَا يُغَدِّيهِ وَيُعَشِّيهِ. (رواه أبوداود ١٦٢٩)

نے بیان کیا کہ عرض کیا گیا: مال داری کی کیا حد ہے جس کے ہوتے ہوئے بھیک مانگنا مناسب نہیں ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''صبح کا کھانا یا شام کا کھانا موجود ہو۔''

٢٨٣٧ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ سَأَلَ النَّاسَ أَمْوَالَهُمْ تَكَثُّرًا فَإِنَّمَا يَسْأَلُ جَمْرًا فَلْيَسْتَقِلَّ أَوْ لِيَسْتَكْثِرْ (رواه مسلم ١٠٤١)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''جس نے لوگوں سے اپنا مال زیادہ کرنے کے لیے بھیک مانگی تو اس نے آگ کی چنگاری مانگ لی، پس وہ اس کو کم کرے یا زیادہ کر دے۔'' (امام مسلم)

٢٨٣٨ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَفَعَهُ: لَا يَفْتَحُ أَحَدُكُمْ عَلَى نَفْسِهِ بَابَ مَسْأَلَةٍ إِلَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ بَابَ فَقْرٍ. (رواه أبويعلى الموصلى ٦٦٩١)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''تم میں سے کوئی شخص اپنی جان پر سوال کا دروازہ نہیں کھولے گا مگر اللہ تعالیٰ اس پر افلاس کا دروازہ کھول دے گا۔'' (الموصلی)

٢٨٣٩ـ عَنْ عَمْرِوبْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ سَأَلَ وَلَهُ أَرْبَعُوْنَ دِرْهَمًا فَهُوَ الْمُلْحِفُ. (رواه النسائى ٢٥٩٤)

عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ ان کے دادا سے مرفوع بیان کرتے ہیں: ''جس نے سوال کیا اور اس کے پاس چالیس درہم موجود تھے تو وہ چمٹ کر بھیک مانگنے والا شمار ہوگا۔'' (النسائی)

٢٨٤٠ـ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ يَسْأَلُهُ فَقَالَ أَمَا فِي بَيْتِكَ شَيْءٌ قَالَ بَلَى حِلْسٌ نَلْبَسُ بَعْضَهُ وَنَبْسُطُ بَعْضَهُ وَقَعْبٌ نَشْرَبُ فِيهِ مِنَ الْمَاءِ قَالَ ائْتِنِي بِهِمَا قَالَ فَأَتَاهُ بِهِمَا فَأَخَذَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهِ وَقَالَ مَنْ يَشْتَرِي هٰذَيْنِ قَالَ رَجُلٌ أَنَا آخُذُهُمَا بِدِرْهَمٍ قَالَ مَنْ يَزِيدُ عَلَى دِرْهَمٍ مَرَّتَيْنِ أَوْثَلَاثًا قَالَ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انصار میں سے ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس سوال کرنے کے لیے حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تیرے گھر میں کوئی چیز نہیں ہے؟ اس نے کہا ایک کمبل ہے جس کا کچھ حصہ ہم اوپر اوڑھتے ہیں اور کچھ حصہ ہم نیچے بچھاتے ہیں اور ایک پیالہ ہے جس سے ہم پانی پیتے ہیں۔ فرمایا: وہ دونوں میرے پاس لے آؤ تو وہ شخص دونوں چیزیں آپ کے پاس لے آیا۔ آپ ﷺ نے وہ دونوں اپنے ہاتھ میں لیے اور فرمایا: یہ دونوں چیزیں کون

(٢٨٣٧) مسلم: ١٠٤١ـ ابن ماجه. ١٨٣٨ـ احمد: ٧١٢٣.
(٢٨٣٨) ابو يعلى: ٦٦٩١ـ محمد بن عبدالرحمن عن سهيل والعلاء، ولم اعرفه، هيثمى: ٤٥١٨.
(٢٨٣٩) نسائى: ٢٥٩٤ـ حسن صحيح، البانى: ٢٤٣١.
(٢٨٤٠) ابوداؤد: ١٦٤١ـ ضعيف، البانى: ٣٦٠ـ ترمذى: ١٢١٨ـ نسائى: ٤٥٠٨ـ ابن ماجه: ٢١٩٨ـ احمد: ١١٥٥٧.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

رَجُلٌ أَنَا آخِذُهُمَا بِدِرْهَمَيْنِ فَأَعْطَاهُمَا إِيَّاهُ وَأَخَذَ الدِّرْهَمَيْنِ وَأَعْطَاهُمَا الْأَنْصَارِيَّ وَقَالَ اشْتَرِ بِأَحَدِهِمَا طَعَاماً فَانْبِذْهُ إِلَى أَهْلِكَ وَاشْتَرِ بِالْآخَرِ قَدُوْماً فَأْتِنِيْ بِهِ فَأَتَاهُ بِهِ فَشَدَّ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عُوْداً بِيَدِهِ ثُمَّ قَالَ لَهُ اذْهَبْ فَاحْتَطِبْ وَبِعْ وَلَا أَرَيَنَّكَ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْماً فَذَهَبَ الرَّجُلُ يَحْتَطِبُ وَيَبِيْعُ فَجَاءَ وَقَدْ أَصَابَ عَشَرَةَ دَرَاهِمَ فَاشْتَرَى بِبَعْضِهَا ثَوْباً وَبِبَعْضِهَا طَعَاماً فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هٰذَا خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ تَجِيْءَ الْمَسْأَلَةُ نُكْتَةً فِيْ وَجْهِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّ الْمَسْأَلَةَ لَا تَصْلُحُ إِلَّا لِثَلَاثَةٍ لِذِيْ فَقْرٍ مُدْقِعٍ أَوْ لِذِيْ غُرْمٍ مُفْظِعٍ أَوِ لِّذِيْ دَمٍ مُوْجِعٍ . (رواه أبوداود ١٦٤١)

خریدے گا؟ ایک مرد نے کہا: میں ایک درہم کے بدلے خریدتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ایک درہم سے زیادہ کون دے گا؟ دو یا تین بار فرمایا تو ایک آدمی نے کہا: میں دو درہم کے بدلے خریدتا ہوں تو آپ ﷺ نے وہ چیزیں اس کو دے کر دو درہم وصول کیے اور انصاری کو دے دیئے۔ فرمایا: ایک درہم کا کھانا خرید کر گھر والوں کو دے اور دوسرے درہم کا کلہاڑہ خرید کر میرے پاس لے آ تو وہ آدمی لے کر آیا اور آپ نے اپنے دست مبارک سے اس میں لکڑی کا دستہ لگایا، پھر فرمایا: جا کر لکڑیاں کاٹ کر لا اور فروخت کر۔ یہاں تک کہ پندرہ دن میں تجھے نہ دیکھوں، چنانچہ اس آدمی نے کام شروع کر دیا پھر وہ آیا اور اس کے پاس دس درہم موجود تھے۔ اس نے بعض سے کپڑے خریدے اور بعض سے کھانا خریدا تو اس کو نبی ﷺ نے فرمایا: ''تیرے لیے یہ بہتر ہے کہ تو بھیک مانگتا اور قیامت کے دن تیرے چہرے پر داغ پیدا ہوتا۔ بھیک مانگنا جائز نہیں ہے مگر تین انسانوں کے لیے ایک وہ شخص جو غربت میں ڈوبا ہو، جس پر تاوان پڑا ہو یا جس کو خون درد کرتا ہو۔'' (ابوداؤد)

٢٨٤١ـــ وللترمذي نحوه عَنْ حُبْشَيِّ بْنِ جُنَادَةَ السَّلُوْلِيِّ وَفِيْهِ ، قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: وَمَنْ سَأَلَ النَّاسَ لِيُثْرِيَ بِهِ مَالَهُ كَانَ خُمُوْشاً فِيْ وَجْهِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَرَضْفاً يَأْكُلُهُ مِنْ جَهَنَّمَ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُقِلَّ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُكْثِرْ . (للترمذي ٦٥٣)

اور ترمذی اس کی مثل حبشی بن جنادہ سے مروی ہے اور اس میں یہ بھی ہے: ''جس نے لوگوں سے بھیک مانگی تا کہ اپنی دولت بنائے اس کے چہرے میں قیامت کے دن چھید پڑی ہوگی جہنم میں گرم کیا ہوا گوشت وہ کھائے گا۔ پس جو چاہے تھوڑا کرے اور جو چاہے زیادہ کرے۔''

٢٨٤٢ـــ زاد رزين: إِنِّيْ لَأُعْطِي الرَّجُلَ

رزین نے یہ زیادہ کیا ہے اور میں کسی غیر شخص کو کوئی عطیہ دیتا

(٢٨٤١) ترمذی: ٦٥٣ـ ضعيف، البانی: ١٠٠ـ احمد: ١٧٠٥٤.

(٢٨٤٢) رزین، احمد، موصلی، بزار.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْعَطِيَّةَ فَيَنْطَلِقُ بِهَا تَحْتَ إِبِطِهِ وَمَا هِيَ إِلَّا نَارٌ؟ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: وَلِمَ تُعْطِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا هُوَ نَارٌ؟ فَقَالَ: أَبَى اللّٰهُ لِيَ الْبُخْلَ وَأَبَوْا إِلَّا مَسْأَلَتِي ﴿وله شاهد عن أبي سعيد لأحمد والموصلي والبزار﴾

ہوں اور وہ اپنی بغل کے نیچے آگ رکھ کرلے جاتا ہے پس عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو عرض کیا: اے اللہ کے رسول! جو چیز آگ ہے وہ آپ کیوں دیتے ہیں؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ مجھے بخل سے منع کرتا ہے اور وہ لوگ مجھ سے سوال کرنا ترک نہیں کرتے۔ اس کے شواہد احمد الموصلی اور البزار میں بروایت ابو سعید موجود ہیں۔"

٢٨٤٣ـــ عَنْ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِلسَّائِلِ حَقٌّ وَإِنْ جَاءَ عَلَى فَرَسٍ (رواه أبوداود ١٦٦٥)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: "مانگنے والے کا حق ہوتا ہے خواہ وہ گھوڑے پر سوار ہو کر آئے۔" (ابوداؤد)

٢٨٤٤ـــ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ نَزَلَتْ بِهِ فَاقَةٌ فَأَنْزَلَهَا بِالنَّاسِ لَمْ تُسَدَّ فَاقَتُهُ وَمَنْ نَزَلَتْ بِهِ فَاقَةٌ فَأَنْزَلَهَا بِاللّٰهِ فَيُوْشِكُ اللّٰهُ لَهُ بِرِزْقٍ عَاجِلٍ أَوْ آجِلٍ. (رواه الترمذى ٢٣٢٦)

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: "جس پر بھوک نازل ہو اور وہ اس کو لوگوں پر ظاہر کرے تو اس کی بھوک نہیں روکی جاتی۔ اور جسے فاقہ وفقر آئے اور وہ اس کو اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دے تو قریب ہے کہ جلدی یا دیر اللہ اس کو رزق عطا فرما دے گا۔" (الترمذی)

٢٨٤٥ـــ ولأبي داود: أَوْشَكَ اللّٰهُ لَهُ بِالْغِنَى إِمَّا بِمَوْتٍ عَاجِلٍ أَوْ غِنًى عَاجِلٍ. (رواه أبوداود ١٦٤٥)

اور ابوداؤد کی روایت ہے: "قریب ہے اللہ تعالیٰ اس کو غنی کر دے گا یا اس کو جلدی موت دے کر یا جلدی دولت دے کر۔"

٢٨٤٦ـــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: شَرُّ النَّاسِ الَّذِي يَسْأَلُ بِوَجْهِ اللّٰهِ وَلَا يُعْطَى بِهِ، وَقَالَ لَا تَسْأَلُوْا بِوَجْهِ اللّٰهِ إِلَّا مِنْهُ. (رواه رزين)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: "بدترین انسان لوگوں میں سے وہ ہے جو اللہ کے نام پر مانگے اور اس کو کچھ نہ دیا جائے اور فرمایا: اللہ کے چہرے سے اس کے سوا کسی سے سوال نہ کیا کرو۔" (رزین)

(٢٨٤٣) ابوداؤد: ١٦٦٥ـ ضعیف، البانی: ٣٦٤ـ احمد: ١٧٠٥٤.
(٢٨٤٤) ترمذی: ٢٣٢٦ـ صحیح، البانی: ١٨٩٥ـ ابوداؤد: ١٦٤٥ـ احمد: ٤٢٠٧.
(٢٨٤٥) ابوداؤد: ١٦٤٥ـ صحیح، البانی: ١٤٤٨ـ ترمذی: ٢٣٢٦.
(٢٨٤٦) رزین.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

٢٨٤٧ــــ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، رَفَعَهُ: مَلْعُونٌ مَنْ سَأَلَ بِوَجْهِ اللهِ وَمَلْعُونٌ مَنْ سُئِلَ بِوَجْهِ اللهِ ثُمَّ يَمْنَعُ سَائِلَهُ مَا لَمْ يَسْأَلْ هَجْرًا. (رواه الطبراني في الكبير)

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ”وہ شخص ملعون ہے جو اللہ کے چہرے کے وسیلے سے بھیک مانگے اور وہ شخص بھی ملعون ہے جس سے اللہ کے نام پر سوال کیا جائے اور وہ سائل کو کچھ نہ دے جب تک سائل نے ممنوع چیز کا سوال نہ کیا ہو۔“ (الکبیر)

٢٨٤٨ــــ عن علي :سَمِعَ يَوْمَ عَرَفَةَ رَجُلاً يَسْأَلُ النَّاسَ قَالَ: أَفِي مِثْلِ هَذَا الْيَوْمِ وَفِي مِثْلِ هَذَا الْمَكَانِ تَسْأَلُ مِنْ غَيْرِ اللهِ تَعَالَى؟ فَخَفَقَهُ بِالدُّرَّةِ. (رواه رزين)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے عرفات کے دن ایک مرد کو لوگوں سے سوال کرتے سنا تو انہوں نے کہا کیا اسے دن میں اور اس مقام میں تو اللہ تعالیٰ کے سوا غیروں سے سوال کرتا ہے؟ پس درے کے ساتھ اس کو ڈرایا۔“ (رزین)

شــرح: ......١۔ جو کہا گیا ہے کہ بلاوجہ مال کی کثرت کی خاطر جو سوال کرتا ہے، وہ آگ کا انگارہ اکٹھا کرتا ہے، اس میں اس فعل پر سخت ڈانٹ ہے اور یہ اس کثرت طلب کے حرام ہونے پر دلالت ہے۔

٢۔ جب مال زیادہ جمع کرنے کے لیے مانگتا ہے کیونکہ ضرورت کے وقت سوال کی تو اجازت ہے۔ تو اس کے چہرے پر گوشت نہ ہوگا، یعنی آفتاب اس دن قریب ہوگا، دوسرے مجرموں کو بھی اذیت دے گا، مگر اس مجرم کو جو مالدار ہے، صرف مال کی کثرت کے لیے دست سوال پھیلاتا ہے، اتنی زیادہ اذیت دے گا کہ اس کے چہرے کا گوشت نہ رہے گا، اتنا قبیح چہرہ ہوگا۔

٣۔ ہاتھ سے کمانے کی ترغیب ہے اور مانگنے سے دامن بچانے کی رغبت ہے۔ آدمی اپنی جان کو محنت میں ڈال کر اور مشقت اٹھا کر رزق طلب کرے یہ اس سے بہتر ہے کہ مانگتا پھرے، شریعت ذلت سوال کا طوق پہننے سے روکتی ہے۔

٤۔ ان میں یہ ترغیب بھی ہے کہ بے جا سوال سے دامن بچایا جائے۔ اور بغیر سوال اور بغیر لالچ جو میسر آئے اگرچہ کم ہو اسی پر قناعت کی جائے۔ لالچ کے ساتھ جو مال کی کثرت ہو اس میں برکت نہیں ہوتی۔

٥۔ سائل کو دو یا تین مرتبہ دیا جا سکتا ہے اگر وہ مانگتا ہے اور اگر آدمی اکتا جائے تو معذرت کر سکتا ہے اور سائل کو سوال سے بچنے کی تلقین کر سکتا ہے۔ ضرورت کے تحت سوال جائز ہے، پھر بھی اولیٰ یہی ہے کہ جہاں تک ممکن ہو صبر ہی کرے۔ مصائب دنیا پر صبر کی تلقین ہے، ان میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جود و سخا کے سمندر کے موجوں کی جھلک بھی نظر آتی ہے۔

٦۔ گنجائش ہو پھر سوال کرنا یہ چمٹ کر سوال کرنے میں آتا ہے، جسے قرآن پاک نے بھی اچھا نہیں کہا، حدیث بھی

(٢٨٤٧) طبراني كبير، وإسناده حسن، على ضعف في بعضه مع توثيق، هيثمي : ٤٥٦٩.

(٢٨٤٨) رزين.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مذمت کرتی ہے۔ اور بلا وجہ سوال نہ کرنے والے کو جنت کی ضمانت ملی ہے، یہ اتنا عظیم عمل ہے۔ (مرعاۃ: ۳/ ۴۷-۱۲۴)

۲۸۴۹ــ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِوبْنِ الْعَاصِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ قَدْأَفْلَحَ مَنْ أَسْلَمَ وَرُزِقَ كَفَافاً وَقَنَّعَهُ اللّٰهُ بِمَا آتَاهُ. (رواه مسلم ١٠٥٤)

سیّدنا ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ”وہ کامیاب ہوا جو اسلام لایا اور اس کو بقدر ضرورت رزق دیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو قناعت دی اس چیز پر جو اللہ نے اس کو دی ہے۔“ (مسلم اور ترمذی)

شـــرح: ...... کفاف۔ اتنی روزی کہ نہ زیادہ ہو نہ کم، روزی کی اتنی مقدار کو کفاف اس لیے کہتے ہیں کہ یہ لوگوں سے سوال کرنے سے روک دیتی ہے اس میں ایسے لوگوں کی فضیلت کا بیان ہے جو تھوڑے سے مال پر راضی رہتے ہیں اور لوگوں سے سوال نہیں کرتے۔

اسی طرح اس میں کفاف کی فضیلت ہے، اس لیے کہ مال داری اکثر انسان کو متکبر بنا دیتی ہے، اور فقیری و غربت انسان کو ذلیل کر دیتی ہے۔ بقدر کفاف روزی میں یہ دونوں خطرے نہیں ہیں۔ (دلیل الطالبین: ۱/ ۴۶۶)

۲۸۵۰ــ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ عُبَيْدَاللّٰهِ بْنِ مُحْصِنِ الْخَطْمِيِّ عَنْ أَبِيْهِ وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ أَصْبَحَ مِنْكُمْ آمِناً فِي سِرْبِهِ مُعَافًى فِي جَسَدِهِ عِنْدَهُ قُوْتُ يَوْمِهِ فَكَأَنَّمَا حِيْزَتْ لَهُ الدُّنْيَا. (رواه الترمذى ٢٣٤٦)

سیّدنا عبیداللہ بن محصن الخطمی مرفوع بیان کرتے ہیں: ”جو شخص اپنے خاندان میں صبح کے وقت اس حالت میں بیدار ہو اس کے بدن میں بھی عافیت ہو اور دن کا کھانا بھی میسر ہو تو گویا اس کو ساری دنیا پورے سامان کے ساتھ دے دی گئی۔“ (ترمذی)

شـــرح: ...... دشمن سے خوف نہ ہو، اہل و عیال میں امن و امان ہو، جسم بیماریوں سے پاک ہو اور حلال خوراک موجود ہو تو ایسے شخص کو ساری دنیا کی نعمتیں حاصل ہو جاتی ہیں۔ یعنی دنیا سے بے رغبتی ہو اور زیادہ لالچ نہ رکھتا ہو، لالچ خود سب سے بڑی بیماری ہے۔ (تحفة الاحوذى: ٣/ ٢٦٩)

۲۸۵۱ــ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَيْسَ لِابْنِ آدَمَ حَقٌّ فِي سِوَى هَذِهِ الْخِصَالِ بَيْتٌ يَسْكُنُهُ وَثَوْبٌ يُوَارِيْ عَوْرَتَهُ

سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ”تین اشیاء کے سوا آدمی کے لیے کوئی حق نہیں ہے۔ ایک گھر ہو جس میں وہ سکونت اختیار کرے، لباس ہو جس کے ساتھ وہ اپنے ستر کو

(٢٨٤٩) مسلم: ١٠٥٤۔ ترمذی: ٢٣٤٨۔ ابن ماجه: ٤١٣٨۔ احمد: ٦٥٧٢.

(٢٨٥٠) ترمذی: ٢٣٤٦۔ حسن، البانی: ١٩١٣۔ ابن ماجه: ٤١٤١.

(٢٨٥١) ترمذی: ٢٣٤١۔ ضعیف، البانی: ٤٠٦۔ احمد: ٤٤٢.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

وَجِلْفُ الْخُبْزِ وَالْمَاءِ (للترمذی ٢٣٤١)

ڈھانپنے اور کچھ روٹی اور پانی۔ اور نضر بن شمیل نے کہا جلف الخبز سے مراد روٹی ہے جس کے ساتھ سالن وغیرہ نہ ہو۔'' (الترمذی)

٢٨٥٢ــ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِنَّ أَغْبَطَ أَوْلِيَائِي عِنْدِي لَمُؤْمِنٌ خَفِيفُ الْحَاذِ ذُوحَظٍّ مِنَ الصَّلَاةِ أَحْسَنَ عِبَادَةَ رَبِّهِ وَأَطَاعَهُ فِي السِّرِّ وَكَانَ غَامِضاً فِي النَّاسِ لَا يُشَارُ إِلَيْهِ بِالْأَصَابِعِ وَكَانَ رِزْقُهُ كِفَافاً فَصَبَرَ عَلَى ذٰلِكَ ثُمَّ نَقَرَ بِيَدِهِ فَقَالَ عُجِّلَتْ مَنِيَّتُهُ قَلَّتْ بَوَاكِيهِ قَلَّ تُرَاثُهُ. (رواه الترمذی ٢٣٤٧)

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''میرے نزدیک میرا قابل رشک دوست وہ ہے جو مومن ہو تھوڑے مال والا ہو، نماز پڑھنے سے وافر حصہ دیا گیا ہو، اپنے رب کی اچھی طرح عبادت کرتا ہو اور پوشیدگی میں بھی اپنے رب کی اطاعت کرتا ہو، لوگوں میں گم نام ہو، اس کی طرف انگلیوں سے اشارہ نہ کیا جاتا ہو، اس کا رزق بقدر ضرورت ہو اور وہ اس پر صبر کرتا ہو پھر آپ نے اپنے ہاتھ پر ٹھوکر لگائی اور فرمایا اس کی صحت جلدی آجائے۔ اس کی میراث بہت کم ہو اور اس پر رونے والیاں بہت تھوڑی ہوں۔''

٢٨٥٣ــ وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ عُرِضَ عَلَيَّ رَبِّي لِيَجْعَلَ لِي بَطْحَاءَ مَكَّةَ ذَهَباً قُلْتُ لَا يَارَبِّ وَلٰكِنْ أَشْبَعُ يَوْماً وَأَجُوعُ يَوْماً وَقَالَ ثَلَاثاً أَوْ نَحْوَهٰذَا فَإِذَا جُعْتُ تَضَرَّعْتُ إِلَيْكَ وَذَكَرْتُكَ وَإِذَا شَبِعْتُ شَكَرْتُكَ وَحَمِدْتُكَ. (رواه الترمذی ٣٩٨٠)

اور اسی اسناد کے ساتھ مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میرے رب نے میرے اوپر پیش فرمایا کہ وہ میرے لیے مکہ کے پتھر سونا بنا دے تو میں نے کہا: نہیں اے میرے رب! لیکن ایک دن میں سیر ہو کر کھاؤں اور ایک دن بھوکا رہوں جب میں بھوکا رہوں تو تیرے سامنے عاجزی کروں اور تیری یاد میں لگ جاؤں اور جب میں سیر ہو کر کھاؤں تو تیری حمد وثنا بیان کروں اور تیرا شکر بجالاؤں۔'' (ترمذی)

٢٨٥٤ــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَيْسَ الْغِنَى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ وَلٰكِنَّ الْغِنَى غِنَى النَّفْسِ. (رواه البخاری ٦٤٤٦)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''امیری سامان کی کثرت سے نہیں بلکہ امیری دل کی مالداری ہے۔''

شرح: ......١۔ دنیا کے سامان میں ہر چیز شامل ہے، مال، حیوان، جاگیر، اناج، سونا، چاندی وغیرہ اس کی کثرت

(٢٨٥٢) ترمذی: ٢٣٤٧۔ ضعیف، البانی: ٤٠٧۔ احمد: ٢١٦٩٣.

(٢٨٥٣) ترمذی: ٣٩٨٠۔ ضعیف، البانی: ٤٠٨.

(٢٨٥٤) بخاری: ٦٤٤٦۔ مسلم: ١٠٥١۔ ترمذی: ٢٣٧٣۔ ابن ماجہ: ٤١٣٧۔ احمد: ١٠٥٨٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سے مالداری نہیں ہوتی، بلکہ تونگری اور مالداری دلی ہوتی ہے۔

۲۔ حدیث کا مطلب ہے کہ مال زیادہ ہونے سے غنا حاصل نہیں ہوتا کیونکہ دیکھنے میں آیا ہے کہ بعض لوگوں پر اللہ تعالیٰ نے مالی وسعت کر رکھی ہوتی ہے لیکن وہ اللہ کے اس دیے پر قناعت نہیں کرتے اور اضافہ کی کوشش کرتے ہیں اور یہ پروا نہیں کرتے کہ وہ مال حلال ہے یا حرام ہے۔ گویا وہ مالدار ہونے کے باوصف شدت حرص کی وجہ سے فقیر ہی رہتے ہیں۔ اور جو اللہ کے دیئے پر قناعت اختیار کرتے ہیں، اسی پر راضی ہیں اور اپنے مقدر پر شاکر ہیں یہ خود کو مالدار کر لیتے ہیں جو کہ حقیقی غنا ہے۔ ایک اور انداز پر تشریح کر سکتے ہیں کہ نفع بخش غنا، یا قابل تعریف غنا وہ ہے جو دل میں ہو، یعنی جب دل غنی ہو جائے تو طمع والی باتوں سے یہ رک جاتا ہے، جس کی وجہ سے انسان کی عظمت و شرافت میں گراں قدر اضافہ ہوتا ہے۔ اس کے برعکس جب دلی فقر ہو تو مال کا لالچ انسان کو ذلیل کاموں میں لگا دیتا ہے، یہ پستوں اور ذلتوں کی اتھا گہرائیوں میں گر جاتا ہے، بہرصورت قناعت سے دلی غنا ملتا ہے اور بے جا لالچ سے فقر نفسی مسلط رہتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کی تعریف بھی قرآن اسی غنا کی بدولت کرتا ہے۔

﴿وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَىٰ﴾ (والضحیٰ: ۸)

''اور آپ کو محتاج پایا پس غنی کر دیا۔''

یہ آیۂ مبارکہ مکی ہے، مکہ میں نبی اکرم ﷺ کی مالی حالت بہتر نہ تھی۔ خیبر کی فتح کے بعد حالت اچھی ہوئی تھی، یہاں وہی قلبی غنا مراد ہے۔ (فتح الباری: ۱۱/۲۷۲)

۲۸۵۵۔ عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَيْسَ الْمِسْكِيْنُ الَّذِيْ يَطُوْفُ عَلَى النَّاسِ تَرُدُّهُ اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ وَالتَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ وَلٰكِنَّ الْمِسْكِيْنُ الَّذِيْ لَا يَجِدُ غِنًى يُغْنِيْهِ وَلَا يُفْطَنُ بِهِ فَيُتَصَدَّقُ عَلَيْهِ وَلَا يَقُوْمُ فَيَسْأَلُ النَّاسَ (رواه البخاری ۱٤۷۹)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''وہ شخص مسکین نہیں ہے جو ایک لقمہ یا دو لقمے، ایک کھجور اور دو کھجور کے لیے دروازوں پر جاتا ہو بلکہ مسکین وہ ہے جس کے پاس بقدر ضرورت مال نہیں ہے اور اس کا حال کسی کو معلوم نہیں ہے کہ اس کو صدقہ دیا جائے۔ اور وہ کھڑا ہو کر لوگوں سے سوال بھی نہیں کرتا۔''

شرح: ...یعنی مسکین وہ نہیں جو در در سے لقمہ مانگتا ہے، مسکین وہ ہے جس کے پاس گزارہ والی چیز نہیں پھر بھی مانگنے سے حیا کرتا ہے، اور چمٹ کر سوال نہیں کرتا، اپنے دامن کو سوال سے بچاتا ہے۔ فقیر اور مسکین میں یہ فرق ہے۔

(فتح الباری: ۳/ ۳٤۲)

(۲۸۵۵) بخاری: ۱٤۷۹۔ مسلم: ۱۰۳۹۔ نسائی: ۲۵۷۳۔ ابوداؤد: ۱۶۳۱۔ احمد: ۱۰۱۹۱۔ موطا: ۱٤۳۷۔ دارمی: ۱۶۱۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

٢٨٥٦ــ وفی روایة: إِنَّمَا الْمِسْكِيْنُ الَّذِيْ يَتَعَفَّفُ وَاقْرَؤُا إِنْ شِئْتُمْ يَعْنِي قَوْلَهُ ﴿لَا يَسْأَلُوْنَ النَّاسَ إِلْحَافًا﴾ (رواه البخاری ٤٥٣٩)

اور ایک روایت میں ہے فرمایا: مسکین وہ ہے جو سوال سے بچتا ہے اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھو: ''وہ لوگوں سے چمٹ کر سوال نہیں کرتے۔''

شرح: ......١۔ ثابت ہوا کہ وہ مسکینی کی حالت بہت زیادہ قابل تعریف ہے جس میں سوال سے احتراز کیا جائے، اور حاجتمندی پر صبر کیا جائے۔

٢۔ یہ ثابت ہوا کہ ہر حال میں حیا مستحب ہے۔

٣۔ اس میں صدقہ کی رہنمائی کی گئی ہے کہ اسے دیا جائے جو سوال سے بچتا ہے، اصرار نہیں کرتا۔ (فتح الباری: ٣/٣٤٣)

٢٨٥٧ــ عَنْ أَنَسٍ قَالَ أَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سَائِلٌ فَأَمَرَلَهُ بِتَمْرَةٍ ﴿فَوَحَشَ﴾ بِهَا ثُمَّ جَاءَ سَائِلٌ آخَرُ فَأَمَرَلَهُ بِتَمْرَةٍ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ تَمْرَةٌ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِلْجَارِيَةِ إِذْهَبِيْ إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ فَأَعْطِيْهِ الْأَرْبَعِيْنَ دِرْهَمًا الَّتِيْ عِنْدَهَا (رواه أحمد ١٣٣٢٠ والبزار)

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک سائل آیا۔ آپ نے اسے ایک کھجور دینے کا حکم دیا اور اس نے وہ نہیں لی اور دوسرا سائل آیا تو آپ نے اس کے لیے ایک کھجور کا حکم دیا تو اس نے کہا: سبحان اللہ! مجھے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے کھجور حاصل ہوتی ہے پس آپ ﷺ نے ایک لڑکی کو کہا: ''درہم میں وہ اس کو دے دو۔'' (احمد اور بزار)

شرح: ......اس سے ثابت ہوا کہ اللہ کے دیئے پر شکر ادا کرنے سے بہت زیادہ برکت ہو جاتی ہے۔

٢۔ حسن ادب سے بعض اوقات بہت زیادہ نفع ہوتا ہے۔

٢٨٥٨ــ عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ، وَرَفَعَهُ: لَوْلَا أَنَّ الْمَسَاكِيْنَ يَكْذِبُوْنَ مَا أَفْلَحَ مَنْ رَدَّهُمْ. (رواه الطبرانی فی الکبیر بضعف ٧٩٦٧)

سیّدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ''اگر مسکین جھوٹ نہ کہتے ہوں تو جو ان کو خالی لوٹا دے وہ کبھی فلاح نہیں پائے گا۔'' (الکبیر سند ضعیف)

٢٨٥٩۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِذَا نَظَرَ أَحَدُكُمْ إِلَى مَنْ فُضِّلَ عَلَيْهِ فِي الْمَالِ وَالْخَلْقِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى مَنْ هُوَ أَسْفَلَ مِنْهُ. (رواه البخاری ٦٤٩٠)

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''جب تم میں سے کوئی شخص ایسے انسان کو دیکھے جس کو اس پر مال اور جان میں فضیلت دی گئی ہے تو وہ ایسے انسان کو دیکھے جو اس سے پست تر ہے۔'' (الشیخان)

(٢٨٥٦) بخاری: ٤٥٣٩۔ مسلم: ١٠٣٩۔ نسائی: ٢٥٧٣۔ ابوداؤد: ١٦٣١۔ احمد: ١٠١٩١۔ موطا: ١٤٣٧۔ دارمی: ١٦١٥۔

(٢٨٥٧) احمد: ١٣٣٢٠۔ بزار، وفیه، عمارة بن ذاذان، وهو ثقة وفیه، کلام لا یضر و بقیة رجاله رجال الصحیح، هیثمی: ٤٥٦٥۔

(٢٨٥٨) طبرانی کبیر: ٧٩٦٧۔ وفیه جعفر بن الزبیر وهو ضعیف، هیثمی: ٤٥٦٦۔

(٢٨٥٩) بخاری: ٦٤٩٠۔ مسلم: ٢٩٦٣۔ احمد: ٩٨٨٦۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شرح: ۔۔ یہ حدیث خیر کے تمام مقاصد کو سمیٹے ہوئے ہے، آدمی خواہ کتنی بھی زیادہ عبادت کرتا ہو اور دین پر عمل کرتا ہو پھر بھی کوئی نہ کوئی اس سے بڑھ کر ہوگا۔

جب آدمی خود کو اس سے کم تر تصور کرتے ہوئے محنت کرے گا، تو رب تعالیٰ کا اور تقرب اسے حاصل ہوگا۔ اور اگر کسی دنیاوی خست میں انسان ہوگا تو دوسرا کسی نہ کسی اس سے زیادہ خست میں مبتلا ہوگا۔

اس پر جب انسان غور وفکر کرے گا تو اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر کرے گا کہ میں اس سے کم تر کمینگی سے محفوظ ہوں۔

ایک اور طریقے سے بھی وضاحت ہوسکتی ہے کہ اس میں معاشرے کی ایک اہم بیماری کی نشاندہی کی گئی ہے۔

آدمی جب اپنے سے اوپر والے کو دیکھے گا تو حسد میں مبتلا ہوسکتا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ اپنے سے نچلے کی طرف دیکھے اور شکر ادا کرے۔

اور دین میں اپنے سے اوپر کی طرف دیکھے گا تو اسے نیکی کا رشک پیدا ہوگا۔ (فتح الباری: ۱۱/۳۲۳)

۲۸۶۰۔ لرزین: أُنْظُرُوْا إِلَى مَنْ هُوَ أَسْفَلَ مِنْكُمْ فِي الدُّنْيَا وَفَوْقَكُمْ فِي الدِّيْنِ فَذٰلِكُمْ أَجْدَرُ أَنْ لَا تَزْدَرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ. قَالَ عَوْفُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ: كُنْتُ أَصْحَبُ الْأَغْنِيَاءَ فَمَا كَانَ أَحَدُهُمَا مِنِّي كُنْتُ أَرَى دَابَّةً خَيْرًا مِنْ دَابَّتِيْ وَثَوْبًا خَيْرًا مِنْ ثَوْبِي فَلَمَّا سَمِعْتُ هٰذَا الْحَدِيْثَ صَحِبْتُ الْفُقَرَاءَ فَاسْتَرَحْتُ.

رزین کی روایت ہے: ''اس کو دیکھ جو تم سے کم تر ہو دنیا میں اور تم سے کو فوقیت رکھتا ہو دین میں تو یہ تمہارے لیے زیادہ مناسب ہوگا۔ ابن مالک بن عتبہ کہتے ہیں: میں غنی لوگوں کے ساتھ جارہا تھا تو ان میں سے کوئی بھی مجھ سے زیادہ مال والا نہیں تھا۔ میں نے دیکھا کہ اس کا چوپایا میرے چوپائے سے بہتر ہے اور اس کا لباس میرے لباس سے بہتر ہے پس جب میں نے یہ حدیث سنی تو میں نے مفلس لوگوں کی صحبت اختیار کی تو مجھے اطمینان ہوگیا۔

۲۸۶۱۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَرْسَلَ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِعَطَاءٍ فَرَدَّهُ عُمَرُ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِمَ رَدَدْتَهُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَيْسَ أَخْبَرْتَنَا أَنَّ خَيْرًا لِأَحَدِنَا أَنْ لَا يَأْخُذَ مِنْ أَحَدٍ شَيْئًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّمَا ذٰلِكَ عَنِ الْمَسْأَلَةِ فَأَمَّا مَا كَانَ مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ فَإِنَّمَا هُوَ رِزْقٌ يَرْزُقُهُ

عطا بن یسار کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ کی طرف عطیات ارسال کیے تو عمر رضی اللہ عنہ نے وہ واپس کر دیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو نے وہ مال کیوں واپس کیا؟ انہوں نے کہا: یارسول اللہ! کیا آپ ﷺ نے ہمیں یہ خبر نہیں دی کہ ہمارے لیے بہتر ہے کہ ہم کسی سے کوئی چیز نہ لیا کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ تو سوال کرنے کی بات ہے اور جو چیز مانگے بغیر آئے تو وہ رزق ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس کو دیا

(۲۸۶۰) رزین۔ (۲۸۶۱) موطا: ۱۸۸۲۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهُ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَمَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا أَسْأَلُ أَحَداً شَيْئاً وَلَا يَأْتِيْنِيْ شَيْءٌ مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ إِلَّا أَخَذْتُهُ. (رواه مالك ١٨٨٢)

ہے۔ پس عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں کسی سے کسی چیز کا سوال نہیں کروں گا۔ اور میرے پاس جو چیز مانگے بغیر آئے گی میں اس کو واپس نہیں کروں گا۔ (مالک)

شرح: ......اس مسئلہ میں تحقیق یہ ہے کہ جس کے مال کے حلال ہونے کا علم ہو اس کا عطیہ قبول کیا جائے۔ اور جس کے مال کے حرام ہونے کا علم ہو وہ نہ لیا جائے۔ جس کے مال میں شک ہو احتیاط لوٹانے میں ہے نہ بھی لوٹایا جائے تو جائز ہے۔ (شرح زرقانی: ۳/ ۴۲۵)

اور خود سوال نہ کیا جائے، اگر بغیر لالچ اور سوال عطیہ ملے تو اسے لوٹایا نہ جائے، بلکہ قبول کیا جائے۔

٢٨٦٢۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعْطِيْنِي الْعَطَاءَ فَأَقُوْلُ أَعْطِهِ أَفْقَرَ إِلَيْهِ مِنِّي فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ خُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ وَتَصَدَّقْ بِهِ فَمَا جَاءَكَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ وَأَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَلَا سَائِلٍ فَخُذْهُ وَمَا لَا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ. (للبخاري ٧١٦٤)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ اپنے والد عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مجھے عطیات دیتے تھے اور میں کہہ دیتا تھا۔ آپ ﷺ اس کو دے دیں جو شخص اس مال کا مجھ سے زیادہ محتاج ہو تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ لے لو۔ جب تیرے پاس اس مال میں سے کوئی چیز آئے اور تو اس کی طرف امید لگا کر نہ دیکھتا ہوا۔ نہ مانگتا ہو تو اس کو لے کر اپنے مال میں شامل کر پھر تو چاہے تو اسے کھا اور اگر تو چاہے تو اس کو صدقہ کر دے اور جو تجھے خود نہ ملے تو اس کے پیچھے اپنا دل نہ لگا۔"

٢٨٦٣۔ عَنْ سُلَيْمِ بْنِ مُطَيْرٍ شَيْخٌ مِنْ أَهْلِ وَادِي الْقُرٰى قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ مُطَيْرٌ أَنَّهُ خَرَجَ حَاجاً حَتّٰى إِذَا كَانَ بِالسُّوَيْدَاءِ إِذَا بِرَجُلٍ قَدْ جَاءَ كَأَنَّهُ يَطْلُبُ دَوَاءً وَحُضُضاً فَقَالَ أَخْبَرَنِيْ مَنْ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَهُوَ يَعِظُ النَّاسَ وَيَأْمُرُهُمْ وَيَنْهَاهُمْ فَقَالَ

سلیم بن مطیر اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں اور وہ ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں جس نے حجۃ الوداع کے موقع پر نبی ﷺ سے سنا۔ کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "لوگو! تمہیں جو بھی عطیات ملیں وہ لے لیا کرو اور جب قریش ملک کے لیے لاٹھی اور تلوار سے لڑنے لگیں اور وہ تم میں سے کسی ایک کے دین کے خلاف ہو تو اس کو چھوڑ دو۔" (ابوداؤد)

(٢٨٦٢) بخاری: ٧١٦٤۔ مسلم: ١٠٤٥۔ نسائی: ٢٦٠٨۔ ابوداؤد: ١٦٤٧۔ احمد: ٣٧٣۔ دارمی: ١٦٤٧۔
(٢٨٦٣) ابوداؤد: ٢٩٥٨۔ ضعیف، البانی: ٦٣٣۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يَـا أَيُّهَـا النَّاسِ خُذُوْا الْعَطَاءَ مَا كَانَ عَطَاءً فَإِذَا تَجَاجَفَتْ قُرَيْشٌ عَلَى الْمُلْكِ وَكَانَ عَنْ دَيْنِ أَحَدِكُمْ فَدَعُوْهُ . (رواه أبوداود، ٢٩٥٨)

٢٨٦٤ـ عَنْ أَبِيْ الدَّرْدَاءِ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ (أَعْطَاءِ) السُّلْطَانِ قَالَ مَاآتَاكَ اللّٰهُ مِنْهُ مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ وَلاَ إِشْرَافٍ فَخُذْهُ وَتَمَوَّلْهُ . (رواه أحمد، ٢١١٩٢، بر جل لم يسم)

سیّدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے بادشاہ کی طرف سے مال حاصل ہونے کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: جو مال سوال کرنے اور امید وابستہ کرنے کے بغیر اللہ تجھے دے دے وہ لے لو اور اپنا مال بنا لو (امام احمد نے ایک مرد کی سند سے روایت کیا۔ اور اس کا نام ذکر نہیں کیا۔)''

٢٨٦٥ـ عَنْ أَنَسٍ ، رَفَعَهُ: مَا الَّذِيْ يُعْطِيْ مِنْ سَعَةٍ بِأَعْظَمِ أَجْراً مِنَ الَّذِيْ يَقْبَلُ إِذَا كَانَ مُحْتَاجاً . (رواه الطبراني في الأوسط بضعف)

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''جو شخص مالی وسعت رکھتے ہوئے دیتا ہے اس کا اجر اور ثواب اس شخص سے بڑا نہیں ہے جو حالت احتیاج میں قبول کرتا ہے۔'' (الاوسط، سند ضعیف ہے)

٢٨٦٦ـ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ الرَّجُلُ يَأْتِيْ النَّبِيَّ ﷺ فَيُسْلِمُ لِشَيْءٍ يُعْطَاهُ مِنَ الدُّنْيَا فَلاَ يُمْسِيْ حَتَّى يَكُوْنَ الإِسْلاَمُ أَحَبَّ إِلَيْهِ وَأَعَزَّ عَلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا . (رواه أبو يعلى، ٣٧٥٠)

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر اسلام قبول کرتا اور اس کا اسلام دنیا کی کسی چیز کے لیے ہوتا تھا۔ پھر اس پر رات کا وقت نہ آتا کہ اس کے نزدیک دین اسلام دنیا و ما فیھا سے زیادہ محبوب ہو جاتا۔''

شرح: ...... اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ امام رعیت میں سے جس کو زیادہ مناسب سمجھے عطیہ دے سکتا ہے اگر چہ دوسرے بھی ضرورت مند ہوں۔ (فتح الباری: ۳/ ۳۳۸)

۲۔ اس میں مؤلفۃ القلوب (جن کے دل جوڑنے ہوں) کی وضاحت ہے کہ کوئی اسلام کی طرف مائل ہو تو اس پر خرچ کیا جائے تا کہ وہ اسلام کی چھاؤں میں راحت طلب ہو۔

(٢٨٦٤) احمد: ٢١١٩٢۔ وفيه رجل لم يسم، هيثمى: ٤٥٥٨.

(٢٨٦٥) طبراني اوسط، وفيه عائذ بن سريج وهو ضعيف، هيثمى: ٤٥٦٢.

(٢٨٦٦) ابو يعلى: ٣٧٥٠۔ رجاله رجال الصحيح: ٤٥٧١۔ هيثمى، مسلم: ٢٣١٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

كِتَابُ الصَّوْمِ

روزے کا بیان

فَضْلُ الصَّوْمِ وَفَضْلُ رَمَضَانَ

روزے کی فضیلت اور رمضان کی فضیلت

٢٨٦٧ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ يُضَاعَفُ الْحَسَنَةُ عَشْرَ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَّا الصَّوْمُ فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ يَدَعُ شَهْوَتَهُ وَطَعَامَهُ مِنْ أَجْلِي لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهِ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهِ وَلَخُلُوْفُ فِيْهِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ. (لمسلم، ١١٥١)

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابن آدم کا ہر نیک عمل دس مثل سے سات سو سے دوگنا تک بڑھ جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مگر روزے کی شان کچھ اور ہی ہے وہ میرے لیے ہے اور اس کا میں ہی بدلہ دوں گا روزے دار اپنی خواہش اور اپنا کھانا میری وجہ سے چھوڑتا ہے، روزے دار کے لئے دو خوشیاں ہیں؛ ایک روزہ افطار کرتے وقت اور ایک خوشی اپنے رب کی ملاقات کے وقت۔ اس کے منہ کی بھاپ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے زیادہ پسندیدہ ہے۔''

شرح: ......اس میں روزے کی شان بیان ہوئی ہے، ہر اطاعت کے کام کے ثواب کی مقدار ہے، مگر روزے کا ثواب اس سے مستثنیٰ ہے۔ اس کا ثواب کتنا ہے۔ یہ صرف باری تعالیٰ ہی جانتا ہے، یہی وجہ ہے کہ وہ خود ہی اس ثواب کا ذمہ دار بنا ہے۔

۲۔ اللہ پاک خود اس کے ثواب کے ذمہ دار بنے ہیں کیونکہ یہ وہ عمل ہے جس میں ریا کاری نہیں۔ سب نیکی کے کام نظر آتے ہیں، لوگ دیکھتے ہیں مگر روزہ وہ عمل ہے جو کسی دوسرے کو نظر نہیں آتا، یہ فقط اللہ ہی جانتا ہے، اس لیے اس کا اجر بھی وہ خود دے گا۔

(٢٨٦٧) مسلم: ١١٥١ـ بخاری: ١٩٠٤ـ ترمذی: ٧٦٦ـ نسائی: ٢٢١٦ـ ابوداؤد: ٢٣٦٣ـ ابن ماجه: ١٦٩١ـ احمد: ١٠٣١٣ـ موطا: ٦٩٠ـ دارمی: ١٧٧٠.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

۳۔ روزے دار پر غروب آفتاب تک کھانے پینے وغیرہ کی پابندی ہے۔ اب افطاری کے وقت ان فطری چیزوں کی اجازت مل رہی ہے، اس وقت خوشی حاصل ہونا ایک طبعی بات ہے۔ روزِ قیامت جو روزے کا صلہ اور اجر وثواب ملے گا اس وقت بھی مسرت ملے گی۔

۴۔ روزے کی وجہ سے معدہ خالی ہونے سے منہ سے بو سی اٹھتی ہے، وہ اللہ کو کستوری سے زیادہ اچھی لگتی ہے، تو ظاہر ہے روزے دار اس سے زیادہ اچھا لگتا ہے۔

۵۔ ایک سوال ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تو اچھی ہوا یا خبیث ہوا سے بے نیاز ہے، اسے تو اشیاء کی حقیقت کا پہلے سے علم ہوتا ہے۔ اس کا حل یہ ہے کہ مراد اللہ تعالیٰ کا قرب ہے۔

۶۔ ایک شبہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر منہ کی بو کستوری سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو پسند ہے تو پھر مسواک نہیں کرنی چاہیے تاکہ اجر میں کمی نہ ہو۔

اس کا حل یہ ہے، یہ بو معدہ سے اٹھتی ہے، مسواک دانتوں میں کی جاتی ہے، دانتوں کی بو وغیرہ مسواک سے صاف ہوتی ہے۔ معدے والی بو مسواک سے نہیں جاتی، کوئی تعارض نہیں، اجر وثواب برقرار رہتا ہے۔

۷۔ صوم کا لغوی معنی رکنا ہے، شرعی معنی ہے کہ مخصوص وقت کے لیے مخصوص اشیاء سے مخصوص شرائط کے ذریعہ رک جانا صوم (روزہ) ہے۔

رمضان المبارک کے روزے کی فرضیت ہجرت سے اٹھارہ ماہ بعد ہوئی تھی۔ یہ ماہِ مبارک خاص و عام کے لیے ملکوتی برکات کے نزول کا باعث ہے، اس لیے اس میں قرآن پاک نازل ہوا اور قدر کی رات میں قرآن کے نزول کا آغاز ہوا، اس لیے روزے کے لیے اس سے موزوں تر اور کوئی مہینہ نہیں ہوسکتا تھا۔ (مرعاۃ: ۳/ ۱۹۲۹۵- حجۃ اللہ: ۲/ ۳۷)

۸۔ روزے کی بے شمار حکمتیں ہیں، چند ایک ملاحظہ فرمائیں۔ (۱) اپنی محبوب اشیاء چھوڑ کر قرب الٰہی تلاش کیا جاتا ہے۔ (۲) یہ تقویٰ کا باعث ہے۔ (۳) روزے سے دل ذکر وفکر کے لیے خالی ہوتا ہے۔ (۴) اصحاب ثروت ونعمت کو اللہ کے انعامات کی قدر ہوتی ہے، بھوک ان انعامات کا احساس دلاتی ہے۔ (۵) ضبطِ نفس پیدا ہوتا ہے۔ (۶) فخر وتکبر ٹوٹتا ہے اور حق کے سامنے جھکاؤ پیدا ہوتا ہے۔ (۷) شیطان کی گردش میں روزہ کمی کرتا ہے۔ (۸) کھانے کی قلت کی وجہ سے بدنی صحت سے روزہ ہمکنار کرتا ہے۔ (مجالس شہر رمضان ص ۴۲)

۲۷۶۸ـ عَنْ عَيَاضِ بْنِ غُطِيفٍ قَالَ أَبُو عُبَيْدَةَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ الصَّوْمُ جُنَّةٌ مَا لَمْ يَخْرِقْهَا. (رواه النسائي، ۲۲۳۳)

سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''روزہ ڈھال ہے جب تک اس کو پھاڑا نہ گیا ہو۔'' (النسائی)

(۲۸۶۸) نسائی: ۲۲۳۳ـ ضعیف، البانی: ۱۳۱.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

۲۷۶۹ــــــ زدافي الأوسط: قِيلَ وَبِمَ يَخْرِقُهَا، قَالَ بِكِذْبٍ أَوْغَيْبَةٍ.

الاوسط نے یہ زیادہ کیا ہے کہ عرض کیا گیا: روزہ کو وہ کس چیز کے ساتھ پھاڑتا ہے؟ فرمایا: ”جھوٹ یا غیبت کے ساتھ۔“

شرح: ...... یہ تو ضعیف ہے مگر صحیح حدیث میں ہے جو کہ بخاری اور مسلم میں ہے کہ روزہ ڈھال ہے، یعنی روزہ دار روزہ کی وجہ سے نافرمانیوں سے بچ جاتا ہے، غیبت نہیں کرتا، گناہوں اور دوزخ سے خود کو بچاتا ہے۔ آدمی جب روزہ رکھتا ہے تو شہوات دنیا سے خود کو روکتا ہے، یہی عمل آخرت میں دوزخ کے لیے پردہ بن جاتا ہے۔

روزہ کی وجہ سے انسان شیطان اور نفس کی شرارتوں سے بچاؤ اختیار کرتا ہے۔ ان دونوں کی مخالفت سے انسان جنت میں اپنے حق کی تکمیل کرتا ہے تو اس پر لازم ہے کہ بیہودہ اقوال سے زبان بچائے اور شہوانی افعال سے گریز کرے، یہ مطلب ہے کہ روزہ ڈھال ہے۔ (حجۃ اللہ، مرعاۃ: ۳/ ۱۹۷)

۲۸۷۰ــ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ مُرْنِي بِأَمْرٍ آخُذُهُ عَنْكَ قَالَ عَلَيْكَ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَا مِثْلَ لَهُ. (رواه النسائي، ۲۲۲)

سیّدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے ایسے عمل کا حکم دیجئے جس سے اللہ تعالیٰ مجھے فائدہ عطا کر دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”روزہ رکھ اسکی مثل کوئی چیز نہیں ہے۔“

۲۸۷۱۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ صَامَ يَوْماً فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ بَاعَدَ اللّٰهُ مِنْهُ جَهَنَّمَ مَسِيْرَةَ مِائَةِ عَامٍ. (رواه النسائي، ، ۲۲۵٤)

سیّدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ”جس نے اللہ کی راہ میں ایک روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اس کو جہنم سے سو سال کی مسافت تک دور کر دیتا ہے۔“

۲۸۷۲۔ عَنْ عُتْبَةَ بْنِ عَبْدٍ رَفَعَهُ: مَنْ صَامَ يَوْمَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ فَرِيْضَةً بَاعَدَ اللّٰهُ مِنْهُ جَهَنَّمَ كَمَا بَيْنَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِيْنَ السَّبْعِ، وَمَنْ صَامَ يَوْماً تَطَوُّعاً بَاعَدَ اللّٰهُ مِنْهُ جَهَنَّمَ مَسِيْرَةَ مَابَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ. (رواه الطبراني في الكبير بلين)

عقبہ بن عبد ربہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ”جس نے اللہ کی راہ میں ایک فرض روزہ رکھا اللہ تعالیٰ جہنم کو اس سے سات آسمانوں اور سات زمینوں کے فاصلے کی مثل دور رکھے گا اور جس نے ایک نفلی روزہ اللہ کے لیے رکھا، اللہ تعالیٰ اس سے جہنم کو آسمانوں کے فاصلے کے برابر دور کر دے گا۔“

(۲۸٦۹) برانی اوسط، وفیہ الربیع بن بدر وھو ضعیف، ہیثمی: ۵۰۱۲.
(۲۸۷۰) نسائی: ۲۲۲۰۔ صحیح، البانی: ۲۰۹۷۔ احمد: ۲۱٦۳٦.
(۲۸۷۱) نسائی: ۲۵٤٤۔ حسن، البانی: ۲۱۲۸.
(۲۸۷۲) طبرانی کبیر، وفیہ الواقدی، وفیہ کلام کثیر، وقد وثق، ہیثمی: ۵۱۷۷.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

شرح: ......۱۔ شرعی روزہ کی مانند کوئی عمل نہیں جو شہوت توڑتا ہو، نفس امارہ کو روکتا ہو، شیطان سے دفاع کرتا ہو اور ثواب کا باعث بنتا ہو۔ (تعليقات سلفيه : ١/ ٢٠٢)

۲۔ روزہ کا ثواب بتایا گیا ہے، مطلب ہے کہ دوزخ سے بہت دوری حاصل ہوتی ہے، ایک میں ستر سال کی دوری اور دوسری میں سو برس کی دوزخ سے دوری بیان ہوئی ہے۔

یعنی ستر برس سے آغاز ہوتا ہے اور سو برس تک مکمل دوری کر دی جاتی ہے، یا کثرتِ تعداد بتانا مقصد ہے، تعین کرنا مقصد نہیں۔ (تعليقات سلفيه : ١/ ٢٠٤)

٢٨٧٣ـ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَاباً يُقَالُ لَهُ الرَّيَّانُ يُدْعَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُقَالُ أَيْنَ الصَّائِمُوْنَ فَمَنْ كَانَ مِنَ الصَّائِمِيْنَ دَخَلَهُ وَمَنْ دَخَلَهُ لَمْ يَظْمَأْأَبَداً. (رواه إبن ماجة ، ١٦٤٠)

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جنت میں ایک دروازے کا نام ریان ہے اس سے روزہ رکھنے والوں کو بلایا جائے گا پس جو شخص روزہ رکھنے والوں سے ہوگا وہ اس سے داخل ہوگا اور جو اس سے داخل ہوگا وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا۔'' (الشیخان)

شرح: ......ریان کا معنی ہوتا ہے سیرابی، اس دروازے کا نام ریان اس لیے ہے کہ اس کی طرف نہریں زیادہ بہتی ہیں، تروتازہ پھل زیادہ ہوتے ہیں، پھول زیادہ کھلے ہوتے ہیں، روزِ قیامت جو یہاں پہنچے گا اسے تراوٹ ملے گی اور پیاس بجھے گی۔

۲۔ یہ روزے داروں کے لیے اس وجہ سے خاص ہوگا کہ روزہ دار ہونے کی وجہ سے انہوں نے پیاس برداشت کی ہوگی اس کے صلہ میں انہیں یہ مقام ملے گا۔

۳۔ ایک اشکال پیدا ہوتا ہے کہ ایک حدیث ہے جس میں آتا ہے کہ روزہ دار باب الریان سے جنت میں داخل ہوگا۔ دوسری حدیث میں آتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو بھی وضو کرتا ہے اور پورا وضو کرتا ہے، پھر پڑھتا ہے۔

اشهد ان لا اله الا الله وان محمدا عبده ورسوله .

تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھل جاتے ہیں، ان میں جس میں سے چاہے داخل ہو جائے۔ وضو والے کو ہر دروازے سے داخل ہونے کا بتایا گیا ہے، جبکہ روزہ دار کے لیے مخصوص دروازہ بتایا گیا ہے، کبھی یہ بھی صورت ہو سکتی ہے یہ وضو والا اہل صیام میں سے نہ ہو اور باب الریان سے داخل ہو جائے۔ اس کا حل یہ ہے کہ یہ اس باب الریان سے داخل ہونے کی آرزو ہی نہیں کرے گا، اس کے علاوہ جس دروازے سے چاہے گا آرزو کرے گا۔ (مرعاۃ: ۳/۱۹۴)

(٢٨٧٣) ابن ماجه: ١٦٤٠ـ صحيح، البانى: ١٣٢٩ـ بخارى: ٣٢٥٧ـ مسلم: ١١٥٢ـ ترمذى: ٧٦٥ـ نسائى: ٢٢٣٧ـ احمد: ٢٢٣٣٥.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

٢٨٧٤ـ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ فَطَّرَ صَائِماً كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ غَيْرَأَنَّهُ لاَ يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِالصَّائِمِ شَيْئاً. (رواه الترمذي، ٨٠٧)

زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو روزے دار کو روزہ افطار کرائے گا اس کو روزہ رکھنے والوں کے برابر اجر دیا جائے گا اور روزے دار کے اجر سے کچھ بھی کم نہیں کیا جائے گا۔" (ترمذی)

شرح: ......اس سے ثابت ہوتا ہے کہ دوسروں کا روزہ افطار کرانے میں اجر ہے، بشرطیکہ کمائی حلال ہو۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ ضروری نہیں کہ روزہ افطار کرانے کے لیے پر تکلف کھانا ہی ہو، حسب طاقت جو بھی میسر ہو، کھجور یا پینے کی کوئی چیز ہو تو اجر ملتا ہے۔ (تحفۃ الاحوذی:۲/۷۶)

٢٨٧٥ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَفَعَهُ: اغْزُوْا تَغْنَمُوْا وَصُوْمُوْا تَصِحُّوْا وَسَافِرُوْا تَسْتَغْنُوْا. (رواه الطبراني في الأوسط)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: جہاد کے لئے جاؤ گے تو غنیمت حاصل کرو گے روزہ رکھو گے تو صحت پاؤ گے اور سفر کرو گے تو غنا حاصل کرو گے۔" (الاوسط)

٢٨٧٦ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيْمَاناً وَاحْتِسَاباً غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ. (رواه البخاي، ٣٨)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے: "جس نے ایمان کے ساتھ کارثواب سمجھ کر رمضان کے روزے رکھے اس کے سابقہ گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔" (البخاری)

٢٨٧٧ـ زاد أحمد: وَمَا تَأَخَّرَ. (رواه أحمد، ٨٧٧٥)

اور امام احمد نے زائد بیان کیا: "اور وہ جو پچھلے گناہ ہیں۔"

شرح: ......جس نے رمضان المبارک کا قیام پہ ایمان اور یقین رکھتے ہوئے کیا اور تصدیق کی کہ اللہ تعالیٰ میرا معبود ہے اور محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے جو اس پر اجر وثواب کا وعدہ کیا ہے، وہ درست ہے۔ اور پھر یہ روزے خالص نیت سے رکھتا ہو، ریا کاری اور شہرت مدنظر نہ ہو اور نہ لوگوں سے شرمندگی کے باعث روزے رکھے، بلکہ فقط رضائے الٰہی مقصود خاطر ہو تو اس شخص کے صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

ایک سوال اٹھتا ہے کہ پچھلے گناہ تو معاف ہوئے، اگلے جو ابھی وجود ہی میں نہیں آئے وہ کیسے معاف ہو گئے؟

(٢٨٧٤) ترمذی: ٨٠٧۔ صحیح، البانی: ٦٤٧۔ ابن ماجه: ١٧٤٦۔ احمد: ٢١١٦٨۔ دارمی: ١٧٠٢۔

(٢٨٧٥) طبرانی اوسط، عن شیخه موسی بن زکریا فان کان الراوی عن شباب فقد تکلم فیه الدار قطنی، وان کان غیره فلم اعرفه و بقیة رجاله ثقات، هیثمی: ٩٦٥٧۔

(٢٨٧٦) بخاری: ٣٨۔ مسلم: ٧٦٠۔ ترمذی: ٦٨٣۔ نسائی: ٥٠٢٧۔ ابوداؤد: ١٣٧٢۔ احمد: ١٠٤٦٢۔ دارمی: ١٧٧٦۔

(٢٨٧٧) احمد: ٨٧٧٥۔ ورجاله موثقون الا ان حماد شك فی وصله وارساله۔ بخاری: ٢٠١٤۔ مسلم: ٧٦٠۔ ترمذی: ٨٠٨۔ نسائی: ٥٠٢٧۔ ابوداؤد: ١٣٧٢۔ ابن ماجه: ١٦٤١۔ موطا: ٢٥١۔ دارمی: ١٧٧٦۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو اس کا حل یہ ہے کہ اگر گناہ ہوں گے تو مغفرت ہو جائے گی، یا یہ ہے کہ ان سے کبیرہ گناہ سرزد نہ ہوگا، اگر ہوگا تو مغفرت کی توفیق ملے گی۔ (مرعاۃ:۳/۱۹۴)

۲۸۷۸۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِيْنُ. (رواه النسائي، ۲۰۹۹)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب رمضان داخل ہوتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کیے جاتے ہیں اور شیاطین کو زنجیروں میں باندھ دیا جاتا ہے۔'' (النسائی)

۲۸۷۹۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا كَانَ أَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ صُفِّدَتِ الشَّيَاطِيْنُ وَمَرَدَةُ الْجِنِّ وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ فَلَمْ يُفْتَحْ مِنْهَا بَابٌ وَفُتِحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ فَلَمْ يُغْلَقْ مِنْهَا بَابٌ وَيُنَادِي مُنَادٍ يَا بَاغِيَ الْخَيْرِ أَقْبِلْ وَيَا بَاغِيَ الشَّرِّ أَقْصِرْ وَلِلّٰهِ عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ وَذٰلِكَ كُلَّ لَيْلَةٍ. (رواه الترمذي، ٦٨٢)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو آگ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور ان میں سے دوبارہ کوئی دروازہ نہیں کھولا جاتا اور جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور ان میں سے کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا اور منادی کرنے والا منادی کرتا ہے: اے نیکی کے متلاشی! آ جا اور متوجہ ہو جا اور اے بدی کے متلاشی! ٹھہر جا اور اللہ تعالیٰ کے لیے آگ سے آزاد کیے ہوئے لوگ آزاد کر دیے جاتے ہیں اور یہ سلسلہ ہر رات جاری رہتا ہے یہاں تک کہ رمضان پورا ہو جائے۔''

شرح: ..... ۱۔ ماہ رمضان کو صرف رمضان کہنا بھی جائز ہے، اس کا معنی شدید حرارت ہے، چونکہ روزہ دار کو روزہ کی صورت میں شدید گرمی برداشت کرنا پڑتی ہے، اور اس سے گناہ بھی جلتے ہیں اس لیے اسے رمضان کہتے ہیں۔

۲۔ رحمت کے دروازے کھولنے سے مراد جنت کے دروازے ہیں، کیونکہ جنت اللہ کی رحمت ہے۔ ثواب، مغفرت اور رحمت کی وجہ سے انسان ایسے عمل کرتا ہے جو اس کے جنت میں جانے کا باعث ہوتے ہیں، یہ جنت اور رحمت کے دروازے کھول دیے جانے کا مطلب ہے۔ اور دوزخ کے دروازے حقیقی طور پر بند ہو جاتے ہیں یا پھر لوگ ایسے عمل کرتے ہیں کہ دوزخ سے دور ہو جاتے ہیں۔ کافر یا عذاب کے مستحق افراد کے رمضان میں مرنے کی صورت میں یہ نہ تصور کر لیا جائے کہ شاید انہیں عذاب قبر نہ ہوگا، ان کے لیے بڑے دروازے کی جگہ چھوٹا دروازہ کھلا رکھا جا سکتا ہے۔

(۲۸۷۸) نسائی: ۲۰۹۹۔ صحیح النسائی: ۱۹۸٤۔ بخاری: ۳۲۷۷۔ مسلم: ۱۰۷۹۔ ترمذی: ٦٨٢۔ ابن ماجہ: ۱٦٤۲۔ احمد: ۹۲۱۳۔ موطا: ٦٩١۔ دارمی: ۱۷۷۵

(۲۸۷۹) ترمذی: ٦٨٢۔ صحیح الباني: ٥٤٩۔ بخاری: ۱۸۹۸۔ مسلم: ۱۰۷۹۔ نسائی: ۲۱۰٦۔ ابن ماجہ: ۱٦٤۲۔ احمد: ۹۲۱۳۔ موطا: ٦٩١۔ دارمی: ۱۷۷۵۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۳۔ ایک اعتراض ہوسکتا ہے کہ یہ جو آتا ہے کہ شیطانوں کو جکڑ دیا جاتا ہے، اگر یہ درست ہے تو پھر گناہ اور شر انگیزیاں رمضان میں جاری کیوں رہتے ہیں؟

اس کا حل یہ ہے کہ ایک بات تو یہ ہے کہ شیطان کے جکڑے جانے کے اثرات اگر دیکھنے ہوں تو ان روزہ داروں کو دیکھیں جو روزہ کی شرائط پوری کرتے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ عام شیطان نہیں جکڑے جاتے، صرف سرکش جکڑے جاتے ہیں، یا پھر شیطان جکڑے جانے سے مراد برائی میں کمی آنا ہے، وہ آپ دیکھتے ہیں کہ اس ماہِ مبارک میں گناہوں میں بہت کمی آتی ہے، نیکی کا جذبہ ہر دل کی آواز بن کر اٹھتا ہے۔ (مرعاۃ: ۳/۱۹۲)

۴۔ بھلائی کے طالب کو مخاطب کیا گیا ہے کہ اللہ کی طرف لوٹ آئے، ثواب واطاعت کے کام کرے اور اس کی عبادت میں مصروف ہو جائے۔ کیونکہ یہ وہ ماہِ مبارک ہے جس میں کم عمل پر زیادہ اجر کی نوید سنائی گئی ہے اور شر انگیزی کو نافرمانیوں سے رکنے کی تلقین ہے کیونکہ یہ توبہ کی قبولیت اور مغفرت گناہ کا ماہِ مبارک ہے اور اس کی ہر شب دوزخ سے آزادی کی خوشخبری دیتی ہے۔ (مرعاۃ: ۳/۱۹۹)

۲۸۸۰۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الصَّوْمِ أَفْضَلُ بَعْدَ رَمَضَانَ فَقَالَ شَعْبَانُ لِتَعْظِيمِ رَمَضَانَ قِيلَ فَأَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ قَالَ صَدَقَةٌ فِي رَمَضَانَ. (رواه الترمذي، ٦٦٣)

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا ہے کہ رمضان کے بعد افضل ترین روزہ کون سا ہے؟ فرمایا: رمضان کی تعظیم میں شعبان کا روزہ“ عرض کیا گیا: کونسا صدقہ افضل ہے؟ فرمایا”رمضان میں صدقہ دینا۔“ (ترمذی)

۲۸۸۱۔ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدرِيِّ، رَفَعَهُ: سَيِّدُ الشُّهُورِ شَهْرُ رَمَضَانَ، وَأَعْظَمُهَا حُرْمَةً ذُوالْحُجَّةِ. (للبزار بلين)

سیّدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں: ”مہینوں کا سردار رمضان ہے اور ان میں سے احترام میں سب سے بڑا ذوالحجہ ہے۔“ (البزار سند کمزور)

۲۸۸۲۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِنَّ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ عِنْدَكُلِّ فِطْرٍ عُتَقَاءَ. (رواه أحمد، ٢١٦٩٨. والكبير)

سیّدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”ہر افطار کے وقت اللہ کے آزاد کردہ ہوتے ہیں۔“ (احمد، الکبیر)

(۲۸۸۰) ترمذی: ٦٦٣۔ ضعیف، البانی: ١٠٤.

(۲۸۸۱) بزار: ٩٦٠۔ وفیه، یزید بن عبدالملك النوفلی، هیثمی: ٤٧٧٥.

(۲۸۸۲) احمد: ٢١٦٩٨۔ طبرانی کبیر ورجاله موثقون، هیثمی: ٤٧٩٤.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

٢٨٨٣ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَفَعَهُ: أَنَّ الْجَنَّةَ لَتُزَيَّنُ مِنَ السَّنَةِ إِلَى السَّنَةِ لِشَهْرِ رَمَضَانَ فَإِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ قَالَتِ الْجَنَّةُ: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لَنَا فِي هٰذَا الشَّهْرِ مِنْ عِبَادِكَ سُكَّاناً وَيَقُلْنَ الْحُورُ الْعِينُ: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لَنَا مِنْ عِبَادِكَ فِي هٰذَا الشَّهْرِ أَزْوَاجًا، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ فَمَنْ صَانَ نَفْسَهُ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ فَلَمْ يَشْرَبْ فِيهِ مُسْكِرًا وَلَمْ يَرْمِ فِيهِ مُؤْمِنًا بِالْبُهْتَانِ وَلَمْ يَعْمَلْ فِيهِ خَطِيئَةً زَوَّجَهُ اللّٰهُ كُلَّ لَيْلَةٍ مِئَةَ حَوْرَاءَ وَبَنٰى لَهُ قَصْرًا فِي الْجَنَّةِ مِنْ ذَهَبٍ وَفِضَّةٍ وَيَاقُوتٍ وَزَبَرْجَدٍ لَوْ أَنَّ الدُّنْيَا جُمِعَتْ فَجُعِلَتْ فِي ذٰلِكَ الْقَصْرِ لَمْ تَكُنْ فِيهِ إِلَّا كَمَرْبَطِ عَنْزٍ فِي الدُّنْيَا وَمَنْ شَرِبَ فِيهِ مُسْكِرًا أَوْ رَمٰى فِيهِ مُؤْمِنًا بِبُهْتَانٍ أَوْ عَمِلَ فِيهِ خَطِيئَةً أَحْبَطَ اللّٰهُ عَمَلَهُ سَنَةً فَاتَّقُوا شَهْرَ رَمَضَانَ فَإِنَّهُ شَهْرُ اللّٰهِ أَنْ تُفَرِّطُوا فِيهِ فَقَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ أَحَدَ عَشَرَ شَهْرًا تَتَنَعَّمُونَ فِيهَا وَتَلَذُّونَ وَجَعَلَ لِنَفْسِهِ شَهْرَ رَمَضَانَ فَاحْذَرُوا شَهْرَ رَمَضَانَ.

(للأوسط وفيه أحمد بن أبيض)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں: ''رمضان کے مہینے کے لئے پچھلے سال سے اس سال تک جنت کی زینت کی جاتی ہے۔ جب مہینہ رمضان داخل ہوتا ہے تو جنت کہتی ہے: اے اللہ! اس مہینے میں اپنے بندوں میں سے ہمارے اندر سکونت کرنے والے تیار کردے۔ موٹی آنکھوں والی حوریں کہتی ہیں: یا اللہ! اس مہینے میں اپنے بندوں میں سے ہمیں خاوند دے دے جو شخص ماہ رمضان میں اپنی جان کو نشہ پینے سے بچائے اور کسی مومن پر بہتان نہ تراشے اور کوئی گناہ نہ کرے تو اللہ تعالیٰ ہر رات ایک سو حوروں سے اس کا عقد کرا دیتے ہیں اور جنت میں اس کے لئے سونے چاندی، یاقوت اور زبرجد کا محل تیار کرتا ہے۔ اگر ساری دنیا کے لوگ جمع ہو جائیں اور ان کو اس محل میں یکجا کیا جائے تو وہ اس محل کی نسبت سے ایسے ہوں گے جیسے دنیا میں ایک بکری باندھنے کی جگہ ہو۔ اور جس نے اس مہینے میں نشہ آور چیز استعمال کی اور کسی مسلمان پر الزام تراشی کی اور اس نے گناہ کیا تو اللہ اس کے سال کے اعمال برباد کر دیتا ہے پس رمضان کے مہینے سے بچتے رہو، یہ اللہ کا مہینہ ہے۔ اس میں کوئی زیادتی نہ کرو۔ اللہ نے تمھارے لیے گیارہ مہینے بنائے ہیں جن میں تم نفع کماؤ اور لذت حاصل کرو اور ایک ماہ رمضان اپنے لئے مخصوص کرلیا ہے پس رمضان کے مہینے سے بچتے رہو۔

(الاوسط اور اس سند میں احمد بن ابیض ہے)۔''

٢٨٨٤ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، رَفَعَهُ: صَوْمُ رَمَضَانَ بِمَكَّةَ أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ رَمَضَانَ بِغَيْرِ مَكَّةَ (للبزار بضعف، ٩٦٦)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں: ''مکہ میں ایک رمضان گزارنا دوسرے مقامات سے ہزار درجہ افضل ہے۔''

(البزار سند ضعیف)

(٢٨٨٣) طبراني اوسط، لم يروه عن الاوزاعي الا احمد بن ابيض، قلت: ولم اجد من ترجمه وبقية رجاله موثقون، هيثمي: ٤٨٠٠

(٢٨٨٤) بزار: ٩٦٦ـ وفيه، عاصم بن عمر ضعفه الائمة احمد وغيره، ووثقه ابن حبان وقال: يخطئ ويخالف، هيثمي: ٤٧٩٩.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

٢٨٨٥ـــ عَنْ بِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ، رَفَعَهُ: رَمَضَانُ بِالْمَدِيْنَةِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ رَمَضَانَ فِيْمَا سِوَاهَا، وَجُمُعَةٌ بِالْمَدِيْنَةِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ جُمُعَةٍ فِيْمَا سِوَاهَا مِنَ الْبُلْدَانِ. (للكبير بضعف)

سیّدنا بلال بن حارث رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں: ''مدینہ میں ایک رمضان دوسرے مقامات میں رمضان بسر کرنے سے ہزار درجہ افضل ہے اور ایک جمعہ مدینے میں ٹھہرنا اس کے سوا دوسرے شہروں میں ہزار جمعہ ٹھہرنے سے افضل ہے۔'' (الکبیر سند ضعیف ہے)

٢٨٨٦ـــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِكُلِّ شَيْءٍ زَكَاةٌ وَزَكَاةُ الْجَسَدِ الصَّوْمُ زَادَ مُحْرِزٌ فِي حَدِيْثِهِ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الصِّيَامُ نِصْفُ الصَّبْرِ. (رواه إبن ماجة، ١٧٤٥. بضعف)

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر چیز کی زکوۃ ہوتی ہے اور جسم کی زکوۃ روزہ ہے اور روزہ نصف صبر ہے۔'' (ابن ماجہ، سند ضعیف ہے)

٢٨٨٧ـــ عَنْ لَيْلَى عَنْ مَوْلَاتِهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ الصَّائِمُ إِذَا أَكَلَ عِنْدَهُ الْمَفَاطِيْرُ صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ. (رواه الترمذي، ٧٨٤)

سیّدہ ام عمارہ بنت کعب انصاریہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب روزہ دار کے قریب غیر روزہ دار کھانا کھاتے ہیں تو اس پر فرشتے درود وسلام بھیجتے ہیں۔'' (ترمذی)

شرح: ......اس حدیث کو اگرچہ ضعیف کہا گیا ہے، مگر ایک دوسری حدیث میں آتا ہے، ام عمارہ بنت کعب کے پاس نبی اکرم ﷺ تشریف لائے تو انہوں نے آپ کو کھانے کی دعوت دی تو آپ نے ام عمارہ سے کہا، تم بھی کھاؤ، انہوں نے کہا، میں نے تو روزہ رکھا ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، روزہ دار کے پاس جب کھایا جائے تو فرشتے اس کے لیے دعا کرتے رہتے ہیں، حتیٰ کہ کھانے والے فارغ ہو جائیں۔ (احمد، ترمذی، ابن ماجہ، دارمی وصحہ)

وجہ یہ ہے کہ دوسرے کو کھاتے ہوئے دیکھ کر انسان میں کھانے کی اشتہاء پیدا ہوتی ہے، اس وقت ضبط رکھنا بہت بڑا صبر آزما مرحلہ ہے، اس بنا پر فرشتے دعائے رحمت کرتے ہیں۔ (مرعاۃ: ٣/ ٢٩٨)

٢٨٨٨ـــ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِبِلَالٍ الْغَدَاءُ

سیّدنا بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اے بلال! صبح کا کھانا کھایئے۔ اس نے کہا: میں روزے سے ہوں تو

(٢٨٨٥) طبرانی کبیر: ١١٤٤ـ وفيه كثير بن عبدالله وهو ضعيف، هيثمي: ٤٨٠٠.
(٢٨٨٦) ابن ماجه: ١٧٤٥ـ ضعيف، الباني: ٣٨٢.
(٢٨٨٧) ترمذی: ٧٨٤ـ ضعيف، الباني: ١٢٧ـ ابن ماجه: ١٧٤٨ـ احمد: ٢٦٩٢٦ـ دارمی: ١٧٣٨.
(٢٨٨٨) ابن ماجه: ١٧٤٩ـ موضوع، الباني: ٣٨٥.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

يَا بِلَالُ فَقَالَ إِنِّي صَائِمٌ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَأْكُلُ أَرْزَاقَنَا وَفَضْلُ رِزْقِ بِلَالٍ فِي الْجَنَّةِ أَشَعَرْتَ يَا بِلَالُ أَنَّ الصَّائِمَ تُسَبِّحُ عِظَامُهُ وَتَسْتَغْفِرُ لَهُ الْمَلَائِكَةُ مَا أُكِلَ عِنْدَهُ. (رواه إبن ماجة، ١٧٤٩)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہم اپنا رزق کھا رہے ہیں اور بلال کا رزق جنت میں بچا کر رکھ دیا گیا ہے۔ اے بلال! کیا تو سمجھا؟ روزہ دار کی ہڈیاں تسبیح کہتی ہیں اور فرشتے اس کے لیے بخشش مانگتے ہیں جب تک اس کے پاس کھانے والے کھاتے رہتے ہیں۔''

٢٨٨٩ــ عَنْ سِنَانِ بْنِ سَنَّةَ الأَسْلَمِيِّ صَاحِبِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الطَّاعِمُ الشَّاكِرُ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ الصَّائِمِ الصَّابِرِ. (رواه إبن ماجة، ١٧٦٥)

سیدنا سنان بن سنہ الاسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کھانے والا جو شکر کرتا ہے وہ صبر کرنے والے روزے دار کی مانند ہے۔''

شرح: روزہ نعمت کی قدر شناسی پیدا کرتا ہے، روزی ایک بہت بڑی نعمت ہے اور نعمت کا شکر ادا کرنا نہایت ثواب کا کام ہے۔ روزہ صبر سکھاتا ہے۔ صبر کا اجر بے حساب ہے، اس لیے ان دونوں کو برابر قرار دیا گیا ہے۔

ثُبُوْتُ الشَّهْرِ وَمَا بِهِ الصَّوْمُ مِنْ نِيَّةٍ وَإِمْسَاكٍ

چاند کا ثبوت، روزے کی نیت و امساک وغیرہ کا بیان

٢٨٩٠ــ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذَكَرَ رَمَضَانَ فَقَالَ لَا تَصُوْمُوْا حَتَّى تَرَوُا الْهِلَالَ وَلَا تُفْطِرُوْا حَتَّى تَرَوْهُ فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوْا لَهُ. (رواه البخاري ١٩٠٦)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم روزہ نہ رکھو یہاں تک کہ چاند دیکھو اور افطار نہ کرو یہاں تک کہ اس کو دیکھ لو! اگر تم پر بادل چھائے ہوں تو چاند کا اندازہ کرو۔''

٢٨٩١ــ وفي رواية: فَاقْدِرُوْا لَهُ ثَلَاثِيْنَ. (رواه مسلم ١٠٨٠)

اور ایک روایت ہے: ''رمضان کی تیس (۳۰) راتیں شمار کرو۔''

٢٨٩٢ــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا رَأَيْتُمُ الْهِلَالَ فَصُوْمُوْا وَإِذَا رَأَيْتُمُوْهُ فَأَفْطِرُوْا فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم چاند دیکھو تو روزہ رکھو اور چاند دیکھو تو افطار کرو اور اگر تم پر بادل چھائے ہوں تو تیس (۳۰) دن روزے رکھو۔''

(٢٨٨٩) ابن ماجه: ١٧٦٥۔ صحيح، البانى: ٢٠٤۔ نسائى: ٢١٢٨.

(٢٨٩٠) بخارى: ١٩٠٦۔ مسلم: ١٠٨٠۔ نسائى: ٢١٤٢۔ ابوداؤد: ٢٣٢٠۔ احمد: ٦٢٨٧۔ موطا: ٦٣٤۔ دارمى: ١٦٨٤.

(٢٨٩١) مسلم: ١٠٨٠۔ نسائى: ٢١٤٢۔ ابوداؤد: ٢٣٢٠۔ احمد: ٦٢٨٧۔ موطا: ٦٣٤۔ دارمى: ١٦٨٤.

(٢٨٩٢) مسلم: ١٠٨١۔ بخارى: ١٩٠٩۔ ترمذى: ٦٨٤۔ نسائى: ٢١٢٣۔ ابن ماجه: ١٦٥٥۔ احمد: ٩٢٧١۔ دارمى: ١٦٨٥

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَصُوْمُوْا ثَلَاثِيْنَ يَوْمًا. (لمسلم: ١٠٨١)

٢٨٩٣۔ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تُقَدِّمُوْا الشَّهْرَ حَتّٰى تَرَوُا الْهِلَالَ اَوْتُكْمِلُوْا الْعِدَّةَ ثُمَّ صُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوُ الْهِلَالَ اَوْتُكْمِلُوْا الْعِدَّةَ (لأبی داود ٢٣٢٦)

سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے: ''ماہ رمضان سے پہلے روزہ رکھنا شروع نہ کرو یہاں تک چاند دیکھ لو یا (رمضان کی) گنتی پوری کرلو۔''

شرح: ...... ا۔ رؤیت ہلال کا یقین ہو جائے تو پھر روزہ رکھیں۔

۲۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ چاند نظر آ جائے۔ اگر انتیس کو نظر آ جائے تو رمضان کا آغاز ہوگا اگر نظر نہ آئے تو پھر تیس دن پورے کیے جائیں اور رمضان کا آغاز کر دیا جائے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ ایک مومن آدمی چاند دیکھنے کی گواہی دے دے تو یہ رمضان کی آمد کی دلیل ہوگی، روزہ کا آغاز کر دیا جائے۔

۳۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ خبر واحد قابل قبول ہے شرط یہ ہے کہ بیان کرنے والا ثقہ ہو۔ (مرعاۃ: ۳/ ۲۰۵)

٢٨٩٤۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ إِنِّي رَأَيْتُ الْهِلَالَ قَالَ أَتَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَتَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ يَابِلَالُ أَذِّنْ فِي النَّاسِ أَنْ يَصُوْمُوْا غَدًا. (رواه الترمذی ٦٩١)

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک اعرابی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا: میں نے چاند دیکھا ہے۔ فرمایا: کیا تو گواہی دیتا ہے کہ نہیں کوئی معبود اللہ کے سوا؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا: کیا تو گواہی دیتا ہے کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ اس نے کہا: ہاں آپ نے فرمایا: ''اے بلال! لوگوں میں اعلان کردو کہ وہ کل روزہ رکھیں۔''

٢٨٩٥۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ تَرَاءَ ى النَّاسُ الْهِلَالَ فَأَخْبَرْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَنِّي رَأَيْتُهُ فَصَامَهُ وَأَمَرَ النَّاسَ بِصِيَامِهِ. (رواه أبوداود ٢٣٤٢)

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ لوگوں نے ایک دوسرے کو چاند دکھایا تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو خبر دی کہ میں نے چاند دیکھا ہے تو آپ ﷺ نے بھی ہی روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ (ابوداؤد)

شرح: ...... ایک آدمی صرف یہ اطلاع دے دے کہ اس نے چاند دیکھا ہے تو یہ کافی ہے، ساتھ شہادت دینے کی ضرورت نہیں۔ (عون المعبود: ۲/ ۲۷۴)

(٢٨٩٣) ابوداؤد: ٢٣٢٦۔ صحیح، البانی: ٢٠٤٠۔ نسائی: ٢١٢٨.

(٢٨٩٤) ترمذی: ٦٩١۔ ضعیف، البانی: ١٠٨۔ نسائی: ٢١١٣۔ ابوداؤد: ٢٣٤٠۔ ابن ماجه: ١٦٥٢۔ دارمی: ١٦٩٢.

(٢٨٩٥) ابوداؤد: ٢٣٤٢۔ صحیح، البانی: ٢٠٥٢۔ دارمی: ١٦٩١.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

٢٨٩٦ــ عَنْ حُسَيْنِ بْنِ الْحَارِثِ الْجَدَلِيِّ مِنْ جَدِيلَةَ قَيْسٍ أَنَّ أَمِيرَ مَكَّةَ خَطَبَ ثُمَّ قَالَ عَهِدَ إِلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ نَنْسُكَ لِلرُّؤْيَةِ فَإِنْ لَمْ نَرَهُ وَشَهِدَ شَاهِدَا عَدْلٍ نَسَكْنَا بِشَهَادَتِهِمَا فَسَأَلْتُ الْحُسَيْنَ بْنَ الْحَارِثِ مَنْ أَمِيرُ مَكَّةَ قَالَ لَا أَدْرِي ثُمَّ لَقِيَنِي بَعْدُ فَقَالَ هُوَ الْحَارِثُ بْنُ حَاطِبٍ أَخُو مُحَمَّدِ بْنِ حَاطِبٍ ثُمَّ قَالَ الْأَمِيرُ إِنَّ فِيكُمْ مَنْ هُوَ أَعْلَمُ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ مِنِّي وَشَهِدَ هٰذَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَأَوْمَأَ بِيَدِهِ إِلَى رَجُلٍ قَالَ الْحُسَيْنُ فَقُلْتُ لِشَيْخٍ إِلَى جَنْبِي مَنْ هٰذَا الَّذِي أَوْمَأَ إِلَيْهِ الْأَمِيرُ قَالَ هٰذَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَصَدَقَ كَانَ أَعْلَمَ بِاللّٰهِ مِنْهُ فَقَالَ بِذٰلِكَ أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ (رواه أبو داود ٢٣٣٨)

”حسین بن حارث الجدلی رضی اللہ عنہ نے حارث بن حاطب سے روایت کی اور اس نے کہا ہم سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم خود چاند دیکھو اور اگر تم اس کو خود نہ دیکھ سکو اور اگر دو عادل (شخص) گواہی دیں تو ان دو کی گواہی پر ہم روزہ رکھیں۔ اور اس نے کہا: تمہارے درمیان وہ شخص موجود ہے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو مجھ سے زیادہ جانتا ہے اور اس نے یہ گواہی رسول اللہ ﷺ کی طرف سے دی ہے اور اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا۔ پس ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہمیں رسول اللہ ﷺ نے یہی حکم دیا ہے۔“ (ابوداوٗد)

شرح: ...اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ عید کے چاند کے لیے دو گواہوں کی یا اطلاع دینے والوں کی ضرورت ہے اور رمضان کے چاند کے لیے ایک گواہ ہی کافی ہے۔ (عون المعبود: ۲/۲۷۲)

٢٨٩٧ــ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّهُ خَطَبَ النَّاسَ فِي الْيَوْمِ الَّذِي يُشَكُّ فِيهِ فَقَالَ أَلَا إِنِّي جَالَسْتُ أَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَسَاءَلْتُهُمْ وَإِنَّهُمْ حَدَّثُونِي أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ صُوْمُوا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ وَانْسُكُوا لَهَا فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا ثَلَاثِينَ فَإِنْ شَهِدَ شَاهِدَانِ

عبدالرحمٰن بن زید بن خطاب نے شک والے دن لوگوں سے خطاب کیا اور کہا کہ میں اصحاب رسول کے ساتھ بیٹھا ہوں اور میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور دیکھ کر افطار کرو اور اس کو دیکھنے کی کوشش کرو۔ اگر تم پر بادل چھا جائیں تو مہینہ تیس (۳۰) ایام سے پورا کرو۔ اگر دو گواہ گواہی دیں تو روزہ بھی رکھو اور افطار بھی کرو۔“ (نسائی)

(٢٨٩٦)
(٢٨٩٧) نسائی: ٢١١٦۔ صحيح، الباني: ١٩٩٧۔ احمد: ١٨٤١٦.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

فَصُوْمُوْا وَأَفْطِرُوْا. (رواه النسائي ٢١١٦)

شـــرح: ......وہ دن جس میں شک ہو کہ یہ ماہ شعبان کا دن ہے، یا ماہِ رمضان کا ہے، تو اس میں روزہ نہ رکھیں جب تک کہ یقین نہ ہو جائے کہ چاند نظر آ گیا ہے، پھر اس کے مطابق روزہ ہے۔

اگر مطلع ابر آلود ہو تو دو شخص گواہی دیں، اگر نہیں تو ایک گواہی ہی کافی ہے، دونوں احادیث میں مطابقت بھی پیدا ہو گئی، ایک میں آتا ہے کہ ایک ہی گواہی کافی ہے، اس میں آتا ہے، دو افراد گواہی دیں۔ تو ایک تو صورت یہ ہے کہ رمضان کا چاند ہو تو ایک کافی ہے، عید کا ہو تو دو گواہ ہوں، دوسری صورت یہ ہے کہ مطلع ابر آلود ہو تو دو گواہ ہوں خواہ رمضان ہی کا چاند ہو اگر مطلع ابر آلود نہیں تو ایک گواہ رمضان کے چاند کے لیے اور عید کے لیے دو ہوں۔ (تعلیقات: ۱/۲۴۴)

٢٨٩٨۔ عَنْ سَمُرَةَ، رَفَعَهُ: لَا يَكْمُلُ شَهْرَانِ سِتِّيْنَ لَيْلَةً (للبزار وقَالَ مَعْنَاهُ شَهْرَا عِيْدٍ لَا يَنْقُصَانِ رَمَضَانُ وَذُوالْحِجَّةِ يَقُوْلُ لَا يَكُوْنَانِ ثَمَانِيَةً وَخَمْسِيْنَ يَوْمًا)

سیّدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ دو مہینے ساٹھ دن پورا نہیں کرتے۔ امام البزار رحمہ اللہ نے روایت کر کے کہا کہ اس کا معنی یہ ہے کہ عید کے جو دو چاند ہیں وہ دونوں کم نہیں ہوتے۔ یعنی رمضان اور ذی الحج۔ وہ کہتے ہیں یہ دو مہینے اٹھاون دن کے نہیں ہوتے۔"

٢٨٩٩۔ وَلِلْكَبِيْرِ بِضُعْفٍ: عَنْ سَمُرَةَ، رَفَعَهُ: لَا يَتِمُّ شَهْرَانِ سِتِّيْنَ يَوْمًا.

الکبیر میں ضعیف سند کے ساتھ مروی ہے: "دو مہینے ساٹھ دن پورے نہیں کرتے۔"

٢٩٠٠۔ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ، رَفَعَهُ: كُلُّ شَهْرِ حَرَامٍ لَا يَنْقُصُ ثَلَاثِيْنَ يَوْمًا وَثَلَاثِيْنَ لَيْلَةً (رواه الطبراني في الكبير)

سیّدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: "کوئی حرمت والا مہینہ تیس دن اور تیس راتوں سے کم نہیں ہوتا۔" (الکبیر)

شـــرح: ......مطلب یہ ہے کہ اگر یہ مہینے انتیس دنوں کے ہوں تو تعداد تو کم ہے مگر ان کی فضیلت میں کمی نہیں آتی، اجر و ثواب پورا ہی رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے کم مشقت پر ثواب مکمل دیتا ہے۔ (مرعاۃ: ۳/۲۰۹)

٢٩٠١۔ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَطِيَّةَ بْنِ رَبِيْعَةَ الثَّقَفِيِّ قَالَ: قَامَ وَفْدُنَا مِنْ ثَقِيْفٍ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَسْلَمُوْا فِي النِّصْفِ مِنْ رَمَضَانَ فَأَمَرَهُمْ

سفیان بن عطیہ بن ربیعہ الثقفی نے کہا: ہمارے خاندان ثقیف کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور وفد والوں نے رمضان کے نصف میں اسلام قبول کیا تو آپ نے ان کو حکم

(٢٨٩٨) بزار، طبراني كبير، هيثمي: ٤٨١٧.

(٢٨٩٩) بزار، طبراني كبير، هيثمي: ٤٨١٧.

(٢٩٠٠) طبراني كبير، ورجاله رجال الصحيح، هيثمي: ٤٨٢١.

(٢٩٠١) طبراني كبير: ٦٤٠١- وفيه، ابن اسحاق و هو ثقة ولكنه مدلس، هيثمي: ٤٨٣٠.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَصَامُوْا مَعَهُ وَاسْتَقْبَلُوْا وَلَمْ يَأْمُرْهُمْ بِقَضَآءِ مَا فَاتَهُمْ . (رواه الطبراني في الكبير بلين ٦٤٠١)

دیا تو انہوں نے آپ ﷺ کے ساتھ روزہ رکھا۔ اسلام کے بعد کے روزے رکھے اور جو روزے پہلے فوت ہو چکے تھے آپ ﷺ نے ان کی قضا کا حکم نہیں دیا۔" (الکبیر۔ سند کمزور)

شرح: اس سے ثابت ہوا کہ جب کوئی اسلام قبول کرے تو پھر اس پر اسلامی فرائض کا اطلاق ہوتا ہے، اس سے پہلے کا وہ مکلف نہیں۔

٢٩٠٢۔ عَنْ كُرَيْبٍ أَنَّ أُمَّ الْفَضْلِ بِنْتَ الْحَارِثِ بَعَثَتْهُ إِلَى مُعَاوِيَةَ بِالشَّامِ قَالَ فَقَدِمْتُ الشَّامَ فَقَضَيْتُ حَاجَتَهَا وَاسْتَهَلَّ عَلَيَّ رَمَضَانُ وَأَنَا بِالشَّامِ فَرَأَيْتُ الْهِلَالَ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ ثُمَّ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فِي آخِرِ الشَّهْرِ فَسَأَلَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ثُمَّ ذَكَرَ الْهِلَالَ فَقَالَ مَتَى رَأَيْتُمُ الْهِلَالَ فَقُلْتُ رَأَيْنَاهُ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ أَنْتَ رَأَيْتَهُ فَقُلْتُ نَعَمْ وَرَآهُ النَّاسُ وَصَامُوْا وَصَامَ مُعَاوِيَةُ فَقَالَ لٰكِنَّا رَأَيْنَاهُ لَيْلَةَ السَّبْتِ فَلَا نَزَالُ نَصُوْمُ حَتَّى نُكْمِلَ ثَلَاثِيْنَ أَوْ نَرَاهُ فَقُلْتُ أَوَلَا تَكْتَفِي بِرُؤْيَةِ مُعَاوِيَةَ وَصِيَامِهِ فَقَالَ لَا هٰكَذَا أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ (رواه مسلم ١٠٨٧)

کریب نے کہا: مجھے ام الفضل رضی اللہ عنہا نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف روانہ کیا تو میں شام گیا اور اسکا کام کر دیا۔ رمضان کا چاند میرے اوپر شام میں طلوع ہوا اور جمعے کی رات میں نے چاند دیکھا اور مہینے کے آخر میں میں مدینہ منورہ آ گیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے مجھ سے پوچھا: تم نے چاند کب دیکھا ؟ میں نے کہا: جمعہ کی رات۔ تو اس نے کہا تو نے خود دیکھا ہے؟ تو میں نے کہا میں نے بھی دیکھا اور لوگوں نے بھی دیکھا اور سب نے روزہ رکھا۔ پس ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم نے تو ہفتہ کی رات چاند دیکھا ہے۔ پس ہم روزہ رکھتے رہیں گے یہاں تک کہ تیس روزے پورے ہو جائیں یا انتیس پر ہمیں چاند نظر آ جائے۔ میں نے کہا: کیا معاویہ رضی اللہ عنہ کے چاند دیکھنے اور روزہ رکھنے پر تم اکتفا نہیں کرتے؟ تو ابن عباس نے کہا: نہیں۔ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح حکم دیا ہے۔ (مسلم)

شرح: ...... یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ جب چاند ایک شہر میں نظر آ جائے تو دور والوں کے لیے وہ رؤیت ثابت نہ ہوگی۔

بعض کا خیال ہے کہ ایک جگہ کی رؤیت روئے زمین کے باسیوں کی رویت ہے، مگر یہ نظریہ اس مذکورہ حدیث کے خلاف ہے، یہ دلالت کرتی ہے کہ دور والوں کی رؤیت ثابت نہیں ہوتی۔

امام ترمذی، امام ابوداؤد، امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ابواب بندی سے بھی ظاہر کیا ہے کہ دور والوں کے رؤیت ثابت نہیں ہوتی، انہوں نے لکھا ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

إِخْتِلَافُ أَهْلِ الْآفَاقِ فِي الرُّؤْيَةِ.

''رویت میں اہل آفاق کا اختلاف ہے۔''

جدید جغرافیہ بھی اس کی تائید کرتا ہے کہ ایک جگہ کی رویت ساری دنیا کے لیے نہیں بلکہ مطلع جہاں تک ایک ہے، وہاں تک کے لیے ہے، جہاں اتنی دوری ہو کہ مطلع ایک نہ رہا ہو وہاں رویت بھی مختلف ہوگی۔

شام کا علاقہ مدینہ سے شمال کی جانب ہوتے ہوئے معمولی مشرق کی جانب مائل ہے، مدینہ اور شام کے درمیان تقریباً سات سو میل کا فاصلہ ہے، جو مطلع کے مختلف ہونے کے لیے حد ہے۔

جدید جغرافیہ والے کہتے ہیں کہ آفتاب غروب ہوتے وقت اتنے درجہ پر ہو کہ بتیس منٹ کے بعد غروب ہو جائے، یعنی اتنے منٹ اس کے غروب ہونے میں باقی ہوں تو یہ تمام مشرقی شہروں میں پانچ سو ساٹھ میل تک ابھی کنارے پر ہوگا اتنی مسافت پر جو اوپر بیان ہوئی ہے۔ ان مشرق والے شہروں میں آفتاب نظر آئے گا۔

ثابت ہوا کہ مشرقی شہروں کے لیے دوسرے الفاظ میں جہاں تک مطلع ایک ہے جو کہ پانچ سو ساٹھ میل کی مسافت ہے، ایک رویت کا اعتبار ہوگا، جب یہ رویت مغربی شہروں کے لیے ہوگی تو ان میں یہ حد بندی نہیں، وہاں بھی مطلع ایک ہونے کا اندازہ رکھا جائے گا۔

بہتر یہی ہے کہ اس حدیث کا یہی مفہوم لیا جائے کہ جہاں مطلع ایک ہے ایک جگہ کی رویت ہلال سب کے لیے کافی ہے، جہاں مطلع مختلف ہے، ان کی رویت علیحدہ ہو۔ (مرعاۃ: ۳/ ۲۰۶)

۲۹۰۳۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ الصَّوْمُ يَوْمَ تَصُوْمُوْنَ وَالْفِطْرُ يَوْمَ تُفْطِرُوْنَ وَالضُّحَى يَوْمَ تُضَحُّوْنَ قَالَ أَبُوْعِيْسَى هَذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَفَسَّرَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ هٰذَا الْحَدِيْثَ فَقَالَ إِنَّمَا مَعْنَى هٰذَا أَنَّ الصَّوْمَ وَالْفِطْرَ مَعَ الْجَمَاعَةِ وَعُظْمِ النَّاسِ (رواه الترمذي ٦٩٧)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے مرفوع بیان کیا: ''روزہ اسی دن ہے جب تم روزہ رکھو اور عید الفطر اسی دن ہے جب تم افطار کرو اور عید الضحیٰ اسی دن ہے جس دن تم قربانی کرو۔'' امام ترمذی رحمہ اللہ نے تفسیر کی ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ روزہ رکھنا اور عید کرنا جماعت کے ساتھ ہے اور زیادہ لوگوں کے ساتھ ہے۔''

شرح: ...... اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ جس معاملے میں اجتہاد کی گنجائش ہے اس میں خطا ہو جائے تو وہ معاف ہے۔ لوگ اگر پوری جدوجہد کرتے ہیں مگر چاند انہیں نظر نہیں آتا اور تیس دن پورے ہو جاتے ہیں، بعد میں انہیں پتہ چلتا ہے کہ مہینہ تو انتیس دن کا تھا ان کا روزہ رکھنا اور افطار کرنا درست ہوگا، ان پر کوئی بوجھ نہیں ہوگا۔ اسی طرح حج کا

(۲۹۰۳) ترمذی: ٦٩٧۔ صحیح، البانی: ٥٦١۔ ابوداؤد: ٢٣٢٤۔ ابن ماجه: ١٦٦٠.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معاملہ ہے اگر عرفہ کے دن کے بارے میں غلطی کرتے ہیں تو ان پر اس کا اعادہ نہ ہوگا۔

دوسرا مطلب یہ بھی ہے کہ جس دن میں شک ہو، احتیاطاً اس میں روزہ نہ رکھا جائے، روزہ اس دن رکھا جائے جس میں سارے لوگ رکھتے ہیں۔ (تحفۃ الاحوذی:۲/ ۳۷)

٢٩٠٤ــ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِنَّا أُمَّةٌ أُمِّيَّةٌ لَا نَكْتُبُ وَلَا نَحْسُبُ الشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا وَعَقَدَ الْإِبْهَامَ فِي الثَّالِثَةِ وَالشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا يَعْنِي تَمَامَ ثَلَاثِيْنَ. (رواه مسلم ١٠٨)

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ہم امی قوم ہیں نہ لکھتے ہیں اور نہ حساب کرتے ہیں۔ مہینہ اتنا ہے، اتنا ہے، اتنا ہے اور اتنا ہے یعنی تیس ایام کا۔''

شـــــرح: ...... ۱۔ عرب میں چونکہ لوگ بہت کم پڑھے لکھے تھے اور حساب دان بھی بہت کم تھے، اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا، ہم عرب لوگ بہت کم حساب کتاب جانتے ہیں اس لیے حساب کتاب کی باریکیوں میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔ مہینہ یا تو انتیس کا ہوگا یا تیس دنوں کا ہوگا۔

۲۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ستاروں پر اعتماد کی ضرورت نہیں صرف چاند کو دیکھنا ہے، اس کے مطابق روزہ رکھنا اور عید کرنا ہے۔

۳۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ نکاح وطلاق میں وہ اشارہ جو سمجھ میں آتا ہے اس پر عمل ہوگا۔ (مرعاۃ:۳/ ۲۰۹)

٢٩٠٥ـ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ لَمَّا صُمْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ تِسْعًا وَعِشْرِيْنَ أَكْثَرَ مِمَّا صُمْنَا مَعَهُ ثَلَاثِيْنَ. (رواه أبوداود ٢٣٢٢)

سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ انتیس ایام کے روزے زیادہ رکھے ہیں تیس ایام کے روزوں سے۔'' (ابوداؤد۔ ترمذی)

٢٩٠٦ــ عَنْ حَفْصَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ لَمْ يُجْمِعِ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ فَلَا صِيَامَ لَهُ. (رواه الترمذى ٧٣٠)

سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے صبح طلوع ہونے سے پہلے روزے کی نیت نہ کی تو اس کا روزہ نہیں۔'' (اصحاب السنن)

شـــرح: ...... اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ رات روزہ کی نیت کرنا فرض ہے، جو نہیں کرتا اس کا روزہ نہیں۔

(٢٩٠٤) مسلم: ١٠٨٠ـ بخاری: ٥٣٠٢ـ نسائی: ٢١٤٣ـ ابوداؤد: ٢٣٢٠ـ ابن ماجه: ١٦٥٤ـ احمد: ٦٢٨٧ـ موطا: ٦٣٤ـ دارمی: ١٦٨٤.

(٢٩٠٥) ابوداؤد: ٢٣٢٢ـ صحيح، البانی: ٢٠٣٦ـ ترمذی: ٦٨٩ـ احمد: ٤٢٨٨.

(٢٩٠٦) ترمذی: ٧٣٠ـ صحيح، البانی: ٥٨٣ـ نسائی: ٢٣٤ـ ابوداؤد: ٢٤٥٤ـ ابن ماجه: ١٧٠٠ـ احمد: ٢٥٩١٨ـ موطا: ٦٣٧ـ دارمی: ١٦٩٨.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بعض کہتے ہیں کہ سارے ماہ کی نیت کی جائے یا آدھے ماہ میں کر لی جائے مگر یہ دونوں اقوال نامناسب ہیں۔

سحری سے پہلے پہلے روزے کی نیت کرنا ضروری ہے اور یہ ہر روز رات نیت کرنا ہے کہ اللہ کی رضا کی خاطر میں نے روزہ رکھا ہے۔ یہ یاد رہے کہ نیت کرنے کے الفاظ وَبِصَوْمِ غَدٍ نَوَيْتُ بے اصل ہیں، ان کا کوئی ثبوت نہیں۔ صرف دل میں عزم و ارادہ کرنا ہے۔ (مرعاۃ:۳/۲۲۲)

٢٩٠٧۔ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ فَقُلْنَا لَا قَالَ فَإِنِّي إِذَنْ صَائِمٌ ثُمَّ أَتَانَا يَوْماً آخَرَ فَقُلْنَا يَارَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أُهْدِيَ لَنَا حَيْسٌ فَقَالَ أَرِينِيهِ فَلَقَدْ أَصْبَحْتُ صَائِماً فَأَكَلَ. (رواه مسلم ١١٥٤)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ایک دن میرے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: تمہارے پاس کوئی چیز ہے؟ ہم نے عرض کیا: نہیں ہے۔ فرمایا: میں روزے سے ہوں۔ پھر ایک دن ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم نے کہا: ہمیں مرغن حلوہ ہدیے کے طور پر دیا گیا ہے۔ فرمایا: مجھے دکھاؤ، میں نے تو صبح سے روزہ رکھا ہوا ہے پس آپ نے کھا لیا۔ (مسلم اور اصحاب سنن)

٢٩٠٨۔ وفي رواية: قُلْتُ يَارَسُولَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلْتَ عَلَيَّ وَأَنْتَ صَائِمٌ ثُمَّ أَكَلْتَ حَيْساً قَالَ نَعَمْ يَا عَائِشَةُ إِنَّمَا مَنْزِلَةُ مَنْ صَامَ فِي غَيْرِ رَمَضَانَ أَوْغَيْرِ قَضَاءِ رَمَضَانَ أَوْ فِي التَّطَوُّعِ بِمَنْزِلَةِ رَجُلٍ أَخْرَجَ صَدَقَةَ مَالِهِ فَجَادَ مِنْهَا بِمَا شَاءَ فَأَمْضَاهُ وَبَخِلَ مِنْهَا بِمَا بَقِيَ فَأَمْسَكَهُ. (رواه النسائي ٢٣٢٣)

ایک روایت میں ہے: میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! جب آپ میرے پاس آئے تو آپ روزے سے تھے پھر آپ نے حلوہ کھایا ہے۔ فرمایا: ہاں اے عائشہ! رمضان کے اور رمضان کی قضا کے علاوہ نفلی روزے کا یہی مقام ہے کہ ایک آدمی نے اپنے مال کی زکوٰۃ علیحدہ کی اور اس کا کچھ حصہ دے دیا جو اس نے چاہا، پس وہ تو ادا ہوا اور بقیہ کا اس نے بخل کر کے رکھ چھوڑا اور روک دیا۔"

٢٩٠٩۔ عَنْ أُمِّ هَانِيءٍ قَالَتْ كُنْتُ قَاعِدَةً عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَأُتِيَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَ مِنْهُ ثُمَّ نَاوَلَنِي فَشَرِبْتُ مِنْهُ فَقُلْتُ إِنِّي أَذْنَبْتُ فَاسْتَغْفِرْلِي فَقَالَ وَمَا ذَاكِ قَالَتْ كُنْتُ صَائِمَةً

سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پاس بیٹھی تھی پس آپ کو مشروب پیش کیا گیا اور آپ نے اس میں سے پیا۔ اور بقیہ آپ نے مجھے دیا تو میں نے پیا، پھر میں نے کہا: میں نے تو جرم کر دیا پس آپ نے میرے لیے بخشش کی

(٢٩٠٧) مسلم: ١١٥٤۔ نسائی: ٢٣٣٠۔ ابوداؤد: ٢٤٥٥۔ احمد: ٢٥٢٠٣۔

(٢٩٠٨) نسائی: ٢٣٢٣۔ حسن، البانی: ٢١٨٩۔ مسلم: ١١٥٤۔ ترمذی: ٧٣٣۔ ابوداؤد: ٢٤٥٥۔ احمد: ٢٥٢٠٣۔

(٢٩٠٩) ترمذی: ٧٣١۔ صحیح، البانی: ٥٨٤۔ ابوداؤد: ٢٤٥٦۔ احمد: ٢٦٨٣٨۔ دارمی: ١٧٣٦۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَأَفْطَرْتُ فَقَالَ أَمِنْ قَضَاءٍ كُنْتِ تَقْضِينَهُ قَالَتْ لَا قَالَ فَلَا يَضُرُّكِ (للترمذى ٧٣١)

دعا کی، پھر آپ نے فرمایا: جرم کیا ہے؟ میں نے کہا: میں روزے سے تھی اور میں نے روزہ افطار کر دیا۔ فرمایا: ''پھر کوئی حرج نہیں ہے۔''

٢٩١٠۔ وفى رواية: الصَّائِمُ الْمُتَطَوِّعُ أَمِينُ نَفْسِهِ إِنْ شَاءَ صَامَ وَإِنْ شَاءَ أَفْطَرَ. (رواه الترمذى ٧٣٢)

ایک روایت میں ہے: ''نفلی روزہ رکھنے والا امین ہے چاہے روزہ باقی رکھے چاہے تو افطار کر دے۔''

شرح:......١۔ یہ ثابت ہوا کہ نفلی روزے کی نیت رات کی بجائے دن میں بھی کر سکتے ہیں۔

٢۔ اگر نفلی روزہ افطار کر لیا جائے تو اس کی قضا اگر دے دی جائے تو ٹھیک ہے نہ بھی دی جائے تو ضروری نہیں۔ بہتر یہی ہے کہ نفلی روزہ پورا کیا جائے۔ (مرعاۃ:٣/ ٢٩٥)

٢٩١١۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ ذَرَعَهُ الْقَيْءُ فَلَيْسَ عَلَيْهِ قَضَاءٌ مَنِ اسْتَقَاءَ عَمْداً فَلْيَقْضِ. (رواه الترمذى ٧٢٠)

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''جس کو خود بخود قے آئے اس پر قضا نہیں ہے اور جو جان بوجھ کر قے کرے وہ روزے کی قضا دے گا۔''

٢٩١٢۔ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ لَا يُفْطِرْنَ الصَّائِمَ الْحِجَامَةُ وَالْقَيْءُ وَالِاحْتِلَامُ. (رواه الترمذى ٧١٩)

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''تین چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ خون نکالنے سے یا قے آنے سے یا احتلام ہونے سے۔'' (ترمذی)

٢٩١٣۔ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَاءَ فَأَفْطَرَ فَتَوَضَّأَ فَلَقِيتُ ثَوْبَانَ فِي مَسْجِدِ دِمَشْقَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ صَدَقَ أَنَا صَبَبْتُ لَهُ وَضُوءَهُ. (للترمذى ٨٧)

سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قے کی تو روزہ افطار کر دیا اور پھر وضو کیا۔ راوی نے ثوبان رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا تو اس نے کہا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے درست کہا ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کیلئے وضو کا پانی بہایا تھا۔'' (ابوداود وترمذی)

(٢٩١٠) ترمذی: ٧٣٢۔ صحیح، البانی: ٥٨٥۔ ابوداؤد: ٢٤٥٦۔ احمد: ٢٦٨٣٨۔ دارمی: ١٧٣٦.

(٢٩١١) ترمذی: ٧٢٠۔ صحیح، البانی: ٥٧٧۔ ابوداؤد: ٢٣٨٠۔ ابن ماجه: ١٦٧٦۔ احمد: ١٠٠٨٥۔ دارمی: ١٧٢٩.

(٢٩١٢) ترمذی: ٧١٩۔ ضعیف، البانی: ١١٤.

(٢٩١٣) ترمذی: ٨٧۔ صحیح، البانی: ٧٦۔ ابوداؤد: ٢٣٨١۔ احمد: ٢٦٩٨٩۔ دارمی: ١٧٢٨.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

٢٩١٤۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ احْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَاحْتَجَمَ وَهُوَ صَائِمٌ. (رواه البخاري ١٩٣٨)

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سینگی لگوائی اور آپ احرام کی حالت میں تھے اور روزے سے تھے۔'' (الشیخان، ابوداؤد، ترمذی)

٢٩١٥۔ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى حَدَّثَنِي رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْحِجَامَةِ وَالْمُوَاصَلَةِ لَمْ يُحَرِّمْهُمَا إِبْقَاءً عَلَى أَصْحَابِهِ فَقِيْلَ لَهُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّكَ تُوَاصِلُ إِلَى السَّحَرِ فَقَالَ إِنِّي أُوَاصِلُ إِلَى السَّحَرِ وَرَبِّي يُطْعِمُنِي وَيَسْقِيْنِي. (رواه أبو داود ٢٣٧٤)

ابن ابی لیلیٰ ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے سینگی لگوانے اور مستقل روزے رکھنے سے منع فرمایا۔ اپنے اصحاب کی بقائے صحت کے لئے آپ سے عرض کیا گیا: یارسول اللہ! آپ جو مستقل روزے رکھتے ہیں فرمایا: ''میں سحری تک تسلسل قائم کرتا ہوں اور میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔'' (ابوداؤد)

٢٩١٦۔ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُوْمُ (رواه الترمذي ٧٧٤)

سیّدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''سینگی لگانے اور لگوانے والے دونوں کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔'' (ترمذی)

٢٩١٧۔ وَلِأَبِي دَاوُدَ عَنْ ثَوْبَانَ ٢٣٦٧ وشداد بن أوس ٢٣٦٩ مثله رفعاه

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے ثوبان رضی اللہ عنہ اور شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کی ہے اور وہ دونوں مرفوع بیان کرتے ہیں۔

٢٩١٨۔ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ احْتَجَمَ بَعْدَمَا قَالَ أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُوْمُ (رواه الطبراني في الأوسط بلين)

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمانے کے بعد کہ سینگی لگانے والے اور جس کو سینگی لگائی جائے ان کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے خود سینگی لگوائی ہے۔'' (الاوسط سند کمزور)

(٢٩١٤) بخاری: ١٩٣٨۔ مسلم: ١٠٢٠٢۔ ترمذی: ٨٣٩۔ نسائی: ٢٨٤٧۔ ابوداؤد: ٢٣٧٣۔ ابن ماجه: ٣٠٨١۔ احمد: ٣٥٣٧۔ دارمی: ١٨٢١.

(٢٩١٥) ابوداؤد: ٢٣٧٤۔ صحیح، البانی: ٢٠٨٠۔ احمد: ٢٢٥٧٤.

(٢٩١٦) ترمذی: ٧٧٤۔ صحیح، البانی: ٦٢١۔ احمد: ١٥٤٠١.

(٢٩١٧) ابوداؤد: ٢٣٦٧۔ وشداد بن اوس: ٢٣٦٩۔ مثله رفعاه، حدیث ثوبان قال عنه، الالبانی، صحیح: ٢٠٧٤۔ وقال عن شداد، صحیح: ٢٠٧٦.

(٢٩١٨) طبرانی اوسط، وفيه طريف ابو سفيان وهو ضعيف وقد وثقه ابن عدی، هیثمی: ٥٠٠٣.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شرح: ......سینگی یہ ہے کہ پنڈلی یا گردن کی رگوں کو پچھنے لگا کر آلے کے ذریعے زوردار انداز سے چوستے ہیں، تو خون اس میں جمع ہو جاتا ہے، یہ ایک ذریعہ علاج ہے۔

۲۔ یہاں سے دو متضاد حکم سامنے آتے ہیں کہ سینگی لگوانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں ٹوٹتا۔

ان میں مطابقت یہ ہے کہ آپ ﷺ نے احتیاط کے طور پر فرمایا تھا کہ سینگی لگوانے والے اور لگانے والے دونوں کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ سینگی سے کمزوری کا زیادہ احتمال ہوتا ہے، اس لیے آپ ﷺ نے ایسا فرمایا۔

درحقیقت سینگی لگوانے والے اور لگانے والے کسی کا بھی روزہ افطار نہیں ہوتا اور نہ ہی حالت روزہ میں سینگی لگوانے کی ممانعت ہے۔ دوسرا قول ہے کہ سینگی لگوانے سے روزہ ٹوٹ جانے کا حکم منسوخ ہو چکا ہے، اور سرنج کے ذریعے بدن سے خون نکالنے کا بھی یہی حکم ہے، یہ خیال رہے کہ نقاہت اور کمزوری کی وجہ سے زیادہ خون نکالنے میں احتیاط کی جائے۔ نکسیر پھوٹ پڑنا، خونی دست آنا، بواسیر، خونی بلغم کا آنا، دانت نکلوانا یا زخم چیرنا، ان صورتوں میں بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (تفہیم الاسلام: ۱/۲۳۴)

۳۔ وصال مسلسل کئی دنوں کا روزہ رکھنا یہ بھی منع ہے۔ زیادہ سے زیادہ ایک سحری کھانے کے بعد دوسری سحری تک وصال کی اجازت ہے۔

۴۔ قے خود بخود آ جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اور اگر قصداً قے کی جائے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اس کی قضا دینی چاہیے اس پر کفارہ نہیں کیونکہ انسان نے قصداً روزہ افطار کیا ہے۔

بعض ائمہ قصداً قے سے بھی روزہ نہ ٹوٹنے اور قضا نہ دینے کے قائل ہیں یہ قول انتہائی کمزور ہے۔ جن احادیث میں خود بخود قے آنے سے بھی روزہ ٹوٹنے کا آتا ہے انہیں قے لانے پر محمول کیا جائے گا، اس صورت میں احادیث کا ٹکراؤ نہیں رہتا۔ یا پھر یہ ضعیف ہیں لہٰذا درست یہی ہے کہ خود قے آ جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ قصداً ہو تو ٹوٹ جاتا ہے۔

۵۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کسی کا جبراً روزہ افطار کروا دیا جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ کیونکہ اس میں آدمی کا قصد وارادہ داخل نہیں۔ (تفہیم الاسلام: ۱/۲۴۰)

۲۹۱۹۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ النُّعْمَانَ بْنَ مَعْبَدِ بْنِ هَوْذَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ أَمَرَ بِالْإِثْمِدِ الْمُرَوَّحِ عِنْدَ النَّوْمِ وَقَالَ لِيَتَّقِهِ الصَّائِمُ (لأبی داود ۲۳۷۷)

عبدالرحمٰن بن نعمان بن معبد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں وہ اپنے دادے سے کہ نبی ﷺ نے اثمد سرمہ سوتے وقت آنکھوں میں ڈالنے کا حکم دیا اور فرمایا: ''روزے میں اس سے پرہیز کیا جائے۔'' (ابوداؤد)

(۲۹۱۹) ابوداؤد: ۲۳۷۷۔ ضعیف، البانی: ۵۱۴۔ احمد: ۱۵۶۴۲۔ دارمی: ۱۷۳۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

٢٩٢٠- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ اِشْتَكَتْ عَيْنِي أَفَأَكْتَحِلُ وَأَنَا صَائِمٌ قَالَ نَعَمْ.

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرد نبی ﷺ کے پاس آیا اور اس نے عرض کیا کہ میری آنکھوں میں تکلیف ہے، کیا میں سرمہ ڈالوں؟ آپ نے فرمایا ہاں۔" (ترمذی)

شرح: ...... علامہ عبیداللہ رحمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ روزے کی حالت میں آنکھوں میں سرمہ ڈالنے کی ممانعت والی کوئی حدیث بھی ثابت نہیں اور ڈالنے والی بھی تنقید سے خالی نہیں۔ تاہم تقویت اسی دلیل کی ہے کہ حالت روزہ میں سرمہ ڈالنا جائز ہے۔ (مرعاۃ: ٣/٢٤٦)

٢٩٢١- عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: أَوْصَانِي رَسُوْلُ اللهِ ﷺ أَنْ أُصْبِحَ يَوْمَ صَوْمِي دَهِيْنًا مُتَرَجِّلًا، وَلَا تُصْبِحُ يَوْمَ صَوْمِكَ عَبُوْسًا. (رواه الطبراى بضعف ١٠٠٢٨)

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے وصیت فرمائی کہ میں روزہ رکھنے کے دن صبح کے وقت تیل اور کنگھی کیا کروں اور فرمایا: "روزے کے دن پراگندہ چیز کے ساتھ نہیں ہونا چاہیے۔" (الطبرانی سند ضعیف ہے)

انتباہ: ...... روزے کی حالت میں کنگھی کرنا اور سر کو تیل ملنے سے روزے میں کوئی فرق نہیں آتا، مگر اس حالت میں سر کو تر کرنے والی یہ روایت ضعیف ہے، تیل لگانے سے ثواب والی کوئی بات نہیں۔

٢٩٢٢- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يُقَبِّلُ وَهُوَ صَائِمٌ وَيُبَاشِرُ وَهُوَ صَائِمٌ وَلٰكِنَّهُ أَمْلَكُكُمْ لِإِرْبِهِ. (رواه مسلم ١١٠٦)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بوس و کنار کرتے روزے کی حالت میں اور آپ ﷺ تم سب سے زیادہ اپنی خواہش پر قابو پانے والے تھے۔

٢٩٢٣- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يُقَبِّلُنِي وَهُوَ صَائِمٌ وَأَنَا صَائِمَةٌ. (رواه أبوداود ٢٣٨٤)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرا بوسہ لیتے اور آپ بھی روزے سے ہوتے اور میں بھی روزے سے ہوتی تھی۔

٢٩٢٤- وزاد في أخرى: وَيَمُصُّ لِسَانَهَا. (رواه أبوداود ٢٣٨٦)

اور دوسری روایت میں زائد ہے کہ رسول اللہ ﷺ ام المومنین رضی اللہ عنہا کی زبان چوستے تھے۔

(٢٩٢٠) ترمذی: ٧٢٦- ضعیف الاسناد: ١١٧.

(٢٩٢١) طبرانی ضعیف: ١٠٠٢٨- وفيه اليمان بن سعيد وهو ضعيف، هیثمی: ٤٩٧٣.

(٢٩٢٢) مسلم: ١١٠٦- بخاری: ١٩٢٨- ترمذی: ٧٢٩- ابوداؤد: ٢٣٨٤- ابن ماجه: ١٦٨٧- احمد: ٢٥٦٥٨- مؤطا: ٦٤٦- دارمی: ١٧٢٣.

(٢٩٢٣) ابوداؤد: ٢٣٨٤- صحيح، البانی: ٢٠٨٨- بخاری: ١٩٢٨- مسلم: ١١٠٦.

(٢٩٢٤) ابوداؤد: ٢٣٨٦- ضعیف، البانی: ٥١٥-

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

٢٩٢٥ــــ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ قَالَ عُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ هَشَشْتُ فَقَبَّلْتُ وَأَنَا صَائِمٌ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَنَعْتُ الْيَوْمَ أَمْرًا عَظِيْمًا قَبَّلْتُ وَأَنَاصَائِمٌ قَالَ أَرَأَيْتَ لَوْ مَضْمَضْتَ مِنَ الْمَاءِ وَأَنْتَ صَائِمٌ قَالَ عِيْسَى بْنُ حَمَّادٍ فِيْ حَدِيْثِهِ قُلْتُ لَا بَأْسَ بِهِ ثُمَّ اتَّفَقَا قَالَ فَمَهْ. (رواه أبوداود ٢٣٨٥)

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے ہیجان پیدا ہوا اور میں نے بوسہ لے لیا جبکہ میں روزے سے تھا پھر میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے تو آج بڑا ہی گناہ کیا ہے، میں نے بحالت روزہ بوسہ لیا ہے۔ فرمایا: ''اگر تو نے پانی سے کلی کی تو کیا حرج ہوگا؟'' میں نے عرض کیا: اس میں تو کوئی حرج نہ ہوگا فرمایا: پس یہ کچھ ہی ہے۔

٢٩٢٦ــــ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الْمُبَاشَرَةِ لِلصَّائِمِ فَرَخَّصَ لَهُ وَأَتَاهُ آخَرُ فَسَأَلَهُ فَنَهَاهُ فَإِذَا الَّذِيْ رَخَّصَ لَهُ شَيْخٌ وَالَّذِيْ نَهَاهُ شَابٌّ (رواه أبوداود ٢٣٨٧)

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرد نے روزے کی حالت میں عورت سے بوس وکنار کرنے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تو آپ نے اس کو اجازت دے دی اور دوسرے مرد نے حاضر ہوکر اجازت طلب کی تو آپ نے اس کو منع فرما دیا۔ وہ جس کو اجازت دی وہ بوڑھا تھا اور وہ جس کو منع فرمایا وہ جوان تھا۔

٢٩٢٧ــــ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَنْهَى عَنِ الْقُبْلَةِ وَالْمُبَاشَرَةِ لِلصَّائِمِ (رواه مالك. ٦٥٢)

نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بوسہ لینے اور مباشرت سے روزے دار کو منع کیا کرتے تھے۔ (امام مالک)

شرح: ......ان روایات کا لب لباب یہ ہے کہ جو اپنے نفس پر ضبط رکھتا ہے، اسے اجازت ہے کہ وہ بیوی سے بوس وکنار کر سکتا ہے۔ اور جو ضبط نہیں رکھتا اسے اجازت نہیں۔

٢۔ اگر بوس وکنار کرتے ہوئے انزال وغیرہ نہیں ہوا تو درست ہے روزہ بھی درست ہے۔ اگر بوس وکنار کرتے ہوئے انزال ہو جائے تو روزہ افطار ہو جاتا ہے، اس کی قضا دینا ہوگی مگر کفارہ نہیں پڑتا۔ (مرعاۃ: ٣/٢٣٠)

٢٩٢٨ــــ عَنْ أَبِيْ بَكْرٍ قَالَ سَمِعْتُ

ابوبکر بن عبدالرحمٰن نے کہا میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے

(٢٩٢٥) ابوداؤد: ٢٣٨٥۔ صحیح، البانی: ٢٠٨٩۔ احمد: ٣٧٤۔ دارمی: ١٧٢٤.

(٢٩٢٦) ابوداؤد: ٢٣٨٧۔ حسن، صحیح البانی: ٢٠٩٠.

(٢٩٢٧) موطا: ٦٥٢.

(٢٩٢٨) مسلم: ١١٠٩۔ بخاری: ١٩٣٢۔ ترمذی: ٧٧٩۔ ابوداؤد: ٢٣٩٩۔ ابن ماجہ: ١٧٠٤۔ احمد: ٢٦٢٠٥۔ مؤطا: ٦٤٤۔ دارمی: ١٧٢٥.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

أَبَاهُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ يَقُصُّ يَقُوْلُ فِي قَصَصِهِ مَنْ أَدْرَكَهُ الْفَجْرُ جُنُباً فَلَايَصُمْ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ لِأَبِيْهِ فَأَنْكَرَ ذٰلِكَ فَانْطَلَقَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ وَانْطَلَقْتُ مَعَهُ حَتّٰى دَخَلْنَا عَلٰى عَائِشَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہما فَسَأَلَهُمَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ عَنْ ذٰلِكَ قَالَ فَكِلْتَاهُمَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصْبِحُ جُنُباً مِنْ غَيْرِ حُلُمٍ ثُمَّ يَصُوْمُ قَالَ فَانْطَلَقْنَا حَتّٰى دَخَلْنَا عَلٰى مَرْوَانَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ مَرْوَانُ عَزَمْتُ عَلَيْكَ إِلَّا مَاذَهَبْتَ إِلٰى أَبِي هُرَيْرَةَ فَرَدَدْتَ عَلَيْهِ مَا يَقُوْلُ قَالَ فَجِئْنَا أَبَا هُرَيْرَةَ وَأَبُوْبَكْرٍ حَاضِرُ ذٰلِكَ كُلِّهِ قَالَ فَذَكَرَ لَهُ عَبْدُالرَّحْمٰنِ فَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ أَهُمَا قَالَتَاهُ لَكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ هُمَا أَعْلَمُ ثُمَّ رَدَّ أَبُوْهُرَيْرَةَ مَاكَانَ يَقُوْلُ فِي ذٰلِكَ إِلَى الْفَضْلِ بْنِ الْعَبَّاسِ فَقَالَ أَبُوْهُرَيْرَةَ سَمِعْتُ ذٰلِكَ مِنَ الْفَضْلِ وَلَمْ أَسْمَعْهُ مِنَ النَّبِيِّ قَالَ فَرَجَعَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَمَّا كَانَ يَقُوْلُ فِي ذٰلِكَ . (رواہ مسلم ۱۱۰۹)

سنا کہ انہوں نے اپنے بیان میں کہا جس پر بحالت جنابت فجر طلوع ہوجائے تو وہ روزہ نہ رکھے۔ میں نے یہ بات اپنے والد سے بیان کی تو انہوں نے اس سے لاعلمی کا اظہار کیا اور وہ اور میں سیّدہ عائشہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان دونوں سے اس کا سوال کیا تو ان دونوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ احتلام کے بغیر جنابت کی حالت میں ہوتے اور صبح طلوع ہوجاتی اور پھر آپ روزہ رکھتے تھے۔ پس ہم دونوں مروان کے پاس گئے اور عبدالرحمٰن نے اس کو یہ خبر سنائی تو مروان نے کہا: میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ جا کر ابوہریرہ کے سامنے اس کی تردید کردو۔ پس ہم ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور عبدالرحمٰن نے اس کو بتایا تو انہوں نے کہا: کیا ان دونوں امہات المومنین نے یہ کہا ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ تو انہوں نے کہا: وہ دونوں بہتر علم رکھتی ہیں۔ اور ابوہریرہ جو بیان کیا کرتے تھے اس کی نسبت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف کی اور کہا: یہ میں نے فضل سے سنا تھا اور میں نے یہ رسول اللہ ﷺ سے نہیں سنا۔ پس ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے قول سے رجوع کرلیا اور جو کہتے رہے تھے اس کو ترک کردیا۔

۲۹۲۹ــ عَنْ عَائِشَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ زَوْجَيِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُمَا قَالَتَا إِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيُصْبِحُ جُنُباً مِنْ جِمَاعٍ غَيْرِ احْتِلَامٍ فِي رَمَضَانَ ثُمَّ يَصُوْمُ (رواہ مسلم ۱۱۰۹)

امہات المومنین سیّدہ عائشہ اور سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہما نے کہا: رسول اللہ ﷺ جماع کی وجہ سے جنابت سے ہوتے تھے نہ کہ احتلام سے اور رمضان میں فجر طلوع ہوجاتی تھی اور پھر آپ روزہ رکھتے تھے۔

(۲۹۲۹) مسلم: ۱۱۰۹۔ بخاری: ۱۹۳۲۔ ترمذی: ۷۷۹۔ ابوداؤد: ۲۳۹۹۔ ابن ماجہ: ۱۷۰۴۔ احمد: ۲۶۲۰۵۔ مؤطا: ۶۴۴۔ دارمی: ۱۷۲۵۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شرح: ...... ان احادیث میں دلیل ہے کہ جو شخص احتلام یا جماع کی وجہ سے جنبی ہو اور صبح ہو جائے تو وہ روزہ رکھ لے بعد میں غسل کر لے اور نماز ادا کرے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ اس حالت میں روزہ نہیں مگر جب انہیں علم ہوا تو اس بات سے رجوع کر لیا تھا۔ اسی طرح جو عورت حیضہ ہو یا نفاس والی ہو ان کا خون منقطع ہو جائے تو ان کا بھی یہی حکم ہے۔ (مرعاة: ۳/ ۲۳۰)

۲۹۳۰۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ نَسِيَ وَهُوَ صَائِمٌ فَأَكَلَ أَوْشَرِبَ فَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ فَإِنَّمَا أَطْعَمَهُ اللّٰهُ وَسَقَاهُ. (رواه مسلم ۱۱۵۵)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ”جو شخص روزے میں بھول کر کھا پی لے تو وہ اپنا روزہ مکمل کرے، اللہ تعالیٰ ہی نے اس کو کھلایا اور پلایا ہے۔“

۲۹۳۱۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ صَائِمٍ أَكَلَ وَشَرِبَ نَاسِياً فَلَمْ يَأْمُرْهُ بِالْقَضَاءِ وَقَالَ: إِنَّمَا ذٰلِكَ طَعَامٌ أَطْعَمَهُ اللّٰهُ (لِلأَوْسَطِ بضعف)

سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ سے اس روزے دار کے متعلق سوال کیا گیا جس نے بھول کر کھایا اور پیا تھا۔ آپ نے اس کو روزہ قضا کرنے کا حکم نہیں دیا اور فرمایا: ”یہ کھانا اس کو اللہ تعالیٰ نے کھلایا ہے۔“ (الاوسط، یہ سند ضعیف ہے)

۲۹۳۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَفَعَهُ: مَنْ أَكَلَ أَوْشَرِبَ نَاسِيًا فِي رَمَضَانَ فَلَا قَضَاءَ عَلَيْهِ وَلَا كَفَّارَةَ. (رواه الطبراني في الأوسط)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے رمضان میں بھول کر کھایا پیا تو اس پر نہ قضاء واجب ہے اور نہ کفارہ واجب ہے۔“ (الاوسط)

شرح: ...... روزے دار بھول کر کم یا زیادہ کچھ کھا پی لے اور یاد آنے پر فوراً رک جائے تو روزہ افطار نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی اس کے ذمہ قضا ہے۔

مالکیوں نے اس حدیث کی تاویلات کی ہیں، جن سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اس کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ مگر یہ تمام تاویلات غیر مناسب ہیں۔ صحیح حدیث میں آتا ہے کہ جس نے رمضان کے مہینہ میں بھول کر کھایا، اس پر نہ تو کفارہ ہے، نہ ہی قضا ہے۔ (دارقطنی: ۱/ ۲۳۷)

۲۔ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر بے حد لطف و مہربانی ہے کہ اس نے اپنے بندوں پر سے مشقت دور کر دی اور آسانی پیدا کر دی۔

(۲۹۳۰) مسلم: ۱۱۵۵۔ بخاری: ۶۶۶۹۔ ترمذی: ۷۲۱۔ ابوداؤد: ۲۳۹۸۔ ابن ماجه: ۱۶۷۳۔ احمد: ۱۰۲۸۷۔ دارمی: ۱۷۲۷.

(۲۹۳۱) طبرانی اوسط، وفيه محمد بن عبيدالله العرزمي وهو ضعيف.

(۲۹۳۲) طبرانی اوسط، وفيه محمد بن عمرو وحديثه حسن، هيثمي: ۴۹۰۰.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

۳۔ بھول کر جماع کے بارے میں اختلاف ہے کہ روزہ ٹوٹتا ہے یا نہیں۔ بعض ائمہ کا خیال ہے وہ بھی اس حکم میں شامل ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ جماع بھول کر کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، مگر کفارہ نہیں کیونکہ کھانا پینا اکثر بھول کر ہو جاتا ہے جبکہ جماع ایک فعل ہے یہ عموماً بھول کر نہیں ہوتا۔ (مرعاۃ: ۳/۲۳۴)

٢٩٣٣ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ أَدْرَكَ رَمَضَانَ وَعَلَيْهِ مِنْ رَمَضَانَ شَيْءٌ لَمْ يَقْضِهِ لَمْ يَتَقَبَّلْ مِنْهُ. (رواه أحمد ٨٤٠٧. والأوسط)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس کو رمضان آ پہنچا اور اس پر پہلے کے رمضان کے روزے باقی تھے جو قضا نہیں کیے تھے تو اس کے روزے اس رمضان کے بھی قبول نہ ہوں گے۔" (احمد اور الاوسط)

٢٩٣٤ـ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: مَطَرَتِ السَّمَاءُ بَرَداً فَقَالَ لَنَا أَبُوْطَلْحَةَ وَنَحْنُ غِلْمَانٌ: نَاوِلْنِيْ يَا أَنَسُ مِنْ ذٰلِكَ الْبَرَدِ، فَنَاوَلْتُهُ فَجَعَلَ يَأْكُلُ وَهُوَ صَائِمٌ، فَقُلْتُ أَلَسْتَ صَائِماً؟ قَالَ: بَلٰى إِنَّ هٰذَا لَيْسَ بِطَعَامٍ وَلَاشَرَابٍ وَإِنَّمَا هُوَبَرَكَةٌ مِنَ السَّمَاءِ نُطَهِّرُ بِهِ بُطُوْنَنَا، قَالَ أَنَسٌ: فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ: خُذْعَنْ عَمِّكَ. (رواه أبو يعلى الموصلي ١٤٢٤، والبزار بلين)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آسمان سے اولے برسے تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں کہا، جبکہ ہم اس وقت چھوٹی عمر کے لڑکے تھے: اے انس! یہ اولے میرے ہاتھ میں دیدے تو میں نے ان کو دے دیے اور اس نے اولے کھانا شروع کر دیے اور وہ روزے سے تھے۔ میں نے کہا: کیا تم روزے سے نہیں ہو؟ تو اس نے کہا روزہ تو ہے البتہ یہ اولے کھانے پینے میں شامل نہیں ہیں۔ یہ تو آسمان سے برکت نازل ہوئی ہے اور اس کے ذریعے ہم اپنے پیٹ پاک کرتے ہیں۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور اسی بات کی آپ کو خبر دی تو آپ نے فرمایا: "تو اپنے چچا کا طریقہ اختیار کر۔" (الموصلی اور البزار سند کمزور ہے)

٢٩٣٥ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهِ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِي أَنْ، يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ. (للبخاری ١٩٠٣)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص جھوٹ بولنا اور جھوٹ پر عمل کرنا ترک نہ کرے اللہ تعالیٰ کو اس کے کھانا پینا چھوڑنے کی حاجت نہیں ہے۔" (بخاری)

(٢٩٣٣) احمد: ٨٤٠٧ـ طبرانی اوسط، وفیه ابن لهیعة وحدیثه حسن، وفیه كلام و بقیة رجاله ثقات، هیثمی: ٤٨٣٣.

(٢٩٣٤) ابو یعلی موصلی: ١٤٢٤ـ بزار، وفیه علی بن زید وفیه كلام، وقد وثق وبقیة رجال البزار رجال الصحیح، و رواه البزار موقوفا، وزاد فذكرت ذلك لسعید بن المسیب فكرهه وقال انه یقطع الظماء، هیثمی: ٥٠١٤.

(٢٩٣٥) بخاری: ١٩٠٣ـ ترمذی: ٧٠٧ـ ابوداؤد: ٢٣٦٢ـ ابن ماجه: ١٦٨٩ـ احمد: ١٠١٨٣ـ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

٢٩٣٦ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، رَفَعَهُ: رُبَّ صَائِمٍ حَظُّهُ مِنْ صِيَامِهِ الْجُوْعُ وَالْعَطَشُ وَرُبَّ قَائِمٍ حَظُّهُ مِنْ قِيَامِهِ السَّهْرُ. (رواه الطبراني في الكبير ١٣٤١٣)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما مرفوع بیان کرتے ہیں: ''بہت سے ایسے روزہ دار ہیں کہ روزے سے جن کو بھوک پیاس کے علاوہ کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا اور بہت سے قیام کرنے والے لوگ ہیں جن کو قیام سے بیدار رہنے کے علاوہ کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا ہے۔'' (الکبیر)

شرح: ..... معنی یہ ہے کہ بعض روزہ رکھتے ہیں مگر روزے میں وہ اخلاص اور خشوع نہیں ہوتا جو ثواب کا باعث بنتا ہے۔ نہ ثواب کا تصور کرتے ہوئے رکھا جاتا ہے نہ فواحش سے اجتناب کرتا ہے۔ جھوٹ، بہتان اور غیبت وغیرہ سے پرہیز نہیں کرتا، تو سوائے بھوک اور پیاس کے اور کیا حاصل ہوگا، یہی حال شب خیزی کا ہے۔ ثواب تو تب ہوتا ہے، جب عبادت اور روزہ اس کی شرائط کے ساتھ ادا کیا جائے، ورنہ بھوکا مرنا اور بدن کمزور کرنا ہے۔ (مرعاۃ: ٣/ ٢٤٩)

٢٩٣٧ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ لَا تَصُوْمُ الْمَرْأَةُ وَبَعْلُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ (رواه البخاري ٥١٩٢)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کوئی عورت اپنے خاوند کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر روزہ نہ رکھے۔'' (الشیخان، ابوداود، الترمذی)

شرح: اس میں دلیل ہے کہ خاوند سفر پر نہ ہو تو بیوی پر حرام ہے کہ وہ خاوند کی اجازت کے بغیر نفلی روزے رکھے۔ نفلی روزہ ہو یا واجب روزہ کی قضاء ہو تو خاوند سے اجازت لے کر روزہ رکھے۔ وجہ یہ ہے کہ خاوند کو بیوی سے فائدہ اٹھانے کا حق حاصل ہے، اور جب اس کی مرضی ہو یہ حق پورا کر سکتا ہے، یہ نفلی روزہ اس میں رکاوٹ نہیں بن سکتا کیونکہ خاوند کا حق نفلی روزہ سے زیادہ مضبوط ہے۔ حدیث کے یہ الفاظ کہ اس کا خاوند حاضر ہو، تب اجازت سے روزہ رکھے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر سفر پر ہو تو پھر رکھ سکتی ہے۔ (مرعاۃ: ٣/ ٢٦٢)

٢٩٣٨ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ فَلْيُجِبْ فَإِنْ كَانَ مُفْطِرًا فَلْيَطْعَمْ وَإِنْ كَانَ صَائِمًا فَلْيُصَلِّ قَالَ هِشَامٌ وَالصَّلَاةُ الدُّعَاءُ (رواه أبوداود ٢٤٦٠)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کو کھانے پر دعوت دی جائے تو وہ قبول کرے اور اگر وہ غیر روزے دار ہو تو کھائے اور اگر روزے سے ہو تو دعا کر دے۔ ہشام نے کہا مراد یہ ہے ان کے لیے دعا کر دے۔

(٢٩٣٦) طبرانی کبیر: ١٣٤١٣۔ و رجالہ موثقون، ہیثمی: ٥٢٣٢۔

(٢٩٣٧) بخاری: ٥١٩٢۔ مسلم: ١٠٢٦۔ ابوداؤد: ١٦٨٧۔ احمد: ٢٧٤٠٥۔

(٢٩٣٨) ابوداؤد: ٢٤٦٠۔ صحیح، البانی: ٢١٤٨۔ مسلم: ١٤٣١۔ ترمذی: ٧٨١۔ ابن ماجہ: ١٧٥٠۔ احمد: ١٠٢٠٧۔ دارمی: ١٧٣٧۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شرح: ...... یہ کہنا کہ میں روزہ دار ہوں، یہ عذر کے طور پر ہے۔ اگر دعوت والا اصرار کرتا ہے کہ ضرور دعوت قبول کرو تو یہ بتائے کہ میں روزہ دار ہوں اگر پھر بھی وہ مطالبہ کرتا ہے تو پھر حاضر ہو جائے کیونکہ روزہ دعوت قبول کرنے میں رکاوٹ نہیں۔ اگر دعوت قبول نہ بھی کرنا چاہے تو اسے اختیار ہے مگر کھانا کھلانے والے کے لیے دعا کر دے۔

۲۔ جب ضرورت پیش آ جائے تو اپنی نفلی عبادات، نماز اور روزہ وغیرہ بتائی جا سکتی ہیں اگر ضرورت نہ ہو تو پھر انہیں پوشیدہ رکھنا ہی بہتر ہے۔

۳۔ اس میں اچھی گزران اور آپس میں اصلاح اور تالیف قلوب کی بھی رہنمائی کی گئی ہے۔ (عون المعبود: ۲/ ۳۰۷)

۲۹۳۹۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ نَزَلَ عَلَى قَوْمٍ فَلَا يَصُوْمَنَّ تَطَوُّعًا إِلَّا بِإِذْنِهِمْ. (رواه الترمذی ۷۸۹)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص کسی کے ہاں مہمان ٹھہرے تو ان کی اجازت کے بغیر روزہ نہ رکھے۔“

۲۹۴۰۔ عَنْ سَلْمَانَ، رَفَعَهُ: مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا عَلَى طَعَامٍ وَشَرَابٍ مِنْ حَلَالٍ صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ فِي سَاعَاتِ شَهْرِ رَمَضَانَ وَصَلَّى عَلَيْهِ جِبْرِيْلُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ. (رواه الطبرانی فی الکبیر ۶۱۶۲، والبزار)

سیدنا سلیمان رضی اللہ عنہ نے مرفوع بیان کیا: ”جس نے حلال مال سے روزہ دار کو کھلا پلا کر افطار کرایا تو سارے رمضان کے اوقات میں فرشتے اس کے لیے رحمت طلب کرتے ہیں اور لیلۃ القدر میں اس پر جبریل علیہ السلام درود پڑھتے ہیں۔“ (الکبیر البزار)

۲۹۴۱۔ زاد آخر البزار: وَرُزِقَ دُمُوْعًا وَرِقَّةً، وَقَالَ سَلْمَانُ: إِنْ كَانَ لَا يَقْدِرُ عَلَى قُوْتِهِ؟ قَالَ: عَلَى كِسْرَةِ خُبْزٍ أَوْ مُذْقَةِ لَبَنٍ أَوْ شُرْبَةِ مَاءٍ كَانَ لَهُ ذٰلِكَ.

دوسرے راوی نے یہ کلمات زائد بیان کیے ہیں: ”اس کو آنسو بہانے اور دل نرم ہونے کی دولت عنایت کی جاتی ہے۔ راوی نے کہا میں نے عرض کی اگر اس کو کھانا کھلانے کی توفیق نہ ہو تو؟ فرمایا: ”روٹی کے ٹکڑے چکھنے کے برابر دودھ اور پانی پلانے پر اس کو یہ اجر دیا جاتا ہے۔“

انتباہ: ...... ترمذی، ابواب الصوم، باب ماجاء فی فضل من فطر صائما میں آتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جو روزہ دار کا روزہ افطار کرواتا ہے اسے بھی اتنا ہی اجر ملتا ہے جتنا روزہ دار کو حاصل ہوتا ہے اور روزہ دار کے ثواب میں کمی نہیں کی جاتی۔ (حسن صحیح)

(۲۹۳۹) ترمذی: ۷۸۹۔ ضعیف جداً: ۱۳۰۔ ابن ماجہ: ۱۷۶۳۔

(۲۹۴۰) طبرانی کبیر: ۶۱۶۲۔ بزار وفیہ، الحسن بن ابی جعفر، قال ابن عدی: له احادیث صالحة وھو صدوق وفیه، کلام کثیر، ھیثمی: ۴۸۹۴۔

(۲۹۴۱) طبرانی کبیر: ۶۱۶۲۔ بزار وفیہ، الحسن بن ابی جعفر، قال ابن عدی: له احادیث صالحة وھو صدوق وفیه، کلام کثیر، ھیثمی: ۴۸۹۴۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اَلسُّحُوْرُ وَالْإِفْطَارُ وَالْوِصَالُ

سحری کھانے، افطار کرنے اور وصال کے روزے رکھنے کا بیان

۲۹۴۲۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ تَسَحَّرُوْا فَإِنَّ فِي السَّحُوْرِ بَرَكَةً (رواہ البخاری ۱۹۲۳)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سحری کھایا کرو اس لیے کہ سحری کھانے میں برکت ہے۔''

۲۹۴۳۔ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِ يْكُرِبَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ عَلَيْكُمْ بِغَدَاءِ السَّحُوْرِ فَإِنَّهُ هُوَالْغَدَاءُ الْمُبَارَكُ. (رواہ النسائی ۲۱۶۴)

سیدنا مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ تم لوگ سحری کا کھانا ضرور کھایا کرو وہ بابرکت کھانا ہے۔'' (النسائی)

۲۹۴۴۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ نِعْمَ سَحُوْرُالْمُؤْ مِنِ التَّمْرُ (رواہ أبوداود ۲۳۴۵)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مومن کی سحری کا بہترین کھانا کھجور ہے۔'' (ابوداؤد)

شرح: ......۱۔سحری کھانے کا حکم مستحب ہے، فرض نہیں۔ سحری میں برکت سے مراد یہ ہے کہ اس میں اتباع سنت پائی جاتی ہے اور اہل کتاب کی مخالفت ہے اور بدن میں قوت آتی ہے، اور انسان چاک وچوبند رہتا ہے اور بھوک کی وجہ سے جو بدخلقی پیدا ہوتی ہے اس کا دفاع ہو جاتا ہے۔ اور ذکر و دعا پر توجہ مبذول ہوتی ہے۔

۲۔سحری کھانے میں برکت بیان ہوئی ہے۔ کھجور ایک ایسی غذا ہے جو بدن انسانی کے لیے نہایت ہی مفید ہے، اس لیے سحری کے وقت کھانے سے اسے برکت قرار دیا گیا ہے۔ تو دو برکات ہوئیں، ایک سحری کھانا۔ کھجور بھی سحری کے کھانے میں شامل کرنا۔ (مرعاۃ: ۳/ ۲۲۷)

۲۹۴۵۔ عَنْ زَيْدِبْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ تَسَحَّرْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ قُلْتُ كَمْ كَانَ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالسَّحُوْرِ قَالَ قَدْرَخَمْسِيْنَ آيَةً. (رواہ البخاری ۱۹۲۱)

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا بیان ہے ہم نے سحری کا کھانا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کھایا اور پھر ہم نماز کے لیے اٹھے۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: ان دو کاموں کے درمیان کتنے وقت کا فاصلہ تھا؟ انہوں نے کہا: پچاس آیات پڑھنے کا اندازہ۔

(۲۹۴۲) بخاری: ۱۹۲۳۔ مسلم: ۱۰۹۵۔ ترمذی: ۷۰۸۔ نسائی: ۲۱۴۶۔ ابن ماجہ: ۱۶۹۲۔ احمد: ۱۳۵۸۱۔ دارمی: ۱۶۹۶۔

(۲۹۴۳) نسائی: ۲۱۶۴۔ صحیح الاسناد، البانی: ۲۰۴۴۔

(۲۹۴۴) ابوداؤد: ۲۳۴۵۔ صحیح، البانی: ۲۰۵۵۔

(۲۹۴۵) بخاری: ۱۹۲۱۔ مسلم: ۱۰۹۷۔ ترمذی: ۷۰۳۔ نسائی: ۲۱۵۶۔ ابن ماجہ: ۱۶۹۴۔ احمد: ۲۱۱۶۳۔ دارمی: ۱۶۹۵۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شرح: ......ایک آدمی متوسط انداز سے نہ زیادہ تیزی سے نہ زیادہ سستی سے پڑھے، تو جتنی دیر لگتی ہے نماز اور سحری کے درمیان اتنا وقفہ ہوتا تھا، یعنی اتنا وقفہ پہلے سحری ختم ہو جاتی اور پھر نماز کا آغاز ہو جاتا ہے۔

یہ وقت تقریباً آدھا گھنٹہ کا اندازہ ہو سکتا ہے اور یہ وقت بہت اچھا ہے کیونکہ اگر رات میں سحری رکھ دی جاتی تو بہت دقت ہوتی۔

۲۔ اسی وقفے میں کھانا کھانے سے بدن میں تقویت رہتی ہے عموماً اس وقت کھانے کی ضرورت ہوتی ہے، صفراوی طبیعت والا اس سے زیادہ بھوک کا وقفہ برداشت نہیں کر سکتا۔

۳۔ اس میں یہ بھی درس ہے کہ ایک فاضل آدمی اپنے ساتھیوں کے ساتھ کھانا کھانے میں انس پیدا کرے۔

۴۔ اجتماعی طور پر بھی سحری کھانا جائز ہے۔

۵۔ طلوع فجر سے پہلے سحری کھانے سے فراغت ہو جائے۔

۲۹۴۶۔ عَنْ زِرٍّ قَالَ قُلْنَا لِحُذَيْفَةَ أَيُّ سَاعَةٍ تَسَحَّرْتَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ هُوَ النَّهَارُ إِلَّا أَنَّ الشَّمْسَ لَمْ تَطْلَعْ. (رواه النسائی ۲۱۵۲)

سیّدنا زر بن حبیش رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا کون سی ساعت آپ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سحری کا کھانا کھایا تھا؟ انہوں نے کہا: دن تھا مگر سورج طلوع نہیں ہوا تھا۔ (النسائی)

شرح: ......حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول ثابت نہیں، عاصم بن ابی نجود، سچا تو ہے مگر اسے وہم ہوئے ہیں۔

۲۔ اگر یہ درست بھی ہو تو پھر اس کی تاویل یہ ہوگی کہ فجر کے طلوع ہونے سے کچھ پہلے، وگرنہ سورج طلوع ہونے تک تو سحری کا وقت نہیں رہتا۔

۲۹۴۷۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَمْنَعَنَّ أَحَداً مِنْكُمْ أَذَانُ بِلَالٍ أَوْ قَالَ نِدَاءُ بِلَالٍ مِنْ سَحُوْرِهِ فَإِنَّهُ يُؤَذِّنُ أَوْ قَالَ يُنَادِي بِلَيْلٍ لِيَرْجِعَ قَائِمُكُمْ وَيُوْقِظَ نَائِمُكُمْ وَقَالَ لَيْسَ أَنْ يَقُوْلَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَصَوَّبَ يَدَهُ وَرَفَعَهَا حَتّٰى يَقُوْلَ هٰكَذَا وَفَرَّجَ بَيْنَ

سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کسی کو بلال رضی اللہ عنہ کی اذان سحری کھانے سے باز نہ رکھے وہ اذان کہتا ہے رات کے اندر تاکہ تمہارے قیام والے کو واپس جانے کی اطلاع دے اور تمہارے سونے والے کو بیدار کر دے۔ اور فجر اس طرح نہیں طلوع ہوتی اور بعض راویوں نے دونوں ہاتھ جمع کر کے اشارہ کیا یہاں تک کہ اس طرح افق پر پھیل جائے اور دو ہاتھوں کی شہادت کی انگلیوں کو

(۲۹۴۶) نسائی: ۲۱۵۲۔ حسن الاسناد، البانی: ۲۰۳۲۔ ویمکن اعلالہ۔

(۲۹۴۷) مسلم: ۱۰۹۳۔ بخاری: ۷۲۴۷۔ نسائی: ۲۱۷۰۔ ابوداؤد: ۲۳۴۷۔ ابن ماجہ: ۱۶۹۶۔ احمد: ۴۱۳۶۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

إِصْبَعَيْهِ . في رواية: هُوَالْمُعْتَرِضُ وَلَيْسَ بِالْمُسْتَطِيْلِ . (رواه مسلم ١٠٩٣)

پھیلایا۔اور ایک روایت میں ہے صبح افق پر پھیلتی ہے اور طویل نہیں ابھرتی۔

٢٩٤٨۔عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ بِلالاً يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ فَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتَّى يُنَادِيَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ ثُمَّ قَالَ وَكَانَ رَجُلاً أَعْمَى لَايُنَادِيْ حَتَّى يُقَالَ لَهُ أَصْبَحْتَ أَصْبَحْتَ . (رواه البخاری ٦١٧)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا: ''بلال رات کو اذان کہتا ہے تو تم کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ اذان کہے اور وہ نابینا شخص تھا وہ اذان نہیں کہتا تھا یہاں تک کہ اس کو کہا جاتا: تو نے صبح کر دی تو نے صبح کردی۔

شرح: ..... یہ اذان فجر سے پہلے تھی، اس سے مقصود سوئے ہوئے لوگوں کو بیدار کرنا تھا۔ وہ اٹھیں اور نماز کی تیاری کریں اور روزہ رکھنے والے روزہ رکھ لیں۔ ثابت ہوا سحری تب تک کھائیں جب تک صبح فجر کا پتہ نہ چل جائے۔ پہلی اذان اور دوسری اذان میں اتنا وقفہ ہی ہوتا تھا جتنے میں آدمی کھانا کھا لیتا ہے۔ (تفہیم الاسلام:١/ ٢٢٩)

٢٩٤٩۔عَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَقْبَلَ اللَّيْلُ وَأَدْبَرَالنَّهَارُ وَغَابَتِ الشَّمْسُ فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ . (رواه مسلم ١١٠٠)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب رات آجائے اور دن چلا جائے اور سورج غروب ہو جائے تو روزے دار روزہ افطار کر لے۔

شرح:......اس سے مراد ہے کہ جب صبح صادق ہو چکی ہو اور غروب آفتاب کا یقین ہو جائے تو روزہ افطار کرنے میں تاخیر نہ کی جائے، جلدی افطار کر لیا جائے۔ (مرعاۃ:٣/ ٢١٨)

٢٩٥٠۔عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رضی اللہ عنہ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فِي سَفَرٍ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ فَلَمَّا غَابَتِ الشَّمْسُ قَالَ يَافُلاَنُ أَنْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا قَالَ يَارَسُوْلَ اللهِ إِنَّ عَلَيْكَ نَهَاراً قَالَ أَنْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا قَالَ

سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک سفر میں رمضان مبارک میں ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے جب سورج غروب ہوا تو آپ نے فرمایا: اے بلال! اتر کر ہمارے لیے ستو گھول۔ اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! ابھی تو آپ پر دن کا وقت باقی ہے۔ فرمایا: تو اتر کر ہمارے لیے ستو

(٢٩٤٨) بخاری: ٦١٧۔ مسلم: ١٠٩٢۔ ترمذی: ٢٠٣۔ نسائی: ٦٣٨۔ احمد: ٦٠١٤۔ موطا: ١٦٤۔ دارمی: ١١٩٠۔
(٢٩٤٩) مسلم: ١١٠٠۔ بخاری: ١٩٥٤۔ ترمذی: ٦٩٨۔ ابوداؤد: ٢٣٥١۔ احمد: ٣٨٥۔ دارمی: ١٧٠٠۔
(٢٩٥٠) مسلم: ١١٠١۔ بخاری: ١٩٥٨۔ ابوداؤد: ٢٣٥٢۔ احمد: ١٨٩٢١۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

فَـنَـزَلَ فَجَدَحَ فَأَتَاهُ بِهِ فَشَرِبَ النَّبِيُّ ثُمَّ قَالَ بِيَـدِهِ إِذَا غَـابَـتِ الشَّمْسُ مِنْ هَاهُنَا وَجَاءَ الـلَّيْـلُ مِـنْ هَاهُنَا فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ (رواه مسلم ١١٠١)

گھول دے۔تو وہ اترا اور اس نے ستو گھولے اور آپ نے نوش فرما کر ہاتھ سے اشارہ کیا کہ جب سورج اس جگہ سے غائب ہو اور اس طرف (مشرق) سے رات آجائے تو روزے دار کے افطار کا وقت ہو جاتا ہے۔“

٢٩٥١۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ الْهِلَالَ رُئِيَ فِيْ زَمَانِ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ بِعَشِيٍّ فَلَمَّا يُفْطِرْ عُثْمَانُ حَتَّى أَمْسَى وَغَابَتِ الشَّمْسُ . (لمالك)

”امام مالک رحمہ اللہ کو یہ خبر پہنچی ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں عید کے بعد عید کا چاند ظہر کے وقت نظر آیا تو عثمان رضی اللہ عنہ نے روزہ افطار نہ کیا یہاں تک کہ شام کو بروقت افطار کیا۔

٢٩٥٢۔ عَـنْ سَهْـلِ بْـنِ سَعْدٍأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوْا الْفِطْرَ . (رواه البخاری ١٩٥٧)

سیّدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لوگ نیکی پر قائم کریں گے جب تک جلدی افطار کرتے رہیں گے۔“

٢٩٥٣۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا يَـزَالُ الدِّيْنُ ظَاهِرًا مَاعَجَّلَ النَّاسُ الْفِطْرَ لِاَنَّ الْيَهُـوْدَ وَالـنَّصَارٰى يُؤَخِّرُوْنَ . (رواه البخاری ١٩٥٧)

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”دین اس وقت تک غالب رہے گا جب تک لوگ روزہ افطار کرنے میں جلدی کریں گے اس لیے کہ یہود و نصاری تاخیر کرتے ہیں۔“

٢٩٥٤۔ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَـالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَـالَ اللّٰهُ عَـزَّوَجَلَّ أَحَـبُّ عِبَـادِيْ إِلَيَّ اَعْجَلُهُمْ فِطْرًا . (رواه الترمذی ٧٠٠)

روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مجھے اپنے بندوں میں سے وہ بندے زیادہ پسند ہیں جو روزہ افطار کرنے میں جلدی کرتے ہیں۔“ (الترمذی)

٢٩٥٥۔ عَـنْ أَبِـيْ عَطِيَّةَ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ فِيْنَا رَجُلَانِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَحَدُهُمَا يُـعَـجِّـلُ الْإِفْطَارَ وَيُؤَخِّرُ السَّحُوْرَ وَالْآخَرُ يُـؤَخِّـرُ الْإِفْـطَـارَ وَيُعَجِّلُ السَّحُوْرَ قَالَتْ

ابو عطیہ نے کہا: میں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ ہمارے درمیان رسول اللہ ﷺ کے دو صحابی ہیں ایک ان میں افطار جلدی کرتا اور دوسرا سحری تاخیر سے کھاتا ہے اور دوسرا افطار کرنے میں تاخیر کرتا اور سحری کھانے میں جلدی کرتا ہے۔

(٢٩٥١) موطا.
(٢٩٥٢) بخاری: ١٩٥٧۔ مسلم: ١٠٩٨۔ ترمذی: ٦٩٩۔ ابن ماجه: ١٦٩٧۔ احمد: ٢٢٣٦٣۔ موطا: ٦٣٨۔ دارمی: ١٦٩٩.
(٢٩٥٣) ابوداؤد: ٢٣٥٣۔ حسن، البانی: ٢٠٦٣، ابن ماجه: ١٦٩٨۔ احمد: ٢٧٢١٨.
(٢٩٥٤) ترمذی: ٧٠٠۔ ضعیف، البانی: ١١١۔ احمد: ٨١٦٠.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

أَيُّهُمَا الَّذِي يُعَجِّلُ الْإِفْطَارَ وَيُؤَخِّرُ السَّحُوْرَ قُـلْتُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَتْ هٰكَذَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصْنَعُ. (رواه النسائی ٢١٥٨)

ام المومنین رضی اللہ عنہا نے کہا: کون جلدی کرتا ہے افطار کرنے میں اور تاخیر کرتا ہے سحری کھانے میں؟ میں نے کہا: ابن مسعود رضی اللہ عنہ۔ تو انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

٢٩٥٦۔۔۔ وفی رواية: أَحَدُهُمَا يُعَجِّلُ الْإِفْطَارَ وَيُعَجِّلُ الصَّلَاةَ وَالآخَرُيُؤَخِّرُ الْإِفْطَارَ وَيُؤَخِّرُ الصَّلَاةَ. (رواه مسلم ١٠٩٩)

ایک روایت میں ہے کہ ان دونوں میں سے ایک روزہ افطار کرنے میں بھی جلدی کرتا ہے اور نماز پڑھنے میں بھی جلدی کرتا ہے اور دوسرا افطاری میں بھی تاخیر کرتا ہے اور نماز بھی تاخیر سے پڑھتا ہے۔ (مسلم)

شرح:...... جب یہ ثابت ہو جائے کہ آفتاب غروب ہو چکا ہے تو پھر روزہ افطار کرنے میں تاخیر نہ کی جائے۔ یہ سنت کی اتباع ہے، سنت کی اتباع میں اور بدعت سے دوری میں اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل ہوتی ہے۔

روزے میں تاخیر کرنا اللہ کے دشمنوں یہود ونصاریٰ کا وطیرہ ہے۔ ان کی مخالفت اس میں ہے کہ مسلمان وقت پر روزہ افطار کریں تو اس سے ان پر اللہ کی مدد نازل ہوگی، دین کا غلبہ ہوگا۔

٢٩٥٧۔۔۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ وَجَدَتَمْرًا فَلْيُفْطِرْ عَلَيْهِ وَمَنْ لَا فَلْيُفْطِرْ عَلَى مَاءٍ فَإِنَّ الْمَاءَ طَهُوْرٌ. (رواه الترمذی ٦٩٤)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کو کھجور میسر آئے اس سے افطار کرے اور جس کو وہ میسر نہ آئے تو پانی سے افطار کرے، بے شک پانی پاک کرنے والی چیز ہے۔'' (ترمذی)

٢٩٥٨۔ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُفْطِرُ عَلَى رُطَبَاتٍ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ رُطَبَاتٍ فَعَلَى تَمَرَاتٍ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ حَسَاحَسَوَاتٍ مِنْ مَاءٍ. (رواه أبوداود ٢٣٥٦)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے پہلے چند تازہ کھجوروں سے روزہ افطار کرتے اور اگر تازہ کھجوریں میسر نہ ہوتیں تو خشک کھجوروں سے افطار کرتے اور وہ بھی میسر نہ ہوتیں تو پانی سے چند بار چلو بھر کر افطار کرتے۔

(٢٩٥٥) نسائی: ٢١٥٨۔ صحیح، البانی: ٢٠٣٨۔ مسلم: ١٠٩٩۔ ترمذی: ٧٠٢۔ ابوداؤد: ٢٣٥٤۔ احمد: ٢٤٨٣١۔

(٢٩٥٦) مسلم: ١٠٩٩۔ ترمذی: ٧٠٢۔ نسائی: ٢١٦١۔ ابوداؤد: ٢٣٥٤۔ احمد: ٢٤٨٧١۔

(٢٩٥٧) ترمذی: ٦٩٤۔ ضعیف، البانی: ١٠٩۔ ابوداؤد: ٢٣٥٦۔ احمد: ١٢٢٦٥۔

(٢٩٥٨) ابوداؤد: ٢٣٥٦۔ حسن صحیح، البانی: ٢٠٦٥۔ ترمذی: ٦٩٤۔ احمد: ١٢٢٦٥۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شرح: ...... کھجور کے ساتھ روزہ کھولنے کی تاکید ہے، وگرنہ اوپر حدیث گزری ہے، آپ ﷺ نے ستوؤں سے روزہ افطار کیا تھا۔ کھجور میٹھی ہوتی ہے، بھوک اور پیاس کی وجہ سے نفس انسانی تھک جاتا ہے، کھجور کی خاص تاثیر ہے جو بدن انسانی میں قوت پیدا کرتی ہے۔

سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ کھجور کے ساتھ روزہ افطار کرنے سے سنت کی اتباع کا ثواب ملتا ہے، یہ نہ ہو تو طراوٹ کے لیے پانی سے روزہ افطار کر لیا جائے۔

ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کھجور اور پانی کے ساتھ روزہ افطار کرنے کی ترغیب دلا کر نبی اکرم ﷺ نے امت پر بہت ہی زیادہ شفقت فرمائی ہے۔ خالی معدہ ہو تو میٹھی چیز کی طرف طبیعت انسانی زیادہ میلان رکھتی ہے اور اس سے قویٰ زیادہ مستفید ہوتے ہیں، خصوصاً قوت باصرہ کے لیے کھجور بہت مفید ہے، روزہ سے جسم انسانی پر خشکی طاری ہو جاتی ہے پانی سے روزہ افطار کریں تو دل کی اصلاح میں اس کی بہت تاثیر ہے۔ (مرعاة: ٣/ ٢٢٤)

٢٩٥٩۔ عَنْ مُعَاذِبْنِ زُهْرَةَ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَفْطَرَ قَالَ اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلَى رِزْقِكَ أَفْطَرْتُ. (رواه أبو داود ٢٣٥٨)

سیدنا معاذ بن زہرہ کو یہ حدیث پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب افطار کرتے تو دعا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں نے تیرے لیے روزہ رکھا اور میں نے تیرے ہی رزق پر افطار کیا۔''

٢٩٦٠۔ ابْنَ عُمَرَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَفْطَرَ قَالَ ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْأَجْرُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ (رواه أبو داود ٢٣٥٧)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب روزہ افطار کرتے تو یہ کلمات کہتے تھے: ''پیاس جاتی رہی، رگیں تر ہو گئیں اور ان شاء اللہ ثواب ثابت ہوا۔''

شرح: ...... افطاری کے بعد یہ دعائیں پڑھی جائیں۔ سرزمین حجاز میں سخت گرمی تھی اور ویسے بھی روزہ سے بھوک اور پیاس ہوتی ہے۔

یہ دعا نہایت ہی موزوں ہے کہ اب افطاری سے بھوک اور پیاس ختم ہوئی، اجر و ثواب ثابت ہو گیا، جسمانی تھکاوٹ اور ناتوانی نہ رہی، دوبارہ توانائی ملی اور ساتھ ثواب بھی ملا۔ اور جو اللہ کے حکم سے رزق کھانا چھوڑا تھا اب اس کی اجازت ملی ہے، دوبارہ کھا رہا ہوں۔ (مرعاة: ٣/ ٢٢٦)

٢٩٦١۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنْ

سیدنا عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اتنی بار روزے

(٢٩٥٩) ابوداؤد: ٢٣٥٨۔ ضعیف، الباني: ٥١٠.

(٢٩٦٠) ابوداؤد: ٢٣٥٧۔ حسن، الباني: ٢٠٦٦۔ بخاري: ٥٨٩٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أَبِيهِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَسْتَاكُ وَهُوَ صَائِمٌ زَادَ مُسَدَّدٌ مَالاَ أَعُدُّ وَلاَ أُحْصِي. (رواه أبوداود ٢٣٦٤)

کی حالت میں رسول اللہ ﷺ کو مسواک کرتے دیکھا ہے کہ میں نہ گن سکتا ہوں نہ یاد کرسکتا ہوں۔''

٢٩٦٢۔ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ يَسْتَاكُ أَوَّلَ النَّهَارِ وَآخِرَهُ وَلاَ يَبْلَعُ رِيْقَهُ. (للبخاري تعليقا)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: روزے دار دن کے ابتدائی حصے میں بھی مسواک کرسکتا ہے اور دن کے آخری حصے میں بھی۔

٢٩٦٣۔ عَنْ خَبَّابٍ، رَفَعَهُ: إِذَا صُمْتُمْ فَاسْتَاكُوْا بِالْغَدَاةِ وَلاَتَسْتَاكُوْا بِالْعَشِيِّ فَإِنَّهُ لَيْسَ مَنْ صَائِمٍ تَيْبَسُ شَفَتَاهُ بِالْعَشِيِّ إِلَّا كَانَ نُوْراً بَيْنَ عَيْنَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (رواه الطبراني في الكبير بلين ٣٦٩٦)

سیدنا خباب رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''جب تم روزہ رکھو تو دن کے شروع میں مسواک کرو اور پچھلے پہر مسواک نہ کرو کہ جس روزے دار کے لب دن کے آخر میں خشک ہوں گے اس کی آنکھوں کے درمیان قیامت کے دن نور چمکتا ہوگا۔'' (الکبیر سند کمزور ہے)

شرح: ...ان احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ روزہ رکھنے والا مسواک کرسکتا ہے، خواہ مسواک تر ہو، خواہ خشک ہو، خواہ فرض روزہ ہو، خواہ نفل روزہ ہو، دن کے آغاز میں مسواک کرے یا آخر میں کرے، جن روایات میں آتا ہے کہ مسواک روزے دار کے لیے منع ہے، وہ درست نہیں، یا جو یہ کہتے ہیں کہ پچھلے وقت روزے دار مسواک نہ کرے وہ بھی درست نہیں۔

ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ حدیث مبارک میں آیا ہے کہ روزے دار کے منہ کی بدبو اللہ تعالیٰ کو کستوری سے زیادہ محبوب لگتی ہے۔ اگر مسواک کریں تو پھر یہ اجر نہیں رہتا۔

اس کا حل یہ ہے کہ اس بدبو کا تعلق منہ سے نہیں' اس کا تعلق معدے سے ہے، جب تک کچھ کھایا نہ جائے وہ بدبو ختم نہیں ہوتی، مسواک سے منہ کی بدبو ختم ہوتی ہے، معدہ کی نہیں، وہ باقی رہتی ہے، لہٰذا یہ اجر مسواک کرنے سے ضائع نہیں ہوتا۔ (مرعاۃ: ۳/۲۴۴)

٢٩٦٤۔ عَنْ كَثِيْرِبْنِ زِيَادٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبْسَةَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ فِي رَمَضَانَ. (رواه أحمد١٦٥٦٩)

سیدنا ابن عبسہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رمضان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منہ میں اور ناک میں پانی ڈالتے دیکھا ہے۔ (احمد)

(٢٩٦١) ابوداؤد: ٢٣٦٤۔ ضعيف، البانى: ٥١١۔ ترمذى: ٧٢٥.

(٢٩٦٢) بخارى تعليقا.

(٢٩٦٣) طبرانى كبير: ٣٦٩٦۔ ورفعه عن خباب ولم يرفعه عن على، وفيه كيسان ابو عمر وثقه ابن حبان، وضعفه غيره، هيثمى: ٤٩٥٤.

(٢٩٦٤) احمد: ١٦٥٦٩.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شرح: ......روزے کی حالت میں وضو کریں تو کلی کرنا جائز ہے، مگر زیادہ گلے میں لے کر نہ جائیں۔ اسی طرح روزہ کی حالت میں ناک میں زیادہ گہرا پانی لے کر نہ جائے۔

۲۹۶۵۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ الْوِصَالِ قَالُوْا إِنَّكَ تُوَاصِلُ قَالَ إِنِّي لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ إِنِّي أُطْعَمُ وَأُسْقَى (رواه مسلم ۱۱۰۲)

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے وصال کے روزے رکھنے کی ممانعت فرمائی تو لوگوں نے عرض کی کہ آپ تو مسلسل بلا افطار وصال کے روزے رکھتے ہیں آپ نے فرمایا: ''میں تم جیسا نہیں ہوں میں کھلایا پلایا جاتا ہوں۔''

۲۹۶۶۔ وَلَهُ وَلِلشَّيْخَيْنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مِثْلَهُ، وَزَادَ: فَلَمَّا أَبَوْا أَنْ يَنْتَهُوْا عَنِ الْوِصَالِ وَاصَلَ بِهِمْ يَوْماً ثُمَّ يَوْماً ثُمَّ رَأَوُا الْهِلَالَ فَقَالَ لَوْ تَأَخَّرَ لَزِدْتُكُمْ كَالتَّنْكِيْلِ لَهُمْ حِيْنَ أَبَوْا أَنْ يَنْتَهُوْا. (رواه البخاري ۱۹٦٥)

الموطا اور شیخان نے بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس کی مثل روایت نقل کی ہے اور اس میں مزید یہ بھی بیان ہے کہ جب لوگوں نے وصال کرکے روزہ رکھنا ترک نہ کیا تو آپ نے ان کے ساتھ ایک وصال کا روزہ رکھا پھر دوسرے دن بھی رکھا اور پھر لوگوں نے چاند دیکھا تو آپ نے فرمایا: ''اگر چاند موخر ہوتا تو میں تمہیں زیادہ وصال کر دیتا، ان کو عبرت سکھانے کے لیے آپ نے اس طرح کیا اس لیے کہ انہوں نے وصال ترک کرنے سے انکار کیا تھا۔''

۲۹٦۷۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَا تُوَاصِلُوْا فَأَيُّكُمْ أَرَادَ أَنْ يُوَاصِلَ فَلْيُوَاصِلْ حَتَّى السَّحَرِ قَالُوْا فَإِنَّكَ تُوَاصِلُ بِنَحْوِهِ. (رواه البخاري ۱۹٦۷)

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وصال نہ کیا کرو جو وصال کرکے روزہ رکھنا ہی چاہے تو وہ صرف سحری تک وصال کرے۔ لوگوں نے کہا: آپ تو وصال کرکے روزے رکھتے ہیں؟ (آگے اس حدیث کی مثل ہے۔'')

شرح: ...... وصال کے روزے یہ ہیں کہ رات کو افطار کیے بغیر روزہ جاری رکھنا۔ ان احادیث میں اس کی ممانعت وارد ہے، تاہم سحری سے سحری تک وصال کی اجازت ہے۔ اس سے زیادہ کی اجازت نہیں۔ (مرعاۃ: ۳/ ۲۱۹)

(۲۹٦٥) مسلم: ۱۱۰۲۔ بخاری: ۱۹۲۲۔ ابوداؤد: ۲۳٦۰۔ احمد: ٦۳۷۷۔ موطا: ٦۷۰.

(۲۹٦٦) بخاری: ۱۹٦٥۔ ابوداؤد: ۲۳٦۰۔ احمد: ٦۳۷۷۔ موطا: ٦۷۰.

(۲۹٦۷) بخاری: ۱۹٦۷۔ ابوداؤد: ۲۳٦۱۔ احمد: ۱۱۵۰۷۔ دارمی: ۱۷۰۵.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اَلْأَيَّامُ الَّتِي صِيَامُهَا مُسْتَحَبٌّ أَوْ مَكْرُوْهٌ أَوْمُحَرَّمٌ

ان ایام کا بیان جن میں روزہ رکھنا مستحب ہے یا مکروہ ہے اور یا حرام ہے

٢٩٦٨۔ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ صَاحِبِ النَّبِيِّ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ أَتْبَعَهُ بِسِتٍّ مِنْ شَوَّالٍ فَكَأَنَّمَا صَامَ الدَّهْرَ. (رواه أبو داود ٢٤٣٣)

سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے رمضان کے روزے رکھے اور ان کے بعد شوال میں چھ روزے رکھے تو وہ سال کے روزے رکھنے کے برابر شمار ہوں گے۔''

٢٩٦٩۔ عَنْ ثَوْبَانَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ صِيَامُ شَهْرٍ بِعَشَرَةِ أَشْهُرٍ وَسِتَّةِ أَيَّامٍ بَعْدَهُنَّ بِشَهْرَيْنِ فَذٰلِكَ تَمَامُ سَنَةٍ. (رواه دارمی ١٧٥٥)

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک مہینے کے روزے دس ماہ کے روزوں کے برابر شمار ہوتے ہیں اور اس طرح سال مکمل ہو جاتا ہے۔''

٢٩٧٠۔ والأوسط عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ نَحْوَهُ ذٰلِكَ، وَقَيَّدَ السِّتَّ بِكَوْنِهَا مُتَتَابِعَةً (رواه الطبراني في الأوسط)

الاوسط میں بروایت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اس کی مثل ہے اور اس میں چھ روزے بلا وقفہ رکھنے کی قید لگائی ہے۔

شرح: ......ایک رمضان اجر کے لحاظ سے دس ماہ ہوئے اور چھ شوال کے روزے دو ماہ کے ہوئے، اس طرح بارہ ماہ ہوئے۔

ساری زندگی ایسا کرنے سے گویا اجر کے لحاظ سے زمانہ بھر کے روزے ہوئے۔ یہ ضروری نہیں کہ شوال کے چھ روزے متصل ہی رکھے جائیں۔ متصل یا غیر متصل، مسلسل یا متفرق ماہ شوال میں پورے کرنے ہیں۔ (مرعاۃ:٣/٢٧٩)

٢٩٧١۔ عَنْ هُنَيْدَةَ بْنِ خَالِدٍ عَنِ امْرَأَتِهِ عَنْ بَعْضِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ كَانَ يَصُوْمُ تِسْعاً مِنْ ذِي الْحِجَّةِ وَيَوْمَ عَاشُوْرَاءَ وَثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ أَوَّلَ اثْنَيْنِ مِنَ الشَّهْرِ وَخَمِيْسَيْنِ. (رواه

ہنید بن خالد نے ایک عورت سے روایت کی اور وہ نبی کریم ﷺ کی ایک زوجہ محترمہ سے روایت کرتی ہے کہ انہوں نے کہا: نبی کریم ﷺ نو ذوالحجہ، دس محرم اور ہر مہینے میں تین روزے، مہینے کے پہلے سوموار کا اور جمعرات کا روزہ رکھتے تھے۔

(٢٩٦٨) مسلم: ١١٦٤۔ ابوداؤد: ٢٤٣٣۔ صحیح، البانی: ٢١٢٥۔ ترمذی: ٧٥٩۔ ابن ماجه: ١٧١٦۔ احمد: ٢٣٠٤٤۔ دارمی: ١٧٥٤۔

(٢٩٦٩) دارمی: ١٧٥٥۔ ابن ماجه: ١٧١٥۔ احمد: ٢١٩٠٦۔

(٢٩٧٠) طبرانی اوسط، وفیه من لم اعرفه، هیثمی: ٥١٠٠۔

(٢٩٧١) نسائی: ٢٤١٧۔ صحیح، البانی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

النسائی ٢٤١٧)

٢٩٧٢ـ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَارَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَـائِماً الْعَشْرَقَطُ . (رواه أبوداود ٢٤٣٩)

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: دس ایام ذوالحجہ کے روزے رکھتے میں نے آپ ﷺ کو کبھی نہیں دیکھا۔

٢٩٧٣ـ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَـامِـنْ أَيَّامٍ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ أَنْ يُتَعَبَّدَ لَهُ فِيْهَا مِـنْ عَشْـرِذِيْ الْحِجَّةِ يَعْدِلُ صِيَامُ كُلِّ يَوْمٍ مِـنْـهَـا بِصِيَامِ سَنَةٍ وَقِيَامُ كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْهَا بِقِيَامِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ . (رواه الترمذى ٧٥٨)

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کو تمام ایام سے زیادہ پسند ایام اپنی عبادت کے لیے ذوالحجہ کے دس ایام ہیں ان ایام میں سے ایک دن کا روزہ سال کے روزوں کے برابر ہے اور ایک رات کا قیام لیلۃ القدر میں قیام کرنے کے برابر ہے۔'' (ترمذی)

شرح: ...... نبی کریم ﷺ جمعرات اور سوموار کا روزہ رکھتے تھے۔

٢۔ دس دنوں میں جو ذوالحجہ کے ہیں جو روزہ نہ رکھنے کا آتا ہے۔ اس سے مراد بیماری، یا سفر میں نہ رکھنا ہے وگرنہ ان ایام میں نیک عمل کا بہت زیادہ اجر بیان ہوا ہے، روزہ رکھنے کا بھی آتا ہے۔ (عون المعبود: ٢/ ٣٠١)

٢٩٧٤ـ عَـنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَـالَ مَا الْعَمَلُ فِي أَيَّامٍ أَفْضَلُ مِنْهَا فِيْ هٰذِهِ قَالُوْا وَلَا الْجِهَادُ قَالَ وَلَا الْجِهَادُ إِلَّا رَجُلٌ خَـرَجَ يُخَـاطِـرُ بِـنَـفْسِهِ وَمَالِهِ فَلَمْ يَرْجِعْ بِشَيْءٍ (رواه البخارى ٩٦٩)

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نیک عمل کرنا اللہ تعالیٰ کو دس ذوالحجہ کے ایام میں دیگر تمام ایام سے زیادہ پسند ہے۔ لوگوں نے عرض کی: کیا جہاد کے عمل سے بھی؟ فرمایا: جہاد سے بھی افضل ہے مگر وہ شخص جو اپنی جان اور مال کے ساتھ نکلا اور کچھ بھی واپس لے کر نہ آیا۔''

شرح: ...... جن دنوں کی یہ تعریف ہو رہی ہے، اس بارے میں ایک قول ہے کہ ان سے مراد ایام تشریق ہیں، یعنی گیارہ، بارہ، تیرہ، ذوالحج۔ دوسرا قول ہے کہ ان سے مراد ذوالحج کے پہلے دس دن ہیں۔

یہی بات زیادہ قوی ہے کہ ان سے مراد ذوالحج کے پہلے دس دن ہیں۔ معلومات سے مراد دس ذوالحج کے دن ہیں اور معدودات سے مراد ایام تشریق جو کہ گیارہ، بارہ، تیرہ ذوالحج کے دن ہیں۔

(٢٩٧٢) ابوداؤد: ٢٤٣٩۔ صحیح، البانی: ٢١٣۔ مسلم: ١١٧٦۔ ترمذی: ٧٥٦۔ ابن ماجه: ١٧٢٩.
(٢٩٧٣) ترمذی: ٧٥٨۔ ضعیف، البانی: ١٢٣۔ ابن ماجه: ١٧٢٨.
(٢٩٧٤) بخاری: ٩٦٩۔ ترمذی: ٧٥٧۔ ابوداؤد: ٢٤٣٨۔ ابن ماجه: ١٧٢٧۔ احمد: ٣٢١٨۔ دارمی: ١٧٧٣.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲۔ اس حدیث میں جہاد کی فضیلت اور قدر و عظمت بھی بیان ہوئی ہے اور اس کے درجات بیان ہوئے ہیں۔

۳۔ اس میں سال کے دوسرے دنوں پر ان دس دنوں کی فضیلت بھی ثابت ہوتی ہے۔

۴۔ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی بھی بہت تعریف آتی ہے، اس میں قدر کی رات بھی ہے۔ کیا یہ دس دن رمضان کے دس دنوں سے بھی افضل ہیں۔ تو اس بارے میں گزارش ہے کہ راتوں میں اس عشرے کی راتیں افضل ہیں مگر یہ دن ہیں، دنوں میں یہ دس ذوالحج کے دن افضل ہیں۔

۵۔ اس میں ذوالحج کے نو روزے رکھنے کی فضیلت بھی آتی ہے۔ کیونکہ یہ بھی نیک عمل میں شامل ہے۔ (فتح الباری: ۲/۴۶۰)

۲۹۷۵۔ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ صِيَامُ يَوْمِ عَرَفَةَ إِنِّي أَحْتَسِبُ عَلَى اللهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ وَالسَّنَةَ الَّتِي بَعْدَهُ. (رواه الترمذی ۷۴۹)

سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''عرفہ کے دن روزہ کو اللہ تعالیٰ پر حسن ظن ہے کہ وہ آئندہ سال اور سابقہ سال کے لیے گناہوں کا کفارہ بن جائے گا۔'' (ترمذی)

شرح:...... ۹ ذوالحج کا روزہ مستحب ہے، اس سے ایک سال گزشتہ کے اور ایک سال آنے والے کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔

باقی رہی آئندہ ساری عمر کی معافی یہ تو نبی ﷺ کا خاصہ ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ﴾ (الفتح : ۲)

''اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیے ہیں۔''

آپ ﷺ کے بعد یہ اعزاز اہل بدر کو حاصل ہے، اللہ تعالیٰ نے جھانک کر فرمایا تھا، جو چاہو عمل کرو میں نے تمہیں معاف کر دیا۔ (بخاری: ۳۹۸۳)

تاہم یہ عزت و تکریم ضرور ہے کہ ۹ ذوالحج کا روزہ رکھنے والوں کو معمولی نسبت ان پاک بازوں سے ضرور ہے۔

۲۔ سال گزشتہ کی معافی تو سمجھ میں آتی ہے، آنے والے سال کی معافی کا مطلب ہے کہ اللہ اس روزے دار کو آئندہ سال گناہ سے بچنے کی توفیق دے دیتا ہے، یا اسے ایسے صالح اعمال کی توفیق دیتا ہے جو اس کے گناہوں کو مٹا دیتے ہیں۔

۳۔ کبیرہ گناہ توبہ سے مٹتے ہیں۔ اسی طرح حقوق العباد غصب کیے ہوں تو وہ بھی اس روزے سے نہیں مٹیں گے، جن کے حقوق غصب کیے ان کی طرف سے معافی یا ان کی ادائیگی ہی سے مٹیں گے۔

(۲۹۷۵) ترمذی: ۷۴۹۔ صحیح، البانی: ۵۹۷۔ ابن ماجہ: ۱۷۳۰۔ احمد: ۲۲۰۲۴.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

۴۔ ۹ ذوالحج کا روزہ اس کے لیے ہے جو عرفات میں نہ ہو اگر حاجی عرفات میں ہو تو پھر وہاں روزہ رکھنا پسندیدہ عمل نہیں۔ (ابوداؤد: ۲٤٤۰، تفہیم الاسلام: ۱/ ۷۵۵)

۲۹۷٦۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَرْفَعُهُ قَالَ سُئِلَ أَيُّ الصَّلَاةِ أَفْضَلُ بَعْدَ الْمَكْتُوبَةِ الصَّلَاةُ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ. (رواه مسلم ۱۱٦۳)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''ماہ رمضان کے بعد اللہ کے مہینے محرم کے روزے سب سے افضل ہیں اور افضل نماز فرض نمازوں کے بعد نصف رات کی نماز ہے۔'' (مسلم)

۲۹۷۷۔ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَأَلَهُ رَجُلٌ فَقَالَ أَيُّ شَهْرٍ تَأْمُرُنِي أَنْ أَصُومَ بَعْدَ شَهْرِ رَمَضَانَ قَالَ لَهُ مَا سَمِعْتُ أَحَداً يَسْأَلُ عَنْ هٰذَا إِلَّا رَجُلاً سَمِعْتُهُ يَسْأَلُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَأَنَا قَاعِدٌ عِنْدَهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ ﷺ أَيُّ شَهْرٍ تَأْمُرُنِي أَنْ أَصُومَ بَعْدَ شَهْرِ رَمَضَانَ قَالَ إِنْ كُنْتَ صَائِماً بَعْدَ شَهْرِ رَمَضَانَ فَصُمِ الْمُحَرَّمَ فَإِنَّهُ شَهْرُ اللهِ فِيهِ يَوْمٌ تَابَ فِيهِ عَلَى قَوْمٍ وَيَتُوبُ فِيهِ عَلَى قَوْمٍ آخَرِينَ. (رواه الترمذی ۷٤۱)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کسی آدمی نے پوچھا کہ رمضان کے علاوہ میں کس مہینے کے روزے رکھوں؟ انہوں نے کہا: میں نے ایک آدمی کو رسول اللہ ﷺ سے سوال کرتے ہوئے سنا کہ اے اللہ کے رسول! میں رمضان کے علاوہ کس مہینے کے روزے رکھوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تو روزہ رکھنا چاہے ماہ رمضان کے علاوہ تو محرم میں روزہ رکھ وہ اللہ تعالیٰ کا مخصوص مہینہ ہے اس ماہ میں ایک دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ ایک قوم پر رجوع فرماتا ہے اور اسی دن میں ایک قوم پر اللہ تعالیٰ رجوع فرمائے گا۔'' (الترمذی)

۲۹۷۸۔ عَنْ أَنَسٍ، رَفَعَهُ: مَنْ صَامَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ شَهْرٍ حَرَامٍ الْخَمِيسَ وَالْجُمُعَةَ وَالسَّبْتَ كُتِبَ لَهُ عِبَادَةُ سِتِّينَ سَنَةً. (رواه الطبرانی فی الأوسط بضعف)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''جس نے حرمت والے مہینے میں تین روزے رکھے جمعرات، جمعہ اور ہفتہ کا روزہ تو اس کے لیے ساٹھ سال کی عبادت کا اجر وثواب لکھا جائے گا۔'' (الاوسط سند ضعیف ہے)

(۲۹۷٦) مسلم: ۱۱٦۳۔ ترمذی: ۷٤۰۔ ابوداؤد: ۲٤۲۹۔ ابن ماجہ: ۱۷٤۲۔ احمد: ۱۰۵۳۲۔ دارمی: ۱۷۵۸.

(۲۹۷۷) ترمذی: ۷٤۱۔ ضعیف، البانی: ۱۲۰۔ احمد: ۱۳۳۷۔ دارمی: ۱۷۵٦.

(۲۹۷۸) طبرانی اوسط: ۱۸۱۰۔ ویعقوب مجهول ومسلمة هو ابن راشد الحمانی، قال: فیه ابو حاتم الرازی، مضطرب الحدیث، وقال الازدی، فی الضعفاء لا یحتج به و اورد له هذا الحدیث، وذکره ابن حبان فی الثقات، وقال ربما اخطأ وقال: ابو حاتم، صالح الحدیث، وقال ابن الجوزی، انه مجهول ولیس کما قال: فقد روی عنه حماد بن زید، وابن المبارك وابو نعیم الفضل بن دکین وآخرون، هیثمی: ۱۵۵۱.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

٢٩٧٩ـ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كَانَ عَاشُوْرَاءَ يُصَامُ قَبْلَ رَمَضَانَ فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ قَالَ مَنْ شَاءَ صَامَ وَمَنْ شَاءَ أَفْطَرَ. (رواه البخاري ٤٥٠٢)

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: رمضان کے روزے فرض ہونے سے پہلے عاشوراء کا روزہ رکھا جاتا تھا۔ جب رمضان کے روزے رکھنے کا حکم نازل ہوا تو پھر جو شخص چاہتا وہ روزہ رکھتا اور جو چاہتا وہ نہ رکھتا تھا۔

٢٩٨٠ـ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ يَوْمُ عَاشُوْرَاءَ يَوْماً تَصُومُهُ قُرَيْشٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصُوْمُهُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ. (رواه أبوداود ٢٤٤٢)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ عاشوراء کے دن کعبہ کو غلاف پہنایا جاتا تھا اور رسول اللہ ﷺ اسلام سے پہلے بھی دن اس روزہ رکھتے تھے اور قریش بھی عہد جاہلیت میں اس دن کا روزہ رکھتے تھے۔

٢٩٨١ـ عَنْ أَبِيْ مُوْسَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ يَوْمُ عَاشُوْرَاءَ يَوْماً تُعَظِّمُهُ الْيَهُوْدُ وَتَتَّخِذُهُ عِيْداً فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صُوْمُوْهُ أَنْتُمْ. (رواه مسلم ١١٣١)

سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عاشوراء کے دن کی یہود تعظیم کرتے اور اس دن کو عید مناتے تھے پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم اس دن کا روزہ رکھا کرو۔“

٢٩٨٢ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِيْنَةَ فَرَأَى الْيَهُوْدَ تَصُوْمُ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ فَقَالَ مَا هٰذَا قَالُوْا هٰذَا يَوْمٌ صَالِحٌ هٰذَا يَوْمٌ نَجَّى اللّٰهُ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ مِنْ عَدُوِّهِمْ فَصَامَهُ مُوْسَى قَالَ فَأَنَا أَحَقُّ بِمُوْسَى مِنْكُمْ فَصَامَهُ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ. (رواه البخاري ٢٠٠٤)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے دیکھا کہ یہود عاشوراء کے دن روزہ رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کس وجہ سے؟ انہوں نے کہا: یہ بہت اچھا دن ہے، اس میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو ان کے دشمن سے نجات دی ہے۔ پس موسیٰ نے اس دن کا روزہ رکھا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں تم سے موسیٰ علیہ السلام کا زیادہ حقدار ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے خود بھی روزہ رکھا اور روزہ رکھنے کا حکم بھی دیا۔

(٢٩٧٩) بخاری: ٤٥٠٢ـ مسلم: ١١٢٥ـ ترمذی: ٧٥٣ـ ابوداؤد: ٢٤٤٢ـ ابن ماجه: ١٩٣٣ـ احمد: ٢٥٥٧٦ـ موطا: ٦٦٥ـ دارمی: ١٧٦٣.

(٢٩٨٠) ابوداؤد: ٢٤٤٢ـ صحيح، البانی: ٢١٣٣ـ بخاری: ٤٥٠٤ـ مسلم: ١١٢٥ـ ترمذی: ٧٥٣ـ ابن ماجه: ١٧٣٣ـ احمد: ٢٥٥٧٦ـ موطا: ٦٦٥ـ دارمی: ١٧٦٣.

(٢٩٨١) مسلم: ١١٣١ـ بخاری: ٣٩٤٢ـ احمد: ١٩٢٢٢.

(٢٩٨٢) بخاری: ٢٠٠٤ـ مسلم: ١١٣٠ـ ابوداؤد: ٢٤٤٤ـ ابن ماجه: ١٧٣٤ـ احمد: ٣٢٠٣ـ دارمی: ١٧٥٩.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

٢٩٨٣ـ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلاً مِنْ أَسْلَمَ أَنْ أَذِّنْ فِي النَّاسِ أَنَّ مَنْ كَانَ أَكَلَ فَلْيَصُمْ بَقِيَّةَ يَوْمِهِ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ أَكَلَ فَلْيَصُمْ فَإِنَّ الْيَوْمَ يَوْمُ عَاشُوْرَاءَ. (رواه البخاري ٢٠٠٧)

سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بنو اسلم کے ایک مرد کو حکم دیا کہ وہ لوگوں میں اعلان کر دے کہ جس شخص نے کھایا پیا ہے وہ اپنا بقیہ دن روزہ پورا کرے اور جس نے کچھ نہیں کھایا وہ روزہ رکھے اور آج عاشورے کا دن ہے۔"

٢٩٨٤ـ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ مَسْلَمَةَ عَنْ عَمِّهِ أَنَّ أَسْلَمَ أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ صُمْتُمْ يَوْمَكُمْ هٰذَا قَالُوْا لَا قَالَ فَأَتِمُّوْا بَقِيَّةَ يَوْمِكُمْ وَاقْضُوْهُ. (رواه أبوداود ٢٤٤٧)

"عبدالرحمٰن بن مسلمہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ بنو اسلم کے لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے آج روزہ رکھا ہے؟ کہا نہیں۔ فرمایا: بقیہ دن روزے کے مطابق پورا کرو اور اس کی قضاء کرو۔

٢٩٨٥ـ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ صِيَامُ يَوْمِ عَاشُوْرَاءَ إِنِّي أَحْتَسِبُ عَلَى اللّٰهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ. (رواه الترمذي ٧٥٢)

سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ عاشورے کے روزے کو اللہ تعالیٰ بندے کے گزشتہ سال کے گناہوں کا کفارہ بنا دے گا۔" (ترمذی)

٢٩٨٦ـ عَنْ غَطَفَانَ بْنِ طَرِيْفِ الْمُرِّيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ ؓ يَقُوْلُ حِيْنَ صَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّهُ يَوْمٌ تُعَظِّمُهُ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارَى فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَإِذَا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ صُمْنَا الْيَوْمَ التَّاسِعَ قَالَ فَلَمْ يَأْتِ الْعَامُ الْمُقْبِلُ حَتَّى تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ (رواه مسلم ١١٣٤)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے عاشورے کے دن کا روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی اس دن کا روزہ رکھنے کا حکم دیا تو لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! اس دن کی یہود و نصاریٰ تعظیم کرتے ہیں۔ فرمایا: آئندہ سال ان شاء اللہ نو محرم کو میں روزہ رکھوں گا پس آئندہ سال آنے سے پہلے رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے۔

٢٩٨٧ـ ولرزين: صُوْمُوْا التَّاسِعَ وَالْعَاشِرَ،

اور رزین رحمہ اللہ کی روایت ہے: تم نو اور دس محرم کا روزہ رکھو اور

(٢٩٨٣) بخاری: ٢٠٠٧ـ مسلم: ١١٣٥ـ نسائی: ٢٣٢١ـ احمد: ١٠٦٩١ـ دارمی: ١٧٦١.
(٢٩٨٤) ابوداؤد: ٢٤٤٧ـ ضعیف، البانی: ٥٢٩ـ نسائی: ٢٣٢١ـ احمد: ٢٢٩٦٤.
(٢٩٨٥) ترمذی: ٧٥٢ـ صحیح، البانی: ٦٠٠ـ احمد: ٢٢١٤٤.
(٢٩٨٦) مسلم: ١١٣٤ـ ابوداؤد: ٢٤٤٥ـ احمد: ٣١٥٤ـ دارمی: ١٧٥٩.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خَالِفُوْا الْيَهُوْدَ . (رواه رزين)

یہود کی مخالفت کرو۔

٢٩٨٨۔ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صُوْمُوْا يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ وَخَالِفُوْا فِيْهِ الْيَهُوْدَ صُوْمُوْا قَبْلَهُ يَوْماً أَوْ بَعْدَهُ يَوْماً . (رواه أحمد ٢١٥٥ ، والبزار بلين)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عاشورے کا روزہ رکھو اور یہود کی اس طرح مخالفت کرو کہ اس سے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد روزہ رکھو۔" (احمد اور البزار نے بسند کمزور)

٢٩٨٩۔ عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِبْنِ عَفْرَاءَ قَالَتْ أَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ غَدَاةَ عَاشُوْرَاءَ إِلَى قُرَى الأَنْصَارِ الَّتِيْ حَوْلَ الْمَدِيْنَةِ مَنْ كَانَ أَصْبَحَ صَائِمًا فَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ وَمَنْ كَانَ أَصْبَحَ مُفْطِراً فَلْيُتِمَّ بَقِيَّةَ يَوْمِهِ فَكُنَّا بَعْدَ ذٰلِكَ نَصُوْمُهُ وَنَصُوْمُ صِبْيَانَنَا الصِّغَارَ مِنْهُمْ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ وَنَذْهَبُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَنَجْعَلُ لَهُمُ اللُّعْبَةَ مِنَ الْعِهْنِ فَإِذَا بَكَى أَحَدُهُمْ عَلَى الطَّعَامِ أَعْطَيْنَاهَا إِيَّاهُ عِنْدَ الإِفْطَارِ . فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ بِشْرٍ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ وَنَصْنَعُ لَهُمُ اللُّعْبَةَ مِنَ الْعِهْنِ فَنَذْهَبُ بِهِ مَعَنَا فَإِذَا سَأَلُوْنَا الطَّعَامَ أَعْطَيْنَا هُمُ اللُّعْبَةَ تُلْهِيْهِمْ حَتَّى يُتِمُّوْا صَوْمَهُمْ . (رواه مسلم ١١٣٦)

سیدہ ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عاشورہ کے شروع دن میں انصار کی بستیوں میں پیغام ارسال فرمایا کہ جس نے فجر سے روزہ رکھا ہے وہ اپنا روزہ مکمل کرے تو اس کے بعد ہم اس دن کا خود بھی روزہ رکھتے ہیں اور اپنے بچوں کو بھی روزہ رکھواتے ہیں۔ اور ہم بچوں کے لیے کھلونے تیار کرتے تو ہم ان کو کھلونے دے دیتے تاکہ وہ مصروف رہیں اور اپنا روزہ مکمل کرسکیں۔" (الشیخان)

٢٩٩٠۔ عَنْ عَلِيْلَةَ ، عَنْ أُمِّهَا ، قَالَتْ: لِأَمَةِ اللّٰهِ بِنْتِ رَزِيْنَةَ: يَا أَمَةَ اللّٰهِ حَدَّثَتْكَ أُمُّكَ

علیلہ اپنی ماں سے روایت کرتی ہیں وہ امۃ اللہ بنت رزینہ سے وہ اپنی ماں سے روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

(٢٩٨٧) رزين.

(٢٩٨٨) احمد: ٢١٥٥۔ والبزار، وفيه محمد بن ابى ليلى، وفيه: كلام، اخرجه البخارى: ٢٠٠٤۔ مسلم: ١١٣٤۔ ترمذى: ٧٥٥۔ ابوداؤد: ٢٤٤٥۔ ابن ماجه: ١٧٣٦۔ دارمى: ١٧٥٩۔ هيثمى: ٥١٣٤.

(٢٩٨٩) مسلم: ١١٣٦۔ بخارى: ١٩٦٠۔ احمد: ٢٦٤٨٥.

(٢٩٩٠) طبرانى كبير، طبرانى اوسط، موصلى: ٧١٦٢۔ وعليلة ومن فوقها، لم اجد من ترجمهن وسمى الطبرانى فقال، عليلة بنت الكميت، عن امها امنية، هيثمى: ٥١١٨.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أَنَّهُ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعَظِّمُ عَاشُوْرَآءَ حَتّٰى إِنْ كَانَ لَيَدْعُوْ بِصِبْيَانِهِ وَصِبْيَانِ فَاطِمَةَ الرَّاضِعِ ذٰلِكَ الْيَوْمَ فَيَتْفُلُ فِيْ أَفْوَاهِهِمْ وَيَقُوْلُ لِأُمَّهَاتِهِمْ: لَا تُرْضِعُوْهُمْ إِلَى اللَّيْلِ وَكَانَ رِيْقُهُ يُجْزِئُهُمْ. (للكبير والأوسط بخفي والموصلي ٧١٦٢ نحوه)

عاشورے کے دن کی تعظیم کرتے اور اتنا اہتمام فرماتے کہ اپنے بچوں اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دودھ پیتے بچوں کے منہ میں تھتکارتے اور ان کی ماؤں کو فرماتے تھے کہ رات تک ان کو دودھ نہ پلاؤ۔ آپ ﷺ کا لعاب ہی ان کے لیے کافی ہوتا۔ (الکبیر اور الاوسط مخفی سند کے ساتھ۔ اور الموصلی کی روایت مثل اس کے ہے۔)“

٢٩٩١۔ وَلِلْكَبِيْرِ بِإِسْنَادٍ مَتْرُوْكٍ مُرْسَلٌ عَنْ عَبْدِالْعَزِيْزِ بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ عُثْمَانُ بْنُ مَطَرٍ، وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَجَبُ شَهْرٌ عَظِيْمٌ يُضَاعِفُ اللّٰهُ فِيْهِ الْحَسَنَاتِ، فَمَنْ صَامَ يَوْمًا مِنْ رَجَبَ فَكَأَنَّمَا صَامَ سَنَةً، مَنْ صَامَ مِنْهُ سَبْعَةَ أَيَّامٍ غُلِّقَتْ عَنْهُ ﴿سَبْعَةُ﴾ أَبْوَابِ جَهَنَّمَ، وَمَنْ صَامَ مِنْهُ ثَمَانِيَةَ أَيَّامٍ فُتِحَتْ لَهُ ثَمَانِيَةُ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ، وَمَنْ صَامَ مِنْهُ عَشَرَةَ أَيَّامٍ لَمْ يَسْأَلِ اللّٰهَ شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ، وَمَنْ صَامَ مِنْهُ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا نَادٰى مُنَادٍ فِي السَّمَآءِ قَدْ غُفِرَ لَكَ مَا مَضٰى فَاسْتَأْنِفِ الْعَمَلَ، وَمَنْ زَادَ زَادَهُ اللّٰهُ، وَفِيْ رَجَبَ حَمَلَ اللّٰهُ نُوْحًا فِي السَّفِيْنَةِ فَصَامَ رَجَبَ وَأَمَرَ مَنْ مَعَهُ أَنْ يَصُوْمُوْا فَجَرَتْ بِهِمُ السَّفِيْنَةُ سَبْعَةَ أَشْهُرٍ آخِرَ ذٰلِكَ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ وَأُهْبِطَ عَلَى الْجُوْدِيِّ فَصَامَ نُوْحٌ وَمَنْ مَعَهُ وَالْوُحُوْشُ شُكْرًا لِلّٰهِ تَعَالٰى، وَفِيْ يَوْمِ عَاشُوْرَآءَ فَقَلَ

اور الکبیر کی متروک سند کے ساتھ مرسل روایت ہے، عبدالعزیز بن سعید اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ عثمان بن مطر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رجب ایک عظمت والا مہینہ ہے اس ماہ میں نیک عمل کو اللہ تعالیٰ کئی گنا زیادہ کر دیتا ہے پس جس نے رجب کا ایک روزہ رکھا تو گویا اس نے سال کے روزے رکھے اور جس نے اس ماہ میں سات روزے رکھے اس کی طرف سے جہنم کے سات دروازے بند کر دیے جاتے ہیں۔ اور جس نے دس ایام اس ماہ کے روزے رکھے تو وہ شخص اللہ تعالیٰ سے جو سوال کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو وہ چیز عطا کر دے گا۔ جس نے اس ماہ کے پندرہ روزے رکھے تو آسمان سے منادی کرنے والا اعلان کرتا ہے کہ تیرے سابقہ گناہ بخش دیے گئے ہیں اور اب تو ابتداء سے عمل کر۔ اور جو زیادہ رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کو زیادہ اجر دے گا۔ ماہ رجب میں اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو کشتی میں سوار کیا تو انہوں نے رجب کے روزے رکھے اور اپنے ساتھ والوں کو بھی رکھنے کا حکم دیا پس سات ماہ تک کشتی ان کو لے کر چلتی رہی اور بالآخر عاشورے کا دن تھا کہ کشتی جودی پہاڑ پر جا ٹھہری۔ پس نوح علیہ السلام اور ان کے اصحاب اور تمام جاندار اشیاء نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ اور

(٢٩٩١) طبراني كبير: ٥٥٣٨۔ وفيه عبدالغفور وهو متروك، هيثمي: ٣/ ٥١٣٢.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهُ الْبَحْرَ لِبَنِيْ إِسْرَآئِيْلَ وَفِيْ يَوْمِ عَاشُوْرَآءَ تَـابَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى آدَمَ ﷺ وَعَلٰى مَدِيْنَةِ يُـوْنُـسَ، وَفِيْـهِ وُلِـدَ إِبْرَاهِيْمُ. ﷺ (رواه الطبراني في الكبير ٥٥٣٨)

عاشورہ کے دن اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے لیے سمندر کو پھاڑ دیا اور عاشوراء کے دن اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی اور یونس علیہ السلام کی بستی کی توبہ قبول فرمائی۔ اور اسی دن ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے۔

٢٩٩٢۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَـمْ يُتِـمَّ صَوْمَ شَهْرٍ بَعْدَ رَمَضَانَ إِلَّا رَجَبَ وَشَعْبَانَ. (رواه الطبراني في الأوسط بضعف)

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان کے بعد کسی مہینے کے روزے رجب اور شعبان کے علاوہ مکمل نہیں رکھے۔ (الاوسط بسند ضعیف)

٢٩٩٣۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَـنْ صِيَـامِ رَجَـبٍ (رواه إبن ماجة ١٧٤٣ بضعف)

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے رجب کے روزے رکھنے کی ممانعت فرمائی ہے۔ (القزوینی بسند ضعیف)

شرح: ...... ان میں سے عاشوراء کے روزہ والی احادیث صحیح ہیں۔ دوسری احادیث ثابت نہیں۔

(۱) رمضان المبارک کے روزوں کی فرضیت سے پہلے عاشورہ یعنی دس محرم کا روزہ فرض تھا۔ رمضان المبارک کے روزے کی فرضیت نازل ہونے کے بعد، دس محرم کے روزے کی فرضیت نہ رہی۔

(۲) جاہلیت میں قریش دس محرم کا روزہ رکھا کرتے تھے، نبی اکرم ﷺ بھی یہ روزہ رکھا کرتے تھے اور مدینہ منورہ میں ہجرت کے بعد آپ ﷺ نے دیکھا کہ یہودی اس دن کا کی تعظیم میں روزے رکھتے ہیں، تو آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی اس دن روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ بلکہ یہاں تک تاکید فرمائی کہ اعلان عام کروا دیا کہ جس نے صبح کچھ کھایا ہے اب شام تک نہ کھائے، دسویں محرم کا روزہ رکھے اور جس نے صبح سے نہیں کھایا وہ بھی اب نہ کھائے بلکہ روزہ رکھے۔

(۳) عاشورہ کا روزہ رکھنے سے ایک سال پہلے کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

(۴) پہلے نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی دس محرم کا روزہ رکھتے تھے، اس کے بعد پیارے پیغمبر ﷺ نے عزم پختہ سے کہا کہ میں نویں محرم کا روزہ رکھوں گا۔ ان شاء اللہ

مگر آئندہ محرم آنے سے پہلے ہی رسول اکرم ﷺ کی وفات حسرت آیات ہوگئی، آپ کو نویں کا روزہ رکھنے کی فرصت نہ ملی۔ اب دو نظریات ہیں، ایک تو یہ ہے کہ دس محرم کا روزہ ختم ہے، صرف نویں کا رکھا جائے۔

(٢٩٩٢) طبراني اوسط، وفيه يوسف بن عطية الصفار، وهو ضعيف، هيثمي: ٥١٣٢.

(٢٩٩٣) ابن ماجه: ١٧٤٣۔ ضعيف جداً: ٣٨٠.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مگر یہ کوئی وزنی بات نہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جو وضاحت فرمائی ہے، وہ بہت زیادہ مضبوط ہے کہ دسویں کا منسوخ نہیں ہوا، وہ روزہ بھی رکھا جائے اور یہودیوں کی مخالفت کے پیش نظر نویں کا بھی رکھیں، نویں اور دسویں محرم کا روزہ رکھیں تو مسنون روزہ بھی ہو جاتا ہے اور یہودیوں کی مخالفت بھی ہو جاتی ہے۔ (مرعاۃ: ۳/۲۷۲)

۲۹۹٤۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ مَاصَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَهْرًا كَامِلاً قَطُّ غَيْرَ رَمَضَانَ وَكَانَ يَصُوْمُ إِذَا صَامَ حَتَّى يَقُوْلَ الْقَائِلُ لاَ وَاللّٰهِ لاَ يُفْطِرُ وَيُفْطِرُ إِذَا أَفْطَرَ حَتَّى يَقُوْلَ الْقَائِلُ لاَ وَاللّٰهِ لاَ يَصُوْمُ. (رواه مسلم ۱۱۵۷)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان کے علاوہ کسی مہینے کے مکمل روزے نہیں رکھے۔ اور آپ ﷺ روزے رکھتے تو کہنے والا کہتا: اللہ کی قسم! آپ ﷺ روزے ترک نہیں کریں گے اور آپ ﷺ روزے ترک کر دیتے یہاں تک کہ کہنے والا کہتا: اللہ کی قسم! آپ ﷺ نفلی روزے اب نہیں رکھیں گے۔

۲۹۹٥۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصُوْمُ شَهْرًا كُلَّهُ قَالَتْ مَا عَلِمْتُهُ صَامَ شَهْرًا كُلَّهُ إِلَّا رَمَضَانَ وَلاَ أَفْطَرَهُ كُلَّهُ حَتَّى يَصُوْمَ مِنْهُ حَتَّى مَضَى لِسَبِيْلِهِ. (رواه مسلم ۱۱۵٦)

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نہیں جانتی کہ آپ ﷺ نے رمضان کے علاوہ کسی مہینے کے سب روزے رکھے ہوں اور پورا مہینہ افطار بھی نہیں کرتے تھے بلکہ اس میں سے چند روزے رکھتے یہاں تک کہ آپ فوت ہو گئے۔

شرح: ......یعنی نبی اکرم ﷺ نفلی روزے افطار کرنے پر آتے تو افطار ہی کرتے جاتے نہ رکھتے اور اگر روزے رکھنے پر آتے تو رکھتے ہی جاتے۔ یہ روزے کسی وقت کے ساتھ خاص نہ تھے۔ یہ افضل ترین روزہ رکھنے کا طریقہ ہے اور کچھ سخت بھی ہے، اس سے اصلاح قلب ہوتی رہتی ہے۔

اس حدیث میں دلیل ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب مشغول نہ ہوتے تو پیہم روزے رکھتے، اور جب مصروفیت ہوتی تو نہ رکھتے تھے۔ یہاں ایک الجھن کا ازالہ کر دیا جائے وہ یہ ہے کہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ جو عمل کرتے اس پر ہمیشگی فرماتے، جبکہ یہاں معاملہ اس کے برعکس ہے۔

اس کا ازالہ یوں ہے کہ یہ حقیقت ہے کہ نبی اکرم ﷺ ہمیشہ عمل کرتے تھے، یہ وہ ہوتا تھا جسے بطور وظیفہ اپنا لیا ہوتا، ہر نفلی عبادت کو ہمیشہ نہ کرتے تھے جیسا کہ ان نفلی روزوں کا معاملہ ہے۔ (مرعاۃ: ۳/ ۲٦۷)

(۲۹۹٤) مسلم: ۱۱۵۷۔ بخاری: ۱۹۷۱۔ نسائی: ۲۳٤٦۔ ابوداؤد: ۲٤۳۰۔ ابن ماجہ: ۱۷۱۱۔ احمد: ۳۰۰۲۔ دارمی: ۱۷٤۳۔
(۲۹۹٥) مسلم: ۱۱۵٦۔ بخاری: ۱۹٦۹۔ ترمذی: ۷٦۸۔ نسائی: ۲۳۵۵۔ ابوداؤد: ۲٤۳٤۔ ابن ماجہ: ٤۲۳۸۔ احمد: ۲۵۷۷۸۔ موطا: ٦۸۸۔ دارمی: ۱٤۷۵۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

٢٩٩٦ـ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصُوْمُ حَتّٰى نَقُوْلَ لَا يُفْطِرُ وَيُفْطِرُ حَتّٰى نَقُوْلَ لَا يَصُوْمُ وَمَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اسْتَكْمَلَ صِيَامَ شَهْرٍ قَطُّ إِلَّا رَمَضَانَ وَمَا رَأَيْتُهُ فِيْ شَهْرٍ أَكْثَرَ مِنْهُ صِيَامًا فِيْ شَعْبَانَ (رواه مسلم ١١٥٦)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ روزے رکھتے تھے یہاں تک کہ ہم کہتے: اب افطار نہیں کریں گے اور افطار کرتے تھے یہاں تک کہ ہم کہتے کہ اب روزہ نہیں رکھیں گے اور میں نے کسی مہینے کے روزے مکمل رکھتے نہیں دیکھا سوائے رمضان کے اور میں نے شعبان سے زیادہ کسی مہینے میں آپ ﷺ کو روزے رکھتے نہیں دیکھا۔

٢٩٩٧ـ وَفِيْ رِوَايَةٍ بَعْدَ شَعْبَانَ: كَانَ يَصُوْمُ شَعْبَانَ كُلَّهُ كَانَ يَصُوْمُ شَعْبَانَ إِلَّا قَلِيْلًا. (رواه مسلم ١١٥٦)

اور ایک روایت میں ہے شعبان نے بعد سارا شعبان روزے رکھتے مگر چند ایام ترک کر دیتے۔

٢٩٩٨ـ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ قَيْسٍ سَمِعَ عَائِشَةَ تَقُوْلُ كَانَ أَحَبَّ الشُّهُوْرِ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَصُوْمَهُ شَعْبَانُ ثُمَّ يَصِلُهُ بِرَمَضَانَ. (رواه أبو داود ٢٤٣١)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو روزے رکھنے کے لیے سب مہینوں میں سے شعبان زیادہ پسند تھا۔ اُس میں روزے رکھ کر رمضان کے ساتھ ملا دیتے تھے۔

٢٩٩٩ـ وفي أخرى: كَانَ يَصُوْمُ شَعْبَانَ كُلَّهُ. (رواه النسائي ٢١٧٩)

اور ایک روایت میں ہے: آپ ﷺ سارا شعبان روزے رکھتے تھے۔

٣٠٠٠ـ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَ مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَصُوْمُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ إِلَّا شَعْبَانَ وَرَمَضَانَ. (رواه الترمذي ٧٣٦)

سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو متواتر دو مہینے روزے رکھتے نہیں دیکھا، مگر شعبان اور رمضان۔

(٢٩٩٦) مسلم: ١١٥٦ـ بخاری: ١٩٦٩ـ ترمذی: ٧٦٨ـ نسائی: ٢٣٥٥ـ ابوداؤد: ٢٤٣٤ـ ابن ماجه: ٤٢٢٨ـ احمد: ٢٥٧٧٨ـ موطا: ٦٨٨ـ دارمی: ١٤٧٥.

(٢٩٩٧) مسلم: ١١٥٦ـ بخاری: ١٩٦٩ـ ترمذی: ٧٦٨ـ نسائی: ٢٣٥٥ـ ابوداؤد: ٢٤٣٤ـ ابن ماجه: ٤٢٢٨ـ احمد: ٢٥٧٧٨ـ موطا: ٦٨٨ـ دارمی: ١٤٧٥.

(٢٩٩٨) ابوداؤد: ٢٤٣١ـ احمد: ٢٥٠٢٠ـ صحیح البانی: ٢١٢٤.

(٢٩٩٩) نسائی: ٢١٧٩ـ صحیح، البانی: ٢٠٥٩ـ بخاری: ٦٣١٠ـ مسلم: ١٢١١ـ ترمذی: ٧٤٥ـ ابوداؤد: ٢٤٣١ـ ابن ماجه: ٢٩١٢ـ احمد: ٢٥٦٣٦ـ موطا: ٢٦٦ـ دارمی: ١٥٨٥.

(٣٠٠٠) ترمذی: ٧٣٦ـ صحیح، البانی: ٥٨٨ـ بخاری: ١٩٦٩ـ نسائی: ٢٣٥٥ـ ابوداؤد: ٢٤٣٤ـ ابن ماجه: ١٧١٠ـ احمد: ٢٥٧٨٧ـ موطا: ٢٨٨ـ دارمی: ١٧٣٩.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

٣٠٠١ــــ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللهِ ﷺ لَمْ أَرَكَ تَصُوْمُ شَهْرًا مِنَ الشُّهُوْرِ مَا تَصُوْمُ مِنْ شَعْبَانَ قَالَ ذٰلِكَ شَهْرٌ يَغْفُلُ النَّاسُ عَنْهُ بَيْنَ رَجَبٍ وَرَمَضَانَ وَهُوَ شَهْرٌ تُرْفَعُ فِيْهِ الأَعْمَالُ إِلَى رَبِّ الْعَالَمِيْنَ فَأُحِبُّ أَنْ يُرْفَعَ عَمَلِيْ وَأَنَا صَائِمٌ. (رواه النسائی ٢٣٥٧)

سیدنا اُسامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے شعبان سے زیادہ کسی مہینے میں روزے رکھتے آپ ﷺ کو نہیں دیکھا۔ فرمایا: اس مہینے سے لوگ غافل رہتے ہیں۔ رجب اور رمضان کے درمیان واقع ہونے کی وجہ سے اور اس مہینے میں اعمال رب العالمین کی طرف اٹھائے جاتے ہیں تو میں پسند کرتا ہوں کہ میرا عمل ایسے وقت میں اٹھایا جائے جب میں نے روزہ رکھا ہو۔"

شرح: ۱..... نبی اکرم ﷺ شعبان کے مہینہ کے روزوں کا خصوصی اہتمام فرماتے تھے، دوسرے مہینوں کی بہ نسبت اس میں زیادہ روزے رکھتے تھے۔

۲۔ ماہِ شعبان میں کثرت سے روزے رکھنے کی حکمت مختلف بیان ہوئی ہے، صحیح ترین بات یہی ہے جو حدیث میں بیان ہوئی ہے کہ یہ مہینہ رجب اور رمضان کے درمیان آتا ہے۔ لوگ اس میں غفلت کا شکار ہو جاتے ہیں، حالانکہ یہ ماہِ شعبان جو ہے اس میں اعمال انسانی رب کائنات کے سامنے پیش ہوتے ہیں، اس لیے نبی اکرم ﷺ کی تمنا یہ تھی کہ میرے اعمال جب میرے رب کے ہاں پیش ہوں تو میں روزے سے ہوں۔

اس لیے آپ ﷺ رمضان کے بعد سب سے زیادہ روزے ماہِ شعبان میں رکھتے تھے حالانکہ افضلیت رمضان کے بعد ماہِ محرم میں روزہ رکھنے کی ہے۔

۳۔ بعض احادیث میں آیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ سارے ماہِ شعبان میں روزے رکھتے تھے، بعض میں آتا ہے، سارے ماہِ شعبان کے روزے نہیں رکھتے تھے بلکہ زیادہ تر دنوں کے رکھتے تھے۔

اس کا حل یہ ہے کہ ماہِ شعبان میں رسول اکرم ﷺ زیادہ روزے رکھتے تھے اگرچہ مکمل ماہ نہ رکھتے تھے، زیادہ ہی کو کامل کہا گیا ہے۔

یا پھر ایک سال مکمل رکھتے ایک سال کم رکھتے، اس طرح احادیث کا مفہوم حل ہو جاتا ہے۔

۴۔ ان احادیث میں ماہِ شعبان کے روزوں کی فضیلت بیان ہوئی ہے۔ (مرعاة: ۳/ ۲٦٨)

٣٠٠٢ــــ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ أَنَّ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ كَانَ يَصُوْمُ أَشْهُرَ الْحُرُمِ فَقَالَ لَهُ

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حرمت والے مہینوں میں روزے رکھا کرتے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے

(٣٠٠١) نسائی: ٢٣٥٧۔ حسن، البانی: ٢٢٢١۔ احمد: ٢١٧٤٦۔

(٣٠٠٢) ابن ماجہ: ١٧٤٤۔ ضعیف، البانی: ٣٨١۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ صُمْ شَوَّالاً فَتَرَكَ أَشْهُرَالْحُرُمِ ثُمَّ لَمْ يَزَلْ يَصُومُ شَوَّالاً حَتّٰى مَاتَ (رواه إبن ماجة ١٧٤٤)

انہیں فرمایا: شوال کے روزے رکھا کر، تو انہوں نے حرمت والے مہینوں کے روزے رکھنا ترک کردیا۔ اور اس کے بعد شوال کے روزے رکھتے رہے۔ یہاں تک کہ فوت ہو گئے۔ (القزوینی)

انتباہ:...... ماہِ شوال میں چھ روزے جن کا اجر دو ماہ ہے، وہ مسنون ہیں، جیسا کہ احادیث آ ئیں گی۔

٣٠٠٣ـ عَنْ جُبَيْرِبْنِ نُفَيْرٍأَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَتَحَرّٰى صِيَامَ الإِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ. (رواه النسائى ٢٣٦٠)

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سوموار اور جمعرات کے دن روزے رکھنے کی فکر تھے۔

٣٠٠٤ـ عَنْ أَبِىْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ تُعْرَضُ الأَعْمَالُ يَوْمَ الإِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ فَأُحِبُّ أَنْ يُعْرَضَ عَمَلِيْ وَأَنَا صَائِمٌ. (رواه الترمذى ٧٤٧)

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سوموار اور جمعرات کے دن اعمال نامے اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کیے جاتے ہیں اور میں پسند کرتا ہوں کہ جب میرے اعمال پیش کیے جائیں تو میں نے روزہ رکھا ہو۔'' (الترمذی)

٣٠٠٥ـ عَنْ حَفْصَةَ ؓ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصُومُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِالإِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ وَالإِثْنَيْنِ مِنَ الْجُمُعَةِ الأُخْرٰى. (رواه أبوداود ٢٣٥١)

سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر مہینے میں تین ایام کے روزے رکھتے تھے۔ سوموار اور جمعرات کو اور آئندہ ہفتے میں سے سوموار کا روزہ رکھتے۔'' (ابوداؤد ونسائی)

٣٠٠٦ـ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصُومُ مِنَ الشَّهْرِ السَّبْتِ وَالأَحَدَ وَالإِثْنَيْنِ وَمِنَ الشَّهْرِالآخَرِ الثُّلَاثَاءَ

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک مہینے سے ہفتہ، اتوار اور سوموار کا روزہ رکھتے اور دوسرے مہینے میں منگل، بدھ اور جمعرات کا روزہ رکھتے تھے۔ (ترمذی)

(٣٠٠٣) نسائی: ٢٣٦٠ـ صحیح، البانی: ٢٢٢٤ـ بخاری: ٦٣٦٠ـ مسلم: ١٢١١ـ ترمذی: ٧٤٥ـ ابوداؤد: ٣٤٣١ـ ابن ماجہ: ٢٩١٢ـ احمد: ٢٥٦٣٦ـ موطا: ٢٦٦ـ دارمی: ١٥٨٥۔

(٣٠٠٤) ترمذی: ٧٤٧ـ صحیح، البانی: ٥٩٦ـ ابن ماجہ: ١٧٤٠۔

(٣٠٠٥) ابوداؤد: ٢٤٥١ـ حسن، البانی: ٢١٤١ـ نسائی: ٢٣٦٧۔

(٣٠٠٦) ترمذی: ٧٤٦ـ ضعیف، البانی: ١٢١۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَالْأَرْبِعَاءَ وَالْخَمِيسَ . (رواه الترمذى ٧٤٦)

٣٠٠٧ـ عَنِ ابْنِ عَمْرِوبْنِ الْعَاصِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَهُ أَنْ يَصُومَ كُلَّ أَرْبِعَاءِ وَخَمِيسٍ . (رواه رزين)

سیّدنا ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ وہ ہر بدھ اور جمعرات کے دن روزہ رکھا کریں۔ (الرزین)

٣٠٠٨ـ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ مُسْلِمٍ الْقُرَشِيِّ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ سَأَلْتُ أَوْ سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ صِيَامِ الدَّهْرِ فَقَالَ إِنَّ لِأَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا صُمْ رَمَضَانَ وَالَّذِي يَلِيهِ وَكُلَّ أَرْبِعَاءِ وَخَمِيسٍ فَإِذَا أَنْتَ قَدْ صُمْتَ الدَّهْرَ . (رواه أبوداود ٢٤٣٢)

مسلم القرشی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے سوال کیا یا رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا پورے سال کے روزے کے بارے میں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”تیرے اہل کے تیرے اوپر حقوق ہیں۔ پس تو رمضان کے روزے رکھ اور اس کے ساتھ والے مہینے کے اور بدھ اور جمعرات کے دن روزہ رکھ۔ تو گویا تو نے پورے سال کے روزے رکھ لیے۔“

شـــرح :...... ا۔ سوموار اور جمعرات کے روزہ رکھنے کی فضیلت بیان ہوئی ہے اور اس کی اہمیت کی وجہ بھی بیان ہوئی ہے۔ (۱) یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ دنیا والوں کے لیے ایک نعمت بے مثال ہیں۔ (۲) آپ ﷺ پر نبوت اتری، یہ بھی ایک ابدی نعمت ہے۔ اس کا شکریہ یہ ہے کہ اس دن روزہ رکھا جائے۔

(۳) جمعرات اور سوموار کے دن اعمال چڑھتے ہیں ان میں روزہ رکھنے کی تلقین ہے تا کہ انسان کے درجات بلند ہوں۔

۲۔ رسول اللہ ﷺ ہر ہفتہ میں سوموار اور جمعرات کا روزہ رکھتے تھے، کسی طور ناغہ نہ ہوتا تھا، اگر ایک سوموار کا رہ جاتا تو دوسرے ہفتہ کے سوموار کا رکھ لیتے تھے۔ اسی طرح اگر ایک جمعرات کا رہتا تو دوسرے ہفتہ کی جمعرات کا رکھ لیتے یعنی کوئی ہفتہ روزے سے خالی نہ جاتا تھا۔ (مرعاۃ: ۳/۲۸۹)

٣٠٠٩ـ عَنِ ابْنِ مِلْحَانَ الْقَيْسِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَأْمُرُنَا أَنْ نَصُومَ الْبِيضَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ قَالَ وَقَالَ هُنَّ كَهَيْئَةِ الدَّهْرِ . (رواه أبوداود ٢٤٤٩)

ابن ملحان رضی اللہ عنہ نے کہا: ہمیں رسول اللہ ﷺ حکم دیتے تھے کہ ہم ایام بیض کے روزے رکھا کریں۔ تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ کے ایام، اور فرمایا: ”یہ سال کی مانند ہیں۔“

(٣٠٠٧) رزین۔ (٣٠٠٨) ابوداؤد: ٢٤٣٢۔ ضعیف، البانی: ٥٢٧۔ ترمذی: ٧٤٨۔

(٣٠٠٩) ابوداؤد: ٢٤٤٩۔ صحیح، البانی: ٢١٣٩۔ نسائی: ٢٤٣٢۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

۳۰۱۰۔ عَنْ مُعَاذَةَ قَالَتْ قُلْتُ لِعَائِشَةَ أَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصُوْمُ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ قَالَتْ نَعَمْ قُلْتُ مِنْ أَيِّ شَهْرٍ كَانَ يَصُوْمُ قَالَتْ مَاكَانَ يُبَالِيْ مِنْ أَيِّ أَيَّامِ الشَّهْرِ كَانَ يَصُوْمُ. (رواه أبوداود ۲۴۵۳)

سیدہ معاذہ العدویہ رضی اللہ عنہا نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا: کیا رسول اللہ ﷺ ہر مہینے میں تین ایام کے روزے رکھتے تھے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ میں نے کہا: مہینے کے کس حصے میں روزے رکھتے تھے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: آپ ﷺ کوئی پروا نہیں کرتے تھے کہ مہینے کے کس حصے میں روزہ رکھیں۔

شرح: ......۱۔ ثابت ہوا کہ ایام بیض کے روزے پوری زندگی کے روزے ہیں۔ بیض کا معنی سفید ہے، یہ ۱۳، ۱۴، ۱۵ چاند کی تاریخ کے دن ہیں۔ ان میں چاند پوری آب و تاب سے چمکتا ہے اور اس کی روشنی سفید ہوتی ہے، اس لیے انہیں ایام بیض کہتے ہیں۔ چاند گرہن، عموماً ان دنوں میں ہوتا ہے اس لیے ان میں روزہ رکھنے کی ترغیب دلائی گئی ہے کہ قرب الٰہی کا باعث ہو اور پوری زندگی کے روزے اس طرح ہوتے ہیں کہ ایک روزہ اجر کے لحاظ سے دس دن کا ہے، تین روزے ایک ماہ کے اجر برابر ہوئے، ہر ماہ یہ تین روزے رکھیں تو سال بھر کے برابر اجر ہوا۔ اگر آدمی اسے زندگی کا معمول بنا لے تو یہ ساری زندگی کے روزوں کا اجر ہوا۔ (مرعاۃ: ۳/ ۲۸۸)

۲۔ یہ جو حدیث میں آیا ہے کہ آپ ﷺ ماہ کے کسی بھی دن روزہ رکھتے تھے، پروا نہ کرتے تھے۔ جہاں تک ایام بیض کے روزوں کے دنوں کا آتا ہے، وہ تو صحیح ترین قول کے مطابق ۱۳، ۱۴، ۱۵ چاند کی ہے۔ ویسے مہینے میں غیر متعین دنوں میں بھی نبی اکرم ﷺ روزہ رکھتے تھے تاکہ لوگوں میں معینہ دنوں کے علاوہ بھی روزہ کی عادت رہے۔ (عون المعبود: ۲/ ۳۰۴)

۳۰۱۱۔ عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ رَجُلٌ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ كَيْفَ تَصُوْمُ فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا رَأَى عُمَرُ رضی اللہ عنہ غَضَبَهُ قَالَ رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ وَغَضَبِ رَسُوْلِهِ فَجَعَلَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُرَدِّدُ هٰذَا الْكَلَامَ حَتّٰى سَكَنَ غَضَبُهُ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ بِمَنْ يَصُوْمُ الدَّهْرَ كُلَّهُ قَالَ لَا صَامَ

سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: آپ کیسے روزے رکھتے ہیں؟ اس کے اس سوال پر آپ ﷺ ناراض ہوئے۔ جب عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو غصے کی حالت میں دیکھا تو انہوں نے کہا: ہم اللہ تعالیٰ کو رب مان کر اور اسلام کو دین تسلیم کر کے اور محمد ﷺ کو اپنا نبی مان کر راضی ہیں۔ ہم اللہ کے غصے اور اللہ کے رسول کے غصے سے اللہ کی پناہ طلب کرتے ہیں، عمر رضی اللہ عنہ یہ کلمات بار بار کہتے رہے یہاں تک کہ آپ ﷺ کا

(۳۰۱۰) ابوداؤد: ۲۴۵۳۔ صحیح۔ النسائی: ۲۱۴۲۔ مسلم: ۱۱۶۰۔ ترمذی: ۷۶۳۔ ابن ماجہ: ۱۷۰۹۔

(۳۰۱۱) مسلم: ۱۱۶۲۔ ترمذی: ۷۶۷۔ نسائی: ۲۳۸۳۔ ابوداؤد: ۲۴۲۵۔ ابن ماجہ: ۱۷۱۳۔ احمد: ۲۲۱۳۵۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَلَا أَفْطَرَ أَوْ قَالَ لَمْ يَصُمْ وَلَمْ يُفْطِرْ قَالَ كَيْفَ مَنْ يَصُومُ يَوْمَيْنِ وَيُفْطِرُ يَوْماً قَالَ يُطِيقُ ذٰلِكَ أَحَدٌ قَالَ كَيْفَ مَنْ يَصُومُ يَوْماً وَيُفْطِرُ يَوْماً قَالَ ذَاكَ صَوْمُ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ كَيْفَ مَنْ يَصُومُ يَوْماً وَيُفْطِرُ يَوْمَيْنِ قَالَ وَدِدْتُ أَنِّي طُوِّقْتُ ذٰلِكَ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ثَلَاثٌ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَرَمَضَانَ إِلَى رَمَضَانَ فَهٰذَا صِيَامُ الدَّهْرِ كُلِّهِ صِيَامُ يَوْمِ عَرَفَةَ أَحْتَسِبُ عَلَى اللهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ وَالسَّنَةَ الَّتِي بَعْدَهُ وَصِيَامُ يَوْمِ عَاشُورَاءَ أَحْتَسِبُ عَلَى اللهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ. (رواه مسلم ١١٦٢)

غصہ ٹھہر گیا۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے سوال کیا: یارسول اللہ! اس شخص کے روزوں کا کیا حکم ہے جو سارا سال روزہ رکھتا ہے؟ فرمایا: اس نے روزے نہیں رکھے اور نہ اس نے افطار کیا ہے۔ عرض کی: اس کا کیا حکم ہے جو ایک دن روزہ رکھے اور ایک دن افطار کرے۔ فرمایا: یہ داؤد علیہ السلام کے روزے ہیں۔ عرض کی: ایک دن روزہ اور دو دن افطار کرنے والے کا کیا حکم ہے؟ فرمایا: مجھے یہ پسند ہے کہ اس طرح روزہ رکھنے کی مجھے توفیق ہوتی۔ پھر فرمایا: ہر ماہ سے تین دن کے روزے اور رمضان کے روزے اور دوسرے رمضان کے روزے پورے سال کے روزے ہیں اور عرفہ کے دن کے روزے پر مجھے اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ گذشتہ سال اور آئندہ سال کے گناہوں کا کفارہ بنا دے گا اور عاشورہ کے روزے پر اللہ تعالیٰ پر امید رکھتا ہوں کہ وہ گذشتہ سال کے گناہوں کا کفارہ کر دے گا۔“

شرح: .. نبی اکرم ﷺ اس دیہاتی آدمی کے سوال پر غضبناک اس لیے ہوئے تھے کہ آپ ﷺ نے اخلاص نیت کی وجہ سے اور ریاء کاری سے بچاؤ کرتے ہوئے اپنے خفیہ عمل کو نمایاں کرنے کو پسند نہ فرمایا تھا۔ ویسے بھی اس سوال کے برے اثرات ظاہر ہو سکتے تھے، سامعین نبی اکرم ﷺ کے ان نفلی روزوں کو اپنے لیے لازمی تصور کر لیتے جو ان کے بس کی بات نہ تھی، اس لیے غصہ فرمایا اور ادب سکھایا کہ تم یہ نہ پوچھو میں کس طرح روزہ رکھتا ہوں، تم پوچھو ہم امتی کس طرح روزہ رکھیں۔

۲۔ یہی وجہ ہے کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے با ادب سوال کیا اور نبی اکرم ﷺ کا غصہ ٹھنڈا کیا اور پوچھا کہ جو زمانہ بھر کے روزے رکھتا ہے اس کا کیا حکم ہے۔ تو اس کے جواب میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، طریقہ نبوی کے خلاف ہونے کی وجہ سے یہ روزے اس قابل نہیں کہ اجر کا باعث بن سکیں۔ اور نہ ہی ان کی افطاری مفید رہی، یعنی جب روزہ ہی درست نہ ہوا تو پھر افطاری کا ثواب بھی حاصل نہ ہوا۔

۳۔ افضل ترین نفلی روزہ یہ ہے جو کہ ایک دن روزہ رکھا جائے اور ایک دن افطار کیا جائے اس سے افضل اور کوئی طریقہ نہیں۔

۴۔ شوال کے روزے، عاشورہ کے روزے اور حج کے روزے کے متعلقہ گفتگو اوپر گزر چکی ہے۔ (مرعاۃ: ۳/۲۷۷)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

٣٠١٢۔ وفي رواية: قَالَ وَسُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الإِثْنَيْنِ قَالَ ذَاكَ وُلِدْتُ فِيهِ وَيَوْمٌ بُعِثْتُ أَوْأُنْزِلَ عَلَيَّ فِيهِ. (رواه مسلم ١١٦٢)

ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ سے سوموار کے روزے کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: یہ دن ہے جس میں میری پیدائش ہوئی ہے اور اسی دن میں مبعوث کیا گیا ہوں یا فرمایا اس دن میں میرے اوپر وحی نازل کی گئی ہے۔" (مسلم)

٣٠١٣۔ عَنْ عَبْدِاللهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَصُومُ يَعْنِي مِنْ غُرَّةِ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ. (رواه أبوداود ٢٤٥٠)

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ راوی ہیں: رسول اللہ ﷺ ہر مہینے کے تین ایام بیض کے روزے رکھتے تھے۔

٣٠١٤۔ عَنْ عَامِرِبْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ الْغَنِيْمَةُ الْبَارِدَةُ الصَّوْمُ فِي الشِّتَاءِ (رواه الترمذي ٧٩٧)

سیّدنا عامر بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "ٹھنڈی غنیمت موسم سرما کے روزے ہیں۔" (الترمذی)

شــرح: ......سردی میں روزہ اتنا زیادہ مشقت آمیز نہیں ہوتا کیونکہ گرمی میں سخت پیاس لگتی ہے، جبکہ سردی میں ایک تو دن چھوٹا ہوتا ہے دوسرا پیاس زیادہ نہیں لگتی اور اجر مکمل روزے کا ملتا ہے، اس لیے اسے ٹھنڈی غنیمت قرار دیا گیا ہے۔ (مرعاۃ: ٣/٢٩١)

٣٠١٥۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْ صِيَامِ يَوْمَيْنِ يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ النَّحْرِ. (رواه مسلم ٨٢٧ في كتاب الصيام)

سیّدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دو ایام کے روزے رکھنے کی ممانعت فرمائی ہے، عید الفطر کے دن اور عید قربانی کے دن۔

٣٠١٦۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَهْلَ الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ لَا بَأْسَ بِصِيَامِ الدَّهْرِ إِذَا أَفْطَرَ الأَيَّامَ الَّتِي نَهَى رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَنْ صِيَامِهَا وَهِيَ أَيَّامُ مِنًى وَيَوْمَ الأَضْحَى وَيَوْمَ الْفِطْرِ فِيمَا بَلَغَنَا قَالَ وَذٰلِكَ أَحَبُّ مَا

امام مالک رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ انہوں نے اہل علم سے سنا ہے کہ انہوں نے کہا: پورے سال کے روزے رکھنے میں کوئی حرج نہیں جب کہ ان ایام کے روزے نہ رکھے جائیں جن کے روزے سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے اور وہ منیٰ کے ایام اور عید الاضحیٰ کے دن اور عید الفطر کا دن ہے۔ اور یہ قول

(٣٠١٢) مسلم: ١١٦٢۔ ترمذی: ٧٦٧۔ نسائی: ٢٣٨٣۔ ابوداؤد: ٢٤٢٥۔ ابن ماجہ: ١٧١٣۔ احمد: ٢٢١٣٥.
(٣٠١٣) ابوداؤد: ٢٤٥٠۔ حسن، البانی: ٢١٤٠۔ ترمذی: ٧٤٢.
(٣٠١٤) ترمذی: ٧٩٧۔ صحیح، البانی: ٦٣٩۔ احمد: ١٨٤٨٠.
(٣٠١٥) مسلم: ٨٢٧۔ کتاب الصیام، بخاری: ١١٩٧۔ ترمذی: ٧٧٢۔ احمد: ١١٥٠٠۔ دارمی: ١٧٥٣.
(٣٠١٦) موطا.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سَمِعْتُ إِلَيَّ فِي ذٰلِكَ. (لمالك)

مجھے زیادہ پسند ہے ان اقوال میں سے جو میں نے اس بارے میں سنے ہیں۔

٣٠٧١ــــ عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ شَهِدْتُ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ فِي يَوْمِ النَّحْرِ بَدَأَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَنْهَى عَنْ صَوْمِ هٰذَيْنِ الْيَوْمَيْنِ أَمَّا يَوْمَ الْفِطْرِ فَفِطْرُكُمْ مِنْ صَوْمِكُمْ وَعِيدٌ لِلْمُسْلِمِينَ وَأَمَّا يَوْمَ الْأَضْحٰى فَكُلُوا مِنْ لُحُومِ نُسُكِكُمْ. (رواه الترمذی ٧٧١)

ابوعبید مولیٰ ابن ازہر نے کہا: میں امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کے پاس قربانی کے دن حاضر ہوا تو انہوں نے خطبے سے پہلے نماز ادا کی اور خطاب میں بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ نے دو ایام کے روزے رکھنے کی ممانعت فرمائی ہے یوم عید الفطر میں تم روزے سے افطاری کرتے ہو اور وہ مسلمانوں کی عید کا دن ہے اور عید الاضحیٰ کے دن تم اپنی قربانی کا گوشت کھاتے ہو۔

٣٠١٨ــــ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ: نَهَانَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ صِيَامِهِنَّ وَأَمَرَنَا بِفِطْرِهِنَّ قَالَ مَالِكٌ هِيَ أَيَّامُ التَّشْرِيقِ. (رواه مالك ٨٥٦)

سلیمان بن یسار رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایام التشریق کے روزہ رکھنے کی ممانعت فرمائی ہے۔ (امام مالک)

٣٠١٩ــ عَنْ نُبَيْشَةَ الْهُذَلِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَيَّامُ التَّشْرِيقِ أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ وَذِكْرٍ لِلّٰهِ (رواه مسلم ١١٤١)

سیّدنا نشیبہ الہذلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایام التشریق کھانے پینے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ایام ہیں۔'' (مسلم)

شــــرح: ......ا۔ان میں دلیل ہے کہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن روزہ رکھنا حرام ہے، یہاں دو باتوں کی وضاحت ضروری ہے کہ ایک آدمی عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن کی قصداً نذر مانتا ہے کہ وہ اس دن روزہ رکھے گا تو اس کی نذر منعقد نہیں ہوگی یہ ایک نافرمانی کی نذر ہے۔ وہ نذر منعقد ہوتی ہے جو اطاعت کی نذر ہو یہ نافرمانی کی نذر ہے اسے پورا کرنا جائز نہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ آدمی نے نذر مانی تھی کہ میں کل روزہ رکھوں گا، وہ عید کے دن میں پڑتی ہے تو اسے بھی عید کے دن روزہ نہ رکھنا ہوگا، یہ نافرمانی کی نذر نہیں' اس لیے اسے عید کے علاوہ دنوں میں پورا کرنا ہے، اس کی قضاء دینا ہے۔

(٣٠١٧) ترمذی: ٧٧١۔ صحیح، البانی: ٦١٩۔ بخاری: ١٩٩٠۔ مسلم: ١٩٦٩۔ ابوداؤد: ٢٤١٦۔ ابن ماجه: ١٧٢٢۔ احمد: ٢٨٤۔ مؤطا: ٤٣١۔

(٣٠١٨) مؤطا: ٨٤٦۔ ابوداؤد: ٢٤١٨۔

(٣٠١٩) مسلم: ١١٤١۔ احمد: ٢٠٢٠٢۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۲۔ایام تشریق سے مراد عیدالاضحیٰ کے وہ ایام ہیں جو عید کا پہلا دن (یوم النحر) کے نکال کر باقی تین دن ہیں: ۱۱، ۱۲، ۱۳ ذوالحجہ ایام تشریق ہیں۔ان میں بھی روزہ رکھنا حرام ہے مگر وہ آدمی جو حج تمتع کرتا ہے، پہلے عمرہ کرتا ہے پھر حج کے ایام میں حج کرتا ہے تو اس پر ایک قربانی ہوتی ہے، اس کے پاس اگر قربانی کی گنجائش نہیں تو دس روزے رکھنا اس کے ذمہ ہیں، تین وہاں حج کے دنوں میں رکھنے ہیں، سات روزے حج سے واپس گھر آ کر رکھے۔تو اسے اجازت ہے کہ وہ ایام تشریق میں تین روزے رکھ لے اس کے علاوہ ان ایام میں روزے رکھنا منع ہے۔(مرعاۃ: ۳/۲۸۲)

۳۰۲۰ـــــعَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ عَمَّارِبْنِ يَاسِرٍ فَأُتِيَ بِشَاةٍ مَصْلِيَّةٍ فَقَالَ كُلُوْا فَتَنَحَّى بَعْضُ الْقَوْمِ فَقَالَ إِنِّي صَائِمٌ فَقَالَ عَمَّارٌ مَنْ صَامَ الْيَوْمَ الَّذِيْ يُشَكُّ فِيْهِ النَّاسُ فَقَدْ عَصَى أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ. (رواه الترمذى ٦٨٦)

صلہ بن زفر کہتے ہیں ہم عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے پاس تھے اور اس دن شک کیا جاتا تھا کہ وہ دن شعبان کا ہے یا رمضان کا۔ ہمارے پاس بھونی ہوئی بکری لائی گئی۔قوم میں سے ایک شخص علیحدہ ہوگیا اور اس نے کہا: میں روزے سے ہوں۔ پس عمار رضی اللہ عنہ نے کہا: جس نے اس دن روزہ رکھا اس نے ابوالقاسم ﷺ کی نافرمانی کی۔

۳۰۲۱ـــــعَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَهْلَ الْعِلْمِ يَنْهَوْنَ أَنْ يُصَامَ الْيَوْمَ الَّذِيْ يُشَكُّ فِيْهِ مِنْ شَعْبَانَ إِذَا نَوَى بِهِ صِيَامُ رَمَضَانَ وَيَرَوْنَ أَنَّ عَلَى مَنْ صَامَهُ عَلَى غَيْرِرُؤْيَةٍ ثُمَّ جَاءَ الثَّبْتُ أَنَّهُ مِنْ رَمَضَانَ أَنَّ عَلَيْهِ قَضَاءَهُ وَلاَ يَرَوْنَ بِصِيَامِهِ تَطَوُّعاً بَأْساً. (لمالك)

امام مالک رحمہ اللہ نے کہا: میں نے اہل علم سے سنا ہے کہ وہ دن جس کے متعلق شک ہو کہ وہ شعبان کا دن ہے یا رمضان کا ہے اس دن روزہ رکھنے سے وہ منع کرتے تھے جبکہ فرض کی نیت کی جائے۔اور اہل علم کا قول ہے کہ جس نے چاند دیکھے بغیر روزہ رکھا اور پھر چاند نظر آنے کا ثبوت مل گیا تو اس پر قضاء لازم ہوگی۔اور اہل علم نفلی روزہ رکھنے میں حرج نہیں سمجھتے۔

شـــرح: ......شک کے دن کا روزہ رکھنا حرام ہے۔شک کے دن سے مراد یہ ہے کہ شعبان کی آخری تاریخ ہو، آسمان ابر آلود ہو، چاند نظر نہ آیا ہو، یا پھر گواہی درست نہ ملی ہو، ایسی صورت حال میں آدمی کہے کہ میں روزہ رکھ لیتا ہوں، اگر رمضان کا دن ہوگا تو یہ رمضان کا روزہ ہوا، اگر یہ رمضان کا نہیں تو شعبان کا نفلی روزہ شمار کرلوں گا۔ ایسے روزے کو شک کا روزہ قرار دیا گیا ہے، یہ منع ہے۔

۲۔ابوالقاسم نبی اکرم ﷺ کی کنیت ہے، یہاں آپ ﷺ کو اس کنیت کے ساتھ پکارنے کی خاص وجہ ہے جو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کو بندوں کے درمیان آپ ﷺ نے ہی تقسیم کیا ہے، یہ انداز مرفوع حدیث کے حکم میں

(۳۰۲۰) ترمذی: ٦٨٦۔ صحیح، البانی: ٥٥٣۔ نسائی: ٢١٨٨۔ ابوداؤد: ٢٣٣٤۔ ابن ماجه: ١٦٤٥۔ دارمی: ١٦٨٢.
(۳۰۲۱) مؤطا.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

ہے تو یہ حکم نبی اکرم ﷺ سے ثابت ہے کہ شک کا روزہ نہ رکھا جائے۔ (مرعاۃ: ۳/۲۱۳)

٣٠٢٢۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ إِذَا انْتَصَفَ شَعْبَانُ فَلَا تَصُومُوا. (رواه أبوداود ٢٣٣٧)

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ”جب شعبان نصف ہو جائے تو روزہ نہ رکھو۔“

٣٠٢٣۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَا تُقَدِّمُوا رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ وَلَا يَوْمَيْنِ إِلَّا رَجُلٌ كَانَ يَصُومُ صَوْماً فَلْيَصُمْهُ. (رواه مسلم ١٠٨٢)

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص ایک دن یا دو دن رمضان سے پہلے روزہ نہ رکھے البتہ اگر کوئی شخص کسی دن کے روزہ رکھنے کی عادت رکھتا ہو تو وہ رکھ سکتا ہے۔“

٣٠٢٤۔عَنْ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لَهُ أَوْ لِآخَرَ أَصُمْتَ مِنْ سُرَرِ شَعْبَانَ قَالَ لَا قَالَ فَإِذَا أَفْطَرْتَ فَصُمْ يَوْمَيْنِ (لمسلم ١١٦١)

سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تو نے اس مہینے کے سر یعنی شعبان کے آخر میں روزہ نہیں رکھا؟“ اس نے کہا: نہیں آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب تو عید کریگا تو دو روزے رکھنا۔“

شرح: ......١۔ایک یا دو دن رمضان سے پہلے روزے نہ رکھے جائیں، مگر ایسی صورت ہو کہ کسی کا قضا کا روزہ رہتا تھا یا پھر جمعرات یا سوموار کا روزہ رکھنے کی اسے عادت تھی وہ اس دن آ گیا ہو تو یہ رکھ سکتا ہے۔ اس کی ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ رمضان اور شعبان کے روزے میں تمیز رہے گڈ مڈ نہ ہو جائے۔

٢۔ پندرہ شعبان کے بعد روزہ رکھنے کی اجازت ہے، اس کی ممانعت نہیں۔ جو کمزوری محسوس کرے وہ پندرہ شعبان کے بعد روزہ نہ رکھے، اگر کمزوری نہیں ہوتی تو اس کے لیے پندرہ شعبان سے پہلے اور بعد بھی روزہ رکھنا جائز ہے۔

٣۔سر شعبان سے مراد شعبان کے آخری دنوں کے روزے ہیں۔

اس سے اشکال پیدا ہوتا ہے کہ شعبان کے آخر میں تو روزہ رکھنے کی ممانعت بھی مذکور ہے اور یہاں ان کی قضاء کا بھی حکم دیا جا رہا ہے۔ اس کا حل یہ ہے کہ جس آدمی سے قضا کا کہا جا رہا تھا وہ روزہ رکھنے کا عادی تھا، اس کے یہ روزے شعبان کے آخر میں آ گئے تھے، اس لیے اسے اجازت دی کہ اب تو وقت نہیں عید کے بعد ان کی قضا دینا۔ اور عام آدمی کو ان دنوں میں روزہ رکھنے کی ممانعت ہے۔ نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ نفلی روزہ کی بھی قضاء ہے۔ (مرعاۃ: ۳/۲۶۹)

(٣٠٢٢) ابوداؤد: ٢٣٣٧۔ صحیح، البانی: ٢٠٤٩۔ ترمذی: ٧٣٨۔ ابن ماجہ: ١٦٥١۔ احمد: ٩٤١٤۔ دارمی: ١٧٤٠۔

(٣٠٢٣) مسلم: ١٠٨٢۔ بخاری: ١٩١٤۔ ترمذی: ٦٨٥۔ نسائی: ٢١٧٣۔ ابوداؤد: ٢٣٣٥۔ ابن ماجہ: ١٦٥٠۔ احمد: ١٠٣٧٦۔ دارمی: ١٦٨٩۔

(٣٠٢٤) مسلم: ١١٦١۔ بخاری: ١٩٨٣۔ ابوداؤد: ٢٣٢٨۔ احمد: ١٩٥٠٤۔ دارمی: ١٧٤٢۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

٣٠٢٥ـ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي بَيْتِهِ فَحَدَّثَنَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ بِعَرَفَةَ. (رواه ابوداود ٢٤٤٠)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے عرفات کے میدان میں نو ذوالحجہ کا روزہ رکھنے سے منع کیا ہے۔ (ابوداؤد)

٣٠٢٦ـ عَنْ مَيْمُونَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ النَّاسَ شَكُّوا فِي صِيَامِ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ عَرَفَةَ فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ بِحِلَابٍ وَهُوَ وَاقِفٌ فِي الْمَوْقِفِ فَشَرِبَ مِنْهُ وَالنَّاسُ يَنْظُرُونَ. (رواه البخاري ١٩٨٩)

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ لوگوں کو میدان عرفات میں نو ذوالحجہ کے دن رسول اللہ ﷺ کے روزہ رکھنے کا شک گزرا تو میمونہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کی طرف تازہ دودھ بھیجا جبکہ آپ کھڑے تھے پس آپ ﷺ نے دودھ پیا اور لوگ دیکھ رہے تھے۔

٣٠٢٧ـ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سُئِلَ ابْنُ عُمَرَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ بِعَرَفَةَ فَقَالَ حَجَجْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمْ يَصُمْهُ وَمَعَ أَبِي بَكْرٍ فَلَمْ يَصُمْهُ وَمَعَ عُمَرَ فَلَمْ يَصُمْهُ وَمَعَ عُثْمَانَ فَلَمْ يَصُمْهُ وَأَنَا لَا أَصُومُهُ وَلَا آمُرُ بِهِ وَلَا أَنْهَى عَنْهُ. (رواه الترمذي ٧٥١)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے عرفہ کے دن روزہ رکھنے کی بابت سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا: میں نے رسول ﷺ کے ساتھ حج کیا تو آپ ﷺ نے روزہ نہیں رکھا اور میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کیا تو انہوں نے روزہ نہیں رکھا اور عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کیا تو انہوں نے روزہ نہیں رکھا اور عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کیا تو انہوں نے روزہ نہیں رکھا اور میں نہ روزہ رکھتا ہوں اور نہ روزہ رکھنے کا حکم دیتا ہوں اور نہ اس سے منع کرتا ہوں۔ (ترمذی)

شرح:...... اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نو ذوالحج کا روزہ ان کے ہاں سفر وحضر میں مشہور تھا۔

۲۔ جو میدان عرفات میں ہو وہ اگر دقت محسوس کرے تو روزہ نہ رکھے اور جو میدانِ عرفات میں نہیں وہ روزہ رکھے، اسے دو سال کے گناہ مٹنے کا اجر ملے گا۔

۳۔ ضرورت کے تحت جانور کو کھڑا کر کے اس پر گفتگو کی جا سکتی ہے۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ برسر محفل کھانا پینا جائز ہے۔ (مرعاة: ۲۷۴/۳)

(٣٠٢٥) ابوداؤد: ٢٤٤٠ـ ضعيف الباني: ٥٢٨ـ ابن ماجه: ١٧٣٢.

(٣٠٢٦) بخاري: ١٩٨٩ـ مسلم: ١١٢٤.

(٣٠٢٧) ترمذی: ٧٥١ـ صحيح الاسناد: ٥٩٩ـ احمد: ٥٣٩٧ـ دارمی: ١٧٦٥.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۳۰۲۸۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا تَخْتَصُّوا لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ بِقِيَامٍ مِنْ بَيْنِ اللَّيَالِي وَلَا تَخُصُّوا يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِصِيَامٍ مِنْ بَيْنِ الْأَيَّامِ إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ فِي صَوْمٍ يَصُوْمُهُ أَحَدُكُمْ. (رواه مسلم ۱۱٤٤)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جمعہ کی رات کو راتوں میں قیام کے لیے مخصوص نہ کرو اور جمعہ کے دن کو ایام میں سے روزہ کے لیے مخصوص نہ کرو مگر کوئی شخص معمول رکھتا ہوا اس دن کے روزے کا تو وہ رکھ سکتا ہے۔“

۳۰۲۹۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ عَنْ أُخْتِهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا تَصُوْمُوْ يَوْمَ السَّبْتِ إِلَّا فِيْمَا افْتَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ أَحَدُكُمْ إِلَّا لِحَاءَ عِنَبَةٍ أَوْ عُوْدَ شَجَرَةٍ فَلْيَمْضُغْهُ (رواه الترمذی ٧٤٤)

”عبداللہ بن بسر السلمی اپنی بہن صماء سے روایت کرتے ہیں اور وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہفتہ کے دن روزہ نہ رکھو مگر وہ روزہ جو اللہ نے تم پر روزہ فرض کیا ہے پس تم میں یہ کسی شخص کو انگور کے ایک دانے کے علاوہ یا درخت کی شاخ کے علاوہ کوئی چیز میسر نہ آئے تو وہ اس کو چبا لے۔“

۳۰۳۰۔ عَنْ كُرَيْبٍ، قَالَ: أَرْسَلَنِي نَاسٌ إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ أَسْأَلُهَا: أَيُّ الْأَيَّامِ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَكْثَرَ لَهَا صَوْمًا؟ فَقَالَتْ: اَلسَّبْتُ وَالْأَحَدُ، وَيَقُوْلُ: هُمَا يَوْمَا عِيْدٍ لِلْمُشْرِكِيْنَ فَأُحِبُّ أَنْ أُخَالِفَهُمْ. (رواه الطبرانی فی الكبير (۲۳/ ۱۸۳)

کریب نے کہا: مجھے لوگوں نے ام سلمہ کے پاس بھیجا تا کہ میں ان سے پوچھوں کہ رسول اللہ ﷺ دنوں میں سے کس دن زیادہ روزہ رکھتے تو اس نے کہا: ہفتہ اور اتوار کو اور فرماتے تھے: یہ مشرکین کی عید کے دن ہیں اور میں پسند کرتا ہوں کہ ان کی مخالفت کروں۔“ (الکبیر)

۳۰۳۱۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: رَفَعَهُ: مَنْ صَامَ الْأَرْبِعَاءَ وَالْخَمِيْسَ وَالْجُمُعَةَ بَنَى اللّٰهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ يُرَى ظَاهِرُهُ مِنْ بَاطِنِهِ وَبَاطِنُهُ مِنْ ظَاهِرِهِ. (للكبير بضعف والأوسط ۲۵۵)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں: ”جس نے بدھ، جمعرات اور جمعہ کو روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر تعمیر کرتا ہے جس کا باہر اندر سے اور اندر باہر سے نظر آتا ہوگا۔“ (الکبیر سند ضعیف)

۳۰۳۲۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ

محمد بن عباد بن جعفر نے کہا: میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا اور

(۳۰۲۸) مسلم: ۱۱٤٤۔ بخاری: ۱۹۸۵۔ ترمذی: ۷٤۳۔ ابوداؤد: ۲٤۲۰۔ ابن ماجه: ۱۷۲۳۔ احمد: ۱۰۵۰۹.

(۳۰۲۹) ترمذی: ۷٤٤۔ صحیح، البانی: ۵۹٤۔ ابوداؤد: ۲٤۲۱۔ ابن ماجه: ۱۷۲٦۔ احمد: ۲٦۵۳٤۔ دارمی: ۱۷٤۹.

(۳۰۳۰) طبرانی کبیر: ۲۳/ ۱۸۳۔ ورجاله ثقات وصححه ابن حبان، هیثمی: ۵۱۹۹.

(۳۰۳۱) طبرانی کبیر، والاوسط: ۲۵۵۔ وفیه صالح بن جبلة ضعفه الازدی، هیثمی: ۵۲۰٤.(۳۰۳۲) ابن ماجه: ۱۷۲٤۔ صحیح: ۱٤۰۱۔ بخاری: ۱۹۸٤۔ مسلم: ۱۱٤۳۔ احمد: ۱۳۹٤۳۔ دارمی: ۱۷٤۸.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

سَأَلْتُ جَابِرَبْنَ عَبْدِاللّٰهِ وَأَنَا أَطُوفُ بِالْبَيْتِ أَنَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ صِيَامِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ قَالَ نَعَمْ وَرَبِّ هٰذَا الْبَيْتِ . (رواه ابن ماجة ١٧٢٤)

میں بیت اللہ کا طواف کررہا تھا کہ نبی ﷺ نے جمعہ کے دن کے روزہ رکھنے کی ممانعت کی ہے؟ اس نے کہا: ہاں اس گھر کے رب کی قسم!

٣٠٣٣ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَلَّمَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُفْطِرُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ (رواه إبن ماجة ١٧٢٥)

سیّدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو جمعہ کے دن افطار کرتے کم ہی دیکھا ہے۔

شرح: ......ا۔ان میں دلیل ہے کہ صرف جمعہ کے دن کا روزہ رکھنا منع ہے، اور حرام ہے۔ ہاں اس سے ایک دن پہلے روزہ رکھنا ہو یا اس کے بعد والے دن رکھنا ہو تو پھر اس کا روزہ رکھنا جائز ہے۔

حضرت جویرہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جمعہ کا دن تھا، نبی اکرم ﷺ میرے پاس تشریف لائے میں نے روزہ رکھا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: کل روزہ رکھا تھا، میں نے کہا نہیں، کہا: آئندہ کل رکھو گی؟ کہا نہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: پھر روزہ افطار کرلو۔ (بخاری، احمد، ابوداؤد)

اس کی وجہ یہ ہے کہ جمعہ کے دن کو عید کا دن قرار دیا گیا ہے، انفرادی طور پر اس کا روزہ منع کر دیا گیا ہے ایک دن پہلے رکھا ہو، یا ایک دن بعد میں رکھنا ہو تو پھر جائز ہے۔ (مستدرک: ۱/ ۴۳۷)

یا پھر عادت کے روزوں میں یہ دن آ جائے، مثلاً نذر کا روزہ ہو، پھر بھی جمعہ کے دن روزہ جائز ہے۔

۲۔ جمعہ کی رات کو عبادت کے لیے خاص کرنے کی بھی ممانعت وارد ہوئی ہے، اس میں ''رغائب'' کی مشہور نماز ہے جو کہ قبیح بدعت ہے اس کی بھی تردید ہوتی ہے، مگر وہ عبادت یا تلاوت جائز ہے، جو حدیث میں آتی ہے جیسا کہ جمعہ کے دن سورت کہف تلاوت کرنے کی فضیلت حدیث میں آتی ہے۔

۳۔ ہفتہ، منگل، بدھ اور جمعرات کے روزوں کا بھی ثبوت ملتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ ان دنوں میں بھی روزہ رکھتے تھے تاکہ یہ دن بالکل ہی روزے کے لحاظ سے بے کار نہ ہو جائیں اور اگر مسلسل رکھتے تو پورا ہفتہ روزے رکھنا امت پر گراں گزرتا۔

۴۔ صرف ہفتہ کے دن کا روزہ رکھنے کی بھی ممانعت آئی ہے تاکہ یہودیوں کی مخالفت ہو کیونکہ وہ اس دن کو عبادت کے ساتھ مخصوص کرتے ہیں، ہاں ایک دن پہلا یا بعد والا بھی روزہ رکھنا ہو تو پھر ہفتہ کا روزہ رکھنا بھی جائز ہے۔ (مرعاة : ۳/ ۲۸۳ تا ۲۸۸)

(٣٠٣٣) ابن ماجه: ١٧٢٥ ـ حسن، البانی: ١٤٠٢ ـ ترمذی: ٧٤٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فِطْرُ الْمُسَافِرِ وَغَيْرِهِ وَالْقَضَآءُ وَالْكَفَّارَةُ

مسافر اور غیر مسافر کا روزہ افطار کرنا اور قضاء اور کفارے کا بیان

٣٠٣٤۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ عَامَ الْفَتْحِ إِلَى مَكَّةَ فِي رَمَضَانَ فَصَامَ حَتَّى بَلَغَ كُرَاعَ الْغَمِيْمِ فَصَامَ النَّاسُ ثُمَّ دَعَا بِقَدَحٍ مِنْ مَاءٍ فَرَفَعَهُ حَتَّى نَظَرَ النَّاسُ إِلَيْهِ ثُمَّ شَرِبَ فَقِيْلَ لَهُ بَعْدَ ذٰلِكَ إِنَّ بَعْضَ النَّاسِ قَدْ صَامَ فَقَالَ أُوْلٰئِكَ الْعُصَاةُ أُوْلٰئِكَ الْعُصَاةُ. (رواه مسلم ١١١٤)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ فتح کے سال مکہ کی طرف رمضان میں نکلے تو آپ ﷺ نے روزہ رکھا۔ جب کراع الغمیم میں پہنچے اور لوگوں نے بھی روزہ رکھا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے پانی کا پیالہ طلب کیا اور اس کو بلند کیا یہاں تک کہ لوگوں نے دیکھا پھر آپ ﷺ نے پیا پھر اس کے بعد آپ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ بعض لوگوں نے اب بھی روزہ رکھا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا: وہ نافرمان ہیں وہ نافرمان ہیں۔“

٣٠٣٥۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ عَامَ الْفَتْحِ فِي رَمَضَانَ فَصَامَ حَتَّى بَلَغَ الْكَدِيْدَ ثُمَّ أَفْطَرَ. قَالَ الزُّهْرِيُّ فَصَبَّحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَكَّةَ لِثَلَاثَ عَشَرَةَ لَيْلَةً خَلَتْ مِنْ رَمَضَانَ، فَكَانُوْا يَتَّبِعُوْنَ الْأَحْدَثَ فَالْأَحْدَثَ مِنْ أَمْرِهِ وَيَرَوْنَهُ النَّاسِخَ الْمُحْكَمَ. (رواه مسلم ١١١٣)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے روزہ رکھا یہاں تک کہ مقام کدید میں پہنچے، یہ پانی ہے جو قدید اور عسفان کے درمیان واقع ہے۔ آپ ﷺ نے روزہ افطار کر دیا پھر آپ ﷺ مہینہ ختم ہونے تک افطار ہی کرتے رہے۔ امام زہری نے کہا: رسول اللہ ﷺ رمضان کے تیرہ دن گذرنے پر صبح کے وقت مکہ پہنچے۔ اور لوگ پیروی کرتے تھے نئی سنت کی پھر نئی سنت کی اور آپ ﷺ کے امور میں سے آخری عمل کو ناسخ قرار دیتے تھے۔

٣٠٣٦۔ وفي رواية: صَامَ مِنَ الْمَدِيْنَةِ حَتَّى أَتَى قَدِيْدًا فَأَفْطَرَ حَتَّى أَتَى مَكَّةَ. (رواه النسائي ٢٢٨٨)

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ مدینہ سے روزہ رکھ کر چلے اور جب مقام قدید میں پہنچے تو آپ ﷺ نے روزہ افطار کر دیا یہاں تک کہ مکہ پہنچ گئے۔

(٣٠٣٤) مسلم: ١١١٤۔ ترمذی: ٧١٠۔ نسائی: ٢٢٦٣۔
(٣٠٣٥) مسلم: ١١١٣۔ بخاری: ٤٢٧٩۔ نسائی: ٢٣١٤۔ ابوداؤد: ٢٤٠٤۔ ابن ماجه: ١٦٦١۔ احمد: ٣٤٥٠۔ مؤطا: ٦٥٣۔ دارمی: ١٧٠٨۔
(٣٠٣٦) نسائی: ٢٢٨٨۔ صحیح، البانی: ٢١٥٥۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

٣٠٣٧۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ لَمَّا بَلَغَ النَّبِيُّ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ مَرَّالظَّهْرَان فَآذَنَنَا بِلِقَاءِ الْعَدُوِّ فَأَمَرَنَا بِالْفِطْرِ فَأَفْطَرْنَا أَجْمَعُوْنَ. (رواه الترمذی ١٦٨٤)

سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ فتح کے سال نبی ﷺ مرالظہران کے مقام پر پہنچے تو ہمیں دشمن کے مقابلے کی اطلاع ملی۔ آپ ﷺ نے ہمیں روزہ افطار کرنے کا حکم دے دیا تو ہم سب نے افطار کر دیا۔ (ترمذی)

شرح:......۱۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيْضًا أَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ﴾ (البقرۃ: ١٨٤)

”پس تم میں سے جو شخص بیمار ہو یا سفر پر ہو تو دوسرے دنوں میں گنتی پوری کرنا ہے۔“

۲۔ جائز کام کے لیے سفر ہو اور اس کی مسافت تقریباً (۱۸، ۱۹) کلو میٹر ہے، اگر مسافر تکلیف محسوس کرے تو روزہ افطار کر لے اور بعد میں گنتی پوری کرے اگر دقت نہ ہو تو روزہ رکھ سکتا ہے۔

۳۔ ان احادیث کا مطلب ہے کہ روزہ رکھا ہو اس کے بعد سفر کا آغاز کیا ہو تو سفر کی وجہ سے دوران سفر روزہ افطار کرنا جائز ہے۔

۴۔ نبی اکرم ﷺ تک یہ بات پہنچی تھی کہ روزے کی وجہ سے لوگوں کو دقت پیش آ رہی ہے تو آپ ﷺ نے انہیں دکھا کر روزہ افطار کیا۔

۵۔ جب مشقت کی وجہ سے لوگوں پر مہربانی کرتے ہوئے آپ ﷺ نے روزہ افطار کیا تو بعض لوگوں نے تب بھی افطار نہ کیا چونکہ یہ نبی پاک ﷺ کی اتباع کے خلاف کام تھا، آپ نے اسے نافرمانی قرار دیا کیونکہ روزہ سفر میں مشقت دے تو پھر بھی اسے رکھنا نافرمانی ہے۔ (مرعاۃ: ۳/۲۵۹)

٣٠٣٨۔ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي السَّفَرِ فَمِنَّا الصَّائِمُ وَمِنَّا مُفْطِرٌ قَالَ فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا فِي يَوْمٍ حَارٍّ أَكْثَرُنَا ظُلَّهَا صَاحِبُ الْكِسَاءِ وَمِنَّا مَنْ يَتَّقِي الشَّمْسَ بِيَدِهِ قَالَ فَسَقَطَ الصُّوَّامُ وَقَامَ الْمُفْطِرُوْنَ فَضَرَبُوا الْأَبْنِيَةَ وَسَقَوُا الرِّكَابَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَهَبَ الْمُفْطِرُوْنَ

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم نبی ﷺ کے ساتھ تھے۔ ہم میں سے بعض نے روزہ رکھا تھا اور بعض نے روزہ نہیں رکھا تھا، پس ہم گرمی کے دن میں منزل پر پہنچے اور ہم میں سے اکثر نے چادروں کے نیچے سایہ کیا اور ہم میں سے کوئی اپنے ہاتھ کی اوٹ میں دھوپ سے بچاؤ کرتا تھا۔ پس روزے دار لیٹ گئے اور جن کا روزہ نہیں تھا انہوں نے کھڑے ہو کر خیمے نصب کیے اور سواریوں کو پانی پلایا پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آج

(٣٠٣٧) ترمذی: ١٦٨٤۔ صحیح، البانی: ١٣٧٦۔ مسلم: ١١٢٠۔ ابوداؤد: ٢٤٠٦۔ احمد: ١١٤١٦۔

(٣٠٣٨) مسلم: ١١١٩۔ بخاری: ٢٨٩٠۔ نسائی: ٢٢٨٣۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

الْيَوْمَ بِالأَجْرِ. (رواه مسلم ۱۱۱۹) غیر روزے دار اجر میں سبقت لے گئے ہیں۔"

شرح: ......ا۔ یہ حدیث دلیل ہے کہ اگر مشقت نہ ہو تو سفر میں روزہ رکھنا جائز ہے۔

۲۔ جب مصلحتیں آپس میں ٹکرا جائیں تو جو زیادہ اولیٰ ہو وہ مصلحت اختیار کی جائے۔

۳۔ جہاد میں ایک دوسرے سے تعاون کیا جائے۔

۴۔ نبی اکرم ﷺ نے جو فرمایا ہے کہ افطار کرنے والے اجر سمیٹ گئے ہیں، اس کا مطلب یہ نہیں کہ روزہ رکھنے والوں کا اجر کم ہوا ہے، اس کا مطلب ہے کہ افطار کرنے والوں کو اپنے کام کرنے کا بھی اجر ہوا ہے اور جو انہوں نے روزے والوں کے کام کیے ہیں، اس کا بھی اجر ہوا ہے اس لیے ان کے لیے سارے اجر کا آپ نے اعلان فرمایا، جبکہ روزہ رکھنے والوں کو صرف روزے کا اجر ملا ہے۔ (مرعاة: ۳/ ۲۰۶)

۳۰۳۹۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فِي سَفَرٍ فَرَأَى رَجُلاً قَدِ اجْتَمَعَ النَّاسُ عَلَيْهِ وَقَدْ ظُلِّلَ عَلَيْهِ فَقَالَ مَا لَهُ قَالُوْا رَجُلٌ صَائِمٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ أَنْ تَصُوْمُوْا فِي السَّفَرِ. (رواه مسلم ۱۱۱۵)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ سفر میں تھے۔ آپ ﷺ نے ایک مرد کو دیکھا جس کے گرد لوگ جمع تھے اور اس پر سایہ کیا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو کیا ہوا ہے؟ لوگوں نے عرض کی: یہ روزے سے ہے فرمایا: یہ نیکی نہیں ہے کہ تم سفر میں روزہ رکھو۔"

شرح: ...... یہ آدمی ابو اسرائیل تھے، اس سے ان علمائے کرام نے استدلال کیا ہے جو کہتے ہیں کہ اگر کوئی سفر میں روزہ رکھتا ہے تو وہ منعقد نہیں ہوتا۔ مگر یہ استدلال درست نہیں، اگر مشقت ہو تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس حالت میں روزہ رکھنا کوئی اچھا کام نہیں، یہ نہیں فرمایا کہ روزہ ہوتا ہی نہیں۔ اگر مشقت نہ ہو تو پھر سفر میں روزہ جائز ہے۔ (مرعاة: ۳/ ۲۰۵)

۳۰۴۰۔ أَبُوْ مُوْسَى؛ قَالَ لِرَسُوْلِ اللهِ ﷺ: أَمِنْ أَمْبِرِ أَمْصَوْمُ فِي أَمْسَفَرِ فَقَالَ: يَقُوْلُ لَيْسَ مِنَ أَمْبِرِ أَمْصَوْمُ فِي أَمْسَفَرِ. (رواه أحمد ۲۳۱۶۷، ورزين والكبير)

سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا: کیا سفر میں روزہ رکھنا نیکی ہے؟ فرمایا: "سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے۔" (رزین احمد، الکبیر)

۳۰۴۱۔ عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ

سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: سفر میں روزہ رکھنے

(۳۰۳۹) مسلم: ۱۱۱۵۔ بخاری: ۱۹۴۶۔ نسائی: ۲۲۶۲۔ ابوداؤد: ۲۴۰۷۔ احمد: ۱۴۸۵۸۔ دارمی: ۱۷۰۹۔

(۳۰۴۰) احمد: ۲۳۱۶۷۔ رزین، کبیر طبرانی، نسائی: ۲۲۵۵۔ ابن ماجہ: ۱۶۶۴۔ دارمی: ۱۷۱۱۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

الصَّائِمُ فِي السَّفَرِ كَالْمُفْطِرِ فِي الْحَضَرِ. (رواه النسائي ٢٢٨٥)

والا گھر میں نہ رکھنے والے کی طرح ہیں۔" (النسائی)

٣٠٤٢۔ وفي رواية: إِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ شَطْرَ الصَّلَاةِ وَالصِّيَامَ وَعَنِ الْحَامِلِ وَالْمُرْضِعِ. (رواه النسائي ٢٢٧٥)

ایک روایت میں ہے: اللہ تعالیٰ نے مسافر سے نماز کا کچھ حصہ معاف کردیا ہے اور روزہ نہ رکھنے کی بھی اجازت دے دی ہے اور اس نے حاملہ اور دودھ پلانے والی کو روزہ معاف کردیا ہے۔

شرح: ......١۔ سفر میں چار رکعات والی نماز دو رکعات اور مغرب کی نماز تین رکعات، فجر کی نماز ساری اور وتر بھی ادا کرنے ہیں۔

٢۔ اگر مشقت نہ ہو تو سفر میں روزہ رکھنا جائز ہے، اگر مشقت ہو تو پھر نہ رکھا جائے اور جتنے روزے بوجہ سفر نہ رکھے جاسکیں ہوں ان کی قضاء دی جائے۔

٣۔ حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت اگر برداشت ہو تو روزہ رکھ لیں، اگر برداشت نہ ہو تو افطار کر لیں، اور صحیح بات یہی ہے کہ انہیں کفارہ دینے کی ضرورت نہیں، جتنے روزے چھوڑے ہوں ان کی صرف قضا دیں۔ (مرعاة: ١/ ٢٨٥)

٣٠٤٣۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا نَغْزُو مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي رَمَضَانَ فَمِنَّا الصَّائِمُ وَمِنَّا الْمُفْطِرُ فَلَا يَجِدُ الصَّائِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ وَلَا الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ يَرَوْنَ أَنَّ مَنْ وَجَدَ قُوَّةً فَصَامَ فَإِنَّ ذٰلِكَ حَسَنٌ وَيَرَوْنَ أَنَّ مَنْ وَجَدَ ضَعْفاً فَأَفْطَرَ فَإِنَّ ذٰلِكَ حَسَنٌ. (رواه مسلم ١١١٦)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل کر رمضان میں غزوہ کرتے تھے پس ہم میں سے کچھ روزہ رکھنے والے اور کچھ افطار کرنے والے ہوتے اور روزہ رکھنے والا افطار کرنے والے پر اور افطار کرنے والا روزہ رکھنے والے پر کوئی عیب نہیں لگاتا تھا۔ وہ خیال کرتے کہ جو طاقت رکھتا ہے وہ روزہ رکھے، یہ اچھا ہے اور جس میں کمزوری ہے وہ روزہ افطار کردے تو یہ بھی اچھا ہے۔

٣٠٤٤۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَمْرٍو الْأَسْلَمِيَّ قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ أَأَصُومُ فِي السَّفَرِ وَكَانَ كَثِيرَ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حمزہ بن عمرو اسلمی نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا: کیا میں سفر میں روزہ رکھوں؟ وہ بہت زیادہ روزے رکھا کرتے تھے، نبی ﷺ نے فرمایا: اگر تو چاہتا

(٣٠٤١) نسائي: ٢٢٨٥۔ ضعيف الباني: ١٣٤۔ ابن ماجه: ١٦٦٦.

(٣٠٤٢) نسائي: ٢٢٧٥۔ حسن، الباني: ٢١٤٦۔ ترمذی: ٧١٥۔ ابوداؤد: ٢٤٠٨۔ ابن ماجه: ١٦٦٧۔ احمد: ١٩٨١٤.

(٣٠٤٣) مسلم: ١١١٦۔ نسائی: ٢٣١٠۔ احمد: ١١٣٠٨.

(٣٠٤٤) بخاری: ١٩٤٣۔ مسلم: ١١٢١۔ ترمذی: ٧١١۔ نسائی: ٢٣٨٤۔ ابوداؤد: ٢٤٠٢۔ ابن ماجه: ١٦٦٢۔ احمد: ٢٥٢٠٢۔ دارمی: ١٧٠٧.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الصِّيَامِ فَقَالَ إِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَإِنْ شِئْتَ فَأَفْطِرْ (رواه البخاري ١٩٤٣)

ہے تو روزہ رکھ اور چاہتا ہے تو نہ رکھ۔

٣٠٤٥۔ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ حَمْزَةَ الأَسْلَمِيِّ يَذْكُرُ أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ إِنِّي صَاحِبُ ظَهْرٍ أُعَالِجُهُ أُسَافِرُ عَلَيْهِ وَأُكْرِيهِ وَإِنَّهُ رُبَّمَا صَادَفَنِي هَذَا الشَّهْرُ يَعْنِي رَمَضَانَ وَأَنَا أَجِدُ الْقُوَّةَ وَأَنَا شَابٌّ وَأَجِدُ بِأَنْ أَصُوْمَ يَارَسُوْلَ اللهِ ﷺ أَهْوَنُ عَلَى مِنْ أَنْ أُؤَخِّرَهُ فَيَكُوْنُ دَيْنًا أَفَأَصُوْمُ يَارَسُوْلَ اللهِ أَعْظَمُ الأَجْرِ أَوْ أُفْطِرَ قَالَ أَيُّ ذَلِكَ شِئْتَ يَا حَمْزَةُ. (رواه أبوداود ٢٤٠٣)

حمزہ بن محمد بن حمزہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں وہ ان کے دادا سے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے عرض کیا کہ مسافر جب سواری کی پشت پر بیٹھ کر سفر کر رہا ہو اور رمضان آجائے اور وہ طاقتور ہو اور فی الحال روزہ رکھنا اس کے لیے موخر کرنے سے آسان ہے اس سے جو اسکے ذمہ قرض بن جائے تو اے اللہ کے رسول! ایسی حالت میں اگر میں روزہ رکھوں تو زیادہ اجر ہوگا یا افطار کروں تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے حمزہ! جو تو چاہے کر۔“

٣٠٤٦۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ أَنَّهُ قَالَ أَتَيْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ فِي رَمَضَانَ وَهُوَ يُرِيْدُ سَفَرًا وَقَدْ رُحِلَتْ لَهُ رَاحِلَتُهُ وَلَبِسَ ثِيَابَ السَّفَرِ فَدَعَا بِطَعَامٍ فَأَكَلَ فَقُلْتُ لَهُ سُنَّةٌ قَالَ سُنَّةٌ ثُمَّ رَكِبَ (رواه الترمذي ٧٩٩)

محمد بن کعب کہتے ہیں میں انس رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو وہ رمضان میں سفر کا ارادہ کرتے تھے، ان کی سواری تیار تھی اور سفر کا لباس وہ پہن چکے تھے۔ انہوں نے کھانا طلب کر کے کھایا تو میں نے ان کو کہا: کیا ایسا کرنا سنت ہے؟ انہوں نے کہا: سنت ہے، پھر وہ سوار ہو گئے۔“ (ترمذی)

شرح: ......اس میں دلیل ہے کہ جو شخص سفر کا ارادہ رکھتا ہے وہ اپنے گھر سے ہی روزہ افطار کر سکتا ہے، صحابی رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا کہ یہ کام سنت ہے، اس سے رسول اکرم ﷺ کی سنت مراد ہے۔ (تحفۃ الاحوذی: ۲/۷۰)

٣٠٤٧۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ إِذَا كَانَ فِي سَفَرٍ فِي رَمَضَانَ فَعَلِمَ أَنَّهُ دَاخِلٌ الْمَدِينَةَ مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ دَخَلَ وَهُوَ صَائِمٌ. (لمالك)

امام مالک رحمہ اللہ کو یہ خبر پہنچی ہے کہ امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ رمضان میں سفر میں ہوتے اور جب وہ یہ جانتے کہ مدینہ میں اول دن میں داخل ہو جائیں گے تو وہ روزہ رکھ کر داخل ہوتے تھے۔

(٣٠٤٥) ابوداؤد: ٢٤٠٣۔ ضعيف: ٥١٩۔ نسائي: ٢٣٠٥.
(٣٠٤٦) ترمذی: ٧٩٩۔ صحيح، الباني: ٦٤١.
(٣٠٤٧) موطا: ٦٦٥.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

شرح: ..... یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اجتہاد تھا، اس طرح پابند ہونا حدیث سے ثابت نہیں یہ بھی مستحب سمجھتے تھے ضروری نہیں سمجھتے تھے۔ اگر سحری سے پہلے سفر سے گھر میں آ جائیں تو پھر روزہ واجب ہے۔ (شرح زرقانی: ۲/۱۷۱)

٣٠٤٨ــ عَنْ مَنْصُوْرِ الْكَلْبِيِّ أَنَّ دِحْيَةَ بْنَ خَلِيْفَةَ خَرَجَ مِنْ قَرْيَةٍ مِنْ دِمَشْقَ مَرَّةً إِلَى قَدْرِ قَرْيَةِ عُقْبَةَ مِنَ الْفُسْطَاطِ وَذٰلِكَ ثَلَاثَةُ أَمْيَالٍ فِي رَمَضَانَ ثُمَّ أَنَّهُ أَفْطَرَ وَأَفْطَرَ مَعَهُ نَاسٌ وَكَرِهَ آخَرُوْنَ أَنْ يُفْطِرُوْا فَلَمَّا رَجَعَ إِلَى قَرْيَتِهِ قَالَ وَاللّٰهِ لَقَدْ رَأَيْتُ الْيَوْمَ أَمْرًا مَا كُنْتُ أَظُنُّ أَنِّي أَرَاهُ إِنَّ قَوْمًا رَغِبُوْا عَنْ هَدْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَأَصْحَابِهِ يَقُوْلُ ذٰلِكَ لِلَّذِيْنَ صَامُوْا ثُمَّ قَالَ عِنْدَ ذٰلِكَ اللّٰهُمَّ اقْبِضْنِي إِلَيْكَ. (رواه أبوداود ٢٤١٣)

منصور الکلبی بیان کرتے ہیں کہ دحیہ بن خلیفہ اپنی بستی سے تین میل کی مسافت کے لیے رمضان میں نکلے۔ پھر انہوں نے روزہ افطار کر دیا اور کچھ لوگوں نے بھی ان کے ساتھ روزہ افطار کر دیا اور کچھ لوگوں نے افطار کرنا پسند نہ کیا۔ جب وہ اپنی بستی میں لوٹ کر آئے تو انہوں نے کہا اللہ کی قسم! میں نے آج وہ کچھ دیکھا ہے جس کے دیکھنے کا مجھے گمان تک نہیں تھا۔ میں نے کچھ لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ محمد رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب کی سنت سے منہ پھیر چکے ہیں یا اللہ! مجھے اپنی طرف اٹھا لے۔“

٣٠٤٩ــ عَنْ عُبَيْدٍ قَالَ جَعْفَرُ بْنُ جَبْرٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ أَبِي بَصْرَةَ الْغِفَارِيِّ صَاحِبِ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفِيْنَةٍ مِنَ الْفُسْطَاطِ فِي رَمَضَانَ فَرُفِعَ ثُمَّ قُرِّبَ غَدَاهُ قَالَ جَعْفَرُ فِي حَدِيْثِهِ فَلَمْ يُجَاوِزِ الْبُيُوْتَ حَتَّى دَعَا بِالسُّفْرَةِ قَالَ اقْتَرِبْ قُلْتُ أَلَسْتَ تَرَى الْبُيُوْتَ قَالَ أَبُوْ بَصْرَةَ أَتَرْغَبُ عَنْ سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ جَعْفَرُ فِي حَدِيْثِهِ فَأَكَلَ. (رواه أبوداود ٢٤١٢)

عبید بن جبیر سے روایت ہے کہ جعفر بن جبر کہتے ہیں: میں ابوبصرہ الغفاری کے ساتھ مقام فسطاط میں ماہ رمضان میں کشتی میں سوار ہوا اور ابھی بستی کے مکانات سے کشتی آگے نہیں بڑھی تھی کہ اس نے دستر خوان طلب کیا اور کہا: قریب آ۔ میں نے کہا: کیا تجھے بستی کے مکانات نظر نہیں آ رہے؟ تو اس نے کہا: کیا تو نبی ﷺ کی سنت سے منہ پھیرتا ہے؟ جعفر نے اپنی روایت میں بیان کیا ہے کہ پھر اس نے کھانا کھایا۔

٣٠٥٠ــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

(٣٠٤٨) ابوداؤد: ٢٤١٣۔ ضعیف، البانی: ٥٢٢.

(٣٠٤٩) ابوداؤد: ٢٤١٢۔ صحیح، البانی: ٢١٠٩۔ احمد: ٢٦٦٨٩۔ دارمی: ١٧١٣.

(٣٠٥٠) ترمذی: ٧٢٣۔ ضعیف، البانی: ١١٥۔ ابوداؤد: ٢٣٩٦۔ ابن ماجہ: ١٦٧٢۔ احمد: ٩٧٣٠۔ دارمی: ١٧١٤.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

اللّٰہِ ﷺ مَنْ أَفْطَرَ يَوْماً مِنْ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ رُخْصَةٍ وَلاَ مَرَضٍ لَمْ يَقْضِ عَنْهُ صَوْمُ الدَّهْرِ كُلِّهِ وَإِنْ صَامَهُ (للترمذی ۷۲۳)

فرمایا: ''جس نے بغیر رخصت اور بغیر مرض کے رمضان کے ایک دن کا روزہ نہ رکھا تو سارے سال کے روزے بھی اگر وہ رکھے گا تو کمی پوری نہیں ہوگی۔''

۳۰۵۱۔عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرِ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ أَفْطَرْنَا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ غَيْمٍ ثُمَّ طَلَعَتِ الشَّمْسُ قِيْلَ لِهِشَّامٍ فَأُمِرُوْا بِالْقَضَاءِ قَالَ لاَ بُدَّ مِنْ قَضَاءٍ (رواه البخاری ۱۹۵۹)

سیّدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں کہ بادل کے دن ہم لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے عہد میں روزہ افطار کیا اور پھر سورج سامنے آ گیا۔ ہشام کو کہا گیا: کیا لوگوں کو قضاء کا حکم دیا گیا؟ تو اس نے کہا: قضا کے بغیر چارہ کار نہیں تھا۔ (بخاری)

شرح: ......انہوں نے غلطی سے روزہ افطار کر لیا تھا، اس بارے میں اختلاف ہے کہ اس طرح افطار کر لیں تو اس کی قضا ہے یا نہیں۔ ایک قول ہے کہ قضاء واجب ہے لیکن یہ چونکہ غلطی سے ہوا تھا، اس لیے زیادہ راجح بات یہی ہے کہ قضاء نہیں۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ لوگ ظاہری خطاب کے مکلف ہیں، اگر اس کے مطابق کوشش کرتے ہیں اور غلطی سرزد ہو جاتی ہے تو کوئی حرج نہیں۔ (فتح الباری:۴/۲۰۰)

۳۰۵۲۔عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ يَصُوْمُ قَضَاءَ رَمَضَانَ مُتَتَابِعاً مَنْ أَفْطَرَهُ مِنْ مَرَضٍ أَوْ فِي سَفَرٍ. (رواه مالك ٦٧٧)

نافع کہتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: جو شخص بیماری یا سفر کی وجہ سے رمضان کے روزے افطار کر لے تو ان کی قضا مسلسل دینا ضروری ہے۔

۳۰۵۳۔عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ وَأَبَا هُرَيْرَةَ اخْتَلَفَا فِي قَضَاءِ رَمَضَانَ فَقَالَ أَحَدُهُمَا يُفَرِّقُ بَيْنَهُ وَقَالَ الْآخَرُ لاَ يُفَرِّقُ بَيْنَهُ لاَ أَدْرِيْ أَيُّهُمَا قَالَ يُفَرِّقُ بَيْنَهُ (رواه مالك ٦٧٨)

ابن شہاب کہتے ہیں کہ رمضان کے روزے قضا کرنے کے بارے میں ابو ہریرہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے درمیان اختلاف ہو گیا۔ ایک نے کہا متفرق طور پر قضا کر سکے گا اور دوسرے نے کہا۔ متفرق طور پر قضا نہیں کر سکتا۔

۳۰۵٤۔عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میرے ذمے رمضان کے کچھ

(۳۰۵۱) بخاری: ۱۹۵۹۔ ابوداؤد: ۲۳۵۹۔ ابن ماجہ: ۱٦٧٤۔ احمد: ۲٦۳۸۷۔

(۳۰۵۲) موطا: ٦٧٧۔ (۳۰۵۳) موطا: ٦٧٨۔

(۳۰۵٤) مسلم: ۱۱٤٦۔ بخاری: ۱۹۵۰۔ ترمذی: ۷۸۳۔ نسائی: ۲۳۱۹۔ ابوداؤد: ۲۳۹۹۔ ابن ماجہ: ۱٦٦۹۔ احمد: ۲٤۹۳٤۔ موطا: ٦٨٦۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رَضِـيَ اللّٰهُ عَـنْهَـا تَـقُـوْلُ كَانَ يَكُوْنُ عَلَيَّ الـصَّوْمُ مِنْ رَمَضَانَ فَمَا أَسْتَطِيْعُ أَنْ أَقْضِيَهُ إِلَّا فِـي شَـعْبَانَ الشُّغْلُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَوْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ (رواہ مسلم ١١٤٦)

روزے باقی رہتے تھے اور میں ان کی قضاء نہ کرسکتی تھی مگر شعبان میں۔ اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مصروفیت وجہ تھی۔

شرح: ...... مسلسل طور پر روزوں کی قضا کا قول استحباب پر محمول کر سکتے ہیں یہ کوئی پابندی نہیں، قرآن پاک میں صرف گنتی پوری کرنے کا حکم ہے، تسلسل کا کوئی ذکر نہیں۔ (شرح زرقانی: ۲/ ۱۸۷)

۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بیماری یا حیض یا سفر کی وجہ سے جو روزے بھی چھوٹ جاتے تھے، ان کی قضاء میں شعبان تک تاخیر اس لیے ہوتی تھی کہ وہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں مصروف رہتی تھیں، شعبان میں چونکہ خود رسول اکرم ﷺ روزہ رکھنے میں مصروف ہو جاتے تھے۔ مصروفیت میں کمی آ جاتی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا قضاء دیتیں۔ ثابت ہوا کہ رمضان کی قضا فوراً ضروری نہیں۔ (مرعاۃ: ۱/ ۳۶۱)

٣٠٥٥۔۔۔ عَـنْ عَـائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَـالَ مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ . (رواه البخاری ١٩٥٢)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا مرفوع حدیث بیان کرتی ہیں کہ جو شخص فوت ہو اور اس پر روزے ہوں تو اس کا ولی اس کی طرف سے روزے رکھے۔

٣٠٥٦۔۔۔ عَـنِ ابْـنِ عَبَّـاسٍ قَالَ إِذَا مَرِضَ الـرَّجُلُ فِـي رَمَـضَـانَ ثُمَّ مَاتَ وَلَمْ يَصُمْ أُطْـعِـمَ عَنْهُ وَلَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ قَضَاءٌ وَإِنْ كَانَ عَـلَـى نَذْرٍ قَضَى عَنْهُ وَلِيُّهُ . (رواه أبوداود ٢٤٠١)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں جو شخص فوت ہو اور اس پر رمضان کے روزے باقی ہوں تو اس کا وارث اسکی طرف سے غرباء کو کھانا کھلائے اور روزے کی قضاء وارث پر لازم نہیں ہے۔ اور اگر مرنے والے نے نذر مانی تھی تو اس کی طرف سے اس کا وارث قضا دے گا۔'' (ابوداؤد)

٣٠٥٧۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَـالَ جَـاءَتِ امْـرَأَةٌ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَـقَـالَـتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک عورت نے عرض کیا: یارسول اللہ! میری ماں فوت ہوگئی ہے اور اس پر نذر کے روزے ہیں تو کیا میں اس کی طرف سے روزے رکھوں؟ فرمایا:

(٣٠٥٥) بخاری: ١٩٥٢۔ مسلم: ١١٤٧۔ ابوداؤد: ٣٣١١۔ احمد: ٢٣٨٨.
(٣٠٥٦) ابوداؤد: ٢٤٠١۔ صحیح، البانی: ٢١٠١.
(٣٠٥٧) مسلم: ١١٤٨۔ بخاری: ١٩٥٣۔ ترمذی: ٧١٦۔ نسائی: ٣٨١٦۔ ابوداؤد: ٣٣١٠۔ ابن ماجہ: ١٧٥٨۔ احمد: ٢٤١٠۔ دارمی: ٢٣٣٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وَعَلَيْهَا صَوْمُ نَذْرٍ أَفَأَصُومُ عَنْهَا قَالَ أَرَأَيْتَ لَوْكَانَ عَلَى أُمِّكَ دَيْنٌ فَقَضَيْتِيهِ أَكَانَ يُؤَدِّي ذٰلِكَ عَنْهَا قَالَتْ نَعَمْ قَالَ فَصُومِي عَنْ أُمِّكِ (رواه مسلم ١١٤٨)

یہ بتا اگر تیری ماں پر قرض ہوتا اور تو اس کو ادا کرتی تو اس کی طرف سے قرض ادا ہو جاتا؟ اس نے کہا: ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو اپنی ماں کی طرف سے روزے رکھ۔''

٣٠٥٨۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ كَانَ يَسْأَلُ هَلْ يَصُومُ أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ أَوْيُصَلِّي أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ فَيَقُوْلُ لَا. (لمالك)

امام مالک رحمہ اللہ کو یہ خبر پہنچی کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا جاتا تھا: کیا کوئی شخص کسی کی طرف سے روزہ رکھے یا کوئی شخص کسی کی طرف سے نماز پڑھے؟ تو وہ کہتے تھے: نہیں۔

شرح: ...... ان احادیث میں دلیل ہے کہ فوت ہونے والے کے ذمہ روزے ہوں تو اس کی نیابت کرتے ہوئے ولی میت کی طرف سے وہ روزے رکھے گا، یہ جو آیا ہے کہ روزے رکھنے کی بجائے اس کی طرف سے کھانا کھلا دیا جائے، یہ موقوف ہے، جو صحیح مرفوع حدیث کے مقابلے میں دلیل نہیں بن سکتی۔

اور جو یہ آیا ہے کہ ایک دوسرے کی طرف سے روزہ نہیں رکھا جا سکتا، یہ قول بھی ضعیف ہے، صحیح یہی ہے کہ میت کی طرف سے اس کا ولی روزے رکھے گا۔ (مرعاۃ: ٣/٢٦٤)

٣٠٥٩۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عَائِشَةَ وَحَفْصَةَ زَوْجَيِ النَّبِيِّ ﷺ أَصْبَحَتَا صَائِمَتَيْنِ مُتَطَوِّعَتَيْنِ فَأُهْدِيَ لَهُمَا طَعَامٌ فَأَفْطَرَتَا عَلَيْهِ فَدَخَلَ عَلَيْهِمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقَالَتْ حَفْصَةُ وَبَدَرَتْنِي بِالْكَلَامِ وَكَانَ بِنْتُ أَبِيهَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّي أَصْبَحْتُ أَنَا وَعَائِشَةُ صَائِمَتَيْنِ مُتَطَوِّعَتَيْنِ فَأُهْدِيَ إِلَيْنَا طَعَامٌ فَأَفْطَرْنَا عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اقْضِيَا مَكَانَهُ يَوْمًا آخَرَ (رواه مالك ٦٨٢)

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں اور حفصہ رضی اللہ عنہا دونوں روزے سے تھیں۔ ہمیں تحفے کا کھانا آیا تو ہم دونوں نے اس میں سے کھایا۔ پس رسول اللہ ﷺ گھر میں داخل ہوئے تو حفصہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے اپیل کر دی اور وہ اپنے باپ کی بیٹی تھی کہ اے اللہ کے رسول! میں نے اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے صبح سے نفلی روزے کی نیت کی تھی۔ پھر ہمیں تحفے میں کھانا پیش کیا گیا۔ تو ہم نے روزہ توڑ دیا۔ فرمایا: ''تم دونوں اس کے بدلے ایک دن کا روزہ رکھو۔''

شرح: ...... نفلی روزے کی قضاء ضروری نہیں۔ اگر کوئی دینا چاہے تو جائز ہے، اور نفلی روزہ افطار کرنے کی بھی اجازت ہے۔ یہ حدیث حجت نہیں، کیونکہ ضعیف ہے۔ (شرح زرقانی: ٢/ ١٨٩)

(٣٠٥٨) موطا.
(٣٠٥٩) موطا: ٦٨٢۔ لا يصح.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

٣٠٦٠۔ عَنْ عَبَّادِبْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ سَمِعَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَقُوْلُ إِنَّ رَجُلاً أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ إِنَّهُ احْتَرَقَ قَالَ مَالَكَ قَالَ أَصَبْتُ أَهْلِيْ فِيْ رَمَضَانَ فَأُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِمِكْتَلٍ يُدْعَى الْعَرَقَ فَقَالَ أَيْنَ الْمُحْتَرِقُ قَالَ أَنَا قَالَ تَصَدَّقْ بِهٰذَا (رواه البخاری ١٩٣٥)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک مرد آیا اور اس نے کہا کہ وہ آگ میں جل گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تجھے کیا ہوا؟ اس نے کہا: رمضان میں اپنی اہلیہ سے جماع کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک برتن میں کھانے کا سامان لایا گیا، اس برتن کو فرق کہتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ جلنے والا کہاں ہے؟ اس نے کہا: میں حاضر ہوں۔ فرمایا: ''یہ لے جا اور صدقہ دے دے۔''

٣٠٦١۔ عَنْ حُمَيْدِبْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَاهُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوْسٌ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ إِذْجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكْتُ قَالَ مَالَكَ قَالَ وَقَعْتُ عَلَى امْرَأَتِيْ وَأَنَا صَائِمٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هَلْ تَجِدُ رَقَبَةً تُعْتِقُهَا قَالَ لاَ قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِيْعُ أَنْ تَصُوْمَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لاَ فَقَالَ فَهَلْ تَجِدُ إِطْعَامَ سِتِّيْنَ مِسْكِيْناً قَالَ لاَ قَالَ فَمَكَثَ النَّبِيُّ ﷺ فَبَيْنَا نَحْنُ عَلَى ذٰلِكَ أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِعَرَقٍ فِيْهَا تَمْرٌ وَالْعَرَقُ الْمِكْتَلُ قَالَ أَيْنَ السَّائِلُ فَقَالَ أَنَا قَالَ خُذْهَا فَتَصَدَّقْ بِهِ فَقَالَ الرَّجُلُ أَعَلَى أَفْقَرَ مِنِّيْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَوَاللّٰهِ مَابَيْنَ لاَ بَتَيْهَا يُرِيْدُ الْحَرَّتَيْنِ أَهْلَ بَيْتٍ أَفْقَرَ مِنْ أَهْلِ بَيْتِيْ فَضَحِكَ النَّبِيُّ ﷺ حَتّٰى بَدَتْ أَنْيَابُهُ ثُمَّ قَالَ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک دن ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ اتنے میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک مرد نے حاضر ہوکر عرض کیا: یارسول اللہ! میں تو ہلاک ہوا۔ فرمایا: تجھے کیا ہوا؟ اس نے کہا: میں نے روزے کی حالت میں اپنی عورت سے جماع کیا ہے۔ فرمایا: کیا تو گردن آزاد کرنے کی طاقت رکھتا ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ فرمایا: کیا تو دو ماہ کے متواتر روزے رکھ سکتا ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ فرمایا: کیا تو ساٹھ مساکین کو کھانا کھلا سکتا ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ فرمایا: بیٹھ جا۔ پس نبی کریم ﷺ کے پاس ایک برتن لایا گیا جس میں خشک کھجوریں تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: سائل کہاں ہے؟ اس نے کہا: میں حاضر ہوں۔ فرمایا: یہ لیجا کر صدقہ دیدے۔ اس نے کہا: میں اپنے سے زیادہ محتاج پر صدقہ کروں؟ اے اللہ کے رسول! مدینہ کے اطراف میں میرے گھرانے سے زیادہ محتاج کوئی نہیں ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ ہنس دیئے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے انیاب

(٣٠٦٠) بخاری: ١٩٣٥۔ مسلم: ١١١٢۔ ابوداؤد: ٢٣٩٤۔ احمد: ٢٤٥٦٨۔ دارمی: ١٧١٨.

(٣٠٦١) بخاری: ١٩٣٦۔ مسلم: ١١١١۔ ترمذی: ٧٢٤۔ ابوداؤد: ٢٣٩٢۔ ابن ماجه: ١٦٧١۔ احمد: ١٠٣٠٩۔ موطا: ٦٦٠۔ دارمی: ١٧١٦

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

أَطْعِمْهُ أَهْلَكَ (للبخاري ١٩٣٦) مكرر وفي رواية، زاد: وَصُمْ يَوْمًا وَسْتَغْفِرِ اللهَ

مبارک ظاہر ہوئے پھر فرمایا: لیجا کر اپنے گھر والوں کو کھلا دے۔ اور ایک روایت میں یہ زیادہ ہے: ''اور ایک دن روزہ رکھ اور اللہ سے بخشش مانگ۔''

شرح: ......١۔ یہ آدمی جو آئے تھے وہ سلمہ بن صخر بیاضی رضی اللہ عنہ تھے۔

٢۔ یہ ثابت ہوا کہ اس جرم کے کفارہ میں حدیث میں مذکور تین اشیاء ہی دی جا سکتی ہیں۔

٣۔ فقیر پر سے یہ کفارہ ساقط نہیں ہوتا بلکہ حسب طاقت اس پر قائم رہتا ہے۔

٤۔ جو روزہ توڑا ہو اس کی قضا دینا ضروری ہے۔ (مرعاة: ٣/ ٢٤٠)

٣٠٦٢۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ كَبِرَ حَتَّى كَانَ لَا يَقْدِرُ عَلَى الصِّيَامِ فَكَانَ يَفْتَدِي.

امام مالک رحمہ اللہ کو یہ خبر پہنچی ہے کہ انس رضی اللہ عنہ بوڑھے ہو گئے یہاں تک کہ روزہ نہیں رکھ سکتے تھے۔ تو وہ روزے کا فدیہ دیا کرتے تھے۔

٣٠٦٣۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَاللهِ بْنَ عُمَرَ سُئِلَ عَنِ الْمَرْأَةِ الْحَامِلِ إِذَا خَافَتْ عَلَى وَلَدِهَا وَاشْتَدَّ عَلَيْهَا الصِّيَامُ قَالَ تُفْطِرُ وَتُطْعِمُ مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مُسْكِيناً مُدًّا مِنْ حِنْطَةٍ بِمُدِّ النَّبِيِّ ﷺ (لمالك)

امام مالک رحمہ اللہ کو یہ خبر بھی پہنچی کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے حاملہ عورت کے بارے میں سوال کیا گیا جس کو اپنے بچے کا خوف تھا اور روزے رکھنا اس پر مشکل تھا۔ تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ روزہ نہ رکھے اور ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو رسول اللہ ﷺ کے مد کے ساتھ گندم دے دے۔

٣٠٦٤۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامُ شَهْرٍ فَلْيُطْعِمْ عَنْهُ مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مِسْكِيناً. (رواه الترمذي، ٧١٨)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص فوت ہوا اور اس پر مہینے کے روزے ہوں تو ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلایا جائے۔''

٣٠٦٥۔ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ مَنْ كَانَ عَلَيْهِ قَضَاءُ رَمَضَانَ فَلَمْ يَقْضِهِ وَهُوَ قَوِيٌّ عَلَى صِيَامِهِ حَتَّى جَاءَ رَمَضَانُ آخَرُ فَإِنَّهُ يُطْعِمُ مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مُسْكِيناً مُدًّا مِنْ حِنْطَةٍ وَعَلَيْهِ مَعَ ذٰلِكَ

قاسم بن محمد کہا کرتے تھے: جس پر رمضان کی قضا لازم ہو اور وہ طاقت رکھتے ہوئے قضا نہ کرے یہاں تک کہ اگلا رمضان آ جائے تو وہ ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو ایک مد گندم دے دے اور اس کے باوجود اس پر روزہ قضا کرنا بھی لازم ہے۔ (امام مالک)

(٣٠٦٢) موطا.

(٣٠٦٣) موطا.

(٣٠٦٤) ترمذي: ٧١٨۔ ضعيف، الباني: ١١٣۔ ابن ماجه: ١٧٥٧.

(٣٠٦٥) موطا: ٦٨٥.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

الْقَضَاءُ. (رواه مالك، ٦٨٥)

٣٠٦٦۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ أَدْرَكَ رَمَضَانَ وَعَلَيْهِ مِنْ رَمَضَانَ شَيْءٌ لَمْ يَقْضِهِ لَمْ يَتَقَبَّلْ مِنْهُ وَمَنْ صَامَ تَطَوُّعاً وَعَلَيْهِ مِنْ رَمَضَانَ شَيْءٌ لَمْ يَقْضِهِ فَإِنَّهُ لَا يَتَقَبَّلُ مِنْهُ حَتَّى يَصُوْمَهُ. (رواه أحمد، ٨٤٠٧، والأوسط)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کو رمضان پہنچ آئے اور اس پر سابقہ رمضان کے روزے باقی ہوں جو اس نے قضا نہیں کیے تو اس سے یہ رمضان بھی قبول نہیں کیا جائے گا اور جس نے نفلی روزہ رکھا جبکہ اس پر رمضان کے روزے کی قضا باقی ہو تو اس کا نفلی روزہ قبول نہیں کیا جائے گا یہاں تک کہ وہ روزہ قضا کر دے۔" (احمد اور الاوسط)

٣٠٦٧۔ عَنْ عُمَرَ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا فَاتَهُ شَيْءٌ مِنْ رَمَضَانَ قَضَاهُ فِي عَشْرِ ذِي الْحِجَّةِ. (رواه الطبراني في الأوسط والصغير بضعف ٧٨٧)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے بعض روزے اگر نہ رکھتے تو ان کی قضا ذوالحج کے عشرے میں کرتے تھے۔" (الاوسط اور الصغیر، سند ضعیف)

شرح: ......١۔عمر رسیدہ آدمی روزہ نہ رکھ سکے تو وہ مسکین کا فدیہ دے دے۔

٢۔ حاملہ یا دودھ پلانے والی چھوڑے ہوئے روزے کی بعد میں قضا دے گی۔ ان پر فدیہ نہیں۔

٣۔ جس کا مرض مسلسل رہا ہو وہ دوسرے رمضان تک قضا نہ دے سکے اور دوسرا رمضان شروع ہو جائے تو اسے ان روزوں کے عوض مسکین کو کھانا دینا چاہیے، اگر مرض نہ تھا تو پھر بھی قضاء نہ دی اور دوسرا رمضان آ جاتا ہے تو وہ مسکین کو فدیہ بھی دے اور رمضان قضا والے میں روزوں کی قضا دے اور جتنے روزے قضاء دے گا دوسرا رمضان گزرنے کے بعد پھر ان کی قضا دے۔ (شرح زرقانی: ٢/١٩٣)

الْاِعْتِكَافُ وَلَيْلَةُ الْقَدْرِ وَغَيْرُهُمَا

اعتکاف اور لیلۃ القدر وغیرہ کا بیان

٣٠٦٨۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فِي الْمُعْتَكِفِ هُوَ يَعْكِفُ الذُّنُوْبَ وَيُجْرَى لَهُ مِنَ الْحَسَنَاتِ كَعَامِلِ

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما مرفوع بیان کرتے ہیں: "اعتکاف کرنے والا وہ شخص ہے جو گناہ کرنا ترک کر دیتا ہے اور اس کے لیے نیکیاں جاری ہو جاتی ہیں۔ اس شخص کی مانند جو تمام نیکیاں

(٣٠٦٦) احمد: ٨٤٠٧۔ طبرانی اوسط، وهو حديث حسن، هيثمی: ٥٠٦٦.

(٣٠٦٧) طبرانی اوسط، وفيه ابراهيم بن اسحاق العيني وهو ضعيف، هيثمی: ٥٠٦٧.

(٣٠٦٨) ابن ماجه: ١٧٨١۔ ضعيف، البانی: ٣٩٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

الْحَسَنَاتِ كُلِّهَا. (رواه إبن ماجة، ١٧٨١)

کر چکا ہو۔" (ابن ماجہ)

٣٠٦٩ـ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللهُ ثُمَّ اعْتَكَفَ أَزْوَاجُهُ مِنْ بَعْدِهِ. (رواه البخاري، ٢٠٢٦)

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری دس ایام میں اعتکاف کیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو وفات دے دی۔ پھر آپ ﷺ کے بعد آپ کی ازواج مطہرات اعتکاف کرتی رہیں۔

شرح: ......اعتکاف کا لغوی معنی خود کو روکنا ہے، شرعی معنی ہے، مخصوص انداز سے مسجد میں ٹھہرنا۔ نذر مان لیں تو یہ واجب ہوتا ہے، وگرنہ یہ سنت ہے۔ پہلے نبی ﷺ اول عشرے میں بیٹھے، پھر دوسرے عشرے میں، پھر تیسرے عشرے میں اعتکاف بیٹھے۔ اس میں قدر کی رات دکھائی گئی مگر بھلا دی گئی، اب آخری عشرے میں اس کی تلاش میں اعتکاف مسنون ہے۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اعتکاف منسوخ نہیں اور یہ بھی ثابت ہوا کہ اعتکاف میں عورتوں کو بھی بیٹھنے کی اجازت ہے اور وہ بھی مسجد میں اعتکاف کریں گی۔ (مرعاۃ: ٣/٣١٠)

٣٠٧٠ـ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَعْتَكِفُ فِي كُلِّ رَمَضَانَ وَإِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ دَخَلَ مَكَانَهُ الَّذِي اعْتَكَفَ فِيهِ قَالَ فَاسْتَأْذَنَتْهُ عَائِشَةُ أَنْ تَعْتَكِفَ فَأَذِنَ لَهَا فَضَرَبَتْ فِيهِ قُبَّةً فَسَمِعَتْ بِهَا حَفْصَةُ فَضَرَبَتْ قُبَّةً وَسَمِعَتْ زَيْنَبُ بِهَا فَضَرَبَتْ قُبَّةً أُخْرَى فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مِنَ الْغَدَاةِ أَبْصَرَ أَرْبَعَ قِبَابٍ فَقَالَ مَا هٰذَا فَأُخْبِرَ خَبَرَهُنَّ فَقَالَ مَنْ حَمَلَهُنَّ عَلَى هٰذَا آلْبِرَّ انْزِعُوْهَا فَلَا أَرَاهَا فَنُزِعَتْ فَلَمْ يَعْتَكِفْ فِي رَمَضَانَ حَتَّى

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر رمضان میں اعتکاف کرتے تھے۔ اور جب صبح کی نماز پڑھتے تو اس جگہ میں چلے جاتے جہاں اعتکاف کرتے تھے۔ راوی نے کہا: آپ ﷺ سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے اجازت طلب کی اعتکاف کرنے کی تو آپ ﷺ نے ان کو اجازت دے دی۔ چنانچہ انہوں نے وہاں چھوٹا خیمہ تان لیا۔ جب اس بات کو حفصہ رضی اللہ عنہا نے سنا تو انہوں نے بھی چھوٹا خیمہ کھڑا کیا اور زینب رضی اللہ عنہا نے سنا تو انہوں نے بھی چھوٹا خیمہ لگا دیا۔ جب آپ ﷺ نے فجر کی نماز سے سلام پھیرا اور چار خیمے نصب تھے تو ارشاد فرمایا: یہ کیا ہے؟ آپ ﷺ کو امہات المومنین کی خبر دی گئی۔ فرمایا: ان کو ایسا کرنے پر کس چیز نے آمادہ

(٣٠٦٩) بخاری: ٢٠٢٦۔ مسلم: ١١٧٢۔ ترمذی: ٧٩٠۔ ابوداؤد: ٢٤٦٢۔ احمد: ٢٥٨٤٨۔ موطا: ٦٩٩۔

(٣٠٧٠) بخاری: ٢٠٤١۔ مسلم: ١١٧٣۔ ترمذی: ٧٩١۔ نسائی: ٧٠٩۔ ابوداؤد: ٢٤٦٤۔ ابن ماجہ: ١٧٧١۔ احمد: ٢٥٣٦٩۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اعْتَكَفَ فِي آخِرِ الْعَشْرِ مِنْ شَوَّالٍ. (رواه البخاري، ٢٠٤١)

کیا، کیا یہ نیکی ہے؟ انہیں اٹھا دو۔ پس آپ ﷺ نے اس رمضان میں اعتکاف نہیں کیا۔ یہاں تک کے شوال کے آخری عشرے میں اعتکاف کیا۔“

٣٠٧١۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَعْتَكِفَ صَلَّى الْفَجْرَ ثُمَّ دَخَلَ مُعْتَكَفَهُ بِنَحْوِهِ وَفِيهِ فَلَمَّا صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْفَجْرَ نَظَرَ فَإِذَا الْأَخْبِيَةُ فَقَالَ آلْبِرَّ تُرِدْنَ فَأَمَرَ بِخِبَائِهِ فَقُوِّضَ وَتَرَكَ الْإِعْتِكَافَ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ حَتَّى اعْتَكَفَ فِي الْعَشْرِ الْأَوَّلِ مِنْ شَوَّالٍ. (رواه مسلم، ١١٧٣)

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب اعتکاف کا ارادہ کرتے تو فجر کی نماز پڑھ کر اعتکاف کی جگہ میں داخل ہو جاتے۔ یہ مثل حدیث سابق کے ہے اور اس میں ہے: پس آپ ﷺ نے فجر کی نماز پڑھی تو خیمے دیکھے تو فرمایا: کیا وہ نیکی کا ارادہ رکرتی ہیں؟ آپ ﷺ نے خیمے اٹھانے کا حکم دے دیا اور اعتکاف اس رمضان میں ترک کر دیا۔ یہاں تک کہ شوال کے آخری عشرے میں اعتکاف کیا۔

٣٠٧٢۔ وفي أخرى: اعتَكَفَ عِشْرِينَ مِنْ شَوَّالٍ. (رواه أبوداود، ٢٤٦٤)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے شوال کے بیس ایام میں اعتکاف کیا۔

شرح: ...... آخری عشرے کا اعتکاف تب پورا ہوتا ہے جب آدمی ۲۱ ویں رات کو غروب آفتاب تک مسجد میں آ جائے۔ اور اپنی اعتکاف گاہ سے علیحدہ رہے، صبح کی نماز کے بعد اس میں داخل ہو، ان احادیث سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ نبی ﷺ نے دیکھا کہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن عبادت کے تصور سے ہٹ کر ضد میں اتر آئی ہیں تو آپ ﷺ نے اعتکاف کا خیال چھوڑ دیا، بعد میں قضاء کے طور پر شوال میں اعتکاف۔ (مرعاۃ: ۳/۳۱۰)

٣٠٧٣۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَعْتَكِفُ كُلَّ رَمَضَانَ عَشْرَةَ أَيَّامٍ فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ اعْتَكَفَ عِشْرِينَ يَوْمًا. (رواه أبوداود، ٢٤٦٦)

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر رمضان کے دس ایام اعتکاف کرتے تھے اور جس سال آپ ﷺ نے وفات پائی اس رمضان میں بیس دن اعتکاف کیا۔“

٣٠٧٤۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اعْتَكَفَ

سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی ﷺ نے پہلے سال

(٣٠٧١) بخاری: ٢٠٤٥۔ مسلم: ١١٧٣۔ ترمذی: ٧٩١۔ نسائی: ٧٠٩۔ ابوداؤد: ٢٤٦٤۔ ابن ماجه: ١٧٧١۔ احمد: ٢٥٣٦٩۔

(٣٠٧٢) ابوداؤد: ٢٤٦٤۔ صحیح، النسائی: ٢١٥٣۔ ابن ماجه: ١٧٧١۔ احمد: ٢٥٣٦٩۔

(٣٠٧٣) ابوداؤد: ٢٤٦٦۔ صحیح، النسائی: ٢١٥٥۔ بخاری: ٤٩٩٨۔ ترمذی: ٧٩٠۔ ابن ماجه: ١٧٦٩۔ احمد: ٨٩٥٩۔ دارمی: ١٧٧٩۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

أَوَّلَ سَنَةٍ الْعَشْرَ الْأَوَّلَ ثُمَّ اعْتَكَفَ الْعَشْرَ الْأَوْسَطَ ثُمَّ اعْتَكَفَ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ، وَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِيهَا فَأُنْسِيتُهَا فَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَعْتَكِفُ فِيهِنَّ حَتَّى تُوُفِّيَ. [للكبير (٢٣/ ٤١٢)]

رمضان کے پہلے دس دن اعتکاف کیا اور دوسرے سال رمضان کے درمیان کے دس دن اعتکاف کیا اور پھر رمضان کے آخری دس دن اعتکاف کیا اور فرمایا: میں نے اس عشرے میں لیلۃ القدر دیکھی ہے اور وہ مجھے بھلادی گئی ہے۔ پھر آپ ﷺ آخری عشرے میں اعتکاف کرتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ نے وفات پائی۔ (الکبیر)

٣٠٧٥ ـ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَعْتَكِفُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ فَلَمْ يَعْتَكِفْ عَاماً فَلَمَّا كَانَ فِي الْعَامِ الْمُقْبِلِ اعْتَكَفَ عِشْرِينَ. (رواه الترمذي، ٨٠٣)

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے ہر آخری عشرے میں اعتکاف کیا کرتے تھے۔ ایک سال آپ ﷺ نے اعتکاف نہیں کیا تھا۔ چنانچہ جب اگلا سال آیا تو آپ ﷺ نے بیس ایام کا اعتکاف کیا۔ (الترمذی)

شرح:...... ثابت ہوا کہ کسی وجہ سے اگر اعتکاف سے اٹھنا پڑ جائے تو جائز ہے۔

۲۔ نبی اکرم ﷺ نے بوجہ سفر، بوجہ بیماری، یا بیویوں کی ضد کی وجہ سے اعتکاف نہ کیا تھا، اعتکاف چھوڑنے کی یہ مختلف وجوہات ہیں۔

۳۔ اعتکاف کی قضا شوال میں دی جائے تو مستحب ہے اور یہ بھی ثابت ہوا اعتکاف صرف رمضان کے آخری عشرے کے ساتھ خاص نہیں بلکہ کسی بھی عشرے میں بیٹھ سکتے ہیں، اگرچہ افضل آخری عشرے میں ہی اعتکاف بیٹھنا ہے۔ (مرعاۃ: ۳/۳۱۳)

٣٠٧٦ ـ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَكُونُ مُعْتَكِفًا فِي الْمَسْجِدِ فَيُنَاوِلُنِي رَأْسَهُ مِنْ خَلَلِ الْحُجْرَةِ فَأَغْسِلُ رَأْسَهُ وَقَالَ مُسَدَّدٌ فَأُرَجِّلُهُ وَأَنَا حَائِضٌ. (رواه أبوداود، ٢٤٦٩)

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حالت اعتکاف میں مسجد میں ہوتے تھے اور حجرے کے سوراخ سے مجھے اپنا سر پکڑاتے اور میں آپ ﷺ کا سر دھوتی تھی اور میں حالتِ حیض میں ہوتی تھی۔

(٣٠٧٤) طبراني كبير: ٢٣/ ٤١٢ـ واسناده حسن، هيثمي: ٥٠٢٤.

(٣٠٧٥) ترمذي: ٨٠٣ـ صحيح، الباني ـ احمد: ١١٦٠٦.

(٣٠٧٦) ابوداؤد: ٢٤٦٩ـ صحيح، الباني: ٢١٥٧ـ بخاري: ٥٩٢٥ـ مسلم: ٢٩٧ـ ترمذي: ٨٠٤ـ نسائي: ٣٨٩ـ ابن ماجه: ١٧٧٨ـ احمد: ٢٧٦٥٩ـ موطا: ٧٠٠ـ دارمي: ١٠٦٩.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شرح: ......اس میں دلیل ہے کہ بالوں میں کنگھی کرنا مستحب ہے، کیونکہ نبی اکرم ﷺ اعتکاف کے وقت اور عبادت میں مصروفیت کے باوجود کنگھی کرتے تھے، اس میں یہ دلیل بھی ہے کہ اعتکاف والا صفائی ستھرائی، خوشبو کا استعمال، غسل اور حجامت وغیرہ کرواسکتا ہے، اس میں بیوی سے خدمت لینے پر بھی دلیل ہے۔ (مرعاة: ۳/۳۱۳)

۳۰۷۷۔ وفي رواية: كَانَ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ إِلَّا لِحَاجَةِ الْإِنْسَانِ. (لِمُسْلِمٍ، ۲۹۷)

"اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ رفع حاجت کے علاوہ کسی کام کے لیے گھر میں داخل نہ ہوتے۔"

شرح: ......انسانی ضروریات تو بہت زیادہ ہیں یہاں مراد ہیں پیشاب پاخانہ، کھانا لانے والا نہ ہو تو کھانا کھانے گھر جانا وغیرہ۔ (مرعاة: ۳/ ۳۱۳)

۳۰۷۸۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَمُرُّ بِالْمَرِيضِ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فَيَمُرُّ كَمَا هُوَ وَلَا يُعَرِّجُ يَسْأَلُ عَنْهُ. (رواه أبو داود ۲۴۷۳)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ مریض کے پاس سے گزرتے جبکہ آپ ﷺ اعتکاف میں ہوتے تو مریض کا حال پوچھنے کے لیے متوجہ نہیں ہوتے تھے۔"

۳۰۷۹۔ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ السُّنَّةُ عَلَى الْمُعْتَكِفِ أَنْ لَا يَعُودَ مَرِيضًا وَلَا يَشْهَدَ جَنَازَةً وَلَا يَمَسَّ امْرَأَةً وَلَا يُبَاشِرَهَا وَلَا يَخْرُجَ لِحَاجَةٍ إِلَّا لِمَا لَا بُدَّ مِنْهُ وَلَا اعْتِكَافَ إِلَّا بِصَوْمٍ وَلَا اعْتِكَافَ إِلَّا فِي مَسْجِدٍ جَامِعٍ. (رواه أبو داود ۲۴۷۳)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: معتکف کے لیے سنت یہ ہے کہ وہ مریض کی عیادت نہ کرے، نماز جنازہ میں حاضر نہ ہو، عورت کو ہاتھ نہ لگائے اور اس سے نہ چمٹے اور کسی ضرورت کے لیے نہ نکلے مگر وہ کام جس کے بغیر چارۂ کار نہیں ہے۔ اور روزے کے بغیر اعتکاف نہیں ہے۔ اور جامع مسجد کے علاوہ کسی جگہ اعتکاف جائز نہیں ہے۔"

شرح: ...... نبی اکرم ﷺ اپنی اعتکاف گاہ سے یہ ارادہ لے کر نہ نکلتے تھے کہ میں مریض کی عیادت کروں، سر راہ کوئی بیمار مل جاتا تو اس کی مزاج پرسی کر لیتے۔

۲۔ جنازہ میں شرکت کے لیے معتکف نہیں جا سکتا۔

۳۔ حالت اعتکاف میں جماع، اور مباشرت (یعنی بوس وکنار) کی بھی ممانعت ہے، ویسے ضرورت کے تحت عورت کو ہاتھ لگ جائے تو کوئی حرج نہیں، جیسا کہ آپ ﷺ کی حالت اعتکاف میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کنگھی کیا کرتی تھیں۔

۴۔ اعتکاف کے لیے روزہ شرط نہیں البتہ اگر روزہ ہو تو افضل ہے۔

(۳۰۷۷) مسلم: ۲۹۷۔ بخاری: ۲۰۲۹۔ ترمذی: ۸۰۴۔ نسائی: ۳۸۹۔ ابوداؤد: ۲۴۶۹۔ ابن ماجه: ۱۷۷۸۔ احمد: ۲۷۶۵۹۔ موطا: ۶۹۳۔ دارمی: ۱۰۶۹۔

(۳۰۷۸) ابوداؤد: ۲۴۷۲۔ ضعیف، البانی: ۵۳۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۵۔ یہ بھی ثابت ہوا اعتکاف مسجد میں ہے اور جمعہ والی مسجد ہو تو افضل ہے، مگر ایسی مسجد ہونی چاہیے جس میں جماعت ہوتی ہو، یہاں جامع سے مراد وہ مسجد ہے جس میں جماعت قائم کی جاتی ہو۔ (مرعاۃ: ۳/۳۱۷)

۳۰۸۰۔ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ مُعْتَكِفاً فَأَتَيْتُهُ أَزُوْرُهُ لَيْلاً فَحَدَّثْتُهُ ثُمَّ قُمْتُ لِأَنْقَلِبَ فَقَامَ مَعِيَ لِيَقْلِبَنِيْ وَكَانَ مَسْكَنُهَا فِي دَارِ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ فَمَرَّ رَجُلَانِ مِنَ الْأَنْصَارِ فَلَمَّا رَأَيَا النَّبِيَّ ﷺ أَسْرَعَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى رِسْلِكُمَا إِنَّهَا صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ فَقَالَا سُبْحَانَ اللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِيْ مِنَ الْإِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ وَإِنِّي خَشِيْتُ أَنْ يَقْذِفَ فِيْ قُلُوْبِكُمَا شَرًّا أَوْ قَالَ شَيْئًا . (رواه مسلم ۲۱۷۵)

سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ اعتکاف میں تھے کہ میں رات کے وقت آپ کی ملاقات کے لیے آئی اور میں نے آپ ﷺ سے باتیں کیں، پھر میں اُٹھ کر واپس ہوئی تو آپ ﷺ مجھے واپس کرنے کے لیے میرے ساتھ اٹھے اور صفیہ کی سکونت اسامہ کے گھر میں تھی تو اتنے میں انصار کے دو مرد گزرے، جب انہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا تو وہ جلدی چل پڑے۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا تم دونوں ٹھہر جاؤ۔ یہ صفیہ بنت حیی ہے تو ان دونوں نے کہا، سبحان اللہ، اے اللہ کے رسول! پس آپ ﷺ نے فرمایا: ابن آدم میں شیطان اپنے خیالات اس طرح دوڑاتا ہے جیسا کہ خون بدن میں گردش کرتا ہے۔ اور مجھے خوف پیدا ہوا کہ وہ تم دونوں کے دل میں کوئی شر یا کوئی چیز نہ ڈال دے گا۔"

شرح: ......۱۔ دوسری ازواج بھی آپ ﷺ کے پاس آتی تھیں مگر ان کے گھر قریب تھے، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا گھر ذرا دور تھا، اس لیے انہیں چھوڑنے کے لیے ساتھ گئے۔

۲۔ بعض نے ان دو صحابہ کرام کے نام اسید بن حضیر اور عباد بن بشیر رضی اللہ عنہما بتائے ہیں، بعض روایات میں ایک آدمی کا بھی آتا ہے، اصل میں دو ہی تھے، جس روایت میں ایک کا آتا ہے ایک کا ذکر ہے، دوسرا ساتھ تھا مگر اس کا ذکر نہیں کیا گیا۔

۳۔ اعتکاف والا حسب ضرورت باہر جا سکتا ہے۔ (۲) ملاقات کرنے والے کے ساتھ جائز امور میں بات چیت کر سکتا ہے۔ (۳) معتکف کی بیوی خلوت گاہ میں اس سے ملاقات کر سکتی ہے۔ (۴) آدمی کو تہمت گاہ سے پرہیز کرنا چاہیے، خصوصاً علمائے کرام اور پیشواؤں کو چاہیے کہ بدگمانی کے مقامات سے احتراز کریں۔

۵۔ تعجب کے وقت یا مسرت کے وقت سبحان اللہ کہا جائے۔

(۳۰۷۹) ابوداؤد: ۲۴۷۳۔ حسن صحیح، البانی: ۲۱۶۰.

(۳۰۸۰) مسلم: ۲۱۷۵۔ بخاری: ۷۱۷۱۔ ابوداؤد: ۴۹۹۴۔ ابن ماجه: ۱۷۷۹۔ احمد: ۲۶۳۲۲۔ دارمی: ۱۷۸۰.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۳۰۸۱۔عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ إِذَا اعْتَكَفَ طُرِحَ لَهُ فِرَاشُهُ أَوْ يُوْضَعُ لَهُ سَرِيْرُهُ وَرَاءَ أُسْطُوَانَةِ التَّوْبَةِ(رواه إبن ماجة ١٧٧٤)

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب اعتکاف بیٹھتے تو آپ کے لیے بستر بچھادیا جاتا یا آپ ﷺ کے لیے چارپائی رکھی جاتی توبہ والے ستون کے پیچھے۔'' (ابن ماجہ)

شرح:......بعض محدثین نے اس کی سند صحیح قرار دی ہے۔(مرعاۃ:۳/۳۲۰)

اس میں دلیل ہے کہ معتکف بستر اور چارپائی وغیرہ اعتکاف گاہ میں رکھ سکتا ہے اور مسجد میں اعتکاف کے لیے ایک ہی جگہ متعین کرسکتا ہے۔(مرعاۃ:۳/۳۲۰)

۳۰۸۲۔عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ إِنِّي نَذَرْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَنْ أَعْتَكِفَ لَيْلَةً فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ قَالَ فَأَوْفِ بِنَذْرِكَ . (رواه مسلم ١٦٥٦)

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، یارسول اللہ! میں نے جاہلیت میں نذر مانی تھی کہ میں مسجد حرام میں ایک رات اعتکاف کروں گا۔پس آپ ﷺ نے فرمایا:اپنی نذر پوری کر۔

شرح:......ا۔اعتکاف بغیر روزہ کے جائز ہے،روزہ شرط نہیں۔

۲۔جاہلیت میں حالت کفر وشرک میں جو نذر مانی ہو اگر وہ مخالف اسلام نہیں تو اسے اسلام لانے کے بعد پورا کرنا چاہیے۔(مرعاۃ:۳/۳۱۵)

۳۰۸۳۔عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ أَبِيْهِ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ اعْتَكَفَ فِي قُبَّةٍ مِنْ خُوْصٍ . (رواه رواه أحمد ١٨٨٣ والكبير بضعف)

ابولیلیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے نبی ﷺ کو کھجور کے پتوں کے قبہ میں اعتکاف کرتے دیکھا ہے۔'' (احمد اور الکبیر۔سند ضعیف)

۳۰۸۴۔عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ سَمِعَ مَنْ يَثِقُ بِهِ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ يَقُوْلُ إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ أُرِيَ أَعْمَارُ النَّاسِ قَبْلَهُ أَوْ مَاشَاءَ اللهُ مِنْ ذٰلِكَ

امام مالک رحمہ اللہ نے ان اہل علم سے سنا ہے جن پر وہ اعتماد کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کو آپ ﷺ سے پہلے لوگوں کی عمریں بتائی گئیں اور وہ کچھ بتایا گیا جو اللہ نے چاہا۔ تو

(۳۰۸۱) ضعیف، البانی : ۳۹۲.

(۳۰۸۲) مسلم: ۱۶۵۶۔ بخاری: ۶۶۹۷۔ ترمذی: ۱۵۳۹۔ نسائی: ۳۸۲۲۔ ابوداؤد: ۳۳۲۵۔ ابن ماجہ: ۲۱۲۹۔ احمد: ۶۳۸۲۔ دارمی: ۲۳۳۳.

(۳۰۸۳) احمد: ۱۸۵۸۳۔ طبرانی کبیر، طبرانی اوسط، وفیه، علی بن عباس وهو ضعیف، هیثمی: ۵۰۲۲.

(۳۰۸۴) مؤطا: ۷۱۵۔ شرح زرقانی: ۲/۲۱۹. یہ مرسل ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَكَأَنَّهُ تَقَاصَرَ أَعْمَارُ أُمَّتِهِ أَنْ لَا يَبْلُغُوْا مِنَ الْعَمَلِ مِثْلَ الَّذِي بَلَغَ غَيْرُهُمْ فِي طُوْلِ الْعُمْرِ فَأَعْطَاهُ اللهُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ . (لمالك)

آپ ﷺ کو اپنی امت کی عمریں چھوٹی لگیں کہ وہ تو عمل کر کے اس مقام تک نہیں پہنچ سکیں گے جس تک طویل عمر کے لوگ پہنچے ہیں۔ پس اللہ نے آپ ﷺ کو لیلۃ القدر عطا کی جو ہزار مہینے سے بہتر ہے۔

۳۰۸۵۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ دَخَلَ رَمَضَانُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِنَّ هٰذَا الشَّهْرَ قَدْ حَضَرَكُمْ وَفِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ مَنْ حُرِمَهَا فَقَدْ حُرِمَ الْخَيْرَ كُلَّهُ وَلَا يُحْرَمُ خَيْرَهَا إِلَّا مَحْرُوْمٌ . (رواه إبن ماجة ١٦٤٤)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رمضان داخل ہوا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم پر یہ مہینہ حاضر ہوا ہے اور اس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینے سے افضل ہے۔ جو اس رات کی برکت سے محروم ہوا وہ تمام نیکیوں سے محروم ہوا اور اس رات کی بھلائی سے محروم نہیں ہوتا مگر جو اصل میں محروم ہو۔“ (ابن ماجہ)

شرح:...... اس میں قدر کی رات کی فضیلت بیان ہوئی ہے، اس کا ہر نیک عمل قدر کی رات کے غیر میں ہزار مہینہ سے بہتر ہے، اس سے محروم ہونے سے مراد ہے، ثواب کامل سے محروم ہے، کامل بخشش سے محروم ہے، اس میں بیدار رہنے والا یہ پالیتا ہے، نہ جاگنے والا محروم رہتا ہے، ایسی محرومی جو اندازے سے باہر ہے۔ (مرعاۃ: ۳/۲۰۰)

۳۰۸۶۔ عَنْ يُوْسُفَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَامَ رَجُلٌ إِلَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بَعْدَ مَا بَايَعَ مُعَاوِيَةَ فَقَالَ سَوَّدْتَ وُجُوْهَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَوْ يَا مُسَوِّدَ وُجُوْهِ الْمُؤْمِنِيْنَ فَقَالَ لَا تُؤَنِّبْنِي رَحِمَكَ اللهُ فَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُرِيَ بَنِي أُمَيَّةَ عَلَى مِنْبَرِهِ فَسَاءَهُ ذٰلِكَ فَنَزَلَتْ ﴿إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ . ﴾ يَا مُحَمَّدُ يَعْنِي نَهْرًا فِي الْجَنَّةِ وَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ ﴿إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ﴾ يَمْلِكُهَا بَعْدَكَ بَنُوْ أُمَيَّةَ يَا مُحَمَّدُ قَالَ الْقَاسِمُ فَعَدَدْنَا هَا

یوسف بن سعد کہتے ہیں کہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ بن علی رضی اللہ عنہ کی طرف ایک مرد کھڑا ہوا۔ جب حسن رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کی، تو اس نے کہا: اے حسن! تو نے اہل ایمان کے چہرے سیاہ کر دیئے۔ یا اس نے کہا اے ایمان والوں کے چہرے سیاہ کرنے والے! تو حسن رضی اللہ عنہ نے کہا: تیرے اوپر اللہ رحمت فرمائے، تو مجھے کچھ بھی نہ کہہ، نبی ﷺ نے بنو امیہ کو اپنے منبر پر دیکھا تو آپ ﷺ کو ناپسند ہوا۔ تو اللہ نے فرمایا: اے محمد! ہم نے تجھے کوثر عطا کی ہے۔ یعنی جنت میں ایک دریا عطا کیا ہے۔ اور یہ سورۃ القدر نازل ہوئی۔ ہم نے اس قرآن کو قدر و منزلت والی رات میں نازل کیا ہے اور تمہیں کیا معلوم لیلۃ القدر کیا ہے؟ لیلۃ القدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ جن میں

(٣٠٨٥) ابن ماجه: ١٦٤٤۔ حسن، صحيح، الباني: ١٣٣٣.

(٣٠٨٦) ضعيف الاسناد، مضطرب، ومتنه منكر، الباني: ٦٦٣۔ ترمذي: ٣٣٥٠.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

فَإِذَا هِيَ أَلْفُ شَهْرٍ لاَ يَزِيْدُ يَوْمٌ وَلاَ يَنْقُصُ (رواه الترمذی ٣٣٥٠)

تیرے بعد اے محمد ﷺ بنوامیہ حکومت کریں گے۔ قاسم بن الفضل نے کہا: پس ہم نے اموی حکومت کے زمانے کا حساب لگایا تو وہ پورے ایک ہزار مہینوں پر مشتمل تھا، نہ ایک دن کم تھا نہ زیادہ۔" (ترمذی)

٣٠٨٧ـــ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما أَنَّ رِجَالاً مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أُرُوا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْمَنَامِ فِي السَّبْعِ الأَوَاخِرِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَرَى رُؤْيَاكُمْ قَدْ تَوَاطَأَتْ فِي السَّبْعِ الأَوَاخِرِ فَمَنْ كَانَ مُتَحَرِّيْهَا فَلْيَتَحَرَّهَا فِي السَّبْعِ الأَوَاخِرِ. (للبخاری ٢٠١٥)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے کچھ مردوں کو خواب میں رمضان کے آخری سات دنوں میں لیلۃ القدر دکھائی گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں دیکھتا ہوں کہ رمضان کے آخری سات دنوں میں تمہارے خواب باہم متفق ہیں۔ پس جو شخص لیلۃ القدر کی تلاش کرے تو رمضان کے آخری سات دنوں میں تلاش کرے۔"

٣٠٨٨ـــ وفی رواية: فِي الْعَشْرِ الأَوَاخِرِ. (رواه البخاری ١١٥٨)

اور ایک روایت میں ہے کہ آخری عشرے میں تلاش کرے۔

٣٠٨٩ـ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اعْتَكَفْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْعَشْرَ الأَوْسَطَ فَلَمَّا كَانَ صَبِيْحَةَ عِشْرِيْنَ نَقَلْنَا مَتَاعَنَا فَأَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ كَانَ اعْتَكَفَ فَلْيَرْجِعْ إِلَى مُعْتَكِفِهِ فَإِنِّي رَأَيْتُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ وَرَأَيْتُنِيْ أَسْجُدُ فِي مَاءٍ وَطِيْنٍ فَلَمَّا رَجَعَ إِلَى مُعْتَكِفِهِ وَهَاجَتِ السَّمَاءُ فَمُطِرْنَا فَوَالَّذِيْ بَعَثَهُ بِالْحَقِّ لَقَدْ هَاجَتِ السَّمَاءُ مِنْ آخِرِ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَكَانَ الْمَسْجِدُ عَرِيْشاً فَلَقَدْ رَأَيْتُ عَلَى أَنْفِهِ وَأَرْنَبَتِهِ أَثَرَ الْمَاءِ

سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ درمیانے عشرے میں اعتکاف کیا، جب بیں رمضان کی صبح تھی تو ہم نے اپنا سامان گھروں کو منتقل کرا دیا۔ پس نبی ﷺ آئے اور فرمایا: جو شخص اعتکاف میں تھا وہ اپنے اعتکاف کی جگہ لوٹ آئے۔ میں نے آج رات خواب دیکھا ہے اور میں نے اپنے آپ کو پانی اور گارے میں سجدہ کرتے دیکھا ہے۔ جب آپ ﷺ اپنے اعتکاف کی جگہ میں لوٹ گئے تو آسمان میں بادل پیدا ہوئے اور ہم پر بارش برس گئی۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ اسی دن کے آخر میں آسمان پر بادل چھائے تھے۔ مسجد

(٣٠٨٧) بخاری: ٢٠١٥ـ مسلم: ١١٦٥ـ احمد: ٦٤٣٨ـ موطا: ٧٠٦.

(٣٠٨٨) بخاری: ١١٥٨ـ مسلم: ٢٤٧٩ـ ترمذی: ٣٢١ـ نسائی: ٧٢٢ـ ابن ماجه: ٣٩١٩ـ احمد: ٦٢٩٤ـ دارمی: ٢١٥٢.

(٣٠٨٩) بخاری: ٢٠٤٠ـ مسلم: ١٩٩٤ـ ابوداؤد: ١٣٨٢ـ احمد: ١١٤٨٥ـ موطا: ٦١٠

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وَالطِّيْنِ. (رواه البخاری ۲۰۴۰)

کھجور کی شاخوں سے بنائی گئی تھی اور میں نے آپ ﷺ کی ناک پر اور ناک کی ہڈی پر پانی اور گارے کا اثر دیکھا۔"

۳۰۹۰ـ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ اعْتَكَفَ الْعَشْرَ الأَوَّلَ مِنْ رَمَضَانَ ثُمَّ اعْتَكَفَ الْعَشْرَ الأَوْسَطَ فِي قُبَّةٍ تُرْكِيَّةٍ عَلَى سُدَّتِهَا حَصِيْرٌ قَالَ فَأَخَذَ الْحَصِيْرَ بِيَدِهِ فَنَحَاهَا فِي نَاحِيَةِ الْقُبَّةِ ثُمَّ أَطْلَعَ رَأْسَهُ فَكَلَّمَ النَّاسَ فَدَنَوْا مِنْهُ فَقَالَ إِنِّي اعْتَكَفْتُ الْعَشْرَ الأَوَّلَ الْتَمِسُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ ثُمَّ اعْتَكَفْتُ الْعَشْرَ الأَوْسَطَ ثُمَّ أُتِيْتُ فَقِيْلَ لِيْ إِنَّهَا فِي الْعَشْرِ الأَوَاخِرِ فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَعْتَكِفَ فَلْيَعْتَكِفْ فَاعْتَكَفَ النَّاسُ مَعَهُ قَالَ وَإِنِّي أُرِيْتُهَا لَيْلَةَ وِتْرٍ وَإِنِّي أَسْجُدُ صَبِيْحَتَهَا فِي طِيْنٍ وَمَاءٍ بِنَحْوِهِ.

(رواه مسلم ۱۱۶۷)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان کے پہلے عشرے میں اعتکاف کیا، پھر درمیانے عشرے میں اعتکاف کیا، ایک ترکی خیمے میں جس کے آس پاس چٹائی تھی۔ آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے چٹائی کو پکڑا اور خیمے کے ایک طرف کر دیا۔ پھر اپنا سر مبارک ظاہر کیا اور لوگوں سے بات کی اور آپ ﷺ اس کے قریب چلے گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا، میں نے پہلے عشرے میں اعتکاف کیا میں اسی رات کو تلاش کر رہا تھا۔ پھر میں نے درمیانے عشرے میں اعتکاف کیا پھر میرے پاس خبر لائی گئی اور مجھے کہا گیا کہ وہ رات آخری عشرے میں ہے۔ پس جو تم میں سے اعتکاف کرنا پسند کرتا ہو تو وہ اعتکاف میں رہے۔ اور مجھے وہ رات دکھائی گئی ہے کہ تم مجھے دیکھو گے کہ میں اس رات کی فجر کو گارے اور پانی میں سجدہ کروں گا۔"

۳۰۹۱ـ وفي أخرى، قال: يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهَا كَانَتْ أُبِيْنَتْ لِيْ لَيْلَةُ الْقَدْرِ وَإِنِّي خَرَجْتُ لِأُخْبِرَكُنَّ بِهَا فَجَاءَ رَجُلَانِ يَحْتَقَّانِ مَعَهُمَا الشَّيْطَانُ فَنُسِّيْتُهَا فَالْتَمِسُوْهَا فِي الْعَشْرِ الأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ الْتَمِسُوْهَا فِي التَّاسِعَةِ وَالسَّابِعَةِ وَالْخَامِسَةِ قَالَ قُلْتُ يَا أَبَا سَعِيْدٍ إِنَّكُمْ أَعْلَمُ بِالْعَدَدِ مِنَّا قَالَ أَجَلْ نَحْنُ أَحَقُّ بِذٰلِكَ مِنْكُمْ قَالَ قُلْتُ مَا التَّاسِعَةُ

دوسری روایت میں ہے فرمایا: لوگو! مجھے لیلۃ القدر کی خبر دی گئی تھی اور میں تمہیں بتانے کے لیے باہر آیا تو دو آدمی ایک دوسرے سے اپنے حقوق طلب کرتے آئے اور ان کے ساتھ شیطان تھا پس مجھے وہ رات بھلا دی گئی پس تم اس کو آخری عشرے میں تلاش کرو، نویں، ساتویں، اور پانچویں رات میں، راوی نے کہا: میں نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے کہا: تم اعداد کا ہم سے زیادہ علم رکھتے ہو تو انھوں نے کہا ہاں، پس میں نے کہا نویں، ساتویں اور پانچویں رات کون سی ہے؟ تو اس نے کہا: جب

(۳۰۹۰) مسلم: ۱۱۶۷ـ بخاری: ۲۰۱۸ـ نسائی: ۱۳۵۶ـ ابوداؤد: ۱۳۸۳ـ ابن ماجه: ۱۷۷۵ـ احمد: ۱۱۴۸۵ـ مؤطا: ۷۰۱۔
(۳۰۹۱) مسلم: ۱۱۶۷ـ بخاری: ۲۰۱۸ـ نسائی: ۱۳۵۶ـ ابوداؤد: ۱۳۸۳ـ ابن ماجه: ۱۷۷۵ـ احمد: ۱۱۴۸۵ـ مؤطا: ۷۰۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وَالسَّابِعَةُ وَالْخَامِسَةُ قَالَ إِذَا مَضَتْ وَاحِدَةٌ وَعِشْرُوْنَ فَالَّتِي تَلِيْهَا ثِنْتَيْنِ وَعِشْرِيْنَ وَهِيَ التَّاسِعَةُ فَإِذَا مَضَتْ ثَلَاثٌ وَعِشْرُوْنَ فَالَّتِي تَلِيْهَا السَّابِعَةُ فَإِذَا مَضَى خَمْسٌ وَعِشْرُوْنَ فَالَّتِيْ تَلِيْهَا الْخَامِسَةُ. (رواه مسلم ١١٦٧)

اکیسویں رات گذر جائیں تو اس کے بعد کی بائیسویں رات نویں ہے اور جب تیئیس رات گذر جائیں تو اس کے ساتھ والی رات ساتویں ہے اور جب پچیس رات گذر جائیں تو اس کے ساتھ والی رات پانچویں ہے۔

٣٠٩٢۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ الْجُهَنِيَّ قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَحْنُ حَيْثُ قَدْ عَلِمْتَ، وَلَا نَسْتَطِيْعُ أَنْ نَحْضُرَ هَذَا الشَّهْرَ فَأَخْبِرْنَا بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ، وَقَالَ: أُحْضُرِ السَّبْعَ الْأَوَاخِرَ قَالَ: لَا أَسْتَطِيْعُ ذٰلِكَ، قَالَ: اِلْتَمِسْهَا لَيْلَةً سَابِعَةً تَبْقَى وَهِيَ هَذِهِ اللَّيْلَةُ، قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَذِهِ لَيْلَةُ ثَلَاثٍ وَعِشْرِيْنَ وَهِيَ لِثَمَانٍ تَبْقِيْنَ، قَالَ: كَذَا هَذَا الشَّهْرُ يَنْقُصُ وَهِيَ سَبْعٌ تَبْقِيْنَ. (لأبي يعلى الموصلي بخفي ٣٧١٢)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ الجہنی رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! ہم اس ماہ میں حاضر نہیں ہو سکتے ہیں۔ آپ ﷺ ہمیں لیلۃ القدر بتادیں، فرمایا: آخری عشرے سے سات راتیں حاضر ہو جاؤ! اس نے عرض کی: ہمیں یہ طاقت نہیں ہے، فرمایا: ستائیسویں رات تلاش کر جو باقی رہے اور وہ یہ رات ہے میں نے کہا یہ تو تیئسویں رات ہے اور آٹھ باقی رہتی ہیں فرمایا: یہ مہینہ اسی طرح کم ہوتا ہے اور اس کی سات باقی ہیں۔ (الموصلی سند مخفی ہے)۔

٣٠٩٣۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أُنَيْسٍ، أَنَّهُ قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَخْبِرْنِيْ أَيَّ لَيْلَةٍ تَبْتَغِيْ فِيْهَا لَيْلَةَ الْقَدْرِ؟ فَقَالَ: لَوْلَا أَنْ تَتْرُكَ النَّاسَ الصَّلَاةَ إِلَّا تِلْكَ اللَّيْلَةَ لَأَخْبَرْتُكَ. (للكبير)

سیدنا عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ نے کہا: یارسول اللہ! آپ ﷺ مجھے خبر دیں کہ آپ لیلۃ القدر کو کس رات میں تلاش کرتے ہیں؟ فرمایا: ''اس رات کے علاوہ لوگ نماز پڑھنا ترک کر دیں گے ورنہ میں تجھے بتا دیتا۔'' (الکبیر)

٣٠٩٤۔ وفي رواية عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أُنَيْسٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّهُ قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ أَرْسَلَنِيْ إِلَيْكَ

سیدنا عبداللہ بن انیس الجہنی رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے آپ کی طرف بنوسلمہ کی ایک جماعت نے بھیجا ہے، وہ

(٣٠٩٢) مسند ابی یعلی: ٣٧١٢۔ وفیه من لم اعرفه، هیثمی: ٥٠٤٨.

(٣٠٩٣) طبرانی کبیر، واسناده حسن، هیثمی: ٥٠٦٢.

(٣٠٩٤) ابوداؤد: ١٣٧٩۔ حسن، صحیح: ١٢٣٠۔ احمد: ١٥٧١٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رَهْطٌ مِنْ بَنِي سَلَمَةَ يَسْأَلُوْنَكَ عَنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ فَقَالَ كَمِ اللَّيْلَةُ فَقُلْتُ اثْنَتَانِ وَعِشْرُوْنَ قَالَ هِيَ اللَّيْلَةُ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ أَوِ الْقَابِلَةُ يُرِيْدُ لَيْلَةَ ثَلَاثٍ وَّعِشْرِيْنَ. (لأبي داود ١٣٧٩)

آپ سے لیلۃ القدر پوچھنا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا بائیسویں رات فرمایا: وہی رات ہے۔ وہ دوبارہ آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے بعد آنے والی رات جو تیئسویں رات ہے۔" (ابوداؤد)

٣٠٩٥۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أُنَيْسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ أُرِيْتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ ثُمَّ أُنْسِيْتُهَا وَأَرَانِيْ صُبْحَهَا أَسْجُدُ فِيْ مَاءٍ وَطِيْنٍ قَالَ فَمُطِرْنَا لَيْلَةَ ثَلَاثٍ وَعِشْرِيْنَ فَصَلَّى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَانْصَرَفَ وَإِنَّ أَثَرَ الْمَاءِ وَالطِّيْنِ عَلَى جَبْهَتِهِ وَأَنْفِهِ قَالَ وَكَانَ عَبْدُاللّٰهِ ابْنُ أُنَيْسٍ يَقُوْلُ ثَلَاثٌ وَعِشْرِيْنَ. (رواه مسلم ١١٦٨)

سیدنا عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے: "مجھے لیلۃ القدر بتائی گئی تھی پھر وہ مجھے بھلادی گئی اور میں نے اپنے آپ کو اس رات کی صبح دیکھا ہے کہ میں پانی اور گارے میں سجدہ کرتا ہوں۔ راوی نے کہا: پس تیئسویں رات کو بارش برسی تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھا کر سلام پھیرا اور گارے اور پانی کا اثر آپ کی پیشانی اور آپکی ناک پر موجود تھا اور عبداللہ بن انیس کہا کرتے تھے کہ وہ تیئسویں رات تھی۔

٣٠٩٦۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اِلْتَمِسُوْا فِيْ أَرْبَعٍ وَعِشْرِيْنَ (رواه البخاری ٢٠٢٢)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: اس کو چوبیسویں رات میں تلاش کرو۔ (بخاری)

٣٠٩٧۔ عَنْ بِلَالٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ أَرْبَعٍ وَعِشْرِيْنَ. (رواه أحمد ٢٣٣٧٣)

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "لیلۃ القدر چوبیسویں رات ہے۔" (احمد)

٣٠٩٨۔ عَنْ زِرٍّ قَالَ سَمِعْتُ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ يَقُوْلُ وَقِيْلَ لَهُ إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ يَقُوْلُ إِنَّ مَنْ قَامَ السَّنَةَ أَصَابَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فَقَالَ أُبَيٌّ وَاللّٰهِ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ إِنَّهَا لَفِيْ رَمَضَانَ يَحْلِفُ مَا يَسْتَثْنِيْ وَوَاللّٰهِ إِنِّيْ

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو کہا گیا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جو سارا سال قیام کرے گا وہ لیلۃ القدر کو پالے گا تو ابی نے کہا: اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے کہ وہ رات رمضان میں ہے۔ اس نے قسم کھائی اور استثنیٰ نہیں کی۔ اللہ کی قسم میں جانتا ہوں کہ وہ کونسی رات ہے جس کے قیام

(٣٠٩٥) مسلم: ١١٦٨۔ احمد: ١٥٦١٤.
(٣٠٩٦) بخاری: ٢٠٢٢۔ ابوداؤد: ١٣٨١۔ احمد: ٣٤٤٦.
(٣٠٩٧) احمد: ٢٣٣٧٣۔ واسنادہ حسن، بخاری: ٤٤٧٠.
(٣٠٩٨) مسلم: ٧٦٢۔ ترمذی: ٣٣٥١۔ ابوداؤد: ١٣٧٨۔ احمد: ٢٠٦٩٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لَأَعْلَمُ أَيُّ لَيْلَةٍ هِيَ هِيَ اللَّيْلَةُ الَّتِي أَمَرَنَا بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِقِيَامِهَا هِيَ لَيْلَةُ صَبِيْحَةِ سَبْعٍ وَعِشْرِيْنَ وَأَمَارَتُهَا أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فِيْ صَبِيْحَةِ يَوْمِهَا بَيْضَاءَ لَا شُعَاعَ لَهَا . (رواه مسلم ٧٦٢)

کا رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا ہے اور وہ ستائیسویں رات ہے اور اس کی علامت یہ ہے کہ اس رات کے صبح کے وقت سورج سفید نکلے گا اور اس کی شعائیں نہیں ہوں گی۔" (مسلم)

٣٠٩٩۔ وفي رواية :أَخْبَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّهَا لَيْلَةٌ صَبِيْحَتُهَا تَطْلُعُ الشَّمْسُ لَيْسَ لَهَا شُعَاعٌ فَعَدَدْنَا وَحَفِظْنَا وَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ أَنَّهَا فِيْ رَمَضَانَ وَأَنَّهَا لَيْلَةُ سَبْعٍ وَعِشْرِيْنَ وَلٰكِنْ كَرِهَ أَنْ يُخْبِرَكُمْ فَتَتَّكِلُوْا . (رواه الترمذی ٧٩٣)

اور ایک روایت میں ہے کہ سیّدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے خبر دی ہے کہ اس رات کی صبح کو جب سورج طلوع ہوتا ہے تو اس کی شعائیں نہیں ہوتیں، پس ہم نے شمار کیا اور یاد رکھا اور اللہ کی قسم! ابن مسعود رضی اللہ عنہ جانتے ہیں کہ وہ رات رمضان میں ہے اور وہ جانتے ہیں کہ وہ ستائیسویں رات ہے لیکن وہ تمہیں بتانا ناپسند کرتے ہیں کہ تم اسی پر بھروسہ کر کے بیٹھ رہو گے۔"

٣١٠٠۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اطْلُبُوْهَا لَيْلَةَ ﴿سَبْعَ عَشْرَةَ﴾ مِنْ رَمَضَانَ وَلَيْلَةَ إِحْدَى وَعِشْرِيْنَ وَلَيْلَةَ ثَلَاثَ وَعِشْرِيْنَ ثُمَّ سَكَتَ(رواه أبوداود ١٣٨٤)

سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا کہ لیلۃ القدر تلاش کرو رمضان کی ستائیسویں رات میں، بیسویں رات میں، تئیسویں رات میں، پھر آپ خاموش ہو گئے۔ (ابوداؤد)

٣١٠١۔ عَنْ عُيَيْنَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ قَالَ ذُكِرَتْ لَيْلَةُ الْقَدْرِ عِنْدَأَبِيْ بَكْرَةَ فَقَالَ مَا أَنَامُلْتَمِسُهَا لِشَيْءٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِلَّا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ فَإِنِّيْ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ الْتَمِسُوْهَا فِيْ تِسْعٍ يَبْقَيْنَ أَوْ فِيْ سَبْعٍ يَبْقَيْنَ أَوْ فِيْ خَمْسٍ يَبْقَيْنَ أَوْ فِيْ

سیّدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کے سامنے لیلۃ القدر کا ذکر کیا گیا تو انہوں نے کہا میں اسے کسی اور وقت میں تلاش نہیں کروں گا مگر آخری عشرے میں، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: "اس کو تلاش کرو جب نو راتیں باقی رہیں تو تلاش کرو، پانچ باقی رہیں تو تلاش کرو، تین باقی رہیں تو تلاش کرو یا آخری رات میں تلاش کرو۔" (ترمذی)

(٣٠٩٩) ترمذی: ٧٩٣۔ صحیح، البانی: ٦٣٥۔ مسلم: ٧٦٢۔ ابوداؤد: ١٣٧٨۔
(٣١٠٠) ابوداؤد: ١٣٨٤۔ ضعیف، البانی: ٢٩٥۔
(٣١٠١) ترمذی: ٧٩٤۔ سکت عنہ الالبانی، وھو بالصحیح: ٦٣٦۔ احمد: ١٩٩٠٤۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ثَلَاثٍ أَوَاخِرِ لَيْلَةٍ . (رواه الترمذى ٧٩٤)

٣١٠٢۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ كَانَ يَقُوْلُ مَنْ شَهِدَ الْعِشَاءَ مِنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ فَقَدْ أَخَذَ بِحَظِّهِ مِنْهَا . (لمالك)

سیّدنا ابن مسیب رحمہ اللہ کہتے ہیں: جو باجماعت نماز میں لیلۃ القدر کی رات میں شامل ہوا اس نے اس رات سے اپنا حصہ لے لیا۔ (امام مالک)

٣١٠٣۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ أَخْبَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ فَقَالَ هِيَ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ فَالْتَمِسُوْهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ فَإِنَّهَا وِتْرٌ لَيْلَةِ إِحْدَى وَعِشْرِيْنَ أَوْثَلَاثَ وَعِشْرِيْنَ أَنْ خَمْسٍ وَعِشْرِيْنَ أَنْ سَبْعٍ وَعِشْرِيْنَ أَوْ آخِرِ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ مَنْ قَامَهَا احْتِسَاباً غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ . (رواه أحمد ٢٢٢٥٧ والكبير)

سیّدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ”اس رات کو آخری عشرہ رمضان میں تلاش کرو، وہ طاق راتوں میں اکیسویں میں، تیسویں میں، پچیسویں میں، ستائیسویں میں یا انتیسویں میں یا آخری رات میں جو اس میں پہچان کے ساتھ کار ثواب سمجھ کر قیام کرے گا اور وہ رات موافق ہوگئی تو اس کے سابقہ گناہ بخش دیے جا جائیں گے۔“ (الکبیر اور احمد)

٣١٠٤۔ وَلَهُ: إِنَّ أَمَارَةَ لَيْلَةِ الْقَدْرِ أَنَّهَا صَافِيَةٌ بَلْجَةٌ كَأَنَّ فِيْهَا قَمَرًا سَاطِعاً سَاكِنَةٌ سَاجِيَةٌ لَا بَرْدَ فِيْهَا وَلَا حَرَّ وَلَا يَحِلُّ لِكَوْكَبٍ أَنْ يُرْمَى بِهِ فِيْهَا حَتَّى تُصْبِحَ وَإِنَّ أَمَارَتَهَا أَنَّ الشَّمْسَ صَبِيْحَتَهَا تَخْرُجُ مُسْتَوِيَةً لَيْسَ لَهَا شُعَاعٌ مِثْلَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ . (رواه أحمد ٢٢٢٥٩)

اور اسی کی روایت ہے: اس رات کی علامت ہے کہ وہ صاف رات ہوتی ہے گویا اس رات میں چاند چمک رہا ہو، وہ پرسکون رات ہوتی ہے، نہ اس میں ٹھنڈ ہوتی ہے اور نہ گرمی، اس رات میں آسمانی تارے نہیں پھینکے جاتے اور اس رات کی صبح کو سورج طلوع ہوتا ہے تو اس کی شعاعیں نہیں ہوتیں اور چودھویں کے چاند کی طرح نظر آتا ہے۔“

٣١٠٥۔ وزاد الكبير بضعف عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ رَفَعَهُ: لَا سَحَابَ فِيْهَا وَلَا مَطَرَ وَلَا

الکبیر نے واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت بسند ضعیف نقل کی اور اس میں یہ زیادہ بیان کیا ہے کہ اس رات میں نہ بادل

(٣١٠٢) موطا.

(٣١٠٣) احمد: ٢٢٢٥٧۔ طبرانی کبیر وفیه عبدالله بن محمد بن عقیل وفیه کلام وقد وثق، بخاری: ٦٠٤٩۔ دارمی: ١٧٨١۔ هیثمی: ٥٠٤٠.

(٣١٠٤) احمد: ٢٢٢٥٩۔ ورجاله ثقات، بخاری: ٦٠٤٩۔ دارمی: ١٧٨١۔ هیثمی: ٥٠٦٥.

(٣١٠٥) طبرانی کبیر: ٢٢/ ٥٩۔ وفیه بشر بن عون عن بکار بن تمیم و کلاهما ضعیف، هیثمی: ٥٠٦٥.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

رِيْحَ . (رواه الطبراني في الكبير ٥٩/٢٢)

ہوتا ہے، نہ بارش ہوتی ہے اور نہ تند ہوائیں چلتی ہیں۔

٣١٠٦ـ ولأحمد والبزار ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ إِنَّهَا لَيْلَةٌ سَابِعَةٌ أَوْ تَاسِعَةٌ وَعِشْرِيْنَ إِنَّ الْمَلَائِكَةَ تِلْكَ اللَّيْلَةِ فِي الْأَرْضِ أَكْثَرُ مِنْ عَدَدِ الْحَصَى . (رواه أحمد ١٠٣٥٦ والبزار)

احمد اور بزار نے سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت نقل کی ہے کہ وہ ستائیسویں یا انتیسویں رات ہے اور اس رات میں ریت کی تعداد سے زیادہ فرشتے زمین پر اترتے ہیں۔"

٣١٠٧ـ وَلِلْأَوْسَطِ بِضُعْفٍ عَنْهُ رَفَعَهُ: اَلْتَمِسُوْهَا فِي سَبْعِ عَشَرَةَ أَوْ سَبْعِ عَشَرَةَ أَوْ إِحْدَى وَعِشْرِيْنَ أَوْ ثَلَاثٍ وَعِشْرِيْنَ أَوْ خَمْسٍ وَعِشْرِيْنَ أَوْ سَبْعٍ وَعِشْرِيْنَ أَوْ تِسْعٍ وَعِشْرِيْنَ (رواه الطبراني في الأوسط بضعف ١٣٠٥)

الاوسط نے بسند ضعیف سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت بیان کی ہے کہ تلاش کرو اس رات کو سترھویں، انیسویں، اکیسویں، تیئسویں، پچیسویں، ستائیسویں یا انتیسویں رات میں۔

٣١٠٨ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ فَقَالَ هِيَ فِي كُلِّ رَمَضَانَ . (رواه أبوداود ١٣٨٧)

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ سے لیلۃ القدر کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا وہ ہر رمضان میں آتی ہے۔ (ابوداؤد)

٣١٠٩ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ تَذَاكَرْنَا لَيْلَةَ الْقَدْرِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ أَيُّكُمْ يَذْكُرُ حِيْنَ طَلَعَ الْقَمَرُ وَهُوَ مِثْلُ شِقِّ جَفْنَةٍ . (رواه مسلم ١١٧٠)

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نے لیلۃ القدر کے بارے میں نبی ﷺ کے پاس باہم گفتگو کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے کس کو وہ رات یاد ہے جس رات چاند طلوع ہوا اور وہ طشتری کے نصف حصہ کی مانند تھا۔"

٣١١٠ـ عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ إِنَّ فِي اللَّيْلِ لَسَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللّٰهَ خَيْرًا مِنْ أَمْرِ الدُّنْيَا

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ مرفوع حدیث بیان کرتے ہیں: "رات میں ایک ساعت ہے جب کوئی مسلمان انسان اس ساعت کے موافق اللہ تعالیٰ سے دنیا اور آخرت کے کاموں میں سے کوئی

(٣١٠٦) احمد: ١٠٣٥٦ـ بزار، ورجاله ثقات، ابن ماجه: ١٦٥٦ـ هيثمي: ٥٠٤٢.
(٣١٠٧) طبراني اوسط: ١٣٠٥ـ وفيه ابو المهزم، وهو ضعيف، هيثمي: ٥٠٤٣.
(٣١٠٨) ابوداؤد: ١٣٨٧ـ ضعيف، والصحيح موقوف، الباني: ٢٩٦.
(٣١٠٩) مسلم: ١١٧٠.
(٣١١٠) مسلم: ٧٥٧ـ احمد: ٢٥٤٨٧.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَالآخِرَةِ إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ وَذٰلِكَ كُلَّ لَيْلَةٍ. (رواه مسلم ٧٥٧)

بھلائی طلب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو عنایت فرما دیتا ہے اور وہ ساعت ہر رات میں موجود ہوتی ہے۔"

٣١١١۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ فَقَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةً فَخَرَجْتُ فَإِذَا هُوَ بِالْبَقِيعِ فَقَالَ أَكُنْتِ تَخَافِينَ أَنْ يَحِيفَ اللّٰهُ عَلَيْكِ وَرَسُوْلُهُ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّي ظَنَنْتُ أَنَّكَ أَتَيْتَ بَعْضَ نِسَائِكَ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَنْزِلُ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَيَغْفِرُ لِأَكْثَرَ مِنْ عَدَدِ شَعْرِ غَنَمِ كَلْبٍ. (للترمذی ٧٣٩ وزاد رزين ممن استحق النار)

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ایک رات رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے گم ہوگئے پس وہ بقیع میں تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو ڈرتی تھی کہ اللہ اور اس کا رسول تیرے بارے میں کمی کرے گا؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرا گمان تھا کہ آپ ﷺ اپنی کسی بیوی کے پاس تشریف لے گئے ہوں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی رات آسمان دنیا پر جلوہ افروز ہوتا ہے اور بنو کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد سے زیادہ لوگوں کو بخش دیتا ہے۔ (ترمذی) اور رزین نے یہ زیادہ بیان کیا ہے کہ وہ لوگ آگ میں جانے کے مستحق ہوتے ہیں۔

٣١١٢۔ عَنْ أَبِي مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ لَيَطَّلِعُ فِي لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَيَغْفِرُ لِجَمِيعِ خَلْقِهِ إِلَّا لِمُشْرِكٍ أَوْ مُشَاحِنٍ. (رواه إبن ماجة ١٣٩٠ بلين)

سیّدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: "اللہ تعالیٰ شعبان کے درمیان کی رات میں سامنے آتا ہے اور ساری مخلوق کو بخش دیتا ہے مگر مشرک اور کینہ رکھنے والے کو نہیں بخشتا۔ (ابن ماجہ نے کمزور سند کے ساتھ اس کو نقل کیا ہے)۔"

شرح: ......قدر کا معنی شان ہے، یعنی شان والی رات، چونکہ اس میں قرآن پاک کا نزول ہوا ہے، اسے قدر والی رات کہتے ہیں، زیادہ تر علمائے کرام کا خیال ہے، یہ رات صرف اس امت کا خاصہ ہے۔

٢۔ ان تمام روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ راجح ترین بات یہ ہے کہ قدر کی رات رمضان میں ہے، اور آخری عشرے میں ہے، آخری عشرے کی بھی کسی معین رات میں نہیں، زیادہ ترجیح یہ ہے کہ عشرے کی طاق راتوں میں ہے، یہ منتقل ہوتی ہے۔ کبھی ٢١ ویں، کبھی ٢٣ ویں، کبھی ٢٥ ویں، کبھی ٢٧ ویں، کبھی ٢٩ ویں۔ زیادہ امید ٢١ ویں اور ٢٣ ویں میں ہوتی ہے یا پھر ٢٧ ویں میں ہے۔

٣۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کے اندازے بتائے ہیں یہ کوئی حتمی بات نہیں، یہ علامات قدر کی رات کی پہچان میں

(٣١١١) ترمذی: ٧٣٩۔ ضعیف، البانی: ١١٩۔

(٣١١٢) ابن ماجہ: ١٣٩٠۔ حسن، البانی: ١١٤٠۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مفید ہیں۔

۴۔اسے خفیہ رکھنے کی حکمت یہ ہے کہ اس کے شرف کو حاصل کرنے کے لیے انسان جدوجہد کرے، اگر متعین کر کے بتا دی جاتی تو لوگ اسی رات میں بیدار ہوتے اور دوسری راتوں میں سوئے رہتے۔

۵۔اس رات کی علامات نظر آئیں یا نہ آئیں، جو بھی اس قدر کی رات میں قیام کر رہا ہوگا، یا شب بیداری کرتے ہوئے ذکر الٰہی یا تلاوت وغیرہ کرتا ہوگا اس رات کی فضیلت اسے نصیب ہوگی۔

یہ رات جب میسر آجائے تو یہ دعا کی جائے: اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ. (احمد، ابن ماجہ، ترمذی وصححہ) ''اے میرے اللہ! بے شک تو معاف کرنے والا ہے اور معافی کو پسند کرتا ہے مجھ سے درگزر فرما۔

٦۔نصف شعبان کے بارے میں سب روایات ضعیف ہیں، یہ عام راتوں کی مانند ہے۔(مرعاۃ:۳/۳۰۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

كِتَابُ الْمَنَاسِكِ
احکام حج کا بیان

فَضْلُ الْحَجِّ وَوُجُوبُهُ وَفَضْلُ الْعُمْرَةِ وَسُنِّيَّتُهَا وَفَضْلُ يَوْمِ عَرَفَةَ
حج کی فضیلت وفرضیت، عمرے کی فضیلت اور سنت ہونا اور یوم عرفہ کی فضیلت کا بیان

٣١١٣۔ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَرَى الْجِهَادَ أَفْضَلَ الْعَمَلِ أَفَلَا نُجَاهِدُ قَالَ لَا لٰكِنَّ أَفْضَلَ الْجِهَادِ حَجٌّ مَبْرُوْرٌ (رواه البخاري ١٥٢٠)

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہم جہاد کو تمام اعمال سے افضل سمجھتے ہیں تو کیا ہم خواتین جہاد نہ کریں؟ فرمایا نہیں، لیکن افضل ترین جہاد حج مبرور ہے۔

شرح: ......١۔ منسک کی جمع مناسک ہے۔ عبادت، اطاعت اور ہر اس چیز کو کہتے ہیں جسے بھی قرب الٰہی کا ذریعہ بنایا جائے اور جس کام کی عادت بن جائے اسے بھی کہتے ہیں، یہاں اعمال حج مراد ہیں کیونکہ یہ بار بار ادا کیے جاتے ہیں۔

٢۔ حج کا لغوی معنی قصد ہے، شریعت میں حج کا مطلب ہے، بیت اللہ کی تعظیم کے لیے مخصوص اوقات میں، مخصوص افعال ادا کرنے کے لیے زیارت کرنا۔ یہ ٩ ہجری میں فرض ہوا تھا، اس کے بہت سارے فوائد ہیں (١) دینی فوائد یہ ہیں کہ اس کے ذریعے جلیل القدر عبادات سرانجام دی جاتی ہیں۔ (٢) ثقافتی فوائد: اس سے دنیا بھر کے لوگوں کے احوال ومعاملات کا علم ہوتا ہے۔ (٣) اجتماعی اور سیاسی فوائد: مل بیٹھ کر ماضی، حاضر اور مستقبل پر حکومتی امور زیر بحث لائے جاتے ہیں اور کیا کھویا اور کیا پایا دینی، سیاسی، اجتماعی، اقتصادی اسباب کے حصول کا موقع ملتا ہے۔

٣۔ یہ حدیث دلیل ہے کہ استطاعت ہو اور محرم بھی ساتھ ہو تو عورتوں پر بھی ایک مرتبہ حج فرض ہے اور وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ (الاحزاب: ٣٣) "اور اپنے گھروں میں ٹھہرو۔"

عورتوں کے لیے حج کا حکم اس سے ممنوع نہیں ہوا، یہ منع کردہ وہ سفر ہے جو بلاوجہ ہو۔

(٣١١٣) بخاري: ١٥٢٠۔ نسائي: ٢٦٢٨۔ ابن ماجه: ٢٩٠١.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۴۔ حج کو عورتوں کے لیے جہاد قرار دینے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں بھی مجاہدہ اور جانفشانی پائی جاتی ہے، سفر کی مشقت، بدن کی تھکاوٹ گھر اور وطن سے دوری، وغیرہ مشکلات پائی جاتی ہیں۔ (مرعاة: ۶/ ۲۲۸)

۳۱۱۴۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَابِعُوْا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَإِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَالذُّنُوْبَ كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ وَالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَلَيْسَ لِلْحَجَّةِ الْمَبْرُوْرَةِ ثَوَابٌ إِلَّا الْجَنَّةُ. (رواه الترمذي ۸۱۰)

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: حج اور عمرہ بار بار ادا کرو، یہ دونوں گناہوں کو یوں مٹا دیتے ہیں جیسے بھٹی لوہے، سونے اور چاندی کی میل کو صاف کر دیتی ہے اور حج مبرور کے لئے جنت کے علاوہ کوئی اجر نہیں ہے۔

۳۱۱۵۔ وللبزار عَنْ جَابِرٍ نَحْوَهُ بِلَفْظِ: فَإِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَالذُّنُوْبَ. (للبزار ۱۱۴۷)

اور بزار رحمہ اللہ کی روایت سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے اس کے مثل ہے اور اس کے یہ الفاظ ہیں: "وہ دونوں افلاس اور گناہ صاف کر دیتے ہیں۔"

۳۱۱۶۔ وللكبير بضعف عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ: فَإِنَّ مُتَابَعَةَ مَا بَيْنَهُمَا تَزِيْدُ فِي الْعُمُرِ وَالرِّزْقِ وَتَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَالذُّنُوْبَ كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ

"الکبیر میں بسند ضعیف عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: "ان دو کو بار بار ادا کرنا عمر اور رزق میں اضافہ کرتا ہے اور یہ دونوں افلاس اور گناہوں کو اس طرح صاف کر دیتے ہیں جیسے بھٹی لوہے کی میل کو صاف کر دیتی ہے۔"

شرح: ...... عمرہ اور حج میں متابعت کا مقصد یہ ہے کہ جب حج کر لو، تو عمرہ کی کوشش کرو۔ اور جب تم عمرہ کر لو تو حج کی جدوجہد کرو، یہ ضروری نہیں کہ بغیر فاصلہ کے مسلسل کیے جائیں، خواہ درمیان میں فاصلہ پیدا ہو جائے، اصل ترغیب ہے کہ ان کا اہتمام کیا جائے انہیں ضائع نہ ہونے دیا جائے۔

۲۔ ان کی برکت یہ ہے کہ تنگدستی اور فقر و فاقہ نہیں رہتا اور دلی غنا ملتا ہے اور گناہ مٹتے ہیں۔ فطرتی طور پر انسان قوت شہوت اور قوت غضب کا نشانہ بنا رہتا ہے، اسے ایسی ریاضت کی ضرورت ہے جو ان قوتوں کا مقابلہ کرے، وہ حج و عمرہ میں پائی جاتی ہے، مال خرچ کرنا، بھوک برداشت کرنا، پیاس پر صبر کرنا، نیند کا نامکمل ہونا، اور بھی کئی ہلاکتوں کے مقامات ہیں جہاں سے گزرنا پڑتا ہے۔ وطن سے جدائی، بھائیوں اور دوستوں سے جدائی وغیرہ یہ سب امور انسان کو گناہ

(۳۱۱۴) ترمذی: ۸۱۰۔ حسن، صحیح ۶۵۰۔ نسائی: ۲۶۳۱۔ احمد: ۳۶۶۰.

(۳۱۱۵) بزار: ۱۱۴۷۔ ورجاله رجال الصحيح، خلا بشر بن المنذر ففي حديثه وهم قاله العقيلي، ووثقه ابن حبان، هيثمي: ۵۶۵۵.

(۳۱۱۶) طبراني كبير، احمد، وفيه، عاصم بن عبيدالله وهو ضعيف، هيثمي: ۵۶۵۴.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سے صاف کرتے ہیں۔

۳۔ حج مبرور وہ ہے جس کے احکام مکمل ادا ہوئے ہوں، ریاکاری نہ ہوئی ہو اور حج کے بعد انقلاب برپا ہوا ہو پھر گناہ کی جانب راغب نہ ہو، اور اطاعت کے کام کرے تو اس حج کا صلہ جنت ہے۔ (مرعاۃ: ۶/۲۸۰)

۳۱۱۷۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُلَبِّي إِلَّا لَبَّى مَنْ عَنْ يَمِيْنِهِ اَوْ عَنْ شِمَالِهِ مِنْ حَجَرٍ أَوْ شَجَرٍ أَوْ مَدَرٍ حَتَّى تَنْقَطِعَ الْأَرْضُ مِنْ هَاهُنَا وَهَاهُنَا. (رواه الترمذی ۸۲۸)

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''جو مسلمان تلبیہ کہتا ہے تو اس کے دائیں اور بائیں طرف کے پتھر، درخت اور مٹی کے تودے سب تلبیہ کہتے یہاں تک کہ زمین کے اطراف یہاں اور وہاں سے تلبیہ کی آواز آگے نکل جاتی ہے۔'' (الترمذی)

شرح: ......یعنی مشرق ومغرب کی انتہاء تک یہ اشیاء تلبیہ میں شامل ہو جاتی ہیں، ایک مسلمان کی اتباع میں ان چیزوں کا شامل ذکر ہونا تلبیہ کی فضیلت کی دلیل ہے، ظاہر ہے جس کا تلبیہ سن کر یہ چیزیں اس کی صدائے بازگشت بن جاتی ہیں، اسے ان کے ذکر کرنے کی وجہ سے ثواب ملے گا۔ (مرعاۃ: ۶/۳۶۳)

۳۱۱۸۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةُ. (للبخاری ۱۷۷۳)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''ایک عمرے سے دوسرے عمرے تک درمیان کے گناہوں کا کفارہ ہے اور حج مبرور کے اجر وثواب کے لئے صرف جنت ہے۔''

شرح: ......ایک عمرے سے لے کر دوسرا عمرہ درمیان کے وقفے کے لیے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے اس میں عمرہ بار بار کرنے کی ترغیب ہے۔ (مرعاۃ: ۶/۱۹۴)

۳۱۱۹۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ (رواه البخاری ۱۵۲۱)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جس نے اللہ تعالیٰ کے لئے حج کیا اور نہ عورتوں کی بات کی، نہ گالی گلوچ کیا تو وہ یوں واپس آتا ہے جیسا ماں نے پیدائش کے دن جنا تھا۔''

شرح: ......جس اخلاص سے بھرپور حج کیا، اس میں بیوی سے یا اس کے علاوہ کسی کے ساتھ بھی گندی بات نہیں

(۳۱۱۷) ترمذی: ۸۲۸۔ صحیح، البانی: ۶۶۲۔ ابن ماجہ: ۲۹۲۱۔

(۳۱۱۸) بخاری: ۱۷۷۳۔ مسلم: ۱۳۴۹۔ ترمذی: ۹۳۳۔ نسائی: ۲۶۲۹۔ ابن ماجہ: ۲۸۸۸۔ احمد: ۹۶۳۲۔ موطا: ۷۷۶۔ دارمی: ۱۷۹۵۔

(۳۱۱۹) بخاری: ۱۵۲۱۔ مسلم: ۱۳۵۰۔ ترمذی: ۸۱۱۔ نسائی: ۲۶۲۷۔ ابن ماجہ: ۲۸۸۹۔ احمد: ۱۰۰۳۷۔ دارمی: ۱۷۹۶۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی اور نہ ہی فسق و فجور کے ذریعے نیکی سے باہر نکلا اسے گناہوں سے چھٹکارا مل جاتا ہے، خواہ کبیرہ ہوں یا صغیرہ ہوں، معصوم بچہ پاک اور گناہوں کی آلودگی سے صاف ہوتا ہے، اسی طرح یہ بھی لوٹتا ہے۔ (مرعاۃ:۲/۱۹۲)

۳۱۲۰۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ أَهَلَّ بِحَجَّةٍ أَوْ عُمْرَةٍ مِنَ الْمَسْجِدِ الأَقْصَى إِلَى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَأَوْ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ شَكَّ عَبْدُاللهِ أَيَّتُهُمَا قَالَ. (رواه ابوداود ۱۷٤۱)

سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا مرفوع بیان کرتی ہیں: ’’جس نے حج یا عمرہ کی نیت بیت المقدس سے کی اور مسجد حرام آیا تو اس کے اگلے اور پچھلے تمام گناہ بخشے جاتے ہیں یا اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ شک راوی کو ہے (کہ حج کہا یا عمرہ)۔‘‘ (ابوداود)

۳۱۲۱۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ خَمْسِيْنَ مَرَّةً خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ. (رواه الترمذی ۸٦٦)

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جس نے پچاس بار بیت اللہ کا طواف کیا وہ گناہوں سے ایسا صاف ہو جاتا جیسا پیدائش کے دن ماں نے جنا تھا۔‘‘ (ترمذی)

۳۱۲۲۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِامْرَأَةٍ مِنَ الأَنْصَارِ يُقَالُ لَهَا أُمُّ سِنَانٍ مَا مَنَعَكِ أَنْ تَكُوْنِي حَجَجْتِ مَعَنَا قَالَتْ نَاضِحَانِ كَانَا لِأَبِي فُلَانٍ زَوْجِهَا حَجَّ هُوَ وَابْنُهُ عَلَى أَحَدِهِمَا وَكَانَ الآخَرُ يَسْقِي عَلَيْهِ غُلَامُنَا قَالَ فَعُمْرَةٌ فِي رَمَضَانَ تَقْضِي حَجَّةً أَوْ حَجَّةً مَعِي. (رواه مسلم ۱۲۵٦)

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے انصار کی ایک عورت کو جس کو ام سنان کہا جاتا تھا، فرمایا: تجھے ہمارے ساتھ حج کرنے سے کس چیز نے باز رکھا؟ اس نے کہا: میرے فلاں خاوند کی دو اونٹنیاں تھیں ان میں سے ایک پر میرے خاوند اور اس کے بیٹے نے حج کیا اور دوسری اونٹنی ہماری زمین سیراب کر رہی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: رمضان میں عمرہ کرنا حج کی قضا کر دیتا ہے یا فرمایا: ’’میرے ساتھ حج نہ کرنے کی کمی پوری کر دیتا ہے۔‘‘ (الشیخان والنسائی)

۳۱۲۳۔ عَنْ أَبِي بَكْرِبْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ

ابوبکر بن عبدالرحمٰن، مروان کے قاصد سے جس کو اس نے

(۳۱۲۰) ابوداؤد: ۱۷٤۱۔ ضعیف، البانی: ۳۸۲۔ ابن ماجہ: ۳۰۰۲۔

(۳۱۲۱) ترمذی: ۸٦٦۔ ضعیف، البانی: ٦۳۵

(۳۱۲۲) مسلم: ۱۲۵٦۔ بخاری: ۱۸٦۳۔ نسائی: ۲۱۱۰۔ ابوداؤد: ۱۹۹۰۔ ابن ماجہ: ۲۹۹٤۔ احمد: ۲۸۰٤۔ دارمی: ۱۸۵۹

(۳۱۲۳) ابوداؤد: ۱۹۸۸۔ صحیح، البانی: ۱۷۵۱۔ دون قول المرأۃ ابی امراۃ حججنی الحج، ترمذی: ۹۳۹۔ ابن ماجہ ۲۹۹۳۔ احمد: ۲٦۷٤۔ مؤطا: ۷۷۷۔ دارمی: ۱۸٦۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

أَخْبَرَنِي رَسُولُ مَرْوَانَ الَّذِي أُرْسِلَ إِلَى أُمِّ مَعْقِلٍ قَالَتْ كَانَ أَبُو مَعْقِلٍ حَاجاً مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَلَمَّا قَدِمَ قَالَتْ أُمُّ مَعْقِلٍ قَدْ عَلِمْتَ أَنَّ عَلَيَّ حَجَّةً فَانْطَلَقَا يَمْشِيَانِ حَتَّى دَخَلَا عَلَيْهِ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ عَلَيَّ حَجَّةً وَإِنَّ لِأَبِي مَعْقِلٍ بَكْراً قَالَ أَبُو مَعْقِلٍ صَدَقَتْ جَعَلْتُهُ فِي سَبِيلِ اللهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَعْطِهَا فَلْتَحُجَّ عَلَيْهِ فَإِنَّهَا فِي سَبِيلِ اللهِ فَأَعْطَاهَا الْبَكْرَ فَقَالَتْ يَارَسُولَ اللهِ إِنِّي امْرَأَةٌ قَدْ كَبِرْتُ وَسَقِمْتُ فَهَلْ مِنْ عَمَلٍ يُجْزِئُ عَنِّي مِنْ حَجَّتِي قَالَ عُمْرَةٌ فِي رَمَضَانَ تُجْزِئُ حَجَّةً. (رواه أبو داود ١٩٨٨)

ام معقل کی طرف بھیجا تھا روایت کرتے ہیں۔ وہ کہتی ہیں: ابو معقل نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کیا ہے تو اس نے کہا: تو جانتا ہے کہ میرے اوپر حج فرض ہے۔ پس وہ دونوں آپ ﷺ کے پاس گئے تو ام معقل نے کہا: یارسول اللہ! میرے اوپر حج فرض ہے اور ابو معقل کا جوان اونٹ ہے تو ابو معقل نے کہا: یہ صحیح کہتی ہے اور میں نے وہ اونٹ فی سبیل اللہ کر دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو وہ اونٹ اپنی بیوی کو دے دے کہ وہ اس پر سوار ہو کر حج ادا کرے کہ یہ بھی فی سبیل اللہ ہے، چنانچہ وہ اس نے اس عورت کو دے دیا۔ پس ام معقل نے کہا: یارسول اللہ! میں عورت ہوں، بوڑھی بھی ہوں بیمار بھی تو کیا کوئی عمل میری طرف سے حج کے قائم مقام ہو سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”رمضان میں عمرہ کرنا حج کے قائم مقام ہے۔“

شرح: ......رمضان میں عمرہ حج کے برابر ثواب میں ہے، یہ فرض حج کے قائم مقام نہیں، اگر حج نہیں کیا تو وہ فریضہ ابھی باقی ہے۔ (عون المعبود: ۲/۱۵۲)

٣١٢٤۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ جِهَادُ الْكَبِيرِ وَالصَّغِيرِ وَالضَّعِيفِ وَالْمَرْأَةِ الْحَجُّ وَالْعُمْرَةُ (رواه النسائي ٢٦٢٦)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بوڑھے کا، چھوٹے کا، کمزور کا اور عورت کا جہاد حج اور عمرہ ہے۔“ (النسائی)

٣١٢٥۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ الْحُجَّاجُ وَالْعُمَّارُ وَفْدُ اللهِ إِنْ دَعَوْهُ أَجَابَهُمْ وَإِنِ اسْتَغْفَرُوهُ غُفِرَ لَهُمْ. (رواه إبن ماجة ٢٨٩٢)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے: ”حج کرنے اور عمرہ کرنے والے اللہ کے مہمان ہیں، وہ دعا کرتے ہیں تو اللہ ان کی دعا قبول کرتا ہے اور وہ بخشش مانگتے ہیں تو اللہ ان کو بخش دیتا ہے۔“

(٣١٢٤) سنائی: ٢٦٦٦۔ حسن، البانی: ٢٤٦٣۔ احمد: ٩١٦٣.

(٣١٢٥) ابن ماجہ: ٢٨٩٢۔ ضعیف، البانی: ٦٢٩۔ نسائی: ٣٠٧٠۔ ابن ماجہ: ٢٩٢٨۔ ضعیف، البانی: ٦٣٥.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

٣١٢٦۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ مُحْرِمٍ يَضْحٰى لِلّٰهِ يَوْمَهُ يُلَبِّى حَتّٰى تَغِيْبَ الشَّمْسُ إِلَّا غَابَتْ بِذُنُوْبِهِ فَعَادَ كَمَا وَلَدَتْهُ أُمُّهُ. (رواه ابن ماجة ٢٩٢٥)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ”جب احرام والا اپنا پورا دن اللہ کے لئے قربان کرتا ہے اور تلبیہ کہتا رہتا ہے یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے تو اس کے گناہ بھی غائب ہو جاتے ہیں، وہ ایسا بن کر لوٹتا ہے جیسا اس کی ماں نے اس کو جنا تھا۔“

٣١٢٧۔ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَا عَمِلَ آدَمِيٌّ مِنْ عَمَلٍ يَوْمَ النَّحْرِ أَحَبَّ إِلَى اللّٰهِ مِنْ إِهْرَاقِ الدَّمِ إِنَّهَا لَتَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقُرُوْنِهَا وَأَشْعَارِهَا وَأَظْلَافِهَا وَأَنَّ الدَّمَ لَيَقَعُ مِنَ اللّٰهِ بِمَكَانٍ قَبْلَ أَنْ يَقَعَ مِنَ الْأَرْضِ فَطِيْبُوْا بِهَا نَفْسًا. (للترمذى ١٤٩٣)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قربانی کے دن کسی آدمی نے کوئی عمل نہیں کیا جو اللہ تعالیٰ کو خون بہانے سے زیادہ پسند ہو۔ قیامت کے دن قربانی کا جانور اپنے سینگ، اپنے بال اور اپنے کھر لیکر حاضر ہوگا اور قربانی کا خون اللہ کے نزدیک زمین پر گرنے سے پہلے شرف قبولیت پا لیتا ہے۔ تو تم خوش ہو کر قربانی کرو۔“ (ترمذی)

٣١٢٨۔ زاد رزين: إِنَّ لِصَاحِبِ الْأُضْحِيَةِ بِكُلِّ شَعْرَةٍ حَسَنَةٌ. (رواه رزين)

رزین نے زائد بیان کیا ہے: ”قربانی والے کو ہر بال کے بدلے نیکی دی جاتی ہے۔“

٣١٢٩۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَامَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ مَنِ الْحَاجُّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الشَّعِثُ التَّفِلُ فَقَالَ رَجُلٌ آخَرُ فَقَالَ أَيُّ الْحَجِّ أَفْضَلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْعَجُّ وَالثَّجُّ فَقَامَ رَجُلٌ آخَرُ فَقَالَ مَا السَّبِيْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الزَّادُ وَالرَّاحِلَةُ (رواه الترمذى ٢٩٩٧)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک مرد نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ حاجی کس حال میں ہوتا ہے؟ فرمایا: پراگندہ بال اور جوئیں پڑی ہوئی ہوں۔ اس نے عرض کی: کون سا حج افضل ہے؟ فرمایا: آواز بلند کرنا اور خون بہانا۔ اس نے کہا: راستے سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: ”سامانِ سفر خوراک و سواری۔“ (الترمذی)

٣١٣٠۔ بُرَيْدَةَ، رَفَعَهُ: النَّفَقَةُ فِي الْحَجِّ

سیّدنا بریدہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ”حج میں خرچ کرنا جہاد فی سبیل اللہ میں خرچ کرنے کے برابر ہے، سات سو گنا۔“

(٣١٢٦) ابن ماجه: ٢٩٢٥۔ ضعيف، البانى: ٦٣٥.
(٣١٢٧) ترمذى: ١٤٩٣۔ ضعيف، البانى: ٢٥٣۔ ابن ماجه: ٣١٢٦. (٣١٢٨) رزين.
(٣١٢٩) ترمذى: ٢٩٩٨۔ ضعيف جداً، البانى: ٥٧٦۔ الحج والثج، ثبت، ابن ماجه: ٢٨٩٦.
(٣١٣٠) احمد: ٢٢٤٩٢۔ طبرانى اوسط، وفيه ابو زهير، ولم اجد من ذكره.، هيثمى: ٥٢٦٨.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

كَـالـنَّفَقَةِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ بِسَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ (رواه أحمد ٢٢٤٩١، والأوسط وفيه أبو هرزهير)

(احمد، الاوسط اور اس کی سند میں ابوزہیر نامی شخص ہے)

٣١٣١- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رَفَعَهُ مَا أَمْعَرَ حَاجٌّ قَطُّ قِيْلَ لِجَابِرٍ مَا الْإِمْعَارُ قَالَ مَاافْتَقَرَ. (رواه الطبراني فى الاوسط (١/ ١١٠) والبزار)

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ”حاجی کبھی مفلس نہیں ہوتا۔ جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا ”امعار“ کیا چیز ہے؟ انہوں نے کہا: محتاج ہونا۔“

٣١٣٢- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَفَعَهُ: مَنْ خَرَجَ حَاجًّا فَمَاتَ كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ أَجْرَالْحَاجِّ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ خَرَجَ مُعْتَمِرًا فَمَاتَ كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ أَجْرَ الْمُعْتَمِرِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ خَرَجَ غَازِيًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَمَاتَ كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ أَجْرَالْغَازِيْ. (رواه الطبراني في الأوسط)

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ”جو حج کے لئے گیا اور فوت ہو گیا تو تا قیامت اس کے لیے حج کرنے والے کے برابر اجر لکھا جائے گا، جو شخص عمرہ کرنے کے لیے نکلا اور اسے موت آ گئی تو اس کے لیے قیامت تک عمرہ کرنے والے جتنا اجر لکھا جاتا رہے گا اور جو شخص جہاد کے لیے گیا اور فوت ہو گیا تو اس کے لیے غازی کا اجر لکھا جائے گا۔“ (الاوسط)

انتباہ: ...... ثابت ہوا کہ حاجی یا عمرہ کرنے والا نکلے اور مکہ پہنچنے سے پہلے تک وفات پا جائے تو اس کا اجر لکھ دیا جاتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی کا نیک عمل ضائع نہیں کرتا بلکہ نیت کے مطابق جزا دیتا ہے۔

٣١٣٣- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ يَغْفِرُاللّٰهُ لِلْحَاجِّ وَلِمَنِ اسْتَغْفَرَ لَهُ الْحَاجُّ. (للبزار ١١٥٥)

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً منقول ہے: ”حاجی کی مغفرت کر دی جاتی ہے اور اس کی بھی مغفرت کی جاتی ہے جس کے لیے حاجی استغفار کرتا ہے۔“ (البزار)

٣١٣٤- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: يَا بَنِيَّ أُخْرُجَا

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: میرے بیٹو! مکہ مکرمہ سے پیادہ

(٣١٣١) طبرانی اوسط: ١/ ١١٠- بزار، ورجاله رجاله الصحيح، هيثمى: ٥٢٧٢.

(٣١٣٢) طبرانى اوسط، وفيه: جميل بن ابى ميمونة، وقد ذكره ابن ابى حاتم ولم يذكر فيه جرحا ولا تعديلا، وذكره ابن حبان فى الثقات، هيثمى: ٥٢٧٤.

(٣١٣٣) بزار: ١١٥٥- طبرانى صغير، وفيه، شريك بن عبدالله النخعى وهو ثقة وفيه كلام، وبقية رجاله رجال الصحيح، هيثمى: ٥٢٨٧.

(٣١٣٤) بزار: ١١٢٠- طبرانى كبير، طبرانى اوسط، وفيه قصة، وله عند البزار، اسناد ان احدهما فيه، كذاب، والاخر فيه، اسماعيل بن ابراهيم عن سعيد بن جبير ولم اعرفه، وبقية رجاله ثقات، هيثمى: ٥٢٧٨.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

مِنْ مَكَّةَ ﴿حَاجِّيْنَ﴾ مُشَاةً حَتّٰى تَرْجِعُوْا إِلٰى مَكَّةَ مُشَاةً، فَقَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: إِنَّ الْحَاجَّ الرَّاكِبَ لَهُ بِكُلِّ خَطْوَةٍ تَخْطُوْهَا رَاحِلَتُهُ سَبْعُوْنَ حَسَنَةً، وَإِنَّ الْحَاجَّ الْمَاشِيَ لَهُ بِكُلِّ خَطْوَةٍ يَخْطُوْهَا سَبْعُ مِئَةِ حَسَنَةٍ مِنْ حَسَنَاتِ الْحَرَمِ، قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا حَسَنَاتُ الْحَرَمِ قَالَ: اَلْحَسَنَةُ بِمِئَةِ أَلْفِ حَسَنَةٍ. (رواه البزار ١١٢٠، والكبير والأوسط)

چل کر حج کے لیے جاؤ اور پیادہ چل کر واپس آؤ۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ سوار حاجی کی سواری کے ہر قدم پر ستر نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور پیادہ حج کرنے والوں کے لیے ہر قدم پر حرم کی سات سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ عرض کیا گیا: یارسول اللہ! حرم کی نیکی کا کیا مطلب ہے؟ آپ نے فرمایا: حرم کی ایک نیکی ایک لاکھ نیکی کے برابر ہوتی ہے۔'' (البزار، الکبیر، الاوسط)

٣١٣٥۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، رَفَعَهُ: مَنْ أَمَّ هٰذَا الْبَيْتَ مِنَ الْكَسَبِ الْحَرَامِ شخص فِيْ غَيْرِ طَاعَةِ اللّٰهِ فَإِذَا أَهَلَّ وَوَضَعَ رِجْلَهُ فِي الْغَرْزِ أَوِ الرِّكَابِ وَانْبَعَثَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ قَالَ: لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، نَادَاهُ مُنَادٍ مِنَ السَّمَآءِ، وَلَا لَبَّيْكَ وَلَا سَعْدَيْكَ، كَسْبُكَ حَرَامٌ، وَزَادُكَ حَرَامٌ وَرَاحِلَتُكَ حَرَامٌ فَارْجِعْ مَأْزُوْرًا غَيْرَ مَأْجُوْرٍ، وَأَبْشِرْ بِمَا يَسُوْؤُكَ، وَإِذَا خَرَجَ الرَّجُلُ حَاجًّا بِمَالٍ حَلَالٍ وَوَضَعَ رِجْلَهُ فِي الرِّكَابِ وَانْبَعَثَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ قَالَ: لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، نَادَاهُ مُنَادٍ مِنَ السَّمَآءِ: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ، قَدْ أَجَبْتُكَ، رَاحِلَتُكَ حَلَالٌ وَثِيَابُكَ حَلَالٌ وَزَادُكَ حَلَالٌ فَارْجِعْ مَأْجُوْرًا غَيْرَ مَأْزُوْرٍ. وَأَبْشِرْ بِمَا يَسُرُّكَ. (رواه البزار بضعف ١٠٧٩)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''جس نے بیت اللہ کی طرف کسب حرام کے ذریعہ سفر کیا تو وہ اللہ کی نافرمانی میں چلا اور جب اس نے تلبیہ کے ساتھ آواز بلند کی اور سواری کی رکاب میں قدم رکھا اور کہا. لبیک اے اللہ! میں حاضر ہوں تو آسمان سے آواز دینے والا کہتا ہے: نہ تیرا لبیک کہنا مقبول ہے اور نہ تیری سعادت ہے، تیرا کسب حرام ہے، تیرا سامانِ سفر حرام ہے اور تیری سواری حرام ہے تو بوجھ اٹھا کر واپس ہوگا اور تو اجروثواب نہیں پائے گا اور تیرے لیے وہ بشارت ہے جو تجھے ناپسند ہے اور جب کوئی آدمی مالِ حلال کے ساتھ حج کے لیے گیا اور اس نے رکاب میں قدم رکھا اور اس کی سواری اس کو لیکر چلنے لگی اور اس نے کہا: اے اللہ میں حاضر ہوا اللھم لبیك تو آسمان سے منادی کرنے والا آواز دیتا ہے: تیری حاضری، تیری سعادت اور تلبیہ قبول ہے۔ ہم تجھے جواب دے رہے ہیں۔ تیری سواری حلال، تیرا لباس حلال ہے، تیرا سامانِ سفر حلال ہے، تو اجر حاصل کر کے ہر قسم کے بوجھ سے خلاصی کر

(٣١٣٥) بزار: ١٠٧٩۔ وفيه سليمان بن داود اليمامي وهو ضعيف. هيثمي: ٥٢٨٠.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے واپس ہوگا اور تجھے وہ بشارت ہے جو تجھے پسند ہے۔

(البزار۔سند ضعیف ہے)

انتباہ:......دیگر دلائل سے پتہ چلتا ہے کہ حلال مال ہی سے حج قبول ہوتا ہے۔

٣١٣٦۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، رَفَعَهُ: إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ: أَنَّ عَبْدًا أَصْحَحْتُ لَهُ بَدَنَهُ، وَأَوْسَعْتُ عَلَيْهِ فِي الرِّزْقِ وَلَمْ يَفِدْ إِلَيَّ فِيْ كُلِّ أَرْبَعَةِ أَعْوَامٍ لَمَحْرُوْمٌ (للكبير والموصلى، وللأوسط ٤٩٠)

سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''میں نے اپنے بندے کو بدنی صحت بھی عطاء کی اور اس پر رزق بھی وسیع کیا اور اس کے باوجود وہ ہر چار سال بعد میری طرف آنے والے وفد میں نہیں آیا وہ کتنا محروم ہے۔'' (الموصلی اور الکبیر)

شرح:......اس میں وضاحت ہے کہ استطاعت ہو تو حج کرنا چاہیے اور جتنی جلدی ممکن ہو کیا جائے، اس کی تائید آئندہ حدیث سے بھی ہو رہی ہے۔

٣١٣٧۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ النَّاسَ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَدْ فَرَضَ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ فَقَالَ رَجُلٌ فِيْ كُلِّ عَامٍ فَسَكَتَ عَنْهُ حَتّٰى أَعَادَهُ ثَلَاثًا فَقَالَ لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَلَوْ وَجَبَتْ مَا قُمْتُمْ بِهَا ذَرُوْنِيْ مَاتَرَكْتُكُمْ فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِكَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلٰى أَنْبِيَائِهِمْ فَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِالشَّيْءِ فَخُذُوْا بِهِ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَاجْتَنِبُوْهُ. (رواه النسائى ٢٦١٩)

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا اور کہا: لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے پس تم حج ادا کرو تو ایک مرد نے کہا: یارسول اللہ! کیا ہر سال؟ آپ ﷺ خاموش ہو رہے یہاں تک کہ سائل نے تین بار سوال کیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: مجھ سے سوال نہ کیا کرو اس وقت تک کہ خود میں تمہیں چھوڑے رہتا ہوں۔ اگر میں نے کہہ دیا کہ ہاں تو حج ہر سال واجب ہو جاتا اور تم اس کی طاقت نہ رکھتے، تم سے پہلی امتیں اس لیے ہلاک ہوئیں کہ اپنے انبیاء علیہم السلام پر وہ بکثرت سوال بھی کرتے اور اختلاف بھی۔ میں تمہیں جو حکم دوں تو اس پر جتنا کر سکو عمل کرو اور جب تمہیں کسی کام سے منع کروں تو اس سے اجتناب کرو۔'' (نسائی)

٣١٣٨۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ قَالَ لَمَّا

سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب یہ

(٣١٣٦) طبرانی کبیر، مسند ابی یعلی، طبرانی اوسط، ورجاله الجميع رجال الصحيح، هيثمى : ٥٢٥٩.

(٣١٣٧) نسائی: ٢٦١٩۔ صحیح، البانی: ٢٤٥٦۔ بخاری: ٧٢٨٨۔ مسلم: ١٣٣٧۔ ترمذی: ٢٦٧٩۔ ابن ماجه: ٢۔ احمد: ١٠٣٢٧.

(٣١٣٨) ترمذی: ٨١٤۔ ضعیف، البانی: ١٣٤۔ ابن ماجه: ٢٨٨٤.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

نَزَلَتْ ﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا﴾ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَفِي كُلِّ عَامٍ فَسَكَتَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فِي كُلِّ عَامٍ قَالَ لَاوَلَوْقُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ فَأَنْزَلَ ﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَاتَسْأَلُوْا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ .﴾ (رواه الترمذی ٨١٤)

آیت نازل ہوئی: ''اور اللہ کے لیے لوگوں پر بیت اللہ کا حج فرض ہے جو اس کی طرف راستے کی طاقت رکھتا ہو۔'' تو لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! کیا ہر سال؟ فرمایا: نہیں۔ اور اگر میں کہہ دیتا کہ ہاں تو ہر سال فرض ہو جاتا تو پھر یہ آیت نازل ہوئی: ''اے ایمان والو! کچھ اشیاء کے بارے میں سوال نہ کیا کرو، اگر وہ تم پر ظاہر کر دی گئیں تو تمہیں برا معلوم ہوگا......''

شرح:......سائل نے سمجھا شاید یہ بھی نماز یا زکاۃ کی طرح بار بار فرض ہے، آپ نے اس کی غلط فہمی دور کر دی۔

۲۔ آپ ﷺ نے خاموشی اس لیے اختیار کی تھی کہ ان پر بوجھ نہ پڑھے۔

۳۔ تعلیم دین کے لیے سوال کرنا جائز ہے، بلکہ قرآن پاک کا حکم ہے: ﴿فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ.....الخ﴾ (النحل: ٤٣) ''اہل علم سے پوچھو۔''

کچھ سوال تکلف کے تحت ہوتے ہیں، ان کی ممانعت ہے اور عہد نبوی ﷺ میں فرضیت کا خوف ہوتا تھا اس لیے سوال کی ممانعت تھی۔

۴۔ احکام شریعت حسب استطاعت پورے کیے جائیں، تکلف سے کام نہ لیا جائے۔

۵۔ حج ایک دفعہ زندگی میں فرض ہے، اس کے بعد نفل ہے۔ (مرعاۃ: ٦/١٨٥)

٣١٣٩ـــ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ مَلَكَ زَاداً وَرَاحِلَةً تَبْلُغُهُ إِلَى بَيْتِ اللّٰهِ وَلَمْ يَحُجَّ فَلَا عَلَيْهِ أَنْ يَمُوْتَ يَهُوْدِياً أَوْ نَصْرَانِياً وَذٰلِكَ أَنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ فِي كِتَابِهِ ﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حَجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلاً .﴾ (رواه الترمذی ٨١٢)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے: ''جو شخص سواری اور سامانِ سفر کے اخراجات کا مالک ہو جو اس کو بیت الحرام تک پہنچا دے اور وہ پھر بھی حج نہ کرے تو اس کے لیے برابر ہے کہ وہ یہودی بن کر یا نصرانی بن کر فوت ہو جائے اور یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''اللہ کے لیے لوگوں پر بیت اللہ کا حج فرض ہے جو اس کی طرف راستے کی استطاعت رکھتا ہو۔''

٣١٤٠ـــ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ لَمْ يَمْنَعْهُ عَنِ الْحَجِّ حَاجَةٌ

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''جس کو ظاہری ضرورت حج سے منع نہ کرتی ہو یا ظالم حاکم نہ روکتا ہو یا روکنے

(٣١٣٩) ترمذی: ٨١٢۔ ضعیف، البانی: ١٣٤۔ ابن ماجہ: ١٣٢.

(٣١٤٠) دارمی: ١٧٨٥۔ یہ حسن لغیرہ ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ظَاهِرَةٌ أَوْسُلْطَانٌ جَائِرٌ أَوْ مَرَضٌ حَابِسٌ فَمَاتَ وَلَمْ يَحُجَّ فَلْيَمُتْ إِنْ شَاءَ يَهُوْدِياً وَإِنْ شَاءَ نَصْرَانِياً. (رواه الدارمي ١٧٨٥)

والی بیماری منع نہ کرتی ہو اور پھر وہ حج کیے بغیر فوت ہو جائے تو برابر ہے کہ وہ یہودی بن کر مر جائے یا نصرانی بن کر۔" (الدارمی)

شرح: ......رستہ میں ظالم بادشاہ ہو اور خوف ہو کہ وہ قتل کروا دے گا، مال چھین لے گا اور بوڑھا ہو جو چل نہ سکتا ہو، کوڑی ہو، نابینا ہو کوئی قائد نہ ہو اور ہاتھ پاؤں کٹے ہوں۔ یہ رکاوٹیں نہ ہوں، تندرست ہو، زاد راہ ہو، تو پھر حج نہ کرے اس کے لیے یہ سزا ہے۔(مرعاۃ:٦/ ٣٠٨)

٣١٤١۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَاصَرُوْرَةَ فِي الْإِسْلَامِ. (رواه أبوداود ١٧٣٢)

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "حج نہ کرنا اور نکاح نہ کرنا اسلام میں نہیں ہے۔"

شرح: ......راہبانہ زندگی کا اسلام میں کوئی تصور نہیں، اور نہ ہی اسلام میں اس بات کا تصور ہے کہ حج نہ کیا جائے، طاقت ہوتے ہوئے بھی اسے ادا نہ کیا جائے، اسلام میں اس کی قطعاً اجازت نہیں۔(مرعاۃ:٦/ ٢٧١)

٣١٤٢۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ أَرَادَ الْحَجَّ فَلْيَتَعَجَّلْ. (رواه أبوداود ١٧٣٢)

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو حج کا ارادہ کرے وہ جلدی حج کر لے۔"

٣١٤٣۔ وزاد القزويني بلين: فَإِنَّهُ قَدْ يَمْرُضُ الْمَرِيضُ وَتَضِلُّ الضَّالَّةُ وَتَعْرِضُ الْحَاجَةُ. (رواه إبن ماجة ٢٨٨٣)

قزوینی نے کمزور سند کے ساتھ یہ زائد روایت کی ہے: "کبھی بیماری لاحق ہو جاتی ہے اور کبھی کچھ گم ہو جاتا ہے اور کبھی کوئی ضرورت پیش آ جاتی ہے۔"

شرح: ......اس میں ترغیب ہے کہ رکاوٹوں اور بیماریوں سے پہلے پہلے حج کیا جائے کیونکہ کوئی علم نہیں کیا ہونے والا ہے۔

٢۔ زیادہ راجح بات یہی ہے کہ حج سمیت اللہ تعالیٰ کے احکام کی فرمانبرداری علی الفور ہے، اس میں تاخیر نہ کی جائے کیونکہ اچانک کوئی بھی حادثہ پیش آ سکتا ہے۔(مرعاۃ:٦/ ٢٧٨)

٣١٤٤۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَجُلاً قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ عَلَى حَجَّةُ الْإِسْلَامِ وَعَلَيَّ

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرد نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ میرے اوپر حج اسلام بھی فرض

(٣١٤١) ابوداؤد: ١٧٢٩۔ ضعیف، البانی: ٣٨٠۔ احمد: ٢٨٤٠. مگر بعض محدثین نے اسے حسن کہا ہے۔

(٣١٤٢) ابوداؤد: ١٧٣٢۔ حسن، البانی: ١٠٢٤۔ ابن ماجه: ٢٨٨٣۔ احمد: ٣٣٣٠۔ دارمی: ١٧٨٤.

(٣١٤٣) ابن ماجه: ٢٨٨٣۔ حسن، البانی: ٢٣٣١۔ ابوداؤد: ١٧٣٢۔ احمد: ٣٣٣٥۔ دارمی: ١٧٨٤.

(٣١٤٤) رزین.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دَيْنٌ. قَالَ اقْضِ دَيْنَكَ (رواه رزين)

ہے اور میرے اوپر قرض بھی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنا قرض اتار دے۔'' (رزین)

٣١٤٥ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، رَفَعَهُ: أَيُّمَا صَبِيٍّ حَجَّ ثُمَّ بَلَغَ الْحُنْثَ عَلَيْهِ أَنْ يَحُجَّ حَجَّةً أُخْرَى وَأَيُّما أَعْرَابِيٍّ حَجَّ ثُمَّ هَاجَرَ فَعَلَيْهِ أَنْ يَحُجَّ حَجَّةً أُخْرَى، وَأَيُّمَا عَبْدٍ حَجَّ ثُمَّ عُتِقَ فَعَلَيْهِ أَنْ يَحُجَّ حَجَّةً أُخْرَى. (رواه الطبراني في الأوسط ٢٧٥٢)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''جس نے بچپن میں حج کیا پھر وہ بالغ ہوا تو اس پر دوسرا حج فرض ہے۔ اور جس اعرابی نے حج کیا اور پھر اس نے ہجرت کی تو اس پر دوسرا حج فرض ہے اور جس نے غلامی میں حج کیا پھر وہ آزاد کیا گیا تو اس پر دوبارہ حج فرض ہے۔'' (الاوسط)

٣١٤٦ـ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ عَنِ الْعُمْرَةِ أَوَاجِبَةٌ هِيَ قَالَ لَا وَأَنْ تَعْتَمِرُوْا هُوَ أَفْضَلُ.

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ سے سوال کیا گیا: کیا عمرہ فرض ہے؟ فرمایا: ''نہیں اور اگر تم عمرہ کرو تو وہ تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے۔''

٣١٤٧ـ اِبْنِ عَبَّاسٍ الْعُمْرَةُ وَاجِبَةٌ. (هما للترمذي ٩٣١)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: ''عمرہ واجب ہے۔''

٣١٤٨ـ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ: كَانَ يَقْرَأُ: وَأَتِمُّوْا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ إِلَى الْبَيْتِ ، وَكَانَ يَقُوْلُ لَوْلَا التَّحَرُّجُ وَأَنِّي لَمْ أَسْمَعْ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فِي ذٰلِكَ شَيْئًا لَقُلْتُ الْعُمْرَةُ وَاجِبَةٌ. (رواه رزين)

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس آیت کو اس طرح پڑھتے تھے۔ وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ اِلَى الْبَيْتِ: ''اور پورا کرو حج اور عمرہ بیت اللہ تک۔'' اور وہ کہتے: اگر لوگوں کے لیے کوئی حرج پیدا نہ ہوتا تو میں کہتا کہ عمرہ واجب ہے۔ اور اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے میں نے کچھ نہیں سنا۔'' (رزین)

شرح: ......قوی ترین موقف عمرہ کے واجب ہونے کا ہی ہے، مزید تفصیل راقم کی کتاب تفہیم الاسلام شرح بلوغ المرام: ۸۰۲/۱ پر ملاحظہ فرمائیں۔

٣١٤٩ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: عَنِ النَّبِيِّ فِي امْرَأَةٍ

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے اس عورت کے بارے

(٣١٤٥) طبرانی اوسط: ٢٧٥٢۔ ورجاله رجال الصحيح.

(٣١٤٦) ترمذی: ٩٣١۔ ضعيف الاسناد، البانی: ١٦١۔ احمد: ١٤٤٣١۔ دوسری بغیر سند کے ہے۔

(٣١٤٧) ترمذی: ٩٣١۔ ضعيف الاسناد، البانی: ١٦١۔ احمد: ١٤٤٣١۔ دوسری بغیر سند کے ہے۔

(٣١٤٨) رزین۔

(٣١٤٩) طبرانی اوسط، طبرانی صغیر: ٥٨٢۔ ورجاله ثقات، هيثمی: ٥٣٠٧۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

لَهَا زَوْجٌ وَلَهَا مَالٌ وَلَايَأْذَنُ لَهَا زَوْجُهَا فِي الْحَجِّ، قَالَ: لَيْسَ لَهَا أَنْ تَنْطَلِقَ إِلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا. (للأوسط والصغير ٥٨٢)

میں بیان کرتے ہیں کہ جس کا خاوند ہو اور عورت کے پاس مال بھی ہو اور اس کا خاوند حج کی اجازت نہ دیتا ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ خاوند کی اجازت کے بغیر حج کرنے کے لیے جائے۔'' (الاوسط والصغیر)

شرح: ...... اس میں دلیل ہے کہ عورت بغیر محرم کے سفر نہ کرے یہ اس پر حرام ہے، خواہ سفر تھوڑا ہو خواہ زیادہ ہو اور عورت جوان ہو یا بوڑھی ہو، سفر حج ہو یا غیر سفر حج ہو، محرم کا ہونا لازمی ہے۔ ذی محرم، خاوند، باپ، بھائی، ماموں وغیرہ ہیں۔ (مرعاۃ: ٦/ ٢٢٧)

بیوی استطاعت کے باوجود خاوند سے اجازت لے۔ اگر وہ دے تو بہتر ہے، اسے تعاون کرنا چاہیے اگر وہ روکے یہ نہ رکے بشرطیکہ حج فرض ہو، کیونکہ یہ فریضہ ہے، اسے ادا کرسکتی ہے، خاوند کی جہالت رکاوٹ نہیں بن سکتی، محرم ضرور ساتھ ہو۔

٣١٥٠۔ ابن عمر: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ إِنِّي لَأَعْلَمُ أَرْضاً يُقَالُ لَهَا عُمَانٌ يَنْضَحُ بِجَانِبِهَا وَقَالَ إِسْحَاقُ بِنَا حِيتِهَا الْبَحْرُ الْحَجَّةُ مِنْهَا أَفْضَلُ مِنْ حَجَّتَيْنِ مِنْ غَيْرِهَا. (رواه أحمد ٤٨٣٨)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں اس سرزمین کو جانتا ہوں جسے عمان کہا جاتا ہے اس کی ایک طرف یا ایک جانب سمندر ہے اس جگہ سے حج کرنا دیگر مقامات سے حج کرنے سے افضل ہے۔'' (احمد)

٣١٥١۔ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ مَا مِنْ يَوْمٍ أَكْثَرَ مِنْ أَنْ يُعْتِقَ اللهُ فِيهِ عَبْدًا مِنَ النَّارِ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ وَإِنَّهُ لَيَدْنُو ثُمَّ يُبَاهِي بِهِمُ الْمَلَائِكَةُ فَيَقُولُ مَا أَرَادَ هَؤُلَاءِ. (رواه مسلم ١٣٤٨)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی دن بھی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اتنی بڑی تعداد میں آگ سے آزاد نہیں کرتا جتنی بڑی تعداد میں عرفہ کے دن آزاد کردیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ عرفات پر قریب تر تجلی کرتا اور اہل عرفات کی وجہ سے فرشتوں پر فخر ظاہر کرتا ہے اور فرماتا ہے: ان لوگوں کا ارادہ کیا ہے؟''

٣١٥٢۔ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ كَرِيزٍ

طلحہ بن عبیداللہ بن کریز متصل سند کے ساتھ روایت کرتے

(٣١٥٠) احمد: ٤٨٣٨۔ ورجاله ثقات، هيثمي: ٥٣٢٢.
(٣١٥١) مسلم: ١٣٤٨۔ نسائی: ٣٠٠٣۔ ابن ماجه: ٣٠١٤.
(٣١٥٢) موطا: ٩٦٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَارُئِيَ الشَّيْطَانُ يَوْماً هُوَ فِيْهِ اَصْغَرُ وَلاَ أَدْحَرُ وَلاَ أَحْقَرُ وَلا أَغْيَظُ مِنْهُ فِيْ يَوْمِ عَرَفَةَ وَمَا ذَاكَ إِلَّا لِمَا رَأَىٰ مِنْ تَنَزُّلِ الرَّحْمَةِ وَتَجَاوَزَ اللّٰهُ عَنِ الذُّنُوْبِ الْعِظَامِ إِلَّا مَا أُرِيَ يَوْمَ بَدْرٍ قِيْلَ وَمَا رَأَىٰ يَوْمَ بَدْرٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ أَمَا إِنَّهُ قَدْ رَأَىٰ جِبْرِيْلَ يَزَعُ الْمَلاَئِكَةَ. (رواه مالك ٩٦٢)

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شیطان جتنا چھوٹا، نامراد، زیادہ حقیر اور غصے کی آگ میں جلا ہوا عرفہ کے دن دیکھا گیا اس قدر اس کو کسی دن بھی نہیں دیکھا گیا۔ اس لیے کہ وہ نزول رحمت اور انسانوں کے بڑے بڑے گناہوں سے اللہ کی مغفرت سے نہایت رنجیدہ ہوتا ہے البتہ بدر کے دن اس سے بھی زیادہ ذلت اٹھاتا دیکھا گیا جب اس نے جبریل علیہ السلام کو فرشتوں کی قیادت کرتے دیکھا۔'' (امام مالک)

٣١٥٣۔ عَنْ عَبَّاسِ بْنِ مِرْدَاسٍ السُّلَمِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَعَا لِأُمَّتِهِ عَشِيَّةَ عَرَفَةَ بِالْمَغْفِرَةِ فَأُجِيْبَتْ إِنِّي قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ مَاخَلاَ الظَّالِمِ فَإِنِّي آخِذٌ لِلْمَظْلُوْمِ مِنْهُ قَالَ أَيْ رَبِّ إِنْ شِئْتَ أَعْطَيْتَ الْمَظْلُوْمَ مِنَ الْجَنَّةِ وَغَفَرْتَ لِلظَّالِمِ فَلَمْ يُجِبْ عَشِيَّتَهُ فَلَمَّا أَصْبَحَ بِالْمُزْدَلِفَةِ أَعَادَ الدُّعَاءَ فَأُجِيْبَتْ إِلَى مَا سَأَلَ قَالَ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَوْ قَالَ تَبَسَّمَ فَقَالَ لَهُ أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي إِنَّ هٰذِهِ لَسَاعَةٌ مَا كُنْتَ تَضْحَكُ فِيْهَا فَمَا الَّذِيْ اَضْحَكَكَ اَضْحَكَ اللّٰهُ سِنَّكَ قَالَ إِنَّ عَدُوَّ اللّٰهِ إِبْلِيْسَ لَمَّا عَلِمَ أَنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَدِ اسْتَجَابَ دُعَائِيْ وَغَفَرَ لِأُمَّتِيْ أَخَذَ التُّرَابَ فَجَعَلَ يَحْثُوْهُ عَلَى رَأْسِهِ وَيَدْعُوْا بِالْوَيْلِ وَالثُّبُوْرِ فَأَضْحَكَنِيْ مَا رَأَيْتُ مِنْ جَزَعِهِ. (إبن ماجة ٣٠١٣ بمجهول)

سیدنا عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے عرفہ کے دن پچھلے پہر اپنی امت کی مغفرت کے لیے دعا کی تو آپ ﷺ کو جواب آیا کہ میں نے ہر ظالم کے علاوہ سب کو بخش دیا اور ظالم سے مظلوم کا انتقام ضرور لوں گا۔ آپ ﷺ نے دعا کی: اے میرے رب! اگر تو چاہے تو مظلوم کو جنت سے معاوضہ دیکر ظالم کو بخش دے تو اس دن کوئی جواب نہیں آیا۔ مزدلفہ میں صبح کو پھر آپ ﷺ نے اپنی دعا کا اعادہ کیا تو دعا قبول ہونے کا جواب آ گیا۔ پس رسول اللہ ﷺ ہنس دیئے یا آپ ﷺ مسکرا دیئے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ اس وقت آپ ﷺ نہیں ہنستے تھے اللہ آپ ﷺ کو خوشیاں دکھائے اور ہنسائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میری دعا قبول ہونے کا علم جب ابلیس لعین کو ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول فرمائی اور میری امت کو بخش دیا ہے تو اس نے خاک لیکر اپنے سر میں ڈالنا شروع کر دی۔ ہائے افسوس اور ہائے موت کہنا شروع کر دیا تو اس کی آہ وفغاں سن کر مجھے مسکراہٹ آئی اور میں ہنس دیا۔'' (ابن ماجہ، سند مجہول ہے)۔

(٣١٥٣) ابن ماجه: ٣٠١٣۔ ضعيف، الباني: ٦٥١۔ ابوداؤد: ٥٢٣٤۔ احمد: ١٥٧٧٤۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

٣١٥٤ـ عَنْ بِلَالِ بْنِ رَبَاحٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَـهُ غَدَاةَ جَمْعٍ يَا بِلَالُ أَسْكِتِ النَّاسَ أَوْأَنْصِتِ النَّاسَ ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ تَطَوَّلَ عَلَيْكُمْ فِي جَمْعِكُمْ هٰذَا فَوَهَبَ مُسِيئَكُمْ لِمُحْسِنِكُمْ وَأَعْطَى مُحْسِنَكُمْ مَا سَأَلَ ادْفَعُوْا بِاسْمِ اللّٰهِ (رواه إبن ماجة ٣٠٢٤)

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مزدلفہ کی فجر کو نبی ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ لوگوں کو خاموش کرائیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تم پر بڑا احسان فرمایا تمہارے اس اجتماع میں، تمہارے نیک لوگوں کے لیے بدکاروں کو بھی بخش دیا ہے اور نیک لوگوں کو وہ کچھ دیدیا جو انہوں نے سوال کیا ہے پس اب تم اللہ کا نام لیکر دعا مانگو۔“

٣١٥٥ــ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ كُرَيْزٍ، أَرْسَلَهُ: أَفْضَلُ الْأَيَّامِ عَرَفَةَ وَإِذَا وَافَقَ يَوْمَ جُمُعَةٍ فَهُوَ أَفْضَلُ مِنْ سَبْعِيْنَ حَجَّةً فِي غَيْرِيَوْمِ جُمْعَةٍ، وَأَفْضَلُ الدُّعَاءِ دُعَاءُ يَوْمِ عَرَفَةَ، وَأَفْضَلُ مَا قُلْتُهُ أَنَا وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ قَبْلِيْ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيْكَ لَهُ (رواه رزين)

طلحہ بن عبیداللہ بن کریز مرسل روایت نقل کرتے ہیں کہ دنوں میں سے افضل دن عرفہ کا دن ہے اور اگر اس دن اتفاقاً جمعہ مبارک کا دن بھی ہو تو وہ ستر حج جو جمعہ کے دن کے علاوہ ہوں ان سے افضل ہے اور افضل دعا عرفہ کے دن کی دعا ہے اور افضل کلمات جو میں نے کہے یا میرے سے پہلے کے انبیاء علیہم السلام نے کہے ہیں وہ یہ کلمات ہیں: لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ۔ نہیں کوئی عبادت کے لائق اللہ تعالیٰ کے سوا۔ وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔“ (رزین)

٣١٥٦ــ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، رفعه: إِذَاكَانَ عَشِيَّةَ عَرَفَةَ لَمْ يَبْقَ أَحَدٌ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ إِيْمَانٍ إِلَّا غُفِرَلَهُ، قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَهْلُ عَرَفَةَ خَاصَّةً؟. قَالَ: بَلْ لِلْمُسْلِمِيْنَ عَامَّةً (رواه الطبراني فى الكبير بضعف)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما مرفوع بیان کرتے ہیں۔ فرمایا: جب عرفہ کی شام کا وقت آتا ہے تو جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہوتا ہے وہ بھی خالی نہیں رہتا اور اس کی بھی مغفرت کر دی جاتی ہے۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا یہ بشارت بالخصوص اہل عرفہ کے لیے ہے؟ فرمایا: بلکہ تمام مسلمانوں کے لیے عام ہے۔“ (الکبیر بسند ضعیف)

٣١٥٧ـ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ يَوْمَ عَرَفَةَ: أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عرفہ کے دن نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! اس دن تم پر اللہ تعالیٰ نے

(٣١٥٤) ابن ماجه: ٣٠٢٤ـ صحيح، البانى: ٢٤٥٠.

(٣١٥٥) رزين. مرسل ہے۔

(٣١٥٦) طبرانى كبير وفيه، ابوداؤد الاعمى وهو ضعيف، جداً هيثمى: ٥٥٥١.

(٣١٥٧) طبرانى كبير وفيه، را ولم يسم وبقية رجاله رجال الصحيح، هيثمى: ٥٥٦٨.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

تَطُوْلُ عَلَيْكُمْ فِي هَذَا الْيَوْمِ فَغَفَرَ لَكُمْ إِلَّا التَّبِعَاتِ فِيمَا بَيْنَكُمْ وَوَهَبَ مُسِيئَكُمْ لِمُحْسِنِكُمْ وَأَعْطَى مُحْسِنَكُمْ مَا سَأَلَ، فَادْفَعُوْا بِسْمِ اللهِ، فَلَمَّا كَانَ بِجَمْعٍ قَالَ: إِنَّ اللهَ قَدْ غَفَرَ لِصَالِحِيكُمْ وَشَفَّعَ صَالِحِيكُمْ فِي طَالِحِيكُمْ تَنْزِلُ الرَّحْمَةُ فَتَعُمُّهُمْ ثُمَّ تَفَرَّقَ الْمَغْفِرَةُ فِي الْأَرْضِ فَتَقَعُ عَلَى كُلِّ تَائِبٍ مِمَّنْ حَفِظَ لِسَانَهُ وَيَدَهُ، وَإِبْلِيسُ وَجُنُودُهُ عَلَى جِبَالِ عَرَفَاتٍ يَنْظُرُوْنَ مَا يَصْنَعُ اللهُ بِهِمْ، فَإِذَا نَزَلَتِ الْمَغْفِرَةُ دَعَا هُوَ وَجُنُودُهُ بِالْوَيْلِ يَقُوْلُ: كُنْتُ أَسْتَغْفِزُهُمْ حُقْبًا مِنَ الدَّهْرِ ثُمَّ جَاءَتِ الْمَغْفِرَةُ فَغَشِيَتْهُمْ، فَيَتَفَرَّقُوْنَ وَهُمْ يَدْعُوْنَ بِالْوَيْلِ وَالثُّبُوْرِ (للكبير برجل لم يسم)

بڑا احسان فرمایا ہے کہ تمہارے آپس کے مظالم کے علاوہ تمہارے سب گناہ معاف کر دیئے اور نیک لوگوں کی وجہ سے تمہارے بدکار بھی معاف کر دیئے ہیں اور تمہارے نیک لوگوں کو وہ کچھ عنایت فرمایا ہے جو انہوں نے سوال کیا ہے، پس تم اب چل پڑو۔ جب مزدلفہ میں تھے تو فرمایا: اللہ نے تمہارے نیک لوگ بخش دیئے اور تمہارے اچھے لوگوں کی شفاعت تمہارے بدکاروں کے حق میں قبول فرمائی ہے اور رحمت نازل ہو کر عام ہو چکی ہے اور مغفرت پوری زمین پر پھیل گئی ہے اور ہر توبہ کرنے والے اور اپنی زبان اور ہاتھ کی حفاظت کرنے والے پر اللہ تعالیٰ کی بخشش واقع ہو گئی ہے۔ ابلیس اور اس کی فوجیں عرفات کے پہاڑوں پر دیکھتے رہے کہ اللہ تعالیٰ ان انسانوں کے ساتھ کیا برتاؤ کرے گا، پھر جب مغفرت نازل ہوئی تو ابلیس اور اس کی افواج نے ہائے افسوس کہنا شروع کر دیا۔ شیطان نے کہا ایک عرصہ تک میں ان کو گمراہ کرتا رہا پھر اوپر سے مغفرت اتری اور ان کو ڈھانپ لیا گیا ہے۔ پس شیاطین وہاں سے ہائے افسوس اور ہائے موت کی صدائیں لگاتے بکھر گئے۔ (الکبیر نے ایسی سند کے ساتھ روایت کی جس میں ایک راوی کا نام ذکر نہیں کیا ہے)۔"

۳۱۵۸۔ عن أنس، رفعه: إن الله تطول عَلَى أَهْلِ عَرَفَاتٍ يُبَاهِي بِهِمُ الْمَلَائِكَةَ يَقُوْلُ: يَا مَلَائِكَتِي أُنْظُرُوْا إِلَى عِبَادِي شُعْثًا غُبْرًا أَقْبَلُوْا يَضْرِبُوْنَ إِلَيَّ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ فَأُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَجَبْتُ دُعَائَهُمْ وَشَفَّعْتُ رَغْبَتَهُمْ وَوَهَبْتُ مُسِيئَهُمْ لِمُحْسِنِهِمْ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے مرفوع بیان کیا: "اللہ تعالیٰ نے اہل عرفات پر عظیم احسان کیا اور ان کے ذریعے فرشتوں پر فخر جتایا ہے۔ فرمایا: اے میرے ملائکہ! میرے بندوں کو دیکھو۔ پراگندہ بال گرد آلود ہو کر دور دراز راستوں سے چل کر آئے ہیں، میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کی دعائیں قبول کیں، ان کو مرغوب شفاعت قبول کی، ان کے بدکار بھی ان کے نیکوں کی

(۳۱۵۸) مسند ابی یعلی: ۴۱۰۶۔ وفیه صالح المری وهو ضعیف، هیثمی: ۵۵۶۹.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَأَعْطَيْتُ مُحْسِنِيهِمْ جَمِيعَ مَا سَأَلُوْنِي غَيْرَ التَّبِعَاتِ الَّتِي بَيْنَهُمْ ، فَإِذَاأَفَاضَ الْقَوْمُ إِلَى جَمْعٍ وَوَقَفُوْا وَعَادُوْا فِي الرَّغْبَةِ وَالطَّلَبِ إِلَى اللهِ فَيَقُوْلُ: يَا مَلَائِكَتِي عِبَادِيْ وَقَفُوْا فَعَادُوْا فِي الرَّغْبَةِ وَالطَّلَبِ فَاشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَجَبْتُ دُعَائَهُمْ وَشَفَّعْتُ رَغْبَتَهُمْ وَوَهَبْتُ مُسِيئَهُمْ لِمُحْسِنِهِمْ وَأَعْطَيْتُ مُحْسِنِيهِمْ جَمِيعَ مَا سَأَلُوْنِي ، وَكَفَلْتُ عَنْهُمُ التَّبِعَاتِ الَّتِي بَيْنَهُمْ (رواه أبو يعلى الموصلي بضعف ٤١٠٦)

وجہ سے بخش دیئے اور ان کے نیکوں نے جو سوال کیا میں نے وہ منظور کیا۔ ماسوا ان مظالم کے جو ان کے درمیان کیے گئے ہیں۔ پھر جب وہ مزدلفہ میں آتے ہیں تو وہاں دعائیں شروع کر دیتے ہیں اور رغبت کے ساتھ دعائیں کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے التجا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے! اے میرے فرشتو! میرے بندے لوٹ کر ٹھہر گئے ہیں اور رغبت کے ساتھ دعائیں کر رہے ہیں۔ پس تم گواہ رہو کہ میں نے ان کی دعائیں قبول کیں اور ان کی شفاعت مرغوبہ قبول کی اور ان کے بدکار میں نے ان کے نیک لوگوں کی وجہ سے بخش دیئے اور ان کے نیک لوگوں کو میں نے دیا جو انہوں نے مجھ سے سوال کیا۔ اور ان کے درمیان جو ناانصافی اور ظلم ہوا اس کا بھی میں ہی ضامن ہوں۔'' (الموصلی سند ضعیف)

٣١٥٩۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: كُنْتُ جَالِسًا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي مَسْجِدِ مِنًى ، فَأَتَاهُ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ وَرَجُلٌ مِنْ ثَقِيفٍ فَسَلَّمَا ثُمَّ قَالَا: يَارَسُوْلَ اللهِ جِئْنَا نَسْأَلُكَ فَقَالَ: إِنْ شِئْتُمَا أَخْبَرْتُكُمَا بِمَا جِئْتُمَا تَسْأَلَانِي عَنْهُ فَعَلْتُ ، وَإِنْ شِئْتُمَا أَنْ أُمْسِكَ وَتَسْأَلَانِي فَعَلْتُ؟ فَقَالَا: أَخْبِرْنَا يَارَسُوْلَ اللهِ. فَقَالَ الثَّقَفِيُّ لِلْأَنْصَارِيِّ: سَلْ ، فَقَالَ: أَخْبِرْنِي يَارَسُوْلَ اللهِ فَقَالَ: جِئْتَنِي تَسْأَلُنِي عَنْ مَخْرَجِكَ مِنْ بَيْتِكَ تَؤُمُّ الْبَيْتَ الْحَرَامَ وَمَالَكَ فِيهِ ، وَعَنْ رَكْعَتَيْكَ بَعْدَ الطَّوَافِ وَمَالَكَ فِيهِمَا ، وَعَنْ طَوَافِكَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَمَا لَكَ

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مسجد منیٰ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک مرد انصار میں سے اور ایک ثقیف میں سے حاضر ہوا اور ان دونوں نے کہا: یا رسول اللہ! ہم آپ ﷺ سے چند سوالات پوچھنے کے لیے حاضر ہوئے ہیں۔ فرمایا: اگر تم چاہو تو میں خود تمہیں بتا دوں کہ تم کیا پوچھنا چاہتے ہو۔ اور تم چاہو تو میں خاموش رہتا ہوں اور تم دونوں میرے سے پوچھو! تو انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ ﷺ خود ہی ہمیں خبر دیدیں۔ تو آپ ﷺ نے انصاری کو مخاطب کر کے فرمایا: تو آیا ہے تاکہ پوچھے کہ بیت الحرام کی طرف تیرے گھر سے نکل کر آنے کا تجھے کیا اجر ملے گا؟ اور طواف کے بعد دو رکعت کا کیا اجر ہے؟ اور صفا اور مروہ کے درمیان طواف کرنے کا کیا اجر ہوگا؟ عرفات میں بعد

(٣١٥٩) بزار: ١٠٨٢۔ طبرانی کبیر ورجاله موثقون.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فِيهِ ، وَعَنْ وُقُوفِكَ عَشِيَّةَ عَرَفَةَ وَمَالَكَ فِيهِ ، وَعَنْ رَمْيِكَ الْجِمَارَ وَمَالَكَ فِيهِ وَعَنْ نَحْرِكَ وَمَالَكَ فِيهِ ، وَعَنْ حَلْقِكَ رَأْسَكَ وَمَالَكَ فِيهِ ، وَعَنْ طَوَافِكَ بِالْبَيْتِ بَعْدَ ذٰلِكَ وَمَا لَكَ فِيهِ مَعَ الْإِفَاضَةِ؟ فَقَالَ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَعَنْ هٰذَا جِئْتُ أَسْأَلُكَ قَالَ فَإِنَّكَ إِذَا خَرَجْتَ مِنْ بَيْتِكَ تَؤُمُّ الْبَيْتَ الْحَرَامَ لَا تَضَعُ نَاقَتُكَ خُفًّا وَلَا تَرْفَعُهُ إِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَكَ بِهِ حَسَنَةً وَمَحَا عَنْكَ خَطِيئَةً ، وَأَمَّا رَكْعَتَاكَ بَعْدَ الطَّوَافِ كَعِتْقِ رَقَبَةٍ مِنْ بَنِي إِسْمَاعِيلَ وَأَمَّا طَوَافُكَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ بَعْدَ ذٰلِكَ كَعِتْقِ سَبْعِينَ رَقَبَةً ، وَأَمَّا وُقُوفُكَ عَشِيَّةَ عَرَفَةَ فَإِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَهْبِطُ إِلَى سَمَاءِ الدُّنْيَا فَيُبَاهِي بِكُمُ الْمَلَائِكَةَ ، يَقُولُ: عِبَادِي جَاؤُونِي شُعْثًا مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ يَرْجُونَ جَنَّتِي فَلَوْ كَانَتْ ذُنُوبُكُمْ كَعَدَدِ الرَّمْلِ أَوْ كَقَطْرِ الْمَطَرِ أَوْ كَزَبَدِ الْبَحْرِ لَغَفَرْتُهَا ، أَفِيضُوا عِبَادِي مَغْفُورًا لَكُمْ وَلِمَنْ شَفَعْتُمْ لَهُ ، وَأَمَّا رَمْيُكَ الْجِمَارَ فَلَكَ بِكُلِّ حَصَاةٍ رَمَيْتَهَا تَكْفِيرُ كَبِيرَةٍ مِنَ الْمُوبِقَاتِ وَأَمَّا نَحْرُكَ فَمَذْخُورٌ لَكَ عِنْدَ رَبِّكَ ، وَأَمَّا حِلَاقُكَ رَأْسَكَ فَلَكَ بِكُلِّ شَعْرَةٍ حَلَقْتَهَا حَسَنَةٌ وَتُمْحَى عَنْكَ بِهَا خَطِيئَةٌ ، وَأَمَّا طَوَافُكَ بِالْبَيْتِ بَعْدَ ذٰلِكَ فَإِنَّكَ تَطُوفُ

زوال ٹھہرنے کا کیا اجر ہے؟ اور قربانی کرنے کا کیا اجر ہے؟ اور سر کے بال منڈوانے کا کیا اجر ہے؟ اور اس کے بعد بیت اللہ کا طواف کرنے کا کیا اجر ہے؟ تو اس نے کہا: قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا کہ میں ان ہی امور کو پوچھنے کے لیے حاضر ہوا ہوں ۔ فرمایا جب تو اپنے گھر سے بیت الحرام کی طرف ارادہ کر کے نکلا تو تیری اونٹنی جو قدم زمین پر رکھتی اور جو قدم اٹھاتی ہے اس پر اللہ تعالیٰ ایک نیکی لکھتا اور تیرا ایک گناہ مٹاتا ہے۔ اور طواف کے بعد کی دو رکعات کا اجر اولادِ اسمٰعیل علیہ السلام کے ایک انسان کی گردن آزاد کرنے کے برابر ہے۔ اور صفا و مروہ کے درمیان طواف کا اجر ستر غلام آزاد کرنے کے برابر ہے ۔ اور عرفہ کے پچھلے پہر عرفات میں ٹھہرنے کی فضیلت یہ ہے کہ رب تعالیٰ آسمانِ دنیا پر تجلی فرماتا ہے اور تمہارے سبب فرشتوں پر فخر کرتا اور ارشاد فرماتا ہے کہ میرے بندے پراگندہ بال و گرد آلود ہو کر دور دراز راستوں سے جنت کی امید لے کر حاضر ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اگر تمہارے گناہ ریت کے ذرات، بارش کے قطرات اور سمندر کی جھاگ کے برابر بھی ہوں تو میں نے وہ بخش دیئے ہیں۔ اے میرے بندو! تم لوٹ جاؤ، تمہیں بھی بخش دیا گیا ہے اور ان لوگوں کو بھی بخش دیا ہے جن کی تم نے شفاعت کی ہے اور جمرات کو پتھر مارنے کا اجر یہ ہے کہ ہر پتھر مارنے پر تیرا ہر وہ کبیرہ گناہ جو جہنم میں گرانے کا باعث ہو بخش دیا جاتا ہے اور پتھر مارنا اس کا کفارہ ہے اور قربانی کرنے سے تیرے رب کے پاس تیرا خزانہ جمع کیا جاتا ہے۔ اور تیرا سر مونڈنا تیرے لیے ایسا اجر ہے کہ ہر بال جو تو منڈواتا ہے اس پر تیری نیکی لکھی جاتی ہے اور ایک گناہ معاف کیا جاتا ہے اور ان تمام اعمال کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَلَا ذَنْبَ لَكَ يَأْتِي مَلَكٌ حَتَّى يَضَعَ يَدَيْهِ بَيْنَ كَتِفَيْكَ فَيَقُوْلُ: اِعْمَلْ فِيمَا يُسْتَقْبَلُ فَقَدْ غُفِرَ لَكَ مَا مَضَى . (رواه البزار ١٠٨٢، والكبير)

بعد تیرا طواف کرنا بیت اللہ کا یہ اجر اور ثواب رکھتا ہے کہ جب تو طواف کر رہا ہوتا ہے اور تیرے اوپر کوئی گناہ باقی نہیں رہتا اور ایک فرشتہ آ کر تیرے دوشانوں پر ہاتھ رکھ کر کہتا ہے آئندہ اچھے اعمال کرتے رہنا تیرے سابقہ گناہ بخش دیئے گئے ہیں۔" (البزار اور الکبیر)

شرح :...... عرفات کا دن افضل الایام ہے۔

یہ کتنا ہی مبارک دن ہے کہ رب کائنات بندوں کو شرف قربت و نزدیکی بخشتا ہے اور فرشتے رحمت و سکون لے کر اترتے ہیں، اور بندہ پروروں کی سسکیاں اور آہوں کو دیکھ کر شہنشاہِ کبریاء فرشتوں کی گواہی ڈال کر اعلان مغفرت فرماتے ہیں، دوزخ کی آتش بے پناہ سے آزادی کے پروانے دیتے ہیں، اور فخر جتاتے ہیں۔ آہ! یہ گنہگار حقیر سے آب جوہر سے پیدا ہونے والا، اپنے اہل وعیال، وطن، مال ومنال چھوڑ کر تھکے بدن کے ساتھ جب اس کی بارگاہ میں آتا ہے تو وہ قرب ورضا اور اپنی مغفرت کا جھومر اس کی پیشانی پر سجاتا ہے اور اعلانِ پروقار فرماتا ہے، جو ارادے لے کر یہ حاضر ہوئے ہیں، میں انہیں پورا کرتا ہوں۔ اور شیطان جیسا ازلی دشمن صف ماتم بچھائے رو رہا ہے کہ اس کی ساری محنت پر پانی پھر گیا۔ یہ کہتا ہے: آج ابن آدم کے بہنے والے آنسوؤں نے اس کے نامہ اعمال کی تمام سیاہیاں دھو ڈالی ہیں اور ان رواں ہونے والے ندامت کے اشکوں نے دوزخ کی چنگارتی آگ کو ٹھنڈا کر دیا ہے۔ (مرعاة: ٦/٥٠٣)

اَلسَّفَرُ وَآدَابُهُ وَالرَّكُوبُ وَالْاِرْتِدَافُ

سفر اور آداب سفر، خود سوار ہونا اور دوسرے کو اپنا ردیف بنانا

٣١٦٠۔ عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَلَّمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَخْرُجُ فِي سَفَرٍ إِلَّا يَوْمَ الْخَمِيْسِ . (رواه أبوداود ٢٦٠٥)

سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جمعرات کے دن کے سوا رسول اللہ ﷺ سفر پر کم ہی روانہ ہوتے تھے۔ (ابوداؤد)

شرح :...... یہ سفر اس لیے بھی مستحب ہو سکتا ہے کہ برکت کا دن ہو، لیکن یہ لازمی نہ تھا کہ آپ اسی دن ہی سفر کرتے تھے، حجۃ الوداع کے لیے آپ ﷺ ہفتہ کے دن سفر پر روانہ ہوئے تھے۔ (عون المعبود: ٢/٣٤٠)

٣١٦١۔ عَنْ صَخْرِ الْغَامِدِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لِأُمَّتِي فِي بُكُوْرِهَا قَالَ

صخر بن وداعہ الغامدی رضی اللہ عنہ نے مرفوع بیان کیا کہ آپ ﷺ نے دعا کی: یا اللہ! میری امت کے لیے دن کے اول وقت

(٣١٦٠) ابوداؤد: ٢٦٠٥۔ صحیح، البانی: ٢٢٦٩۔ بخاری: ٢٩٥٠۔ احمد: ٢٦٦٣٧۔ دارمی: ٢٤٣٦۔

(٣١٦١) ترمذی: ١٢١٢۔ صحیح، البانی: ٩٦٨۔ ابوداؤد: ٢٦٠٦۔ ابن ماجہ: ٢٢٣٦۔ احمد: ١٨٩٨٥۔ دارمی: ٢٤٣٥۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَكَانَ إِذَا بَعَثَ سَرِيَّةً أَوْ جَيْشاً بَعَثَهُم أَوَّلَ النَّهَارِ وَكَانَ صَخْرٌ رَجُلاً تَاجِراً وَكَانَ إِذَا بَعَثَ تِجَارَةً بَعَثَهُمْ أَوَّلَ النَّهَارِ فَأَثْرَى وَكَثُرَ مَالُهُ. (رواه الترمذی ۱۲۱۲)

میں برکت رکھ دے اور آپ ﷺ جب سریہ روانہ کرتے یا لشکر تو دن کے اول وقت بھیجتے تھے۔ صخر رضی اللہ عنہ تاجر تھے تو وہ اپنا مالِ تجارت دن کے اول وقت میں روانہ کرتے تھے اور وہ خوش حال ہو گئے اور ان کا مال بہت بڑھ گیا۔ (ابوداؤد، ترمذی)

شرح: اس سے تجارت کے لیے صبح صبح جانے میں برکت کی دلیل ہے۔ (عون المعبود ۳/۳۴۰)

۳۱۶۲۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ عَبْدَاللهِ بْنَ رَوَاحَةَ فِي سَرِيَّةٍ فَوَافَقَ ذٰلِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَغَدَا أَصْحَابُهُ فَقَالَ أَتَخَلَّفُ فَأُصَلِّي مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ ثُمَّ أَلْحَقُهُمْ فَلَمَّا صَلَّى مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ رَآهُ فَقَالَ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَغْدُوَ مَعَ أَصْحَابِكَ فَقَالَ أَرَدْتُ أَنْ أُصَلِّيَ مَعَكَ ثُمَّ أَلْحَقَهُمْ قَالَ لَوْ أَنْفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيْعاً مَا أَدْرَكْتَ فَضْلَ غَدْوَتِهِمْ. (رواه الترمذی ۵۲۷)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو ایک فوج کی قیادت دیکر روانہ کیا اتفاقاً جمعہ مبارک کا دن تھا۔ ان کے رفقاء تو اول وقت ہی روانہ ہو گئے اور عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں پیچھے رہ کر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نمازِ جمعہ ادا کر کے فوج کو جا پہنچوں گا۔ جب آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ ﷺ نے اس کو دیکھا اور فرمایا: تجھے رفقاء کے ساتھ جانے سے کس چیز منع کیا ہے؟ عرض کیا: میرا ارادہ ہوا کہ آپ ﷺ کے ساتھ نمازِ جمعہ پڑھ کر ان کو پہنچ جاؤں گا۔ فرمایا: اگر زمین کے سارے خزانے بھی تو خرچ کر دے تو اپنے رفقاء کے ساتھ اول وقت میں جانے کی فضیلت کو حاصل نہیں کر سکے گا۔'' (ترمذی)

۳۱۶۳۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ لَوْ أَنَّ النَّاسَ يَعْلَمُوْنَ مَا أَعْلَمُ مِنَ الْوَحْدَةِ مَا سَرَى رَاكِبٌ بِلَيْلٍ يَعْنِي وَحْدَهُ (رواه الترمذی ۱۶۷۳)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر اکیلا جانے کے نقصانات لوگوں کو معلوم ہوں جیسے مجھے معلوم ہیں تو رات کے وقت کوئی تنہا سوار سفر نہ کرے۔'' (بخاری و ترمذی)

۳۱۶۴۔ عَنْ سَعِيْدِبْنِ الْمُسَيِّبِ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ الشَّيْطَانُ يَهُمُّ

سعید بن مسیب رحمہ اللہ مرسل روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شیطان ایک یا دو کے ساتھ چلنے کا قصد کا

(۳۱۶۲) ترمذی: ۵۲۷۔ ضعیف الاسناد: ۸۱۔ احمد: ۲۷۷۷۶۔ البانی۔
(۳۱۶۳) ترمذی: ۱۶۷۳۔ صحیح، البانی: ۱۳۶۷۔ بخاری: ۲۹۹۸۔ ابن ماجہ: ۳۷۶۸۔ احمد: ۵۹۷۸۔ دارمی: ۲۶۷۹۔
(۳۱۶۴) موطا: ۱۸۳۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بِـالْـوَاحِدِ وَالْاِثْنَيْنِ فَإِذَا كَانُوْا ثَلَاثَةً لَمْ يَهُمَّ بِهِمْ. (رواه مالك ١٨٣٢)

کرتا ہے اور جب تین رفقاء ہوں تو ان کا پیچھا اور قصد نہیں کرتا۔" (امام مالک)

٣١٦٥ـ عَنْ أَسْلَمَ قَالَ: خَرَجْتُ فِيْ سَفَرٍ فَلَمَّا رَجَعْتُ قَالَ لِيْ عُمَرُ: مَنْ صَحِبْتَ قُلْتُ: صَحِبْتُ رَجُلاً مِنْ بَكْرِ بْنِ وَائِلٍ، فَقَالَ عُمَرُ: أَمَا سَمِعْتَ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَخُوْكَ الْبَكْرِيَّ وَلَا تَأْمَنْهُ. (رواه الطبراني في الأوسط بضعف)

اسلم کہتے ہیں: میں سفر میں گیا اور جب سفر سے واپس آیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تو کس کے ساتھ گیا تھا؟ میں نے کہا: بکر بن وائل کے ایک مرد کے ساتھ۔ پس عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تو نے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد نہیں سنا: "تیرا بھائی طاقتور ہے، اس سے غافل اور بے خوف نہ ہو۔" (الاوسط سند ضعیف ہے)

٣١٦٦ـ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الرَّاكِبُ شَيْطَانٌ وَالرَّاكِبَانِ شَيْطَانَانِ وَالثَّلَاثَةُ رَكْبٌ (رواه الترمذي ١٦٧٤)

عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ایک سوار ایک شیطان ہے اور دو سوار دو شیطان ہیں اور تین سوار ہوں تو قافلہ ہے۔" (مالک، ابوداود، ترمذی)

٣١٦٧ـ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِذَا خَرَجَ ثَلَاثَةٌ فِيْ سَفَرٍ فَلْيُؤَمِّرُوْا أَحَدَهُمْ. (رواه أبوداود ٢٦٠٨)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: "جب سفر پر تین افراد جائیں تو اپنے میں سے ایک کو اپنا امیر بنا لیں۔" (ابوداود)

شرح: ...... تنہا یا دو آدمیوں کا سفر کرنا شیطانی فعل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اگر موت آجائے تو غسل، کفن، دفن والا وہاں نہ ملے گا، نہ ہی کسی کو وصیت کر سکے گا کہ میرا یہ مال ہے یہ ترکہ ہے، نہ کوئی گھر والوں تک پیغام پہنچانے والا ہوگا، جب تین آدمی یا جماعت کے ساتھ شامل سفر ہوگا تو یہ کمی نہ ہوگی، جماعت ہوگی تو آپس میں تعاون کر سکیں گے، کام کاج میں باری باری ذمہ داری ادا کر سکیں گے، چوکیداری کر سکیں گے اور نماز باجماعت ادا کر سکیں گے۔

۲۔ دو آدمی اگر ایک آدمی کو اپنے درمیان حاکم بناتے ہیں کہ ان کے معاملہ میں فیصلہ کر دے تو پھر اس کا فیصلہ حق والا ہو تو ماننا لازمی ہے، اس کا حکم نافذ ہوگا۔

تین آدمی ہونے کی صورت میں اپنے اوپر امیر بنانے کی تاکید اس لیے ہے کہ ان کے درمیان جمعیت قائم رہے،

(٣١٦٥) طبرانی اوسط، زید بن عبدالرحمن بن زید بن اسلم عن ابیہ و کلاهما ضعیف، ہیثمی: ٥٣٠٨۔
(٣١٦٦) ترمذی: ١٦٧٤۔ حسن، البانی: ١٣٦٨۔ ابوداؤد: ٢٦٠٧۔ احمد: ٦٧٠٩۔ موطا: ١٨٣١۔
(٣١٦٧) ابوداؤد: ٢٦٠٨۔ حسن، صحیح: ٢٢٧٢۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کی رائے کا اختلاف واقع نہ ہوگا، اگر ہو بھی تو کثرت رائے سے امیر فیصلہ دے سکے۔ (عون المعبود: ۲/ ۳۴۰)

۳۱۶۸۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِذَا سَافَرْتُمْ فِي الْخِصْبِ فَأَعْطُوا الإِبِلَ حَظَّهَا مِنَ الأَرْضِ وَإِذَا سَافَرْتُمْ فِي السَّنَةِ فَبَادِرُوا بِهَا نِقْيَهَا وَإِذَا عَرَّسْتُمْ فَاجْتَنِبُوا الطَّرِيقَ فَإِنَّهَا طُرُقُ الدَّوَابِّ وَمَأْوَى الْهَوَامِّ بِاللَّيْلِ . (رواه مسلم ١٩٢٦)

''ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے مرفوع بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم سرسبز زمین میں سفر کرو تو اونٹوں کو زمین سے لطف اندوز ہونے (چرنے) کا موقع دو اور جب تم خشک زمین میں سفر کرتے ہو تو وہاں سے تیز رفتار نکل جاؤ اور صاف زمین میں جلدی پہنچو۔ اور جب تم آرام کے لئے رات کو ٹھہرو تو راستے میں ٹھہرنے سے اجتناب کرو اس لیے کہ رات کے وقت راستوں پر چوپائے اور کیڑے مکوڑے چلتے ہیں۔'' (مسلم، ترمذی، ابوداؤد)

۳۱۶۹۔ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهٰذَا قَالَ بَعْدَ قَوْلِهِ حَقَّهَا وَلاَ تَعْدُوْا الْمَنَازِلَ . (رواه أبوداود ٢٥٦٩)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور اس میں یہ زیادہ ہے: ''اور پڑاؤ سے آگے نہ بڑھو۔''

۳۱۷۰۔ لِلْمُوصِلِيْ نَحْوُهُ، وَزَادَ: وَإِذَا تَغَوَّلَتْ لَكُمُ الْغِيْلاَنُ فَبَادِرُوْا بِالأَذَانِ وَلاَ تُصَلُّوْا عَلٰى جَوَادِ الطَّرِيْقِ وَلاَ تَنْزِلُوْا عَلَيْهَا فَإِنَّهَا مَأْوَى الْحَيَّاتِ وَالسِّبَاعِ . (للموصلى ٢٢١٩)

موصلی کی روایت اس کے مثل ہے اور اس میں یہ زائد ہے: ''اور جب غول (چڑیل) بولنے لگیں تو تم اذان کہو اور عام شاہراہوں پر نماز نہ پڑھو اور ان پر رات کو نہ ٹھہرو اس لیے کہ وہ سانپوں اور درندوں کے ٹھکانے ہوا کرتے ہیں۔''

۳۱۷۱۔ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَائِذٍ ، أَرْسَلَهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ثَلاثَةٌ لاَيُحِبُّهُمُ اللّٰهُ: رَجُلٌ نَزَلَ بَيْتاً خَرِبًا، وَرَجُلٌ نَزَلَ عَلَى طَرِيْقِ السُّبُلِ وَرَجُلٌ أَرْسَلَ دَابَّتَهُ ثُمَّ جَعَلَ يَدْعُوْا للّٰهَ أَنْ يَحْبِسَهَا . (رواه الطبراني في الكبير ، بلين)

عبدالرحمٰن بن عائذ مرسل روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تین آدمیوں کو اللہ پسند نہیں کرتا، ایک وہ شخص جو غیر آباد مکان میں ٹھہرے، دوسرا وہ جو سیلاب کے راستے میں ٹھہرے اور تیسرا وہ شخص جو اپنا جانور کھلا چھوڑ دے اور پھر اللہ سے دعا کرے کہ اس کو روکے رکھے۔'' (الکبیر سند نرم ہے)

(۳۱۶۸) مسلم: ۱۹۲٦۔ ترمذی: ۲۸۵۸۔ ابوداؤد: ۲۵٦۹۔ احمد: ۸۷۰۰.

(۳۱٦۹) ابوداؤد: ۲۵٦۹۔ صحیح، البانی: ۲۲٤۰۔ مسلم: ۱۹۲٦۔ ترمذی: ۲۸۵۸.

(۳۱۷۰) مسند ابی یعلی: ۲۲۱۹۔ ورجاله رجال الصحیح، وبقية هذه الاحاديث فی الجهاد، هیثمی: ۵۲۹٦.

(۳۱۷۱) طبرانی کبیر وفیه، صدقة بن عبدالله السمين وثقه دحيم وضعفه احمد وغيره، هيثمی: ۵۲۹۷.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شــرح: ...... جہاں چارہ وغیرہ سرسبزی وشادابی کی کثرت ہو وہ چارہ کسی کی ملکیت نہ ہو تو وہاں سواری کو کچھ دیر چھوڑ دیا جائے کہ چارہ کھا لے۔ اگر قحط سالی والی جگہ ہو تو جلدی سے نکل جائیں تا کہ آرام وراحت کی جگہ پر پہنچ جائیں اور جانور کی ناتوانی سے پہلے منزل پر آ جائیں۔ اگر دوران سفر رات پڑاؤ ڈالنا پڑے تو شاہراہ سے ہٹ کر پڑاؤ ڈالو تا کہ موذی چیزوں سے تحفظ رہے۔

جو منزل جانی پہچانی ہے اس میں زیادہ تیز رفتاری کی ضرورت نہیں کیونکہ اس میں جان کو تھکانا ہے اور جانوروں کو درماندہ کرنا ہے کیونکہ یہ رستہ جانا پہچانا ہوتا ہے زیادہ تیزی کی ضرورت نہیں اس کی تو وہاں ضرورت ہوتی ہے جہاں خطرہ ہو۔ (عون المعبود:۲/۳۳۳)

۳۱۷۲۔عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَيْكُمْ بِالدُّلْجَةِ فَإِنَّ الأَرْضَ تُطْوَى بِاللَّيْلِ. (رواه أبوداود ۲۵۷۱)

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تاریکی میں سفر کرنا اختیار کرو اس لیے کہ رات کو زمین لپیٹی جاتی ہے۔''

شــرح: ......سفر صرف صبح ہی نہ کرو بلکہ رات بھی کرو اس میں آسانی ہوتی ہے۔ چلنے والا سمجھتا ہے میں نے تھوڑا سفر طے کیا ہے مگر وہ کافی طے ہو چکا ہوتا ہے کیونکہ یکسوئی ہوتی ہے، منزل زیادہ سمٹتی ہے۔ (عون المعبود:۲/۳۳۳)

۳۱۷۳۔عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ قَالَ كَانَ النَّاسُ إِذَا نَزَلُوْا مَنْزِلاً قَالَ عَمْرٌو كَانَ النَّاسُ إِذَا نَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْزِلاً تَفَرَّقُوْا فِي الشِّعَابِ وَالأَوْدِيَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ تَفَرُّقَكُمْ فِي هٰذِهِ الشِّعَابِ وَالأَوْدِيَةِ إِنَّمَا ذٰلِكُمْ مِنَ الشَّيْطَانِ فَلَمْ يَنْزِلْ بَعْدَ ذٰلِكَ مَنْزِلاً إِلَّا انْضَمَّ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ حَتَّى يُقَالَ لَوْ بُسِطَ عَلَيْهِمْ ثَوْبٌ لَعَمَّهُمْ. (رواه أبوداود ۲٦۲۸)

سیّدنا ابو ثعلبہ الخشنی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کسی منزل پر اترتے تو لوگ مختلف گھاٹیوں اور وادیوں میں جا ٹھہرتے تھے۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا مختلف وادیوں اور گھاٹیوں میں ٹھہرنا شیطان کی تدبیر سے ہے۔ تو اس کے بعد ایک ہی جگہ ایک دوسرے سے متصل ٹھہرنے لگے یہاں تک کہ کہا جانے لگا کہ ان پر ایک چادر تان دی جائے تو سب کو ڈھانپ لے۔

شــرح: ......علیحدہ بکھر کر سونے کو شیطان کی طرف سے قرار دینے کا مطلب ہے کہ وہ خوفزدہ کر سکتا ہے، دشمنوں میں تحریک پیدا کر سکتا ہے اور وہ نقصان پہنچا سکتے ہیں، اس کے بعد پھر یہ طریقہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے چھوڑ دیا تھا اور مل کر رہنا شروع کر دیا تھا۔ (عون المعبود:۲/۳۴۵)

(۳۱۷۲) ابوداؤد: ۲۵۷۱۔ صحیح، البانی: ۲۲٤۱۔

(۳۱۷۳) ابوداؤد: ۲٦۲۸۔ صحیح، البانی: ۲۲۸۸۔ احمد: ۱۷۲۸۲۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

٣١٧٤ـ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا كَانَ فِي سَفَرٍ فَعَرَّسَ بِلَيْلٍ اضْطَجَعَ عَلَى يَمِيْنِهِ وَإِذَا عَرَّسَ قُبَيْلَ الصُّبْحِ نَصَبَ ذِرَاعَهُ وَوَضَعَ رَأْسَهُ عَلَى كَفِّهِ (رواه مسلم ٦٨٣)

سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اول رات کو آرام کرنے کے لیے ٹھہرتے تو دائیں پہلو پر لیٹ جاتے تھے اور اگر فجر سے کچھ پہلے اترتے تو بازو کھڑا کرتے اور سر مبارک کو ہتھیلی پر رکھتے تھے۔ (مسلم)

شرح: اگر رات وقت زیادہ ہوتا تو عام معمول کے مطابق بے فکری سے محوِ راحت ہوتے اور جب نمازِ صبح میں تھوڑا وقت رہتا تو ہاتھ گاڑ لیتے تاکہ اٹھنے کی فکر رہے اور آسانی ہو۔

٣١٧٥ـ عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ الْجُهَنِيِّ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ غَزْوَةَ كَذَا وَكَذَا فَضَيَّقَ النَّاسُ الْمَنَازِلَ وَقَطَعُوْا الطَّرِيْقَ فَبَعَثَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ مُنَادِياً فَنَادَى بِالنَّاسِ: مَنْ ضَيَّقَ مَنْزِلاً أَوْ قَطَعَ طَرِيْقاً فَلَا جِهَادَ لَهُ. (لأبي داود ٢٦٢٩)

سہل بن معاذ الجہنی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوے میں شامل ہوا اور لوگوں نے منزل تنگ کر دی اور راستے بند کر دیے۔ پس آپ ﷺ نے منادی بھیجا اور اس نے لوگوں میں اعلان کیا کہ جس نے راستے بند کئے یا منزل تنگ کی اس کا جہاد نہ ہوگا۔

شرح: ... منزل تنگ اس طرح کر دی کہ ضرورت سے زیادہ جگہ لے لی۔ گزرنے والوں کو تنگی ہوئی تو یہ اتنا بڑا جرم تھا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اس کا جہاد اجر ضائع ہوا۔ اتنی سخت ڈانٹ اس لیے پلائی کیونکہ اس سے گزرنے والے مجاہدوں کو نقصان پہنچتا ہے۔ (عون المعبود: ٢/ ٣٤٥)

٣١٧٦ـ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنَّا إِذَا نَزَلْنَا مَنْزِلاً لَا نُسَبِّحُ حَتَّى تُحَلَّ الرِّحَالُ. (رواه أبو داود ٢٥٥١)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم جب کسی منزل پر اترتے تو دو رکعات نفل پڑھنے سے پہلے سواری کے جانوروں کے کجاوے اتارتے تھے۔

شرح: ...... کسی منزل پر دورانِ سفر اترتے تو پہلے سواریوں کے کجاوے اتارتے اور سواریوں کو بٹھاتے، پھر چاشت کی نماز پڑھتے اور پہلے سواریوں کے آرام کا بندوبست کرتے انہیں چارہ ڈالتے تب کھانا کھاتے۔ (عون المعبود: ٢/ ٣٢٩)

واہ! کتنے ہی رحم دل لوگ تھے، آج تو انسان انسان کا اتنا خیال نہیں رکھتا۔

(٣١٧٤) مسلم: ٦٨٣۔ احمد: ٢٢١١٢٥۔

(٣١٧٥) ابوداؤد: ٢٦٢٩۔ حسن، البانی: ٢٢٨٩۔ احمد: ١٥٢٢١۔

(٣١٧٦) ابوداؤد: ٢٥٥١۔ صحیح، البانی: ٢٢٢٤۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

٣١٧٧۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ فِي سَفَرٍ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِذْجَاءَ رَجُلٌ عَلَى رَاحِلَةٍ لَهُ قَالَ فَجَعَلَ يَصْرِفُ بَصَرَهُ يَمِيناً وَشِمَالاً فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَنْ كَانَ مَعَهُ فَضْلُ ظَهْرٍ فَلْيَعُدْبِهِ عَلَى مَنْ لاَ ظَهْرَ لَهُ وَمَنْ كَانَ لَهُ فَضْلٌ مِنْ زَادٍ فَلْيَعُدْ بِهِ عَلَى مَنْ لاَ زَادَ لَهُ قَالَ فَذَكَرَ مِنْ أَصْنَافِ الْمَالِ مَاذَكَرَ حَتَّى رَأَيْنَا أَنَّهُ لاَ حَقَّ لِاَحَدٍ مِنَّا فِي فَضْلٍ. (رواه مسلم ١٧٢٨)

سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم لوگ ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ تو ایک مرد اپنی سواری پر سوار ہو کر حاضر ہوا اور اس نے اپنی نگاہیں دائیں بائیں پھیر کر دیکھنا شروع کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کے پاس دوپہر کا زائد کھانا ہو وہ دوسرے کو دیدے اور جس کے پاس زائد سامانِ سفر ہو وہ اس کو دیدے جس کے پاس وہ سامان نہ ہو۔ اس طرح آپ ﷺ نے اقسامِ مال بیان کیں یہاں تک کہ ہمیں یہ جاننے میں کوئی اخفا نہ رہا کہ ہم سے کسی کو ضرورت سے زائد چیز اپنے پاس رکھنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ (مسلم وابوداؤد)

شرح: ...... اس آدمی نے نگاہ کو دائیں بائیں گھما کر نبی اکرم ﷺ کو اس انداز سے آگاہ کرنا چاہا کہ میری سواری عاجز آ چکی ہے، مجھے سواری کی ضرورت ہے، آپ ﷺ نے اس سے تعاون کا کہا۔ (عون المعبود: ٢/٥٠)

٣١٧٨۔ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِاللهِ حَدَّثَ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ أَرَادَ أَنْ يَغْزُوَفَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالأَنْصَارِ إِنَّ مِنْ إِخْوَانِكُمْ قَوْماً لَيْسَ لَهُمْ مَالٌ وَلاَ عَشِيْرَةٌ فَلْيَضُمَّ أَحَدُكُمْ إِلَيْهِ الرَّجُلَيْنِ أَوِ الثَّلاَثَةِ فَمَالِاَحَدِنَا مِنْ ظَهْرٍ يَحْمِلُهُ إِلاَّ عُقْبَةٌ كَعُقْبَةِ يَعْنِي أَحَدِهِمْ قَالَ فَضَمَمْتُ إِلَى اثْنَيْنِ أَوْ ثَلاَثَةٍ قَالَ مَالِي إِلاَّ عُقْبَةٌ كَعُقْبَةِ أَحَدِهِمْ مِنْ جَمَلِي. (رواه أبوداود ٢٥٣٤)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے مہاجرین والانصار کی جماعت! تمہارے مسلمان بھائیوں میں سے ایک قوم کے پاس مال نہیں ہے۔ پس تم میں سے ہر آدمی ایک مرد یا دو مرد اپنے ساتھ ملائے! راوی نے کہا: ہمارے پاس زائد سواری نہیں تھی، پس میں نے دو آدمی اپنے ساتھ ملائے اور ہم ایک اونٹ پر باری باری سوار ہوتے چلے گئے۔

شرح: ...... اگر کسی کے پاس سواری یا مال نہ ہو تو دوسرے کے ساتھ سوار ہو جائے یا اس سے مالی تعاون لے لے تو یہ جائز ہے اور اس پر عمل کرتے ہوئے صحابی فرما رہے ہیں کہ ہم باری باری سوار ہوتے تھے، میں بھی باری کے مطابق سوار ہوتا تھا، اتنا انصاف مدنظر رکھا یہ نہیں کہ میں سواری کا مالک ہوں تو زیادہ سواری کروں بلکہ برابر باری باری سوار ہوا۔ (عون المعبود: ٢/ ٣٢٥)

(٣١٧٧) مسلم: ١٧٢٨۔ ابوداؤد: ١٦٦٣۔ احمد: ١٠٩٠٠٠۔ (٣١٧٨) ابوداؤد: ٢٥٣٤۔ صحیح، البانی: ٢٢٩٨۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

٣١٧٩۔ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللهِ حَدَّثَهُمْ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَتَخَلَّفُ فِي الْمَسِيْرِ فَيُزْجِي الضَّعِيْفَ وَيُرْدِفُ وَيَدْعُوْ لَهُمْ. (روا أبوداود ٢٦٣٩)

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ راستے میں سب سے پیچھے چلتے تھے پس کمزوروں کو چلاتے، کسی کو اپنے ساتھ سواری پر بٹھاتے اور ان کے لیے دعا بھی کرتے تھے۔

شرح:...... ثابت ہوا کہ قافلے کے آخری حصہ کے ساتھ رہا جائے تا کہ پیدل چلنے والے کو سواری پر بٹھایا جا سکے، سفر میں یہ بہت ہی قیمتی گر ہے، جو نبی ﷺ نے بتایا ہے۔ (عون المعبود: ٣/ ٣٤٧)

٣١٨٠۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، رَفَعَهُ: سَفَرُ الْمَرْأَةِ مَعَ عَبْدِهَا ضَيْعَةٌ. (للبزار ١٠٧٦، والأوسط بضعف)

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''عورت اپنے غلام کے ساتھ سفر کرنے سے ضائع ہوتی ہے۔'' (البزار، الاوسط۔ سند ضعیف)

٣١٨١۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُسَافِرَ مَسِيْرَةَ يَوْمٍ وَاللَّيْلَةِ لَيْسَ مَعَهَا حُرْمَةٌ (للبخاري ١٠٨)

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''جو عورت اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہے اس کے لیے جائز نہیں ہے کہ ایک رات دن کا سفر کرے سوا اس کے کہ اس کے ساتھ اس محرم موجود ہو۔''

٣١٨٢۔ وَمِنْ رِوَايَاتِهِ: مَسِيْرَةُ يَوْمٍ وَمَسِيْرَةُ لَيْلَةٍ وَمَسِيْرَةُ بَرِيْدٍ وَمَسِيْرَةُ ثَلَاثٍ

اور ان کی روایات میں ایک دن کا سفر، ایک رات کا سفر، ایک منزل کا سفر اور تین رات کا سفر بھی مذکور ہے۔

٣١٨٣۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ لَا تُسَافِرُ الْمَرْأَةُ يَوْمَيْنِ مِنَ الدَّهْرِ إِلَّا وَمَعَهَا ذُوْ مَحْرَمٍ مِنْهَا أَوْزَوْجُهَا. (رواه مسلم ٨٢٧، في كتاب الحج)

سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی وقت بھی اپنے محرم یا خاوند کے بغیر دو دن کا سفر کوئی عورت نہ کرے۔''

شرح:...... ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ عورت بڑی عمر کی ہو یا نوجوان ہو دوران سفر اس کے محرم کا ساتھ ہونا چاہیے، محرم سے مراد خاوند، والد، بھائی، ماموں وغیرہ ہیں۔

(٣١٧٩) ابوداؤد: ٢٦٣٩۔ صحیح، البانی: ٢٢٩٨.

(٣١٨٠) بزار: ١٠٧٦۔ طبرانی اوسط، وفيه بزيع بن عبدالرحمن ضعفه ابو حاتم، وبقية رجاله ثقات، هيثمی: ٥٣٠٢.

(٣١٨١) بخاری: ١٠٨٨۔ مسلم: ١٣٣٩۔ ترمذی: ١١٧٠۔ ابوداؤد: ١٧٢٣۔ ابن ماجه: ٢٨٩٩۔ احمد: ١٠١٩٧۔ موطا: ١٨٣٣.

(٣١٨٣) مسلم: ٨٢٧۔ كتاب الحج، بخاری: ١٩٩٦۔ ترمذی: ١١٦٩۔ ابوداؤد: ١٧٢٦۔ ابن ماجه: ٢٨٩٨۔ احمد: ١١٤٧٣۔ دارمی: ٢٦٧٨.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

روایات کے الفاظ کے اختلاف سے جو ثابت ہوتا ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ سے ایک دن، دو دن، تین دن کے سفر کے متعلق سوال ہوا، آپ نے اسی کے مطابق جواب دیا کہ اتنا سفر ہو تو عورت کے ساتھ محرم ہونا چاہیے، ایک روایت میں ہے کہ جسے بھی سفر کہتے ہیں خواہ وہ تھوڑا ہو یا دنوں کا ہو اس میں عورت کے لیے محرم کے بغیر سفر کرنا جائز نہیں۔ اگرچہ حج کا سفر ہی ہو۔ (عون المعبود: ۳/۷۲)

٣١٨٤ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا تَصْحَبُ الْمَلائِكَةُ رُفْقَةً فِيهَا كَلْبٌ وَلَاجَرَسٌ . (رواه مسلم ٢١١٣)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فرشتے اس قافلے کے ساتھ نہیں چلتے جس کے کتا یا گھنٹی موجود ہو۔''

٣١٨٥ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الْجَرَسُ مَزَامِيرُ الشَّيْطَانِ (رواه أبوداود ٤١٣٠)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''گھنٹی شیطان کے گانے بجانے کے آلات میں سے ہے۔''

٣١٨٧ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا تَصْحَبُ الْمَلَائِكَةُ رُفْقَةً فِيهَا جِلْدُ نَمِرٍ . (رواه مسلم)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اس قافلے کے ساتھ فرشتے نہیں چلتے جس کے ساتھ چیتے کی کھال موجود ہو۔''

٣١٨٧ـ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ أَنَّ أَبَا بَشِيرٍ الْأَنْصَارِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ فَأَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَسُوْلاً قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ وَالنَّاسُ فِي مَبِيتِهِمْ لَا يَبْقَيَنَّ فِي رَقَبَةِ بَعِيرٍ قِلَادَةٌ مِنْ وَتَرٍ وَلَا قِلَادَةٌ إِلَّا قُطِعَتْ . (رواه أبوداود ٢٥٥٢)

ابوبشیر انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک قاصد روانہ کیا۔ عبداللہ بن ابی بکر نے گمان کیا کہ لوگ اپنے اپنے خیموں میں تھے اور کہا: کسی اونٹ کے گلے میں اگر کوئی رسی ہو جس میں کمان لٹکایا گیا ہے وہ کاٹ دی جائے۔

شرح: ......١۔ گھنٹی دورانِ سفر جانوروں کے گلے میں باندھنے کی ممانعت ثابت ہوتی ہے، اسے شیطان کی آواز

(٣١٨٤) مسلم: ٢١١٣۔ ترمذی: ١٧٠٣۔ ابوداؤد: ٢٥٥٥۔ احمد: ١٠٥٥٨۔ دارمی: ٢٦٧٦.

(٣١٨٥) مسلم: ٢١١٤۔ ابوداؤد: ٢٥٥٦۔ احمد: ٨٦٣٤.

(٣١٨٦) ابوداؤد: ٤١٣٠۔ حسن، البانی: ٣٤٧٨.

(٣١٨٧) ابوداؤد: ٢٥٥٢۔ صحیح، البانی: ٢٢٢٥۔ بخاری: ٣٠٠٥۔ مسلم: ٢١١٥۔ احمد: ٢١٣٨٠۔ مؤطا: ١٧٤٥.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قرار دیا گیا ہے، اور اس قافلے سے فرشتوں کی دوری کا ذکر ہے جو گھنٹی کی آواز والا ہو، جو کندھوں پر نگران فرشتے ہیں وہ دور نہیں جاتے، یہ دوسرے فرشتے مراد ہیں، فرشتوں کی دوری اس طرح ہے کہ فرشتے ایسے قافلے کی نگرانی نہیں کرتے اور ان کے لیے استغفار نہیں کرتے کیونکہ یہ گھنٹی عیسائیوں کی مشابہت پیدا کرتی ہے، وہ عبادت کے وقت یہی بجاتے ہیں۔ اسے شیطان کی آواز اس لیے قرار دیا ہے کہ اس سے راز نہیں رہتا، دشمن کو علم ہو جاتا ہے اور انسان اس میں مشغول ہو جاتا ہے اور اس کی وجہ سے ذکر الٰہی سے غافل رہتا ہے۔

قافلے کے ساتھ کتا ہو تو اس سے بھی فرشتوں کی برکت سے محرومی ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ نجس ہوتا ہے، فرشتے مقدس ہیں البتہ حفاظت یا شکار کے لیے کتا ہو تو پھر اجازت ہے۔

۲۔ تندی کاٹنے کا حکم اس لیے دیا تھا کہ لوگ ان کے ساتھ شرکیہ تعویذ باندھ کر سمجھتے تھے کہ یہ آفات سے بچائے گا، اور ایک وجہ یہ بھی تھی کہ تیز رفتاری میں جانور کا گلا بھی گھٹنے کا اندیشہ تھا، اور لوگ ان کے ساتھ گھنٹیاں بھی باندھتے تھے۔ ان غلط باتوں کی وجہ سے تندی کو کاٹنے کا حکم دیا ہے۔ (عون المعبود: ۲/ ۳۲۹، ۳۳۰)

۳۔ چیتے کا چمڑا اس لیے منع ہے کہ زندہ ہو تو اسے اتارنا ممکن نہیں، یہ عموماً مردہ ہی سے اتارا جاتا ہے، دوسری بات ہے کہ یہ فخریہ لباس ہے، اس سے تکبر پیدا ہوتا ہے۔ لہٰذا گھروں میں، سواریوں پر اور بچھونوں میں اسے استعمال کرنا حرام ہے۔ (عون المعبود: ۴/ ۱۱۵)

یہ گھنٹی وغیرہ کی حرمت ہے، یہاں سے دورانِ سفر موسیقی کے دلدادہ عبرت پکڑیں، یہ کتنی بڑی نافرمانی ہے، اس کی جگہ خوبصورت آواز میں قرآن پاک کی تلاوت سنی جائے۔

۳۱۸۸۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِنَ الْعَذَابِ يَمْنَعُ أَحَدَكُمْ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ وَنَوْمَهُ فَإِذَا قَضَى نَهْمَتَهُ فَلْيُعَجِّلْ إِلَى أَهْلِهِ. (رواه البخاري ١٨٠٤)

سیدنا ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''سفر دراصل عذاب کا ایک ٹکڑا ہے جو تمہارے ایک آدمی کو کھانے پینے اور سونے سے روکے رکھتا ہے۔ پس جب تم میں سے کوئی شخص سفر کا مقصد حاصل کر لے تو جلدی اپنے اہل وعیال میں لوٹ آئے۔''

شرح: ...... سفر حج ہو یا عمرہ یا کوئی بھی سفر ہو، اچھے کام کے لیے ہو، تجارت وغیرہ کا ہو تو فارغ ہوتے ہی گھر لوٹ آئیں۔ اسے عذاب اس لیے قرار دیا گیا ہے کہ اس میں مشقت اٹھانا پڑتی ہے، کبھی سوار ہونا، کبھی پیدل چلنا، جو گھر میں آرام وراحت ہوتا ہے، پرسکون نیند آتی ہے اور کھانا پینا آسان ہوتا ہے، یہ سفر میں مہیا نہیں ہوتا۔ اور روزہ، نماز بھی کما حقہ ادا نہیں ہوتے۔ اور سب سے بڑی تکلیف یہ ہے کہ مانوس وطن سے جدائی اور احباب سے دوری ہوتی ہے، اس

(۳۱۸۸) بخاری: ۱۸۰٤۔ مسلم: ۱۹۲۷۔ ابن ماجہ: ۲۸۸۲۔ احمد: ۱۰۰۶۸۔ موطا: ۱۸۳۵۔ دارمی: ۲۶۷۰.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیے فراغت کے بعد فوراً واپس آ جائیں۔ (فتح الباری: ۳/۶۲۲)

۳۱۸۹۔ عَنِ الشَّعْبِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَطَالَ أَحَدُكُمُ الْغَيْبَةَ فَلَا يَطْرُقْ أَهْلَهُ لَيْلًا. (رواه البخاري ٥٢٤٤)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ مرفوع روایت کرتے ہیں: ''جو شخص طویل عرصہ گھر سے غائب رہے تو وہ اپنے گھر والوں کے پاس رات کو اچانک نہ آئے۔'' (الشیخان)

شرح: ......آدمی گھر سے باہر کہیں سفر پر رہا ہو تو بغیر اطلاع دیے رات گھر نہ آئے، وجہ یہ ہے کہ ہو سکتا ہے بیوی پراگندہ ہو اس حالت میں دیکھ کر آدمی کو کراہت ہو، معمولی سفر ہو تو پھر کوئی حرج نہیں۔ یہ کئی دنوں یا ہفتوں پر مشتمل سفر کی پابندی ہے۔ اس طرح عورت کی لغزشوں پر پردہ رہتا ہے۔

نبی ﷺ کے اس فرمان کی مخالفت کے نقصانات سامنے آئے ہیں، ایک حدیث میں آتا ہے، دو آدمی رات بغیر اطلاع اپنی اپنی بیویوں کے پاس آئے تو ان کے پاس آدمی بیٹھے تھے۔ (ابن خزیمہ)

اسی طرح سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ اپنی بیوی کے پاس آئے تو ایک عورت ان کی بیوی کو کنگھی کر رہی تھی انہوں نے سمجھا یہ مرد ہے، انہوں نے آدمی سمجھ کر اس پر تلوار سونت لی۔ بعد میں تحقیق ہوئی کہ یہ عورت ہے تو اس کا ذکر نبی اکرم ﷺ سے ہوا تو آپ ﷺ نے منع کیا کہ گھر سے باہر غائب رہنے والا آدمی اطلاع دیے بغیر رات گھر نہ آئے۔ (صحیح ابی عوانہ)

۲۔ اس میں میاں بیوی کے درمیان جذبات محبت پیدا کرنے کی ترغیب ہے۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ بیوی خاوند کے لیے جائز بناؤ سنگار کرے تو جائز ہے اور مسلمان کے متعلق بدگمانی نہ رکھی جائے۔ (فتح الباری: ۹/۳۳۹)

۳۱۹۰۔ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا تَلِجُوا عَلَى الْمُغِيبَاتِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنْ أَحَدِكُمْ مَجْرَى الدَّمِ قُلْنَا وَمِنْكَ قَالَ وَمِنِّي وَلٰكِنَّ اللّٰهَ أَعَانَنِي عَلَيْهِ فَأَسْلَمُ قَالَ أَبُو عِيسَى هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُهُمْ فِي مُجَالِدِ بْنِ سَعِيدٍ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ وَسَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جن عورتوں کے خاوند گھر میں نہ ہوں ان عورتوں کے گھر میں داخل نہ ہونا۔ شیطان تم میں سے ہر آدمی میں خون کی طرح دوڑتا ہے۔ ہم نے کہا: کیا آپ ﷺ کے اندر بھی؟ فرمایا: میرے اندر بھی، مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے خلاف میری مدد کی تو وہ مسلمان ہو گیا۔ ابن عیینہ نے کہا: مسلمان ہونے کا مطلب یہ ہے کہ میں اللہ کا رسول اس سے محفوظ ہوں اور شیطان

(۳۱۸۹) بخاری: ٥٢٤٤۔ مسلم: ۷۱۵۔ ترمذی: ۱۱۰۰۔ نسائی: ٤٥٩١۔ ابو داؤد: ۳۷٤۷۔ ابن ماجہ: ۱۸٦۰۔ احمد: ١٤٩٥٢۔ دارمی: ۲۲۱٦۔

(۳۱۹۰) ترمذی: ۱۱۷۲۔ صحیح، البانی: ۹۳۵۔ احمد: ١٤٨٥٤۔ دارمی: ۲۷۸۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خَشْرَمٍ يَقُولُ قَالَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ فِي تَفْسِيرِ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ وَلٰكِنَّ اللهَ أَعَانَنِي عَلَيْهِ فَأَسْلَمُ يَعْنِي أَسْلَمُ أَنَا مِنْهُ قَالَ سُفْيَانُ وَالشَّيْطَانُ لَا يُسْلِمُ وَلَا تَلِجُوا عَلَى الْمُغِيبَاتِ وَالْمُغِيبَةُ الْمَرْأَةُ الَّتِي يَكُونُ زَوْجُهَا غَائِبًا. (رواه الترمذی ١١٧٢)

مسلمان نہیں ہوتا۔ اور المغیبات مغیبہ کی جمع ہے اور مغیبہ وہ عورت ہے جس کا خاوند غیر حاضر ہو۔ (ترمذی)

٣١٩١۔ قَالَ مَالِكٌ لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يُجَاوِزَ الْمُعَرَّسَ إِذَا قَفَلَ رَاجِعًا إِلَى الْمَدِينَةِ حَتَّى يُصَلِّيَ فِيهَا مَا بَدَا لَهُ لِأَنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَرَّسَ بِهِ. (رواه أبوداود ٢٠٤٥)

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مدینہ واپس لوٹنے والے کے لیے مناسب نہیں کہ مقام معرس سے ویسے ہی گزر جائے، بلکہ چاہیے کہ جتنی چاہے نماز پڑھے کیونکہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کے وقت یہاں اترے تھے۔

٣١٩٢۔ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَاهُمْ أَنْ يَطْرُقُوا النِّسَاءَ لَيْلًا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَطَرَقَ رَجُلَانِ بَعْدَ نَهْيِ النَّبِيِّ ﷺ فَوَجَدَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا. (رواه الترمذی ٢٧١٢)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو سفر سے لوٹ کر رات کے وقت عورتوں کے پاس گھر میں آنے سے منع کیا۔ آپ ﷺ کی ممانعت کے بعد دو مرد رات کو گھر میں آئے تو دونوں نے اپنی اپنی عورت کے ساتھ ایک ایک مرد دیکھا۔" (ترمذی)

٣١٩٣۔ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَا يَرْكَبُ الْبَحْرَ إِلَّا حَاجٌّ أَوْ مُعْتَمِرٌ أَوْ غَازٍ فِي سَبِيلِ اللهِ فَإِنَّ تَحْتَ الْبَحْرِ نَارًا وَتَحْتَ النَّارِ بَحْرًا. (رواه أبوداود ٢٤٨٩)

سیدنا ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حج وعمرہ یا جہاد فی سبیل اللہ کے سوا کسی دوسرے مقصد کے لیے سمندر میں سوار ہو کر نہ جاؤ۔ سمندر کے نیچے آگ ہے اور آگ کے نیچے پھر سمندر ہے۔" (ابوداؤد)

٣١٩٤۔ عَنْ مُطَرِّفٍ، قَالَ لَا بَأْسَ بِالتِّجَارَةِ فِي الْبَحْرِ وَمَا ذَكَرَهُ اللهُ إِلَّا بِحَقٍّ

مطرف نے کہا: سمندر میں تجارت کے لیے سفر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور جو اللہ نے بیان کیا ہے وہ حق ہے۔ فرمایا:

(٣١٩١) ترمذی: ٢٧١٢۔ صحیح، مقطوع: ١٧٩٩.
(٣١٩٢) ترمذی: ٢٧١٢۔ صحیح، البانی: ٢١٨٢.
(٣١٩٣) ابوداؤد: ٢٤٨٩۔ ضعیف، البانی: ٥٣٦.
(٣١٩٤) ...

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَتَرَى الْفُلْكَ فِيهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ.﴾ (رواه رزين)

''اور تو سمندر میں کشتیاں پانی پھاڑ کر چلتی دیکھتا ہے تاکہ تم لوگ اللہ کے فضل میں سے تلاش کرو۔'' (رزین)

٣١٩٥ــ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ، قَالَ سَأَلْتُ جُنْدُبَ بْنَ عَبْدِ اللهِ، هَلْ كُنْتُمْ تَسْخَرُونَ الْعَجَمَ؟ قَالَ: كُنَّا نَسْخَرُهُمْ مِنْ قَرْيَةٍ إِلَى قَرْيَةٍ يَدُلُّونَا عَلَى الطَّرِيقِ ثُمَّ نُخَلِّيهِمْ (رواه الطبراني فى الكبير)

ابو عمران کہتے ہیں: میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ کیا تم غیر عرب لوگوں سے کام لیتے تھے؟ تو انہوں نے کہا: ہم ان کو ایک گاؤں سے دوسری بستی تک اپنے ساتھ لیتے تھے اور وہ ہمیں راستہ بتاتے تھے اس کے بعد ہم ان کو جانے دیتے تھے۔'' (الکبیر)

٣١٩٦ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَفَعَهُ: إِنَّ لِإِبْلِيسَ مَرَدَةً مِنَ الشَّيَاطِينِ يَقُولُ لَهُمْ: عَلَيْكُمْ بِالْحَاجِّ وَالْمُجَاهِدِ فَأَضِلُّوهُمْ عَنِ السَّبِيلِ. (رواه الطبراني فى الكبير بضعف)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''ابلیس کے پاس کچھ متکبر شیاطین ہیں، ابلیس ان کو حکم دیتا ہے کہ تمہارے ذمہ رکاوٹ کرنا اور مجاہدین کو راستے سے بھلانا ہے۔'' (الکبیر سند ضعیف)

٣١٩٧ـ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا صَلَّى الْفَجْرَ فِي السَّفَرِ مَشَى. (رواه الطبراني فى الأوسط بلين والكبير ١٣٦٨)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سفر میں نبی کریم ﷺ فجر کی نماز پڑھ کر کوچ کرتے تھے۔ (الاوسط سند کمزور ہے)

٣١٩٨ــ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ حَجَّ النَّبِيُّ ﷺ وَأَصْحَابُهُ مُشَاةً مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى مَكَّةَ وَقَالَ أَرْبُطُوا أَوْ سَاطِكُمْ بِأُزْرِكُمْ وَمَشَى خِلْطَ الْهَرْوَلَةِ. (رواه إبن ماجة ٣١١٩. بعضف)

سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اور آپ کے اصحاب نے حج کیا اور مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ تک پیادہ چل کر گئے اور فرمایا: کمر پر اپنی ازار مضبوط باندھ دو اور دوڑنے کی چال سے ملتی چال چلتے تھے۔ (ابن ماجہ سند ضعیف ہے)

٣١٩٩ــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَفَعَهُ: إِذَا حَمَلْتُمْ فَأَخِّرُوا الْحَمْلَ فَإِنَّ الرِّجْلَ مُوثَقَةٌ وَالْيَدُ مُعَلَّقَةٌ. (للبزار ١٠٨١ والأوسط بضعف)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''جب تم اپنے ساتھ سواری پر بوجھ رکھو تو اس کو اپنے پیچھے رکھو اس لیے کہ پاؤں تو رکاب میں باندھا ہے اور ہاتھ مصروف لٹک رہا ہے۔''

(٣١٩٥) طبرانی کبیر ورجاله رجال الصحيح، هيثمى: ٥٣١٢.

(٣١٩٦) طبرانی کبیر وفيه نافع بن هرمز ابو هرمز وهو ضعيف، هيثمى: ٥٣١١.

(٣١٩٧) طبرانی اوسط۔ طبرانی کبیر: ١٣٦٨۔ وفيه محمد بن على المروزى وفيه كلام وقد وثق، هيثمى: ٥٣١٣.

(٣١٩٨) ابن ماجه: ٣١١٩۔ ضعيف، البانى: ٦٦٨.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(البزار، الاوسط)

٣٢٠٠۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ: إِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ سَفَرًا فَلْيُسَلِّمْ عَلَى أَخْوَانِهِ، فَإِنَّهُمْ يَزِيْدُوْنَهُ بِدُعَائِهِمْ إِلَى دُعَائِهِ خَيْرًا. (رواه الطبراني في الأوسط بضعف ٢٨٦٣)

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے: ''جب تم میں سے کوئی شخص سفر پر جانے کا ارادہ کرے تو اپنے بھائیوں کو سلام کر کے جائے اس لیے کہ وہ بھی اس کی دعا کے ساتھ دعا کریں گے اور اس کے لیے بھلائی اور خیر میں اضافے کا باعث ہوں گے۔''

٣٢٠١۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، رَفَعَهُ: سَافِرُوْا تَصِحُّوْا وَتَسْلِمُوْا. (للأوسط بضعف)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما مرفوعاً بیان کرتے ہیں: ''سفر پر جاؤ تو سلام کہہ کر اور وصیت کر کے جاؤ۔''

٣٢٠٢۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: جَاءَ غُلَامٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي أُرِيْدُ هٰذِهِ النَّاحِيَةَ لِلْحَجِّ قَالَ: فَمَشٰى مَعَهُ ﷺ فَرَفَعَ رَأْسَهُ إِلَيْهِ وَقَالَ: يَاغُلَامِ زَوَّدَكَ اللّٰهُ التَّقْوٰى وَوَجَّهَكَ فِي الْخَيْرِ وَكَفَاكَ الْهَمَّ فَلَمَّا رَجَعَ سَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَرَفَعَ رَأْسَهُ إِلَيْهِ وَقَالَ: يَا غُلَامِ قَبَّلَ اللّٰهُ حَجَّكَ وَكَفَّرَ ذَنْبَكَ وَأَخْلَفَ نَفَقَتَكَ. (للكبير وللأوسط بضعف)

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک نوجوان آدمی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کی کہ میں نے حج کا ارادہ کیا ہے پس رسول اللہ ﷺ اس کو الوداع کہنے کے لیے پیادہ چل پڑے اور اس لڑکے کی طرف آپ نے سر اٹھا کر فرمایا: اے لڑکے! اللہ تعالیٰ تجھے سامانِ تقویٰ عطا کر دے اور نیکی پر متوجہ کر دے اور پریشانی سے بچائے۔ جب وہ جوان واپس آیا تو اس نے نبی کریم ﷺ کو سلام کہا تو آپ نے اس کی طرف سر اٹھا کر فرمایا: اے لڑکے! اللہ تعالیٰ تیرا حج قبول کرے اور تیرے گناہوں کا کفارہ بنا دے اور تیرے اخراجات کے بعد مزید مال دے دے۔'' (الکبیر اور الاوسط، سند ضعیف ہے)

٣٢٠٣۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَدِمَ زَيْدُبْنُ حَارِثَةَ الْمَدِيْنَةَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي بَيْتِي

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سفر سے لوٹے تو رسول اللہ ﷺ میرے گھر میں تھے۔ زید رضی اللہ عنہ نے

(٣١٩٩) بزار: ١٠٨١۔ اوسط، وفيه قيس بن الربيع وثقه شعبة والثوري وفيه كلام، هيثمي: ٥٣١٤.
(٣٢٠٠) طبراني اوسط: ٢٨٦٣۔ وفيه يحيى بن العلاء البجلي وهو ضعيف، هيثمي: ٥٢٨٤.
(٣٢٠١) طبراني اوسط وفيه عبدالله بن هارون ابو علقمة العزوى وهو ضعيف، هيثمي: ٥٢٨١.
(٣٢٠٢) طبراني كبير، اوسط، وفيه مسلمة بن سالم ضعفه الدارقطني، هيثمي: ٥٢٨٥.
(٣٢٠٣) ترمذي: ٢٧٣٢۔ ضعيف الباني: ٥١٦.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

فَأَتَاهُ فَقَرَعَ الْبَابَ فَقَامَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عُرْيَانًا يَجُرُّ ثَوْبَهُ وَاللّٰهِ مَارَأَيْتُهُ عُرْيَانًا قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ فَاعْتَنَقَهُ وَقَبَّلَهُ. (رواه الترمذي ٢٧٣٢)

آ کر دروازہ کھٹکھٹایا تو رسول اللہ ﷺ اس کی طرف چادر کھینچتے ننگے بدن چل پڑے۔ اللہ کی قسم! اس سے پہلے اور اس کے بعد میں نے آپ ﷺ کو ننگے بدن کبھی نہیں دیکھا پس آپ ﷺ نے اس کو بوسہ دیا اور معانقہ کیا۔" (ترمذی)

٣٢٠٤ـ عَنِ الشَّعْبِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَلَقَّى جَعْفَرَبْنَ أَبِيْ طَالِبٍ فَالْتَزَمَهُ وَقَبَّلَ مَا بَيْنَ عَيْنَيْهِ. (رواه أبوداود ٥٢٢٠)

شعبی رحمہ اللہ نے کہا: نبی ﷺ نے جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا استقبال کیا اور اس کو گلے لگایا اور اس کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔

٣٢٠٥ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ أَقْبَلَ مِنْ حَجَّتِهِ دَخَلَ الْمَدِيْنَةَ فَأَنَاخَ عَلَى بَابِ مَسْجِدِهِ ثُمَّ دَخَلَهُ فَرَكَعَ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى بَيْتِهِ قَالَ نَافِعٌ فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ كَذٰلِكَ يَصْنَعُ. (رواه أبوداود ٢٧٨٢)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب حج سے واپس آئے اور مدینہ میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ نے مسجد کے دروازے پر اپنی سواری کو بٹھایا اور مسجد میں داخل ہو کر دو رکعات پڑھیں اور پھر اپنے گھر تشریف لے گئے۔ نافع رحمہ اللہ نے کہا: ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔

شرح: ...... اس سے ثابت ہوا کہ انسان جب سفر سے آئے خواہ وہ سفر عام ہو یا حج کا ہو، وہ پہلے مسجد میں آئے، دو رکعات پڑھے، بعد میں گھر داخل ہو، یہ مسنون طریقہ ہے۔ (عون المعبود: ٣/ ٤٦)

٣٢٠٦ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ مَكَّةَ اسْتَقْبَلَتْهُ أُغَيْلِمَةُ بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَحَمَلَ وَاحِدًا بَيْنَ يَدَيْهِ وَآخَرَ خَلْفَهُ. (البخاري ١٧٩٨)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب مکہ میں داخل ہوئے تو عبدالمطلب کی اولاد میں سے دو لڑکوں نے آپ کا استقبال کیا تو آپ ﷺ نے ایک کو اپنے آگے اور دوسرے کو اپنے پیچھے سواری پر بٹھایا۔

٣٢٠٧ـ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَتَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَدْ حَمَلَ قُثَمَ بَيْنَ يَدَيْهِ وَالْفَضْلَ

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو آپ نے قثم رضی اللہ عنہ کو آگے بٹھایا اور فضل کو

(٣٢٠٤) ابوداؤد: ٥٢٢٠ـ ضعیف، البانی: ١١١٦.

(٣٢٠٥) ابوداؤد: ٢٧٨٢ـ حسن، صحیح، البانی: ٢٤١٩.

(٣٢٠٦) بخاری: ١٧٩٨ـ نسائی: ٢٨٩٤.

(٣٢٠٧) بخاری: ٥٩٦٦ـ نسائی: ٢٨٩٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خَلْفَهُ أَوْ قُثَم خَلْفَهُ وَالْفَضْلَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَأَيُّهُم شَرٌّ أَوْ أَيُّهُم خَيْرٌ . (للبخاري ٥٩٦٦)

اپنے پیچھے بٹھایا یا قثم کو پیچھے بٹھایا اور فضل رضی اللہ عنہ کو آگے بٹھایا تو ان میں سے کون بہتر اور کون کمتر تھا؟

٣٢٠٨ــ عَبْدِاللهِ بْنِ جَعْفَرٍ ، قَالَ لَهُ ابْنُ الزُّبَيْرِ:إِذْ لَقِينَا النَّبِيَّ ﷺ أَنَا وَأَنْتَ وَابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ:نَعَمْ فَحَمَلَنَا وَتَرَكَكَ . (للبخاري ٣٠٨٢)

سیّدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کو عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: جب ہم نے نبی کریم ﷺ کا استقبال کیا تھا میں نے، تو نے اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے۔ تو عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں۔ اور آپ ﷺ نے ہمیں اٹھایا اور تجھے نہیں اٹھایا تھا۔

٣٢٠٩ــ قَالَ عَبْدُاللهِ بْنُ جَعْفَرٍ لِابْنِ الزُّبَيْرِ أَتَذْكُرُ إِذْ تَلَقَّيْنَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ أَنَا وَأَنْتَ وَابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ نَعَمْ فَحَمَلَنَا وَتَرَكَكَ . (رواه مسلم ٢٤٢٧)

سیّدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو کہا: کیا تجھے یاد ہے جب ہم نے رسول اللہ ﷺ کا استقبال کیا تھا میں تھا، تو تھا اور ابن عباس رضی اللہ عنہ تھے۔ تو اس نے کہا: ہاں۔ پس ابن جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ ﷺ نے ہمیں اٹھایا اور تجھے رہنے دیا۔

٣٢١٠ــ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ تَلَقَّى بِالصِّبْيَانِ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ قَالَ وَإِنَّهُ قَدِمَ مَرَّةً مِنْ سَفَرٍ قَالَ فَسُبِقَ بِي إِلَيْهِ قَالَ فَحَمَلَنِي بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ ثُمَّ جِيْءَ بِأَحَدِ ابْنَيْ فَاطِمَةَ إِمَّا حَسَنٌ وَإِمَّا حُسَيْنٌ فَأَرْدَفَهُ خَلْفَهُ قَالَ فَدَخَلْنَا الْمَدِيْنَةَ ثَلَاثَةً عَلَى دَابَّةٍ . (رواه أحمد ١٧٤٥)

سیّدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر سے واپس آتے تو آپ کے اہل بیت کے بچے آپ کا استقبال کرتے تھے۔ ایک سفر سے آپ ﷺ واپس آئے تو مجھے آپ کے سامنے لایا گیا تو آپ نے مجھے اپنے آگے بٹھایا۔ پھر فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دو بیٹوں میں سے ایک کو لایا گیا تو آپ ﷺ نے اس کو اپنے پیچھے بٹھایا پس ہم تین سوا ایک چوپائے پر مدینہ میں داخل ہوئے۔

شرح: ...... جانور کو تکلیف نہ ہو تو ایک جانور پر تین بھی سوار ہو سکتے ہیں اور سواری کے پیچھے سوار بٹھانا بھی جائز ہے۔(عون المعبود : ٣)

٢۔حج سے آنے والے کا استقبال جائز ہے۔(فتح الباری : ٣/ ٦١٩)

(٣٢٠٨) بخاری: ٣٠٨٢۔ مسلم: ٢٤٢٧۔ احمد: ١٧٤٤۔

(٣٢٠٩) مسلم: ٢٤٢٧۔ بخاری: ٣٠٨٢۔ احمد: ١٥٦٩٦۔

(٣٢١٠) احمد: ١٧٤٥۔ بخاری: ٣٠٨٢۔ مسلم: ٢٤٢٨۔ ابوداؤد: ٢٥٦٦۔ ابن ماجہ: ٣٧٧٣۔ دارمی: ٢٦٦٥۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۳۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو نہ بٹھایا کیونکہ عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کو بٹھایا تھا، اور آگے بٹھایا تھا، ان کے باپ شہید ہوئے تھے، اس لیے ان کی حوصلہ افزائی کی۔

۴۔ جو آگے تھے یا پیچھے تھے سب خوش نصیب تھے کوئی بھی خیر سے خالی نہ تھا۔ (فتح الباری: ۱۰/۳۹۶)

۳۲۱۱۔ عَنْ إِيَاسٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ لَقَدْ قُدْتُ بِنَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ بَغْلَتَهُ الشَّهْبَاءَ حَتَّى أَدْخَلْتُهُمْ حُجْرَةَ النَّبِيِّ ﷺ هٰذَا قُدَّامَهُ وَهٰذَا خَلْفَهُ. (لمسلم ۲٤۲۳)

سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ روایت کرتے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی شہباء خچر کو مدینہ منورہ میں چلایا ہے اس پر آپ ﷺ حسن اور حسین رضی اللہ عنہما سوار تھے ایک آگے سوار تھا اور ایک پیچھے سوار تھا اور حجرے میں تینوں کے داخل ہونے تک خچر کو میں ہانکتا رہا۔

۳۲۱۲۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ مَقْفَلَهُ مِنْ عَسْفَانَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى رَاحِلَتِهِ وَقَدْ أَرْدَفَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ فَعَثَرَتْ نَاقَتُهُ فَصُرِعَا جَمِيْعًا فَاقْتَحَمَ أَبُوْطَلْحَةَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ جَعَلَنِي اللّٰهُ فِدَاءَ كَ قَالَ عَلَيْكَ الْمَرْأَةَ فَقَلَبَ ثَوْبًا عَلَى وَجْهِهِ وَأَتَاهَا فَأَلْقَاهُ عَلَيْهَا وَأَصْلَحَ لَهُمَا مَرْكَبَهُمَا فَرَكِبَا وَاكْتَنَفْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا أَشْرَفْنَا عَلَى الْمَدِيْنَةِ قَالَ آيِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ فَلَمْ يَزَلْ يَقُوْلُ ذٰلِكَ حَتَّى دَخَلَ الْمَدِيْنَةَ. (رواه البخاري ۳۰۸۵)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عسفان سے واپسی کے وقت ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ نے اپنی سواری پر اپنی زوجہ ام المومنین صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کو پیچھے بٹھایا ہوا تھا۔ آپ ﷺ کی اونٹنی کو ٹھوکر لگی تو آپ ﷺ اور ام المومنین بیک وقت گر گئے۔ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ دوڑے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے اللہ آپ پر فدا کر دے، کیا آپ کو چوٹ آئی ہے؟ فرمایا: نہیں۔ عورت کو اٹھاؤ۔ پس ابو طلحہ رضی اللہ عنہ اپنے منہ پر کپڑا لپیٹ کر ام المومنین کی طرف گئے اور ان پر چادر ڈال دی اور وہ بھی اٹھ کھڑی ہوئیں۔ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے ان کی سواری درست کی اور وہ دونوں پھر سوار ہوئے اور ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ چلنے لگے یہاں تک کہ مدینہ منورہ کے سامنے آ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم لوٹنے والے، توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے اور اپنے رب کی حمد و ثنا بیان کرنے والے ہیں۔ پس ہم بھی یہ کلمات مدینہ میں داخل ہونے تک کہتے چلے آئے۔ (البخاری)

(۳۲۱۱) مسلم: ۲٤۲۳۔ ترمذی: ۲۷۷۵۔

(۳۲۱۲) بخاری: ۳۰۸۵۔ مسلم: ۱۳٦۸۔ ترمذی: ۳۹۱۲۔ نسائی: ٤۳٤۰۔ ابوداؤد: ابن ماجه: ۳۱۱۵۔ احمد: ۱۳٦۸۹۔ موطا: ۱٦۳٦۔ دارمی: ۲۵۷۵۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شرح: ......غزوہ یا سفر حج وغیرہ سے واپس آئیں تو یہ دعا پڑھنا مسنون عمل ہے۔

۲۔ بیوی کو پیچھے سواری پر سوار کرنا جائز ہے۔

۳۔ غیر محرم عورت ہو تو مرد خود پردہ کر کے اس سے تعاون کرسکتا ہے۔

۴۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بے حد خیال تھا۔

۳۲۱۳۔ عَنْ أَبِی الْمَلِیْحِ عَنْ رَجُلٍ قَالَ كُنْتُ رَدِیْفَ النَّبِیِّ ﷺ فَعَثَرَتْ دَابَّةٌ فَقُلْتُ تَعِسَ الشَّیْطَانُ فَقَالَ لَا تَقُلْ تَعِسَ الشَّیْطَانُ فَإِنَّكَ إِذَا قُلْتَ ذٰلِكَ تَعَاظَمَ حَتّٰی یَكُوْنَ مِثْلَ الْبَیْتِ وَیَقُوْلُ بِقُوَّتِی وَلٰكِنْ قُلْ بِسْمِ اللّٰهِ فَإِنَّكَ إِذَا قُلْتَ ذٰلِكَ تَصَاغَرَ حَتّٰی یَكُوْنَ مِثْلَ الذُّبَابِ. (رواہ أبوداود ٤٩٨٢)

ابو ملیح رحمہ اللہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ اس نے کہا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ردیف تھا۔ چوپائے کو ٹھوکر لگی تو میں نے کہا: شیطان ہلاک ہو۔ فرمایا: یہ نہ کہو کہ شیطان ہلاک ہو۔ جب تم یہ کہو گے تو شیطان خوشی سے پھول کر مکان کے برابر ہو جائے گا اور وہ کہے گا میری قوت تسلیم کر لی گئی ہے۔ البتہ تم یہ کہو: "بسم اللہ" جب تم یہ کہو گے تو شیطان ذلیل ہو کر مکھی کے برابر ہو جائے گا۔" (ابوداؤد)

شرح: ...... جانور کے پھسلنے پر یہ کہیں کہ شیطان ہلاک ہوا اس سے شیطان سمجھتا ہے اسے گرانے میں میرا عمل دخل ہے اور وہ پھولتا ہے۔ اس موقع پر بسم اللہ کہیں تو اللہ کی مدد ہوتی ہے۔ اس لیے شیطان ذلیل ہو جاتا ہے۔ (عون المعبود: ۴/۴۵۲)

۳۲۱٤۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُرَیْدَةَ قَالَ سَمِعْتُ بُرَیْدَةَ یَقُوْلُ بَیْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَمْشِی جَاءَ رَجُلٌ وَمَعَهُ حِمَارٌ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ارْكَبْ وَتَأَخَّرَ الرَّجُلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا أَنْتَ أَحَقُّ بِصَدْرِ دَابَّتِكَ مِنِّی إِلَّا أَنْ تَجْعَلَهُ لِی قَالَ فَإِنِّی قَدْ جَعَلْتُهُ لَكَ فَرَكِبَ. (رواہ أبوداود ٢٥٧٢)

عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو کہتے سنا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیادہ چل رہے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مرد اپنے ساتھ گدھا لیکر حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ سوار ہو جایئے اور خود وہ پیچھے بیٹھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو اپنے چوپائے پر آگے بیٹھنے کا زیادہ حق دار ہے مگر یہ کہ تو مجھے اجازت دیدے۔ اس نے عرض کی: میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایسا کر دیا، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہو گئے۔" (ترمذی وابوداؤد)

شرح: ...... ثابت ہوا کہ سواری کا مالک سواری کے اگلے حصے پر بیٹھنے کا زیادہ حق رکھتا ہے، یہی حالت کار وغیرہ

(۳۲۱۳) ابوداؤد: ٤٩٨٢۔ صحیح، البانی: ٤١٦٨۔ احمد: ٢٢٥٨٢.

(۳۲۱٤) ابوداؤد: ٢٥٧٢۔ حسن، صحیح البانی: ٢٢٤٢۔ ترمذی: ٢٧٧٣.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میں سواری کی ہے۔ (عون المعبود: ۲/۳۳۳)

۳۲۱۵۔ عَنْ مُحَمَّدِبْنِ حَمْزَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ عَلَى ظَهْرِكُلِّ بَعِيْرٍ شَيْطَانٌ فَإِذَا رَكِبْتُمُوْهَا فَسَمُّوْا اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ ثُمَّ لَا تَقْصِرُوْا عَنْ حَاجَاتِكُمْ. (رواه أحمد ۱۵۶۰۹ والكبير ولأوسط)

”محمد بن حمزہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر اونٹ کے ساتھ ایک شیطان موجود ہوتا ہے پس جب تم اس پر سوار ہونے لگو تو اللہ کا نام لو اور اپنی ضرورت کی اشیاء ساتھ لینے میں کوئی قصر نہ اٹھا رکھو۔“ (احمد، الکبیر، الاوسط)

۳۲۱۶۔ عَنْ عُقْبَةَبْنِ عَامِرٍ رَفَعَهُ: مَا مِنْ رَاكِبٍ يَخْلُوْ فِيْ مَسِيْرِهِ بِاللّٰهِ وَذِكْرِهِ إِلَّا رَدِفَهُ مَلَكٌ ، وَلَا يَخْلُوْ بِشِعْرٍ وَنَحْوَهُ إِلَّا رَدِفَهُ شَيْطَانٌ (للكبير ۳۲۴۱۷)

سیّدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ”جب کوئی سوار اپنے سفر میں اللہ تعالیٰ کی یاد میں مصروف رہتا ہے تو اس کے پیچھے ایک فرشتہ ردیف بن کر سوار ہو جاتا ہے اور جب وہ شعر واشعار میں مصروف ہوتا ہے تو شیطان اس کا ردیف ہوتا ہے۔“ (الکبیر)

۳۲۱۷۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ مَعَاذٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ مَرَّ عَلَى قَوْمٍ وَهُمْ وُقُوْفٌ عَلَى دَوَابَّ لَهُمْ وَرَوَاحِلَ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ارْكَبُوْهَا سَالِمَةً وَدَعُوْهَا سَالِمَةً وَلَا تَتَّخِذُوْهَا كَرَاسِيَّ لِأَحَادِيْثِكُمْ فِي الطُّرُقِ وَالْأَسْوَاقِ فَرُبَّ مَرْكُوْبَةٍ خَيْرٌ مِنْ رَاكِبِهَا هِيَ أَكْثَرُ ذِكْرًا لِلّٰهِ تَعَالَى مِنْهُ. (رواه أحمد ۱۵۲۱۹)

سیّدنا معاذ بن انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا ایک قوم کے پاس سے گذر ہوا تو وہ اپنے چوپائیوں پر اور کجاووں پر کھڑے تھے (نہ چل رہے تھے اور نہ سواریوں سے اتر رہے تھے) پس آپ ﷺ نے فرمایا: چوپائیوں پر سوار ہوا کرو جب وہ صحت وتندرست ہوں اور ان کو صحیح سلامت ہونے کی حالت میں چھوڑا کرو اور ان کو راستے اور بازاروں میں کرسیاں نہ بناؤ۔ بہت سی سواریاں اپنے سوار سے زیادہ بہتر اور اس سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والی ہوتی ہیں۔“ (احمد)

شرح: ......۱۔ ثابت ہوا کہ جب سواری کریں تو دعا پڑھیں اور سواری ذکر الٰہی کرتی ہے، لہٰذا سوار کو بھی ذکر الٰہی میں دورانِ سفر مصروف رہنا چاہیے اور ذکر الٰہی چھوڑ دینے سے اور غلط اشعار پڑھنے سے شیطان کا غلبہ ہو جاتا ہے اور اگر

(۳۲۱۵) احمد: ۱۵۶۰۹۔ طبرانی کبیر، طبرانی اوسط، ورجالهما رجال الصحيح غير محمد بن حمزة وهو ثقة، دارمی: ۲۶۶۷۔ هیثمی: ۱۷۰۹۴۔

(۳۲۱۶) طبرانی کبیر: ۱۷/ ۳۲۴۔ واسناده حسن، هیثمی: ۱۷۰۹۶۔

(۳۲۱۷) احمد: ۱۵۲۱۹۔ طبرانی واحد اسانيد احمد رجال الصحيح غير سهل بن معاذ بن انس وثقه ابن حبان وفيه، ضعف، دارمی: ۲۶۶۸۔ هیثمی: ۱۳۲۲۵۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

ذکر الٰہی کیا جائے تو فرشتہ ساتھ رہتا ہے۔

آج کل دورانِ سفر غلیظ فلمیں، گندے گانے اور شرمناک پوز دکھائے جاتے ہیں، موت کے منہ میں بیٹھ کر ایک مسلمان کے لیے یہ صورت حال شرمناک ہے۔

۲۔ نبی ﷺ نے سواری پر خطبہ دیا، یہ دلالت ہے کہ مجبوری ہو تو جانور کی کمر پر کھڑے ہونا جائز ہے، ان کی کمر پر کھڑا ہونا اس وقت منع ہے جب بلا ضرورت اس پر کھڑا ہوا جائے اور جانور کو بلا وجہ مارا جائے اور اسے تھکایا جائے۔ (عون المعبود: ۲/ ۳۳۲)

مَوَاقِيتُ الْإِحْرَامِ وَمَا يَحِلُّ وَيُحَرِّمُ لِلْمُحْرِمِ

مواقیت کا بیان اور احرام والے کیلئے جائز اور ناجائز امور کی تفصیل

۳۲۱۸۔عَنِ ابْنِ عُمَرَ :أَشْهُرُالْحَجِّ الَّتِيْ ذَكَرَ اللّٰهُ تَعَالَى فِي كِتَابِهِ شَوَّالُ وَذُوْالْقَعْدَةِ وَذُوْالْحِجَّةِ (للبخاری تعليقا)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: حج کے مہینے شوال، ذیقعد اور ذوالحجہ کے اول دس ایام ہیں۔ (بخاری رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب میں ذکر کیا)۔"

شرح:......اس میں حج کے مہینے بیان ہوئے ہیں کہ شوال سے ان کا آغاز ہوتا ہے، اس کے بعد ذوالقعدہ ہے اور اس کے بعد ذوالحج ہے، یہ سارا تو نہیں مگر پہلے دس دن شامل ہیں مگر سارے مہینے کو شمار کر لیا گیا ہے۔

اشارہ ہے کہ حج کا احرام ان مہینوں میں باندھا جائے ان کے علاوہ جائز نہیں۔ (فتح الباری:۳/۴۲۰)

۳۲۱۹۔عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ أَقَامَ بِمَكَّةَ تِسْعَ سِنِيْنَ وَهُوَ يُهِلُّ بِالْحَجِّ لِهِلَالِ ذِي الْحِجَّةِ وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ مَعَهُ يَفْعَلُ ذٰلِكَ . (رواه مالك ٧٦١)

ہشام بن عروہ رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نو سال مکہ میں رہے وہ ذوالحجہ کا چاند دیکھ کر حج کی نیت باندھتے تھے اور عروہ بھی انکے ساتھ ہوتے تھے اور وہ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

۳۲۲۰۔عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ قَالَ يَاأَهْلَ مَكَّةَ مَا شَأْنُ النَّاسِ يَأْتُوْنَ شُعْثًا وَأَنْتُمْ مُدَّهِنُوْنَ أَهِلُّوْا إِذَا رَأَيْتُمُ الْهِلَالَ . (رواه مالك ٧٦٠)

قاسم بن محمد کہتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے آل مکہ! لوگوں کا کیا قصور ہے کہ وہ پراگندہ بالوں کے ساتھ حاضر ہوتے ہیں اور تم تیل لگاتے ہو۔ جب تم چاند دیکھو تو احرام باندھ لیا کرو۔

۳۲۲۱۔سُئِلَ عَطَاءٌ عَنِ الْمُجَاوِرِ يُلَبِّي

عطاء کہتے ہیں: ابن عمر رضی اللہ عنہ جب حج تمتع کرتے تھے تو حج کیلئے

(۳۲۱۸) بخاری، کتاب الحج، باب قول الله، الحج اشهر...... الخ

(۳۲۱۹) موطا: ۷۶۱. (۳۲۲۰) موطا: ۷۶۰.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بِالْحَجِّ قَالَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يُلَبِّي يَوْمَ التَّرْوِيَةِ إِذَا صَلَّى الظُّهْرَ وَاسْتَوَى عَلَى رَاحِلَتِهِ . (للبخاری تعليقا)

آٹھ ذوالحجہ کے دن نیت باندھتے تھے جب ظہر کی نماز پڑھتے اور اپنی سواری پر برابر بیٹھتے۔

۳۲۲۲۔ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﷺ مِنَ السُّنَّةِ أَنْ لَا يُحْرِمَ بِالْحَجِّ إِلَّا فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ . (للبخاری تعليقا)

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: سنت یہ ہے کہ حج کیلئے صرف حج کے مہینوں میں احرام باندھا جائے۔

شرح: ......اصل یہ ہے کہ مکہ میں ہوتو وہیں سے احرام باندھ لیا جائے یہی اس کی میقات ہے اگر میقات سے باہر ہوتو میقات سے احرام باندھے، اگر میقات کے اندر ہوتو وہی میقات ہے، وہاں سے احرام باندھے، ذوالحج کا چاند دیکھتے ہی تلبیہ جائز ہے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے چونکہ نبی ﷺ کو آٹھ ذوالحج کو تلبیہ کہتے سنا تھا، اس لیے وہ اس وقت تلبیہ کو بہتر تصور کرتے تھے۔ مگر ذوالحج کا چاند نظر آجائے احرام باندھا ہو اور جہاں سے باندھا ہو وہاں سے ہی تلبیہ کہہ سکتے ہیں۔ (فتح الباری:۳/۵۰۶)

۳۲۲۳۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ وَقَّتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِأَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِأَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ وَلِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ الْمَنَازِلِ وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ فَهُنَّ لَهُنَّ وَلِمَنْ أَتَى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِ أَهْلِهِنَّ لِمَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَمَنْ كَانَ دُوْنَهُنَّ فَمَهَلُّهُ مِنْ أَهْلِهِ وَكَذَاكَ حَتَّى أَهْلُ مَكَّةَ يُهِلُّوْنَ مِنْهَا . (للبخار ١٥٢٦)

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آل مدینہ کے لیے ذوالحلیفہ کو، اہل شام کے لیے جحفہ کو، آل نجد کے لیے قرن المنازل کو، اہل یمن کے لیے یلملم کو میقات مقرر کیا اور فرمایا: یہ مقامات مذکورہ لوگوں کے لیے بھی ہیں اور اس شخص کے لیے بھی جو اِن راستوں سے آئے اور حج اور عمرے کا ارادہ رکھتا ہو اور جو ان مقامات سے اندر ہو تو اس کی نیت باندھنے کی جگہ اس کا گھر ہے، اسی طرح اہل مکہ، مکہ ہی سے احرام باندھیں گے۔"

۳۲۲٤۔ وفي رواية: وَمَنْ كَانَ دُوْنَ ذٰلِكَ فَمِنْ حَيْثُ أَنْشَأَ حَتَّى أَهْلُ مَكَّةَ مِنْ مَكَّةَ (رواه البخاری ١٥٤٢)

اور ایک روایت میں ہے: "جو ان مقامات سے اندر ہو تو وہ جہاں سے چلنے کی ابتدا کرے یہاں تک کہ اہلِ مکہ احرام کی نیت مکہ سے کریں گے۔"

(٣٢٢١) بخاری مع فتح: ٣/ ٥٠٦۔ كتاب الحج، باب الاهلال من البطحاء.

(٣٢٢٢) بخاری مع فتح: ٣/ ٤١٩.

(٣٢٢٣) بخاری: ١٥٢٦۔ مسلم: ١١٨٩۔ نسائی: ٢٦٥٤۔ احمد: ٣١٣٨۔ دارمی: ١٧٩٢.

(٣٢٢٤) بخاری: ١٥٢٤۔ مسلم: ١١٨٩۔ نسائی: ٢٦٥٤۔ احمد: ٣١٣٨۔ دارمی: ١٧٩٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

٣٢٢٥۔عَنْ جَابِرٍ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ مُهَلُّ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ وَمَهَلُّ أَهْلِ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ وَمُهَلُّ أَهْلِ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ وَمُهَلُّ أَهْلُ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ وَمُهَلُّ أَهْلِ الْمَشْرِقِ مِنْ ذَاتِ عِرْقٍ ثُمَّ أَقْبَلَ بِوَجْهِهِ لِلْأُفُقِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ أَقْبِلْ بِقُلُوْبِهِمْ. (رواه إبن ماجة ٢٩١٥ بضعف)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا: ''اہل مدینہ کی میقات ذوالحلیفہ ہے، اہل شام کی میقات جحفہ ہے، اہل یمن کی میقات یلملم ہے، اہل نجد کی قرن ہے اور اہل مشرق کی نیت باندھنے کی جگہ ذات عرق ہے پھر آپ ﷺ نے ان آفاق کی طرف منہ پھیرا اور فرمایا: یا اللہ! ان کے دل کو متوجہ کر دے۔''

٣٢٢٦۔عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَقَّتَ لِأَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ذَاالْحُلَيْفَةَ وَلِأَهْلِ الشَّامِ وَمِصْرَ الْجُحْفَةَ وَلِأَهْلِ الْعِرَاقِ ذَاتَ عِرْقٍ وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ (للنسائى ٢٦٥٣)

''عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل مدینہ کے لیے ذوالحلیفہ کو، اہل شام اور مصر کے لیے جحفہ کو اور اہل عراق کے لیے ذات عرق کو اور اہل یمن کے لیے یلملم کو میقات مقرر کیا۔

٣٢٢٧۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ وَقَّتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِأَهْلِ الْمَشْرِقِ الْعَقِيْقَ (رواه أبوداود ١٧٤٠)

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل مشرق کے لیے مقام عقیق کو میقات مقرر کیا۔

٣٢٢٨۔عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ أَهَلَّ مِنَ الْفُرُعِ (رواه مالك ٧٣٥)

نافع بیان کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے الفرع نامی جگہ سے احرام کی نیت کی۔

٣٢٢٩۔عَنْ مَالِكٍ عَنِ الثِّقَةِ عِنْدَهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ أَهَلَّ مِنْ إِيْلِيَاءَ (لمالك)

امام مالک رحمہ اللہ نے ثقہ راوی سے روایت کی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے مقام ایلیاء سے حج کی نیت باندھی۔

٣٢٣٠۔كَرِهَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنْ يُحْرِمَ مِنْ خُرَاسَانَ أَوْكِرْمَانَ. (للبخارى تعليقا)

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ خراسان اور کرمان سے آدمی کے لیے احرام باندھنا مکروہ قرار دیتے تھے۔ (بخاری نے ترجمۃ الباب میں ذکر کیا)۔

٣٢٣١۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَفَعَهُ: لَاتُجَاوِزُ

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما مرفوع بیان کرتے ہیں: ''میقات سے

(٣٢٢٥) ابن ماجه: ٢٩١٥۔ صحيح، البانى: ٢٣٥٧۔ مسلم: ١١٨٣.

(٣٢٢٦) نسائى: ٢٦٥٣۔ صحيح البانى: ٢٤٨٤۔ ابوداؤد: ١٧٣٩.

(٣٢٢٧) ابوداؤد: ١٧٤٠۔ ضعيف البانى: ٣٨١۔ ترمذى: ٨٣٢.

(٣٢٢٨) موطا: ٧٣٥۔ (٣٢٢٩) موطا: ٧٤٣. (٣٢٣٠) بخارى تعليقا.

(٣٢٣١) طبرانى كبير: ١٢٢٣٦۔ وفيه خصيف فيه كلام وقد وثقه جماعة.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

الْمَوْقَتَ إِلَّا بِإِحْرَامٍ. (للكبير، ١٢٢٣٦) آگے احرام باندھے بغیر کوئی نہ گذرے۔'' (الکبیر)

شرح: ......۱۔ میقات وہ جگہ ہے، شریعت نے احرام کے لیے جس کی حد بندی کی ہے۔ شوال، ذوالقعدہ اور دس ذوالحج یہ مہینے میقات زمانیہ ہیں، ذوالحلیفہ، جحفہ، قرنِ منازل اور یلملم میقات مکانیہ ہیں۔ ذوالحلیفہ مدینہ والوں کے لیے، جحفہ شام والوں کے لیے، قرن منازل نجد والوں کے لیے اور یلملم یمن والوں کے لیے میقات ہے۔ ان میقاتوں کی حد بندی کا مقصد خانہ کعبہ کی تعظیم وتکریم ہے۔ حج اور عمرہ کرنے والے ان حدودِ متعینہ سے گزر کر خانہ کعبہ کی عظمت بجا لاتے ہوئے، سر جھکاتے ہوئے اور گڑ گڑاتے ہوئے اس میں داخل ہوں، جو شخص حج یا عمرے کا ارادہ رکھتا ہو وہ بغیر احرام باندھے ان کے آگے سے نہیں گزر سکتا۔

۲۔ ان میقاتوں کے اندر رہنے والوں کے لیے وہی جگہ میقات ہے جس میں وہ رہتے ہیں، انہیں میقات پر جانے کی ضرورت نہیں۔

۳۔ اگر گزرنے والے کا ارادہ حج یا عمرہ کا نہ ہو بلکہ تجارت وغیرہ کے لیے جاتا ہے تو مکہ میں اس کے داخل ہونے کے لیے لازمی نہیں کہ احرام باندھے، یہ صرف حج یا عمرہ کے لیے ہے۔

۴۔ ہندوستان اور پاکستان کے لیے یلملم میقات ہے۔

۵۔ فرغ اور مسجد اقصیٰ میقات نہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے احتیاطاً یہاں سے احرام باندھا تھا۔ جیسا کہ آج کل ائیر پورٹ سے باندھ لیا جاتا ہے۔

۳۲۳۲۔ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنه قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ قَالَ لَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ الْقَمِيصَ وَلَا الْعِمَامَةَ وَلَا الْبُرْنُسَ وَلَا السَّرَاوِيلَ وَلَا ثَوْبًا مَسَّهُ وَرْسٌ وَلَا زَعْفَرَانٌ وَلَا الْخُفَّيْنِ إِلَّا أَنْ لَا يَجِدَ نَعْلَيْنِ فَلْيَقْطَعْهُمَا حَتَّى يَكُونَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ. (رواه مسلم ١١٧٧)

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ احرام والا کیا پہنے گا؟ فرمایا: صاحب احرام قمیص، پگڑی، ٹوپی اور شلوار نہ پہنے اور جس کپڑے پر ورس اور زعفران لگی ہو وہ کپڑا بھی نہ پہنے اور موزے بھی نہ پہنے اور اگر کسی کو جوتے میسر نہ ہوں تو ٹخنے سے نیچے موزے کو کاٹ کر پہن لے۔'' (اس کو چھ نے روایت کیا)

۳۲۳۳۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ سَمِعَ

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے

(۳۲۳۲) مسلم: ۱۱۷۷۔ بخاری: ۱۳۴۔ ترمذی: ۸۳۳۔ نسائی: ۲۶۸۱۔ ابوداؤد: ۱۸۲۳۔ ابن ماجہ: ۲۹۳۲۔ احمد: ۶۲۳۰۔ موطا: ۷۱۷۔ دارمی: ۱۸۰۰۔

(۳۲۳۳) ابوداؤد: ۱۸۲۷۔ صحیح، البانی، حسن، صحیح: ۱۶۱۲۔ بخاری: ۵۸۵۲۔ مسلم: ۱۱۷۷۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى النِّسَاءَ فِي إِحْرَامِهِنَّ عَنِ الْقُفَّازَيْنِ وَالنِّقَابِ وَمَا مَسَّ الْوَرْسُ وَالزَّعْفَرَانُ مِنَ الثِّيَابِ وَلْتَلْبَسْ بَعْدَ ذٰلِكَ مَا أَحَبَّتْ مِنْ أَلْوَانِ الثِّيَابِ مُعَصْفَرًا أَوْ خَزًّا أَوْ حُلِيًّا أَوْ سَرَاوِيْلَ أَوْ قَمِيْصًا أَوْ خُفًّا. (رواه أبو داود ۱۸۲۷)

رسول اللہ ﷺ کو سنا کہ آپ ﷺ نے عورتوں کو احرام کی حالت میں دستانے پہننے، نقاب اوڑھنے اور ورس اور زعفران لگایا گیا کپڑا پہننے سے منع فرمایا اور اس کے سوا عورتوں کو اجازت دی کہ وہ جو چاہے پہنیں اور کپڑوں کا رنگ زرد ہو یا ریشمی کپڑا ہو اور زیور ہو، شلوار قمیص ہو یا موزے ہوں، خواتین کے لیے یہ سب جائز ہیں۔'' (ابوداؤد)

۳۲۳۴۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَفَعَهُ: لَا بَأْسَ أَنْ يُحْرِمَ الرَّجُلُ فِي ثَوْبٍ مَصْبُوْغٍ بِزَعْفَرَانٍ قَدْ غُسِلَ فَلَيْسَ لَهُ نَفْضٌ وَلَا رَدْعٌ. للموصلي (۲۵۷۹ والبزار بضعف)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: ''مرد کے لیے حالت احرام میں زعفران سے رنگا ہوا کپڑا پہننا جائز ہے جبکہ اس کو دھویا گیا ہو اور اس میں خوشبو وغیرہ باقی نہ رہی ہو۔'' (الموصلی، البزار سند ضعیف ہے)

۳۲۳۵۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: كَانَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ يَخْتَضِبْنَ بِالْحِنَّاءِ وَهُنَّ مُحْرِمَاتٌ وَيَلْبَسْنَ الْمُعَصْفَرَ وَهُنَّ مُحْرِمَاتٌ. (رواه الطبراني في الكبير بلين ۱۱۱۸٦)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ازواج مطہرات مہندی لگاتیں جب وہ بحالت احرام میں ہوتیں رنگین اور معصفر لباس پہنتیں جب وہ بحالت احرام میں ہوتیں۔'' (الکبیر سند ضعیف ہے)

۳۲۳٦۔ عَنْ أُمَيْمَةَ بِنْتِ رُقَيْقَةَ: أَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ كُنَّ يَجْعَلْنَ عَصَائِبَ فِيْهَا الْوَرْسُ وَالزَّعْفَرَانُ فَيُعَصِّبْنَ بِهَا أَسَافِلَ شُعُوْرِهِنَّ عَنْ جِبَاهِهِنَّ قَبْلَ أَنْ يُحْرِمْنَ ثُمَّ يُحْرِمْنَ كَذٰلِكَ. (رواه الطبراني في الكبير (۲٤ ۱۸۹)

سیدہ امیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کپڑے کی پٹیاں بنا کر ان کو ورس اور زعفران لگا کر اپنے بالوں کے نیچے پیشانی پر باندھتیں اور اس کے بعد احرام باندھتی تھیں اور ان کو اسی حالت پر رہنے دیتی تھیں۔'' (الکبیر)

۳۲۳۷۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ خَطَبَنَا

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما مرفوع روایت کرتے ہیں: ''جس کو ازار

(۳۲۳٤) موصلي: ۲۵۷۹۔ بزار وفيه حسين بن عبدالله بن عبدالله وهو ضعيف، هيثمي: ۵۳۳۵.
(۳۲۳۵) طبراني كبير: ۱۱۱۸٦۔ وفيه يعقوب بن عطاء وثقه ابن حبان وضعفه جماعة، هيثمي: ۵۳٤۱.
(۳۲۳٦) طبراني كبير: ۲٤/ ۱۸۹۔ وفيه، حكيمة بنت اميمة، روى عنها ابن جريج ولم يتكلم فيها احد، واحتج بروايتها ابوداؤد، وبقية رجاله رجال الصحيح، هيثمي: ۵۳٤٤.
(۳۲۳۷) بخاري: ۱۸٤۳۔ مسلم: ۱۱۷۸۔ ترمذي: ۸۳٤۔ نسائي: ۲٦۷۱۔ ابوداؤد: ۱۸۲۹۔ ابن ماجه: ۲۹۳۱۔ احمد: ۳۱۰۵۔ دارمي: ۱۷۹۹.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

النَّبِيُّ ﷺ بِعَرَفَاتٍ فَقَالَ مَنْ لَمْ يَجِدِ الإِزَارَ فَلْيَلْبَسِ السَّرَاوِيْلَ وَمَنْ لَمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ . (رواه البخاري ١٨٤٣)

میسر نہ ہو وہ شلوار پہنے اور جس کو جوتا میسر نہ ہو وہ موزے پہنے۔"

٣٢٣٨۔ قَالَ يَحْيَى سُئِلَ مَالِكٌ عَمَّا ذُكِرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ وَمَنْ لَمْ يَجِدْ إِزَاراً فَلْيَلْبَسْ سَرَاوِيلَ فَقَالَ لَمْ أَسْمَعْ بِهٰذَا وَلاَ أَرَى أَنْ يَلْبَسَ الْمُحْرِمُ سَرَاوِيلَ لِأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ لُبْسِ السَّرَاوِيلاَتِ فِيمَا نَهَى عَنْهُ مِنْ لُبْسِ الثِّيَابِ الَّتِي لَا يَنْبَغِي لِلْمُحْرِمِ أَنْ يَلْبَسَهَا وَلَمْ يَسْتَثْنِ فِيهَا كَمَا اسْتَثْنَى فِي الْخُفَّيْنِ . (لمالك)

یحیٰ بن یحیٰ کہتے ہیں: میں نے امام مالک رحمہ اللہ سے سنا جب ان سے سوال کیا گیا کہ وہ حدیث جو رسول اللہ ﷺ سے نقل کی گئی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس کو چادر میسر نہ ہو وہ شلوار پہنے تو انھوں نے کہا میں نے یہ حدیث نہیں سنی اور میں جائز نہیں سمجھتا کہ صاحب احرام شلوار پہنے اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے شلوار پہننے سے ممانعت فرمائی ہے جب آپ ﷺ نے وہ لباس پہننے سے منع کیا ہے جن کا پہننا احرام والے کے لیے جائز نہیں ہے اور آپ ﷺ نے استثنیٰ نہیں کیا جیسا آپ ﷺ نے موزے کو مستثنیٰ کیا تھا۔" (الموطا)

٣٢٣٩۔ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَأَى عَلَى طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ ثَوْباً مَصْبُوْغاً وَهُوَ مُحْرِمٌ فَقَالَ عُمَرُ مَا هٰذَا الثَّوْبُ الْمَصْبُوْغُ يَا طَلْحَةُ فَقَالَ طَلْحَةُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِيْنَ إِنَّمَا هُوَ مَدَرٌ فَقَالَ عُمَرُ إِنَّكُمْ أَيُّهَا الرَّهْطُ أَئِمَّةٌ يَقْتَدِي بِكُمُ النَّاسُ فَلَوْ أَنَّ رَجُلاً جَاهِلاً رَأَى هٰذَا الثَّوْبَ لَقَالَ إِنَّ طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللهِ كَانَ يَلْبَسُ الثِّيَابَ الْمُصَبَّغَةَ فِي الإِحْرَامِ فَلاَ تَلْبَسُوْا أَيُّهَا الرَّهْطُ شَيْئاً مِنْ هٰذِهِ الثِّيَابِ الْمُصَبَّغَةِ .

(رواه مالك، ٧١٨)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے طلحہ رضی اللہ عنہ پر احرام کی حالت میں رنگا ہوا لباس دیکھا تو کہا: یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: یہ صرف مٹی کا رنگ ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے جماعتِ صحابہ! تم لوگوں کے امام ہو، لوگ تمہاری پیروی کرتے ہیں اور جب کوئی مرد تیرا یہ لباس دیکھے گا تو وہ بیان کرتا پھرے گا کہ طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ احرام کی حالت میں رنگین لباس پہنتے تھے۔ پس اے مخصوص جماعت! تم رنگ دار لباس نہ پہنو۔" (مالک)

(٣٢٣٨) موطا.

(٣٢٣٩) موطا: ٧١٨.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

٣٢٤٠ـ عَنْ صَفْوَانَ بْنَ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلاً أَتَى النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ بِالْجِعْرَانَةِ قَدْ أَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ وَهُوَ مُصَفِّرٌ لِحْيَتَهُ وَرَأْسَهُ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللهِ إِنِّي أَحْرَمْتُ بِعُمْرَةٍ وَأَنَا كَمَا تَرَى فَقَالَ انْزِعْ عَنْكَ الْجُبَّةَ وَاغْسِلْ عَنْكَ الصُّفْرَةَ. (رواه مسلم، ١١٨٠)

یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ مقام جعرانہ میں تھے کہ آپ ﷺ کے پاس ایک مرد حاضر ہوا۔ اس نے عمرے کی نیت باندھی تھی اور اس نے داڑھی اور سر میں زرد رنگ لگایا ہوا تھا اور جبہ پہن رکھا تھا۔ اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے عمرے کی نیت باندھی ہے اور میری حالت یہ ہے جو آپ دیکھ رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جبہ اتار دے اور زردی اپنے اوپر سے دھو دے۔''

٣٢٤١ـ وفي رواية: وَافْعَلْ فِي عُمْرَتِكَ مَاتَفْعَلُ فِي حَجِّكَ. (لمالك، ٧٢٨)

اور ایک روایت میں ہے: ''اور اپنے عمرے میں وہی کر جو اپنے حج میں کیا ہے۔''

٣٢٤٢ـ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَكْرَهُ لُبْسَ الْمِنْطَقَةِ لِلْمُحْرِمِ. (رواه مالك، ٧٢٠)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ احرام والے کے لیے کمربند باندھنا مکروہ قرار دیتے تھے۔

٣٢٤٣ـ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ مَافَوْقَ الذَّقَنِ مِنَ الرَّأْسِ فَلَا يُخَمِّرُهُ الْمُحْرِمُ. (رواه مالك، ٧٢٣)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ ٹھوڑی سے اوپر سر شمار ہوتا ہے اس لیے صاحب احرام اس کو نہیں ڈھانپے گا۔

شرح: ...... پگڑی اور ہیٹ کا حالت احرام میں ناجائز ہونا ہر سر کو ڈھانپنے والی چیز کو شامل ہے، البتہ بغیر سر پر رکھے کسی چیز کا سایہ اختیار کرنا جائز ہے، اسی طرح جو بھی پاؤں کو ڈھانپنے والی چیز ہے اس میں شامل ہے، اگر سخت مجبوری ہے جوتا نہیں مل رہا تو موزے پہن لے مگر ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ لے۔

قمیص کا ناجائز ہونا ہر سلے کپڑے کو شامل ہے، شلوار کا نہ پہننا نیکر وغیرہ کو بھی شامل ہے۔ سر ننگا ہے مظاہر قدرت، دنیاوی زیبائش اور دلکش مناظر اس حالت میں اسے اپنی جانب متوجہ نہیں کرتے بلکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں خشوع وخضوع پیدا ہوتا ہے، یہ عبادت کی روح ہے اس وجہ سے صرف دو چادروں میں احرام کا حکم ہے۔

٣٢٤٤ـ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ الرُّكْبَانُ يَمُرُّوْنَ بِنَا وَنَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ احرام کی حالت میں تھیں اور ہمارے پاس سے حجاج کے قافلے

(٣٢٤٠) مسلم: ١١٨٠ـ بخاری: ٤٩٨٥ـ ترمذی: ٨٣٥ـ نسائی: ٢٧١٠ـ ابوداؤد: ١٨١٩ـ احمد: ١٧٥٠٤ـ موطا: ٧٢٨.
(٣٢٤١) موطا: ٧٢٨. (٣٢٤٢) موطا: ٧٢٠. (٣٢٤٣) موطا: ٧٢٣.
(٣٢٤٤) ابوداؤد: ١٨٣٣ـ ابن ماجه: ٢٩٣٥ـ احمد: ٢٣٥٠١ـ ضعيف الباني مگر اس کی تائید میں مسلم بخاری میں روایت آتی ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مُحْرِمَاتٌ فَإِذَا حَاذُوْا بِنَا سَدَلَتْ إِحْدَانَا جِلْبَابَهَا مِنْ رَأْسِهَا عَلَى وَجْهِهَا فَإِذَا جَاوَزُوْنَا كَشَفْنَاهُ. (رواه أبو داود، ١٨٣٣)

گذرتے تو ہم اپنی اوڑھنیاں اپنے چہرے پر ڈال دیتیں اور جب قافلے گذر جاتے تو پھر چہرے سے پردہ اٹھا دیتی تھیں۔" (ابوداؤد)

شرح: ...... حالت احرام میں نقاب پہننا منع ہے، یہ حدیث اس سے ٹکراتی نہیں، کیونکہ یہ صورت نقاب کی نہیں بلکہ کپڑا چہرے سے علیحدہ رہتا تھا اور گزرنے والوں سے چہرہ چھپ بھی جاتا تھا۔ (عون المعبود: ۲/۱۰۴)

٣٢٤٥۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَتْ كُنْتُ أُطَيِّبُ النَّبِيَّ ﷺ قَبْلَ أَنْ يُحْرِمَ وَيَوْمَ النَّحْرِ قَبْلَ أَنْ يَطُوْفَ بِالْبَيْتِ بِطِيْبٍ فِيْهِ مِسْكٌ. (رواه مسلم، ١١٩١)

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ احرام سے پہلے میں ہی نبی کریم ﷺ کو خوشبو لگاتی اور قربانی کے دن کعبہ کا طواف کرنے سے پہلے بھی خوشبو لگاتی اور اس خوشبو میں کستوری بھی شامل ہوتی تھی۔

٣٢٤٦۔ وفي رواية: بِذَرِيْرَةٍ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ لِلْحِلِّ وَالإِحْرَامِ. (رواه للبخاري، ٥٩٣٠)

اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے حج الوداع میں زریرہ نامی خوشبو لگائی۔

٣٢٤٧۔ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ ﷺ عَنِ الرَّجُلِ يَتَطَيَّبُ ثُمَّ يُصْبِحُ مُحْرِمًا فَقَالَ مَا أُحِبُّ أَنْ أُصْبِحَ مُحْرِمًا أَنْضَخُ طِيْبًا لَأَنْ أَطَّلِيَ بِقَطِرَانٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَفْعَلَ ذٰلِكَ فَدَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ ﷺ فَأَخْبَرْتُهَا أَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ مَا أُحِبُّ أَنْ أُصْبِحَ مُحْرِمًا أَنْضَخُ طِيْبًا لَأَنْ أُطَّلِيَ بِقَطِرَانٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَفْعَلَ ذٰلِكَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ أَنَا طَيَّبْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ عِنْدَ إِحْرَامِهِ ثُمَّ طَافَ فِيْ نِسَائِهِ ثُمَّ

ابن منتشر نے کہا: میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اس مرد کے بارے میں سوال کیا جو خوشبو لگاتا ہے اور پھر وہ احرام باندھتا ہے تو انہوں نے کہا: میں تو پسند نہیں کرتا کہ خوشبو لگاؤں اور پھر میں احرام باندھوں اور مجھ سے خوشبو مہک رہی ہو۔ اگر میں اپنے اوپر کوتار لگا دوں تو یہ مجھے زیادہ پسند ہے ایسا کرنے سے۔ پھر میں ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کے قول کی ان کو خبر دی تو انہوں نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کو خوشبو لگاتی تھی جب آپ نے احرام باندھنا تھا پس آپ ﷺ اپنی ازواج مطہرات کے پاس گئے اور صبح کو احرام باندھا اور آپ ﷺ سے خوشبو مہک رہی تھی۔

(٣٢٤٥) مسلم: ١١٩١۔ بخاری: ٥٩٢٣۔ ترمذی: ١٢٩٨۔ نسائی: ٢٧٠٥۔ ابوداؤد: ١٧٤٦۔ ابن ماجہ: ٣٠٨٣۔ احمد: ٢٥٨٦٤۔ موطا: ٧٢٧۔ دارمی: ١٨٠٣۔

(٣٢٤٦) بخاری: ٥٩٣٠۔ مسلم: ١١٩٢۔ ترمذی: ٩٦٢۔

(٣٢٤٧) مسلم: ١١٩٢۔ بخاری: ٢٧٠۔ ترمذی: ١٢٩٨۔ نسائی: ٢٧٠٥۔ ابوداؤد: ١٧٤٦۔ ابن ماجہ: ٣٠٨٣۔ احمد: ٢٥٨٦٤۔ موطا: ٧٢٧۔ دارمی: ١٨٠٣۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

أَصْبَحَ مُحْرِماً. (رواه مسلم، ١١٩٢)

٣٢٤٨ـ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ رَأَيْتُ وَبِيْصَ الطِّيْبِ فِي مَفَارِقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَثَلاثٍ. (رواه النسائي، ٢٧٠٢)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے سر کی مانگ میں خوشبو کی چمک دیکھی، تین دن گذرنے کے بعد۔

٣٢٤٩ـ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رضي الله عنها قَالَتْ كُنَّا نَخْرُجُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى مَكَّةَ فَنُضَمِّدُ جِبَاهَنَابِالسُّكِّ الْمُطَيَّبِ عِنْدَ الإِحْرَامِ فَإِذَا عَرِقَتْ إِحْدَانَا سَالَ عَلَى وَجْهِهَا فَيَرَاهُ النَّبِيُّ ﷺ فَلايَنْهَاهَا. (رواه أبوداود، ١٨٣٠)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ مکرمہ کی طرف نکلتے تو اپنے چہروں کو خوشبو لگی اوڑھنی سے ڈھانپتے تھے جب ہم احرام باندھتے۔ جب ہم میں سے کسی کو پسینہ آتا تو اس کے منہ پر سے خوشبو بہنے لگتی۔ رسول اللہ ﷺ دیکھتے اور ہمیں منع نہ کرتے تھے۔ (ابوداؤد)

٣٢٥٠ـ عَنْ أَسْلَمَ مَوْلَى عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ أَنَّ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ وَجَدَرِيْحَ طِيْبٍ وَهُوَبِالشَّجَرَةِ فَقَالَ مِمَّنْ رِيْحُ هٰذَا الطِّيْبِ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ مِنِّي يَاأَمِيْرَالْمُؤْمِنِيْنَ فَقَالَ مِنْكَ لَعَمْرُاللّٰهِ فَقَالَ مُعَاوِيَةُإِنَّ أُمَّ حَبِيْبَةَ طَيَّبَتْنِي يَاأَمِيْرَالْمُؤْمِنِيْنَ فَقَالَ عُمَرُعَزَمْتُ عَلَيْكَ لَتَرْجِعَنَّ فَلْتَغْسِلَنَّهُ. (رواه مالك، ٧٢٩)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ درخت کے پاس بیٹھے تھے کہ عمدہ خوشبو آئی تو انہوں نے کہا: یہ خوشبو کس سے آرہی ہے؟ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھ سے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! تجھ سے ہی آتی تھی۔ اس نے کہا: اے امیر المومنین! یہ خوشبو ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے مجھے لگائی۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تجھے حکم دیتا ہوں کہ جا کر اس کو دھو کر صاف کر دے۔

٣٢٥١ـ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَكَفَّنَ ابْنَهُ وَاقِدَبْنَ عَبْدِ اللّٰهِ وَمَاتَ بِالْجُحْفَةِ مُحْرِماً وَخَمَّرَرَأْسَهُ وَوَجْهَهُ وَقَالَ لَوْلاَ أَنَاحَرَمٌ لَطَيَّبْنَاهُ. (رواه مالك، ٧٢٤)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے واقد کو کفن پہنایا۔ وہ مقام جحفہ میں احرام کی حالت میں فوت ہوا تھا۔ اس کا سر اور منہ ڈھانپ دیا اور کہا کہ اگر یہ احرام کی حالت میں فوت نہ ہوا ہوتا تو ہم اس کو خوشبو بھی لگاتے۔

(٣٢٤٨) نسائی: ٢٧٠٢۔ صحیح الاسناد، البانی: ٢٥٣٢۔ ابوداؤد: ١٧٤٦۔ ابن ماجه: ٣٠٨٣۔ احمد: ٢٥٨٦٤۔ موطا: ٧٢٧۔ دارمی: ١٨٠٣۔

(٣٢٤٩) ابوداؤد: ١٨٣٠۔ صحیح، البانی: ١٦١٥۔ احمد: ٢٣٩٨١۔

(٣٢٥٠) موطا: ٧٢٩۔

(٣٢٥١) موطا: ٧٢٤۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

٣٢٥٢۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَدَّهِنُ بِالزَّيْتِ وَهُوَ مُحْرِمٌ غَيْرَ الْمُقَتَّتِ. (رواه، ٩٦٢)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ احرام کی حالت میں غیر خوشبودار تیل لگاتے تھے۔ (ترمذی)

٣٢٥٣۔ ولرزين: كَانَ يَدَّهِنُ غَيْرَ مُقَتَّتٍ، يَعْنِي غَيْرَ مُطَيَّبٍ، وَالْقَتُّ تَطَيُّبُ الدُّهْنِ بِالرَّيْحَانِ.

اور رزین کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایسا تیل لگاتے تھے جس میں خوشبو کی ملاوٹ نہ ہوتی تھی اور القت اس خوشبو دار تیل کو کہا جاتا ہے جس میں ریحان کو ملایا گیا ہو۔

٣٢٥٤۔ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَشُمُّ الْمُحْرِمُ الرَّيْحَانَ وَيَنْظُرُ فِي الْمِرْآةِ وَيَتَدَاوَى بِمَا يَأْكُلُ الزَّيْتَ وَالسَّمْنَ. (للبخاري تعليقا)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: احرام والا خوشبو سونگھ سکتا ہے، شیشہ دیکھ سکتا ہے اور کھانے کی ادویات کھا سکتا ہے اور روغنِ زیتون اور گھی کھا سکتا ہے۔

شرح: ......ان تمام احادیث سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ احرام باندھتے وقت یعنی جب احرام باندھنے کا ارادہ ہو تو احرام کو یا جسم کو خوشبو لگانا مستحب ہے۔ احرام باندھنے کے بعد منع ہے، اس طرح خوشبو لگائی ہو بعد میں اس کی مہک یا رنگت باقی رہ بھی جائے تو کوئی حرج نہیں۔

اسی طرح طواف زیارت سے پہلے جب بھی احرام کھولنا ہو اسے خوشبو لگائیں تو مستحب ہے، جن روایات یا اقوال میں ممانعت آئی ہے، وہ پہلے والے ہیں، بعد والی احادیث سے اس کا جواز اور استحباب ثابت ہوتا ہے۔ (مرعاة: ٦/ ٣١٦) حالت احرام میں خوشبودار پھول سونگھنا، تیل لگانا اور آئینہ دیکھنا جائز ہے۔

٣٢٥٥۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ وَالْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ أَنَّهُمَا اخْتَلَفَا بِالأَبْوَاءِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ يَغْسِلُ الْمُحْرِمُ رَأْسَهُ وَقَالَ الْمِسْوَرُ لَا يَغْسِلُ الْمُحْرِمُ رَأْسَهُ فَأَرْسَلَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ إِلَى أَبِي أَيُّوبَ الأَنْصَارِيِّ أَسْأَلُهُ عَنْ ذٰلِكَ فَوَجَدْتُهُ يَغْسِلُ بَيْنَ الْقَرْنَيْنِ

مقام ابواء میں ابن عباس رضی اللہ عنہما اور مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ کے درمیان اختلاف پیدا ہوا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: صاحبِ احرام سر دھو سکتا ہے اور مسور نے کہا: وہ سر نہیں دھوتا۔ مجھے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس روانہ کیا اور میں نے ان کو اپنے سر کو کنویں کی دو کھڑکیوں کے درمیان دھوتے دیکھا، انہوں نے کپڑے کا پردہ کر رکھا تھا۔ میں نے

(٣٢٥٢) ترمذی: ٩٦٢۔ ضعيف الاسناد: ١٦٣۔ ابن ماجه: ٣٠٨٣۔ احمد: ٦٢٨٦.

(٣٢٥٣) رزين۔

(٣٢٥٤) بخاری تعليقا.

(٣٢٥٥) مسلم: ١٢٠٥۔ بخاری: ١٨٤٠۔ نسائی: ٢٦٦٥۔ ابوداؤد: ١٨٤٠۔ ابن ماجه: ٢٩٣٤۔ احمد: ٢٣٠٦٦۔ مؤطا: ٧١٢۔ دارمی: ١٧٩٣.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَهُوَيَسْتَتِرُبِثَوْبٍ قَالَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَنْ هٰذَا فَقُلْتُ أَنَاعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حُنَيْنٍ أَرْسَلَنِي إِلَيْكَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ أَسْأَلُكَ كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَغْسِلُ رَأْسَهُ وَهُوَمُحْرِمٌ فَوَضَعَ أَبُوْأَيُّوْبَ رضي الله عنه يَدَهُ عَلَى الثَّوْبِ فَطَأْطَأَهُ حَتّٰى بَدَالِي رَأْسَهُ ثُمَّ قَالَ لِأَنْسَانٍ يَصُبُّ اصْبُبْ فَصَبَّ عَلَى رَأْسِهِ ثُمَّ حَرَّكَ رَأْسَهُ بِيَدَيْهِ فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَثُمَّ قَالَ هٰكَذَا رَأَيْتُهُ ﷺ يَفْعَلُ . وَقَالَ فَأَمَرَأَبُوْأَيُّوْبُ بِيَدَيْهِ عَلَى رَأْسِهِ جَمِيْعاً عَلَى جَمِيْعِ رَأْسِهِ فَأَقْبَلَ بِهِمَاوَأَدْبَرَفَقَالَ الْمِسْوَرُ لِإِبْنِ عَبَّاسٍ لَأُمَارِيْكَ أَبَداً. (لمسلم، ١٢٠٥)

ان کو سلام کیا تو انہوں نے کہا: کون؟ میں نے کہا: عبداللہ بن حنین ہوں۔ مجھے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بھیجا ہے وہ تم سے پوچھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بحالتِ احرام سر کو دھوتے تھے؟ تو ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ کپڑے پر رکھا اور اس کو نیچے کیا اس قدر کہ ان کا سر نظر آنے لگا۔ پھر اس انسان کو کہا جو اس پر پانی بہا رہا تھا کہ "میرے سر پر پانی ڈال" چنانچہ اس نے ڈالا اور اس نے اپنے دونوں ہاتھوں سے سر کو حرکت دی اور آگے سے ہاتھوں کو پیچھے لے گئے اور پیچھے سے آگے لے آئے اور کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس طرح سر دھوتے دیکھا ہے تو مسور نے کہا: اے ابن عباس! میں کبھی تیرے ساتھ مسائل میں اختلاف نہیں کروں گا۔

٣٢٥٦۔ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ تَجَرَّدَ لِأَهْلَالِهِ وَاغْتَسَلَ . (رواه الترمذي، ٨٣٠)

خارجہ بن زید اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حج کی نیت باندھنے کے لیے کپڑے اتار کر غسل فرمایا۔ (ترمذی)

٣٢٥٧۔ ولرزين: أَنَّهُ اِغْتَسَلَ لِإِحْرَامِهِ وَلِطَوَافِهِ بِالْبَيْتِ وَلِوُقُوْفِهِ بِعَرَفَةَ .

رزین کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے احرام باندھنے کے لیے بھی غسل کیا اور طواف کعبہ کے لیے بھی اور عرفات میں ٹھہرنے کے لیے بھی۔

شرح: ...... احرام باندھنے سے پہلے غسل کرنا مستحب ہے تاکہ نظافت اور طہارت حاصل ہو، بدبو نہ آئے اور لوگ اذیت نہ پائیں۔

٢۔ دوران احرام نہانا اور سر دھونا جائز ہے۔

٣۔ عرفات میں جانے سے پہلے بھی غسل کرنا مستحب ہے اور طواف سے پہلے بھی غسل کرنا مستحب ہے۔ (مرعاة: ٦/ ٣٥٨)

(٣٢٥٦) ترمذی: ٨٣٠۔ صحیح، البانی: ٦٦٤۔ دارمی: ١٧٩٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

٣٢٥٨ــــ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَبَّدَ رَأْسَهُ بِالْعَسَلِ. (رواه أبو داود، ١٧٤٨)

''ابن عمر کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے شہد کے ساتھ سر کے بالوں کو چمٹا دیا۔

شرح: ......تلبید، لیپ کرنے کو کہتے ہیں، یا ل کسی چیز کے ساتھ چپکا دینا تا کہ بکھر نہ جائیں، اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حالت احرام میں کسی چیز کے ساتھ بال چپکا دیں تو جائز ہے، احناف اجازت نہیں دیتے مگر ان کی رائے صریح حدیث سے ٹکرا رہی ہے۔(مرعاة: ٦/ ٣٦٠)

٣٢٥٩ــــ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما يَدْخُلُ الْمُحْرِمُ الْحَمَّامَ. (للبخاری تعليقا)

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: صاحبِ احرام حمام میں داخل نہیں ہوگا۔(بخاری نے ترجمہ میں ذکر کیا)

٣٢٦٠ــــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ احْتَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ فِي رَأْسِهِ مِنْ صُدَاعٍ كَانَ بِهِ أَوْشَيْءٍ كَانَ بِهِ بِمَاءٍ يُقَالُ لَحْيُ جَمَلٍ. (رواه أحمد ٢٣٥١)

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے درد کی وجہ سے سر سے خون نکالنے کے لیے سینگی لگوائی۔ اور آپ ﷺ حالتِ احرام میں تھے۔ آپ ﷺ اس پانی پر تھے جس کو جمل والوں کا پانی کہتے تھے۔

٣٢٦١ــــ عَنِ ابْنِ بُحَيْنَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ احْتَجَمَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ بِلَحْيِ جَمَلٍ فِي وَسَطِ رَأْسِهِ. (رواه رواه البخاري ١٨٣٦)

سیّدنا عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حالتِ احرام میں سر کے درمیان سینگی لگوائی۔

٣٢٦٢ــــ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ احْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ عَلَى ظَهْرِ الْقَدَمِ مِنْ وَجَعٍ كَانَ بِهِ. (رواه أبوداود ١٨٣٧)

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے احرام کی حالت میں پاؤں کی پشت پر موچ کے درد کی وجہ سے سینگی لگوائی۔

٣٢٦٣۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ لَا يَحْتَجِمُ الْمُحْرِمُ إِلَّا مِمَّا لَا بُدَّ لَهُ مِنْهُ. (رواه مالك ٧٨٥)

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: صاحبِ احرام سینگی نہیں لگوائے گا، مگر اضطراری حالت میں جب دوسرا کوئی چارۂ کار نہ رہے۔

(٣٢٥٨) ابوداؤد: ١٧٤٨۔ ضعيف الباني۔ بخاری: ٥٩١٥۔ مسلم: ١١٨٤۔ نسائی: ٢٦٨٣۔ ابن ماجه: ٣٠٤٧۔ احمد: ٦١١١.

(٣٢٥٩) بخاری تعلیقاً.

(٣٢٦٠) احمد: ٢٣٥١۔ بخاری: ٥٧٠١۔ مسلم: ١٤١٠۔ ترمذی: ٨٤٣۔ نسائی: ٣٢٧٤۔ ابوداؤد: ٢٣٧٣۔ ابن ماجه: ٣٠٨١۔ دارمی: ١٨٢٢.

(٣٢٦١) بخاری: ١٨٧٦۔ مسلم: ١٢٠٣۔ نسائی: ٢٨٥٠۔ ابن ماجه: ٣٤٨١۔ احمد: ٢٢٤١٦۔ دارمی: ١٨٢٠.

(٣٢٦٢) ابوداؤد: ١٨٣٧۔ صحيح، البانی: ١٦٢١۔ احمد: ١٣٤٠٤.

(٣٢٦٣) موطا: ٧٨٥.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

شرح: نبی ﷺ نے حالت احرام میں سینگی لگوائی تھی۔ سر پر بھی اور قدم پر بھی۔ یہ جائز ہے، خواہ عذر سے ہو خواہ بغیر عذر کے ہو، اگر سر سے کچھ بال کاٹ کر لگوائی ہو تو فدیہ نہیں۔ کیونکہ سارا سر منڈوائیں تو فدیہ پڑتا ہے۔
امام مالک رحمہ اللہ سے جو ممانعت کا آیا ہے وہ سینگی کو جائز قرار دیتے ہیں، مگر اس وجہ سے پسند نہیں کرتے کہ کمزوری ہو جانے کی صورت میں ارکانِ حج متاثر ہوں گے اس لیے وہ عذر کے بغیر سینگی نہ لگوانے کا نظریہ رکھتے ہیں، بہرصورت یہ امام صاحب کی رائے ہے اس پر رسول اکرم ﷺ کا عمل غالب ہوگا۔ (مرعاۃ: ۷/ ۱۸۸)

٣٢٦٤۔ عَنْ نُبَيْهِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ أَبَانَ بْنَ عُثْمَانَ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِمَلَلٍ إِشْتَكَى عُمَرُبْنُ عُبَيْدِ اللهِ عَيْنَيْهِ فَلَمَّا كُنَّا بِالرَّوْحَاءِ اشْتَدَّ وَجَعُهُ فَأَرْسَلَ إِلَى أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ يَسْأَلُهُ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ أَنِ اضْمِدْهُمَا بِالصَّبْرِ فَإِنَّ عُثْمَانَ رضي الله عنه حَدَّثَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي الرَّجُلِ إِذَا اشْتَكَى عَيْنَيْهِ وَهُوَ مُحْرِمٌ ضَمَّدَهُمَا بِالصَّبْرِ. (رواه مسلم ١٢٠٤)

نبیہ بن وہب بیان کرتے ہیں کہ عمر بن عبیداللہ کی آنکھیں دکھ گئیں جبکہ وہ بحالتِ احرام تھا۔ اور اس نے آنکھوں میں سرمہ ڈالنے کا ارادہ کیا تو اس کو ابان بن عثمان نے منع کیا اور حکم دیا کہ دونوں آنکھوں کے اوپر صبر کا ضماد کر دے اور اس نے بیان کیا کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ ایسا ہی کرتے تھے۔

شرح: ...ضماد، علاج کرنے کو کہتے ہیں، صبر بوٹی سے مراد ایلوا ہے۔ اس کا رس نکالتے ہیں اور پانی میں ملا کر آنکھوں میں قطرہ ڈالتے ہیں، یا پھر یہ بوٹی آنکھوں پر باندھتے ہیں۔ دورانِ احرام صبر بوٹی سے علاج کرنا جائز ہے۔ اس کی چہرے پر لیپ بھی جائز ہے چونکہ اس میں خوشبو نہیں ہوتی اس لیے اس کا کوئی فدیہ نہیں۔ (مرعاۃ: ۷/ ۱۹۱)

٣٢٦٥۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَزَوَّجَ مَيْمُونَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ. (رواه للترمذى ٨٤٢)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی ﷺ نے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے عقد کیا جبکہ آپ ﷺ احرام کی حالت میں تھے۔

٣٢٦٦۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تَزَوَّجَ النَّبِيُّ ﷺ مَيْمُونَةَ فِي عُمْرَةِ الْقَضَاءِ. (رواه البخارى ٤٢٥٩)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے عقد کیا عمرۂ قضا کے وقت۔

(٣٢٦٤) مسلم: ١٢٠٤۔ ترمذی: ٩٥٢۔ نسائی: ٢٧١١۔ ابوداؤد: ١٨٣٨۔ احمد: ٤٩٩۔ دارمی: ١٩٣٠۔

(٣٢٦٥) ترمذی: ٨٤٢۔ شاذ، البانی: ١٤٤۔ بخاری: ١٨٣٧۔ مسلم: ١٤١٠۔ نسائی: ٣٢٧٤۔ ابوداؤد: ١٨٤٤۔ ابن ماجہ: ١٩٦٥۔ احمد: ٣٤٠٢۔ دارمی: ١٨٢٢۔

(٣٢٦٦) بخاری: ٤٢٥٩۔ مسلم: ١٤١٠۔ ترمذی: ٨٤٤۔ نسائی: ٢٨٤١۔ ابوداؤد: ١٨٤٤۔ ابن ماجہ: ١٩٦٥۔ احمد: ٣٤٠٢۔ دارمی: ١٨٢٢۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

٣٢٦٧۔ وفي رواية: وَهُمَا مُحْرِمَان.
(رواه النسائي ٢٨٣٩)

اور دوسری روایت ہے کہ دونوں احرام کی حالت میں تھے۔

٣٢٦٨۔ وفي أخرى: تَزْوِيجُهَا وَهُوَ مُحْرِمٌ ثُمَّ بَنَى بِهَا وَهُوَ حَلَالٌ بِسَرِفَ فِي طَرِيقِ مَكَّةَ وَمَاتَتْ مَيْمُونَةُ بِسَرِفَ حَيْثُ بَنَى بِهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَدُفِنَتْ بِسَرِفَ (رواه الترمذي ٨٤٤. قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ: وَهِمَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِي تَزْوِيجِ مَيْمُونَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ)

اور روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ان سے عقد کیا جبکہ آپ ﷺ حالتِ احرام میں تھے اور ان کی رخصتی کرائی جبکہ حالتِ حلال میں تھے اور میمونہ رضی اللہ عنہا کی وفات مقام سرف میں ہوئی۔ اور ابن مسیب نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کو وہم ہوا ہے کہ آپ ﷺ نے حالتِ احرام میں میمونہ رضی اللہ عنہا سے عقد کیا ہے۔“

٣٢٦٩۔ عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ تَزَوَّجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَيْمُونَةَ وَهُوَ حَلَالٌ وَبَنَى بِهَا وَهُوَ حَلَالٌ وَكُنْتُ أَنَا الرَّسُولُ فِيمَا بَيْنَهُمَا.
(رواه الترمذي ٨٤١)

ابو رافع کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے بحالتِ حلال عقد کیا ہے اور انکی رخصتی ہوئی تو آپ ﷺ بحالتِ حلال تھے اور میں ان کے درمیان قاصد تھا۔ (ترمذی)

٣٢٧٠۔ عَنْ مَيْمُونَةَ قَالَتْ تَزَوَّجَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ وَنَحْنُ حَلَالَانِ بِسَرِفَ (رواه ابوداود ١٨٤٣)

سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی ﷺ نے مجھ سے مقام سرف میں عقد کیا اور ہم بحالتِ حلال تھے۔

٣٢٧١۔ وفي رواية: تزوجها وهو حلال، وبنى بها وهو حلال، وماتت بسرف ودفنها في الظلة التي بنى بها فيها.

اور ایک روایت میں ہے آپ ﷺ نے ان سے نکاح کیا جبکہ وہ بحالت حلال تھے اور ان کی رخصتی بھی حالت حلال میں ہوئی اور وہ مقام سرف میں فوت ہوئیں، اور اسی سائبان کے نیچے انہیں دفن کیا گیا جس میں وہ رخصت ہو کر آئی تھیں۔

(٣٢٦٧) نسائی: ٢٨٣٩۔ شاذ، البانی: ١٨١۔ بخاری: ٥١١٤۔ مسلم: ١٤١٠۔ ترمذی: ٨٤٤۔
(٣٢٦٨) ترمذی: ٨٤٤۔ سکت عنه الشيخ الالباني، وهو با الضعيف برقم: ١٤٦۔ بخاری: ١٨٣٧۔ مسلم: ١٤١٠۔ نسائی: ٣٢٧٤۔ ابوداؤد: ١٨٤٤۔ ابن ماجه: ١٩٦٥۔ احمد: ٣٤٠٢۔ دارمی: ١٨٢٢۔
(٣٢٦٩) ترمذی: ٨٤١۔ ضعیف، البانی، لكن الشطر الاول منه صحيح من الطريق: ١٤٣۔ احمد: ٢٦٦٥٦۔ مؤطا: ٧٧٩۔ دارمی: ١٨٢٥۔
(٣٢٧٠) ابوداؤد: ١٨٤٣۔ صحيح البانی: ١٦٢٦۔ مسلم: ١٤١١۔ ترمذی: ٨٤٥۔ ابن ماجه: ١٩٦٤۔ احمد: ٢٦٣٠١۔ دارمی: ١٨٢٤۔
(٣٢٧١) احمد: ٢٦٢٨٨۔ مسلم: ١٤١١۔ ترمذی: ٨٤٥۔ ابوداؤد: ١٨٤٣۔ ابن ماجه: ١٩٦٤۔ دارمی: ١٨٢٤۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

۳۲۷۲ـ سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بَـعَـثَ أَبَـا رَافِـعٍ مولاه وَرَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ فَـزَوَّجَاهُ مَيْمُونَةَ بِنْتَ الْحَارِثِ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِالْمَدِينَةِ قَبْلَ أَنْ يَخْرُجَ. (لمالك)

سلیمان بن یسار کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا آزاد کردہ غلام ابورافع اور انصار میں سے ایک آدمی بھیجا۔ پس ان دونوں نے میمونہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا کا مدینہ میں عقد کرا دیا۔ حج کے لیے نکلنے سے پہلے۔

۳۲۷۳ـ عُثْمَانُ: لَا يَـنْـكِحُ الْمُحْرِمُ وَلَا يُنْكِحُ وَلَا يَخْطُبُ. (للستة إلا البخاري)

سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں: ''صاحب احرام نہ نکاح کراتا ہے نہ اس کا نکاح کرایا جاتا ہے اور نہ وہ منگنی کرتا ہے۔ (بخاری کے علاوہ چھ نے اس کو بیان کیا)

۳۲۷٤ـ وزاد مالك: وعن ابن عمر موقوفًا: وَلَا يَخْطُبُ عَلَى نَفْسِهِ وَلَا عَلَى غَيْرِهِ.

امام مالک رحمہ اللہ نے زیادہ کیا ہے، وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما پر موقوف روایت بیان کرتے ہیں کہ صاحب احرام نہ تو اپنی منگنی کراتا ہے نہ دوسرے کی۔

۳۲۷٥ـ أبو غَطَفَانَ الْمُرِّي: أَنَّ أَبَاهُ تَزَوَّجَ امْرَأَةً وَهُوَ مُحْرِمٌ فَرَدَّ عُمَرُ نِكَاحَهُ. لمالك.

ابوعطفان مری کہتے ہیں کہ اس کے باپ نے ایک عورت سے بحالت احرام نکاح کیا تو سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا نکاح مسترد کر دیا۔

شرح: ......۱۔ احرام کی حالت میں نہ تو آدمی یا عورت اپنا نکاح کرے اور نہ ہی کسی دوسرے کا نکاح کرے، یہ حرام ہے۔

۲۔ اسی طرح حالت احرام میں پیغام نکاح بھیجنا بھی حرام ہے، جو ائمہ یہ کہتے ہیں کہ حالت احرام میں نکاح کرنا یا دوسرے کا کروانا یا پیغام نکاح بھیجنا جائز ہے ان کے دلائل مضبوط نہیں، نہ ہی واضح ہیں۔

۳۔ باقی رہی بات حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی شادی کی۔ اس بارے میں یہ بھی ہے نبی ﷺ اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا دونوں حالت حلال میں تھے، ایک قول ہے کہ دونوں حالت احرام میں تھے۔ صحیح ترین بات یہ ہے کہ نبی ﷺ نے جب شادی کی تھی نہ تو حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا حالت احرام میں تھیں اور نہ ہی رسول اکرم ﷺ حالت احرام میں تھے، اس وقت آپ نے احرام نہ باندھا تھا، جب ذوالقعدہ میں عمرہ قضا ادا کر لیا تو سرف جگہ میں مدینہ واپسی پر سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس داخل ہوئے تو اس نکاح کو شہرت اس وقت ملی تو لوگوں نے یہ سمجھا کہ آپ ﷺ کا نکاح حالت احرام میں ہوا تھا۔ دراصل

(۳۲۷۲) موطا: ۱٤۰۹۔ ترمذی: ۸٤۱۔ احمد: ۲٦٦٤٤۔ دارمی: ۱۸۲٥.
(۳۲۷۳) مسلم: ۱٤۰۹۔ ترمذی: ۸٤۰۔ نسائی: ۲۷۷٦۔ ابوداؤد: ۱۸٤۱۔ ابن ماجہ: ۱۹٦٦۔ احمد: ٥۳٥۔ موطا: ۷۸۰۔ دارمی: ۲۱۹۸.
(۳۲۷٤) موطا: ۷۸۲. (۳۲۷٥) موطا: ۷۸۱.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بات مناسب یہی ہے کہ آپ ﷺ کا نکاح حالت احرام سے پہلے ہوا تھا، شہرت بعد میں ہوئی۔ لہٰذا ثابت ہوا حالت احرام میں نکاح کے جواز پر اس سے دلیل لینا بے وزن ہے، یہ نکاح حالت احرام میں ہوا ہی نہیں۔ (مرعاۃ: ۷/ ۱۸۶)

٣٢٧٦۔ أَبو قَتَادَةَ: كُنْتُ يَوْمًا جَالِسًا مَعَ (رِجَالٍ) مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فِي مَنْزِلٍ فِي طَرِيقِ مَكَّةَ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ أَمَامَنَا وَالْقَوْمُ مُحْرِمُونَ وَأَنَا غَيْرُ مُحْرِمٍ عام الحديبية (فَأَبْصَرُوا) حِمَارًا وَحْشِيًّا وَأَنَا مَشْغُولٌ أَخْصِفُ نَعْلِي، فَلَمْ يُؤْذِنُونِي وَأَحَبُّوا لَوْ أَنَّنِي (أَبْصَرْتُهُ) وَالْتَفَتُّ فَأَبْصَرْتُهُ فَقُمْتُ إِلَى الْفَرَسِ فَأَسْرَجْتُهُ، ثُمَّ رَكِبْتُ وَنَسِيتُ السَّوْطَ (وَالرُّمْحَ) فَقُلْتُ لَهُمْ: نَاوِلُونِي السَّوْطَ وَالرُّمْحَ، قَالُوا: وَاللهِ لَا نُعِينُكَ عَلَيْهِ، فَغَضِبْتُ (فَنَزَلْتُ) فَأَخَذْتُهُمَا، ثُمَّ رَكِبْتُ، فَشَدَدْتُ عَلَى الْحِمَارِ فَعَقَرْتُهُ، ثُمَّ جِئْتُ بِهِ وَقَدْ مَاتَ (فَوَقَعُوا) فِيهِ يَأْكُلُونَهُ، ثُمَّ إِنَّهُمْ شَكُّوا فِي أَكْلِهِمْ إِيَّاهُ وَهُمْ حُرُمٌ، فَرُحْنَا وَخَبَأْتُ الْعَضُدَ (مَعِي) فَأَدْرَكْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ فَسَأَلْنَاهُ عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَ: ((هل (مَعَكُمْ) مِنْهُ شَيْءٌ؟)) فَقُلْتُ: نَعَمْ. فَنَاوَلْتُهُ الْعَضُدَ، فَأَكَلَهَا وَهُوَ مُحْرِمٌ. (للستة)

سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مکہ کے راستے پر ایک منزل پر نبی ﷺ کے صحابہ میں سے چند مردوں کے ساتھ میں بیٹھا ہوا تھا اور رسول اللہ ﷺ ہم سے آگے جا چکے تھے، میرے ساتھ کے لوگوں نے احرام باندھا تھا اور میں نے احرام نہیں باندھا تھا اور یہ حدیبیہ کے سال کا واقعہ ہے۔ لوگوں نے نیل گائے دیکھی اور میں اپنے جوتے گانٹھنے میں مصروف تھا۔ انہوں نے مجھے نہیں بتایا اور وہ چاہتے تھے کہ میں خود ہی دیکھوں۔ میری نگاہ اٹھی تو میں نے دیکھ لی، پس میں نے اپنے گھوڑے پر زین کسی، سوار ہوا، اور کوڑا اور نیزہ لینا بھول گیا۔ میں نے ان کو کہا: مجھے کوڑا اور نیزہ پکڑا دو۔ تو انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! اس پر ہم تیری مدد نہیں دیں گے۔ میں غصے سے اترا اور وہ لے لیے۔ اور سوار ہو کر نیل گائے پر حملہ آور ہوا، اور اس کی پچھاڑ کاٹ ڈالیں اور میں اس کو لے کر آیا جبکہ وہ مر چکا تھا، تو وہ سب اس کو کھانے لگے پھر ان کو اس کے کھانے میں شبہ ہوا کیونکہ وہ حالت احرام میں تھے۔ اس کی ایک ران میں نے اپنے ساتھ اٹھا لی اور ہم چل پڑے اور رسول اللہ ﷺ سے جا ملے اور ہم نے آپ ﷺ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: کیا اس میں سے تمہارے پاس کچھ بچا ہے، میں نے کہا ہاں۔ پس میں نے وہ ران آپ کو دے دی تو آپ ﷺ نے اس کو کھایا جبکہ آپ احرام کی حالت میں تھے۔ (چھ نے اس کو بیان کیا ہے)

(۳۲۷۶) بخاری: ۲۵۷۰۔ مسلم: ۱۱۹۶۔ ترمذی: ۸۴۷۔ نسائی: ۲۸۲۵۔ ابوداؤد: ۱۸۵۲۔ ابن ماجہ: ۳۰۹۳۔ احمد: ۲۲۱۱۱۸۔ مؤطا: ۷۸۸۔ دارمی: ۱۸۲۷۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

٣٢٧٧۔ ومن رواياته: (فَأَكَلْنَا) مِنْ لَحْمِهِ وَخَشِينَا أَنْ نُقْتَطَعَ فَطَلَبْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَرْفَعُ (فَرَسِي) شَأْوًا، وَأَسِيرُ شَأْوًا فَلَقِيتُ رَجُلًا مِنْ بَنِي غِفَارٍ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ، قُلْتُ: (أَيْنَ تَرَكْتَ) النَّبِيَّ ﷺ؟ قَالَ: تَرَكْتُهُ بِتَعْهَنَ وَهُوَ قَائِلٌ السُّقْيَا، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ (اللهِ، إِنَّ) أَصْحَابَكَ يَقْرَءُونَ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَرَحْمَةَ اللهِ، إِنَّهُمْ قَدْ خَشُوا أَنْ يُقْتَطَعُوا (دُونَكَ) فَانْتَظِرْهُمْ ففعل، قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ، أَصَبْتُ حِمَارَ وَحْشٍ وَعِنْدِي (مِنْهُ فَاضِلَةٌ) فَقَالَ لِلْقَوْمِ: ((كُلُوا)). وَهُمْ مُحْرِمُونَ. (البخاري: ١٧٢٣)

اوران کی روایات میں سے ہے، پس ہم نے اس کا گوشت کھایا اور ہمیں فوج سے جدا رہنے کا خوف پیدا ہوا تو میں نبی ﷺ کی تلاش میں نکلا، کبھی اپنے گھوڑے کو تیز دوڑاتا اور کبھی آہستہ کر دیتا، پس رات کی تاریکی میں بنوغفار میں سے ایک مرد مجھے ملا تو میں نے اس کو کہا: تو نے رسول اللہ ﷺ کو کہاں چھوڑا ہے؟ اس نے کہا: میں نے آپ ﷺ کو مقام تعہن میں چھوڑا ہے اور آپ ﷺ قیلولہ مقام سقیا میں کریں گے۔ پس میں آپ ﷺ کے پاس گیا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ کے صحابہ آپ کو سلام کہتے ہیں اور رحمت طلب کرتے ہیں اور وہ آپ ﷺ سے علیحدہ رہ جانے پر خوفزدہ ہیں، آپ ﷺ ان کا انتظار کریں، تو آپ نے انتظار کیا، میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! مجھے نیل گائے ملی ہے اور اس کا بچا ہوا گوشت میرے پاس ہے۔ پس آپ ﷺ نے لوگوں کو فرمایا: کھاؤ۔ اور وہ احرام کی حالت میں تھے۔

٣٢٧٨۔ وفيها: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ (بِالْقَاحَةِ) على ثلاث وَمِنَّا الْمُحْرِمُ وَمِنَّا غَيْرُ الْمُحْرِمِ فَرَأَيْتُ أَصْحَابِي يَتَرَاءَوْنَ شَيْئًا (فَنَظَرْتُ) فَإِذَا حِمَارُ وَحْشٍ. الحديث

اور ایک روایت میں ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ سے تین فرلانگ کے فاصلے پر تھے، ہم میں سے بعض نے احرام باندھا تھا اور بعض غیر محرم تھے۔ میں نے اپنے رفقاء کو دیکھا کہ وہ کوئی چیز دیکھ رہے ہیں، پس میں نے دیکھا تو وہ نیل گائے تھی۔

٣٢٧٩۔ وفيها أنه ﷺ خَرَجَ حَاجًّا (فَخَرَجُوا) مَعَهُ فَصَرَفَ طَائِفَةً مِنْهُمْ،

ایک روایت میں ہے کہ نبی ﷺ حج کے لیے نکلے تو لوگ آپ کے ساتھ گئے، ایک جماعت پیچھے رہ گئی جن میں

(٣٢٧٧) بخاری: ١٨٢١۔ مسلم: ١١٩٦۔ ترمذی: ٨٤٧۔ نسائی: ٢٨٢٥۔ ابوداؤد: ١٨٥٢۔ ابن ماجه: ٣٠٩٣۔ احمد: ٢٢١١١٨۔ موطا: ٧٨٨۔ دارمی: ١٨٢٧۔

(٣٢٧٨) بخاری: ١٨٢٣۔ مسلم: ١١٩٦۔ ترمذی: ٨٤٧۔ نسائی: ٢٨٢٥۔ ابوداؤد: ١٨٥٢۔ ابن ماجه: ٣٠٩٣۔ احمد: ٢٢١١١٨۔ موطا: ٧٨٨۔ دارمی: ١٨٢٧۔

(٣٢٧٩) بخاری: ١٨٢٤۔ مسلم: ١١٩٦۔ ترمذی: ٨٤٧۔ نسائی: ٢٨٢٥۔ ابوداؤد: ١٨٥٢۔ ابن ماجه: ٣٠٩٣۔ احمد: ٢٢١١١٨۔ موطا: ٧٨٨۔ دارمی: ١٨٢٧۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فِيهِمْ أَبُو قَتَادَةَ وقال: ((خُذُوا سَاحِلَ الْبَحْرِ حَتَّى (نَلْتَقِي))) فَأَخَذُوا سَاحِلَ الْبَحْرِ، فَلَمَّا انْصَرَفُوا أَحْرَمُوا إِلَّا أَبَا قَتَادَةَ، فَبَيْنَا هُمْ (يَسِيرُونَ) إِذْ رَأَوْا حُمُرَ وَحْشٍ، فَحَمَلَ أَبُو قَتَادَةَ عَلَى الْحُمُرِ فَعَقَرَ مِنْهَا أَتَانًا. . الحديث . وفيه: قال ﷺ: ((منكم أحد أمره أن يحمل عليها أو أشار إليها؟)) قالوا: لا . قال: ((فكلوا ما بقي من لحمها)) .

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ پس انہوں نے مشورہ کیا کہ سمندر کے کنارے چلو تاکہ جلد پہنچ جائیں، تو انہوں نے ساحل سمندر کا راستہ لیا اور آگے چل کر ابوقتادہ کے سوا ان سب نے احرام باندھا۔ وہ چل رہے تھے کہ انہوں نے نیل گائے دیکھی تو ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے حملہ کر کے اس کی پچھاڑ کاٹ ڈالی اور ہمارے پاس لے کر آیا۔ الحدیث اور اس میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم میں سے کسی نے ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کو شکار کرنے کا حکم دیا یا شکار کی طرف اشارہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں، پس آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کا بقیہ گوشت بھی کھالو۔''

٣٢٨٠ـــ الصَّعْبُ بْنُ جَثَّامَةَ: أَهْدَى إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حِمَارًا وَحْشِيًّا وَهُوَ بِالْأَبْوَاءِ . -أَوْ بِوَدَّانَ- فَرَدَّهُ عَلَيْهِ فَلَمَّا رَأَى مَا فِي وَجْهِهِ قَالَ: ((إِنَّا لَمْ نَرُدَّهُ عَلَيْكَ إِلَّا أَنَّا حُرُمٌ)) . (للستة إلا أبا دواد)

صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کو نیل گائے کا تحفہ پیش کیا گیا اس وقت آپ ﷺ مقام ابواء یا مقام ودان میں تھے تو آپ ﷺ نے قبول نہیں کیا۔ جب اس کے چہرے پر آپ ﷺ نے ناگواری کے آثار دیکھے تو فرمایا: ''ہم تیرا تحفہ مسترد نہ کرتے مگر ہم حالت احرام میں ہیں۔'' اس کو ابوداؤد کے سوا چھ نے روایت کیا۔

٣٢٨١ـــ وفي رواية: قال ابْنُ عَبَّاسٍ: إن الصعب بن جثامة أهدى للنبي ﷺ رِجْلَ حِمَارِ وَحْشٍ يَقْطُرُ دَمًا وَهُوَ بِقُدَيْدٍ مُحْرِمٌ فَرَدَّهَا عَلَيْهِ .

ایک روایت میں ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں، صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ نے نیل گائے جس کی ران سے خون بہتا تھا، نبی ﷺ کو تحفہ میں پیش کی جبکہ آپ مقام قدید میں احرام کی حالت میں تھے۔ پس آپ ﷺ نے اس کا تحفہ واپس کر دیا۔

٣٢٨٢ـــ جَابِرٌ رفعه: ((صَيْدُ الْبَرِّ لَكُمْ حَلَالٌ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ مَا لَمْ تَصِيدُوهُ أَوْ يُصَدْ

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں: ''خشکی کا شکار تمہارے لیے احرام کی حالت میں جائز ہے بشرطیکہ تم نے خود شکار نہ کیا

(٣٢٨٠) بخاری: ١٨٢٥۔ مسلم: ١١٩٦۔ ترمذی: ٨٤٧۔ نسائی: ٢٨٢٥۔ ابوداؤد: ١٨٥٢۔ ابن ماجه: ٣٠٩٣۔ احمد: ٢٢١١١٨۔ موطا: ٧٨٨۔ دارمی: ١٨٢٧۔

(٣٢٨١) نسائی: ٢٨٢٢۔ صحیح، البانی: ٢٦٤٦۔ بخاری: ٢٥٩٦۔ مسلم: ١١٩٤۔ ترمذی: ٨٤٩۔ ابن ماجه: ٣٠٩٠۔ احمد: ٢٧٨١٢۔ موطا: ٧٩٣۔ دارمی: ١٨٢٨۔

(٣٢٨٢) ترمذی: ٨٤٦۔ ضعیف، البانی: ١٤٧۔ نسائی: ٢٨٢٧۔ ابوداؤد: ١٨٥١۔ احمد: ١٤٧٦٣۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لَكُمْ)). (لأصحاب السنن)

ہو یا تمہارے لیے شکار نہ کیا گیا ہو۔" (اصحاب سنن)

٣٢٨٣ــ الْبَهْزِی: أَنَّ النبی ﷺ خَرَجَ يُرِيدُ مَكَّةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ، حَتَّى إِذَا كَانَ بِالرَّوْحَاءِ إِذَا حِمَارُ وَحْشٍ عَقِيرٌ، فَذُكِرَ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ: ((دَعُوهُ فَإِنَّهُ يُوشِكُ أَنْ يَأْتِيَ صَاحِبُهُ)) فَجَاءَ الْبَهْزِيُّ -وَهُوَ صَاحِبُهُ- إِلَى النبی ﷺ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، [554]شَأْنُكُمْ بِهَذَا الْحِمَارِ؟ فَأَمَرَ النبی ﷺ أَبَا بَكْرٍ فَقَسَّمَهُ بَيْنَ الرِّفَاقِ، ثُمَّ مَضَى حَتَّى إِذَا كَانَ بِالأُثَايَةِ -بَيْنَ الرُّوَيْثَةِ وَالْعَرْجِ- إِذَا ظَبْيٌ حَاقِفٌ فِي ظِلٍّ وَفِيهِ سَهْمٌ، فَزَعَمَ أَنَّ النبی ﷺ أَمَرَ رَجُلًا يَقِفُ عِنْدَهُ لا يُرِيبُهُ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ حَتَّى يُجَاوِزَهُ. (لمالك، والنسائی)

بہزی کہتے ہیں کہ نبی ﷺ مکہ جانے کے ارادے سے احرام باندھ کر نکلے۔ جب مقام "روحا" میں پہنچے تو ایک نیل گائے کی پچھاڑ کاٹی ہوئی پائی گئی۔ اس کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ سے کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اس کو وہیں چھوڑ دو، قریب ہے کہ اس کا شکاری آ پہنچے۔" پس بہزی آ گیا، وہی اس کا شکاری تھا۔ اور اس نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! یہ نیل گائے آپ کی ہے، پس نبی ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا، تو انہوں نے ساتھیوں کے درمیان تقسیم کر دیا۔ جب آپ ﷺ مقام اثایہ اور رویثہ کے درمیان مقام عرج میں پہنچے تو ایک ہرن سائے میں بیٹھی ہانپ رہی تھی اور اس میں تیر پیوست تھا، تو راوی کا گمان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے پاس ایک مرد کھڑا کر دیا تاکہ سب لوگوں کے گزرنے تک کوئی شخص اس ہرن کو خوفزدہ نہ کرے۔ (مالک اور نسائی)

شرح: ......١۔ اس بارے میں روایات مختلف ہیں کہ نبی ﷺ کے سامنے حیوان پیش کیا گیا تھا یا اس کا گوشت تھا۔ راجح بات یہی ہے کہ حیوان کا گوشت پیش کیا گیا تھا۔

٢۔ ثابت ہوتا ہے کہ گوشت کا بھی ایک حصہ پیش کیا گیا تھا، بعض روایات میں پٹھ ہے، بعض میں دستی ہے تو اس میں بھی کوئی تعارض نہیں کہ حیوان کا وہ حصہ تھا جس میں پٹھ ہوتی ہے اور ساتھ ہی دستی تھی۔

٣۔ ابواء مکہ کے قریب پہاڑ ہے اس کے اور جحفہ کے درمیان تئیس میل کا فاصلہ ہے۔ ودان جحفہ کے نزدیک ایک مقام کا نام ہے، یہ ابواء کی بہ نسبت جحفہ کے زیادہ قریب ہے۔

٤۔ درست بات یہ ہے جو کہ ان روایات میں مطابقت بھی پیدا کرتی ہے کہ اگر احرام نہ باندھنے والے نے اپنے لیے شکار کیا ہے پھر وہ محرم کو ہدیہ دیتا ہے تو اسے محرم کے لیے قبول کرنا جائز ہے۔ اور اگر محرم کے لیے شکار کرتا ہے یا محرم اس میں کسی قسم کا تعاون کرتا ہے تو پھر محرم کے لیے اسے قبول کرنا ناجائز نہیں۔

(٣٢٨٣) نسائی: ٢٨١٨۔ صحیح الاسناد، البانی: ٢٦٤٢۔ موطا: ٧٨٩.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۵۔ جثامہ رضی اللہ عنہ والی حدیث سے مزید فوائد حاصل ہوتے ہیں، رکاوٹ ہو تو ہدیہ قبول کرنے سے معذرت جائز ہے اور قبول نہ کرنے کی وجہ بھی بتا دی جائے تاکہ اس کا دل پریشان نہ ہو۔

۶۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ والی حدیث سے مزید پتہ چلا کہ شکار کو زخمی کرنا ہی اس کو ذبح کرنا ہے، یہ بھی ثابت ہوا کہ دلائل جب ٹکرا جائیں تو نبی ﷺ کے فرمان کی طرف رجوع کیا جائے۔ (مرعاة: ۷/۲۱۳)

٣٢٨٤ـ أبو هُرَيْرَةَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ، فَاسْتَقْبَلَنَا رِجْلٌ مِنْ جَرَادٍ فَجَعَلْنَا نَضْرِبُهُ بِأَسْيَاطِنَا وقسينا، فَقَالَ ﷺ: ((كُلُوهُ فَإِنَّهُ مِنْ صَيْدِ الْبَحْرِ)). (للترمذي، وأبي داود)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حج یا عمرہ کے لیے ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے تو ہمیں ٹڈی دل کا ایک جھنڈ ملا تو ہم نے ان کو کوڑے اور کمان سے مارنا شروع کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم انہیں کھا سکتے ہو، یہ سمندر کا شکار ہے۔'' (ترمذی، ابوداود)

شرح: ......ٹڈی سمندری شکار ہونے والی روایات تو ضعیف ہیں مگر اس کے حلال ہونے پر امت کا اجماع ہے ثابت یہی ہوتا ہے کہ اسے حالت احرام میں شکار کرنے پر پابندی ہے جزاء دینی پڑتی ہے۔ (مرعاة: ۷/۲۴۰)

٣٢٨٥ـ أبو بكرٍ: أَنَّهُ خَرَجَ حَاجًّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حَجَّةَ الْوَدَاعِ وَمَعَهُ امْرَأَتُهُ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ الْخَثْعَمِيَّةُ، فَلَمَّا كَانُوا بِذِي الْحُلَيْفَةِ وَلَدَتْ أَسْمَاءُ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي بَكْرٍ، فَأَتَى أَبُو بَكْرٍ النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ، فَأَمَرَهُ أَنْ يَأْمُرَهَا أَنْ تَغْتَسِلَ ثُمَّ تُهِلَّ بِالْحَجِّ وَتَصْنَعَ مَا يَصْنَعُ النَّاسُ إِلَّا أَنَّهَا لَا تَطُوفُ بِالْبَيْتِ. (للنسائي)

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع کے لیے نکلے، ان کے ساتھ ان کی زوجہ اسماء بنت عمیس الخثعمیہ بھی تھیں۔ جب مقام ذوالحلیفہ میں پہنچے تو اسماء سے محمد بن ابی بکر پیدا ہوئے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور خبر دی پس آپ ﷺ نے اس کو حکم دیا کہ وہ اسماء کو بتائے کہ وہ غسل کرے، پھر حج کی نیت کرے اور وہ کرے جو لوگ کرتے ہیں مگر وہ بیت اللہ کا طواف نہ کرے۔ (نسائی)

٣٢٨٦ـ ابْنَ عُمَرَ قال: الْحَائِضُ تُهِلُّ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ، وَتَشْهَدُ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا غَيْرَ أَنَّهَا لَا تَطُوفُ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ،

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ حائض عورت حج اور عمرہ کی نیت باندھے اور احکام حج میں ہر جگہ حاضر ہو اور بیت اللہ اور صفا مروہ کے درمیان طواف نہ کرے، نہ مسجد کے قریب جائے

(٣٢٨٤) ترمذي: ٨٥٠ـ ضعيف، الباني: ١٤٨ـ ابوداؤد: ١٨٥٤ـ ابن ماجه: ٣٢٢٢ـ احمد: ٩٠٢٣.
(٣٢٨٥) نسائي: ٢٦٦٤ـ صحيح، الباني: ٢٤٩٤ـ ابن ماجه: ٢٩١٢.
(٣٢٨٦) مؤطا: ٧٦٥.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

وَلا تَقْرَبُ الْمَسْجِدَ حَتَّى تَطْهُرَ. (لمالك)

یہاں تک کہ پاک ہو جائے۔ (مالک)

۳۲۸۷ـــ ابْـنِ عَبَّـاسٍ رفـعـه: ((النفساء والـحائض إِذَا أَتَتَا عَلَى الميقات تَغْتَسِلانِ وَتُـحْـرِمَـانِ وَتَقْضِيَانِ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا غَيْرَ الطَّوَافِ بِالْبَيْتِ)). (لأبي داود، والترمذی)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما مرفوعاً بیان کرتے ہیں: ''نفاس اور حیض والی عورتیں جب میقات پر پہنچیں تو غسل کریں، احرام باندھیں اور حج کے تمام احکامات پورے کریں مگر بیت اللہ کا طواف نہ کریں۔'' (ابوداود، ترمذی)

شرح: ...... اگر کسی عورت نے احرام باندھا ہو اور نفاس یا حیض کی صورت پیدا ہو جائے تو یہ عورتیں غسل کریں اور لنگوٹ باندھ لیں اور احرام باندھے رکھیں تلبیہ وغیرہ کہیں اور حج کے ارکان ادا کریں البتہ بیت اللہ کا طواف نہ کریں نہ صفا اور مروہ کی سعی کریں۔ غسل سے اس حالت میں عورت کو طہارت تو حاصل نہیں ہوتی تاہم جگہ اور وقت کی برکت سے نظافت حاصل ہو جاتی ہے۔ (مرعاة: ۶/۳۷۱)

۳۲۸۸ـــ عَـائِشَة: وسـئـلـت عَنِ الْمُحْرِمِ يَـحُكُّ جَسَـدَهُ، قَـالَـتْ: نَعَمْ، فَلْيَحْكُكْهُ وَلْيَشْـدُدْ، لَـوْ رُبِـطَـتْ يَدَاى وَلَمْ أَجِدْ إِلَّا رِجْلَيَّ لَحَكَكْتُ. (لمالك)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے احرام والے کے بارے میں پوچھا گیا کہ وہ اپنے بدن کو کھرچ سکتا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں! وہ خوب کھرچے اور اگر میرے دونوں ہاتھ باندھے ہوں اور پاؤں کے سوا میں کچھ نہ کر سکوں تو پاؤں سے کھرچوں گی۔

شرح: ...... حالت احرام میں جسم پر خارش کرنا جائز ہے اگر کوئی جسم سے بال اس صورت میں گر بھی جائے تو کچھ فرق نہیں پڑتا۔ (زرقانی: ۲/۲۹۰)

۳۲۸۹ـــ أَسْـمَاء بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ حُجَّاجًا حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْعَرْجِ نَـزَلَ رَسُـولُ اللهِ ﷺ وَنَـزَلْـنَا، وجَلَسَتْ عَائِشَةُ إِلَى جَنْبِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَجَلَسْتُ إِلَى جَنْبِ أَبِي، وَكَانَ زِمَالَةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ وزِمَـالَةُ أَبِـي بَـكْرٍ، وَاحِدَةً مَعَ غُلامٍ لأَبِي بَـكْرٍ، فَجَلَسَ أَبُو بَكْرٍ يَنْتَظِرُ أَنْ يَطْلُعَ عَلَيْهِ، فَـطَـلَـعَ عـلـيـه وَلَيْسَ مَعَهُ بَعِيرُهُ، فقال له

سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کہتی ہیں، ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کے لیے نکلے۔ جب مقام عرج پر پہنچے تو رسول اللہ ﷺ سواری سے اترے اور ہم بھی اتر گئے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں بیٹھیں اور میں اپنے باپ کے پہلو میں بیٹھی۔ رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کا توشہ دان ایک ہی تھا۔ جو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے غلام نے اٹھا رکھا تھا، پس ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بیٹھ کر غلام کے آنے کا انتظار کیا، جب وہ آیا تو اس کے ساتھ اونٹ نہیں تھا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا: تیرا

(۳۲۸۷) ابوداؤد: ۱۷۴۴ـ صحیح، البانی: ۱۵۳۴ـ ترمذی: ۹۴۵

(۳۲۸۹) ابوداؤد: ۱۸۱۸ـ حسن، البانی: ۱۶۰۲ـ ابن ماجه: ۲۹۳۳.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

أبو بكر: أَيْنَ بَعِيرُكَ؟ قَالَ: أَضْلَلْتُهُ الْبَارِحَةَ. قَالَ أَبُو بَكْرٍ: بَعِيرٌ وَاحِدٌ تُضِلُّهُ، وَطَفِقَ يَضْرِبُهُ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ يَتَبَسَّمُ وَيَقُولُ: ((انْظُرُوا إِلَى هَذَا الْمُحْرِمِ مَا يَصْنَعُ)) وما يزيد على ذلك وَيَتَبَسَّمُ. لأبي داود (1).	اونٹ کہاں گیا؟ اس نے کہا: آج رات مجھ سے گم ہوگیا! ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک اونٹ تھا جو تم نے گم کر دیا پس ابوبکر نے اس کو مارنا شروع کر دیا تو رسول اللہ ﷺ مسکرائے اور فرمایا: اس احرام والے کو دیکھو یہ کیا کر رہا ہے، اس سے زیادہ کچھ نہیں فرماتے تھے اور مسکراتے جاتے تھے۔ (ابوداؤد)

شرح: ......ثابت ہوا کہ حالت احرام میں ادب سکھانے کے لیے معمولی مار کٹائی سے کوئی اثر نہیں پڑتا جائز ہے لیکن نبی اکرم ﷺ کا انداز بتاتا ہے اس سے بھی پرہیز ہی کیا جائے تو مناسب ہے بہر صورت منع نہیں اگر منع ہوتا تو آپ دوٹوک روک دیتے۔ (عون المعبود: ۲/۱۰۰)

٣٢٩٠ـ رَبِيعَة بْن عَبْدِ اللهِ: أَنَّهُ رَأَى عُمَرَ يُقَرِّدُ بَعِيرًا لَهُ فِي طِينٍ بِالسُّقْيَا وَهُوَ مُحْرِمٌ.	ربیعہ بن عبداللہ کہتے ہیں، اس نے عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ مقام سقیا کے گارے میں اپنے اونٹ کو چلا رہے تھے جبکہ انہوں نے احرام باندھ رکھا۔
٣٢٩١ـ نَافِع: كَانَ ابْنَ عُمَرَ يَكْرَهُ أَنْ يَنْزِعَ الْمُحْرِمُ حَلَمَةً أَوْ قُرَادًا عَنْ بَعِيرِهِ. هما لمالك.	نافع رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما صاحب احرام کو اپنے اونٹ کی جوں یا چچڑی نکال پھینکنے کو مکروہ قرار دیتے تھے۔ یہ دونوں امام مالک کی مرویات ہیں۔
٣٢٩٢ـ أبو برزة: سألوا رسول الله ﷺ عن رجل أقلف، يحج بيت الله؟ قال: ((لا، نهاني الله عن ذلك حتى يختتن)). (للموصلي)	سیدنا ابوبرزہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے لوگوں نے بغیر ختنہ مرد کے لیے بیت اللہ کا حج کرنے کا مسئلہ دریافت کیا، فرمایا: ''نہیں، مجھے اس سے اللہ نے منع فرمایا ہے، یہاں تک کہ وہ ختنہ کرائے۔ (الموصلی)
٣٢٩٣ـ أبو أُمَامَةَ: عَمَّنْ رَأَى رَسُولَ اللهِ ﷺ رَاحَ إِلَى مِنًى يَوْمَ التَّرْوِيَةِ وَإِلَى جَانِبِهِ بِلَالٌ، بِيَدِهِ عُودٌ عَلَيْهِ ثَوْبٌ يُظِلُّ بِهِ	سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ اس شخص سے روایت کرتے ہیں جس نے رسول اللہ ﷺ کو آٹھ ذی الحجہ کو منیٰ کی طرف رخصت ہوتے دیکھا ہے، آپ ﷺ کے پہلو میں بلال رضی اللہ عنہ چل

(٣٢٩٠) موطا: ٨٠٢.

(٣٢٩١) موطا: ٨١٢.

(٣٢٩٢) مسند ابی ٧٤٣٣۔ وفیہ منیة بنت عبید بن ابی برزہ ولم یرو عنها غیر ام الاسود، هیثمی: ٥٣٢٥.

(٣٢٩٣) احمد: ٢١٨٠٢۔ طبرانی کبیر.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رَسُولَ اللّٰه ﷺ. (لأحمد، وللكبير نحوه)

رہے تھے اور ان کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی، جس پر کپڑا ڈالا گیا تھا، وہ اس کے ذریعے رسول اللہ ﷺ کو سایہ کرتے تھے۔'' (احمد اور الکبیر میں اس کی مثل روایت ہے)

الإحرام وإفساده وجزاء الصيد

احرام باندھنے، اس کو توڑنے اور شکار کا فدیہ دینے کا بیان

٣٢٩٤۔ جَابِر: أن رسول الله ﷺ لما أراد الْحَجَّ أَذَّنَ فِي النَّاسِ فَاجْتَمَعُوا فَلَمَّا أَتَى الْبَيْدَاءَ أَحْرَمَ. (للبخاري، والترمذي)

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حج کا ارادہ کیا تو لوگوں کے درمیان اعلان کرا دیا، پس لوگ جمع ہو گئے اور جب مقام بیداء میں آئے تو آپ ﷺ نے احرام باندھا۔ (بخاری و ترمذی)

٣٢٩٥۔ أَنَس: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ بِالْبَيْدَاءِ ثُمَّ رَكِبَ وَصَعِدَ جَبَلَ الْبَيْدَاءِ، وأَهَلَّ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ حِينَ صَلَّى الظُّهْرَ. (لأبي داود، والنسائي)

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز ظہر مقام بیداء میں ادا کی، پھر سوار ہو کر بیداء کی پہاڑی پر چڑھے تو حج و عمرے کی اس وقت نیت کی جب آپ ﷺ نے نماز ظہر ادا کی۔ (ابوداؤد و نسائی)

٣٢٩٦۔ سَعْد: أن رسول الله ﷺ كَانَ إِذَا أَخَذَ طَرِيقَ الْفُرْعِ أَهَلَّ إِذَا اسْتَقَلَّتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ، وَإِذَا أَخَذَ طَرِيقَ أُحُدٍ أَهَلَّ إِذَا أَشْرَفَ عَلَى جَبَلِ الْبَيْدَاءِ. (لأبي داود)

سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب براستہ فرع چلتے تو اس وقت نیت باندھتے جب اپنی ناقہ پر پوری طرح سوار ہو جاتے اور جب احد کے راستے سے جاتے تو بیداء کی پہاڑی پر بلند ہو کر نیت باندھتے تھے۔'' (ابوداؤد)

٣٢٩٧۔ ابن عمر: بَيْدَاؤُكُمْ هَذِهِ الَّتِي تُكَذِّبُونَ عَلَى رَسُولِ اللّٰه ﷺ فِيهَا مَا أَهَلَّ رَسُولُ اللّٰه ﷺ إِلَّا مِنْ عِنْدِ الْمَسْجِدِ.

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ تمہارا بیداء کہنا دراصل رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ بولنے کے مترادف ہے، آپ ﷺ نے تو مسجد کے پاس ہی سے احرام کی نیت کی ہے۔

٣٢٩٨۔ وفي رواية: مَا أَهَلَّ إِلَّا مِنْ عِنْدِ الشَّجَرَةِ حِينَ قَامَ بِهِ بَعِيرُهُ.

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے احرام نہیں باندھا اور لبیک نہیں کہا مگر درخت کے پاس سے جب آپ کو لے کر آپ کا اونٹ کھڑا ہوا۔

(٣٢٩٤) ترمذی: ٨١٧۔ صحیح، البانی: ٦٥٥۔ نسائی: ٢٧٦١۔ ابن ماجہ: ٣٠٧٤۔ احمد: ١٤٠٣١۔ دارمی: ١٨٥٠۔

(٣٢٩٥) نسائی: ٢٦٦٢۔ ضعیف، البانی: ١٦٩۔ ابوداؤد: ١٧٧٤۔ احمد: ١٢٧٤١۔ دارمی: ١٨٠٧۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

٣٢٩٩۔ وفی أخری: کان ﷺ إِذَا وَضَعَ رِجْلَهُ فِي الْغَرْزِ واستوت بِهِ رَاحِلَتُهُ قَائِمَةً أَهَلَّ مِنْ عند مسجد ذِي الْحُلَيْفَةِ. (للستة)

اور ایک روایت میں ہے: جب رسول اللہ ﷺ چمڑے کی رکاب میں قدم رکھتے اور آپ کو جب آپ کی سواری لے کر کھڑی ہوتی تھی تو آپ ﷺ مسجد ذوالحلیفہ کے پاس سے بلند آواز سے نیت کرتے تھے۔

٣٣٠٠۔ ابن جُبَيْرٍ: قُلْتُ لابن عَبَّاس: يَا أَبَا الْعَبَّاسِ، عَجِبْتُ لاخْتِلافِ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي إِهْلالِهِ حِينَ أَوْجَبَ. فَقَالَ: إِنِّي لَأَعْلَمُ النَّاسِ بِذَلِكَ، إِنَّهَا إِنَّمَا كَانَتْ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ حَجَّةٌ وَاحِدَةٌ فَمِنْ هُنَاكَ اخْتَلَفُوا، خَرَجَ ﷺ حَاجًّا، فَلَمَّا صَلَّى فِي مَسْجِدِهِ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْهِ أَوْجَبَه فِي مَجْلِسِهِ، فَأَهَلَّ بِالْحَجِّ حِينَ فَرَغَ مِنْ رَكْعَتَيْهِ فَسَمِعَ ذَلِكَ مِنْهُ أَقْوَامٌ فَحَفِظْتُهُ عَنْهُ، ثُمَّ رَكِبَ فَلَمَّا اسْتَقَلَّتْ بِهِ نَاقَتُهُ أَهَلَّ، وَأَدْرَكَ ذَلِكَ مِنْهُ أَقْوَامٌ، وَذَلِكَ أَنَّ النَّاسَ إِنَّمَا كَانُوا يَأْتُونَ أَرْسَالًا، فَسَمِعُوهُ حِينَ اسْتَقَلَّتْ بِهِ نَاقَتُهُ يُهِلُّ، فَقَالُوا: إِنَّمَا أَهَلَّ حِينَ اسْتَقَلَّتْ بِهِ نَاقَتُهُ، ثُمَّ مَضَى فَلَمَّا عَلَا عَلَى شَرَفِ الْبَيْدَاءِ أَهَلَّ، وَأَدْرَكَ ذَلِكَ مِنْهُ أَقْوَامٌ، فَقَالُوا: إِنَّمَا أَهَلَّ حِينَ عَلَا عَلَى شَرَفِ الْبَيْدَاءِ، وَايْمُ اللَّهِ لَقَدْ أَوْجَبَ فِي مُصَلَّاهُ، وَأَهَلَّ حِينَ

ابن جبیر رحمہ اللہ نے کہا: میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو کہا: اے ابوالعباس! مجھے رسول اللہ ﷺ کے احرام حج کے لیے نیت کرنے اور تلبیہ شروع کرنے کے متعلق اصحاب رضی اللہ عنہم کے باہمی اختلاف پر بہت تعجب ہے کہ کس وقت آپ ﷺ نے اپنے اوپر حج لازم کیا، انہوں نے کہا: اس امر کو سب لوگوں سے میں زیادہ بہتر طور پر جانتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے چونکہ حج ایک ہی کیا ہے، تو اس وجہ سے لوگوں میں اختلاف پیدا ہو ہے۔ رسول اللہ ﷺ حج کے لیے نکلے، جب آپ ﷺ نے ذوالحلیفہ میں دو رکعات پڑھیں اور اسی مجلس میں آپ ﷺ نے حج کی نیت بھی باندھی اور اپنے اوپر نیت کر کے حج واجب کیا۔ جب دو رکعات سے فارغ ہوئے تو کچھ لوگوں نے آپ سے سن کر اس کو حفظ کیا اور یاد رکھا۔ پھر جب آپ ﷺ سوار ہوئے اور آپ کی اونٹنی برابر کھڑی ہوگئی اور آپ نے پھر تلبیہ کہا اور اس وقت کچھ لوگوں نے آپ کو ایسا کرتے پایا اور اسی کو یاد کیا۔ اس لیے کہ لوگ اپنی اپنی جماعتوں میں چلے آئے تھے پس جب انہوں نے کہا: آپ نے اسی وقت تلبیہ کہا ہے جب آپ کی اونٹنی برابر کھڑی ہوگئی۔ اس کے بعد آپ ﷺ چل کر بیداء کی بلندی پر گئے تو آپ نے پھر

(٣٢٩٩) مسلم: ١١٨٦۔ بخاری: ٥٨٥١۔ ترمذی: ٨٦١۔ نسائی: ٥٢٤٤۔ ابوداؤد: ٤٢١٠۔ ابن ماجه: ٢٩٤٦۔ احمد: ٥٨٥٨۔ مالك: ٨١٧۔ دارمی: ١٨٤٢۔

(٣٣٠٠) ابوداؤد: ١٧٧٠۔ ضعیف، البانی: ٣٨٨۔ وبلفظ مختصر اهل فی دبر الصلاة، اخرجه احمد: ٢٣٥٤۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسْتَقَلَّتْ بِهِ نَاقَتُهُ، وَأَهَلَّ حِينَ عَلا عَلَى شَرَفِ الْبَيْدَاءِ. قَالَ ابن جبير: فَمَنْ أَخَذَ بِقَوْلِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَهَلَّ فِي مُصَلَّاهُ إِذَا فَرَغَ مِنْ رَكْعَتَيْهِ. (لأبي داود)

تلبیہ کہا اور کچھ لوگوں نے پہنچ کر سنا تو پھر وہ یہ کہنے لگے کہ آپ نے اس وقت تلبیہ کہا ہے جب آپ مقام بیداء پر چڑھ چکے تھے۔ قسم اللہ کی آپ ﷺ تو اپنی نماز کی جگہ پر ہی حج کی نیت کر کے اپنے اوپر حج واجب کر چکے تھے اور جب آپ کی اونٹنی آپ ﷺ کو لے کر کھڑی ہوئی تو آپ نے پھر تلبیہ کہا اور جب مقام بیداء کی بلندی پر چڑھے تو پھر آپ ﷺ نے تلبیہ کہا۔ ابن جبیر نے کہا: جس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول پر عمل کیا تو اس نے اسی وقت نیت باندھی جب اپنی نماز کی جگہ دو رکعات پڑھ کر فارغ ہوا۔ (ابوداود)

٣٣٠١ـ نَافِع: أن ابْنُ عُمَرَ كان إِذَا صَلَّى الْغَدَاةِ بِذِي الْحُلَيْفَةِ أَمَرَ بِرَاحِلَتِهِ فَرُحِلَتْ، ثُمَّ رَكِبَ، حتى إذا اسْتَوَتْ بِهِ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ قَائِمًا ثُمَّ يُلَبِّي، ثم إذا بلغ الْحَرَمَ أمْسِك حَتَّى إِذَا أتى طُوًى بَاتَ بِهِ، فيصلى به الْغَدَاةَ ثم يغتسل، وَزَعَمَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَعَلَ ذَلِكَ. لمالك، والشيخين.

نافع سے منقول ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما جب فجر کی دو رکعات ذوالحلیفہ میں ادا کرتے تو اپنی سواری تیار کرنے کا حکم دیتے، جب وہ تیار کی جاتی تو اس پر سوار ہوتے جب سواری اٹھ کھڑی ہو جاتی تو قبلہ کی طرف منہ کر کے ٹھہرتے اور پھر تلبیہ کہتے۔ جب حرم میں پہنچ جاتے تو روک دیتے اور جب مقام ذی طویٰ میں جاتے تو رات اسی جگہ ٹھہرتے اور فجر کی نماز پڑھتے اور پھر غسل کرتے اور ان کا گمان تھا کہ نبی ﷺ نے اسی طرح کیا ہے۔ (مالک وشیخان)

شرح: ......ان احادیث میں اختلاف آ رہا ہے کہ آپ ﷺ نے کہاں سے احرام باندھا ہے اور سب احادیث میں مطابقت بیان بھی ہوئی ہے، مختلف لوگوں نے جس طرح دیکھا ہے اسی طرح بیان کیا ہے، علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اثرم کہتے ہیں، میں نے حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے سوال کیا کہ آپ احرام باندھنا کہاں سے پسند کرتے ہیں نماز کے بعد یا جب ذوالحلیفہ سے سواری برابر ہو کر چلنے لگے؟ انہوں نے کہا: ذوالحلیفہ میں نماز کے بعد بھی درست ہے اور جب بیداء پر بلند ہو کر کھڑے ہوں تو بھی جائز ہے۔ بہتر یہ ہے کہ ذوالحلیفہ میں نماز کے بعد احرام باندھا جائے، یہ مستحب ہے، اجازت دونوں طرح ہے۔ (مرعاة:٦/٣٤٠)

(٣٣٠١) بخاري: تعليقا.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

۳۳۰۲۔ ابْنُ عَبَّاسٍ رفعه: ((يُلَبِّي المقيم، أو الْمُعْتَمِرُ حَتَّى يَسْتَلِمَ الْحَجَرَ)). (لأبي داود، والترمذي)

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مرفوعاً بیان کیا کہ مقیم آدمی یا عمرہ کرنے والا حجر اسود کو بوسہ دینے تک تلبیہ کہتا رہے۔ (ابوداود، نسائی)

شرح: ...... جب حج کیا جائے تو عقبہ جمرہ کی پہلی کنکری مارتے ہی تلبیہ ختم کیا جائے اور عمرہ کرنے والا حجر اسود کو چومنے کے ساتھ ختم کر دے۔ اگر ازدحام کی وجہ سے نہ بھی چوم سکے تو حجر اسود تک پہنچتے ہی تلبیہ ختم کرنا چاہیے۔ (عون المعبود: ۲/ ۱۰۰)

۳۳۰۳۔ ابن عُمَرَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يُهِلُّ مُلبيًا: يَقُولُ: ((لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لا شَرِيكَ لَكَ)). لا يَزِيدُ عَلَى هٰذِهِ الْكَلِمَاتِ.

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حج وعمرہ کی نیت کرتے وقت اس طور پر تلبیہ کہتے سنا ہے، فرمایا: ”حاضر ہوں اے اللہ! میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں، سب تعریف اور نعمت تیری ہیں اور بادشاہی تیری ہے، تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔“ آپ ﷺ اس سے زائد نہیں کہتے تھے۔“

۳۳۰۴۔ وفي رواية: وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَزِيدُ فِيهَا: لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ بِيَدَيْكَ، لَبَّيْكَ وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ وَالْعَمَلُ.

ایک روایت میں ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما یہ کلمات تلبیہ میں زائد کرتے تھے: حاضر ہوں، میں حاضر ہوں اور تیری خدمت میں ہوں ہر بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے، میں حاضر ہوں، رغبت اور امید تجھ ہی سے ہے اور ہر عمل تیرے ہی لیے ہے۔“

۳۳۰۵۔ وفي أخرى: لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ. ثلاث مرات.

اور ایک روایت میں لبیک لبیک لبیک (میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں) تین بار۔

ایک روایت میں ہے کہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ وہ تلبیہ پڑھتے جو نبی کریم ﷺ پڑھتے تھے، کہتے: میں حاضر ہوں اے اللہ، میں

(۳۳۰۲) ابوداؤد: ۱۸۱۷۔ ضعیف، البانی: ۳۹۷۔ ترمذی: ۹۱۹۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے اس میں محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلی ہے اس میں ائمہ نے تنقید کی ہے ترمذی فرماتے ہیں، حدیث صحیح ہے۔

(۳۳۰۳) احمد: ۵۹۸۵۔ بخاری: ۵۹۱۵۔ مسلم: ۱۱۸۴۔ ترمذی: ۸۲۶۔ نسائی: ۲۷۵۰۔ ابوداؤد: ۱۸۱۲۔ ابن ماجه: ۳۰۴۷۔ مؤطا: ۷۳۸۔ دارمی: ۱۸۰۸۔

(۳۳۰۴) مسلم: ۱۱۸۴۔ بخاری: ۱۵۴۰۔ احمد: ۶۱۱۱۔ دارمی: ۱۸۰۸۔

(۳۳۰۵) ابوداؤد: ۱۸۱۲۔ صحیح، البانی: ۱۵۹۷۔ ابن ماجه: ۲۹۱۸۔

(۳۳۰۶) مسلم: ۱۱۸۴۔ بخاری: ۱۵۴۰۔ ترمذی: ۸۲۵۔ نسائی: ۲۶۸۳۔ ابوداؤد: ۱۷۴۷۔ احمد: ۴۴۴۳۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

۳۳۰۶۔ وفی أخری: کان عمر یهل بإهلال النبی ﷺ یقول: ((لبیك اللّٰهم لبیك، لبیك وسعدیك والخیر فی یدیك، لبیك والرغباء إلیك والعمل)). (للستة)

حاضر ہوں، تیری خدمت میں ہوں، ہر بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے، میں حاضر ہوں، تیری طرف رغبت سے آیا ہوں، ہر عمل تیرے لیے ہے۔'' چھ نے روایت کی۔

۳۳۰۷۔ جابرٌ: أهل رسول الله ﷺ. فذکر التلبیة مثل حدیث ابن عمر، قال: والناس یزیدون: ذا المعارج ونحوه من الکلام، والنبی ﷺ یسمع ولا یقول شیئا. لأبی داود.

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے تلبیہ کہا، اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کے مثل روایت کی۔ اور کہا کہ لوگ ذالمعارج وغیرہ کلمات کا اضافہ کرتے تھے اور نبی کریم ﷺ سنتے تھے اور کچھ نہ کہتے تھے۔ (ابوداؤد)

۳۳۰۸۔ أبو هُرَیْرَةَ: کَانَ مِنْ تَلْبِیَةِ رسول الله ﷺ: ((لَبَّیْكَ إِلَهَ الْحَقِّ)). (للنسائی)

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے تلبیہ میں یہ الفاظ بھی تھے: ''میں حاضر ہوں، اے سچے معبود۔'' (نسائی)

۳۳۰۹۔ ابنُ عباس قال: کانت تلبیة موسی: لبیك عبدك، وابن عبدك. وتلبیة عیسی: لبیك عبدك، وابن أمتك. وتلبیة النبی ﷺ: ((لبیك لا شریك لك)). (للبزار بلین)

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: موسیٰ علیہ السلام کا تلبیہ یہ تھا میں حاضر ہوں، تیرا بندہ ہوں اور تیرے بندے کا بیٹا ہوں۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کا تلبیہ یہ تھا: میں حاضر ہوں تیرا بندہ ہوں اور تیری بندہ کا بیٹا ہوں۔ اور نبی کریم ﷺ کا تلبیہ یہ ہے: میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔'' (البزار)

۳۳۱۰۔ عمرو بن معدی کرب: لقد رأیتنا فی الجاهلیة ونحن إذا حججنا البیت نقول:

عمرو بن معدیکرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عہد جاہلیت میں اپنا یہ حال دیکھا ہے کہ جب ہم بیت اللہ کا حج کرتے تو یہ اشعار پڑھتے تھے ؎

عمدہ تحفے تیرے پاس ہم محنت برداشت کر کے لائیں ہیں
اور ان کو پتلی کمر والی سواریوں نے مشقت اٹھا کر پہنچایا ہے

(۳۳۰۷) ابوداؤد: ۱۸۱۲۔ صحیح، البانی: ۱۵۹۸۔ بخاری: ۱۵٤۹۔ مسلم: ۱۱۸٤۔ ترمذی: ۸۲۵۔ نسائی: ۲۷٤۷۔ ابن ماجه: ۲۹۱۸۔ احمد: ٤٤٤۳۔ موطا: ۷۳۸۔ دارمی: ۱۸۰۸۔
(۳۳۰۸) نسائی: ۲۷۵۲۔ صحیح، البانی: ۲۵۷۹۔ ابن ماجه: ۲۹۲۰۔ احمد: ۹۸۱۵۔
(۳۳۰۹) بزار، وفیه عطاء بن السائب وهو ثقة ولکنه اختلط و بقیة رجاله رجال الصحیح، هیثمی: ۵۳۵۹۔
(۳۳۱۰) بزار: ۱۰۹۳۔ طبرانی، صغیر و کبیر، اوسط فیه، شرقی بن قطامی وهو ضعیف وقال البزار اسناده لیس بالثابت، هیثمی: ۵۳٦۱۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

هــذی زبیــد قــد أتتك قســرا
یــعــدونهــا مضـمـرات شـزرا
یــقــطــعــن خبتا وجبـالا وعـرا
قـد تـركـوا الأصـنـام خلوا صفرا
ونحن اليوم نقول كما علمنا رسول الله ﷺ: ((لبيك اللهم لبيك، لبيك لا شريك لك لبيك، إن الحمد والنعمة لك والملك لا شريك لك)). (للبزار، والطبرانی)

انہوں نے وسیع میدان اور خطرناک پہاڑوں کی مسافت طے کی ہے
اور بتوں کو تنہا اور خالی چھوڑ آئے ہیں
اور اب ہم وہ کلمات یوں کہتے ہیں جو ہمیں رسول اللہ ﷺ نے تعلیم فرمائے ہیں، حاضر ہوں اے اللہ! میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔ میں حاضر ہوں، تعریف، نعمت اور بادشاہی تیرے لیے ہے تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔" (البزار، الطبرانی)

٣٣١١۔ خزيمة بن ثابت: كان النبي ﷺ إذا فرغ من تلبيته سأل الله مغفرته ورضوانه واستعتقه من النار. (للكبير بلين)

سیّدنا خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جب تلبیہ سے فارغ ہوتے تو اللہ تعالیٰ سے مغفرت، رضا اور آگ سے آزاد کرنے کا سوال کرتے تھے۔"

٣٣١٢۔ السَّائِبُ بنُ خالد رفعه: ((جَاءَنِي جِبْرِيلُ فَقَالَ لِي: يَا مُحَمَّدُ، مُرْ أَصْحَابَكَ أَنْ يَرْفَعُوا أَصْوَاتَهُمْ بِالتَّلْبِيَةِ)). (لمالك، وأصحاب السنن)

سائب بن خالد نے مرفوعاً بیان کیا کہ جبریل علیہ السلام آئے اور مجھے کہا: اے محمد! اپنے اصحاب کو حکم دیجیے کہ وہ تلبیہ بلند آواز سے کہیں۔ (مالک واصحاب سنن)

٣٣١٣۔ ابْنُ عَبَّاسٍ: كَانَ الْمُشْرِكُونَ يَقُولُونَ: لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ. فَيَقُولُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((وَيْلَكُمْ، قَدْ قَدْ)) فَيَقُولُونَ: إِلَّا شَرِيكًا هُوَ لَكَ تَمْلِكُهُ وَمَا مَلَكَ، يَقُولُونَ هَذَا وَهُمْ يَطُوفُونَ بِالْبَيْتِ. (لمسلم)

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب مشرکین کہتے تھے، تیرا کوئی شریک نہیں ہے، تو رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے، کہ بس کر دو تمہاری خیر اسی میں ہے۔ تو مشرکین کہتے مگر تیرا شریک جس کا تو ہی مالک ہے اور وہ خود مالک نہیں ہے۔ یہ الفاظ کعبہ کا طواف کرتے وقت کہتے تھے۔ (مسلم)

شرح: ......۱۔ بالوں کو گوند وغیرہ سے اکٹھا کر کے چپکا دیتے ہیں تا کہ ان میں جوئیں نہ پڑیں اور نہ ہی بکھریں،

(٣٣١١) طبرانی کبیر: ٣٧٢١۔ وفیه صالح بن محمد بن زائدة وثقه احمد وضعفه خلقه، هیثمی: ٥٣٧٠.
(٣٣١٢) نسائی: ٢٧٥٣۔ صحیح، البانی: ٢٥٨٠۔ ترمذی: ٨٢٩۔ ابوداؤد: ١٨١٤۔ ابن ماجه: ٢٩٢٢۔ احمد: ١٦١٣١۔ موطا: ٧٤٤۔ دارمی: ١٨٠٩.
(٣٣١٣) مسلم: ١١٨٥.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسے تلبیہ کہتے ہیں، اس حدیث سے اس کا ثبوت ملتا ہے کہ بڑے بال ہوں تو یہ جائز ہے۔

۲۔ تلبیہ کا طریقہ بھی بتایا گیا ہے کیونکہ تلبیہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کی عزت افزائی کی گئی ہے کہ یہ لوگ اللہ کے حکم پر لبیک کہتے ہیں اور وفد در وفد کشاں کشاں اس کے گھر میں حاضری کی صدا بلند کر رہے ہیں۔

یہ وہی صدائے بازگشت ہے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام بیت اللہ کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو حکم ہوا کہ لوگوں میں اس گھر کے حج کرنے کی صدا بلند کرو، عرض کی: پروردگار! میری نحیف سی آواز کہاں تک پہنچے گی۔ فرمایا، آواز دو، پہنچانا میرا کام ہے۔ انہوں نے آواز دی، زمین اور آسمان کے ہر گوشہ میں یہ آواز پہنچی حتی کہ باپوں کی پشتوں میں اور ماؤں کے رحموں میں بھی یہ پہنچی، ہر ایک نے اس صدا پر لبیک کہا، حاضر باشی کی یہ صدا راہِ بیت اللہ کا ہر مسافر بلند کرتے ہوئے ادھر رواں دواں ہے۔

۳۔ جس صحابی رضی اللہ عنہ نے تلبیہ کے جو الفاظ سنے ہیں وہی بیان کیے ہیں، ان میں کوئی تعارض نہیں۔

۴۔ جو تلبیہ کے الفاظ رسول اکرم ﷺ سے ثابت ہیں مستحب یہی ہے کہ انہی پر اکتفاء کیا جائے۔ حضرت عمر یا ابن عمر رضی اللہ عنہما کا اضافہ بتا رہا ہے کہ کتاب وسنت کے مفہوم کے خلاف نہ ہوں اگر کچھ الفاظ کا ان میں اضافہ ہو جائے تو منع نہیں، نہ اس میں حرج ہے۔

۵۔ تلبیہ مرد حضرات بلند آواز سے کہیں یہ مسنون ہے، خواتین مستثنیٰ ہیں۔ خواتین بس اتنی آواز نکالیں جو ان تک محدود رہے۔ (مرعاۃ:۶/۳۳۳)

٣٣١٤ــ مالكٌ: بلغني أن عمر وعليا وأبا هـريـرة سئلوا عن رجل أصاب أهله وهو مـحـرم بالحج، فقالوا: ينفذان لوجهھما حتـى يـقـضـيـا حجهما، ثم عليهما حجٌّ قـابـل والهـدي، وقـال عـلـي: وإذا أهلا بـالـحـج مـن عام قابل تفرقا حتى يقضيا حجهما.

امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ عمر و علی رضی اللہ عنہما اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جو حج کے احرام میں اپنی بیوی سے ہمبستر ہوا تو ان اصحاب نے کہا: وہ دونوں اعمال حج جاری رکھیں گویا جس طرح وہ حج مکمل کر رہے ہیں، پھر ان پر آئندہ سال کا حج بھی لازم ہے اور قربانی دینا بھی۔ علی رضی اللہ عنہ کے فتویٰ میں یہ بھی ان کا قول ہے کہ آئندہ جب وہ دونوں حج کی نیت کریں تو حج مکمل کرنے تک ایک دوسرے سے جدا رہیں۔

٣٣١٥ــ عِـكْـرِمَةُ: لا أَظُـنُّـهُ إِلَّا مِنْ ابْنِ عَبَّـاسٍ: الَّـذِي يُصِيبُ أَهْلَهُ قَبْلَ أَنْ يُفِيضَ

عکرمہ رحمہ اللہ نے کہا: میرا یہی گمان ہے کہ یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ وہ شخص جو اپنی بیوی سے ہمبستری کرے عرفات

(٣٣١٤) موطا: ٧٧٢. (٣٣١٥) موطا: ٨٧٣.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يَعْتَمِرُ وَيُهْدِي .

پر جانے سے پہلے تو وہ صرف عمرہ کرے اور قربانی دے۔

شرح: ......امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ طواف افاضہ سے پہلے جو بیوی سے ملتا ہے اس بارے میں جو رائے مجھے زیادہ پسند ہے وہ یہی ہے کہ اس نقصان کے عوض قربانی دے، عمرے کی ضرورت نہیں۔ (زرقانی: ۲/۳۳۲)

۲۔ تاہم مذکورہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا فتویٰ یہ ہے کہ یہ میاں بیوی حج جاری رکھیں۔ مگر آئندہ اس کی قضاء دیں اور قربانی بھی دیں، ان کے نزدیک حالت احرام میں جماع کرنے سے حج باطل ہو جاتا ہے۔ احتیاط اسی میں ہے البتہ پہلا فتویٰ بھی مضبوط ہے۔ (فقہ السنہ: ۱/۵۷۶)

٣٣١٦ـــ أبو الزبير: أن عمر قضى في الضبع بكبش، وفي الغزال بعنز، وفي الأرنب بعناق، وفي اليربوع بجفرة. وللموصلي نحوه عن عمر مرفوعًا.

ابوزبیر بیان کرتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے گوہ مارنے پر مینڈے کی قربانی دینے اور ہرن شکار کرنے پر بکری کی قربانی دینے اور خرگوش کا شکار کرنے پر ایک سال کی عمر کا بکرا دینے کا حکم دیا ہے اور موصلی کی روایت اس کے مثل ہے اور وہ عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے۔

٣٣١٧ـ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى عُمَرَ فَسَأَلَهُ عَنْ جَرَادَةٍ قَتَلَهَا وَهُوَ مُحْرِمٌ، فَقَالَ عُمَرُ لِكَعْبٍ: تَعَالَ حَتَّى نَحْكُمَ فَقَالَ كَعْبٌ: دِرْهَمٌ، فَقَالَ عُمَرُ لِكَعْبٍ: إِنَّكَ لَتَجِدُ دَرَاهِمَ، تَمْرَةٌ خَيْرٌ مِنْ جَرَادَةٍ.

یحییٰ بن سعید بیان کرتے ہیں کہ ایک مرد عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اس نے احرام میں ٹڈی دل مارنے کے متعلق سوال کیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کعب رضی اللہ عنہ کو کہا: آؤ فیصلہ کریں، تو کعب نے کہا: وہ ایک درہم دے دے پس عمر رضی اللہ عنہ نے کعب کو کہا: تجھے درہم حاصل ہوتے ہیں۔ کھجور ٹڈی سے بہتر ہے۔

٣٣١٨ـــ سِيرِينُ: قال رجل لعمر أَجْرَيْتُ أَنَا وَصَاحِبٌ لِي فَرَسَيْنِ نَسْتَبِقُ إِلَى ثُغْرَةِ (1) ثَنِيَّةٍ، فَأَصَبْنَا ظَبْيًا- وَنَحْنُ مُحْرِمَانِ فَمَا تَرَى؟ فَقَالَ عُمَرُ لِرَجُلٍ إِلَى جَنْبِهِ: تَعَالَ نحكم. فَحَكَمَا عَلَيْهِ بِعَنْزٍ، فَوَلَّى الرَّجُلُ وَهُوَ يَقُولُ: هَذَا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ لا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَحْكُمَ فِي ظَبْيٍ حَتَّى دَعَا رَجُلًا . فدعاه

ابن سیرین رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ایک مرد نے عمر رضی اللہ عنہ کو کہا: میں اور میرا رفیق دو گھوڑوں پر سوار تھے، ہم نے ایک ٹیلے پر چڑھنے کے لیے مسابقت شروع کر دی اور ہم نے ایک ہرن شکار کر دی اور ہم دونوں احرام کی حالت میں تھے تو تمہارے نزدیک ہمیں کیا کرنا لازم ہے؟ عمر رضی اللہ عنہ کے قریب ایک مرد تھا اس کو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: آؤ فیصلہ کریں، پس دونوں نے فیصلہ دیا کہ وہ ایک بکری دے دیں۔ وہ مرد جاتے ہوئے کہنے لگا: یہ

(٣٣١٦) موصلي: ٢٠٣- وفيه الاجلح الكندي، وفيه كلام وقد وثق هيثمي: ٥٤٢٠.
(٣٣١٧) موطا: ٩٥٣.
(٣٣١٨) موطا: ٩٤٨.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عمر فقال: هَلْ تَقْرَأُ الْمَائِدَةِ؟ قَالَ: لا . قَالَ: فَهَلْ تَعْرِفُ هَذَا الرَّجُلَ الَّذِي حَكَمَ؟ قَالَ لا . قَالَ: لَوْ أَخْبَرْتَنِي أَنَّكَ تَقْرَأُهَا لَأَوْجَعْتُكَ ضَرْبًا، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ اللهَ تَعَالَى قال فِي كِتَابِهِ: ﴿يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِنْكُمْ هَدْيًا بَالِغَ الْكَعْبَةِ﴾ وَهَذَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ . (هى لمالك)

امیر المومنین ایک ہرن کا فیصلہ تنہا نہ کر سکے یہاں تک کہ دوسرا آدمی بلا کر ساتھ رکھا۔ اس کو عمر رضی اللہ عنہ نے بلایا اور کہا: کیا تو نے سورۃ المائدہ پڑھی ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ کہا: کیا تو جانتا ہے کہ یہ دوسرا مرد کون ہے جس نے فیصلہ دیا ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر تو یہ بتاتا کہ سورۃ المائدہ تو نے پڑھی ہے تو میں تجھے مارنے کی سزا دیتا۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے، فیصلہ کریں دو عادل تم میں سے اور قربانی کعبہ تک پہنچائی جائے۔ اور میرے ساتھ دوسرا مرد عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ہے۔" (امام مالک)

شرح: ...... جو سورت مائدہ میں آتا ہے کہ دو عدل والے فیصلہ کریں، سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس پر عمل کیا تھا اور مثل چیز کے ساتھ فیصلہ کیا۔ (شرح زرقانی : ۲/ ۳۸۲)

الإفراد، والقران، والتمتع، وفسخ الحج

حج مفرد، حج قران، حج تمتع اور حج توڑنے کے احکام

۳۳۱۹۔ عَائِشَةُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَفْرَدَ بِالْحَجِّ . (للستة إلا البخاری)

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج مفرد کیا تھا۔" بخاری کے علاوہ چھ نے روایت کیا۔

۳۳۲۰۔ ابْنِ عُمَرُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَهلَ بِالْحَجِّ مُفْرَدًا . (لمسلم، والترمذی)

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مفرد حج کی نیت کی تھی۔ (مسلم، وترمذی)

۳۳۲۱۔ وعنه قَالَ: افْصِلُوا بَيْنَ حَجِّكُمْ وَعُمْرَتِكُمْ، فَإِنَّ ذَلِكَ أَتَمُّ لِحَجِّ أَحَدِكُمْ، وَأَتَمُّ لِعُمْرَتِهِ أَنْ يَعْتَمِرَ فِي غَيْرِ أَشْهُرِ الْحَجِّ . (لمالك)

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: اپنے حج اور عمرہ کے درمیان فاصلہ رکھو، اس سے تمہارا حج پوری طرح مکمل ہوگا اور تمہارا عمرہ بھی مکمل تب ہی ہے کہ حج کے مہینوں کے علاوہ اوقات میں عمرہ کیا جائے۔

۳۳۲۲۔ جَابِرُ، وأَبو سَعِيدٍ: قَدِمْنَا مَعَ

سیّدنا جابر اور ابوسعید رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

(۳۳۱۹) مسلم: ۱۲۱۱۔ بخاری: ۶۱۵۷۔ ترمذی: ۹۴۵۔ نسائی: ۲۹۲۔ ابوداود: ۲۰۰۳۔ ابن ماجه: ۲۱۳۵۔ احمد: ۲۵۸۱۲۔ موطا: ۹۴۵۔ دارمی: ۱۹۱۷۔

(۳۳۲۰) مسلم: ۱۲۳۱۔ احمد: ۵۶۸۶۔

(۳۳۲۱) موطا: ۷۷۸۔

(۳۳۲۲) مسلم: ۱۲۴۸۔ احمد: ۱۱۳۱۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

النَّبِيِّ ﷺ وَنَحْنُ نَصْرُخُ بِالْحَجِّ صُرَاخًا.
لمالك (1)

ساتھ حج کے لیے گئے تو ہم بلند آواز سے حج کی نیت کرتے تھے۔

٣٣٢٣ـ جابر: أَنَّ النبي ﷺ قَرَنَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَطَافَ لَهُمَا طَوَافًا وَاحِدًا. (للترمذي والنسائي)

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حج وعمرہ کو ملایا اور ان دونوں کے لیے ایک طواف کیا۔ (ترمذی، نسائی)

٣٣٢٤ـ أنس: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يُلَبِّي بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ جَمِيعًا، قال بكر: فَحَدَّثْتُ بِذَلِكَ ابْنَ عُمَرَ، فَقَالَ: لَبَّى بِالْحَجِّ وَحْدَهُ، فَلَقِيتُ أَنَسًا فَحَدَّثْتُهُ، فَقَالَ: مَا تَعُدُّونَا إِلَّا صِبْيَانًا سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَحَجًّا)). (للستة إلا مالكًا)

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیک وقت حج وعمرہ کی نیت کرتے سنا ہے۔ بکر رحمہ اللہ نے کہا: میں نے انس رضی اللہ عنہ کے قول کی ابن عمر رضی اللہ عنہ کو خبر دی تو انہوں نے کہا: آپ ﷺ نے صرف حج کی نیت کی ہے۔ پس میں انس رضی اللہ عنہ سے ملا اور میں نے ان سے بیان کیا تو انہوں نے کہا: تم ہمیں صرف بچہ شمار کرتے ہو۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا: میں حاضر ہوا عمرہ اور حج کے لیے۔ (اس کو مالک کے علاوہ چھ نے بیان کیا۔)

٣٣٢٥ـ أبو وائل قال: قَالَ الصُّبَيُّ بْنُ مَعْبَدٍ: كُنْتُ رَجُلًا أَعْرَابِيًّا نَصْرَانِيًّا، فَأَسْلَمْتُ فَأَتَيْتُ رَجُلًا مِنْ عَشِيرَتِي يُقَالُ لَهُ: هُذَيْمُ بْنُ ثُرْمُلَةَ، فَقُلْتُ لَهُ: يَا هَنَاهْ إِنِّي حَرِيصٌ عَلَى الْجِهَادِ، وَإِنِّي وَجَدْتُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ مَكْتُوبَيْنِ عَلَيَّ فَكَيْفَ لِي بِأَنْ أجمع بينهما؟ فقال: اجْمَعْهُمَا وَاذْبَحْ مَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ، فَأَهْلَلْتُ بِهِمَا فَلَمَّا

ابو وائل کہتے ہیں، الصبی بن معبد نے کہا: میں اعرابی نصرانی تھا، پھر میں مسلمان ہوا اور میں نے اپنے خاندان کے ایک مرد کو کہا جس کو ہذیم بن ثرملہ کہتے تھے میں نے اس کو کہا: اے فلاں بھائی! میں جہاد کرنے کی تڑپ رکھتا ہوں اور میں اپنے اوپر حج وعمرہ بھی واجب سمجھ رہا ہوں۔ میں ان دونوں کو جمع کر کے کیسے ادا کروں؟ اس نے کہا: ان دونوں کو جمع کر اور قربانی ذبح کر جو تجھے آسان ہو۔ پس میں نے حج وعمرہ دونوں کی نیت کی جب میں مقام عذیب میں پہنچا تو میری ملاقات سلمان بن ربیعہ اور

(٣٣٢٣) ترمذی: ٩٤٧ـ صحیح، البانی: ٧٥٥ـ مسلم: ١٢١٥ـ ابوداؤد: ١٨٩٥ـ نسائی: ٢٩٨٦ـ ابن ماجه: ٢٩٧٣ـ احمد: ١٤٧٣٥.

(٣٣٢٤) نسائی: ٢٧٣١ـ صحیح، البانی: ٢٥٥٩ـ بخاری: ٤٣٥٤ـ مسلم: ١٢٥١ـ ترمذی: ٩٥٦ـ ابوداؤد: ١٧٩٦ـ ابن ماجه: ٢٩٦٩ـ احمد: ١٣٣٩٦٥ـ دارمی: ١٩٢٤.

(٣٣٢٥) ابوداؤد: ١٧٩٩ـ صحیح، البانی: ١٥٨٣ـ نسائی: ٢٧٢١ـ ابن ماجه: ٢٩٧٠ـ احمد: ٣٨١.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أَتَيْتُ الْعُذَيْبَ لَقِيَنِي سَلْمَانُ بْنُ رَبِيعَةَ وَزَيْدُ بْنُ صُوحَانَ، وَأَنَا أُهِلُّ بِهِمَا مَعًا، فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِلآخَرِ: مَا هَذَا بِأَفْقَهَ مِنْ بَعِيرِهِ، فَكَأَنَّمَا أُلْقِيَ عَلَيَّ جَبَلٌ حَتَّى أَتَيْتُ عُمَرَ، فَقُلْتُ لَهُ ذلك، فقال: هُدِيتَ لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ ﷺ. (لأبي داود، والنسائي)

زید بن صوحان سے ہوئی۔ میں حج وعمرہ دونوں کے لیے تلبیہ کہہ رہا تھا، تو ان میں سے ایک نے دوسرے کو کہا: یہ شخص اپنے اونٹ سے زیادہ فقیہ نہیں ہے۔ یہ سن کر گویا میرے اوپر پہاڑ ٹوٹ پڑا اور پھر میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا اور میں نے ان کو یہ واقعہ سنایا تو انہوں نے کہا: تو نے اپنے نبی کریم ﷺ کی سنت کے مطابق کیا ہے۔ (ابوداؤد، نسائی)

٣٣٢٦ـ ابْنُ عُمَرَ رفعه: ((مَنْ أَحْرَمَ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ أَجْزَأَهُ طَوَافٌ وَسَعْيٌ وَاحِدٌ مِنْهُمَا حَتَّى يَحِلَّ مِنْهُمَا جَمِيعًا)). (للترمذي)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مرفوع بیان کیا کہ جس نے حج وعمرہ کے لیے بیک وقت نیت کی اور احرام باندھا اس کیلئے ایک طواف اور ایک سعی صفا ومروہ کے درمیان کفایت کرتی ہے یہاں تک کہ وہ ان دونوں سے بیک وقت احرام کھول کر فارغ ہو جائے۔ (ترمذی)

٣٣٢٧ـ وللنسائي: أن ابْنَ عُمَرَ قَرَنَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ، فَطَافَ طَوَافًا وَاحِدًا وَقَالَ: هَكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَفْعَلُهُ.

نسائی رحمہ اللہ کی روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے حج وعمرہ ملا کر کیا اور دونوں کے لیے ایک ہی طواف کیا اور کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے۔

٣٣٢٨ـ نَافِعٌ عن ابن عمر: وقد قال له ابناه- عبد الله وسالم- حِينَ نزول الْحَجَّاجِ لِقِتَالِ ابْنِ الزُّبَيْرِ: لا يَضُرُّكَ أَنْ لا تَحُجَّ الْعَامَ فَإِنَّا نَخْشَى أَنْ يَكُونَ بَيْنَ النَّاسِ قِتَالٌ يُحَالُ بَيْنَكَ وَبَيْنَ الْبَيْتِ. فقال: إن حِيلَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ فَعَلْتُ كَمَا فَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، وَأَنَا مَعَهُ حِينَ حَالَتْ قُرَيْشٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْبَيْتِ، أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ

نافع رحمہ اللہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے اموی فوج کی جنگ تھی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کو اس کے بیٹوں نے کہا: اگر اس سال حج نہ کریں تو آپ پر کوئی حرج نہیں اور ہمیں خطرہ ہے کہ وہ لوگ جنگ کریں گے تو آپ کے اور بیت اللہ کے درمیان حائل ہوں گے۔ انہوں نے جواب دیا کہ اگر وہ میرے اور بیت اللہ کے درمیان حائل ہو گئے تو میں وہی کچھ کروں گا جو رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا اور میں آپ ﷺ کے ساتھ موجود تھا، جب کفار قریش آپ ﷺ کے اور کعبہ

(٣٣٢٦) ترمذی: ٩٤٨ـ صحیح، البانی: ٧٥٦ـ ابن ماجه: ٢٩٧٥ـ احمد: ٦٣٢٧ـ دارمی: ١٨٤٤.

(٣٣٢٧) نسائی: ٢٩٣٢ـ صحیح الاسناد، البانی: ٢٧٤٤ـ بخاری: ٤١٨٥ـ مسلم: ١٣٠٤ـ ترمذی: ٩١٣ـ احمد: ٦٣٥٥ـ موطا: ٨٠٨ـ دارمی: ١٨٩٣

(٣٣٢٨) مسلم: ١٢٣٠ـ بخاری: ١٨٠٦ـ نسائی: ٢٩٣٣ـ احمد: ٦٣٥٥ـ موطا: ٨٠٨ـ دارمی: ١٨٩٣.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عُمْرَةً . فَانْطَلَقَ حَتَّى إِذَا أَتَى ذَا الْحُلَيْفَةِ فَلَبَّى بِالْعُمْرَةِ، ثُمَّ سَارَ حَتَّى إِذَا كَانَ بِظَهْرِ الْبَيْدَاءِ قَالَ: مَا أَمْرُهُمَا إِلَّا وَاحِدٌ، إِنْ حِيلَ بَيْنِي وَبَيْنَ الْعُمْرَةِ حِيلَ بَيْنِي وَبَيْنَ الْحَجِّ أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ حَجَّةً مَعَ عُمْرَتِي فَانْطَلَقَ حَتَّى ابْتَاعَ بِقُدَيْدٍ هَدْيًا، ثُمَّ طَافَ لَهُمَا طَوَافًا وَاحِدًا.

کے درمیان رکاوٹ بن گئے تھے۔ تم گواہ رہو کہ میں نے اپنے اوپر عمرہ واجب کیا، پھر جب مقام ذوالحلیفہ میں گئے تو عمرہ کی نیت کی اور تلبیہ کہا۔ وہاں سے چل کر مقام بیداء پر گئے تو کہا عمرہ اور حج کا ایک ہی حکم ہے، خواہ میرے اور میرے عمرے کے درمیان لوگ حائل ہوں یا میرے اور میرے حج کے درمیان حائل ہوں۔ تم گواہ رہو کہ میں نے اپنے عمرے کے ساتھ حج کی نیت کر کے حج بھی اپنے اوپر واجب کر دیا ہے۔ اس کے بعد مقام قدید سے قربانی کا جانور خریدا اور انہوں نے حج اور عمرے کے لیے ایک ہی طواف کیا۔

٣٣٢٩ــــ وفي رواية: فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، وَلَمْ يَزِدْ عَلَى ذَلِكَ وَلَمْ يَنْحَرْ وَلَمْ يَحْلِقْ وَلَمْ يُقَصِّرْ وَلَمْ يَتَحَلَّلْ مِنْ شَيْءٍ حَرُمَ عليه، حَتَّى كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ فَنَحَرَ وَحَلَقَ وَرَأَى قَدْ قَضَى طَوَافَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ بِطَوَافِهِ الْأَوَّلِ، وَقَالَ: كَذَلِكَ فَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ. (للشيخين، والموطأ، والنسائي)

ایک روایت میں ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیت اللہ اور صفا ومروہ کے درمیان ایک ہی طواف وسعی کی اور مزید کچھ نہیں کیا۔ نہ قربانی ذبح کی، نہ سر منڈوایا، نہ بال کترائے اور کسی چیز کو حلال نہ گردانا جس کی احرام میں ممانعت تھی۔ پھر جب قربانی کا دن آیا تو انہوں نے قربانی ذبح کی، سر مونڈا اور ان کی رائے یہ تھی کہ ان کا پہلا طواف حج اور عمرہ کے لیے کفایت کرتا ہے۔ اور انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی کیا ہے۔ (الشیخان الموطا، النسائی)

شرح: ......ایک حج مفرد ہے کہ حج کے مہینہ میں صرف حج کا احرام باندھا جائے اور اس کے ارکان ادا کیے جائیں۔

۲۔ حج قران ہے کہ حج کے مہینوں میں احرام باندھا جائے اور عمرہ ادا کیا جائے مگر احرام حج کے ارکان ادا کرنے کے بعد کھولا جائے، حج اور عمرہ ملا دیا جاتا ہے۔

۳۔ حج تمتع یہ ہے کہ عمرہ کر کے احرام کھول دیتے ہیں اور آٹھ ذوالحج کو حج کا احرام باندھا جاتا ہے اور ارکان حج ادا کیے جاتے ہیں۔

۴۔ اس بارے میں اختلاف ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حج مفرد کیا تھا یا حج تمتع یا حج قران۔

صحیح ترین بات یہی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حج قران کیا تھا چونکہ آپ قربانی ساتھ لے کر آئے تھے اور جس

(٣٣٢٩) مسلم: ١٢٣٠۔ بخاری: ١٥٦٩۔ نسائی: ٢٧٣٣۔ احمد: ١١٥٠۔ دارمی: ١٩٢٣۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے مفرد حج بیان کیا ہے اسے عمرہ کا علم نہ تھا اس لیے صرف حج کہہ دیا اور جس نے حج تمتع کہا ہے اس نے لغوی معنی مراد لیا ہے کہ عمرہ اور حج اکٹھا کر کے آپ نے فائدہ اٹھایا۔

۳۔ اب رہی بات حج قران کرنے والا دو طواف یا دو سعی کرے گا یا کہ ایک ہی کرے گا۔ احناف دو کے قائل ہیں یہ موقف ضعیف ہے، حج تمتع میں دو طواف یا سعی محسوس ہوتے ہیں۔ دو ہوتے نہیں کیونکہ ایک طواف اور سعی ہے جب تمتع والا عمرہ ادا کرتا ہے اور دوسرا طواف افاضہ ہے اور ساتھ ہی سعی ہے، یہ حج کا ہے اور قران میں صرف ایک ہی طواف اور ایک ہی سعی ہے جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے حج قران کیا تھا، ایک ہی طواف اور ایک ہی سعی کی تھی۔ (مرعاۃ: ۶/۲۴۲)

۳۳۳۰۔ عـلـيٌّ: قال ابنُ الْمُسَيَّبِ: اجْتَمَعَ عَـلِـيٌّ وَعُثْمَانُ بِعُسْفَانَ فَكَانَ عُثْمَانُ يَنْهَى عَـنِ الْـمُتْـعَةِ أَوِ الْعُمْرَةِ، فَقَالَ له عَلِيٌّ: مَا تُـرِيدُ إِلَى أَمْرٍ فَعَلَهُ النبى ﷺ تَنْهَى الناس عَـنْهُ، فَقَالَ عُثْمَانُ: دَعْنَا عنْكَ. فَقَالَ: إِنِّي لا أَسْتَـطِيـعُ أَنْ أَدَعَكَ فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ أَهَلَّ بِهِمَا جَمِيعًا.

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، ابن مسیب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ علی اور عثمان رضی اللہ عنہما مقام عسفان میں جمع ہوئے۔ عثمان رضی اللہ عنہ حج تمتع سے منع کرتے تھے اور عمرے سے روکتے تھے۔ ان کو علی رضی اللہ عنہ نے کہا: تیرا ارادہ کیا ہے کہ تو اس عمل سے لوگوں کو منع کرتا ہے جو خود رسول اللہ ﷺ نے کیا ہے، تو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: تو ہمیں چھوڑ دے تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں تمہیں چھوڑ نہیں سکتا۔ پھر علی رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ وہ اپنے اصرار سے باز نہیں آتے تو علی رضی اللہ عنہ نے حج اور عمرہ کی مجموعی نیت کر دی۔ (الشیخان)

۳۳۳۱۔ ولـلـنسائي: أَنَّ عُثْمَانَ كان يَنْهَى عَـنِ الْـمُتْـعَةِ وَأَنْ يَـجْـمَـعَ بَيْـنَ الْـحَـجِّ وَالْـعُمْرَةِ، فَقَالَ عَلِيٌّ لَبَّيْكَ بِحَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ مَـعًـا، فَـقَـالَ عُثْمَانُ: أَتَفْعَلُهما وَأَنَا أَنْهَى عَـنْهَـا، فَـقَـالَ عَـلِـيٌّ: لَمْ أَكُنْ لأَدَعَ سُنَّةَ رَسُولِ اللهِ ﷺ لأَحَدٍ مِنَ النَّاسِ.

نسائی رحمہ اللہ کی روایت میں ہے کہ امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ حج تمتع سے منع کرتے تھے اور حج وعمرہ ملانے سے روکتے تھے۔ علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں حج وعمرہ کے لیے حاضر ہوا۔ تو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: تو ایسا کرتا ہے اور میں اس سے منع کر رہا ہوں؟ تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ایسا انسان نہیں ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کی سنت لوگوں میں سے کسی کی خاطر ترک کر دوں۔

۳۳۳۲۔ ولـه فـي رواية أخرى: حَجَّ عَلِيٌّ وَعُثْـمَـانُ فَـلَـمَّـا كُـنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ نَهى

ان کی ایک دوسری روایت میں ہے، علی اور عثمان رضی اللہ عنہما نے حج کیا۔ جب راستے میں کسی مقام پر عثمان رضی اللہ عنہ نے حج تمتع سے

(۳۳۳۰) مسلم: ۱۲۲۳۔ بخاری: ۱۵۶۹۔ نسائی: ۲۷۳۳۔ احمد: ۱۱۵۰۔ دارمی: ۱۹۲۳.
(۳۳۳۱) نسائی: ۲۷۲۳۔ صحیح، البانی: ۲۵۵۲۔ بخاری: ۱۵۶۹۔ مسلم: ۱۲۲۳۔ احمد: ۱۱۵۰۔ سارمی: ۱۹۲۳.
(۳۳۳۲) نسائی: ۲۷۳۳۔ صحیح، البانی: ۲۵۶۱۔ بخاری: ۱۵۶۹۔ مسلم: ۱۲۲۳۔ احمد: ۱۱۵۰۔ دارمی: ۱۹۲۳.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عُثْمَانُ عَنِ التَّمَتُّعِ، فَقَالَ: إِذَا رَأَيْتُمُوهُ قَدِ ارْتَحَلَ فَارْتَحِلُوا، فَلَبَّى عَلِيٌّ وَأَصْحَابُهُ بِالْعُمْرَةِ فَلَمْ يَنْهَهُمْ عُثْمَانُ، فَقَالَ عَلِيٌّ: أَلَمْ أُخْبَرْ أَنَّكَ تَنْهَى عَنِ التَّمَتُّعِ؟ قَالَ بَلَى. قَالَ: عَلِيٌّ: أَلَمْ تَسْمَعْ رَسُولَ اللهِ ﷺ تَمَتَّعَ؟ قَالَ: بَلَى.

منع کیا تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا: لوگو! جب عثمان کو کوچ کرتے دیکھو تو تم ان کے بعد ہی کوچ کرنا۔ پس علی رضی اللہ عنہ اور اس کے ساتھ والوں نے عمرے کی نیت کی اور عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو منع نہ کیا۔ علی رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا مجھے خبر نہیں دی گئی کہ اے عثمان! تم حج تمتع سے منع کرتے ہو؟ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا، ہاں! علی رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تو نے نہیں سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے حج تمتع کیا ہے؟ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں۔

۳۳۳۳۔ ولمسلم: قَالَ ابْنُ شَقِيقٍ: كَانَ عُثْمَانُ يَنْهَى عَنِ الْمُتْعَةِ، وَكَانَ عَلِيٌّ يَأْمُرُ بِهَا، فَقَالَ عُثْمَانُ لِعَلِيٍّ كَلِمَةً، قَالَ عَلِيٌّ: لَقَدْ عَلِمْتَ أَنَّا تَمَتَّعْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: أَجَلْ، وَلَكِنَّا كُنَّا خَائِفِينَ.

مسلم رحمہ اللہ کی روایت ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ حج تمتع سے منع کرتے تھے اور حج تمتع کا حکم دیتے تھے، پس عثمان رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ سے کچھ بات کی تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا: یقیناً تجھے علم ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج تمتع کیا ہے تو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں۔ لیکن اس وقت ہم خوف کی حالت میں تھے۔

۳۳۳٤۔ أَبُو نَضْرَةَ: كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَأْمُرُ بِالْمُتْعَةِ، وَكَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ يَنْهَى عَنْهَا فَذَكَرْتُهُ لِجَابِرٍ، فَقَالَ: عَلَى يَدَيَّ دَارَ الْحَدِيثُ، تَمَتَّعْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَلَمَّا قَامَ عُمَرُ قَالَ: إِنَّ اللهَ كَانَ يُحِلُّ لِرَسُولِهِ مَا شَاءَ بِمَا شَاءَ، وَإِنَّ الْقُرْآنَ قَدْ نَزَلَ مَنَازِلَهُ ﴿فَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ﴾ كَمَا أَمَرَكُمُ اللهُ وَأَبِتُّوا نِكَاحَ هَذِهِ النِّسَاءِ فَلَنْ أُوتَى بِرَجُلٍ نَكَحَ امْرَأَةً إِلَى أَجَلٍ إِلَّا رَجَمْتُهُ بِالْحِجَارَةِ. (لمسلم)

ابونضرہ کہتے ہیں: ابن عباس رضی اللہ عنہما حج تمتع کا حکم دیتے اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ اس سے منع کرتے تھے۔ اس بات کا میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا تو اس نے کہا میرے ہی ذریعے سے یہ حدیث پھیلی ہے ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج تمتع کیا ہے۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ اپنے رسول کے لیے جس وقت جو چاہتا حلال کر دیتا تھا۔ اب قرآن اپنے مقام پر قرار پکڑ چکا ہے۔ پس تم حج اور عمرہ مکمل کرو جیسا تمہیں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور عورتوں سے دائمی نکاح کیا کرو۔ جو مرد میرے سامنے لایا گیا جس نے مقررہ وقت تک نکاح کیا ہوگا تو میں اس کو پتھر مار کر رجم کرا دوں گا۔ (مسلم)

۳۳۳۵۔ قَالَ الْحُمَيْدِي: ولمسلم في

حمیدی نے کہا مسلم کی کتاب النکاح میں ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ آئے

(۳۳۳۳) مسلم: ۱۲۲۳۔ (۳۳۳٤) مسلم: ۱۲۱۷۔ موطا: ۷۷۸۔
(۳۳۳۵) مسلم: ۱٤۰۵۔ بخاری: ۵۱۱۹۔ احمد: ۱٦۱۱۷۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

كتاب النكاح: قَدِمَ جَابِرٌ فَجِئْنَاهُ فِي مَنْزِلِهِ، فَسَأَلَهُ الْقَوْمُ عَنْ أَشْيَاءَ، ثُمَّ ذَكَرُوا الْمُتْعَةَ، قَالَ: اسْتَمْتَعْنَا مع رَسُولِ اللهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ. وظاهر هذا الحديث أنه عنى متعة الحج، وقد تأول مسلم ذلك على متعة النساء.

تو ہم ان کے گھر پر حاضر ہوئے، اور لوگوں نے ان سے مسائل دریافت کیے پھر لوگوں نے تمتع کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا: ہم نے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے بعد ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ حج تمتع کیا ہے۔ اس حدیث سے ظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مراد حج تمتع ہے مگر مسلم نے اس کی تاویل عورتوں کے متعہ سے کی ہے۔

۳۳۳۶۔ ابْنُ عَبَّاسٍ: تَمَتَّعَ النبي ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ، وَأَوَّلُ مَنْ نَهَى عَنْهَا مُعَاوِيَةُ. (للترمذي)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: نبی کریم ﷺ اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما نے حج تمتع کیا ہے اور سب سے پہلے اس کو معاویہ رضی اللہ عنہ نے منع کیا۔ (ترمذی)

۳۳۳۷۔ وللنسائي: قَالَ مُعَاوِيَةُ لابْنِ عَبَّاسٍ: أَعَلِمْتَ أَنِّي قَصَّرْتُ مِنْ رَأْسِ النبي ﷺ عِنْدَ الْمَرْوَةِ؟ قَالَ: لا، يَقُولُ ابْنُ عَبَّاسٍ: هذه على مُعَاوِيَةَ أن يَنْهَى النَّاسَ عَنِ الْمُتْعَةِ، وَقَدْ تَمَتَّعَ النَّبِيُّ ﷺ.

نسائی رحمہ اللہ نے روایت کی ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو کہا: کیا تجھے علم ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بال مروہ کے پاس میں نے کترے تھے؟ تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: نہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: معاویہ رضی اللہ عنہ کا لوگوں کو حج تمتع سے منع کرنا ہم انہی پر رہنے دیتے ہیں اور یقیناً رسول اللہ ﷺ نے حج تمتع ادا کیا ہے۔

شرح: ......ا۔ متعہ سے مراد عورتوں کا متعہ نہیں حج تمتع مراد ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ یا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حج تمتع جائز تو سمجھتے تھے مگر وہ یہ خیال کرتے تھے کہ اس طرح لوگ عمرہ کے ساتھ ہی حج کریں اور چلے جائیں تو بیت اللہ کی رونق میں فرق پڑے گا، لہٰذا کبھی عمرہ کے لیے آئیں، کبھی حج کے لیے آئیں، اس سے رونق برقرار رہے گی۔

تاہم یہ حج تمتع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے خاص نہ تھا، نبی ﷺ نے ہمیشہ کے لیے اس کی اجازت دی ہے، آپ نے خود کیا ہے، ان بزرگوں کا اجتہاد تھا جو حدیث کے واضح حکم کے سامنے قابل عمل نہیں۔ (مرعاۃ: ۶/۳۸۲)

۳۳۳۸۔ وله في رواية: قَالَ مُعَاوِيَةُ: أَخَذْتُ مِنْ أَطْرَافِ شَعْرِ رَسُولِ اللهِ ﷺ

اور نسائی کی ایک روایت ہے، معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے بیت اللہ وصفا مروہ کا طواف کرنے کے

(۳۳۳۶) ترمذی: ۸۲۴۔ ضعیف الاسناد، البانی: ۱۳۹۔ نسائی: ۲۷۳۷۔

(۳۳۳۷) نسائی: ۲۷۳۷۔ صحیح، البانی: ۲۵۶۴۔ بخاری: ۱۷۳۰۔ مسلم: ۱۲۴۶۔ ترمذی: ۸۲۲۔ ابوداؤد: ۱۸۰۳۔ احمد: ۱۶۴۵۲۔

(۳۳۳۸) نسائی: ۲۹۸۹۔ شاذ، البانی: ۱۹۴۔ بخاری: ۱۷۳۰۔ مسلم: ۱۲۴۶۔ ترمذی: ۸۲۲۔ ابوداؤد: ۱۸۰۳۔ احمد: ۱۶۴۵۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بِمِشْقَصٍ كَانَ مَعِي بَعْدَ مَا طَافَ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فِي أَيَّامِ الْعَشْرِ، قَالَ قَيْسٌ: وَالنَّاسُ يُنْكِرُونَ هَذَا عَلَى مُعَاوِيَةَ.

بعد ذوالحج کے عشرے میں آپ ﷺ کے بال اطراف سے چوڑے پھل کے ساتھ کاٹے تھے۔ قیس رحمہ اللہ نے کہا: لوگوں نے معاویہ رضی اللہ عنہ کی اس بات کو تسلیم نہ کیا بلکہ انکار کر دیا۔

٣٣٣٩ـــ وله في أخرى: أَنَّهُ قَصَّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِشْقَصٍ فِي عُمْرَةٍ عَلَى الْمَرْوَةِ.

اور اس کی ایک یہ بھی روایت ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: عمرہ کے موقع پر میں نے مروہ کے پاس تیز چوڑے پھل کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے بال چھوٹے کیے تھے۔

٣٣٤٠ـــ وللشيخين: قَصَّرْتُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِمِشْقَصٍ. وزاد أبو داود: على المروة.

اور شیخین رحمہما اللہ کی روایت ہے، معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے عریض پھل کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے بال مبارک چھوٹے کیے تھے۔ اور اس روایت میں ابوداود رحمہ اللہ نے "مروہ پر" کا لفظ زائد بیان کیا۔

شرح:...... حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو وہم ہوا ہے کہ آپ ﷺ نے دس ذوالحج کے دنوں میں بال کٹوائے تھے۔ اصل میں آپ نے جعرانہ سے جو عمرہ کیا تھا اس میں قصر کروایا تھا۔ طواف کیا، صفا و مروہ کیا اور فارغ ہو کر بال کٹوائے۔ (تعليقات سلفيه: ٢/ ٣٧)

٣٣٤١ـــ سعد: لقد تمتعنا مع رسول الله ﷺ وهذا -يعني: معاوية- كافر بالعرش -يعني: بالعرش: بيوت مكة في الجاهلية. (لمسلم)

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تمتع کیا تھا اور معاویہ رضی اللہ عنہ اس وقت مکہ کے مکانوں میں کفر و جہالت میں پڑے ہوئے تھے۔ (مسلم)

٣٣٤٢ـــ ابْنُ عَبَّاسٍ: سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُولُ: وَاللّٰهِ لا أَنْهَاكُمْ عَنِ الْمُتْعَةِ، فَإِنَّهَا لَفِي كِتَابِ اللّٰهِ، وَلَقَدْ فَعَلَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، يَعْنِي: الْعُمْرَةَ فِي الْحَجِّ. (للنسائي)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا ہے، انہوں کہا: میں تو حج تمتع سے منع نہیں کرتا، اس کا ذکر تو اللہ کی کتاب میں ہے اور رسول اللہ ﷺ نے حج تمتع کیا ہے، یعنی عمرہ سے ملا کر۔ (نسائی)

٣٣٤٣ـــ ابن الْمُسَيِّبِ: أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ

ابن مسیب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک

(٣٣٣٩) نسائی: ٢٩٨٧۔ صحیح، البانی: ٢٧٩٦.
(٣٣٤٠) بخاری: ١٧٣٠۔ احمد: ١٦٤٩١.
(٣٣٤١) مسلم: ١٢٢٥۔ ترمذی: ٨٢٢۔ نسائی: ٢٧٣٤۔ احمد: ١٥٧٢۔ موطا: ٧٧١۔ دارمی: ١٨١٤.
(٣٣٤٢) نسائی: ٢٧٣٦۔ صحیح الاسناد، البانی: ٢٥٦٣.
(٣٣٤٣) ابوداؤد ضعیف: ١٧٩٣۔ البانی: ٣٩٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

النَّبِيِّ ﷺ أَتَى عُمَرَ فَشَهِدَ عِنْدَهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي مَرَضِهِ الَّذِي قُبِضَ منه يَنْهَى عَنِ الْعُمْرَةِ قَبْلَ الْحَجِّ. (لأبي داود)

صحابی آیا اور اس نے گواہی دی اس نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے مرض الوصال میں حج سے پہلے عمرہ کرنے سے منع فرمایا۔ (ابوداؤد)

٣٣٤٤۔ عبد الله بن سالم: سَمِعَ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الشَّامِ يَسْأَلُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ التَّمَتُّعِ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ أَبِي يَنْهَى عَنْهَا وَصَنَعَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَمْرَ أَبِي تَتَّبِعُ أَمْ أَمْرَ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ فَقَالَ الرَّجُلُ: بَلْ أَمْرَ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَقَالَ: لَقَدْ صَنَعَهَا رَسُولُ اللهِ - ﷺ -. (للترمذي)

عبداللہ بن سالم نے اہل شام کے ایک مرد کو ابن عمر رضی اللہ عنہما سے حج تمتع کے بارے میں سوال کرتے سنا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو کہا: تو یہ بتا اگر میرے باپ نے حج تمتع سے منع کر دیا ہو اور رسول اللہ ﷺ نے حج تمتع کیا ہو تو کیا میرے باپ کے حکم کی پیروی کی جائے گی یا رسول اللہ ﷺ کے حکم کی؟ اس شخص نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے حکم کی پیروی کی جائے گی۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے حج تمتع کیا ہے۔ (ترمذی)

٣٣٤٥۔ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ: نَزَلَتْ آيَةُ الْمُتْعَةِ فِي كِتَابِ اللهِ، فَفَعَلْنَاهَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَلَمْ يُنْزَلْ قُرْآنٌ يُحَرِّمُهُ وَلَمْ يَنْهَ عَنْهَا حَتَّى مَاتَ، قَالَ رَجُلٌ بِرَأْيِهِ مَا شَاءَ.

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے: کہا حج تمتع کے بارے میں قرآنی آیت نازل ہوئی اور ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج تمتع کیا، پھر آپ ﷺ کی وفات تک اس کو ممنوع قرار دینے کے لیے نہ تو قرآن نازل ہوا اور نہ آپ ﷺ نے اس سے منع کیا، پھر کہا ایک مرد نے اپنی رائے سے جو چاہا۔

٣٣٤٦۔ زاد في رواية: وَقَدْ كَانَ يُسَلَّمُ عَلَيَّ حَتَّى اكْتَوَيْتُ فَتُرِكْتُ، ثُمَّ تَرَكْتُ الْكَيَّ فَعَادَ. (للشيخين، والنسائي)

ایک روایت میں مزید یہ بیان ہے کہ مجھے فرشتوں کی طرف سے سلام کہا جاتا تھا۔ میں نے علاج کے لیے آگ کا داغ لگوایا تو سلام کہنا موقوف ہوگیا۔ پھر میں نے داغ لگوانا ترک کر دیا تو مجھے سلام آنا دوبارہ شروع ہوگیا۔ (الشیخان، نسائی)

٣٣٤٧۔ ابْنُ عُمَرَ: تَمَتَّعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: حجۃ الوداع کے موقع پر عمرے کو حج

(٣٣٤٤) ترمذی: ٨٢٣۔ صحیح الاسناد، البانی: ٦٥٨۔ بخاری: ١٦٩٢۔ مسلم: ١٢٢٧۔ نسائی: ٢٧٣٢۔ ابوداؤد: ١٧٠٥۔ احمد: ٦٢٠٤۔

(٣٣٤٥) بخاری: ٤٥١٨۔ مسلم: ١٢٢٦۔ نسائی: ٢٧٣٩۔ ابن ماجہ: ٢٩٧٨۔ احمد: ١٩٤٣٨۔ دارمی: ١٨١٣۔

(٣٣٤٦) مسلم: ١٢٢٦۔ ضعیف الاسناد، البانی: ١٣٩۔ بخاری: ٤٥١٨۔ نسائی: ٢٧٣٩۔ ابن ماجہ: ٢٩٧٨۔ احمد: ١٩٤٣٨۔ دارمی: ١٨١٣۔

(٣٣٤٧) بخاری: ١٦٩٢۔ مسلم: ١٢٢٨۔ نسائی: ٢٧٣٢۔ ابوداؤد: ١٨٠٥۔ احمد: ٦٢٣٢۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ وَأَهْدَى فَسَاقَ مَعَهُ الْهَدْيَ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ، وَبَدَأَ فَأَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ ثُمَّ أَهَلَّ بِالْحَجِّ وتَمَتَّعَ النَّاسُ معه فَكَانَ مِنهم مَنْ أَهْدَى وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ يُهْدِ، فَلَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ قَالَ لِلنَّاسِ: مَنْ كَانَ مِنْكُمْ أَهْدَى فَإِنَّهُ لا يَحِلُّ من شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتَّى يَقْضِيَ حَجَّهُ، وَمَنْ لَمْ يَكُنْ مِنْكُمْ أَهْدَى فَلْيَطُفْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلْيُقَصِّر وَلْيَحْلِلْ، ثُمَّ لِيُهِلَّ بِالْحَجِّ وليهد، فَمَنْ [566]لَمْ يَجِدْ هَدْيًا فَلْيَصُمْ ثَلاثَةَ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةً إِذَا رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ، وطاف رسول الله ﷺ حِينَ قَدِمَ مَكَّةَ فَاسْتَلَمَ الرُّكْنَ أَوَّلَ شَيْءٍ ثُمَّ خَبَّ ثَلاثَةَ أَطْوَافٍ من السبع وَمَشَى أَرْبَعة، ثم رَكَعَ حِينَ قَضَى طَوَافَهُ بِالْبَيْتِ عِنْدَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ سَلَّمَ فَانْصَرَفَ فَأَتَى الصَّفَا فَطَافَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعَةَ أَطْوَافٍ ثُمَّ لَمْ يَحْلِلْ مِنْ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتَّى قَضَى حَجَّهُ وَنَحَرَ هَدْيَهُ يَوْمَ النَّحْرِ وَأَفَاضَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ حَلَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ، وَفَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ أَهْدَى فَسَاقَ الْهَدْيَ مِنَ النَّاسِ. (للشيخين وأبي داود والنسائي)

سے ملا کر رسول اللہ ﷺ نے حج تمتع کیا اور قربانی کی اور آپ ﷺ نے ذوالحلیفہ سے قربانی کا جانور خریدا تھا۔ پہلے آپ ﷺ نے عمرے کی نیت کی، پھر حج کی نیت کی اور لوگوں نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ حج تمتع کیا۔ ان میں سے بعض کے پاس قربانی کے جانور تھے اور بعض کے پاس نہیں تھے۔ جب آپ ﷺ مکہ پہنچے تو فرمایا: جو قربانی کا جانور اپنے ساتھ لایا ہے اس کے لیے کوئی چیز حلال نہیں، جو احرام کی وجہ سے اس پر حرام ہوئی ہے یہاں تک کہ وہ احکام حج پورے کر دے۔ اور جو تم میں سے اپنے ساتھ قربانی کا جانور نہیں لایا ہے وہ بیت اللہ کا طواف کرے اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے اور اس کے بعد احرام کھول دے اور پھر وہ حج کے لیے احرام باندھے اور قربانی دے اور جو قربانی نہ دے سکے تو ایام حج میں تین روزے رکھے اور سات روزے اس وقت رکھے جب اپنے اہل وعیال میں لوٹ کر جائے۔ جب آپ ﷺ مکہ میں آئے تو سب سے پہلا کام طواف تھا، آپ ﷺ نے پہلے حجر اسود کو بوسہ دیا پھر تین چکر دوڑ کر (رمل کر کے) پورے کیے اور چار چکر عام چال کے ساتھ چل کر پورے کیے۔ بیت اللہ کا طواف مکمل کر چکے تو مقام ابراہیم کے پاس دو رکعات نماز پڑھی اور سلام پھیر کر صفا پر گئے اور صفا مروہ پر سات بار گئے اور سعی مکمل کی۔ اس کے بعد حج مکمل کرنے تک بوجہ احرام جو چیز ممنوع تھی اس کو ممنوع ہی رکھا۔ قربانی کے دن اپنا جانور ذبح کیا اور طواف بیت اللہ کے لیے تشریف لے گئے اور اس کے بعد بوجہ احرام جو اشیاء حرام تھیں وہ حلال ہو گئیں۔ جن لوگوں کے پاس قربانی کے جانور تھے انہوں نے بھی وہی کیا جو رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا۔ (الشیخان، ابوداود)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

٣٣٤٨ـ ابن عباس: أن النبي بعث أبا بكر على الحج يخبر الناس بمناسكهم، ويبلغهم عن رسول الله حتى أتى عرفة من قبل ذي المجاز فلم يقرب الكعبة، ولكن شمر إلى ذي المجاز، وذلك أنهم لم يكونوا استمتعوا بالعمرة إلى الحج. (للبخاري)

ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امیر حج بنا کر روانہ کیا تا کہ وہ لوگوں کو احکام حج بتائیں اور ان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام بھی پہنچا دیں۔ چنانچہ ابوبکر رضی اللہ عنہ عرفات میں ذوالمجاز کی طرف سے گئے اور کعبہ کے قریب نہیں گئے یہ اس لیے کہ وہ لوگ اسلام سے قبل عمرے کو حج سے ملا کر ادا نہیں کرتے تھے۔ (بخاری)

٣٣٤٩ـ وعنه: كَانُوا يَرَوْنَ الْعُمْرَةَ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ مِنْ أَفْجَرِ الْفُجُورِ فِي الأَرْضِ وكانوا يسمون الْمُحَرَّمَ صَفَرًا، وَكانوا يَقُولُونَ: إِذَا بَرَأَ الدَّبَرْ وَعَفَا الأَثَرْ وَانْسَلَخَ صَفَرْ، حَلَّتِ الْعُمْرَةُ لِمَنِ اعْتَمَرْ، فقَدِمَ رسول الله ﷺ وَأَصْحَابُهُ صَبِيحَةَ رَابِعَةٍ مُهِلِّينَ بِالْحَجِّ، فَأَمَرَهُمُ النبي ﷺ أَنْ يَجْعَلُوهَا عُمْرَةً، فَتَعَاظَمَ ذَلِكَ عِنْدَهُمْ، فَقَالُوا: يَارَسُولَ الله، أَيُّ الْحِلِّ؟ قَالَ: ((الْحِلُّ كُلُّهُ)). (لأبي داود والنسائي والشيخين)

”ان سے یہ بھی روایت ہے کہ لوگوں کی پہلے یہ رائے تھی کہ عمرے کو حج کے مہینوں میں ادا کرنا بڑا گناہ قرار دیتے تھے اور وہ محرم کے مہینے کو صفر بنا لیتے تھے اور کہا کرتے تھے: جب اونٹوں کا پیٹھ کا زخم مندمل ہو جائے، مسافروں کا نشانِ قدم مٹ جائے اور صفر گزر جائے تو پھر عمرہ کرنا جائز ہے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے ساتھ چار ذوالحجہ کی صبح حج کا تلبیہ پکارتے ہوئے مکہ پہنچے تو آپ نے انہیں حکم دیا کہ وہ حج کی نیت کو عمرے میں بدل دیں۔ تو لوگوں کو یہ امر گراں گذرا تو لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول کس حد تک ہم حلال ہو جائیں؟ فرمایا: ”کل احرام سے حلال ہو جاؤ“ (ابوداؤد، نسائی، الشیخان)

٣٣٥٠ـ ولهما: قال أبو جَمْرَةَ: سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ الْمُتْعَةِ فَأَمَرَنِي بِهَا، وَسَأَلْتُهُ عَنِ الْهَدْيِ فَقَالَ: فِيهَا جَزُورٌ أَوْ بَقَرَةٌ أَوْ شَاةٌ أَوْ شِرْكٌ فِي دَمٍ، وَكَأَنَّ نَاسًا كَرِهُوهَا، فَنِمْتُ فَرَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ إِنْسَانًا يُنَادِي: حَجٌّ مَبْرُورٌ وَمُتْعَةٌ مُتَقَبَّلَةٌ، فَأَتَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ

شیخین کی روایت میں ہے، ابوحمزہ نے کہا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حج تمتع کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے حج تمتع کرنے کا مجھے حکم دیا اور میں نے قربانی کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے کہا: اونٹ، گائے، بکری یا ذبیحہ میں حصہ ڈال کر شریک ہونا جائز ہے۔ لوگ حج تمتع کو ناپسند کرتے تھے۔ میں نے نیند کی حالت میں خواب دیکھا کہ گویا کوئی انسان آواز

(٣٣٤٩) بخاری: ١٥٦٤ـ مسلم: ١٢٤٠ـ نسائی: ٢٨٧١ـ احمد: ٣٤٩٩.

(٣٣٥٠) بخاری: ١٦٨٨ـ مسلم: ١٢٤٢ـ احمد: ٢١٥٩.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

فَحَدَّثْتُهُ فَقَالَ: اللّٰهُ أَكْبَرُ، سُنَّةُ أَبِي الْقَاسِمِ ﷺ.

دیتا اور کہتا ہے حج مبرور اور حج تمتع قبول ہے۔ پھر میں لوٹ کر ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا تو میں نے ان سے خواب بیان کیا تو انہوں نے کہا، اللہ اکبر! ابوالقاسم ﷺ کی سنت ہے۔

۳۳۵۱۔ وللبخاری تعليقاً: قال في آخر حديثه: في حجة الوداع فَجَمَعُوا نُسُكَيْنِ فِي عَامٍ بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ، فَإِنَّ اللّٰهَ أَنْزَلَهُ فِي كِتَابِهِ، وَسَنَّهُ رسوله ﷺ، وَأَبَاحَهُ لِلنَّاسِ غَيْرَ أَهْلِ مَكَّةَ قَالَ تعالى ﴿ذٰلِكَ لِمَنْ لَمْ يَكُنْ أَهْلُهُ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ وَأَشْهُرُ الْحَجِّ الَّتِي [567]ذَكَرَهَا اللّٰهُ شَوَّالٌ وَذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحَجَّةِ، فَمَنْ تَمَتَّعَ فِي هٰذِهِ الأَشْهُرِ فَعَلَيْهِ دَمٌ أَوْ صَوْمٌ، وَالرَّفَثُ: الْجِمَاعُ، وَالْفُسُوقُ: الْمَعَاصِي: وَالْجِدَالُ، الْمِرَاءُ.

بخاری رحمہ اللہ کی تعلیقات میں ان کی حجۃ الوداع کی روایت کے آخر میں ہے: پس اس سال ہر دو کو جمع کر دیا یعنی حج وعمرہ کو اور اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم اپنی کتاب میں نازل کیا اور رسول اللہ ﷺ کی سنت نے لوگوں پر جواز ظاہر کر دیا، اہل مکہ کے سوا، اور اللہ نے فرمایا: ''یہ اس کے لیے ہے جس کے اہل وعیال مسجد حرام کے پاس رہنے والے نہ ہوں۔'' اور حج کے مہینے جن کا اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے وہ شوال، ذوالقعدہ اور ذوالحجہ ہیں، پس جس نے ان مہینوں میں حج تمتع کیا تو اس پر قربانی دینا واجب ہے یا روزے رکھنا، رفث سے مراد جماع ہے اور فسوق سے تمام معاصی وگناہ مراد ہیں اور جدال سے مراد آپس میں جھگڑا کرنا ہے۔''

۳۳۵۲۔ وللنسائي: أَهَلَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِالْعُمْرَةِ وَأَهَلَّ أَصْحَابُهُ بِالْحَجِّ، وَأَمَرَ مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ الْهَدْيُ أَنْ يَحِلَّ، وَكَانَ فِيمَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ الْهَدْيُ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَرَجُلٌ آخَرُ فَأَحَلا (1).

امام نسائی رحمہ اللہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرے کی نیت کی اور آپ ﷺ کے اصحاب نے حج کی نیت باندھی، پھر آپ ﷺ نے ان لوگوں کو حکم دیا جن کے پاس قربانی کا جانور نہیں تھا کہ وہ احرام کھول دیں اور جن لوگوں کے پاس قربانی کے لیے جانور نہیں تھا ان میں طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ اور ایک دوسرا مرد بھی تھا پس ان دونوں نے احرام کھول دیا۔

۳۳۵۳۔ وله في أخرى: قَدِمَ لأَرْبَعٍ مِنْ

اور اس کی ایک دوسری روایت میں ہے: آپ چار ذوالحجہ کو مکہ

(۳۳۵۱) بخاری تعلیقا۔

(۳۳۵۲) نسائی: ۲۸۱۴۔ صحیح، البانی: ۲۶۳۸۔ بخاری: ۳۸۳۲۔ مسلم: ۱۲۴۱۔ ابوداؤد: ۱۷۹۲۔ احمد: ۳۱۶۲۔ دارمی: ۱۸۵۶۔

(۳۳۵۳) نسائی: ۲۸۷۱۔ صحیح، البانی: ۲۶۸۹۔ بخاری: ۳۸۳۲۔ مسلم: ۱۲۴۱۔ ابوداؤد: ۱۷۹۲۔ احمد: ۳۱۶۲۔ دارمی: ۱۸۵۶۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ذِي الْحِجَّةِ وَقَدْ أَهَلَّ بِالْحَجِّ، وصَلَّى الصُّبْحَ بِالْبَطْحَاءِ. للنسائي.

میں پہنچے اور آپ حج کی نیت کر چکے تھے اور آپ ﷺ نے فجر کی نماز بطحاء میں پڑھی۔

٣٣٥٤ـ أَهَلَّ النَّبِيُّ ﷺ بِعُمْرَةٍ وَأَهَلَّ أَصْحَابُهُ بِحَجٍّ، فَلَمْ يَحِلَّ النَّبِيُّ ﷺ وَلا مَنْ سَاقَ الْهَدْيَ مِنْ أَصْحَابِهِ، وَحَلَّ بَقِيَّتُهُمْ وكان طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ فِيمَنْ سَاقَ الْهَدْيَ فَلَمْ يَحِلَّ (1).

نبی کریم ﷺ نے عمرہ کی نیت (بھی) کی تھی اور آپ ﷺ کے اصحاب نے صرف حج کی نیت کی ہوئی تھی، پس نبی کریم ﷺ نے احرام نہیں کھولا اور ان لوگوں نے بھی جن کے ساتھ قربانی کے جانور تھے اور دیگر لوگوں نے احرام کھول دیا۔ اور طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں شامل تھے جن کے ساتھ قربانی کا جانور موجود تھا، چنانچہ انہوں نے احرام نہیں کھولا۔

٣٣٥٥ـ جَابِرٌ: أَهَلَّ النَّبِيُّ ﷺ وَأَصْحَابُهُ بِالْحَجِّ وَلَيْسَ مَعَ أَحَدٍ مِنْهُمْ هَدْيٌ غَيْرَ النَّبِيِّ ﷺ وَطَلْحَةَ، فقَدِمَ عَلِيٌّ مِنَ الْيَمَنِ مَعَهُ هَدْيٌ، فَقَالَ: أَهْلَلْتُ بِمَا أَهَلَّ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ، فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ أَصْحَابَهُ أَنْ يَجْعَلُوهَا عُمْرَةً وَيَطُوفُوا، ثُمَّ يُقَصِّرُوا وَيَحِلُّوا إِلا مَنْ كَانَ مَعَهُ الْهَدْيُ، فَقَالُوا: نَنْطَلِقُ إِلَى مِنًى وَذَكَرُ أَحَدِنَا يَقْطُرُ، فَبَلَغَ ذلك النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا أَهْدَيْتُ وَلَوْلا أَنَّ مَعِي الْهَدْيَ لأَحْلَلْتُ)). وَحَاضَتْ عَائِشَةُ فَنَسَكَتِ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا غَيْرَ أَنْ لَمْ تَطُفْ بِالْبَيْتِ، فَلَمَّا طَافَتْ بِالْبَيْتِ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، يَنْطَلِقُونَ بِحَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ وَأَنْطَلِقُ بِحَجٍّ، فَأَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی کریم ﷺ نے اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے حج کی نیت کی اور نبی کریم ﷺ اور طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کے سوا کسی کے ساتھ قربانی کے جانور نہیں تھے، علی رضی اللہ عنہ یمن سے آئے اور ان کے ساتھ قربانی کے جانور تھے۔ انہوں نے نیت کی کہ میں اس کی نیت کرتا ہوں جس کی نبی کریم ﷺ نے نیت کی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ اس احرام کو عمرہ سمجھ لیں اور طواف سے فارغ ہو کر بال کترائیں اور احرام کھول دیں، صرف وہ شخص احرام نہ کھولے جس کے ساتھ قربانی کا جانور ہو۔ پس لوگوں نے کہا: ہم منیٰ جائیں گے تو ہم میں سے کسی کے ذکر سے منی ٹپکتی ہوگی۔ آپ ﷺ تک یہ بات پہنچائی گئی تو آپ نے فرمایا: اگر لوگوں کا یہ حال مجھے پہلے معلوم ہوتا جو اب معلوم ہوا ہے تو میں قربانی کا جانور ساتھ نہ لاتا اور اگر میرے ساتھ قربانی کا جانور نہ ہوتا تو میں بھی احرام کھول دیتا۔ اور عائشہ رضی اللہ عنہا حائض ہوگئیں تو انہوں نے حج کے تمام احکام پورے کیے مگر بیت اللہ

(٣٣٥٤) مسلم: ١٢٣٩ـ بخاری: ١٥٦٤ـ نسائی: ٢٨٧١ـ ابوداؤد: ١٨٠٤ـ احمد: ٢٦٣٦.

(٣٣٥٥) بخاری: ١٦٥١ـ مسلم: ١٢٤٠ـ نسائی: ٢٨٧١ـ ابوداؤد: ١٧٨٨ـ ابن ماجه: ٢٩٨٠ـ احمد: ١٤٨٢١ـ دارمی: ١٨٠٥.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بَكْرٍ أَنْ يَخْرُجَ مَعَهَا إِلَى التَّنْعِيمِ فَاعْتَمَرَتْ بَعْدَ الْحَجِّ. (للشيخين، وأبي داود، والنسائي)

کا طواف نہیں کیا۔ انہوں نے طواف کرنے سے پہلے عرض کی اے اللہ رسول! لوگ حج وعمرہ کر کے لوٹتے ہیں اور میں صرف حج کر کے واپس چلی جاؤں گی۔ پس آپ ﷺ نے عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ وہ ام المومنین کو ساتھ لے کر مقام تنعیم تک جائے اور عائشہ رضی اللہ عنہا حج کے بعد وہاں سے عمرے کی نیت کریں اور عمرہ ادا کریں۔'' (الشیخان، ابوداود، النسائی)

٣٣٥٦۔ أبو ذرٍّ: كَانَتِ الْمُتْعَةُ فِي الْحَجِّ لِأَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ خَاصَّةً. (لمسلم، وأبي داود، والنسائي)

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حج تمتع صرف اصحاب محمد ﷺ کے لیے تھا۔ (مسلم)

٣٣٥٧۔ وفي رواية: لَا تَصْلُحُ الْمُتْعَتَانِ إِلَّا لَنَا خَاصَّةً، يَعْنِي: مُتْعَةَ النِّسَاءِ وَمُتْعَةَ الْحَجِّ.

اور ایک روایت میں ہے دونوں متعے صرف ہمارے لیے خاص تھے، یعنی متعہ نساء اور متعہ حج۔

شرح: ......عورتوں سے متعہ ہمیشہ کے لیے حرام ہو چکا ہے۔ (بخاری) اور حج تمتع افضل اور جائز ہے، اس کی ممانعت نہیں، نہ یہ کسی دور کے ساتھ خاص ہے۔

٣٣٥٨۔ وفي أخرى: أَنَّ أَبَا ذَرٍّ كَانَ يَقُولُ فِيمَنْ حَجَّ ثُمَّ فَسَخَهَا بِعُمْرَةٍ: لَمْ يَكُنْ ذَلِكَ إِلَّا لِلرَّكْبِ الَّذِينَ كَانُوا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ. (لمسلم، وأبي داود، والنسائي)

دوسری روایت ہے کہ ابو ذر رضی اللہ عنہ اس شخص کے بارے میں کہا کرتے تھے جو حج کی نیت کر کے پھر اسے عمرے میں تبدیل کرے تو وہ کہتے تھے یہ صرف ان لوگوں کے لیے تھا جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ (مسلم، ابوداود، نسائی)

٣٣٥٩۔ بِلَالُ بنُ الحارثِ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَفَسْخُ الْحَجِّ لَنَا خَاصَّةً أَمْ لِلنَّاسِ عَامَّةً؟ قَالَ: ((بَلْ لَنَا خَاصَّةً)). (لأبي داود، والنسائي)

سیدنا بلال بن حارث رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! کیا حج کو عمرے میں تبدیل کرنا ہمارے لیے خاص ہے یا سب لوگوں کے لیے عام ہے؟ فرمایا: ''ہمارے لیے مخصوص ہے۔'' (ابوداود ونسائی)

(٣٣٥٦) مسلم: ١٢٢٤۔ نسائی: ٢٨١٢۔ ابن ماجه: ٢٩٨٥۔
(٣٣٥٧) مسلم: ١٢٢٤۔ نسائی: ٢٨١٢۔ ابن ماجه: ٢٩٨٥۔
(٣٣٥٨) ابوداؤد: ١٨٠٧۔ صحیح موقوف، شاذ، البانی: ١٥٩٣۔ نسائی: ٢٨١٢۔ ابن ماجه: ٢٩٨٥۔
(٣٣٥٩) نسائی: ٢٨٠٨۔ ضعیف، البانی: ١٧٧۔ ابوداؤد: ١٨٠٨۔ ابن ماجه: ٢٩٨٤۔ احمد: ١٥٤٢٦۔ دارمی: ١٨٥٥۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

٣٣٦٠ـ عَائِشَةُ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ وَلَيَالِي الْحَجِّ وَحُرُمِ الْحَجِّ فَنَزَلْنَا بِسَرِفٍ فَخَرَجَ إِلَى الصحابة فَقَالَ: ((مَنْ لَمْ يَكُنْ مِنْكُمْ مَعَهُ هَدْيٌ وأَحَبَّ أَنْ يَجْعَلَهَا عُمْرَةً فَلْيَفْعَلْ، وَمَنْ كَانَ مَعَهُ الْهَدْيُ فَلا)). فَالآخِذُ بِهَا وَالتَّارِكُ لَهَا مِنَ الصَّحَابَةِ، فَأَمَّا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَرِجَالٌ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَكَانُوا أَهْلَ قُوَّةٍ وَكَانَ مَعَهُمُ الْهَدْيُ فَلَمْ يَقْدِرُوا عَلَى الْعُمْرَةِ، فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا أَبْكِي، فَقَالَ: ((مَا يُبْكِيكِ يَا هَنْتَاهُ)) قُلْتُ: سَمِعْتُ قَوْلَكَ لأَصْحَابِكَ فَمُنِعْتُ الْعُمْرَةَ. قَالَ: ((وَمَا شَأْنُكِ؟)) قُلْتُ: لا أُصَلِّي. قَالَ: ((فَلا يَضِرُكِ إِنَّمَا أَنْتِ امْرَأَةٌ مِنْ بَنَاتِ آدَمَ، كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْكِ مَا كَتَبَ عَلَيْهِنَّ فَكُونِي فِي حَجَّتِكِ فَعَسَى اللّٰهُ أَنْ يَرْزُقَكِيهَا)). قَالَتْ: فَخَرَجْتُ فِي حَجَّتِي حَتَّى قَدِمْنَا مِنًى فَطَهَرْتُ، ثُمَّ خَرَجْتُ مِنْ مِنًى فَأَفَضْتُ بِالْبَيْتِ، ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهُ فِي النَّفْرِ الآخِرِ حَتَّى نَزَلَ الْمُحَصَّبَ وَنَزَلْنَا مَعَهُ، فَدَعَا عَبْدَالرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ، فَقَالَ: ((اخْرُجْ بِأُخْتِكَ مِنَ الْحَرَمِ، لِتُهِلَّ بِعُمْرَةٍ، ثُمَّ افْرُغَا ثُمَّ ائْتِيَا هَا هُنَا، فَإِنِّي

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کے مہینوں اور حج کی راتوں میں نکلے اور آپ ﷺ نے حج کا احرام باندھا، جب مقام سرف میں ٹھہرے تو آپ ﷺ صحابہ کی طرف گئے اور فرمایا جس کے پاس قربانی کا جانور نہیں ہے اور وہ عمرہ کرنا چاہتا ہے تو کر دے، اور جس کے پاس قربانی کا جانور موجود ہے تو وہ اسی طرح رہے، تو صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے بعض نے عمرہ کیا اور بعض نے نہیں کیا، اور رسول اللہ ﷺ اور وہ صحابہ جو مالی قوت رکھتے تھے اور ان کے ساتھ قربانی کے جانور تھے تو وہ عمرہ نہیں کر سکے، رسول اللہ ﷺ میرے پاس آئے تو میں رو رہی تھی۔ آپ نے فرمایا: اے کمزور! تو کیوں روتی ہے؟ میں نے عرض کیا کہ آپ کا وہ فرمان میں نے سنا ہے، جو آپ نے اپنے صحابہ کو فرمایا ہے اور میں عمرہ بھی نہیں کر سکوں گی، فرمایا: تیری کیا حالت ہے؟ میں نے کہا کہ میں نماز نہیں پڑھتی۔ فرمایا: یہ تو تیرے لیے نقصان نہیں ہے، تو بھی آدم کی بیٹیوں میں سے ایک عورت ہے۔ اللہ نے تیرے اوپر بھی وہ لکھ دیا ہے جو دیگر عورتوں پر لکھا ہے۔ پس تو اپنا حج ادا کر اور قریب ہے کہ اللہ تجھے عمرہ بھی دے دے گا، میں حج کے لیے نکلی اور جب لوٹ کر ہم منیٰ میں آئے تو میں پاک ہوگئی، پھر میں منیٰ سے نکلی اور بیت اللہ کا طواف کیا پھر میں آپ ﷺ کے ساتھ لوگوں سمیت مقام محصب میں جا کر ٹھہری، ہم سب لوگ آپ کے ساتھ ٹھہر گئے، تو آپ ﷺ نے عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا: اپنی بہن کو حرم سے باہر لے جا، وہاں سے یہ عمرہ کی نیت کرے، پھر جب یہ

(٣٣٦٠) بخاری: ١٥٦٠ـ مسلم: ١٢١٢ـ ترمذی: ٩٤٥ـ نسائی: ٢٨٠٣ـ ابوداؤد: ١٩٩٥ـ ابن ماجہ: ٢٩٩٩ـ احمد: ٢٥٨١٢ـ دارمی: ١٥٦٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أَنْظُرُكُمَا حَتَّى تَأْتِيَا)) فَخَرَجْنَا حَتَّى إِذَا فَرَغْنَا مِنَ [569]الطَّوَافِ جِئْتُهُ بِسَحَرَ، فَقَالَ: ((هَلْ فَرَغْتُمْ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ. فَآذَنَ بِالرَّحِيلِ فِي أَصْحَابِهِ فَارْتَحَلَ النَّاسُ، فَمَرَّ مُتَوَجِّهًا إِلَى الْمَدِينَةِ. (للستة إلا الترمذى)

عمرہ کر کے فارغ ہو تو یہاں لے آؤ، میں تمہارے آنے کا انتظار کروں گا، ہم حرم سے باہر گئے اور واپس لوٹ کر کعبہ کا طواف کیا اور سحری کے وقت آپ کے پاس پہنچ گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم فارغ ہو کر آ گئے؟ میں نے کہا: ہاں! پس آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں کوچ کرنے کا اعلان کرا دیا تو لوگ چلنے لگے اور آپ ﷺ نے بھی مدینہ کی راہ لی۔ (ترمذی کے علاوہ چھ نے اس کو روایت کیا)

٣٣٦١ـ ومن رواياته: فمر بالبيت فطاف به قبل صلاة الصبح، ثم خرج إلى المدينة.

اور ان ہی روایات میں سے ہے کہ جب مدینہ کی طرف لوٹتے ہوئے بیت اللہ کے پاس سے گزرے تو فجر سے پہلے آپ نے کعبہ کا طواف کیا۔

٣٣٦٢ـ ومنها: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ لا نَذْكُرُ إِلا الْحَجَّ حَتَّى إذا جِئْنَا سَرِفَ بنحوه، وفيه: فَلَمَّا قَدِمْنا مَكَّةَ قَالَ: ((اجْعَلُوهَا عُمْرَةً)). فَأَحَلَّ النَّاسُ إِلا مَنْ كَانَ مَعَهُ الْهَدْيُ وكَانَ الْهَدْيُ مَعَ رسول الله ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَذَى الْيَسَارَ، وفيه: فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ الْحَصْبَةِ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَيَرْجِعُ النَّاسُ بِحَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ وَأَرْجِعُ بِحَجَّةٍ؟ فَأَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ، فَأَرْدَفَنِي عَلَى جَمَلِهِ، فَإِنِّي لَأَذْكُرُ وَأَنَا حَدِيثَةُ السِّنِّ أَنْعَسُ فَتُصِيبُ وَجْهِي مُؤْخِرَةَ الرَّحْلِ حَتَّى جِئْنَا التَّنْعِيمَ فَأَهْلَلْنا

اور ان کی روایات میں سے ہے: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے تو حج ہی کا تذکرہ کرتے تھے پھر جب مقام سرف میں پہنچے جیسا حدیث سابق میں ہے اور مزید یہ ہے: جب میں مکہ پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا اس کو عمرہ کر دو، تو لوگوں نے احرام کھول دیا مگر وہ لوگ احرام میں رہے جن کے ساتھ قربانی کے جانور تھے اور رسول اللہ ﷺ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما اور دیگر اغنیا کے پاس قربانی کے جانور موجود تھے، اس روایت میں یہ بھی ہے کہ جب مقام محصب کی رات آئی تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا لوگ حج اور عمرہ کر کے جائیں گے اور میں صرف حج کر کے واپس جاؤں گی؟ آپ نے عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا اور اس نے مجھے اپنے پیچھے اونٹ پر بٹھایا۔ مجھے یاد ہے کہ میری عمر چھوٹی تھی اور میرا چہرہ کجاوے پر پڑتا تھا

(٣٣٦١) بخاری: ١٧٨٨ـ مسلم: ١٢١٢ـ ترمذی: ٩٤٥ـ نسائی: ٢٨٠٣ـ ابوداؤد: ١٩٩٥ـ ابن ماجه: ٢٩٩٩ـ احمد: ٢٥٨١٢ـ دارمی: ١٥٦٢.

(٣٣٦٢) مسلم: ١٢١١ـ بخاری: ١٥٧ـ ترمذی: ٩٤٥ـ نسائی: ٢٩٩١ـ ابوداؤد: ٢٠٠٣ـ ابن ماجه: ٣١٣٥ـ احمد: ٢٥٨١٢ـ مؤطا: ٩٤٥ـ دارمی: ١٩١٧.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مِنهَا بِعُمْرَةٍ جَزَاءً بِعُمْرَةِ النَّاسِ.

جب مجھے اونگھ آتی۔ ہم مقام تنعیم میں گئے اور ہم نے عمرہ کی نیت باندھی، یہ لوگوں کے عمرہ کرنے کا متبادل تھا۔"

٣٣٦٣۔ ومنها: خَرَجْنَا معَ رسول الله ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ، فَقَدِمْنَا مَكَّةَ فَقَالَ: ((مَنْ أَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ وَلَمْ يُهْدِ فَلْيُحْلِلْ، وَمَنْ أَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ وَأَهْدَى فَلا يُحِلُّ، حَتَّى يُحِلَّ بِنَحْرِ هَدْيِهِ، وَمَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ فَلْيُتِمَّ حَجَّهُ)). فَحِضْتُ فَلَمْ أَزَلْ حَائِضًا حَتَّى كَانَ يَوْمُ عَرَفَةَ، وَلَمْ أُهْلِلْ إِلَّا بِعُمْرَةٍ فَأَمَرَنِي رسول الله ﷺ أَنْ أَنْقُضَ رَأْسِي وَأَمْتَشِطَ وَأُهِلَّ بِالْحَجِّ وَأَتْرُكَ الْعُمْرَةَ، فَفَعَلْتُ ذَلِكَ حَتَّى قَضَيْتُ حَجِّي فَبَعَثَ مَعِي عَبْدَالرَّحْمَنِ، فَأَمَرَنِي أَنْ أَعْتَمِرَ مَكَانَ عُمْرَتِي مِنَ التَّنْعِيمِ.

ان روایات میں سے ہے: حجۃ الوداع میں ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے، ہم میں سے بعض نے عمرے کے لیے اور بعض نے حج کے لیے احرام باندھا۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے عمرے کی نیت کی ہے اور اس کے پاس قربانی نہیں ہے وہ احرام کھول دے اور جس نے عمرے کی نیت کی ہے اور قربانی کا جانور ساتھ لایا ہے وہ احرام نہ کھولے یہاں تک کہ قربانی کے دن قربانی ذبح کر دے۔ اور جس نے حج کی نیت کی ہے وہ اپنا حج پورا کرے۔ پس میں حائض ہوگئی اور عرفہ کے دن تک حائض ہی رہی اور میں نے پہلے صرف عمرہ کی نیت کی تھی۔ مجھے آپ ﷺ نے حکم دیا کہ میں اپنے سر کے بال کھول کر دھوؤں، کنگھی کر کے پھر حج کی نیت کر دوں اور عمرہ ترک کر دوں، تو میں نے ایسا ہی کیا اور اپنا حج پورا کر دیا۔ پھر میرے ساتھ آپ ﷺ نے عبدالرحمٰن بن ابی بکر کو روانہ کیا اور مجھے حکم دیا کہ میں اپنے عمرہ کے متبادل مقام تنعیم سے جا کر عمرہ کروں۔

٣٣٦٤۔ ومنها: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ مُوَافِينَ لِهِلالِ ذِي الْحَجَّةِ، فَقَالَ: ((مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُهِلَّ بِعُمْرَةٍ فَلْيُهِلَّ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُهِلَّ بِحَجَّةٍ، فَلْيُهِلَّ، فَلَوْلا أَنِّي أَهْدَيْتُ لَأَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ)). فَمِنْهُمْ مَنْ

ایک یہ روایت ہے کہ ذوالحجہ کا چاند دیکھ کر حج کے لیے ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گئے، آپ ﷺ نے فرمایا: جو عمرہ کرنا چاہے تو اس کی نیت کرے اور جو حج کی نیت کرنا چاہے تو وہ کرے۔ اگر میرے پاس قربانی کا نہ ہوتا تو میں عمرے کی نیت کرتا، پس لوگوں میں سے بعض نے عمرے کی اور بعض نے

(٣٣٦٣) بخاري: ٣١٩۔ مسلم: ١٢١٢۔ ترمذي: ٩٤٥۔ نسائي: ٢٨٠٣۔ ابوداؤد: ١٩٩٥۔ ابن ماجه: ٢٩٩٩۔ احمد: ٢٥٨١٢۔ دارمي: ١٨٦٢.

(٣٣٦٤) بخاري: ١٧٨٦۔ مسلم: ١٢١٢۔ ترمذي: ٩٤٥۔ نسائي: ٢٨٠٣۔ ابوداؤد: ١٩٩٥۔ ابن ماجه: ٢٩٩٩۔ احمد: ٢٥٨١٢۔ دارمي: ١٨٦٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَمِنْهُمْ مَنْ أَهَلَّ بِحَجَّةٍ وَكُنْتُ فِيمَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ، بنحوه. وفيه: فَقَضَى اللّٰه حَجَّهَا وَعُمْرَتَهَا وَلَمْ يَكُنْ فِي شَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ هَدْيٌ وَلَا صَدَقَةٌ وَلَا صَوْمٌ.

حج کی نیت کی اور میں بھی ان لوگوں میں سے تھی جنہوں نے عمرے کی نیت کی تھی۔ (مثل اس کے) اور اس روایت میں ہے کہ اللہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو حج بھی مکمل کرا دیا اور عمرہ بھی اور کچھ چیز واجب نہیں ہوئی، نہ قربانی نہ صدقہ اور نہ روزے۔

٣٣٦٥۔ ومنها: خَرَجْنَا مَعَ رسول الله ﷺ لا نَرَى إِلَّا أَنَّهُ الْحَجُّ فَلَمَّا قَدِمْنَا تَطَوَّفْنَا بِالْبَيْتِ فَأَمَرَ ﷺ مَنْ لَمْ يَكُنْ سَاقَ الْهَدْيَ أَنْ يَحِلَّ، فَحَلَّ مَنْ لَمْ يَكُنْ سَاقَ الْهَدْيَ وَنِسَاؤُهُ لَمْ يَسُقْنَ فَأَحْلَلْنَ، فَحِضْتُ فَلَمْ أَطُفْ، فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ الْحَصْبَةِ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰه، يَرْجِعُ النَّاسُ بحجةٍ وعُمْرَةٍ وَأَرْجِعُ أَنَا بِحَجَّةٍ؟!. قَالَ: ((أَوَمَا كنت طُفْتِ لَيَالِيَ قَدِمْنَا مَكَّةَ)) قُلْتُ: لا، قَالَ: ((فَاذْهَبِي مَعَ أَخِيكِ إِلَى التَّنْعِيمِ فَأَهِلِّي بِعُمْرَةٍ، ثُمَّ مَوْعِدُكِ مكان كَذَا وَكَذَا)) قَالَتْ صَفِيَّةُ: مَا أُرَانِي إِلَّا حَابِسَتَكُمْ قَالَ: ((عَقْرَى حَلْقَى، أَوَ مَا كنت طُفْتِ يَوْمَ النَّحْرِ؟)) قَالَتْ: بَلَى، قَالَ: ((لا بَأْسَ عليك انْفِرِي)) قَالَتْ عَائِشَةُ: فَلَقِيَنِي رسول الله ﷺ وَهُوَ مُصْعِدٌ مِنْ مَكَّةَ وَأَنَا مُنْهَبِطَةٌ عَلَيْهَا، أَوْ أَنَا مُصْعِدَةٌ وَهُوَ مُنْهَبِطٌ مِنْهَا.

ان میں سے ایک روایت ہے: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گئے اور ہمارا ارادہ صرف حج کرنے کا تھا، جب مکہ پہنچے اور بیت اللہ کا طواف کیا تو رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ جو قربانی لے کر نہیں آیا وہ احرام کھول دے، پس جو لوگ قربانی نہیں لائے تھے انہوں نے احرام کھول دیا اور آپ ﷺ کی ازواج مطہرات کے ساتھ بھی قربانی کے جانور نہیں تھے اس لیے انہوں نے بھی احرام کھول دیا۔ مجھے حیض آ گیا اور میں بیت اللہ کا طواف نہ کر سکی۔ جب مقام محصب کی رات آئی تو میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! لوگ تو حج وعمرہ کر کے لوٹ گئے اور میں صرف حج ہی کر سکی ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: مکہ پہنچنے کی راتوں میں تو نے طواف نہیں کیا؟ میں نے کہا نہیں۔ فرمایا: اپنے بھائی کے ساتھ جا کر مقام تنعیم سے عمرے کی نیت کر پھر تمہارے واپس آنے کی فلاں اور فلاں جگہ مقرر ہے۔ ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میرا گمان ہے میں بھی آپ ﷺ کو جانے سے روک دوں گی۔ فرمایا اور کاٹی مونڈی کیا تو نے قربانی کے دن طواف نہیں کیا؟ اس نے کہا طواف تو کیا ہے، فرمایا پھر تو تیرے اوپر کوئی حرج نہیں رہا، تو واپس جا سکتی ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: پس رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ سے اوپر جا رہے تھے اور میں نیچے اتر رہی تھی جب

(٣٣٦٥) بخاری: ١٥٦١۔ مسلم: ١٢١٢۔ ترمذی: ٩٤٥۔ نسائی: ٢٨٠٣۔ ابوداؤد: ١٩٩٥۔ ابن ماجه: ٢٩٩٩۔ احمد: ٢٥٨١٢۔ دارمی: ١٨٦٢۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

ہماری راستہ میں ملاقات ہوئی۔

٣٣٦٦۔ ومنها: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ نُلَبِّي لا نَذْكُرُ حَجًّا وَلا عُمْرَةً بنحوه.

ایک روایت ہے: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تلبیہ تو کہتے تھے مگر نہ حج کا ذکر کرتے تھے اور نہ عمرے کا، آگے اس کے مثل ہے۔

٣٣٦٧۔ ومنها: قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ اعْتَمَرْتَ وَلَمْ أَعْتَمِرْ، فَقَالَ: ((يَاعَبْدَالرَّحْمٰنِ اذْهَبْ بِأُخْتِكَ فَأَعْمِرْهَا مِنَ التَّنْعِيمِ)) فَأَحْقَبَهَا عَلَى نَاقَةٍ فَاعْتَمَرَتْ.

ایک روایت میں ہے: سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! میں عمرہ کرنا چاہتی ہوں، فرمایا: اے عبدالرحمٰن! اپنی بہن کو مقام تنعیم سے شروع کرا کے عمرہ کرا دے، چنانچہ اس نے اپنے پیچھے اونٹنی پر مجھے سوار کیا اور میں نے عمرہ کیا۔

٣٣٦٨۔ ومنها: أَنَّمَا أَهَلَّتْ بِعُمْرَةٍ فَقَدِمَتْ، وَلَمْ تَطُفْ بِالْبَيْتِ حَتَّى حَاضَتْ، فَنَسَكَتِ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا، وَقَدْ أَهَلَّتْ بِالْحَجِّ، فَقَالَ لَهَا ﷺ يَوْمَ النَّحْرِ: ((يَسَعُكِ طَوَافُكِ لِحَجِّكِ وَعُمْرَتِكِ)) فَأَبَتْ فَبَعَثَ بِهَا مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِلَى التَّنْعِيمِ فَاعْتَمَرَتْ بَعْدَ الْحَجِّ.

ایک روایت میں ہے، سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عمرہ کی نیت کی تھی، وہ مکہ آئیں اور ابھی طواف نہیں کیا تھا کہ وہ حائض ہو گئیں تو اس نے حج کی نیت کر کے تمام مناسک حج ادا کر دیے۔ قربانی کے دن رسول اللہ ﷺ نے ان کو کہا: تیرا یہ طواف تیرے حج وعمرہ کے لیے کفایت کرتا ہے۔ تو انہوں نے انکار کیا پس آپ ﷺ نے ان کے ساتھ عبدالرحمٰن کو مقام تنعیم روانہ کیا اور انہوں نے حج کے بعد عمرہ کیا۔

٣٣٦٩۔ أبو موسى: قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ مُنِيخٌ بِالْبَطْحَاءِ، فَقَالَ: ((بِمَ أَهْلَلْتَ؟)) قُلْتُ: بِإِهْلالِ النَّبِيِّ ﷺ. قَالَ: ((هَلْ سُقْتَ الهَدْيَ؟)) قال: لا. ((قَالَ

سیّدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بطحاء میں گیا، آپ وہاں ٹھہرے تھے پس آپ نے فرمایا: تو نے کیا نیت کی ہے؟ میں نے کہا: نبی کریم ﷺ کی نیت کے ساتھ، آپ ﷺ نے فرمایا: تو قربانی کے لیے جانور ساتھ لایا

(٣٣٦٦) مسلم: ١٢١١ـ بخاری: ١٥٧ـ ترمذی: ٩٤٥ـ نسائی: ٢٨٠٣ـ ابوداؤد: ١٩٩٥ـ ابن ماجه: ٢٩٩٩ـ احمد: ٢٥٨١٢ـ دارمی: ١٨٦٢.

(٣٣٦٧) بخاری: ٣١٥١٨ـ مسلم: ١٢١٢ـ ترمذی: ٩٤٥ـ نسائی: ٢٨٠٣ـ ابوداؤد: ١٩٩٥ـ ابن ماجه: ٢٩٩٩ـ احمد: ٢٥٨١٢ـ دارمی: ١٨٦٢.

(٣٣٦٨) مسلم: ١٢١١ـ بخاری: ٦١٥٧ـ ترمذی: ٩٤٥ـ نسائی: ٢٩٢١ـ ابوداؤد: ٢٠٠٣ـ ابن ماجه: ٣١٣٥ـ احمد: ٢٥٨١٢ـ موطا: ٩٤٥ـ دارمی: ١٩١٧.

(٣٣٦٩) مسلم: ١٢٢١ـ بخاری: ٤٣٩٧ـ نسائی: ٢٧٤٢ـ احمد: ١٩١٧٢ـ دارمی: ١٨١٥.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَطُفْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، ثُمَّ حِلَّ)) قال: فَطُفْتُ بِالْبَيْتِ وبين الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، ثُمَّ أَتَيْتُ امْرَأَةً مِنْ قَوْمِي فَمَشَطَتْنِي وَغَسَلَتْ رَأْسِي، وكُنْتُ أُفْتِي بِذَلِكَ النَّاسَ فلم أزل أفتي بذلك من يسئلني فِي إِمَارَةِ أَبِي بكرٍ، فلما مات وكان عُمَر وإِنِّي لَقَائِمٌ فى الْمَوْسِمِ إِذْ جَاءَ نِي رَجُلٌ فَقَالَ: اتئد فى فتياك إِنَّكَ لا تَدْرِي مَا يحدثَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ فِي شَأْنِ النُّسُكِ. فَقُلْتُ: أَيُّهَا النَّاسُ: مَنْ كُنَّا أَفْتَيْنَاهُ بِشَيْءٍ فَلْيَتَّئِدْ، فَهَذَا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ قَادِمٌ عَلَيْكُمْ، فَبِهِ فَأْتَمُّوا، فَلَمَّا قَدِمَ قُلْتُ له: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، مَا هَذَا الَّذِي بلغني أَحْدَثْتَ فِي شَأْنِ النُّسُكِ؟ فقال: إنا نَأْخُذ بِكِتَابِ الله فَإِنَّ اللَّهَ يقول: ﴿وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ﴾ وَإِنْ نَأْخُذْ بِسُنَّةِ رسول الله وقد قال: ((خذوا)) فَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَحِلَّ حَتَّى نَحَرَ الْهَدْيَ. (للشيخين والنسائى)

ہے تو اس نے کہا: نہیں، فرمایا: بیت اللہ کا طواف کر اور صفا ومروہ کے درمیان سعی کر اور پھر احرام کھول دے۔ اس نے کہا: میں نے طواف کیا اور سعی کی صفا ومروہ کے درمیان اور پھر میں اپنی قوم کی ایک خاتون کے پاس حاضر ہوا اور اس نے میرے بالوں میں کنگھی کی اور میں نے سر دھویا۔ میں اسی طرح لوگوں کو فتویٰ دیتا رہا اور جو بھی پوچھتا تھا میں بتاتا۔ خلافت ابی بکر میں ان کے فوت ہونے تک میرا فتویٰ جاری رہا۔ جب وہ فوت ہوئے اور عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے اور میں موسم حج میں ایک مقام پر کھڑا تھا کہ اتنے میں ایک مرد آیا اور اس نے کہا: اپنے فتاویٰ روک دے۔ تو نہیں جانتا کہ امیر المومنین مناسک حج میں نئی چیز پیدا کریں گے۔ میں نے کہا: لوگو! ہم نے جو فتویٰ دیا ہے خواہ کسی چیز کے متعلق تو تم اس پر عمل روک دو۔ عنقریب امیر المومنین آ رہے ہیں، تم ان کی اقتداء کرو۔ عمر رضی اللہ عنہ آئے تو میں نے کہا: اے امیر المومنین! یہ کیسی خبر ہے جو مجھے پہنچی ہے کیا مناسک حج میں ہم نے کوئی نئی چیز اختیار کی ہے؟ انہوں نے کہا: اگر ہم اللہ کی کتاب پر عمل کریں تو اللہ فرماتا ہے "تم حج اور عمرہ مکمل کرو اللہ کیلئے۔" اور اگر ہم رسول اللہ ﷺ کی سنت پر عمل کریں تو خود آپ ﷺ نے فرمایا ہے، مجھ سے احکام حج و عمرہ سیکھ لو۔ اور نبی ﷺ نے احرام نہیں کھولا تھا یہاں تک کہ قربانی کا جانور ذبح کر دیا تھا۔" (الشیخان، النسائی)

٣٣٧٠ــــ وفي رواية: قَالَ لَهُ عُمَرُ: قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَدْ فَعَلَهُ وَأَصْحَابُهُ، وَلَكِنْ كَرِهْتُ أَنْ يَظَلُّوا مُعْرِسِينَ بِهِنَّ فِي الأَرَاكِ، ثُمَّ يَرُوحُونَ فِي الْحَجِّ تَقْطُرُ

ایک روایت میں ہے: اس کو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں جانتا ہوں کہ نبی ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب نے حج تمتع کیا ہے، مگر مجھے یہ بات ناپسند ہے کہ لوگ ان درختوں کے درمیان عورتوں سے شب باشی کریں گے اور حج کے ادا کرنے کو جاتے ہوئے

(٣٣٧٠) مسلم: ١٢٢٢ـ بخارى: ٤٣٩٧ـ نسائى: ٢٧٤٢ـ احمد: ١٩١٧٢ـ دارمى: ١٨١٥.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رُءُ وسُهُم.

"ان کے سر سے پانی ٹپکتا ہوگا۔"

٣٣٧١ـ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بن علي، عَنْ أَبِيهِ: دَخَلْنَا عَلَى جَابِرٍ، فَسَأَلَ عَنِ الْقَوْمِ حَتَّى انْتَهَى إِلَيَّ، فَقُلْتُ: أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ، فَأَهْوَى بِيَدِهِ إِلَى رَأْسِي فَنَزَعَ زِرِّي الأَعْلَى ثُمَّ نَزَعَ زِرِّي الأَسْفَلَ، ثُمَّ وَضَعَ يده بَيْنَ ثَدْيَيَّ، وَأَنَا يَوْمَئِذٍ غُلامٌ شَابٌّ، فَقَالَ: مَرْحَبًا بِكَ يَا ابْنَ أَخِي، سَلْ عَمَّا شِئْتَ. فَسَأَلْتُهُ وَهُوَ أَعْمَى، وحضر وَقْتُ الصَّلاةِ، فَقَامَ فِي نِسَاجَةٍ مُلْتَحِفًا بِهَا كُلَّمَا وَضَعَهَا عَلَى مَنْكِبِهِ رَجَعَ طَرَفَاهَا إِلَيْهِ مِنْ صِغَرِهَا، وَرِدَاؤُهُ إِلَى جَنْبِهِ عَلَى الْمِشْجَبِ، فَصَلَّى بِنَا. فَقُلْتُ: أَخْبِرْنِي عَنْ حَجَّةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَعَقَدَ بِيَدِهِ تِسْعًا، فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَكَثَ تِسْعَ سِنِينَ لَمْ يَحُجَّ، ثُمَّ أَذَّنَ فِي النَّاسِ فِي الْعَاشِرَةِ أنه حَاجٌّ، فَقَدِمَ الْمَدِينَةَ بَشَرٌ كَثِيرٌ كلهم كُلُّهُمْ، يَلْتَمِسُ أَنْ يَأْتَمَّ به وَيَعْمَلَ مِثْلَ عَمَلِهِ، فَخَرَجْنَا مَعَهُ حَتَّى أَتَيْنَا ذَا الْحُلَيْفَةِ، فَوَلَدَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي بَكْرٍ، فَأَرْسَلَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَيْفَ أَصْنَعُ؟ قَالَ: ((اغْتَسِلِي وَاسْتَثْفِرِي بِثَوْبٍ وَأَحْرِمِي)) وَصَلَّى

جعفر بن محمد بن علی رحمہ اللہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، اس نے کہا: ہم جابر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے تو انہوں نے ہم میں سے ہر ایک کے بارے میں پوچھا، جب میرے تک پہنچے تو میں نے کہا: میں محمد ابن علی بن حسین ہوں۔ تو انہوں نے اپنا ہاتھ میرے سر پر رکھا اور میرا اوپر کا کرتا ہٹا کر نیچے کا کپڑا بھی کھینچ دیا اور میری چھاتیوں کے درمیان ہاتھ رکھا۔ میں اس وقت نوجوان لڑکا تھا۔ پھر انہوں نے کہا: اے میرے بھائی کے بیٹے! تیرا آنا مبارک ہو مرحبا، تو جو چاہے پوچھ، پھر میں ان سے پوچھتا رہا۔ نماز کا وقت آیا تو ایک چادر میں انہوں نے نماز پڑھی جب وہ اس کو شانے پر ڈالتے تو کپڑا چھوٹا ہونے کی وجہ سے ایک طرف سے چادر گر جاتی، جب کہ ان کی بڑی چادر قریب ہی لکڑی پر پڑی تھی۔ پس انہوں نے اسی کپڑے میں نماز پڑھی۔ میں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے حج کے واقعات بتاؤ۔ انہوں نے ہاتھ پر نو کے عدد کی گرہ لگائی اور کہا: رسول اللہ ﷺ مدینہ میں نو سال رہے اور آپ ﷺ نے حج نہیں کیا، پھر دسویں سال آپ ﷺ نے لوگوں میں اعلان کرا دیا کہ آپ حج کریں گے، پس مدینہ میں لوگوں کی کثیر تعداد جمع ہوگئی۔ تمام لوگ آپ ﷺ کی اقتداء میں حج کرنے کے خواہش مند تھے اور ہر کوئی چاہتا تھا کہ وہ عمل کرے جو عمل آپ کرتے ہیں۔ پس ہم لوگ آپ کے ساتھ چلے اور مقام ذوالحلیفہ میں اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے محمد بن ابی بکر پیدا ہوا تو اس نے رسول اللہ ﷺ کو پیغام ارسال کیا کہ میں اب کیا

(٣٣٧١) ابوداؤد: ١٩٠٥ـ صحیح، البانی: ١٦٧٦ـ بخاری: ١٧٨٥ـ مسلم: ١٢٩٩ـ ترمذی: ٣٧٨٦ـ نسائی: ٤٤١٩ـ ابن ماجه: ٣١٥٨ـ احمد: ١٤٨٥١ـ مؤطا: ٨٤٠ـ دارمی: ١٨٩٩ـ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ، ثُمَّ رَكِبَ الْقَصْوَاءَ حَتَّى اسْتَوَتْ بِهِ عَلَى الْبَيْدَاءِ نَظَرْتُ إِلَى مَدِّ بَصَرِي بَيْنَ يَدَيْهِ مِنْ رَاكِبٍ وَمَاشٍ، وَعَنْ يَمِينِهِ مِثْلُ ذَلِكَ، وَعَنْ يَسَارِهِ مِثْلُ ذَلِكَ، وَمِنْ خَلْفِهِ مِثْلُ ذَلِكَ، وَرَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْنَ أَظْهُرِنَا وَعَلَيْهِ يَنْزِلُ الْقُرْآنُ وَهُوَ يَعْرِفُ تَأْوِيلَهُ وَمَا عَمِلَ بِهِ مِنْ شَيْءٍ عَمِلْنَا بِهِ، فَأَهَلَّ بِالتَّوْحِيدِ: ((لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيكَ لَكَ)) وَأَهَلَّ النَّاسُ بِهَذَا الَّذِي يُهِلُّونَ بِهِ، فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِمْ ﷺ شَيْئًا مِنْهُ، وَلَزِمَ ﷺ تَلْبِيَتَهُ، لَسْنَا نَنْوِي إِلَّا الْحَجَّ، لَسْنَا نَعْرِفُ الْعُمْرَةَ، حَتَّى إِذَا أَتَيْنَا الْبَيْتَ مَعَهُ اسْتَلَمَ الرُّكْنَ فَرَمَلَ ثَلَاثًا وَمَشَى أَرْبَعًا، ثُمَّ نَفَذَ إِلَى مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ فَقَرَأَ: ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ فَجَعَلَ الْمَقَامَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْبَيْتِ فَكَانَ أَبِي يَقُولُ -وَلَا أَعْلَمُهُ ذَكَرَهُ إِلَّا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ: ﴿قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ﴾ و ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى الرُّكْنِ فَاسْتَلَمَهُ، ثُمَّ خَرَجَ مِنَ الْبَابِ إِلَى الصَّفَا، فَلَمَّا دَنَا مِنَ الصَّفَا قَرَأَ: ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ﴾ ((أَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللهُ بِهِ)) فَبَدَأَ بِالصَّفَا فَرَقِيَ عَلَيْهِ

کروں؟ فرمایا: غسل کر اور بڑے کپڑے سے جان لپیٹ اور احرام باندھ۔ رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں نماز پڑھی اور پھر قصواء پر سوار ہوئے اور اونٹنی جب مقام بیداء پر برابر چلنے لگی تو میں نے اپنے حد نگاہ تک آپ کے سامنے سوار اور پیادہ لوگوں کو چلتے دیکھا، آپ کے دائیں بھی مثل اس کے اور بائیں طرف بھی مثل اس کے اور آپ ﷺ کے پیچھے بھی مثل اس کے اور ہر طرف انسانوں ہی پر نگاہ پڑتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان چل رہے تھے، قرآن ان ہی پر نازل ہوا اور وہی اس کے معانی ومطالب بھی جانتے تھے، پس آپ ﷺ نے جو عمل کیا ہم نے بھی وہی کیا۔ آپ ﷺ نے توحید کا بآواز بلند ذکر کیا۔ ((لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيكَ لَكَ)) میں حاضر ہوں، اے اللہ میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں۔ سب تعریفیں اور تمام نعمتیں تیری ہیں اور ملک تیرا ہے، تیرے ساتھ کوئی شریک نہیں ہے۔ اور لوگوں نے وہ تلبیہ کہا جو کہا کرتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے کسی کو کسی لفظ پر منع نہ کیا، اور آپ ﷺ صرف اپنی تلبیہ کہتے چلے گئے۔ ہم لوگ صرف حج کے ارادے سے چلے تھے اور اسی کی ہم نے نیت کی تھی اور ہم موسم حج میں عمرہ کرنا نہیں جانتے تھے۔ جب ہم بیت اللہ تک آپ کے ساتھ پہنچ گئے تو آپ نے حجر اسود کو بوسہ دیا اور تین چکر رمل کر کے اور چار چکر عام چال کے ساتھ طواف مکمل کیا۔ پھر آپ مقام ابراہیم پر گئے اور یہ آیت تلاوت کی: ''اور مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بناؤ۔'' آپ نے مقام ابراہیم کو اپنے اور بیت اللہ کے درمیان رکھا اور میرے والد محمد بن علی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حَتَّى رَأَى الْبَيْتَ فاستقبل القبلة، فوحّد اللّٰه وكبره، وَقَالَ: ((لا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، لا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ أَنْجَزَ وَعْدَهُ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ، وَهَزَمَ الأَحْزَابَ وَحْدَهُ)) ثُمَّ دَعَا بَيْنَ ذَلِكَ، قَالَ هَذَا ثَلاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ نَزَلَ إِلَى الْمَرْوَةِ،

[573]ففعل ذلك عَلَى الْمَرْوَةِ كما فعل عَلَى الصَّفَا، حَتَّى إِذَا كَانَ آخِرُ طَوَافٍ عَلَى الْمَرْوَةِ قَالَ: ((لَوِ أَنِّي اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ، لَمْ أَسُقِ الْهَدْيَ وَجَعَلْتُهَا عُمْرَةً، فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ لَيْسَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيَحِلَّ وَلْيَجْعَلْهَا عُمْرَةً)) فقام سُرَاقَةُ بن مالك بن جُعْشُمٍ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَلِعَامِنَا هَذَا أَمْ لِأَبَدٍ؟ فَشَبَّكَ رَسُولُ اللّٰه ﷺ أَصَابِعَهُ واحدة فِي الأُخْرَى وقَالَ: ((دَخَلَتِ الْعُمْرَةُ فِي الْحَجِّ هَكَذَا)) مَرَّتَيْنِ، ((لا، بَلْ لأَبَدٍ)) وَقَدِمَ عَلِيٌّ مِنَ الْيَمَنِ بِبُدْنٍ لِلنَّبِيِّ ﷺ، فَوَجَدَ فَاطِمَةَ مِمَّنْ حَلَّ وَلَبِسَتْ ثِيَابًا صَبِيغًا وَاكْتَحَلَتْ، فَأَنْكَرَ ذَلِكَ عَلَيْهَا، فَقَالَتْ: أَبِي أمرني بهذا. وكَانَ عَلِيٌّ يَقُولُ بِالْعِرَاقِ، فَذَهَبْتُ إِلَى رَسُولِ اللّٰه ﷺ مُحَرِّشًا عَلَى فَاطِمَةَ لِلَّذِي صَنَعَتْ مُسْتَفْتِيًا له فيما ذَكَرَتْ عَنْهُ فَأَخْبَرْتُهُ أَنِّي أَنْكَرْتُ ذَلِكَ عَلَيْهَا، فَقَالَتْ:

بن حسین بن علی رضی اللہ عنہم کہتے تھے اور میں تو سمجھتا ہوں کہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے تھے کہ آپ ان دو رکعات میں قل هو اللہ اور قل یا ایها الکافرون کی تلاوت کرتے تھے۔ پھر لوٹ کر حجر اسود کے پاس آئے اور اس کو بوسہ دے کر دروازے سے صفا کی طرف نکلے اور صفا کے قریب جا کر یہ آیت تلاوت کی: ”صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔“ فرمایا: میں اس سے ابتداء کرتا ہوں جس سے اللہ تعالیٰ نے ابتدا کی ہے۔ پس آپ صفا پر گئے اور اتنے بلند ہوئے کہ بیت اللہ دیکھا اور منہ قبلہ کی طرف پھیر کر اللہ کی توحید اور کبریائی کا ذکر کیا اور فرمایا. اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے، وہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے، اسی کی بادشاہی ہے، اسی کی تعریف ہے اور وہی ہر چیز پر قادر ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ ایک ہے۔ اس نے اپنا وعدہ پورہ کر دیا، اس نے اپنے بندے کی مدد کی اور اس تنہا نے دشمن کے گروہوں کو شکست دے دی، اس کے درمیان دعا کی اور یہ کلمات تین بار کہے۔ پھر مروہ کی طرف اترے۔ جب آپ کے قدم وادی میں اترے تو دوڑ لگائی اور جب وادی سے اوپر چلے گئے تو عام چال چل کر مروہ پر گئے اور اس پر بھی وہی عمل کیا جو صفا پر کیا تھا پھر جب مروہ پر آخری بار گئے تو فرمایا: اگر اپنا معاملہ پہلے معلوم ہوتا جو بعد میں علم میں آیا تو میں اپنے ساتھ قربانی کا جانور نہ لاتا اور اب تک جو مناسک ادا کیے ہیں ان کو صرف عمرہ ہی قرار دیتا۔ پس جو قربانی کا جانور نہیں لایا وہ احرام کھول دے، حلال ہو جائے اور اس کو عمرہ کر دے پس سراقہ بن مالک بن جعشم کھڑا ہوا اور کہا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ ہمارے اسی سال کے لیے حکم ہے یا ہمیشہ کے لیے ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

أبي أمرني بهذا، وقال: صدقت صدقت،
ماذا قلت حين فرضت الحج؟ قال: قلت:
اللهم إني أهل بما أهل به رسولك، قال:
((فإن معي الهدي فلا تحل))، قال:
فكان جماعة الهدي الذي قدم به علي من
اليمن والذي أتى به النبي ﷺ مائة فحل
الناس كلهم وقصروا إلا النبي ﷺ، ومن
كان معه هدي، فلما كان يوم التروية
توجهوا إلى منى فأهلوا بالحج، وركب
رسول الله ﷺ فصلى بها الظهر والعصر
والمغرب والعشاء والفجر، ثم مكث
قليلا حتى طلعت الشمس وأمر بقبة من
شعر فضربت له بنمرة فسار ولا تشك
قريش إلا أنه واقف عند المشعر الحرام
بالمزدلفة كما كانت قريش تصنع في
الجاهلية، فجاز ﷺ حتى أتى عرفة
فوجد القبة قد ضربت له بنمرة، فنزل بها
حتى إذا زاغت الشمس أمر بالقصواء
فرحلت له فركب فأتى بطن الوادي،
فخطب الناس وقال: ((إن دماءكم
وأموالكم حرام عليكم كحرمة يومكم
هذا، في شهركم هذا في بلدكم هذا الا
كل شيء من أمر الجاهلية تحت قدمي
موضوع ودماء الجاهلية موضوعة، وإن
أول دم أضع من دمائنا دم ابن ربيعة بن

انگلیوں میں انگلیاں ڈال کر (تشبیک کی اور) فرمایا: عمرہ حج میں اس طرح داخل ہو چکا ہے دوبارہ...... پھر فرمایا: یہ حکم ہمیشہ کے لیے ہے۔ علی رضی اللہ عنہ یمن سے رسول اللہ ﷺ کے اونٹ لے کر آئے تو دیکھا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے احرام کھول دیا ہے، رنگین کپڑے پہنے ہیں اور سرمہ بھی ڈالا ہوا ہے تو علی رضی اللہ عنہ نے اس بات پر ناراضی ظاہر کی تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: مجھے میرے باپ نے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے۔ علی رضی اللہ عنہ جب عراق میں تھے تو بیان کیا کرتے تھے کہ میں فاطمہ رضی اللہ عنہا پر غصے سے مغلوب ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اور آپ ﷺ کو خبر دی اور بیان کیا کہ میں فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ناراض ہوا ہوں تو وہ کہتی ہیں: مجھے ایسا کرنے کا میرے باپ نے حکم دیا ہے۔ آپ ﷺ نے دو بار فرمایا: وہ سچ کہتی ہے، وہ سچ کہتی ہے۔ اے علی! تو نے کیا کہا ہے جب حج کی نیت کی ہے؟ میں نے عرض کی کہ میں نے کہا ہے: اے اللہ! میں اس چیز کی نیت کرتا ہوں جس کی تیرے رسول ﷺ نے نیت کی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میرے ساتھ قربانی کا جانور ہے لہٰذا تو احرام قائم رکھ حلال نہ ہو۔ انہوں نے کہا: تمام جانور جو قربانی کے لیے علی رضی اللہ عنہ یمن سے لے کر آئے یا وہ جو نبی کریم ﷺ اپنے ساتھ لائے تھے ان کی تعداد ایک سو تھی۔ رسول اللہ ﷺ اور وہ لوگ جن کے پاس قربانی کے جانور موجود تھے، ان کے سوا تمام لوگوں نے عمرہ کرنے کے بعد احرام کھول دیا، بال کتروائے۔ آٹھ ذوالحجہ کے دن منیٰ کی طرف چل دیے اور حج کی نیت کی۔ آپ ﷺ سوار ہو کر منیٰ میں گئے اور وہاں آپ ﷺ نے ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر کی نماز پڑھی، پھر تھوڑی ساعت ٹھہر گئے یہاں تک کہ سورج طلوع

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْحَارِثِ -كَانَ مُسْتَرْضَعًا فِي بَنِي سَعْدٍ فَقَتَلَتْهُ هُذَيْلٌ- وَرِبَا الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ، وَأَوَّلُ رِبًا أَضَعُ رِبَانَا رِبًا لِلْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَإِنَّهُ مَوْضُوعٌ كُلُّهُ، واتَّقُوا اللهَ فِي النِّسَاءِ، فَإِنَّكُمْ أَخَذْتُمُوهُنَّ بِأَمَانِ اللهِ وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللهِ، وَلَكُمْ عَلَيْهِنَّ أَنْ لَا يُوطِئْنَ فُرُشَكُمْ أَحَدًا تَكْرَهُونَهُ، فَإِنْ فَعَلْنَ ذلك فَاضْرِبُوهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ، وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ، وقَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ -إِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِهِ- كِتَابَ اللهِ، وَأَنْتُم تسأَلُونَ عَنِّي فَمَا أَنْتُمْ قَائِلُونَ؟)) قَالُوا: نَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ وَأَدَّيْتَ وَنَصَحْتَ، فقَالَ بِأُصْبُعِهِ السَّبَّابَةِ يَرْفَعُهَا إِلَى السَّمَاءِ وَيَنْكُبُهَا إِلَى النَّاسِ: ((اللّٰهُمَّ اشْهَدْ، اللّٰهُمَّ اشْهَدْ)) ثلاث مرات ثُمَّ أَذَّنَ بِلَالٌ، ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الظُّهْرَ، ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الْعَصْرَ وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا شَيْئًا، ثُمَّ حَتَّى أَتَى الْمَوْقِفَ فَجَعَلَ بَطْنَ نَاقَتِهِ الْقَصْوَاءِ إِلَى الصَّخَرَاتِ وَجَعَلَ حَبْلَ الْمُشَاةِ بَيْنَ يَدَيْهِ واسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، وَلَمْ يَزَلْ وَاقِفًا حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَذَهَبَتِ الصُّفْرَةُ قَلِيلًا حِينَ غَابَ الْقُرْصُ فَأَرْدَفَ أُسَامَةَ خَلْفَهُ، ودَفَعَ النبي ﷺ وَقَدْ شَنَقَ لِلْقَصْوَاءِ الزِّمَامَ حَتَّى أَنَّ رَأْسَهَا

ہوا۔ اونٹ یا بکری کے بالوں سے تیار کیا ہوا ایک خیمہ آپ ﷺ نے عرفات میں مقام نمرہ میں نصب کرنے کا حکم دیا، پھر آپ ﷺ سوار ہو کر منیٰ سے چل پڑے اور قوم قریش کو کوئی شک نہیں تھا کہ آپ ﷺ مزدلفہ میں مشعر الحرام کے پاس ٹھہر جائیں گے جہاں جاہلیت کے دور میں قریش والے ٹھہرا کرتے تھے۔ آپ ﷺ اس سے گزر کر عرفات میں پہنچے اور اپنے لیے مقام نمرہ میں خیمہ نصب پایا اور آپ اس میں ٹھہر گئے۔ جب سورج زائل ہوا تو آپ قصواء پر سوار ہو کر وادی کے درمیان تشریف لے گئے اور لوگوں کو خطاب فرمایا: اور کہا تمہارے خون اور تمہارے مال تم پر اسی طرح محترم وممنوع ہیں جیسا یہ دن اور یہ مہینہ تمہارے اس شہر میں حرام ہے، خبردار! جاہلیت کے تمام امور میرے قدموں کے نیچے مدفون ہیں۔ جاہلیت کے خون آج سے ختم کیے جاتے ہیں اور سب سے پہلے ہمارا خون ختم کیا جاتا ہے۔ ابن ربیعہ بن حارث جو بنو سعد میں دودھ پلانے کے لیے دیا گیا تھا اور اس کو بنو ہذیل نے قتل کیا تھا اس کا انتقام آج سے ختم ہے۔ جاہلیت کے سودی قرضے بھی ممنوع ہیں اور پہلا سودی قرض میں اپنے چچا عباس بن عبدالمطلب کا ختم کرتا ہوں وہ سب معاف ہے۔ تم عورتوں کے معاملے میں اللہ سے ڈرتے رہو، تم نے اللہ کی امانت کے طور پر ان کو اپنی تحویل میں لیا اور اللہ کے کلمہ کے ساتھ ان کے اجسام اپنے لیے حلال کیے ہیں۔ تمہارا ان پر یہ حق ہے کہ وہ تمہارے فرش پر کسی کو نہ آنے دیں جن کا تمہارے ہاں آنا جانا تمہیں ناپسند ہے۔ اگر وہ اس کے خلاف کریں تو ایسی مار مارو جس سے ان کے بدن پر نشان ظاہر نہ ہو اور عورتوں کی خوراک ولباس معروف طریقے سے فراہم کرنا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لَيُصِيبُ مَوْرِكَ رَحْلِهِ ، وَيَقُولُ بِيَدِهِ: ((أَيُّهَا النَّاسُ ، السَّكِينَةَ السَّكِينَةَ)) كُلَّمَا أَتَى جَبَلًا مِنَ الْجِبَالِ أَرْخَى لَهَا قَلِيلًا حَتَّى تَصْعَدَ ، حَتَّى أَتَى الْمُزْدَلِفَةَ فصلى بها الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِأَذَانٍ وَاحِدٍ وَإِقَامَتَيْنِ وَلَمْ يُسَبِّحْ بَيْنَهُمَا شَيْئًا ، ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتَّى طَلَعَ الْفَجْرُ ، فَصَلَّى الْفَجْرَ حِينَ تَبَيَّنَ لَهُ الصُّبْحُ بِأَذَانٍ وَإِقَامَةٍ ، ثُمَّ رَكِبَ الْقَصْوَاءَ حَتَّى أَتَى الْمَشْعَرَ الْحَرَامَ فَرَقِيَ عَلَيْهِ ، فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَحَمِدَ اللهَ وَكَبَّرَهُ وَهَلَّلَهُ وَوَحَّدَهُ ، فَلَمْ يَزَلْ وَاقِفًا حَتَّى أَسْفَرَ جِدًّا فَدَفَعَ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَأَرْدَفَ الْفَضْلَ بْنَ عَبَّاسٍ ، وَكَانَ رَجُلًا حَسَنَ الشَّعْرِ أَبْيَضَ وَسِيمًا ، فَلَمَّا دَفَعَ ﷺ مَرَّتْ ظُعُنٌ يَجْرِينَ ، فَطَفِقَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهِنَّ ، فَوَضَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدَهُ عَلَى وَجْهِ الْفَضْلِ فحول الْفَضْلُ وَجْهَهُ من الشِّقِّ الآخَرِ ينظر ، فَحَوَّلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدَهُ من الشِّقِّ الآخَرِ على وجه الْفَضْلُ فصرف وَجْهَهُ من الشِّقِّ الآخَرِ يَنْظُرُ حَتَّى أَتَى بطن مُحسر ، فَحَرَّكَ قَلِيلًا ثُمَّ سَلَكَ الطَّرِيقَ الْوُسْطَى التي تخرج إِلَى الْجَمْرَةِ الْكُبْرَى حَتَّى أَتَى الْجَمْرَةَ الَّتِي عِنْدَ الشَّجَرَةِ فَرَمَاهَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ مِنْهَا حَصَى الْخَذْفِ ، رَمَى مِنْ بَطْنِ الْوَادِي ،

تمہارے ذمہ ہے۔ میں تمہارے درمیان وہ چیز چھوڑ کر جا رہا ہوں جس کی تم نے پیروی کی تو تم کبھی گمراہ نہ ہوں گے اگر تم نے اللہ کی کتاب کو مضبوطی سے پکڑا۔ تم سے میرے بارے میں سوال ہوگا تو تم کیا کہو گے؟ لوگوں نے کہا: ہم گواہی دیں گے کہ آپ ﷺ نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا، اور ہماری خیر خواہی کا حق ادا کر دیا۔ آپ ﷺ نے اپنی شہادت والی انگلی آسمان کی طرف اٹھائی اور لوگوں کی طرف جھکا کر تین بار فرمایا: یا اللہ! گواہ رہ۔ پھر بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہی، پھر اقامت کہی اور آپ نے ظہر کی نماز پڑھی، پھر انہوں نے صرف اقامت کہی تو عصر کی نماز پڑھی اور ان دو نمازوں کے درمیان کچھ نہیں پڑھا۔ پھر آپ ﷺ سوار ہوئے اور میدان عرفات کے موقف میں گئے اور پیٹ قصواء کا چٹانوں کی طرف کیا اور جبل مشاۃ کو سامنے رکھا اور منہ قبلہ کی طرف کیا اور وہاں ہی کھڑے رہے یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا۔ سورج کی ٹکیا غروب ہونے کے بعد جب کچھ زردی جاتی رہی تو آپ نے اسامہ رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے سوار کیا اور چل پڑے اور قصواء کی لگام کھینچ کر رکھی، یہاں تک کہ اس کا سر کجاوے کی لکڑی پر لگ رہا تھا اور ہاتھ کے اشارے سے لوگوں کو فرماتے تھے آرام سے چلو...... جب کسی پہاڑی پر چڑھنا ہوتا تو اونٹنی کی لگام ڈھیلی کر دیتے تھے۔ مزدلفہ میں آئے تو نماز مغرب وعشا ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ ادا کی اور ان کے درمیان دو رکعات ادا نہیں کیں، اس کے بعد فجر تک آپ ﷺ لیٹے رہے اور اچھی طرح فجر کی روشنی واضح ہونے پر فجر کی نماز پڑھی اذان اور اقامت کے ساتھ۔ پھر قصواء پر سوار ہو کر مشعر حرام میں آئے اور بلند جگہ پر چڑھ کر منہ قبلہ کی طرف کیا۔ اللہ کی حمد وثناء بیان کی اور اس کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ثُمَّ انصرَفَ إِلَى الْمَنْحَرِ فَنَحَرَ ثَلَاثًا وَسِتِّينَ بَدنَة بِيَدِهِ، ثم أعطى عَلِيًّا فَنَحَرَ مَا غَبَرَ، وَأَشْرَكَهُ فِي هَدْيِهِ ثُمَّ أَمَرَ مِنْ كُلِّ بَدَنَةٍ بِبَضْعَةٍ، فَجُعِلَتْ فِي قِدْرٍ فَطُبِخَتْ فَأَكَلَا مِنْ لَحْمِهَا وَشَرِبَا مِنْ مَرَقِهَا، ثُمَّ رَكِبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَأَفَاضَ إِلَى الْبَيْتِ فَصَلَّى بِمَكَّةَ الظُّهْرَ، فَأَتَى بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَهُمْ يَسْقُونَ عَلَى زَمْزَمَ فَشَرِبَ مِنْهُ. (لمسلم وأبي) (1) داود، والنسائي)

بڑائی بیان کی، لا الہ الا اللہ کہا اور اللہ کی توحید کا ذکر کیا۔ آپ ﷺ وہاں ٹھہرے رہے یہاں تک کہ صبح کی روشنی زیادہ نمایاں ہوگئی پس آپ ﷺ سورج طلوع ہونے سے پہلے وہاں سے چل دیے۔ آپ ﷺ نے اپنے پیچھے فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کو سوار کیا وہ روشن چہرے والا خوبصورت آدمی تھا۔ جب آپ چل کر آگے گئے تو عورتوں کی سواریاں جا رہی تھیں، فضل رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف دیکھنا شروع کر دیا تو آپ ﷺ نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ کر روک دیا تو فضل رضی اللہ عنہ نے دوسری جانب سے منہ پھیر کر دیکھنا شروع کر دیا تو آپ ﷺ نے دوسری جانب سے دست مبارک رکھ کر اس کا منہ پھیر دیا اور اس نے پھر دوسری جانب سے دیکھنا شروع کیا۔ جب وادی محسر میں آئے تو قدر اونٹنی کو حرکت دے کر تیز کر دیا اور اس راستے پر چل پڑے جو درمیانہ راستہ ہے اور اس بڑے جمرے کی طرف جاتا ہے جو درخت کے پاس ہے، اس کے قریب پہنچ کر سات کنکر مارے اور ہر کنکر پر تکبیر کہتے رہے وہ چھوٹے ٹھیکری جیسے کنکر تھے اور وادی کے درمیان سے پھینکے تھے۔ اس کے بعد قربان گاہ میں گئے اور تریسٹھ اونٹ اپنے ہاتھ سے ذبح کیے اور جو باقی تھے وہ علی رضی اللہ عنہ کو دیے اور انہوں نے ذبح کیے اور علی رضی اللہ عنہ کو اپنی قربانی میں شریک کیا، پھر حکم دیا اور ہر قربانی سے گوشت کا ٹکڑا لیا گیا اور ایک ہنڈیا میں پکایا گیا اور ان دونوں نے گوشت بھی کھایا اور شوربا بھی پیا۔ پھر آپ ﷺ سوار ہو کر مکہ گئے، بیت اللہ کا طواف کیا اور ظہر کی نماز وہاں پڑھی۔ پھر بنو عبدالمطلب کے پاس گئے تو وہ لوگوں کو زم زم کا پانی پلا رہے تھے۔ فرمایا: اے بنو عبدالمطلب! پانی کھینچو اور لوگوں کے تم پر غالب آنے کا خطرہ نہ ہوتا تو میں بھی بو کے کی رسی تمہارے ساتھ مل کر کھینچتا۔ انہوں نے ایک بوکا آپ ﷺ کو پیش کیا تو آپ نے پانی نوش فرمایا۔ (مسلم، ابوداود، نسائی)

شرح: ......ا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ والی حدیث عظیم دینی قواعد پر مشتمل ہے۔ نبی اکرم ﷺ دار فانی سے دار جاودانی کی طرف روانہ ہونے کی تیار کر رہے تھے۔ اس الوداعی حج کے بعد آپ تھوڑی مدت ہی باقی رہے تھے سرزمین عرب نور اسلام سے جگمگا اٹھی تھی اور کلمہ ایمان آسمان کی بلندیوں کو چھو رہا تھا۔ ادھر پیغمبر ﷺ لاکھ سے زائد قدسیوں کو اصول دین کی عملی تعلیمات سے روشناس کرا رہے تھے۔

۲۔ ثابت ہوا کہ ایام آگے پیچھے کرنے کے لیے عورتوں کو گولیاں کھلانی درست نہیں۔ حیض یا نفاس کی صورت میں عورت غسل کرے، لنگوٹ باندھ لے اور سوائے بیت اللہ میں داخل ہونے کے تمام ارکان حج ادا کرے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

۳۔ان احادیث سے ثابت ہوا کہ عورت نے عمرہ کی نیت کی ہو، وہ حیض یا نفاس کی وجہ سے ادا نہ کر سکے تو وہ عمرہ کو حج کی نیت میں بدل سکتی ہے اور عمرہ واپسی پر کرے۔

اسی طرح اگر مرد حضرات نے صرف حج کا ارادہ کیا ہے، اسے حج تمتع میں بدلا جا سکتا ہے جیسا کہ یہاں حدیث سے ثابت ہو رہا ہے لوگوں کا ارادہ حج کا تھا جو لوگ قربانیاں ساتھ لائے تھے انہیں حج قران کا حکم ہوا، خود بھی نبی اکرم ﷺ نے حج قران ہی کیا تھا اور جن کے پاس قربانیاں نہ تھیں انہیں حج تمتع کا حکم دیا کہ وہ عمرہ کریں اور احرام کھول دیں اور ۸ ذوالحج کو حج کا احرام باندھیں اور ارکان حج ادا کریں، جن روایات میں آتا ہے یہ صحابہ کے ساتھ خاص تھا یہ موقف غلط ہے صحیح ترین روایات میں قیامت تک اس تبدیلی کی اجازت ہے۔(مرعاۃ:۶/۳۸۲)

۳۳۷۲۔ وفي رواية: وَكَانَتِ الْعَرَبُ يَدْفَعُ بِهِمْ أَبُو سَيَّارَةَ عَلَى حِمَارٍ عُرْيٍ، فَلَمَّا أَجَازَ النبي ﷺ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ بِالْمَشْعَرِ الْحَرَامِ لَمْ تَشُكَّ قُرَيْشٌ أَنَّهُ سَيَقْتَصِرُ عَلَيْهِ، بنحوه.

ایک روایت میں ہے کہ عرب لوگوں میں رسم تھی کہ قافلے کے امیر کو گدھے کی ننگی پشت پر بٹھا کر ساتھ لے جاتے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ مزدلفہ سے مشعر الحرام جا رہے تھے تو قریش والے بلا شک یہ سمجھ رہے تھے کہ آپ ﷺ مشعر الحرام تک ہی جائیں گے، مثل اس کے۔

شرح: ......قریش خود کو اہل حرم قرار دیتے تھے، حج کے موقع پر لوگ جب عرفات میں جاتے تو یہ نہیں جاتے تھے کہ ہم خاص لوگ ہیں حرم سے باہر قدم نہ رکھیں گے عرفات حرم سے باہر تھا، مزدلفہ حرم میں تھا، وہ مشعر حرام (ایک مزدلفہ کا پہاڑ ہے) وہاں ہی رک جاتے تھے۔ پیغمبر معلم انسانیت ﷺ جب منیٰ سے عرفات کی جانب روانہ ہوئے تو قریش کا خیال تھا کہ آپ بھی ہماری طرح مشعر حرام تک رہیں گے مگر رسول اکرم ﷺ وہاں سے گزر کر عرفات میں قدم رنجہ فرما ہوئے تو قریش ورطہ حیرت میں پھنس گئے۔

۳۳۷۳۔ وفي أخرى: قال ﷺ: ((نَحَرْتُ هَاهُنَا، وَمِنَى كُلُّهَا مَنْحَرٌ، انْحَرُوا فِي رِحَالِكُمْ، وَوَقَفْتُ هَاهُنَا، وَعَرَفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ، وَوَقَفْتُ هَاهُنَا وَجَمْعٌ كُلُّهَا مَوْقِفٌ)).

دوسری ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے یہاں قربانی ذبح کی ہے اور منیٰ سب قربان گاہ ہے پس تم اپنے اپنے خیموں کے پاس ذبح کرو اور میں یہاں ٹھہرا ہوں اور عرفات سب ٹھہرنے کی جگہ ہے۔ اور میں یہاں ٹھہرا ہوں اور مزدلفہ سب ٹھہرنے کا مقام ہے۔

(۳۳۷۲) مسلم: ۱۲۱۸۔ بخاری: ۱۷۸۵۔ نسائی: ۴۴۱۹۔ ابوداؤد: ۱۹۴۴۔ ابن ماجہ: ۳۱۵۸۔ احمد: ۱۴۷۸۵۔ مؤطا: ۸۴۔ دارمی: ۱۸۹۹۔

(۳۳۷۳) مسلم: ۱۲۱۸۔ بخاری: ۱۷۸۵۔ ترمذی: ۳۷۸۶۔ نسائی: ۴۴۱۹۔ ابوداؤد: ۱۹۴۴۔ ابن ماجہ: ۳۱۵۸۔ احمد: ۱۴۷۸۵۔ مؤطا: ۸۴۰۔ دارمی: ۱۸۹۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شرح: .... یہ اعلان فرما کر نبی اکرم ﷺ نے امت پر شفقت کی شبنم ریزی فرما دی ہے۔ اگر ان مقامات پر ہی ٹھہرنا پابند کر دیا جاتا جن پر آپ نے اعمال سرانجام دیئے ہیں تو امت مشقت میں پھنس جاتی۔ آپ نے فرمایا: میں نے اس مشہور قربان گاہ پر جانور ذبح کیے ہیں جو مسجد خیف کے قریب ہے۔ افضل تو یہی ہے میری جائے قربانی کو قربان گاہ بناؤ مگر ساری وادی منیٰ قربان گاہ ہے، جہاں چاہو کرو میرے والی جگہ کے تکلف کی ضرورت نہیں۔ اسی طرح عرفات میں صخرات (چٹانوں) کے قریب ٹھہرا ہوں صرف وادی عرفہ، چھوڑ کر سارا میدان عرفات موقف ہے، جہاں چاہو ٹھہرو۔ اسی طرح مزدلفہ میں میں، مشعر حرام (جہاں اب عمارت تعمیر ہو چکی ہے) میں رکا ہوں، تمہارے لیے سارا مزدلفہ ٹھہرنے کی جگہ ہے صرف وادی محسر میں نہ ٹھہریں اس کے علاوہ جہاں چاہیں ٹھہریں۔ (مرعاۃ: ۶/۵۰۱)

الطَّوافُ......طواف کا بیان

٣٣٧٤ـــ ابْنُ عَبَّاسٍ: قَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ مَكَّةَ، وَقَدْ وَهَنَتْهُمْ حُمَّى يَثْرِبَ، فَقَالَ الْمُشْرِكُونَ: إِنَّهُ يَقْدَمُ عَلَيْكُمْ غَدًا قَوْمٌ وَقَدْ وَهَنَتْهُمُ الْحُمَّى وَلَقُوا مِنْهَا شِدَّةً، فَجَلَسُوا مِمَّا يَلِي الْحِجْرَ وَأَمَرَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَرْمُلُوا ثَلَاثَةَ أَشْوَاطٍ وَيَمْشُوا بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ لِيَرَى الْمُشْرِكُونَ جَلَدَهُمْ، فَقَالَ الْمُشْرِكُونَ: هَؤُلَاءِ الَّذِينَ زَعَمْتُمْ أَنَّ الْحُمَّى قَدْ وَهَنَتْهُمْ، هَؤُلَاءِ أَجْلَدُ. مِنْ كَذَا وَكَذَا ولم يَأْمُرْهُمْ أَنْ يَرْمُلُوا الأَشْوَاطَ كُلَّهَا للإِبْقَاءِ عَلَيْهِم. للستة إلا مالكًا.

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ مکہ آئے اور ان کو مدینہ کے بخار نے کمزور کر دیا تھا تو مشرکین نے کہا: کل تمہارے پاس ایک قوم آئے گی جن کو بخار نے کمزور کر دیا ہے۔ اور انہوں نے بڑی شدید بیماری دیکھی ہے، چنانچہ وہ لوگ حجر اسود کی جانب بیٹھ رہے۔ ادھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ تین چکر وہ رمل کر کے طواف کریں اور دو رکنوں کے درمیان سے جائیں تا کہ مشرکین ان کی مضبوطی اور قوت دیکھیں۔ مشرکین نے دیکھ کر کہا: تم ان لوگوں کے متعلق گمان کرتے تھے کہ بخار نے ان کو لاغر کر دیا ہے، وہ تو ہم سے زیادہ طاقت ور ہیں۔ اور انہوں نے تین چکر میں رمل کی ہے تمام میں رمل نہیں کی تا کہ وہ اپنا بچاؤ کریں۔ (اس کو مالک کے علاوہ چھ نے روایت کیا)۔

٣٣٧٥ـــ وفي أخرى: أَنَّ رسول الله ﷺ (اضْطَبَعَ واسْتَلَمَ) وَكَبَّرَ ثُمَّ رَمَلَ ثَلَاثَةَ

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پہلے اپنی چادر سے اضطباع کیا، حجر اسود کو بوسہ دیا اور تکبیر کہی، پھر رمل کیا تین

(٣٣٧٤) مسلم: ١٢٦٦ـ بخاری: ٤٢٥٧ـ ترمذی: ٨٦٥ـ نسائی: ٢٩٧٩ـ ابوداؤد: ١٨٩٠ـ ابن ماجه: ٢٩٥٣ـ احمد: ٢٥٢٦ـ دارمی: ١٨٤٥.

(٣٣٧٥) ابوداؤد: ١٨٨٩ـ صحیح، البانی: ١٦٦٣ـ ترمذی: ٨٦٣.

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

أَطْوَافٍ، فَكَانُوا إِذَا بَلَغُوا الرُّكْنَ الْيَمَانِيَ وَتَغَيَّبُوا عَنْ قُرَيْشٍ مَشَوْا، ثُمَّ يَطْلُعُونَ عَلَيْهِمْ يَرْمُلُونَ، فتقولُ قُرَيْشٌ: كَأَنَّهُمُ الْغِزْلَانُ. فَكَانَتْ سُنَّةً.

چکر لگانے تک۔ جب رکن یمانی تک پہنچتے اور کفار قریش سے غائب ہو جاتے تو معمول کی چال چلنے لگتے تھے اور جب دوبارہ ان کے سامنے آتے تو رمل کرنے لگتے تھے تو کفار قریش کہتے: یہ لوگ ہرن کی مانند چلتے ہیں۔ پس رمل سنت قرار پا گیا۔

٣٣٧٦۔ أبو الطُّفَيْلِ: قُلْتُ لابْنِ عَبَّاسٍ: يَزْعُمُ قَوْمُكَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَدْ رَمَلَ بِالْبَيْتِ وَأَنَّ ذَلِكَ سُنَّةٌ. قَالَ: صَدَقُوا وَكَذَبُوا. قُلْتُ: مَا صَدَقُوا وَمَا كَذَبُوا؟ قَالَ: صَدَقُوا، قَدْ رَمَلَ ﷺ، وَكَذَبُوا لَيْسَ بِسُنَّةٍ؛ إِنَّ قُرَيْشًا قَالَتْ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ: دَعُوا مُحَمَّدًا وَأَصْحَابَهُ حَتَّى يَمُوتُوا مَوْتَ النَّغَفِ، فَلَمَّا صَالَحُو عَلَى أَنْ يَجِيئُوا مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فَيُقِيمُوا بِمَكَّةَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، فَقَدِمَ ﷺ وَالْمُشْرِكُونَ مِنْ قِبَلِ قُعَيْقِعَانَ، فَقَالَ لأَصْحَابِهِ: ((ارْمُلُوا بِالْبَيْتِ)) ثَلَاثًا. وَلَيْسَ بِسُنَّةٍ. قُلْتُ: يَزْعُمُ قَوْمُكَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ طَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ عَلَى بَعِيرٍ، وَأَنَّ ذَلِكَ سُنَّةٌ. قَالَ: صَدَقُوا وَكَذَبُوا. قُلْتُ: مَا صَدَقُوا وَكَذَبُوا؟ قَالَ: صَدَقُوا طَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ عَلَى بَعِيرٍ، وَكَذَبُوا لَيْسَ بِسُنَّةٍ؛ كَانَ النَّاسُ لَا يُدْفَعُونَ عَنْهُ ﷺ وَلَا يُضْرَبُونَ عَنْهُ، فَطَافَ عَلَى بَعِيرٍ لِيَسْمَعُوا كَلَامَهُ وَلِيَرَوْا مَكَانَهُ وَلَا تَنَالُهُ أَيْدِيهِمْ. لمسلم، وأبي

ابو طفیل کہتے ہیں: میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو کہا: تیری قوم گمان کرتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے طواف بیت اللہ میں رمل کیا ہے اور یہ کہ رمل کرنا سنت ہے۔ انہوں نے کہا: وہ صحیح بھی کہتے ہیں اور غلط بھی۔ میں نے کہا: صحیح کیا ہے اور غلط کیا ہے؟ انہوں نے کہا: وہ صحیح کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے رمل کیا ہے غلط یہ کہ وہ سنت نہیں ہے۔ حدیبیہ کے زمانے میں قریش نے کہا، محمد ﷺ اور ان کے اصحاب کو چھوڑ دو تاکہ ناک کے کیڑے سے مر جائیں، پھر جب انہوں نے صلح کی اس شرط پر کہ آئندہ سال آئیں اور مکہ میں صرف تین دن ٹھہریں۔ آئندہ سال رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو مشرکین قعیقعان پہاڑی کی جانب جا ٹھہرے، پس آپ ﷺ نے اپنے اصحاب کو فرمایا: تم بیت اللہ، طواف تین چکر رمل کر کے ادا کرو۔ لہٰذا سنت نہیں ہے۔ میں نے کہا: تیری قوم کا گمان کہ رسول اللہ ﷺ نے صفا و مروہ کے درمیان سعی اونٹ پر سوار ہو کر کی ہے اور یہ کہ ایسا کرنا سنت ہے۔ تو انہوں نے کہا وہ صحیح بھی کہتے ہیں اور غلط بھی۔ میں نے کہا صحیح کیا کہتے ہیں اور غلط کیا؟ تو انہوں نے کہا وہ صحیح کہتے ہیں کہ صفا و مروہ کے درمیان آپ ﷺ نے طواف اونٹ پر سوار ہو کر کیا ہے اور اسے سنت کہنا غلط ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم لوگوں کو رسول اللہ ﷺ سے دور بھی نہیں ہٹاتے تھے اور لوگوں کو دور ہٹانے کے لیے ان کی مار پٹائی بھی

(٣٣٧٦) ابوداؤد: ١٨٨٥۔ صحیح، البانی: ١٦٦٠.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

داود بلفظه.

نہیں کرتے تھے۔ پس آپ ﷺ نے اونٹ پر سوار ہو کر طواف کیا تاکہ لوگ آپ کا کلام بھی سن سکیں اور آپ کی جگہ بھی دیکھیں اور ان کے ہاتھ بھی آپ ﷺ تک نہ پہنچ سکیں۔

شرح: ......رمل، چھوٹے چھوٹے قدم اٹھا کر ٹہل کر تیز رفتاری سے چلنا ہے، یعنی پہلوانی چال چلنا، یہ پہلے تین چکر میں کرنا ہے، دوسرے چار چکر عام چال چلنا ہے، اور یہ چکر (رمل) صرف پہلے طواف میں ہے خواہ وہ عمرہ کا طواف ہو یا حج کا طواف ہو۔ اس کے بعد عام طواف ہو یا طواف زیارت ہو یا کوئی عمرہ کا ہو کسی میں رمل نہیں۔

۲۔ اگر رمل نہیں کیا جاتا تو نہ تو اس پر کفارہ ہے نہ ہی کوئی تاوان ہے، یہ مستحب ہے اور رمل صرف مردوں پر ہے۔

۳۔ ان احادیث میں رمل (تیز چلنے کی) علت بیان ہوئی ہے کہ قریش مکہ مسلمانوں کا مذاق اڑانے کے لیے بیٹھے تھے، اس لیے ان کے گمان غلط کو مٹانے کے لیے طواف میں دوڑنے کا حکم ہے بعض کہتے ہیں اب وہ علت نہیں رہی لہٰذا رمل بھی نہ کیا جائے۔ مگر یہ بات درست نہیں یہ رمل پہلے طواف کا حصہ ہے اگرچہ علت نہیں رہی کیونکہ اس کے علاوہ اس کی اور علت بھی ہے وہ یہ ہے کہ نعمت کی یادگار ذہنوں میں تابناک رکھنا ہے کہ ایک وہ وقت تھا، مسلمان جب قلت اور ضعف کی وجہ سے کفار کے استہزاء کا نشانہ تھے۔ اب اللہ نے کثرت بھی دی ہے، قوت بھی دی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَاذْكُرُوٓا إِذْ أَنْتُمْ قَلِيلٌ مُّسْتَضْعَفُونَ فِي الْأَرْضِ تَخَافُونَ أَنْ يَتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَآوٰىكُمْ وَأَيَّدَكُم بِنَصْرِهِۦ﴾ (الانفال: ٢٦)

”وہ وقت یاد کرو جب تم زمین میں قلیل تعداد میں تھے اور ناتواں تصور کیے جاتے تھے، تم پر یہ خوف طاری رہتا تھا کہ لوگ تمہیں اچک لے جائیں گے اس نے تمہیں جگہ دی اور تمہاری نصرت کی۔“

یہی وجہ ہے یہ علت نہ رہی تھی پھر بھی رسول اکرم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر رمل کیا تھا۔ اور ایک رمل کرنے یا کندھے پر کپڑا ڈالنے کی وجہ یہ بھی ہے جس کی ہمیشہ ضرورت ہے کہ اللہ کے گھر میں پہنچ کر اطاعت الٰہی کے جذبہ فراواں کی دلکشی اور انوار الٰہی کے ظہور کی رعنیت کی عکاسی کرنا ہے کہ یہ سفر کی پراگندگی اور واماندگی اس سالک راہ کے ذوق وشوق میں رکاوٹ نہیں بن سکی بلکہ اس گھر کے دیدار نے اسے وہ تازگی بخشی ہے کہ اچھل اچھل کر چل رہا ہے۔ (مرعاة: ٦/٢٥٦)

٣٣٧٧ـــ جَابِرٌ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ رَمَلَ الثَّلَاثَةَ الْأَطْوَافِ مِنَ الْحَجَرِ إِلَى الْحَجَرِ.

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجر اسود سے حجر اسود تک طواف کے تین چکر رمل کر کے ادا کیے۔ (مسلم، موطا، ترمذی، نسائی)

(٣٣٧٧) مسلم: ١٢٦٣۔ بخاری: ١٧٨٥۔ ترمذی: ٢٧٨٦۔ نسائی: ٤٤١٩۔ ابوداؤد: ١٩٤٤۔ ابن ماجه: ٣١٥٨۔ احمد: ١٤٧٨٥۔ موطا: ٨٤٠۔ دارمی: ١٨٩٩.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

لمسلم و (الموطأ، والترمذی، والنسائی)

۳۳۷۸۔ نَافِعٌ: أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا أَحْرَمَ مِنْ مَكَّةَ لَمْ يَطُفْ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ حَتَّى يَرْجِعَ مِنْ مِنًى، وَكَانَ لَا يَرْمُلُ إِذَا طَافَ حَوْلَ الْبَيْتِ إِذَا أَحْرَمَ مِنْ مَكَّةَ. (لمالك)

نافع نے کہا، ابن عمر رضی اللہ عنہما اگر مکہ سے احرام باندھتے تو نہ بیت اللہ کا طواف کرتے اور نہ صفا و مروہ کا یہاں تک کہ منیٰ سے لوٹ آتے۔ اور بیت اللہ کے طواف میں رمل بھی نہ کرتے اگر احرام مکہ سے باندھتے۔ (امام مالک)

۳۳۷۹۔ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَنَّ رسول الله ﷺ لَمْ يَرْمُلْ فِي السَّبْعِ الَّذِي أَفَاضَ فِيهِ.

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے طواف افاضہ میں سات چکروں میں رمل نہیں کیا۔

۳۳۸۰۔ أَسْلَمُ: سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُولُ: فِيمَ الرَّمَلَاتُ وَالْكَشْفُ عَنِ الْمَنَاكِبِ، وَقَدْ أَطَّأَ اللّٰهُ الإِسْلَامَ وَنَفَى الْكُفْرَ وَأَهْلَهُ، وَلٰكِنْ مَعَ ذٰلِكَ لَا نَدَعُ شَيْئًا كُنَّا نَفْعَلُهُ مع رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ. (هما لأبی داود)

اسلم نے کہا: میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو سنا کہ اب رمل اور شانے ننگے کرنے کا کیا مقصد رہا جبکہ اللہ نے اسلام کو غالب کر دیا اور کفر کو اور اہل کفر کو مٹا دیا اور اس کے باوجود ہم کوئی وہ کام ترک نہیں کریں گے جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہم کرتے رہے ہیں۔ (یہ دو روایات ابوداود کی ہیں)

۳۳۸۱۔ يَعْلَى بْنُ أمية: طَافَ رسول اللّٰه ﷺ مُضْطَبِعًا بِبُرْدٍ أَخْضَرَ. للترمذی، وأبی داود بلفظه.

یعلیٰ بن امیہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سبز چادر سے اضطباع کر کے طواف کیا۔ (ترمذی و ابوداود کے الفاظ)۔

شرح: ...... اس میں بتایا گیا ہے کہ رمل حجر اسود سے شروع ہوگا اور حجر اسود تک ہی رمل کرنا مسنون ہے۔ پہلے تین چکر حجر اسود سے حجر اسود تک دوڑ کر ہی لگانے ہیں، اگر چہ رکن یمانی کے درمیان پہنچ کر عام چال چلنے کا بھی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آتا ہے مگر حضرت جابر رضی اللہ عنہ والی یہ حدیث قوی ترین ہے اسی پر عمل ہوگا۔

۲۔ مکہ سے احرام باندھ کر رمل نہ کرنا یہ اجتہاد ہے مکہ سے باندھیں یا باہر سے جب پہلی بار طواف کرنا ہے تو رمل کرنا ہے، یہی مسنون ہے۔

۳۔ باقی رہی بات طواف افاضہ کے سات چکروں میں رمل نہ کرنے کی، ایک تو اوپر لکھا گیا ہے کہ رمل کرنا مسنون ثابت ہے اگر نہیں کیا تو اس سے پہلے عمرہ وغیرہ میں چونکہ آپ نے رمل کر لیا تھا اب ضروری نہ تھا۔ (مرعاۃ: ۶/۴۵۰)

(۳۳۷۸) موطا: ۸۲۰۔

(۳۳۷۹) ابوداؤد: ۲۰۰۱۔ صحیح، البانی: ۱۷۶۲۔ ابن ماجہ: ۳۰۶۰۔

(۳۳۸۰) ابوداؤد: ۱۸۸۷۔ حسن صحیح، البانی: ۱۶۶۲۔ ابن ماجہ: ۲۹۵۲۔ احمد: ۳۱۹۔

(۳۳۸۱) ابوداؤد: ۱۸۸۳۔ حسن، البانی: ۱۶۵۸۔ ترمذی: ۸۵۹۔ ابن ماجہ: ۲۹۵۴۔ احمد: ۱۷۵۰۸۔ دارمی: ۱۸۴۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۳۳۸۲۔ ابْنُ عُمَرَ: قال له ابن جريج: رَأَيْتُكَ تَصْنَعُ أَرْبَعًا لَمْ أَرَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِكَ يَصْنَعُهَا. قَالَ: مَا هِيَ يَا ابْنَ جُرَيْجٍ؟ قَالَ: رَأَيْتُكَ لا تَمَسُّ مِنَ الأَرْكَانِ إِلَّا الْيَمَانِيَيْنِ وَرَأَيْتُكَ تَلْبَسُ النِّعَالَ السِّبْتِيَّةَ وَرَأَيْتُكَ تَصْبُغُ بِالصُّفْرَةِ، وَرَأَيْتُكَ إِذَا كُنْتَ بِمَكَّةَ أَهَلَّ النَّاسُ إِذَا رَأَوُا الْهِلَالَ وَلَمْ تُهِلَّ حَتَّى يكونَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ. فَقَالَ: أَمَّا الأَرْكَانُ فَإِنِّي لَمْ أَرَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَمَسُّ إِلَّا الْيَمَانِيَيْنِ، وَأَمَّا النِّعَالُ السِّبْتِيَّةُ فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَلْبَسُ النِّعَالَ الَّتِي لَيْسَ فِيهَا شَعَرٌ وَيَتَوَضَّأُ فِيهَا فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَلْبَسَهَا، وَأَمَّا الصُّفْرَةُ فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَصْبُغُ بِهَا فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَصْبُغَ بِهَا، وَأَمَّا الإِهْلَالُ فَإِنِّي لَمْ أَرَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُهِلُّ حَتَّى تَنْبَعِثَ بِهِ رَاحِلَتُهُ. (للشيخين، و الموطأ، وأبي داود)

ابن جریج نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو کہا میں آپ کو چار کام کرتے دیکھتا ہوں جن کو آپ کے رفقاء میں سے کوئی انجام دیتا میں نے نہیں دیکھا، انہوں نے کہا اے ابن جریج: وہ کون سے کام ہیں۔ اس نے کہا تو دو رکن یمانی کو ہاتھ لگاتا ہے، تو سبتی جوتے پہنتا ہے، تو زرد رنگ استعمال کرتا ہے، اور جب تو مکہ میں ہوتا ہے تو چاند دیکھ کر لوگ حج کی نیت کرتے ہیں اور تو نیت نہیں کرتا یہاں تک کہ ذوالحلیفہ کی آٹھویں تاریخ آ جاتی ہے۔
انہوں نے کہا: دو یمنی ارکان کی بابت تو یہ وجہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ان دو ارکان کے علاوہ کسی جگہ ہاتھ لگاتے نہیں دیکھا۔ اور سبتی جوتے اس لیے پہنتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو وہ نعلین مبارک پہنتے دیکھا ہے جن پر بال نہیں تھے اور آپ ﷺ ان میں وضو بھی کرتے تھے، اس لیے میں ایسے نعلین پہننا پسند کرتا ہوں اور زرد رنگ اس لیے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو زرد رنگ کرتے دیکھا ہے تو میں بھی وہ رنگ کرنا پسند کرتا ہوں اور چاند دیکھنے کے متعلق یہ وضاحت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سواری کے اوپر سوار ہو کر سواری کو اٹھانے سے پہلے تلبیہ کہتے نہیں دیکھا ہے۔ (الشیخان، موطا، ابوداود)

۳۳۸۳۔ عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: طُفْتُ مَعَ عَبْدِ اللهِ -يعني: أباه- فَلَمَّا جِئْنَا دُبُرَ الْكَعْبَةِ قُلْتُ: أَلا تَتَعَوَّذُ؟ قَالَ: نَعُوذُ بِاللهِ مِنَ النَّارِ ثُمَّ مَضَى حَتَّى اسْتَلَمَ الْحَجَرَ فَأَقَامَ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْبَابِ فَوَضَعَ

عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی سند سے ہے کہ انہوں نے عبداللہ یعنی اس کے والد کے ساتھ طواف کیا اور کعبہ کے پیچھے گئے تو میں نے کہا: تم پناہ طلب کیوں نہیں کرتے؟ تو اس نے کہا: ہم اللہ کی پناہ طلب کرتے ہیں آگ سے، پھر وہ چلے اور حجر اسود کو بوسہ دیا اور رکن اور دروازے کے درمیان کھڑے

(۳۳۸۲) بخاری: ۵۸۵۱۔ مسلم: ۱۲۵۷۔ نسائی: ۲۹۵۲۔ ابوداؤد: ۱۷۷۲۔ احمد: ٦٤٢٧ - ٤٠٦٤۔ موطا: ۹۲۳۔
(۳۳۸۳) ابوداؤد: ۱۸۹۹۔ ضعیف، البانی: ۴۱۲۔ ابن ماجہ: ۲۹۶۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صَدْرَهُ وَوَجْهَهُ وَذِرَاعَيْهِ وَكَفَّيْهِ هَكَذَا وَبَسَطَهُمَا بَسْطًا، ثُمَّ قَالَ: هَكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَفْعَلُهُ. (لأبي داود)

ہو کر سینہ، چہرہ، بازو اور ہتھیلیاں پھیلا کر کعبہ سے چمٹ گئے اور کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس طرح کرتے دیکھا ہے۔ (ابوداؤد)

٣٣٨٤۔ ابن عباس: قال أبو الطُّفَيْلِ: كُنْتُ مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَمُعَاوِيَةُ، لا يَمُرُّ بِرُكْنٍ إِلَّا اسْتَلَمَهُ، فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَكُنْ يَسْتَلِمُ إِلَّا الْحَجَرَ الأَسْوَدَ وَالرُّكْنَ الْيَمَانِيَ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: لَيْسَ شَيْءٌ مِنَ الْبَيْتِ مَهْجُورًا. (للشيخين، والترمذي بلفظه)

ابوطفیل نے کہا: میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا اور ہم نے دیکھا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کعبہ کے جس کونے پر پہنچ جاتے اس کو بوسہ دیتے پس ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا رسول اللہ ﷺ نے حجر اسود اور رکن یمانی کے علاوہ کسی جگہ بوسہ نہیں دیا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: بیت اللہ کی کوئی جگہ ممنوع نہیں ہے۔ (الشیخان الفاظ، ترمذی کے ہیں)

٣٣٨٥۔ ولأحمد برجال الصحيح في هذا الحديث المستلم لأربعة والقائل: ليس شيء من البيت مهجورا. ابن عباس، وإن شعبة قال: الناس يختلفون في هذا الحديث.

امام احمد رحمہ اللہ نے صحیح کے راویوں کی سند سے بیان کیا ہے کہ کعبہ کے چاروں ارکان کو بوسہ دینے والے اور یہ کہنے والے کہ کعبہ کی کوئی جگہ ممنوع نہیں ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہما ہیں اور شعبہ نے کہا: لوگ اس حدیث کی روایت کرنے میں مختلف ہیں۔

٣٣٨٦۔ حَنْظَلَةَ: رَأَيْتُ طَاوُسًا يَمُرُّ بِالرُّكْنِ فَإِنْ وَجَدَ عَلَيْهِ زِحَامًا مَرَّ وَلَمْ يُزَاحِمْ، وَإِنْ رَآهُ خَالِيًا قَبَّلَهُ ثَلاثًا، ثُمَّ قَالَ: رَأَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَعَلَ ذَلِكَ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: رَأَيْتُ عُمَرَ فَعَلَ مِثْلَ ذلك قَالَ: إِنَّكَ حَجَرٌ لا تَنْفَعُ وَلا تَضُرُّ، وَلَوْلا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَبَّلَكَ مَا قَبَّلْتُكَ قَالَ عُمَرُ: رَأَيْتُ

حنظلہ کہتے ہیں میں نے طاؤس کو دیکھا کہ جب وہ رکن کے پاس جاتا اور ہجوم دیکھتا تو وہ گذر جاتا اور وہاں مزاحمت نہ کرتا تھا اور جب خالی پاتا تو تین بار بوسہ دیتا۔ پھر اس نے کہا: میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو اس طرح کرتے دیکھا ہے۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو بھی اس طرح کرتے دیکھا ہے اور پھر عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تو ایک پتھر ہے، نہ تو نفع دیتا ہے نہ نقصان۔ اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تیرا بوسہ دیتے

(٣٣٨٤) ترمذی: ٨٥٨۔ صحیح، الالبانی: ٦٨١۔ بخاری: ١٦٠٨۔ مسلم: ١٢٧٣۔ نسائی: ٢٩٥٤۔ ابوداؤد: ١٨٨١۔ ابن ماجہ: ٢٩٤٨۔ احمد: ٣٥٢٢۔ دارمی: ١٨٤٥۔

(٣٣٨٥) احمد ورجاله رجال الصحيح، ہیثمی: ٥٤٧٤۔

(٣٣٨٦) نسائی: ٢٩٣٨۔ ضعيف الاسناد، الالبانی: ١٩١۔ منكر بهذا السياق اخرجه البخاري: ١٦١٠۔ مسلم: ١٢٧١۔ ترمذی: ٨٦٠۔ ابوداؤد: ٨٧٣۔ ابن ماجہ: ٢٩٤٣۔ احمد: ٣٨٣۔ موطا: ٨٢٤۔ دارمی: ١٨٦٥

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رَسُولَ اللّٰه ﷺ فَعَلَ ذَلِكَ . (للنسائی)

نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس طرح کرتے دیکھا ہے۔(نسائی)

۳۳۸۷۔ ابْنُ عُمَرَ: أَنَّهُ أُخْبِرَ بِقَوْلِ عَائِشَةَ: إِنَّ الْحِجْرَ بَعْضُهُ لَيس مِنَ الْبَيْتِ، فَقَالَ: وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَظُنُّ عَائِشَةَ إِنْ كَانَتْ سَمِعَتْ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللّٰه ﷺ، إِنِّي لَأَظُنُّ رَسُولَ اللّٰه ﷺ لَمْ يَتْرُكِ اسْتِلامَهُمَا إِلَّا لأَنَّهُمَا لَيْسَا عَلَى قَوَاعِدِ الْبَيْتِ، وَلا طَافَ النَّاسُ من وَرَاءَ الْحِجْرِ إِلَّا لِذَلِكَ . (لأبي داود)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ خبر دی گئی کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں حطیم کی طرف کا بعض حصہ بیت اللہ میں شامل نہیں ہے تو انہوں نے کہا میرا گمان ہے کہ اگر یہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے تو پھر میرا گمان یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کا استلام اسی وجہ سے ترک کیا ہے کہ وہ ابراہیمی بنیادوں پر نہیں ہے اور لوگوں نے حطیم کے باہر سے طواف بھی اسی وجہ سے اختیار کر رکھا ہے۔(ابوداود)

۳۳۸۸۔ عُبَيْد بْن عُمَيْر: أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يُزَاحِمُ عَلَى الرُّكْنَيْنِ، فَقُلْتُ: إِنَّكَ تُزَاحِمُ عَلَى الرُّكْنَيْنِ زِحَامًا، مَا رَأَيْتُ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ رسول اللّٰه ﷺ يُزَاحِمُه، فَقَالَ: إِنْ أَفْعَلْ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰه ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ مَسْحَهُمَا كَفَّارَةٌ لِلْخَطَايَا)) وَسَمِعْتُه يَقُولُ: ((مَنْ طَافَ بِهَذَا الْبَيْتِ أُسْبُوعًا فَأَحْصَاهُ كَانَ كَعِتْقِ رَقَبَةٍ)) وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: ((لا يرفع قَدَمًا وَلا يحط قدمًا إِلَّا حَطَّ اللّٰه عَنْهُ بها خَطِيئَةً وَكَتَبَ لَهُ بِهَا حَسَنَةً)). (للنسائی، والترمذی)

عبید بن عمیر بیان کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ہر دو رکنوں پر مزاحمت کرتے تھے تو میں نے کہا تو دو رکنوں پر مزاحمت کرتا ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے دوسرا کوئی مزاحمت کرتا میں نے نہیں دیکھا ہے۔ انہوں نے کہا میں اس لیے مزاحمت کرتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ ان دونوں کو ہاتھ لگانا گناہوں کا کفارہ ہے، اور میں نے آپ ﷺ سے سنا ہے جس نے ایک ہفتہ بلا ناغہ بیت اللہ کا طواف کیا اس کو ایک گردن آزاد کرنے کے برابر اجر دیا جائے گا، اور میں نے آپ ﷺ سے سنا ہے، طواف کرنے والا جو قدم اٹھاتا اور جو قدم رکھتا ہے اللہ تعالیٰ ہر قدم پر ایک گناہ معاف کرتا اور ایک نیکی لکھا دیتا ہے۔

۳۳۸۹۔ ابنُ عوفٍ: سمعتُ رجلا يقول: قال رسول اللّٰه ﷺ لعمر: ((يا أبا حفص،

ابن عوف نے ایک مرد کو بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ کو فرمایا: اے ابو حفص! تیرے اندر زائد قوت

(۳۳۸۷) ابوداؤد. ۱۸۷۵۔ صحیح۔ الباسی: ۱۶۵۱۔ دون قولہ ولا طاف الناس، اخرجہ البخاری: ۱۶۰۹۔ مسلم: ۱۲۶۷۔ نسائی: ۲۹۵۳۔ ابن ماجہ: ۲۹۴۶۔ احمد: ۵۸۶۔ دارمی: ۱۸۳۸.

(۳۳۸۸) ترمذی: ۹۵۹۔ صحیح۔ الالبانی: ۷۶۶۔ نسائی: ۲۹۱۹۔ ابن ماجہ: ۲۹۵۶.

(۳۳۸۹) رزین

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

إنك فيك فضل قوة، فلا تؤذ الضعيف إذا رأيت الركن خلوًا فاستلم وإلا كبر وامض))، قال: سمعت عمر يقول لرجل: لا تؤذ الناس بفضل قوتك. (رزين)

موجود ہے، پس تو کسی ضعیف کو تکلیف نہ دینا اگر تو دیکھے کہ رکن خالی ہے تو استلام کر ورنہ تکبیر کہہ کر گزر جایا کر، اور کہا: میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو ایک مرد کو کہتے سنا: اے فلاں! تو اپنی زائد طاقت سے لوگوں کو ایذا نہ پہنچا۔ (رزین)

٣٣٩٠۔ ابن عمر: رأيت عمر قبّل الحجر وسجد عليه، ثم عاد فقبله وسجد عليه، ثم قال: هكذا رأيت رسول الله ﷺ صنع. (للموصلي، والبزار)

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: میں نے دیکھا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے حجر اسود پر سجدہ کیا اور پھر لوٹ کر آئے تو پھر سجدہ کیا اور پھر کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے۔ (موصلی، البزار)

٣٣٩١۔ ابن عباس: كان رسول الله ﷺ يقبل الركن ويضع خده عليه. (للموصلي بضعف)

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ رکن کو بوسہ دیتے اور اپنی رخسار اس پر رکھتے تھے۔

٣٣٩٢۔ عروة: كان عبد الله بن الزبير يقرن بين الأسابيع ويسرع المشي ويذكر أن عائشة كانت تفعله، ثم تصلي لكل أسبوع ركعتين. (رزين)

عروہ کہتے ہیں: ابن زبیر رضی اللہ عنہ سات سات بار چکر لگا کر مکمل سات طواف کرتے اور تیز رفتار چلتے اور وہ بیان کرتے کہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس طرح کرتی تھیں پھر ہر سات چکر کے مکمل ایک طواف کے لیے دو رکعات پڑھتی تھیں۔ (رزین)

٣٣٩٣۔ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَبْدِ الْقَارِيِّ: أَنَّهُ طَافَ بِالْبَيْتِ مَعَ عُمَرَ بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ، فَلَمَّا قَضَى عُمَرُ طَوَافَهُ نَظَرَ فَلَمْ يَرَ الشَّمْسَ طَلَعَتْ فَرَكِبَ حَتَّى أَنَاخَ بِذِي طُوًى، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ. (لمالك)

عبدالرحمٰن بن عبدالقاری نے عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیت اللہ کا طواف آخری کیا نماز فجر کے بعد کا وقت تھا، پھر عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ سورج طلوع نہیں ہوا تو وہ سوار ہو کر چل پڑے اور مقام ذوطویٰ میں اونٹ بٹھایا اور پھر دو رکعات پڑھیں۔ (امام مالک)

٣٣٩٤۔ إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ: قُلْتُ لِلزُّهْرِيِّ:

اسماعیل بن امیہ نے زہری کو کہا عطاء رحمہ اللہ کہتے ہیں: طواف

(٣٣٩٠) ابو يعلى موصلي: ٢١٩۔ باسنادين وفي احدهما جعفر بن محمد المخزومي وهو ثقة، وفيه كلام، وبقية رجاله رجال الصحيح، البزار، من الطريق جيد، هيثمي: ٥٤٨٠.

(٣٣٩١) ابو يعلى موصلي: ٢٦٠٥۔ وفيه عبدالله بن مسلم بن هرمز وهو ضعيف، هيثمي: ٥٤٨١.

(٣٣٩٢) رزين.

(٣٣٩٣) موطا: ٨٢٦.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

إِنَّ عَطَاءً يَقُولُ: تُجْزِئُهُ الْمَكْتُوبَةُ مِنْ رَكْعَتَيِ الطَّوَافِ، قَالَ: اتباع السُّنَّةِ أَفْضَلُ، ولَمْ يَطُفْ رسول الله ﷺ قَطُّ أُسْبُوعًا إِلَّا صَلَّى له رَكْعَتَيْنِ. (للبخاري تعليقًا)

کے بعد کی دو رکعات کے قائم مقام فرض نماز بھی ہو جاتی ہے تو اس نے کہا سنت کا اتباع زیادہ افضل ہے اور رسول اللہ ﷺ نے جب بھی سات چکر طواف مکمل کیا تو طواف کی دو رکعات ضرور ادا کیں۔ (بخاری تعلیقاً)

٣٣٩٥۔ ابْنُ عَبَّاسٍ رفعه: ((الطَّوَافُ حَوْلَ الْبَيْتِ مِثْلُ الصَّلاةِ إِلَّا أَنَّكُمْ تَتَكَلَّمُونَ فِيهِ فَمَنْ تَكَلَّمَ فِيهِ فَلا يَتَكَلَّمْ إِلَّا بِخَيْرٍ)). (للترمذی)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مرفوعاً بیان کیا: کعبہ کے ارد گرد طواف نماز کے مانند ہے، امتیازی فرق صرف یہ ہے کہ طواف میں تم باتیں کر سکتے ہو پس جو تم میں سے باتیں کرے تو صرف نیک اور اچھی باتیں کرے۔'' (ترمذی)

٣٣٩٦۔ وعنه: طَافَ النَّبِيُّ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ عَلَى بَعِيرٍ يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمِحْجَنٍ. (للستة إلا مالكًا)

ان سے یہ بھی روایت ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے اونٹ پر سوار ہو کر طواف کیا ہے رکن کا استلام اپنی چھڑی لگا کر کرتے تھے۔ (مالک علاوہ چھ نے روایت کی)

٣٣٩٧۔ وفي رواية: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَدِمَ مَكَّةَ وَهُوَ يَشْتَكِي، فَطَافَ عَلَى رَاحِلَتِهِ كُلَّمَا أَتَى عَلَى الرُّكْنِ اسْتَلَمَه بِمِحْجَنٍ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ طَوَافِهِ أَنَاخَ وصَلَّى رَكْعَتَيْنِ.

ایک روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ آئے تو آپ ﷺ بیمار تھے پس آپ ﷺ نے اپنی سواری پر سوار ہو کر طواف کیا اور جب رکن کے پاس جاتے تو اپنی لاٹھی سے استلام کرتے اور جب طواف سے فارغ ہوئے تو سواری بٹھا دی اور اتر کر طواف کیا اور دو رکعات پڑھیں۔

٣٣٩٨۔ صَفِيَّةُ بِنْتُ شَيْبَةَ: لَمَّا طَافَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ طَافَ عَلَى بَعِيرٍ يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمِحْجَنٍ فِي يَدِهِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ. (لأبي داود)

صفیہ بنت شیبہ کہتی ہیں: فتح مکہ کے سال آپ نے اونٹ پر سوار ہو کر بیت اللہ کا طواف کیا۔ آپ اپنی اس لاٹھی کے ساتھ جو آپ کے ہاتھ میں تھی، استلام رکن کرتے تھے اور میں آپ کو دیکھ رہی تھی۔ (ابوداود)

(٣٣٩٤) بخاري تعليقا.

(٣٣٩٥) ترمذی: ٩٦٠۔ صحیح، البانی: ٧٦٧۔ دارمی: ١٨٤٧.

(٣٣٩٦) بخاری: ١٦٠٨۔ مسلم: ١٢٧٢۔ نسائی: ٢٩٥٤۔ ابوداؤد: ١٨٧٧۔ ابن ماجه: ٢٩٤٨۔ احمد: ٢٨٣١.

(٣٣٩٧) ابوداؤد: ١٨٨١۔ ضعیف، البانی: ٤٠٩۔ بخاری: ٥٢٩٣۔ مسلم: ١٢٧٢۔ ترمذی: ٨٦٥۔ نسائی: ٢٩٥٤۔ ابن ماجه: ٢٩٤٨۔ احمد: ٢٧٦٨۔ دارمی: ١٨٤٥.

(٣٣٩٨) ابوداؤد: ١٨٧٨۔ حسن، البانی: ١٦٥٤۔ ابن ماجه: ٢٩٤٧.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

٣٣٩٩ـ جَابِرٌ: طَافَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ عَلَى رَاحِلَتِهِ بالبيت يَسْتَلِمُ الْحَجَرَ بِمِحْجَنِهِ وبين الصفا والمروة لِيَرَاهُ النَّاسُ وَلِيُشْرِفَ وَلِيَسْأَلُوهُ، فَإِنَّ النَّاسَ غَشُوهُ. (لمسلم، وأبي داود، والنسائي)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں اپنی سواری پر بیٹھ کر بیت اللہ کا طواف کیا، آپ ﷺ حجر اسود کا استلام لاٹھی کے ساتھ کرتے تھے اور اسی طرح صفا ومروہ کے درمیان سوار ہو کر سعی کی تاکہ لوگ آپ ﷺ کو دیکھ سکیں اور تاکہ آپ ﷺ ان کے ہجوم سے بلند رہیں اور تاکہ لوگ بآسانی آپ سے مسائل پوچھ سکیں۔ لوگوں نے آپ کو ہر طرف سے گھیر رکھا تھا۔ (مسلم، ابوداود، نسائی)

٣٤٠٠ـ وزاد الكبير: فقال على ناقته الجدعاء، وعبد الله ابن أم مكتوم آخذ بخطامها يرتجز.

الکبیر نے مزید بیان کیا ہے اور کہا ہے، آپ ﷺ اپنی اونٹنی جدعاء پر سوار تھے اور عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نے اونٹنی کی لگام تھام رکھی تھی اور وہ رجزیہ اشعار پڑھ رہے تھے۔

٣٤٠١ـ عامر بن ربيعة: أن النبي ﷺ كان يطوف بالبيت فانقطع شسعه، فأخرج رجل شسعاً من نعله فذهب يشده في نعل النبي ﷺ فانتزعها، وقال: ((هذه أثرة ولا أحب الأثرة)). (للموصلي، و الكبير و الأوسط بضعف)

عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے کہ آپ ﷺ کے نعلین میں سے ایک کا تسمہ ٹوٹ گیا پس ایک مرد نے آپ کے جوتے کا تسمہ نکالا اور لے کر سلائی کے لیے چل پڑا۔ آپ ﷺ نے اس سے واپس لے لیا اور فرمایا: یہ بھی زینت وزیبائش ہے اور بحالت احرام میں زینت کرنا پسند نہیں کرتا ہوں۔ (الموصلی، الکبیر، الاوسط سند ضعیف)

شرح: ...... حجر اسود کو چومنے سے طواف کا آغاز کیا جائے اگر چومنا ممکن ہو، اسے چوم کر دروازے کی جانب جو کہ دائیں ہے جانا مستحب ہے کسی جانب بھی گھوم جائیں تو جائز ہے۔

٢۔ یہ بھی مستحب ہے کہ حجر اسود کو ہاتھ بھی لگائے جائیں اور چوما بھی جائے، دونوں کام جائز ہیں۔

٣۔ بیت اللہ کے چار کونے ہیں، ان میں ایک حجر اسود، دوسرا رکن یمانی انہیں یمانی رکن کہا جاتا ہے۔ دوسرے دو

(٣٣٩٩) مسلم: ١٢٧٣۔ نسائی: ٢٩٧٥۔ ابوداؤد: ١٨٨٠۔

(٣٤٠٠) طبرانی کبیر، قلت هو في الصحيح خلا ذکر ابن ام مکتوم و رجزه رجاله ثقات، هيثمی: ٥٠٠١۔

(٣٤٠١) موصلی: ٧٢٠٤۔ طبرانی کبیر، اوسط وفيه عاصم بن عبيدالله وهو ضعيف، هيثمی: ٥٥٠٠۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کونے شامی رکن کہلاتے ہیں، شامیوں کو ہاتھ وغیرہ ثابت نہیں، رکن یمانی کو صرف ہاتھ لگانا ہے، چومنا ثابت نہیں حجر اسود کو چومنا اور ہاتھ لگانا سب جائز ہے۔

۴۔ بوجہ مجبوری جانور پر سوار ہو کر طواف کرنا جائز ہے۔ بیماری ہو یا شخصیت ایسی ہو لوگوں کی بھیڑ کا خوف ہو تو سواری پر طواف جائز ہے، افضل طواف پیدل ہی ہے۔

۵۔ حجر اسود کو جو چیز چھوئے اسے چومنا جائز ہے یا حجر اسود کو خود ہاتھ لگ جائے، اگر ہاتھ نہ لگے تو پھر ہاتھ سے اشارہ کیا جائے اور اللہ اکبر کہا جائے اسے چوما نہ جائے، وہاں زیادہ دھکم پیل نہ کی جائے بغیر مزاحمت چومنا چاہیے۔

۶۔ جس طرح نماز میں دنیاوی باتیں منع ہیں، شرمگاہ کا ڈھانپنا اور وضو اور طہارت کا ہونا ضروری ہے اسی طرح طواف میں بھی ضروری ہے مگر طواف میں ضرورت کے تحت بات کر سکتے ہیں اس کا ثواب بھی نماز کی مانند ہے تاہم گفتگو فالتو نہ ہو اور کم از کم ہو۔ طواف کا ثواب یہ ہے کہ طواف سے فراغت کے بعد دو رکعات نماز پڑھ لیں تو اس کا ثواب گردن آزاد کرنے کے برابر ہے، ہر قدم رکھنے اور اٹھانے کے عوض درجات بند ہوتے ہیں اور گناہ مٹتے ہیں، ابن حبان میں ہے، دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں، دس برائیاں مٹائی جاتی ہیں اور دس درجات بلند ہوتے ہیں۔

۷۔ حجر اسود کو چومنا سنت ہے۔ اسلام میں نو واردوں کے دلوں میں یہ خیال پیدا ہو سکتا تھا کہ اسلام تو حجر و شجر کی پوجا سے روکتا ہے حجر اسود کے ساتھ شاید کوئی خاص بات ہے جو مفید ہو، اس صنم پرستی کی رگ کاٹتے ہوئے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کہا تھا، اے حجر اسود! تو کسی نفع ونقصان کا مالک نہیں، ہم تو تجھے صرف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں چومتے ہیں۔ اس فاروقی فرمان نے یہ پیغام بھی دیا ہے کہ ہمیں صرف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنا چاہیے حکمت سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔ جو لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر یا منبر یا صالح لوگوں کی قبروں کو بوسہ دینے کے قائل ہیں، یہ فرمان فاروقی ان سب کی تردید کرتا ہے، شریعت نے جتنا حکم دیا ہے اسی کے مطابق عمل ہی ثواب ہے۔ دوسرا کوئی کام ثواب نہیں۔ (مرعاۃ: ۶/۲/۴۷)

۳۴۰۲۔ ابْنُ عُمَرَ: قال له رجل: أَيَصْلُحُ لِي أَنْ أَطُوفَ بِالْبَيْتِ قَبْلَ أَنْ آتِيَ الْمَوْقِفَ؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: فَإِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: لَا تَطُفْ بِالْبَيْتِ حَتَّى تَأْتِيَ الْمَوْقِفَ. فَقَالَ: فَقَدْ حَجَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَطَافَ بِالْبَيْتِ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَ الْمَوْقِفَ، فَبِقَوْلِ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَحَقُّ أَنْ

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک مرد نے سوال کیا: کیا میں عرفات میں جانے سے پہلے طواف کعبہ کر سکتا ہوں؟ تو انہوں نے جواب دیا ہاں! تو اس مرد نے کہا: ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ عرفات میں جانے سے پہلے طواف نہ کر۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: یقینی بات ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کیا پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کا طواف عرفات جانے سے پہلے کیا ہے۔

(۳۴۰۲) مسلم: ۱۲۳۳۔ نسائی: ۲۹۲۹.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تَأْخُذَ أَوْ بِقَوْلِ ابْنِ عَبَّاسٍ إِنْ كُنْتَ صَادِقًا؟! (للنسائي، ومسلم بلفظه)

رسول اللہ ﷺ کا قول اختیار کرنا تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول اختیار کرنے سے، اگر تو ابن عباس پر سچ کہتا ہے۔ (نسائی، الفاظ مسلم کے ہیں)

شرح: ...... حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا خیال تھا کہ بیت اللہ کے طواف کے بعد احرام کھولنا ضروری ہے، جو احرام باقی رکھنا چاہے، وہ طواف نہ کرے وہ پہلے حج کے ارکان ادا کرے، عرفات سے واپس آئے اور طواف زیارت کرے پھر احرام کھولے۔

مگر ابن عمر رضی اللہ عنہما اس کی تردید فرماتے ہیں کہ حج کو فسخ کرنا تو جائز ہے مگر یہ ضروری نہیں کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے عرفات سے آنے سے پہلے بھی طواف کیا ہے۔ (تعليقات: ٢/ ٣١، رقم: ٢٩٢٩)

٣٤٠٣ـ ابْـنِ عَبَّـاسٍ: أن رسول الله ﷺ قَـدِمَ مَـكَّةَ وطَـاف وَسَـعَـى بَيْنَ الصَّفَـا وَالْـمَرْوَةِ وَلَمْ يَقْرَبِ الْكَعْبَةَ بَعْدَ طَوَافِهِ بِهَا حَتَّى رَجَعَ مِنْ عَرَفَةَ. (للبخاري)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: رسول اللہ ﷺ مکہ میں آئے اور بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کی۔ اس کے بعد آپ ﷺ بیت اللہ کے قریب تک نہیں گئے یہاں تک کہ عرفات سے لوٹ کر آئے۔ (بخاری)

٣٤٠٤ـ جُبَيْـرِ بْـنِ مُطْعِمٍ رفعه: ((يَا بَنِي عَبْـدِ مَـنَـافٍ، لا تَـمْنَعُوا أَحَدًا طَافَ بِهَذَا الْبَيْـتِ وَصَـلَّـى أَيَّةَ سَـاعَةٍ شَاءَ مِنَ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ)). (لأصحاب السنن)

جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: اے بنو عبد مناف کسی کو کسی وقت بھی طواف کرنے یا نماز پڑھنے سے بیت اللہ کے پاس ہرگز منع نہ کرو خواہ رات کا وقت ہو یا دن کا۔ (اصحاب سنن)

شرح: ...... یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ خانہ کعبہ پانچ اوقات مکروہ سے یعنی بعد از نماز فجر تا طلوع آفتاب، بعد از نماز عصر تا غروب آفتاب، طلوع آفتاب کے وقت جب وہ اندر باہر ہو، دوپہر کے وقت جب سیدھا قائم ہو اور غروب کے وقت جب اندر باہر ہو مستثنیٰ ہے، اس میں ہمہ وقت، روز و شب کسی وقت بھی نماز ادا کی جا سکتی ہے۔ نوافل ہوں، طواف ہو، طواف کی دو رکعات ہوں، یا فرائض ہوں، سبب کے ہوں یا غیر سبب کے ہوں، عظمت بیت اللہ ان سب پابندیوں سے بالاتر ہے۔ باقی جو یہ موطا کے حوالہ سے قول ہے اس صریح حدیث کے ہوتے ہوئے حیثیت کھو بیٹھا ہے۔

(٣٤٠٣) بخاری: ١٦٢٥ـ مسلم: ١٢٤٣ـ ترمذی: ٩٠٦ـ نسائی: ٢٧٩١ـ ابوداؤد: ١٩٧٢ـ احمد: ٣٥١٥.

(٣٤٠٤) ابن ماجه: ١٢٥٤ـ صحیح، البانی: ١٠٣٦ـ ترمذی: ٨٦٨ـ نسائی: ٢٩٢٤ـ ابوداؤد: ١٨٩٤ـ احمد: ١٦٣٣٣ـ دارمی: ١٩٢٦.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

٣٤٠٥ــــ أبو الزُّبَيْرِ: رأيت ابن عباس يطوف بعد العصر أسبوعًا ثم يدخل حجرته، لا ندري ما يصنع، ولَقَدْ رَأَيْتُ الْبَيْتَ يَخْلُو بَعْدَ صَلاةِ الصُّبْحِ حتى تطلع الشمس وبَعْدَ صَلاةِ الْعَصْرِ، مَا يَطُوفُ بِهِ أَحَدٌ حتى عند الغروب. (لمالك)

ابوزبیر نے کہا: میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو عصر کے بعد طواف کے سات چکر لگاتے دیکھا ہے اس کے بعد وہ اپنے حجرے میں چلے جاتے تھے۔ ہمیں معلوم نہیں ہے کہ وہ وہاں کیا کرتے تھے۔ اور بیت اللہ کو میں نے نماز فجر کے بعد سورج طلوع ہونے تک اور نماز عصر کے بعد سورج غروب ہونے تک خالی دیکھا ہے۔ ان دو اوقات میں کوئی طواف نہیں کرتا تھا۔ (امام مالک)

٣٤٠٦ــــ ابْن عَبَّاسٍ وعَائِشَة: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَخَّرَ الطَّوَافَ يَوْمَ النَّحْرِ إِلَى اللَّيْلِ. (للترمذي وأبو داود بلفظه)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قربانی کے دن طواف کو رات آنے تک مؤخر کر دیا تھا۔ (ترمذی، الفاظ ابوداود کے ہیں)

٣٤٠٧ــــ ابْن عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰه ﷺ أَفَاضَ يَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ رَجَعَ فَصَلَّى الظُّهْرَ بِمِنًى، قَالَ نَافِعٌ: وكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُفِيضُ يَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ يَرْجِعُ فَيُصَلِّي الظهر بِمِنًى، وَيَذْكُرُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ فَعَلَهُ. (للشيخين، وأبي داود)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قربانی کے دن رسول اللہ ﷺ نے طواف افاضہ کیا اور واپس جا کر ظہر کی نماز منیٰ میں ادا کی۔ نافع نے کہا: ابن عمر رضی اللہ عنہما قربانی کے دن طواف افاضہ کرنے واپس جا کر نماز ظہر منیٰ میں ادا کرتے تھے اور وہ بیان کرتے کہ نبی کریم ﷺ نے اسی طرح کیا ہے۔ (الشیخان، ابوداود)

شرح: ...... ایک حدیث میں جو آ رہا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے طواف زیارت رات تک مؤخر کیا ہے، یہ درست نہیں یہ کہہ سکتے ہیں اتنی دیر کی آپ نے اجازت دی ہے اور اگر قربانی کے دن آفتاب کے غروب ہونے سے پہلے انسان طواف زیارت کے لیے منیٰ سے نکل جائے تو درست ہے، اگر آفتاب غروب ہو چکا ہے یہ منیٰ سے نہیں نکل سکا تو اگر احرام کھولا ہو تو دوبارہ باندھ لے، اس کے بعد جب طواف زیارت کرے تو پھر احرام کھول دے۔

صحیح بات یہی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے طواف زیارت ظہر سے پہلے ہی کر لیا تھا اور ظہر عصر وغیرہ نمازیں زیارت سے فراغت کے بعد منیٰ میں ہی ادا کی تھیں۔ (عون: ۲/۱۵۶)

(٣٤٠٥) موطا: ٨٢٨.

(٣٤٠٦) ابوداؤد: ٢٠٠٠۔ ضعیف، البانی: ٤٣٥۔ ترمذی: ٩٢٠۔ ابن ماجہ: ٣٠٥٩۔ احمد: ٢٥٢٧١.

(٣٤٠٧) مسلم: ١٣٠٨۔ ابوداؤد: ١٩٩٨۔ احمد: ٤٨٨٠.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

٣٤٠٨۔ ابْن عَبَّاسٍ: كَانَ النَّاسُ يَنْصَرِفُونَ فِي كُلِّ وَجْهٍ، فَقَالَ النبي ﷺ: ((لا يَنْفِر أَحَدٌ حَتَّى يَكُونَ آخِرُ عَهْدِهِ بِالْبَيْتِ)). (لمسلم، وأبي داود)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: لوگ ہر طرف سے لوٹ کر چلے جاتے تھے، پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی شخص دوسری کسی طرف سے نہ جائے یہاں تک کہ آخری وقت وہ بیت اللہ سے رخصت ہو کر جائے۔“

٣٤٠٩۔ عُمَر قَالَ: لا يَصْدُرَنَّ أَحَدٌ مِنَ الْحَاجِّ حَتَّى يَطُوفَ بِالْبَيْتِ، فَإِنَّ آخِرَ النُّسُكِ الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ. (مالك)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: حاجیوں میں سے کوئی شخص کسی طرف سے نہ لوٹے یہاں تک کہ بیت اللہ کا طواف کر کے جائے اس لیے کہ مناسک حج میں سے آخری عمل بیت اللہ کا طواف ہے۔“ (امام مالک)

٣٤١٠۔ وفي رواية: أَنَّ عُمَرَ رَدَّ رَجُلًا مِنْ مَرِّ الظَّهْرَانِ لَمْ يَكُنْ وَدَّعَ بِالْبَيْتِ حَتَّى وَدَّعَ.

ایک روایت ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرد کو مر الظہران کے مقام سے واپس لوٹایا، وہ بیت اللہ سے رخصت ہو کر نہیں گیا تھا یہاں تک کہ وہ طواف رخصت کر کے واپس گیا۔

٣٤١١۔ نَافِعٌ: قال ابْنُ عُمَرَ: لا تنفر الحائض حتى تودع. ثم سمعته بعد يقول: إن رسول الله ﷺ أرخص لَهُنَّ. (للترمذي)

نافع نے کہا: ابن عمر رضی اللہ عنہ حائض عورت کو واپس نہیں جانے دیتے تھے یہاں تک کہ وہ طواف وداع کرتی اور اس کے بعد میں نے ان سے سنا کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے حیض والی عورتوں کو آخری طواف کرنے کے بغیر واپس جانے کی اجازت دی ہے۔ (ترمذی)

٣٤١٢۔ عَائِشَةُ: أَنَّ صَفِيَّةَ حاضت فذكر ذلك لِرَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ ((أَحَابِسَتُنَا هي؟)) قالوا: إنها قَدْ أَفَاضَتْ. قَالَ: ((فَلا إِذَنْ)). (للستة)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو حیض آیا اور اس کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ سے کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا وہ ہمیں روک دیں گی؟ تو لوگوں نے کہا: اس نے طواف افاضہ کر لیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: پھر تو کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ (چھ نے بیان کیا۔)

(٣٤٠٨) مسلم: ١٣٢٧۔ بخاری: ١٧٦١۔ ابوداؤد: ٢٠٠٢۔ ابن ماجه: ٣٠٧٠۔ احمد: ٢٦٨٨٥۔ دارمی: ١٩٣٣.

(٣٤٠٩) مؤطا: ٨٢٩.

(٣٤١٠) مؤطا: ٨٣٠.

(٣٤١١) ترمذی: ٩٤٤۔ صحیح، البانی: ٧٥٢۔ بخاری: ١٧٦١۔ مسلم: ١٣٢٨۔ احمد: ٥٧٣١۔ دارمی: ١٩٣٤.

(٣٤١٢) مسلم: ١٢١١۔ ترمذی: ٩٤٣۔ نسائی: ٣٩١۔ ابوداؤد: ٢٠٠٣۔ ابن ماجه: ٣٠٧٣۔ مؤطا: ٩٤٥۔ دارمی: ١٩١٧.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

۳۴۱۳۔ وفی روایة: لَمَّا أَرَادَ رَسُولُ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَنْفِرَ رأى صَفِيَّة عَلَى بَابِ خِبَائِهَا كَئِيبَةً حزينة؛ لأنها حاضت فقَالَ: ((عَقْرَى -أَوْ حَلْقَى لغة قريش- إِنَّكِ لَحَابِسَتُنَا)) ثم قال: ((كُنْتِ أَفَضْتِ يَوْمَ النَّحْرِ)) يعني: الطواف، قَالَتْ: نَعَمْ. قَالَ: ((فَانْفِرِي إِذًا))

ایک روایت ہے: جب رسول اللہ ﷺ نے رخصت ہونے کا ارادہ کیا تو صفیہ رضی اللہ عنہا کو اپنے خیمہ کے دروازے پر پریشان حالت میں دیکھا اس لیے کہ اس کو حیض آیا تھا، فرمایا اونٹی، مونڈی (یہ قریش کا محاورہ ہے) تو ہمیں جانے سے روکنے والی ہے۔ پھر فرمایا: تو نے قربانی کے دن طواف افاضہ کیا ہے؟ اس نے کہا: ہاں، فرمایا: پھر تو رخصت ہوسکتی ہے۔

۳۴۱۴۔ وفي أخرى: حَجَجْنَا مَعَ رسول اللّٰه ﷺ فَأَفَضْنَا يَوْمَ النَّحْرِ، فَحَاضَتْ صَفِيَّةُ، فَأَرَادَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْهَا مَا يُرِيدُ الرَّجُلُ مِنْ أَهْلِهِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰه، إِنَّهَا حَائِضٌ. قَالَ: ((حَابِسَتُنَا هِيَ؟)) قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰه، أَفَاضَتْ يَوْمَ النَّحْرِ. قَالَ: ((اخْرُجُوا)).

دوسری روایت میں ہے: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کیا، پس ہم نے قربانی کے دن کعبہ کا طواف افاضہ کیا پھر صفیہ رضی اللہ عنہا کو حیض شروع ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے وہ ارادہ کیا جو مرد اپنی بیوی سے ارادہ کرتا ہے، تو کہا کہ وہ حائض ہے، فرمایا: کیا وہ ہمیں روکے رکھے گی؟ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس نے قربانی کے دن طواف افاضہ کیا ہے تو فرمایا: ''پھر نکل چلو۔''

۳۴۱۵۔ الْحَارِثُ بْنُ عَبْدِ اللّٰه الأوسي: أَتَيْتُ عُمَرَ فَسَأَلْتُهُ عَنِ الْمَرْأَةِ تَطُوفُ بِالْبَيْتِ يَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ تَحِيضُ؟ قَالَ: يكون آخِرُ عَهْدِهَا بِالْبَيْتِ، قَالَ الْحَارِثُ: كَذَلِكَ أَفْتَانِي رَسُولُ اللّٰه ﷺ. فَقَالَ عُمَرُ: أَرِبْتَ عَنْ يَدَيْكَ! تَسْأَلُنِي عَنْ شَيْءٍ سَأَلْتَ عَنْهُ رَسُولَ اللّٰه ﷺ لِكَيْ أُخَالِفَ. (للترمذي، وأبي داود بلفظه)

حارث بن عبداللہ الاوسی نے کہا: میں عمر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا اور میں نے ان سے اس عورت کے بارے میں سوال کیا جو قربانی کے دن کعبہ کا طواف کر لیتی ہے، پھر اس کو حیض شروع ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا: اس کا آخری عہد کعبہ کے ساتھ مکمل ہو چکا ہے، حارث نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے بھی مجھے یہ مسئلہ اسی طرح بتایا تھا۔ پس عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تیرے ہاتھ بند ہوں تو مجھ سے وہ مسئلہ پوچھتا ہے جس کے متعلق تو رسول اللہ ﷺ سے سوال کر چکا ہے، تاکہ میں آپ ﷺ

(۳۴۱۳) بخاری: ۵۳۲۹۔ ابوداؤد: ۲۰۰۳۔ ابن ماجہ: ۳۰۷۲۔ احمد: ۲۴۰۰۴۔ مؤطا: ۸۲۵۔ دارمی: ۱۹۱۷۔
(۳۴۱۴) بخاری: ۱۷۳۳۔ ابوداؤد: ۲۰۰۳۔ ابن ماجہ: ۳۰۷۲۔ احمد: ۲۴۰۰۴۔ مؤطا: ۸۲۵۔ دارمی: ۱۹۱۷۔
(۳۴۱۵) ابوداؤد: ۲۰۰۴۔ صحیح، البانی: ۱۷۶۵۔ ترمذی: ۹۴۶۔ احمد: ۱۵۰۱۶۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے فتویٰ کے خلاف کہہ دوں۔ (ترمذی، ابوداود کے الفاظ ہیں)

٣٤١٦ـ جابر رفعه: ((أميران وليسا بأميرين: المرأة تحج مع القوم فتحيض قبل أن تطوف طواف الزيارة، فليس لأصحابها أن ينفروا حتى يستأمروها، والرجل يتبع الجنازة فيصلي عليها ليس له أن يرجع حتى يستأمر أهل الجنازة)). (للبزار)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں: دو امیر ہیں جو حقیقتاً امیر بھی نہیں ہیں، ایک عورت جن لوگوں کے ساتھ حج کرتی ہے اور وہ طواف زیارت سے پہلے حائضہ ہو جاتی ہے تو اس کے سفر کے رفقاء اس کی اجازت کے بغیر واپس نہیں جا سکتے۔ دوسرا وہ آدمی جو جنازے میں شامل ہوتا ہے تو وہ اہل جنازہ سے اجازت ملنے کے بغیر نہیں لوٹ سکتا۔ (البزار)

شرح: ......طواف زیارت تو رکن ہے، یہ حیض والی عورت سے بھی ساقط نہیں ہوتا یہ اتنے دن انتظار کرے فارغ ہو کر طواف زیارت کرے۔

اسی طرح طواف الوداع جو بیت اللہ کا آخری طواف ہوتا ہے، یہ بھی واجب ہے مگر رہ جائے تو خون بہا نہیں نہ تاوان ہے، تاکید بہت زیادہ ہے اور حائضہ کے لیے اجازت ہے کہ وہ اس کے ادا کرنے سے پہلے ہی حیض والی ہو جائے تو انتظار کی ضرورت نہیں اپنے وطن روانہ ہو سکتی ہے۔ (مرعاۃ: ۷/ ۱۳۶)

٣٤١٧ـ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ: إِذْ مَنَعَ ابْنُ هِشَامٍ النِّسَاءَ الطَّوَافَ مَعَ الرِّجَالِ قَالَ: كَيْفَ يَمْنَعُهُنَّ، وَقَدْ طَافَ نِسَاءُ النَّبِيِّ ﷺ مَعَ الرِّجَالِ؟! قُلْتُ: أَبَعْدَ الْحِجَابِ أَوْ قَبْلَهُ؟ قَالَ: لَقَدْ أَدْرَكْتُهُ بَعْدَ الْحِجَابِ. قُلْتُ: كَيْفَ يُخَالِطْنَ الرِّجَالَ؟ قَالَ: لَمْ يَكُنَّ يُخَالِطْنَ، كَانَتْ عَائِشَةُ تَطُوفُ حَجْرَةً مِنَ الرِّجَالِ لا تُخَالِطُهُمْ، فَقَالَتِ امْرَأَةٌ: انْطَلِقِي نَسْتَلِمْ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ. قَالَتِ: انْطَلِقِي عَنْكِ، وَأَبَتْ وكن يَخْرُجْنَ

ابن جریج نے کہا: مجھے عطا نے خبر دی ہے کہ ہشام (بن عروہ بن زبیر) نے عورتوں کو مردوں کے ساتھ طواف کرنے سے منع کیا تو اس نے کہا: وہ کیسے منع کر سکتا ہے جب کہ رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات نے مردوں کے ساتھ طواف کیا ہے؟ میں نے کہا: حجاب کا حکم نازل ہونے کے بعد یا اس سے پہلے؟ اس نے کہا: میں تو اس سے نزول حجاب کے بعد ملا ہوں۔ میں نے کہا عورتوں مردوں کا اختلاط کس نوعیت کا ہوگا؟ اس نے کہا: کلی اختلاط تو نہیں کرتی تھیں، عائشہ رضی اللہ عنہا مردوں سے پردہ کر کے طواف کرتی تھیں، مردوں کے درمیان اختلاط نہیں کرتی تھیں۔ ان کو ایک عورت نے کہا: اے

(٣٤١٦) بزار: ١١٤٤ـ وقال لا نعلمه بهذا اللفظ من وجه احسن من هذا، هيثمي: ٥٦٧٧.
(٣٤١٧) بخاري: ١٦١٨.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مُنكَراتٍ بِاللَّيْلِ فَيَطُفْنَ مَعَ الرِّجَالِ، وَلَكِنَّهُنَّ كُنَّ إِذَا دَخَلْنَ الْبَيْتَ قُمْنَ حَتَّى يَدْخُلْنَ وَأُخْرِجَ الرِّجَالُ، وَكُنْتُ آتِي عَائِشَةَ أَنَا وَعُبَيْدُ بْنُ عُمَيْرٍ وَهِيَ مُجَاوِرَةٌ فِي جَوْفِ ثَبِيرٍ، قُلْنَا: وَمَا حِجَابُهَا، قَالَ: هِيَ فِي قُبَّةٍ تُرْكِيَّةٍ لَهَا غِشَاءٌ وَمَا بَيْنَنَا وَبَيْنَهَا غَيْرُ ذَلِكَ، وَرَأَيْتُ عَلَيْهَا دِرْعًا مُوَرَّدًا.

ام المومنین! چلو چلیں طواف کریں تو انہوں نے کہا: تو میرے بغیر ہی جا اور چلنے سے انکار کر دیا۔ البتہ عورتیں اوپری شکل اختیار کر کے رات کو مردوں کے ساتھ طواف کرتی تھیں۔ جب بیت اللہ کی حدود میں داخل ہوتیں تو کھڑی ہو جاتیں اور مرد نکل جاتے تو داخل ہوتی تھیں۔ میں اور عبید بن عمیر ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوئے جبکہ وہ ثبیر پہاڑی کے دامن میں گوشہ نشین ہوتی تھیں، میں نے کہا ان کا پردہ کیا ہوتا تھا؟ اس نے کہا: وہ ترکی چھوٹے خیمے میں ہوتی تھیں اور وہ ان کا پردہ تھا اور اس کے علاوہ کوئی دوسرا پردہ نہیں تھا اور ان پر بڑی چادر پڑی ہوئی میں نے دیکھی ہے۔

شرح: ...... اس میں یہ دلالت ہے کہ مرد اور عورتیں اکٹھا طواف کر سکتے ہیں مگر ٹکرانے کی صورت نہ ہو جس قدر علیحدگی ممکن ہو اسے اختیار کیا جائے اور پردہ رکھا جائے۔ (مرعاۃ: ۶/۴۹۲)

۳۴۱۸ـــ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ، اسْمَعُوا مِنِّي مَا أَقُولُ لَكُمْ وَأَسْمِعُونِي مَا تَقُولُونَ وَلَا تَذْهَبُوا فَتَقُولُوا: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ فَلْيَطُفْ مِنْ وَرَاءِ الْحِجْرِ وَلَا تَقُولُوا الْحَطِيمُ، فَإِنَّ الرَّجُلَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ كَانَ يَحْلِفُ فَيُلْقِي سَوْطَهُ أَوْ نَعْلَهُ أَوْ قَوْسَهُ.

(هما للبخاری)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: لوگو! میری بات سنو، جو میں کہتا ہوں اور تم مجھے اپنی بات پوری طرح سناؤ ایسا نہ ہو کہ تم چلے جاؤ اور کہو ابن عباس نے یہ کہا اور ابن عباس نے وہ کہا۔ جو طواف کرے تو وہ مقام حجر کے باہر باہر سے کرے اور یہ نہ کہو کہ حطیم، زمانہ جاہلیت میں کوئی مرد قسم کھاتا تو وہ اپنا کوڑا یا کمان وہاں ڈالتا تھا۔ یہ دو روایات بخاری کی ہیں۔

شرح: ...... ثابت ہوا حطیم سے باہر طواف ہو تو چکر پورا ہوتا ہے، اس کے اندر سے لگائیں تو ادھورا رہتا ہے، یہ احتیاط کے پیش نظر کہا ہے، حطیم کہنے کی ممانعت نہیں۔

۳۴۱۹ـــ وعنه: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى رَجُلًا يَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ بِزِمَامٍ أَوْ غَيْرِهِ فَقَطَعَهُ.

ان سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مرد کو رسی یا لگام پکڑے کعبہ کا طواف کرتے دیکھا تو اس کو کاٹ دیا۔

(۳۴۱۹) بخاری: ۱۶۲۱۔ نسائی: ۳۸۱۱۔ ابوداؤد: ۳۳۰۲۔ احمد: ۳۴۳۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

٣٤٢٠ـ وفي رواية: يَقُودُ إِنْسَانًا بِخِزَامَةٍ فِي أَنْفِهِ فَقَطَعَهَا ثُمَّ أَمَرَهُ أَنْ يَقُودَ بِيَدِهِ. (للبخاري، وأبي داود، والنسائي)

اور ایک روایت میں ہے کہ ایک آدمی ناک میں رسی لگا کر اس کو چلا رہا تھا تو آپ ﷺ نے اس رسی کو کاٹ دیا۔ اور اس کو ہاتھ سے پکڑ کر توڑنے اور چلانے کا حکم دیا۔ (بخاری، ابوداود، نسائی)

شرح: ......نذر شریعت کے مطابق ہو تو اسے پورا کرنے کی اجازت ہے، یہ انداز کہ لگام ڈال کر چلانا جانوروں سے اختیار کیا جاتا ہے، اسلام تو جانوروں کو طاقت سے زیادہ تکلیف سے روکتا ہے کجا انسانوں سے ایسا کیا جائے، اس لیے آپ نے فرمایا یہ کوئی نذر نہیں نذر تو اچھی چیز کی ہوتی ہے۔

۲۔ دوران طواف اگر کوئی برائی دیکھی جائے یا شریعت سے بڑھ کر تکلیف اٹھائے کسی کو دیکھیں تو اسے روکنا جائز ہے اور ایسی گفتگو منع نہیں۔ تاہم جائز گفتگو کی اجازت ہے اگر ضرورت نہ ہو تو ذکر الٰہی، تلاوت قرآن، میں مصروف رہنا بہتر ہے۔ (فتح الباری: ۴۸۲/۳)

٣٤٢١ـ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ: أَنَّ عُمَرَ مَرَّ بِامْرَأَةٍ مَجْذُومَةٍ وَهِيَ تَطُوفُ بِالْبَيْتِ، فَقَالَ لَهَا: يَا أَمَةَ اللهِ لا تُؤْذِي النَّاسَ لَوْ جَلَسْتِ فِي بَيْتِكِ لكان خيرًا لك، فَجَلَسَتْ في بيتها فَمَرَّ بِهَا رَجُلٌ بَعْدَ ما مات عمر، فَقَالَ: لَهَا إِنَّ الَّذِي نَهَاكِ قَدْ مَاتَ فَاخْرُجِي، فَقَالَتْ: وَاللهِ مَا كُنْتُ لأُطِيعَهُ حَيًّا وَأَعْصِيَهُ مَيِّتًا. (لمالك)

ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک جزامی عورت کے پاس سے عمر رضی اللہ عنہ کا گذر ہوا وہ بیت اللہ کا طواف کر رہی تھی تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کی بندی! لوگوں کو ایذا نہ پہنچا اور اگر تو اپنے گھر میں بیٹھتی تو یہ تیرے لیے بہتر تھا۔ تو وہ عورت اپنے گھر ہی میں رہنے لگی اور بیٹھ رہی۔ عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد اس کے پاس ایک مرد گیا اور کہا: وہ شخص جس نے تجھے منع کیا تھا وہ فوت ہو چکا ہے، پس اب تو گھر سے باہر جایا کر۔ اس نے کہا: اللہ کی قسم! میں وہ نہیں ہوں کہ اس کی زندگی میں تو اس کی اطاعت کروں اور اس کے مر جانے کے بعد اس کی نافرمانی کروں۔ (امام مالک)

شرح: ......اس عورت کے جذام (کوڑھ کی بیماری) کے متعدی ہونے کی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے گھر بیٹھنے کا مشورہ نہ دیا تھا کیونکہ ان کا ایک ملازم کوڑھ کی بیماری والا تھا، اس کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے۔

اس بیماری والے کے منہ اور جسم سے بدبو آتی ہے، اس وجہ سے اسے اجتناب کا مشورہ دیا ہے اگر وہ طواف کرے تو

(٣٤٢٠) بخاری: ٦٧٠٣۔ نسائی: ٣٨١١۔ ابوداؤد: ٣٣٠٢۔ احمد: ٣٤٣٢.
(٣٤٢١) مؤطا: ٩٦٧.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کا طواف درست ہے کوئی پابندی نہیں، نہ ہی بیماری بذات خود متعدی ہوتی ہے۔
یہ اسی طرح ہے جس طرح جس کے منہ سے کچے پیاز یا لہسن کی بدبو آتی تھی، اسے مسجد سے باہر نکال دیتے تھے۔
(شرح زرقانی: ۲/ ۳۹۹)

آفرین ہے اس نیک دل خاتون پر وہ امیر المومنین کی موجودگی میں بھی قانون کا لحاظ کرتی ہے اور عدم موجودگی میں بھی۔ کاش یہ جذبہ آج مسلمانوں میں پیدا ہو جائے تو ان کی عظمت رفتہ بھی بحال ہو جائے۔

۳٤۲۲۔ مَالِك: بَلَغَنِي أَنَّ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ كَانَ إِذَا دَخَلَ مَكَّةَ مُرَاهِقًا خَرَجَ إِلَى عَرَفَةَ قَبْلَ أَنْ يَطُوفَ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، ثُمَّ يَطُوفُ بَعْدَ أَنْ يَرْجِعَ وذلك أوسع لمن فعله مراهقًا.

امام مالک رحمہ اللہ کو یہ خبر پہنچی ہے کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جب تاخیر سے پہنچتے تو بیت اللہ اور صفا و مروہ کے درمیان طواف کرنے کے بغیر ہی عرفات کو چلے جاتے تھے اور پھر واپس آ کر طواف وسعی کرتے تھے اور ایسا کرنے میں اس کے لیے وسعت ہے جو تاخیر سے پہنچا ہو۔

شرح: ...... اصل تو یہی ہے کہ بیت اللہ میں جاتے ہی طواف کیا جائے اگر عرفات میں ٹھہرنے کا وقت کم ہو تو پہلے عرفات میں جائے پھر منیٰ سے ہو کر بیت اللہ آئے۔ طواف زیارت کرے اور صفا مروہ کی سعی کرے، طواف قدوم کی اب ضرورت نہیں کیونکہ وقت گزر چکا ہے۔ (شرح زرقانی: ۲/ ۳۱۲)

۳٤۲۳۔ عَائِشَةَ: رفعته: ((إِنَّمَا جُعِلَ الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَرَمْيُ الْجِمَارِ لِإِقَامَةِ ذِكْرِ اللّٰهِ)). (للترمذي وأبي داود بلفظه)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا مرفوعاً بیان کرتی ہیں: بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کے درمیان سعی اور جمرات پر کنکر مارنا کہ اللہ تعالیٰ کی یاد کے لیے ہے۔ (ترمذی، یہ ابوداؤد کے الفاظ ہیں)

شرح: ...... اصل میں یہ حج کے شعائر ہیں اور اہم علامات ہیں، ثابت ہوا کہ طواف کے دوران صفا و مروہ کی سعی کے درمیان، عرفات میں ٹھہرے ہوئے قطعاً غفلت کا شکار نہ ہوں، ان میں عبادت کے خاص لمحات و آثار نمودار ہوتے ہیں، خصوصاً دوران سعی تو دعا کرنا سنت ہے اور کنکریاں مارتے وقت ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کہنا مسنون ہے یہ سب ذکر الٰہی قائم کرنے کے زمرے میں آتا ہے۔ (عون المعبود: ۲/ ۱۱۸)

۳٤۲٤۔ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ السَّائِبِ: أَنَّهُ كَانَ يَقُودُ

عبداللہ بن السائب سے مروی ہے کہ وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کو

(۳٤۲۲) موطا: ۸٤۵.

(۳٤۲۳) ابوداؤد: ۱۸۸۸۔ ضعیف، البانی: ٤۱۰۔ ترمذی: ۹۰۲۔ احمد: ۲۳۹٤۷۔ دارمی: ۱۸۵۳۔ البانی نے تو اسے ضعیف کہا ہے مگر صاحب عون المعبود نے ترمذی کے حوالہ سے صحیح قرار دیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابْنَ عَبَّاسٍ فيقيمه عِنْدَ الشُّقَّةِ الثَّالِثَةِ مِمَّا يَلِي الرُّكْنَ الَّذِي يَلِي الْحَجَرَ مِمَّا يَلِي الْبَابَ فيقول له ابْنُ عَبَّاسٍ: أثبت أن رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي هَاهُنَا؟ فَيَقُولُ: نَعَمْ فَيَقُومُ فَيُصَلِّي. (لأبي داود والنسائي)

چلایا کرتے تھے اور اس کو حجر اسود کے طرف والے تیسرے کونے پر کھڑا کرتا تھا جو دروازے کے پاس ہے۔پس اس کو ابن عباس رضی اللہ عنہما کرتے تھے؟ تو یہ کہتا کہ ہاں، پس وہ وہاں نماز کے لیے کھڑے ہو کر نماز پڑھتے۔(ابوداود،نسائی)

شرح: ......ملتزم پر رخسار رکھنے، سینہ لگانے کا طریقہ مسنون ہے، یہ طریقہ ثابت نہیں۔روایت ضعیف ہے۔ (عون المعبود:۲/ ۱۷۷)

٣٤٢٥۔ وعنه سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ في الطواف مَا بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ ﴿رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾. (لأبي داود)

''ان سے یہ بھی روایت ہے کیا میں نے دو ارکان کے درمیان رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے، اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا کر اور آخرت میں بھی بھلائی عطا کر اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔'' (ابوداود)

٣٤٢٦۔ نافع: كان ابن عمر إذا استلم الحجر (الأسود) قال: اللّهم إيماناً بك وتصديقاً بكتابك وسنة نبيك. ثم يصلى على النبي ﷺ. (أوسط)

''نافع بیان کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ جب حجر اسود کو بوسہ دیتے تو یہ دعا کرتے اے اللہ تیرے ساتھ ایمان کی وجہ سے، تیری کتاب کی تصدیق کرتے ہوئے اور تیرے نبی کی سنت ادا کرتے ہوئے استلام حجر کرتا ہوں پھر نبی ﷺ پر درود پہنچتے تھے۔'' (الاوسط)

شرح: ......حجر اسود کو چومتے ہوئے ابن عمر رضی اللہ عنہما والی دعاء پڑھنے کی گنجائش ہے مگر رکن یمانی سے لے کر حجر اسود تک میں یہ دعا مسنون ہے، ربنا اتنا الخ

اس میں دنیا کی ہر اچھائی، علم و عمل، عفو و عافیت، رزق حسن، حیات طیبہ، قناعت، نیک اولاد، نیک اور حسین بیوی وغیرہ سب اس میں آ جاتے ہیں۔

اور آخرت کی ہر نعمت بھی اس میں شامل ہے مغفرت، جنت، درجات عالیہ، انبیائے کرام کی رفاقت، رضائے الٰہی، اللہ کا دیدار، حوریں وغیرہ اور دنیوی اور اخروی ہر قسم کی سزا سے پناہ مذکور ہے۔(مرعاۃ:۵/۴۸۳)

(٣٤٢٤) ابوداؤد: ١٩٠٠۔ ضعيف، البانی: ٤١٣۔ احمد: ١٤٩٦٥۔
(٣٤٢٥) ابوداؤد: ١٨٩٢۔ حسن، البانی: ١٦٦٦۔ احمد: ١٤٩٧٢۔
(٣٤٢٦) طبرانی اوسط: ٥٦١٧۔ ورجاله رجال الصحيح، هيثمی: ٥٤٧١۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

٣٤٢٧ـــ جَابِرٌ: سُئِلَ عَنِ الرَّجُلِ يَرَى الْبَيْتَ فَيَرْفَعُ يَدَيْهِ، فَقَالَ: مَا كُنْتُ أَرَى أَنَّ أَحَدًا يَفْعَلُ هٰذَا إِلَّا الْيَهُودَ قَدْ حَجَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ نَكُنْ نَفْعَلُهُ. (لأصحاب السنن)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے اس آدمی کے متعلق سوال کیا گیا جو بیت اللہ کو دیکھ کر ہاتھ بلند کرتا ہے تو انہوں نے کہا میرا تو یہ گمان نہیں تھا کہ یہود کے سوا کوئی شخص یہ کام کرے گا۔ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کیا ہے اور ہم یہ کام نہیں کرتے تھے۔ (اصحاب سنن)

٣٤٢٨ـ ابنُ عباس رفعه: ((لا ترفع الأيدي إلا في سبع مواطن: حين تفتح الصلاة، وحين يدخل المسجد الحرام فينظر إلى البيت، وحين يقوم على الصفا، وحين يقوم على المروة، وحين يقف مع الناس بعرفة وبجمع والمقامين حين يرمي الجمرة)). (للكبير، و الأوسط)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما مرفوعاً بیان کرتے ہیں: ''رفع یدین نہ کیا جائے مگر سات مقامات پر: جب نماز شروع کرے، جب مسجد حرام میں داخل ہو اور بیت اللہ کو دیکھے، جب صفا پر کھڑا ہو، جب مروہ پر کھڑا ہو، جب لوگوں کے ساتھ عرفات میں کھڑا، جب مزدلفہ میں ٹھہرا ہو اور جب جمرات پر دو جگہ سے کنکر مارے۔'' (الکبیر، الاوسط)

٣٤٢٩ـــ حذيفة بن أسيد: أن النبي ﷺ كان إذا نظر إلى البيت قال: ((اللّٰهم زد بيتك هذا تشريفًا وتعظيمًا وتكريمًا وبِرًّا ومهابةً)). (الكبير، الأوسط بضعف)

سیدنا حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی کریم ﷺ جب بیت اللہ کی طرف دیکھتے تو فرماتے: اے اللہ! اپنے اس گھر کی تعظیم و توقیر، تشریف و تکریم، اس کی نیکی اور رعب میں اضافہ کر دے۔'' (الکبیر، الاوسط سند ضعیف)

شرح: ......۱۔ صفا و مروہ کا طواف کرنے سے پہلے صفا پر اور اسی طرح مروہ پر قبلہ رخ ہو کر ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا ثابت ہے۔

۲۔ بیت اللہ کو دیکھ کر ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا بے ثبوت ہے مگر دعا کرنا ثابت ہے۔ اللّٰهم زد هذا البيت الخ یہ نبی ﷺ سے تو نہیں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ثابت ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اللّٰهم انت السلام ومنك السلام فحينا ربنا بالسلام پڑھا کرتے تھے۔

مسجد حرام میں داخل ہونے کی وہی دعا ہے جو مساجد میں داخل ہونے کے وقت پڑھتے ہیں، باہر بیت اللہ کو دیکھتے

(٣٤٢٧) ابوداؤد: ١٨٧٠ـ ضعيف، الباني: ٤٠٨ـ نسائي: ٢٨٩٥ـ دارمي: ١٩٢٠.

(٣٤٢٨) طبراني كبير: ٣/ ١٤٦ـ اوسط وفي الاسناد الاول محمد بن ابي ليلى وهو سئى الحفظ وحديثه حسن، ان شاء الله وفي الثاني، عطاء بن السائب وقد اختلط، هيثمي: ٥٤٦١.

(٣٤٢٩) طبراني كبير: ٣٠٥٣ـ اوسط وفيه عاصم بن سليمان الكوزي وهو متروك هيثمي: ٥٤٦٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہی یا داخل ہو کر دیکھتے ہی دعا کر سکتے ہیں، ہاتھ اٹھانے کی پابندی نہیں۔ (مرعاۃ:٦/٤٧١)

٣٤٣٠۔ ابنُ عمر: دخل رسول الله ﷺ وَدخلنا معه من باب بني عبد مناف، وهو الذي يسميه الناس باب بني شيبة، وخرجنا معه إلى المدينة من باب الحزورة وهو باب الخياطين. (للأوسط وفيه مروان بن أبي مروان)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، نبی کریم ﷺ داخل ہوئے اور ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ داخل ہوئے باب بنی عبدالمناف سے یہ وہ باب ہے جس کو باب بنی شیبہ کہا جاتا ہے اور ہم آپ ﷺ کے ساتھ مدینہ کی طرف باب الحزورہ سے نکل کر گئے اور وہ باب الخیاطین ہے۔ (الاوسط، اور اس کی سند میں مروان بن ابی مروان ہے)

شرح: ...... صحیح احادیث میں نبی ﷺ کے داخلے کے متعلق یہ آتا ہے کہ مکہ میں بلندی کی طرف سے داخل ہوتے اور نچلی طرف سے نکلتے تھے۔ آپ ذی طویٰ سے گزرتے تھے، وہاں رات گزارتے تھے، مکہ کا بالائی حصہ کداء ہے، یہاں سے داخل ہوتے اور نچلی جانب سے باہر آتے۔ (مرعاۃ:٦/٤٥٠)

٣٤٣١۔ ابنُ عمرو بن العاص: طوفوا بهذا البيت واستلموا هذا الحجر، فإنهما كانا حجرين أهبطا من الجنة فرفع أحدهما وسيرفع الآخر، فإن لم يكن كما قلت فمن مر بقبري فليقل: هذا قبر عبد الله بن عمرو الكذاب. (للكبير)

سیدنا ابن عمر بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا: اس گھر کا طواف کرو اور اس پتھر کو بوسہ دو پس یہ دو پتھر تھے جو جنت سے اتارے گئے تھے۔ ان میں سے ایک تو اٹھایا گیا ہے اور عنقریب دوسرا بھی اٹھایا جائے گا، پس اگر یہ حق نہ ہو جیسا میں نے کہا ہے تو جو انسان میری قبر پر سے گزرے تو وہ کہے یہ عبداللہ بن عمرو الکذاب کی قبر ہے۔ (الکبیر)

٣٤٣٢۔ العباس: أن النبي ﷺ كان يطوف بالبيت فاستسقى وهو يطوف. للكبير، برجل لم يسم.

سیدنا عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے پانی بھی طلب کرتے اور طواف بھی کرتے تھے۔" (الکبیر اس آدمی کی سند سے جس کا نام ذکر نہیں کیا)

٣٤٣٣۔ سَعِيدِ بْنِ مَالِكٍ: طُفْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰه ﷺ فَمِنَّا مَنْ طَافَ سَبْعًا وَمِنَّا مَنْ طَافَ ثَمَانِيًا وَمِنَّا مَنْ طَافَ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ

سیدنا سعید بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ طواف کیا پس ہم میں سے بعض نے سات چکر لگائے

(٣٤٣٠) طبراني اوسط: ٤٩٥۔ وفيه مروان بن ابي مروان، قال السليماني فيه نظر وبقية رجاله رجال الصحيح، هيثمي: ٥٤٦٣.
(٣٤٣١) طبراني كبير ورجاله رجال الصحيح، هيثمي: ٥٤٨٤.
(٣٤٣٢) طبراني كبير وفيه رجل لم يسم، هيثمي: ٥٥١١.
(٣٤٣٣) احمد: ١٦٠٦۔ وفيه الحجاج بن ارطاة وحديثه حسن، هيثمي: ٥٥١٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَقَالَ ﷺ: ((لَا حَرَجَ)). (لأحمد)

اور بعض نے آٹھ بار اور بعض نے اس سے بھی زیادہ چکر لگائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی حرج نہیں ہے۔''

شرح: ......۱۔ حجر اسود کے سفید سے سیاہ ہونے میں کسی تاویل کی ضرورت نہیں، یہ جنت کے یاقوت سے ہے، یہ روز قیامت دیکھ کر گواہی بھی دے گا، اسے یہ تمام شرافتیں اور کرامات حاصل ہیں، آدم کے بیٹوں کی خطاؤں کے اثرات نے اس کی رنگت اور چمک کو مات کر دیا ہے۔

ایک اعتراض ہوسکتا ہے کہ اگر گناہوں کے اثرات اس پر غالب آ سکتے ہیں تو پھر نیکی کے سفید نشانات کیوں غالب نہ آئے؟

اس کا حل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عبرت دلانا تھی کہ انسانی گناہوں کی بدتاثیر دیکھیں کہ پتھر جیسی سخت اور ٹھوس چیز میں بھی اثر انداز ہو جاتے ہیں اور اسے سیاہ بنا دیتے ہیں دلوں پر ان کے اثرات کتنے زیادہ ہوں گے۔

اگر نیکی کا غلبہ اس پر ہو جاتا تو یہ اعتبار سامنے نہ آتا۔ (مرعاۃ:٦/٤٧٦)

۲۔ اگر چہ یہ حدیث ضعیف ہے دوران طواف پانی وغیرہ پینے میں کوئی پابندی نہیں۔

۳۔ زیادہ سے زیادہ سات طواف کے چکروں کی تعداد ثابت ہے، اسی پر اکتفاء درست ہے، یہ حدیث حجت کے قابل نہیں۔ جس میں آٹھ یا اس سے زیادہ چکر لگانے کا ذکر ہے۔

السعي ودخول البيت

سعی کا اور کعبہ میں داخل ہونے کا بیان

٣٤٣٤ـ كَثِيرُ بْنِ جُمهانَ رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يَمْشِي فِي المَسْعَى ، فَقُلْتُ لَهُ: أَتَمْشِي فِي المَسْعَىِ قَالَ: لَئِنْ سَعَيْتُ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَسْعَى ، وَلَئِنْ مَشَيْتُ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَمْشِي وَأَنَا شَيْخٌ كَبِيرٌ . (لأصحاب السنن)

کثیر بن جمہان نے کہا: میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کو سعی کرتے وقت آرام سے چلتے دیکھا تو میں نے ان کو کہا: کیا آپ سعی کرنے کی جگہ میں آرام سے چلتے؟ انہوں نے کہا: اگر میں دوڑ لگا کر چلوں میں تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو دوڑ لگاتے دیکھا ہے اور اگر میں آہستہ چال چلوں تب بھی میں نے رسول اللہ ﷺ کو آہستہ چال چلتے دیکھا ہے اور میں بوڑھا آدمی ہوں۔'' (اصحاب سنن)

شرح: ... سعی صفا و مروہ دو میلوں کے درمیان اصل میں دوڑنے کا نام ہے نبی اکرم ﷺ خود بھی دوڑتے تھے، تاہم بوڑھا اور معذور آدمی اور عورت نہ بھی دوڑے تو اجازت ہے۔ (مرعاۃ:٦/٤٨٦)

(٣٤٣٤) ترمذی: ٨٦٤ـ صحیح، البانی: ٦٨٦ـ نسائی: ٢٩٧٦ـ ابوداؤد: ١٩٠٤ـ ابن ماجه: ٢٩٨٨

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

٣٤٣٥ـ جَابِرٌ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا نَزَلَ مِنَ الصَّفَا مَشَى حَتَّى إِذَا انْصَبَّتْ قَدَمَاهُ فِي بَطْنِ الْوَادِي سَعَى حَتَّى يَخْرُجَ مِنْهُ. (لمالك، والنسائی)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب صفا سے اترتے تو آہستہ چلتے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے قدم مبارک جب وادی کے درمیان تک پہنچتے تو دوڑ لگاتے اور وادی سے نکلنے تک دوڑتے رہتے تھے۔ (امام مالک، نسائی)

شرح: ...... ثابت ہوا کہ وادی کے نیچے اتریں (جہاں دو سبز نشان ہیں) تو دوڑیں جب دوسرے نشان تک پہنچ جائیں تو عام عادت کے مطابق چلیں۔ (شرح زرقانی: ۲/ ۳۱۸)

٣٤٣٦ـ ابنُ عمر قال: السعي من دار بني عباد إلى زقاق بني أبي حسين، وكان ﷺ إذا طاف الطواف الأول خب ثلاثا ومشى أربعًا. لرزين. قلت: هو للبخاري في باب ماجاء في السعي بين الصفا والمروة.

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: سعی بنو عباد کے گھر سے بنو ابو حسین کی گلی تک ہے اور نبی کریم ﷺ جب پہلا طواف کرتے تو تین چکر دوڑ کر لگاتے اور چار چکر آہستہ چال چلتے تھے۔ (رزین)

میں کہتا ہوں: یہ بخاری کی روایت ہے، اور انہوں نے اس کو "باب ماجاء فی السعی بین الصفا والمروہ" میں بیان کیا ہے۔

٣٤٣٧ـ صَفِيَّةُ بِنْتُ شَيْبَةَ، عَنِ امْرَأَةٍ قَالَتْ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَسْعَى فِي بَطْنِ الوادي يَقُولُ: ((لَا تُقْطَعُ الْوَادِي إِلَّا شَدًّا)).

"صفیہ بنت شیبہ ایک صحابیہ عورت سے روایت کرتی ہیں کہ اس نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سیلابی وادی میں دوڑ لگاتے دیکھا، آپ فرماتے تھے: "وادی کو دوڑ کر ہی طے کیا جائے۔" (نسائی)

٣٤٣٨ـ ولأحمد بضعف: أنه يقول: ((كتب عليكم السعي فاسعوا)).

ضعیف سند سے احمد کی روایت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے تم پر سعی واجب کی ہے پس تم سعی کیا کرو۔"

٣٤٣٩ـ ابْنُ عَبَّاسٍ: إِنَّمَا سَعَى النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ لِيُرِيَ الْمُشْرِكِينَ قُوَّتَهُ. (للنسائي)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے صفا اور مروہ کے درمیان مشرکین کو اپنی قوت دکھانے کے لیے دوڑ لگائی اور سعی کی ہے۔ (نسائی)

(٣٤٣٥) موطا: ٨٤٥ـ مسلم: ١٢١٨ـ نسائی: ٢٩٨٣ـ ابوداؤد: ١٩٠٥ـ ابن ماجه: ٣٩٧٤ـ احمد: ١٤٧٣٥.

(٣٤٣٦) رزین.

(٣٤٣٧) نسائی: ٢٩٨٠ـ صحیح، البانی: ٢٧٨٩ـ ابن ماجه: ٢٩٨٧.

(٣٤٣٨) احمد: ٢٦٩١٧ـ وفیه موسی بن عبید وهو ضعیف، هیثمی: ٥٥٢٣.

(٣٤٣٩) نسائی: ٢٩٧٩ـ صحیح، البانی: ٢٧٨٨ـ بخاری: ٤٢٥٧ـ مسلم: ١٢٦٦ـ ترمذی: ٨٦٣ـ ابوداؤد: ١٨٩٠ـ ابن ماجه: ٢٩٥٣ـ احمد: ٣٥٢٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شرح: ......ثابت ہوا کہ صفا اور مروہ کے دوران سعی دونشانوں کے درمیان دوڑنے سے ہی ہے الا کہ کوئی مجبور ہو۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ دشمنوں کو اپنی قوت سے آگاہ کرنا ہے اور اس دوران جنھوں نے مسائل دریافت کرنے ہیں وہ بھی کر لیں، وجہ تو یہ بھی ہوسکتی ہے تاہم یہ صفا اور مروہ کی سعی اور چلنا باقاعدہ حج یا عمرے کا اہم فریضہ ہے۔ (عون المعبود: ٢/ ١١٦)

٣٤٤٠۔ عُـرْوَةُ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ حَدِيثُ السِّنِّ: أَرَأَيْتِ قَوْلَ اللهِ تَعَالَى ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا﴾ مَا أَرَى عَلَى أَحَدٍ شَيْئًا أَنْ لا يَطَّوَّفَ بِهِمَا؟ فَقَالَتْ: كَلَّا، لَوْ كَانَتْ كَمَا تَقُولُ كَانَتْ فَلا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ لا يَطَّوَّفَ بِهِمَا، إنها إِنَّمَا أُنْزِلَتْ هَذِهِ الآيَةُ فِي الأَنْصَارِ كَانُوا يُهِلُّونَ لِمَنَاةَ وَكَانَتْ مَنَاةُ حَذْوَ قُدَيْدٍ، وَكَانُوا يَتَحَرَّجُونَ أَنْ يَطُوفُوا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَلَمَّا جَاءَ الإِسْلامُ سَأَلُوا رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ ذَلِكَ، فَأَنْزَلَ اللهُ ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا﴾. للستة. ويأتي في التفسير إن شاء اللّه تعالى قولها: وقد سن رسول الله ﷺ الطواف بينهما فليس لأحد أن يتركه.

عروہ نے کہا: میری اس وقت چھوٹی عمر تھی اور میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو کہا: اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ”صفا و مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں پس جو شخص بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے تو اس پر کوئی حرج نہیں ہے کہ وہ ان دونوں کا طواف کرے۔“ میں نے کہا: میری رائے ہے کہ اگر کوئی شخص ان دونوں کا طواف نہ کرے تو اس کو گناہ نہ ہوگا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ہرگز نہیں اگر وہ بات ہوتی جو تو نے بیان کی ہے تو ارشاد ربانی کی عبادت یوں ہوئی ”پس اس پر گناہ نہ ہوگا اگر وہ ان دونوں کا طواف نہ کرے۔ یہ آیت انصار کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ وہ مناۃ کے لیے نیت کرتے تھے اور مناۃ بت مقام قدید کے برابر میں رکھا تھا۔ اس لیے وہ صفا و مروہ کا طواف کرنا گناہ سمجھتے تھے۔ پھر جب اسلام آیا تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: ”صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں پس جو شخص بیت اللہ کا حج کرے یا عمرہ کرے تو اس پر ان دونوں کا طواف کرنے میں کوئی گناہ نہیں ہے۔“ اس کو چھ نے روایت کیا، اور باب التفسیر میں ان شاء اللہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول آئے گا کہ رسول اللہ ﷺ نے صفا و مروہ کے درمیان طواف کو سنت قرار دیا ہے اور کسی کے لیے اس کا ترک کرنا جائز نہیں ہے۔

شرح: ......یہ حدیث صفا اور مروہ کی سعی کے فرض ہونے کی دلیل ہے، اس میں اختلاف ہے: ایک قول ہے کہ

(٣٤٤٠) بخاری: ٤٤٩٥۔ مسلم: ١٢٧٧۔ ترمذی: ٢٩٦٥۔ نسائی: ٢٩٦٨۔ ابوداؤد: ١٩٠١۔ احمد: ٢٥٣٧٧۔ مؤطا: ٨٣٨۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سعی حج کا رکن ہے اس کے بغیر حج نہیں۔ دوسرا قول ہے کہ یہ واجب ہے۔ رہ جائے تو خون بہا سے کسر پوری ہو جاتی ہے۔ تیسرا قول ہے کہ یہ رکن ہے نہ واجب ہے، یہ سنت ہے اور مستحب ہے۔

اسے اللہ کی نشانی قرار دینا اور پھر آپ ﷺ کا یہ فرمان کہ سعی اللہ نے لکھ دی ہے، یہ اس کے فرض ہونے کی دلیل ہے، یہی قول مضبوط ہے۔ (مرعاۃ:٦/٤٨٥)

٣٤٤١۔ نَافِعٌ: أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ يَدْعُو علی الصفا والمروة بقوله: اللّٰهُمَّ إِنَّكَ قُلْتَ ﴿ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ وَإِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ، وَإِنِّي أَسْأَلُكَ كَمَا هَدَيْتَنِي لِلْإِسْلَامِ أَنْ لَا تَنْزِعَهُ مِنِّي حَتَّى تَوَفَّانِي وَأَنَا مُسْلِمٌ. (لمالك)

نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کو صفا و مروہ پر یہ دعا کرتے سنا ہے: ”اے اللہ! تو نے فرمایا ہے کہ مجھے پکارو! میں تمہاری پکار قبول کروں گا، اور تو خلاف وعدہ نہیں کرتا اور میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ جیسا تو نے مجھے اسلام کی ہدایت دی ہے اس طرح تو مجھ سے اس کو نہ چھین تا کہ میں مروں تو مسلمان ہی مروں۔ (مالک)

٣٤٤٢۔ ابنُ مسعود: أن النبي ﷺ كان إذا سعى في بطن المسيل قال: ((اللّٰهم اغفر وارحم وأنت الأعز الأكرم)). (أوسط)

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب وادی سیلاب کے درمیان سعی کرتے ہوئے پہنچے تو فرمایا: ”اے اللہ! بخش اور رحمت کر، تو بڑا عزت والا بڑا کرم کرنے والا ہے۔“ (الاوسط)

شرح: ......صفا یا مروہ پر اصل مسنون دعا یہی ہے لا الٰہ الا اللہ وحدہ الخ۔ یہ مسنون دعا کرنے کے بعد جو مناسب لگے دعا کرے کیونکہ یہ ذکر الٰہی کا مقام ہے۔ (شرح زرقانی:٢/٣١٤)

٢۔ دوران سعی والی جو دعا ہے اس کی سند ضعیف ہے۔

٣٤٤٣۔ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ طَارِقٍ: عَنْ أُمِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا جَازَ مَكَانًا مِنْ دَارِ يَعْلَى نَسِيَهُ عُبَيْدُ الله بن أبي يزيد اسْتَقْبَلَ الْبَيْتَ فَدَعَا. (لأبي داود والنسائي)

عبدالرحمٰن بن طارق اپنی ماں سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے کہا: رسول اللہ ﷺ جب یعلی کے گھر سے آگے گزر جاتے تو کعبہ کی طرف منہ کر کے دعا کرتے تھے۔“ (ابوداود، نسائی)

انتباہ: ......صحیح حدیث میں آتا ہے کہ نبی ﷺ صفا پر کھڑے ہو کر دعا پڑھتے تھے، پھر سعی شروع کرتے تھے۔

(٣٤٤١) موطا: ٨٣٧.

(٣٤٤٢) طبرانی اوسط وفیه لیث بن ابی سلیم وهو ثقة ولكنه مدلس، هیثمی: ٥٥٣٣.

(٣٤٤٣) ابوداؤد: ٢٠٠٧۔ نسائی: ٢٨٩٦۔ البانی: ٤٣٦.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

٣٤٤٤ــ عَائِشَةَ: أَنَّ رسول الله ﷺ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهَا مَسْرُورًا ثُمَّ رَجَعَ كَئِيبًا، فَقَالَ: إِنِّي دَخَلْتُ الْكَعْبَةَ وَلَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا دَخَلْتُهَا إِنِّي أَخَافُ أَنْ أَكُونَ قَدْ شَقَقْتُ عَلَى أُمَّتِي. (للترمذي، وأبي داود)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میرے پاس سے گئے تو رسول اللہ ﷺ ہشاش بشاش تھے اور واپس آئے تو رنجیدہ خاطر تھے اور فرمایا: میں کعبہ میں داخل ہوا ہوں اور اگر مجھے پہلے یہ سوچ آتی جو بعد میں آئی ہے تو میں ہرگز کعبہ کے اندر داخل نہ ہوتا۔ مجھے خوف ہے کہ میں نے اپنی امت پر مشقت ڈال دی ہے۔" (ترمذی، ابوداود)

شرح: ...... نبی ﷺ کعبہ میں داخل ہوئے، آپ کی اتباع میں ہر ایک نے اس میں اندر جانے کی تمنا کرنا تھی، جس سے مزاحمت ہوتی، امت کی بے قراری آپ کو اچھی نہ لگتی تھی، اس لیے پریشان ہوئے کہ میں خانہ کعبہ کے اندر نہ ہی داخل ہوتا تو بہتر تھا۔ (عون المعبود: ۲/۱۶۴)

٣٤٤٥ــ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى: اعْتَمَرَ النبي ﷺ وَاعْتَمَرْنَا مَعَهُ، فَلَمَّا دَخَلَ مَكَّةَ طَافَ فَطُفْنَا مَعَهُ وَأَتَى الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ فَأَتَيْنَاهما مَعَهُ، وَكُنَّا نَسْتُرُهُ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ أَنْ يَرْمِيَهُ أَحَدٌ، فَقَالَ لَهُ صَاحِبٌ لِي: أَكَانَ دَخَلَ الْكَعْبَةَ؟ قَالَ: لَا. (للشيخين وأبي داود)

سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرہ کیا اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ عمرہ کیا، آپ ﷺ بیت اللہ میں گئے اور طواف کیا: تو ہم نے بھی کیا آپ صفا ومروہ گئے تو ہم بھی آپ کے ساتھ گئے۔ ہم آپ ﷺ کو اپنے درمیان پردے میں رکھتے تھے تاکہ اہل مکہ میں سے کوئی شخص آپ کو دیکھ کر تیر نہ مار دے۔ راوی نے کہا: میرے ایک رفیق نے ان سے سوال کیا: کیا آپ کعبہ میں داخل ہوئے تھے؟ اس نے کہا: نہیں داخل ہوئے۔ (الشیخان، ابوداود)

٣٤٤٦ــ أُسَامَةَ: دَخَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْكَعْبَةَ فَسَبَّحَ فِي نَوَاحِيهَا وَلَمْ يُصَلِّ، ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ. (لمسلم، والنسائي، بلفظه)

سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ کعبہ میں داخل ہوئے اور اس کی اطراف میں تسبیح پڑھتے رہے اور اندر نماز نہیں پڑھی، پھر کعبہ سے باہر آئے اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعات نماز پڑھی۔

(٣٤٤٤) ابوداؤد: ٢٠٢٩۔ ضعیف، البانی: ٤٤٠۔ ترمذی: ٨٧٣۔ ابن ماجه: ٣٠٦٤۔ صاحب عون نے اسے صحیح کہا ہے۔
(٣٤٤٥) بخاری: ١٧٩٢۔ مسلم: ٢٤٣٤۔ ابوداؤد: ٢٢٥٩۔ ابن ماجه: ٢٩٩٠۔ احمد: ١٨٩١٧۔ دارمی: ١٩٢٢۔
(٣٤٤٦) نسائی: ٢٩٠٩۔ منکر، البانی: ١٨٧۔ بذکر المقام، وصح دونه، مسلم: ١٣٣٠۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

٣٤٤٧ـ ولـه: دَخَـلَ هُوَ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ فَـأَمَرَ بِلالًا فَأَجَافَ الْبَابَ، وَالْبَيْتُ إِذْ ذَاكَ عَـلَى سِتَّةِ أَعْمِدَةٍ فَمَضَى حَتَّى إِذَا كَانَ بَيْنَ الأُسْطُوَانَتَيْنِ اللَّتَيْنِ تَلِيَانِ الباب بَابَ الْكَعْبَةِ جَلَسَ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَسَأَلَهُ وَاسْتَغْفَرَهُ، ثُمَّ قَامَ حَتَّى أَتَى مَا اسْتَقْبَلَ مِنْ دُبُرِ الْكَعْبَةِ فَوَضَعَ وَجْهَهُ وَخَدَّهُ عَلَيْهِ وَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَسَأَلَهُ وَاسْتَغْفَرَهُ، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى كُلِّ رُكْنٍ مِنْ أَرْكَانِ الْكَعْبَةِ فَاسْتَقْبَلَهُ بِالتَّكْبِيرِ وَالتَّهْلِيلِ وَالتَّسْبِيحِ وَالثَّنَاءِ عَلَى اللهِ وَالْمَسْأَلَةِ وَالاسْتِغْفَارِ، ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ مُسْتَقْبِلَ وَجْهِ الْكَعْبَةِ، ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ: ((هَذِهِ الْقِبْلَةُ)).

یہ بھی روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کعبہ کے اندر داخل ہوئے اور آپ ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تو انہوں نے دروازہ بند کر دیا۔ اس وقت بیت اللہ کے چھ ستون تھے، آپ ﷺ چل کر ان دو ستونوں کے درمیان گئے جو دروازے کے پاس ہیں تو آپ ﷺ وہاں بیٹھ گئے اور اللہ کی حمد وثنا بیان کی، دعا مانگی اور استغفار کی پھر آپ ﷺ اٹھے اور کعبہ کے پیچھے کی جانب گئے اور اللہ کی حمد وثنا کی، اپنا چہرہ اور رخسار اس پر رکھا اور دعا کی اور مغفرت طلب کی۔ پھر آپ ﷺ کعبہ کے ہر کونے پر گئے اور اس کے سامنے تکبیر، تہلیل، تسبیح کہی اللہ تعالیٰ کو صفت ثناء بیان کی، سوال بھی کیا اور مغفرت طلب کی، پھر کعبہ سے باہر آئے اور کعبہ کی طرف متوجہ ہو کر دو رکعت نماز پڑھی پھر لوٹ گئے اور فرمایا کہ یہ قبلہ ہے۔

٣٤٤٨ـ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَمَّا قَدِمَ أَبَى أَنْ يَدْخُلَ الْبَيْتَ وَفِيهِ الآلِهَةُ، فَأَمَرَ بِهَا فَأُخْرِجَتْ فَأَخْرَجُوا صُورَةَ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَفِي أَيْدِيهِمَا الأَزْلَامُ، فَقَالَ: ((قَاتَلَهُمُ اللهُ، أَمَا وَاللهِ لَقَدْ عَلِمُوا أَنَّهُمَا لَمْ يَسْتَقْسِمَا بِهَا قَطُّ))، فَدَخَلَ الْبَيْتَ فَكَبَّرَ فِي نَوَاحِيهِ وَلَمْ يُصَلِّ فِيهِ. (بخاری)

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا، رسول اللہ ﷺ مکہ آئے اور بتوں کی موجودگی میں بیت اللہ میں داخل ہونے سے انکار کیا اور حکم دیا تو تمام بت نکالے گئے اور ابراہیم واسماعیل علیہما السلام کی تصاویر تھیں جن کے ہاتھوں میں تقسیم کے تیر پکڑائے گئے تھے۔
آپ نے فرمایا: مشرکین کو اللہ تعالیٰ تباہ کر دے وہ بھی جانتے تھے کہ ان دو انبیاء نے تیروں سے کبھی قسمت معلوم نہیں کی۔ پھر آپ ﷺ کعبہ کے اندر داخل ہوئے اور اس کی اطراف میں تکبیر کہی اور اس کے اندر نماز نہیں پڑھی۔ (بخاری)

(٣٤٤٧) نسائی: ٢٩١٤ـ صحیح الاسناد، البانی: ٢٧٢٨ـ مسلم: ١٣٣٠.

(٣٤٤٨) بخاری: ١٦٠١ـ مسلم: ١٣٣١ـ نسائی: ٢٩١٣ـ ابوداؤد: ٢٠٢٧ـ احمد: ٢٥٥٨.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

٣٤٤٩ـ وفي رواية: دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ الْبَيْتَ فَوَجَدَ فِيهِ صُورَةَ إِبْرَاهِيمَ وَصُورَةَ مَرْيَمَ، فَقَالَ: ((أَمَا هُمْ قَدْ سَمِعُوا أَنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ، هَذَا إِبْرَاهِيمُ مُصَوَّرًا فَمَا بَالُهُ يَسْتَقْسِمُ))

''ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ بیت اللہ میں داخل ہوئے اور اس میں ابراہیم اور مریم ﷩ کی تصاویر موجود تھیں۔ فرمایا: ان لوگوں نے یہ سنا تھا کہ تصویر جس گھر میں ہو وہاں فرشتے داخل نہیں ہوتے، یہ ابراہیم علیہ السلام کی تصویر بنائی گئی ہے اور کیا وجہ ہے کہ ان کو تیروں سے تقسیم کرتے دیکھا گیا ہے۔''

٣٤٥٠ـ ابْنُ عُمَرَ أَقْبَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ وَهُوَ مُرَادِفٌ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ عَلَى الْقَصْوَاءِ، وَمَعَهُ بِلَالٌ وَعُثْمَانُ، حَتَّى أَنَاخَ عِنْدَ الْبَيْتِ، ثُمَّ قَالَ لِعُثْمَانَ: ائْتِنَا بِالْمِفْتَاحِ، فَجَاءَهُ بِالْمِفْتَاحِ فَفَتَحَ لَهُ الْبَابَ، فَدَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ وَأُسَامَةُ وَبِلَالٌ وَعُثْمَانُ ثُمَّ أَغْلَقُوا عَلَيْهِمُ الْبَابَ فَمَكَثَ نَهَارًا طَوِيلًا، ثُمَّ خَرَجَ فَابْتَدَرَ النَّاسُ الدُّخُولَ فَسَبَقْتُهُمْ فَوَجَدْتُ بِلَالًا قَائِمًا مِنْ وَرَاءِ الْبَابِ، فَقُلْتُ لَهُ: أَيْنَ صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ؟ فَقَالَ: صَلَّى بَيْنَ ذَيْنِكَ الْعَمُودَيْنِ الْمُقَدَّمَيْنِ، وَكَانَ الْبَيْتُ عَلَى سِتَّةِ أَعْمِدَةٍ سَطْرَيْنِ صَلَّى بَيْنَ الْعَمُودَيْنِ مِنَ السَّطْرِ الْمُقَدَّمِ وَجَعَلَ بَابَ الْبَيْتِ خَلْفَ ظَهْرِهِ، وَاسْتَقْبَلَ بِوَجْهِهِ الَّذِي يَسْتَقْبِلُكَ حِينَ تَلِجُ الْبَيْتَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجِدَارِ، وَنَسِيتُ أَنْ أَسْأَلَهُ كَمْ صَلَّى،

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: فتح مکہ کے سال رسول اللہ ﷺ قصواء پر سوار ہو کر تشریف لائے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے سوار تھے اور آپ ﷺ کے ساتھ بلال اور عثمان رضی اللہ عنہما چابی بردار بھی تھے۔ آپ ﷺ نے بیت اللہ کے پاس اونٹنی بٹھائی اور عثمان کو کہا: جا کر چابی لاؤ۔ وہ چابی لائے اور آپ ﷺ کے لیے دروازہ کھولا۔ آپ ﷺ داخل ہوئے، ساتھ ہی اسامہ، بلال اور عثمان رضی اللہ عنہم بھی اندر گئے۔ پھر دروازہ بند کیا اور دن کا بہت سا حصہ آپ ﷺ اندر ٹھہرے رہے، پھر باہر آئے تو لوگ داخل ہونے کے لیے آگے دوڑ کر آئے۔ سب سے پہلے میں پہنچا تو بلال رضی اللہ عنہ کو دروازے کے پیچھے کھڑا پایا، تو میں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے نماز کہاں پڑھی ہے؟ تو انہوں نے کہا: ان دو اگلے ستونوں کے پاس۔ بیت اللہ کے چھ ستون تھے جو دو قطاروں میں تھے۔ آپ ﷺ نے اگلی قطار کے دو ستونوں کے درمیان نماز پڑھی ہے اور بیت اللہ کے دروازے کو اپنی پشت کے برابر رکھا اور اپنا منہ اسی طرف پھیرا جس طرف دروازے سے داخل ہوتے وقت سامنے کی دیوار تھی۔ میں یہ پوچھنا بھول گیا کہ کتنی نماز

(٣٤٤٩) بخاري: ٣٣٥١ـ مسلم: ١٣٣١ـ نسائي: ٢٩١٣ـ ابوداؤد: ٢٠٢٧ـ احمد: ٢٥٥٨.

(٣٤٥٠) بخاري: ٤٤٠٠ـ مسلم: ١٣٢٩ـ ترمذي: ٨٧٤ـ نسائي: ٢٩٠٨ـ ابوداؤد: ٢٠٢٣ـ ابن ماجه: ٣٠٦٣ـ احمد: ٢٣٣٨٨ـ موطا: ٩١٠ـ دارمي: ١٨٦٦.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

وَعِنْدَ الْمَكَانِ الَّذِي صَلَّى فِيهِ مَرْمَرَةٌ حَمْرَاءُ.

پڑھی ہے اور جہاں آپ ﷺ نے نماز پڑھی ہے وہاں سرخ سنگ مرمر لگایا گیا ہے۔

٣٤٥١۔ وفی روایة أنه ﷺ قال لعثمان بن طلحة: ((ائْتِنِي بِالْمِفْتَاحِ))، فَذَهَبَ إِلَى أُمِّهِ فَأَبَتْ أَنْ تُعْطِيَهُ، فَقَالَ: وَاللهِ لَتُعْطِيْنِيْهِ أَوْ لَيَخْرُجَنَّ هَذَا السَّيْفُ مِنْ صُلْبِي، فَأَعْطَتْهُ إِيَّاهُ فَجَاءَ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بنحوه.

ایک روایت میں ہے کہ جب آپ ﷺ نے عثمان رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ چابی لائیں تو وہ اپنی ماں کے پاس گئے تو ان کی ماں نے چابی دینے سے انکار کر دیا تو انہوں نے کہا اللہ کی قسم تو یا تو چابی دے دے ورنہ میری پشت کو کاٹ کر تلوار نکل جائے گی، تو اس نے چابی دے دی اور عثمان رضی اللہ عنہ لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔ مثل حدیث سابق ہے۔

٣٤٥٢۔ وفی أخری: أنه ﷺ أقبل یوم الفتح من أعلی مکة علی راحلته. بنحوه.

ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ فتح مکہ کے دن اپنی سواری پر مکہ کی بلندی کے راستے تشریف لائے تھے۔

٣٤٥٣۔ وفی أخری: فَسَأَلْته فَقُلْتُ صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ فِي الْكَعْبَةِ؟ قَالَ: نَعَمْ رَكْعَتَيْنِ بَيْنَ السَّارِيَتَيْنِ اللَّتَيْنِ عن يَسَارِكَ إِذَا دَخَلْتَ، ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى فِي وَجْهِ الْكَعْبَةِ رَكْعَتَيْنِ.

ایک روایت میں ہے: میں نے بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ نبی کریم ﷺ نے کعبہ میں نماز پڑھی؟ انہوں نے کہا: ہاں دو رکعات ان دوستونوں کے درمیان پڑھی ہے جو تیرے بائیں طرف ہوتے ہیں جب تو کعبہ میں داخل ہوگا، پھر آپ ﷺ نے کعبہ سے باہر آ کر اس کے سامنے دو رکعت نماز پڑھی۔

٣٤٥٤۔ الأَسْلَمِيَّةُ: قُلْتُ لِعُثْمَانَ: مَا قَالَ لَكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حِينَ دَعَاكَ؟ قَالَ: قَالَ (لي): ((إِنِّي نَسِيتُ أَنْ آمُرَكَ أَنْ تُخَمِّرَ الْقَرْنَيْنِ فَإِنَّهُ لَيْسَ يَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ فِي الْبَيْتِ شَيْءٌ يَشْغَلُ الْمُصَلِّيَ)). لأبي داود.

اسلمیہ کہتی ہیں: میں نے عثمان رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ جب تجھے رسول اللہ ﷺ نے طلب کیا تھا تو کیا فرمایا تھا؟ انہوں نے کہا: آپ نے فرمایا: میں تجھے حکم دینا بھول گیا تھا کہ وہ دو سینگ کعبہ سے مٹا دے پس یاد رکھ کر بیت اللہ میں نمازی کو مشغول کرنے والی کوئی چیز نہیں رہنی چاہیے۔" (ابوداؤد)

شرح: ا۔ جن سینگوں کے ڈھانپنے کا آپ ﷺ نے حکم دیا تھا، یہ اس مینڈھے کے تھے جو حضرت اسماعیل علیہ السلام

(٣٤٥١) بخاری: ١٥٩٨۔ مسلم: ١٣٢٩۔ ترمذی: ٧٨٤۔ نسائی: ٢٩٠٨۔ ابوداؤد: ٢٠٢٣۔ ابن ماجه: ٣٠٦٣۔ احمد: ٢٣٣٨٨۔ موطا: ٩١٠۔ دارمی: ١٨٦٦

(٣٤٥٣) بخاری: ٣٩٧۔ مسلم: ١٣٢٩۔ ترمذی: ٧٨٤۔ نسائی: ٢٩٠٨۔ ابوداؤد: ٢٠٢٣۔ ابن ماجه: ٣٠٦٣۔ احمد: ٢٣٣٨٨۔ موطا: ٩١٠۔ دارمی: ١٨٦٦۔

(٣٤٥٤) ابوداؤد: ٢٠٣٠۔ صحیح البانی: ١٧٨٦۔ احمد: ٢٢٧١٠۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے عوض قربان ہوا تھا، بطور علامت اس وقت سے انہیں کعبہ میں محفوظ کر رکھا تھا، یہ دلیل ہے کہ ذبح ہونے والے حضرت اسماعیل علیہ السلام تھے حضرت اسحٰق علیہ السلام نہ تھے کیونکہ مکہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل کی نگرانی میں ہی آ رہا تھا۔ آپ نے پردہ اس لیے کروایا کہ نماز پڑھنے والے ان میں مشغول نہ ہو جائیں۔

۲۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ جہاں تصاویر اور بت ہوں وہاں نماز جائز نہیں، نہ ہی فرشتے آتے ہیں، انہیں اس مقام سے صاف کیا جائے پھر داخل ہوا جائے۔

۳۔ اس وقت خانہ کعبہ چھ ستونوں پر استوار تھا۔

۴۔ نماز نفل ہو یا نماز فرض ہو خانہ کعبہ کے اندر نماز جائز ہے، یہ جو بعض روایات میں آیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے خانہ کعبہ کے اندر نماز نہیں پڑھی یہ راویوں کی لاعلمی ہے یا ان کی بھول ہے بالکل واضح اور راجح بات یہی ہے جو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے بیان کی ہے نبی اکرم ﷺ نے خانہ کعبہ کے اندر نماز پڑھی ہے کیونکہ یہ آپ کے ساتھ تھے۔ ان کا بیان سب سے زیادہ قابل اعتماد ہے۔ ثابت ہوا کہ خانہ کعبہ کے اندر نماز پڑھنا جائز ہے۔ (عون المعبود: ۲/۱۶۲)

٣٤٥٥۔ عائشةُ: قلت: يا رسول الله أدخل البيت، قال: ((ادخلي الحِجْر فإنه من البيت)). (لمالك، وأصحاب، السنن)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے عرض کی: میں کعبہ کے اندر جاؤں؟ آپ نے فرمایا: "تو حجر (حطیم) کے اندر داخل ہو جا۔ وہ بھی کعبہ کا حصہ ہے۔" (مالک واصحاب سنن)

پروفیسر عبدالقیوم لائبریری
کتاب نمبر 002541
دار المعارف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یادداشت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

انصار السنہ
پبلیکیشنز

کے زیر اہتمام

سلسلۃ خدمۃ الحدیث النبوی

کے عنوان سے شائع کردہ

خوبصورت اور معیاری مطبوعات

اردو زبان میں پہلی مرتبہ

ترجمہ، شرح اور تحقیق وتخریج کے ساتھ

اسلامی اکادمی

الفضل مارکیٹ، 17۔اردو بازار لاہور

فون 042-37357587